صدر ہند، شری سنجیوا ریڈی ۱۹ ردسمبر ۱۹۸۰ء کو ممبئی تشریف لائے تھے۔
سانتاکروز ہوائی اڈے پر مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی مہرا اور وزیر اعلیٰ شری
اے آر انتولے نے گرمجوشی سے آپ کا خیر مقدم کیا۔ زیر نظر تصویر میں (بائیں سے
دائیں) شری جے سکھ لال ہتھی، گورنر پنجاب، شری بابوراؤ شیلٹے میئر ممبئی،
شری اے۔ آر انتولے، وزیر اعلیٰ، صدر شری سنجیوا ریڈی، گورنر شری
او۔ پی مہرا اور شری جسونت راؤ تلک، وزیر برائے انرجی اور پروٹوکول دیکھے
جا سکتے ہیں

گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی مہرا نے ۱۹ ردسمبر ۱۹۸۰ء کو ممبئی میں منعقدہ
بھارتیہ ودیا بھون کے ایک خاص اجتماع میں صدر ہند شری سنجیوا ریڈی
کی خدمت میں بھارتیہ ودیا بھون کی اعزازی رکنیت پیش کی۔ یہ اسی موقع
کی تصویر ہے۔

صدر ہند شری سنجیوا ریڈی
۲۰ ردسمبر ۱۹۸۰ء کو ایئر فورس اسٹیشن پونے پر
ہندوستانی ہوائی فوج کے 'فلائنگ ڈریگن'
نامی دستے اور 'بیٹل ایکس' دستے کو پرچم پیش
کرتے ہوئے۔ اوپر تھن کرن ایئر کرافٹ سے ریلی دھواں

قومی راج

جلد نمبر ۸ ★ شمارہ نمبر ۲ ★ ۲۵ر جنوری ۱۹۸۱ء
ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ: دس روپے ★ فی کاپی: پچاس پیسے

ترتیب:

ایڈیٹر: مسٹر ...نت وٹھنکر ★ مینجنگ ایڈیٹر: مسٹر ایم. ایشورراج ماتھر ★ نگراں: مسٹر خواجہ عبدالغفور
ایڈیٹر: ...یاض احمد خاں ★ سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

قارئین کی رائے

* **عتیق احمد عتیق**

نیاپورہ، مالیگاؤں (ناشک) ۴۲۳۲۰۳

اُردو کے معدودے چند خوبصورت اور دیدہ زیب رسائل میں 'قومی راج' ایک ایسا رسالہ ہے جس کا ہر شمارہ اپنی شانِ یکتائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس کا ظاہری حسن محض قیمتی کاغذ اور بہترین طباعت کے اہتمام پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اچھی کتابت کا بھی مظہر ہے، پھر مواد و معیار کا جہاں تک تعلق ہے ان کا دارو مدار صد فیصد آپ کی خصوصی توجہ پر مبنی ہے نیز مشمولہ تخلیقات کے پس منظر یا مفہوم و معنی کو مرقعات کی شکل دیکر سلیقے سے اُجاگر کر دینا اس پر مستزاد۔

●

* **ایچ۔ اے صدیقی**

انٹرمیڈیٹ بورڈ، یو۔پی، الہ آباد۔ (یو۔پی)

'منشی پریم چند خصوصی نمبر' کی اشاعت نے اُردو ادب اور ادارت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ 'قومی راج' کے اس خاص نمبر نے عام قارئین [illegible] اُردو زبان کے اسکالرس کو بھی چونکا دیا۔ خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ صوری و معنوی دونوں اعتبار سے خاص نمبر کی اشاعت آپ کے ادارہ کی روایتی خصوصیت رہی ہے مبارکباد قبول فرمائیں، اس شمارے کے قلمکاروں کو بھی آپ کے توسط سے دلی مبارکباد۔

●

* **مولینا ابراہیم عمادی ندوی**

موضع فتح پور۔ پوسٹ: بڑا گاؤں، ضلع اعظم گڈھ (یو۔پی)

'یوم آزادی نمبر ۸۰ء' بہت خوب ہے۔ مضامین علمی اور تحقیقی ہیں یہ بڑی خوبی اس پرچے کی ہے۔ افسانے اس میں نہیں ــ افسانوں کا دور ختم ہو چکا۔ 'تہذیب اللغات' مضمون اچھا ہے ایک نئے گوشے سے تحقیقی کام کیا گیا ہے۔ لیکن "نغمۂ انقلاب" مضمون صحیح نہیں۔ صرف ایک پہلو کو سامنے رکھا گیا ہے موجودہ حالات ایسے مضامین کے لئے موزوں نہیں۔ جی چاہتا ہے کہ صفائی کے ساتھ کچھ لکھوں۔ الحمد اللہ، گاندھی جی، مولینا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، راجگوپال اچاری، حکیم اجمل خاں، حسرت موہانی ان بزرگوں کی خدمت کرنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کا اچھا موقع ملا اور ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کی شاگردی میں بہت کچھ سیکھا۔ آجکل کے حالات کو دیکھ کر جی کڑھتا ہے۔

*

* **اختر الاسلام** مدیر 'میرٹھ میلہ'

۱۵۸۔ شاہ نتھن، میرٹھ۔ (یو۔پی)

آپ کے موقر جریدہ کے ذریعہ سرزمین مہاراشٹر کی ترقی و کامرانی کا حال نظر نواز ہوا۔ آپ نے اس سلسلے میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب عبدالرحمٰن انتولے کے پیکر میں پنہاں تنظیمی اور تعمیری صلاحیتوں کی خوب ہی عقدہ کشائی کی ہے۔

۹ جون ۱۹۸۰ء کو اپنے عہدہ کا چارج لینے کے بعد ارض مہاراشٹر کو جنت نظیر بنانے کے لیئے جو حوصلہ افزا اقدام وزیر اعلیٰ نے اُٹھائے ہیں وہ نہ صرف قابلِ تحسین ہیں بلکہ قابلِ تقلید بھی۔ کیا اچھا ہو کہ اس کساد بازاری اور باہمی رقابتوں کے دورِ کشاکش میں دیگر پرانتوں کے سربراہان بھی انتولے صاحب کے نقشِ قدم پر چلیں۔

*

• **محسن جلگانوی**

۱۸/ ۸۶۷، ریلوے بلڈنگس، ساؤتھ لالہ گوڑہ، سکندرآباد ۱۷

'ستمبر ۸۰ء' کا قومی راج موصول ہوا۔ اس شمارے میں جناب خواجہ عبدالغفور صاحب کا مضمون "کنہیا" اور "فانی و میر کے کلام میں مماثلت" کے ساتھ ہی جناب ندا فاضلی اور جناب ظفر گورکھپوری کی غزلیں خاصہ کی چیزیں ہیں۔

*

• **عارف علی بکسیلر**

لطیف مارکیٹ، خیرآباد (اودھ) یو۔پی

'منشی پریم چند خصوصی نمبر' نظر سے گذرا، بہت ہی خوبصورت ڈھنگ سے آپ نے ترتیب دیا ہے اس میں آپ نے جو محنت کی ہے اس پر میں آپ کو مُبارکباد پیش کرتا ہوں۔

*

* **مصطفٰے مومن** ۔ واسع پور، بھلی روڈ، دھنباد

"قومی راج" غیاث احمد گدی صاحب کے توسط سے پڑھتا رہتا ہوں۔ 'قومی راج' ہر لحاظ سے معیاری اور اعلیٰ ادب سے مزین رہتا ہے 'منشی پریم چند خصوصی نمبر' بہت خوب ہے۔

مہاراشٹر زراعتی محاذ پر

سکریٹری محکمۂ زراعت

مہاراشٹر کی خوشحالی کا تصور کھیتوں اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے بغیر ناممکن ہے۔ آبادی کا ۷۰ فیصد حصہ کاشتکار طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کی خوشحالی تو اول اہم ہے ہی لیکن اس کے ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی کی ضرورت کے مطابق اناج، دالوں اور تلہن کی پیداوار بھی اتنی ہی اہمیت رکھتی ہے۔ خود اشیاء کے علاوہ زراعتی پیداوار میں صنعتوں میں استعمال ہونیوالی اشیاء مثلاً کپاس، گنے وغیرہ کی کاشت بھی اسی طرح کافی اہمیت کی حامل ہے۔ بیروزگاری کی وجہ سے دیہی آبادی کا ایک بڑا حصہ شہروں کا رُخ کرتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء سب سے ضروری سمجھی جاتی ہیں لہٰذا زرعی پیداوار معیشت کے لحاظ سے بھی اہم ہے۔

پلاننگ کمیشن کی نظر میں زراعتی ترقیات کا مطلب "سماجی انصاف" اور دیہی علاقوں میں "روزگار کے مواقع" پیدا کرنا ہے۔ اس سلسلے میں "خود کفالتی" کو پلاننگ کمیشن نے اپنی پالیسی کا مقصد قرار دیا ہے۔ حکومت مہاراشٹر نے بھی زراعتی پیداوار سے متعلق باضابطہ پروگرام کے تحت زراعت میں خودکفیل بننے کا فیصلہ کیا ہے۔

قارئین کی رائے

★ **عتیق احمد عتیق**

نیا پورہ، مالیگاؤں (ناشک) ۴۲۳۲۰۳

اُردو کے معدودے چند خوبصورت اور پسندیدہ زیب رسائل میں "قومی راج" ایک ایسا رسالہ ہے جس کا ہر شمارہ اپنی شانِ یکتائی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس کا ظاہری حُسن محض قیمتی کاغذ اور بہترین طباعت کے اہتمام پر ہی مشتمل نہیں بلکہ اچھی کتابت کا بھی مظہر ہے، پھر مواد و معیار کا جہاں تک تعلق ہے ان کا دار و مدار صد فیصد آپ کی خصوصی توجہ پر مبنی ہے نیز مشمولہ تخلیقات کے پس منظر یا مفہوم و معنی کو مرقعات کی شکل دیگر سلیقے سے اُجاگر کر دینا اس پر مستزاد۔

•

★ **ایچ۔ اے صدیقی**

انٹرمیڈیٹ بورڈ، یو۔پی، الہ آباد۔ (یو۔پی)

"منشی پریم چند خصوصی نمبر" کی اشاعت نے اُردو ادب اور ادارت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ "قومی راج" کے اس خاص نمبر نے عام قارئین [illegible] اُردو زبان کے اسکالرس کو بھی چونکا دیا۔ خاموشی اور سنجیدگی کے ساتھ صوری و معنوی دونوں اعتبار سے خاص نمبر کی اشاعت آپ کے ادارہ کی روایتی خصوصیت رہی ہے [illegible] فرمایا ہیں، اس شمارے کے قلمکاروں کو بھی آپ کے توسط سے دِلی مُبارکباد۔

•

★ **مولانا ابراہیم عمادی ندوی**

موضع فتن پور۔ پوسٹ: بڑا گاؤں، ضلع اعظم گڈھ (یو۔پی)

"یوم آزادی نمبر ۸۰ء" بہت خوب ہے۔ مضامین علمی اور تحقیقی ہیں یہ بڑی خوبی اس پرچے کی ہے۔ افسانے اس میں نہیں — افسانوں کا دور ختم ہو چکا۔ "تہذیب اللغات" مضمون اچھا ہے ایک نئے گوشے سے تحقیقی کام کیا گیا ہے۔ لیکن "نغمۂ انقلاب" مضمون صحیح نہیں۔ صرف ایک پہلو کو سامنے رکھا گیا ہے موجودہ حالات ایسے مضامین کے لئے موزوں نہیں۔ جی چاہتا ہے کہ صفائی کے ساتھ کچھ لکھوں۔ الحمد اللہ "گاندھی جی، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر انصاری، راجگوپال اچاری، حکیم اجمل خاں، حسرت موہانی ان بزرگوں کی خدمت کرنے اور ان سے فیض حاصل کرنے کا اچھا موقع ملا اور ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کی شاگردی میں بہت کچھ سیکھا۔ آجکل کے حالات کو دیکھ کر جی کڑھتا ہے۔

★

★ **اختر الاسلام، مدیر "میرٹھ میلہ"**

۱۵۸۔ شاہ نتھن، میرٹھ۔ (یو۔پی)

آپ کے موقر جریدہ کے ذریعہ سرزمین مہاراشٹر کی ترقی و کامرانی کا حال نظر نواز ہوا۔ آپ نے اس سلسلے میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب عبدالرحمٰن انتولے کے پیکر میں پنہاں تنظیمی اور تعمیری صلاحیتوں کی خوب ہی عقدہ کشائی کی ہے۔

۹ رجون ۱۹۸۰ء کو اپنے عہدہ کا چارج لینے کے بعد ارضِ مہاراشٹر کو جنت نظیر بنانے کے لیے جو حوصلہ افزا قدم وزیر اعلیٰ نے اُٹھائے ہیں وہ نہ صرف قابلِ تحسین ہیں بلکہ قابلِ تقلید بھی۔ کیا اچھا ہو کہ اس کساد بازاری اور باہمی رقابتوں کے دورِ کشاکش میں دیگر پرانتوں کے سربراہان بھی انتولے صاحب کے نقشِ قدم پر چلیں۔

★

• **محسن جلگانوی**

۱۸/۸۶۷، ریلوے بلڈنگس، ساؤتھ لالہ گوڑہ، سکندرآباد ۱۷

۱۱ ستمبر ۸۰ء کا قومی راج موصول ہوا۔ اس شمارے میں جناب خواجہ عبدالغفور صاحب کا مضمون "کنھیا" اور "فانی و میر کے کلام میں مماثلت" کے ساتھ ہی جناب ندا فاضلی اور جناب ظفر گورکھپوری کی غزلیں خاصہ کی چیزیں ہیں۔

★

• **عارف علی بکسیلر**

لطیف مارکیٹ، خیرآباد (اودھ) یو۔پی

"منشی پریم چند خصوصی نمبر" نظر سے گذرا، بہت ہی خوبصورت ڈھنگ سے آپ نے ترتیب دیا ہے اس میں آپ نے جو محنت کی ہے اس پر میں آپ کو مُبارکباد پیش کرتا ہوں۔

★ **مصطفےٰ مومن** ۔ واسع پور، بھلی روڈ، دھنباد

"قومی راج" غیاث احمد گدی صاحب کے توسط سے پڑھتا رہتا ہوں۔ "قومی راج" ہر لحاظ سے معیاری اور اعلیٰ ادب سے مزین رہتا ہے "منشی پریم چند خصوصی نمبر" بہت خوب ہے۔

مہاراشٹر زراعتی محاذ پر

سکریٹری، محکمۂ زراعت

مہاراشٹر کی خوشحالی کا تصور کھیتوں اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے بغیر ناممکن ہے۔ آبادی کا ۷۰ فیصد حصہ کاشتکار طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کی خوشحالی تو اول اہم ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ بڑھتی ہوئی آبادی کی ضرورت کے مطابق اناج، دالوں اور تلہن کی پیداوار بھی اتنی ہی اہمیت رکھتی ہے۔ خور [illegible] کے علاوہ زراعتی پیداوار میں صنعتوں میں استعمال ہونیوالی اشیاء مثلاً [illegible] اس، گنے وغیرہ کی کاشت بھی اسی طرح کافی اہمیت کی حامل ہے۔ بیروزگاری کی وجہ سے دیہی آبادی کا ایک بڑا حصہ شہروں کا رُخ کرتا ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء سب سے ضروری سمجھی جاتی ہیں لہٰذا زرعی پیداوار معیشت کے لحاظ سے بھی اہم ہے۔

پلاننگ کمیشن کی نظر میں زراعتی ترقیات کا مطلب "سماجی انصاف" اور دیہی علاقوں میں "روزگار کے مواقع" پیدا کرنا ہے۔ اس سلسلے میں "خود کفالتی" کو پلاننگ کمیشن نے اپنی پالیسی کا مقصد قرار دیا ہے۔ حکومت مہاراشٹر نے بھی زراعتی پیداوار سے متعلق باضابطہ پروگرام کے تحت زراعت میں خودکفیل بننے کا فیصلہ کیا ہے۔

باجرے کی تیار فصل

ترقیات :

مہاراشٹر میں کُل زراعتی اَراضی ۱۹۸ لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں سے دو تہائی علاقے میں خریف اور بقیہ علاقے میں ربیع فصل کی کاشت کی جاتی ہے۔ زراعتی پیداوار کا زیادہ تر دارو مدار جنوب مغربی مانسون ہواؤں پر ہے ربیع فصل کے لیئے چونکہ کم نمی درکار ہے، لہٰذا اکثر یہ فصل خراب ہو جاتی ہے بارش کی کمی وزیادتی کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار پر کافی اثر پڑتا ہے۔

مہاراشٹر میں ۶۱-۱۹۶۰ء کے دوران اناج کی پیداوار ۷۰ لاکھ ٹن تک جا چکی تھی لیکن مذکورہ وجوہات کی بنا پر ۷۳-۱۹۷۱ء میں یہ پیداوار گھٹ کر ۴۲ لاکھ ٹن ہوگئی۔ درحقیقت ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۴ء کے دوران درمیانی سالوں میں ریاست میں قحط کی صورت حال رہی اور پیداوار پر نہایت ہی بُرا اثر پڑا تھا۔ صرف ۷۴-۱۹۷۳ء سے حالت میں بہتری پیدا ہوئی۔ جوار اور اُونچی فصلوں کی وسیع پیمانے پر کاشت کی وجہ سے ۱۹۷۳ء سے ۸۰-۱۹۷۹ء تک اناج کی پیداوار میں اضافہ ہوتا رہا اور ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۱۰۳٫۶۲ لاکھ ٹن اناج پیدا ہوا۔

پیداوار کا جائزہ :

پلاننگ کمیشن کے مشاہدے کے مطابق ۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران زرعی پیداوار میں ۴ فیصد اضافہ ہوا تھا۔ جبکہ ریاستی سطح کے اندازہ کے مطابق پیداوار اضافہ زراعتی اور اناج کی پیداوار میں بالترتیب ۳٫۶ فیصد اور ۴٫۱ فیصد تھا۔ چھٹے پنج سالہ منصوبہ مدّت میں زراعت سے متعلق اور بہتر اقدامات کیئے جائیں گے۔

جوار اور اُونچی فصل :

جوار اور اونچی فصل کی کاشت والے علاقوں میں اضافہ کے لیئے ایک مخصوص پروگرام اپنایا جارہا ہے۔ ۶۷-۱۹۶۶ء اور ۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران فصلوں کا موازنہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو گی کہ اول الذکر سال کے دوران یہ علاقہ صرف ایک لاکھ ہیکٹر اراضی پر مشتمل تھا جبکہ موخرالذکر سال میں یہ اراضی ۴٫۴۳ لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔ اب چھٹے پنج سالہ منصوبہ مدّت میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ کُل ۱۰۳٫۹۲ لاکھ ہیکٹر اراضی میں سے ۷٫۶۴ لاکھ ہیکٹر اراضی پر یہ پروگرام آزمایا جائے۔

بیج :

حکومت بیج کی قلت دُور کرنے کے لیئے پوری کوشش کر رہی ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں اس کام کے لیئے ۱۴٫۴ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ریاست مہاراشٹر میں تعلقہ سیڈ فارم، مہاراشٹر اسٹیٹ سیڈ کارپوریشن، ایگریکلچرل یونیورسٹیاں اور چند نجی ادارے بیج کی پیداوار

پروجیکٹ کے تحت بائیں کنارے کی نہر کے پانی سے ایک کھیت کی سنچائی۔

کرتے ہیں. تعلقہ سیڈ فارموں کی تعداد ۲۲۳ ہے اور یہ ۸۱۶ ، ۴ ہیکٹر اراضی پر ۱۵۰۰۰ کوئنٹل اعلیٰ قسم کے بیج پیدا کرتے ہیں جو کسانوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں. محکمۂ زراعت نے ۷۱-۱۹۷۰ء میں ایک شعبۂ تصدیق قائم کیا تھا. جس کے ذریعہ ۷۹-۱۹۷۸ء کے دوران ۱۹۱۰۰۰ کوئنٹل جوار بیج کی جانچ کے بعد منظوری دی گئی. چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے آخر تک ۲٫۴۴ لاکھ کوئنٹل جوار بیج فراہم کئے جانے کی توقع ہے.

کھاد:

کھاد کا استعمال چونکہ کم ہو رہا ہے، اس لئے کوشش کی جا رہی ہے کہ ۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران متوقع ۲۱٫۴ لاکھ ٹن کھاد کی کھپت میں تدریج اضافہ کرتے ہوئے ۸۵-۱۹۸۴ء تک ۸٫۵۱ لاکھ ٹن کھاد زیر استعمال لائی جائے. چھوٹے، درمیانی اور قبائلی کسانوں میں کھاد کی کھپت بڑھانے کے لئے انھیں ترغیب دی جائے گی کہ وہ کھاد کے سلسلہ میں رعایتوں کا فائدہ اُٹھائیں. ۱۹۸۰ء اگست سے کھاد کی قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر ریاستی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ سوائے گنّے کی فصل کے ۴ ہیکٹر اراضی کے مالکان کسانوں کو کھاد کی قیمت کا ½ حصہ بطور امداد مہیا کیا جائے گا.

دالیں:

۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران ۸٫۱۰ لاکھ ٹن دالوں کی پیداوار رہوئی جو یقیناً

فصل کی حفاظت کے لئے جراثیم کش ادویات کا چھڑکاؤ

گذشتہ سالوں سے کہیں زیادہ ہے. اب ایک خصوصی پروگرام کے تحت جس پر لاگت کا اندازہ چار کروڑ روپے ہے ۸۵-۱۹۸۴ء تک دالوں کی پیداوار ۱۷٫۱۴ لاکھ ٹن تک بڑھ جانے کی توقع ہے. اس پروگرام کے تحت بہتر کیمیائی اور زراعتی طریقوں کو اپنایا جائے گا. ۸۲-۱۹۸۱ کے دوران ان سارے اقدامات پر ۱۶۹٫۱۲ لاکھ روپے کے اخراجات اندازہ لگایا گیا ہے.

آل انڈیا ریڈیو کے ناگپور اسٹیشن سے نشریاتی دو پروگرام "مازے گھ مازے وروِر" اور "نبھووانی شیتکری منڈل" کی دسویں سالگرہ کے موقع دریاپور میں، دریاپور اور انجن گاؤں پنچایت سمیتی اور خرید و فروخت یونین مشترکہ طور پر ایک تقریب کا اہتمام کیا تھا. مہاراشٹر اسٹیٹ واٹر سپلائی اینڈ سیوریج بورڈ کی چیرمین شریمتی وسودھا دیشمکھ نے اس تقریب کا افتتاح کیا اور ڈسٹرکٹ کلکٹر شری انوپم داس گپتا نے صدارت کی. زیر نظر تصو اسی تقریب کی ہے.

نالہ بندی سے کنوؤں میں پانی بھرا رہتا ہے

تلہن:

اسی طرح تلہن کی پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات تجویز کئے گئے ہیں۔ ۸۰-۱۹۷۹ء میں تلہن کی پیداوار ۵۲ء۸ لاکھ ٹن ہوئی تھی۔ چھٹے پنجسالہ منصوبہ مدت میں ان اقدامات کے نتیجہ میں اُمید ہے کہ تلہن کی پیداوار اوسطاً ہر سال ۸ء۸ فیصد بڑھا کرے گی۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران ان اقدامات پر اخراجات کا اندازہ ۵۰ء۱۱۲ لاکھ روپے ہے۔

باغبانی ترقیات:

مہاراشٹر میں آم، کیلے، ناریل، سنگترے اور انگور جیسے اہم پھلوں کی کاشت افراط سے کی جاتی ہے۔ باغبانی دیہی علاقوں میں خصوصاً اور شہری علاقوں میں عموماً چھوٹے اور درمیانی درجے کے کسانوں کے لئے ایک ضمنی ذریعۂ معاش بھی ہے اور زراعتی صنعت میں معاون کاروبار بھی۔ اسی لئے حکومت اس کام کو فروغ دینے کے لئے وسیع پیمانہ پر اقدامات کر رہی ہے۔

کپاس:

کپاس، مہاراشٹر کی سب سے اہم فصلوں میں سے ایک ہے۔ ریاست میں ۴۷ء۲۲ لاکھ ہیکٹر اراضی پر عام سالوں میں کاشت کی جاتی ہے۔ خاطر خواہ اقدامات کے نتیجہ میں کپاس کی فصل میں بھی سال بہ سال اضافہ ہوتا رہا ہے۔ ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۳۰ء۱۷ لاکھ گانٹھ کپاس حاصل ہوئی تھی اور اب ۸۵-۱۹۸۴ء تک یہ تعداد ۲۰ لاکھ گانٹھ ہو جانے کی توقع ہے۔ اراضی کے لحاظ سے بھی ۸۱-۱۹۸۰ء میں کل ۲۷ لاکھ ہیکٹر اراضی پر کپاس کی کاشت متوقع ہے۔ چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کے خاتمے تک ۲۰ لاکھ گانٹھ فصل کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس نشانہ کو حاصل کرنے کی غرض سے ریاستی سطح کے اقدامات کے ساتھ ساتھ کپاس کی کاشت میں اضافہ سے متعلق مرکزی اسکیمات بھی عمل میں لائے جا رہے ہیں۔

گنّا:

ملک میں شکر کی صنعت ایک بڑی صنعت مانی جاتی ہے۔ ریاست مہاراشٹر میں بھی گذشتہ ۳۲ سالوں سے نئے آب پاشی پروجیکٹوں اور کنوؤں کی کھدائی جیسے اقدامات کے ذریعہ گنّے کی فصل میں اضافہ کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں امداد باہمی شکر کارخانوں کے ذریعہ ایک پائیلٹ پروجیکٹ پر عمل بھی کیا جا رہا ہے۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۵۷ء۲۱ لاکھ ٹن گنّے کی کاشت کی گئی۔ اس طرح ۲۰ سالوں میں یہ اضافہ ۲۴،۸۷ فیصد رہا۔ اس کے باوجود ضمنوں کو دیکھتے ہوئے مقدار فصل ناکافی ہے۔

پانی جمع کرنے کے لئے بند کا ایک منظر

زراعتی ترقیات کے لئے تربیت اور دَورے :

اب زراعت کی ترقی کے لئے بہتر انتظامی طریقوں کا اپنا
وسائل محدود ہونے کی وجہ سے یہ طریقہ کار اُمید افزا ثابت ہوگا۔ لہذا
دَورہ اسکیم" کے تحت خصوصی کارکنوں کو نئی تکنک سے واقف کرایا جا
وہ شخصی طور پر دوسرے کسانوں سے رابطہ قائم کریں اور انھیں زر
اقدامات عمل میں لانے کی ترغیب دیتے رہیں۔

شعبۂ معلومات : کسانوں کو زراعت سے متعلق ضروری با
آگاہی ہونی چاہیئے۔ اسی لئے شعبۂ معلومات کو اور بہتر بنایا
جو کسانوں کو زراعتی پیداوار اور اس کے وسائل سے متعلق ضر
میں بروقت رہنمائی کیا کرے گا۔ اس طرح اُمید ہے کہ یہ اقدام
میں فروغ کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔

اناج اور تلہن میں خودکفالتی :

چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کے خاتمہ تک بیجوں کی فصل ۹۷، ۱۱۰
تک ہونے کی توقع ہے جبکہ نیشنل سیمپل سروے کے مطابق درکا
۳۶، ۱۰۲ الاکھ ٹن ہے۔ اسی طرح گھریلو استعمال کے علاوہ
۹۵، ۳ الاکھ ٹن میں سے ۳۶، ۳ الاکھ ٹن تیل حاصل ہونے کی ا
ہوٹلوں اور گھریلو استعمال کی ضرورت ۹۳ فیصد تک پوری
دالوں کی پیداوار بھی ۴۶، ۱۲ الاکھ ٹن درکار پیداوار کے م
۴، ۱۷ الاکھ ٹن حاصل ہوگی جبکہ ۸۷، ۱۲ الاکھ ٹن پیداوار حاصل
مذکورہ بالا نتائج کو دیکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ ریاست
چھٹے پانچسالہ منصوبہ کے خاتمے تک اناج اور تلہن کی پیدا
معاملے میں خودکفیل بن جائے گی۔

چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے دوران اس فصل میں اضافہ کی کوشش
کی جائے گی۔ ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۲۸، ۸۹ ٹن فی ہیکٹر اراضی کے حساب
سے ۱۹۸ الاکھ میٹرک ٹن گنے کی کاشت ہوئی۔ ۸۵-۱۹۸۴ء تک
یہ پیداوار ۵، ۹۵ ٹن فی ہیکٹر اراضی کے حساب سے ۲۷۱ لاکھ ٹن
حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اراضی ترقیات :

قابلِ کاشت اراضی کی دیکھ بھال کے لئے اراضی کی احاطہ
بندی، نالہ بندی اور زمین کی ہمواری جیسے اقدامات کئے جاتے ہیں
چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کے دوران ترقیات اراضی سے متعلق شعبہ
۴۸، ۱۰ الاکھ ہیکٹر اراضی کی بنڈنگ، ۵۲،۰۰۰ ہیکٹر اراضی کی احا
بندی، ۹،۰۵۶ نالہ بندی، ۱۶،۰۰۰ ہیکٹر اراضی کی ہمواری اور ۱۷،۰۰۰
ہیکٹر اراضی پر باغبانی جیسے کاموں پر توجہ دے گا۔ اراضی ترقیات
سے متعلق کئے گئے اقدامات کے نتیجہ میں ۸۰-۱۹۷۹ء تک ۸۲،۵۴
لاکھ ہیکٹر اراضی پر بنڈنگ، ۹۴، ۱ الاکھ ہیکٹر اراضی پر احاطہ بندی اور
۱۷،۲۷۱ نالے تعمیر کئے جا چکے ہیں۔

مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ شری ارجن سنگھ، مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش کے مشترکہ آبپاشی اور ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹس کے لئے انٹر اسٹیٹ [بورڈ] کی دسویں سالگرہ کے موقع پر ۱۲ جنوری ۱۹۸۱ء کو ناگپور میں منعقدہ تقریب میں بحیثیت مہمان خصوصی شریک تھے۔ زیر نظر تصویر میں آپ اجتماع [سے] خطاب فرما رہے ہیں۔ ڈائس پر بائیں سے دائیں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر انتولے جنھوں نے تقریب کی صدارت کی۔ وزیر برائے [آب]پاشی شری بی جی کھنال اور وزیر مملکت برائے جنگلات شری سیتش چترویدی تشریف فرما ہیں۔

[کا]میابی کے دس سال
آبپاشی کے میدان میں
مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش کی مشترکہ کوششیں

مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش میں آبپاشی اور ہائیڈرو الیکٹریکل پروجیکٹس شروع کرنے کے لئے تشکیل شدہ بین الریاستی کنٹرول بورڈ نے اپنی کامیابیوں کے دس سال مکمل کر لئے ہیں۔ اس عرصہ میں بورڈ نے دونوں ریاستوں کے تعاون کی وجہ سے آبپاشی کے ۵ پروجیکٹ مکمل کر لئے اور دونوں ریاستوں میں مجموعی طور پر ۵۰،۵۰۰ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی گئی ہے۔
مندرجہ ذیل مضمون بورڈ کی سرگرمیوں کی تفصیلات پیش کرتا ہے:

مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش کی سرحد ۱۴۰۰ کلو میٹر (۹۰۰ میل) لمبی ہے۔ مدھیہ پردیش میں ست پڑا اور وندھیا کے پہاڑی

سلسلوں سے کئی بین الریاستی دریا نکلتے ہیں۔ نربدا، تاپی اور گوداوری کی معاون ندیاں (پینچ، وین گنگا، کن ہان اور اندراوتی) مدھیہ پردیش سے ہوتی ہوئی مہاراشٹر میں آتی ہیں۔ ان دریاؤں کو آبپاشی کے لئے استعمال کرنے کے امکانات پائے جاتے ہیں۔

اپنی نوعیت کا واحد بورڈ

ان دریاؤں کو آبپاشی کے لئے استعمال کرنے کی خاطر دس سال قبل بین الریاستی کنٹرول بورڈ تشکیل دیا گیا تھا۔ دو ریاستوں سے ہوکر بہنے والی ندیوں کو دونوں ریاستوں میں آبپاشی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کرنے کی خاطر باہمی تعاون کی بنیاد پر تشکیل شدہ یہ بین الریاستی کنٹرول بورڈ ملک میں اپنی نوعیت کا واحد بورڈ ہے۔

ملک میں دوسرے بھی بین الریاستی کنٹرول بورڈ پائے جاتے ہیں لیکن وہ صرف ایک پروجیکٹ پر کام کرتے ہیں جب کہ زیر بحث بورڈ ایک سے زائد پروجیکٹوں پر کام کر رہا ہے۔

پس منظر

آبپاشی اور بجلی سے متعلق وزارتی سطح پر پہلا بین الریاستی سمجھوتہ ۱۹۶۴ء میں باگھ اور کرونڈ آبپاشی پروجیکٹ، پینچ ہائیڈل پروجیکٹ تاپی اسٹیج II کثیر المقاصد پروجیکٹ سے متعلق ہوا۔ اس کے بعد اپریل ۱۹۶۵ء میں نربدا پر جل سندھی ہائیڈل پروجیکٹ دسمبر ۱۹۶۸ء اور مئی ۱۹۶۹ء میں پینچ باگھ کالی سرار، وردھا تاپی اسٹیج I اور II بھوپال پٹنم، باون تھاڑی اور دیگر پروجیکٹوں سے متعلق سمجھوتے ہوئے بین الریاستی پروجیکٹوں کی تعداد اور ان کی سرگرمیوں میں اضافہ کی وجہ سے یہ محسوس کیا گیا کہ دونوں ریاستوں کے تمام تر خلوص اور دلچسپی کے باوجود اہم امور پر ریاستی سطح پر فیصلہ لینے میں تاخیر ہوتی ہے لہٰذا مئی ۱۹۶۹ء میں مشترکہ پروجیکٹوں کی بہتر و بروقت کارکردگی کے مقصد کے پیش نظر بین الریاستی کنٹرول بورڈ کی تشکیل پر غور کیا گیا اور نتیجتاً ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء کو مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش نے ایک ساتھ اس بورڈ کی تشکیل کا اعلان کیا۔

بین الریاستی کنٹرول بورڈ پر پروجیکٹوں کے سروے اور رپورٹ کی تیاری بین الریاستی پروجیکٹ کی تشکیل اور مکمل شدہ پروجیکٹ کو چلانے کی ذمہ داری عائد ہے۔ اس سلسلے میں بورڈ متعلقہ ریاست کے انچارج چیف انجینئر کو ہدایات دیتا ہے۔ اور یہ کام ان کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

اس بورڈ میں دونوں ریاستوں کے درمیان پروجیکٹوں کی منصوبہ بندی، ان کی تعمیر کے اخراجات اور باہمی مفاد کے لئے دونوں ریاستوں کے آبی ذرائع کے مشترکہ استعمال سے متعلق بحث ہوتی ہے۔

بورڈ میں لئے گئے فیصلے دونوں ریاستوں کے مفاد کو مدنظر رکھ کر کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا دونوں ریاستوں کی سرحد پر پائے جانے والے آبی ذخیروں کا خاطر خواہ استعمال کرتے ہوئے سرحد پر آبپاشی پروجیکٹ جاری کئے گئے ہیں۔

زیر تعمیر مشترکہ پروجیکٹ کے مختلف کام دونوں ریاستیں آپس میں اپنی اپنی سہولت کے مطابق بانٹ لیتی ہیں۔ اس سلسلے میں باگھ، پینچ ہائیڈروالیکٹرک پروجیکٹ، باون تھاڑی، کالی سرار، بھوپال پٹنم ہائیڈروالیکٹرک پروجیکٹ اور کوٹری، نبرا ہائیڈروالیکٹرک پروجیکٹ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان میں سے باگھ آبپاشی پروجیکٹ مکمل ہو چکا ہے۔ اور دونوں ریاستیں مل کر اسے چلا رہی ہیں۔

پینچ ہائیڈروالیکٹرک پروجیکٹ باون تھاڑی اور کالی سرار پروجیکٹ تکمیل کے مرحلے سے گزر رہے ہیں جب کہ تاپی اسٹیج II اور بری حصہ پروجیکٹ، بھوپال پٹنم، ہائیڈروالیکٹرک پروجیکٹ اور کوٹری نبرا ہائیڈروالیکٹرک پروجیکٹ کی جانچ ہو رہی ہے افسروں کی میٹنگ میں جو مسائل حل نہیں ہوتے وہ بورڈ کی میٹنگ میں حل کئے جاتے ہیں۔

باہمی تعاون

دس سال کے اس عرصے میں دونوں ریاستیں ایک دوسرے کے کافی قریب آگئی ہیں اور ان کے مابین باہمی تعاون اور دوستی کا ایک رشتہ قائم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے بورڈ کے مقاصد کے حصول میں مزید سہولت ہوئی ہے۔ باہمی تعاون کی دو مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ باگھ پروجیکٹ کی مہاراشٹر میں ۲۶ کلومیٹر لمبی مشترکہ

نہر ریاست مدھیہ پردیش بحسن دخوبی چلا رہی ہے۔ خشک سالی کے دنوں میں بھی اس پانی کی تقسیم سے متعلق کوئی تنازعہ نہیں اٹھ کھڑا ہوا۔

۲۔ باون تھاڈی پروجیکٹ کی تعمیر کے پہلے تین سالوں کے تمام اخراجات ایک ریاست برداشت کرے گی۔ ان اخراجات کا ۵۰ فیصد دوسری ریاست آئندہ تین سالوں میں ادا کرے گی۔

بورڈ کی تشکیل

ہر ریاست کے وزیر اعلیٰ ایک سال کے لئے بورڈ کے چیرمین رہتے ہیں ان کے علاوہ دیگر وزراء متعلقہ محکموں کے سکریٹریز، اور متعلقہ پروجیکٹوں کے چیف انجینیروں پر بورڈ مشتمل ہوتا ہے۔ بورڈ کا دفتر ناگپور میں واقع ہے۔ ۱۰ اگست ۱۹۷۱ء کو اس دفتر میں کام شروع ہوا۔ بورڈ کے لئے ایک فل ٹائم سکریٹری دونوں میں کسی ایک ریاست سے ۲ تا ۴ سالوں کے لئے نامزد کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ دونوں ریاستوں کے افسران پر مبنی مختلف کمیٹیاں تشکیل دیجاتی ہیں جو بورڈ کے ساتھ تبادلۂ خیالات کرتی ہیں اور راہ میں حائل دشواریوں کا حل ڈھونڈتی ہیں۔ وہ کمیٹیاں یہ ہیں۔ اسٹینڈنگ کمیٹی، ٹینڈر کمیٹی، مینٹیننس اینڈ مینجمنٹ کمیٹی آف باگھ اری گیشن پروجیکٹ اور کنٹراکٹروں کے مسائل و تنازعات پر غور کرنے کے لئے کمیٹی۔ ان کے علاوہ ذیلی کمیٹیاں بھی تشکیل دی جاتی ہیں جیسے سب کمیٹی فار پوسٹ کنسٹرکشن، مینجمنٹ اینڈ آپریشن آف پاور اسٹیشن اور پینچ ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ کی ترقی کا جائزہ لینے کے لئے تشکیل کردہ ذیلی کمیٹی۔

اکتوبر ۱۹۷۱ء میں بورڈ کی تشکیل کے بعد سے ابھی تک۔ ۱۔ باگھ پروجیکٹ۔ ۲۔ کروندر پروجیکٹ۔ ۳۔ ایبر پروجیکٹ ۴۔ وائی پروجیکٹ۔ ۵۔ سُکی پروجیکٹ، آبپاشی کے یہ پانچ پروجیکٹ مکمل ہوئے ہیں، ان سے تقریباً ۵۰,۵۰۰ ہیکٹر اراضی زیر آب لائی جاسکے گی جس میں سے ۳۹,۸۰۰ ہیکٹر اراضی مہاراشٹر کی اور ۱۰,۷۰۰ ہیکٹر مدھیہ پردیش کی ہوگی۔ اس کے علاوہ مہاراشٹر میں ۵ اور مدھیہ پردیش میں ۳ پروجیکٹ مکمل کر لئے گئے ہیں مہاراشٹر کے ان ۵ پروجیکٹوں سے ۱۴,۰۰۰ ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔ باون تھاڈی آبپاشی پروجیکٹ کالی سرار پروجیکٹ زیر تکمیل ہیں۔ ان دونوں کی تکمیل سے مزید ۴۰,۰۰۰ ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔

آبپاشی کے دیگر ۸ پروجیکٹ ریاست مہاراشٹر و مدھیہ پردیش اور بین الریاستی کنٹرول بورڈ کے زیر غور ہیں۔

ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹوں میں پینچ ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ کی تکمیل جولائی ۱۹۸۳ء تک متوقع ہے اس پروجیکٹ پر مستقبل میں ۸۲۶۰۸ کروڑ روپوں کی لاگت کا اندازہ ہے۔ یہ پروجیکٹ ۱۶۰ میگھاواٹ بجلی پیدا کرے گا جس میں سے مہاراشٹر کا حصہ ۵۳ میگھاواٹ اور مدھیہ پردیش کا حصہ ۱۰۷ میگھاواٹ ہوگا۔ مزید چار ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ دونوں ریاستوں کے زیر غور ہیں۔ ان کے متعلق بورڈ میں فیصلہ ہوا ہے کہ یہ مشترکہ پروجیکٹ ہوں گے۔

ہمارا ملک زمانۂ قدیم سے زراعتی رہا ہے جہاں عام آدمیوں کا پیشہ کاشتکاری ہے۔ ہندوستان کی ۸۰ فیصد آبادی گاؤں اور دیہاتوں میں رہتی ہے اور زیادہ تر لوگ کاشتکاری کرتے ہیں یا کھیتوں میں بحیثیت مزدور کام کرتے ہیں۔ زرعتی ملک ہونے کے باوجود یہاں کاشت کے طریقہ آج بھی وہی ہیں جو زمانہ قدیم سے استعمال ہوتے چلے آرہے ہیں

کاشتکاری کی طرف صحیح توجہ آزادی کے بعد ۱۹۴۷ء سے ہی دی گئی ہے اور حکومتِ ہند نے جس وقت ۱۹۵۲ء پہلا پنجسالہ منصوبہ تیار کیا اس وقت سے زراعت پر سب سے زیادہ توجہ دی جانے لگی کسانوں کو قرض حاصل کرنے کے لئے دیہی کوآپریٹو بینک کی طرف سے سہولت دی گئی تاکہ وہ پرانے طریقۂ کار کو بدلیں جس سے نہ صرف پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو بلکہ کڑی محنت بھی نہ کرنا پڑے۔ حکومت کی زراعت پر خاص توجہ کی وجہ سے نہ صرف کسانوں کو اپنی محنت کا پورا پورا فائدہ ہوا بلکہ کسانوں کے ساتھ ملک میں بھی خوشحالی کی لہر دوڑ گئی اور جہاں تک اناج کا تعلق ہے اس میں ملک خود کفیل ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ کپاس اور شکر دیگر ممالک میں اکسپورٹ کی جانے لگیں۔

زرعی اصلاحات میں سب سے زیادہ توجہ اصلاحات اراضی اور اراضی کی منصفانہ تقسیم پر دی گئی۔

اصلاحات اراضی کا مقصد عین زراعت میں بہتری پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور اہم مقصد زمینداری کے معاملوں میں سماجی انصاف قائم کرنا ہے۔ مہاراشٹر میں ملک کی دیگر ریاستوں کی بہ نسبت محصول اراضی کے انتظامیہ میں کافی فرق ہے۔ ملکیت اراضی یہاں زیادہ تر رعیت واری قسم کی ہے۔ جس کی رو سے اس معاملے میں کاشتکار اور حکومت کے مابین براست لین دین تسلیم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مشرقی اضلاع میں مالگذاری، ساحلی علاقوں میں کھوتی اور چند دیگر علاقوں میں جاگیرداری اور انعامی جائیداد کا طریقہ عام ہے لیکن اب یہ تمام طریقے وقتاً فوقتاً قوانین کے ذریعے ختم کر دیئے گئے۔ اس سلسلے میں سب سے بڑا کارنامہ غیر موجود زمینداری کی لعنت کا خاتمہ ہے جو "زمین بنام کاشتکار" کا طریقہ اپنانے کے نتیجہ میں حاصل ہوا ہے۔

اصلاحات اراضی کے نتیجہ میں دیہی معیشت میں سماجی و معاشی نابرابری دور کرنے میں مندرجہ ذیل اقدامات نہایت معاون ثابت ہوئے۔

۱ - درمیانی حق ملکیت کا خاتمہ
۲ - کرایہ دار کاشتکار کو حق ملکیت
۳ - حدبندی اراضی کے ذریعہ نابرابری کا خاتمہ
۴ - زمینوں کا انضمام اور ان کی مزید تقسیم کی روک تھام
۵ - قبائلیوں کو اراضی کی بازیابی

درمیانی حق ملکیت

تمام انعامی جائیداد مثلاً جاگیر، وتن وغیرہ ۱۹۴۷ء سے وقتاً فوقتاً ملکیت اراضی منسوخ قوانین کے ذریعہ ختم کر دی گئی۔ اس طرح ۵٫۲۶ لاکھ درمیانی حق ملکیت منسوخ ہونے کی وجہ سے ۵۸٫۶۲ لاکھ ہیکٹر اراضی رعیت داری اراضی میں تبدیل ہو کر ۱۳٫۵۰ لاکھ ہیکٹر اراضی سابق مالکان اور قائمی کرایہ داروں وغیرہ کو واپس کر دی گئی۔ ۱۸٫۷۵ لاکھ ہیکٹر بیکار اور جنگلاتی زمین

حکومت کے قبضہ میں دی گئی اور اس میں سے قابل کاشت زمین ، بے زمین لوگوں میں تقسیم کر دی گئی ۔

ان اقدامات کے نتیجہ میں قابل کاشت تمام مالکان اراضی پر صرف حکومت کو ہی واجب الادا محصول اراضی کی ادائیگی لازمی ہوگئی مکانوں کے پلاٹ کا معاملہ بھی اصل قبضہ داروں کیساتھ طے ہوگیا۔ اب صرف مغربی مہاراشٹرا اور مراٹھواڑہ میں دیوستھان انعامی جائیداد رہ گئی ہیں ۔

زمین مالک کاشتکار :۔

بمبئی کرایہ داری و زراعتی زمین ایکٹ بابت ۱۹۴۵ء اور زمین بنام کاشتکار قانون بابت ۱۹۵۶ء کو نفاذ میں لانے کا خاص مقصد کاشتکار کو زمین کے لئے قانونی حفاظت اور اس زمین کا حق ملکیت عطا کرنا ہے۔ اس قانون کی رو سے تمام زمین پر قابض کرایہ دار سوائے نابالغ ، بیوہ ، اپاہج اور فوج میں ملازم افراد ۔ اپنی زمین کے خریدار قرار دیئے گئے ۔ لہٰذا اب تک ۵۰۶ ، ۹۲ ، ۱۱ ایسے کرایہ دار ۲۱۵ ، ۹۰ ، ۱۳ ہیکٹر اراضی کے مالک تسلیم کئے گئے ۔

زمینداروں کو بھی خود کی کھیتی کے لئے زمین رکھنے کا آخری موقع دیا گیا ۴۹۸ ، ۶۷ ، ۳ درخواستوں میں سے ۳۶۴ ، ۷۹۳ درخواستیں اب تک طے کی جا چکی ہیں اور صرف ۵۳۰ ، ۳۵ معاملات میں زمینداروں کو تقریباً ۱۴۸ ، ۱۰۱ ہیکٹر اراضی رکھنے کی اجازت دی گئی سوائے چند معاملات کے "زمین بنام کاشتکار" پالیسی پر عمل آوری کا کام تقریباً مکمل ہوچکا ہے۔ کرایہ داروں سے زمین کی خریداری کی رقم جو کہ ۳۹۶۵۲ کروڑ روپیہ ہے اب تک وصول کی جا چکی ہے۔ جس میں سے ۳۷۶۵۲ کروڑ روپیہ اصل ۱۱ لاکھ مالکان کو دیا جا چکا ہے ۔

قابض کرایہ دار

خریداروں کو اپنی زمین کی ملکیت حاصل کرنے کے لئے حکومت نے ۱۹۷۶ء میں ایک اسکیم وضع کی جس کی رو سے ایسے خریداروں کو تقاوی قرض کی فراہمی منظور کی گئی ۔ اس سلسلے میں چونکہ درج فہرست طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد قرضہ کی قسط کی ادائیگی باقاعدہ ادا کرنے کے قابل نہیں تھے اور اس صورت میں یہ ممکن تھا کہ ان میں سے کسی کو زمین سے ہاتھ دھونا پڑتا ۔ حکومت کی وضع

وزیر اعلیٰ شری اے. آر انتولے ۲۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کو ورشا میں شیتکری سنگھٹنا کے لیڈر شری شرد جوشی سے اطمینان بخش گفتگو کرنے کے بعد مصافحہ کرتے ہوئے ۔

کردہ مذکورہ اسکیم کے تحت انھیں تقریباً ۶ء ۱۶ لاکھ روپیہ بطور تقاوی قرض دیا گیا اسکے علاوہ قبائلی ضمنی منصوبہ والے علاقوں کے لئے ایک خصوصی اسکیم مرتب کی گئی ۔ جس کے تحت ادیباسی خریداروں کو بقایا رقم کی ادائیگی میں مدد دیگئی ۔ اس اسکیم کے ذریعہ دی جانیوالی مالی امداد قیمت خریدار کی رقم کے مساوی جو کل میزان کا چھ گنا کم اور ۱۲ سالانہ قسطوں میں واجب الادا بنا سود قرض کی شکل میں تھی جو قیمت خرید کے بقایا رقم کے مساوی ، یعنی کل میزان کا چھ گنا ۔ لیکن یہ مالی اعانت صرف دو ہیکٹر قطعۂ اراضی کی خریداری کے لئے مخصوص تھی اس سلسلے میں اب تک ۳۸ء ۷ لاکھ روپیہ صرف کیا جا چکا ہے ۔

زمین حاصل کرنے والوں کو مالی امداد

زائد زمین حاصل کرنے والوں کو دیہی پرائمری اداروں کے رُکن کی حیثیت سے نامزد کیا جاتا ہے تاکہ انھیں امداد باہمی اداروں اور قومی بینکوں سے زراعتی و دیگر مالی امداد حاصل ہو سکے ۔ مالی امداد

کی مرکزی اسکیم کے تحت مذکورہ مالکان اراضی کو زراعتی امداد کے بطور بیج، کھاد اور جراثیم کش ادویات وغیرہ کی خریداری کے لئے فی ہیکٹر ۲۵۰ روپیہ کی امداد دی جاتی ہے اس کے علاوہ زرقبیا اراضی کے تحت ۵۰۰ روپیہ دیا جاتا ہے۔ فی ہیکٹر ۵۰ فیصد امداد اور ۵۰ فیصد قرض کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ ان کاموں کے لئے ۷۹-۱۹۷۶ء تک ۴ء۷۶ کروڑ روپیہ خرچ کیا جاچکا ہے

اصل قانون بابت ۱۹۶۱ء کے تحت حدبندی کی ½ زمین یا ۴ء۶ ہیکٹر یا زائد زمین ایک فرد کو دیجاتی ہے۔ سرکاری فاضل زمین کی تقسیم میں بھی تقسیم کی حد ۴ء۶ ہیکٹر مقرر کی گئی ہے۔ بعدازاں یہ حد کم کر کے ۲ ہیکٹر کر دی گئی تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد کو زمین تقسیم کی جا سکے۔ زمین حاصل کرنیوالوں میں کئی ایک بے زمین زراعتی مزدور ہیں جن کے پاس کھیتی کے لئے نہ بیلوں کی جوڑی ہے اور نہ ہی ضروری ساز وسامان۔

اس کے علاوہ حدبندی شدہ علاقہ میں قبضہ دار کو اپنی پسند کی زمین رکھنے کا اختیار دیا گیا ہے اس لئے اکثر تقسیم کے لئے ملنے والی فاضل زمین معمولی نوعیت کی ہوتی ہے۔ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے زمین حاصل کرنے والوں کو پہلے دو موسم کے لئے فصلی امداد دی جاتی ہے۔

ادیباسیوں کے لئے محفوظ زمین

زمین کے سلسلے میں ادیباسیوں کا استحصال کافی عرصہ سے ہوتا رہا ہے۔ پابندیوں کے باوجود ان کی زمین پر اکثر غیر ادیباسی قبضہ کر لیا کرتے تھے۔ اس استحصال کی روک تھام کے لئے مہاراشٹر قانون اراضی محصول اور قانون کرایہ داری (ترمیمی) ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء (۳۵ بابت ۱۹۷۴ء) اور مہاراشٹر قانون بازیابی اراضی بہ تحویل درج فہرست قبائل ایکٹ بابت ۱۹۷۴ء (۱۴ بابت ۱۹۷۵ء) منظور کیئے گئے —

اول الذکر قانون کی رو سے ۶ جولائی ۱۹۷۴ء سے قبل قانون اراضی تحصیل یا اس وقت زیر عمل متعلقہ قانون کے برخلاف کسی قبائلی فرد کی زمین اگر کسی غیر قبائلی فرد کے قبضہ میں دیدی گئی ہو تو ایسی زمین قبائلی فرد کو واپس دی جائے گی۔ یعنی یہ واضح کر دیا گیا کہ ریاستی حکومت کی اجازت کے بغیر غیر قبائلی فرد اب کسی قبائلی فرد کی زمین پر قبضہ نہیں کر سکتا۔

دوسرے قانون کی رو، سے جائز طور پر منتقلی یا تبدیلی کے نتیجہ میں یکم اپریل ۱۹۵۷ء اور ۶ جولائی ۱۹۷۴ء کے درمیان اگر کسی قبائلی فرد کی زمین غیر قبائلی کے قبضہ میں چلی گئی ہو تو یہ زمین قبائلی فرد کو واپس کرنی ہوگی۔ مذکورہ بالا ان دو اقدامات کے نتیجہ میں ۲۵۴ر۳۰ قبائلی طبقات کے لوگوں کو ۷۳ر۳۵ ہیکٹر اراضی واپس دلائی جاچکی ہے۔

قانون بازیابی اراضی کی دفعہ ۱۴ بابت ۱۹۷۴ء کے تحت ایک ادیباسی یا تو غیر ادیباسی کو زمین کے لگان کی ۴۸ گنا رقم ادا کرے یا اگر غیر ادیباسی نے زمین پر قبضہ کی برقراری کے لئے جو رقم ادا کی ہوگی وہ واپس کرے، ان دونوں میں سے صرف وہی رقم ادا کی جائے گی جو کم ہو۔ اس کے علاوہ غیر ادیباسی قبضہ دار نے زمین کی درستگی پر کچھ خرچ کیا ہو۔ تو وہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ رقم کی ادائیگی ۱۲ سالانہ قسطوں میں صرف ½۴ فیصد شرح سود پر ادا کی جاسکتی ہے۔ غیر ادیباسیوں کو اس رقم کی ادائیگی میں مدد کرنے کے لئے ۱۹۷۷ء سے قبائلی ضمنی منصوبہ کے تحت مالی امدادی اسکیم پر عمل کیا جارہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ادیباسیوں کو زمین کے لگان کے ۲۴ گنا امدادی رقم دیجاتی ہے۔ باقی ماندہ رقم بلا سود قرض کے طور پر مہیا کی جاتی ہے۔ یہ امداد دو ہیکٹر اراضی تک محدود ہے۔ اس طرح اب تک ۹۳۷ر۶۶ روپیہ بطور امداد ۲۲۷ر۵۰ روپیہ بطور قرض دیا جاچکا ہے۔ یہ تمام اقدامات دراصل زمین داری کے خاتمہ، کرایہ دار کاشتکار کو حق ملکیت ادا کرنے اور بے زمین مزدوروں کے ساتھ انصاف کرانے کی جدوجہد ہے جس میں مہاراشٹر سنجیدگی کے ساتھ مصروف ہے۔ ان اقدامات کا ہی نتیجہ ہے کہ آج زراعتی معیشت میں زبردست تبدیلی آگئی ہے آج کئی کسان زمینوں کے مالک ہیں اور زراعت میں جدید ترقیات پر عمل کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دس سالوں میں ریاست کی زراعتی پیداوار جو کہ ۱۹۶۰ء میں ۵۵ لاکھ ٹن تھی۔ اب بڑھ کر ۱۹۸۰ء میں ۱۰۵ لاکھ ٹن ہوچکی ہے۔ یہ نہ بھولنا چاہئے کہ یہ اضافہ کئی دشواریوں مثلاً غیر یقینی برسات، ناقص آبپاشی اور قحط وغیرہ کا سامنا ہونے کے باوجود ہوا ہے۔ لہذا اس کے لئے ہمیں کسان برادری کا شکر گذار ہونا چاہئے جن کی محنت سے آج ریاست خوشحالی کی جانب گامزن ہے۔

۹ جون کو عہدہ سنبھالنے کے بعد شری اے۔ آر انتولے نے کئی زبردست اور جرأت مندانہ اقدامات کئے۔ تاکہ تمام آدمیوں

اور چھوٹے موٹے کسانوں کی حالت میں بہتری ہو ۔ اسی مقصد کے تحت ۲۰ نکاتی پروگرام کو تیزی سے روبہ عمل لانے کے لئے اپنی حکومت کے فیصلے کی توثیق کی جو کسانوں اور غریب کسان مزدوروں اور عوام کے بہتر اور خوشحال مستقبل کا ضامن ہے ۔

چھوٹے کسانوں کو قرض کی معافی

اس سمت میں یہ ایک اہم ترین اقدام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹے کسانوں کی جانب سے ۳۰ جون ۱۹۷۹ء تک باقی فصلی قرض سے سود مالیاتی اداروں کو واپس کر دیا جائے ۔ اس جرأت مندانہ کارروائی سے ۴۹ کروڑ روپئے کی حد تک ۷٫۸۱ لاکھ چھوٹے کسانوں کو فائدہ پہنچا اور انھیں قرض کے بوجھ سے نجات ملی۔

اس اسکیم کے تحت چھوٹا کسان وہ ہے جس کے پاس دو ہیکٹر خشک کھیتی اراضی (سوکھے سے متاثر علاقوں میں سلھنکر کمیٹی کی تجویز کے مطابق یہ ۳ ہیکٹر ہوگی) اور اس کی غیر زراعتی سالانہ آمدنی ۴۰۰ر۲ روپئے سے زیادہ نہ ہو ۔

یہ چھوٹے کسان اپنی زمین پر کاشت کے لئے بارش کے رحم و کرم پر رہتے ہیں۔ ناکافی ذرائع، ناکافی زراعتی پیداوار اور قرض کے بڑھتے ہوئے بوجھ کے باعث انھیں بڑی کٹھنائی کا سامنا کرنا پڑتا۔ زراعتی پیداوار کو بڑھانے کے لئے وہ نئے قرض حاصل نہ کر سکتے تھے ۔ لہٰذا حکومت نے یہ طے کیا کہ بقایا قرض مع سود چکا دیا جائے ۔ تاکہ حصول سرمایہ کے لئے نئی راہ کھل جائے اس کارروائی سے زراعتی معیشت کو تقویت پہونچے گی اور زراعتی پیداوار کا پہیا چلتا رہے گا انھیں قرضداری کی فکر و پریشانی سے چھڑانے کے بعد ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کا سوال خاص اہمیت کا حامل ہے ۔

حکومت نے وزیر مالیات کی زیر صدارت ایک کابینہ ضمنی کمیٹی مقرر کی ہے تاکہ معاون پیشے فراہم کرکے ان چھوٹے کسانوں کی معاشی حالت سدھارنے کے لئے موثر اقدامات تجویز کرے اور پھر قرضداری کے شیطانی چکر میں نہ پھنس جائیں ۔

حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ۷۵ء۸ کروڑ روپئے کی رقم اسٹیٹ کو آپریٹیو لینڈ ڈیولپمنٹ بنک کو ان غیر ممکن الوصول قرضوں کے سلسلے میں ادا کر دی جائے جو اس نے حکومت کی زیر سرپرستی

پروگرام اور اسکیمات مثلاً تحفظ اراضی اسکیم، ربیع کریش پروگرام ادیباسیوں کو قرضہ جات اسکیم وغیرہ کے تحت ادا کئے تھے۔ اس فیصلہ سے تقریباً ۵۸۰۰۰ کاشتکاروں کو فائدہ پہنچے گا ۔

کاشت کاروں کو متواتر حالت قلت اور ۱۹۷۲ء میں لینڈ ڈیولپمنٹ بنک کے قرضہ جات کے نئے قاعدے کے مطابق بڑھتی ہوئی قرض اقساط کے باعث قرض اقساط کی ادائیگی میں مشکلات پیش آرہی تھیں ۔ لہٰذا لینڈ ڈیولپمنٹ بنک نے کل ۲۳ کروڑ روپے کے قرضہ جات کی نئی فہرست تیار کی جو ریاست میں چھوٹے زمینداروں پر واجب الادا ہیں۔ تقریباً ۲٫۵ لاکھ کسانوں کو اس سہولت سے فائدہ پہنچے گا ۔

نئے زراعتی آبپاشی کمیشن کی مسئلہ آبپاشی کے تمام سیاسی و معاشی پہلو کو نظر میں رکھنا ہوگا ۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسے ایسے طریقۂ کار کی سفارش پیش کرنا ہوگی جس کے تحت ریاست پورا دستیاب پانی کام میں لا سکے اور سب لوگوں میں اس کی مساوی اور منصفانہ تقسیم یقینی ہو ۔

حالانکہ پہلے بروے کمیشن جو ۱۹۶۰ء میں مقرر کیا گیا تھا، نے زراعت اور آبپاشی کی صورت حال پر اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی نیز یہ سفارش بھی کی تھی کہ کس طرح گنجائش آبپاشی بڑھائی جا سکتی ہے ۔ تاہم جن حالات میں بروے کمیشن نے کارروائی کی تھی وہ آج کے حالات سے قطعی مختلف تھے ۔ اس وقت ہماری ریاست ابتدائی زراعت کے مرحلے سے گذر رہی تھی - اب بیس سال گذرنے کے بعد صورت حال نمایاں طور پر بدل گئی - نئے آبپاشی کمیشن کو اب ان بدلے ہوئے حالات میں کام کرنا ہوگا - جبکہ مہاراشٹر میں ہر شہری ذرائع آب کے استعمال کے معاملے میں اپنے حقوق سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہے اسے قبائلی باشندوں نیز سماج کے دیگر سماجی و معاشی طور پر کمزور طبقہ کے لوگوں کے جذبات کا خیال بھی رکھنا ہوگا - جن میں یہ خواہش بڑھ رہی ہے کہ سماج کے نسبتاً ترقی یافتہ اور خوشحال طبقہ کی طرح اپنی حالت کو بہتر بنائیں اور ترقی کے پھل میں حصہ پائیں ۔

سال ۷۸-۱۹۷۷ء کے دوران مہاراشٹر ریاست میں آبپاشی علاقہ بشمول تمام ذرائع مع کنوؤں کے ۲۲٫۷۵ لاکھ ہیکٹر تھا جو کہ کل فصل کے علاقہ کا ۱۱٫۵ فیصد ہے - پچھلے ۱۷ سالوں میں بھی یعنی

فصل سے لدی ہوئی بیل گاڑی اور کسان

۱۹۶۱ - ۷۸ء تک یعنی ۱۹۶۰ء میں مہاراشٹر کی ریاست بننے کے بعد زیر آبپاشی علاقہ میں بڑی حد تک یعنی ۱۰،۵۵ لاکھ ہیکٹر تک توسیع ہوئی ہے۔ فصل کے علاقہ کا زیر آبپاشی علاقے کے فیصد سے مقابلہ کیا جائے تو اب بھی ہندوستان کی سطح پر یہ تناسب ۲۵ فیصد ملے گا۔

آنجہانی شری سی جے بردے کی صدارت میں مہاراشٹر آبپاشی کمیشن کے زیر نگرانی مہاراشٹر میں آبپاشی کی کل ممکنات پر باقاعدہ مطالعہ کیا گیا تھا

آبپاشی استعداد سطحی اور زیر زمین ذرائع دونوں کا اندازہ فی الحال ۶۱،۰۷ لاکھ ہیکٹر ہے، ۵۲،۶۱ لاکھ ہیکٹر سطحی ذرائع اور ۸.۱ لاکھ ہیکٹر زیر زمین آبی ذرائع سے جبکہ ملک میں کل آبپاشی استعداد کا تخمینہ ۱۰۷۰ لاکھ ہیکٹر ہے چنانچہ ریاستی استعداد ملک کی آبپاشی استعداد کے مقابلہ میں صرف ۵،۶ فیصد ہے۔

نیشنل کمیشن برائے زراعت نے ان باتوں پر غور کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس صدی کے اختتام پر ۲۳۸ لاکھ ہیکٹر پر فصل بوئی جائے گی اور ریاست کی کل آبپاشی استعداد اس وقت ۳۰ فیصد ہوگی جبکہ فی الحال یہ ۱۱،۵ فیصد ہے۔

سطحی آبی ذرائع آبپاشی استعداد اس وقت ۵۲،۶۱ لاکھ ہیکٹر ہے بڑے اور درمیانی آبپاشی پروجیکٹوں سے ۲۷،۰۴ لاکھ ہیکٹر، اور ریاستی ہیکٹر چھوٹے آبپاشی کے کاموں سے ۸،۶۶ لاکھ ہیکٹر علاقائی چھوٹے آبپاشی کاموں سے ۳،۶۶ لاکھ ہیکٹر حاصل کی جائے گی۔ ریاستی ہیکٹر آبپاشی کاموں سے کل آبپاشی استعداد ۴۸،۹۵ لاکھ ہیکٹر ہے اس کے علاوہ کئی ایک آبپاشی پروجیکٹ زیر عمل ہیں مثلاً پنچ ہائیڈرو الیکٹرک اور آبپاشی پروجیکٹ لکڑی پروجیکٹ، ناشک آبپاشی پروجیکٹ سرکل ناشک - ۲، اپرا بالائی گوداوری پروجیکٹ زیر تعمیر ہے جن کے تکمیل ہونے پر یقینی طور پر ریاست میں سبز انقلاب آ جائے گا۔

مہاراشٹر میں آبپاشی ترقی

آبپاشی زراعتی پیداوار کے سلسلے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اسی طرح یہ کسانوں کی معاشی حالت اور کسی حد تک پوری دیہی معیشت کو بہتر بنانے میں ناگزیر ہے۔ اسی حقیقت کے مدنظر وزیراعلیٰ شری اے. آر انتولے نے دستیاب ذرائع آب کو زیادہ سے زیادہ کام میں لانے کی ضرورت جتائی ہے۔ ان کی لائق قیادت میں حکومت مہاراشٹر ریاست میں آبپاشی کی گنجائش کو بڑھانے کے لئے پوری کوشش کررہی ہے۔ اس مضمون میں انہی کوششوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

زراعتی پیداوار میں پائیداری اور اضافہ کے لئے آب پاشی کی ضرورت واضح ہے۔ اس سے ناگہانی خشک سالی کے زمانے میں کھیتی نہ ہونے کا خطرہ کم سے کم رہتا ہے نیز دوہری فصل اگانے کے امکانات بڑھتے ہیں۔ مہاراشٹر جیسی ریاست میں تو اس کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے جہاں فصلی علاقہ کا تقریباً ۳۵ فیصد حصہ برابر سوکھے سے متاثر رہتا ہے۔

ذرائع آب کا زیادہ سے زیادہ استعمال:

پانی کی شدید ضرورت کو پورا کرنے کے خیال سے ہمارے ہردلعزیز وزیراعلیٰ برابر اس امر پر توجہ دے رہے ہیں کہ کل دستیاب ذرائع آب کو زیادہ سے زیادہ کام میں لایا جائے۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے یہ ضرورت بھی جتائی ہے کہ تمام آب پاشی منصوبہ جات کی تکمیل سے قبل ہی ان سے استفادہ سے متعلق بھی منصوبہ بنا لیا جائے تاکہ ان منصوبہ جات کے ذریعہ دستیاب ہونے والے پانی کو مفید طریقہ پر استعمال میں لانے میں وقت ضائع نہ ہو۔ اس مقصد سے آپ نے یہ مشورہ دیا ہے کہ متعلقہ محکمہ جات جیسے زراعت، آب پاشی اور منصوبہ بندی محکمہ اس سمت میں مل کر کام کریں۔

آب پاشی قوت میں اضافہ:

۱۹۶۰ء میں ریاست مہاراشٹر کے قیام کے وقت یہاں تمام ذرائع (بشمول کنوئیں) سے کل آب پاشی علاقہ ۱۲٫۲۰ لاکھ ہیکٹر یا فصلی علاقہ کا صرف ۶٫۵ فیصد حصہ تھا۔ اگرچہ کہ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۸ء تک گذشتہ سترہ سال کے دوران کل آبپاشی رقبہ میں ۱۱٫۳۵ لاکھ ہیکٹر کا خاطر خواہ اضافہ ہوا اور اس طرح کل آبپاشی علاقہ بڑھ کر ۲۳٫۹۵ لاکھ ہیکٹر تک پہنچ گیا۔ لیکن فصلی علاقے میں یہ ۱۱٫۹ فیصد آبپاشی رقبہ اب بھی کل ہند سطح پر ۲۵ فیصد سے زیادہ حصہ کے مقابلے میں کم تر رہی ہے۔

مہاراشٹر میں سب سے اول ۱۹۶۰ء میں آنجہانی ایس. جی بروے کی زیر صدارت ریاست مہاراشٹر آب پاشی کمیشن نے آبپاشی کے کل امکانات کی باضابطہ تحقیق کی تھی۔ کمیشن اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ تمام بالائی اور زیر زمین ممکنہ آب پاشی ذرائع کی پوری طرح ترقی و توسیع کے بعد مجموعی طور سے تقریباً ۶۱٫۹۴ لاکھ ہیکٹر پر سینچائی ممکن ہوسکیگی۔ خصوصاً کرشنا اور گوداوری وادی میں دریائی پانی تنازعات کے مدنظر مہاراشٹر میں حصولِ آب کے بارے میں مزید جائزہ لیا گیا تھا۔ انٹر اسٹیٹ ریور ٹربیونل کی جانب سے ۱۹۷۱ء میں کرشنا پر اور گذشتہ سال کے دوران گوداوری پر فیصلہ کا اعلان ہو جانے کے بعد مستقبل قریب میں آب پاشی سہولتوں میں توسیع کا پروگرام اور زوروں سے زیر عمل لایا جائے گا۔

فی الحال اندازہ کے مطابق اوپری آبی ذرائع سے ۵۲٫۶۱ لاکھ ہیکٹر اور زیر زمین آبی ذرائع سے ۱۸ لاکھ ہیکٹر یعنی دونوں طرح کے آبی ذرائع سے بالآخر کل ۷۰٫۶۱ لاکھ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی کی گنجائش ہو جاتی ہے۔ بڑے، درمیانی اور اسٹیٹ سیکٹر سینچائی کاموں کے

ربعہ حصہ ۹۵ء۸ ۴ لاکھ ہیکٹر کے برابر ہے ۔ ۱۹۶۰ء میں ریاست مہاراشٹر کے قیام کے وقت ریاستی سیکٹر کے بالائی کاموں سے پیدا ہونیوالی بپاشی قوت بمشکل ۷۶ء۳ لاکھ ہیکٹر تھی ۔ لہٰذا خصوصاً تیسرے پانچسالہ صوبہ کی درمیانی مدت سے آب پاشی پروگرام میں سرمایہ لگانے کو لین ترجیح دی گئی ۔ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۸۰ء تک گذشتہ ۱۹ سال کے دران مختلف آب پاشی پروگراموں میں تقریباً ۱۱۶ ارا کروڑ روپے ی رقم لگائی گئی ۔ اس طرح ۴۴ء۱۳ لاکھ ہیکٹر اراضی پر اضافی آبپاشی نجائش نکلی جو قبل از منصوبہ مدت اور منصوبہ بندی کی پہلی دہائی میں یدا ہوئی گنجائش سے تقریباً ساڑھے تین گنا زیادہ ہے جون ۱۹۸۰ء تک موعی طور سے یہ گنجائش ۲۰ء۱۷ لاکھ ہیکٹر کے برابر ہوگئی تھی ۔

گذشتہ بیس سال کے دوران نو بڑے پروجیکٹ یعنی ویر، گھوڑ، ہرنا، گیرنا، باگھ، اتیا دوہ، کال، پوس اور تلسی مکمل ہو چکے ہیں بزمزید ۱۰ بڑے پروجیکٹوں یعنی بالائی گوداوری، جائیک واڑی رحلہ ۱، جائیک واڑی مرحلہ ۲، ککڑی، بھیما (اجانی)، مولا، پنچ اور سوریہ سے جزوی سہولتیں حاصل ہوگئی ہیں ۔

بالائی گوداوری، جائیک واڑی مرحلہ ۱ اور مولا، یہ تین پروجیکٹ بزی سے زیر تعمیر ہیں اور موجودہ منصوبہ بندی مدت کے دوران مکمل ہونے کی توقع ہے ۔ اس دوران ۹۰ درمیانی درجہ کے پروجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں اور ۲۳ پروجیکٹ جزوی طور پر زیر استعمال ہیں ۔ اب تک ریاست میں ۹۰۰ سے زیادہ ریاستی سطح کے چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں ان میں سے بیشتر صرف بیس برسوں میں مکمل ہوئے ۔ ان کے علاوہ آبپاشی ترقیاتی کارپوریشن کی ۴۳۰ اٹھاؤ سینچائی اسکیمات بھی مکمل ہو چکی ہیں ۔

بین الاقوامی اداروں سے امداد :

گذشتہ بیس سالوں میں خاطر خواہ ترقی کے باوجود تقریباً ۷۵ء۲۱ لاکھ ہیکٹر اراضی سیراب کرنا یا ریاستی سیکٹر سے حسب تخمینہ ⅔ حصہ قوتِ آبپاشی حاصل کرنا ابھی باقی ہے ۔ امکانی قوتِ آبپاشی میں اضافہ سے متعلق اقدامات میں تیزی پیدا کرنے کی غرض سے ریاست چند بین الاقوامی مالی اداروں سے مثلاً عالمی بنک کے ضمنی ادارہ انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (آئی ڈی اے) اور انٹرنیشنل فنڈ فار ایگریکلچر ڈیولپمنٹ (آئی ایف اے ڈی) روم وغیرہ سے بڑے آبپاشی پروجیکٹوں کے لئے مالی امداد حاصل کرنے کی کوشش میں ہے ۔ اب تک کی کوششوں کے نتیجہ میں آئی ڈی اے نے پورنا ۔ جائیک واڑی پروجیکٹوں بشمول کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے لئے ۶۳ کروڑ روپیہ کا قرضہ دینا منظور کیا ہے ۔ یہ قرض جنوری ۱۹۷۸ء سے چار سال کے لئے دیا گیا ہے ۔ اسی طرح ریاست نے چھ بڑے آبپاشی پروجیکٹوں یعنی وارنا، بھیما، کرشنا، ککڑی، بالائی وردھا اور بالائی پن گنگا کے واسطے نیز مولا اور گرنا ان دو تکمیل شدہ پروجیکٹوں کی تجدید کیلئے عالمی بنک سے قرض طلب کیا ہے ۔ بھیما پروجیکٹ بشمول کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے لئے آئی ایف اے ڈی روم' نے ۳۴ کروڑ روپے کا قرض دینا منظور کیا ہے ۔ باقی ماندہ پانچ بڑے آبپاشی پروجیکٹوں بشمول کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اور دو تکمیل شدہ پروجیکٹوں کی تجدید کے لئے آئی ڈی اے' نے ۶۰ء۱۸۰ کروڑ روپیہ کا قرض دینا منظور کیا ہے ۔ اس سلسلے میں ضروری معاہدہ پر بھی دستخط ہو چکے ہیں ۔

آٹھ ماہی طریقۂ آبپاشی :

وسیع پیمانے پر آبپاشی کی سہولیات مہیا کرنے کے پروگرام کا اہم مقصد خشک سالی سے بچاؤ اور زراعتی پیداوار میں اضافہ کرکے خودکفالتی حاصل کرنا ہے۔ اس کا دوسرا مقصد سال کے آٹھ مہینے برابر پانی فراہم کرکے زیادہ سے زیادہ کاشتکاروں کو فائدہ پہنچانا ہے اور جہاں یہ ممکن نہ ہو وہاں کم از کم ایک موسم میں بڑے سے بڑے خطۂ اراضی کو زیر آبپاشی لانا ہے۔ اس اقدام پر عمل آوری کے نتیجہ میں ضلع ناشک میں بالائی گوداوری پروجیکٹ اور رکٹری و منولا پروجیکٹوں کے مختلف نہری علاقوں میں ہر فصل کا اوسط بڑھ گیا ہے۔

آبپاشی سہولیات میں وسعت کے ساتھ ساتھ حکومت نے ان کے صحیح طور سے استعمال پر بھی توجہ دی ہے۔ لہٰذا آبپاشی سہولیات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے ۱۵ بڑے پروجیکٹوں پر چھ کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹیز قائم کی گئی ہیں تاکہ محکمہ جاتی اقدامات مؤثر ثابت ہوں۔ مزید برآں ایسے پروجیکٹ جن کے لئے عالمی بنک سے امداد یا تو مل چکی ہے یا ملنے والی ہے، انھیں جلد از جلد استعمال میں لانے کے لئے مندرجۂ ذیل فیصلے کئے گئے ہیں :

۱۔ بند سے زیریں ۸ ہیکٹر اراضی بلاک تک رسائی سلسلہ کو جوڑا جائے تاکہ نقصان کم ہو۔ عملی اقدامات میں بہتری پیدا کی جائے اور کھیتوں کو حسبِ ضرورت فراہمیٔ آب کا یقین دلاتے ہوئے کسانوں میں بھروسہ پیدا کیا جائے۔

۲۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت وقتی فراہمیٔ آب کا طریقہ اپنایا جائے جس کی رُو سے کسانوں کو آبپاشی کے لئے مقررہ تاریخ اور وقت پر حسبِ ضرورت مقدار میں پانی فراہم کیا جا سکے۔

۳۔ موسم خریف میں خریف فصل میں اضافہ کے لئے موسم باراں سے پیشتر یکم جولائی سے آبپاشی۔

۴۔ پروجیکٹوں کے کمانڈ ایریا علاقوں میں زراعتی امکانات میں توسیع۔

۵۔ متعلقہ ضروری سہولیات مثلاً بازار اور دیگر وسائل کی فراہمی۔

اس قسم کے ترقیاتی اقدامات سے یہ توقع ہے کہ حاصل شدہ پانی سے زیادہ سے زیادہ خطۂ اراضی پر آبپاشی کی جا سکے گی۔

آبپاشی سہولیات میں گذشتہ دس سال سے اطمینان بخش اضافہ ہوتا رہا ہے اور اگر یہی رفتار قائم رہی تو آئندہ بیس سالوں یعنی ۲۰۰۰ء تک باقی ماندہ ۳۱٫۷۵ لاکھ خطۂ اراضی زیر آبپاشی لائی جا سکے گی، جس پر لاگت کا اندازہ ۵۰۰۰ کروڑ روپے ہے جو ۱۹۸۰ء سے جاری پنجسالہ منصوبوں کی چار مدتوں کے دوران درکار ہوگا۔

★★

مونگ پھلی کی پیداوار

تلہن کی کمی کو دُور کرنے میں

معاون ثابت ہوگی۔

مہاراشٹر میں ودربھ کا علاقہ جسے انتظامی سہولت کے لئے ناگپور کا علاقہ کہتے ہیں آٹھ اضلاع پر مشتمل ہے اور ۹۷۵۳۷ مربع کلومیٹر کے رقبے میں پھیلا ہوا ہے جو ریاست کے کل رقبے کا ۳۲ فیصد ہے۔ اس علاقہ کا ۵۴٫۶۳ فیصد حصّہ زیر کاشت ہے اور باقی جنگلات اور پہاڑوں سے بھرا پڑا ہے۔

ریاست کی قابلِ کاشت اراضی کا ایک بڑا حصّہ اِسی علاقے میں ہے۔ لہذا ریاست کی زرعی پیداوار میں اس کا ایک اہم مقام ہے اہم فصلوں سے متعلق علاقے کی زیر کاشت اراضی کا فیصد ۷۷-۱۹۷۶ء کے اعداد و شمار کے مطابق کچھ اس طرح ہے۔ دھان ۴۳٫۳۳ فیصد، گیہوں ۳۳٫۴۰ فیصد، جوار خریف ۴۶٫۴۶ فیصد اور کپاس ۶۵ فیصد۔

آبادی اور قابل کاشت اراضی کی مناسبت سے پانی کے ذرائع کی تقسیم بڑی ہی غیر متناسب ہے۔ عموماً مغربی حصے کو پانی کافی مقدار میں دستیاب نہیں لیکن جیسے جیسے ہم مشرق کی جانب بڑھتے ہیں حالت بہتر ہوتی جاتی ہے۔ آبپاشی کے بہتر امکانات کو اگر عملی جامہ پہنایا جائے تو اس علاقے میں سبز انقلاب آسکتا ہے۔

کافی عرصے سے ودربھ میں مالگذاری تالاب کا پانی آبپاشی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ تالاب بھنڈارا اور چاندا ضلع میں بنائے گئے ہیں۔ دھان ایک ایسی فصل ہے جو بارش میں تاخیر یا پانی کی قلّت سے بہت متاثر ہوتی ہے۔

تاپی اور گوداوری اِن دو اہم ندیوں کی وادیاں اس علاقے کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور ان دو دریاؤں کے درمیان پانی کی تقسیم کا تناسب بالترتیب ۲۱ اور ۷۹ ہے۔ ماسٹر پلان کے مطابق اس علاقے کو گوداوری سے ۸۷۹٫۵ ٹی ایم سی اور تاپی سے ۱۰۴٫۵ ٹی ایم سی پانی حاصل ہوتا ہے۔ ماسٹر پلان کے اعداد و شمار کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس علاقے میں بڑے پروجیکٹوں کے لئے کم از کم [illegible] فیصد پانی درکار ہوگا اس طرح آبپاشی کی ضرورت ان پروجیکٹوں کے ذریعہ [illegible]کی جاسکتی ہے۔ گوداوری پانی کا بین الریاستی تنازعہ آبپاشی کی راہ میں [illegible] رہا۔ اب چونکہ یہ تنازعہ حل ہوچکا ہے۔ اِس علاقے کے عام آدمی کے لئے قدرتی ذرائع کے استعمال کے امکانات روشن نظر آتے ہیں۔

اِس کے علاوہ مختلف اضلاع کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے درمیانی پروجیکٹوں کے قیام کے امکانات بھی زیر غور ہیں۔ صرف اس بات کا انتظار ہے کہ بجٹ میں ان کے لئے گنجائش نکل آئے تاکہ اُن کی تکمیل ہوسکے۔ کم آبپاشی والے علاقوں میں بھی ضلع واری چھوٹی اسکیموں کے سلسلے میں اس طرح کے منصوبے بنائے گئے ہیں۔

مستقبل کا ترقیاتی پروگرام ۱۰ بڑے پروجیکٹس، ۱۰۰ درمیانی پروجیکٹس اور کئی چھوٹے پروجیکٹس پر مشتمل ہے۔ یہ طے پایا ہے کہ ۱۹۸۵ء تک تمام بڑے پروجیکٹس اور ۱۹۹۵ء تک تمام چھوٹے پروجیکٹس مکمل کئے جائیں اس صدی کے آواخر تک تینوں پروجیکٹوں کی تکمیل ریاست کا عین مقصد ہے۔

ودربھ اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ یہاں کے قبائلی علاقے میں کافی مقدار میں پانی دستیاب ہے، ۱۵ بڑے، ۴۴ درمیانی اور ۹۲۶ چھوٹے پروجیکٹس کی تکمیل سے کل ۲,۹۶,۹۵۵ ہیکٹر قبائلی علاقے سیراب ہوسکیں گے۔ ایوت محل کے قبائلی علاقے کے چندر پور میں ۲۰۷۸۴ ہیکٹر، بھنڈارہ میں ۱۹۹۷۶۳، امراؤتی میں ۳۲,۶۰۵ اور ناگپور میں ۱۹۲۰۶

ہیکٹر اراضی ان پروجیکٹوں کی تکمیل سے سیراب ہوگی۔ ان پروجیکٹوں پر لاگت کا اندازہ ۵۰۔۴۲ کروڑ روپے کا ہے۔ اس علاقے میں سوکھے کے آثار رکھنے والے علاقے زیادہ نہیں ہیں، سوائے بلڈانہ ضلع میں چند علاقوں کے۔

ماسٹر پلان میں درج پروجیکٹس کی تکمیل سے بلڈانہ ۷، ۳۲، ۸ ہیکٹر وردھا میں ۱۵۰، ۴۰، ۱۱ ہیکٹر، اکولہ میں ۸۱۴، ۹۱ ہیکٹر، ایوت محل میں ۳۰،۹۶۶ ہیکٹر، امراؤتی میں ۶۷۰، ۱۴ ہیکٹر، چندر پور میں ۹۱۳، ۴۰، ۶ ہیکٹر، ناگپور میں ۱۰۵، ۳، ۷ ہیکٹر اور بھنڈارہ میں ۱۹۰، ۸۹، ۳ ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔ سیراب ہونے والی کل زمین ۱۶۱، ۲۲، ۲۰ ہیکٹر ہے۔

ریاست کی تشکیلِ نو کے بعد دوسرے پنجسالہ منصوبہ کے تحت اس علاقے میں آب پاشی کے کئی بڑے درمیانی اور چھوٹے پروجیکٹ شروع کئے گئے۔ ان میں بھور بڑ پروجیکٹ پہلا بڑا پروجیکٹ تھا۔ اس کے بعد سے اب تک اس علاقے میں باگھ اور ابنا دوہ پروجیکٹ مکمل کر لئے گئے ہیں فی الوقت پینچ، بالائی پین گنگا (حصہ)، بالائی وردھا، باون تھاڑی (حصہ) اور کالی سرار، نشیبی ورنا، ارونا وتی وان اور تلنگلی یہ بڑے پروجیکٹ زیر تعمیر ہیں۔ ان کے علاوہ کئی چھوٹے اور درمیانی پروجیکٹ بھی زیر تعمیر ہیں۔

کلی طور پر ابھی تک قابل کاشت اراضی کا ۸ فیصد حصہ زیر آب پاشی لایا گیا ہے۔ باقی ماندہ ۱۵ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کے لئے زیر تعمیر چھوٹے، بڑے اور درمیانی پروجیکٹوں کو تکمیل تک پہنچانا ہے اس صدی کے اواخر تک ایک اندازے کے مطابق مزید ۵۰۰۰ کروڑ روپے درکار ہوں گے جبکہ چھٹے منصوبے کے خاکے میں ۲۵۳ کروڑ روپے کی گنجائش نکالی گئی ہے۔ لہٰذا بعد کے منصوبوں کیلئے اس منصوبے سے دوگنی رقم حاصل کرنی ہوگی۔

سبز انقلاب: اس علاقے میں پائے جانے والے آبی ذخائر کو آب پاشی کے لئے استعمال کے واسطے درکار مالی و اقتصادی ضروریات کے حصول کے لئے جو اقدامات کئے جا رہے ہیں اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ کام کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

اس عظیم کام کی راہ میں حائل دشواریوں سے قطع نظر ودربھ کی زرعی معیشت میں جو خود کفالت پیدا ہوئی ہے وہ مستقبل کے سبز انقلاب کی ضامن ہے۔

سیکولر طاقتوں کو مضبوط کیجئے

عید میلاد النبیؐ پر وزیر اعلیٰ انتولے کی اپیل

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے۔آر انتولے نے عید میلاد النبیؐ کے موقع پر ۱۹ جنوری ۱۹۸۱ء کو شب میں مستان تالاب (ممبئی) کے میدان پر آل انڈیا سنٹرل خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام منعقدہ عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے رسول اکرم حضرت محمدؐ کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور فرمایا کہ قرآن کریم کی تفسیر ہمیں حضورؐ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں ملتی ہے۔

قرآن کریم نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ "مادرِ وطن سے محبت ایمان کا جُز ہے۔ دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی بنی نوع انسان سے محبت و التفات اور رواداری کا سبق دیا ہے"۔

ڈاکٹر رفیق زکریا، ایم۔پی اور چیرمین مرکزی خلافت کمیٹی نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔

وزیر اعلیٰ نے مزید فرمایا کہ ہندوستان میں مختلف مذہب و ملت کے [لوگ] رہتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارے دیس نے سیکولر جمہوریت کا بے مثال نمونہ پیش کیا ہے۔ ہر معاشرے میں کچھ بُرے عناصر ہوتے ہیں، گو ان کی [تع]داد کم ہی ہوتی ہے لیکن ان میں معاشرے کو ستانے اور ضرر پہنچانے کی صلاحیت کچھ زیادہ ہی ہوتی ہے۔ اسی سبب سے وہ ہنگامہ و فساد کے [ز]مانے میں وقتی طور سے آبادی کے ایک بڑے حصہ پر چھا جاتے ہیں۔ یہ [بڑ]ی پریشان کن اور تشویشناک بات ہے۔ بلاتفریق مذہب و ملت ہمیں ایسے شرپسند عناصر کے خلاف چوکنا رہنا چاہیے تاکہ وہ کبھی سر اٹھانے نہ پائیں۔

۲۵ سال سے سیاسی میدان میں اپنی سرگرمی کا ذکر کرتے ہوئے شری [ان]تولے نے فرمایا کہ آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح ان کی بیٹی [ش]ریمتی اندرا گاندھی بڑی وسیع القلب اور روشن خیال ہیں اور سب [ہ]ی فرقوں کا مفاد ان کے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔ بہر صورت کسی بھی [ج]مہوریت کی کامیابی کی کسوٹی یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں سلامتی اور [ح]فاظت کے بارے میں اطمینان ہو۔ شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت ہی نے یہ بھروسہ پیدا کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ملک میں سوسائٹی کے تمام سنجیدہ اور سمجھدار طبقات سیکولر طاقتوں کو مضبوط کریں گے۔

آپ نے سب ہی مذہب ملت کے لوگوں اور فرقوں کو یقین دلاتے ہوئے کہا کہ سب کے ساتھ جائز اور منصفانہ سلوک، یہی میرا عزم مصمم ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ محض اس خیال سے کہ میں خود مسلمان ہوں، مجھے ایک مسلمان کے ساتھ انصاف کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ ہوگی۔ عدل و انصاف اور غریبوں کی خدمت، یہی میری دلی خواہش ہے، یہی میرا فرض ہے۔ میں آپ سب سے بس یہی چاہتا ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ میں عدل و انصاف کے ساتھ لوگوں کی خدمت کر سکوں اور اپنا فرض ادا کر سکوں۔

اس موقع پر میئر ممبئی، شری بابوراؤ شیلیٹھے، شریف ممبئی ڈاکٹر بی۔ کے گوئل، مولانا غلام جیلانی ندوی اور سید نا برہان الدین کے صاحبزادے نے بھی خطاب کیا۔

ترقی پسند شاعر سردار جعفری نے رجزیہ نظم 'کربلا' اور کامل چاندپوری داغ جریاکوٹی اور بیجس الہ آبادی نے نعتیہ کلام سنایا۔

خواجہ غلام جیلانی، میونسپل کارپوریٹر نے شکریہ ادا کیا۔

اس سے قبل بعد نماز ظہر خلافت ہاؤس سے نکلنے والے 'یوم عید میلاد النبیؐ' کے جلوس کی قیادت بھی وزیر اعلیٰ نے فرمائی۔

بمبئی میں عید میلاد النبیؐ جلوس کی جھلکیاں !

وزیراعلیٰ شری اے. آر انتولے
جشنِ عید میلاد النبیؐ کے جلوس کی
قیادت کر رہے ہیں.

جلوس خلافت ہاؤس سے روانہ ہو رہا ہے.

بائیکلہ برج سے جلوس گذر رہا ہے.

وزیر اعلیٰ ہاتھ کے اشارے سے عوام کے استقبال کا جواب دیتے ہوئے۔
زیر نظر تصویر میں تاریخی جلوس دائیں سے ڈاکٹر رفیق زکریا (ایم پی، منڈی ایچ ایچ اسمٰعیل میئر آف ممبئی شری بابو راؤ سینٹھے اور شری رمک ہیم جی بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

عظیم الشان جلوس، جب مولانا آزاد روڈ سے گذرا تو لوگوں نے بڑے جوش وخروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ کو پھولوں کے ہار پہنائے

جلوس، بابوراؤ جگتاپ مارگ پر

برار کا گمنام شاعر آثر

* عابد علی ایم۔اے
بالاپور۔ اکولہ
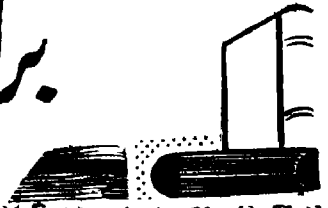
بالاپور شہر علاقہ برار میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ اس سرزمین بالاپور پر جہاں اکابرین مذہب و اہل خدمت گذرے ہیں وہاں شعر و ادب میں بھی وہ پیچھے نہ رہا۔ حضرتِ آثر یہاں کے رہنے والے تھے، آپ کا نام سردار خاں اور آثر تخلص کرتے تھے۔ ۱۹۰۴ء میں ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام غلام نبی خاں تھا، آپ کی تعلیم پنجم جماعت تک ہی ہوسکی۔ شاعری کا ذوق فطری تھا بارہ سال کی عمر سے ہی شاعری کا شعور بیدار ہوگیا تھا۔ علامہ سیماب اکبرآبادی آپ کے پسندیدہ شاعر تھے۔ ان کے اشعار سے بہت متاثر ہوتے اور ان کی بحروں و قافیہ میں لکھنا فخر سمجھتے تھے۔ اسی طرح سراج لکھنوی کو بھی وہ بہت پسند کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سراج لکھنوی کو اُستادی کے متعلق لکھا اور اپنا کلام روانہ کیا۔ کلام دیکھ کر انھوں نے جواب دیا کہ آپ کا کلام خود اُستادانہ ہے اس میں اصلاح کی ضرورت نہیں۔ آپ کسی کے شاگرد نہیں رہے اور نہ ہی آپ نے کسی کی اُستادی قبول کی۔ گاہے گاہے اشعار میں اصلاح کی۔

آثر نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی، ایک آدھ صنفِ سخن رہ گئی ہوگی۔ وہ قادر الکلام تھے۔ ان کے اشعار میں وزن و قافیہ کی پابندی ہے۔ اپنی شاعری میں 'جنوں' کا استعمال کثرت سے کیا ؎

جنونِ عشق یہ اچھا صلہ دیا تو نے
زمانے بھر کی نظر سے گرا دیا تو نے

ان کے اشعار میں تصوف کی چاشنی بھی ہے ؎

جنونِ عشق مجھے اس مقام پر لے چل
ترس رہی ہے جہاں موت زندگی کے لئے

؎

*

سنبھل اے جنوں وہ مقام آرہا ہے
جہاں مجھ سے میری ملاقات ہو گی!

آپ نے اخلاقی اور اصلاحی اشعار بھی کہے ہیں ؎

انقلابِ وقت کی سازش سے گھبراتا ہے کیوں
زندگی لعنت نہ بھیجے زندگی کے نام پر

؎

*

نہ جب تک خون سے تیرے نہ ہوگی پرورش اس کی
محبت کے شجر میں آ نہیں سکتا ثمر پہلے

شوخی کو بھی اپنی شاعری میں جگہ دی ؎

سحر کا نام نہ لیتا کوئی قیامت تک
ہزار شکر کہ زلفیں تیری دراز نہیں

؎

*

جلوے سمٹ کے رہ گئے زیرِ نگاہ کیوں
شوخی بھی آج مل گئی شاید حیا کے ساتھ

فانیؔ کی طرح اثرؔ نے بھی فلسفۂ غم کو خیالات کی بلندی کے ساتھ پیش کیا ہے ؎

یہ بھی تو اس کی دین ہے جس کو عطا کرے
اُن کو خوشی ملی تو غمِ جاوداں مجھے

غمِ دوراں نے کسی کو نہیں چھوڑا اے اثرؔ
آج ہے جن کو خوشی کل وہی غم دیکھیں گے

اثرؔ نے اپنے اشعار میں کثرت سے شکوہ کیا ہے ؎

میرے لئے ہی کمی ہے تیرے کرم میں اے کریم
کہ بے طلب کو بھی حد سے سوا دیا تو نے!

؎

ایسے کرم کا آج بھی قائل نہیں اثرؔ
بخشی ہے زندگی مگر بے اختیار ہے

اِس شعر میں احسان مندی ظاہر ہو رہی ہے ؎

میں کیا وگرنہ جہاں میں میری حقیقت کیا
یہ تیرا کرم ہے جو کچھ عطا کیا تو نے

وہ زندگی سے بہت بیزار تھے، ان کے اشعار اس کی عکاسی کرتے ہیں ؎

اب کیا سُناؤں پھر کہاں سے داستانِ زندگی
زندگی میں زندگی بھر انقلاب آتے رہے

؎

کیوں کر رہی ہے تو بھی اجل مجھ سے اجتناب
الزامِ زندگی تو میرا تیرے سر نہیں

آپ کے اشعار میں طنز بھی ملتا ہے۔ اس شعر میں اثرؔ نے خود پر طنز کیا ہے ؎

سردار نام اپنا اب بھی اثرؔ بدل دیں
سردار تو وہی ہے سر جس کا دار دیکھا

خود اعتماد اور خوددار تھے۔ ان اشعار سے خود اعتمادی جھلکتی ہے ؎

ہم چاہیں تو اب بھی بدل دیں یہ نظمِ گلستاں
سب جانتے ہیں مدتوں ہم باغباں رہے

؎

ہم چاہیں بدل دیں جب گلشن کو بیاباں میں
ہوشیار رہیں ہم سے اربابِ چمن والے

اثرؔ نے سیاسی اشعار بھی کہے ؎

شاید مزاجِ اہلِ گلستاں بدل گیا !
لے جا رہے ہیں لوگ نشیمن اٹھا کے ساتھ

گُل کی طرح خموش تھا فصلِ بہار میں
گلشن میں جب ملا نہ کوئی ہم زباں مجھے

اپنے تخلص کا اکثر فائدہ اُٹھاتے تھے ؎

آمین کہنے والوں کا مُحتاج میں نہیں
جب رشتہ منسلک ہے اثرؔ کا دعا کے ساتھ

اجل سے مخاطب ہو کر کہا ؎

خود کے بھی کام آ نہ سکا آج تک اثرؔ
اچھا ہوا اجل تیرے کام آگیا۔

شاعری کے عشق سے مخاطب ہو کر فرمایا ؎

گواہی دیتی ہیں بربادیاں اثرؔ میری
کسی کے عشق میں خود کو مٹا دیا تو نے

اثرؔ کی زندگی نہایت تنگدستی میں گذری، وہ کہتے تھے "میری ساری عمر کی کمائی میری شاعری ہے مجھے جو مقام حاصل کرنا تھا کر چکا۔ تشہیر کا محتاج نہیں۔"

اثرؔ نے شاعری کے فرائض پورے پورے انجام دیئے، ان کا ادبی ذوق بہت بلند تھا۔ ان کا بھی کوئی دیوان شائع نہ ہو سکا۔ ان کی خواہش تھی کہ اُن کی تخلیقات طبع ہو کر منظرِ عام پر آئیں، لیکن یہ حسرت پوری نہ ہو سکی۔ عمر کے اعتبار سے ان کی صحت جواب دے چکی تھی ؎

زندگی خواب و خیالات سے آگے نہ بڑھی
موت بھی ایک تصنیعِ اوقات سے آگے نہ بڑھی (اثرؔ)

۵ جولائی ۱۹۸۰ء بروز سنیچر آپ کی وفات ہوئی۔
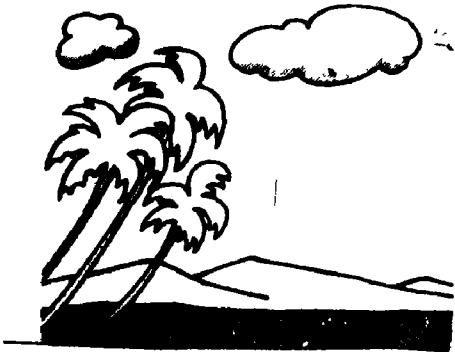
**

* کامل چاندپوری
۶/۳۴۔ نشان پاڑہ روڈ،
ڈونگری، بمبئی نمبر ۹....۴۰۰
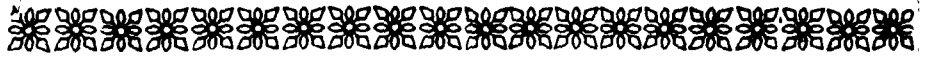
(وزیر اعلیٰ شری اے. آر انتولے کے ہاتھوں "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" کے افتتاح سے متاثر ہو کر۔)

یہ مسرت بھرا پیغام سنایا کس نے
رستہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو دکھایا کس نے

کس نے انصاف سے دیکھا ہے غریبوں کی طرف
بے سہاروں کی طرف تیرہ نصیبوں کی طرف

خوب یہ کام حکومت نے کیا ہے ایسا !
تھے جو حقدار انھیں بانٹ دیا ہے پیسہ

بے سہاروں نے تیرے پیار سے پیسہ پایا
ڈوبنے والوں نے جینے کا سلیقہ پایا !

تیرے آتے ہی غریبوں کا نصیبہ جاگا
چھٹ گئے یاس کے بادل جو یہ سورج نکلا !

مرحبا! ناؤ غریبوں کی تیرانے والے
لا کے منجدھار سے ساحل پہ لگانے والے

کیسے بھولیں گے غریبوں کے گھرانے والے
غم نہیں ہے جو مخالف ہوں زمانے والے

اب اندھیروں میں بھٹکنے نہیں پائیگا کوئی
کم سے کم بھوک سے مرنے نہیں پائیگا کوئی

عزمِ گُل بیزی

• مہدی پرتاپگڈھی
معرفت ایگزیکیٹو انجینئر، اریگیشن
ڈویژن، پرتاپگڈھ، (یو۔پی)

آئی ہے صحنِ گل میں فصلِ بہار
لی نسیمِ سحر نے انگڑائی

معجزہ وقت نے دکھایا ہے
ایک اِک غنچہ مُسکرایا ہے

★

کر رہی ہے صبا مسیحائی
نئی راہوں پہ گامزن ہے حیات

مُندمل ہو رہا ہے زخمِ کہن
عہدِ رفتہ کی بھول کر کے تھکن

★

ہر روش تختۂ گلاب ہے آج
ہم مسائل کا حل نکالیں گے

کتنا روشن ہے اپنا مُستقبل
کوئی مشکل نہ ہوگی اب مُشکل!

★

اپنے عزم و عمل کے بل پر ہم
ریگ زارِ حیات سے گذرے

پار کر آئے آگ کے دریا
اور کہنے کو ہم تھے آبلہ پا!

★

کٹ گئی پاؤں کی ہر اک زنجیر
ہم بڑھاتے ہیں ہند کی عظمت

ہم مناتے ہیں جشنِ آزادی
کر کے نافذ نظامِ جمہوری

★

بن رہے ہیں ہزار منصوبے
ہوگئی عام عِلم کی دولت

تاکہ آئے چمن میں خوشحالی
ذہن افکار سے ہوئے خالی

★

شر پسندوں سے بھی نپٹ لیں گے
خار و خش کی بھی بدلیں گے تقدیر

دور کر کے سیاہی نفرت کی
لے کے نکلے ہیں عزمِ گُل بیزی!

★

کھیت کھلیان مُسکرائیں گے
گاؤں ہوں گے ہمارے رشکِ جناں

جب ملے گی کسان کو راحت
گُل کھلائیں گے دانش و حکمت

غزل

• امین جیسودوی
پوسٹ جیسودہ - ۴۴۴۷۰۶
تعلقہ دریاپور، ضلع امراؤتی (مہاراشٹر)

وہی کرب و الم کا سلسلہ ہے
وہی میں ہوں وہی میری انا ہے

عجب اُلجھن میں دنیا مبتلا ہے
ہر اک پل کرب و بلا ہے

نہیں ہے جھوٹ کہ مشکل ہیں ہم
ہے سچ یہ بھی کہ وہ مشکل کُشا ہے

تعارف چاہتے ہو تم جو میرا
وہ دیکھو دُور سورج ڈوبتا ہے

بہت مُشکل ہے احساسِ تبسم
مری نظروں کے آگے آئینہ ہے

نہ جانے میں امین اب ہوں کہاں پر
نہ جانے کون مجھ میں چھپ گیا ہے

غـــــزلیں

* زرینہ ثانی
ناگپور

تو اپنے جیسا اچھوتا خیال دے مجھ کو
میں تیرا عکس ہوں اپنا جمال دے مجھ کو

میں ٹوٹ جاؤں گی لیکن نہ جھک سکوں گی کبھی
مجال ہے کسی پیکر میں ڈھال دے مجھ کو

میں اپنے دل سے مٹا دوں گی تیری یاد مگر
تو اپنے ذہن سے پہلے نکال دے مجھ کو!

میں سنگِ کوہ کی مانند ہوں نہ بکھروں گی
نہ ہو یقیں جو تجھے، تو اچھال دے مجھ کو

خوشی خوشی بڑھوں، کھو جاؤں تیری ہستی میں
"انا" کے خوف سے ثانی نکال دے مجھ کو!

* محبوب راہی
نزد گلزاری مسجد
بارسی ٹاکلی۔ اکولہ

ہاتھ پھیلائیں دعا کر دیکھیں
آؤ اب یہ بھی ذرا کر دیکھیں

ہاتھ سے ہاتھ مِلا کر دیکھیں
رسم اِک یہ بھی ادا کر دیکھیں

قتل کر ڈالیں انا کو اپنی!
خون میں اپنے نہا کر دیکھیں

کشتِ تاریک میں سورج بو کر
فصل کِرنوں کی اگا کر دیکھیں

عہد و پیمانِ وفا میں کیا ہے
عہد و پیمانِ وفا کر دیکھیں

سر جھکانے سے ہوئے خوار بہت
اب ذرا سر کو اٹھا کر دیکھیں

خود کو بندہ جو نہیں کر پائے
کیا کریں گے جو خدا کر دیکھیں

جاں بلب درد سے جو ہیں اُن کو
مژدۂ مرگ سُنا کر دیکھیں

پھر بھی دل مِل نہ سکیں گے راہی
ہاتھ سے ہاتھ مِلا کر دیکھیں

• واحد پریمی
مکان ۲۴ گنوری، بھوپال ۴۶۲۰۰۱

نکتہ چینو اسے تم زلف گرہ گیر کہو
میری زنجیر کو للہ نہ زنجیر کہو

اس طرح حسن و محبت کی کرو تم تفسیر
مجھ کو آئینہ کہو اور انھیں تصویر کہو!

وجہ بربادیٔ دل پوچھنے کیا ہو یارو
گردشِ وقت کہو شومیٔ تقدیر کہو!

یہ قفس جو نظر آتا ہے گلستاں کی طرح
اپنی پُر شوق نظر کی اسے تاثیر کہو

آشیاں جلنے پہ بنیاد نئی پڑتی ہے
عکسِ تخریب کو آئینۂ تعمیر کہو!

میں نے دیکھا ہے انھیں پیار سے باتیں کرتے
ہمنشینو ذرا اس خواب کی تعبیر کہو!

ماتمِ عہدِ گذشتہ نہ کرو تم واحد
اپنے ہاتھوں سے اسے چھوٹا ہوا تیر کہو

لوک نائیک باپوجی اَنے خصوصی نمبر کا اجراء

شری جینت راؤ تلک، وزیر برائے اِنرجی، ۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو باپوجی اَنے کے مقامِ پیدائش وانی، ضلع ایوت محل میں منعقدہ ایک تقریب میں لوک نائیک اَنے کی صدسالہ جشنِ سالگرہ کے موقع پر ریاستی حکومت کے پندرہ روزہ رسالہ 'لوک راجیہ' (مراٹھی) کے خصوصی نمبر کا اجراء فرمارہے ہیں۔ شریمتی اندو تلک بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

وزیر برائے اِنرجی شری جینت راؤ تلک نے ۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو باپوجی انے کے مقامِ پیدائش وانی، ضلع ایوت محل میں منعقدہ ایک تقریب میں ریاستی حکومت کی قائم کردہ 'لوک نائیک باپوجی اَنے صدسالہ تقریبات کمیٹی' کو باپوجی اَنے کی تخلیقات کی اشاعت کے لئے ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا۔

یہ تقریب مذکورہ کمیٹی کے زیرِ اہتمام ریاستی حکومت کے پندرہ روزہ رسالہ 'لوک راجیہ' کے "لوک نائیک باپوجی اَنے خصوصی نمبر" کے اجراء کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ تقریب کی صدارت "سودیش" کے مدیر شری این ایکبوٹے نے کی۔

وزیر موصوف نے فرمایا کہ عظیم شخصیتوں کی یاد کو زندہ و جاوید رکھنے کے لئے محض مجسموں کی تنصیب یا یادگار قائم کرنا ہی کافی نہیں، اس سے کہیں زیادہ ضروری ان کی تخلیقات کی اشاعت ہے۔ آپ نے باپوجی اَنے کی تخلیقات کی اشاعت کا کام سنبھالنے پر کمیٹی کو مبارکباد دی۔

اس سے قبل پرنسپل رام شیوالکر نے اپنی تعارفی تقریر میں کمیٹی کی اسکیمات سے متعلق تفصیلات پیش کیں۔ آپ نے 'لوک راجیہ' کے "لوک نائیک باپوجی اَنے خصوصی نمبر" کی اشاعت پر ریاستی حکومت کا شکریہ ادا کیا۔

شریمتی اندو تائی تلک نے شریمتی تارا بائی دھرمادھیکاری ایڈیٹر، لوک راجیہ، مراٹھی کی عزت افزائی کی۔ پروفیسر مادھو سر پٹوار نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

وزیراعلیٰ کے لئے مدر ٹریسا کی دُعائے خیر و برکت

یکم جنوری کو نئے سال کے موقع پر وزیراعلیٰ شری اے. آر انتولے نے ایک خصوصی تقریب میں سرکاری دستاویز مدر ٹریسا کے حوالے کی، جس کے تحت ناگپور میں مدر ٹریسا کے قائم کردہ چیریٹی ادارہ کے لئے بطور عطیہ اراضی دینے کی منظوری دی گئی ہے.

اس کے جواب میں مدر ٹریسا نے وزیراعلیٰ، ان کے اہل و عیال اور ریاست کو دعائیں دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ہاتھوں میں یہ ریاست اچھی رہے گی۔

مدر نے وزیراعلیٰ کو ان الفاظ میں دعا دی "خدا آپ کو ہر نیک اور عظیم کام کرنے کی توفیق اور ہمّت عطا فرمائے اور آپ اس کے سچے ہیرو کار بن کر یہ عظیم کام انجام دے سکیں گے"۔

وزیراعلیٰ نے یہ بات واضح کر دی کہ یہ اراضی قبضہ داری قیمت اور محصول اراضی سے مستثنیٰ ہے۔ ناگپور کے جری پٹکا گاؤں میں ۶,۵۸۳ مربع میٹر قطعۂ اراضی عطا کیا گیا ہے.

اس موقع پر شریمتی نرگس انتولے، سکریٹری ایس. بی موہنی، ریونیو سکریٹری شری آر. ایل پردیپ اور لاء سکریٹری شری اے۔ ڈی تاتیڈ بھی موجود تھے.

حالانکہ محض دستاویز پیش کرنے کی غرض سے یہ مختصر تقریب منعقد ہوئی تھی لیکن اس میں انسانی خدمت سے متعلق مسائل پر تبادلۂ خیال ہوا. اس موقع پر ایک دیرینہ شکایت کا فوراً ازالہ کیا گیا۔ بھائیکلہ میں واقع معذور گھر 'آشا دان' کے بالکل سامنے ایک پبلک سنڈاس ہے جس سے وہاں کے باسیوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے. وزیراعلیٰ نے میونسپل کمشنر کو ہدایت کی کہ یہ سنڈاس ہٹا دیا جائے اور اس کی اطلاع مجھے فوراً ہی دی جائے.

مدر ٹریسا نے وزیراعلیٰ سے درخواست کی کہ مضافات ممبئی میں معذور افراد کے لئے گھر تعمیر کرنے کے واسطے زمین دی جائے. وزیراعلیٰ نے وہاں حاضر محصول افسران کو یہ ہدایت کی کہ وہ کوئی مناسب جگہ منتخب کریں جو اس مقصد کے لئے دی جا سکے.

وزیراعلیٰ نے مدر ٹریسا کو ریاستی حکومت کا کلینڈر اور ڈائری بھی پیش کی.

'مدر ٹریسا فاؤنڈیشن' کے لئے وزیراعلیٰ کے فنڈ سے ۲۵,۰۰۰ روپے کا عطیہ دیئے جانے پر مدر ٹریسا نے ۱۱ ر دسمبر کو کلکتہ سے وزیراعلیٰ کے نام ایک دُعاؤں بھرا خط لکھا اور شکریہ ادا کیا.

وزیراعلیٰ نے ۲۵ ہزار روپے کے عطیہ کی رقم کا چیک مدر ٹریسا کی خدمت میں پیش کیا جبکہ وہ ممبئی میں وزیراعلیٰ سے ملاقات کے لئے ان کی سرکاری رہائش گاہ 'ورشا' تشریف لائی تھیں.

وزیراعلیٰ شری اے. آر انتولے نئے سال کے موقع پر اپنی رہائش گاہ "ورشا" میں ایک دستاویز مدر ٹریسا کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں جس کے تحت ناگپور میں واقع "مدر ٹریسا پروجیکٹ" کے لئے زمین کا عطیہ دیا گیا ہے۔ شریمتی نرگس انتولے، آپ کے بازو میں کھڑی ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے نام مدر ٹریسا کے خط کا عکس

Missionaries of Charity
14A, Lower Circular Road
Calcutta-700016

Love 11th Dec. 80

Dear Mr. Antulay
God love you for the love you gave and the joy you shared through your gift
My gratitude to you is my prayer for you that you may always do all the good you can and never do evil to any one
I am also very grateful for what you will do for our Poor in Nagpur.

God bless you
M. Teresa mc

’گورنمنٹ لیڈیز ہوسٹل‘ شریمتی ساوتری دیوی پھلے کے نام نامی سے موسوم

ممتاز سماجی خدمتگار شریمتی ساوتری دیوی پھلے کی ۱۵۰ ویں جینتی کے موقع پر چرنی روڈ بمبئی میں واقع گورنمنٹ لیڈیز ہوسٹل کا نام بدل کر شریمتی ساوتری دیوی پھلے لیڈیز ہوسٹل، رکھا گیا۔ اس دن منعقدہ تقریب میں وزیراعلیٰ شری اے۔ آر انتولے نے تھانے ضلع کے کوسباد مقام پر واقع ’گرام بال شکشن کیندر‘ کی سنچالک شریمتی انو تائی واگھ کو ان کی قابل قدر خدمات پر مبارکباد دی اور (تصویر میں دائیں طرف) موصوفہ کی خدمت میں پانچ ہزار روپے کا انعام پیش کیا گیا۔

شریمتی
ساوتری دیوی پھلے

ممتاز سماجی کارکن، شریمتی ساوتری دیوی پھلے کی ۱۵۰ ویں جینتی کے موقع پر ۳ جنوری کو بمبئی میں حکومت مہاراشٹر کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب میں وزیراعلیٰ شری اے۔ آر انتولے نے ارشاد فرمایا کہ ”اب گورنمنٹ لیڈیز ہوسٹل، شریمتی ساوتری دیوی پھلے کے نام نامی سے موسوم کیا گیا ہے۔ جس سے ان کی بے مثال سماجی خدمات کی یاد تازہ رہے گی‘ اور نوجوان نسل کے دلوں میں جذبۂ عمل اُبھرے گا“۔ وزیراعلیٰ نے مزید فرمایا کہ آج کا دن ہر مہاراشٹرین کے لئے قابل فخر ہے۔

وزیر تعلیم شری بلی رام ہیرے نے اس تقریب کی صدارت فرمائی آپ نے فرمایا کہ وزیراعلیٰ ہی کی جانب سے سب سے پہلے اس ادارہ کا نام بدل کر شریمتی ساوتری دیوی پھلے ہوسٹل‘ رکھنے کی اصل تجویز پیش ہوئی اور نہیں کے دور حکومت میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔

آپ نے بتایا کہ اس سال سے پسماندہ طبقات میں تعلیمی کام کرنیوالی خاتون کو انعام دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اس موقع پر شریمتی انو تائی واگھ، ڈائرکٹر گرام بال شکشن کیندر کوسبد

تھانے کو ادیباسی علاقوں میں قابلِ قدر تعلیمی کام انجام دینے پر وزیر نے مبارکباد دی اور انھیں ۵۰۰ روپے کا انعام بخش کیا۔

شریمتی واگھ نے 'ساوتری دیوی انعام' کے لئے انھیں منتخب کئے جانے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ وہ عورتوں میں تعمیری کاموں کا ذوق اور جذبہ ابھارنے کے لئے 'ساوتری' نامی رسالہ جاری کریں گی۔

ابتدا میں شری پرانجپے ایجوکیشن سکریٹری نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شریمتی ایس. کے. چٹنیس، نگراں ہوسٹل نے شکریہ ادا کیا۔

ڈپٹی چیرمین، مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی شری شنکر راؤ جگتاپ اور مئیر ممبئی شری بابو راؤ شیٹے بھی اس تقریب میں موجود تھے۔

بھومی پوجن — نئے کونسل ہال پر پھلے مجسمہ

"مہاتما جیوتی با پھلے نے نہ صرف سیاسی آزادی کے حصول کی خاطر اپنی زندگی صرف کی بلکہ وہ سماجی مساوات اور اقتصادی عدل کے لئے بھی کوشاں رہے۔ ان کی تعلیمات اور نظریات ہم سب کے لئے سدا سرچشمۂ ہدایت رہیں گے۔"

یہ الفاظ وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ۳ جنوری کو ممبئی میں نئے کونسل ہال پر منعقدہ 'بھومی پوجن' تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے، جہاں جیوتی با پھلے کا ۲۰ فٹ قد آور کانسہ کا مجسمہ نصب کیا جائیگا۔ تجویز یہ ہے کہ اس سال ۲۸ نومبر کو 'پھلے جینتی' کے موقع پر اس مجسمہ کی رسمِ نقاب کشائی ادا کی جائے۔

وزیر اعلیٰ نے جیوتی با پھلے کی خدمات کو سراہتے ہوئے مزید فرمایا کہ انھوں نے انسانی قدروں کو پروان چڑھایا اور پسماندہ لوگوں میں خودداری کا جذبہ پیدا کیا۔ کونسل ہال کے احاطے میں یہ مجسمہ ہم سب کے لئے 'روشنی کا مینار' ہوگا اور اس کے دیدار سے ہمیں اپنے فرائض کی ادائیگی اور سماجی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں تقویت ملے گی۔

ابتدا میں شری انتولے نے مجوزہ مجسمہ کی تختی پر پھول مالا چڑھائی اور آنجہانی مہاتما پھلے کو خراج عقیدت پیش کیا۔

اپنی خیر مقدمی تقریر میں میئر ممبئی شری بابو راؤ شیٹے نے اس یادگاری منصوبہ کے کام کو آگے بڑھانے پر وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا، جس پر سرسری اندازہ کے مطابق ۱۲ لاکھ روپے لاگت آئے گی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس منصوبہ کے لئے وزیر اعلیٰ کے فنڈ سے ۲،۵ لاکھ روپے ممبئی میونسپل کارپوریشن کی جانب سے ۲ لاکھ روپے اور دیونار کے جھونپڑپٹی سبلوں کی جانب سے ۵۰۰۱ روپے کے عطیات دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔

بعد ازاں آپ نے کارپوریشن کے عطیہ میں سے مبلغ ایک لاکھ روپے کا چیک بھی شری انتولے کو پیش کیا۔ سوتا مارکیٹ، بھائیکلہ نے اس مقصد سے ۱۰،۰۰۱ روپے کا عطیہ دیا ہے۔

اس موقع پر شری شیٹے نے مزید بتایا کہ یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ شہر میں مہاتما گاندھی کا مجسمہ نصب کیا جائے جس کی نقاب کشائی ۲ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ہوگی، نیز اس سال شیواجی پارک میں آنجہانی شری ساورکر کا مجسمہ بھی نصب کیا جائے۔

شری نریندر تڑکے، وزیر محنت نے اپنی تقریر میں مہاتما پھلے کے کاموں کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ آئندہ نسلوں کے لئے ان کی زندگی ہمیشہ ایک روشن مثال رہے گی۔

اس پروگرام میں ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر تعلیم، شری شیواجی راؤ نیلانگیکر، وزیر برائے پبلک ورکس، شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی، شری شنکر راؤ جگتاپ، ڈپٹی اسپیکر لیجسلیٹو اسمبلی، شری پی. جی. گوائی، چیف سکریٹری، شری کے. کے. موگھے ایڈیشنل چیف سکریٹری کے علاوہ دیگر بہی خواہ حضرات بڑی تعداد میں شریک تھے۔

شری مکند راؤ بھوج مل پاٹل، آنریری سکریٹری مہاتما پھلے سمارک سمیتی، ممبئی نے شکریہ ادا کیا۔

وزیراعلیٰ شری اے. آر انتولے، ونار آشرم میں اچاریہ ونوبا بھاوے کے ساتھ۔

اَچاریہ ونوبا بھاوے، شری انتولے کے اَچھے کام پر خوش

اچاریہ ونوبا بھاوے نے مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ، شری اے. آر انتولے سے ملاقات پر انھیں دعا دی کہ "لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے ان کے منصوبے کامیاب رہیں۔" وزیراعلیٰ ۱۷ دسمبر کو اچاریہ جی کا آشیرواد لینے کے لئے پاؤنار تشریف لے گئے تھے۔

وزیراعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد شری انتولے نے پہلی مرتبہ پاؤنار کا دورہ کیا تھا۔ آپ بذریعہ کار پاؤنار پہنچے اور وہاں سے پیدل چل کر آشرم آئے۔ دروازہ پر شریمتی مدالسہ بین اگروال، شری سنتوش راؤ گوٹر، سابق ایم پی، شری گوتم بجاج اور دیگر آشرم واسیوں نے وزیراعلیٰ کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ اچاریہ جی کی کٹیا میں داخل ہوتے ہی وزیراعلیٰ نے ونوبا جی کے ہاتھ چومے اور ان کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ اچاریہ جی کو صحت مند دیکھ کر وزیراعلیٰ کو اطمینان ہوا۔

وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ یہ میرے لئے فخر کی بات ہے کہ میرا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے جہاں اچاریہ جی پیدا ہوئے تھے۔ یہ سب اچاریہ جی ہی کی دعاؤں کا ثمر ہے کہ میں معمولی سماجی کارکن کی حیثیت سے ترقی کرتے ہوئے وزیراعلیٰ کے عہدہ پر پہنچا تاکہ غریبوں کی خدمت کر سکوں۔

وزیراعلیٰ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہر دیہات میں اُن شہیدوں کی مناسب یادگار قائم کی جائے جنھوں نے مہاتما گاندھی اور اچاریہ ونوبا کی رہنمائی میں آزادی کی لڑائی میں اپنی جانیں قربان کردیں۔ نیز مجاہدین آزادی کے گاؤں میں بذریعہ نل پانی فراہمی اسکیمیں زیر عمل لائی جائیں۔ وزیراعلیٰ نے اچاریہ جی سے مختلف اسکیمات مثلاً سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا، سواؤلمبن یوجنا، چھوٹے کسانوں کے قرض کی معافی اسکیم، گاؤں میں اسکول اور کھیل کے میدان بنانے کی اسکیم، فن کاروں کی امداد کی اسکیم اور سماج کے غریب اور معاشی طور سے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود سے متعلق دیگر اسکیمات کا ذکر کیا اور اُن کی کامیابی کے لئے اچاریہ جی کی دعا چاہی۔

وزیراعلیٰ نے اچاریہ جی سے درخواست کی کہ وہ ضلع وردھا کی ترقی کے لئے تجویز پیش کریں جسے آنجہانی مہاتما گاندھی، اور اچاریہ ونوبا بھاوے کے دم قدم سے بڑی عظمت ملی ہے، حکومت اس تجویز کو پوری تندہی سے زیر عمل لائے گی۔

آپ نے فرمایا کہ حکومت مہاراشٹر اچاریہ جی کی بتائی ہوئی راہِ عمل پر چل رہی ہے اور ممانعت گئوکشی قانون بدستور سختی سے لاگو کرے گی۔ اس امر کا بھی خیال رکھا جائے گا کہ گائیں برآمد نہ کی جائیں۔ وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بھی ایسی ہی ہدایت کی ہے۔

شری انتولے نے فرمایا کہ یہ افسوس کی بات ہے کہ ذبیحہ گاؤ پر پابندی پورے دیس میں لاگو نہ کی جا سکی، کیونکہ دو ریاستوں مغربی بنگال اور کیرالا میں کانگریس (آئی) برسرِ اقتدار نہیں ہے۔

شری ونوبا بھاوے نے وزیر اعلیٰ کی یہ درخواست منظور نہیں کی کہ قلابہ میں مجوزہ ہسپتال پر اچاریہ جی کا مجسمہ نصب کیا جائے، اور اُسے ان کے نام سے موسوم کیا جائے۔ آپ نے اسی وقت یہ جواب دیا کہ اس ہسپتال کا نام 'گیتائی ہسپتال' رکھا جائے۔ آپ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ مجسموں کی ٹھیک سے دیکھ بھال نہیں کی جاتی۔ گیانیشور کی سمادھی پر سات سو سال بیت چکے ہیں لیکن آج بھی گیانیشوری لوگوں کے دل و دماغ میں جاگزیں ہے۔ اسی طرح گیتائی بھی زندہ رہے گی۔ اچاریہ جی نے مقدس گیتائی کے پرچار پر زور دیا اور تاکید کی کہ پورے سماج کو ایک کنبے کے سمان بنانے کی کوشش کی جائے۔

وزیر اعلیٰ نے یہ اُمید ظاہر کی کہ میونسپل اور دیگر شہری ادارے اپنے حلقہ جات میں مجسموں کی ٹھیک سے دیکھ بھال کریں اور اسے اپنا فرض سمجھیں۔

شری انتولے نے اس ملاقات پر اچاریہ جی کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ اچاریہ جی کی دُعائیں میرے حق میں بڑی بابرکت ہیں۔

آپ نے رخصت ہونے سے قبل ایک مرتبہ اور اچاریہ جی کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

اچاریہ ونوبا بھاوے سے وزیر اعلیٰ کی یہ پہلی ملاقات تقریباً ۴۵ منٹ جاری رہی۔ اچاریہ جی نے ان سے کہا کہ جب بھی ممکن ہو وہ ان سے ملتے رہیں۔

شری ونوبا بھاوے نے اپنی تصانیف "گیتا پروچنے"، "قرآن سار" اور "گیتائی"، نیک خواہشات کے ساتھ' اپنے ہاتھ سے اُن پر 'رام ہری' لفظ لکھ کر وزیر اعلیٰ کو دیں۔

پاؤنار کے راستے میں سیلڈوھ، کیلزار، سیلو اور دیگر مقامات پر مقامی لوگوں نے وزیر اعلیٰ کا خیر مقدم کیا' جہاں اُن کی آمد پر محرابیں بنائی گئی تھیں۔

قرضہ جاتی اسکالرشپ کی ادائیگی

نیشنل لون اسکالرشپ حاصل کرنے والے طلباء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن، سینٹرل بلڈنگ، پونے کی (ق م ر ا ج)

بازیابی سیل سے قرضہ کی ادائیگی کے سلسلے میں رجوع ہوں۔ طلباء اپنا اکاؤنٹ نمبر درج کریں۔ اور مذکورہ سیل سے رابطہ قائم کرنے سے قبل لون پاس بک حاصل کریں۔

یہ قرض سود سے مستثنیٰ ہے لیکن قسطیں ادا نہ کئے جانے پر ۶ فیصد سے ۱۰ فیصد شرح سود واجب الادا ہوگا۔ اگر قرض ادا نہ کیا گیا تو اراضی کے محصول کی صورت میں وصول کیا جائیگا۔

پاکستانی کبڈی ٹیم کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

پاکستان کی بخشی کبڈی ٹیم نے جو سانگلی میں منعقدہ آل انڈیا کبڈی ٹورنامنٹ میں شرکت کے لئے آئی تھی۔ وزیر اعلیٰ سے ان کی رہائش گاہ پر ۲۰ جنوری کو ملاقات کی۔

منتظمین اور کھلاڑیوں سے گفتگو کرتے ہوئے شری اے، آر۔ انتولے نے کہا کہ بھارت شریمتی اندرا گاندھی کی زیر قیادت سیکولرزم کی پالیسی پر قائم ہے۔ اپنے حلقہ انتخاب شری وردھن کا تذکرہ فرماتے ہوئے آپ نے کہا کہ الیکشن کے دوران انھوں نے ۹۰ فیصد ووٹ حاصل کیے۔ جب کہ اس حلقہ میں مسلم ووٹرس کی تعداد ۱۰ فیصد ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ آسام کی موجودہ نازک صورتحال میں وہاں ایک مسلم خاتون کا وزیر اعلیٰ منتخب ہونا وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی سیکولر خیالات کی ترجمانی کرتا ہے۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے فرمایا کہ بھارت دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات چاہتا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہر ہندوستانی پاکستان کی بہتری چاہتا ہے۔

شری بخشی محمد ملک نے کھلاڑیوں کو وزیر اعلیٰ سے متعارف کرایا۔ ٹیم کے کپتان شری ایم۔ اے مطیع نے دیگر کھلاڑیوں کے ساتھ وزیر اعلیٰ کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

"ینگ انڈیا ۸۰ - نمائش" میں مہاراشٹر پویلین کے ایک حصہ کا منظر

ریاستی محکمۂ اطلاعات کو دوسرا انعام

بمبئی یوتھ سینٹر کے زیر اہتمام حال ہی میں منعقدہ "ینگ انڈیا ۸ نمائش"، میں ریاستی ڈائرکٹوریٹ جنرل اطلاعات، ورابطۂ عامہ کے پویلین کو بہترین پویلین منتخب کئے جانے پر دوسرا انعام دیا گیا۔

پرنسپل رام جوشی۔ وائس چانسلر بمبئی یونیورسٹی نے ۱۶ر جنوری کو ایک اختتامیہ تقریب میں انعامات اور توصیفی اسناد تقسیم کئے۔

اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے آپنے کہا کہ صحیح رہنمائی اور حوصلہ افزائی سے نوجوان قومی تعمیر میں نمایاں حصہ ادا کر سکتے ہیں

تقریباً ۲ لاکھ افراد نے یہ ایک مہینہ طویل نمائش دیکھا جس میں ۲۰ اور ۵ نکاتی پروگراموں کی جھلک پیش کی گئی تھی۔

اس سے قبل شری ایس۔ این۔ نیک، سکریٹری بمبئی یوتھ سینٹر نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

شری ایس۔ این دیسائی وزیر مملکت برائے اطلاعات ورابطۂ عامہ، ۱۳ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو کراس میدان، بمبئی میں "بمبئی یوتھ سینٹر" کے زیر اہتمام "ینگ انڈیا ۔ ۸۰" نمائش کا افتتاح فرماتے ہوئے۔ وزیر موصوف کی دائیں طرف پروفیسر رام جوشی، وائس چانسلر بمبئی یونیورسٹی، شری ایس جی وتیھنکر، ڈائرکٹر جنرل اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز دیکھے جا سکتے ہیں۔

پالیکر ایوارڈ پر فوری عمل

مرکزی حکومت نے صحافیوں سے متعلق پالیکر ایوارڈ پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ حکومت مہاراشٹر نے اس ایوارڈ کو زیر عمل لانے سے متعلق ضروری اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

شری مُصطفٰے فقیہہ

—— ایم - ایس - ایس - آئی - ڈی - سی کے چیرمین

حکومت مہاراشٹر نے شری مُصطفٰے فقیہہ کو ۱۵ر جنوری ۱۹۸۱ء سے مہاراشٹر اسٹیٹ اسمال اسکیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا چیرمین منتخب کیا ہے۔

شری فقیہہ ۱۹۵۲ء میں مرارجی منسٹری میں نائب وزیر اور ۱۹۵۶ء میں یشونت راؤ چوان منسٹری میں وزیر کابینہ برائے زراعت رہ چکے ہیں۔ آپ نے شروع ہی سے چھوٹی صنعتوں کی ترقی کے لئے نمایاں طور پر دلچسپی لی اور اس سمت میں اپنے تجربات کو بروئے کار لاتے ہوئے کارہائے گرانمایہ انجام دیئے۔

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کانگریس پارٹی ہی سے شروع کی اور مستقل مزاجی سے پارٹی کے کاموں کو آگے بڑھاتے رہے۔ اسی دوران پارٹی میں کئی سیاسی بحران آئے، بڑے بڑے سیاستداں اس بحران میں چکرا گئے مگر شری فقیہہ ثابت قدمی سے اپنے سیاسی نظریات پر قائم رہے۔ یہی نہیں بلکہ ان سیاسی رہنماؤں کو جو اس بحران سے متاثر ہوئے تھے اور پارٹی بدلنا چاہتے تھے انھیں اپنے تجربات کی بناء پر متنبہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ شری فقیہہ آج مہاراشٹر پردیش کانگریس (آئی) کمیٹی کے نائب صدر کے عہدۂ جلیلہ پر فائز ہیں۔

شری فقیہہ ۱۳ر جولائی ۱۹۰۹ء کو بھیونڈی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم پنچگنی، پونے اور بمبئی میں ہوئی۔ ۱۹۳۲ء میں آپ نے قانون پاس کر کے پریکٹس شروع کی۔ ۱۹۳۷ء میں آپ کا تقرر بحیثیت پبلک پراسیکیوٹر اور گورنمنٹ پلیڈر ہوا۔ انہی دنوں کانگریس آزادئ وطن کی خاطر طرح طرح کے مظاہرے کر رہی تھی۔

جب گاندھی جی نے سول نافرمانی کی تحریک شروع کی تو آپ نے اپنے سرکاری منصب سے استعفٰی دے دیا اور گاندھی جی کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور آٹھ ماہ کی سزا ہوئی۔

شری فقیہہ پرائمری تعلیمی بورڈ، بمبئی اسٹیٹ کے ممبر اور بمبئی پریسیڈنسی فزیکل ایجوکیشن بورڈ کے بھی ممبر رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ انجمن اسلام بمبئی کے نائب صدر اور پچھلے ۲۵ سال سے کوکن مسلم ایجوکیشن سوسائٹی آف تھانے ڈسٹرکٹ کے صدر ہیں۔ آپ دس سال تک حج کمیٹی بمبئی کے چیرمین بھی رہ چکے ہیں۔

اشوک لے لینڈ - بھنڈارہ پروجیکٹ دستاویز

وزیر اعلیٰ کی سرکاری رہائش گاہ "ورشا" پر میسرز اشوک لے لینڈ مدراس اور ریاستی انڈسٹریل اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن مہاراشٹر لمیٹیڈ (سیکوم) کے مابین ضلع بھنڈارہ کے ساکولی پنچایت علاقہ میں تجارتی گاڑیوں کی تیاری سے متعلق ایک پروجیکٹ کی منظوری کے لئے عہد نامہ پر ۱۰ دسمبر کو منعقدہ ایک بیٹھک میں دستخط کئے گئے۔ ریاستی اور مرکزی حکومت کی جانب سے منظوری حاصل ہونے پر مذکورہ فرم ریاستی حکومت اور سیکوم کو پروجیکٹ کی تفصیلات پیش کرے گی۔ سیکوم اس سلسلے میں فرم کی مالی ضروریات میں مدد دیگا۔

اس پروجیکٹ کے ذریعہ ضلع بھنڈارہ کے دیہی علاقوں کے تقریباً ۵۰۰۰ سے ۲۵۰۰ تک افراد کو روزگار ملنے کی توقع ہے۔ یہ بیرون بمبئی، تھانے، پونے، بیلٹ ریاست کا واحد اور سب سے بڑا پروجیکٹ ہوگا۔

ایک مصیبت زدہ شخص شری موہن دشرتھ کامبلے کی بحالی کی غرض سے سلائی کی دو مشینیں، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ شری پریانند آدلے نے ہبیاری (ضلع کولہاپور) میں انھیں پیش کیں۔

مدعیہ ناگپور ناگرک سنکار سمیتی کے زیر اہتمام ۲۴ دسمبر ۱۹۸۰ء کو مومن پورہ، ناگپور میں منعقدہ تقریب تہنیت میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی دستار بندی کی گئی اور تلوار اور ترازو تحفۃً پیش کی گئی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، چیف منسٹرس ریلیف فنڈ سے مراٹھی ساہتیہ [illegible] کے لئے بطور عطیہ ۲۵۰۰۰ روپے کی رقم کا چک پروفیسر [illegible] آسنیلکر کو دے رہے ہیں۔ شری سوشیل کمار شندے، سابق وزیر مالیات بھی اس موقع پر موجود تھے۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کو بیج اور
کیمیاوی کھاد کمیٹی کے چیرمین شری بھگونت
راؤ گائیکواڑ، وزیر برائے زراعت نے ۱۸
دسمبر کو منترالیہ بمبئی میں مذکورہ کمیٹی کی رپورٹ
پیش کی۔ زیر نظر تصویر میں شری نانا بھاؤ
ایمبیدوار، وزیر برائے جنگلات، شری نریندر
تڑکے، وزیر برائے محنت، شری بابو راؤ
کالے، وزیر برائے دیہی ترقیات اور
شری ابھے سنگھ راجے بھوسلے، وزیر
مملکت برائے امور داخلہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مہاراشٹر کے ... اور حکومت مہاراشٹر
ادارہ اسٹیٹ انڈسٹریل انویسٹمنٹ کارپوریشن
مہاراشٹر لمیٹڈ (سکوم) کے مابین [illegible]
طور پر [illegible] ۱۸ دسمبر ۱۹۸۰ء کو
اعلیٰ کی رہائش گاہ [illegible] میں [illegible] دئے گئے۔
مذکورہ پروجیکٹ ضلع بھنڈارہ میں قائم کیا جائے گا۔
زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے معاہدہ
دستخط کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی دائیں طرف شری
[illegible] منیجنگ ڈائرکٹر، [illegible]
لمیٹڈ اور ان کے بائیں طرف شری [illegible]
وزیر برائے صنعت، شری پی۔ ایل۔ بھگوت [illegible]
ڈائرکٹر، سکوم اور شری ایس۔ ایل۔ [illegible]
[illegible] برائے صنعت [illegible]

زیر نظر تصویر میں شری پی۔ ایس۔
بھساری چیف انفارمیشن افسر، مہاراشٹر
انفارمیشن سینٹر، پاناجی (گوا) ریاستی
حکومت کے پندرہ روزہ رسالہ "لوک راجیہ"
کا "مراٹھی سنگیت رنگ بھومی خصوصی نمبر"
ممتاز کوی شری بی۔ بی۔ بورکر کو حال ہی میں
ان کی سالگرہ پر پیش کر رہے ہیں۔

زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے. آر انتولے ۹ ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو بمبئی
میں آل انڈیا اسمال اینڈ میڈیم نیوز پیپرس ایسوسی ایشن کی اسٹینڈنگ کمیٹی
کی میٹنگ میں افتتاحیہ تقریر کرتے ہوئے، آپ کے علاوہ بائیں سے اُنہیں
شری ایس این دلیسائی وزیر مملکت برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ. پریس
کونسل آف انڈیا کے چیرمین شری جسٹس اے. این گروور، آل انڈیا اسمال
اینڈ میڈیم نیوز پیپرس ایسوسی ایشن کے صدر شری پریم چندورما اور ڈائرکٹر
جنرل اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز شری
ششی کانت گوپی ناتھ دیشمکھ بھی دیکھے جاسکتے ہیں.

ضلع احمد نگر کے مقام اکلوج کے کسانوں نے جو اپنی زمینوں سے
محروم ہو گئے ہیں۔ ۹ ر دسمبر کو وزیر محصول شریمتی شالنی تائی
پاٹل کی رہائش گاہ پر دھرنا دیا۔ شریمتی پاٹل نے ان سے گفتگو
کرتے ہوئے ان کے مسائل اور شکایات معلوم کیں۔
اور ان کی بازیافت قبول کی۔ بائیں سے تیسری تصویر ہے

شری رام راؤ اڈک، وزیر مالیات، نے حال ہی میں کھوپولی
میں مہاراشٹر راجیہ کشتگیر پریشد کی سلور جبلی تقریب میں پہلوان
شری اسمٰعیل شیخ سولاپوری کو ایک " نقرئی بیٹ " گاڑا
پیش کیا - شری شیخ نے بمبئی کے وشنو بھنڈاری کو چت کر کے
" مہاراشٹر کیسری " کا خطاب پایا ہے -

ڈائرکٹر مردم شماری، شری پی۔ پی مہانہ (دائیں سے دوسرے) حال ہی میں عثمان آباد میں منعقدہ افسران کے اجلاس سے خطاب فرمارہے ہیں، جس میں مردم شماری کی تیاری پر نظرثانی کی گئی۔ کلکٹر، شری جے۔ بی دِگھے بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔
۱۹۸۱ء کی مردم شماری کا کام فروری میں پورے زور و شور سے شروع ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں مہاراشٹر کے تمام اضلاع میں مردم شماری کے واسطے مقررہ عملے کے لئے تیاری میٹنگ اور تربیتی پروگرام منعقد کئے گئے تھے۔

نیشنل اسکیم فار ٹریننگ آف رورل یوتھ فار سیلف ایمپلائمنٹ، (ٹرائی سم) یعنی خود روزگار کے لئے دیہی نوجوانوں کی تربیت کی قومی اسکیم ۔ یہ نئی حوصلہ مندانہ اسکیم حکومت ہند نے شروع کی ہے اور مہاراشٹر میں بھی زیر عمل لائی جارہی ہے۔ ریاست میں تمام اضلاع کے لئے کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ شری سے ما، سابق وزیر اعلیٰ ناگالینڈ اور ممبر ہائی پاور کمیٹی برائے اقلیتی طبقات اور مندرج جاتی اور مندرج قبائل نے حال ہی میں ناندیڑ میں 'ٹرائی سم' کے تحت ایک تربیتی کلاس کا افتتاح فرمایا۔ زیر نظر تصویر اسی موقع کی ہے۔ (بائیں سے دائیں) شری تیواری کلکٹر، شری سہائی ممبر، شری زادے، سی۔ ای۔ او، پرنسپل شری پنڈت اور شری پانڈورنگ گنجوتیکر، پروجیکٹ آفیسر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ضلع ناندیڑ، مہاراشٹر میں سب سے پہلا ضلع ہے جہاں 'ٹرائی سم' اسکیم زیر عمل لائی گئی ہے

مہاراشٹر کے چھٹے پانچ سالہ منصوبہ پر ۱۲ر دسمبر کو نئی دہلی میں آخری نظر ڈالی گئی۔ زیر نظر تصویر میں شری این۔ ڈی تیواری، مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی اور دیگر ممبران پلاننگ کمیشن کے علاوہ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر انتولے اپنے کابینی رفقائے کار کے ساتھ دیکھے جاسکتے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی مہرا اور مسز سمیہ مہرا نے حال ہی میں اننت خانہ ناگپور میں ادارہ برائے معذور اطفال اور ضعیف اشخاص کا معائنہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں (سامنے) مسز سمیتی مہرا بیمار سے ایک معذور بچے کی دلجوئی کرتے ہوئے۔ پاس ہی مسٹر مہرا کھڑے ہیں
— نیچے کی تصویر میں گورنر اور مسز سمیتی مہرا اس ادارہ کے ایک وارڈ میں۔

زیر نظر تصویر میں (دائیں طرف) بین الاقوامی سال برائے معذور اشخاص کے سلسلہ میں یکم جنوری ۱۹۸۱ء کو شیواجی پارک بمبئی میں منعقدہ افتتاحیہ ریلی میں جسمانی طور پر معذور بچوں کا 'مارچ پاسٹ'۔ بائیں طرف وزیر اعلیٰ مسٹر اے۔ آر انتولے ایک معذور بچے کو نئے سال کا تحفہ دیتے ہوئے
نیشنل سوسائٹی فار ایکویل اپارچونٹیز اور حکومت مہاراشٹر کے دفتر سماجی بہبود نے مشترکہ طور پر اس ریلی کا اہتمام کیا تھا

قومی راج
REPUBLIC DAY NUMBER, 1981

Maharashtra's Progressive Steps of Upliftment of Farmers and Farm Labourers

Maharashtra has resolved to promote welfare of farmers, farm labourers and the poor. All schemes of State Government aim at their upliftment. Government has taken several decisions and adopted various measures for their welfare.

- Writing off loans of Rs 57 crores granted to Small Farmers.
- Subsidy equivalent to 33⅓ percent of the increased cost of fertilisers.
- Increase in purchase price of paddy, jowar and bajra.
- Repayment of loans to cotton growers in drought-hit areas and suspension of their recovery. Conversion of all loans as mid-term loans.
- Crop-insurance scheme for wheat from current year.
- Continuation of cotton procurement and increase in guarantee price ranging form Rs 90/- to Rs. 135/- per quintal
- Enhancement in the advance given to sugarcane growers by sugar factories.
- Indroduction of monopoly purchase sche in adivasi areas for farm and forest produ
- Aid to small farmers for subsidiary indust and formation of sub-committee to sugg measures
- Establishing spinning mills, cotton-seed-mills and orange processing units for the benefit of the farmers.
- Super thermal station at Chandrapur for agro-industrial prosperity.

قومی راج

یوم جمہوریہ نمبر ۱۹۸۱ء — ۱۰ر فروری ۱۹۸۱ء

ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد نمبر ۴ — شمارہ نمبر ۳

سالانہ: دس روپے * فی پرچہ: پچاس پیسے

ترتیب

صفحہ

چیف ایڈیٹر: ششی کانت دیتھنکر — نگراں: خواجہ عبدالغفور

مینجنگ ایڈیٹر: ایم۔ ایشور راج مانھر — ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

قارئین کی رائے

* شیخ عزیز شیخ مجید ایم اے (اُردو ۔ تواریخ) بی ۔ ایڈ
مدرس ضلع پریشد ہائی اسکول آکوٹ ۔ (ضلع آکولہ)

'قومی راج' کے مضامین معلومات سے پر ہوتے ہیں اس کی مثال "پریم چند خصوصی نمبر" ہے۔ مجھے بہت پسند آیا، میں چاہتا ہوں کہ قومی راج کا ہر خصوصی شمارہ اسی نمبر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قارئین کے سامنے آئے۔ 'پریم چند خصوصی نمبر' میں قاری کسی طرح کی تشنگی محسوس نہیں کرتا۔ یہ شمارہ صحیح معنی میں 'پریم چند نمبر' کہلانے کا مستحق ہے۔

*

* مرزا الیاس بیگ
۱۶/۴۱ ۔ ریشم کٹرا، تاج گنج، آگرہ (یو۔پی)

'قومی راج' کا ہم بھائی بہن بڑی دلچسپی سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اس بار منشی پریم چند کا خصوصی نمبر دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اُٹھا۔ جس میں خاص کر ریاض احمد خاں صاحب کا مضمون 'پریم چند اپنے خطوط کی روشنی میں' اور سوم آنند کا مضمون 'پریم چند اور ہندوستان کے دیہات' جیسے معلوماتی مضامین شامل ہیں۔ اس نمبر کو دیکھ کر مجھے دسمبر ۱۹۷۷ء شائع کردہ 'اقبال صدی خصوصی نمبر' یاد آگیا۔ میری دعا ہے کہ 'قومی راج' اسی طرح دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہے۔

ہماری یہ خاص طور سے گذارش ہے کہ آئندہ آپ 'غالب نمبر' فیض احمد فیض نمبر' وغیرہ شائع کر کے ہماری معلوماتی دنیا میں اضافہ کریں گے۔

*

* جی۔ آئی۔ خان ۔
ڈی۔ ایم پیٹھن ہائیڈرو الیکٹرک، ناتھ نگر، شمالی جائیکواڑی، اورنگ آباد

'قومی راج' ۱۰ ستمبر ۱۹۸۰ء دیکھا بے حد پسند آیا۔ دو ماہ قبل "قارئین کی رائے" کے سلسلے میں ایک خط بھیجا تھا لیکن کچھ بھی جواب نہیں اور پرچہ بھی لیٹ مل رہا ہے۔ ندا فاضلی اور ظفر گورکھپوری کی غزلیں اچھی تھیں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ زرّیں اقوال ضرور شائع کریں تو سونے پر سہاگہ ہوگا۔ سر جگدیش چندر بوس، 'کنہیا' مضامین بے حد پسند آئے۔ میری خواہش یہی رہی کہ دیہاتوں کی خبریں ضرور دیتے جائیے۔

* شافع قدوائی ۔
خاتون منزل، حیدر مرزا روڈ، گولہ گنج، لکھنؤ (یو۔پی) ۲۲۶۰۰۱

قومی راج بشکل 'منشی پریم چند' باصرہ نواز ہوا۔ یوں تو منشی پریم چند پر اُردو کے متعدد رسائل نے خاص نمبر شائع کئے، لیکن "قومی راج" کا 'پریم چند نمبر' پریم چند کے فکروفن، شخصیت اور اسلوب کی مختلف جہتوں اور سمتوں کا احاطہ کرتا ہے اور پریم چند کے فن و شخصیت کے مطالعہ کے لئے بڑا مفید اور معاون ہے۔ سبھی مضامین لائق تحسین ہیں، خصوصاً صفدر آہ کا مضمون' جو ان کے کثرت مطالعہ اور تنقیدی بصیرت کا آئینہ دار ہے۔ حسن احمد صدیقی صاحب کا مضمون بھی قابلِ قدر ہے۔ محترم ریاض احمد خاں صاحب کا مضمون بھی خاصہ کارآمد اور پریم چند کے شخصی گوشوں اور ان کے اسلوب پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے۔

نظمیں بھی قابل قدر ہیں لیکن کئی فرمائشی اور موضوعاتی نظمیں تاثر سے عاری ہیں۔ نمبر ناسپاسی ہوگی اگر آپ کو ایسا وقیع اور جامع نمبر نکالنے پر مبارکباد نہ دی جائے اور آپ کی مدیرانہ صلاحیتوں کی تحسین نہ کی جائے۔

*

* ظہیر احمد ۔
۸/۱۱، محبوبی بلڈنگ، مقابل مسجد لیشیا پارک، ملاڈ، ایسٹ، بمبئی ۶۴

۲۵ ستمبر ۱۹۸۰ء کے 'قومی راج' کے شمارے میں شائع شدہ عزت مآب عبدالرحمٰن انتولے' وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی پولس انسپکٹروں اور حوالداروں سے ملاقات کی تفصیل و تصویر سے کافی متاثر ہوں۔ عوام کا پولس سے گہرا صحت مند تعلق قائم ہوئے بغیر انتظامیہ اپاہج ہے۔ وزیر اعلیٰ نے ایک صحت مند روایت کی داغ بیل ڈالی ہے جو ملک و قوم کے لئے نیک فال ہے جس کی دوسروں کو بھی لازماً پیروی کرنی چاہئے۔

لیکن اسکول اور کالج کے اساتذہ جو باشعور اور نیک خصلت شہریوں کے ڈھالنے کی عظیم قومی ذمہ داری سنبھالتے ہیں۔ ان کے مسائل اور مشکلات سے گہری دلچسپی رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ بحیثیت ایک ٹیچر، میں آپ کے جریدے کے ذریعہ وزیر اعلیٰ کی توجہ اس اہم امر کی طرف مبذول کرنے کی پرخلوص جسارت کرتا ہوں اور 'قومی راج' کی وساطت سے وزیر اعلیٰ مہاراشٹر سے گذارش کروں گا کہ وہ اساتذہ سے بھی تبادلۂ خیال کریں تاکہ تعلیم و تدریس سے متعلق مشکلات و خامیوں کا انھیں صحیح اندازہ ہو سکے جو یقیناً سب کیلئے بے حد سود مند ہوگا۔

مضبوط اور خوش حال مہاراشٹر کی تعمیر میں تعاون

— یوم جمہوریہ پر گورنر کا پیغام

گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا نے یوم جمہوریہ کے موقع پر مہاراشٹر کے باشندوں کے نام اپنے پیغام میں ان سے گذارش کی کہ وہ حکومت سے عملی تعاون کریں تاکہ مضبوط اور خوشحال مہاراشٹر کی تعمیر کا کام بخوبی انجام دیا جا سکے۔

گورنر کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے:

"میں جمہوریہ ہند کی اکتیسویں سالگرہ کے پُرمسرت موقع پر مہاراشٹر کے باشندوں کو دلی مبارکباد اور نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔ گو قدرے تاخیر ہی سے سہی، ابھی ابھی شروع ہونے والے نئے سال ۱۹۸۱ء پر بھی میں نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے یہ اُمید کرتا ہوں کہ یہ سال مہاراشٹر اور ہمارے عظیم ملک کے تمام باشندوں کے لئے مسرت اور اطمینان بخش ہوگا۔

شاندار ورثہ: ریاست مہاراشٹر شاندار ثقافتی ورثہ کی مالک ہے، اس نے حصول آزادی کی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیا اور یہاں عظیم سنت، دانشور، فلسفی اور نامور سپوت پیدا ہوئے، جنھوں نے مختلف شعبوں میں انسانی زندگی کو متأثر کیا۔ اوّل عوامی خادم کی حیثیت سے ایسی ریاست کی خدمت کرنا باعثِ فخر ہے۔ میں مؤثر طریقہ پر یہ خدمت انجام دے سکوں، اس کے لئے میں آپ سب سے محبت، تعاون اور دعا کا طالب ہوں۔

مہاراشٹر اپنے شاندار ماضی کے ساتھ پورے اعتماد اور روشن مستقبل کی توقع کر سکتا ہے۔ مسائل زندگی کا لازمی جز ہیں اور ہماری ریاست کو بھی مختلف مسائل درپیش ہیں۔ بہرصورت مجھے یہاں آئے ہوئے ابھی کچھ ہی دن ہوئے ہیں اور اس عرصہ میں مجھے یہ دیکھ کر اطمینان ہوا کہ ہماری حکومت نے کام سنبھالنے کے بعد سے نہ صرف کئی واضح اور ترقی پسندانہ فیصلے کئے ہیں بلکہ انھیں پورے خلوص، تندہی اور جوش و خروش سے زیرِ عمل بھی لا رہی ہے۔

حکومت نے غربت اور سماجی و معاشی ناانصافی مٹانے کی مہم شروع کر دی ہے۔ بچاس کروڑ روپے کے لگ بھگ قرض راحت دینے کا فیصلہ یقیناً قابلِ تعریف ہے۔ اس سے بنیادی طور پر ہماری دیہی معیشت کو بڑی راحت نصیب ہوگی۔ مزید برآں اس سے دیہاتوں کے غریب طبقات پر ایک زمانے سے چلا آرہا بوجھ ہلکا ہوگا جس کے باعث ان کے بال بچوں کی زندگی بڑی عسرت میں گذرتی تھی۔

حصول سرمایہ کی نئی راہ: سرمایہ حاصل کرنے کی نئی راہ کھل جانے پر چھوٹے کسان زراعتی پیداوار کا پہیہ تیزی سے چلانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ مستقبل کے لئے بڑی خوش آئند بات ہے۔ کھاد کی اضافی قیمتوں پر امداد دینے کی

(بقایا صفحہ ۸ پر)

تمام اعلانات پر تندہی سے عمل

یومِ جمہوریہ پر وزیرِ اعلیٰ کا پیغام

یومِ جمہوریہ کے موقع پر وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر شری اے. آر. انتولے نے ریاستی عوام کے نام اپنے پیغام میں یقین دلایا کہ انھوں نے جو بھی اعلانات کئے ہیں وہ نہایت واضح ہیں اور ان پر پوری تندہی سے عمل کیا جائے گا۔

پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے :

" میں مہاراشٹر کے عوام کو یومِ جمہوریہ کی ۳۱ ویں سالگرہ پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ امسال یومِ جمہوریہ کی اہمیت یہ ہے کہ تقریباً ایک سال پہلے ہی عوام نے وزیرِ اعظم اندرا گاندھی کی قیادت پر از سر نو اپنے اعتماد کی توثیق کی ہے۔ اس طرح یہ عوام کے اعتماد کی بحالی کی پہلی سالگرہ بھی ہے۔

اس ایک سال کے دوران شریمتی اندرا گاندھی کے جرأت مندانہ اقدامات سے عوام اور خصوصاً غریب طبقات میں حکومت کی کارکردگی پر یقین و اعتماد کو تقویت ملی ہے۔ معاشی حالت ایک سال پہلے کمزور نظر آرہی تھی اب دوبارہ استحکام حاصل کر رہی ہے۔ پچھلی حکومت کی غلط کارروائیوں کے نتیجہ میں ملک کے وقار کو جو ٹھیس پہنچی تھی اب وہ دور ہو چکی ہے اور اس کے وقار میں اضافہ ہو گیا ہے۔

غیر سماجی عناصر کی شرارتوں کی وجہ سے چند ناخوشگوار واقعات ضرور ہوئے لیکن ان واقعات کے سوائے مجموعی طور پر فرقہ وارانہ اتحاد اور امن و امان قائم رہا۔ ان حالات میں متعدد اقدامات اور کامیابی ہی کا نتیجہ ہے کہ عوام نے شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت پر اپنے بھروسہ کو صحیح مانا ہے۔

مرکز میں شریمتی اندرا گاندھی کی زبردست حمایت کے پیشِ نظر یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ عوام نے چار مہینے بعد ہی آپ کی پارٹی اور مجھ جیسے آپ کے پیروکاروں کو زبردست اور فیصلہ کن اکثریت سے دوبارہ اقتدار سونپا ہے۔ ہمیں جو موقع دیا گیا ہے اُسے ہم پورے طور سے عوام کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عزم کرتے ہیں۔ میری حکومت کو پورا پورا احساس ہے کہ غریب اور عام آدمی نے ہی جمہوریت کی بقا میں اپنا دستِ تعاون دیا ہے اور اسی لئے ضروری ہے کہ وہی حکومت کے تمام بہبودی پروگرام میں مرکزی مقام پائے۔

غریب طبقات میں کسان اور زراعتی مزدور کثیر تعداد میں ہیں۔ لہٰذا ان پر ہم نے سب سے پہلے توجہ دی۔ اقتدار سنبھالتے ہی ان کے قرضوں کو معاف کرنے کا اعلان کیا گیا۔ اس کے علاوہ کئی رعائتیں مثلاً کھاد کی خریداری میں امداد، کپاس کاشتکاروں کو سہولتیں، دھان، جوار اور باجرہ کی قیمت خرید میں اضافہ، گنے کی ۱۸۰ روپیہ فی ٹن کے حساب سے پیشگی قیمت کا تعین وغیرہ، دی گئیں۔ مجھے خوشی ہے کہ کاشتکاروں کے مسائل پر حکومت ہند کا رویہ ہمدردانہ ہے اور وہ انھیں حل کرنا چاہتی ہے۔

ان کے ساتھ ساتھ معذوروں، ضعیف اور نادار لوگوں پر بھی توجہ دی

(بقایا صفحہ ۔۔ پر)

بقیہ "مضبوط اور خوشحال مہاراشٹر"

صفحہ ۳ سے آگے

اسکیم، شکر اور نیل کی رعایتی بھاؤ پر تقسیم، سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا، سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا اور اندرا گاندھی پرتبھا پرتشٹھان یہ سب اس امر کا مزید ثبوت ہیں کہ حکومت نے غریب اور درماندہ لوگوں کو اوپر اُٹھانے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔

بے روزگاروں کی امداد : 'سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا' اس مقصد سے جاری کی گئی ہے تاکہ ہزاروں بے روزگار افراد کی مدد کی جائے جو بنک یا کسی مالی ادارے سے محض اس بناء پر کہ وہ ضروری ضمانت پیش نہیں کر سکتے تھے مالی امداد حاصل کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ حکومت نے ایسے افراد کے لئے خواہ وہ تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ ۲,۵۰۰ روپے کی حد تک بلاسود قرض دینے کی پیشکش کی ہے تاکہ دیہی علاقوں میں وہ خود اپنی تجارت، صنعت یا کاروبار شروع کر سکیں۔

سماجی و اقتصادی بہبود کی خاطر 'سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا' دوسرا اہم اقدام ہے جس کا مقصد ناداروں، جسمانی طور سے معذور اشخاص اور ایسی بیواؤں کو جن کے ۱۰ سال کی عمر تک کے بچے ہوں اور ان کا کوئی سرپرست نہ ہو' مالی امداد دینا ہے۔ حکومت کی جانب سے ایسے ہر ایک فرد کو ۶۰ روپے ماہانہ امداد دی جائے گی۔

"اندرا گاندھی پرتبھا پرتشٹھان" (مہاراشٹر) حکومت کا قائم کردہ ادارہ ہے، جس کا مقصد ادب اور فنونِ لطیفہ کے میدان میں نوجوان اور ذہین اشخاص کی قدر شناسی اور حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ مجموعی طور سے ۵ کروڑ روپے کی رقم پرتشٹھان کی تحویل میں رہے گی۔ اس رقم پر ملنے والے سود سے مستحق افراد کو بطور عطیہ' نقد امداد' بلاسود قابلِ وصول قرض' حوصلہ افزائی برائے خاص تربیت، سرمایہ برائے پیداوار' طباعت اور اشاعتِ کتب، طبّی اخراجات اور تخلیقات کی خریداری کے لئے تقسیم کی جائے گی۔

بہر صورت یہ صرف ہماری کوششوں کی شروعات ہے تاکہ ایسے سماجی اقدامات کے ذریعہ لوگوں کا معیار زندگی بہتر بنایا جائے۔ یہ سب کچھ مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔

انتظامیہ کا سُدھار : ریاست کے انتظامی ڈھانچے کو درست کرنے پر بھی کافی توجہ دی گئی ہے۔ دو نئے ڈویژن جلد ہی کام شروع کر دینگے جن کا صدر دفتر ناشک اور امراؤتی میں ہوگا، جس سے حکام اور عوام میں اور بھی قریبی رابطہ قائم ہوگا۔

ہندوستان کے ایک مایہ ناز سپوت چھترپتی شیواجی مہاراج نے اپنی زندگی میں حقیقتاً ہندوستان کی تاریخ کا رُخ بدل دیا تھا۔ اُن کی عظمت کے پیش نظر ضلع قلابہ کا نام بدل کر بجا طور سے 'رائے گڈھ' رکھا گیا ہے۔ اسی طرح حکومت نے تمام خامیوں کو دُور کرنے، طریقہ کار سہل بنانے، اختیارات کی تقسیم، بدعنوانیوں کو ختم کرنے اور پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کو فروغ دینے کا تہیہ کیا ہے۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ انتظامیہ کارگر ہو۔ ایسا انتظامیہ جو صورت حال کو فراموش کرتا ہے لوگوں کی توقعات پوری نہیں کر سکتا۔

کچھ ہی عرصہ ہوا جاری کی گئی ضمانتِ روزگار اسکیم کی کامیابی کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوتا ہے کہ سالوں سے مہاراشٹر کے دیہی علاقوں سے روزگار کی تلاش میں آنے والے لوگوں کی تعداد میں حیرت ناک طریقہ پر کمی ہوگئی ہے۔ اس سال ریاست کے کچھ علاقوں میں حالتِ قحط کے مدنظر حکومت صورت حال سے نمٹنے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کر رہی ہے۔ اسی مقصد سے ضمانتِ روزگار اسکیم بروقت زیر عمل لائی جا رہی ہے جس سے ہزاروں ضرورت مند لوگوں کو روزی مل گئی ہے۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ اسی اسکیم کے ذریعہ مستقل نوعیت کے کام انجام پا جائیں۔

معذوروں کا سال : آئندہ کے لئے ہماری کوشش یہی ہونی چاہئے کہ خصوصاً 'سال برائے معذور اشخاص' کے دوران بچھڑے اور معذور اشخاص کا دُکھ دُور ہو اور ان کی حالت بہتر ہو۔ ان کے لئے خاص پروگرام وضع کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں' میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ یہ کام محض ہمدردی کے طور پر نہیں بلکہ معاشرہ اور ان کم نصیب لوگوں کے تئیں اپنا فرض سمجھ کر انجام دینا چاہئے۔ وہ خیرات کے طالب نہیں، بلکہ بقول املی ڈکسن' وہ ہماری نظر التفات، خلوص اور محبت کے طالب ہیں۔ یہی ان کی ضرورت ہے۔

ہماری حکومت کو ان کی ضروریات کا پوری طرح احساس ہے اور جو کچھ بھی ممکن ہے وہ کام قدرتی طور سے اپنے ذرائع کے اندر ان

اپلین ضروریات اور واجب حق کی بنا پر سرانجام دے گی۔ اس میں سب کو خلوص اور ایثار سے کام لینا پڑے گا۔

دیگر کئی ایسے شعبے ہیں جن میں رضاکارانہ اداروں نیز حتی المقدور امی شرکت کی شدید ضرورت ہے۔ میں نے نیز ہماری حکومت نے ہی مختلف تنظیموں سے بات چیت شروع کر دی ہے تاکہ وہ بعض ہم اسکیمات مستقل بنیاد پر شروع کریں۔ جن کے ذریعہ اہم ترین مسائل مستقل طور سے اولاً حل کئے جا سکیں۔

دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی، ابتدائی اسکول عمارتوں کی تعمیر، ایسے کام ہیں جن پر حکومت کافی توجہ دے رہی ہے، نیز جذام، اندھے پن اور ایسی ہی دیگر بیماریوں کی روک تھام پر بھی دھیان دیا جا رہا ہے۔

صحت مند ماحول: مادی ضروریات پر توجہ دیتے وقت ہمیں موجودہ ماحول کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے جس میں ہم رہتے ہیں۔ آلودگی کی روک تھام ہر شہری کی ذمے داری ہے۔ مجھے اور ہماری حکومت کو اس کا سب سے اوّل احساس ہے۔ صاف ستھرے اور صحت مند ماحول ہی میں شہری تندرست اور توانا رہ سکتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں کو مؤثر طریقے پر انجام دے سکتے ہیں۔ ہر شہری، ہر ادارہ، ہر جماعت کا بلا تفریق یہ فرض ہے کہ وہ شہر کو صاف ستھرا رکھنے میں معاون ہو۔ اسی طرح اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ ہمیں ایسا ماحول بنانے کی کوشش کرنا چاہیئے جس میں ہم اور ہماری آئندہ نسلیں مسرت و اطمینان سے زندگی گذار سکیں۔

انسانی زندگی کی خوبیوں اور تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا ضروری ہے۔ اس مقصد سے معاشرہ کو چاہیئے کہ وہ آگے بڑھ کر فنون لطیفہ اور دستکاری کے میدان میں باصلاحیت اور ہونہار افراد کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی اور اعانت کرے۔ ہمارے نوجوانوں کو مواقع اور سہولیات بہم پہنچانا چاہئیں تاکہ وہ اپنا باقی وقت تعمیری کاموں میں صرف کریں۔ اور اس طرح خود فائدہ اٹھائیں اور سوسائٹی کو فیضیاب کریں۔ بیکاری میں انسان کا دل و دماغ شیطانی خیالات کا کارخانہ بن جاتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ نوجوانوں کے لئے سودمند ذرائع پیدا کر کے انھیں تعمیری راہ پر لگائیں۔ اس میں ملک اور ہمارے نوجوانوں دونوں ہی کی بہتری ہے

صنعتی پیداوار میں رکاوٹ پر تشویش: مجھے بعض صنعتی اداروں میں صنعتی پیداوار میں رکاوٹ پر بڑی تشویش ہے۔ اس کے وسیع اثرات ہوتے ہیں اور اس سے افراطِ زر کی مصیبت بڑھتی ہے اور ہماری معیشت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بڑھتی ہوئی قیمتوں کا مسئلہ عالمگیر نوعیت کا ہے۔ بہر حال ہر ایک شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر میدان میں پیداوار بڑھانے کے کام میں حتی المقدور مدد کرے۔

ایک بات کا ذکر میں ضرور کرنا چاہتا ہوں۔ قدرتی طور سے ہر شخص مال اور خدمات کے صلے میں معاوضہ میں اضافہ کا خواہش مند ہوتا ہے اور معمولی معمولی باتوں پر پیداوار روک دی جاتی ہے۔ اس معاملے میں ان تمام لوگوں سے یعنی ورکروں، مالکان، مزدور انجمنوں اور دیگر جماعتوں سے جو پیداوار کے کام سے منسلک ہیں یہ اپیل کروں گا کہ قومی مفاد کی خاطر اپنے اختلافات مٹا دیں اور پیداوار زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے مشترکہ مقصد کے تحت یک جہتی سے کام کریں۔ جتنا زیادہ سے زیادہ ہم پیدا کریں گے اتنا ہی زیادہ حصہ ہمارے محروم طبقہ کو ملے گا۔ میرے خیال میں پیداوار میں خواہ کسی بنا پر بھی رکاوٹ ڈالنے والا شخص نہ صرف دیش کا بلکہ خود اپنا اور اپنے بال بچوں کا دشمن ہے۔ ہمیں یکجا بیٹھ کر ضابطۂ اخلاق بنانا چاہیئے۔ اس ضابطہ کی رو سے ہمیں اس قابل ہونا چاہیئے کہ اختلافات اور مشکلات پیدا ہونے کی صورت میں ایک میز کے گرد بیٹھ کر مفاہمت سے انھیں دور کر سکیں۔

ایک مشہور مقولہ ہے کہ ہمت و جرأت ہی انسان کی سب سے بڑی صفت ہے۔ خدا ہمیں ہمت دے کہ ہم کسی بھی حال میں، کسی بھی صورت میں کسی ایسی کارروائی میں حصہ نہ لیں، اس کی حوصلہ افزائی نہ کریں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے پیداوار کے کام میں رکاوٹ پڑے، اس کا پہیہ رک جائے۔ ہم میں یہ بھی جرأت ہونا چاہیئے کہ جب کبھی مفاہمت باخوشی ممکن نہ ہو، بس اتفاق اسی پر ہو کہ کوئی مفاہمت نہیں ہو سکتی تو ایسی صورت میں معاملات بنا ہچکچاہٹ ثالث کے سپرد کر دیئے جائیں۔ ثالثی کے زمانہ میں ہم سب کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ پیداوار کا نقصان نہ ہو اور کسی بھی حال میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے دھمکی، دباؤ یا تشدد سے کام نہ لیا جائے۔ خوشگوار ماحول میں معاملات طے کرنے سے کوئی تلخی باقی نہیں رہتی۔ اس کے برعکس جہاں معاملات طے کرنے میں جبر سے کام لیا جاتا ہے وہاں ایسے ناخوشگوار اور تلخ اثرات لازمی طور سے باقی رہتے ہیں جو ان لوگوں کے شایانِ شان نہیں جو ایک

بڑے ورثہ اور ثقافت کے مالک ہیں اور اس پر ناز کرتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زائد پیداوار ہی ہر ایک فرد کی خوشحالی کی کنجی ہے، اسی میں دیس کی بھلائی ہے۔

بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ : یہ حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد سے قومی آبادی برابر بڑھتی ہی رہی، لیکن 'پیداوار' اتنی ہی رہی۔ اور ہزاروں لوگوں کی حالت غربت کے درجہ سے گر گئی۔ آبادی کے اس طرح بے تحاشہ بڑھتے رہنے سے تمام اچھے کام بے نتیجہ اور بے سود رہتے ہیں لہٰذا یہی وقت ہے کہ ہر ہندوستانی اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرے اور یہ سمجھ لے کہ جب تک اس صورت حال پر قابو نہیں پایا جائے گا، غریب غریب ہی رہے گا اور جو لوگ بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہیں ان کی حالت نہ آج بہتر ہوگی اور نہ کل۔ آخر اس کا جواب کیا ہے؟ ہماری نجات اسی میں ہے کہ ہم سمجھداری سے کام لیں اور اس دھماکہ خیز آبادی کو روکیں، تاکہ موجودہ نسل نہ سہی آئندہ نسلیں یہ محسوس کریں کہ جس دیس میں وہ رہتی ہیں وہ ایسی سرزمین ہے جہاں حسب روایت ہر طرح افراط ہے اور دودھ و شہد کی نہریں بہتی ہیں۔

خوشحال مہاراشٹر : میرے خیال میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ لوگوں کے ہر طرح کے دکھ دور ہوں۔ بسا اوقات سماج دشمن عناصر جن کی تعداد برائے نام ہے ناجائز رسوخ کے زور پر ریاست پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے کہ سوسائٹی کے ایسے عناصر پنپ نہ سکیں اور لوگوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ میں اس کام میں آپ سب کے تعاون کا طالب ہوں۔

جمہوری اور اشتراکی اقدار پر عقیدہ اور ریاست کے شہریوں کے سرگرم تعاون کی بدولت مجھے یقین ہے کہ ہم ایسے مضبوط اور خوشحال مہاراشٹر کی تعمیر کی راہ پر آگے بڑھیں گے جہاں ہر ایک کو ترقی کے برابر کے مواقع حاصل ہوں گے اور اسے انصاف ملے گا۔ میں مہاراشٹر کے ہر شہری کے تئیں نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں اور یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت ان کی بہتری کے لئے اپنی مساعی جاری رکھے گی۔"

صفحہ ۴ سے آگے

گئی اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے انقلابی اسکیم جیسے "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" جاری کی گئی۔ اسی طرح "سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا" جاری کی گئی جس کے تحت بے روزگار نوجوانوں کو بلا سود، بلا ضمانت قرض دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں اور اپنا ذاتی کاروبار شروع کر سکیں۔

ریاست کے کم ترقی والے علاقوں پر میری حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ودربھ، مراٹھواڑہ اور کوکن کی ترقی سے متعلق ہمارے فیصلوں سے عوام اچھی طرح واقف ہونگے۔
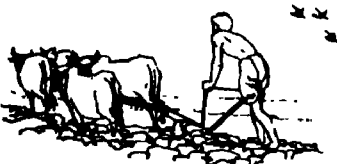
ہم چاہتے ہیں کہ انتظامیہ عوامی خدمت کا بہترین ذریعہ بنے اور اس سلسلہ میں کئی اقدامات کئے گئے ہیں، یہ خوشی کی بات ہے کہ عوام نے انھیں پسند کیا ہے جس سے ہمارے حوصلے بلند ہوئے ہیں۔

میں اس موقع پر اپنی کارگزاری کی فہرست پیش کرنا نہیں چاہتا لیکن اس دن کا تقاضا ہے کہ ہم پیچھے پلٹ کر دیکھیں کہ ہم نے کیا کیا، اور اس طرح بھروسہ پیدا کریں اور دیکھیں کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس کے پیش نظر ہمارے لئے یہ اہم ہے کہ جو کچھ بھی اعلانات کئے جائیں، وہ صاف اور واضح ہوں اور ان پر بہر صورت عمل ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے جو نمایاں کام انجام دیئے ہیں اس کے حقدار عوام ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ان کے تعاون اور مشوروں سے ہم آئندہ سال اور بہتر خدمات انجام دے سکیں گے۔

مہاراشٹر میں صنعتی ترقی

ایس۔ راجگوپال
سکریٹری محکمۂ صنعت

۱۹۶۱ء میں مہاراشٹر میں بڑی اور متوسط صنعتوں کی تعداد ۹۶۴ اور چھوٹی صنعتوں کی تعداد ۴۸۶۰ تھی. یہ تعداد ۱۹۷۹ء میں بڑھ کر بالترتیب ۱۶۰۵ اور ۵۴،۵۴۴ ہوگئی۔ ذیل میں صنعتی ترقی سے متعلق چند تفصیلات پیش کی جارہی ہیں جن کی روشنی میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مہاراشٹر نے ہندوستان میں صنعتی ترقی کے میدان میں کس طرح نمایاں مقام حاصل کیا ہے:

مہاراشٹر نے ہندوستان میں صنعتی میدان میں نمایاں ترقی کی ہے. تقریباً ۱۰۰ سال قبل ممبئی میں ایک سوتی مل کے قیام اور ممبئی اور تھانے کے درمیان ملک کی پہلی ریلوے لائن کی وجہ سے شہر ممبئی ملک میں ایک اہم تجارتی اور صنعتی مرکز بنتا جارہا تھا۔ آزادی سے قبل مہاراشٹر میں صنعتی ترقی بہت معمولی تھی. تیزی کے ساتھ صنعتوں کا پھیلاؤ ۱۹۶۰ء میں مہاراشٹر کے قیام کے بعد شروع ہوا.

مہاراشٹر کا ملک کی صنعتوں میں ۱۱٫۵ فیصد، روزگار میں ۱۸٫۶ فیصد، سرمایہ کاری میں ۱۶٫۱ فیصد، پیداوار میں ۲۴٫۳ فیصد حصہ ہے. صنعتی پیداوار کی فی کس لاگت کے معاملہ میں بھی ریاست مہاراشٹر سرفہرست ہے. ملکی سطح پر پیداوار کی فی کس لاگت کل ۵۵۹٫۵ روپیہ ہے، جبکہ ریاست میں یہ ۱٫۴۶۹ روپیہ ہے. اسی طرح فیکٹریوں میں یومیہ روزگار کا اوسط ایک لاکھ آبادی پر ۱۹۷۶ء کے دوران ملک میں ۱۰۸۸ تھا جبکہ ریاست میں یہ اوسط ۲٫۱۹۴ تھا۔

صنعتی سرمایہ کاری:

ریاست میں بڑے اور متوسط صنعتی اداروں میں روزگار اور اداروں کی تعداد ۱۹۶۱ء میں بالترتیب ۹۴۶ اور ۶٫۷۹ لاکھ تھی، جبکہ ۱۹۷۸ء میں یہ تعداد بالترتیب ۱٫۶۷۵ اور ۱۱٫۶۳ لاکھ تھی. اس

مدت کے دوران اس سیکٹر میں تخمینہ سرمایہ کاری ۲۴۳ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۳۰۰۰ کروڑ روپے ہوگئی اور پیداوار ۹۱۶ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۴۱۰ ,۳ کروڑ روپے تک بڑھ گئی۔ اسی طرح ۱۹۶۱ء اور ۹-۱۹۷۸ء کے درمیان چھوٹی صنعتوں کی تعداد بالترتیب ۸۶۰ ,۴ اور ۴۴ ,۴۴۴ تھی، تعداد ملازمین بالترتیب ۹۰ ہزار اور سات لاکھ، اندازاً سرمایہ کاری اور پیداوار بالترتیب ۴۵ کروڑ روپے سے لے کر ۲۸۴ کروڑ روپے تک اور ۲۱۳ کروڑ روپے سے لے کر ۳۸۲ ,۱ کروڑ روپے تک تھی۔ اس قدر صنعتی ترقی کی وجہ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی مؤثر پالیسی، تکنیکی ترقی، داخلی اور بین الاقوامی مارکیٹ سہولت اور نجی اداروں میں تجارتی حصہ داری ہے۔ نجی اداروں کے ذریعہ سرمایہ کاری بھی مہاراشٹر میں صنعتوں کے فروغ کا باعث ہے۔ ۸-۱۹۷۷ء میں کئے گئے ایک سروے کے مطابق غذائی صنعت، سوتی، اونی، سلک کپڑوں کی صنعت، کاغذ کی صنعت، ربر، پلاسٹک، کیمیکل، مشینری وغیرہ صنعتوں میں صنعتی پیداوار کے لحاظ سے مہاراشٹر ملک میں سرفہرست ہے۔

نئی حکمتِ عملی:

ریاستی حکومت نے صنعتی ترقیات میں سرعت پیدا کرنے کے لئے نئی حکمتِ عملی اپنائی ہے۔

۱۔ صنعتوں کو پھیلانا۔
۲۔ بڑی زراعتی صنعتوں کو بالخصوص امداد باہمی سیکٹر میں بڑھانا۔
۳۔ ترقی پذیر علاقوں میں بالاشتراک صنعتیں قائم کرنا۔
۴۔ دیہی اور کاٹیج انڈسٹری کو فروغ دینا۔
۵۔ تعلیم یافتہ بیروزگاروں کے لئے خود روزگار کے مواقع پیدا کرنا۔

ممبئی اور قرب وجوار کے علاقوں میں تیزی سے ترقی کی وجہ بہتر وسائل ہیں۔ اس لئے ریاست اس بات کے لئے خاص طور پر کوشاں ہے کہ ریاست کے مختلف مقامات پر ایسے وسائل پیدا کئے جائیں۔ ایم آئی ڈی سی نے ریاست کے ۲۶ اضلاع میں پھیلے ہوئے ۵۷ صنعتی حلقوں کی ترقی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ان تمام علاقوں میں ۲۰,۰۰۰ ہیکٹر زمین ترقیاتی منصوبوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے، اس میں سے ۱۵,۰۰۰ ہیکٹر زمین کارپوریشن کی ملکیت میں ہے۔ ایم۔ آئی۔ ڈی۔ سی' نے اب تک ۲۰,۰۰۰ پلاٹ تیار کئے ہیں۔ ان میں سے ۱۵۳۴۰ پلاٹ الاٹ بھی کر دیئے گئے ہیں اور ۵۰۰ ,۳ سے بھی زیادہ اداروں نے ان علاقوں میں اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں ۱۲۸ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی تجویز رکھی گئی ہے اور ایم آئی ڈی سی اپنے ذاتی وسائل سے ۱۲۱ کروڑ روپے مہیا کرنے کی کوشش میں ہے۔ ایم آئی ڈی سی' فیکٹریوں میں ۶۲۷ ,۱ کروڑ روپے کی لاگت کا مال تیار کیا جاتا ہے۔

صرف صنعتی وسائل کا تعین ہی صنعت کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ انھیں سماجی وسائل سے بھی منسلک کرنا ضروری ہے۔ ان مقاصد کے پیشِ نظر ایم۔ آئی۔ ڈی۔ سی' نے فراہمیِ آب اسکیم کے ذریعہ ۳۲ کروڑ روپے کے صرفہ سے نہ صرف اپنے حلقوں میں صنعتوں کو پانی کے لئے بلکہ قرب وجوار میں رہنے والے صارفین کے لئے پانی کی ضرورت پورا کرنے کا بھی ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایم۔ آئی۔ ڈی۔ سی' بار دی واٹر ورکس جس کے تحت نئی ممبئی، تھانے اور ڈومبیولی نیز اطراف کے علاقوں میں پانی کی فراہمی۔ اسی طرح مزدوروں اور اسٹاف کے لئے رہائشی جگہوں کی فراہمی۔ تقریباً ۱۱۰۰ شیڈ مختلف حلقوں میں تکنیکی اسٹاف کے لئے بنائے گئے ہیں۔

مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ (ایم۔ ایس۔ ایس۔ آئی۔ ڈی۔ سی) چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے لئے اقدامات کرتی ہے۔ مارکٹنگ کے لحاظ سے کارپوریشن کی سالانہ آمدنی ۸ کروڑ روپے تک ہے جو کہ کارپوریشن کی کل آمدنی کا ۲۵ فیصد ہے۔ دستکاری صنعت میں کارپوریشن نے نئی دہلی، پونے اور ناگپور میں کئی ایمپوریم قائم کئے ہیں۔ اور ممبئی میں ایرپورٹ اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر سیلز کاؤنٹر قائم کئے ہیں۔ کم ترقی یافتہ حلقوں میں صنعتوں کے فروغ کے لئے اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انوسمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر (SICOM) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ یہ ادارہ (الف) جزوی شراکت (ب) لمبے عرصے کے لئے مالی امداد (ج) بلا سود سیلز ٹیکس قرضہ جات، ٹیکس معافی یا ئی معاوضہ، پروجیکٹ میں حصہ داری جیسے اقدامات سے کمتر ترقی والے علاقوں میں صنعتوں کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔

میلٹرون سے مواصلاتی نظام میں مدد:

مہاراشٹر الیکٹرونک کارپوریشن میلٹرون کے ذریعہ اپنی تیار کردہ اشیاء کی مدد سے تمام مواصلاتی ذرائع مثلاً ریڈیو، ٹیلی کمیونیکیشن وغیرہ میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ میلٹرون نجی صنعتی اداروں کا اشتراک بھی قبول کرتا ہے اسی کے نتیجہ میں میلٹرون نے ۲۲ سال کے لئے ۲۲ نجی اداروں کو خود سے وابستہ کر لیا ہے اور انھیں اپنا نام استعمال

...ی اجازت دی ہے۔ اس کے علاوہ میلیٹرون کے تحت پونے میں ایک
...ٹ سینٹر بھی قائم کیا گیا ہے جو چھوٹی صنعتوں کی پیداوار میں معیاری
...توجہ دیتا ہے۔

...زن ترقی:

ریاستی حکومت نے ریاست کی متوازن علاقائی ترقی کو بہت اہمیت
...ہے اسی لئے علاقائی ترقیاتی کارپوریشن قائم کئے گئے ہیں۔ دوسری اہم
...رکزی حکومت کی جانب سے پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کیلئے اصل سرمایہ کی
...ی ہے۔ مہاراشٹر میں تین اضلاع یعنی رتناگیری، اورنگ آباد اور
...اپور پسماندہ اضلاع شمار کئے گئے ہیں۔ تقریباً ۸۷۶ نئی صنعتیں
...پر ۲۱ کروڑ روپیہ کی سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ ان تین اضلاع میں اس
...سم کے تحت قائم ہوئی ہیں۔

صنعتوں کے فروغ میں خصوصی طور پر معاون اسکیم بنا سود سیلز ٹیکس
...ں کی اسکیم ہے جس کے تحت مقررہ سرمایہ کے ۸ فیصد تک یا ۵۰ لاکھ
...پے تک قرض مہیا کیا جاتا ہے اور ۱۲ سال بعد واجب الادا ہوتا ہے۔
...ے یہ اسکیم صرف ... اہم صنعتوں کے لئے محدود تھی، اب اس کا نفاذ تمام
...عتوں پر ہوتا ہے۔

چھوٹی صنعتوں ... میں تیزی آئی تو امداد باہمی ...
...نڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کی اسکیم اپنائی گئی۔ اس اسکیم کی وجہ سے حکومت
...محدود مالی ذرائع کے باوجود ریاست کے تقریباً تمام اضلاع میں انڈسٹر
...یل اسٹیٹ قائم ہو سکے۔ فی الوقت ریاست میں ۵۵ انڈسٹریل اسٹیٹ
...جہاں کام شروع ہو چکا ہے اور ... باہمی انڈسٹریل اسٹیٹ
...تکمیل ہیں۔ انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام ... ست مہاراشٹر ملک بھر میں
... کاری کی فراہمی میں کپڑے کی ملیں کافی اہم ہیں، لہٰذا ریاستی
حکومت نے ۲۶ بیمار ملوں کا انتظام سنبھال لیا ہے۔ اس طرح مزدوروں
کی کثیر تعداد کی متوقع بیروزگاری کا خدشہ ٹل گیا۔

چندر پور پروجیکٹ:

بمبئی ہائی اور بیسین میں دریافت کئے گئے تیل کے کنویں اس
ریاست میں صنعتی ترقی کی رفتار کو مزید تیز کرنے میں معاون ہیں۔
پسماندہ علاقوں میں صنعتی ترقی کی رفتار کو بڑھانے کیلئے "رہنما صنعت"
کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ اس طریقے کے مطابق ہر علاقے کی صنعتی ترقی
کے لئے حکومت نے بھنڈارہ ضلع میں ۱۹۸۳ء تک ۱۵۰ کروڑ روپے
کی لاگت سے اشوک لے لینڈ گاڑیوں کا ایک پروجیکٹ شروع کرنے
کا فیصلہ کیا ہے۔ حال ہی میں اس سلسلے میں سیکوم اور اشوک لے لینڈ
لمیٹیڈ کے مابین ایک معاہدے پر دستخط کئے گئے ہیں، یہ پروجیکٹ
۵۰۰۰ افراد کے لئے راست روزگار اور ۲۵،۰۰۰ ہزار افراد کے لئے
بالراست روزگار کے مواقع فراہم کرے گا، علاوہ ازیں اس علاقے کے
دو اضلاع میں دو کوآپریٹیو اسپننگ ملیں اور اسپننگ مل میں معاون
سلولوس پلانٹ بھی قائم کیا جائے گا۔ اس طرح ۲۵ ضمنی صنعتوں کے
قیام کی راہیں کھل جائیں گی۔

ریاستی حکومت نے چندر پور ضلع میں آئندہ تین سالوں میں دس
لاکھ میٹرک ٹن کی گنجائش کی دو سیمنٹ فیکٹریاں قائم کرنے کا بھی
فیصلہ کیا ہے

وسائل میں اضافہ اور معاون اسکیمات کے پیش نظر یہ توقع کی جا سکتی
ہے کہ صنعتی ترقی کے معاملے میں ریاست مہاراشٹر پہلے سے کہیں زیادہ
ترقی یافتہ ہو جائے گی۔
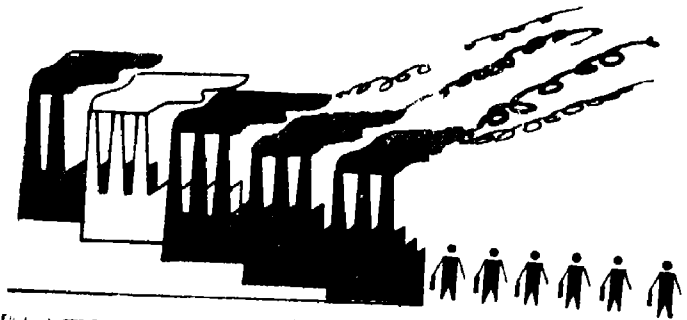
مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن

رفتارِ ترقی

مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن (ایم ایس ٹی سی) کے قیام کا آغاز ۱۹۶۶ء میں صرف ایک مل سے ہوا، اور آج اس ادارہ کے تحت متعدد ملوں میں ۱۵,۰۰۰ سے زیادہ افراد برسرِ روزگار ہیں۔ یہ کارپوریشن شاید سب سے پہلا عوامی ادارہ ہے جس میں 'ورکروں کی شرکت' نامی اسکیم کے تحت عام رکنیت سے لیکر اعلیٰ سطح تک انتظامیہ میں شرکت کے قاعدے کو اپنایا گیا ہے۔ 'ایم ایس ٹی سی' نے اپنی کارکردگی کے دوران نہ صرف یہ کہ بیمار ملوں کی بازآبادکاری میں مدد دی ہے بلکہ پیداوار میں اضافہ اور تیزی لانے میں معاون بہترین تکنیکی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔

مہاراشٹر میں سوتی کپڑے کی صنعت کا آغاز لگ بھگ ۱۹ویں صدی کے دوسرے نصف حصہ سے ہوا اور جلد ہی ریاست کے صنعتی جغرافیہ میں اسے ایک ممتاز مقام حاصل ہوگیا۔ یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس صنعت کا زیادہ زور بمبئی کے اطراف میں رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بمبئی کے اطراف کے علاقوں میں سوت کی زیادہ کاشت کی جاتی ہے۔ نتیجہ میں ریاست کی معاشیات پر اس کا اچھا خاصا اثر ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق کپاس کی کاشت اور سوتی کپڑوں کی صنعت سے متعلق منظم اور غیر منظم اداروں کے ذریعہ ریاست کی سالانہ آمدنی کا ۱۰ فیصد پورا ہو جاتا ہے۔

ایک مثالی ریاست :

دوسری جنگِ عظیم کے بعد اس صنعت پر بُرا اثر پڑا تھا اور نتیجہ میں کئی وجوہات کی بنا پر کئی ملیں بند ہوگئیں۔ ظاہر ہے کہ ملوں کے بند ہونے کی وجہ سے ریاست کی معاشیات کمزور ہونے کے ساتھ ساتھ اس صنعت سے وابستہ کئی خاندان بیروزگار ہو گئے تھے۔ حکومت مہاراشٹر نے اس سنگین صورت حال کا سامنا کرنے کا عزم کیا۔ حکومت نے فیصلہ کیا کہ وہ خود ان ملوں کو اس وقت تک چلائے گی جب تک کہ وہ خود اپنے آپ کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ اس عرصہ سے قبل بیروزگار راحت اسکیم کے تحت حکومت نے اپنی نگرانی میں چند ملوں کا انتظام سنبھالا تھا لیکن پیچیدہ حالات کو دیکھتے ہوئے حکومت کے لئے یہ لازمی ہوگیا ہے کہ وہ ایک خود مختار ادارہ قائم کرے جو منتخبہ ملوں کا کاروبار چلا سکے۔ اسی بنیاد پر حکومت کی ملکیت میں مہاراشٹر ٹیکسٹائل کارپوریشن قائم کیا گیا، جسے کمپنی ایکٹ کے تحت ۶ ستمبر ۱۹۶۶ء کو باقاعدہ رجسٹرڈ کیا گیا۔

اس کارپوریشن نے اپنی کارگردگی کا آغاز بہت ہی معمولی طریقے سے کیا۔ شروع میں کارپوریشن کی صرف ایک مل تھی۔ لیکن ۷۳-۱۹۷۲ء تک

، کارپوریشن کے لائحہ عمل میں آگئیں۔ بیمار سوتی یونٹ (قومیا)
ت ۱۹۷۴ء کے نافذ العمل ہونے کے بعد ۱۲ ملوں کی ملکیت
سٹائل کارپوریشن کے نام منتقل کی گئی۔ ایم۔ ایس۔ ٹی۔ سی کے
طرح صرف تین ملیں رہ گئیں۔ فی الحال ایم۔ ایس۔ ٹی۔ سی کے
۸ سوتی ملیں ہیں۔

نیا تجربہ :

سٹی حکومت کی ہدایت پر ایم۔ ایس۔ ٹی۔ سی نے دو نئے سوتی
جیکٹ ہاتھ میں لئے ہیں۔ اس میں سب سے پہلے دیواگری ٹیکسٹائل
نگ آباد کا ذکر کیا جائے گا۔ یہ مل ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو شروع ہوئی۔
جیکٹ سے حکومت مہاراشٹر کی پسماندہ علاقوں کی ترقیات
اون پالیسیوں کا عملی نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ جہاں تک سرمایہ کاری
ق ہے یہ مل مراٹھواڑہ میں واحد سب سے بڑی صنعت ہے جس میں
رمایہ کی رقم ۸٫۵۲ کروڑ روپے ہے۔ نیز یہ عوامی سیکٹر میں قائم
ہونے والی پہلی مل ہے۔ اس مل میں جدید ترین مشینیں لگائی گئی ہیں۔
۳۰۰ خود کار لوم اور ۲۵٫۰۰۰ چرخیاں ہیں۔ اس مل میں صنعتی
بلو استعمال کے مختلف کپڑے تیار کئے جاتے ہیں۔ اس مل کا ۳۰
مال برآمد کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مراٹھواڑہ کے تقریباً ۲۰۰
راست روزگار مل سکے گا۔
اس کارپوریشن کی ملوں میں فروغ روزگار پروگرام کے تحت ماہرین
نگرانی تقریباً ۵۰۰ افراد کو تربیت دی گئی۔ اس پروجیکٹ کی
کی خاص وجہ ریاستی حکومت کی جانب سے ۳٫۲۵ کروڑ روپے کی
امداد اور آئی ایف سی آئی، اور مختلف قومیائے بنکوں کی جانب سے
۴ کروڑ روپے کی مالی اعانت ہے۔
اسی طرح کا ایک دوسرا پروجیکٹ ضلع ناگپور میں کلامیشور کے مقام
میشور ٹیکسٹائل مل لمیٹڈ کے نام سے دودھ کے کپاس کی کاشت والے
یہ مل زیر تعمیر ہے اور ۸۳-۱۹۸۲ء تک مکمل ہونے کی توقع ہے۔

کارکردگی : سالوں سال ایم ایس ٹی سی اور اس سے وابستہ ملوں کی
کردگی میں بہتری پیدا ہوتی رہی ہے۔ کئی بیمار صنعتوں کو دوبارہ جاری کیا گیا
۔ علاوہ ازیں تکنیکی صلاحیت، صحیح طریقۂ کار اور کپڑوں کے معیار میں بھی
خواہ بہتری پیدا ہوئی ہے جس کا اندازہ مال کی کھپت اور آمدنی میں اضافہ
سے کیا جا سکتا ہے :

	۱۹۷۸-۷۷ء	۱۹۷۹-۷۸ء	۱۹۸۰-۷۹ء
مشینیں :			
چرخیاں (ہزار میں)	۱۸۰	۱۹۶	۱۹۹
لومس	۳۹۸۵	۳۹۸۵	۴۰۷۱
پیداوار :			
کپڑا (لاکھ میٹر میں)	۷۱۱	۷۹۲	۷۴۵
مارکیٹ گانٹھ (لاکھ کلوگرام)	۲۵	۳۱	۳۸
کھپت : (لاکھ روپوں میں)	۳۱۳۰	۳۶۶۴	۳۷۹۵
نفع :			
اندازاً (لاکھ روپوں میں)	۲۴۱	۴۷۷	۵۳۷
اصل (لاکھ روپوں میں)	۴	۲۱۹	۲۹۷
روزگار (ہزار میں)	۱۰	۱۱	۱۱
برآمد (لاکھ روپے میں)	۲۱۷	۲۷۷	۲۳۷

کامیابی : یہ خوشگوار نتیجہ دنوں کی بات نہیں بلکہ اس کامیابی کے پیچھے ایک طویل اور سخت محنت کی داستان ہے۔ 'ایم ایس ٹی سی' کی ملوں میں پہلے مشینیں بہت پرانی اور خستہ حالت میں تھیں۔ لہٰذا ملوں میں پیداوار بڑھانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ وسیع پیمانے پر ردو بدل کیا جائے اور جدید مشینوں سے ملوں کو لیس کیا جائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ کارپوریشن نے جدید انتظامی تکنیک استعمال کیں جن کے نتیجہ میں ان ملوں کو جدید شکل میں تبدیل کیا جا سکا۔ اس سے قبل انتظامیہ خراب ہوا کرتا تھا مزدوروں کا استحصال عام بات تھی اور کسی نتیجہ خیز کارکردگی کی توقع نہیں ہوتی تھی لیکن انتظامیہ کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔ اس سلسلہ میں بنکوں سے تعاون حاصل کیا گیا۔ خام مال اور سوت کی خریدی کو نفع بخش بنایا گیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ ملک بھر میں ادارہ جاتی کھپت کو فروغ دینے کے لئے ایجنسیاں قائم کی گئیں۔

اس طریقۂ کار سے کارپوریشن کو بچت کا کافی فائدہ ہوا۔ بنکوں اور دیگر مالی ذرائع کے استعمال سے کارپوریشن کم سے کم خرچ پر ان ملوں کے لئے لازمی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہو گئی ہے۔ مناسب فنڈ جمع ہونے کی وجہ سے ۴۰ تا ۵۰ فیصد سوت کی منظم خریداری سے ملوں کے پیداواری اخراجات میں کمی واقع ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ خام مال، فنڈ اور دیگر ضروریات کی مسلسل دستیابی پر توجہ دیتے ہوئے ان ملوں کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا گیا۔ نتیجہ میں پیداوار اور فروخت کے ساتھ ساتھ نفع بھی بڑھتا گیا۔ یہ سب کچھ ممکن نہ تھا اگر ریاستی حکومت کارپوریشن کو رعایتی قرضوں اور دیگر صورتوں سے مالی امداد مہیّا نہ کرتی۔

ترقی میں حصّہ داری : 'ایم ایس ٹی سی' ملوں میں ۰۰۰،۱۵ سے زائد افراد کام کرتے ہیں جو کہ مہاراشٹر میں منظم ملوں میں کام کرنے والوں کی تعداد کا ۵ فیصد ہے اور اگر صرف مفصل علاقوں کو شمار کیا جائے تو یہ تعداد ۱۶ فیصد سے زائد نکل آتی ہے۔ 'ایم ایس ٹی سی' انتظامیہ اور مزدوروں کے مابین جو رشتہ قائم ہے وہ کئی دوسری ملوں میں نہیں دیکھا گیا۔ یہاں انتظامیہ اور مزدور ساجھے داری کی حیثیت سے ملوں کا کاروبار چلاتے ہیں۔ انتظامیہ کبھی آقا کا کردار ادا نہیں کرتا۔ اس ساجھے داری کے نتیجہ میں جس کا آغاز تقریباً ۱۰ برس پہلے ہوا، ملازمین کے نمائندے بورڈز آف ڈائرکٹرس اور کئی دیگر کمیٹیوں میں شامل ہیں۔ ۱۹۷۲ء میں کارپوریشن نے پہلا اور ۱۹۷۵ء میں دوسرا لیبر ڈائرکٹر مقرر کیا۔ 'ایم ایس ٹی سی' شاید پہلا عوامی ادارہ ہے جس میں ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ سطح (بورڈ آف ڈائرکٹرز) تک مزدوروں کی شرکت کی اسکیم عمل میں لائی گئی۔

کئی دیگر ادارے بھی اس تجربے سے بہت متاثر ہوئے ہیں اور اسے عمل میں لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کارپوریشن کے اس ترقی یافتہ رویہ سے نہ صرف یہ کہ انتظامیہ اور مزدوروں میں ہمیشہ خوشگوار رشتہ قائم رہا ہے بلکہ اسی کی بدولت کارپوریشن کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

کارپوریشن کی ملوں میں ملازمین اور ان کے خاندانوں کی فلاح و بہبود میں معاون کئی سہولیات مہیا ہیں۔ ان ملوں میں اہم تہواروں کے موقعوں پر تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ملازمین کو کھیل کود اور تفریحی سرگرمیوں میں حصّہ لینے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ نیز اعلیٰ تعلیم کے لئے قرضے اور اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ مزدوروں اور اسٹاف کو خاص اداروں میں تربیت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ ان اقدامات سے اس احساس کو تقویت ملتی ہے کہ مزدور اور انتظامیہ دراصل ایک ہی خاندان کا حصہ ہیں۔

'ایم ایس ٹی سی' اپنے سماجی فرض سے بھی غافل نہیں۔ یہ کارپوریشن اعلیٰ اور نفیس کپڑوں کے ذریعے نفع کمانے کی بجائے عام آدمی کے لائق مناسب داموں پر کپڑے تیار کرنے پر توجہ دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اپنی مہارت اور صلاحیت کا صحیح استعمال کر کے ملک کے لئے زرمبادلہ بھی کمانے لگی ہے۔

اب کارپوریشن کی خواہش ہے کہ وہ اپنے نزدیک کے علاقوں میں پاورلوم بنکروں کی امداد باہمی اداروں کو سوت، فروخت کی سہولت اور تکنیکی امداد فراہم کرتے ہوئے دیہی معیشت کو بڑھا وا دے۔ یہ کارپوریشن اس بات کی بھی خواہشمند ہے کہ تکنیکی تربیت کے علاوہ مزدوروں میں ایسا حوصلہ پیدا کیا جائے کہ وہ تجدید کے نتیجہ میں پیش آنے والے حالات کا بآسانی مقابلہ کر سکیں۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور تجاویز بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں :

ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، بندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، ممبئی - ۴۰۰۰۳۲

PRIME MINISTER

وزیر اعظم کی اپیل

" جذام ایک بھیانک بیماری ہے. لیکن اس سلسلے میں جدید سائنسی تحقیقات کے باوجود غلط تصورات ابھی موجود ہیں. یہ متعدی بیماری نہیں ہے' اس مرض میں مبتلا صرف تین فیصد مریض اس روگ کو پھیلاتے ہیں. اور اگر بیماری کی تشخیص قبل از وقت ہو تو علاج بھی ممکن ہے. یہ خوشی کی بات ہے کہ کچھ مخلص لوگ پوری محنت و لگن سے جذام میں مبتلا افراد کا علاج اور اُن کی دیکھ بھال کر رہے ہیں.

ہمیں قومی سطح پر وسیع پیمانے پر کوشش کرنی چاہیئے کہ اس مرض کا آئندہ ۱۵ سالوں میں ملک سے خاتمہ ہوجائے. لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب پریس، رہنما اور صنعت و حرفت سے وابستہ ممتاز شہری اس بیماری کی تشخیص و علاج سے متعلق لوگوں کو واقف کروانے میں سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ تعاون کریں.

میں تمام سمجھدار شہریوں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اس نیک کام میں دلچسپی لیں اور تعاون کریں."

(اندرا گاندھی)

نئی دہلی
۱۶ / اکتوبر ۱۹۸۰ء

---

۳۰ / جنوری ۱۹۸۱ء کو "قومی انسداد جذام دن" کے موقع پر تھانے کے گاندھی کشٹ نِوارن سیوا سوسائٹی کے نام وزیر اعظم، شریمتی اندرا گاندھی کا پیغام

مہاراشٹر میں انسدادِ جذام پروگرام

* ڈاکٹر بلی رام ہیرے
وزیر تعلیم و صحت عامہ

اتفاق سے ۳۰ جنوری کو مقررہ "یومِ شہیدان" کے ساتھ ساتھ انسدادِ جذام دن بھی ہندوستان بھر میں منایا جارہا ہے اور یہ بیشک بابائے قوم مہاتما گاندھی کی شان میں بہترین خراجِ عقیدت کہا جاسکتا ہے۔ خود مہاتما گاندھی جذام میں مبتلا مریضوں سے ہمدردانہ رویّہ رکھتے تھے۔ اُنکی دیکھ بھال، علاج و معالجہ دل و جان سے کیا کرتے تھے۔ اس زمانے میں جب جذام میں مبتلا مریضوں سے سخت نفرت عام تھی، خود مہاتما گاندھی کے سیواگرام آشرم میں ایک جذامی مریض شری پرچورے شاستری زیرِ علاج تھا۔

آزادی کے بعد ملکی سطح پر جذام انسداد پروگرام جاری کیا گیا۔ یہ پروگرام اب تک مرکزی پروگرام رہا ہے۔ تمام پنچسالہ منصوبوں میں اس پروگرام کو شامل رکھا گیا اور اسی کے نتیجہ میں ملک کے تمام دیہی اور کئی شہری علاقوں کو اس پروگرام کے زیر اثر لانے کے لئے باضابطہ کوشش کی گئی ہے۔ اب ہر ریاست میں بڑے پیمانے پر اس مرض کے خاتمے کیلئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

عملی اقدامات: اس سمت میں عملی اقدامات کے طور پر رضاکارانہ انجمنوں سے تعاون حاصل کیا گیا۔ آزادی کے بعد ملک میں تقریباً دو سَو رضاکارانہ انجمنیں جذام انسداد کے سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ ان میں سے متعدد انجمنوں نے مریضوں کے شفاخانوں کے علاوہ وسیع پیمانے پر اقدامات کئے ہیں۔

مہاراشٹر ان چند ریاستوں میں سے ایک ہے جہاں وسیع قومی سطح پر انسدادِ جذام پروگرام پر نمایاں طور سے عمل کیا جارہا ہے۔ ریاست مہاراشٹر بجا طور پر فخر کرسکتی ہے کہ انسدادِ جذام کی بابت اس کے کئی اقدامات مثالی ہیں۔ اس سلسلے میں مہاراشٹر کی کارکردگی کا جائزہ لینا عین مناسب ہوگا تاکہ آئندہ بھی ہم جذام کے مریضوں کے، بہتر طور پر کام آسکیں۔

ماہرین کے اندازے کے مطابق مہاراشٹر میں ۳،۵۰،۰۰۰ جذام روگ کی تشخیص کی گئی ہے۔ ریاست میں موجود دواخانوں کی بہتات کی بدولت ۱،۹۲،۲۱۵ مریض زیرِ علاج ہیں۔

خصوصی وارڈ: حکومت نے متعدد ضلع صدر مقامات پر ۱۱ سول ہسپتال جاری کئے ہیں۔ اس طرح جذامی اپنے مرض کا علاج اپنے ہی گاؤں یا گھر کے قریب کرواسکتے ہیں۔ یہ بے شک عام طبّی خدمات کے اشتراک و تعاون کے ساتھ مرض کے خاتمے کے لئے مثبت اقدام ہے۔

ریاست میں جذام کے لئے وقف کارکنوں کی تعداد ۲۰۰۰ ہے۔ رضاکارانہ تنظیموں کے دو مراکز کے علاوہ حکومت نے بھی ایسے تربیتی مراکز قائم کئے ہیں۔ ان مراکز پر جذام سے بچاؤ کے لئے کام کرنے والے طبّی اور غیر طبّی افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔

مہاراشٹر میں جذام پر قابو پانے کے لئے کوشاں متعدد رضاکارانہ تنظیموں کی موجودگی قابل فخر ہے۔ ان تنظیموں کی خدمات کا ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔ جذام کے سلسلے میں ان کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات سے سماجی خدمتگزار بھی سبق حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ تنظیمیں بچاؤ کے ساتھ ساتھ راحت کاموں میں بھی

بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں۔ مریضوں کے علاج کے لئے تقریباً ۵ ہزار بستر ان تنظیموں ہی نے فراہم کئے ہیں۔

رضاکارانہ تنظیمیں: جذام میں مبتلا مریضوں کی بہتری کے لئے رضاکارانہ تنظیمیں نئی نئی اسکیمات عمل میں لاتی ہیں۔ ان میں قابل ذکر اقدامات، باز آبادکاری، تربیت، ریسرچ، نفع بخش روزگار کی فراہمی، بینک سے قرضوں کی سہولیات وغیرہ ہیں۔ لیکن اس بات سے ہمیں خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ بہرحال اب بھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے اور مستقبل کے لئے اقدامات طے کرنا ہیں۔

بدقسمتی سے جذامیوں کے علاج معالجہ اور ان کی بہتر دیکھ بھال کا نہایت ہی اچھا انتظام ہونے کے باوجود عوام اسے موذی اور نفرت انگیز مرض تصور کرتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ لوگوں کو صحت سے متعلق وسیع معلومات سے واقف کرایا جائے۔ غلط فہمیاں اور توہمات اب بھی ہماری سوسائٹی میں پائے جاتے ہیں نتیجہ میں مریض کی سماجی حیثیت پر برا اثر پڑتا ہے۔ ایسے مریض سوسائٹی میں اپنی عزت و وقار سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی معاشی آزادی اور کارآمد صلاحیت چھن جاتی ہے۔ انھیں گوشہ نشین کر دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ایسی تمام تکالیف سے موثر طریقہ پر بچا جا سکتا ہے بشرطیکہ لوگوں کو صحت کی تعلیم سے وسیع مقصدی اور مسلسل طور سے روشناس کرایا جائے۔

منصوبہ بند پروگرام: ان حالات میں جذام سے متعلق لوگوں میں پھیلے ہوئے خوف و ہراس کو دور کرنے کی غرض سے منصوبہ بند طریقہ سے مقصدی پروگرام اپنایا جانا چاہیئے۔ ہم نے اب تک سائنس سے جو کچھ بھی جانا ہے اسی معلومات کی بنیاد پر ہمیں جذام کے بارے میں رائج وہم، غلط اندازے اور نفرت انگیز نظریات کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ صرف اسی صورت میں ہم مریضوں تک جدید سائنسی تجربات اور ان کے فوائد پہنچا کر اس معاملہ میں خود اپنی کوششوں کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اس طرح ہر کارکن، طبی ادارے، سرکاری یا رضاکارانہ تنظیمیں عملی طور پر جذام کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔

یہ اعتراف کیا جانا چاہیئے کہ جذام کے معاملہ میں ہمیں اپنی کارکردگی کو اور وسیع اور معیاری بنانے کی ضرورت ہے۔ ہماری تمام خدمات میں جذامی کو ترجیحی مقام ملنا چاہیئے۔ جن لوگوں نے اس مرض کے انسداد اور مریضوں کی راحت کے لئے اپنی خدمات وقف کی ہیں انھیں خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کی تمام تر کوششیں مریضوں کے لئے سودمند ثابت ہوں۔ اس پروگرام میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک کیا جانا چاہیئے۔ اسی طریقے سے جمع شدہ نتائج اور مریضوں و عوام کے لئے فائدہ مند سہولتوں کو پورے طور سے اور صحیح معنوں میں استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

جذامی مریضوں کے فائدے اور ان کی بہتری کے خیال سے حکومت نے مہاراشٹر لیجسلیٹو کونسل کے چیرمین کے زیر صدارت ایک مطالعاتی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ یہ کمیٹی جذام سے متعلق تمام مسائل پر غور کرے گی، اس مرض کے خلاف نفرت انگیز رجحان کے خاتمہ کے لئے راستے تلاش کریگی اور مریضوں کی طبی اور باز آبادکاری ضروریات کو بہتر طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کرے گی۔

عوامی تعاون: مریضوں کو راحت پہنچانے کے کام میں عوام بھی کئی طریقوں سے تعاون کر سکتے ہیں۔ مریض کو اپنے گھر میں ہی رکھا جا سکتا ہے۔ ضرورت پڑنے پر مریضوں کو کام سونپا جا سکتا ہے۔ مریضوں کو نفرت سے نہیں دیکھنا چاہیئے۔ بیماری کی اول نشانیوں سے عوام کو واقف ہونا چاہیئے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ فوراً علاج شروع کر سکیں، جذام سے متعلق کارکن اگر ان کے گھر آئیں تو انھیں بلا جھجک اپنی جانچ کرا لینی چاہیئے۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جذام صرف ایک بیماری ہے جو قابل علاج ہے۔ تحمل، ہمدردی، کوشش اور توجہ سے ہی اس بیماری پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اس لئے آیئے ہم سب اس کام میں ہاتھ بٹائیں اور بابائے قوم کے خواب کی تعبیر سچ کر دکھائیں۔

[انسداد جذام دن کے موقع پر ڈاکٹر بلی رام بھیرے کی آل انڈیا ریڈیو سے نشر یاتی تقریر]

●●

بمبئی میٹرو پولیٹن خطّے میں صنعتی مقام

بمبئی میٹرو پولیٹن علاقے میں صنعتوں کے قیام سے متعلق پالیسی وقتاً فوقتاً منظور کردہ سرکاری احکامات پر منحصر ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اس پالیسی کی مزید وضاحت کے لئے سوال و جواب کے طور پر تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔

سوال: بمبئی میٹرو پولیٹن علاقہ میں صنعتوں کے قیام کے بارے میں ریاستی حکومت کا کیا نظریہ ہے؟

ریاستی حکومت مہاراشٹر میں صنعتوں کو فروغ دینا چاہتی اور ترقی یافتہ علاقوں میں خصوصاً صنعتوں کے قیام میں گہری دلچسپی رکھتی ہے۔ بمبئی میٹرو پولیٹن ریجن (بی۔ ایم۔ آر) بھی ایک ترقی یافتہ علاقہ ہے۔ اس علاقے کو چار زون میں تقسیم کیا گیا ہے:

زون ۱ میں بمبئی عظمیٰ کا ماہم کازوے تک علاقہ
زون ۲ میں باقی ماندہ علاقہ، تھانے اور مضافات کا علاقہ
زون ۳ میں 'بڈکو' کا علاقہ اور زون ۴ میں 'بی۔ ایم۔ آر' کا باقی ماندہ علاقہ شامل ہے۔

سوال: آیا بی۔ ایم۔ آر کے تمام زون کے لئے یکساں پالیسی اپنائی گئی ہے؟"

ایسا نہیں ہے۔ زون ۳ اور زون ۴ کے علاقوں میں صنعتوں کے قیام کا دار و مدار ترقیاتی منصوبوں پر ہے۔ مثلاً زون ۳ میں تلوجہ صنعتی علاقے میں صنعتوں کے قیام کے لئے جگہوں کی کوئی قید نہیں جبکہ زون ۴ کے کلیان کمپلیکس میں صنعتوں کو منظوری، باز آبادکاری کی لازمی شرط کے ساتھ دی جاتی ہے۔ اسی طرح زون ۱ اور زون ۲ میں صنعتوں کے سلسلہ میں چند پابندیاں عائد ہیں۔

سوال: بمبئی عظمیٰ اور تھانے میں نئی صنعتوں کی اجازت ہے؟

ریاستی حکومت کی پالیسی کے مطابق زون ۱ اور زون ۲ میں نئی صنعتوں کے قیام کی اجازت نہیں، سوائے چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کے، جو انڈسٹریل ایسٹیٹ میں چھوٹی موٹی جگہوں پر قائم کی جا سکتی ہیں۔ خیال رہے کہ یہ انڈسٹریل ایسٹیٹ غیر معترض تصدیق نامہ (نو آبجکشن سرٹیفکیٹ۔ این۔ او۔ سی) اور ضروری اجازت نامہ حاصل ہونے پر قائم کی گئی ہیں۔ اب یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ "گالا" سے مراد صرف منظور شدہ انڈسٹریل اسٹیٹ میں واقع "گالا" نہیں بلکہ جائز 'این۔ او۔ سی' رکھنے والے صنعتی علاقوں میں موجود 'گالا' بھی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایک چھوٹے پیمانے کی صنعت یا صنعت بصورت روزگار ایسے علاقے میں پہلے سے منظور کردہ کوئی ایسی ہی صنعت کی جگہ قائم ہو سکتی ہے۔

سوال: بمبئی میں حکومت کے قائم کردہ صنعتی علاقے اور ایسٹیٹ کے کیا حالات ہیں؟

زون ۲ میں چھوٹی صنعتیں صرف 'ایم۔ آئی۔ ڈی۔ سی' علاقوں' اور حکومت کی منظور کردہ یا امداد باہمی یا میونسپل انڈسٹریل ایسٹیٹ میں کھلے پلاٹ پر قائم کی جا سکتی ہیں۔

سوال: زون ۱ اور زون ۲ میں صنعتوں کی توسیع سے متعلق کیا پالیسی ہے؟

ان دونوں زون میں بڑی اور درمیانی درجہ کی صنعتوں کے قیام کی اجازت نہیں۔ چھوٹی صنعتیں بہرحال ۱۰ لاکھ روپے لاگت تک قائم کی جا سکتی ہیں۔

سوال: توسیع نہ دیئے جانے سے متعلق پالیسی میں کوئی چھوٹ ہے؟

اگر کوئی صنعتی یونٹ یہ دعویٰ کرے یا اس بات کا عملی ثبوت پیش کرے کہ مذکورہ صنعت موجودہ حالت میں غیر محفوظ ہے

ورصرف توسیع سے ہی محفوظ رہ سکتی ہے، ایسے حالات میں دعوے کی خوب اچھی طرح جانچ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال: کیا یہ ممکن نہیں کہ موجودہ صنعتیں تجدید کی اجازت نہ ملنے پر کمزور ہو جائیں؟

حکومت کی صنعتی پالیسی میں بحالی، متوازن لوازمات، از سر نو تشکیل، شاخوں میں تقسیم کاری اور تجدید جیسی سہولیات کی گنجائش ہے اور اگر توسیع سے بعید ہے تو ان پر غور کیا جاتا ہے۔

سوال: تجدید وغیرہ کی درخواستوں پر کیسے غور کیا جاتا ہے؟

چونکہ تجدید کا تعلق تکنیکی مسئلہ سے ہے اس لئے سینئر جوائنٹ ڈائرکٹرز آف انڈسٹریز پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو ان درخواستوں پر غور کرتی ہے۔

سوال: بحالی سے متعلق کیا کوئی پابندی عائد ہے؟

بیشک ایسا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ منظور کردہ رعایت کے نتیجہ میں مقررہ جگہ اور مزدور آسامی میں معمولی اضافہ کے سوائے کوئی غیر معمولی تبدیلی نہ ہونے پائے خصوصاً اس لئے کہ فی الحال بجلی کا بحران ہے۔ لہٰذا یہ پابندی عائد ہے کہ منظور شدہ رعایت کے نتیجہ میں بجلی کی فراہمی میں اضافہ ۱۰ فیصد سے زائد نہ ہو۔

سوال: بمبئی کے غیر صنعتی علاقوں میں قائم صنعتوں کی کیا حالت ہے؟

حکومت غیر صنعتی علاقوں میں واقع صنعتوں کی، صنعتی علاقوں میں منتقلی سے متعلق دشواریوں سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسی صنعتوں کو صرف اسی صورت میں منتقل کیا جائے جب وہ ناقابلِ برداشت ہوں۔

سوال: غیر صنعتی علاقوں میں صنعتوں کے قیام کی کیا خصوصیات ہیں؟

بمبئی میونسپل کارپوریشن نے صحت عامہ کو نقصان پہنچانے والی صنعتوں اور غیر مضر صنعتوں کی علیحدہ فہرست تیار کی ہے۔ غیر مضر صنعتوں کو تسلیم کرنے کی بابت معاملہ فی الحال بمبئی میونسپل کارپوریشن اور محکمۂ صنعت کے زیر غور ہے۔

سوال: صنعتوں کے قیام سے متعلق پالیسی پر کس طرح عمل کیا جاتا ہے؟

اس پالیسی پر اس طرح عمل کیا جاتا ہے کہ پہلے حکومت کے محکمۂ صنعت کے زیر نگرانی ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز "غیر معترض تصدیق نامہ" (این۔ او۔ سی) کی طلبی سے متعلق درخواستوں پر غور کرنا ہے۔ چھوٹی صنعتوں سے متعلق عام معاملات جوائنٹ ڈائرکٹر (بی۔ ایم۔ آر)، دھرما دیو ابوکنہ بھون، ورلی کی معرفت طے کئے جاتے ہیں۔ دیگر معاملات جوائنٹ ڈائرکٹر آف انڈسٹریز (این او سی)، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، بمقابل منترالیہ کے دفتر میں طے کئے جاتے ہیں۔ مکمل درخواست کے بعد ایک مہینہ کی مدت میں ایسی درخواستوں پر کارروائی پوری کر دی جاتی ہے جو متعلقہ پالیسی کے آئینی لوازمات سے مناسبت رکھتے ہیں۔

●●

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا لفافہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔
- ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:

چیف ڈائرکٹر آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

وزیر اعظم ہند کا تین روزہ دورۂ مہاراشٹر

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ جنوری ۱۹۸۱ء کو مہاراشٹر کا تین روزہ دورہ کیا۔

۱۳ جنوری کو آپ نے ایوت محل ضلع میں پوسد کے مقام پر چھٹے کُل ہند بنجارا سماج کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔

اس موقع پر آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ محض چند تنظیموں کے مطالبات کے لئے پُرتشدّد احتجاج کو ختم کردیں کیونکہ ایسے مظاہرے مُلک کی ترقی کی راہ میں بُری طرح حائل ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے برعکس غیر منظم افراد کی دشواریاں و تکالیف اَن سُنی رہ جاتی ہیں۔ حالیہ کسان احتجاج میں مذکورہ علاقے کے کسانوں کی عدم شرکت پر آپ نے مسرّت کا اظہار فرمایا اور کہا کہ حکومت کو اُن کی تکالیف و دشواریوں کا احساس ہے اور حکومت اس سلسلے میں ہمدردی کے ساتھ غور کریگی۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی، مہاراشٹر کے ۳ روزہ دورے کے دَوران اپنی گیارہ مقررہ مصروفیات میں سے اوّل پروگرام یعنی ۱۱ جنوری کو پوسد ضلع ایوت محل میں منعقدہ ساتویں دو روزہ کُل ہند بنجارہ سماج کانفرنس میں تقریر کر رہی ہیں۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی لوکمانیہ تلک کے مجسمہ کو ہار پہنا رہی ہیں

ق وزیراعلیٰ آنجہانی شری دی. پی نائیک کو خراج عقیدت
تے ہوئے آپ نے فرمایا" حالانکہ شری نائیک آپ ہی کے طبقے
ن رکھتے تھے لیکن انھوں نے صرف اپنے طبقے کے مفادات کو
ہیں رکھا، بلکہ پوری ریاست کے عوام کے مسائل پر توجہ دی
کے ہر طبقے کو یہی رویہ اپنانا چاہیئے، خصوصًا جب وہ مزدور
د کے لئے کوئی تحریک چلائیں ".

لک کے مختلف حصوں سے تقریبًا ۵ ہزار بنجاروں نے اس
ن میں شرکت کی، جن میں ایک ہزار عورتیں بھی شامل تھیں.
ں سے قبل استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین شری سدھاکر نائیک
یراعظم کا خیر مقدم کرتے ہوئے آپ سے درخواست کی کہ
ں کو مندرج جاتیوں کے زمرے میں شامل کیا جائے.
زیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے اپنے صدارتی خطبے میں
م یہ دن اس علاقے کی تاریخ میں سنہری حرفوں سے لکھا جائے گا.
زیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی اس چھوٹے سے شہر میں تشریف لائی ہیں
ے آل انڈیا بنجارہ سیوا سنگھ کو ۲۵ ہزار روپے کے عطیہ کا
لیا.

بعد ازاں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے چونا بھٹی، ممبئی میں
ت کلا منزم کے آڈیٹوریم کا افتتاح فرمایا. اس موقع پر آپ نے مشہور
شاعر سبرامانیا بھارتی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا
ھرتی کے لال" کا نظریہ غلط انداز میں پیش کیا گیا ہے. زبان کے
پر جھگڑوں سے ہمیں بہت کچھ نقصان پہنچا ہے" ہم ہر زبان
در وطن کے ہر حصے کی ترقی کے خواہاں ہیں". آپ نے مزید فرمایا کہ
ں" تامل، مراٹھی یا ہندی زبانیں نہیں بولتی بلکہ اس کی زبان
پھولوں کی مہک اور لذیذ پھلوں کی مٹھاس ہے.

آپ نے امید ظاہر کی کہ یہ یادگار بین اللسانی ہم آہنگی کا مرکز
ے ہو سکے گی، خصوصًا اس لئے کہ ممبئی ملک کا ایک مثالی شہر ہے
ں میں مختلف تہذیب و تمدن کے لوگ ہوتے ہوئے بھی اپنے
م و رواج کے مطابق مل جل کر رہتے ہیں.

آخر میں آپ نے حاضرین کو "پونگل سنکرانتی" کی مبارکباد
پیش کی.

گورنر شری او. پی. مہرا نے فرمایا کہ " اس محب وطن شاعر نے دنیا
کو ایک دانشورانہ پیغام دیا ہے " دنیا میرا گھر ہے اور تمام افراد میرے
اہل خانہ ہیں." آپ نے مزید فرمایا کہ گاندھی جی، ٹیگور، لوکمانیہ تلک
اور اربندو کی طرح بھارتی نے بھی عوام کے جذبۂ حب الوطنی کو بیدار
کیا اور انھیں آزادی کی جدوجہد کے لئے متحد ہونے کی ترغیب دی.
وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے بھارتی کو خراج عقیدت پیش کرتے
ہوئے شیواجی پر لکھی گئی بھارتی کی ایک نظم کا حوالہ دیا جس میں لوگوں سے
اپیل کی گئی تھی کہ وہ ملک کی خاطر اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی دریغ
نہ کریں.

آپ نے مشورہ دیا کہ اس علاقے کو جہاں کئی ہاؤسنگ کالونیاں
ہیں 'بھارتی نگر' کا نام دیا جا سکتا ہے. آپ نے 'منزم' لوگوں کو
حتی الامکان تعاون کا یقین دلایا.

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۴ر جنوری کو مکر سنکرانتی دن 'سنارا مٹھ' میں کنچی کاما کوٹی پیٹھم کے شریمت شنکراچاریہ جیندر شنکیندر سرسوتی سے ملاقات کی۔ زیر نظر تصویر میں آپ پاٹھ شالہ کے ڈائرکٹر نیاپارتن شری کاشی ناتھ شاستری جوشی کے ہاتھوں شنکراچاریہ کی ایک خوبصورت مورتی، جیرے شاستری کی سنسکرت کتابیں، مہاوستر، سری پھل اور تل گل قبول فرما رہی ہیں۔ دائیں سرے پر شریمتی سمترا راجے بھوسلے، چیرمین، شنکراچار استقبالیہ کمیٹی کھڑی ہیں۔

مراٹھی ادیب اور روزنامہ 'لوک ستہ' کے مدیر شری وِدیا دھر گوکھلے نے 'سنرم' عمارت کو قومی یک جہتی کی علامت قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ بھارتی کی بہترین اور مناسب یادگار رہے گی۔

مشہور تامل اداکار شری شیواجی گنیشن نے بھی اس موقع پر تقریر کی۔

صدر جلسہ ڈاکٹر وی۔ سبرامنین نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

"نظم و ضبط، سخت محنت اور خودداری ضروری"

اسی دن شام کو بمبئی میں 'انڈین مرچنٹس چیمبرس' کے زیر اہتمام تاجروں اور صنعت کاروں کی منعقدہ ایک بیٹھک سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے تاجروں، صنعتکاروں، کسانوں اور مزدوروں سے اپیل کی کہ وہ ملک کی معاشی ترقی کی خاطر اپنے گروہ کے مفادات کو پس پشت ڈال دیں۔

"ڈسپلن، کڑی محنت اور خودداری" ہمارے اصول ہونے چاہئیں۔ ان تین اصولوں پر عمل کرتے ہوئے ہم دشواریوں پر قابو پا سکتے ہیں۔" آپ نے کہا۔

آپ نے کھیتوں اور فیکٹریوں کی پیداوار میں اضافے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ تالہ بندی، ہڑتال اور سست رفتار کام جیسی تحریکوں سے احتراز کرنا چاہیئے اور بغیر کسی تامل کے کارآمد صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے پیداوار میں ترقی کی جانی چاہیئے۔

قومی راج

آپ نے فرمایا کہ ملک کی معیشت کو آگے بڑھانے میں سرکاری سیکٹر کو اہم رول ادا کرنا ہے۔ اس سیکٹر کی اچھی کارکردگی قوم کی فلاح میں بہترین معاون ہوگی۔

وزیر اعظم نے کہا "میں ریلوے، پوسٹ، کوئلہ کانوں اور دیگر پبلک سیکٹر اداروں نیز صنعتی اداروں کے انتظامیہ سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ اپنی بہترین کارکردگی کے ذریعے ملک کی معیشت کے لئے ایک مثال قائم کریں۔"

آپ نے فرمایا کہ ۱۹۷۹ء کے اواخر میں افراطِ زر کی شرح ۲۲ فیصد تھی دسمبر ۱۹۸۰ء کے اواخر تک اس میں ۱۲ فیصد تک تخفیف کو ممکن کیا گیا۔ افراطِ زر ہمارے قابو میں ہے، اہم صنعتیں فروغ پا رہی ہیں۔ گذشتہ دو مہینوں میں، پچھلے سال کے ان دو مہینوں کے مقابلے میں بجلی کی پیداوار میں ۲۰ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اپریل سے اکتوبر ۱۹۸۰ء کے دوران کوئلے کی پیداوار میں ۸ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ریلوے کی کارکردگی بہتر ہوئی ہے۔ ستمبر ۱۹۸۰ء تک صنعتی پیداوار جو ایک جگہ قائم تھی اب اس میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

کلیدی صنعتوں میں سرمایہ کاری اور برآمدات کے فروغ کے لئے صنعتی پالیسی میں نرمی پیدا کی گئی ہے۔ مزدوروں کے مسائل پر بھی حکومت توجہ دے رہی ہے۔

انڈین مرچنٹ چیمبرز کے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ایسی تنظیموں کا نصب العین ہے کہ سماج کے آخری عام فرد تک فلاح و بہبود

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۴ جنوری کو پونے میں راجہ کیلکر میوزیم کی سیر کی۔ زیر نظر تصویر میں آپ میوزیم میں رکھی گئی اشیاء کا معائنہ فرما رہی ہیں۔ گورنر شری او۔ پی مہرا، وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اور شری راجہ کیلکر آپ کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔ دائیں جانب میوزیم کی چند نمائشی اشیاء دکھائی گئی ہیں۔

ائدے پہنچیں۔
آپ نے فرمایا کہ وہ صنعتکار جنھوں نے اپنی معیشت مضبوط بنائی ان کو چاہیئے کہ وہ نئے صنعتکاروں کے ساتھ تعاون کریں۔ "میں ی ہوں کہ اہل صنعت دیہی مسائل اور خصوصاً کسانوں کے مسائل و ہ اہمیت دیں۔" آپ نے ان صنعتکاروں کی تعریف کی جنھوں نے علاقوں میں نئے اور موثر پروگرام شروع کئے ہیں۔
کسانوں کے احتجاجی رویے سے متعلق آپ نے فرمایا کہ کسانوں مارفین کے بیچ کئی درمیانی طبقات ہیں۔ تمام کسان بحیثیت ایک ت یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا استحصال کیا جا رہا ہے۔ وہ اپنی یمات قائم کرنا چاہتے ہیں جو تمام کاروبار بشمول برآمدات پر حاوی ں، آپ نے مزید فرمایا کہ "وہ تنظیمات جنھوں نے کپاس اگانے کسانوں اور دیگر زرعی پیشہ افراد سے اچھے تعلقات قائم کئے ہیں، کی کمی کو دور کریں"۔ شری جے۔ این۔ گذور، آئی۔ ایم۔ سی، کے صدر وزیر اعظم کا خیر مقدم کیا۔

آئی۔ ایم۔ سی۔ تقریب سے واپسی کے بعد وزیر اعظم نے راج بھون فیلوشپ برائے معذور افراد کی سلور جوبلی تقریبات کمیٹی کے اراکین ملاقات کی۔ آپ نے فرمایا کہ مرکزی حکومت اِمسال نابیناؤں اور میوں کی فلاح و بہبود سے متعلق ایک وسیع پروگرام عمل میں لانا ہتی ہے۔
آپ نے راج بھون میں انجمن اسلام کے اراکین سے بھی خطاب اور فرمایا کہ حکومت اقلیتوں کی فلاح کے لئے اپنی طرف سے تمامتر شیں کر رہی ہے۔ آپ نے اقلیتوں کے مسائل کو سیاسی رنگ ی راج

دینے کے رجحان کی مذمت کی۔
وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے فرمایا کہ شریمتی گاندھی، پنڈت نہرو کی سیکولرزم پالیسی پر بخوبی کاربند ہیں۔

دورے کے دوسرے دن ۱۴ جنوری کو وزیر اعظم نے پونے میں لوکمانیہ تلک کے مراٹھی اخبار 'کیسری' اور انگریزی رسالہ 'مراٹھا' کی صد سالہ تقریبات کی صدارت کی۔ آپ نے فرمایا کہ صحافیوں اور مدیروں کی تحریریں زیادہ با اثر ہوں گی اگر وہ سیاسی ہستیوں کے بجائے عوام کے لئے لکھیں۔

آپ نے حکومت اور پریس کے درمیان نازک رشتے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دونوں میں سے کسی کے بھی الفاظ حرفِ آخر نہیں ہو سکتے۔ لوکمانیہ تلک جیسی ہستیوں نے ہی ہم پر یہ واضح کیا ہے کہ عوام اور اظہارِ خیال کی کیا اہمیت ہے۔ صحافی طبقہ کو چاہیئے کہ وہ عوام تک نظریات پہنچائیں اور عوام کے نظریات کو عام کریں۔
شریمتی گاندھی نے فرمایا کہ سو فیصد تعلیم، تعلیم نہیں اور نہ ہی حالیہ واقعات کی وسیع قلمبندی کا مطلب لوگوں کی معلومات میں اضافہ ہے۔ جن مجاہدینِ آزادی نے برطانیہ میں تعلیم حاصل کی وہ بھی اپنے نظریہ سے پورے ہندوستانی تھے۔ وطن کے تئیں ان کے احساس نے انھیں عوام کے مسائل پر توجہ دینے کی ترغیب دلائی۔ انھوں نے ہماری سماجی کمزوریوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی بھی کوشش کی۔ ملکی امور میں ان کے جذبات و احساسات کی وجہ سے ہی وہ انگریزوں کے دباؤ کے خلاف ثابت قدم رہے۔

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۱۴ جنوری
بئی میں منعقدہ تیسرا کل ہند اجلاس برائے
پیپرز اینڈ میگزین جمبو ایسوسی ایشن سے خطاب
رہی ہیں۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے
تشریف فرما ہیں۔

وزیرِ اعظم نے مزید فرمایا کہ اشتہار بازی کے نتیجہ میں کئی تعلیم یافتہ افراد گمراہ ہو گئے ہیں اور وہ یہی سمجھنے لگے ہیں کہ دنیا صرف دولتمند اور مغرب زدہ تاجروں کی جاگیر ہے جو اپنی خواہش کے مطابق نئے رواج عام کرتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر ہم سیاسی آزادی کو اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں تو ہمیں غریبوں کے لئے بہتر اور پُرامن زندگی گذارنے کے حق کو بھی تسلیم کرنا ہوگا۔

لوکمانیہ تلک کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ انھوں نے عوام کو عوامی حکومت کے لئے تیار کیا۔

انھوں نے عوام کی زبان میں بات کی اور عوامی اداروں کی تشکیل کی۔ آج اسی قومی رہنما کی ترغیب کی وجہ سے ملک کے طول و عرض میں عوامی ادارے پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ نے کہا کہ ہم لوکمانیہ تلک کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے ہمیں تین نکاتی پیغام دیا یعنی آزادی، جمہوریت اور بے غرض خدمت۔

شریمتی اندرا گاندھی نے فرمایا کہ تلک کے 'کیسری' اور 'مراٹھا' اخبارات اور مہاتما گاندھی کے 'ہریجن' اور 'ینگ انڈیا' رسالے اعلیٰ صحافت کی عمدہ مثالیں ہیں، جو صرف لمحات نہیں بلکہ واقعات پر نظرِ غائر رکھتے تھے۔ خود تلک کے الفاظ میں "کیسری کا مقصد حکمرانوں کو عوام کی تکلیفوں کا احساس اور عوام کو اپنی قوت کا احساس دلانا ہے۔"

اخبارات میں عوام کی ترجمانی اب بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔ عوام اور اخبارات کے درمیان ایک وسیع خلیج اب بھی باقی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ شریمتی اندرا گاندھی پر تنقید کرنے والوں کو چاہیئے کہ وہ دیہاتوں میں جائیں اور دیکھیں کہ عوام وزیرِ اعظم کے بارے میں کیا سوچتے ہیں ــ آپ نے 'کیسری' اور 'مراٹھا' کے ممبئی ایڈیشن نکالنے کی تجویز کا خیر مقدم کیا۔

شری جے۔ ایس۔ تلک، کیسری، مراٹھا ٹرسٹ کے ٹرسٹی اور وزیر برائے انرجی نے کہا کہ تلک نے مراٹھی صحافت میں جو نیا پن پیدا کیا ہے وہ جان مورلے کے 'پال مال گزٹ' سے مطابقت رکھتا ہے جس نے برطانیہ کے عوامی طبقات کو متاثر کیا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ "کیسری" اور پندرہ روزہ 'مراٹھا' ممبئی سے شری راجہ بھاؤ کلکرنی کی زیرِ صدارت شائع کئے جائیں گے۔

اس سے قبل وزیرِ اعظم نے پونے میں راجہ کیلکر میوزیم دیکھا۔ ۸۷ سالہ شری دنکر کیلکر کے جمع کئے گئے نوادرات سے آپ بے حد متاثر ہوئیں۔

اس موقع پر شری کیلکر نے میوزیم میں صرف خواتین کی دلچسپی سے متعلق شعبہ جاری کئے جانے کی بابت بات چیت کی اور شریمتی گاندھی کی نیک خواہشات کی تمنا ظاہر کی۔

وزیرِ اعظم نے فرمایا کہ ان نوادرات کو اکٹھا کرنے پر وہ خود اور پورا ملک شری کیلکر پر فخر کرے گا۔ آپ نے شری کیلکر کو دہلی آنے کی

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی خدمت میں سانتا کروز ایرپورٹ پر ۱۵ جنوری کو ممبئی مرکنٹائل بنک کے مینیجنگ ڈائرکٹر شری زیڈ. جی. رنگون والا نے وزیرِ اعظم ریلیف فنڈ کے لئے ایک لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

شری کیبلکر نے شریمتی اندرا گاندھی کو نمری نقش و نگار سے مزین چاندی کا ایک ڈبہ پیش کیا۔

شریمتی گاندھی کو شری کیبلکر کی تصنیف کردہ کتاب "لیمپس آف انڈیا" دکھائی گئی، جس پر ۱۹۶۱ء میں پنڈت نہرو نے اپنے آٹو گراف دیئے تھے۔

پونے سے آپ بذریعہ ہیلی کوپٹر ستارا کے لئے روانہ ہوئیں۔ وہاں آپ نے شری کانچی کاما کوٹھی پیٹھم کے شنکر اچاریہ سے ۴۵ منٹ تک ملاقات کی۔

شنکر اچاریہ کا 'مٹھ' چھتر پتی شیواجی مہاراج کے تاریخی قلعہ 'اجنکیہ تارا' کے دامن میں واقع ہے۔

شریمتی سُمترا راجے بھوسلے اور شریمتی سُمتی دھنوتے نے شریمتی اندرا گاندھی کو ساڑی، بلاؤز پیس اور چھتر پتی شیواجی کی مہر بمو مدرا کا نمونہ پیش کیا۔ آپ کو "تل گل" بھی پیش کیا گیا۔

پونے کے اس دورے میں آپ نے شیواجی مہاراج کا قدیم محل 'عدالت' بھی دیکھا۔ وہاں آپ کو بھگوان شیوا کی وہ مورتی دکھائی گئی جس کی چھتر پتی شیواجی جنگ کے لئے روانہ ہونے سے پہلے پوجا کرتے تھے۔

اُسی شام کو شریمتی اندرا گاندھی نے ممبئی میں اوورسیز انڈین جمبو ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام ہومی بھابھا آڈیٹوریم میں تیسرے کل ہند کنونشن کا افتتاح فرمایا۔ آپ نے غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں سے اپیل کی کہ گروہ بندی ترک کریں اور اپنی شکایات اجتماعی طور پر دُور کرنے کی کوشش کریں۔

آپ نے فرمایا کہ برطانیہ، امریکہ اور کنیڈا میں مقیم ہندوستانیوں نے زبان اور علاقے کو بنیاد بنا کر گروہ بنا لئے ہیں اور ان گروہوں میں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ اگر حکومت ایک گروپ سے رابطہ قائم کرتی ہے تو دوسرا گروپ خود کو ہندوستانیوں کا صحیح ترجمان بتاتا ہے۔ اس وجہ سے غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کی تکالیف کو دُور کرنا حکومت کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔

آپ نے غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کی کارکردگی کی تعریف کی۔ ان ممالک کی حکومتوں نے بھی ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کی بہبودی کے لئے حکومت نے کئی تجاویز عمل میں لائی ہیں۔

حکومت نے غیر ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کو یونٹس، قومی بچت سرٹیفکیٹ اور اسی قسم کی دیگر سیکیورٹیز خریدنے کی اجازت دے دی ہے۔ ان سے حاصل ہونے والی سود کی رقم ان تک پہنچانے کی سہولتیں بھی فراہم کی گئی ہیں۔

غیر ممالک میں ہندوستانیوں کی سکونت کی تاریخی وجوہات کا جائزہ لیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ برطانیہ نے اپنی نوآبادیات کو مزدور یہاں سے برآمد کئے تھے۔ بعد ازاں تاجروں نے بھی نوآبادیات کا رُخ کیا۔ انگریز

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۱۵ جنوری کو ۳ روزہ دورۂ مہاراشٹر کے بعد دہلی کے لئے روانہ ہوئیں۔ سانتا کروز ہوائی اڈہ پر وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اور دیگر ممتاز ہستیوں نے آپ کو الوداع کہا۔

قوم کی آمد سے قبل بھی بیرونی ممالک سے ہمارے تجارتی و دیگر تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ کچھ عرصہ سے ماہر اور ذہین افراد کے بیرونی ممالک میں ملازمت اختیار کرنے سے متعلق بحث چھڑی ہے۔ حکومت کو غیر ممالک میں رہنے والے ہندوستانیوں کی اس خواہش کا احساس ہے کہ وہ اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ قومی ترقی کے سلسلہ میں ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی کوشش جاری ہے۔

مرکز کے نائب وزیر مالیات شری مگن بھائی بارو ٹ نے بھی اس موقع پر تقریر کی۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، مرکزی وزیر مملکت برائے دفاع شیوراج پاٹل اور مرکزی نائب وزیر برائے مواصلات شری وجے نول پاٹل بھی موجود تھے۔

اس رات کو وزیر اعظم نے مغربی بحری بیڑے کے افسران کے ساتھ ویسٹرن نیول کمانڈ میس میں عشائیہ میں شرکت کی۔

تین روزہ دورے کے آخری دن ۱۵ جنوری کی صبح وزیر اعظم نے آئی۔ این۔ ایس میسور پر بحری مشق دیکھی۔

مردم شماری ۱۹۸۱ء

* آنند مہاتمے
ڈپٹی ڈائرکٹر، مردم شماری مہاراشٹر

مردم شماری قانون برائے ہندوستان بابت ۱۹۴۸ کے تحت حکومت ہند کی ہدایت کے مطابق یکم مارچ ۱۹۶۱ء کے طلوع آفتاب کے ساتھ ہندوستان میں مردم شماری کا آغاز ہوگا۔ حالانکہ مذکورہ ایکٹ میں مردم شماری کی خاص مدت معین ہے۔ لیکن ہر دس برس بعد مردم شماری کی جاتی ہے۔ حصول آزادی کے بعد ۱۹۵۱ء میں یہاں پہلی مردم شماری ہوئی۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء اور پھر ۱۹۷۱ء میں مردم شماری کی گئی۔ اس طرح اس سال فروری۔ مارچ میں ہونے والی مردم شماری حصول آزادی کے بعد کی چوتھی مردم شماری ہوگی۔ ہندوستان میں مردم شماری کی تاریخ ایک صدی پرانی ہے۔ ملک گیر پیمانے پر پہلی مردم شماری ۱۸۷۲ میں اور دوسری ۱۸۸۱ میں کی گئی تھی۔ اسکے بعد سے ہر دس برس بعد بلا ناغہ مردم شماری کی گئی ہے۔ مردم شماری کے ہر دس برس بعد ہمیشہ ایک پر ختم ہونے والے سال کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

یہاں ناموافق صورتحال میں بھی مردم شماری ہوئی ہے۔ ۱۹۳۹ میں دوسری جنگ عظیم شروع ہونے پر بھی مقررہ سال یعنی ۱۹۴۱ میں یہاں مردم شماری کی گئی۔

اعداد و شمار کی اہمیت

مردم شماری سے حاصل کئے گئے اعداد و شمار منصوبہ بندی کے کام میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ آبادی کے مسئلہ پر قومی و بین الاقوامی سطح پر ریسرچ کرنیوالوں کیلئے بھی اعداد و شمار اہم ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایجنسیاں بھی مردم شماری میں کافی دلچسپی لیتی ہیں۔

معلومات میں رازداری

مردم شماری کا خاص مقصد تقسیم آبادی کا جائزہ بحیثیت علاقہ، کل آبادی کی علاقائی، سماجی، ثقافتی اور معاشی خصوصیات۔ مردم شماری کے سوالنامے میں تمام اندراج بشمول نام شائع کرنے کی غرض سے نہیں کئے جاتے بلکہ کل تعداد آبادی کی سماجی ثقافتی اور معاشی حالت کا اندازہ لگانے کیلئے کئے جاتے ہیں اس لئے اگر مردم شماری کے دوران پوچھے جانیوالے سوالات کا صحیح صحیح جواب ہر شخص دے تو حاصل کردہ معلومات کی کوئی اہمیت ہوسکتی ہے۔ یاد رہے کہ مردم شماری سے متعلق قانون ہر شہری کو یہ یقین دلاتا ہے کہ مردم شماری کی تفصیلات کی اشاعت کے وقت اس کا نام صیغہ راز میں رکھا جائیگا۔

یہ بھی لازمی ہے کہ مردم شماری کی تفصیلات محکمۂ مردم شماری کے علاوہ کسی دوسری پارٹی یا تنظیم کو دیکھنے کی اجازت نہیں۔ علاوہ ازیں محکمۂ مردم شماری کے افسران پر بھی یہ قانونی پابندی عائد ہے کہ وہ مردم شماری کے دوران حاصل کی گئی معلومات سے متعلق یہ نہ ظاہر کریں کہ وہ کس فرد سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ معلومات کسی بھی دیوانی یا فوجداری مقدمے کے دوران بطور شہادت استعمال نہیں کی جاتی۔ لہذا ایک شہری کے لئے اپنے متعلق صحیح اور مکمل معلومات فراہم کرتے میں پس وپیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

مردم شماری ۱۹۸۱ء کا طریقۂ کار

۱۹۸۱ مردم شماری کا مقصد یکم مارچ ۱۹۸۱ء کو طلوع آفتاب کے وقت بھارت میں رہائش پذیر حیات شہریوں کو معلوم کرنا ہے۔ مفصل معلومات حاصل کرنے کا کام ۹ فروری سے ۲۸ فروری تک ہوگا۔ یکم مارچ سے ۵ مارچ کے درمیان گنتی کا دوسرا دور ہوگا تاکہ پہلی گنتی کے بعد ہونیوالی پیدائش و اموات اور نئے آنے والوں کو بھی شمار کیا جاسکے۔ لہذا شہریوں کو گنتی کے لئے آنیوالوں کے ساتھ دو مرتبہ تعاون کرنا ہوگا۔ ہر مردم شماری کے عرصے میں بیرونی ممالک میں مقیم ہندوستانیوں کو شمار نہیں کیا جائیگا

حالیہ مردم شماری میں بھی پہلے سے رائج طریقہ کی طرح شمار کنندہ مقررہ علاقہ میں واقع گھروں کا دورہ کرتا ہے۔ وہ گھر کے ذمہ دار فرد سے اس کے متعلق اور جملہ افراد کے متعلق فرداً فرداً سوالات پوچھ کر بتائے گئے ڈھنگ سے معلومات اکٹھا کرتا ہے۔ غرض یہ کہ

مردم شماری کے لیۓ شمارکنندہ اور مخاطب یہ دو افراد ضروری ہیں ان دونوں میں مؤخر الذکر مقابلتہً زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ معلومات دینے والا شمارکنندہ کے مقررہ سوالات کے جواب میں معلومات بہم پہنچاتا ہے۔ جبکہ شمارکنندہ ان جوابات کی محض گروہ بندی کرتا ہے۔

ایک وضاحت

مردم شماری اور فہرست رائے دہندگان کی بابت ایک وضاحت ضروری ہے۔ الیکشن کمیشن اور سینسس کمیشن کے کام اور دفتر بالکل الگ الگ ہیں۔ محکمۂ انتخابات صرف بالغ افراد یعنی ۲۱ برس یا اس سے اوپر کے نام کی گنتی کرتا ہے۔ جبکہ محکمۂ مردم شماری بلا لحاظ عمر تمام افراد سے متعلق معلومات حاصل کرتا ہے

شمار کنندہ سے تعاون

شمارکنندہ کو ہر گھر میں معلومات حاصل کرنے کے لئے خاصہ وقت صرف کرنا ہوگا۔ کیونکہ اب کی بار پوچھے جانے والے سوالات کی تعداد بھی کچھ زیادہ ہے۔ گنتی کرنیوالے کے پاس ایک شناختی کارڈ ہوگا۔ یہ اس کا فرض ہے کہ پوچھنے پر شناختی کارڈ دکھائے۔ گھر والوں سے بھی استدعا ہے کہ وہ شمارکنندہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں۔ اسے درکار وقت دیں اور اس کے سوالات کو پوری طرح سمجھ کر انکے مکمل جوابات بغیر کسی جھجھک یا خوف کے دیں۔ اب یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ گنتی کرنیوالے کو بیٹھنے کے لئے کہا جائے تاکہ وہ اطمینان سے بیٹھ کر سوالوں کے جوابات مفصل درج کر سکے۔

پوچھے جانے والے اہم سوالات

مردم شماری کے دوران پوچھے جانیوالے سوالوں کا یہاں ذکر اہم ہے تاکہ تمام شہری ان سوالوں کے جوابات تیار رکھیں۔ بہت ممکن ہے کہ جب گنتی کرنیوالا ایک گھر جائے اس وقت گھر کے تمام افراد موجود نہ ہوں۔ اس لئے یہ دشوار ہوگا کہ گھر کے ہر فرد سے ذاتی طور پر ملنے کے لئے وہ بار بار آئے گھر کے تمام افراد سے متعلق ضروری معلومات کسی ایک ذمہ دار رکن کے ذریعہ دی جاسکتی ہیں۔ عوام کی سہولت کے لئے سوالات درج کئے جا رہے ہیں تاکہ گھر کا ہر فرد ان کے جوابات ایک کاغذ پر لکھ کر کسی ذمہ دار رکن کو دیدے۔ تاکہ وہ ذمہ دار رکن یہ کاغذات گنتی کرنیوالے کو دے سکے یہ سوالات کچھ اس نوعیت کے ہیں کہ گھر میں موجود فرد گھر کے دیگر افراد سے متعلق چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں مکمل وصحیح جواب دینے سے قاصر ہو سکتا ہے۔

افراد خاندان سے متعلق

سال گذشتہ میں گھر کے فرد نے ذاتی زمین یا کرایہ پر لی ہوئی زمین پر دال غلہ، کپاس، تلہن یا گنے کی کاشت پر دیگرام میں حصہ لیا ہے، اگر زمین کرایہ کی تھی تو حق ملکیت کس کے نام ہے۔

ہر فرد سے متعلق

(الف) تاریخ پیدائش، حالیہ عمر (برسوں میں)

(ب) زیادہ سے زیادہ تعلیمی قابلیت (بشمول ٹکنیکل ڈپلوما یا ڈگری یا غیر ٹکنیکل ڈگری خصوصی مضمون اگر کوئی ہو)

(ج) کام (معاشی اعتبار سے اہم یا غیر اہم کام جو سال گذشتہ میں کئے گئے ہوں۔ ان کی مدت)

اگر زراعت کے علاوہ دوسرا کوئی کام ہو تو درج ذیل معلومات بھی دینی ہونگی۔

(۱) جہاں کام کرتے ہیں اس ادارے کا نام۔

(۲) کام کا عہدہ یا نوعیت۔

(۳) ادارے کا اہم کام۔

(۴) آیا مالک۔ ملازم واحد یا افراد خاندان ملازمت رہے ہیں۔

(د) مقام پیدائش۔ (۱) ضلع وریاست کا نام لکھئے (۲) ان دنوں اسے دیہی مقام کی حیثیت حاصل ہے یا شہری مقام کی حیثیت حاصل ہے۔

(ہ) مردم شماری کے آغاز سے قبل رہنے کی جگہ (۱) ضلع وریاست کا نام لکھئے (۲) ان دنوں اسے دیہی مقام کی حیثیت حاصل ہے یا شہری مقام کی حیثیت حاصل ہے۔ (۳) منتقلی کی وجہ۔

(ک) حالیہ مقام پر رہائش کا وقفہ۔

(گ) شادی شدہ ماؤں کے لئے (۱) شادی کے وقت عمر (۲) ابھی تک تولد ہوئے زندہ زنانہ و مردانہ بچے۔ ان میں سے فی الوقت بچوں کی تعداد۔

(ل) حال میں شادی شدہ ماؤں کیلئے (۱) یکم مارچ ۱۹۸۱ء سے پہلے والے سال میں کیا کوئی زندہ بچہ پیدا ہوا۔

دیگر سوالات جو یہاں درج نہیں کئے گئے امید ہے کہ گھر میں موجود ذمہ دار افراد انکے اطمینان بخش جوابات دے سکیں گے۔

تعاون کی ضرورت

۱۹۷۱ء کی مردم شماری میں بھارت میں ۵۴۷ ملین نفوس کی گنتی کی گئی ان میں سے ۵۰ ملین مہاراشٹر میں تھے ایک اندازے کے مطابق ۱۹۸۱ء میں ملک کی کل آبادی ۶۷۲ ملین ہوگی۔ ۰۰

وی راج

ارا شٹر کی آبادی ۱۴ ملین ہوگی اور بمبئی عظمیٰ کی ۸ ملین ۔ محکمۂ مردم
ماری ان اندازوں کو درست ثابت کرنا نہیں چاہتا۔ اس کا مقصد
ح صحیح اعداد و شمار حاصل کرنا ہے وہ چاہے مذکورہ اندازے سے بعید
وں۔ اعداد و شمار کی صحت کا دار و مدار عوام کے تعاون پر ہے۔

ہر خاندان کے سرپرست سے درخواست ہے کہ وہ مقررہ مردم شماری کے
نت خود اور اپنے تمام اہلِ خانہ کے نام صرف ایک مرتبہ درج کرائے۔ وہ
پنے خاندان کے جملہ افراد ۔ مرد، عورتیں، ضعیف، نوجوان، ملازمت
شہ، بیروزگار افراد وغیرہ سے متعلق تفصیلات فراہم کرے۔ معلومات دینے
نت اُسے کسی قسم کی تشویش میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے جیسا
پہلے کہا جا چکا ہے۔ مردم شماری کے دوران حاصل کی گئی معلومات
سی فرد، محکمہ، سرکاری یا غیر سرکاری ادارے پر ظاہر نہیں کی جائیں گی
ورنہ ہی کسی بھی عدالت میں بطور شہادت پیش کی جائیں گی۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے۔ خاندان کا سرپرست
اپنے گھر میں رہنے والے افراد کے نام درج کرائے تو شمار کنندہ خود یہ
فیصلہ کرے کہ مندرج فرد کو درج خاندان میں بتائے یا کہیں اور مردم
شماری کے اُصول کے مطابق ہر فرد کا جو اپنے گھر واقع دیہات / شہر میں
رہتا ہے، شمار کیا جانا چاہیئے، مگر چونکہ مردم شماری کا کام بیس دنوں
تک جاری رہے گا اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس عرصہ کے دوران افراد ایک
جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہیں۔ ان حالات میں مردم شماری یا
دوبارہ گنتی یا گنتی میں کمی جیسی غلطیوں سے بچنے کے لئے چند واضح
اُصول مرتب کئے گئے ہیں جس کی رو سے طے کیا جاتا ہے کہ کہاں اور کن
حالات میں شمار کردہ فرد کا اندراج کیا جائے۔

اُصول کے مطابق ۹ ر فروری سے ۲۸ ر فروری کے درمیان مردم
شماری میں کسی بھی فرد کی گنتی دیہات / شہر میں واقع اپنے گھر کے دیگر
افراد کے ساتھ ہونی چاہیئے لیکن اگر اس تمام عرصہ میں وہ اپنے دیہات /
شہر میں مقیم اہلِ خاندان سے دُور رہا تو اس کی گنتی اہلِ خاندان
کے ساتھ نہیں ہوگی۔

مردم شماری کے دوسرے دور میں اس کی گنتی اس کے اہلِ خاندان
کے ساتھ ہو سکتی ہے بشرطیکہ متعلقہ شخص کو یہ یقین ہو کہ مردم شماری
مدت کے دوران شمار کنندہ اس جگہ نہ پہنچا ہو جہاں وہ اپنے گھر
کے سوائے رہتا ہے۔

قومی جذبۂ خدمت : شمار کنندہ محکمۂ مردم شماری کا ملازم
نہیں ہوتا۔ یہ کام وہ اپنی دیگر دفتری ذمہ داریوں کے ساتھ قومی خدمت
کے جذبہ کے تحت انجام دیتا ہے۔ ان بیس دنوں کے عرصہ میں اُسے
کئی بڑے خاندانوں کو بھی جانچنا ہوتا ہے اس کے پاس وقت کی کمی
ہے کیونکہ گھر گھر جا کر گنتی کرنے کے بعد اسے متعلقہ معلومات کو جدول
کی صورت میں درج کرنا ہوتا ہے اور مکمل خانہ پُری کرنی ہوتی ہے لہٰذا
ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ پیش
آیا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ مہاراشٹر کے عوام شمار کنندہ کے
ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔

یُوتھ فورم

"یُوتھ فورم" کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی
سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی
جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مُہم، چھوت چھات کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۳۲-۴۰۰۰

ڈاکٹر میگھناد ساہ
ایک معروف ہیئت داں

★ اندرجیت لال
۱۴۱-ڈی، گلمہر پارک،
حبیر نلسٹس کالونی،
نئی دہلی نمبر ۱۱۰۰۴۹

اقبالؔ کے مصرعہ " ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں " کے راز کو ڈاکٹر میگھ ناد ساہ نے پوری طرح سمجھا۔ اور انھوں نے فلکیات، طبیعات اور جیوتش کے موضوع پر ایسی قابل قدر تحقیق کی کہ ایک مشہور سائنس داں سر چارلس ایڈنگٹن کو مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ "۱۵۹۶ء میں ایک سائنس داں فیبریشن کے بعد اس موضوع پر اتنی معرکۃ الآرا تحقیق سینکڑوں برس بعد ایک ہندوستانی سائنس داں ڈاکٹر ساہ کے ہاتھوں عمل میں آئی" اس سے پہلے خلا میں روشنی والے اجسام (جو ہم سے سینکڑوں میل دور ہیں) کو انسانی آنکھ سے دیکھنے کے لئے دوربین ہی ایک آلہ تھی۔ جس کے ذریعہ جو اطلاع یا تصویر ہم تک زمین پر پہنچی تھی وہ سیاہ اور شوخ رنگ کی لال رنگ سے لے کر بھورے رنگ تک کی لائنیں یا لکیریں ہوا کرتی تھیں۔ جوں جوں دوربین کی طاقت بڑھتی گئی اور اس کی بناوٹ میں ارتقاء ہوتا گیا تو سائنس دانوں کو یہ بھی جستجو ہوئی کہ سورج اور اس کے درخشاں خاندان سے جو روشنی بکھر کر ہم تک زمین پر پہنچتی ہے اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔

یاد رہے کہ پچھلی صدی میں سائنس داں گلیلیو کی دوربین کے علاوہ شیشے کے ٹکڑوں کے ذریعہ جنھیں منشور کہتے ہیں، روشنی کا مشاہدہ کیا کرتے تھے یہ شیشے کا ٹکڑا تین مستطیل سطحوں سے مثلثی شکل میں محدود یا گھرا ہوا ہوتا ہے، اسے انگریزی میں 'پرزم' کہتے ہیں۔ اور اس طرح روشنی کی چال کو انعطاف کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ روشنی عام طور پر اور ہموار وسیلے میں سیدھی لکیروں میں چلتی ہے جب روشنی کی شعاعیں ایک وسیلے سے دوسرے وسیلے میں چلتی ہیں تو دونوں وسیلوں کی علیحدگی کی سطح پر روشنی کا کچھ کچھ حصہ منعکس ہوتا ہے اور کچھ حصہ دوسرے وسیلے میں چلا جاتا ہے جو حصہ دوسرے وسیلے میں چلا جاتا ہے اس کی سمت علیحدگی کی سطح پر بدل جاتی ہے اس لئے اس وسیلے میں روشنی کی چال کی سمت پہلے وسیلے سے مختلف ہوتی ہے۔ اس طرح روشنی کی شعاعوں کے مڑنے کو انعطاف کہتے ہیں۔

روشنی کیا ہے؟ نیوٹن کی رائے میں سورج یا دوسری چیزیں جن سے روشنی نکلتی ہے وہ دراصل چھوٹے چھوٹے مادی ذرّوں کی ایک رو یا دھارا ہے اور جب یہ ذرّے آنکھوں سے ٹکراتے ہیں تو ہمیں روشنی کا احساس ہوتا ہے۔ بعد میں ایک سائنسداں ہائگنیس نے نیوٹن کی رائے کو غلط قرار دیتے ہوئے یہ کہا کہ روشنی پیدا کرنے والی چیز سے روشنی ترنگوں (لہروں) کی شکل میں پیدا ہوتی ہے۔ دراصل روشنی خود دیکھی نہیں جاتی بلکہ جس چیز پر روشنی پڑتی ہے وہ ہمیں دکھائی دینے لگتی ہے۔ یہ نظریہ آج کل قبول کر لیا گیا ہے۔

فضا میں ہوا کی کثافت اونچائی پر منحصر ہوتی ہے۔ جوں جوں اونچائی بڑھتی جاتی ہے توں توں ہوا کی کثافت کم ہوتی جاتی ہے

اس لئے کسی سیّارے جیسے سورج یا ستارے وغیرہ سے روشنی
کی شعاعیں فضا کی مختلف کثافتوں کی تہوں میں سے منعطف
ہوکر عمود کی طرف مُڑجاتی ہیں۔ فضا میں منعطف شعاعیں اپنی ہیئتیں
بدلتی رہتی ہیں اور کسی خاص رُخ میں دیکھنے والے کی آنکھ تک روشنی
ہمیشہ یکساں طور پر نہیں پہنچ پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ روشنی ملنے
سے ستارے چمکیلے اور کم روشنی سے یہ دُھندلے دکھائی دیتے ہیں
روشنی کے پیمانے اور رُخ میں برابر تبدیلی ہوتی رہتی ہے اس لئے
ستارے جگمگاتے رہتے ہیں۔

جب روشنی منشور سے گزرتی ہے تو قوس قزح کی طرح سات
رنگوں میں بکھر جاتی ہے۔ ایسی روشنی جو منشور سے بکھر کر ہم تک
آتی ہے اسے ہم سپیکٹرم کا نام دیتے ہیں۔ اور جو آلہ اس روشنی کا
مطالعہ کرنے میں انسان کا معاون بنتا ہے اُسے سپیکٹروسکوپ کہتے
ہیں۔ خود قوس وقزح بارش کا قطروں سے روشنی کا انعطاف ہے
اور یہ سپیکٹرم کی بہترین مثال ہے۔ ستاروں کی جو روشنی اس
طرح فضا میں سے منشور کے عمل کو پورا کرتی ہوئی زمین تک پہنچتی ہے۔
اس روشنی کے متعلق ڈاکٹر میگھناد ساہ نے ایک نمایاں کام کیا ہے
شاعر جاوید دسشٹ کہتا ہے ؎

چاند تاروں کے رنگ و نور کی خیر
آدمی کی نظر اب ان پر ہے!

سائنس کی تاریخ میں سب سے پہلے گلیلیو نے ۱۶۰۹ء میں
دوربین کی ایجاد کی اس کے بعد سپیکٹروسکوپ کی ایجاد ہوئی۔ ڈاکٹر
میگھناد ساہ نے سورج کی شعاعوں کی نقل و حرکت پر بیش قیمت
تحقیقی کام کیا ان کے بعد دوسرے سائنس دانوں نے اسے جاری رکھا۔

ڈاکٹر میگھناد ساہ کی گہری نظر اور عقلِ سلیم اجرام فلکی تک پہنچی۔
اور انھوں نے ایک نئے موضوع پر تحقیقات کی۔ کرۂ زمین سے اوپر
فضا کی طرف چالیس میل سے لے کر چار سو میل تک میں پائی جانے
والی سورج کی شعاعوں کا انھوں نے تجزیہ کیا۔ اور اُنہی کے نظریے
سے بعد میں ریڈیائی لہروں۔ شعلوں کے پھیلاؤ اور دھماکہ خیز ردِّ
عمل کے متعلق کئی نئی باتیں سائنس دانوں کو معلوم ہوئیں۔ اوپری
فضا سے زمین کی طرف چلنے والی ریڈیائی لہریں ڈاکٹر میگھناد ساہ
کا خاص موضوع رہیں اور ان کی بیش قیمت تھیوری کی بدولت کئی
ٹکنیکل کاموں میں بڑا استفادہ ہوا۔ ایٹم، ستارے اور سورج
پر ان کی تحقیق قابلِ ذکر رہے گی۔

ڈاکٹر میگھناد ساہ صرف تھیوری کے ہی سائنسداں نہ تھے بلکہ
انھوں نے اپنے روبرو ایک مجلس نقطۂ نظر بھی رکھا تاکہ ملکی منصوبوں
میں بھی ہندوستان سائنس سے استفادہ کر سکے۔ وہ کہا کرتے تھے:

"آزادی کے بعد ہندوستان کے سائنسدانوں کو ٹکنیکی
باتوں کی معلومات کو زیادہ سے زیادہ ملک میں پھیلانا
چاہیئے تاکہ ہم اپنی اقتصادی ترقی کے راستے پر تیزی سے
چل سکیں۔"

ڈاکٹر میگھناد کے نظریہ سے دوسرے متعدد سائنسدانوں نے، جیسے
فاؤلر اور 'ملنے' نے پورا پورا استفادہ کیا، اور ان کا نظریہ آج بھی ہر
سائنسداں بحیثیت مجموعی تسلیم کرتا ہے۔ وہ روشنی کے سائنسداں
اور روشن دماغ انسان تھے اور سائنس کی روشنی سے جہالت کا اندھیرا
دور کرنا چاہتے تھے، شاید شمیم کرہانی نے ایسے ہی انسان کے لئے یہ شعر
موزوں کیا ہو ؎

میں جارہا ہوں اُجالوں کی جستجو کے لئے
ستارہا ہو اندھیرا تو میرے ساتھ چلو

ڈاکٹر میگھناد ساہ صحیح معنوں میں سائنسداں تھے اور اپنے نظریات
وخیالات میں غیر قدامت پسند بلکہ ترقی پسند تھے۔ ایک بار ان کے ہاں
ان کے علاقہ کے کچھ بچے سرسوتی پوجا کا تہوار منانے کے لئے چندہ لینے
آئے۔ سرسوتی کو عقل وعلم کی دیوی مانا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ساہ نے بچوں
سے پوچھا۔ "آپ لوگ یہ تہوار کس طرح مناتے ہیں"

بچوں نے بڑی معصومیت سے جواب دیا۔ "ہم سرسوتی دیوی کی ایک
بہت بڑی مورتی بنائیں گے، اُسے مالا پہنائیں گے، اس کی آرتی اتاریں گے
لاؤڈ اسپیکر نصب کرواکر گانوں کا پروگرام پیش کریں گے، شاید ایک آدھ
ڈرامہ بھی کھیلیں۔"

یہ جواب سُن کر ڈاکٹر ساہ مُسکرانے لگے اور بچوں سے کہا "آؤ میرے
ساتھ، میں آپ کو دکھاؤں کہ میں کس طرح علم کی دیوی کی قدر و تعظیم
کرتا ہوں۔"

بچے ڈاکٹر ساہ کے ساتھ ساتھ ان کے ڈرائینگ روم میں چلے
گئے۔ چاروں طرف الماریوں میں سائنس، تاریخ، فلسفہ اور مذہبیات
کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ میز پر کچھ کاغذات، قلم دوات اور پنسل
رکھے ہوئے تھے۔ بچوں کا دھیان اپنی طرف کھینچتے ہوئے ڈاکٹر
ساہ نے کہا:

"اگر آپ کو صحیح معنوں میں علم حاصل کرنا ہو تو جی توڑ کر محنت کرو۔

ہیں علم کی دیوی کی تعظیم کا حق ادا ہو جائے گا اور یہی علم کی دیوی ہو جا بھی ہے۔"

ڈاکٹر ساہ، سائنس کے مجلّہ پہلو پر زیادہ زور دیتے تھے۔ انھوں نے کئی بیش قیمت مضامین لکھے ہیں جن میں سائنس کے سماجی پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ایسے مقالوں و نظریات کی وجہ سے آپ ایک قومی شخصیت بن گئے۔ وہ ہر لمحہ چاہتے تھے کہ ہندوستان میں تعلیم — صنعتی کام کاج، قومی منصوبوں، دریائی منصوبوں، سوشلزم اور زراعت کی کوآپریٹیو سوسائیٹیوں کی طرف خصوصاً توجہ دی جائے۔ آپ سوشلزم کے بڑے حامی تھے اور ہندوستان کو خوشحال اور خود کفیل بنانے کے بڑے خواہشمند تھے۔ انھوں نے حکومت ہند کو دوسرے تیسرے پانچسالہ پلانوں میں ملک میں تکنیکل ترقی کے کئی نئے پروگرام پیش کئے، خصوصاً صنعت کے فروغ کے لئے، وطن کے لئے آپ کے دل میں بے پناہ محبّت تھی اور وہ ایک سچے دیش بھگت تھے۔ ۱۹۳۸ء میں آپ نے ایک بار یوں لکھا:

"اگر ہم ہندوستانی غریبی اور فاقہ کشی کا کامیابی سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں جس کا شکار لگ بھگ ہماری نوے فیصدی آبادی ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایک مضبوط اور ترقی پسند ہندوستان کی تعمیر کی جائے تو ہمیں اس صلاحیت اور علم سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے جو ہمیں فطرت نے بخشی ہے۔"

آپ کے خیال میں ہر اوسط ہندوستانی کو سائنس کے رموز سے واقف ہونا ضروری ہے۔ ملک میں ایک سائنسی فضا پیدا کرنے کے لئے آپ نے "انڈین سائنس نیوز" اور ایک ماہنامہ "سائنس اور کلچر" کا اجراء کیا۔ اس جریدے میں ڈاکٹر میگھ ناد ساہا مسلسل کئی سال معلوماتی مضامین لکھتے رہے۔

آپ کئی سال لوک سبھا کے ممبر رہے اور ممبر بھی آزاد ٹکٹ پر۔ یہ شرف بہت کم ہندوستانی سائنسدانوں کو حاصل ہوا ہے۔ آپ جمہوریت کے ضامن اور سرمایہ داری نظام کے خلاف تھے اور ایک تڑپ ان میں بدرجہ اتم موجود تھی اور وہ یہ کہ جمہوری طریقوں ہی سے اور سائنس ہی کے بھروسے ہندوستان ترقی کے راستے پر گامزن رہے۔

ڈاکٹر ساہ ۶ر اکتوبر ۱۸۹۳ء کو ڈھاکہ کے ایک گاؤں اوڑتالی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد جگن ناتھ ساہ ایک معمولی دکاندار تھے اور خود میگھ ناد ساہ اپنے والد کی دکان کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ ساہ نے گاؤں کے ایک اسکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی. گھر کے حالات مالی اعتبار سے اتنے موافق نہ تھے لیکن ہونہار بچے کے اُستاد بڑے ہمدرد نکلے ان کے زور دینے پر میگھ ناد نے مڈل امتحان ڈھاکہ میں اول درجہ پر پاس کر لیا۔ پھر ۱۹۰۹ء میں کلکتہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور ایک وظیفہ کی بدولت اس یونیورسٹی سے ایم۔اے پاس کیا۔ آپ میٹرک، اِنٹر اور بی۔اے کے امتحانوں میں اچھے نمبروں سے پاس ہوتے رہے۔ خصوصاً ریاضی، ادب اور سائنس میں پورے بنگال کے حلقوں میں ہمیشہ افضل آتے رہے۔ خوش قسمتی سے آپ کو جگدیش چندر باسو اور اچاریہ پرفل چندر رائے جیسے کہنہ مشق اُستادوں سے ریاضی اور سائنس کی تعلیم ملی جس سے ان کی ذہنی صلاحیتوں کو بڑی مدد ملی۔ ۱۹۱۵ء میں آپ نے ایم۔اے (ریاضی) پاس کیا اور ۱۹۱۳ء میں (اس سے دو سال قبل) بی۔ایس سی (طبیعات و ریاضی) دونوں امتحانوں میں ریاضی میں آپ ساری یونیورسٹی میں دوم درجہ پر رہے۔ ڈاکٹر ساہ نے کلکتہ یونیورسٹی سے ۱۹۱۸ء میں ڈی ایس سی پاس کیا۔ ۱۹۱۹ء میں ڈاکٹر میگھ ناد ساہ کو "پریم چند رائے چند" وظیفہ ملا جس کی بدولت آپ تحقیق کرنے کے خیال سے یورپ روانہ ہوئے۔ ۱۹۱۷ء میں آپ کا پہلا تحقیقی مضمون لندن کے مشہور سائنسی رسالے "فلاسوفیکل میگزین" میں شائع ہوا۔

میگھناد ساہ صرف کتابوں ہی کے دھنی نہ تھے اور صرف یونیورسٹی کے امتحانوں میں اوّل درجہ پاس ہونے پر اکتفا نہ کرتے تھے بلکہ ان کی دلچسپی تعلیمی دائرے سے باہر بھی تھی، جیسے سوشل وبہبودی کے کاموں یا ادبی و تمدنی کاموں میں وہ طالب علم ہی کی حیثیت سے غیر سائنسی حلقوں میں بے حد مقبول تھے۔ یاد رہے کہ اس یونیورسٹی نے ڈاکٹر راجندر پرشاد اور سبھاش چندر بوس جیسی عظیم شخصیات کو تعلیم سے منور کیا ہے.

ڈاکٹر ساہ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک کلکتہ یونیورسٹی میں طبیعات کے پروفیسر اور اس کے بعد پانچ سال الہ آباد یونیورسٹی میں طبیعات کے پروفیسر رہے۔ الہ آباد میں آپ نے بڑا کام کیا۔ ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۲ء آپ دوبارہ کلکتہ یونیورسٹی میں طبیعات کے پروفیسر مقرر ہوئے اور اس کے بعد چار سال تک اسی مضمون کے ایمریٹس پروفیسر بن گئے۔ اس وقت تک ایٹم کی کھوج کی جا چکی تھی اور ایٹم میں چھپی عظیم توانائی کا احساس سائنس دانوں کو ہو چکا تھا اس لئے ڈاکٹر ساہ نے اس بات پر زور دیا کہ ایٹمی توانائی سے ترقی کی راہیں وسیع کی جائیں اور اسے ملکی

منصوبوں کے لئے وقف کیا جائے ۔

۱۹۵۵ء میں آپ انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کلکتہ کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے اور ۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک پارلیمنٹ کے ممبر رہے۔ ڈاکٹر ساہ نے ۱۹۴۸ء میں کلکتہ میں ایٹمی توانائی کی تحقیق کا ایک ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۵۲ء میں آپ کو اس نیوکلر طبیعات کے ادارے میں ڈائرکٹر کے عہدے پر مامور کیا گیا۔

ڈاکٹر میگھ ناد ساہ، لندن کی رائل سوسائٹی کے ممبر، امریکہ کی سائنس اور آرٹ اکاڈمی کے فیلو ممبر اور امریکہ و فرانس کی فلکیات کی ایک بین الاقوامی ایسوسی ایشن کے فیلو ممبر تھے۔ یہ بڑی قابل ذکر بات ہے کہ ڈاکٹر ساہ صرف ۳۲ برس کی عمر میں انگلستان کی رائل سوسائٹی کے ممبر بن گئے تھے۔ آپ نے سائنس پر پانچ قابلِ قدر کتابیں لکھیں۔ جن میں "سورج پر طبیعاتی نظریۂ حرارت پر مضمون" "جدید طبیعات پر انشا" اور "میرے روس کے تجربات" قابلِ ذکر ہیں۔

ڈاکٹر میگھ ناد محض سائنسداں ہی نہ تھے بلکہ ایک ہمدرد اور پُر خلوص انسان بھی تھے۔ آپ سائنس کو بنی نوع انسان کی خدمت گزار سمجھتے تھے۔ ۱۹۱۳ء میں دامودر دریا میں طغیانی سے بڑی تباہی ہوئی، ہزاروں لوگ اس تباہی کا شکار ہو گئے۔ جان و مال کا بڑا بھاری نقصان ہوا، لیکن اس سائنسداں کی نظر میں محض چندہ اکٹھا کر کے طغیانی کے شکار لوگوں کی امداد کرنا کافی نہ تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر میگھ ناد نے ایسے تباہ کُن حادثوں کے مقابلے کا حل تلاش کیا۔ آپ نے ماڈرن ریویو (انگریزی ماہنامہ) میں بیسیوں مضامین لکھے جن میں لوگوں کو بتایا گیا کہ جرمنی، امریکہ اور روس کے لوگ کس ڈھنگ اور کس طرح طغیانیوں سے بچ نکلتے ہیں۔

ڈاکٹر ساہ کے مضامین ہی کی بدولت ۱۹۴۲ء میں دریائی تحقیق کا ادارہ اور بعد میں دامودر وادی کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا۔ آپ نے زندگی کے آخری سالوں میں سرت چندر بوس کے اصرار پر سیاست میں دلچسپی لی۔ اور خوش قسمتی سے آزاد ٹکٹ پر لوک سبھا کے ممبر بن گئے۔ ایک برسر اقتدار ممبر نے آپ کو مذاق سے کہا: "آپ سائنسداں ہیں، آپ کو سائنس ہی کے دائرے میں رہنا چاہیئے۔"

اس پر ڈاکٹر ساہ نے فوراً جواب دیا "آج کی سائنس قومی تنظیم اور نظامِ حکومت سے متعلق ہو چکی ہے، یہی وجہ ہے کہ میں سائنس سے رفتہ رفتہ لوٹ کر سیاست کی طرف جا رہا ہوں تاکہ میں اپنی سوجھ بوجھ اور علم کی بدولت ملک کی بھرپور خدمت کر سکوں۔"

ڈاکٹر میگھ ناد ساہ درس و تدریس، صنعت اور اقتصادی بہبود کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہے۔ اُن کے خیال کے مطابق ہندوستان کا کلیان چرخہ اور کھادی نہیں کر سکتے بلکہ اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ ملک میں صنعت کو فروغ دیا جائے۔ عوام میں سائنس کی تعلیم عام کی جائے اور سائنس کی فضا اور مزاج پیدا کرنے کے لئے ہموار مواقع پیدا کئے جائیں۔ اس لئے ڈاکٹر ساہ نے "سائنس اور کلچر" نامی ایک ماہنامہ کا اجراء کیا جو آج تک سائنس کی تازہ ترین تحقیقات و تصورات کو عام فہم زبان میں پیش کرتا ہے۔

ہندوستان نے بھی اس ہندوستانی سائنسداں کی پوری قدر کی۔ آپ انڈین سائنس کانگریس کے صدر (۱۹۳۴ء) رہے اور ۱۹۳۷-۳۸ء میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کے صدر بنے اور ۱۹۴۹ء میں یونیورسٹی کمیشن کے ممبر۔ انگلستان اور جرمنی کے سائنس دانوں پر آپ کی بڑی دھاک تھی۔ آپ نے اٹلی، ناروے اور کئی ملکوں کی سیاحت بھی کی۔

۱۶ فروری ۱۹۵۶ء کو بسنت پنچمی کے دن آپ کی موت دل کے عارضہ کی وجہ سے ہوئی۔ آپ اس دن پارلیمنٹ میں شمولیت کے لئے جا رہے تھے کہ اچانک گر پڑے اور چند منٹوں کے بعد ہی ملک عدم کو سدھار گئے۔ آپ کا قائم کیا ہوا "ساہ انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلر فزکس" آج بھی آپ کے نام کی یاد دلاتا ہے ۔

مت سہل ہمیں جانو، پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

●●
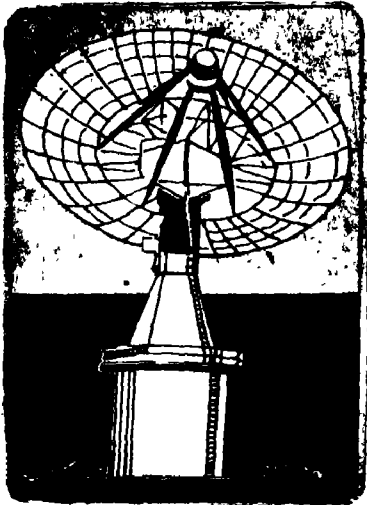
رشید الدین ایم. اے (عثمانیہ)
مددگار مترجم (اُردو) نظامت ترجمہ
ابٹ نگر، حیدرآباد — ۲۹

قندھار کا قلعہ

سابق ریاست حیدرآباد تین لسانی منطقوں پر مشتمل تھی تلنگانہ ، کرناٹک اور مرہٹواڑہ۔ تلنگانہ کی زبان تلنگی یا تلگو تھی۔ کرناٹک کی زبان کنڑی تھی اور مراہٹواڑہ کی مراٹھی۔ ۱۹۵۶ء میں جب ریاستوں کی تنظیم جدید لسانی بنیاد پر ہوئی تو یہ تینوں علاقے تین ریاستوں آندھرا، کرناٹک اور مہاراشٹر میں ضم ہوگئے جن کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں رہا۔

ان میں مرہٹواڑہ کا علاقہ بڑی تاریخی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اسی خطہ میں ایلورہ اور اجنتا کے شہرۂ آفاق غار، دَولت آباد، خلدآباد، شہرِ اورنگ آباد، پیٹن اور قندھار واقع ہے۔ دَولت آباد کو کسی زمانہ میں (بہ عہدِ محمد تغلق) سارے ہندوستان کا پائے تخت رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ شہرِ اورنگ آباد (بہ عہدِ اورنگزیب) سارے ہندستان کا عارضی مستقر رہا۔ خلدآباد میں بڑے بڑے سلاطین اور ان سے بھی بڑے اولیاء اللہ آسودہ خاک ہیں۔ پیٹن کسی زمانہ میں زبردست سیاسی اہمیت کا حامل تھا۔ آج بھی یہ ایک اہم مقدس مقام ہے کیونکہ یہاں سے گوداوری بہتی ہے اور یہاں سنت ایکناتھ مہاراج کی سمادھی ہے جو مراٹھی کے ایک شاعر ہونے کے علاوہ ایک مذہبی رہنما بھی تھے۔

ضلع ناندیڑ میں واقع ایک قصبہ قندھار جو اس ضلع کا تعلقہ بھی ہے ایک طرف بیحد تاریخی اہمیت کا حامل ہے تو دوسری طرف ایک مذہبی تقدس کا بھی حامل ہے۔ کیونکہ یہاں کئی بزرگانِ دین کے مزارات ہیں ، جن میں شیخ سلطان سانگڑے بھی ہیں جو اُردو کے مشہور محقق، ماہر لسانیات اور نقاد ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ ڈاکٹر زورؔ کی شکل میں قندھار نے اُردو زبان و ادب کو بھی ایک نورتن دیا ہے۔ منشی امیر احمد حمزہ کا وطن بھی قندھار تھا جنھوں نے ”تاریخ قندھار“ لکھ کر ہمیشہ کے لئے اس قصبہ کی تاریخ و ثقافت کو محفوظ کر دیا ہے [۱]

مرہٹواڑہ کے چار قلعے مشہور ہیں، دولت آباد کا قلعہ، نلدرگ (ضلع عثمان آباد) کا قلعہ، اننور (ناگاپور) کا قلعہ اور قندھار کا قلعہ ان میں دولت آباد اور قندھار کے قلعے زیادہ مشہور ہیں۔

قصبہ قندھار، ناندیڑ سے (جو گرو گوند سنگھ کے گردوارہ کی وجہ سے ملک گیر شہرت رکھتا ہے) بہ سمت مغرب و جنوب ۲۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ناندیڑ سے دن بھر میں کئی بسیں چلتی ہیں۔ قندھار ان دنوں مہاراشٹر کے اورنگ آباد ڈویژن میں شامل ہے یہ نہایت قدیم آبادی ہے جس کا سلسلہ قبل مسیح سے جا ملتا ہے۔ اسے کنہر نامی ایک راجہ

---

[۱] ”تاریخ قندھار“ چھٹے آصف جاہی بادشاہ میر محبوب علی خاں کے عہد میں ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ پونے تین سو صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مصنف منشی امیر احمد حمزہ پیٹھ میں ملازم تھے۔ مزار قندھار ہی میں ہے۔

نے بسایا تھا جس کا تعلق دلی کے پانڈوؤں سے تھا جس کا نام اس زمانے میں ہستنا پور تھا۔ یہ آبادی اس بادشاہ کے نام پر کنہر ہی سے موسوم رہی۔ رفتہ رفتہ یہ نام کنہر سے بگڑ کر کندار اور پھر قندھار ہو گیا۔ مراٹھی میں آج بھی اسے کندھار کہا جاتا ہے۔ شاید اس کا نام قندھار مشہور ہونے میں مسلمانوں کا اثر رہا ہو جو بعد میں اس قصبہ اور قلعہ پر قابض ہو گئے تھے قندھار افغانستان کا مشہور شہر ہے شاید اسی کی مناسبت سے انھوں نے اس کا نام قندھار کر دیا ہو۔ ویسے بھی قندھار پہاڑی علاقہ ہونے کے باوجود کافی پُرفضا اور پُر رونق ہے۔ یہی مماثلت شاید انھیں اس قصبہ میں اور اُس قندھار میں نظر آئی ہو۔ "سیر ہند"، "تاریخ خورشید جاہی" اور "تاریخ ناندیڑ" کے علاوہ "ناندیڑ گزیٹ" میں قندھار کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔

راجہ کنہر جس نے ناندیڑ بسایا تھا دکن کے ایک بڑے حصے پر قابض تھا۔ اس نے ایک ٹیلے پر بستی بسائی اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا۔ قندھا سطح زمین سے تقریباً ۴۰ فٹ بلندی پر پتھریلی زمین پر بسا ہوا ہے۔ یہاں کوئی باؤلی یا حوض نہیں تھا۔ ندی دُور تھی اس لئے کنہر نے یہاں ایک تالاب بنوایا تاکہ آبادی کو پانی بیسر آسکے۔ آج بھی یہ تالاب موجود ہے اور اچھی حالت میں ہے جس میں وافر مقدار میں پانی موجود ہے۔ مقامی آبادی اس تالاب پر نہاتی، کپڑے دھوتی اور ہر طرح پانی استعمال کرتی ہے۔ اس تالاب سے مقامی آبادی مچھلیاں بھی پکڑتی ہے۔

چوتھی صدی عیسوی میں راجہ سوم راج قندھار پر حکمراں تھا۔ اُس نے قندھار کا قلعہ بنایا۔ ابتدا میں یہ اینٹ اور مٹی سے بنایا گیا تھا اور مُروجہ رواج کے مطابق اس کے اطراف خندق کھُدوائی تھی جس میں ہمیشہ پانی بھرا رہتا تھا تاکہ حملہ آور اُسے عبور نہ کر سکیں۔ بعد میں قندھار اور اس کا قلعہ "سنگلنڈہ و ورنگل" کے راجہ کے قبضہ میں چلا گیا۔ جب دکن پر مسلمانوں کا تسلط ہو گیا تو یہ اُن کے زیر نگیں آگیا۔ محمد تغلق نے اس قلعہ کو پختہ بنوایا۔ اور یہاں اپنا قلعدار مقرر کیا۔ بعد میں قندھار اور اس کا قلعہ بہمنیوں کے قبضہ میں آیا پھر قاسم بریر کی علمبرداری میں چلا گیا، قندھار عادل شاہوں اور نظام شاہیوں کے قبضہ میں بھی رہا۔ ملک عنبر کا نام بھی اس قلعہ سے وابستہ رہا ہے۔ ملک عنبر کے بعد یہ مغلوں کے قبضہ میں آگیا۔ مغلوں کے بعد یہ آصف جاہی بادشاہوں کے زیر تسلط آیا، اور ان دنوں جمہوری ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر میں سر اُٹھائے کھڑا ہے۔

قندھار کے قلعہ میں کوئی بالاحصار نہیں ہے۔ بالاحصار قلعہ کی سب سے اونچی جگہ کو کہتے ہیں جو محصور ہوتی ہے اور جہاں سے چاروں طرف کا دُور دُور کا منظر نظر آتا ہے۔ لیکن یہاں بُرجیاں بہت بنی ہوئی ہیں اور فصیل بہت مضبوط ہے۔ جنگی نقطۂ نظر سے یہ قلعہ اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس قلعہ میں کئی جنگیں ہوئیں اور حملہ آور اسے آسانی سے مغلوب نہ کر سکے۔ قلعہ کے اندر ایک مسجد بھی ہے اور جگہ جگہ کتبے لگے ہوئے ہیں جو مختلف مسلمان بادشاہوں کے دَور کے ہیں۔ قلعہ آبادی کے باہر ہے اور آج بھی اچھی حالت میں ہے۔ چاروں طرف خندق میں کافی مقدار میں پانی موجود ہے جو صاف ستھرا ہے اور مقامی آبادی اس سے نہانے دھونے کا کام لیتی ہے۔

قلعہ کا باب الداخلہ یا صدر دروازہ اس طرح بنا ہوا ہے کہ نئے آدمی کو قطعی نظر نہیں آتا۔ نیا شخص جب پہلی بار جائے تو سارے قلعہ کا چکر لگانے کے بعد بھی اندر داخل نہیں ہو سکتا، کیونکہ باب الداخلہ جو کافی بڑا ہے اور جیسے دروازہ بھی ہے نظر نہیں آتا، ایک مقامی آدمی سے رہبری حاصل کر کے ہی اندر داخل ہو سکتا ہے۔

قندھار کا قلعہ اندر اور باہر سے کافی وسیع و عریض ہے۔ اس کے اندر کچھ عمارتیں بھی تھیں جو اب کھنڈر ہو گئی ہیں۔ گلاب محل ان ہی عمارتوں میں شامل تھا۔ کسی زمانے میں قلعہ کے اندر ہی تحصیلدار کا دفتر تھا۔ اب یہ عمارتیں بڑی حد تک ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں۔ مختلف ادوار میں یہاں قلعدار رہے ہیں جن کے تحت کافی فوج ہوتی تھی۔ بعض مسلمان قلعداروں کے مزار آج بھی قلعہ کے قریب پختہ حالت میں موجود ہیں۔

قندھار کا قلعہ ان دنوں حکومت مہاراشٹر کے محکمۂ آثارِ قدیمہ کی نگرانی میں ہے اور انیس کے اس شعر کی تفسیر بنا ہوا ہے ؎

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس
عُروجِ مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

●●

تبصرہ

تبصرہ نگار: حسن عباس فطرت

مثنوی مجاہدینِ غدر

- منین بدایونی
- ملنے کا پتہ: حسین بدایونی ۔ ۸، نظیر بلڈنگ، کولی واڑہ، کلیان
- صفحات: ۵۶ • قیمت: پانچ روپے

منین بدایونی کی یہ ادبی کاوش "بہ قامت کمتر وبہ قیمت بہتر" کی روشن تصویر ہے۔ اُردو میں تاریخی وسماجی موضوعات پر شعری ذخیرہ بہت کم ہے اس لئے یہ کتاب اُردو ادب میں اہم اضافہ بھی ہے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی ہماری قومی زندگی کی شہ رگ کا وہ جیتا اور بہتا لہو ہے جس سے ہم نے اپنے سوراج کی کھیتی کو سینچا ہے۔ ہر صغیر وکبیر میں اس کا عرفان اور عشق جتنا بڑھے گا اتنا ہی قومی دھارے کو صحیح سمت ملے گی۔ اس کہانی کو بار بار اور نئے زاویوں اور پیرایوں سے دُہرانا چاہیئے تاکہ نئی نسل پر حوصلہ، توانائی، وجدان، جوش اور اتحادِ ملی نشہ بن کر طاری ہو جائے اور وہ جہادِ زندگی میں نئے ذہن ودماغ لیکر شامل ہوں۔

نثر میں ۱۸۵۷ء پر جو تھوڑا بہت لکھا گیا ہے وہ بھی تاریخی نوعیت کا ہے، یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک واقعات میں سماجی عوامل اور فنی شعور کی برقی رَو نہ داخل کی جائے ردِّ عمل نتیجہ خیز نہیں ہُوا کرتا۔ نثر اور نظم دونوں میں معیار ومقدار ہر لحاظ سے ۱۸۵۷ء پر تسلی بخش مواد نہیں تھا منین بدایونی کی یہ مثنوی اگرچہ مختصر ہے مگر تلافیِ مافات کا عمدہ نمونہ ہے۔

شاعر نے جگہ جگہ کوشش کی ہے کہ تاریخی واقعات کو جذبات واحساسات کی گلابی میں ڈھال کر پیش کیا جائے تاکہ اس میں نکھار بھی آجائے اور وہ سامنے کی چیز بھی معلوم ہو۔ ۱۸۵۷ء کے واقعات کی تاریخی ترتیب واستناد کا مسئلہ بہت پریشان کُن ہے۔ خوف ودہشت کے اس لرزاں ماحول اور در ودیوار سے خون وآنسو کی برسات میں "باغیوں" کی سرنوشت مرتب کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ بعد میں لوگ بکھر گئے ان کو جوڑنا سخت مشکل تھا تشہیر واشاعت کے ذرائع محدود تھے ان پر بھی گوروں کی کڑی نگرانی تھی۔ اس لئے جو کچھ واقعات ہم تک پہنچے یا جس نے بھی جستہ جستہ نثر ونظم میں لکھا ایک کارنامہ کیا۔ یا اگر منیر شکوہ آبادی کے اُردو کلام، مولانا فضل حق خیر آبادی کے عربی کلام میں اقدت سے زیادہ تاثر پایا جاتا ہے تو ان کا قصور نہیں بلکہ حالات کی سختی ونثری اس کا سبب ہے۔

منین بدایونی نے پہلے تو تمام چھوٹے بڑے واقعات کی تلاش وتحقیق کی اور اس کا خلاصہ کیا ہے پھر معروف وغیر معروف شخصیات کے بازیافت میں پورا زور صرف کر ڈالا ہے۔ مثنوی میں جو ردائتی صفات ہوتے ہیں۔ اُسے بھی موصوف نے کھینچ لانے کی کوشش کی ہے کہیں کہیں وہ اس میں کامیاب ہیں اور کہیں مجبور۔ زمانی ترتیب کے ساتھ اشعار کہے ہیں۔ کردار نگاری، محاکات، سماجی جھلکیاں بھی غور کرنے پر مل جاتی ہیں۔

ابھی تک ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ۱۸۵۷ء کی باتوں میں ہم شمالی ہند کے سورماؤں ہی کی باتیں کرتے ہیں اور جنوبی ہندوستان خصوصاً تاملناڈو، کرناٹک وغیرہ کی شورشیں اور وہاں کے مجاہدین کو بھول جاتے ہیں۔ اس روایت کو منین بدایونی نے بھی نبھایا ہے ہم گذارش کرتے ہیں کہ مثنوی کے نئے ایڈیشن میں کچھ اشعار ان کے لئے بھی کہے جائیں اور اس سنہری زنجیر میں ان کو بھی کڑی مان کر شامل کیا جائے۔

مثنوی میں اختصار ہے، حسنِ بیان ہے اور لطفِ داستان بھی۔ کتابت طباعت بُری نہیں۔ بات ادھوری رہ جائے گی اگر نمونے کے طور پر کچھ اشعار نہ دیئے جائیں۔ اس لئے چند شعر نقل کئے دیتا ہوں۔ ملاحظہ ہو (صفحہ ۱۴)

اُٹھے لکھنؤ سے وہ برجیس قدر
بنایا جنھیں فوج نے اپنا صدر

یہ تھے شاہ واجد علی کے پسر
تھے حضرت محل کے یہ لختِ جگر

ہوئے جبکہ معزول واجد علی
ملی اُن کو کلکتہ کی زندگی

تو چھوڑا اُن کو یہیں لکھنؤ
نہیں تھا زر، مال کچھ نو برد

دَرو غہ اک اُن کا کہ تھا ممّو خاں
بہادر، وفادار، عازم، جواں

اُسی نے اُبھارا خط وخال کو
اِکٹھا کیا فوج وعمّال کو!

**

۲۶ جنوری

★ حکیم عزیز قدوسی - شاہی دواخانہ، نیا بازار، کامٹی (ناگپور)

بھارت کی آن بان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
جمہوریت کی شان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
تاریخ میں مہان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
رفعت میں آسمان ہے چھبیس ۲۶ جنوری

ملتی ہیں جس پہ چل کے ترقی کی منزلیں
اس راہ کا نشان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
رکھتی ہے اپنے دل میں یہ سب کے لئے جگہ
ہر اک پہ مہربان ہے چھبیس ۲۶ جنوری

پیغام دے رہی ہے جیو اور جینے دو
فطرت کی ترجمان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
اس یادگار دن کی حفاظت کریں گے ہم
اہلِ وطن کی جان ہے چھبیس ۲۶ جنوری

ظلم و ستم کسی پہ کرے کوئی کیا مجال!
راون کو رام بان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
ضامن یہ بن گئی ہے گلوں کے حقوق کی!
گلشن کی پاسبان ہے چھبیس ۲۶ جنوری

پہنچائے گی جو قوم کو بامِ عروج پر!
بے شک وہ نردبان ہے چھبیس ۲۶ جنوری
کیونکر نہ جان و دل سے کریں اس کی قدر ہم
جمہوریت نشان ہے چھبیس ۲۶ جنوری

سمجھیں عزیز ہم اسے نقارۂ خدا!
جمہور کی زبان ہے چھبیس جنوری
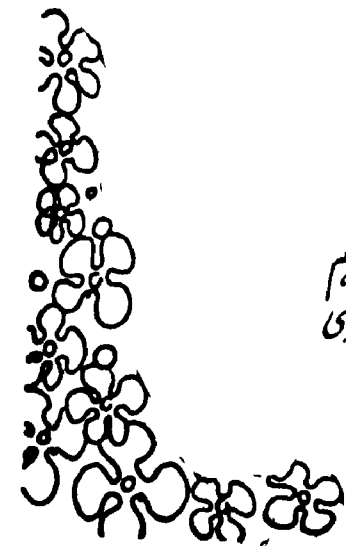
★ طلحہ تابش
معرفت تابش پرتاپگڈھی
بیگم وارڈ۔ پرتاپگڈھ یو۔پی

جشنِ مسرت

نئی اُمنگ نئے حوصلوں کو ساتھ لئے
مناؤ جشنِ مُسرّت مگر سلیقے سے
قدم قدم پہ جلاؤ محبّتوں کے دیئے
سجاؤ محفلِ عِشرت مگر سلیقے سے

کہیں کسی بھی طرح کی کمی نہ رہ جائے
کہ تم کو صفحۂ تاریخ پہ اُبھرنا ہے
سنوار دینا ہے امروز کو پسینے سے
لہو سے خاکۂ فردا میں رنگ بھرنا ہے

تم آنکھ کھول چکے ہو تو اب رہو بیدار
رُخِ زمانہ بہر آن دیکھنا ہوگا
جو ایک پل کو بھی غافل ہوئے تو ہوگا ستم
جو آنکھ جھپکی تو دشمن کا فائدہ ہوگا

ہزار ناگ ابھی رینگتے ہیں گلشن میں
ہزاروں خار ہیں پھولوں کا بھیس بدلے ہوئے
وطن پرستی کے پردے میں مُلک دُشمن ہیں
اَجل چھپی ہے اصولوں کا بھیس بدلے ہوئے

قدم بڑھاؤ مگر نیشۂ نظر لے کر
کہ تم کو راہ کے روڑوں کو ختم کرنا ہے
سفیرِ امن و محبّت، پیامِ صدق و وفا
عظیم ہو کے جہاں میں تمہیں اُبھرنا ہے

• فخرو احدی
شیخانہ۔ قنوج (یو۔پی) ۲۰۹۷۲۵
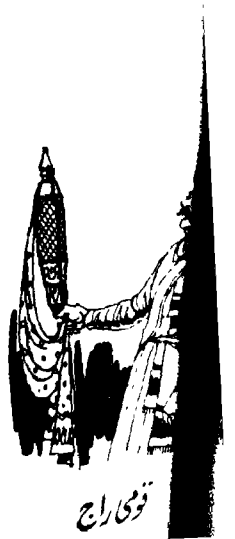
زندہ باد اے وطن

تیرے ماتھے پہ ہے تاج کا بانکپن   تیرے چہرے پہ کشمیر کی ہے پھبن
تیرے سر پہ ہمالہ ہے سایہ فگن   ہار تیرے گلے کے ہیں گنگ و جمن
دھو رہا ہے سمندر بھی تیرے چرن !
زندہ باد اے وطن میرے پیارے وطن

تیری شرم و حیا سے ہوئیں سردیاں   تیرے غصّے سے دُھوپ اور گرمیاں
بادِ باراں بنیں ہیں تیری انگڑائیاں   اور بہاروں میں ہیں تیری رعنائیاں
تری رفتار ہے پوروا کی پون ! ! !
زندہ باد اے وطن میرے پیارے وطن

تیرے کھیتوں میں ہر قسم کی کھیتیاں   تیرے باغوں میں پھل پھول کی شوخیاں
تیرے شہروں میں چنچل حسیں ناریاں   تیرے گاؤں میں معصوم سی گوریاں !
ہر طرف حسن ہی حسن کی انجمن !
زندہ باد اے وطن میرے پیارے وطن

تجھ میں بنسی بجائی کبھی شیام نے   حق پہ چلنا سکھایا ہمیں رام نے
پائی شہرت یہیں بدھ کے نام نے   کی ترقی یہاں آکے اسلام نے
تجھ میں پھیلے کئی مذہبوں کے چلن
زندہ باد اے وطن میرے پیارے وطن

تیری دھرتی پہ کتنے ہی رہبر ہوئے   گاندھی آزاد، ذاکر، جواہر ہوئے
غالب و سر جیسے سخنور ہوئے   ان گنت علم و فن کے پیمبر ہوئے
تجھ سے قائم ہیں دُنیا میں سب علم و فن
زندہ باد اے وطن میرے پیارے وطن

* شوق ماھری
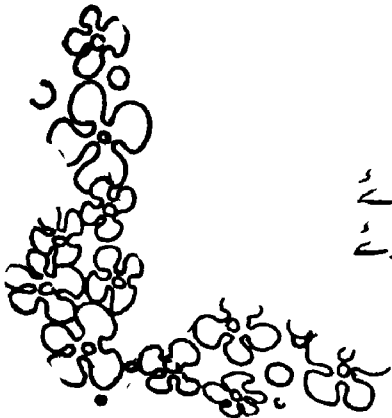
زینب منزل،
موگھٹ روڈ، کھنڈوہ
(ایم۔پی)

نگاہِ شوق ہو جاتی ہے گم تیرے نظاروں میں
عجب انداز کی ہے دلکشی تیری بہاروں میں!

بہاریں ہر قدم پر مستیوں میں رقص کرتی ہیں!
کچھ ایسے سرمدی نغمے ہیں تیرے آبشاروں میں

ترے فن کار نے پتھر کو چھو کر موم کر ڈالا
اجنتا اور ایلورا کے حسیں سنگیں غاروں میں

یہ تیری سرزمیں کو جنت الفردوس کر دیں گے
جنوں انگڑائیاں لیتا ہے تیرے بے قراروں میں

ابھی تو ایک ہی نغمہ ترے مطرب نے چھیڑا ہے
ابھی تو سیکڑوں نغمات بربط کے تاروں میں

ترے پھولوں میں شادابی ترے کانٹوں میں رعنائی
ہزاروں جنتیں آباد تیری راہگزاروں میں

تری قسمت پہ اب کشمیر کو بھی رشک آتا ہے
وہ موجِ رنگ و بو ہے آج تیرے مرغزاروں میں

تری تدبیر نے الجھی ہوئی زلفوں کو سلجھایا
گرہ کتنے دلوں کی کھول دی تو نے اشاروں میں

قسم کھاتی ہے تیری عظمتوں کی تیری یکجہتی
تری جمہوریت کی داستانیں ہیں ستاروں میں

فلک پہ ایک ہی انداز سے سب جگمگاتے ہیں
نہیں تفریق تیرے آسماں کے چاند تاروں میں

تری ہر شام میں شامِ اودھ کے دل نشیں جلوے
تری ہر صبح شبنم ریز تیرے لالہ زاروں میں

تیرے کھیتوں کی ہریالی میں تیرا حال و مستقبل
ترے ماضی کی عظمت کے نشاں ہیں کوہساروں میں

نہ ساقی کی شکایت ہے نہ شکوہ جام و مینا کا
کوئی تشنہ نظر آتا نہیں اب بادہ خواروں میں

زبانوں کا تو گہوارہ ہے تہذیبوں کا مرکز ہے
ادیب و شاعر و نقاد تیرے رازداروں میں

وہ میرا دوست میرا ہم نفس محمود درانی
میں اس کے رازداروں میں، وہ میرے رازداروں میں

تیری محفل کے ہنگامے ابھی تک یاد ہیں مجھ کو
کبھی میرا بھی دل دھڑکا ہے تیری رہگزاروں میں

غزلیں

*

• بدیع الزماں خاور
ڈھمکر کوارٹرس، مندن گڑھ روڈ،
داپولی، ضلع رتناگیری (ایم۔ ایس)

زمیں پر ہوں میں، یا سرِ آسماں ہوں
سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہاں ہوں!

تو منزل ہے میری تو مجھ کو صدا دے
میں کب سے تری جستجو میں رواں ہوں

مری خوش نوائی پہ جائے نہ کوئی!
بڑے سخت حالات میں نغمہ خواں ہوں

سُنا ہے مجھے کتنی صدیوں نے لیکن
ابھی تک میں اِک اَن کہی داستاں ہوں

نہ جاؤں ترے شہر سے تو کروں کیا؟
ترے شہر میں بھی تو میں بے اماں ہوں

کوئی دل ہو، ہر دل سے ہے ربط میرا
کِسی کی دُعا ہوں، کسی کی فغاں ہوں

نظر جب سے لوگوں کو آنے لگا ہوں
میں اپنی آنکھوں سے خود ہی نہاں ہوں

نیا کیوں نہ ہو طرزِ اظہار میرا؟
میں خاورؔ نئے دور کا ترجماں ہوں

• محمد عثمان آدجؔ اعظمی
چریا کوٹ،
اعظم گڑھ (یو۔ پی)

داد چاہے نہ صلہ اور نہ ستائش مانگے
غم کا ماحول حسیں ہونٹ کی جنبش مانگے

بیخودی مانگے ہر اک گام پہ لغزش مانگے
وقت کی نبض نئے خون کی گردش مانگے

دوستو! دامنِ خورشید نچوڑیں! آؤ
غنچۂ زیست شعاعوں کی طراوش مانگے

صبحِ فردا کا تصور بھی حسیں ہے لیکن
صبحِ امروز ابھی کوششِ کاوش مانگے

کیوں فقط کرتے ہو الفاظ کی کرنوں کو اسیر
سینۂ شعر تو جذبات کی سوزش مانگے

دل کہ ہر آن تری یاد کا مرہم چاہے
تو کہ دل سے مرے زخموں کی نمائش مانگے

وہ سیہ بخت جسے مُنہ نہ لگائے کوئی
کس سے فریاد کرے کس سے نوازش مانگے

بے حسی ذہن کے آنگن میں کھڑی ہے پھر بھی
دل کی دہلیز کہ ہنگامہ و شورش مانگے

آدجؔ! فرسودہ مضامین کی بندش کب تک
شاعری آج نئی طرزِ نگارش مانگے

• ظفرؔ گورکھپوری
پاروے چال، ہال روڈ
کرلا، بمبئی ۴۰۰۰۷۰

نمو کی طرح زمیں کے بدن میں تھا میں بھی
نظر نہ آیا اگرچہ، چمن میں تھا میں بھی

تمھارے ساتھ جسے میں نے سنگسار کیا
اسی فقیر کے ننگے بدن میں تھا میں بھی

یہ اور بات، مجھے کوئی لکشمن نہ مِلا
وگرنہ رام کی مانند بن میں تھا میں بھی

یہ چند شمعیں نہیں، ساری روشنی کا سبب
تو یہ نہ بھول تری انجمن میں تھا میں بھی

مجھے شناختہ نہ کر پائے تم تو میرا قصور
کہ جس میں تم تھے اُسی پیرہن میں تھا میں بھی

فقط تمھاری ندی سے نہیں اُگا سبزہ
چھپا ہوا کہیں خاکِ وطن میں تھا میں بھی

مرے لہو سے تو ہولی نہ کھیلتا کوئی
کبیر داس تمھارے چرن میں تھا میں بھی

ظفرؔ وجود کی عُریانیت چھپانے کو
تمام عمر چمکتے کفن میں تھا میں بھی

غزلیں

تسنیم فاروقی
۱۸ سی، تلسی داس مارگ
دہاسپٹل، لکھنؤ ۔ ۴

بادِ نسیم گرمئ گل کا نمو لئے
آوارہ پھر رہی ہے تری جستجو لئے

اکثر غموں کی دھوپ میں سایہ فگن ہوئے
وہ گیسوئے دراز جو ہاتھوں نے چھو لئے

میرے دلِ تباہ کی نادانیاں نہ پوچھ
لٹ کر بھی پھر رہا ہے تری آرزو لئے

کیا جانے کب تھمے گا یہ ہچکیوں کا سلسلہ
کتنا غمِ حیات کے جھولے میں جھولئے

گذری تھی میرے پاس سے بھی زندگی مگر
بس اِک غبار ایک مسافر کی خو لئے

کل راستے میں اُس سے ملاقات ہو گئی
کیا جانے کتنے خواب نگاہوں نے چھو لئے

شاید کسی کے کام ہی آ جائے وقت پر
میں پھر رہا ہوں شہر میں دل کا لہو لئے

تسنیم ہر طرف وہ تصور پناہ ہیں!
ممکن نہیں کہ بھول کے بھی اُن کو بھولئے

• ڈاکٹر طفیل احمد مدنی
۱۸۷ منہاج پور ۔ الہ آباد

نقدر ہو چکی ہے آجکل تشنہ لبی جیسے
زمانے سے ہے عنقا ان دنوں آسودگی جیسے

گذاری ہم نے اپنے شہر میں یوں زندگی ایسے
دیارِ غیر میں رہتا ہو کوئی اجنبی جیسے

زمانہ ہو گیا لیکن یہی محسوس ہوتا ہے
کہ رخصت ہو گیا ہو پاس سے کوئی ابھی جیسے

شعورِ آدمیت کم ہی لوگوں میں نظر آیا!
نظر آئے بہت سے لوگ یوں تو آدمی جیسے

اب اپنا قصۂ غم کیا کہوں بس یہ سمجھ لیجے
مجھے دھوکہ دیا ہے دوستوں نے آپ ہی جیسے

مری آنکھوں میں کچھ اس طرح اس نے ڈال دیں آنکھیں
کہ رکھ دے کھول کر کوئی کتابِ زندگی جیسے

وفورِ غم میں بھی انساں ہنس پڑتا ہے یوں اکثر
اندھیرے میں یکایک پھیل جائے روشنی جیسے

طفیل اقبال کے اشعار پڑھ کر یوں لگا مجھ کو
کہ اک پیغمبرِ ہندی نے کی ہو شاعری جیسے

• اقبال گرامیؔ
کھڑک پورہ، کھنڈوہ (ایم۔ پی)

چاہتوں کا یونہی ماحول بنائے رکھئے
زندگی میل ملاپوں سے سجائے رکھئے

دل کے زخموں کو یونہی آپ چھپائے رکھئے
پھول ہونٹوں پہ تبسم کے کھلائے رکھئے

کوئی آندھی کوئی طوفان، کوئی عالم ہو
دل سے دل، سینے کو سینے سے لگائے رکھئے

روشنی جس کی ہر اک راہگذر تک پہنچے
اِک چراغ ایسا سرِ راہ جلائے رکھئے

گھات میں بیٹھے ہیں کچھ لوگ شکاری کی طرح
ساتھیو! ملک کو مضبوط بنائے رکھئے

آج کے دور میں جیسے حساب یونہی
نامِ اقبال گرامی کو بڑھائے رکھئے!

خبریں - تصویروں میں

۱۲ر جنوری ۱۹۸۱ء کو راج بھون، بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا، چیف جسٹس آف مہاراشٹر شری دی. ایس. دیشپانڈے کو عہدہ دراز داری کا حلف دلا رہے ہیں.

*

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ۱۸ر جنوری کو ملنڈ بمبئی میں واڑی بندر اور کرناک بندر کی ورکرس کوآپریٹیو سوسائٹی لمیٹیڈ کے "اندرا سہکاری اسٹیل یارڈ" کا افتتاح کیا، جس کی تعمیری لاگت ۵۷ لاکھ روپے ہے۔ شری پرنب کمار مکرجی، مرکزی وزیر برائے تجارت اور اسٹیل، پہلے اس یارڈ کا افتتاح فرمانے والے تھے. زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ کے دائیں طرف شری وسنت دادا پاٹل، سابق وزیر اعلیٰ مہاراشٹر اور اے. آئی. سی. سی (آئی) کے جنرل سکریٹری اور سوسائٹی کے چیرمین، شری این. ایم. ترکے، وزیر محنت و امداد باہمی کھڑے ہیں. شری کاکا صاحب تھوراٹ، سوسائٹی کے ورکنگ چیرمین، وزیر اعلیٰ کے بائیں جانب نظر آرہے ہیں.

*
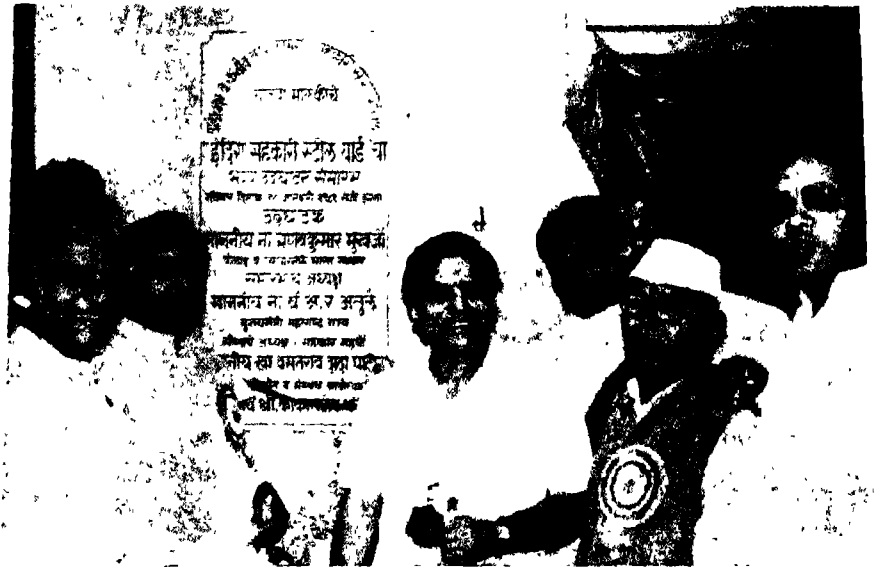
وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ۹ر جنوری ۱۹۸۱ء کو منترالیہ، بمبئی میں شریمتی مینتھوچپ، چیرمین اسپستکس سوسائٹی، کو عطیۂ زمین کی دستاویز دی. یہ اسی موقع کی تصویر ہے.

شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے اطلاعات و تعلقات عامہ، ۸ر جنوری ۱۹۸۱ء کو شرودھکر میموریل ہال، پریل بمبئی میں مشہور ماہر تعلیم شری ایچ. ڈی. گاڈکر کے ۶۱ ویں جنم دن کے موقع پر منعقدہ تقریب میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے۔
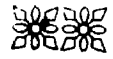
شری جواہر لال ڈرڈا، وزیر صنعت نے حال ہی میں سنٹرل بنک آف انڈیا کی طرف سے ایوت محل میں ہونے والے سنجے گاندھی میموریل آل انڈیا کبڈی ٹورنامنٹ میں فاتح ٹیم کے کپتان کو "جواہر لال ڈرڈا گولڈن ٹرافی" دی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

حال ہی میں کراس میدان، بمبئی میں منعقد ہونے والی "ینگ انڈیا ۸۰ نمائش" میں ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے پویلین کو دوسرا انعام ملا۔ زیر نظر تصویر میں وائس چانسلر بمبئی یونیورسٹی شری رام جوشی، شری ایس. وی. کھانڈیوالے اسسٹنٹ ڈائرکٹر کو ٹرافی پیش کر رہے ہیں۔

مراٹھواڑہ میں وارنگا کے مقام پر اپر پین گنگا آبپاشی پروجیکٹ کیلئے ایک سرنگ کھودنے کے کام کی شروعات مرکزی وزیر تعلیم شری شنکر راؤ چوان کے ہاتھوں سے ہوئی۔ اس اہم پروجیکٹ کے تحت اس خطہ کے بڑے علاقے کی آبپاشی ضروریات کو پورا کیا جا سکے گا۔ زیر نظر تصویر میں شری چوان کے بائیں طرف شری بی۔ جے۔ کھتال وزیر برائے آبپاشی اور ان کی اہلیہ شریمتی کھتال دیکھے جا سکتے ہیں۔

حال ہی میں ضلع رتناگیری تعلقہ کدال میں اُوس لے نام پر جیجاماتا پرستھان کے اسپتال کا افتتاح شریمتی شالینی تائی پاٹل وزیر محصول و بازآبادکاری کے ہاتھوں ہوا۔ زیر نظر تصویر میں شریمتی شالینی تائی پاٹل ربن کاٹ کر اسپتال کا افتتاح فرما رہی ہیں۔ آپ کے دائیں طرف شری باباصاحب پرندرے نظر آ رہے ہیں۔ دائیں جانب کی تصویر میں شریمتی شالینی تائی پاٹل افتتاحی تقریر فرما رہی ہیں۔

مراٹھی روزنامہ "کیسری" نے جس کے بانی لوکمانیہ تلک تھے ۴ جنوری ۱۹۸۱ء کو سوسال پورے کئے۔ اس کی صد سالہ تقریب پونے میں واقع روزنامہ کیسری کے دفتر میں منائی گئی۔ لوکمانیہ تلک کے قریبی ساتھی بیرسٹر رام راؤ دیشمکھ نے صدارت کے فرائض انجام دیئے اس موقع پر ممتاز مدیران شری پی۔ وی گاڈگل، شری ٹی۔ وی پروتے، شری باباصاحب گھورپڑے، شری ایس۔ آر۔ داتے، شری پربھاکر پادھیائے، شری شنکر راؤ اگاشے اور شری ایچ۔ ایم۔ جوشی کو، شری جینت راؤ تلک وزیر اطلاعات نے مبارکباد دی، جو ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ تک "کیسری" کے مدیر رہ چکے ہیں اس موقع پر اخبار کے ٹرسٹیوں نے "پالیکر ایوارڈ" پر عمل کرنے کے فیصلہ کا اعلان کیا۔ زیر نظر تصویر میں بیرسٹر رام راؤ دیشمکھ صدارتی تقریر فرما رہے ہیں۔ بائیں سے پہلے شری جینت راؤ تلک، وزیر اطلاعات تشریف فرما ہیں۔
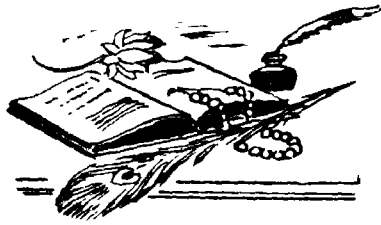
زیر نظر تصویر میں شری جی۔ ڈی۔ ڈھونڈ، ڈپٹی ڈائرکٹر، گورنمنٹ پرنٹنگ اینڈ اسٹیشنری، بمبئی، ۲۰ جنوری ۱۹۸۱ء کو مدراس میں منعقدہ ۲۰ ویں آل انڈیا پرنٹرس کانفرنس میں بہترین طباعت پر پانچ انعامات شری کے۔ اے۔ کرشنا سوامی، وزیر برائے دیہی صنعت، حکومت تاملناڈ کے ہاتھوں حاصل کر رہے ہیں۔ حالیہ سالوں میں حکومت مہاراشٹر کے پریسوں کے حاصل کردہ انعامات کی تعداد کل ۳۷ ہے۔

...ریعنی کے کچھ حصّوں میں بارش اور طوفانی
...ں کے نتیجہ میں کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں۔
...تصویر میں شری نانا بھاؤ امبیڈواڑ وزیر
...ات، پڈگاؤں میں ایک تباہ شدہ کھیت
...عائنہ کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ ڈسٹرکٹ
...ڑ شری سنیش تریاٹھی، چیف ایگزیکیٹو آفیسر
...ی بلد یوچند، تحصیلدار شری دلیپ پانڈے اور
...تره کسان بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

●●

●●●

شری ششی کانت دبھیکر، ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز نے ۴ جنوری کو پونے میں روزنامہ "کیسری" کے صد سالہ جشن کے موقع پر حکومتِ مہاراشٹر کی جانب سے لوکمانیہ تلک کے مجسمہ کی گل پوشی کی۔

●●●

●●

۳۱ جنوری ۱۹۸۱ء کو کرلا میں ایک ادبی نشست "ظفر گورکھپوری کے ساتھ ایک شام" منعقد ہوئی، تقریب کی صدارت اردو کی ممتاز ادیبہ شریمتی سلمیٰ صدیقی نے کی۔ بیرسٹر بابا صاحب بھوسلے، ریاستی وزیر قانون و عدلیہ اس پروگرام میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔
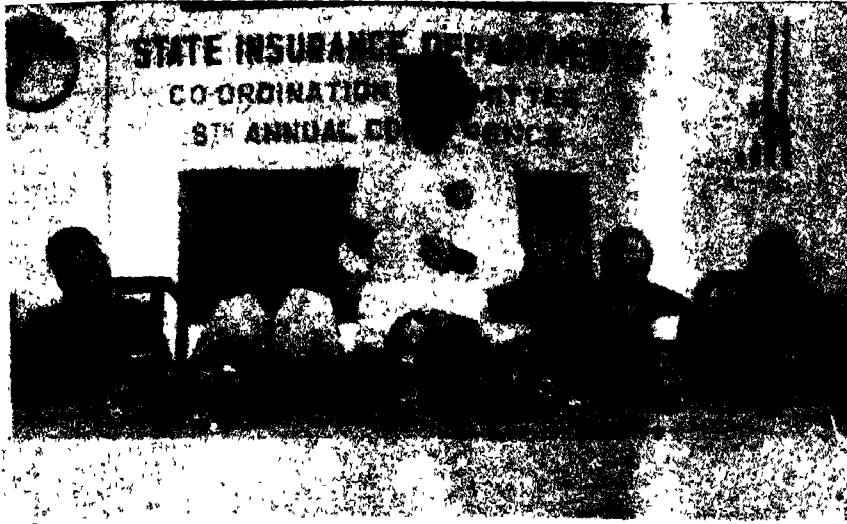
ری رام راؤ اڈک، وزیر مالیات ۱۵ر دسمبر
ا۱ء کو نیوزی لینڈ ہوسٹل، گوریگاؤں، بمبئی میں
رہ اسٹیٹ انشورنس ڈپارٹمنٹ کی کوآرڈی
لمیٹی کی سہ روزہ آٹھویں سالانہ کانفرنس میں
احی تقریر کر رہے ہیں، موصوف کے داہنی طرف
مملکت برائے مالیات شری چندر کانت ترپاٹھی
آر ہے ہیں۔

*

سدگرو گنگیش ورنندجی مہاراج جو کہ "اودا سین
سمپردایہ" سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲ر جنوری
۱۹۸۱ء کو ۱۰۰ سال پورے کئے۔ موصوف
کی جنم شتابدی کے آغاز پر کراس میدان
بمبئی میں ۸ر جنوری ۱۹۸۱ء کو منعقدہ
ایک تقریب میں وید اور اپنشد کے منتر
شنو ویدک عالموں نے پڑھے، اس تقریب
کا افتتاح ماتا جی آنند مائی نے کیا۔ زیر
نظر تصویر میں شری بابو راؤ کالے، وزیر دیہی
ترقیات تقریر کرتے ہوئے۔
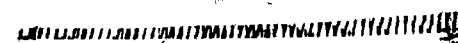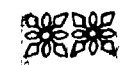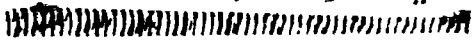
شری ششی کانت دیتھنکر، ڈائرکٹر جنرل
ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک
ریلیشنز نے حال ہی میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ
شری دربارا سنگھ کی شہر میں آمد کے موقع پر
ایمبیسڈر ہوٹل بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب
میں حکومت مہاراشٹر کی مطبوعات کا ایک
سیٹ پیش کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرا، ۲۶ جنوری ۱۹۸۱ء کو شیواجی پارک میں پولس، ہوم گارڈس فائر بریگیڈ اور این۔سی۔سی۔ کے دستوں کی مشترکہ پریڈ کی سلامی لیتے ہوئے۔

"نظم و ضبط کے ساتھ کام کیجئے" - یومِ جمہوریہ کے موقع پر گورنر کی اپیل

"ملک کی خوشحالی تعمیری کاموں پر منحصر ہے لہذا ہر شہری کو چاہئے کہ پوری لگن اور نظم و ضبط کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے" یہ اپیل مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی۔ مہرا نے ۲۶ جنوری کے موقع پر بمبئی کے عوام سے کی۔

آپ ۳۲ ویں یومِ جمہوریہ کے موقع پر شیواجی پارک بمبئی میں منعقدہ تقریب سے خطاب فرما رہے تھے۔ پولس، ہوم گارڈز، فائر بریگیڈ اور این سی سی کی مشترکہ پریڈ اس تقریب کی خصوصیت تھی۔ شری او۔ پی۔ مہرا نے یہاں پرچم کشائی کی۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، شریمتی سنیہ مہرا اور شریمتی نرگس انتولے بھی اس موقع پر موجود تھیں۔

نمایاں خدمات کے صلہ میں میڈل حاصل کرنے والے ۲۱ افراد کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ پولس، ہوم گارڈز اور فائر بریگیڈ کا عملہ امن و امان اور نظم و نسق کا ذمہ دار ہے لہذا انہیں چاہئے کہ وہ نہایت توجہ سے اپنے فرائض انجام دیں اور ہمارے ملک و سماج کی اچھی تصویر پیش کریں۔ آپ نے مزید کہا کہ لگن اور محنت کے بغیر ملک کی خوشحالی ناممکن ہے۔ لہذا عوام کو چاہئے کہ وہ خود کو تعمیری کاموں کے لئے وقف کر دیں۔

اس سے قبل وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، چیف سکریٹری اور چیف پروٹوکول آفیسر شری پی۔ جی۔ گوائی نے گورنر موصوف کا خیر مقدم کیا۔ پرچم کشائی کے بعد گورنر موصوف نے پولس، ہوم گارڈز اور فائر بریگیڈ کے دستوں کی سلامی لی۔ بینڈ پر قومی ترانہ بجایا گیا۔

اس موقع پر آپ نے دو افراد کو نمایاں خدمات کے لئے صدر کا 'پولس میڈل' ایک کو فائر سروس میڈل، ۱۸ افراد کو پولس میڈل اور ۶ افراد کو فائر سروس میڈل دیئے۔

شری وسنت وناٹک نگرکر، ہوم گارڈز کے کمانڈنٹ جنرل اور شہری دفاع مہاراشٹر کے ڈائرکٹر کے ساتھ شری مدھوسدن وینکٹیش ہلیالکر اسسٹنٹ کمشنر آف پولس (اب سبکدوش) کو صدر کے پولس میڈل دیئے گئے جبکہ فائر سروس میڈل' شری نوجوامے سہل واڈی مہروان جی چیف

ریاستی خبریں

بسر یا میے فائر بریگیڈ کو دیا گیا۔
اس موقع پر ریاستی کابینہ کے اراکین، ممبئی کے میئر شری بابو راؤ
، ممبئی کے شریف ڈاکٹر بی۔ کے۔ گوئل، کونسل کورپس کے اراکین،
سرکاری افسران اور شہر کی معزز ہستیاں موجود تھیں۔

بھون میں تقریب

گورنر شری او۔ پی۔ مہرا اور شریمتی ستیہ مہرا نے راج بھون میں ۳۲ ویں
یوم جمہوریہ کے موقع پر ایک تقریب منعقد کی۔ اس تقریب میں وزیر اعلیٰ
اے۔ آر۔ انتولے اور شریمتی نرگس انتولے، ریاستی کابینہ کے
ن، ریاستی اسمبلی کے اسپیکر شری شرد دیگھے، میئر شری بابو راؤ
شریف آف بمبئی ڈاکٹر بی۔ کے۔ گوئل، کونسلر کارپس کے ممبران اور اعلیٰ
اری افسران کے علاوہ دیگر کئی ممتاز اشخاص شریک تھے۔

مقامات پر جشنِ جمہوریہ

ریاست بھر میں ۳۲ واں یوم جمہوریہ بڑے ہی جوش کے ساتھ منایا
۔ رتناگیری میں کلکٹر شری اجیت واری نے کلکٹوریٹ میں پرچم کشائی
۔ بعدازاں انھوں نے لائنس کلب کی طرف سے اسپتال اور جذام
رم میں مٹھائی تقسیم کی۔ اس ادارے نے "ریمانڈ ہوم" کے بچوں میں
ے بھی تقسیم کئے۔

ناندیڑ میں ڈسٹرکٹ کلکٹر شری راما نند تیواری نے رسم پرچم کشائی
کی۔ پولس افسران کے بچوں نے اس موقع پر مارچ پاسٹ کیا اور
رنجی پروگرام پیش کئے۔

دھولیے میں ڈسٹرکٹ کلکٹر شری پی۔ کے۔ ایم۔ رائے نے پولس
یڈ گراؤنڈ پر پرچم کشائی کی۔ ضلع کی آشرم شالہ کے باسیوں نے لوک
ج پیش کیا۔

ناشک میں ڈسٹرکٹ کلکٹر شری ارون کمار ماگو نے پولس پریڈ
ؤنڈ پر پرچم کشائی کی۔ اس موقع پر پیٹھ تعلقہ کے ادیباسیوں نے
ک ناچ پیش کیا۔ اس تقریب میں بین الاقوامی سال برائے معذو
ر کے موقع پر نابیناؤں کی اسکول کے طلباء نے جسمانی کرتب کا
ظاہرہ کیا۔

ڈاکٹر بلی رام ہیرے وزیر تعلیم نے ضلع پریشد ہال میں منعقدہ ایک
صی پروگرام میں ۵ معذور افراد کو بیساکھیاں دیں اور ایک بہرے بچے
آلۂ سماعت دیا۔

راج

جلگاؤں میں ڈسٹرکٹ کلکٹر شری ایم۔ راما راؤ نے پرچم کشائی کی۔
جلگاؤں کے ۱۲ اسکولوں کے تقریباً ۴۰۰ بچوں نے خوبصورت مارچ
پاسٹ پیش کیا۔ ادیباسی بچوں نے لوک ناچ دکھایا۔ شام کو نابینا
بچوں نے موسیقی کا بہت ہی دلچسپ پروگرام پیش کیا۔

اورنگ آباد میں ڈیویژنل کمشنر شری ایس۔ پدمنابھن نے شیواجی
گراؤنڈ پر پرچم کشائی کی اور پولس دستہ کی سلامی لی۔ خاندانی بندی اور
جنگلات نے دلچسپ جھلکیاں نکالیں۔ این۔ سی۔ سی۔ کیڈٹوں نے فرضی
جنگ کا نمونہ پیش کیا۔

بھنڈارہ میں ڈسٹرکٹ کلکٹر شری شریواس سوہنی نے پولس گراؤنڈ
پر رسم پرچم کشائی کی۔ تقریب کی دوسری خصوصیات میں قابل ذکر جنگلات،
فشریز، زراعت اور صنعت کے محکموں کی پیش کردہ تمثیلیں تھیں جن
کا شہر میں گشت کرایا گیا۔ اس کے علاوہ ایک نمائشی کرکٹ میچ کا بھی
اہتمام کیا گیا۔

شری بگا ریڈی، وزیر پنچایت راج اور چیرمین

آندھرا پردیش اردو اکیڈمی کو استقبالیہ

مہاراشٹرا اسٹیٹ اردو اکیڈیمی کی جانب سے اکیڈیمی کے دفتر میں
۳۱ دسمبر ۸۰ء کو شری بگا ریڈی، وزیر پنچایت راج اور چیرمین اردو اکیڈمی آندھرا
پردیش کو دیئے گئے استقبالیہ کے جواب میں وزیر موصوف نے مشورہ
دیا کہ ملک کی تمام اردو اکیڈمیوں کی ایک کانفرنس طلب کی جائے تاکہ
اردو زبان سے متعلق ملک گیر مسائل اور اردو کے فروغ کے امکانات
پر غور کیا جاسکے۔ ڈاکٹر اسحاق جمخانہ والا نے جلسہ کی صدارت کی۔

شری ریڈی نے بتایا کہ آندھرا پردیش میں اردو کو دوسری زبان کا
درجہ حاصل ہے نیز ریاستی اسمبلی کا رروائی اور قوانین اردو میں بھی شائع
کئے جاتے ہیں۔

آپ نے مزید مشورہ دیا کہ اردو طباعت کے لئے کتابت کا طریقہ ترک
کر کے جدید سیٹ ٹائپ طریقہ اپنایا جائے۔ آپ نے مہاراشٹرا اسٹیٹ
اردو اکیڈیمی کے چیرمین اور ممبر سکریٹری کو ریاست میں اردو کے فروغ کے
لئے مؤثر کوششیں کرنے پر مبارکباد دی۔

اس سے قبل شری کے۔ اے۔ غفور، ممبر سکریٹری مہاراشٹرا اسٹیٹ
اردو اکیڈیمی نے مہمان کا خیر مقدم کیا۔ شری ایم۔ آئی۔ آر۔ ماتھر ایڈیشنل
چیف ڈائرکٹر نے وزیر موصوف کی خدمت میں اردو جرائد کا ایک سیٹ

پیش کیا۔ ڈاکٹر اے۔ ایس۔ دلوی نے شکریہ ادا کیا۔

تقریب میں موجود ممتاز شرکاء میں شری علی سردار جعفری، کیفی اعظمی، انجم رومانی، ریاض احمد خاں، شیام کشن نگم، سرفراز آرزو اور عبدالمجید پاٹکا کے نام قابل ذکر ہیں۔

ریاستی ایوارڈ
اہم اساتذہ منتخب

حکومت مہاراشٹر نے ابتدائی، ثانوی اور خصوصی اور کالج کے اہم اساتذہ کو ۱۹۸۰۔۸۱ء کے ریاستی ایوارڈ کے لئے منتخب کیا ہے۔ یہ ایوارڈ ۵ ستمبر کو یوم اساتذہ کے موقعہ پر مندرجہ ذیل منتخبہ اساتذہ کو ایک تقریب میں دیئے جائیں گے۔

ابتدائی مدرسوں کے اساتذہ کے نام:—

شری وی، آر وائیدیو، وتھادی ضلع تھانے، شری ڈی۔ڈی۔ ایسا وکر، دادر بمبئی، شری این۔ ڈی جھیدے، ورناد، دھولے، شریمتی وی۔ ایس۔ وارکری، شیوگاؤں، احمد نگر، شری ایس۔ ایس۔ ماربلی کرہینے گاؤں، نا ندیڑ، شری اے ڈی پاٹل۔ ناگوبند، رائے گڈھ، شری ایس۔ جے شندے، بُدھ، ساتارا، شری ایچ۔ جی پاٹل ادارگوٹی، کولہاپور، شری ایم۔ ڈی۔ پاٹل ڈاون، دھولے، شری ایم۔ ایس۔ شندے، کلوان۔ ٹلے ناشک، شری ڈی۔ ٹی گھنگارے، اسیلو، وردھا، شریمتی جی۔ آر۔ نائیڈو اورنگ آباد، شری ایل۔ ٹی جوگل۔ کالا چوک بمبئی، شری جی۔ وی۔ اسوتکر، کالمب، ایوت محل، شری اے۔ ایم سورے، بھڈگاؤں، کولہاپور۔ شری ایس۔ ایل۔ نندگاؤلے، گورتھا، بھنڈارہ اور شری جی۔ این داورے، پربھنی۔

ثانوی مدارس کے اساتذہ:—

شری جی۔ پی۔ منورکر، ناندیڑ، شری جی۔ ڈی پورگاوے، کولابہ بمبئی، شری پی۔ بی۔ کوہالے، ایوادا، امراوتی، شریمتی پرمیلا سنگھوی بمبئی۔ شریمتی ایم۔ ٹی۔ پرب مالون، رتناگری، شری جی۔ بی۔ اشٹیکر، مبرج کرنکاٹی، کولہاپور، شری بی۔ آر۔ ماروتکر، راموری چندرپور۔ شری این۔ ڈبلیو۔ بھرڈے۔ شیوگاؤں احمد نگر، شری جی۔ پی نانکانی دیولالی کیمپ ناشک۔ شری پی۔ آر لانڈے مانز گاؤں بلڈھانہ، شری۔ ایس۔ یو۔ برامھنے مالی گھورگاؤں اورنگ آباد، شری پی۔ وی۔ ترویدی ساویر، ایوت محل، شری بی۔ ایل دیشمکھ کارنجا، وردھا اور شری اے۔ ڈبلیو نالبند، دہور، رائے گڈھ

خصوصی اساتذہ:—

شری اے۔ ٹی ساٹویکر۔ گارگوٹی، کولہاپور اور شری ی۔ ایس۔ جگتاپ پونے۔

کالج اساتذہ:—

ڈاکٹر ای۔ ایچ۔ دارووالا بمبئی، ڈاکٹر ایس۔ ڈی جوشی پونے، ڈاکٹر ایس۔ بی۔ دلال، ایس۔ این۔ ڈی۔ ٹی، بمبئی۔ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ ڈیسائی کولہاپور، ڈاکٹر آر۔ بی۔ بھاگوت اورنگ آباد اور ڈاکٹر او۔ بی ٹھاکرے ناگپور۔

تھانے میں پریم چند شتابدی پروگرام:—

پریم چند نے انسانی جذبات کی سماج میں بڑی مہارت کے ساتھ ترجمانی کی ہے۔ آپ ملک کے چنیدہ ادیبوں میں سے ایک تھے جن کی تحریر آج کی موجودہ نسل کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار شری چندرکانت ترپاٹھی وزیر مملکت برائے شہری ترقیات نے کیا۔ آپ ایک ثقافتی ادارہ سرجان کے زیر اہتمام ضلع پریشد ہال تھانے میں منعقدہ پریم چند شتابدی تقریب کی صدارت کر رہے تھے۔ شری نند لال بمبئی کے کلکٹر بھی اس تقریب میں موجود تھے۔

شری ترپاٹھی نے اس تجویز کو کہ پریم چند نے جس شہر میں کچھ سال گزارے تھے وہاں ان کی یادگار قائم کی جائے، قبول کرتے ہوئے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔

شری پوار ڈپٹی چیرمین تھانے ضلع پریشد نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ شری آر۔ این چترویدی سکریٹری سرجان نے ادارہ کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور شکریہ کی رسم ادا کی۔

اس پروگرام میں بمبئی اور تھانے شہر سے سروانشری دیپک تم گورکھپوری، انجم کیفی، ظفر گورکھپوری، امر چترویدی و دیگر شعراء حاضر تھے۔

مسئلہ آبادی پر قومی تربیتی پروگرام

ڈاکٹر بلی رام ہیرے وزیر برائے تعلیم نے ۳۰ جنوری کو مسئلہ آبادی پر دس روزہ قومی تربیتی پروگرام سے متعلق بمبئی میں منعقدہ ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مشورہ

ربڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر عوام کے تعاون سے مناسب
ی و پروگرام مرتب کئے جائیں۔
آپ نے یہ واضح کیا کہ اس سلسلے میں اسکولوں کے موجود
ب میں کسی علیحدہ مضمون کو شامل کرنے کی ضرورت نہیں
یہ اجلاس نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ
ینگ، نئی دہلی اور ریاست کے محکمۂ تعلیم کے اشتراک
منعقد کیا گیا تھا۔
امسال تربیتی پروگرام میں دس ریاستوں کے نمائندوں
حصّہ لیا۔ مزید نو ریاستوں کے نمائندے آئندہ سال
رکت کریں گے۔
شری ایس۔ایس۔ سالگاؤں کرتے مہمانوں کا خیر مقدم کیا
رشری گوپال راؤ نے شکریہ ادا کیا۔

بمبئی کا کورونر کورٹ

بمبئی کا کورونر کورٹ ۱۹۰۲ء میں غیر قدرتی موت کے
مان بین کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ کورونر کورٹ عوامی عدالت
ے جہاں پر کوئی اپنے قریبی رشتہ دار کی موت سے متعلق
تحقیقات کا دعوٰی کر سکتا ہے۔
ابتدا میں یہ کورٹ جز وقتی ہوا کرتا تھا جو کورونر اسکی
صدارت کرتے تھے۔ وہ جز وقتی ملازم ہوتے تھے ۱۹۴۹ء میں
یہ فرائض کل وقتی کر دیئے گئے۔ اس وقت شری آر۔ این
لکانی کورونر تھے۔ اطلاعات کے مطابق شری راؤ بہادر
تھا ولے جو کہ پارٹ ٹائم کورونر تھے۔ انھوں نے اس کورٹ
میں کافی طویل ملازمت کی۔
بمبئی شہر میں صرف ایک کورونر کورٹ ہے جس کا دائرہ
عمل بمبئی اعظمٰی سے بوروِلی (مشرقی) اور ملنڈ (جنوبی) تک
پھیلا ہوا ہے۔
شری ایس۔ آر۔ پاٹل فی الحال بمبئی کورونر کے منصب پر
فائز ہیں۔ بمبئی اعظمٰی کی بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ساتھ
کورونر کورٹ کا کام بھی بڑھ گیا۔ ۱۹۵۰ء میں اس کورٹ میں
۱۰۰ر۲ معاملات طے کئے گئے جبکہ ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۰۰۰ر۲۰ معاملات
طے ہوئے۔ یہ قدرتی امر ہے کہ ایسے حالات میں لواحقین کو لاش
حاصل کرنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
لہٰذا ان حالات میں بمبئی اعظمٰی میں ایک نئے کورونر کورٹ
قائم کرنے کا مطالبہ مسلسل کیا جا رہا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں بمبئی میونسپل
کارپوریشن نے ولے پارلے میں ایک مزید کورونر کورٹ قائم
کرنے کے لئے جگہ کی پیشکش کی تھی۔ کارپوریشن نے ولے پارلے
میں ڈاکٹر آر۔ این۔ کوپر میونسپل جنرل ہسپتال کے
احاطہ میں ایک عمارت بھی تعمیر کی۔
یہ بلڈنگ حکومت کے سپرد کی جائے گی جہاں پوسٹ
مارٹم وغیرہ کئے جائیں گے۔
شری آر۔ پاٹل موجودہ کورونر جے جے ہسپتال کے
کورٹ میں دونوں عدالتوں کی دیکھ بھال کرینگے۔ شری آر
ڈی چنداورکر۔ ڈاکٹر آر۔ این کوپر میونسپل سنٹرل ہسپتال
ولے پارلے کے ایڈیشنل کورونر، کورونرس ایکٹ کے
تحت اپنے فرائض انجام دیں گے۔ بمبئی اعظمٰی کے پولس
اسٹیشن دو حصّوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔
کورونر کا حلقۂ عمل حسب ذیل ہے۔ قلابہ، آزاد
میدان، پلٹن روڈ ایل ٹی مارگ پائیدھونی، ڈونگری۔
وی۔ پی۔ روڈ۔ ڈی۔ بی۔ مارگ۔ گام دیوی، تاردیو، ناگپاڑہ
آگری پاڑہ۔ بائیکلہ، کالاچوکی این۔ ایم جوشی مارگ ورلی
بھوئی واڑہ۔ آر، اے قدوائی مارگ دادر، ماہم، ماٹونگا،
دھاراوی، ہیلو گیٹ سیوری، وڈالا، ایرپورٹ، وی دلی ریلوے
اور بمبئی سینٹرل ریلوے ایڈیشنل کورونر کے حلقۂ اختیار میں
کرلا، گھاٹ کوپر، بھانڈوپ، ملنڈ تلک نگر، چمبور، وکرولی،
ٹرامبے، باندرہ، کھیرواڑی، سانتا کروز، ولے پارلے، واکولا
اندھیری، ساکی ناکہ، ڈی۔ این نگر، جوگیشوری، ملاڈ، مالونی
کاندیولی، بوروِلی، دھیسر، باندرہ ریلوے، کرلا ریلوے اور
آرے سب پولس اسٹیشن شامل ہیں۔
نیا ایڈیشنل کورونر کورٹ بمبئی کے شہریوں کی عرصہ سے
چلی آرہی مانگ کو یقیناً پوری کرے گا۔

انتظامی منظوری

حکومت مہاراشٹر نے رتنا گری ضلع کے داپولی مقام میں
پانی فراہمی کے ترمیم شدہ پلان کے لئے انتظامی منظوری دیدی
ہے۔ اس کام پر لاگت کا اندازہ ۴۴ر۱۹ر۴۰ روپئے ہے۔

شہر میں نئے ایڈیشنل کارونر کورٹ کا افتتاح

شری ابھے سنگھ راجے بھوسلے وزیر مملکت برائے مکانات و آبپاشی نے ۳۰ جنوری کو ولے پارلے میں ڈاکٹر کوپر اسپتال کے احاطہ میں ۱۹ لاکھ روپیوں کی لاگت سے تعمیر کردہ ایڈیشنل کورونر کورٹ کا افتتاح کیا۔ شہر میں اپنی نوعیت کا یہ دوسرا کورٹ ہے پہلا کورٹ جے جے اسپتال میں واقع ہے۔

بمبئی کے میئر شری بابو راؤ شیٹھے نے تقریب کی صدارت کی۔

اس موقعہ پر وزیر موصوف نے امید ظاہر کی کہ حادثات کے نتیجہ میں ہونے والی اموات سے متعلقہ کیسوں کو جلد از جلد نمٹانے میں یہ کورٹ مددگار ثابت ہوگا۔ آپ نے کہا کہ شہر کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کے نتیجہ میں ذرائع آمد و رفت پر زائد بوجھ اس قسم کی اموات کی بنیادی وجہ ہے۔

بمبئی میونسپل کارپوریشن کے تعمیر کردہ اس کورٹ میں تمام جدید سہولیات میسر ہیں۔ اس کے دائرۂ عمل میں ۲۶ پولس اسٹیشن ہیں۔

شری آر۔ جی چنداورکر کورٹ کے انچارج ہیں۔

اس تقریب میں ایم، ایل، اے کارپوریٹرس پولس کے افسران اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

اس سے قبل ہوم ڈپارٹمنٹ کے سکریٹری شری پی۔ جی سالوی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ بمبئی کے کارونر شری ایس۔ آر۔ پاٹل نے شکریہ ادا کیا۔

فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن

فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن نے ۳۰ ستمبر کو ختم ہونے والے سہ ماہی عرصہ میں ادویات اور ان کی قیمتوں سے متعلق مختلف ایکٹس کے تحت ۵۲ مقدمات دائر کئے۔ نتیجتاً ۳۷ معاملات میں مجموعی طور پر ۳۳،۰۰۰ روپئے جرمانہ وصول ہوا۔

ہینڈلوم ایکسپو ۸۱ نمائش

مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی۔ مہرا نے آج یکم فروری کو بمبئی میں مرکزی وزیر برائے کامرس شری خورشید عالم خان کی زیر صدارت منعقدہ "انٹرنیشنل ہینڈلوم ایکسپو۔ ۸۱" کی افتتاحی تقریب میں فرمایا کہ ہینڈلوم کی صنعت کا دیہی معیشت کے فروغ میں ایک اہم حصہ ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ بمبئی جیسے ملوں سے بھرے ہوئے شہروں میں بھی بے شمار افراد ہینڈلوم کی مصنوعات کے شائق ہیں۔

شریمتی ستیہ مہرا نے ہینڈلوم نمائش کا افتتاح کیا۔

مرکزی وزیر مملکت برائے کامرس شری خورشید عالم خان نے فرمایا کہ ہینڈلوم کی صنعت بیس نکاتی پروگرام میں شامل ہے۔ اور اس کی ترقی کے لئے مسلسل اقدامات کئے جائینگے۔

افتتاحی تقریب کے بعد معزز مہمانان نے نمائش کا معائنہ کیا اور ہینڈلوم پر بنائی گئی ڈاکومینٹری فلم دیکھی۔

یہ نمائش شام ۴ بجے سے رات نو بجے تک کھلی رہے گی۔ اتوار اور چھٹی کے دنوں میں اس کے اوقات صبح ۱۱ بجے سے رات نو بجے تک ہوں گے۔

اس سے قبل منسٹری آف کامرس کے جوائنٹ ہینڈلوم کمشنر ڈاکٹر این۔ پی سیتا دھری نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری بی۔ کے ہلوے اسپیشل سکریٹری برائے محکمۂ زراعت و تعاون نے شکریہ ادا کیا۔

DETERMINED AND PROGRESSIVE STEPS TO MAKE MAHARASHTRA STRONG AND PROSPEROUS

- "Sanjay Gandhi Swavalamb Yojana" to help thousands o unemployed persons who ar unable to obtain assistance from financial institutions
- 'Sanjay Gandhi Niradhar Anudan Yojana' to help destitutes and old and disab persons.
- During current year 1475 villages and 1500 Harijan Basties will be electrified anc 41,800 pumps will be energised
- Setting up of the Heavy Vehicle plant at Sakoli in Bhandara district in privat sector This would provide jobs to more than 30,000 people
- Determination to solve the problem of drinking water i rural areas
- Increase in the amount of assistance for intercaste marriages upto Rs 2000 v. a grant of Rs. 500 for reception.
- "Indira Gandhi Pratibha Pratishthan" to encourage talent in the fields of sport literature and fine arts.

- Formation of Chhatrapati Shivaji Maharaj Sarva-Dharma-Samabhav Committee for propagating secular aspects of the life of Chhatrapati Shivaji Maharaj.
- **Momentum to Konkan Development**

  A Rs 900-crore petro-chemical complex at Usar in Raigad district
  University for Konkan,
  A Medical College and a hospital near Lonere,
  An Engineering College and Poly-technic,
  An airstrip at lonere in the vicinity of the proposed engineering college,
  A separate irrigation circle and office of the Chief Engineer for irrigation,

قومی راج

25.2.81

وزیراعلیٰ شری اے.آر.انتولے
سرگرم عمل رہنما

قومی راج

٢٥ر فروری ١٩٨١ء * جلد نمبر ٨ * شمارہ نمبر ٤
ہر ماہ کی ١٠ر اور ٢٥ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ: دس روپے * فی کاپی: پچاس پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

□ چیف ایڈیٹر: ششی کانت ییتھنکر مینجنگ ایڈیٹر: ایم۔ ایشوراج ماتھر نگراں: خواجہ عبدالغفور
□ ایڈیٹر: ریاض احمد خاں سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامی

مہاراشٹر کا چھٹا پنچسالہ منصوبہ
مختص رقم ۱۶۷۵ کروڑ روپے

حکومت ہند کے زیرِ ہدایت چھٹے پنج سالہ منصوبہ کی تیاری جلد شروع ہوجائیگی۔ اس منصوبہ کی مدت ۸۱-۱۹۸۰ء سے ۸۵-۱۹۸۴ء تک ہے۔ قومی ترقیاتی کونسل نے ۳۰ر اور ۳۱ر اگست کی بیٹھکوں میں مذکورہ منصوبے کے خاکہ کا جائزہ لیا اور اس کے بعد سے اسی کونسل کے زیرِ نگرانی مختلف ریاستوں کے لئے ان کی ضروریات اور مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے چھٹے پنچسالہ منصوبوں کی تیاری شروع کردی گئی۔

خاص مقاصد : چھٹے پنچسالہ منصوبہ کے خاص مقاصد یہ ہیں :

ا) سرمایہ کاری میں اضافہ اور زیرِ تکمیل پروگراموں کی تکمیل۔

ب) قبل کی پیدا شدہ صلاحیت اور پیداوار میں وسعت اور موجودہ صلاحیت کا متوازن استعمال تاکہ صلاحیت پیداوار میں اضافہ ہو۔

ج) منصوبہ بند ترقیاتی اقدامات میں سماج کے کمزور طبقات، خصوصًا درج فہرست جاتیاں اور قبائل کی بہبود کو ترجیح تاکہ ہر شہری کی طرح جو چاہے کمزور ترین کیوں نہ ہو اور ریاست کے کسی دور دراز مقام پر ہی کیوں نہ رہتا ہو، مذکورہ طبقات کو بھی بہتر حالاتِ زندگی میسر آئیں۔

تخمینہ جات : ریاستوں کے پنج سالہ منصوبوں میں مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کو پوری طرح دھیان میں رکھتے ہوئے اسکیمات شامل کی گئی ہیں۔ مہاراشٹر کا پنج سالہ منصوبہ ۱۴ر اور ۱۵ر نومبر ۱۹۸۰ء کو سرکاری سطح پر غور و خوض کے بعد ۱۲ر دسمبر ۱۹۸۰ء کو ڈپٹی چیرمین، پلاننگ کمیشن کے زیرِ غور لایا گیا۔ ان تمام مرحلوں سے گذرنے کے بعد بالآخر مہاراشٹر کا چھٹا پنج سالہ منصوبہ ۱۶۷۵ کروڑ روپے کی مختص رقم کے ساتھ پیش کردیا گیا ہے۔

منصوبہ واری تقسیم : پلاننگ کمیشن کے منظور کردہ منصوبہ واری تخمینہ جات حسب ذیل ہیں:

بڑے منصوبے

پنچسالہ منصوبہ ۔ ۸۵-۱۹۸۰ء (کروڑ روپے میں)

بڑے منصوبے	پنچسالہ منصوبہ ۸۵-۱۹۸۰ء (کروڑ روپے میں)
۱۔ زراعت اور متعلقہ خدمات	۵۰۳٫۳۵
۲۔ امداد باہمی	۵۷٫۴۴
۳۔ پانی کی فراہمی	۱,۱۳۹٫۲۶
۴۔ بجلی	۲,۱۵۷٫۰۰
۵۔ صنعت و کانیں	۱۹۱٫۹۰
۶۔ ٹرانسپورٹ و مواصلات	۴۴۰٫۶۰
۷۔ سماجی خدمات ... ... (ضمانت روزگار اسکیم چھوڑکر)	۱,۱۹۹٫۹۵
۸۔ ضمانتِ روزگار اسکیم	۴۵۰٫۰۰
۹۔ معاشی خدمات	۳٫۲۴
۱۰۔ عام خدمات	۳۲۶٫۰۰
کل میزان :	۶,۱۷۴٫۷۴

اہم خصوصیات : مندرجۂ ذیل امور میں متوقع سرمایہ کاری کی خصوصیات اس طرح ہیں :

۱) زراعتی پیداوار میں متوقع نشانات حسب ذیل ہیں :

	بنیادی سال ۸۰-۱۹۷۹ء	نشانہ ۸۵-۱۹۸۰	فیصد اضافہ
الف) اناج (لاکھ ٹن)	۱۰۳٫۶۲	۱۲۲٫۰۶	۱۸

ب) کپاس (لاکھ گانٹھیں)	۱۶٫۹۵	۱۸٫۲۷	۸
ج) گنا (لاکھ ٹن) ...	۱۹۸٫۱۹	۲۶۰٫۴۴	۳۱
د) تلہن (لاکھ ٹن)	۸٫۵۹	۱۱٫۶۰	۳۵

اِن نشانوں کو مکمل کرنے کے لئے اہم اسکیمات یہ ہیں :

	بنیادی سال ۱۹۷۹-۸۰ء	نشانہ ۱۹۸۴-۸۵ء	فیصد اضافہ
الف) زرخیز زمین (لاکھ ہیکٹر)	۴۰٫۴۰	۷۰٫۶۴	۷۴٫۸
ب) کیمیاوی کھاد کی تقسیم (لاکھ ٹن)	۴٫۲۱	۸٫۵۱	۱۰۲٫۱
ج) فصلوں کے بچاؤ میں معاون تکنیکی اشیاء کی تقسیم (لاکھ ٹن)	۳۶٫۳۵	۷۰٫۰۰	۱۴۵٫۷
د) قطعۂ اراضی پر کئے گئے کام (لاکھ ہیکٹر):			
۱) باندھ کام	۸۲٫۶۹	۹۵٫۱۱	۱۵٫۰
۲) ہمواری سطح	۱٫۵۰	۲٫۱۲	۴۱٫۳
۳) نالہ بندی	۱٫۷۲۴	۴۱٫۶۸۶	۱۴۴٫۹
مبلغ	۱۸۱٫۵۴	۱۸۵٫۰۰	۱٫۹
کل میزان	۱۹۷٫۰۲	۲۰۱٫۰۰	۲٫۰

۲) صنعتی اور زراعتی ترقی کی ضمانت بجلی کی فراہمی ہے۔ اس سلسلے میں بجلی کی فراہمی میں ۳۵ فیصد اضافہ کرتے ہوئے ۲٫۸۰۰ میگھاواٹ مزید بجلی کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ اس معاملہ میں بھی سماج کے کمزور طبقات کی بہبود کا خیال رکھا گیا ہے۔ لہٰذا دیہاتوں اور خصوصاً ہریجن بستیوں میں بجلی کی فراہمی ۱۰۰ فیصد کردی گئی ہے نیز زراعتی پمپوں میں بجلی کا استعمال زیادہ سے زیادہ کرنے کی بھی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

۳) صلاحیت آبپاشی میں اضافہ کی خاطر کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت آبپاشی ۳۶ فیصدی سے بڑھا کر ۴۵ فیصد کرنے کے امکانات پیدا کئے گئے ہیں۔ زراعت سے متعلق مختلف امور میں ۳۰٫۶۶ لاکھ ہیکٹر اراضی پر نہروں کی تعمیر، ۳۴٫۱۳ لاکھ ہیکٹر اراضی پر نالہ بندی، ۳۶٫۶۴ لاکھ ہیکٹر اراضی پر زمین کی ہمواری، ۱۰۲٫۵۸ لاکھ ہیکٹر اراضی پر نہروں کی قطار بندی بھی شامل ہیں۔

۴) دیہی علاقوں میں ضروریات زندگی سے متعلق بہتر سہولیات مہیا کرنے پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ اب تک ریاست کے ۳۶ ہزار دیہاتوں میں سے ۱۹،۰۰۰ دیہاتوں میں مناسب مقدار میں پینے کا پانی فراہم کیا جا چکا ہے۔ باقی ماندہ تقریباً ۱۷،۰۰۰ دیہاتوں میں بھی اسی طرح کی سہولت مہیا کرنے کے لئے فراہمیٔ آب بذریعہ پائپ، بند کنوئیں، کھلے کنوئیں وغیرہ جیسے کاموں کو اس منصوبہ میں شامل کیا گیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس پروگرام پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ جس کے نتیجہ میں منصوبہ کی مدت کے آخری دنوں میں شاید ہی کوئی گاؤں پینے کے پانی کی فراہمی سے محروم رہ جائے۔

۵) آج بھی ۱،۰۰۰ یا اس سے زائد آبادی والے ۱۱،۳۰۰ گاؤں ایسے ہیں جو شہروں یا شاہراہوں سے جوڑنے والی سڑکوں سے محروم ہیں۔ اس منصوبے کی مدت کے آخر تک تمام گاؤں میں سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ اس کے باوجود ۵۰۰ اور اس سے کم آبادی والے ۱۲،۰۰۰ دیہات ہیں جو سکتا ہے چند اس سہولت سے فیضیاب ہونے سے رہ جائیں۔ ایسے دیہاتوں کو ساتویں پنچسالہ منصوبہ میں شامل کر لیا جائے گا۔ ملکی سطح پر اس سہولت کے لئے ۱۵۰۰ یا اس سے زائد آبادی والے دیہاتوں کو چنا گیا ہے لیکن ہماری ریاست ایک قدم آگے ہے یعنی صرف ۱۰۰۰ یا اس سے زائد آبادی والے دیہاتوں تک یہ سہولت پہنچائی جائے گی۔ اس کے علاوہ پہاڑی علاقوں میں واقع دیہاتوں کے لئے سڑکوں سے متعلق فنڈ کے ساتھ ساتھ ضمانت روزگار اسکیم جیسے معاون پروگراموں کے ذریعہ زائد مدد فراہم کی جائے گی۔

۶) بے زمین اور بے گھر دیہی باشندوں کے لئے ۱۹۸۲-۸۳ء تک مکانات کی فراہمی کا کام سو فیصد تک مکمل کیا جائے گا۔ اسی مدت میں ۲٫۶۲ لاکھ مکانات کے لئے جگہیں اور جھونپڑے بھی فراہم کئے جائیں گے۔

۷) ریاست کے تمام بلاکوں میں مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کی توسیع اور اس میں معاون دیگر پروگرام کے نتیجہ میں دیہی کاریگروں اور چھوٹے کسانوں کے مسائل بڑی حد تک حل ہو جانے کی توقع ہے۔ چھٹے پنچ سالہ منصوبے میں شامل خصوصی اقدامات کے نتیجہ میں امید ہے، ۸ تا ۱۰ سال کے عرصہ میں ان مسائل کو مکمل طور سے حل کر لیا جائے گا۔

۸) ریاست کے چھوٹے، درمیانی اور بڑے شہروں کی آبادی کی خاص سرگرمی معاشی بہتری میں معاون ہے۔ اس میں مزید ترقی کے لئے چھٹے منصوبہ میں شہری علاقوں کے لئے سرمایہ کاری سے متعلق خصوصی پروگرام تجویز کئے گئے ہیں۔ ان علاقوں میں آب رسانی اور نکاسی

زماسٹرپلان پر عمل آوری جیسے اُمور پر خاص توجہ دی گئی ہے۔
ل مدت میں ۱۰۷ شہروں کے لئے آب رسانی، ۲۲ شہروں میں
ی اور ۵۴ شہروں میں نالوں کی اسکیمات مکمل کی جائیںگی۔ اس
ے لئے مذکورہ منصوبہ میں اخراجات کا تخمینہ ۳۶ فیصد رکھا گیا ہے۔
) صنعتی ترقی سے متعلق ایسے اقدامات تجویز کئے گئے ہیں جس
کے نتیجہ میں صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقعوں میں
بھی اضافہ ہو سکے۔ پسماندہ علاقوں میں خصوصاً صنعتوں کے
پھیلاؤ پر زور دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ریاستی حکومت مرکزی
اور نجی صنعتی اداروں مثلاً فرٹیلائزر پلانٹ، پیٹرو کیمیکل پلانٹ،
سیمنٹ پلانٹ وغیرہ جو کم ترقی یافتہ علاقوں مثلاً کوکن، ودربھ،
مراٹھواڑہ میں واقع ہیں، کو ضروری سہولیات فراہم کریگی۔ ویسے
حکومت نے اس سمت میں ترقی کے لئے ضمنی ادارے قائم کئے ہیں،
لیکن اس منصوبہ میں ان اداروں کے انتظامیہ کو بہتر سے بہتر بنانے
اور جہاں ضروری ہو رد و بدل کرنے کے انتظامات کئے ہیں تاکہ
ان سیکٹروں میں صنعتی ترقی میں سُرعت پیدا ہو سکے۔
۱۰) سماج کے کمزور افراد کے حالات زندگی بہتر بنانے کے لئے ضروری
ہے کہ ان کے لئے بنیادی سہولیات خاص طور پر روزگار کے مواقعوں
میں اضافہ ہو۔ اس سلسلہ میں ضمانت روزگار اسکیم کو اور بہتر بنا دیا گیا
ہے اور اس اسکیم کے لئے - ۴۵ کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی
ہے اس کے علاوہ تعلیمیافتہ اور دیگر بیروزگار لوگوں کے لئے علیحدہ
۱۲۱،۷،۵ کروڑ روپے وقف کئے گئے ہیں۔ نوجوان تاجروں کے لئے
خود روزگار پروگرام جیسے کئی پروگرام تجویز کئے گئے ہیں۔ نیز مالی امداد
فراہم کرنے کے سلسلہ میں ایسی تبدیلیاں کی گئی ہیں جن کے نتیجہ
میں ضمانتی قرضوں کی اہمیت کو کم کر کے انسانی صلاحیت و قدر
شناسی کا پہلو زیادہ اُجاگر ہوگا۔ حکومت نے اس کام میں مالی
طور سے جو کچھ خطرہ مول لینے کا ارادہ کیا ہے اس کے پس پُشت
حکومت کا یہی مقصد ہے کہ روزگار کے مواقع اس طرح پیدا کئے
جائیں جس سے اس مقصد میں کامیابی حاصل ہو کہ ریاست میں واقع
ہر گھر کا کم از کم ایک فرد کسی نفع بخش روزگار سے منسلک ہو جائے
اس منصوبہ کی مدت کے دوران متعلقہ محکموں کو بھی ہدایت کی جائیگی
کہ وہ مجوزہ پروگراموں اور اسکیمات کی تکمیل کے لئے ایک مدت
مقرر کر لیں اور اسی مدت میں ان پروگراموں کو مکمل کرنے کی
کوشش کریں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ فلاح و بہبود سے متعلق تمام اقدامات میں
عام آدمی ہی شامل ہے۔ لیکن خاندان کے ایسے بھی معذور و مجبور افراد پر
توجہ دی گئی ہے جو نہ تو خود کما سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے خاندان میں
کوئی کمانے والا ہے۔ ایسے افراد خاندان کی مدد کے لئے ۶۰ روپے ماہانہ
مالی امداد کا ایک پروگرام اپنایا گیا ہے۔
حکومت چاہتی ہے کہ صنعتی ادارہ کا ہر طبقہ مطمئن ہو، اس لئے
حکومت مزدوروں کے جائز مفاد کی حفاظت کے لئے عملی تعاون کیا
کرے گی۔ ظاہر ہے کہ اگر پیداوار کی سطح قائم رکھنا ہے یا اس میں اضافہ
کرنا ہے تو یہ ضروری ہے کہ صنعتی امن ہر حال میں قائم رکھا جائے۔

پسماندہ علاقوں کی ترقیات

پسماندہ علاقوں کی ترقیات کے لئے حکومت ہمیشہ کی طرح چھٹے
پنجسالہ منصوبہ کے دوران بھی کوشاں رہے گی۔ ان علاقوں اور خصوصاً
کوکن، ودربھ اور مراٹھواڑہ کی ترقی سے متعلق خصوصی اسکیمات مرتب
کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ چوتھے اور پانچویں پنجسالہ منصوبوں کے اقدامات
کا جائزہ لیا جائے گا اور اس کی روشنی میں چھٹے منصوبہ میں شامل کئے گئے
اقدامات پر غور کیا جائے گا اور انھیں مقررہ مدت میں اس طرح عمل میں لایا
جائے گا تاکہ ان علاقوں کی غیر متوازن ترقی دور ہو اور یہاں کے باشندوں
کو بھی ترقی یافتہ علاقوں کی طرح سہولیات میسر آسکیں۔ حکومت جلد
سے جلد اس سلسلہ میں ایک منصوبہ تیار کرے گی۔

تعلیم

تعلیم سے ترقی ممکن ہے۔ اس لئے حکومت تعلیمی طریقۂ کار کو اور بہتر
بنائے گی۔ یہ کوشش کی جائے گی کہ روزگار میں معاون پیشہ ورانہ تعلیم
کو فروغ حاصل ہو تاکہ اس کے ذریعہ فنی صلاحیت بہتر سے بہتر بنائی
جاسکے اور دیہی و شہری علاقوں کی معاشی حالت میں سُدھار ہو سکے
اس طریقۂ کار سے تعلیمیافتہ بیروزگاروں کا مسئلہ حل کرنے میں مدد ملے گی۔
یہ تجاویز دراصل ریاستی عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے
کی حکومت کی مخلصانہ اور سنجیدہ کوشش ہے۔ یہ حکومت سماج کے
کمزور طبقات کی فلاح و بہبود کو زیادہ سے زیادہ ترجیح دے گی، اور
مہاراشٹر کے دیہی علاقوں میں معیار زندگی کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ
دے گی۔ اور ان اقدامات کے ذریعہ یکساں انصاف کو وسعت دیتے ہوئے
ریاست میں جمہوری سوشلزم کو مستحکم کرے گی۔

چھٹا پنج سالہ منصوبہ مہاراشٹر ۸۵-۱۹۸۰ء

الف) تخمینہ جات

بڑے منصوبے	تخمینہ (کروڑ روپے میں)	کُل فیصد
۱۔ زراعت اور متعلقہ خدمات	۵۰۳٫۳۵	۸٫۲
۲۔ امداد باہمی	۵۷٫۴۴	۰٫۹
۳۔ فراہمیٔ آب ترقیات	۱,۱۳۹٫۲۶	۱۸٫۴
۴۔ بجلی	۲,۱۵۷٫۰۰	۳۴٫۹
۵۔ صنعت و کانیں	۱۹۱٫۹۰	۳٫۱
۶۔ ٹرانسپورٹ ومواصلات	۴۰۰٫۶۰	۷٫۱
۷۔ سماجی خدمات	۱,۱۹۹٫۹۵	۱۹٫۴
۸۔ ضمانت روزگار اسکیم	۴۵۰٫۰۰	۷٫۳
۹۔ معاشی خدمات	۳٫۲۴	۰٫۷
۱۰۔ رفاہ عامہ	۳۲٫۰۰	—
کُل	۶,۱۷۴٫۷۴	۱۰۰٫۰۰

ب) خصوصیا (تخمینوں کی صورت میں)

امور	تخمینہ (کروڑ روپے میں)	کُل فیصد (مجوزہ تخمینہ)
۱۔ کم از کم ضروریات پروگرام	۴۶۳٫۶۱	۷٫۵
۲۔ بنیس نکاتی پروگرام	۳,۵۰۷٫۴۸	۵۶٫۸
۳۔ معاون روزگار اسکیمات	۵۰۷٫۱۱	۸٫۲

ج) اہم نشانے

آئیٹم	یونٹ	بُنیادی سال ۸۰-۱۹۷۹ء	نشانہ ۸۵-۱۹۸۱ء	فیصد اضافہ ۸۰-۱۹۷۰ء کے دوران
۱) اناج	لاکھ ٹن	۱۰۳٫۶۲	۱۲۲٫۰۶	۱۸
ب) کپاس	لاکھ گانٹھیں	۱۶٫۹۵	۱۸٫۲۷	۸
ج) تلہن	لاکھ ٹن	۱۹۸٫۱۹	۲۰۶٫۴۴	۳۱
۲۔ زرخیز فصلوں کی اراضی	لاکھ ہیکٹر	۸٫۵۹	۱۱٫۶۰	۳۵
۳۔ کیمیاوی کھاد کی تقسیم	لاکھ ٹن	۴۰٫۴۰	۷۰٫۶۴	۷۵
۴۔ پودوں کیلئے تکنیکی حفاظتی اشیاء	لاکھ ٹن	۴٫۲۱	۸٫۵۱	۱۰۲
۵۔ قطعہ اراضی پر کئے گئے کام				
۱) باندھ کام	لاکھ ہیکٹر	۸۲٫۶۹	۹۵٫۱۱	۱۵

آئیٹم	یونٹ	بُنیادی سال ۱۹۷۹-۸۰ء	نشانہ ۱۹۸۱-۸۵ء	فیصد اضافہ ۱۹۷۰-۸۰ء کے دوران
ب) ہمواری سطح	لاکھ ہیکٹر	۱٫۵۰ ...	۲٫۱۲	۴۱
ج) نالہ بندی	تعداد	۱۷۰۲۴ ...	۳۱٬۶۸۶	۱۴۵
۔ صلاحیت آبپاشی بذریعہ بڑے اور درمیانی پروجیکٹ ۔				
۔ ا) آبپاشی استعمال	... لاکھ ہیکٹر	۳٫۸۲ ...	۱۰٫۴۸	۱۷۴
ب) فیصد استعمال	... فیصد	۳۱ ...	۵۶	۸۱
۔ چھوٹے پروجیکٹوں کے ذریعہ آبپاشی ۔				
ا) ریاستی سیکٹر ...	... لاکھ ہیکٹر	۳٫۷۵ ...	۵٫۰۰	۳۳
ب) مقامی سیکٹر ...	... لاکھ ہیکٹر	۳٫۲۴ ...	۵٫۲۴	۶۲
۹ ۔ بجلی ...	... میگھاواٹ	۳٬۳۱۶ ...	۶٬۸۲۱	۱۰۶
۱۰ ۔ دیہی سڑکیں ۔				
ا) ۱۰۰۰ یا اس سے زائد آبادی والے دیہی علاقے	... تعداد	۵٬۴۴۷ ...	۱۱٬۳۲۴	۱۰۸
ب) کُل فیصد	... فیصد	۴۸ ...	۱۰۰	۱۰۸
۱۱ ۔ تعلیم بمطابق جماعت ۔				
ا) اول تا پنجم	... لاکھ	۸۱٫۸۹ ...	۹۱٫۰۰	۱۱
ب) ششم تا ہشتم	... لاکھ	۲۰٫۴۳ ...	۲۴٫۸۰	۲۱
ج) نہم اور دہم	... لاکھ	۸٫۵۴	۱۱٫۳۰	۳۲
د) گیارہویں و بارہویں	... لاکھ	۳٫۳۷ ...	۵٫۱۰	۵۱
ہ) پیشہ ورانہ کورس	... لاکھ	۰٫۰۷ ...	۰٫۵۶	۸۲۸
و) تعلیم بالغان	... لاکھ	۳٫۷۵ ...	۱۶٫۹۶	۳۵۲
۱۲۔ صحت ۔				
ا) بستر (غیر تدریسی اور دیہی اسپتال)	... تعداد	۱۲٬۲۹۰ ...	۲۷٬۲۱۸	۱۱۸
ب) دیہی صحت				
i) پرائمری مرکز صحت	... تعداد	۳۸۵ ...	۴۱۶	۱۶
ii) ضمنی مراکز	... تعداد	۳٬۳۱۸ ...	۴٬۳۱۸	۳۰
iii) پرائمری ہیلتھ یونٹ	... تعداد	۳۶۶ ...	۴۱۴	۱۳
۱۳۔ قوت بخش غذا ۔				
ا) اسکولی طلبہ کے لئے ...	... لاکھ	۲٫۴۰ ...	۱۲٫۴۰	۴۱۷
ب) خصوصی پروگرام ...	لاکھ	۰٫۵۰	۱٫۱۰	۱۲۰
ج) بچوں کی دیکھ بھال سے متعلق	... تعداد	۹	۱۷	۸۹

(بقیہ صفحہ ۴۷ پر)

مہاراشٹر کی جھانکی، جس میں چھترپتی شیواجی مہاراج کے جشن تاج پوشی کا منظر پیش کیا گیا تھا۔ دوسری تصویر میں نارپا ادیباسی لوک ناچ ٹولی، نئی دہلی میں جشنِ یومِ جمہوریہ کے موقع پر راج پتھ سے گذر رہی ہے۔ جہاں صدر شری نیلم سنجیوا ریڈی نے سلامی لی۔

نئی دہلی میں جشنِ یومِ جمہوریہ پر مہاراشٹر کی جھانکی

۱۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو رائے گڑھ قلعہ پر شری چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۰ ویں پنیہ تتھی (برسی) وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی موجودگی میں منائی گئی تھی۔ اس تقریب سے اس عظیم پروگرام کا آغاز ہوا جس کا مقصد دیس بھر میں بیشتر عوام کو شری شیواجی مہاراج کے عظیم کارناموں سے روشناس کرنا ہے۔

اس سال نئی دہلی میں یومِ جمہوریہ جشن پر پیش کی گئی مہاراشٹر کی جھانکی میں شری شیواجی مہاراج کی زندگی کے اہم ترین واقعہ یعنی ان کی 'تاجپوشی' کی تقریب کا منظر پیش کیا گیا تھا، جس سے مہاراشٹر کی تاریخ میں آزادی اور انصاف کے سنہرے دور کا آغاز ہوا تھا۔ شیواجی ہندوستان میں پیدا ہونے والے ایک مثالی منتظم تھے۔

جھانکی کے اگلے حصہ میں 'نقارخانہ' بنایا گیا تھا جس میں سازنواز علامتی طور پر مہاراشٹر کا خاص باجہ 'ڈنکا' اور 'تتاری' بجا رہے تھے۔ جھانکی کے خاص حصہ میں چھترپتی شیواجی مہاراج مختلف سفیروں سے تحائف قبول کرتے ہوئے دکھائے گئے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندے ہنری آکسن ڈن بھی ان میں شامل تھے۔ جھانکی کے اگلے رخ پر شری شیواجی مہاراج کی مہر لگی تھی جس پر یہ عبارت کندہ تھی:

मुद्रा भद्राय राजते

یعنی "مہر ضامنِ عدل و انصاف۔" مختصراً یہ کہ یہ پوری جھانکی کم و بیش ایک قلعہ کا نمونہ تھی۔

اس جھانکی کا اصل نقشہ جے جے اسکول آف آرٹس کے پروفیسر شری کانت جادھو نے تیار کیا تھا۔ انھوں ہی نے پروفیسر پول کسرا اور گروجی برادرز کی اعانت اور شری بابو راؤ سدویلکر ڈائرکٹر آف آرٹس، مہاراشٹر اسٹیٹ اور پروفیسر وشواس یانڈے کی رہنمائی میں اس کی تعمیر کی۔

خبریں - تصویروں میں

نارپا ادیباسی لوک ناچ ٹولی کے اراکین، نئی دہلی میں یوم جمہوریہ تقریب کے موقع پر صدر شری سنجیوا ریڈی کے ساتھ۔
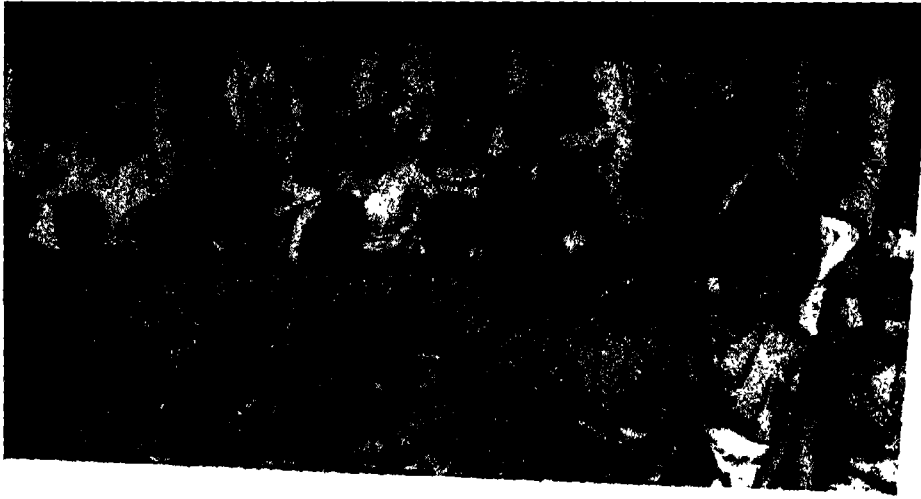
تارپا ادیباسی لوک ناچ ٹولی کے کلاکار
ن دہلی میں یوم جمہوریہ تقریب کے موقع پر
ئب صدر شری ایم. ہدایت اللہ کے ساتھ.

دیس بھر کے سولہ ۱۶ بچوں کو نئی دہلی میں یوم جمہوریہ
تقریب کے موقع پر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے
بھارتیہ بال کلیان منڈل کی جانب سے انعامات "قومی
بہادری" سے نوازا. زیر نظر تصویر میں وزیر اعظم
انعام پانے والے بچوں کے درمیان تشریف فرما
ہیں. مہاراشٹر کے ماسٹر سدھیر ریلکر اور ویلاس
شری دھر آخری قطار میں دیکھے جا سکتے ہیں.

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۹ر
جنوری کو تین مورتی ہاؤس نئی دہلی میں
مہاراشٹر کے وارلی لوک ناچ میں شرکت کی.
یہ اسی موقع کی تصویر ہے.

مہاراشٹر میں حلقہ جات کے صدر مقامات پر "یومِ جمہوریہ تقریبات"
اوپر: پونے، دائیں طرف: اورنگ آباد نیچے: ناگپور۔

ممبئی شہر میں ۹ فروری ۱۹۸۱ء کو مردم شماری کا کام "راج بھون" سے شروع کیا گیا جہاں گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا اور شریمتی ستیہ مہرا نے مردم شماری افسران کو معلومات دیں. یہ اسی موقع کی تصویر ہے.

میکسیکو کے صدر عزت مآب جوز لوپیز پورٹیلو ۲۷ جنوری کو سانتاکروز ہوائی اڈے پر اترے جہاں گورنر مہاراشٹر، شری او. پی. مہرا، وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے اور شریمتی ستیہ مہرا نے ان کا استقبال کیا. اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر برائے انرجی اور پروٹوکول، شری جینت راؤ ٹلک اور شریف آف ممبئی ڈاکٹر بی. کے. گوئل بھی دیکھے جا سکتے ہیں.

دہلی سے کرناٹک کے مقام شراون بیلاگولا تک ۱۵ ہزار کلومیٹر طویل سفر کے دوران جب "جن منگل مہا کلش" ۱۸ جنوری کو ممبئی پہنچا تو وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری اے. آر. انتولے نے شیواجی پارک میں منعقدہ تقریب میں اس کا سواگت کیا. شری پی. سی. سیٹھی مرکزی وزیر برائے پیٹرولیم بھی اس موقع پر موجود تھے.
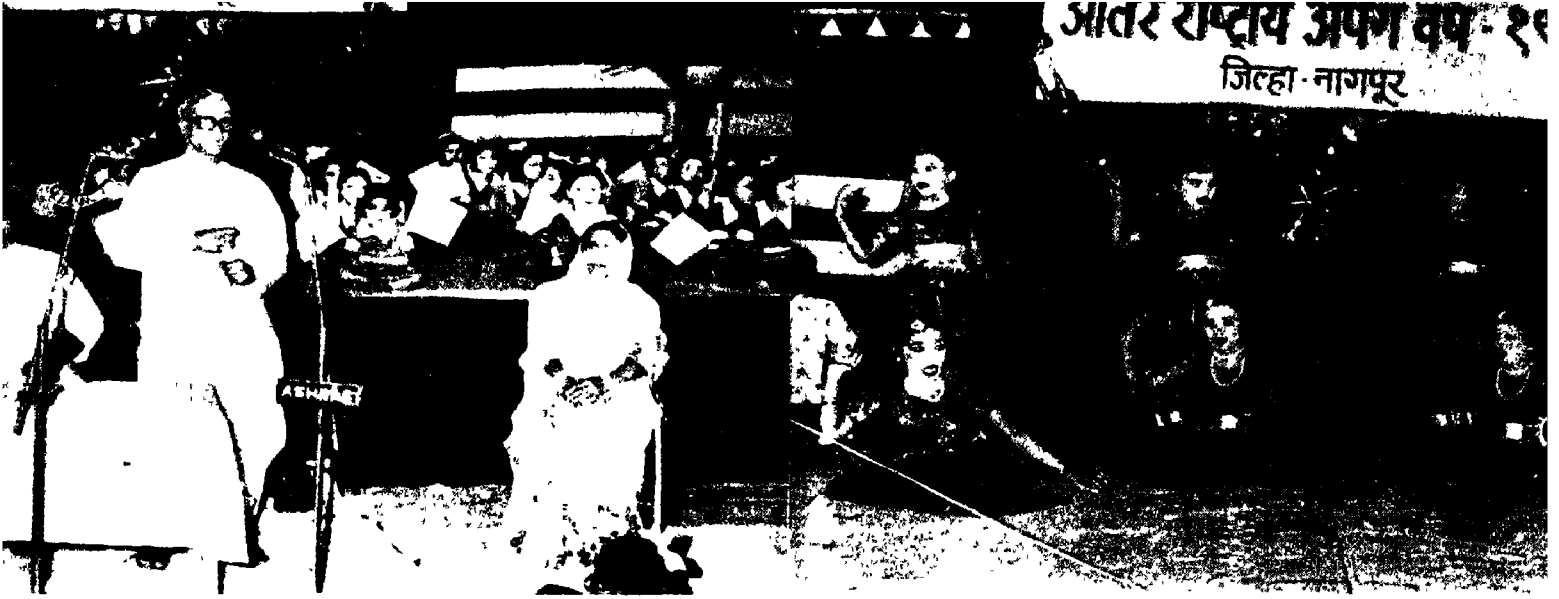
شری بی. ایم. گائیکواڑ، وزیر برائے زراعت نے ۲۷ جنوری کو 'انت خانہ' ناگپور میں " بین الاقوامی سال برائے معذور افراد' سے متعلق تقریبات کا افتتاح فرمایا. زیر نظر تصویر میں بائیں طرف وزیر موصوف افتتاحیہ تقریر کر رہے ہیں. دائیں جانب معذور بچے کلچرل پروگرام پیش کر رہے ہیں.

شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے صنعت امداد باہمی، اطلاعات و رابطہ عامہ، رتناگیری میں " بین الاقوامی سال برائے معذور افراد" کے موقع پر " ضلع اپنگ ورتن سمیتی" کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب کا افتتاح فرما رہے ہیں. ڈسٹرکٹ کلکٹر شری اجیت ورکی اور ڈسٹرکٹ کانگریس (آئی) چیرمین شری ریلیکر گروجی بھی دیکھے جا سکتے ہیں. تصویر کے دائیں حصے میں شری دیسائی ایک معذور شخص کو " سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" کے تحت مالی امداد دے رہے ہیں.

زیر نظر تصویر میں شری ابھئے سنگھ راجے بھوسلے وزیر مملکت برائے امور داخلہ ستارا میں 'بین الاقوامی سال برائے معذور افراد' کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ ایک تقریب میں ایک معذور شخص کو بیساکھی پیش کر رہے ہیں. شری ابھئے سنگھ راجے بھوسلے کے بائیں جانب سول سرجن ڈاکٹر ڈی. جی. پاٹھک بھی دیکھے جا سکتے ہیں.

شری این. ایم. تڑکے، وزیر برائے منصوبہ بندی اور محنت، ۲۴ فروری کو سینٹرل لیبر انسٹی ٹیوٹ سائن، ممبئی میں "کام کے حالات اور ماحول میں بہتری" کے موضوع پر منعقدہ سیمنار میں تقریر کرتے ہوئے۔

شری ستیہ سائیں بابا نے ۲۱ جنوری کو ابتدائی مدرسین کو انسانی اقدار کی تعلیم و تربیت دینے کیلئے ایک ادارہ کا افتتاح فرمایا جو شری ستیہ سائیں بال دیکاس ایجوکیشن ٹرسٹ نے قائم کیا ہے۔ زیر نظر تصویر میں مہاراشٹر کے گورنر شری او. پی. مہرا مہمان خصوصی جلسہ سے خطاب فرما رہے ہیں۔ گورنر موصوف کے دائیں جانب شری ستیہ سائیں بابا اور ممبئی کے میئر شری بابو راؤ شیٹے دیکھے جا سکتے ہیں۔

مرکزی وزیر برائے انرجی، شری عبدالغنی خاں چودھری، ۱۸ جنوری کو منترالیہ، ممبئی میں مغربی خطہ کے پاور وزیروں کی کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

مرکزی وزیر برائے اطلاعات ونشریات، شری وسنت ساٹھے، ۳۱ر جنوری کو آکولہ میں منعقدہ پچپنویں ۵۵ مراٹھی ساہتیہ سمیلن کا افتتاح کر رہے ہیں، آپ کے پیچھے ڈائس پر شری اظہر حسین، وزیر مملکت برائے محصول، شری اے. آر. بھٹ، شری مدھوسدن دیرالے ایم. پی اور استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین اور شری جی. این. ڈانڈیکر ۵۵ ویں مراٹھی ساہتیہ سمیلن کے صدر تشریف فرما ہیں. تصویر کے دائیں حصے میں حاضرین، جو ریاست بھر سے سمیلن میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے.

مرکزی وزیر برائے اطلاعات ونشریات شری وسنت ساٹھے نے ہندوستان کے آٹھویں بین الاقوامی فلم فیسٹیول میں بہترین فیچر فلم کے لئے "گولڈن پیکاک" انعام، بلغاریہ کی فلم "دی اَن نون سولجرس پیٹنٹ لیدر شوز" اور ہندوستانی فلم "آکروش" کو مشترکہ طور پر پیش کیا۔ ۱۷ر جنوری کو نئی دہلی میں انعامات تقسیم کئے جانے کے بعد لی گئی اس تصویر میں شری ساٹھے، بلغاری فلم کے ڈائرکٹر مسٹر نگھیل ونشا سیف اور ہندوستانی فلم کے ڈائرکٹر شری گووند نہالانی (شری ساٹھے کے دائیں جانب) اور جیوری کے چیرمین، شری جی. این. جکرانی، (شری ساٹھے کے بائیں جانب) کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں.

شری سوشیل کمار شندے، ایم. ایل. اے اور ریاستی کابینہ کے سابق وزیر نے حال ہی میں سولاپور میں مشہور شاعر آنجہانی کنج دہاری عرف ہری ہر سالگر کی بیوہ شریمتی اہلیا دیوی کو پانچ ہزار روپے کا چیک پیش کیا۔ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے یہ رقم شریمتی اہلیا دیوی کے لئے منظور کی تھی۔ شری شندے کے بائیں جانب ڈسٹرکٹ کلکٹر شری پربھاکر کرندیکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں.

شری جینت راؤ ٹلک، وزیر برائے انرجی نے نیشنل رائفل ایسوسی ایشن آف انڈیا کے زیر اہتمام، حال ہی میں کولہاپور میں منعقدہ ۲۴ ویں "نیشنل شوٹنگ چیمپین شپ مقابلہ" کا افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں آپ افتتاح کے بعد "نشانہ بازی" کا معائنہ کر رہے ہیں۔

شری ششی کانت دبھنار، ڈائرکٹر جنرل اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز رائے گڈھ قلعہ پردکشنا یعنی قلعہ کے گرد چکر لگانے کے مقابلے میں شرکت کرنے والی ایک بچی کو انعام دے رہے ہیں۔

کچھ عرصہ قبل لکھنؤ (یو۔پی) میں منعقدہ آل انڈیا سول سروس ٹورنامنٹس میں مہاراشٹر نے دوسری مرتبہ 'ویٹ لفٹنگ' اور 'جسمانی ورزش' میں چیمپئن شپ حاصل کی۔ زیر نظر تصویر میں مہاراشٹر ٹیم کے کپتان شری رمیش مدبھاوی، شری سنجے سنگھ، وزیر برائے اسپورٹس، یو۔پی کے دست مبارک سے 'ٹرافی' لے رہے ہیں۔

شری شنکرانند، مرکزی وزیر برائے صحت عامہ نے ۵ فروری ۸۱ء کو ناشک ضلع کے ڈنڈوری مقام پر کرم ویر دادا صاحب گائیکواڑ کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔ تصویر کے بائیں حصہ میں مجسمہ ہے۔ دائیں طرف کے حصہ میں (بائیں سے دائیں) شریمتی جیجی گائیکواڑ، آنجہانی رہنما کی بیوہ، شری توپ لوندھے، کوی واریہ کسم گرج، جنھوں نے تقریب کی صدارت کی، مرکزی وزیر برائے صحت عامہ اور ڈاکٹر بلی رام ہیرے وزیر برائے تعلیم و صحت عامہ۔

شریمتی پرمیلا بین یاگنک، وزیر برائے تعمیر مکانات نے حال ہی میں لوناولہ میونسپل کونسل کی جانب سے جھونپڑپٹی واسیوں کیلئے بنائے گئے پکے مکانات کا معائنہ کیا، اور جن لوگوں کو مکان الاٹ کئے گئے ہیں ان سے بات چیت کی۔ زیر نظر تصویر میں لوناولہ میونسپل کونسل کے صدر شری جی۔ ایم۔ اگروال بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

زیر نظر تصویر میں شری ششی کانت دیتھنکر، ڈائرکٹر جنرل، اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، یکم فروری کو مالے میں پونا والے گرام پنچایت کے تحت دیہی برادری، ٹی۔ وی کا افتتاح کر رہے۔ اس موقع پر شری نانا صاحب نوالے، ایم۔ ایل۔ اے، شری سلٹھے، دیہی نشریات کے ڈائرکٹر اور ٹلشتی کے سبھاپتی، شری پانڈورنگ راؤ راؤت موجود تھے۔

زیرنظر تصویر میں شری رام راؤ آڈک، وزیر
برائے مالیات "سرو دھرم سمبھو" کے موضوع
پر ۱۸ جنوری کو شیواجی نگر میونسپل اسکول،
گوونڈی، ٹرامبے بمبئی میں منعقدہ ایک سمپوزیم
کا افتتاح فرما رہے ہیں۔ آپ کے بائیں
جانب سمپوزیم کی منتظمہ شریمتی للیتا راؤ، ایم
ایل اے، تشریف فرما ہیں۔
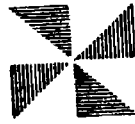
زیر نظر تصویر میں بابا صاحب بھوسلے، وزیر برائے
قانون و عدلیہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۱ء کو مہاراشٹر اسٹیٹ
چیریٹیبل آرگنائزیشن کی سلور جبلی تقریب کے موقع پر افتتاحیہ
تقریر کرتے ہوئے۔ آپ کے دائیں جانب شری ہینت
راؤ تلک، وزیر برائے انرجی، شری سریش تور، پونے کے
میئر اور شری جی۔ ایس۔ پانڈے، چیریٹی کمشنر ہیں۔
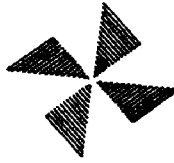
ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر برائے تعلیم، ۲۷ جنوری کو
ک برادری، کی طرف سے منعقدہ "بھارت چھوڑ د"
گرام کے افتتاح کے موقع پر دیپ روشن کر رہے ہیں،
کے علاوہ اس تصویر میں وزیر مملکت برائے محصول
ں خان اظہر حسین، فلم اداکارہ آشا پاریکھ
ایم۔ پی سی سی (آئی) کے صدر شری گلاب راؤ
ل بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ڈاکومنٹری فلم "شتہ یوشی کیسری" کا افتتاح فرمایا جو لوکمانیہ تلک کے جاری کردہ پونے کے روزنامہ 'کیسری' کی صد سالہ تقریب کے موقع پر اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز نے خصوصی طور پر تیار کی تھی. زیر نظر تصویر میں شریمتی اندرا گاندھی' اس فلم کے ڈائرکٹر شری دلیپ جامدار کو "مان چنہہ" دے رہی ہیں

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے، راجرشی شاہو سمارک بھون' آرٹ گیلری میں روایتی دیپ جلاکر نمائش کا افتتاح فرمارہے ہیں.

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی کامیاب ثالثی کے نتیجہ میں ریاست مہاراشٹر کے ۲۴ ہومیو پیتھک کالجوں کی ڈیڑھ ماہ پرانی ہڑتال ختم ہوئی. زیر نظر تصویر میں وزیراعلیٰ' ڈاکٹر بلی رام ہیرے' وزیر برائے صحت عامہ اور سکریٹری برائے صحت عامہ شری سندرم' طلباء کے نمائندوں کے ساتھ دیکھے جاسکتے ہیں.

وزیراعلیٰ مہاراشٹر' شری اے. آر. انتولے، وزیراعلیٰ فنڈ سے سانگلی ضلع کے ولوا تعلقہ میں' شیرگاؤں کے سرپنچ کو پندرہ ہزار روپے کا چیک دے رہے ہیں. یہ رقم شیرگاؤں کو سیلاب سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک دیوار کی تعمیر میں صرف ہوگی. شری آر. اے. پاٹل' جنتا پارٹی لیڈر' وزیراعلیٰ کے پیچھے ہیں.

پنڈھرپور کے نورنگ بالک آشرم کو بہبودی
کے میدان میں اُس کی نمایاں کارگذاری پر ایک
پے کا انعام دیا گیا۔ یہ انعام مذکورہ ادارہ کی جانب
۲ جنوری کو نئی دہلی میں صدر ہند شری نیلم سنجیوا
کے دست مُبارک سے ممبئی پرارتھنا سماج کے
ری چنداوارکر قبول فرما رہے ہیں۔

شری رام راؤ آڈک وزیر مالیات نے حال
ہی میں پمپری، چنچوڑ، نیو ٹاؤن شپ ڈیولپمنٹ اتھارٹی
کی نئی انتظامیہ عمارت کا افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں
آپ افتتاحیہ تقریر کر رہے ہیں۔ شری پی۔ جی سُرلیباٹی
اتھارٹی کے سی۔ ای۔ او، شری نارائن ڈُوبدیا چیرمین
شری جگن ناتھ دیورے، وائس چیرمین شری ایس۔
ایس۔ گھارے، صدر پمپری چنچوڑ میونسپل کونسل
اور شری ششی کانت کدم ایم۔ ایل۔ اے بھی زیر نظر
تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔
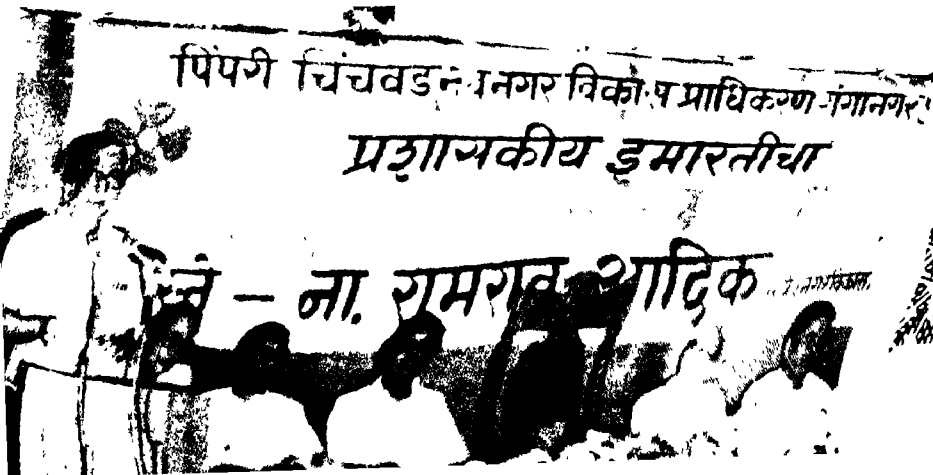
جستھان کے وزیر اعلیٰ شری جگن ناتھ پہاڑیہ
ی کو ممبئی کے تین روزہ دورے پر تشریف
ے۔ سانتا کروز ہوائی اڈہ پہنچنے پر شری
ہرلال گوروا، وزیر برائے صنعت نے آپ کا سواگت
ا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

شری جینت راؤ تلک، وزیر برائے انرجی ۲۷ر
ری کو مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹ بکس پروڈکشن
لری کیولم ریسرچ بورڈ کی چودھویں سالانہ تقریبات
وقع پر کھیل کود کے مختلف مقابلوں میں جیتنے
کھلاڑیوں کو انعامات تقسیم کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر
ام ہیرے، وزیر برائے تعلیم اور شری وی۔ دی۔
لونکر ڈائرکٹر آف ایجوکیشن، شری تلک کے دائیں
ب تشریف فرما ہیں۔

زیر نظر تصویر میں شری آر۔ جی۔ کرنک، مہاراشٹر
اسٹیٹ گورنمنٹ ایمپلائز کانفیڈریشن کے جنرل
سکریٹری، مراٹھی فلم اور اسٹیج کے مشہور فن کار
شری راجہ گوساوی کو پھولوں کا گلدستہ پیش کر رہے
ہیں۔ شری راجہ گوساوی نے مہاراشٹر سکریٹریٹ
اسٹاف ایسوسی ایشن کے مراٹھی وانگ مئے منڈل
کے زیر اہتمام منترالیہ کے کانفرنس ہال میں منعقدہ
دلچسپ سوال و جواب پروگرام میں اپنے نرالے انداز
سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

ام۔ ایچ۔ ودیالیہ اور سینٹ جون باپٹسٹ
کول کے طلبہ تھانے شہر کے قریب پوکھرن
کے کنارے پہاڑی پر شجرکاری کی خاطر شرمدان
ت گڑھے کھود رہے ہیں۔ شجرکاری پروگرام کے
یاں ...۱۰ گڑھے کھودے جائیں گے۔ اس
ری نانا بھاؤ ایمبیڈوار، وزیر برائے جنگلات
ت کار دیکھ رہے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر، شری او۔ پی۔ مہرا اور شریمتی ستیہ مہرا ۲۷ جنوری کو ناج آرٹ گیلری، بمبئی میں آئل پینٹنگ کی نمائش کے بابِ اوّل پر محظوظاً۔ تصویر میں آرٹسٹ شریمتی ریوتی کپور بھی دیکھی جا سکتی ہیں اس نمائش کا افتتاح گورنر موصوف ہی نے کیا تھا۔
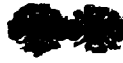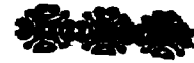
وزیر مملکت برائے نقل و حمل اور سماجی بہبود، شریمتی تارا بائی ورتک، حال ہی میں پنڈھر پور میں "مہیلا منڈل، بال وکاس مندر، پرائمری اسکول اور ٹیلرنگ کلا مندر کے سالانہ جلسہ میں انعامات تقسیم کر رہی ہیں۔
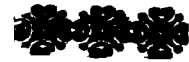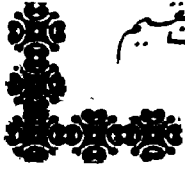
پونے یونیورسٹی کے گرلز ہوسٹل کا نام بدل کر ساوتری بائی پھلے ہوسٹل، رکھنے کی رسم ۲۱ جنوری کو گورنر مہاراشٹر، شری او۔ پی۔ مہرا نے ادا کی۔ اس موقع پر لی گئی اس تصویر میں گورنر موصوف کے بائیں جانب ڈاکٹر رام تکاولے اور دائیں جانب شری پی۔ جی ساتو دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کا امتیازی کردار

★ ایڈوکیٹ مہابلیشور این ۔ مورجے

وزیر اعلیٰ کا عہدہ بڑی ذمہ داری، خلوص اور تندھی و ایثار کا طالب ہے۔ اس عہدہ پر فائز شخص کو سماجی و معاشی فلاح و بہبود کے لئے قوانین وضع کرنے میں خود اپنی اور اپنی حکومت کی رہنمائی کا فرض انجام دینا پڑتا ہے۔ اُسے پورے خلوص سے ان مقاصد پر پوری پوری توجہ دینا پڑتی ہے جو ہماری تاریخ، فلسفہ، ثقافت اور آئین سے عیاں ہوتے ہیں۔ اُسے پوری لگن اور تندھی کے ساتھ مجاہدینِ آزادی کے خواب کو پورا کرنا ہے جنھوں نے اعلیٰ مقاصد کے لئے اپنی عزیز جان قربان کردی تھی۔

مہاراشٹر کے اکثر وزرائے اعلیٰ جد و جہد آزادی یا سماجی اور سیاسی کاموں سے منسلک رہے ہیں۔ شری بی۔ جی۔ کھیر، شری مرارجی دیسائی، شری وائی۔ بی۔ چوان، شری ایم۔ ایس۔ کنموار، شری وسنت راؤ نائک، شری ایس۔ بی۔ چوان اور شری وسنت دادا پاٹل، یہ سب آزادی کی لڑائی میں شریک رہے۔ شری وسنت راؤ نائک اور شری شردپوار بڑے پُرجوش سماجی و سیاسی کارکن رہے۔ وزیر اعلیٰ کے انتخاب کے وقت ہمیشہ یہی خوبیاں نظر میں رکھی گئیں۔

آزادی ایک عام آدمی کو تعلیم، روزگار، مکان، اطمینان و آسائش اور طبی امداد وغیرہ کا حقدار بناتی ہے جو ایک اچھی زندگی کے لئے بنیادی ضروریات ہیں لیکن حکومت اور عدلیہ، حکومت اور گورنر، حکمراں پارٹی کے لیڈر اور حزب مخالف کے لیڈران کے درمیان کشمکش کی بنا پر یہ مقصد پورا نہیں ہو پاتا۔ حکومت کے تین الگ الگ شعبہ جات یعنی مقننہ، عدلیہ اور عاملہ باہمی تعاون سے سود مند طریقے پر کام کرنے کے قابل نہ ہو سکے۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے جن کی سالگرہ ۹ فروری کو تھی، ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے کیا کام کیا ہے جو ترقی کی راہ میں حائل ہیں۔

ہمارے دستور میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ مجلس وزراء جس کا سربراہ وزیر اعلیٰ ہوتا ہے گورنر کو اس کے فرائض کی انجام دہی میں مدد و مشورہ دے۔ ان وزراء کے لئے ضروری ہے کہ دستور کے تئیں کامل یقین اور وفاداری کا ثبوت دیں اور کسی قسم کے خوف، حمایت، التفات یا تعصب کے بنا خلوص اور ایمانداری سے اپنے فرائض منصبی انجام دیں۔ شری انتولے کو ان حقائق کا پوری طرح احساس ہے جس کا اظہار اس پالیسی بیان سے بخوبی ہوتا ہے جو آپ نے ۹ جون ۱۹۸۰ء کو وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے عہدہ سنبھالنے کے بعد دیا تھا۔

غربت مٹانے کی جدّ و جہد

شری انتولے نے سب سے اوّل یہی اعلان کیا کہ غربت و افلاس مٹانے کے لئے سخت جد و جہد کی جائے گی۔ آپ نے کسانوں کی حفاظت ضمانت روزگار اسکیم، شہری ترقی کے لئے اقدامات، مزدور طبقہ کے مفادات کا تحفظ اور پسماندہ طبقات کے ساتھ بہتر سلوک کا وعدہ کیا۔ آپ نے فوراً ہی انتظامیہ کو زیادہ با مقصد اور فلاح کار بنانے پر بھرپور توجہ دی نیز ۲۰ نکاتی پروگرام کے رُخ پر ہمہ جہتی ترقی کے لئے موثر حکمت عملی اختیار کی۔ چھوٹے کسانوں کو ۵ کروڑ روپے کی حد تک قرض سے نجات دلائی گئی تعلیم یافتہ نوجوانوں کو مالی امداد دی گئی تاکہ وہ اپنے آپ چھوٹے پیمانے پر کاروبار شروع کر سکیں۔

مزید برآں شری انتولے نے سنجے گاندھی سوا ؤلمبن یوجنا جاری کی صنعتی امن قائم کرنے اور قیمتوں میں اضافہ کو روکنے کے اقدامات کئے،

چھوٹے کاشتکاروں کو زیادہ خریداری قیمت دلانے کی کوشش کی اور دیہی ترقیاتی منصوبہ جات پر عمل کی رفتار تیز کی۔ آپ نے مختلف جاتیوں کے مابین شادی بیاہ کی حوصلہ افزائی کی اور سادھی وناٹک مندر میں ناجائز حرکتوں کا خاتمہ کیا۔

عام آدمی کا خیال

یہ سب کچھ اس لئے ممکن ہوا کیونکہ شری انتولے کے دل میں اپنے بچپن ہی سے عام آدمی کے حق کے بارے میں شدید احساس پیدا ہو گیا تھا۔ خود اپنے دکھ اور مصیبت کے سبب انھوں نے یہ بخوبی سمجھ لیا کہ قانون ہی بڑی طاقت ہے اور اس کے بل پر ہی سماجی و اقتصادی ترقی ممکن ہے۔ لہٰذا آپ نے ایک 'قانون داں' قانونی کتابوں کے 'مصنّف' ممبر پارلیمنٹ اور وزیر قانون کی حیثیت سے ہمیشہ عام آدمی کے مفادات کے تحفظ کی کوشش کی۔

وزیر برائے قانون و انصاف کی حیثیت سے آپ نے طلاق قوانین اور عدالتی اصلاحات کے ذریعہ مؤثر تبدیلیاں کیں۔ آپ ہی کے دور میں غریبوں کو قانونی امداد دینے کی اسکیم صحیح معنوں میں نافذ العمل ہوئی۔ 'ہائیکورٹ بار' میں جاری دوہرے نظام کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کئے گئے نیز ایک عوامی فرد کو ریاست کے ایڈوکیٹ جنرل کے عہدہ پر مقرر کیا گیا۔

آئینی اصلاحات

دستوری ترمیم کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے شری انتولے کئی آئینی اصلاحات میں شریک کار رہیں۔ سب سے پہلی دفعہ بنیادی فرائض پر ایک باب جسے انسانی عظمت کی بنیاد قرار دیا گیا ہے دوسری اہم ترمیم کے ذریعہ شامل کیا گیا، یعنی تین نئی دفعات ۳۹۔ الف، ۴۳۔ الف اور ۴۸۔ الف، اس طرح ہیں:

۱) ۳۹۔ الف، 'رہنما اصول' میں شامل کی گئی تاکہ یکساں انصاف اور مفت قانونی امداد یقینی ہو۔

۲) دفعہ ۴۳۔ الف، اس مقصد سے شامل کی گئی تاکہ صنعتوں کے انتظام و انصرام نیز دیگر تنظیمات کے قیام میں مزدور شریک ہو سکیں اور

۳) دفعہ ۴۸۔ الف، جنگلی جانوروں کی حفاظت کی غرض سے شامل کی گئی۔

بہرصورت سب سے اہم تبدیلی دفعہ ۳۔ ج کی شمولیت ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دفعہ ۱۳ میں درج کسی امر کے باوجود حصہ ۴ میں مقررہ کل اصولوں یا کسی ایک اصول کے حصول کی غرض سے ریاست کی پالیسی کو لاگو کرنے والا کوئی بھی قانون محض اس بنا پر کہ یہ متضاد ہے یا دفعات ۱۴ یا ۱۹ کی رُو سے دیئے گئے کسی بنیادی حق سے محروم کرتا ہے' باطل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مزید برآں اس قانون کو رُو بہ عمل لانے کے لئے باضابطہ اعلان کو کسی عدالت میں اس بنا پر کہ اس پالیسی کی تعمیل نہیں ہوتی زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ لیکن بدقسمتی سے

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، ضلع کلکٹر اور چیرمین شاہو میموریل ٹرسٹ شری آر. ایم. پریم کمار سے راج رشی شاہو مہاراج کی ایک نقرئی تصویر قبول فرما رہے ہیں۔ انتہائی دائیں جانب شری بابا صاحب بھوسلے، وزیر قانون و عدلیہ کھڑے ہیں۔
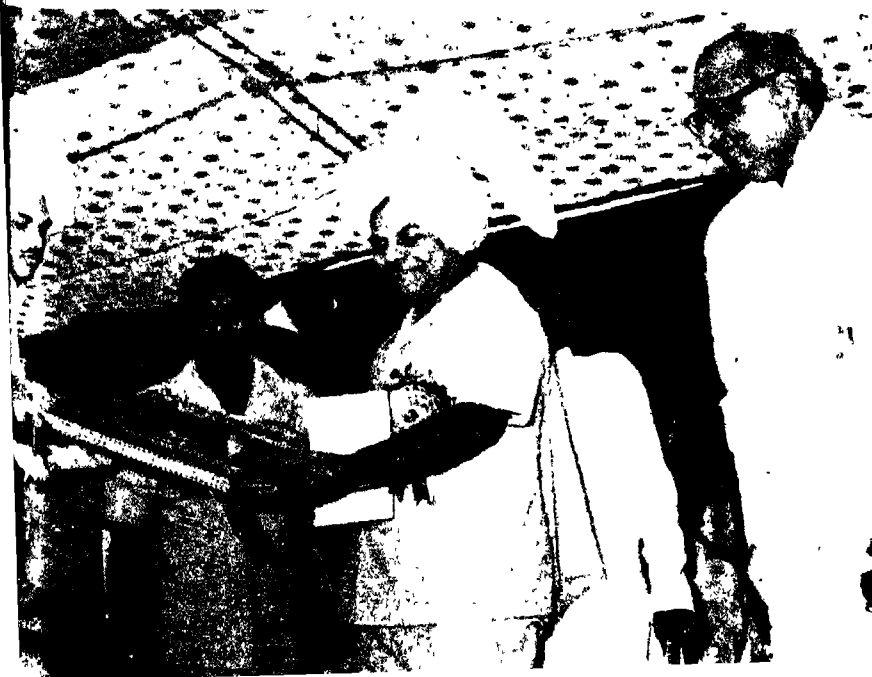
مریضوں کے لئے گلدستے

— سالگرہ پر وزیر اعلیٰ کی پیشکش

حاجی علی (ممبئی)، پر واقع آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل میڈیسن اینڈ ری ہیبی لیٹیشن کے تینتالیس ۴۳ مریض ۹ فروری کو مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی جانب سے اچانک خوبصورت گلدستے پاکر نہال ہو گئے۔

وزیر اعلیٰ نے نہایت انکساری سے ۹ فروری کو اپنی ۵۲ ویں سالگرہ پر مبارکبادیاں پیش کرنے کی تمام درخواستوں کو نامنظور کر دیا تھا۔ آپ نے نامعلوم مقام کیلئے روانہ ہونے سے قبل اپنے عملے کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ ۹ فروری کو ان کے خیر خواہ جو ہار، پھول اور گلدستے بھیجیں وہ مذکورہ بالا ادارہ کے مریضوں کو پہنچا دیئے جائیں۔

ڈاکٹر اے. کے. مکرجی، نگرانِ ادارہ، جنھوں نے یہ گلدستے وزیر اعلیٰ کی طرف سے مریضوں کو پیش کئے، وزیر اعلیٰ کی اس دلجوئی سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اس ادارہ کو اپنے مسائل اور دقتوں کو حل کرنے میں ہمیشہ شری انتولے کی رہنمائی اور اعانت حاصل رہے گی۔

بارہ سال سے کم عمر کے پولیو مریض کماری بھاؤنا، ماسٹر وجے اور ناگے جی نیز سمالیہ (مشرقی افریقہ) کے باشندے شری عبدالرحمٰن ابراہیم (۲۵ سال) نے جو فالج میں مبتلا ہیں، سالگرہ کے پُرمسرت دن پر معذوروں کو اس طرح یاد رکھنے پر وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا اور انھیں دعائیں دیں۔

یہ بھی واقعہ ہے کہ ادارۂ اقوام متحدہ نے ۱۹۸۱ء کو سال برائے معذور اشخاص قرار دیا ہے۔

سپریم کورٹ نے دستور کی بنیادی ساخت کے نام پر نیا نظریہ وضع کرکے اُسے بے کار کر دیا۔ شری انتولے نے اس وقت ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت سے اعتراض کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ چاند سورج کی کارفرمائی پر چھا سکتا ہے۔ اسی طرح یقیناً یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ آرٹیکل ۳۲ آرٹیکل ۳۶۸ کی عمل آرائی پر حادی ہو سکتی ہے۔ تاہم اگر آرٹیکل ۳۶۸ آرٹیکل ۳۲ کی معاون ہی ہے جیسا کہ نظریہ بنیادی ساخت کا مطلب ہے تو پھر جب پارلیمنٹ اپنا اختیار استعمال کرکے پورے ملک میں سیکڑوں ضلع عدالتوں اور اعلیٰ عدالتوں کو عدالتی اختیار سونپتی ہے تاکہ دفعہ ۳۲ کے تحت اختیارات استعمال کئے جا سکیں اس صورت میں انھیں سپریم کورٹ ہی کے استدلال پر ترمیمی دفعہ کی حد اختیارات طے کرنے میں کون سا امر مانع ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ فیصلہ چانسلر یعنی مشیر اعلیٰ کے پیمانے پر منحصر نہ ہوگا بلکہ ملک بھر میں چھوٹے سیکڑوں وکلاء کے خیالات کے مطابق مختلف ہوگا۔ کیا یہ قانون ہے یا ابتری قانون؟"

غلط فہمیاں:

کچھ لوگوں نے شری انتولے کو غلط طور سے سمجھا ہے۔ ان کے خیالات پر ٹھیک سے غور کئے بغیر انھوں نے ہماری پارلیمانی جمہوریت کو برطانوی نظام کے برابر بتانے کی کوشش کی۔ شری انتولے کی رائے ہے کہ ہندوستانی جمہوریت پارلیمانی فرمانروائی کے خاص نظام میں ٹھیک نہیں بیٹھتی کیونکہ برطانوی پارلیمنٹ کے برعکس ہماری پارلیمنٹ خود مختار نہیں ہے۔ برطانوی پارلیمنٹ میں منظور کردہ قانون قطعی طور سے آخری ہوتا ہے، اور اس پر کسی بھی شکل میں اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ برطانوی پارلیمنٹ میں معمولی اکثریت سے پاس کئے جانے والے قوانین کی تصدیق بھی کسی دیگر دستاویز یا آئین حقوق کی رو سے لازمی نہیں ہے۔

برطانیہ کا دستور تحریری نہیں ہے اور نتیجتاً خواہ اعلیٰ ترین یا بنیادی حیثیت رکھنے والا کوئی بھی قانون محض اراکین کی اکثریت کی بنا پر تبدیل یا رد نہیں کیا جا سکتا ہے، لیکن ہندوستانی پارلیمنٹ میں اتفاق رائے سے منظور کیا ہوا ایک قانون بھی دستور ہند کے قوانین کے ساتھ مشروط ہوتا ہے اور معمولی عدالتی قانون کی رُو سے اس پر نظر ثانی کی جا سکتی ہے۔

بین الاقوامی شہرت کے مالک قانون داں، شری این. اے. پالکی والا نے یہ مشورہ دیا تھا کہ بنیادی ساخت میں رد و بدل کئے بغیر دفعہ ۳۶۸ کے تحت صدارتی نظام حکومت رائج کیا جا سکتا ہے۔ ان کے خیال میں اس تبدیلی سے کئی فائدے ہوں گے۔ شری انتولے کا کہنا ہے کہ چونکہ موجودہ حکومت نہ تو پارلیمانی طرز کی ہے اور نہ ہی صدارتی طرز کی، لہٰذا ان دونوں کی خامیوں سے نقصان اٹھانے کے بجائے مناسب یہی ہے کہ صدارتی نظامِ حکومت اختیار کر لیا جائے۔ اسی صورت میں عدلیہ کی جانب سے کسی خلل اندازی یا رکاوٹ کے بغیر سماجی و اقتصادی قوانین بنانا اور زیر عمل لانا ممکن ہو سکے گا۔ یہ شری انتولے کی شخصیت کا ایک امتیازی پہلو ہے اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ (بشکریہ فری پریس جرنل، بمبئی)
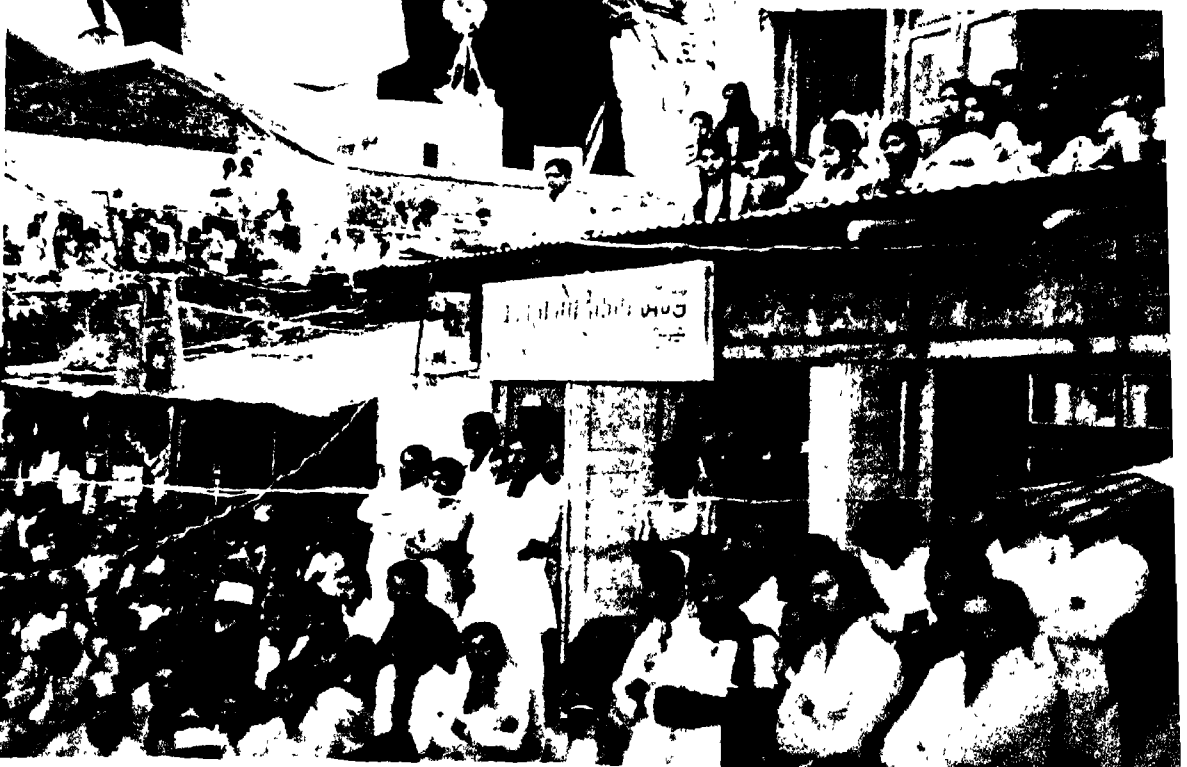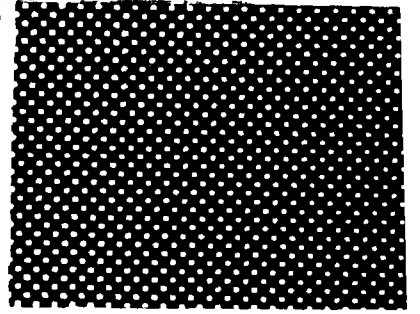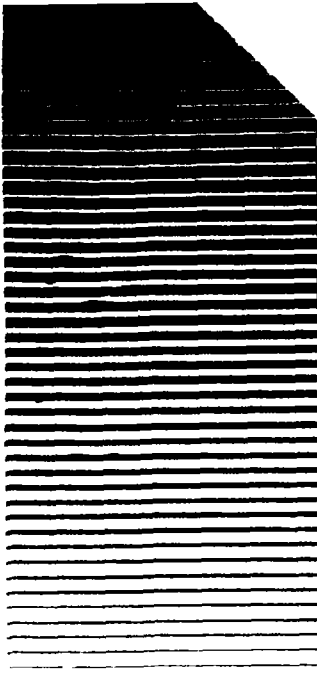
وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی روزمرّہ سرگرمیوں کی چند جھلکیاں

وزیراعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۲۲ نومبر ۱۹۸۰ء کو شریوردھن حلقے کے ضمنی انتخاب میں ۸۵ فیصد سے زائد ووٹ پاکر شاندار کامیابی حاصل کی۔ یہ ان کی عام مقبولیت اور ہردلعزیزی کا ثبوت ہے اوپر کی تصویر میں انتخاب سے قبل شری انتولے، ہری ہریشور مندر میں آشیرواد لیتے ہوئے۔ روزمرّہ کی گوناگوں سرگرمیوں کے علاوہ آپ نے ریاست کے مختلف خطوں کا دورہ کرکے وہاں بذاتِ خود خصوصی حالات اور پسماندگی کا جائزہ لیا اور نیز تر صنعتی توسیع ترقی پروگرام برائے ودربھ، ۳۵ نکاتی ترقیاتی منصوبہ برائے مراٹھواڑہ اور ترقیاتی پروگرام برائے خطۂ کوکن جیسے ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کیا اور مقررہ مدت میں ان کی تکمیل ضروری قرار دی۔
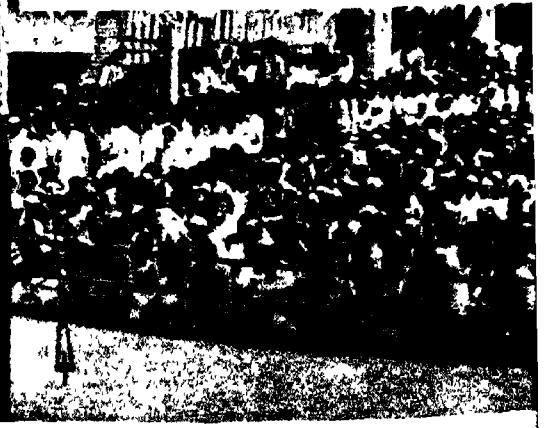
شری اے. آر. انتولے۔ غریب عوام کے خوابوں کی تعبیر

* جے. وائی. جوشی

آٹھ مہینے کا مختصر سا عرصہ کسی اہم شخصیت کی کارکردگی کا اندازہ کرنے کے لئے بالکل ہی نامناسب ہے۔ لیکن جہاں تک شری اے. آر. انتولے کا تعلق ہے ان کے بارے میں ہر کوئی اعتراف کرسکتا ہے کہ ۹ جون ۱۹۸۰ء کو وزیر اعلیٰ بننے کے بعد سے ہی آپ نے اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی عملی کوششیں شروع کردی تھیں جن کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ان کوششوں کے پس پشت یہی مقصد کارفرما ہے کہ ریاست میں خوشحالی کا دور دورہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ سماج کے کمزور طبقات نے آپ سے بہتر توقعات وابستہ کی ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، ممتاز
کارکن شری بابا صاحب آمٹے کو...
روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔ یہ رقم
ایکشن فار ڈیولپ منٹ، مہاراشٹر کی
سے بطور امداد آنندون، ضلع چندر پور
واقع شری آمٹے کے زراعتی تربیت ا
پروجیکٹ کے لئے دی گئی ہے۔ پیڈا
نے اس کام کے لئے ایک لاکھ روپے
رقم منظور کی ہے۔

شری انتولے، جو خود ایک متوسط خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور جنھیں اپنی تعلیم بھی فیس معافی اور اسکالرشپ کے ذریعہ پوری کرنی پڑی، غریبوں کے دُکھ درد سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جنھیں خود غربت کا تجربہ ہو ایسے وزیراعلیٰ کے لئے یہ قدرتی بات ہے کہ وہ اپنے دل و دماغ میں غریبوں کی فلاح و بہبود کو سب سے مقدم جانے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ غریب ہی ہماری توجہ کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، اور ریاست کے ذرائع پر ان کا ہی سب سے زیادہ حق ہے۔ ان کی نظر میں بڑے بڑے پروجیکٹ اور منصوبوں سے ترقی نہیں ہوتی۔ بلکہ ضروری یہ ہے کہ غربت اور سماجی و معاشی ناانصافی کے خلاف مسلسل جنگ کی جائے تاکہ عام شخص بھی سماجی پروگراموں سے فائدہ اُٹھا سکے۔ ان کا پختہ یقین ہے کہ اقدامات کی کامیابی کے لئے شریمتی اندرا گاندھی کی مستحکم لیڈرشپ کا کوئی بدل نہیں اور یہ گذشتہ تین یا چار سالوں میں بار بار ثابت بھی ہو چکا ہے۔

صدارتی نظام : شری انتولے نے بڑی جرأت اور ہوشمندی سے ہندوستان میں پارلیمانی نظام کی جگہ صدارتی نظام قائم کرنے کی بحث چھیڑی ہے۔ ان کی رائے میں برطانیہ میں جس طرح کا پارلیمانی نظام قائم ہے، ہندوستان کے لئے مناسب نہیں کیونکہ یہاں ۸۰ فیصد لوگ غریب ہیں۔ وہ بہت صاف دلی سے کہتے ہیں کہ اگر عوام کے مفاد کے مطابق دستور کو نہیں تبدیل کیا گیا تو ہماری آزادی اور جمہوریت دونوں کی بقا کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

قرضوں کی معافی : وزیراعلیٰ کی حیثیت سے شری انتولے نے جو سب سے پہلے کام کیا وہ ہے چھوٹے کسانوں کو ۹۴ کروڑ روپیہ قرضہ جات کی معافی۔ اس اقدام کا مقصد یہ تھا کہ ان غریب کسانوں کو نئے قرضہ جات حاصل کرنے کی دوبارہ سہولت حاصل ہو اور زراعتی ترقی ہو۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان کسانوں کو معاون روزگار کے مواقع بھی فراہم کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ بھاری قرضوں کی وجہ سے دھوکہ بازوں سے بچ سکیں۔ اس کام پر اب تک ۷۵ کروڑ روپیہ صرف کیا جا چکا ہے۔

کسانوں کو ان کے مال کی صحیح اور مناسب قیمت ملے، اس کا بھی وزیراعلیٰ کو احساس ہے۔ ایگریکلچر پرائز کمیشن نے جو دھان، جوار وغیرہ کی قیمت مقرر کی ہے، حکومت نے فی کوئنٹل ۱۷ روپے زیادہ قیمت خرید کا اعلان کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے شیتکاری سنگھٹنا کے رہنماؤں سے بھی بات چیت کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے تاکہ مرکزی حکومت کو زرعی پیداوار کی زیادہ قیمت دینے پر راضی کیا جا سکے۔ بہت ممکن ہے کہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں گے۔

بند اداروں کا دوبارہ اجراء : یہ سوچ کر کہ اگر صنعتی کام کاج اور پیداوار میں توازن قائم رکھا جائے تو غربت بہت حد تک دور ہو سکتی ہے۔ وزیراعلیٰ نے ہڑتالوں اور دیگر وجوہات کی بنا پر بند صنعتی اداروں میں دوبارہ کام شروع کروانے میں خصوصی دلچسپی لی۔ شروعات پرمیئر آٹو موبائیل اور کیڈبری، جیسی بڑی صنعتوں سے ہوئی اور اب تک بمبئی۔ پونے بیلٹ میں کم از کم ۲۴ صنعتی اداروں میں دوبارہ کام شروع ہوا، اس کے نتیجہ میں تقریباً ایک لاکھ صنعتی مزدوروں کو راحت ملی ہے۔ وزیراعلیٰ اس کے بھی خواہاں ہیں کہ صنعتوں کے معاملے میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوں، طریقۂ کار آسان ہو، اختیارات تقسیم ہوں اور زمین، قرض اور لائسنس سے متعلق وعدے پورے ہوں تاکہ تاجر طبقہ میں اعتماد اور تحفظ کا احساس پیدا ہو سکے۔ حکومت کوکن یونیورسٹی اور دیگر اسکیمات پر بھی توجہ دے رہی ہے۔ سوتی ملیں، تلہن کارخانے، سنگترے صاف کرنے کے کارخانے اور اسی طرح کی زراعتی۔ صنعتی ترقیات کے ذریعے ودربھ میں جلد ہی زراعت سے وابستہ صنعتی انقلاب رونما ہونے کی توقع ہے۔ اس کے علاوہ مراٹھواڑہ کے لئے پیش کردہ ۳۵ نکاتی

یوم پیدائش پر مبارکباد کے لئے وزیراعلیٰ مشکور

وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے نے اپنے ان تمام خیر خواہوں کا شکریہ ادا کیا ہے جنھوں نے ۹ فروری کو آپ کی ۵۲ ویں سالگرہ کے موقعہ پر نیک خواہشات کے ساتھ مبارکباد پیش کی ہے۔

وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے نے فرمایا کہ لوگوں کی دعائیں اور ان کی نیک تمنائیں آپ کے لئے انمول ہیں اور آپ ان کے اعتماد و خلوص کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے تمام تر کوششیں کریں گے۔

پروگرام اس علاقہ کی ترقی و خوشحالی کا ضامن ہے۔ شری انتولے کوکن، دوربھ اور مراٹھواڑہ جیسے پسماندہ علاقوں کی ترقی کے خواہشمند ہیں اور اس سلسلہ میں آپ نے کئی مؤثر ترقیاتی پروگراموں کا اعلان کیا ہے۔ کوکن بھی پیٹرو۔ کیمیکل پروجیکٹ کے باعث بہت جلد ترقی کی منزلیں طے کرے گا۔

سنجے امدادی اسکیم

سنجے امدادی اسکیم: وزیراعلیٰ کی مثالی اسکیمات دراصل ان کی قابل قدر کوششوں کا ثمر ہے کہ مہاتما گاندھی کی خواہش کیمطابق ہر ایک کے آنسو پونچھے جاسکیں۔ "سواؤلمبن یوجنا" کے تحت ہزاروں تعلیمیافتہ اور غیر تعلیمیافتہ بیروزگار نوجوانوں کو بلاسود ۲۵۰۰ روپیہ بطور قرض مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ دیہی یا شہری علاقوں میں اپنا خود کا کاروبار شروع کرسکیں۔

مقصد یہ ہے کہ یہ نوجوان یومیہ ۱۰ سے ۱۵ روپے کمانے کے قابل ہوسکیں۔ "نرادھار یوجنا" کے تحت ۶۰ روپے ماہانہ مالی امداد ان اشخاص کو دی جاتی ہے جو یا تو ضعیفی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے جسمانی طور پر معذور ہوچکے ہیں اور ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ وہ بیوائیں جن کا کوئی نہیں اور جن پر ۱۰ سال سے کم عمر کے بچوں کی پرورش کا بار ہے، بھی اس امداد کے مستحق ہیں۔ یہ اسکیم کچھ اور نہیں بلکہ عوام کی بہبود پر یقین رکھنے والی جمہوری حکومت کا فرض ہے جس پر وہ عمل کررہی ہے تاکہ وہ ان ناداروں کی محافظ بنے اور انھیں ان کا حق سمجھ کر حکومت کے خزانے سے امداد مہیا کرے۔

وزیراعلیٰ کی دوسری مثالی اسکیم "اندرا گاندھی پرتبھا پرتشٹھان" کی ہر جگہ تعریف کی جارہی ہے۔ اس پرتشٹھان کے تحت ادب اور فائن آرٹ کے میدان میں قابل اشخاص کی ہمت افزائی کی جاتی ہے پرتشٹھان کے لئے ۵ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو فکسڈ ڈپازٹ میں رکھی جائے گی جس پر سالانہ ۵۰ لاکھ روپے سود ملا کریگا۔ یہ رقم ریاست میں مذکورہ بالا اشخاص میں مختلف صورتوں مثلاً انعامات مالی امداد، بلاسود قرضہ جات، خصوصی تربیت کے اخراجات، طباعت کے لئے امداد، طبی امداد وغیرہ کے ذریعہ تقسیم کی جائے گی۔

ترقیاتی اقدامات

ترقیاتی اقدامات: شری انتولے نے سماجی و معاشی ترقیاتی اقدامات کے ذریعہ مہاراشٹر کو ایک مضبوط اور خوشحال ریاست میں تبدیل کرنے کا عزم کیا ہے۔ وہ دن رات عام آدمی کو دکھ درد سے نجات دلانے کی بابت سوچتے رہتے ہیں۔ وہ عام شخص کے حالات زندگی کو جلد سے جلد بہتر بنانا چاہتے ہیں اسی لئے وہ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد ایک سوشلسٹ سماج کا قیام ہو۔ راستہ طویل ہے اور میلوں دور جانا ہے اسی لئے وہ بار بار اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اس منزل کی جانب ہمارا پہلا قدم یہ ہو کہ ہم دستور کو اس قابل بنائیں جس کے نتیجہ میں غربت و افلاس کے شکار لوگوں کی توقعات پوری ہوسکیں۔ ایسا بالکل ممکن ہے اور اگر ہمیں شری انتولے جیسا مثالی اور بیباک رہنما ملے تو ہمارے جمہوری سوشلزم کے خواب کی تعبیر سچ ہونے میں دیر نہیں لگے گی میں شری انتولے کو ان کے جنم دن پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں ان کی قیادت مزید پھلے پھولے۔

**

خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

★ ریاض احمد خاں

بڑے گھر میں پیدا ہوکر نام پیدا کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے ایسی مثالیں تو سینکڑوں مل سکیں گی۔ مگر بات تو جب ہے کہ غریب گھر میں پیدا ہو اور انسان ایک بےنظیر مثال اپنے طرزِ عمل اور اپنی طرزِ زندگی سے پیدا کرے۔ اس قسم کی مثال خال خال ہی نظر آئے گی، جن میں انتولے صاحب کا نام سرِفہرست ہوگا۔ پاک دل اور پاک صفات کا مالک آج خدا کے فضل و کرم سے مہاراشٹر کا وزیر اعلیٰ بن چکا ہے مگر اس کے دل میں آج بھی غریبوں کی امداد کی وہ تڑپ ہے جو انسانیت کو جلا بخشنے کے لئے کافی ہے۔ انتولے صاحب کی یہی تڑپ ہے جو انھیں صبح سے آخری پہر تک کام کاج میں مصروف رکھتی ہے۔ یہی لگن ہے جو انھیں دیہاتوں کا دورہ کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ان کی یہی تڑپ ہے کہ بےسہاروں کے لئے سہارا مہیا کرنے، بےگھروں کو گھر مہیا کرنے اور بےروزگاروں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے مجبور کرتی ہے ——————

انتولے صاحب باوجود بادِ مخالف کے ۹ جون کو مہاراشٹر کے وزیرِ اعلیٰ مقرر ہوئے اور سب سے پہلا کام جو انھوں نے کیا وہ یہ کہ غریب کسانوں پر جو ۴۹ کروڑ روپے قرض اور سود واجب الادا تھا اُسے معاف کر دیا۔ ایسا کرنے میں انتولے صاحب کو معلوم تھا کہ حزبِ مخالف کو انھیں بدنام کرنے کا موقع مل جائے گا مگر انھوں نے ایسی یا اس قسم کی کسی اور بات کی مطلق فکر نہ کی اور اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔ یہ اس لئے کہ وہ غربت آشنا تھے انھیں معلوم تھا کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کی غربت ہے۔ انھیں اس بات پر یقین ہے کہ اللہ نے انھیں اس درجہ پر اسی لئے پہنچایا ہے کہ وہ غریبوں اور بچھڑے ہوئے لوگوں کی زندگی کو سنوارنے میں اپنی ذہانت کا استعمال کریں کیونکہ وہ دل سے ایسے کام کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے اللہ نے انھیں یہ موقع دیا۔ اب اس موقع کو وہ یونہی ضائع ہونے دینا پسند نہیں کرتے بلکہ ہر پل پر کوئی ایسا کام انجام دینا چاہتے ہیں جس سے غریبوں کو فائدہ پہنچے۔

انتولے صاحب نے نہ صرف اپنے ملک کا دورہ کیا ہے بلکہ دیگر ممالک کا بھی دورہ کیا ہے۔ انھوں نے اس بات کو محسوس کیا ہے کہ جتنی غربت ہمارے ملک میں ہے کہیں نہیں ہے۔ ہمارا ملک ایک ایسا ملک ہے جہاں غریب روٹی کو ترستے ہیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے لئے سب سے بڑی عبادت حصولِ روٹی ہے۔ انتولے صاحب نے یہ بھی محسوس کیا کہ اسی دیس میں ایسے لوگ بھی رہتے ہیں جن کی پیڑیاں بغیر مکان کے گذر گئی ہیں۔ ان کے حساس دل نے ان باتوں کا کافی اثر قبول کیا اور موقع ملتے ہی انھوں نے بہ سرعت ان اسکیموں کا نفاذ کیا ہے۔ جن کی رو سے بےسہارا اور عمر رسیدہ لوگوں کو سرکار کی طرف سے پنشن، بےمکانوں

مکان تعمیر کرانے کے لئے سرکاری زمین اور سرکاری امداد
روزگاروں کے لئے سرکاری امداد، تاکہ وہ اپنا ذاتی کاروبا
وع کر سکیں۔ آج پورے مہاراشٹر میں ان اسکیموں پر عمل
رہاہے اور جنم جنم کے ترسے ہوئے لوگوں کو سرکاری خزانے
امداد مل رہی ہے۔

انتولے صاحب کا یقین ہے کہ ہندوستان سے غربت کا خاتمہ
وقت ہو سکتا ہے جبکہ ملک بھر میں اس طرح کی اسکیموں پر عمل
یہ سرکاری خزانہ کے جائز حقدار ملک کے غریب لوگ ہیں جنھوں
جنگِ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ گاندھی جی کے شانہ بشانہ
ہے اور اب جبکہ ملک کو آزاد ہوئے برسوں گذر چکے ہیں۔ ان
بھلائی کے لئے بھی کام انجام دیئے جائیں۔

انتولے صاحب نے صاف صاف الفاظ میں کہا اب بھی
زادی ملنے کے اتنے سال بعد بھی غریبوں سے انصاف نہیں
یا گیا تو وہ دن دور نہیں ہے کہ عوام حکومت سے بدظن ہو جائیں
نے اور ملک میں ایسی ہلچل مچ جائے گی جو قابو میں کرنا آسان
ہو گی۔

یہ ایک مشاہدہ ہے کہ انتولے صاحب کے پاس اپنے
کالیف کا مداوا کرنے کی غرض سے جب کوئی شخص آتا
ہے تو وہ بے چین ہو جاتے ہیں۔ اس سے ملنا اپنا فرض
ولین سمجھتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ اس کی مدد کرنے میں
یک لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رہائش گاہ پر
یک جم غفیر رہتا ہے اور انتولے صاحب بھی اپنی گوناگوں
مصروفیات کے باوجود بھی ان سے ملنے سے گریز نہیں کرتے۔

انتولے صاحب کی زندگی وفاداری کی ایک اعلیٰ مثال
۔ انھوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایک شریف النفس مسلمان
جب کسی پر اعتماد کر لیا تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے قدم
گمگا نہیں سکتی۔

ہند کی وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی پر جب ایک ایسا
قت آیا کہ نہ صرف ہاتھ سے حکومت ہی چلی گئی۔ بلکہ بے شمار
اتھیوں نے منھ موڑ لیا، اس وقت انتولے صاحب نے اپنی ثابت قدمی
اپنی وفاداری کی وہ مثال پیش کی جس کی تاریخ میں
ثال ملنی مشکل ہے۔ وہ ہر کٹھن سے کٹھن دور میں شریمتی
ندرا گاندھی کے ساتھ رہے۔ اس تاریک دور میں بھی امید
کی کرن بن کر جگمگاتے رہے۔

انتولے صاحب کی سیاسی سوجھ بوجھ پچھلے ۲۵ سالوں
کا نچوڑ ہے۔ انھوں نے سیاسی زندگی میں کئی ایسے مرحلے طے
کئے ہیں کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ مگر انھوں نے ہمت اور
استقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ انھیں اس بات کا
یقین ہے کہ سچائی، ہمدردی، محنت اور لگن کا جذبہ جب تک
دل میں گامزن ہو گا۔ منزل نزدیک تر ہوتی جائے گی۔

آج انتولے صاحب جس ہمت سے کام کر رہے ہیں وہ قابل ستائش
ہے انھیں اس کی پروا نہیں کہ لوگ کیا کہیں گے وہ تو اپنے مشن
میں مصروف ہیں اور مشن ہے عوام کی بھلائی کے لئے کام کرنا۔ یوں
تو انتولے صاحب خاکِ وطن کے ہر ذرہ کو دیوتا سمجھتے ہیں مگر سرزمین
کوکن سے انھیں والہانہ لگاؤ ہے۔ عقیدت ہے۔ مہاراشٹر کا
سب سے پچھڑا ہوا علاقہ بھی یہی ہے۔ انتولے صاحب اس علاقے
کی ترقی کے لئے کئی منصوبے بنا رہے ہیں اور کئی منصوبوں پر
عمل آوری بھی ہو رہی ہے۔ کوکن کی ترقی کے ساتھ انتولے صاحب
نے ودربھ اور مراٹھواڑہ کے علاقوں کی بتدریج ترقی کے لئے اہم
منصوبے تیار کئے ہیں۔ اور ان پر بڑی تیزی کے ساتھ عمل ہو رہا
ہے۔ جہاں تک کوکن کا تعلق ہے۔ انتولے صاحب نے اپنے منصوبوں
کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ وہاں ایشیا کا سب سے بڑا اسپتال
قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کوکن یونیورسٹی، ایئر پورٹ، کئی پولی ٹیکنک
ادارے قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں ملک کے اس پچھڑے ہوتے
طبقہ کے طلبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور ملک کے دوسرے
علاقوں کے طلبہ کے ساتھ قدم ملا کر چل سکیں۔

یہی نہیں کہ انتولے صاحب صرف ایک سیاستداں ہیں بلکہ وہ
ایک بلند پایہ ادیب بھی ہیں۔ انھوں نے انگریزی میں تین کتابیں
لکھی ہیں۔ پارلیمنٹری پرویلیجیز، مہاجن رپورٹ آن کورٹ اور
اپائنٹمنٹ آف اے چیف جسٹس، ان تینوں کتابوں نے ملک کے بڑے
بڑے مدبروں اور دانشوروں سے خراجِ تحسین وصول کیا ...

آج انتولے صاحب اپنے ان تجربات کی بنا پر یہ کہنے میں حق بجانب
ہیں کہ ہمارے ملک میں پارلیمنٹری طرزِ حکومت کامیاب نہیں ہو سکتی۔
بلکہ ہمارے جیسے عظیم ملک میں صدارتی طرزِ حکومت قائم ہو جائے۔
آج ملک کا ہر دانشور یہ بخوبی سمجھتا ہے کہ جنتا کے دورِ اقتدار میں

ان کی قدر و منزلت کس قدر کم ہو گئی تھی اور ہندستان
شریمتی اندرا گاندھی کو صحیح معنوں میں ملک کا نجات دہندہ
سے عنانِ حکومت ان کے ہاتھوں میں دینے کے لئے بے چین
نے شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت پر بھرپور اعتماد کیا۔
ہمیں اس بات کا یقین ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی کی
ں جب تک ملک ہے اس کی سالمیت کو کوئی خطرہ نہیں
ستانی عوام نے جنتا حکومت کے ۲½ سالہ دورِ اقتدار
یا کہ ان کا جنتا کے حق میں فیصلہ غلط تھا۔ اور پچھلے سال
ن میں انھوں نے اپنی غلطی کا اعادہ کیا اس لئے اب
ں باری ہے کہ وہ اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرے۔
لے صاحب کی زندگی کا دوسرا پہلو بھی بڑا تابناک ہے
ا ترس انسان ہیں۔ بُری عادتیں انھیں چھو کر نہیں گئی
سیدھی سادی زندگی جو رسول مقبول صلعم کی تعلیم
پر مبنی ہے۔ اس پر وہ عمل پیرا ہیں۔ نہ شان، نہ شوکت،
تکبر۔ ایک عام آدمی کی زندگی ہیں اور انتولے صاحب
میں کوئی فرق نہیں ہے انھیں مطالعے کا شوق ہے اور
ان لمحات کو مطالعے میں صرف کرتے ہیں جب انھیں دنیاوی
امور سے تھوڑی سی بھی فرصت مل جاتی ہے۔

علامہ اقبال اور مرزا غالب کے مداحوں میں ہیں اور اکثر
دورانِ گفتگو علامہ کے اشعار استعمال کرتے ہیں اسی طرح دینی
کتب کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ انتولے صاحب نے اپنی زندگی
کے اولین دور سے محنت اور مشقت کرنا سیکھی ہے جس پر وہ
آج بھی عمل پیرا ہیں۔ ان کی شخصیت سے یہی امید ہے کہ وہ محنت
میں کمی ہرگز نہیں کریں گے۔ اور اپنی طاقت، ہمت اور محنت کو عوام
کی بھلائی میں صرف کریں گے۔ آئیے ہم آپ سب مل کر دعا کریں کہ
خدا انھیں اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی ہمت اور طاقت
دے (آمین)

یوتھ فورم

یوتھ فورم کا مستقل فیچر کم عمری کی بنیاد پر مشہور اشخاص اور
نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے اس
فیچر میں قوم کی سماجی و معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی
ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت
چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں : ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ،
مقابل منترالیہ، ممبئی ۳۲-۴۰۰۰

اس کی ہستی سے بڑھا منصبِ اعلیٰ کا وقار

(وزیر اعلیٰ مہاراشٹر جناب عبد الرحمٰن انتولے صاحب کی خدمت میں)

* ادیب مالیگانوی ۔ مالیگاؤں

نام بھی جس کا ہے رحمٰن کا مظہر وہ شخص
کیوں نہ ہو مرحمت و لطف کا پیکر وہ شخص

اس کے دل میں ہو کیوں خلقِ خدا کا احساس
آشنا اپنے فرائض سے ہے بہتر وہ شخص

آئینہ کیوں نہ ہو جمہور کے حالات اسی پر
وقت نے جس کو بنایا ہے سکندر وہ شخص

امن و خوشحالی و تعمیر و ترقی کے لئے
مثلِ سیماب رہا کرتا ہے مضطر وہ شخص

اس کے آنے سے مہاراشٹر کی قسمت جاگی
فلکِ عزم کا ہے ۔ ماہِ منوّر وہ شخص

کام آجائے اگر جوہرِ فطرت اس کا
اسمیں کیا شک ہے کہ ہے صاحبِ جوہر وہ شخص

ہوگا پُر جوہرِ مقصود سے دامن اس کا
بحرِ عظمت کا ہے غواص و شناور وہ شخص

حسنِ تدبیر و تکلّم کی دلآویزی سے
کر تو سکتا ہے زمانے کو مسخّر وہ شخص

اس کی ہستی سے بڑھا منصبِ اعلیٰ کا وقار
بن گیا قصرِ وزارت کا مقدّر وہ شخص

لبِ شاعر پہ یہ رنگین تمنا ہے ادیبؔ
باغِ رفعت کا بنے لالۂ احمر وہ شخص

فضلِ خداوندی

* شرف کمالی

[۱۷ ستمبر ۱۹۸۰ء کو "کوکن انٹرنیشنل" کے زیر اہتمام وزیر اعلیٰ شری عبدالرحمٰن انتولے صاحب کے اعزاز میں منعقدہ تہنیتی جلسہ میں پڑھی گئی۔]

تھے لب خاموش لیکن ایک بیوہ کی یہ حسرت تھی
کہ اے اللہ یہ پورا میرا ارمان ہو جائے
مجھے دکھ ہو گئی کے اے خدا منظور ہیں لیکن
میرا لختِ جگر مردِ رفیع الشّان ہو جائے

اسے تعلیم سے انسان بننے کا تصوّر دے
جو ملّت کی حقیقت جانے وہ نگہِ تحبیّر دے
اسے تو گرمیٔ گفتار دے ذوقِ تدبّر دے
شرارِ شعلۂ کردار آہنگِ تفکّر دے

بڑا ہو کر یہ میدانِ عمل میں کامیاب آئے
جدھر بھی رُخ کرے یہ فتح و نصرت ہمرکاب آئے
یہ ہے دُرِّ یتیم اس کو الٰہی سُرخرو کر دے
زمانہ دیکھ کر اس کو کہے "عزّت مآب آئے"

دعائیں ماں کی اک خادم کو بھی مخدوم کرتی ہیں
یہی آہیں ہیں جو عرشِ معلّیٰ تک گزرتی ہیں
خلاصہ عبدالرحمٰن انتولے کی زیست کا ہے یہ
دعائیں ماں کی حاصل ہوں تو تقدیریں سنورتی ہیں

ہماری لوک شاہی کا اسے آدرش ہی کہئے
بنا ہے مکھیہ منتری اقلیت کا اک نمائندہ
نہیں کچھ ذات کی تفریق شیواجی کی بھومی میں
ہماری آن تابندہ ہماری شان پائندہ

ہمارا انتولے غازی ہے دل یدلو نہیں یارو
بہر لمحہ وفاداری بشرطِ استواری ہے
کٹھن اوقات میں بھی ضبط کا دامن نہیں چھوڑا
کسوٹی کہہ رہی ہے وہ ہزاروں پر بھی بھاری ہے

بروئے کار یہ لائے گا اندرا جی کی تدبیریں
یہ توڑے گا بھرشٹاچار کی مسموم زنجیریں
بھرا ہے شہر کی گلیوں میں ہارون الرشید آسا
بھیانک خوبصورت شہر کی دیکھی ہیں تصویریں

نظامِ بمبئی ناقص ہے یہ امر مُسلّم ہے !
ہمارے شہر میں فٹ پاتھ پر بھی لوگ سوتے ہیں
یہاں قانون کے رکھوالے گو موجود ہیں لیکن !
فلیٹوں میں مگر عرفان کتنے قتل ہوتے ہیں

گرانی روز و شب ڈستی ہے ہم کو اژدہا بن کر
ٹماٹر کا جو پوچھو حال مُنہ ہی لال ہو جائے
شکر کی قیمتیں سُن کر ہے منہ میں اپنے کڑواہٹ
یہی حالت رہی تو بمبئی بنگال ہو جائے

خدایا عبدالرحمٰن انتولے کو عزم و ہمت دے
تمنّا ہے میرا مہاراشٹر گلزار ہو جائے
قیادت باسعادت اے شرف اس کو مبارک ہو
خدا کا فضل شامل ہو تو بیڑا پار ہو جائے

سب کے غم گسار

[بخدمتِ عالی وزیر اعلیٰ مہاراشٹر جناب عبدالرحمٰن انتولے صاحب]

* ڈاکٹر نایاب لکھنوی۔ ساتویں لین، نیا پورہ، مالیگاؤں

چمن کا حسن ہو تم، حسن کا نکھار ہو تم
شگفتہ کار ہو، آرائشِ بہار ہو تم

مزاجِ اہلِ سیاست کا اعتبار نہیں
مگر نگاہِ محبت میں باوقار ہو تم

تمھاری فردِ عمل میں وہ کارنامے ہیں
کہ جن کے فیض سے مشہورِ روزگار ہو تم

مچل رہا ہے رگ و پے میں دردِ انساں کا
ہر اک کے خیر طلب، سب کے غم گسار ہو تم

تمھاری ذات پہ نازاں ہے منصبِ عالی
یہ بات سچ ہے کہ شایانِ اقتدار ہو تم

عزیز تر ہے ریاست کا امن و خوشحالی
اسی کے واسطے مصروف و بیقرار ہو تم

نہ تاجِ شاہی ہے سر پر نہ تختِ طاؤسی
خوشی تو یہ ہے کہ اس پر بھی شہریار ہو تم

وطن کے مردِ مجاہد، جناب انتولے
کہیں ہو پھول، کہیں تیغِ آبدار ہو تم

زمانہ جس کو سمجھتا ہے گوہرِ نایاب
خیال و فکر و عمل کا وہ شاہکار ہو تم

راہ نما انتولے

★ قمر اقبال - اورنگ آباد ٹائمز - اورنگ آباد (مہاراشٹر)

راہ نما انتولے اپنے راہ نما انتولے
راہ نمائی آپ کریں تو راہ کوئی کیا بھولے
راہ نما انتولے اپنے راہ نما انتولے

نکھرا نکھرا ہے ہر رستہ مہکی مہکی گلیاں
سواگت گیت سے کھلتی جائیں ڈالی ڈالی کلیاں
جھوم رہے ہیں گل شاخوں پر یا خوشبو کے جھولے
راہ نما انتولے اپنے راہ نما انتولے

بیس ۲۰ نکاتی یہ منصوبہ مستقبل ہے اپنا
خوشحالی کا نذرانہ ہے اندرا جی کا سپنا
ہاتھ رہے یہ ساتھ تو انساں نیل گگن کو چھولے
راہ نما انتولے اپنے راہ نما انتولے

دھرتی گیت مہاراشٹر کی پل پل یونہی گائے
دکھیوں اور غریبوں کا ہر دن چارہ گر آئے
مٹ جائیں دکھ درد سبھی خوشیوں کی شفق یوں پھولے
راہ نما انتولے اپنے راہ نما انتولے

جو اچھے ہیں وہی دنیا میں اچھے کام کرتے ہیں

[عزت مآب عبدالرحمٰن انتولے صاحب، وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی خدمت میں]

* حکیم رازی ادیبی۔ رازی چوک، پونے ۲

جو اچھے ہیں وہی دُنیا میں اچھے کام کرتے ہیں — تہی دل کو نگاہوں سے چھلکتا جام کرتے ہیں

رَوِش محبوب ہوتی ہے جنھیں خُلق و مُروت کی — اسی تدبیر سے وہ سب کو زیرِ دام کرتے ہیں

رَوا رکھتے ہیں یُوں چشمِ کرم مجبُور بندوں پر — عبادت جیسے وہ دن رات صبح و شام کرتے ہیں

کہیں محدُود رہ سکتی نہیں روشن دلی اُن کی — مثالِ مہر و مہ سب سے سلوک عام کرتے ہیں

بیاں ہوں انتولے صاحب کی مجھ سے خوبیاں کیونکر — کہ عزت جان و دل سے جن کی خاص و عام کرتے ہیں

وہ مقبولِ جہاں ہوتے ہیں فطرت جن کی پختہ ہو — دلوں میں گھر کہیں ناپُختہ کار و خام کرتے ہیں

دعا یہ ہے وہ اپنا نور پھیلاتے رہیں رازی
رہیں جس انجمن میں اُس کو چمکاتے رہیں آزی
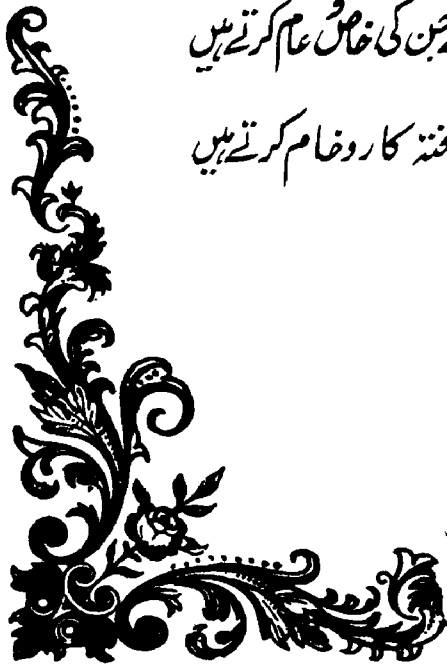
خادمِ قوم

[۱۷ر جنوری کو فجندار ہائی اسکول و جونیر کالج ، دہور، ضلع رائے گڈھ میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری عبدالرحمٰن انتولے کی آمد کے موقع پر پیش کی گئی استقبالیہ نظم]

* رشید آثار بڑھانپوری
صدر شعبۂ اُردو، فجندار جونیر کالج
دہور۔ ۴۰۲۳۰۱
ضلع رائے گڈھ

جواں بخت ، باعزم ، سرشارِ ہمّت — وہ مشفق، مہربان، ذی جاہ و حشمت
مقدس ہے وہ ماں، معظم ہے وہ ماں — ملی جس کی آغوش میں زیب و زینت
سدا عبدالرحماں تمھیں راس آئیں
محبّت بھری ممتا کی دعائیں

غریبی کے ایّام، دن مفلسی کے — تھے کتنے کٹھن مرحلے زندگی کے
یہی گاؤں تھا اور یہی تھیں فضائیں — جہاں تم نے دیکھے تھے سپنے خوشی کے
اسی مدرسے میں لی تعلیم اوّل
یہیں حوصلوں کو دی تعظیم اوّل

تم اپنے کو حاکم کہاں مانتے ہو — محض خادمِ قوم ہی جانتے ہو
اسی نیک فطرت سے ہے سربلندی — زمانے کی تم نبض پہچانتے ہو
تمھاری یہ کوشش ہے خوشحالیاں ہوں
ہر اک فرد کی دُور بیکاریاں ہوں

مقامِ مسرّت ہے اے عبدالرحماں — بہت پیار سے تم پہ کوکن ہے نازاں
کیا تم نے حاصل جو کچھ علم و دانش — اسی کا ریاست میں ہے عام فیضاں
ہر اک فرد امید سے دیکھتا ہے
مہاراشٹر کا تم سے اب ارتقا ہے

دعا ہے رہے ساتھ صحت کی دولت — دعا ہے رہے ساتھ نرگس کی چاہت
دعا ہے تدبر سے ہوں مسئلے حل — دعا ہے غریبوں کو مل جائے راحت
کرو تم فرائض کی تکمیل بڑھ کر
رہو تم مراتب میں اعلیٰ و بہتر

ہو اقبال مندی کا روشن ستارہ — امیر و گدا تم کو یکساں ہو پیارا
دعا گو ہے آثار حق میں تمھارے — صفاتِ قیادت رہیں آشکارا !
سدا عبدالرحماں تمھیں راس آئیں
عوامی عقیدت کی رنگیں قبائیں

۲۵ر فروری ۱۹۸۱ء

"فجندار ہائی اسکول میری زندگی کا مینارۂ نور"

وزیر اعلیٰ شری عبدالرحمٰن انتولے

وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے کے اعزاز میں ۱۷ جنوری ۱۹۸۱ء کو فجندار ہائی اسکول و جونیر کالج وہور ضلع رائے گڑھ میں مذکورہ ادارہ کی جانب سے ایک استقبالیہ جلسہ منعقد کیا گیا تھا۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ کی تقریر اور جلسہ کی روداد قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

"میں نے غریب خاندان میں آنکھ کھولی۔ غریبی میں پروان چڑھا اور مفلسی و بیکسی سے میرا سخت مقابلہ رہا۔ آج میں مہاراشٹر کا وزیر اعلیٰ بن چکا ہوں یہ بھی اس امر کی علامت ہے۔ کہ میں بنیادی طور پر غریبوں اور دکھیاروں کا نمائندہ ہوں۔ میں غریبوں پر ہونے والی کوئی بھی زیادتی اور ناانصافی ہرگز برداشت نہیں کرونگا میں غریبوں کی زندگی میں سُکھ اور سکون کا اعلیٰ معیار پیدا کرنے کی مسلسل اور انتھک جدوجہد کرتا رہوں گا۔ 'فجندار ہائی اسکول' میری زندگی کا مینارۂ نور ہے۔"

اس اسکول سے میری زندگی کا ماضی اور اس کی سنہری یادیں وابستہ ہیں۔ اس اسکول ... اور اس کے ہوسٹل میں حصول تعلیم کے لئے اپنی زندگی کے چار اہم سال گزارے۔ یہ کہتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری انتولے جی کی آواز بھر آگئی۔ وہ چند لمحوں تک کوئی لفظ کہہ نہ سکے۔ وزیر اعلیٰ نے مزید فرمایا کہ بانیانِ اسکول مرحوم جناب خاں صاحب فجندار، عباس بھائی فجندار اور الحاج عبدالغنی فجندار صاحب نے اپنے ذاتی اخراجات سے غریبوں کے لئے یہ ادارہ قائم کیا جہاں ساڑھے تین روپے میں مہینہ بھر عمدہ قسم کا کھانا و ناشتہ ملتا تھا۔ میرے لئے فخر کی بات یہ ہے کہ یہ ادارہ قوم و ملت سے محبت اور حب الوطنی سے سرشار نسلِ نو کی تربیت و پرداخت میں ہمہ تن مصروف رہا ہے۔ میں آج جو کچھ ہوں، اسی ادارہ کی دَین ہوں۔ میں ان فجندار برادران کے احسانات کو تادمِ حیات نہ ادا کرسکتا ہوں نہ فراموش کرسکتا ہوں۔ کیونکہ انھوں نے میری غریبی کے ایام میں میرا ساتھ دیا۔ اسی طرح اس گاؤں کی وہ دو شخصیتیں جو بظاہر آپ کے سامنے چھوٹی ہیں۔ مگر میرے نزدیک اعلیٰ کردار کے مالک ہیں۔ وہ بھی اس ادارے کے ہر دلعزیز استاد اور میرے اچھے دوست جناب ظہیرالدین چرفرے اور جناب غلام محمد بکیل صاحبان جنھوں نے میرے سیاسی غیر یقینی ایام میں میرا بھرپور ساتھ دیا' کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ ان خیالات کا اظہار وزیر اعلیٰ انتولے صاحب نے ۱۷ جنوری کو وہور، ضلع رائے گڑھ میں اپنے مادرِ علمی فجندار ہائی اسکول کے ایک خیر مقدمی جلسہ میں کیا۔ یہ جلسہ فجندار ہائی اسکول و جونیر کالج وہور کی جانب سے وزیر اعلیٰ انتولے صاحب اور بیگم نرگس انتولے صاحبہ کے اعزاز میں ترتیب دیا گیا تھا۔

وزیر اعلیٰ کی وہور آمد ہیلی کواپٹر کے ذریعے ہوئی۔ ہیلی کواپٹر سے باہر آنے کے بعد اسکول کے طلبہ و طالبات، ہیڈ ماسٹر اور عمائدین بستی نے خیر مقدم کیا۔ اور طلبہ کے این۔سی۔سی۔ N.C.C. گروپ کے ذریعے گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ اس کے بعد الحاج جناب عبدالغنی فجندار صاحب کے ہمراہ موصوف کی قیامگاہ پر وزیر اعلیٰ اور رفقاء شری ایس۔ این۔ ڈیسائی صوبائی وزیر، شری گلاب راؤ پاٹل صدر مہاراشٹر کانگریس (آئی)

وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے
اسکول کے رجسٹر میں ریمارک
لکھتے ہوئے۔

بق ایم۔پی شری دادا صاحب ساونت، رائے گڈھ ضلع
نگریس (آئی) کے صدر شری وٹھل راؤ دیشمکھ، ممبر اسمبلی شری
ر کانت دیشمکھ، شری رویندر راؤت، شری اشوک سیٹھ
بلے، و شری ٹی۔بی۔کدم اور دیگر عمائدین ناشتہ کے لئے
ریف لے گئے تھے۔

اس تقریب میں الحاج جناب عبدالغنی فجندار صاحب نے
یراعلیٰ کی خدمت میں چاندی سے بنا ہوا ایک بہترین خوبصورت
ر جگمگاتا ہوا آبی جہاز (شپ) پیش کیا۔جبکہ شریمتی نرگس
ا خدمت میں ایک کشمیری شال پیش کی گئی، اس آبی جہاز
ے پس منظر میں انتولے صاحب کی سابقہ زندگی کا تعارف
نار علی ایم شمسی صاحب نے پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جب
نتولے صاحب اس اسکول میں پڑھتے تھے اسی قسم کے چھوٹے

آبی جہاز (کشتی) سے وہ ہور آیا جایا کرتے تھے۔جب بار ایٹ
لا کے لئے انگلینڈ گئے، اسٹیمر سے گئے۔بار ایٹ لا کی اعلیٰ
قانونی ڈگری حاصل کر کے اسٹیمر سے ہی وطن واپس لوٹے۔
کوکن ساحلی علاقہ ہے جہاں زیادہ تر آمد و رفت آبی جہاز (کشتی)
سے ہوتی ہے اس کوکن کے آپ پہلے وزیراعلیٰ ہیں۔

غرض آپ کی زندگی میں کشتی کو بڑی اہمیت حاصل رہی
ہے۔آج موصوف مہاراشٹر کی کشتی کے کھیون ہار بن چکے ہیں
جو اُن کے حوصلوں کی بلندی اور عزائم کی غیر مفتوح قوت کا مظہر
امر ہے۔

وزیراعلیٰ کی خدمت میں جناب مختار احمد ناصر نے سپاس نامہ
اور جناب رشید آشنا ر نے استقبالیہ نظم پیش کی۔تقریب کے
آغاز میں ادارے کے پرنسپل جناب عبدالواحد صاحب نے وزیراعلیٰ
کا مختصر تعارف پیش کیا تھا اور آخر میں جناب غلام محمد پٹیل
صاحب نے وزیراعلیٰ کی آمد اور مخلصانہ تعاون کا بہترین انداز
سے شکریہ ادا کیا۔

بیس نکاتی نظام

• اشرف الدین فیضی
نزد بنکٹ سوامی کالج، بیڑ
۴۳۱۱۲۲

نہرو جی نے کہا تھا جس کو انقلاب کی لڑکی
اس کے عزم و ہمت ہی سے قسمت اپنی چمکی
جس نے سارے دیش کی کایا آج پلٹ کے رکھ دی
اندرا جی کا بیس نکاتی نظام ہے ایسا

سُنا رہا تھا گُل کو اک دن بُلبل ہندوستان!
نئے ہند کی روح یہی ہے آنند بھون کی شان
نئے ہند میں، نئی نسل میں جس نے ڈالی جان
اندرا جی کا بیس نکاتی نظام ہے ایسا

کہتے اس کو اہل بصیرت دورِ حاضر کی گیتا
کرتی عمل ہے فرض سمجھ کر جس پر ساری جنتا
بتا دیا ہے قوم کو جس نے آج نیا اک رستا!
اندرا جی کا بیس نکاتی نظام ہے ایسا

جس کے کارن ملے ہیں سب کو اناج کپڑا اور مکان
قرضوں سے ہیں نجات پائے کاریگر، مزدور کسان
مٹی سونا اگل رہی ہے بھارت اب ہے سورگ سمان
اندرا جی کا بیس نکاتی نظام ہے ایسا

اندرا جی کے کہنے ہی پر چلتے ہیں انتولے
بیوہ بیکس غریب کی خاطر اپنے خزانے ہیں کھولے
رہیں سلامت اندرا گاندھی ساری جنتا ہے بولے
اندرا جی کا بیس نکاتی نظام ہے ایسا

ہنسی خوشی سے بیت رہی ہے اپنی صبح و شام
کام سے اپنے کام ہے سب کو محنت سے آرام
ٹھیک سمئے پر ہو جاتے ہیں دنیا بھر کے کام
اندرا جی کا بیس نکاتی نظام ہے ایسا

• منشاء الرحمٰن خاں منشاء
۱۱۔ اسٹار کی ٹاؤن، ناگپور

جب بھی ڈالی سے گُلِ تر ٹوٹا
دل مرا کانپ کے تھر تھر ٹوٹا

جہاں دیکھا کسی انساں کو ملول
کوہِ غم سا میرے سر پر ٹوٹا

جھن جھنانی ہوئی آواز آئی
کیا کسی کا دلِ مضطر ٹوٹا

صرف آواز پہ کیا بتلائیں
آئینہ ٹوٹا کہ پتھر ٹوٹا

میری دھرتی کے حسیں ذرّوں سے
سب غرورِ مہ و اختر ٹوٹا

یہ تو انصاف نہیں ہے ساقی
میرے حصّہ کا ہی ساغر ٹوٹا

قطعہ

یوں تو ہر وقت بہر گام نیا
حادثہ ہم پہ برابر ٹوٹا
لحظہ لحظہ دل و جاں کے اندر
کوئی نشتر کوئی خنجر ٹوٹا
ہر تمنّا ہوئی آلودۂ خوں
ہر حسیں خواب کا پیکر ٹوٹا
حوصلہ جینے کا لیکن منشاءؔ
کسی صورت نہ بکھر کر ٹوٹا

قومی راج

• آلِ رسول نظمیؔ

نظر اُٹھاؤ بہاروں کی گفتگو چھیڑو
نظر نواز نظاروں کی گفتگو چھیڑو

جنھیں نہ ہجر کا یارا نہ وصل کی اُمید
نگاہِ یار کے ماروں کی گفتگو چھیڑو

گلوں کی داستاں کہنے میں کیا بڑائی ہے
مزہ تو جب ہے کہ خاروں کی گفتگو چھیڑو

کسے خبر اُسی منزل پہ کارواں ٹھہرے
مفکرو! اُنھی غاروں کی گفتگو چھیڑو

یہ دورِ مصلحت آمیز کا تقاضا ہے
زباں ہو بند اِشاروں کی گفتگو چھیڑو

کبھی تو یاس کی گہرائیوں سے اُوپر آؤ!
بھنور سے نکلو کناروں کی گفتگو چھیڑو

مرا شعار وفا ہے مجھے رقیب سے کیا
مری بلا سے ہزاروں کی گفتگو چھیڑو

خزاں کا ذکر ہی کیا زندگی کا حاصل ہے
کبھی کبھی تو بہاروں کی گفتگو چھیڑو

جو بھوکے پیٹ امیروں کا بوجھ ڈھوتے ہیں
اُنہی غریب کہاروں کی گفتگو چھیڑو

غریبِ شہر کو جو زندگی گزرتی ہیں
امیرِ شہر کی کاروں کی گفتگو چھیڑو

تضاد کی ہے یہ دنیا تو تم بھی اے نظمیؔ
خزاں رسیدہ بہاروں کی گفتگو چھیڑو

• سحر سعیدی
۱۷-۱۸-۱، ٹوٹی کی مسجد، جیلی پورہ،
اورنگ آباد، ۴۳۱۰۰۱ (مہاراشٹر)

سر پہ پتھر لیئے شیشوں پہ چلا ہوں کتنا
پھر بھی بدنام زمانے میں رہا ہوں کتنا

خاکِ ہستی کو بکھرنے سے بچانے کے لیئے!
عمر بھر موجِ حوادث سے لڑا ہوں کتنا

غرق ہوتی ہوئی کشتی کا بھی منظر ہے عجیب
میں ہوں ساحل پہ مگر ڈوب چلا ہوں کتنا

دشت در دشت بگولوں کی جہانگیری ہیں
برگِ آوارہ کے مانند اُڑا ہوں کتنا

آپ ہی مجھکو بتائیں کہ محبّت کا سبق
یاد کتنا ہے مجھے بھول گیا ہوں کتنا

ایک دن آپ کو یہ وقت ہی بتلائیگا
صاف دل کتنا گرفتارِ انا ہوں کتنا

کیا بتاؤں کہ اُجالوں کی تمنّا میں سحرؔ
رات میں اپنے ہی سائے سے ڈرا ہوں کتنا

۲۵

ذرائع اور اختیارات غریبوں کے لئے

۶ فروری کو اچل پور میں منعقدہ ایگریکلچرل پروڈیوس مارکٹنگ کمیٹی کی ایک تقریب میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ مہاراشٹر کے تمام وسائل اور قوت کو غریبوں کے لئے جو قلیل اراضی پر محنت و مشقت کا کام کرتے ہیں، کام میں لایا جائے گا۔

آپ نے کہا کہ کوئی بھی انسان اپنی پیدائش سے دولت لے کر نہیں آتا۔ قدرت نے انسان کو پیدا کیا اور انسان نے غریب اور امیر کے طبقات پیدا کئے۔ آپ نے کہا کہ ہر انسان کو اپنی تقدیر خود بنانی ہوتی ہے۔

آپ نے پرزور الفاظ میں کہا کہ ملک کی ۸۰ فیصد آبادی غریب ہے اور ان کی فلاح و بہبود سے ہی قوم کا مفاد وابستہ ہے۔ سرکاری اقدامات کے بارے میں آپ نے کہا کہ حکومت ایسے اقدامات عمل میں لا رہی ہے جس کے نتیجہ میں آئندہ پانچ سالوں میں غریبوں کے حالاتِ زندگی بہتر ہو جائیں گے۔

شری جواہرلال درڈا، وزیر صنعت اور ضلع کے انچارج نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

شری اگروال نے شکریہ ادا کیا۔

ہر ماہ چھوٹی صنعتوں کے مسائل کا حل

ہر ماہ چھوٹی صنعتوں کے مسائل کے حل کی خاطر وزیر برائے صنعت کی زیر صدارت منتخبہ علاقہ میں میٹنگ ہوا کرے گی جس میں اس علاقے کے صنعتی مسائل پر غور کیا جائے گا۔ اسی وقت فیصلہ لینے کے لئے سکوم کے مینجنگ ڈائریکٹر، ایم آئی ڈی سی، کے چیف ایگزیکیٹو آفیسر، ایم ایس۔ ایس آئی ڈی سی، مینجنگ ڈائرکٹر اور انڈسٹریز کمشنر اور سکریٹری محکمۂ صنعت بھی اس میٹنگ میں موجود رہیں گے۔

اس قسم کی میٹنگ منعقد کرنے کا فیصلہ صنعتکاروں کے انفرادی مسائل پر غور کرنا ہے۔ صنعتکاروں سے درخواست ہے کہ وہ مذکورہ بالا اداروں میں سے متعلقہ ادارے کو میٹنگ کے انعقاد سے کم از کم ۵ دن قبل اپنے مسائل سے مطلع کر دیں، جس کی تاریخ اور مقام کا اعلان وقتاً فوقتاً کیا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ کے لئے اعزازی پریس رابطہ آفیسر

شری وسنت دیشمکھ کو وزیر اعلیٰ سکریٹریٹ میں اعزازی پریس رابطہ آفیسر کے عہدے پر فائز کیا گیا ہے۔

شری دیشمکھ نے سکریٹریٹ میں اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ آپ ڈپٹی ڈائرکٹر آف پبلک ریلیشنز کے عہدے سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ آپ کو حکومت نے انگلینڈ میں اعلیٰ سطح پر گورنمنٹ پبلسٹی، پریس اور پبلک ریلیشنز کی ٹریننگ کے لئے بھیجا تھا۔ آپ مراٹھی اور انگریزی کی ۴۰ کتابوں کے مصنف ہیں۔ بحیثیت رابطہ آفیسر آپ کے پریس سے قریبی تعلقات رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ چھترپتی شیواجی مہاراج سیکولر آسپکٹس کمیٹی جس کے وزیر اعلیٰ چیرمین ہیں، ایگزیکیٹو سکریٹری ہیں۔

دیہی فراہمی آب اِسکیمات کیلئے انتظامی منظوری

حکومتِ مہاراشٹر نے مندرجہ ذیل ۱۸ فراہمی آب اسکیمات کے لئے انتظامی منظوری دیدی ہے۔ ہر اسکیم پر لاگت کا اندازہ قوسین میں دیا گیا ہے۔

سنگتی علاقائی فراہمی آب اسکیم، تعلقہ بھیوانڈی، ضلع تھانے۔ (روپے ۷۸,۰۴,۰۰۰) ڈیگھی علاقائی فراہمی آب اسکیم تعلقہ شری وردھن، ضلع رائے گڑھ (روپے ۲۱,۹۳,۰۰۰) مایان فراہمی آب اسکیم، تعلقہ کھٹاؤ ضلع ستارا (روپے ۲۱,۱۹,۰۰۰) وڈے گاؤں فراہمی آب اسکیم تعلقہ بالاپور (روپے ۱۳,۰۹,۰۰۰) اور ان سنگ دیہی فراہمی آب اسکیم تعلقہ ورشیم (روپے ۱۷,۵۶,۲۴۰) دونوں اکولہ ضلع سے ہیں کمبھاری فراہمی آب اسکیم تعلقہ سولاپور (روپے ۱۵,۸۲,۰۰۰) اور انگر فراہمی آب اسکیم، تعلقہ موہال (روپے ۱۲,۴۹۰) دونوں سولاپور سے ہیں، مادھونگر فراہمی آب اسکیم تعلقہ میرج ضلع سانگلی (روپے ۱۷,۶۳,۰۰۰) نندگاؤں فراہمی آب اسکیم تعلقہ کنک والی (روپے ۱۶,۶۴,۰۰۰) رام پور فراہمی آب اسکیم تعلقہ چپلون (روپے ۱۲,۴۷,۰۰۰) اور کھیولی فراہمی آب اسکیم، تعلقہ کھیڈ (روپے ۶۲,۲۷,۰۰۰) یہ تمام رتناگری سے ہیں۔ ہٹور، کنود کنٹود علاقائی فراہمی آب اسکیم تعلقہ شیرول ضلع کولہاپور (روپے ۱۵,۲۶,۰۰۰) کٹی فراہمی آب اسکیم تعلقہ تلجاپور، ضلع عثمان آباد (روپے ۱۲۸۰,۰۰۰) پنتمبا فراہمی آب اسکیم (روپے ۱۳,۳۳,۰۰۰) اور پاہیٹ فراہمی آب اسکیم (روپے

...ر۵۱ر۲۳) دونوں احمد نگر کے کوپرگاؤں تعلقہ سے ہیں ۔ واگھولی فراہمی آب اسکیم تعلقہ حویلی ضلع پونے (روپئے ...٫۴۲٫۱۵) بیڑ تعلقہ وڈسٹرکٹ میں لمبا گنیش دیہات اور دیگر ۶ واڑیوں کے علاقائی دیہی فراہمی آب اسکیم (روپئے ...ر۹ ر۷ ر۱۳) اور ڈونڈل گاؤں ۔ پرسوڈا فراہمی آب اسکیم تعلقہ ویجاپور ضلع اورنگ آباد (روپئے ...ر۹۱ر۲۲) ۔

کوئنا فنڈ اور جوان ٹرسٹ جاری

شہری دفاع کمیٹی کے تحت کوئنا زلزلہ باز آبادکاری فنڈ اور جوان بہبود ٹرسٹ (مہاراشٹر کے جاری رہنے کا فیصلہ ۲۱ فروری کو منترالیہ میں وزیراعلیٰ سے کمیٹی کے اراکین کی ملاقات کے دوران کیا گیا ۔

گفتگو کے دوران یہ بھی تجویز پیش کی گئی کہ کوئنا باز آبادکاری فنڈ کے اصل مقصد کو اولیت دیتے ہوئے اس میں دیگر قدرتی مصائب اناج کی قلت، طوفان وغیرہ کے حالات کو بھی شامل کیا جاتے ۔ وزیراعلیٰ نے اراکین سے درخواست کی کہ وہ کوئنا سے متاثرہ افراد سے متعلق نامکمل کاموں کی تفصیل پیش کریں۔ تاکہ ضرورت پڑنے پر فنڈ کی جمع شدہ رقم ۲٫۵۰ کروڑ روپئے کو بلاتامل استعمال میں لایا جا سکے ۔

جوان بہبود ٹرسٹ (مہاراشٹر) سے متعلق بھی یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس میں جمع شدہ رقم ۱٫۱۲ کروڑ روپیہ ہے۔ نیز اسے جاری رکھا جائے ۔

سالوں پہلے ان کمیٹیوں کے اجراء کے بعد پہلی دفعہ اس بیٹھک کا اہتمام کرنے پر جملہ اراکین نے متفقہ طور پر وزیراعلیٰ کی تعریف کی ۔

اس موقعہ پر سرو شری ایس ۔ کے پاٹل این ۔ جی گورے ایس ۔ ایم جوشی، وی ۔ ایس ۔ پاگے، پروفیسر مدھو دنڈ وتے ۔ آر ۔ اے پاٹل، ڈاکٹر وسنت کمار پنڈت، بالا صاحب ٹھاکرے بھانو شنکر یاگنک، ایس ۔ آر ۔ کلکرنی، پی ۔ کے ساونت، ایچ ۔ جی ۔ ورتک، کرشن راؤ دھولپ، ڈاکٹر بی ۔ کے گوٹل، ایم ۔ اے ۔ ویرالے، مادھو راؤ بوراسنے، رام بنزا، پردین چندر گاندھی راجہ میراثی، ایڈمرل کرمارکر (ریٹائرڈ) کے علاوہ دیگر کئی اشخاص موجود تھے ۔

وزیراعلیٰ نے سماجی خدمت گار کی بیوہ کو ۴۳٫۰۰۰ روپوں کا عطیہ دیا

وزیراعلیٰ شری اے ۔ آر ۔ انتولے نے ۲۱ فروری کو اپنی سرکاری رہائش گاہ ورشا میں معروف سماجی خدمتگار شری اننت مانڈیکر کی بیوہ شریمتی ستیا بائی مانڈیکر کو ۴۳٫۰۰۰ روپوں کا عطیہ پیش کیا ۔

یہ رقم شری بھاؤراؤ پاٹل کو ان کی ۴۳ ویں سالگرہ کے موقع پر پیش کی گئی تھی ۔ شری پاٹل نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنی سالگرہ کے موقع پر دی جانے والی رقم متوفی افراد کے خاندان کی فلاح کے لئے استعمال کریں گے ۔ لہٰذا شری پاٹل نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ شری بھاؤراؤ پاٹل بھی اس موقع پر موجود تھے ۔

وزیراعلیٰ کی ہندوستانی کرکٹ ٹیم کو مبارکباد

بمبئی ۱۱ فروری، مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ شری اے ۔ آر ۔ انتولے نے ہندوستانی کرکٹ ٹیم کے کپتان سنیل گاواسکر اور ٹیم کے دیگر کھلاڑیوں کو آسٹریلیا میں میلبورن میں کھیلے گئے ٹیسٹ میں شاندار کامیابی پر مبارکباد دی ہے ۔

جیل سدھار کمیٹی
وزیراعلیٰ کے ساتھ ملاقات

جسٹس شری اے ۔ این ملا (ریٹائرڈ) کی زیر صدارت جیل سدھار کمیٹی نے وزیراعلیٰ سے اُن کی رہائش گاہ ورشا میں ۲۱ فروری کو ملاقات کی ۔

اس موقع پر وزیراعلیٰ نے اس بات زور دیا کہ کسی سزا یافتہ مجرم کو زندگی بھر کے لئے قابل مذمت نہ سمجھا جائے کیونکہ اگر اسے موقع دیا گیا تو وہ بھی اپنے آپ کو سماج کے لائق بنا سکتا ہے ۔

سزا کی میعاد کے دوران مجرم کا سزا میں نفسیاتی علاج کیا جائے اس کے ذہن میں دوبارہ جرم کرنے کا خیال نہ آئے ۔ اس طرح اس مسئلے کو انسانی نقطۂ نظر سے ہمدردی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔

کمیٹی کے چیرمین شری ملا نے کہا مجرم کے بارے میں پولس کے رویہ میں تبدیلی ضروری ہے۔

بعدازاں چیرمین اور جیل سدھار کمیٹی کے ممبران نے شری بابو راؤ کالے وزیر جیل و دیہی ترقیات سے ملاقات کی۔

غریبوں کی فلاح کے لئے کوشش کیجئے
وزیراعلیٰ کی دانشوروں سے اپیل

"دانشور سماج کا ذہن و ضمیر ہیں۔ وہ سماج میں موافق تبدیلی لا سکتے ہیں بشرطیکہ ملک کے غریب طبقات کی فلاح و بہبود کو اپنا مقصد بنائیں۔ ان خیالات کا اظہار وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۱۱ فروری کو فرمایا۔

وزیراعلیٰ برلا ماتوشری ہال میں ساتویں ویسٹرن انڈیا ریجنل کانفرنس آف چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس کا افتتاح فرما رہے تھے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ دانشوروں کا سکہ جبین غریبوں کی محنت کا محتاج ہے لہٰذا دانشوروں کو چاہیئے کہ وہ سماج کے ۸۰ فیصد غریبوں کو مطمئن رکھیں۔ آپ نے انتباہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم سب ایک آتش فشاں کے دہانے پر بیٹھے ہیں جو کسی بھی وقت ہمارے سماج کو برباد کر سکتا ہے ان غریبوں کو خوش رکھ کر جمہوریت کی بقا کا سامان مہیا کرنے کا یہ آخری موقع ہے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے۔

وزیراعلیٰ نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ معدود چند، دانشور و مالدار افراد اپنے رسوخ سے جمہوریت کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ جتنی جلدی وہ غریبوں کے تئیں اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں وہ ان کے حق میں سود مند ہوگا۔ عدلیہ انتظامیہ مقننہ کو غریبوں سے متعلق اپنے رویہ میں تبدیلی لانی ہوگی۔

شری نانی پالکی والا نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

کوکن کے لئے علیحدہ ہاؤسنگ بورڈ

کوکن میں تعمیر مکانات میں تیزی پیدا کرنے اور علاقے کی ترقی کے لئے گورنر مہاراشٹر نے کوکن کے تین اضلاع کے لئے ایک علیحدہ ہاؤسنگ بورڈ اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ بورڈ کے قیام کے لئے ایک آرڈی نینس جاری کیا ہے۔

یہ آرڈی نینس مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ (ترمیم) آرڈی نینس بابت ۱۹۸۱ء کہلائے گا۔ اس آرڈی نینس کو حکومت مہاراشٹر کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۰ فروری کے حصہ چار میں شائع کیا گیا ہے اور فی الفور اس پر عمل کیا جائے گا۔

مہاراشٹر میں قلت کی صورتحال
مرکزی ٹیم کی وزیراعلیٰ سے ملاقات

ریاست میں قلت کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے مرکز سے آئی ہوئی ٹیم نے اپنے دورے کے اختتام پر منترالیہ میں ۱۱ فروری کو وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے سے ملاقات کی۔ اس ٹیم نے ریاست میں درپیش قلت کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے حکومت مہاراشٹر کے فوری و بر وقت اقدامات کی تعریف کی۔

ٹیم کے ممبران ضمانت روزگار اسکیم کے عملی طریقوں سے بھی متاثر ہوئے اور اس اسکیم کے تحت کام کرنے والی خاتون مزدوروں کے بچوں کی نگہداشت کے لئے "بچہ گھر" کی فراہمی کی ستائش کی۔

وزیراعلیٰ نے انسانی اہمیت کے حامل اس مسئلے پر ٹیم کے ممبران کے رویہ پر اظہار مسرت کیا۔

ٹیم نے مشورہ دیا کہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کئے جانے والے زائد کام کے اوقات کا جائزہ بعض اہم نتائج اخذ کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔

وزیراعلیٰ نے پینے کے پانی کے پروگرام کی راہ میں حائل دشواریوں اور سمینٹ کی ناکافی مقدار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ آپ کا وعدہ ہے کہ اس منصوبہ کے اواخر تک تمام دیہاتوں میں پینے کا پانی فراہم کریں گے ——— آپ نے ریاست کے لئے درکار سمینٹ کی زائد مقدار کی مانگ کی ——

وزیراعلیٰ نے ریاست کے لئے دیگر ریاستوں کو بلاسٹنگ یونٹ کے قیام، بجلی کی فراہمی اور پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے دی جانے والی امداد کی بھی مانگ کی۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت ہند ریاست کو درپیش حالت قلت کو دور کرنے پر توجہ دے رہی ہے وہ اس ٹیم کی آمد سے واضح ہے۔

پانچ اراکین پر مبنی اس ٹیم کی سربراہی ڈاکٹر رنگا سوامی

ایڈوائزر فار ایگری کلچر، پلاننگ کمیشن کر رہے ہیں۔ شری ایس۔ جی۔ کولے، ڈائریکٹر وزارتِ مالیات، ڈاکٹر بی پی۔ بوس ڈائریکٹر شہری دفاع وہیلتھ سروس نئی دہلی، شری ایم۔ ایم دت اسسٹنٹ ڈائریکٹر، ڈائریکٹوریٹ آف کاٹن ڈیولپمنٹ بمبئی بھی اس ٹیم میں شامل ہیں۔

ابتدائی اندازے کے مطابق ۱۸ اضلاع کے ۱۱۶۶۱ دیہاتوں میں خریف فصل پیسے واری ۵۰ پیسے یا اس سے کم ہوگی۔ اس سے تقریباً ۲۱۰۷۵۹ لاکھ افراد متاثر ہوں گے۔ ان اضلاع میں، ضلع اکولہ کے سب سے زیادہ دیہات متاثر ہوں گے جن کی تعداد ۱۵۷۰ ہے اور متاثر ہونیوالی آبادی ۱۲۳۳۰۴۰ ہے۔ دیگر ۱۷ اضلاع کے اعداد وشمار اس طرح ہیں احمد نگر ۲۶، دھولے ۸۵۶، ستارا ۱۷۔ جلگاؤں ۴۹۴۔ سانگلی ۱۶۸، ناگپور ۹۹۰، سولاپور ۶۵۰، وردھا ۱۲۷۵، ناندیڑ ۶۳۰، امراؤتی ۱۳۰۰، اورنگ آباد ۳۷، چندرپور ۳۶۱، بیڑ ۱۶۸، بلڈھانہ ۱۰۵۹، عثمان آباد ۴۴۴، ایوت محل ۱۴۲۸، پربھنی ۱۲۳۴۔

کمیٹی نے اورنگ آباد ڈویژن کے تمام ۵ اضلاع کے علاوہ امراؤتی اکولہ، ناگپور اور ناگپور ڈیوژن کا دورہ کیا۔

دورانِ گفتگو وزیر اعلیٰ نے اپنے ودربھ کے حالیہ دورے کے دوران قلت کی صورتحال کے مشاہدہ کا ذکر کیا۔

وزیر زراعت شری بی۔ ایم گائیکواڑ، وزیر برائے جنگلات وضمانت روزگار اسکیم شری ایف۔ ان ایمپلائمنٹ گورنمنٹ کے چیف سکریٹری شری پی۔ جی گوائی، منصوبہ بندی کے خاص سکریٹری شری ایم۔ ایس۔ یالنتکر، مالیات کے خاص سکریٹری وی پربھاکر، محصول کے سکریٹری شری پی۔ وی نائک اور شری آر۔ ایل پردیپ اور سکریٹری فوڈ اینڈ سیول سپلائز شری وی۔ ٹی چاری نے بھی گفتگو میں حصّہ لیا۔

صفحہ ۔۔ سے آگے

آئیٹم	یونٹ	بنیادی سال ۸۰-۱۹۷۹ء	نشانہ ۸۵-۱۹۸۱ء	فیصد اضافہ ۸۰-۱۹۷۰ء کے دوران
۱۴۔ دیہی فراہمیٔ آب اسکیم				
ا) بذریعۂ پائپ ...	تعداد ...	۵۴۲ ...	۴,۹۰۱	۱۰۲
ب) بند کنوئیں ...	تعداد ...	۲,۱۲۹ ...	۱۱,۹۹۴	۴۶۳
ج) کھلے کنوئیں ...	تعداد ...	۱,۷۴۵ ...	۴,۶۲۳	۱۶۶
۱۵۔ دیہی فراہمیٔ مکانات اسکیم				
مکانات کے لئے جگہوں کی فراہمی اور جھونپڑوں کی تعمیر	فیصد ...	۳٫۳۳ ...	۴٫۸۵	۵۰
فیضیاب ہونے والوں کی تعداد	فیصد ...	۶۶ ...	۱۰۰	۵۱

• **اوج اعظمی**

جڑیا کوٹ، اعظم گڈھ (یو۔پی)

"قومی راج" برابر مل رہا ہے۔ 'قومی راج' صحافت وطباعت اور ضخامت کے اعلیٰ مراحل سے اب گذر رہا ہے۔ میرے خیال میں کسی بھی اعتبار سے اس پندرہ روزہ میں اب کوئی کمی نہیں رہی اور یہ تمام باتیں آپ حضرات کی مساعئ جمیلہ کا نتیجہ ہیں۔

اُردو کی اس بے بدل خدمت کے لئے میری جانب سے دلی مُبارکباد قبول فرمائیں۔

✶

• **سراج انور مصطفےٰ آبادی** (ایم۔اے)

کسائی محلہ، املنیر ۴۲۵۴۰۱

ضلع جلگاؤں (مہاراشٹر)

قومی راج، ہماری ریاست کا موقر جریدہ ہے۔ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس پندرہ روزہ نے ترقی کی منزل طے کی ہے اس سلسلے میں آپ کی مساعئ جمیلہ لائق ستائش ہیں۔

✶

• **عابد ادیب**

۴/۱، نئی وارہ، بوہراواڑی۔ اودے پور (راجستھان) ۳۱۳۰۰۱

'قومی راج' برابر نظروں سے گذرتا ہے۔ عمدہ گیٹ اپ اور طباعت کے ساتھ ہی انتخاب مضامین اور ترتیب خاصی کشش رکھتی ہے اُردو میں ایسے پرچوں کی اشاعت غنیمت ہے۔

✶

• **اکمل اجملی**

۱۹۹۔ دائرہ شاہ اجمل، الٰہ آباد (یو۔پی) ۲۱۱۰۰۳

'قومی راج' کے مطالعہ کا موقع ملا۔ ادبی حصّہ بے حد پسند آیا۔ خاص طور سے غزلوں کا پورشن' آپ نے ہر مکتبۂ فکر کو مطمئن کیا ہے۔ اس دور میں اتنے ایماندارانہ انداز کی صحافت لائق صد ستائش ہے۔

✶

• **مہدی پرتاپ گڈھی**۔ ارری گیشن ڈویژن، پرتاپگڈھ (یو۔پی)

"آزادی نمبر" ملا، ترتیب وتزئین دیکھ کر طبیعت مسرور ہوگئی۔ قطرے کو سمندر بنانے کا فن کوئی آپ سے سیکھے۔ قومی راج کے مختصر نمبر بھی ہمعصر رسائل کے خاص نمبروں پر سبقت لے جاتے ہیں۔ یہ آپ کی محنت اور لگن کی کرشمہ سازی ہے۔

✶

• **محمد غوث محی الدین سوزاں**

محلہ عزیز پورہ، بنجارہ گلی،

پوسٹ وضلع بیڑ۔ ۴۳۱۱۲۲ (مہاراشٹر)

"قومی راج" ایک اچھی سمت رواں دواں ہے۔ آپ کی ادب نواز سخن فہم نظروں نے شخصیت پرستی سے بالاتر ہو کر کئی جواہر پاروں کو' جن پر گمنامی کی گرد پڑی تھی' اُجاگر کیا ہے۔ حکومت کی نئی اسکیمات واحکامات کے ساتھ ساتھ 'قومی راج' معیاری ادب سے روشناس کراتا ہے جس کے لئے آپ صد مُبارکباد کے مستحق ہیں۔

✶

• **نصیر قریشی**

۴/۷۷، ہٹیا بہادر گنج، الٰہ آباد۔ ۳۱۱۰۰۳ (یو۔پی)

'قومی راج' کا ۱۰ ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کا شمارہ موصول ہوا۔ بابائے قوم مہاتما گاندھی کی تصویر سرورق کی زینت بڑھاتی ہے۔ خراج عقیدت کے طور پر منظومات اچھی ہیں۔ وقار واثقی، طرفہ قریشی، تسنیم فاروقی اور حامد جعفری کے اشعار پسند آئے۔ تصاویر سے آجکل کے حالات کا بخوبی علم ہوتا ہے۔ ماہنامہ 'قلم سنسار' کے مشاعرہ نمبر پر تبصرہ حوصلہ افزا ہے۔ واقعی قلم سنسار نے قابل ستائش کام انجام دیا ہے۔

"قومی راج" اپنے مواد اور انداز پیشکش سے اُردو دنیا کے ہر حلقے کو متاثر کرتا ہے۔ کتابت، طباعت اور آرائش مثالی ہوتی ہے' ایسے جریدے اُردو زبان کو سربلند کرنے میں اہم رول ادا کر رہے ہیں اور اُردو زبان کی شیرینی، سادگی ولطافت سے ذہنوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

✶

• **ڈاکٹر عبدالمنان مضطر بالاپوری**

قلعداری بیلس' بالاپور، ۴۴۴۳۰۲

عرصہ دراز سے "قومی راج" زیر مطالعہ ہے۔ آپ کی جانفشانیوں نے مذکورہ پرچے کے خاص نمبروں میں نہایت جامع نیز وسیع مضامین کے گل کھلائے ہیں۔ جن سے میں بہت متاثر ہوا۔

✶

लोकशाही मूल्ये आणि प्रगतीशील सामाजिक व आर्थिक कार्यक्रम यांच्यावर श्रद्धा ठेवून सामर्थ्यवान समृद्ध महाराष्ट्र निर्माण करण्यासाठी महाराष्ट्र शासनाची निर्धारपूर्वक पावले

शेतकरी व शेतमजुरांच्या विकासासाठी लोकाभिमुख शासनाची जोमदार पावले

शेतकरी व शेतमजुरांच्या तसेच सर्वसामान्य गरीब माणसाच्या विकासासाठी महाराष्ट्र शासन कटिबद्ध आहे छोटा शेतकरी, सतत राबणारा शेतमजुर आणि दीन दुबळा गरीब माणूस शासनाच्या सर्व योजनांचा केन्द्रबिंदू आहे म्हणूनच गेल्या सात महिन्यात महाराष्ट्र शासनाने ह्या सा याच्या हिताचे अनेक निर्णय घेऊन त्याच्या विकासासाठी जोमदार पावले उचलली आहेत

लहान शेतक यांना ५७ कोटी रुपयाहून अधिक रकमेची कर्जमाफी

सतसरेदीसाठी किंमतीतील वाढीच्या ३३½ टक्के रकमेचे अर्थसहाय्य

भात ज्वारी व बाजरी ह्यांच्या खरेदी किमतीत वाढ

हंगामाच्या सुरुवातीपासून आधार किमतीची अंमलबजावणी

दुष्काळी भागातील कापूस उत्पादकाची वसूल केलेली कर्जे परत नवीन कर्ज वसुली स्थगित सर्व कर्जाचे मध्यम मुदतीत रुपांतर

- चालू व
  इतर पि
- कापूस
  कापसा
  रुपये
- सारव
  जाणा
- आदि
  खरेदी
- लहा
  योज
- शेत
  का
- शेत
  जि

विदर्भातील कृषी-औद्योगिक क्रांतिपर्वास प्रारंभ

मुख्यमंत्री श्री. ए. आर. अंतुले यांनी विदर्भातील कृषी-उद्योगाच्या विकासासाठी घेतलेले महत्वाकांक्षी निर्णय–

- कापूस उत्पादकाची दुष्काळी परिस्थिती लक्षात घेऊन वसूल केलेली कर्जे शेतक-यांना परत तसेच नवीन कर्जाच्या वसुलीस स्थगिती
- कापूस उत्पादन करणा-या विभागात प्रत्येक जिल्ह्यात किमान दोन सुताच्या सहकारी गिरण्याची उभारणी
- कापूस उत्पादक भागात सरकीचे तेल काढणा-या तीन मोठ्या कारखान्याची उभारणी

- सत्यावर प्रक्रिया करणा-या कारखान्याची उभारणी
- अशोक लेलँडचा अवजड वाहने तयार करणा या १५० कोटी रुपयाच्या प्रकल्पाची भंडारा जिल्ह्यात उभारणी त्यामुळे तीस हजारापेक्षा अधिक बेकारांना काम व १०० हून अधिक छोट्या उद्योगास चालना
- चंद्रपूर जिल्ह्यात १० लाख मेट्रिक टनाच्या दोन सिमेंटच्या कारखान्याची येत्या तीन वर्षात पुर्तता
- पिण्याच्या पाण्याचा पुरवठा आणि औद्योगिकरणाच्या सोईसाठी नागपूर कामठी आणि भंडारा शहरासाठी पाणी पुरवठा योजना
- सरकीवरील रुई काढल्यानंतर उरलेल्या लिंटर प्रक्रिया करण्यासाठी ३५ कोटी रुपयाच्या सेलोलोजच्या कारखान्याची निर्मिती त्यामुळे आसमंतात २५ इतर महत्वाचे छोटे कारखाने निर्माण होतील
- औद्योगीकरण व शेतीच्या विकासासाठी आवश्यक असलेल्या विजेच्या पुरवठ्यासाठी चंद्रपूर जिल्ह्यात सुपर थर्मल स्टेशनची उभारणी.
- पंचायत समिती आधारावर विदर्भातील तालुक्याची पुनर्रचना
- प्रकल्पग्रस्त लोकांचे शक्य तितक्या लवकर पुनर्वसन
- वर्धा स्कीम अमलात आणणे

- भात, ज्वारी व बाजरी ह्यांच्या खरेदी किमतीत वाढ हंगामाच्या सुरुवातीपासून आधार किमतीची अमलबजावणी
- विणकरांच्या व विडी कामगारांच्या सहकारी संस्था स्थापन करण्याला प्रोत्साहन व त्यांच्या प्रश्नासंबंधी सहानुभूतीचे धोरण

قارئین کی رائے

★ ڈاکٹر ایس. کے آڈکر

ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی

لینڈکرمالا، نیو آرٹس اینڈ کامرس کالج کے پیچھے، احمد نگر۔ ۴۱۴۰۰۱

'قومی راج' ہر لحاظ سے مہاراشٹر کا نمائندہ ہے۔ یہ ریاست کا سرکاری ترجمان ہے۔ اس کے ذریعہ مہاراشٹر میں ہونے والی صنعتی، ثقافتی، تعلیمی، ادبی ہر قسم کی ترقی سے نیز سماج کے کمزور طبقوں کی فلاح و بہبود کے لئے مہاراشٹر سرکار جو قدم اٹھا رہی ہے' اس سے قارئین کو واقف کرایا جاتا ہے۔ آپ کی زیر ادارت یہ رسالہ خوب سے خوب تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین معلوماتی اور دلچسپ ہوتے ہیں اور اس کے خاص نمبر بھی بڑے مفید ہوتے ہیں۔ کسی سرکاری رسالے کے ادبی معیار اور اس کے مزاج کو برقرار رکھنا آسان نہیں ہوتا۔ آپ نے یہ کام بخوبی انجام دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس میں مہاراشٹر کے شعراء اور ادباء کو متعارف کرانے کا سلسلہ شروع کیا جائے تو مناسب ہوگا۔

'قومی راج' تمام سرکاری اردو رسالوں میں اپنی انفرادیت رکھتا ہے اس کے تمام صوری اور معنوی محاسن کے لئے میری مبارکباد قبول فرمائیں۔

★ ڈاکٹر نعیم اختر

سب ایڈیٹر 'محافظِ صحت' (دہلی)

حافظ دواخانہ، مالیگاؤں (ضلع ناسک)

''قومی راج'' کا ''مراٹھی سنگیت ناٹک' **خصوصی نمبر'** بے حد پسند آیا۔ اس پر روشنی ڈالنے والے تمام فنکار قابلِ ستائش ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ 'قومی راج' اپنی نوعیت کا اچھوتا، منفرد اور معیاری رسالہ ہے جو اپنے اندر علم و فن کے گوہر نایاب بھی رکھتا ہے۔ اللہ کرے یہ اسی طرح دن دونی، رات چوگنی ترقی کے بامِ عروج پر چمکتا رہے۔ اراکین قومی راج ہر لحاظ سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

★ مصطفےٰ جمیل

بالاپور۔ ضلع اکولہ

آپ نے 'قومی راج' میں نمایاں تبدیلیاں فرما کر اس کے معیار کو بہتر بنایا ہے۔ دعا ہے کہ 'قومی راج' مزید ترقی کرے۔

★ نیاز علی نیاز

چوڑی محل، بالاپور۔ ۴۴۴۳۰۲ ضلع اکولہ

شمارہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء باصرہ نواز ہوا۔ نثر میں متین اچل پوری صاحب کے مضمون ''گاؤں، کھیت، کھلیان اور اردو شاعری'' نے کافی متاثر کیا، شعری تخلیقات بھی بہت خوب ہیں۔ عام قارئین کے لئے ''خود روزگار منصوبہ'' نہایت معلومات افزا ہے جس سے متوسط طبقہ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

★ رشید الدین۔ ایم۔ اے (عثمانیہ)

مکان نمبر ۱۱۱-۲-۱۲، مراد نگر، حیدرآباد ۵۰۰۰۲۶ (اے۔ پی)

'قومی راج' ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء ہمدست ہوا۔ شکریہ، اب یہ واقعی بہت خوبصورت، دلچسپ، معلوماتی اور معیاری ہو چکا ہے آپ اور آپ کے عملہ کے ارکان (خصوصاً ریاض احمد خاں صاحب) اس سلسلہ میں واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ 'قومی راج' کا گیٹ اپ نہایت شاندار ہوتا ہے اور اس میں شامل تصاویر بھی بہت بڑھیا ہوتی ہیں۔ سرکاری معلومات پر مشتمل مواد بھی بہت سلیقہ سے پیش کیا جاتا ہے اور اس میں ادبی مواد کی پیوند کاری بڑے فنکارانہ انداز میں کی جاتی ہے۔

★ ایم۔ انیس پروانہ

جنرل سکریٹری، ویورس کوآپریٹو سوسائٹیز ایمپلائز یونین

نیا بازار۔ کامٹی (ضلع ناگپور)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ''قومی راج'' کی خوبصورتی اور اس کی ترتیب و تزئین میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور مہاراشٹر سرکار کی کارکردگی پر اچھی روشنی ڈال رہا ہے اس کے ساتھ ہی اردو شاعری اور نظموں و غزلوں کو نہایت معقول جگہ دی جا رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اردو شاعری اور ادب پر تبصرے بھی شائع کئے جائیں۔ اور شاعروں اور ادیبوں کے حالاتِ زندگی نیز اس سلسلے میں مفید و سبق آموز مضامین کی اشاعت کے لئے بھی کچھ صفحات مخصوص کئے جائیں۔

آخری چند صفحات میں جو خبریں۔ تصویروں کے ساتھ شائع کی جا رہی ہیں وہ بڑی دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں اگر صوبائی دارالحکومت بمبئی کے ساتھ صوبہ کے دوسرے شہروں کی بھی اس قسم کی خبریں تصویروں میں شائع کی جائیں تو مزید دلچسپی کا باعث ہوں گی۔

سیناپتی باپٹ۔
نوجوانوں کے لئے مشعلِ راہ

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کا پیغام

سیناپتی باپٹ، عظیم اور مثالی مجاہد آزادی تھے جنھوں نے مادر وطن کو بدیسی تسلط سے آزاد کرانے میں اپنی جان کی بازی لگادی، انسانیت کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کی اور ناانصافی کے خلاف آخری دم تک لڑتے رہے۔

آپ نے بدیسی حکمرانوں کو سرزمینِ وطن سے نیست و نابود کرنے کے لئے بم بنانے کا ہُنر سیکھا، اور پھر اُنھیں ہاتھوں میں جھاڑو لے کر ہمارے درمیان سے گندگی دُور کی اور پاکیزگی سکھائی۔ کسی بھی ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنے میں آپ کی جراءت، شجاعت اور کامیاب سپہ سالاری بے مثال ہے۔ آپ کی زندگی روحانیت سے سرشار تھی اپنی زندگی کو صحیح ڈھنگ سے استعمال کرنے کی کوشش کرتے اور کوئی بھی قدم اُٹھاتے وقت آپ نہایت انکساری سے فرماتے کہ " یہ شری ہری کی دَیا ہے"۔

آج کی نوجوان نسل کو چاہیئے کہ وہ سیناپتی باپٹ کی انقلابی شخصیت، ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنے کی ان کی ہمت اور غریبوں اور ناداروں کی بے لوث خدمت سے سرشار ان کے جذبہ کی تقلید کریں۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے لئے سیناپتی باپٹ کی زندگی مشعلِ راہ ثابت ہوگی اور یہ نوجوان اس عظیم محبِ وطن کی فطری صلاحیتوں کو اپنانے کی کوشش کریں گے تاکہ ہماری جمہوری قدریں مضبوط ہوں اور خود ان کی زندگی سیناپتی کی زندگی کا نمونہ بن جائے۔

سیناپتی باپٹ کی جنم شتابدی کے موقع پر 'قومی راج' کا خصوصی نمبر شائع ہورہا ہے جو یقیناً ہماری نوجوان نسل کو سیناپتی باپٹ کے انقلابی اُصول اور ان کی شاندار روایتوں سے روشناس کرائے گا۔ 'قومی راج' نے بہترین خصوصی نمبر شائع کرکے اچھی روایت قائم کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ "سیناپتی باپٹ، خصوصی نمبر" بھی اس روایت کو برقرار رکھے گا۔ اُمید ہے کہ مہاراشٹر کے قارئین اس خصوصی نمبر کو پسند کریں گے۔

اے۔ آر۔ انتولے
وزیر اعلیٰ مہاراشٹر

سب کی بھلائی کے خواہاں، سیناپتی باپٹ

• وسنت ساٹھے
مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات

سیناپتی باپٹ کی زندگی، آزادی اور گرام راجیہ کے لئے ایثار و قربانی کی رزمیہ داستان ہے۔ جوان سالی کے صرف بائیسویں برس میں ہی انھوں نے آزادی کی قربان گاہ پر اپنی جان بھینٹ کرنے کی قسم کھائی۔ تب سے اس جانباز انقلابی نے آزادی ملنے تک چین کی سانس نہ لی۔ ان کی پوری زندگی روحانیت سے سرشار اور جہدِ مسلسل تھی۔ انہیں سکھ دکھ کی پروا نہیں تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ مہاراشٹر کے سنتوں میں بلند مقام رکھتے ہیں۔

گرام راجیہ کا خواب: روحانی نظریات کے حامل ہونے کے باوجود ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ ہندوستان مادی طور پر بھی ترقی کرے۔ یہ عین مناسب ہوگا اگر ہم ان کی جنم شتابدی سال کے دوران ان کے سماجی و معاشی نظریات کو اپنی عوامی زندگی میں عمل میں لائیں۔ ۱۹۰۲ء میں سیناپتی نے اپنی زندگی آزادی کے لئے وقف کرنے کی ٹھانی اور ارادہ کیا کہ ہمارا سوراج تحریک آزادی کے بعد سورجیہ (مثالی راج) بن جائے۔

پونے کے مشہور محبِ وطن بابو کاکا کانیٹکر نے ایک دفعہ سیناپتی سے پوچھا کہ آزادی ملنے کے بعد دیہی باشندوں کو کیا پیغام دینا چاہیئے۔ سیناپتی نے فوراً جواب دیا "گاؤں گیتا"۔ سیناپتی نے کہا تھا "غریب قوم دیگر اقوام کے مقابلے میں قابلِ عزت نہیں سمجھی جاتی۔ ہندوستان میں جب تک غربت رہے گی، ہمیں دنیا تضحیک کی نظر سے دیکھے گی۔ اس لئے ہمیں اپنی قوم کی خوشحالی کے لئے سخت محنت کرنی چاہیئے۔ دیہی باشندے ملک کے اصل مالک ہیں۔ اس لئے گاؤں اور دیہاتوں پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیئے۔ لیکن آج وہ غربت کے پاؤں تلے روندے جارہے ہیں اور وہ شہری دولت کے محتاج ہو گئے ہیں۔ اصل مالک آج فقیر بن گئے ہیں اور ان کی معاشی حالت قابلِ رحم ہوگئی ہے۔ برعکس اس کے شہری باشندے گلچھرے اڑا رہے ہیں اور ان غریب دیہی لوگوں کی محنت کے بل پر کاروں میں سیر سپاٹے کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لئے سیناپتی کہا کرتے تھے:

'मसे कांती सोपी स्मरा हे सवेंव । नको इंद्रिया ते कक बेऊ बेव ।।'

"انقلاب لانا اتنا آسان نہیں ہے کیونکہ انسانی ضروریات ایسا کرنے سے روکتی ہیں"۔ گرام راجیہ "سوراجیہ (اچھی حکومت) کی بنیاد ہے۔ اصل مساوات گرام راجیہ میں پوشیدہ ہے، جس

ہیں مہاتما، مہاراج اور مہار ایک صف میں نظر آتے ہیں۔ ایسے گرام راجیہ کے لئے ہر ایک سخت محنت کرنی چاہئے۔ سخت محنت کے بغیر زندگی حرام ہے۔ وہ لوگ جو محنت نہیں کرتے، جلد ہی برائیوں میں گرفتار ہوجاتے ہیں۔ گرام راجیہ میں دولت کا ڈھیر نہیں ہوگا، کیونکہ دولت کی زیادتی انسان کو کاہل بناتی ہے۔ یہ تھی سیناپتی باپٹ کی نصیحت جو گاؤں گیتا میں سموئی گئی ہے۔

صاف ستھرا بھارت: سیناپتی باپٹ کا دوسرا خواب "صاف ستھرا بھارت" تھا۔ یہ محض دکھاوا نہیں تھا بلکہ اس انقلابی نے ظلم سے لڑنے والے ہاتھوں میں صفائی کے لئے جو کہ پاکی کی نشانی ہے، جھاڑو بھی سنبھالی۔ سیناپتی جہاں کہیں بھی رہے، انھوں نے صفائی تحریک شروع کی اور اس کے لئے اس حد تک محنت کی جب تک کہ ان کے بوڑھے اعضا جواب نہ دے گئے۔ جب بھی وہ اچھے موڈ میں رہتے، وہ ہمیشہ مغربی ممالک میں اپنے قیام کے قصے سناتے ہوئے کہتے "میں نے یورپ میں چھوٹے شہر اور گاؤں دیکھے ہیں اور اپنے وطن کو دیکھ کر مارے شرم کے پانی ہوجاتا ہوں۔ جب سے میں بدیس سے لوٹا ہوں، میں نے گاؤں کو صاف ستھرا بنانے کا تہیہ کرلیا اور حتی المقدور اس پر عمل کی کوشش ہے۔[बोले तैसा चाले ।] جو انھوں نے کہا وہ کر دکھایا۔

سیناپتی کے پتا کو اپنے لڑکے کی صفائی تحریک ناپسند تھی۔ انھوں نے اپنے پتا سے کہا تھا:

"آپ حاضر و ناظر بھگوان کی پوجا کرتے ہیں۔ میں بھی اُسے پوجتا ہوں۔ بھگوان گنپتی جہاں رکھا جاتا ہے، آپ وہ جگہ تو صاف کرتے ہیں۔ میرے گنپتی بھگوان چونکہ لوگ ہیں، اس لئے میں صفائی کی تحریک چلاتا ہوں۔"

سیناپتی واقعی ایک عظیم انسان تھے، کیونکہ وہ لوگوں کو وہی سکھاتے تھے، جس پر وہ عمل کرتے تھے۔(‏'त्याची वदावी पाऊले ।।)

انھوں نے صاف صفائی ایک پوتر کام سمجھتے ہوئے، پورے لگن سے کی۔ انھوں نے اس بات کی سخت مذمت کی کہ اس کام کے لئے ایک الگ ذات "بھنگی" (صفائی کرنے والا) وہ کئی سالوں تک یوم آزادی "اجتماعی صفائی" کے طور پر منایا کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ رتناگیری جیل میں انھوں نے صفائی کا کام حاصل کرنے کے لئے بھوک ہڑتال بھی کی۔

ایک عظیم ادیب: اس بے لوث سماجی کارکن نے صفائی کیلئے جھاڑو تک ہاتھ میں ضرور لیکن وہ ایک عظیم مفکر بھی تھے۔ گو کہ وہ کئی مظاہروں اور تحریکوں میں شامل رہے، انھوں نے اربندو مہارشی کے ادب کا سلیس مراٹھی میں ترجمہ کیا، جو کہ ۲۰،۰۰۰ اصل تحریری صفحات پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ۱۱ جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ اس کے علاوہ، وہ ایک کوی بھی تھے۔ اور ان کی خود کی ادبی تصانیف سیکڑوں صفحات پر مشتمل ہے۔ ان کی تصانیف عام آدمی سے کلام کا نمونہ ہے، لیکن اس میں چاشنی، جذبات نگاری اور صاف گوئی

عناصر موجود ہونے سے، وہ ایک ادبی جواہر پارے سے کم نہیں۔" چے تنبیہ گا نھا" ۔ اپنی کویتا کے مجموعہ کے لئے سیناپتی کا پسندیدہ یہ عنوان، واقعی معنی خیز ہے۔

میرا وطن بھلائی: "میرا وطن بھلائی" سیناپتی کی ایک ہندی کویتا کا عنوان ہے، جو ان کے فلسفۂ زندگی پر روشنی ڈالتی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

" یہ میری تمنا ہے کہ میں دنیا کی بھلائی کے لئے جیوں اور میں نے اپنی حد تک اس پر بہتر طریقے سے عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ عوام یعنی بھگوان کی مخلوق کی خدمت اور ان کے لئے سخت محنت ہی اس نیک زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔ یہی میں نے سیکھا ہے یہی میرا عقیدہ ہے، یہی میری تمنا ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کروں گا۔"

(شری ساٹھے، مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات)

(مراٹھی کا ترجمہ: جی۔ بی۔ گجر)

بیسویں صدی کے سنت

* جینت راؤ تلک

سنت یا رشی، وہ ہستی ہے جسے منترا یا درشن نصیب ہوئے ہوں۔ رگ وید میں بھاردگا، انگیرا، ادسیشٹا اور وشوامتر جیسے رشیوں کو متعارف کرایا گیا ہے۔
بیسویں صدی کے رشیوں میں سیناپتی باپٹ کا نام سرفہرست رکھا جا سکتا ہے۔ سیناپتی باپٹ نے اپنی زندگی کا منترا (مقصد) اسی دن پالیا تھا جب آپ نے تلوار کی دھار پر اپنی ہتھیلی رکھ کر مادر وطن کو بدیسی حکمرانوں کے تسلط سے آزاد کرانے کی قسم کھائی تھی۔

आईवरी विपत्ती । आम्ही मुले कशाला । बंदीत मायभू ही । आम्ही खुले कशाला ।
रक्ताळले शरीर । भडका जिवात झाला । आईस सोडवाया । येणार कोण बोला ।।

"دھرتی ماں مصیبت میں گرفتار ہو، تو ہمیں اس کا سپوت کہلانے کا کیا حق ہے۔
ماں پا بہ زنجیر ہو اور ہم آزاد پھریں، (یہ دیکھ کر) ہمارا خون جوش میں آنا چاہیئے۔ ماں کو آزاد کرانے کے لئے بولو کون ساتھ آتا ہے!"

اور جب وہ شدھ ستیہ گرہ (سچائی کی کھوج) کے راستے پر چلے تو ان پر وسیع و عریض کائنات میں ہی روحانیت (درشن) کا نزول ہوا۔ شری ہری پر وہ پختہ یقین رکھتے تھے۔ ان کے نظریہ کے مطابق دنیا کا نظام چلانے والے شری ہری ہیں۔ وہ اپنی مرضی سے دنیا کا نظام چلاتے ہیں اور فانی انسان کا اس پر کوئی قابو نہیں۔ شری ہری سب کچھ کر سکتے ہیں اور فانی انسان سے کرا سکتے ہیں۔ نوجوانوں کو بھی وہ یہی تعلیم دیا کرتے تھے۔ شری مد بھگوت گیتا کے ۱۸ ویں باب میں ۶۱ سے ۶۳ اشلوک انھیں بے حد پسند تھے۔

زندگی محض ایثار (یگیہ کنڈ) سیناپتی باپٹ کی زندگی سراپا ایثار (یگیہ کنڈ) کا نمونہ تھی۔ ان کی عظمت بیان نہیں کی جا سکتی۔ ان کی انقلابی جدوجہد، بچوں کے لئے پدرانہ شفقت اور ان کی روحانی طبیعت نے ان کی شخصیت کو وہ روپ دیا تھا گویا وہ شری ہری میں سے ایک ہوں ایسی عظیم ہستی سے ملاقات کا شرف خوش نصیبی کی بات ہے۔ قدرت بچپن ہی سے ان پر مہربان تھی۔ بچپن میں تاتیہ ایک بار تالاب میں سر تک ڈوب گئے۔ صرف سر کی چوٹی نظر آرہی تھی۔ اسی چوٹی کی وجہ سے ان کی جان بچی۔ انھیں چوٹی پکڑ کر تالاب سے نکالا گیا۔ اپنی زندگی کے اگلے دور میں کئی اہم واقعات سے ان کی یادیں وابستہ ہیں۔ تحریک آزادی میں شریک ہوئے۔ بم بنائے، انقلابیوں کی ایک تنظیم تشکیل کی۔ ملشی ستیہ گرہ، حیدرآباد ستیہ گرہ، گوا کی جدوجہد آزادی میں پیش پیش رہے اور عزم و جراءت کا اعلیٰ مظاہرہ کیا۔ لیکن چونکہ

رُوحانی طبیعت رکھتے تھے اس لئے ان کی نظر میں یہ سارے کام । इदं न मम । (میرے لئے کچھ نہیں صرف پرمیشور کے لئے) تھے۔

آزادی کے بعد: ۱۹۴۷ء میں جب آزادی ملی، تاتیہ کو پونے میں شنیوار واڑا کے تاریخی مقام پر ترنگا لہرانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس تاریخی موقع پر ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تاتیہ نے اپنے نظریۂ آزادی کی وضاحت کی۔ انھوں نے کہا کہ

"ہم نے جو آزادی حاصل کی ہے اس کا صحیح مقصد اسی وقت حاصل ہوگا جب ہم عوام کی، غریب عوام کی سچّی حکومت قائم کریں۔ آزادی کی بقا کیلئے حاکموں کو ہمیشہ چوکنّا رہنا چاہیئے۔ انھیں اعلیٰ کردار کا مالک ہونا چاہئے۔ ذمہ دار عہدوں پر ترقی کے لئے لوگوں کو اچھی طرح پرکھنا چاہیئے۔"

آج قدیم قدریں اور اصول ناپید ہوتے جارہے ہیں۔ ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ سیناپتی باپٹ کی سوانح عمری اسکول اور کالج میں طلبہ کے نصاب میں شامل کی جائے تاکہ نوجوان نسل کو تحریک ملے اور ان میں بیداری پیدا ہو۔

گوا ستیہ گرہ: میں پہلی دفعہ گوا کی جدوجہد آزادی کے دوران تاتیہ سے ملا۔ میں آزادئ گوا امدادی کمیٹی کے کارکنوں میں سے ایک تھا۔ طے یہ پایا تھا کہ ستیہ گرہ کرنے والے مظاہرین یکے بعد دیگرے گروپ کی شکل میں گوا روانہ کئے جائیں، اور پہلا گروپ ناناصاحب گورے کی قیادت میں روانہ ہو۔ ایک دن اچانک تاتیہ، گائیکواڑ واڑا آئے اور ستیہ گرہی کی حیثیت سے اپنا نام درج کرایا۔ میں نے تاتیہ سے کہا "آپ کی عمر زیادہ ہے۔ اب نوجوانوں کو لڑنے دیجئے، آپ اُن کی رہنمائی کریں"۔

تاتیہ نے جواب دیا "میں مرنا چاہتا ہوں۔ موت وہاں مجھے گلے لگائے گی اور میں ایسی ہی صورت میں مرنا پسند کروں گا۔ کل باپو کھیلکر آئے تھے، انھوں نے کہا تھا 'تاتیہ، ستاروں کی گردش کے مطابق تم اس وقت ایک بُرے دور سے گذر رہے ہو۔ تب میں نے کہا تھا 'یہی وہ موقع ہے جس کا مجھے انتظار تھا، اب وقت آگیا ہے کہ میں اپنے وطن کے لئے قربان ہوجاؤں'۔"

گوا کے لئے ستیہ گرہ کرنے والے پہلے گروپ کی قیادت سیناپتی باپٹ کو سونپے جانے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ یہ خبر پُرتگالی افسران کے کانوں تک پہنچی۔ باپٹ کے نام سے پہلے "سیناپتی" لقب سے وہ لرز گئے۔ انھوں نے سوچا شاید کوئی فوجی سپہ سالار قیادت کرنے والا ہے وہ تمام ہتھیاروں سے لیس تیار ہوگئے۔ لیکن ان کی حیرت کی حد نہ رہی جب انھوں نے سیدھے سادے خالی ہاتھ اس شخص کو دیکھا۔ گولیاں داغی گئیں۔ پربھودیال نے بہادری سے سامنا کیا۔ سیناپتی کو بے رحمی سے زدوکوب کیا گیا۔ باپٹ کو زخمی حالت میں ہندوستان کی سرحد کے اندر لایا گیا۔ انھوں نے کہا۔

असो ते कसे हि नसे त्याग व्यर्थ । करा त्याग जो काहि गोमंतकार्थं ।।
तयाचे बळे भारतोद्धार होई । तयाचे बळे आत्मउद्धार होई ।।

[دوسرے چاہے کچھ بھی سوچیں، قربانی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔ گوا کی آزادی کے لئے
اپنے آپ کو قربان کرنے سے پورے بھارت کا نام ہوگا۔]

شانتی بگنہ : اپنے آپ کو مٹادینے کے لئے آپ حالات سے نبردآزما ہوگئے۔ اس وقت آپ نے 'شانتی بگنہ' کا نظریہ پیش کیا۔ پنڈت جواہرلال نہرو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ بین الاقوامی تنازعات پُرامن طریقوں سے سُلجھانے چاہیئے، لہٰذا گوا کا مسئلہ بھی پُرامن طریقے سے حل کیا جانا چاہیئے۔ ایک سو ستیہ گرہیوں کا دستہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو دہلی جائے، گوا کے مسئلہ کو پُرامن طریقے سے حل کرنے کے لئے عبادت کرے اور خود کو گولیوں کا نشانہ بناکر جان دیدے۔ تاتیہ نے کہا کہ ایسے شانتی بگنہ' کے ذریعہ جان قربان کرنے والوں میں وہ سب سے پہلے ہوں گے۔

وہ دل و جان سے سمیکتہ مہاراشٹر اندولن میں شامل ہوئے اور ستیہ گرہیوں کی قیادت کی۔ کرناٹک کے مراٹھی بولنے والے علاقوں کی مہاراشٹر میں شمولیت کے لئے انھوں نے بھوک ہڑتال کی۔ ملک کی آزادی کے دوران ان کی مسلّح جدوجہد، ملشی ستیہ گرہ میں بلندہمتی کا مظاہرہ اور غیر معمولی بہادری کی چند ایسی مثالیں ہیں جو آزادی کے بعد آنیوالی نوجوان نسلوں کے لئے ایک نمونہ ہوں گی۔

میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے انقلابی دور میں دو "جنرلوں" کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مادرِوطن کی قربان گاہ پر "اپنی جان کی قربانی" کی تعلیم غیرمعمولی بات ہے۔ یہ صرف تشدّد کی تعلیم نہیں تھی بلکہ انقلاب اور آزادی کی تعلیم تھی۔ یہ انسانیت کی تعلیم تھی۔ اور ان کے پیروکار بھگوت گیتا کے نام لیوا تھے۔

یادیں : گوا آزادی کی جدوجہد کے دوران مجھے لکھے گئے اُن کے چند خطوط قیمتی ورثہ کے طور پر میں نے محفوظ رکھے ہیں۔ میرے پاس ان کے لوکمانیہ تلک کو 'مراٹھا' کی ادارت کے سلسلے میں لکھے ہوئے خطوط بھی محفوظ ہیں۔ یہ خطوط ان کے خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ وہ کسی بچہ کی طرح معصوم تھے۔ وہ اربندو کی "روحانی زندگی" موثر طریقے سے بیان کرنے میں مہارت رکھتے تھے، کیونکہ وہ پانچ بُرائیوں 'کام، کرودھ، موہ، مایا اور متزا' پر قابو پاچکے تھے۔

[شریمتی ان۔و۔تائی پھاٹک کی کتاب "آمچے تاتیہ سیناپتی باپٹ" کا پیش لفظ]
(شری تلک مہاراشٹر کے کابینی وزیر برائے انرجی، سیاحت، پٹروکیمیکل، کھیل کود، یوتھ سروسیز اور ثقافتی اُمور ہیں۔)

(مراٹھی ترجمہ : آر۔جی مائیڈ)
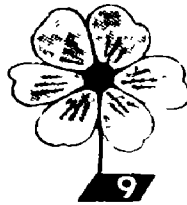
سیناپتی باپٹ

٭ پروفیسر م۔ خ۔ شاذلی
شری شیواجی کالج، قندھار

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے ؎ دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

بیسویں صدی کی چوتھی دہائی ہندوستان کی تاریخ جدوجہد آزادی میں نہایت ہنگامہ پرور، اضطرابی اور سرفروشی کی دہائی رہی ہے۔ ملک کی تمام سیاسی پارٹیوں میں ایک طرح کی بےچینی پھیلی ہوئی تھی۔ جس کا اندازہ ان سیاسی پارٹیوں کی آئے دن منظور ہونیوالی تجاویز، رہنماؤں کے مسلسل بیانات اور فیصلوں کے علاوہ انفرادی طور پر عوام کی اپنی مقدور بھر جدوجہد سے لگایا جاسکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ہندوستان کے باہر غیر ممالک میں رہنے والے ہندوستانی عوام بھی بھارت کی آزادی کی جدوجہد کے لئے تڑپ اٹھے تھے، اور مادرِ وطن کی خدمت کرنے کے لئے بےچین ہو اٹھے تھے۔ غلامی کی مسلسل لعنتوں سے بیزار ہوکر گاندھی جی کے عدم تشدد کے طریقِ کار سے اکتاکر تشدد کا راستہ بھی اختیار کرنے پر تیار ہوچکے تھے۔ سبھاش چندر بوس اور گاندھی جی کے نظریاتی اختلافات کی بنیاد میں دراصل یہی جذبات کارفرما تھے۔ ایسے حالات میں ہندوستان میں ہزاروں اور لاکھوں افراد نے کس کس طرح کی قربانیاں دی ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ صحافت چونکہ حکومتِ وقت کے اختیار میں تھی اس لئے ان مجاہدینِ آزادی کی قربانیاں عوام تک پہنچ بھی نہ سکیں۔ اس طرح ہماری تاریخ جدوجہد آزادی کا ایک بہت بڑا حصّہ تاریکی میں ہے۔ ایسے ہی گمنام مجاہدینِ آزادی میں سیناپتی باپٹ کا نام سرِفہرست ہے۔

اِس مجاہد کے قلب کی گہرائیوں میں آزادی کی چنگاریاں چمک رہی تھیں۔ اپنی زندگی کو آزادیٔ وطن کے لئے داؤ پر لگا دینا، جرأت اور ہمت کا یہ عالم کہ انگریزوں کے وطن میں انگریزی حکومت کے ظلم و ستم کا بھانڈا پھوڑ دینا، جان ہتھیلی پر رکھ کر ایک ایک انگریز کو نیست و نابود کر دینے کا عزم رکھنا، اور اپنے ملک کے عوام کے اتحاد و اتفاق کے لئے بھی اپنی جان قربان کر دینا، یہ سیناپتی باپٹ کی زندگی تھی۔ گو اِس ایک مجاہد کی زندگی آزادیٔ وطن کی قیمت نہ تھی لیکن وہ ایک چراغ تھی جس نے سینکڑوں ہزاروں چراغوں کو روشنی دی۔

؎ گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

کے مصداق آج کی صحبت میں ہم اس عظیم مجاہد آزادی کی تڑپنے والی اور تڑپا دینے والی زندگی کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔ گو اس زندگی کے بعض حصوں کو ہم اس دور کے حالات میں محدود کرتے ہیں لیکن بعض گوشے اور بنیادی نظریات ایسے بھی ہیں جو ہر دور میں ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہیں، بلکہ بے حد ضروری بھی ہیں۔ ظلم و ناانصافی کے

خلاف آواز اُٹھانے کے لیۓ طاقت وقوت کی آج بھی اتنی ہی شدید ضرورت ہے۔

پانڈورنگ مہادیو باپٹ کا جنم ۱۲ نومبر ۱۸۸۰ء کو ضلع احمد نگر کے پارنیر گاؤں میں ہوا۔ دیانتداری اور سچائی کے لیۓ حالات سے کسی طرح کا سمجھوتہ نہ کرتے ہوۓ بڑی سے بڑی قربانی دے دینا باپٹ کی خاندانی روایت رہی ہے۔ باپٹ کے والد مہادیو راؤ رجسٹریشن آفس میں ملازم تھے۔ عہدیداران حکومت کا اہانت آمیز رویہ برداشت نہ کرتے ہوۓ انھوں نے ایک دن سخت فیصلہ کیا اور ملازمت سے استعفیٰ دیدیا۔ اور گھریلو زندگی ترک کرکے ایک مندر میں جا بیٹھے اور تاحیات وہیں عبادت و ریاضت میں عمر گذار دی۔ باپ کا یہ حال تو ماں گنگا بائی ہندوستانی خاتون کا ایک بےمثال نمونہ۔ صبر و شکر کی دیوی نے ایسے سخت حالات میں بھی پیشانی پر بل نہ آنے دیا۔

آٹھ یا نو سال کی عمر میں احباب کے اصرار پر باپٹ کو نیو اسکول پونے میں داخل کیا گیا۔ ششم جماعت تک وہیں تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۹۷ء کے طاعون میں باپٹ کو سہارا دینے والے بھی ختم ہو گئے۔ دو سال یونہی گذر گئے آخر کار ۱۸۹۹ء میں میٹرک پاس کرلیا۔ اس دور میں ممبئی یونیورسٹی کی جانب سے جگنا تھ شنکر سیٹھ سنسکرت اسکالرشپ دی جاتی تھی۔ جس کی بڑی زبردست اہمیت تھی۔ بہرحال باپٹ سنسکرت اسکالرشپ لے کر دکن کالج میں داخل ہو گئے اور ۱۹۰۳ء میں بی۔ اے پاس کرلیا۔ کالج کی زندگی میں باپٹ نہایت تیز، کھلاڑی اور طرار طالب علم کی طرح رہے۔ ظلم و ناانصافی چاہے کسی کے ساتھ ہو باپٹ پوری ہمت و جرأت سے اس کے خلاف آواز اٹھانے کو تیار رہتے۔ اس کے علاوہ عام حالات میں نہایت سنجیدہ، مطالعہ کے شوقین سب سے نہایت خلوص و محبت سے پیش آتے۔ ہمیشہ ہر وقت، ہر ایک کی مدد کرنے کو تیار رہتے۔

بی۔ اے۔ کے بعد باپٹ کا خیال ایم۔ اے یا ایل ایل۔ بی کرنے کا تھا۔ اور اسی لیۓ انھوں نے اخراجات کی تکمیل کے طور پر آریہ ایجوکیشن سوسائٹی میں ملازمت کرلی۔ اسی دور میں معلوم ہوا کہ منگل داس نتھو بھائی نے ذہین طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے واسطے ولایت بھیجنے کے لیۓ اسکالرشپ رکھی ہے۔ لوکمانیہ تلک اور نانا صاحب دیشمکھ کی مدد سے باپٹ کو یہ اسکالرشپ مل گئی۔ آج ہمارے نوجوان طلباء میں شاید ایک فیصد بھی ایسے نہ ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کے لیۓ سنجیدگی سے غور کرکے ایسے مضامین اختیار کریں جو قومی نقطۂ نظر سے ملک کے لیۓ فائدہ مند ہوں۔ اس کا تو کوئی تصور ہی باقی نہیں رہا۔

باپٹ ولایت جاتے وقت یہی سوچتے رہے کہ آج میرے ملک کو کس انداز کی تعلیم ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے مکینیکل انجینئرنگ کا انتخاب کیا۔ مزید مالی امداد کے لیۓ ہندو ایجوکیشن فنڈ نے بھی مدد کی۔ اس عالی ظرفی کے لیۓ دراصل دکن کالج کی زندگی میں ایک اہم واقعہ بنیاد بنتا ہے۔ دکن کالج کی زندگی میں باپٹ نہایت کھلاڑی قسم کے طالب علم رہے۔ سنجیدگی سے کسی معاملے پر غور کرنے کو تیار نہ ہوتے البتہ بعض طلباء کو ملک کے حالات کا شدید احساس تھا اور وہ مادر وطن کے لیۓ اجتماعی جدوجہد کے واسطے تیار ہو رہے تھے۔ انھیں بڑا احساس تھا کہ باپٹ جیسا ایماندار، باہمت اور جری نوجوان اپنی زندگی کے قیمتی لمحات صرف کھیل کے میدان میں ضائع کر رہا ہے۔ اس کی بے پناہ صلاحیت اور طاقت کا استعمال دراصل ملک و قوم کی آزادی کے لیۓ ہونا چاہیۓ۔

بہرحال ایک طالب علم نے بڑی ہمت سے ایک دن باپٹ سے اس مسئلہ پر گفتگو کی۔ جس کا خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ باپٹ کے دل میں بات اُتر گئی اور تمام کھلاڑی پن ختم ہو کر وہ اکدم سنجیدہ ہو گئے، اور اسی دوست کے کمرے میں ۲۲ سال کی عمر میں انھوں نے ننگی تلوار پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ

"میں پانڈورنگ مہادیو باپٹ بھوانی ماتا کی اس ننگی شمشیر کی قسم کھا کر اقرار کرتا ہوں کہ اپنی غلام مادر وطن کو آزاد کرانے کے لیۓ میں آج سے زندگی بھر ہر طرح سے جدوجہد کروں گا اور اس کی پکار پر اس کی خدمت کے لیۓ دوڑتا ہوا آؤں گا۔ اس کام میں اگر مجھے اپنی جان کی قربانی بھی دینی پڑے تو پھر میں واپس اسی بھارت بھومی پر جنم لوں گا اور نامکمل کاموں کو پورا کر کے دکھاؤں گا۔ میری اس قسم کو پورا کرنے کے لیۓ میرے شری ہری مجھے ضروری فہم، آزادی اور طاقت دیں' وندے ماترم!"

ویر ساورکر نے بھی ۱۶ سال کی عمر میں، سی طرح کی قسم کھائی تھی چنانچہ باپٹ کی زندگی میں یہ قسم ہر لمحہ ایک روشن چراغ کی طرح چمکتی رہی اور چالیس پچاس سال کے اس عرصے میں کسی لمحہ یہ الفاظ باپٹ کے ذہن سے محو نہ ہو پاۓ، بلکہ ہر لمحہ انھیں نئی زندگی اور طاقت بخشتے رہے۔

انگلینڈ جانے کے بعد باپٹ نے اسکاٹ لینڈ میں ایڈمبرا کے ایک ٹکنیکل کالج میں داخلہ لیا۔ انگلینڈ میں باپٹ ایک بات سے بہت متاثر ہوۓ اور وہ تھی نظریاتی آزادی، تقریر کی آزادی، اسی لیۓ انگلینڈ میں

لینت انجمنیں مختلف سماجی مسائل کے لئے کام کرتی ہیں۔ چُنانچہ
ی طرح کی ایک انجمن "ٹمپرنس کلب" نے باپٹ کو ممبر بنا لیا۔ اسی
ب میں باپٹ کی ملاقات ایک سماج وادی مسٹر ڈنگل وال سے ہوئی
زدوُر یونین کا کبھی کام کرتے تھے۔ باپٹ کے انقلابی نظریات سے
ثر ہو کر ڈنگل وال نے ایک میٹنگ میں سیناپتی باپٹ کو ہندوستان
ے حالات پر تقریر کرنے کی درخواست کی۔ سیناپتی باپٹ نے
'BRITISH RULE IN INDIA' کے عنوان سے نہایت اشتعال
ز اور انقلابی تقریر کی۔ جس سے باپٹ کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ ابھی
ح ایک اور کالج کی جانب سے باپٹ کو تقریر کے لئے مدعو کیا گیا۔ وہاں
ٹ نے "۱۸۰۷ء میں ہندوستان" عنوان کے تحت تقریر کی۔ تقریر
ے اختتام پر باپٹ نے کہا۔

"غیر ملکی حکمراں اور ہندی عوام کے درمیان آزادی کے مسئلہ
کو حل کرنے کے لئے تمام دیگر ذرائع کے ساتھ گولی کا راستہ
بھی ہمیں اختیار کرنے کا امکان ہے۔"

باپٹ نے جذبات میں آکر جیب سے پستول نکال کر صدر کے سامنے
ں پر بڑی زور سے پٹک دیا۔ صدر بہت بگڑے اور پستول اپنے قبضہ
کر لیا۔ اس جلسہ میں چند روسی لڑکیاں بھی تھیں، جن کو یہ انقلابی
یر بے حد پسند آئی۔ انھوں نے باپٹ کی جرأت و ہمت کی بے حد
یف کی۔ باپٹ کی اس انقلابی تقریر کی اطلاع جب ہندوستان
بی تو ممبئی یونیورسٹی نے باپٹ کی اسکالرشپ بند کر دی، جس
باپٹ نے جواب دیتے ہوئے لکھا کہ:

"آپ جو اسکالرشپ مجھے دیتے ہیں وہ انجنیئرنگ کی
تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیتے ہیں، وہ تعلیم میں اچھی
طرح حاصل کر رہا ہوں۔ تعلیم کے بعد جو وقت مجھے ملتا
ہے وہ میں کس طرح گذاروں اس کا فیصلہ آپ
نہیں کر سکتے ہیں۔ ملک کے تعلق سے میرے فرائض
اپنے طور پر ادا کرنے کے لئے میں آزاد ہوں۔"

اتفاق سے ایک ہندوستانی محبِ وطن شام جی کرشن ورما
ے جب دیکھا کہ ان کے انقلابی خیالات کے لئے ہندوستان
ں جگہ نہیں تو وہ لندن چلے آئے۔ دولت بے انتہا تھی۔ انھوں
لندن میں ایک عمارت 'انڈیا ہاؤس' خرید لی۔ وہ اپنی
ت ملک کی خدمت کے لئے خرچ کرنے پر ہمیشہ تیار
ہتے تھے۔ کئی انقلابی نوجوانوں کو ملک کی خدمت کے لئے
اسکالرشپ بھی دیتے تھے۔ ورما بھی اسی خیال کے حامی تھے کہ
بغیر ہتھیار بند جنگی انقلاب کے ہندوستان کو آزادی ملنا مشکل
ہے۔ انھوں نے ویر ساورکر کو بھی ۱۹۰۶ء میں انقلابی جد و جہد کے
لئے کافی روپیہ فراہم کیا تھا۔ چنانچہ باپٹ کی انقلابی ذہنیت کو
پسند کرتے ہوئے ورما جی نے انھیں دو ہزار روپے دیئے۔ اس
دوران باپٹ کی کالج کی اسٹڈی بھی نہ رہی۔ وہ انتہائی انقلابی
جذبات لے کر فرانس چلے گئے۔

اس وقت بھارت میں بنگال کی تقسیم کا مسئلہ زور پکڑا ہوا تھا
ہندوستان میں برٹش سرکار کا ظلم انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ پنجاب
کے شیر لالہ لاجپت رائے گرفتار ہو چکے تھے، جس کی وجہ سے تمام
ہندوستان میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی تھی۔ نہ صرف ہندوستان
بلکہ انگلینڈ میں رہنے والے ہندوستانی بھی بے چین ہو چکے تھے۔
باپٹ کے غصّہ کی انتہا نہ رہی تھی۔ کبھی کبھی وہ جذبات میں آکر
کہہ اُٹھتے:

"میں لارڈ مارلے کو گولی سے اُڑا دوں گا۔ ورنہ پارلیمنٹ
میں میٹنگ کے وقت عمارت پہ بم ڈال کر تمام پارلیمنٹ
کو اڑا دوں گا۔"

اور پھر انھیں اپنی مادرِ وطن کی محبت بے چین کر دیتی اور وہ کہنے
لگتے۔

"میری بھارت ماتا! میری ماں، غیروں کی غلام ہے
میں اس کو کس طرح آزاد کروں۔!"

ان جذبات کی صحیح تصویر انھوں نے اپنی خود نوشت سوانح حیات
(منظوم) میں نہایت متاثر کن انداز میں کھینچی ہے۔

आईवरी विपत्ती, आम्ही मुले कशाला ?

बंदीत मायभू ही, आम्ही कुले कशाला ?

जखडून बांधियेली, बघत्ये तिच्या न हाला

तिज फास नित्य फटके, हृदयांत होय काला

रक्तस्रे शरीर, भडका जिवांत झाला

आईस सोडवाया, येणार कोण बोला

[ماں مصیبت میں گرفتار، آخر ہم بیٹے کس کام کے؟ ماں قید میں اور ہم آزاد کیسے؟ جکڑی ہوئی اور رنجیدہ بھی ہوئی ماں کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ اس کی مصیبت دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہو جاتا ہے۔ خون میں لتھڑا ہوا جسم، آگ میں جلتی زندگی، ایسی حالت میں ماں کو چھڑانے کے لئے دوسرا کون آئے گا؟"]

اس زمانہ میں روس میں بم تیار ہو چکے تھے۔ باپٹ کی بڑی خواہش تھی کہ وہ بم بنانا سیکھ لیں۔ پیرس میں چند روسی ملے جو بم اور دیگر ہتھیار بنانا جانتے تھے۔ لیکن ان کو سوائے روسی زبان کے دوسری زبان نہ آتی تھی۔ وہ سب بھی انقلابی نوجوان تھے اور تمام ممالک کے دورے پر نکلے تھے۔ باپٹ ان کے ساتھ برلن چلے گئے، اور انگلینڈ سے ان تین روسی خواتین میں سے ایک کو برلن بلوالیا، جو انگریزی جانتی تھی۔ اس خاتون نے بم کے تعلق سے تمام لٹریچر کا ترجمہ انگریزی میں کر دیا، جس کا ذکر انھوں نے اپنی سوانح حیات میں بھی کیا ہے۔ وہ لڑکی انگلینڈ میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہی تھی چھ ماہ کی تعلیم بند کر کے وہ باپٹ کی درخواست پر برلن چلی آئی۔ روسی نوجوان ہر ملک کے انقلابی نوجوانوں کو ہر طرح کی امداد دینے کو ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اس طرح باپٹ نے بم بنانے کی مکمل تعلیم حاصل کر لی بندوق کے تعلق سے انھوں نے قیام ایڈنبرا کے زمانہ میں ایک فوجی تعلیمی ادارہ "کوئنس رائفلس" میں داخلہ لے کر ایک سال میں تمام ہتھیاروں کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔ اس طرح بم اور دیگر ہتھیاروں کی تمام معلومات لے کر مارچ ۱۹۰۸ء میں باپٹ ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔

چند روز بعد ہی باپٹ کلکتہ چلے گئے۔ ان دنوں کلکتہ انقلابیوں کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ باپٹ انگلینڈ سے جس انقلابی منصوبہ کو لے کر آئے تھے اتفاق سے کلکتہ کے انقلابیوں نے ایک دوسرا ہی منصوبہ بنا رکھا تھا جس سے باپٹ متفق نہ ہوئے۔ بنگالی انقلابیوں نے ہتھیاروں کا خفیہ کارخانہ بھی تیار کر لیا تھا۔ بعض سرمایہ دار خفیہ طور پر پوری طرح مالی امداد دے رہے تھے۔ بابو ہیمچندر داس اور مرزا عباس نے باقاعدہ بم بنانے کا فارمولا انگلینڈ سے حاصل کر لیا تھا اور بم تیار بھی کر لئے تھے ان کا منصوبہ یہ تھا کہ جس قدر بھی ہتھیار تیار ہوتے رہیں ان کا استعمال بھی جاری رہے۔ چاہے وہ انفرادی طور پر ہی سہی۔ ورنہ سرمایہ دار مالی امداد دینا بند کر سکتے تھے۔ باپٹ کا منصوبہ یہ تھا کہ اس طرح کئی اور کارخانے قائم کر کے عوام کو تمام طرف تیار کیا جائے۔ ہتھیاروں کی ٹریننگ دی جائے۔ اور بہ یک وقت تمام ہندوستان میں ایک جنگی انقلاب برپا کر کے برٹش سرکار کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے لیکن کلکتہ میں معاملہ کچھ اور ہی تھا۔ تمام انقلابی سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھے۔ ذہین اور تعلیم یافتہ طبقہ کی رہنمائی ان انقلابیوں کو حاصل نہ رہی تھی۔

بہرحال باپٹ نہایت مایوس ہو کر وہاں سے لوٹ آئے۔ اتفاق سے بخار میں وہ بُری طرح مبتلا بھی ہو گئے۔ ایسی ہی حالت میں وہ بھساول آئے۔ یہاں بھی طبیعت ٹھیک نہ رہی۔ وہاں سے وہ کچھ دن بعد پونے چلے آئے۔ یہاں آکر ان کے سامنے بڑا سوال یہ تھا کہ اب کیا کیا جائے؟

پونے میں باپٹ اپنے دوست دیودھانکر کے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہاں انھوں نے لوکمانیہ تلک سے گفتگو کی اور اپنا تمام منصوبہ ان کے سامنے رکھا۔ اتفاق سے ممبئی میں ایک محبِ وطن پرانچے پر حکومت نے مقدمہ دائر کر دیا تھا جس کے لئے تلک ممبئی جانے کی گڑبڑ میں تھے۔ انھوں نے باپٹ کو وہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور خود ممبئی چلے گئے۔

کلکتہ سے باپٹ کو آئے ہوئے دو ماہ ہو رہے تھے۔ ان دنوں بنگال میں سری رام بوس اور پرفل چکرورتی نے ایک مجسٹریٹ کنگ فرڈ پر بم پھینکا۔ نشانہ چوک گیا اور یہ لوگ پکڑ لئے گئے۔ مانک ٹولہ میں تمام راز فاش ہو گیا۔ کارخانہ کا بھی پتہ چل گیا۔ ایک شخص نریندر گوسوامی سرکاری گواہ بن گیا اور اس نے تمام انقلابیوں کا پتہ دے دیا۔ اور یہ بتایا کہ مہاراشٹر کے باپٹ نے سب سے پہلے بم کا فارمولا لایا، اور یہ سب کارستانی اسی کی ہے۔ گوسوامی کے کہنے پر پولس ایسے تمام انقلابیوں کو تلاش کر کے گرفتار کر رہی تھی۔

یہاں سے باپٹ کی روپوشی کی زندگی شروع ہوتی ہے۔ پونے سے وہ سیدھے احمد نگر آئے۔ یہاں ان کے پاس پونجی بھی ختم ہو چکی تھی۔ احمد نگر سے باپٹ اورنگ آباد آ گئے۔ اورنگ آباد اسر

سلطنت آصفیہ (نظام سرکار) کے تحت تھا۔ اورنگ آباد میں دوست کے پاس باورچی کی حیثیت سے ٹھہر گئے۔ صرف دوست اتنا تھا کہ وہ باپٹ ہیں۔ تقریباً دس مہینے باپٹ نے اسی طرح دیئے۔ اورنگ آباد سے نکل کر باپٹ بڑودنی چلے گئے۔ خاندیش بڑودنی ایک بڑی سنستھان ہے۔

اس دور میں بعض ہندوستانی بھی برٹش سرکار کے سی۔ آئی۔ محکمہ میں کام کرنے لگے تھے۔ بعض سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین ــس کام میں لگے ہوئے تھے، اس لئے باپٹ زیادہ عرصہ تک ۔ ہیں نہ رہ سکے۔

باپٹ اورنگ آباد سے ۱۹۰۹ء میں نکلے تھے۔ ۱۹۱۰ء تک برودنی رہے پھر دھار کو چلے گئے۔ باپٹ کے سامنے بڑا سوال یہ بھی ہ اس طرح انڈر گراؤنڈ رہتے ہوئے وہ ملک کی کوئی خدمت ے کے قابل نہ رہے تھے۔ چنانچہ انھیں اطلاع ملی کہ کوئی آبا صاحب ۔ر گجرات کے ایک شہر بلیموریہ میں رہتے ہیں کافی دولت مند ہیں ٹے وہاں پہنچے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آبا صاحب راجپند رجی حکومت آدمی ہیں۔ باپٹ وہاں سے متھرا کی طرف نکل گئے لیکن یہاں ں پیغام ملا کہ پولس کمشنر ونسٹن آبا صاحب پہ سختی کر رہا ہے۔ نچہ باپٹ اندر روایس آگئے۔ پولس کمشنر ونسٹن خود وہاں موجود ۔ ایک دن موقع دیکھ کر اس نے باپٹ کو گرفتار کر لیا۔ کمشنر نہایت رطور پر پیش آیا وہ باپٹ سے انقلابیوں کے بارے میں معلومات ا چاہتا تھا۔ لیکن اس نے کوئی سختی نہیں کی۔ البتہ یہ کہہ کر ایک ، باپٹ کو رہا کر دیا کہ جب میں بلاؤں آپ آجائیں۔

اس طرح ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۲ء تک باپٹ روپوش رہے۔ مختلف ات پر مختلف روپ میں رہے۔ کہیں باورچی، کہیں کمپوزیٹر، ین ملازم اور کہیں ہاکر کی حیثیت میں چھپتے رہے۔ ایک جگہ تو وں نے باقاعدہ اسکول میں طالب علم کی حیثیت سے داخلہ لے لیا ا اور میٹرک کا امتحان بھی دیدیا۔ درجہ اول سے پاس ہو گئے۔ بمبئی ے۔ رہا ہونے کے بعد وہ اپنے گھر آ گئے اور دن و رات غور و فکر میں ن رہتے۔

بمبئی میں ایک ماہ کے بعد ہی اُن کی رہائی عمل میں آنے کی بڑی بہ یہ تھی کہ حکومت کو یہ اطمینان ہو چکا تھا کہ بنگال کے دہشت سندوں سے باپٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن تب بھی حکومت ، باپٹ پہ سخت نظر تھی۔ کافی غور و فکر کرنے کے بعد ان کے اندر ہی ایک زبردست ذہنی انقلاب آ گیا۔ انھوں نے سوچا۔ "اگر ہاتھ میں ہتھیار لے کر ملک کی خدمت ہو سکتی ہے تو اسی طرح ہم لوگوں میں غلامی کی وجہ سے جو بُرائیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دُور کرنا بھی ملک کی بڑی خدمت ہو سکتی ہے۔"

لہٰذا دوسرے ہی دن سے انھوں نے گھروں اور راستوں کی صفائی کا پروگرام بنایا۔ اور پہلے خود ہی اس کام کو شروع کیا۔ بعض لوگوں کو اس پر اعتراض بھی تھا کہ ہتھیار کی جگہ جھاڑو ہاتھ میں لینے سے کیا انقلاب آسکتا ہے!

باپٹ خود کو بھنگی۔ برہمن کہنے لگے۔ پارنیرا اور پونے میں روز صبح جھاڑو اور ہاتھ گاڑی لے کر سڑکیں اور آنگن صاف کرنے لگے۔ بعد میں گاندھی جی نے بھی اس تصوّر کو اپنایا تھا۔ بلکہ بعض گاندھی جی ہی کو اس انداز کی خدمتِ خلق کا بانی سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ غلط ہے اس کے پہلے بانی باپٹ ہی تھے۔ چنانچہ اسی طرح لوکمانیہ تلک کے اخبار کے لئے کام کرتے رہے۔ یعنی خدمتِ خلق کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ دور تقریباً ۱۹۲۱ء تک چلتا رہا۔

البتہ ۱۹۲۱ء کے بعد سے باپٹ کی زندگی میں ایک نیا موڑ آیا۔ ضلع پونے کے ایک گاؤں مٹرشی میں ایک ندی پر بند باندھ کر بمبئی شہر کو برقی فراہمی کی ایک بڑی اسکیم ٹاٹا کمپنی نے بنائی۔ اس بندھ سے مٹرشی علاقہ کے ۵۴ گاؤں غرق ہو کر دس ہزار دیہاتی بے گھر ہو رہے تھے۔ پندرہ ہزار کھنڈی فصل ہمیشہ کے لئے ختم ہونے والی تھی۔ اس ناانصافی کے خلاف تقریباً تمام مہاراشٹر میں احتجاج کی لہر دوڑ گئی تھی۔ چنانچہ ستیہ گرہ کا نعرہ دیا گیا اور اس ستیہ گرہ کی رہنمائی باپٹ کے ہاتھوں سونپی گئی۔ دراصل یہیں سے وہ "سیناپتی باپٹ" کہلائے۔ مٹرشی کی ستیہ گرہ دراصل مہاراشٹر کی تاریخ میں بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس ستیہ گرہ کی تاریخی اہمیت اس طرح بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسی علاقہ میں کبھی شیواجی مہاراج کے ماؤلیوں پر اسی طرح کے ظلم ہوتے تھے۔ اسی لئے سوامی رام داس نے کہا ہے:

"ارے۔ یہ تمھارے شیوبا کا مہاراشٹر! جن ماؤلیوں نے اپنا خون بہا کر یہاں آزاد راج قائم کیا تھا۔ آنند بھون پیدا کیا۔ ان ماؤلیوں کے اَن گنت احسانوں کو مان کر آج کے مہاراشٹر نے تو ان احسانات کا بدلہ چکانا چاہئے"!

باپٹ نے خود بھی شعلہ فگن نظمیں کہہ کر مہاراشٹر کے ماؤلیوں کو ستیہ گرہ کے لئے جمع کر لیا۔ انھیں ستیہ گرہ کے لئے تین ہزار ماؤلیوں کی ضرورت تھی۔ سیناپتی باپٹ کی یہ للکار مہاراشٹر کی وادیوں میں گونج گئی۔ اور سینکڑوں ماؤلی مُلشی کو بچانے کیلئے دوڑ پڑے۔ رام نومی کے دن ستیہ گرہ شروع کی گئی۔

یہ ستیہ گرہ گو مخالف ٹاٹا کمپنی تھی، لیکن اس کو مخالف حکومت کا رُوپ دے دیا گیا۔ اور حکومت کی جانب سے گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ سیناپتی بھی گرفتار ہو گئے۔ ان سب کو یروڈا جیل میں کھا گیا۔ حکومت نے خاص طور پر نہایت سخت قسم کے عہدیداروں کو اس جیل پہ مقرر کیا۔ سیناپتی نے اس جیل کا نام "سوتنتر آشرم" رکھا۔ عہدیدار قیدیوں کو معمولی بات پر اس بُری طرح بید سے پیٹتے تھے کہ ان کے جسم کی چمڑی پھٹ جاتی اور خون بُری طرح بہنے لگتا۔ سیناپتی سے یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ چھ ماہ بعد فروری ۱۹۲۳ء میں جیل سے رہا ہوئے۔

۱۴ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو تین مرتبہ جیل کی سزا بھگت کر نکلے تھے گو سیناپتی اس خیال کے تھے کہ بغیر مسلح جدوجہد کے آزادی نہیں مل سکتی۔ مارنے اور مرنے بغیر نجات نہیں مل سکتی لیکن اپنے ساتھیوں میں تعجب خیز نظم وضبط قائم کر کے انھوں نے اہنسا کے راستہ سے صحیح معنوں میں ستیہ گرہ کر کے دکھایا۔

سیناپتی باپٹ نے ستیہ گرہ کی اپنے الفاظ میں اس طرح سے تشریح کی ہے کہ ستیہ گرہ کی دو قسمیں ہیں۔ "سام ستیہ گرہ" اور دوسری "شُدھ ستیہ گرہ"۔ پھر ان کی دو دو قسمیں ہیں۔ ابتدائی سام ستیہ گرہ یعنی دشمن کے پیروں پر سر رکھ کر خوشامد کی جائے۔ دشمن جو سزا دے اس کو بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔ دوسری سام ستیہ گرہ یعنی دشمن کو دُکھ نہ پہنچاتے ہوئے اس کے مال و دولت کو تباہ کرنا۔ شُدھ ستیہ گرہ کی ابتدائی صورت یہ ہے کہ دشمن کو صرف زخمی کیا جائے اور دوسری قسم یعنی دشمن کو پوری طرح سے مار ڈالا جائے۔

تین سال تک سیناپتی نے سام ستیہ گرہ کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ لہٰذا سیناپتی نے علی الاعلان کہہ دیا کہ میں اب آپ کی سام ستیہ گرہ سے آزاد ہوں اور اس کے بعد میں اپنی شدھ ستیہ گرہ شروع کروں گا۔ شدھ ستیہ گرہ کا نام سن کر سیناپتی کے کئی ساتھی جان بچا کر بھاگ گئے۔ صرف پانچ بہادر سیناپتی کے ساتھ تیار ہوئے، ان کے نام بھی اکثر کو معلوم نہ ہوں گے یعنی ارجن ریبو، بھیم راؤ گورے، سہدیو موڈک، پابھڑے اور رنگکڑے۔

یہ لوگ پستول، تلوار اور خنجر ساتھ لئے مُلشی پہنچے۔ اور ریل گاڑی سے کام پر جانے والے مزدوروں پر حملہ کر دیا۔ ریل کا ڈرائیور مادٹن نامی ایک گورا تھا۔ سیناپتی نے اس کے پیر پر گولی ماردی آخرکار یہ چھ لوگ گرفتار ہوئے اور پونے سیشن کورٹ میں ان پہ مقدمہ چلایا گیا۔ سیشن کورٹ میں سیناپتی نے نہایت پُر اثر بیانات دیئے۔ جیوری نے ان کو قتل کے الزام سے بَری کر دیا۔ لیکن ہتھیار استعمال کرنے کا الزام باقی رہا۔ جج نے جیوری کی رائے سے اتفاق نہ کرتے ہوئے مقدمہ کی از سرِ نو جانچ کے لئے بمبئی ہائیکورٹ منتقل کر دیا۔ وہاں عدالت نے نہایت سخت سزا سنائی اور سیناپتی کو سات سال جیل میں رہنا پڑا۔ اور حیدرآباد (سندھ) کی جیل میں انھیں رکھا گیا۔

سات سال کی جیل کے بعد سیناپتی ۱۹۳۱ء میں رہا ہوئے۔ اسی وقت انھیں مہاراشٹر صوبہ کانگریس کا صدر منتخب کیا گیا۔ کانگریس کی جدوجہد ان دنوں نہایت زوروں پر تھی۔ اتفاق سے ان کے ساتھی واسدیو راؤ گوگٹے (جو حال حال تک پونے بونسپلٹی کے ممبر بھی رہے ہیں) بڑے سخت انقلابی تھے۔ انھوں نے بمبئی کے گورنر ہاٹسن کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس دہشت پسندی اور تشدد کی بناء پر کانگریس کی جانب سے گوگٹے کی مذمت کے لئے سیناپتی سے کہا گیا۔ سیناپتی نے صاف انکار کر دیا، یہ کہہ کر:

> "کانگریس کی عدم تشدد کی پالیسی مجھے منظور ہے میں نے اُسے ترک نہیں کیا ہے۔ لیکن انسانیت بھی کوئی چیز ہے۔ دوسروں کو بھی آزادانہ طور پر سوچنے کا اختیار ہے۔ ان کی آزادی کا اختیار چھیننے کی خواہش کیسے کی جا سکتی ہے؟ یہ بھی تشدد ہوگا!"

کچھ عرصہ بعد اسی طرح رتنا گیری میں اسی تعلق سے تقریر کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا:

> "انگریز سیاست دانوں کے سامنے گاندھی جی نے گول میز کانفرنس کے وقت یہ ضرور کہا تھا کہ میں اپنے ہموطن بھائیوں کے خون کی گنگا بہا دوں گا۔ لیکن اس کو دشمن

کے خون کی جمنا اور ملک کے غداروں کے خون کی سرسوتی
کا سنگم بھی ضروری ہے۔"

اس تقریر پر حکومت نے اعتراض کرتے ہوئے انھیں مزید
ت سال کی سزا دیدی۔ ۱۹۳۷ء میں جب کانگریس وزارتیں
ں اسی وقت سیناپتی کی رہائی عمل میں آئی۔ اس طرح ۱۹۲۴ء
ے ۱۹۳۷ء تک سیناپتی نے اپنی عمر کے چودہ سال جیل میں
ارے۔

مختلف ریاستوں میں کانگریس راج قائم ہو چکا تھا لیکن
مل آزادی ابھی دور تھی۔ اتفاق سے اس دور میں سیاسی
ختلافات کے علاوہ ذاتی اور مذہبی تنازعات بھی زور پکڑ گئے
تھے۔ ملک کو مکمل اتحاد اور ایکتا کی ضرورت تھی۔ چنانچہ سیناپتی
نے سوچا کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے زبردست قربانی
ور تیاگ کی ضرورت ہے۔ لہذا سیناپتی نے اعلان کر دیا کہ اگر لوگ
پنے اختلافات ختم نہیں کرتے ہیں تو وہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۹ء کو
موڑا موٹھا ندی کے سنگم پر "جل سمادھی" لے لیں گے۔ اس اعلان
سے نہ صرف مہاراشٹر بلکہ تمام ہندوستان دہل گیا۔ یہ خیال سیناپتی
و بلگام کی جیل میں رہتے ہوئے ہی آیا تھا۔ اپنے بیٹے کو ایک خط میں
وہ لکھتے ہیں:

"جل سمادھی اچھی یا جیل سمادھی؟ جیل سمادھی میں
رہ کر بھی میں نہ رہنے کے برابر ہوں۔ لیکن جل سمادھی میں
اس جسم کی جگہ دوسرا جسم مل جائے گا۔ دنیا کا تجربہ اور
تاریخ بتاتی ہے کہ اگر دنیا کا بھلا کرنے کے لئے دنیا سے
ہمیشہ کے لئے ترک تعلق کر لینے کے لئے کئی لوگ تیار
ہو گئے تو دنیا کا بھلا ہوتا ہے۔ لہذا میری جیل سمادھی
کے بجائے جل سمادھی سے دنیا کا مزید بھلا ہونے کا امکان
ہے۔"

سیناپتی نے اس تعلق سے مہاتما گاندھی سے کافی دیر گفتگو کی۔ گاندھی
جی بھی فرقہ وارانہ فسادات کو مٹانے کے تعلق سے سوچ ہی رہے تھے
انھیں تجویز پسند آئی، لیکن سردست وہ اس کو عملی جامہ پہنانے
کو تیار نہ تھے۔ سیناپتی نے پورے مہاراشٹر کا دورہ کیا اور لوگوں
کو قربانی کے لئے تیار کیا۔

تاریخ ۲۳ جولائی مقرر ہوئی۔ لوگوں میں اضطرابی کیفیت
پھیلی ہوئی تھی۔ سیناپتی کو اندازہ ہو گیا کہ احباب انھیں یہ قربانی
نہ کرنے دیں گے۔ چنانچہ وہ مقررہ تاریخ سے پیشتر ہی ایک دن صبح
جل سمادھی کے لئے موڑا موٹھا ندی کے سنگم پر پہنچ گئے — وہ
واسو دیو راؤ سا ٹھے کے ساتھ آگے نکل گئے تھے۔ ان کی بیٹی کو کچھ
شبہ ہوا اور اس نے فوراً آتما رام پنت موڈک وغیرہ کو ان کے پیچھے
ہی روانہ کیا۔ دوستوں نے کہا کہ آپ مقررہ تاریخ سے پہلے کیوں
آئے۔ مقررہ تاریخ پر ہم سب آپ کے ساتھ آئیں گے اور آپ سے
پہلے ہم ندی میں کود جائیں گے۔" سا ٹھے نے سیناپتی کو مضبوطی سے
پکڑ لیا اور زور زور سے چیخنے لگے۔ بہرحال سیناپتی واپس آگئے
اور کہا:

"میں کسی پاگل پن میں خودکشی نہیں کر رہا ہوں۔
ملک میں جھگڑے اور فرقہ وارانہ فسادات مجھ سے برداشت
نہیں ہوتے۔ آپ لوگ جھگڑے بھی ختم کرتے نہیں اور
مجھے مرنے بھی نہیں دیتے؟ زندہ باپٹ تو اسی دن مر چکا
ہے۔ اب صرف خول باقی ہے۔ میں قربانی دوں، شاید دیوتا
کو منظور نہیں ہے۔"

اس کے بعد سے ان کی صحت بھی کمزور ہو چلی تھی، تب بھی انھوں
نے "بھارت چھوڑ دو" تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ انھیں اس بات
کی خوشی تھی کہ بھارت کی آزادی کا وقت قریب آ رہا ہے۔ تب بھی
انھوں نے برار میں ۶۵ سال کی عمر میں مخالف سرکار تقریر کر کے
ایک سال کی جیل بھگت لی۔

اس کے بعد سیناپتی کی تمام تر جدوجہد مہاراشٹر کے لئے وقف
رہی۔ آزادی کے بعد لسانی بنیادوں پر ریاستوں کی تقسیم نو کے
وقت 'آزاد مہاراشٹر' کا مطالبہ سامنے آیا۔ کانگریس حکومت نے
اس مطالبہ کو منظور نہ کیا۔ سیناپتی کو اس کا بہت دکھ ہوا، اور
انھوں نے مہاراشٹر کی منظم جدوجہد شروع ہونے سے پہلے ہی
دورے اور پربھات پھیریاں نکال کر جگہ جگہ تقریریں کر کے عوام کو
'آزاد مہاراشٹر' کی تحریک کے لئے تیار کیا۔ منظوم پمفلٹ بھی شائع
کئے۔ چنانچہ ۱۸ نومبر ۱۹۵۵ء کو جب 'آزاد مہاراشٹر' کی باقاعدہ
منظم جدوجہد شروع ہوئی تو اس وقت بھی سیناپتی کا عہدہ
باپٹ ہی کو ملا۔ اس تعلق سے دو دن پھر جیل میں رہے۔ مہاراشٹر
کے لئے جدوجہد کے ہر مرحلے پر سیناپتی باپٹ سب سے آگے رہے۔

ابتدا میں پنڈت نہرو بھی مہاراشٹر کی تحریک کے مخالف تھے چنانچہ
باپٹ، اپنی تقریروں میں، پنڈت نہرو پر سخت تنقید کرتے۔

اپنی ۸۰ سال کی جدوجہد میں سیناپتی باپٹ کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے حالات کا صحیح جائزہ لینے میں کبھی غلطی نہیں کی اور موزوں طور پر ساتھ دیا۔ آزادی کی جدوجہد پہلے مسلح جدوجہد کی حیثیت میں شروع ہوئی۔ جس میں ویر ساورکر وغیرہ شامل تھے۔ اس وقت سیناپتی سب سے آگے تھے۔ اس کے بعد لوک مانیہ تلک کی سوراج کی جدوجہد میں سیناپتی باپٹ شامل رہے۔ عدم تشدد پہ سیناپتی باپٹ کے محدود یقین کے باوجود وہ مہاتما گاندھی کی عدم تشدد پر مبنی ترکِ موالات تحریک میں نمایاں طور پر حصّہ لیتے رہے۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب روس پر اگر مہاراشٹر میں کسی نے صاد کیا ہو تو وہ سیناپتی باپٹ ہی تھے۔ انھوں نے کُھرمُرے وغیرہ کا نام ہی 'لینن مکسچر' رکھ دیا تھا، کیونکہ ہر غریب سے غریب آدمی وہ کھا سکتا ہے۔ نیتاجی سبھاش چندر بوس نے جب کانگریس چھوڑ کر "فارورڈ بلاک" قائم کیا تو مہاراشٹر میں اس میں سب سے پہلے شریک ہونے والے سیناپتی باپٹ ہی تھے، بلکہ ان کا خیال تھا کہ بھارت کو آزادی ملنے میں زیادہ حصہ سبھاش چندر بوس کا ہے۔

۱۹۰۸ء کے بعد کچھ عرصہ تک اپنے گھر رہے۔ اس دور میں زیادہ تر وہ غور و فکر میں غرق رہتے۔ پارنیر کے غریب عوام کی زندگیاں ان کے سامنے تھیں۔ وہ خاموش تو نہ بیٹھ سکتے تھے، لہٰذا انھوں نے گیتا اور گیانیشوری کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور روزانہ صبح گیانیشوری کھیڈ وڑ منڈل میں گیانیشوری کا درس دیتے۔ زبان و بیان کی شیرینی کے علاوہ ان کے کیرتن میں حالات کا جائزہ اور ملک کے مسائل کا تذکرہ بھی سادہ زبان میں ہوتا۔ جس کو گاؤں کے غریب دیہاتی بہت جلد سمجھ جاتے۔ اس کے علاوہ غریب عوام کی انفرادی زندگی کے مسائل کا تذکرہ کرتے اور مفید ہدایتیں دیتے ان دنوں گیتا اور گیانیشوری کا باپٹ نے نہایت گہرا مطالعہ کیا تھا۔ باپٹ کے اس رویہ سے ماں باپ بے حد خوش تھے کہ برہمن کا لڑکا دنیا کو درس دینے کے لئے ہی پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ان کے جھاڑو دینے کے پروگرام سے وہ لوگ متفق نہ تھے۔ ایک دن انھوں نے اپنے والد کو سمجھایا کہ:

"بابا! آپ شری گنپتی کی پوجا کرتے وقت ان کا دیول صاف کرتے ہیں۔ اسی طرح میں بھی دیوتا کی بیٹھک صاف کرتا ہوں۔ آپ چھوٹی بیٹھک صاف کرتے ہیں دیوتا کی بیٹھک یوں چھوٹی بھی ہے اور وسیع بھی۔ تمام کائنات میں دیوتا ہے۔"

اتنا ہی نہیں بلکہ گیتا اور گیانیشوری کا فلسفہ اُن کی زندگی کے ایک ایک عمل میں رَچا ہوا تھا۔ دوسرے الفاظ میں سیناپتی باپٹ روحانیت کے اونچے درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ سانے گروجی نے سیناپتی باپٹ کے تعلق سے لکھتے وقت کہا ہے:

"ان کے تمام اعمال میں شری ہری بھرا ہوا ہے۔ ان کی زندگی میں حبّ الوطنی تو ہے ہی لیکن حبّ الٰہی نے اس کو دو آتشہ کر دیا ہے۔ ان میں بہادروں کی بہادری زیادہ ہے یا سنیاسیوں کا سنیاس۔ یہ فیصلہ مشکل ہے .... ملک اور مہاراشٹر کو آزاد کرانے کے لئے انھوں نے پستول ہاتھ میں لیا، کبھی جھاڑو لی اور کبھی قلم۔ سیناپتی یعنی مجھے شیواجی، رامداس اور تکارام کی تری مورتی معلوم ہوتی ہے۔ سیناپتی یعنی لوکمانیہ، مہاتماجی اور شیر آزادی ساورکر کا امتزاج ہے۔ یعنی بھکتی، گیانی اور سیوا کی گائتری ہے۔"

مذہبی اعتبار سے باپٹ گیتا وادی تھے۔ اور عام طور پر پوجا پاٹ میں مصروف نظر نہیں آتے تھے۔ پوجا کے لئے مندر بھی نہیں جاتے تھے لیکن مورتی پوجا کے قائل تھے۔ اسی طرح وہ ذات پات کو بھی نہیں مانتے تھے، بلکہ بھنگی اور اچھوت ذات سے بے حد پیار رکھتے تھے۔ بمبئی کے بھنگیوں کی ایک بار انھوں نے کامیاب ستیہ گرہ چلائی اور ان کی مانگیں حکومت سے پوری کروائیں۔

اسی طرح ہندو مسلمانوں کے تعلق سے بھی وہ ہمیشہ اتحاد اور ایکتا کے لئے بے حد بے چین رہے۔ فرقہ وارانہ فسادات یا ذات کے جھگڑے انھیں بے حد ناپسند تھے۔

باقی صفحہ ۴۳ پر

سینا پتی باپٹ کے حالاتِ زندگی

* ۱۲ نومبر ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم پارنیر میں حاصل کی۔ ہائی اسکول کی تعلیم نیو انگلش اسکول، پونے اور احمد نگر میں حاصل کی۔ ۱۸۹۹ء میں میٹرک امتحان میں امتیاز کے ساتھ کامیابی حاصل کی اور جگناتھ شنکر سیٹھ سنسکرت اسکالرشپ پائی اور پونے کے دکن کالج میں داخلہ لیا۔

* ۱۹۰۲ء میں شری بھڑے گروجی کے روبرو تلوار پر ہاتھ رکھ کر خود کو زندگی بھر آزادی اور عوام کے لیئے حصولِ سماجی انصاف کی خاطر وقف کرنے کا عہد کیا۔ یہ آپ کی زندگی کا ایک یادگار دن ہے۔ آپ تمام عمر اس عہد پر کاربند رہے۔

* ۱۹۰۳ء میں گریجویٹ ہوئے اور ٹیچر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے ایم۔ اے اور قانون کی تعلیم کے لیئے تیاری جاری رکھی۔ لیکن ۱۹۰۴ء میں سر منگل داس اسکالرشپ پاکر آپ انجنیئرنگ کی تعلیم کے لیئے انگلینڈ روانہ ہو گئے۔ انگلینڈ میں بھی آپ اپنے عہد پر کاربند رہے۔ ایڈنبرا کالج میں آپ فوجی تربیت حاصل کرنے کے لیئے "کوئنس رائفلز" میں شریک ہو گئے اس وقت کوئی بھی یہ نہ جان سکا کہ آپ کا مقصد کیا ہے۔

* آپ نے انگلینڈ میں 'ہندوستان ۲۰۰۷ء میں' (INDIA IN 2007) اور 'ہندوستان میں برطانوی راج' (BRITISH RULE IN INDIA) دو مختصر کتابچے شائع کیئے، ان کتابچوں نے برطانوی سلطنت میں ہلچل مچا دی۔ آپ نے وہاں ہندوستانیوں کے متعدد جلسوں میں تقریریں کیں اور بتایا کہ دیس کو کس طرح آزاد کرایا جائے۔ ایسے ایک جلسہ میں ایک محبّ وطن نے جب یہ دریافت کیا کہ آخر دیس کو انگریزی راج سے آزاد کرانے کا طریقہ اور ذریعہ کیا ہے تو آپ نے گولیوں سے بھری پستول میز پر رکھ کہا "یہ بھی ایک طریقہ ہے...... اسے آزماؤ۔"

* انگلستان میں آپ کی سرگرمیوں کے باعث ممبئی یونیورسٹی نے آپ کو اسکالرشپ سے محروم کر دیا۔ سیناپتی سیاسی دھارے کے ساتھ سرگرم ہو گئے۔ آپ نے برطانوی راج کے خلاف زور دار پرچار شروع کیا۔ آپ نے یورپ میں وسیع دورہ کر کے اہلِ یورپ کو یہ یاد کرانے کی کوشش کی کہ ہندوستان غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور وہ آزادی کے لیئے تڑپ رہا ہے۔

* یہاں آپ کے تعلقات شیام جی کرشنا ورما اور ویر ساورکر جیسے انقلابیوں سے قائم ہوئے اور آپ نے انفرادی طور پر برطانوی ایوان عام کو بم سے اڑانے کا منصوبہ بنایا۔ بہرحال آپ کو ایسا کرنے سے روکا گیا۔ یہیں آپ نے بم بنانے کا طریقہ سیکھا۔

* ۱۹۰۸ء میں بھیس بدل کر آپ ہندوستان واپس آئے اور مانک ٹولہ کے انقلابیوں سے ملنے کے لئے کلکتہ پہنچے۔ بعد ازاں آپ نے لوکمانیہ تلک سے ملنے کے لئے وقت لیا، لیکن بدقسمتی سے ملاقات سے قبل ہی تلک گرفتار کر لئے گئے۔

* ایک سرکاری گواہ نے مانک ٹولہ کیس میں آپ کا نام بھی ملوث کر دیا۔ اس کا علم ہوتے ہی آپ روپوش ہو گئے۔ اور چار سال تک ملک کے مختلف علاقوں میں نام بدل کر کام کرتے رہے۔ آپ نئے نام کے ساتھ دوبارہ میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئے اور اول درجہ میں پاس ہوئے۔ اس کا خاص مقصد یہی تھا کہ نئے نام پر بھی سند مل جائے اور آزادی سے کام کرنے کا موقع ملے۔

* 'سی آئی ڈی' نے آپ کی کھوج کی جب کہ ایک دوست نے غداری کر کے آپ سے متعلق تفصیلات پولیس کو فراہم کر دیں۔ لہذا ۱۹۱۳ء کے اواخر میں آپ گرفتار ہوئے۔ تقریباً ایک ماہ جیل میں رکھنے کے بعد آپ کو رہا کیا گیا کیونکہ آپ کے خلاف کوئی ثبوت نہ مل سکا تھا۔ رہائی کے بعد آپ اپنے پیدائشی مقام پارنیر چلے گئے۔

* ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۵ء تک رہائی کے عرصے میں جبکہ خصوصی پولیس ہر وقت آپ کے پیچھے لگی رہتی تھی، آپ نے عام تعلیم، دیہاتوں میں قومی جذبہ پیدا کرنے کے لئے جلسوں سے خطاب، اور مندرج جاتیوں کی بستیوں کی صفائی وغیرہ جیسے سماجی کام انجام دیئے۔

* ۱۹۱۵ء میں آپ پونے چلے گئے اور انگریزی روزنامہ "مراٹھا" میں سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرنے لگے۔ آپ دیگر جریدوں میں بھی لکھتے رہے اور سیاسی کانفرنسوں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ اسی دوران آپ لوکمانیہ تلک کے قریب آ گئے۔

* سیناپتی باپٹ شاید پہلے ہندوستانی تھے جنھوں نے روس کے اکتوبر انقلاب اور کمیونسٹ راج کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے انڈمان میں سیاسی قیدیوں کی رہائی کے لئے تحریک شروع کی۔ بمبئی میں کنزرویٹنسی اسٹاف' کی ہڑتال منتظم کرنے میں بھی مدد کی۔

* ۱۹۲۱ء میں آپ نے 'ملشی تحریک' کی رہنمائی کی۔ ملشی بند کی تعمیر سے ہزاروں کاشتکاروں کے اجڑنے کا اندیشہ تھا اور ان کی بحالی کی بھی کوئی ضمانت نہ تھی۔ اسی ملشی ستیہ گرہ کے دوران آپ سیناپتی باپٹ نام سے مشہور ہوئے۔ اس ستیہ گرہ کی بنا پر آپ کو تقریباً دو سال جیل میں رہنا پڑا۔

* ملشی ستیہ گرہ کے ہی سلسلہ میں آپ کو دوسری مرتبہ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۱ء تک سال کے لئے سزائے قید ہوئی اور آپ کو حیدرآباد (سندھ) کی جیل میں رکھا گیا۔ اس زمانہ قید میں آپ نے اپنشد پر نظمیں لکھیں۔

* مئی ۱۹۳۱ء میں رہائی کے بعد آپ کو ایم پی سی سی کمیٹی کا صدر چُنا گیا۔ اضلاع کے دورے کے دوران آپ کو دوبارہ گرفتار کیا گیا اور دفعہ ۱۲۴۔ الف کے تحت سات سال قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ ۱۹۳۲-۳۳ء میں جیل میں مہاتما گاندھی کے برت کی حمایت میں آپ نے بھوک ہڑتال کی۔ جیل کی اس مدت میں آپ نے بھگوت گیتا پر ایک تنقیدی کتاب لکھی۔

* ۱۹۳۷ء میں جب ریاستوں میں کانگریس نے حکومت سنبھالی تو بیلگام جیل سے آپ کو رہائی ملی۔ اس کے فوراً بعد حیدرآباد اسٹیٹ پولیس نے آپ کو حیدرآباد ریاست میں ستیہ گرہ میں شرکت کی پاداش میں ۲ سال کے لئے قید کیا۔

* ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۱ء تک آپ مہاراشٹر فارورڈ بلاک کے صدر رہے اور اس زمانہ میں آپ نے دوسری جنگِ عظیم کے خلاف مہم جاری کی۔ اس مرتبہ آپ کو ایک سال کی سزا ہوئی، اور اس کے بعد حفاظتی وجوہات کی بناء پر آپ کو حراست میں رکھا گیا۔

* جیل میں زندگی کے ۱۷-۱۸ سال گذارنے کی وجہ سے آپ کی صحت بُری طرح متاثر ہوئی تھی، ۱۹۴۱ء میں صحت کی بنا پر آپ کو رہا کر دیا گیا۔

* کمزور صحت کے باوجود ۱۹۴۲ء میں آپ نے "بھارت چھوڑ دو" تحریک میں حصّہ لیا اور جنگ مخالف تقاریر کی وجہ سے ایک بار پھر آپ کو سزا ہوئی۔

* ۱۹۴۸ء میں آپ نے لسانی بنیاد پر ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے لئے تحریک میں جوش و خروش سے حصہ لیا۔ ۱۹۵۲ء میں اشیائے ضروری کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے خلاف مہم میں آپ پیش پیش تھے۔

* ۱۹۵۵ء میں پُرتگالیوں کے قبضہ سے گوا کو آزاد کرانے کے لئے آپ نے 'گوا ستیہ گرہ' میں شرکت کی اور گرفتار ہوئے۔ رہائی کے بعد آپ سمیکت مہاراشٹر تحریک کے ممتاز رہنما بن گئے۔

* ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۴ء تک آپ نے اربندو گھوش کی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا۔

* ۱۹۶۶ء میں آپ نے ریاست مہاراشٹر کے سرحدی مسئلہ پر غیر معینہ مدّت کے لئے بھوک ہڑتال کر دی۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی جانب سے مسئلہ کے فوری حل کی یقین دہانی پر آپ نے بھوک ہڑتال ختم کی۔

* ۲۸ر نومبر ۱۹۶۷ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ آپ نے مادرِ وطن اور ہموطنوں کی خدمت کا جو عہد کیا تھا، تمام عمر اس پر کاربند رہے اور زندگی بھر بے لوث خدمت کی۔

-ooo-

سیناپتی باپٹ
کی
زندگی کی جھلکیاں

سیناپتی باپٹ کی زندگی کے یادگار واقعات

لوکمانیہ تلک
اور
سیناپتی باپٹ

مہاتما گاندھی
اور
سیناپتی باپٹ

ملشی ستیہ گرہ

مہارشی کروے کے
اعزاز میں منعقدہ ایک
تقریب میں مہارشی کروے،
سیناپتی باپٹ، آننت
ہری گدرے
اور
ناناصاحب موڈک
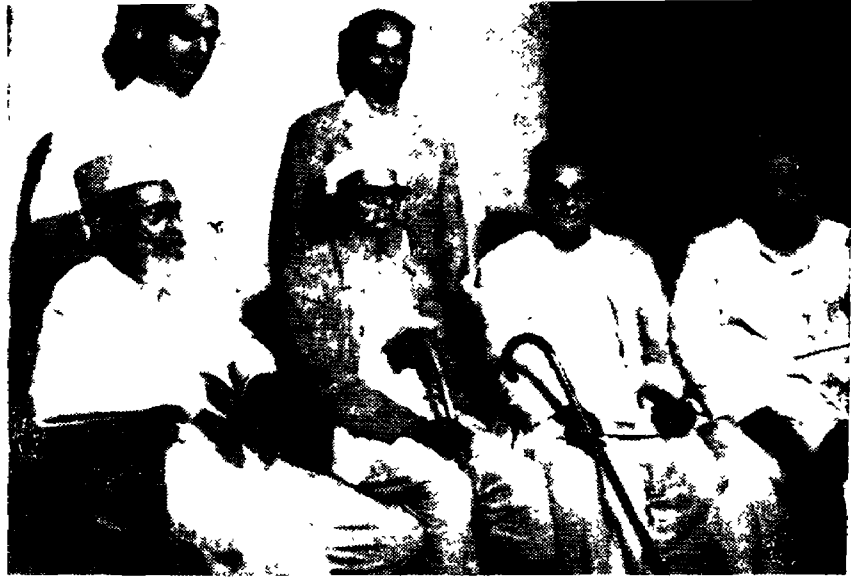
سیناپتی باپٹ

سیناپتی باپٹ
اپنے
اہلِ خاندان
کے ساتھ ۔
ان کی بہو
شریمتی تارا بائی،
تاتیہ، وامن راؤ
اور پوتے
ارون اور
اجے
(کھڑے ہوئے)

اچاریہ بھاگوت،
وی۔ ایس کھانڈیکر
اور
سیناپتی باپٹ

نانا صاحب بپتسرشی،
سیناپتی باپٹ اور
سوتنتریہ ویر ساورکر

ڈی . وی . پوتدار

پنڈ لگی
کات کرتے
سیناپتی باپٹ
اور
کرناٹک کیسری
گنگادھر راؤ
دیشپانڈے،
ہنڈلگا جیل
سے رہائی
کے بعد

سیناپتی باپٹ،
سانے گروجی
کے ساتھ

...ی باپٹ کی زندگی کا مشن

سیناپتی باپٹ
"عوامی صفائی ہفتہ"
میں شریک

سیناپتی باپٹ، لیموں کا عرق
پی کر اپنا برت ختم کرتے ہوئے جو
اس وقت کے وزیر اعلیٰ آنجہانی
شری دی. پی. نائیک نے پیش
کیا تھا. بالکل دائیں جانب شریمتی
وسلا بائی نائیک دیکھی جا سکتی ہیں

سنت گاڈگے مہاراج
کی موجودگی میں
"سیکت مہاراشٹر"
پربھات پھیری
(۱۹۵۰ء)

نیتاجی سبھاش چندر بوس کی ۱۱ر جولائی ۱۹۳۹ء کو پونے لاء کالج میں آمد کے موقع پر لی گئی تصویر میں دیگر حضرات کے علاوہ پرنسپل گھارپُرے، نیتاجی سبھاش چندر بوس اور سیناپتی باپٹ دیکھے جا سکتے ہیں۔

راشٹریہ سوشل کلب پونے کی ایک گروپ تصویر میں دیگر حضرات کے درمیان شری کے۔ پی۔ کھاڈیلکر، شیورام پنت پرانجپے، این۔ سی۔ کیلکر اور سیناپتی باپٹ۔

سابق وزیر اعلیٰ آندھرا شری وی۔ پی۔ نائیک سیناپتی باپٹ کے جسدِ خاکی پر گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے۔ شری نائیک کے دائیں جانب وامن راؤ باپٹ دیکھے جا سکتے ہیں۔

بھیس بدلے ہوئے
سیناپتی باپٹ۔

ٹسلیح جواب

سیناپتی باپٹ کی اہلیہ
آنجہانی شریمتی رکمنی بائی
باپٹ۔

سیناپتی باپٹ

میں اور میرے پتا

* وامن باپٹ

[اپنے پتاجی سے جذباتی لگاؤ کے باعث میں اب تک اُن کے بارے میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ بہرصورت اب مدیر محترم کی خواہش اور اصرار پر میں نے یہ مضمون لکھنے کی کوشش کی ہے۔]

میری ماتاجی ۴ راگست ۱۹۲۰ء کو گذر گئیں، اس وقت میری عُمر تقریباً چھ سال تھی' اس عرصہ میں' میں نے پارنیر میں اپنے گھر پر یا پُونے میں کرایہ کے مکان میں پرورش پائی۔ میرے جنم دن پر سب سے پہلے ہریجنوں کو کھانا کھلایا جاتا اور انھیں مٹھائی اور تحفے پیش کئے جاتے۔ میرے خیال میں اس طرح پتاجی نوعمری ہی سے مجھے اپنے سماجی وچاروں سے روشناس کرانا چاہتے تھے۔

اُس وقت پُونے کے دھن سھن کی چند یادیں میرے ذھن میں محفوظ ہیں

مجھے اپنا گھر خوب یاد ہے' جہاں ایک گوشے میں بنی رسوئی میں ماتاجی پکانے ریندھنے میں لگی ہیں، تاتیا، میں پتاجی کو اسی نام سے پُکارتا تھا' پاس ہی دوسرے گوشہ میں اشنان کر رہے ہیں' میں بچہ ہی تھا' پاس ہی تاتیا کی دُھلی صاف دھوتی ہاتھ میں لئے انتظار میں کھڑا رہتا کہ وہ اشنان پُورا کرلیں۔ اس وقت میں مچل جاتا' اُن سے ضد کرتا کہ مجھے بھی نہلائیں' کپڑے پہنائیں۔ گھر کے خاص کمرے میں روزمرّہ کا منظر بھی مجھے یاد ہے۔ جب تاتیا' کام پر جانے کے لئے تیار ہوکر کھڑے ہوتے' میں ان کا دامن پکڑ لیتا اور ضد کرتا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا۔ تاتیا' مجھے چمکارتے مناتے' لیکن ناکام رہتے اور بالآخر مجبُور ہوکر مجھے روتا چھوڑ کر چلے جاتے اور دروازہ باہر سے بند کر دیتے۔ ان کے اس طرح باہر چلے جانے کے بعد میں دیر تک روتا بسُورتا رہتا' پھر خاموش ہوکر شام کا انتظار کرتا جب کہ وہ گھر واپس آکر پچھتاتے اور میری دلجوئی کرتے۔

تاتیا جب بھی موقع ملتا مجھے اپنے ساتھ باہر لے جاتے لیکن ہر وقت میرا من رکھنا ممکن نہ ہوتا۔ پھر ان کا طریقہ بھی جُدا تھا۔ ایک دن جب کہ بارش ہو رہی تھی' میں نے اُن کے ساتھ باہر جانے کی ضد کی' تاتیا نے مجھے سمجھایا کہ ساتھ چلو گے تو بھیگ جاؤ گے میں نے جواب دیا کوئی پروا نہیں' اس پر وہ اُنگلی پکڑ کر مجھے باہر لے گئے' اس طرح کہ وہ خود تو پوری طرح چھاتہ کے نیچے رہے اور میں باہر' لہذا میں تربتر ہوگیا۔ اس طرح انھوں نے مجھے سزا دی۔

اُن دِنوں اُنہی کی بدولت مجھے یہ موقع نصیب ہوا کہ لوکمانیہ تلک کے آس پاس رہوں' میں ان کی گود یا آرام کرسی پر بیٹھتا، ان کے اسٹڈی روم میں ان کے ساتھ رہتا اور برآمدہ میں آکر ان کے قریب ہی رہ کر دیکھتا کہ وہ کس طرح ادارتی عملہ کی نگرانی کرتے ہیں۔ میں ان سے خوب بچکانہ باتیں کرتا۔ اس وقت تاتیا 'کیسری' میں کام کرتے تھے۔

میں 'گیان کوش' کے دفتر میں جاتا رہتا وہاں بھی تاتیا کام کرتے تھے۔ ڈاکٹر کیتکر کی شادی میں شرکت بھی مجھے یاد

اس بھرپور لاڈ پیار کے باوجود تاتیا مناسب طریقے پر میری پرورش اور تربیت کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے جدید طرز پر بڑی خوبی سے اس طرح مجھے پڑھنا لکھنا سکھایا کہ مجھے بالکل بار محسوس نہ ہوا بلکہ میرا ذوق و شوق بڑھ گیا اور میں ان سے آگے آگے سبق

پڑھانے کے لیئے کہنا۔ میری عمر پانچ سال سے کم ہی ہوگی، جبکہ وہ
'بال ادیان' بچوں کی دیگر کتابیں اور رسائل وغیرہ خرید کر مجھے دیتے
انھوں نے مجھے خط لکھنا سکھایا۔ اس زمانے میں جب کہ وہ کہیں
دور ہوتے ہر دوسرے تیسرے دن مجھے خط لکھتے اور میں اس کا
جواب لکھتا۔

ان کی لکھائی بڑی صاف ہوتی جسے میں اس وقت آسانی
سے پڑھ لیتا۔ اُن کی ہمیشہ یہی نصیحت ہوتی کہ میں خوب پڑھوں
سیکھوں۔ اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے کہ کتابی کیڑا نہ بنوں، باہر
جاکر میدان میں دوسروں کے ساتھ کھیلوں کودوں، ملوں جلوں۔

۱۹۱۹ء کے آخر میں، میں اور ماماجی نندگاؤں میں تھے اور وہ
چند ماہ سے اکیلے ہی پونے میں رہ رہے تھے۔ وہ مجھے بذریعہ منی
آرڈر روپے بھیجتے تاکہ میں اپنی پسند کی مٹھائی خرید سکوں۔ اسی
کے ساتھ وہ یہ بھی لکھتے کہ یہ مٹھائی مل بانٹ کر کھاؤں اور غریبوں
کو نہ بھولوں۔ ان کی یہی تاکید ہوتی کہ پیسے اور مٹھائی انھیں بانٹوں
یہ کتنی نیک ہدایت تھی۔ وہ خود یہ رقم بھی تو برت رکھ کر یا کھانا نہ
کھاکر بچاتے تھے۔

بچّوں کی تربیت: ایک مرتبہ ایک خط میں مجھے مارنے پیٹنے پر میں
نے ماں کی اُن سے شکایت کی۔ وہ بہت خفا ہوئے اور انھیں جواب
میں تاکید کی کہ ایسا پھر نہ ہو۔ بہرصورت ان کے ایک خط سے یہ
واضح ہوتا ہے کہ میری پرورش اور تربیت کے بارے میں اُن کے
وچار کیا تھے۔ انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ کم از کم والدین کو
چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو زندگی کی سختی اور صعوبتوں سے دور ہی
رکھیں، ان کا تجربہ تو انھیں آگے چل کر بڑی عمر میں اس بھری پُری
دنیا میں خود ہی ہو جائے گا۔

میں بہت شوخ، شریر اور ہٹی تھا، ہر وقت انھیں تنگ کرتا
اسی کے ساتھ مجھے اُن سے بے پناہ محبّت تھی اور ایک لمحہ کے
لیئے بھی ان کی جدائی برداشت نہ ہوتی۔ تاتیا کے چہرے پر ہمیشہ
مسکراہٹ رہتی۔ انھوں نے ہمیشہ مجھے پوری آزادی دی،
لیکن اسی کے ساتھ یہ خیال بھی رکھا کہ میں ٹھیک راہ پر رہوں
اور بھٹک نہ جاؤں۔

میری زندگی میں بچپن کے یہ خوشگوار دن ماں کے مرتے ہی ختم
ہوگئے۔ اس کے بعد میری چھوٹی بہن جس کی عمر اس وقت تقریباً
ڈھائی سال کی تھی ممانی اور ماموں کے پاس رہی۔

میں اس وقت تک تاتیا کے ساتھ رہا جبکہ ملشی ستیہ گرہ
میں انھیں سزا ہوگئی۔ میں ان کے ساتھ بمبئی یا پونے جاتا۔ بالآخر
مجھے بڑے ماموں کے پاس ابوا بھیج دیا گیا۔ ابوا میں میرے ماموں
کے گھر والوں نے مجھ سے بڑی محبت اور شفقت کا اظہار کیا۔ میرے
ماموں سب رجسٹرار کی حیثیت سے سرکاری نوکر تھے۔ میں نے ان
کے بیٹے جو میرے ماموں زاد بھائی تھے، کے ساتھ اسکول جانا شروع
کیا۔ یہ سرکاری اسکول تھا۔ مجھے یہ اسکول پسند نہ تھا، کیوں کہ
میرے دل و دماغ میں تو قومی خیالات پروان چڑھ رہے تھے۔ پھر
وہاں ایک راشٹریہ شالہ بھی تھا۔ لہٰذا میں نے سرکاری اسکول
چھوڑ دیا اور راشٹریہ شالہ میں داخل ہوگیا۔ تاتیا ۱۹۲۲ء کے
اوائل میں جیل سے رہائی پاکر مجھ سے ملنے آئے اور یہ دیکھ کر بہت
خوش ہوئے۔

مارچ۔ اپریل ۱۹۲۲ء میں تاتیا دوبارہ جیل سے رہا ہوکر مجھ سے
ملنے آئے۔ اس وقت میری مونج کی رسم ادا کی گئی۔ ان دنوں کان
میں چھید کر بالی پہنانے کا رواج تھا اور میں نے بھی ایک
بالی پہنی تھی۔ تاتیا کو یہ بات پسند نہ تھی۔ میں نے یہ بات محسوس
کی اور فوراً ہی بالی اتار ڈالی۔ مونج رسم کے وقت مجھے کچھ
تحفے اور نقد رقم بھی ملی۔ میرا دل اس بات سے بہت متاثر ہوا
کہ اگلی صبح وہ میرے انتظار میں تھے تاکہ مجھ سے اجازت لے کر
نقد رقم اپنے خرچ کے لیئے لے لیں، کیونکہ ان کے خیال میں یہ رقم
میری ذاتی تھی۔ انھوں نے خود اپنے بیٹے سے اجازت چاہی!
ان ہی دنوں جب کہ وہ وہاں موجود تھے میں نے اپنے نئے نئے سلے
کپڑے جلا کر خاک کر ڈالے اور کھدر پہننا شروع کی۔

اگلے سال اکتوبر ۱۹۲۳ء میں وہ یرودا جیل سے رہا ہوکر مجھ
سے اور میری بہن سے ملنے آئے۔ ابھی ملشی ستیہ گرہ ختم ہو
جانے کا اعلان ہی ہوا تھا کہ میں نے اُن سے پھر اصرار کیا، مجھے بھی یہاں
سے ساتھ لے چلیں، حالانکہ وہاں میرے ماموں کے گھر پر مجھے ہر طرح
محبّت و شفقت ملی تھی نیز اسکول کے اُستاد، دوست احباب
اور ماحول سب کچھ میرے موافق تھا۔ لیکن تاتیا کی مجھ سے محبت
اور قربت ہر چیز پر حاوی تھی۔

بالآخر ابوا میں قیام ختم ہوا اور تاتیا مجھے اپنے ساتھ لے گئے
ہم نے مختصر سفر کیا، ترمبکیشور میں دیر سادر کر سے اور اس کے بعد

ڈالیا رہیں مائی دیولائی (سیناشی) سے ملے۔ وہاں سے ہم پونے واپس آگئے۔

ناتیا نے پونے میں ایک کمرہ کرایہ پر لیا اور ہم وہاں مقیم ہوگئے۔ ہمیں کھانا ایک بورڈنگ ہاؤس سے ملتا تھا۔ مجھے تعلیم دوبارہ شروع کرنی تھی۔ ناتیا خود مجھے پانچویں جماعت میں داخل کرانے کے لئے نوتن مراٹھی ہائی اسکول لے گئے کیونکہ ایواہرا اسکول میں میں سال اوّل انگلش کلاس کا طالب علم تھا۔ بہرصورت چونکہ میں راشٹریہ شالہ کا طالب علم تھا لہذا مجھے نچلی جماعت ... سکول کی چوتھی جماعت ہی میں داخل کیا گیا۔ قدرتی طور پر مجھے یہ ناگوار گذرا اور میں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ لیکن داخل ہونے کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ اب میں بڑا ہوگیا تھا اور جہاں کہیں بھی ناتیا جاتے مجھے بھی ان کے ساتھ جانے کا موقع ملتا۔ اب میں اس قابل ہوگیا تھا کہ قدرے بہتر طور پر ان کے خیالات سمجھ سکوں اور اُن کی قدر و منزلت جان سکوں۔

بہرحال میری زندگی میں یہ خوش آئند وقت صرف ایک سال اور چند دن ہی رہا۔ دسمبر ۱۹۲۴ء کے آغاز پر میری بہن کملا کو بھی بلا لیا گیا۔ ایک دن ناتیا نے اچانک ایک فوٹوگرافر کو بلایا تاکہ ان کے ساتھ ہم دونوں بچوں کی تصویر لی گئی۔ ۶ر دسمبر کی رات کو جب کہ ہم سو ہی رہے تھے، ناتیا یکایک ہمیں چھوڑ کر اپنے رفیقوں کے ساتھ اپنی 'شدھ ستیہ گرہ' کے سلسلے میں پود روانہ ہو گئے۔ اُنکی اس طرح جُدائی پر میں دنوں تک بے چین رہا۔

میں ناتیا کے دوستوں کے ہمراہ پود گیا، اس مقام کو دیکھا جہاں وہ ستیہ گرہ سے قبل ٹھہرے تھے، وہاں کچھ کچی پکی خراب چپاتیاں وغیرہ پڑی تھیں۔ اُن کا سامان لے کر پونے واپس آگئے

پولیس کیس چھ ماہ تک چلتا رہا۔ میری بہن اور میں عدالت میں سماعت کے دوران برابر ان سے ملنے جاتے رہے۔ آخر میں میری ان کے ساتھ سب سے لمبی ملاقات جون ۱۹۲۵ء میں پونے سے ممبئی جانے والی ریلوے ٹرین میں ہوئی، جبکہ انھیں پولیس ہائی کورٹ میں پیشی کے لئے ڈونگری جیل، ممبئی لے جا رہی تھی۔ جہاں انھیں سات سال کی قیدِ بامشقت دی گئی۔

ناتیا حیدرآباد سندھ جیل بھیج دیئے گئے۔ اس طرح ہم ان سے سینکڑوں میل دور اور سات سال کے لئے جدا ہو گئے۔ ہر تیسرے ماہ ناتیا کے خطوط آتے جو انگریزی میں ہوتے۔ خطوط میں ہمارے لئے نثر میں چند سطریں لکھی ہوتیں اور پھر اُن کی خود کہی ہوئی کویتا مثلاً "ہولی سانگ" اور "رہائم ٹاکس" وغیرہ لکھی ہوتیں۔ ہم انگریزی نہیں سمجھ پاتے تھے، لہذا ہمارے لئے ترجمہ کر دیتے۔ خطوط سے ان کے دل میں ہماری محبت اور ہماری بھلائی کے لئے فکرمندی کا اظہار ہوتا اور ان کی بیش قیمت نصیحتیں ملتیں۔ وہ ہماری تعلیم، رفتار ترقی اور سماجی سرگرمیوں کے بارے میں ضرور پوچھتے۔ اپنے ایک خط میں انھوں نے ہمیں خاص طور سے یہ ہدایت کی کہ ہر روز بستر پر جانے سے قبل خدا سے یہ دعا مانگیں:

देवा मला चागली बुद्धी दे ।

देवा सर्वांना चागली बुद्धी दे ।।

میں ہمیشہ یہ دعا مانگتا ہوں۔

ناتیا نے یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ "انھیں کبھی بھی یہ پسند نہیں کہ اُن کے بچے مفت تعلیم پائیں"۔ بہرحال اس سے بچنے کی اور کوئی راہ بھی نہ تھی۔ ان کی کل میعاد قید کے دوران ہم صرف دو مرتبہ اُن سے ملنے جا سکے۔

منتخب صدر ایم۔ پی۔ سی۔ سی: ۱۹۳۰ء میں انھوں نے دیگر ستیہ گرہی قیدیوں کے ساتھ بھوک ہڑتال کی۔ انا صاحب دستانے مجھے ممبئی لے گئے، ہم جیل میں اُن سے ملنا چاہتے تھے۔ بہرحال اجازت نہ ملی اور ہم ممبئی سے آگے نہ جا سکے۔ ناتیا ۱۹۳۲ء میں مانسون کے آخر میں رہا کئے گئے۔ ہم نے اُن کا سواگت کیا۔ ہم چند دن وردھا میں اُن کے ساتھ رہے۔ وہ فی الحال مکمل شدھی کو ملتوی ... گنیشن کھنڈ گئے۔ پارنیر میں والدین سے ملے اور ناگپور میں ایک سیاسی کانفرنس میں شریک ہوئے۔ اس وقت تک میں سولہ سال سے اوپر عمر کا جوان بن چکا تھا اور میٹرک کولیشن کلاس میں پہنچ گیا تھا۔ میری بہن ۱۲ سال کی تھی اور ساتویں کلاس پڑھتی تھی۔ میں نے ایک مہمان کی حیثیت سے ایم پی سی سی کے اجلاس میں شرکت کی جس میں متفقہ طور پر انھیں صدر منتخب کیا گیا۔ اس طرح میں سیاسی سرگرمیوں سے منسوب ہوا۔ لیکن میں اپنی درسی تعلیم پر برابر توجہ دیتا رہا۔

میں اور ناتیا، بالو کاکا کانیٹکر کے مکان میں رہتے تھے۔ انھوں نے ہمارے لئے ایک کمرہ مختص کر دیا تھا۔ مکمل اور ممانی

कैदी का चिट्ठी .... JAIL

From Prisoner No. 265, Name P. M. Bapat
कैदीका नंबर नाम

Dated 6th October 1945
तारीख १९४

Censored

Sanctioned.
मन्जूर.

Superintendent
साहेब सुपरिन्टेन्डेन्ट.

Vaman, your letter of 30/9/45 to hand on 1/10/45
Ram has done well in instructing the Chronicle
office not to direct any letter to me.
Vaman, you must manage to sleep from 9 a.m.
to 4 P.M. With sleepless days you will not
be able to do justice to the night-shift
for very long. For an engineer in a mill
it is necessary to adjust & readjust his
sleeping hours by special self control, if
he is to keep his health & strength un-
my child's child has been placed from
her very babyhood! He will play His play
in His own way & we must learn to see
Good in His Play & in His Way!
Blessings & Regards to yourself, Babu, Mangala,
Tara, Vaman, Yesutai & all
Dr Vidvans to see me on 21st
Tatya

یہ اُس خط کا عکس ہے جو سیناپتی باپٹ نے ۶ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو امراؤتی جیل سے اپنے بیٹے وامن کو لکھا تھا۔ یہ خط اس کاغذ پر لکھا ہے جو جیل میں قیدیوں کو دیا جاتا ہے۔ اور بائیں طرف سنسر کرنے کے بعد حاکم جیل کے دستخط ہیں۔ یہ دیسی زبان مراٹھی میں نہیں بلکہ انگریزی میں لکھا گیا ہے تاکہ اس کی سنسر شپ میں آسانی ہو اور ترسیل میں دیر نہ لگے۔ اس کے علاوہ دیسی زبان میں خط لکھنے میں یہ خدشہ بھی لاحق رہتا ہے کہ اس کے زیادہ حصے کو کاٹ چھانٹ دیا جاتا ہے۔ اوائل عمر میں جبکہ وہ انگریزی نہیں جانتے تھے اپنے دوستوں سے ترجمہ کرالیتے تھے۔ مختلف جیلوں میں زمانۂ اسیری کے دوران سیناپتی باپٹ کے لکھے کچھ خطوط کتاب کی شکل میں شائع کئے جاچکے ہیں۔

بھی کچھ فاصلہ پر واقع میرے ماموں کے مکان میں اپنے خاندان کے ساتھ رہتے تھے۔ ہمارا کھانا ماموں کے گھر ہی میں ہوتا تھا۔ وہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا۔ ایک مرتبہ میں جیومیٹری کا ایک سوال حل کرتے وقت اُلجھ گیا تھا۔ تاتیا میرے قریب ہی لیٹے آرام کر رہے تھے، وہ اُٹھ بیٹھے اور اُس وقت میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب انھوں نے منٹوں میں اس سوال کو حل کر کے مجھے سمجھا دیا۔

بعد ازاں چند مہینوں کے اندر ہی آپ کو ایم پی سی سی کے صدر کی حیثیت سے دورہ کرتے وقت رتناگیری میں تقریر کی پاداش میں دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ نومبر ۱۹۲۱ء میں آپ کو دفعہ ۱۲۴۔الف کے تحت ۲ برس کے لئے جلا وطن کیا گیا۔ کئی سالوں کی فرقت کے بعد ہمیں اُن کی قربت نصیب ہوئی تھی اور چند مہینوں کے اندر ہی وہ ہم سے جُدا ہو گئے۔ اس دوران بھی وہ ہمارے ساتھ کم ہی رہتے تھے، اور ان کا زیادہ تر وقت دورے ہی میں گذرتا تھا۔ اُس وقت سیاسی فضا میں بڑی ہل چل برپا تھی۔ ۱۹۲۲ء کی تحریک شروع ہوئی۔ تاتیا کو مجھ سے توقع تھی کہ میں اس میں شریک ہو جاؤں، البتہ انھوں نے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ میں نے میٹرک کا امتحان چھوڑ دیا اور تحریک میں شریک ہوا۔ مجھے چھ ماہ کی سزائے قید ہوئی۔ اس مرتبہ میری رہائی کے بعد اگست ۱۹۲۲ء میں میں اور میری والدہ تاتیا سے ملنے [illegible] گئے۔ اب میں 'سی' درجے کے قیدیوں کو دی جانیوالی سہولتوں سے واقف ہو چکا تھا۔ میں نے تاتیا سے درخواست کی کہ وہ کم از کم لکھنے کا سامان رکھنے کے لئے رضامند ہو جائیں۔ یہ سہولت ان دنوں 'سی کلاس' کے قیدیوں کو حاصل تھی۔ میں نے یہ درخواست اس وجہ سے کی تھی کہ اس سے قبل انھوں نے 'بی کلاس' تک لینے سے انکار کر دیا تھا، نیز کسی قسم کی سہولت قبول کرنے کے خلاف تھے۔ میرے اصرار پر انھوں نے لکھنے کا سامان قبول کر لیا اور اُسے استعمال کرنے لگے۔ بیلگام جیل سے لکھے گئے اُن کے تمام خطوط شائع ہو چکے ہیں۔

بچّوں میں شعور: اب کی بار جب وہ جیل گئے تو ہم دونوں بچے سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔ لہٰذا انھوں نے ہمارے مستقبل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں تعلیمی کورسوں کے انتخاب کے سلسلے میں مشورہ دیا۔ انھوں نے مجھے صلاح دی اور اصرار کیا کہ میں اپنا انجینئرنگ کورس ضرور مکمل کر لوں، جسے وہ خود پورا کرنے سے محروم رہ گئے تھے۔ وہ میرے انجینئر بننے پر کافی زور دیتے رہے۔ انھوں نے میری بہن کو آیورویدک تعلیم حاصل کرنے کو کہا۔ اُن کی اِن ہدایات کا مقصد یہی تھا کہ ہم آئندہ سماج کے لئے مفید ثابت ہوں۔ انھوں نے مجھ سے کہا تھا:

"میں ایک تھرڈ کلاس انجینئر کو فرسٹ کلاس بی۔ایس سی، پر ترجیح دوں گا۔"

چونکہ اُن دنوں کمل شادی کی عمر کو پہنچ چکی تھی لہٰذا اُسے دی گئی ہدایات میں ضبط تولید بھی شامل تھی۔

بار بار جیل جانے آنے سے اُن کی صحت بُری طرح متاثر ہوئی تھی۔ وہ خود کو بوڑھا محسوس کر رہے تھے۔ انھیں ہمیشہ یہ فکر لاحق رہتی تھی کہ انھوں نے اپنے چہیتے بچوں کے لئے کچھ نہیں کیا اور وہ ہمارے کسی کام نہیں آئے۔ بہرصورت وقتاً فوقتاً ان کی ہدایات اور نصیحتیں ہمارے لئے مشعل راہ بنتی رہیں۔

اُن سے ہماری ملاقاتیں اور خطوط کا تبادلہ باقاعدگی کے ساتھ ہوتا رہا۔ وہ اس میں ایک دن کی تاخیر بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ [illegible] میں میں نے پونے سے انٹر سائنس کامیابی سے پورا کر لیا۔ اور [illegible] میں انجینئرنگ کے لئے بنارس چلا گیا۔ کمل میٹرک پاس کر چکی تھی اور کالج جا رہی تھی۔

تاتیا کو بیلگام ہنڈلگا جیل سے جولائی ۱۹۲۷ء میں رہا کیا گیا۔ اس وقت میں بنارس میں تھا۔ ان کی رہائی کا ٹیلیگرام ملتے ہی میں نے پونے کے لئے رخت سفر باندھا۔ میں جب شیواجی نگر کے پلیٹ فارم پر اترا تو تاتیا کو وہاں اپنے استقبال کے لئے موجود پا کر میری خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس وقت مجھے ۱۹۲۱ء سے [illegible] کا دور زیادہ آیا جب مجھے اپنے شفیق باپ کی محبت و قربت حاصل تھی۔

میرا کالج جاری تھا اس لئے میں زیادہ دنوں تک ان کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا، مجھے جلد ہی بنارس لوٹنا تھا۔ دو مہینوں کے اندر ہی تاتیا اپنے ایک ساتھی کے ساتھ مجھ سے ملنے بنارس آئے۔ چند دنوں کے لئے وہ میرے ساتھ میرے ہوسٹل کے کمرے میں رہے۔ بڑی ہی دلچسپی کے ساتھ انھوں نے میرا کالج دیکھا۔ میرے دوستوں اور وہاں کے ماحول سے واقفیت حاصل کی۔ ۱۹۱۲ء میں

جب وہ روپوش تھے تو انھوں نے بنارس کے ایک گھاٹ پر اپنا ٹھکانہ بنایا تھا۔ اب کی بار انھوں نے اپنے "پران یگنیہ دَل" کے نظریہ کا پرچار شروع کر دیا اور اعلان کر دیا کہ وہ 'جل سمادھی' لیں گے۔

مجھے اُن کے 'جل سمادھی' ارادہ پر بڑی تشویش ہوئی۔ میں نے اس کی مخالفت میں انھیں یکے بعد دیگرے کئی خطوط لکھے۔ مجھے اپنے خطوط کے مختصر جواب فوراً ملتے تھے۔ بہرصورت ان سے مجھ پر یہ واضح ہو گیا کہ میں ان کے ارادے کو بدلنے میں ناکام رہا ہوں۔ تریپورہ کانگریس میں، میں ان کے ساتھ تھا، جس کے لئے سبھاش بابو صدر منتخب ہوئے تھے۔

جون ۱۹۳۹ء میں انجنیئرنگ کورس مکمل کر کے میں پونے لوٹ آیا۔ میرے لوٹنے کے چند دنوں بعد تاتیا اور سبھاش بابو دھارواڑ، ہبلی، بیلگام اور دیگر مقامات کے دَورے پر نکل پڑے۔ میں بھی اُن کے ساتھ رہا۔

باپ اور بیٹا ایک جیل میں:

میں بھی سیاست میں شریک ہو چکا تھا اور میرا کوئی ذریعۂ آمدنی بھی نہیں تھا لہٰذا تاتیا نے رہائش کے انتظامات میں تبدیلی کی۔ سالوں بعد ہم پھر یکجا ہوئے۔ سیاسی تحریکوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے ہمارا بہت کم وقت گھر پر گذرتا تھا۔ اپریل ۱۹۴۰ء میں تاتیا گرفتار ہوئے اور ایک سال کی سزائے قید کاٹنے کے لئے ناشک جیل میں رکھے گئے۔ اس وقت میں بمبئی میں تھا۔ میری بہن اور ممانی پونے میں تھے۔ تاتیا اپنے اہلِ خانہ کے لئے پریشان رہنے لگے وہ چاہتے تھے کہ میں کہیں نوکری کر لوں اور مالی طور سے خاندان کی کفالت کروں۔ اُن دنوں نوکری ملنا ویسے ہی بڑا مشکل تھا اور خصوصاً ایک ٹریڈ یونین ورکر کے لئے یہ اور بھی محال تھا۔ بہرحال میں نے دوڑ دھوپ کر کے بمبئی کی ایک معروف فرم میں انجنیئر کی حیثیت سے ملازمت حاصل کر لی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی دیگر مصروفیتوں کو بھی جاری رکھا۔ جون ۱۹۴۱ء میں مجھے گرفتار کر لیا گیا اور ناشک جیل ہی میں رکھا گیا۔ میری گرفتاری پر تاتیا بے حد خوش ہوئے۔ تین چار مہینے تک ہم دونوں جیل کے اندر آس پاس کمروں میں ایک دوسرے کے قریب رہے۔ یہ ہماری زندگی میں ایک پُرمسرت دور تھا۔

تاتیا ہیرک پروگرام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ وہ رِنگ ٹینس کھیلتے تھے حالانکہ اس وقت ان کی عمر ۶۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی لیکن اُن کے ساتھ کھیلنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ کئی مرتبہ جیت انھیں کی ہوتی تھی۔ باپ بمقابلہ بیٹا میچ کھیلے جاتے تھے، اکثر میری شکست ہوتی تھی۔

یہیں سے انھوں نے کمل کی شادی کا مسئلہ طے کیا تھا۔

تاتیا نے خواہش ظاہر کی کہ میرے نام آنے والے تمام خطوط انھیں دکھائے جائیں اور کسی قسم کی پردہ داری نہ برتی جائے۔ ان کی یہ خواہش پوری کی گئی۔ ہماری جیل کی زندگی اچھی طرح گذر رہی تھی۔ تاتیا کی بینائی کمزور ہو رہی تھی۔ اس وقت آنکھوں کے ایک ماہر ڈاکٹر ڈی۔ ڈی۔ ساٹھے بھی اُس جیل میں تھے۔ انھوں نے تاتیا کی آنکھوں کا معائنہ کیا۔ موتیا بند کا اثر نظر آیا، انھوں نے آپریشن کرنا ضروری سمجھا لیکن چونکہ خود ان کے والد اور والدہ دونوں زندگی میں کافی عرصہ تک نابینا رہے تھے لہٰذا آپریشن کی کامیابی سے متعلق انھیں شبہ تھا۔ تاتیا کے دانتوں میں بھی تکلیف ہونے لگی اور ان کی صحت گرنے لگی۔ ناشک جیل میں طبی معائنہ کے بعد انھیں آرتھر ہوسپٹل میں مزید طبّی معائنہ کے لئے منتقل کیا گیا۔ اس وقت میں نے درخواست کی کہ ان کے ساتھ مجھے بھی اُن کے مددگار کی حیثیت سے بھیجا جائے لیکن درخواست منظور نہیں ہوئی۔ اسی اثناء میں تاتیا رہا کر دیئے گئے۔ ۱۹۴۲ء میں میری رہائی ہوئی۔ تاتیا اور کمل مجھ سے ملنے برابر آتے رہے۔ اسی زمانہ میں کمل کی شادی ہو گئی۔

میں دوبارہ بمبئی میں اپنی ملازمت پر آ گیا۔ میں نے ایک کمرہ لے لیا اور اپنے دوست کے ساتھ رہنے لگا، جس کی مالی ذمّہ داری میں نے اپنے اوپر لے لی تھی۔ میں اُسے اپنا چھوٹا بھائی تصور کرتا تھا۔ تاتیا کمل اور ممانی پونے کے مکان میں رہتے تھے۔ وہاں اُن کی آنکھوں کا آپریشن ہوا۔ اب انھیں اپنی ضعیفی کا احساس ہونے لگا تھا۔ وہ میری شادی کے لئے فکرمند تھے۔

میری شادی ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔ میں نے سائن، بمبئی میں ایک فلیٹ لے لیا اور اپنے دوست کے ساتھ وہاں منتقل ہو گیا۔ میری بیوی بھی ایک ثانوی مدرسے میں معلمہ بن گئی۔

میری اور کمل کی زندگی کو آسودہ دیکھ کر تاتیا نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب تاتیا کے تین گھر ہو گئے تھے۔ ایک پونے کا، دوسرا کمل کا اور تیسرا میرا، وہ وقفہ وقفہ سے ان تینوں گھروں میں آتے جاتے اور قیام کرتے رہے۔

دسمبر ۱۹۴۴ء میں ناگہانی کمل کا انتقال ہو گیا۔ اس کی

سات بہنوں کی ایک بچی تھی۔ وہ نانا تیا سے بہت مانوس ہو گئی تھی۔ کچھ عرصہ نانا تیا نے اپنا تمام وقت اپنی نواسی کی خاطر صرف کیا۔ اس کے بعد جلد ہی وہ دوبارہ سرگرم ہو گئے۔

دسمبر ۱۹۴۴ء میں انھوں نے دِدربھ کا دورہ کیا۔ وہاں اُن کی تقاریر کی وجہ سے انھیں گرفتار کر لیا گیا۔ ایک سال کی سزائے قید ہوئی، اور انھیں امراؤتی جیل میں رکھا گیا۔ میں نے ان کا تبادلہ یہاں قریب کی جیل میں کرانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوا۔

جیل سے لکھے گئے اُن کے خطوط شائع ہو چکے ہیں۔ اب اُن کے خطوط میں میری بیوی کے لئے بھی نصیحتیں ہوتی تھیں۔ زیادہ تر باتیں اُن کی ایک سالہ بے ماں کی نواسی کے متعلق ہوا کرتی تھیں۔ جنوری ۱۹۴۶ء میں نانا تیا رہا کئے گئے۔ رہائی کے بعد جلد ہی ان کی دوسری آنکھ میں موتیا بند کا آپریشن کیا گیا۔

میرا پہلا بیٹا ۱۰ مئی ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوا۔ قومی انقلاب کے دن پوتے کی پیدائش پر نانا تیا فخر و مسرت سے سرشار ہو گئے۔ ۱۰ مئی وہی تاریخ ہے جبکہ ۱۸۵۷ء میں سب سے پہلے ہمارا قومی انقلاب برپا ہوا تھا۔

اُن کے لئے یہ بھی حسنِ اتفاق ہی تھا کہ خود ان کا بیٹا بھی ۷ نومبر کو روسی انقلاب کے دن پیدا ہوا تھا۔

۱۹۴۸ء میں، میں نے ملازمت سے استعفی دیکر خود اپنا کاروبار شروع کیا تاکہ سیاسی اور دیگر سرگرمیاں جاری رکھنے میں دقت نہ ہو۔ نانا تیا گھومتے رہتے تھے، کبھی نگر میں اپنی نواسی کے پاس، کبھی پونے میں ڈاکٹر پاٹھک کی لڑکی کے یہاں جاتے۔ یا زیادہ تر وہ یہاں اپنے پوتے کے پاس رہتے تھے کیونکہ اس کی ماں بھی ملازمت کرتی تھی۔

میرا خیال تو انھیں سدا رہتا ہی تھا۔ میں ۱۹۴۹ء میں گرفتار ہوا۔ اور فردِ جرم لگائی گئی۔ اس وقت نانا تیا ۶۹ برس کے تھے لیکن وہ اصرار کر کے میرے ساتھ عدالت آیا کرتے تھے۔ ۱۹۵۰ء میں ہم اپنے دادر کے مکان میں منتقل ہوئے۔ نانا تیا نے اپنے پرانے انقلابی ساتھی مرزا عباس کو ہمارے ساتھ رہنے کیلئے بلایا۔ میرا دوسرا بیٹا ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوا۔ اب نانا تیا ضعیف ہو چکے تھے۔ قدرتی طور پر اب وہ میرے اس لڑکے کو اتنا نہیں کھلا سکتے تھے جتنا انھوں نے بڑے لڑکے کو کھلایا تھا۔

گوا ستیہ گرہ میں شرکت:

۱۹۵۵ء میں نانا تیا عمر کے ۷۵ سال پورے کر رہے تھے۔ اس مناسبت سے ہم نے اپنے بڑے لڑکے کی 'مونج' رسم ادا کی۔ اس تقریب میں ہمارے تمام رشتہ داروں کے علاوہ نانا تیا کے کئی دیرینہ دوستوں نے بھی شرکت کی۔ اس کے بعد چند ہی دنوں میں نانا تیا 'گوا ستیہ گرہ' کے لئے چلے گئے۔ مجھے اس کا علم نہیں تھا بونے سے مجھے ان کی روانگی کی اطلاع اور ان کا پیغام ملا کہ گوا کی سرحد میں داخل ہو کر ستیہ گرہ شروع کرنے سے قبل وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں فوراً ان سے ملنے کے لئے روانہ ہوا، اُن کی تلاش میں مجھے ان کے آخری کیمپ واقع دودا مارگ تک جانا پڑا۔ وہاں ہماری ملاقات ہوئی، ہم گوا کی سرحد تک ان کے اور پارٹی کے ساتھ رہے۔

نومبر ۱۹۵۵ء میں نانا تیا کو سمیکت مہاراشٹر مورچہ کی رہنمائی کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ ان کے ساتھ بہت سے افراد گرفتار ہوئے تھے ان میں، میں بھی شامل تھا۔ ہم سب کو بھائیکلہ جیل میں رکھا گیا تھا۔ جیل میں داخل ہونے کے کچھ ہی دیر بعد میں نے ان کے لیٹنے کے لئے فرش پر اخبار بچھا دیا۔ اس وقت انھوں نے محسوس کیا کہ ان کی صحت اب اس قابل نہیں رہی کہ جیل کی صعوبتیں برداشت کر سکے۔ اب نانا تیا ہمارے گھر کے نگراں بن گئے۔ وہ خاندان کی عدالتِ عالیہ بن گئے۔ اگر وہ خود ضروری محسوس کرتے یا پھر ہم ان سے رجوع ہوتے تو وہ ہمیں حسبِ موقع نصیحت کرتے، منظوری یا نامنظوری دیتے یا مداخلت کرتے۔ ہم سب نے ہمیشہ اُن کی خواہش کا احترام کیا۔ اپنے پوتوں کی پرورش اور تربیت پر اُن کی خاص نگاہ تھی۔ وہ ان کی تملطبول کی نشاندہی کرتے تھے۔ وہ لڑکوں کو مارنے کے حق میں نہیں تھے۔ اگر کبھی غصّے میں آکر میں ایسا کر جاتا تو فوراً ان کا شدید ردِ عمل ہوتا۔ لڑکوں کی تقریباً ہر خواہش کو وہ جلد از جلد پورا ہوتے دیکھنا چاہتے تھے، اگر ضروری ہوتا تو وہ خود اس سلسلے میں آگے بڑھتے تھے۔ وہ بچوں میں گُھل مِل کر ان کی ضروریات کو اطمینان بخش طریقے سے پورا کرتے تھے۔

نانا تیا بلا ناغہ نگر جا کر اپنی بڑھتی ہوئی نواسی کی خبر گیری کرتے

تھے۔ ۱۹۶۲ء کے اواخر میں اس کی شادی ہوئی۔ اس کی شادی کے بعد تاتیا کی چنتا دور ہوئی۔

اس وقت تک ان کا بڑا پوتا کالج میں تھا اور چھوٹا ہائی اسکول میں تھا۔ بمبئی میونسپل کارپوریشن کے انتخاب میں میری کامیابی پر وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ ایم۔ ایل سی منتخب ہونے پر ایک تصویر لینے کے لئے وہ میرے ساتھ کھڑے ہوئے۔ یہ تصویر میرے لڑکے نے کھینچی۔ پہلے دن وہ کونسل ہال تک میرے ساتھ آئے تھے۔

آخری خواہش پوری نہ ہوسکی:

۱۹۶۶ء میں جب انھوں نے وزیراعلیٰ کے بنگلے پر برت رکھا تھا' میں اُن کے ساتھ تھا، اور وزیراعظم کی آمد کے موقع پر قریبی شاہد۔ اس برس سمیتی کے بعض رہنماؤں سے میرا اختلاف تھا۔ اخبارات میں بیانات اور جوابی بیان شائع ہو رہے تھے۔ مجھ پر حملے ہوا کرتے تھے اور میرے جواب پر جوابی حملے۔ اس وقت تاتیا پونے میں تھے۔ چونکہ یہ سب کچھ اُن کے پرانے ساتھیوں کے درمیان ہو رہا تھا اس لئے وہ بہت پریشان ہوئے۔ مجھے اس کا علم ہوا۔ ان کی بمبئی آمد پر میں نے ان بیانات کا تمام پلندہ اُن کے سامنے رکھ دیا۔ بیانات پڑھنے کے بعد انھوں نے کہا کہ میں حق بجانب تھا۔ وہ پونے، احمد نگر اور دیگر مقامات پر جاتے رہتے تھے، لیکن اگر کسی وقت انھیں یہ محسوس ہوتا کہ اُن کی موت اب قریب ہی ہے تو شاید وہ فوراً یہی کہتے کہ وامن کے گھر لے چلو۔ کسی اور جگہ انھیں موت گوارہ نہیں تھی۔ زندگی کے آخری دن ان کی آخری مسکراہٹ اس وقت اُبھری تھی جب ان کا بڑا پوتا اُن سے ملنے آیا تھا۔ میرے گھر مرنے کی اُن کی آخری خواہش پوری نہیں ہوسکی کیونکہ ان کا انتقال اسپتال میں ہوا۔

●●

ایک باہمّت انقلابی

* این۔ جی۔ گورے

میں نے سیناپتی باپٹ کی شخصیت میں ہمیشہ ایک کشش محسوس کی ہے۔ میری ان سے ملاقات ۱۹۳۰ء میں ہوئی تھی اس وقت وہ مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے صدر تھے۔ ہمیشہ گھٹنوں تک آدھی نیکر ایک کیسری اور سفید ٹوپی میں ملبوس نظر آتے، کپڑے بھی ایسے جیسے درزیوں نے بغیر ناپ کے سی دیئے ہوں۔ اس عجیب و غریب لباس کے اصلی مقصد کا علم مجھے بعد میں ہوا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ عام طور سے قیدی اسی طرح کے کپڑے پہنتے ہیں اور جب تک ہمارا دیش انگریزوں کی غلامی سے آزاد نہیں ہوتا پورا دیش ایک جیل ہے اور ہم قیدی۔ اس لئے ہمیں قیدیوں جیسے لباس پہننا چاہئے۔ ان کی آنکھوں پر لگی عینک کے پیچھے اُن کی آنکھ میں، میں نے ایک عجیب چمک دیکھی، میں نے سانے گروجی کی آنکھوں میں حسرت و یاس دیکھا، میں نے پنڈت جواہرلال نہرو کی آنکھوں میں ایک انوکھی چمک دیکھی، نیتاجی سبھاش چندر بوس کی آنکھوں میں ان کے ارادوں کی چمک دیکھی، لیکن جو چمک میں نے جذبات سے مغلوب سیناپتی کی آنکھوں میں دیکھی وہ مجھے ان عظیم رہنماؤں کی آنکھوں میں نظر نہیں آئی۔ یہ چمک بابا آمٹے کی آنکھوں میں دیکھی، بسا اوقات ایس۔ ایم۔ جوشی کی آنکھوں میں بھی دیکھی۔ میں نے 'ناتیا' کے کئی روپ دیکھے، میں نے انہیں کمل اور دامن کے شفیق باپ کی صورت میں دیکھا، میں نے انہیں پونے کی گلیوں میں صفائی کی تحریک کے رضاکار کی حیثیت سے ہاتھ میں جھاڑو اور ٹوکری لیئے دیکھا۔ ہاٹسن پر گولی چلانیوالے آنجہانی واسو دیو بلونت گوکاٹے کی طرح بہادری کے جوہر دکھلانے والے بےخوف رہنما کے روپ میں دیکھا، شہری حقوق کے ایک سخت حامی کی حیثیت سے گوڈسے کے دفاع کے لئے فنڈ اکٹھا کرتے دیکھا اور گوا کی آزادی کے ایک ایسے ستیہ گرہی کی حیثیت سے دیکھا جو چاہتا تھا کہ اس کی موت گوا کی آزادی جیسے قومی مفاد کی خاطر ہو۔ ناتیا کی زندگی کا آخری قابلِ ذکر واقعہ میرے ذہن میں ابھی تک تروتازہ ہے۔

گوا کی جدوجہدِ آزادی :

میں آئینہ کے سامنے کھڑا، داڑھی بنا رہا تھا کہ اچانک ناتیا میرے گھر آئے، میں نے اُن سے بیٹھنے کے لئے کہا اور دریافت کیا، "آج آپ صبح صبح کیسے آئے؟"
ناتیا نے اپنی چھڑی زمین پر آہستگی سے ٹیکتے ہوئے جواب دیا "میں اپنا نام گوا ستیہ گرہی، کی فہرست میں شامل کرانے آیا ہوں۔"
میں نے انھیں اس کام سے باز رکھنے کی کوشش کی اُن کا لڑکا دامن

ی اپنے والد کو گوا کی ستیہ گرہ میں شامل ہونے سے روکنے کی کوشش
ں گوا کی سرحد تک آیا۔ لیکن تانیبا اپنے فیصلہ پر اٹل رہے۔ ایک
رتبہ انھوں نے بڑے رازدارانہ لہجہ میں مجھے بتایا کہ بمبئی کے ایک
شی نے ان سے کہا ہے کہ ان کی موت اسی سال واقع ہوگی۔ انھوں
ے کہا جب اس سال میری موت ہونے ہی والی ہے تو کیوں نہ اپنی
ندگی ، گوا کی آزادی کے لئے قربان کردوں۔ میں ایسی ہی مثالی
وت مرنا پسند کروں گا"۔ اور جب ۱۹۵۵ء میں ستیہ گرہیوں کی ٹیم
و نے سے روانہ ہوئی تو سیناپتی ہاتھ میں بستر لئے کندھوں پر
مابوں کا تھیلا اٹھائے ، سب سے آگے چل رہے تھے۔ جب وہ
گوا کی سرحد سے واپس آرہے تھے اس وقت مہاراشٹر میں علحدہ
ایک لسانی ریاست کے سلسلہ میں تحریک چل رہی تھی۔ تانیبا بھی
بڑے جوش وخروش کے ساتھ اس تحریک میں شامل ہوگئے۔ میرے
نزدیک ان کی زندگی ، نہ ختم ہونے والی قدرتی آزمائش سے جدوجہد
کا نمونہ تھی۔ تانیبا کی طرزِ زندگی کا موازنہ "مہانو بھاؤ" دھرم کے بانی
چکردھر سوامی کی زندگی سے کیا جاسکتا ہے۔ وہ کسی بچہ کی طرح
معصوم تھے وہ کائنات اور اسمیں وقوع پذیر ہونے والے واقعات
کو شری ہری کی مرضی قرار دیتے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ شری ہری
ہر جگہ موجود ہیں۔ شری ہری کی کائنات میں متضاد واقعات رونما
ہوتے رہتے ہیں کوئی قریب المرگ شخص ہے ، کوئی قاتل ، کوئی
حاکم تو کوئی مخالف ، کوئی گوڈسے ، جس نے گوتم پر گولی چلائی
یہ سب شری ہری کا کھیل ہے جسے سمجھنا مشکل ہے۔

رام کے ہاتھوں راون کی موت پر خوشی ظاہر کرنا یا پھر راون
کی موت پر افسوس کرنا ، یہ دونوں باتیں بیکار ہیں اور غم یا خوشی
کی کوئی اہمیت نہیں کیوں کہ یہ کہا گیا ہے۔

" गजो मिथ्या, पलायनमपि मिथ्या "

اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ تمام عمل خیالات ، احساسات
اور واقعات ، سب بے معنی ہیں یا پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ
سب قادرِ مطلق کے اختیار میں ہے۔ انتشار سے بھرے اس
سماج میں اگر کوئی شخص عام آدمی کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے اس
کے ساتھ کام کرتا ہے ان کی رہنمائی کرتا ہے اور کسی حد تک
کامیاب بھی ہوتا ہے تو ایسا شخص غیر معمولی رتبہ تک پہنچ سکتا ہے
میری نظر میں تانیبا کو یہ مرتبہ حاصل ہوا تھا۔ وہ ایشور کے بھگت
تھے وہ سوشلسٹ تھے۔ فطرتاً مروجہ طریقوں سے مخالف تھے
اور اس کے لئے انھوں نے کوئی بھی قربانی دینے کے لئے پس و
پیش نہیں کیا وہ انتہائی مخالفانہ ذہن رکھتے تھے۔ بحرانی کیفیت
میں ایسی ذہنیت کے مالک افراد بڑی آسانی سے حالات پر قابو
پالیتے ہیں لیکن جب بحران کا دور ختم ہو جاتا ہے اور تعمیری کام
کا آغاز ہوتا ہے تو یہ افراد گمراہ ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انقلاب
کے بھی مخالف ہو جاتے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ بدلتی ہے
اور وہ خود اسے بدلنے میں آلہ کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن تانیبا
ان سب سے الگ تھے ان کے دماغ میں تلخی کبھی پیدا نہیں ہوئی
جن ہاتھوں میں بندوق سنبھالی اور بم بنائے انھیں ہاتھوں میں
جھاڑو سنبھالی اور ٹوکری اٹھائی تعمیری عزم اور بلند ارادوں
کے ساتھ۔ یہی ان کی تلخیوں سے پاک زندگی کا راز ہے تانیبا
جیسے افراد شاید ہی زمانے سے الگ نظر آئیں ، سماج چاہے کسی
بھی سطح پر ہو ایسے سنتوں کی سماج کو ہمیشہ ضرورت رہے گی
جو انسان کی بے لوث خدمت کرتے ہیں ، اپنی نجات سمجھتے ہیں
طریقے اور جگہیں بھلے بدلا کریں لیکن ان خدمات کے پیچھے کارفرما
جذبہ کبھی نہیں بدلے گا۔ آیئے ہم سیناپتی باپٹ کی یاد تازہ
کرتے ہوئے انھیں ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کریں۔

" एते सत्पुरुषा· पदार्थविरता स्वार्थान्परित्यज्य ये "

یوتھ فورم

یوتھ فورم کا مستقل فیچر کیریئر کی رہنمائی مشہور اشخاص اور نوجوانوں
کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر
میں قوم کے سماجی ومعاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی
جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک ، صفائی
مہم ، چھوت چھات کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین
کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں :
ایڈیٹر "قومی راج" نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ ، ۱۵واں منزلہ ،
مقابل منترالیہ ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

سینا پتی باپٹ - ایک محبِّ وطن

* ابن۔ وی۔ داملے

سینا پتی باپٹ' کا تعلق احمد نگر ضلع کے ایک غریب خاندان سے تھا۔ ھائی اسکول کی تعلیم کے لئے آپ پونے آئے اور میٹرک کے امتحان میں اوّل آکر جگن ناتھ شنکر شیٹھ' اسکالرشپ حاصل کی۔ اس طرح تعلیم کے میدان میں آپ کا مستقبل کافی روشن تھا لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

ایک فساد کے دوران' آپ کی جسمانی تعلیم کے اُستاد' شری بھڑے گروجی آپ کی جرأت مندی سے بیحد متاثر ھوئے۔ لھذا انہوں نے آپ کی ذہنی پرورش کی اس دور میں حب الوطنی اور وطن پرستی کا درس دیا۔ پندرہ برس کی عمر میں ۱۸۹۵ء میں پانڈورنگ باپٹ نے "بھوانی دیوی کی نشانی" ایک تلوار کو چھو کر حب الوطنی اور وطن کی آزادی کے لئے خود کو وقف کر دینے کا عہد کیا۔

کالج ہاسٹل میں اپنی آزادانہ طبیعت کے باعث وارڈن کے ساتھ آپ کی جھڑپ ہوگئی لہٰذا آپ کو دکن کالج ہوسٹل چھوڑنا پڑا۔ نتیجتہً بی۔ اے کا امتحان آپ نے دوسرے درجے میں کامیاب کیا اور اسکالرشپ سے محروم ہوگئے۔ بمبئی آکر آپ نے ایم اے میں داخلہ لیا اور آریں ایجوکیشن سوسائٹی گرگام کے تحت چلائے جانے والے ایک اسکول میں ۲۱ روپے ماہانہ پر جز وقتی ٹیچر کی نوکری قبول کر لی۔

اِس دوران ڈھکے چھپے طریقوں سے بنگال کے اِنقلابی نظریات مہاراشٹر تک پہنچ رہے تھے جنھیں یہاں لوک مانیہ تلک کی تقاریر و تحریریں ہوا دیتی تھیں۔ بحیثیت طلبہ کے رہنما آپ نے اپنی تقریروں کے ذریعے عوام کے جذبات کو اُبھارا اور بدیسی کپڑے کو سر بازار نذرِ آتش کر دیا۔ مہاراشٹر میں سیاسی بے چینی پیدا ہو چکی تھی جو ناشک کے کلکٹر جیکسن کے قتل کی صورت میں ظاہر ہوئی جیکسن نے بابا ساورکر کو حب الوطنی کے جذبے سے سرشار نظموں کی اشاعت اور وطن کی آزادی کی خاطر تشدد کی تعلیم کو عام کرنے کے الزام میں تاعمر قید بامشقت کی سزا سنائی تھی۔ اس قتل کے نتیجہ میں "ابھینو بھارت سازش" رونما ہوئی۔

"ابھینو بھارت سازش" سامنے آنے سے قبل ویر ساورکر اور سینا پتی اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن روانہ ہو چکے تھے۔ وہاں ان کے انقلابی نظریہ کو شیام جی کرشنا ورما کی سرپرستی حاصل ہوئی، شیام جی کرشنا ورما نے ہندوستانی طلباء کے لئے ہوسٹل جاری کیا تھا۔

جب آپ انجینئرنگ کالج کے طالب علم تھے اس وقت برطانیہ کے ایک شہری نے آپ کو "انگریزی حکومت میں ہندوستان کی سیاسی حالت" کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے اکسایا آپ نے شیام جی کرشنا ورما سے کتابیں مستعار لے کر تقریر تیار کی تقریر میں آپ نے انگریزوں کے طریقۂ تعلیم

ـنت کی جس کی وجہ سے ہندوستانی ذہنی اعتبار سے
ہروں کے غلام ہو رہے تھے یہ واقعہ ۱۹۰۷ء کا ہے
ن دِنوں ہندوستان میں آزاد خیال حضرات انگریزی حکومت
اکی رحمت قرار دے رہے تھے۔
پ نے تقریر پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ اسے کتابچے کی شکل
کر عوام میں تقسیم کیا۔ یہ کتابچہ نتھو بھائی منگل داس
لر شپ کے اسپانسرس تک بھی پہنچا۔ انھوں نے وجہ بتائے
دینے کے بعد انگریزی مخالف تحریکات میں شریک
ہ کی بنا پر اسکالر شپ منقطع کردی۔
یر ساورکر نے ایک اخبار میں اس واقعہ کا ذکر کرتے
، لکھا باپٹ اسکالر شپ سے محروم ہو گئے کیوں کہ انھوں
ارے ملک کی آزادی کے لئے آواز بلند کی۔ کیا اس اسکالر
پ کے بانی منگل داس نا تھو بھائی نے کبھی کہا کہ ہمارا ملک
م کے لئے غلام بنا رہے۔
باپٹ وہاں سے انڈیا ہاؤس منتقل ہوئے جو ویر ساورکر
دیگر انقلابیوں کا مسکن تھا۔ اسی اثنا میں باپٹ نے قتل
لسفے کے حق میں ایک تقریر کی اور اسے بھی کتابچے کی
، میں عوام تک پہنچایا۔ اپنی اِن انقلابی حرکات کے باعث
باپٹ انگریزی حکومت کی آنکھ کا کانٹا بن گئے۔
یہ ۱۹۰۷ء کا ذکر ہے اس وقت ہندوستان میں سیاسی
ت بڑی تیزی سے بدل رہے تھے۔ انڈین نیشنل کانگریس
اعتدال پسندوں کی گرفت کمزور ہو گئی۔ تلک جیسے پرجوش
ہنماؤں اور ان کے بنگالی ہمنواؤں نے کانگریس میں اہم
ہیں حاصل کر لی تھیں۔ سودیشی، برطانوی اشیاء کا بائیکاٹ
ر قومی تعلیم، عوام میں مقبول ہو چکے تھے۔ غرض یہ کہ ہندوستان
گریزی حکومت سے اپنی بد دلی ظاہر کر رہا تھا۔ عوام کو اس بات
حساس ہو چلا تھا کہ ہندوستان کو آزادی حاصل کرنی چاہئے
حالات میں لارڈ کرزن نے تقسیم بنگال کا اعلان کیا اور ملک
یہ سیاسی تحریک کا آغاز ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں ملک کے بعض حصوں
ں ہتھیاروں کا آزادانہ استعمال کیا گیا لیکن وہ کوشش ناکام
دی۔ بعد ازاں واسو دیو بلونت نے محدود علاقہ میں بغاوت
شروع کی۔ لندن میں محب وطن ہندوستانیوں نے کرزن ولی کو
ور پونے میں چاپیکر برادران نے رینڈ کو قتل کر دیا۔ اس وقت
ومی رہنما کھلے عام یا پوشیدہ طور پر اِن انقلابیوں کی مدد کرتے تھے۔

عدم تشدد کے علمبردار مہاتما گاندھی نے بھی نشنلسٹ ذہنیت
کے نوجوانوں کو تشدد کی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہونے کے لئے
انگریزی حکومت کی ظالمانہ پالیسی کو موردِ الزام ٹھہرایا۔

باپٹ کے ہاتھوں بم کی تیاری:

ان سیاسی حالات کے پیشِ نظر ساورکر اور باپٹ نے محسوس
کیا پستول کے استعمال سے وقوع پذیر ہونے والے اکے دکے
واقعات مطلوبہ اثر پیدا نہیں کر سکتے لہٰذا وہ مزید پُر اثر ہتھیاروں
کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔

ان کی نظر فرانس اور برطانیہ میں کام کرنے والے روسی
انقلابیوں پر پڑی اور یہ طے پایا کہ باپٹ فرانس جاکر بم بنانے
کا طریقہ سیکھ آئیں۔ لہٰذا آپ نے پیرس جاکر ایک روسی گروہ
سے رابطہ قائم کیا۔ ان میں سے ایک نے باپٹ کو روسی زبان میں
ایک کتابچہ دیا جس میں بم بنانے کا مفصل فارمولا درج تھا
باپٹ روسی زبان سے ناواقف تھے۔ ایک روسی طالبہ نے
وعدہ کیا کہ وہ کتابچہ کا ترجمہ کرے گی اور تقریباً ایک سال کے بعد
اُس طالبہ نے باپٹ کو کتابچہ کا ترجمہ دیا۔ باپٹ نے بم بنانے
کے دشوار فن میں مہارت حاصل کر لی اور اس کتابچہ کو سائیکلو
اسٹائل کر لیا۔ ان سائیکلو اسٹائل کاپیوں میں سے دو کاپیاں
ہندوستان پہنچیں۔ جن میں سے ایک بابا ساورکر کے یہاں
گئی اور دوسری لوک مانیہ تلک کے یہاں۔ کافی تلاش اور چھان
بین کے باوجود سی آئی ڈی تلک کے گھر سے وہ کاپی نہیں پا سکی
البتہ ایک پوسٹ کارڈ پر پکرک ایسڈ لکھا ہوا پایا گیا۔ اسی بنا
پر پولس نے تلک پر، حکومت کے خلاف بغاوت کا مقدمہ دائر
کیا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

لیکن بابا ساورکر کے خلاف، دائر کردہ مقدمے کی سنوائی
کے دوران پولس نے وہ کاپی عدالت میں پیش کی۔۔۔ اس کاپی سے
متعلق جسٹس کنیڈی نے کہا "یہ ایک مکمل اور مفصل دستاویز
ہے جس میں کثیر تعداد میں بم بنانے کی باریک سے باریک ہدایتیں
بھی درج ہیں"

اس اثنا میں باپٹ جان لیوا ہتھیاروں اور مذکورہ کتابچہ کی
کاپیوں کے ساتھ سینسکرت کے پنڈت کے بھیس میں بمبئی بندرگاہ
پر اترے تو پولس نے ان کے بکسوں کی تلاشی لینی چاہی۔ باپٹ

نے بڑی ہی سادگی کے ساتھ چابیوں کا گچھا پولس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے تلاشی لینے کے لئے کہا۔ پولیس آپ کی سادگی اور ...ی معصومیت سے اس قدر متأثر ہوئی کہ اس نے باپٹ کے بکسوں کی تلاشی لینا ضروری نہیں سمجھا اور انھیں بندرگاہ سے باہر جانے کی اجازت دے دی اس واقعہ کی وجہ سے باپٹ کو ...س وقت کے انقلابیوں میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہوا لیکن انھوں نے ہمیشہ کی طرح ایک غیر تعلیم یافتہ دیہاتی کی ہی زندگی گذاری۔

ہندوستان آنے کے چند مہینوں بعد باپٹ ہیمچندر داس سے ملنے کے لئے کلکتہ گئے۔ ہیمچندر داس بھی بم بنانے کے فارمولے کو ہندوستان لانے میں دلچسپی رکھتے تھے بنگال میں آپ کو یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ وہاں کے انقلابی جلد باز ہیں لہٰذا باپٹ خاموشی سے پونا اور بمبئی کے لئے چلدیئے۔

بنگالی انقلابیوں کی بے تابی اور جلد بازی کے نتیجہ میں مانک تلہ بم کیس قبل از وقت سامنے آیا۔ اس کیس کی تفتیش کے دوران پولیس کو باپٹ کے ان انقلابیوں سے تعلق کا علم ہوا۔ پونا کے ایک اخبار میں یہ خبر پڑھ کر آپ اورنگ آباد چلے گئے جو اُن دنوں نظام کی ریاست میں شامل تھا۔ وہاں ایک خاندان میں آپ بحیثیت بہرے اور گونگے باورچی کے رہنے لگے۔ اورنگ آباد میں خطرہ محسوس ہوا تو آپ نے ریاست میں ہی کے مقام کھارگون کے جنگلات کا رُخ کیا۔ یہاں ایک پرنٹنگ پریس میں آپ نے کمپوزیٹر کی حیثیت سے کام کیا اور پرشوتم سکھارام ویدیہ کا نیا نام اختیار کیا۔

بعد ازاں آپ ریاست دھر منتقل ہوئے اور ایک ہائی اسکول میں ساتویں جماعت میں داخلہ لیا۔ حالانکہ آپ کافی پہلے بی اے پاس کر چکے تھے لیکن سی آئی ڈی کو دھوکہ دینے کے لئے یہ سب کرتے رہے۔ یہاں سے آپ نے پہلے درجہ میں میٹرک کا امتحان کامیاب کیا اور ایک اسکول میں ٹیچر ہو گئے۔

اسی دوران آپ نے پرشوتم سکھارام ویدیہ کے نام سے اپنے دوست کی ایک لڑکی کو ایک بدکردار عورت کے چنگل سے چھڑانے کے لئے مقدمہ لڑا اور کامیاب ہوئے۔ وہ لڑکی جس کا نام مالتی تھا آپ کو ویدیہ ماما کے نام سے یاد کرتی تھی۔

دھر میں کچھ عرصہ گذارنے کے بعد آپ کاشی (دارانسی) کے مقدس شہر گئے۔ اور جگن ناتھ شاستری کے نام سے وہاں سنسکرت کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ کاشی میں وہ اپنا زیادہ تر وقت گنگا کے کنارے مراقبہ میں گذارتے تھے۔

بالآخر آپ اندور لوٹے تو ایک شناسا نے آپ کے ساتھ دھوکا کیا اور آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔

ضمانت پر رہائی

اندور سے آپ کو بمبئی لایا گیا اور یہاں آپ پر مقدمہ چلایا گیا۔ جس سرکاری گواہ نے آپ کو بم بنانے کا ذمہ دار قرار دیا تھا سے انقلابیوں نے جیل کے احاطہ میں ہی قتل کر دیا تھا۔ لہٰذا آپ کے خلاف کوئی واضح ثبوت نہیں تھا۔ مزید براں یہ کلکتہ کا کیس تھا اس لئے بمبئی پولیس نے اس میں خاص دلچسپی نہیں لی چنانچہ آپ کو ضمانت پر ۵ برسوں کے لئے اچھے برتاؤ کی شرط پر رہا کیا گیا۔ ضمانت کی ۵ ہزار روپئے کی رقم کسی محب وطن نے ادا کردی اور باپٹ احمد نگر ضلع میں اپنے دیہات پرنیر پہنچے۔ اور اپنے والد کے ساتھ رہنے لگے۔ باپٹ کی شادی اس وقت ہوئی تھی جب آپ ہائی اسکول کے طالب علم تھے لیکن بیوی سے ان کی پہلی مرتبہ ملاقات اس موقع پر ہوئی۔

دیہات میں آپ نے تعلیم اور صفائی کی مہم جاری کی گاؤں کی صفائی کے لئے خود ہاتھ میں جھاڑو لیکر آگے بڑھے۔ پُرانے خیال کے دیہاتیوں نے جب آپ کے والد سے شکایت کی کہ برطانیہ سے لوٹنے کے بعد آپ کا لڑکا دیہات کی صفائی کے کام میں کیوں لگا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ پورے ملک کو بھگوان تصور کرتا ہے اسی لئے اس نے تعلیم و صفائی کی مہم جاری کی ہے۔

۱۹۱۰ء میں ضمانت کی ۵ سالوں کی مدت ختم ہوئی تو باپٹ اپنی بیوی کے ساتھ پونے منتقل ہوئے اور مراٹھی ماہنامہ جنرائے جگت" کے سب ایڈیٹر بنے۔ بعد میں لوک مانیہ تلک کے انگریزی ہفتہ وار مراٹھا کے سب ایڈیٹر بنے۔

ملشی ستیہ گرہ۔

۱۹۲۱ء میں پونا ضلع میں لوناولہ کے قریب ملشی پیٹھ میں پہلے ٹاٹا ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ کے لئے کسانوں کی زمین لی جارہی تھی اور اس کا مناسب [illegible] دیا جارہا تھا ان کسانوں میں اکثریت ادیباسیوں کی [illegible] ۱۹۲۱ [illegible] کو ملشی ستیہ گرہ کا آغاز ہوا اور باپٹ نے اس میں حصہ لیا۔ جوش

روش کے ساتھ شرکت کی۔

یہ ستیہ گرہ چار سالوں تک جاری رہی۔ اس ستیہ گرہ میں ری ہے ایس کرندیکر مدیر کیسری، وی ایم بھسکٹے ایس ایم انچے۔ ڈاکٹر وی۔ ڈی پھاٹک، ڈاکٹر جی۔ پاسلے اور واسوکاکا جوشی جیسے مشہور رہنماؤں نے شرکت کی اور جیل گئے اس یہ گرہ کا منصوبہ باپٹ نے تیار کیا تھا اسلئے انھیں "سیناپتی" گیا۔ اس ستیہ گرہ کے پہلے دور میں آپ کو چھ ماہ کی جیل ہوئی اور روپئے جرمانہ کیا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں ستیہ گرہ کے دوسرے ر میں آپ نے محسوس کیا کہ پرامن ستیہ گرہ کے ذریعہ ئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہو رہی ہے لہٰذا آپ نے بند کی ہر کے لئے سامان لے جانے والی مال گاڑی کے انجن ڈرائیور ، پیر کو گولی کا نشانہ بنایا اور اسے زخمی کر دیا۔ اس پر آپ سات سال کی قید ہوئی۔ اور آپ کو حیدرآباد سندھ کے بل خانے بھیجا گیا۔

۱۹۲۹ء میں جب پورا ملک مہاتما گاندھی کی قیادت میں لک ستیہ گرہ کی تیاریاں کر رہا تھا اس وقت آپ کو جیل سے رہا کیا گیا۔ مہاراشٹر کے کانگریسی ایک باعمل شخصیت ی تلاش میں تھے تاکہ اس کے ذمہ پردیش کانگریس کی سربراہی سونپی جا سکے۔

ایم پی سی سی کی صدارت

ان حالات میں سب کی نظر باپٹ پر پڑی اور اتفاق رائے ے ساتھ آپ کو پردیش کانگریس کمیٹی کا صدر چنا گیا۔ آپ نے ریاست بھر کا دورہ کیا۔ کانگریس کے رضاکاروں کے ستے بنائے اور ستیہ گرہ کو کامیاب بنانے کے لئے عوام کے جذبات کو اکسایا۔

انگریز حکومت نے جب سولاپور میں ملیا دھن شیٹھی ور تین دیگر افراد کو پھانسی دی تو سیناپتی اپنے جذبات و قابو میں نہیں رکھ سکے اور انھوں نے عوامی تقریروں میں سرِعام انگریز حکومت کی مذمت کی۔ ان تقاریر کی وجہ سے آپ پر مقدمہ چلایا گیا اور دوسری مرتبہ سات سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی۔ آپ کو رتنا گیری جیل میں بھیجا گیا۔

جیل میں بھی آپ نے باعمل زندگی گذاری، وہاں آپ نے صفائی اور سوت کاتنے کی مہم جاری کی۔ یروداجیل میں جب مہاتما گاندھی نے دو موقعوں پر برت رکھا تو آپ نے بھی ان کی حمایت میں رتنا گیری جیل میں برت رکھا۔ ۱۹۳۵ء میں آپ جیل سے رہا ہوئے اس وقت آپ کی عمر ۵۰ برس تھی کانگریس علاقائی خود مختاری قبول کر چکی تھی اور بمبئی میں کھیر وزارت قائم ہوئی تھی۔ کھیر وزارت کا پہلا اقدام تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی تھا۔ ان میں سیناپتی بھی شامل تھے۔ آپ کے بچوں (۱۷ سالہ دامن اور ۱۴ سالہ کمل) نے آپ سے درخواست کی کہ تمام سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کش ہو کر آرام کریں آپ نے اپنے بچوں کی درخواست قبول کی اس طرح کچھ عرصہ کے لئے دامن اور کمل کو اپنے والد کا ساتھ نصیب ہوا۔ بعد میں آپ حیدرآباد ستیہ گرہ میں شرکت کے لئے چلے گئے۔

پنڈھرپور کی ستیہ گرہ

اسی اثنا میں پنڈھرپور کے معروف وِٹھل مندر میں ہریجنوں کو داخلہ دینے کی تحریک زور پکڑ رہی تھی۔ سانے گروجی اور سیناپتی نے فیصلہ کیا کہ جب تک مندر کے دروازے ہریجنوں کے لئے کھل نہیں جاتے وہ مرن برت رکھیں گے۔ (حسنِ اتفاق ہے کہ سیناپتی اور سانے گروجی دونوں کا نام پانڈورنگ تھا اور پنڈھرپور کے مندر میں بھگوان بھی پانڈورنگ ہیں) دس دنوں بعد مندر کے پجاریوں نے مندر کے دروازے ہریجنوں کے لئے کھول دیئے۔ سیناپتی اور سانے گروجی کے معتقدین نے اطمینان کا سانس لیا۔

ہندوستان کی آزادی

پندرہ برس کی عمر میں ۱۸۹۵ء میں سیناپتی نے ملک کو آزادی دلانے کا جو عہد کیا تھا وہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ کو پورا ہوا۔ پونے میں پہلی مرتبہ ترنگا جھنڈا لہرانے کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔ آپ کے دوستوں نے سمجھا کہ اب آپ اطمینان کی زندگی گذاریں گے لیکن خاموش بیٹھے رہنا آپ کی فطرت کے خلاف تھا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء کو مہاتما گاندھی شہید ہوئے۔ اس حادثہ کے بعد احمد نگر اور مہاراشٹر کے دیگر حصوں میں برہمنوں کی املاک کو تباہ و برباد کیا جانے لگا۔ آپ نے عوام کو قابو میں کرنے کی کوششیں کیں۔

گوا ستیہ گرہ :

۱۹۵۵ء میں گوا ستیہ گرہ کا آغاز ہوا۔ ۷۵ سالہ سینا پتی نے بھی بحیثیت ستیہ گرہی اپنا نام درج کرایا اور رضا کاروں کی رہنمائی کی۔ اس موقع پر ایک دلچسپ صورتِ حال پیدا ہوگئی جب پرتگالی افسران کو معلوم ہوا کہ رضا کاروں کی سربراہی سینا پتی (یعنی فوج کا جنرل) کر رہا ہے تو انھوں نے مزید کمک کا بندوبست کیا۔ لیکن جب انھوں نے ۷۵ سالہ میانہ قد کے ضعیف کو رضا کاروں کی رہنمائی کرتے ہوئے دیکھا تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ ایک پرتگالی سپاہی نے سینا پتی کو اپنی گولی کا نشانہ بنانا چاہا لیکن ایک جاں باز رضا کار سہو بھودیال نے آگے بڑھ کر اپنے سینے پر گولی کھائی اور شہید ہوگیا اس شہید کی آخری رسومات کی ادائیگی کے لئے اسے پونے لایا گیا۔
پرتگالی سپاہیوں کے حملے سے آپ کی پسلیاں ٹوٹ گئیں آپ بری طرح زخمی ہوئے۔ پونے لاکر آپ کو اسپتال میں رکھا گیا
۱۷ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جنرل چودھری کی رہنمائی میں ہندوستانیوں نے گوا کو آزادی دلوائی۔

سمیکت مہاراشٹر تحریک :

اس سے قبل، اپنی ضعیف العمری کے باوجود آپ نے سمیکت مہاراشٹر سے متعلق مختلف خیالات و نظریات رکھنے والی سیاسی پارٹیوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے میں اہم رول ادا کیا۔
زندگی کے آخری دو برس آپ نے بمبئی میں اپنے بیٹے کے یہاں گذارے۔ ان دو برسوں میں آپ نے یوگی اربندو کی کتاب "لائف ڈوائن" اور "ساونتری" کا مراٹھی ترجمہ کرنا شروع کیا تھا۔

۲۷ نومبر ۱۹۶۷ء کو کارتک ایکادشی کے دن آپ نے رحلت فرمائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۸۷ برس کی تھی۔
سینا پتی باپٹ اور دیگر رہنماؤں کی صد سالہ یوم پیدائش مناتے وقت ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان رہنماؤں کی زندگی ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔

صفحہ ۱۷ سے آگے

مادرِ وطن کے اس سپوت کی پوری زندگی وطن کی خدمت میں گذری اور بہت تھوڑا عرصہ اپنی بیوی کے ساتھ گھریلو زندگی گذارنے کا ملا۔ 'جل سمادھی' سے زیادہ بڑی قربانی یہی تھی۔ انھیں انڈر گراونڈ زمانے میں شدید احساس تھا کہ ان کی اس بے یقینی کی زندگی کا نقصان ان کی بے قصور بیوی کیوں برداشت کرے۔
لہٰذا انھوں نے اپنے ایک دوست کو خط لکھ کر اور بیوی کو بھی اس بات پر تیار کر لیا تھا کہ وہ دونوں شادی کر کے خوش رہیں۔ اس دور میں اتنا شدید احساس رکھنے والا ایک زبردست مردِ مجاہد ہی ہو سکتا ہے۔
آخر ان کی بیوی ۴ر اگست ۱۹۲۰ء کو جب کہ لوکمانیہ تلک کی خاک کا جلوس نکالا گیا تھا، باپٹ کی عمر کے اٹھتیسویں سال عین جوانی میں اس دنیا کو چھوڑ کر چلی گئی۔ بیوی کے ساتھ باپٹ تمام زندگی میں صرف سات سال رہ سکے۔ اس دوران اُن کے ایک لڑکی کمل اور ایک لڑکا وامن پیدا ہوئے۔ وامن نے بنارس یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری لے کر بمبئی میں انجینئر کی ملازمت کر لی۔ کمل نے آیورویدوشارد کا امتحان پاس کیا۔ اور شادی کے بعد ایک بچہ ہوا اور اب وہ بھی اس دنیا سے کوچ کر چکی ہے۔
سینا پتی باپٹ جب جیل میں ہوتے تو ان کے بچوں کی دیکھ بھال ان کی سالی کرتی تھی جو ۱۹۱۳ء سے ان کے ہی گھر رہتی تھی۔
سینا پتی باپٹ کی زندگی گویا مسلسل جدوجہد کی ایک داستان ہے جس کا تذکرہ انھوں نے اپنی خود نوشت منظوم سوانح حیات میں کیا ہے۔

चमत्कारमयी माझी कहाणी मज वाटते

मदर्थ हरिचे कष्ट पाहुनी प्रेम दाटते.

مجاہدِ آزادئ گوا سیناپتی باپٹ

* ڈاکٹر نایاب لکھنوی
روم نمبر ۴۹/ ۲۴۸ - ساتویں لین،
نیاپورہ، مالیگاؤں (ناشک)
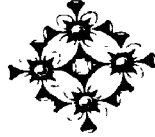
آشنا ہیں اہلِ دل سیناپتی کے نام سے — ہو گئے سرشار لاکھوں فرد جس کے نام سے
جان دی، تحریکِ آزادی میں گوا کے لئے — دب سکی جرأت نہ اُس کی آفت و آلام سے
آہٹیں باپٹ کے قدموں کی اُڑا دیتی تھیں نیند — چھن گیا تھا چین دل کا وقت کے حکام سے
ناز ہے ہندوستاں کو اُس کے عزم و جہد پر — وہ رہا غافل کسی پہلو نہ اپنے کام سے
زندگی اُس نے گذاری اِک مُجاہد کی طرح — گولیوں کی چھاؤں میں بھی وہ رہا آرام سے
سرفروشی اس کا شیوہ، جاں نثاری اس کی شان — اس کا دل تھا مطمئن، اندیشۂ انجام سے
زندۂ جاوید ہوتے ہیں شہیدانِ وطن ! — کوئی نسبت یہ نہیں رکھتے ہیں مرگِ عام سے
صُبحِ آزادی کا سورج جگمگاتا ہے جو آج — یہ مسرت ہے انھیں کی جُرأتِ اقدام سے

اُس کی عظمت آج بھی نایاب اپنے دل میں ہے
حوصلوں کو گرم رکھتے ہیں ہم اُس کے نام سے

۱؎ گوا کی آزادی
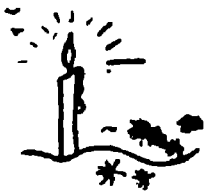
شری سینا پتی باپٹ

کی خدمت میں خراجِ عقیدت

٭ حکیم رآزی ادیبی ۔ رازی چوک، پونے ۲

وطن کے سر فروشوں کو نوائے بیخودی دیدی ــــ عروسِ "گوا" کو جس نے ادائے دلبری دیدی !

سُنا کر جوش کے قصے، بتا کر ہوش کی باتیں ــــ "چلو گوا، چلو گوا" صدائے آخری دیدی

حدودِ ہند سے باہر بھگایا پرتگیزوں کو ــــ ہر اک سینک کو اُس سیناپتی نے برتری دیدی

مزین کر کے ہتھیاروں سے اُن کے دستِ بازو کو ــــ وطن کے نوجوانوں کو "نگاہِ شیوجی" دیدی

"ترنگے" پر سجا کر صبر و عزم و حوصلہ مندی ــــ زمیں کے چاند تاروں کو نئی اک روشنی دیدی

شعورِ زندگی دے کر وطن کے نوجوانوں کو ــــ وطن پر جان دینے کی تمنائے دِلی دیدی

وہ تھا "سیناپتی باپٹ" مٹا کر اپنی ہستی کو ــــ گلستانِ وطن کو جس نے اپنی زندگی دیدی

رموزِ ہست و بود اہلِ وطن کو اُس نے سمجھا کر ــــ شجاعت بھیم وارجن کی، ادا شیر افگنی دیدی

فرازِ کہکشاں بھی اب نگوں سر ہو گیا آخر ــــ وطن کو وہ بلندی تو نے اے "سیناپتی" دیدی

مقید ہو کے خود تاریخ کے اوراق میں رآزی
وطن والوں کے ہاتھوں میں کتابِ زندگی دیدی

سرودِ رفتہ

"سرودِ رفتہ" سید اشفاق حسین (مرحوم) کی متفرق تحریروں کا مجموعہ ہے، جسے ان کی صاحبزادی محترمہ سیمیں اصغر ایم۔ اے (عثمانیہ) جونیئر مترجم (اُردو) نظامت ترجمہ، حیدرآباد، نے اپنے پیش لفظ 'ابتدائیہ' اور مرحوم کے تعارف کے طور پر جناب مرزا ظفر الحسن کی کتاب "ذکرِ یار چلے" سے چند اقتباسات کے ساتھ شائع کیا ہے۔

یہ اقتباسات مرحوم کی شخصیت کا ایک دلچسپ خاکہ پیش کرتے ہیں۔ کیا باغ و بہار آدمی تھے! شگفتہ مزاج، دوست نواز، اقبال کے شیدائی! اقبال پر ان کی دو کتابیں "مقامِ اقبال" اور "اقبال اور انسان" بقول سکندر علی وجد اقبالیات میں معتبر اضافے کی حیثیت رکھتی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب چار حصّوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلے حصے میں دیگر تین دلچسپ مضامین کے ساتھ "دفتر کی ڈائری" کو اولین درجہ دیا گیا ہے، جو اس کی مستحق بھی ہے۔ یہ افسانوی طرز کی فرضی ڈائری ادبی لطافتوں کی وجہ سے کافی مشہور ہو چکی ہے اور یہاں تیسری بار چھپ رہی ہے۔ اسی حصہ میں "بھاگ متی کی آپ بیتی" ایک عمدہ افسانہ ہے جس میں شہزادہ قلی قطب شاہ کے عشق کی داستان اس کی محبوبہ بھاگ متی کی زبانی بیان کی گئی ہے جو "گفتہ آید در حدیثِ دیگراں" سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر رس بھری معلوم ہوتی ہے۔

دوسرے حصّے کا عنوان ہے "یادِ رفتگان"۔ اس میں ان مشاہیر مقبول شاعروں اور ادیبوں کو سید اشفاق حسین (مرحوم) نے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے جو ہمیں داغِ مفارقت دے کر علم و ادب کی دنیا میں خلاؤں کے ہالے بناتے ہوئے چلے گئے ہیں۔ ان قابلِ قدر مرحومین کے نام ہی لکھ دینا کافی ہے۔ سعادت علی خاں، مخدوم محی الدین، سلیمان اریب، بنے بھائی (سجاد ظہیر) ع۔ احمد، شنکر جی، مولوی عبدالحق، ڈاکٹر زور، پنڈت ونشی دھر اور علامہ حیرت بدایونی۔ مرحوم سید اشفاق حسین کے ان سب سے ذاتی تعلقات تھے اور بعض سے تو کافی قریبی روابط تھے۔ سید اشفاق حسین صاحب نے ان روابط کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے کہ مرحومین کی شخصیت کے بعض دلچسپ اور اہم گوشے اُجاگر ہو جاتے ہیں اور اس طرح ان مضامین کا مطالعہ تاریخ ادب کے محققین کے لئے ضروری ہو جاتا ہے، اس کے بعد "آواز کی دنیا" میں سید صاحب کی وہ تقاریر پیش کی گئی ہیں جو مختلف اوقات میں آل انڈیا ریڈیو سے نشر ہو چکی ہیں۔ ان میں ایک فیچر بعنوان "نقش ہیں سب ناتمام" بھی ہے جس میں قدیم اور جدید کے موضوع پر اقبال کے افکار ان کے اشعار کی مدد سے پیش کئے گئے ہیں۔ یہ فیچر کافی دلچسپ ہے۔

آخر میں "متفرقات" کے تحت چند تقاریر، مضامین اور خطوط پیش کئے گئے ہیں جن میں بعض کتابوں پر تبصرے ہیں اور مصنّف کے بعض مشاہیر سے تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد مصنّف کو اور قریب سے جاننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ محترمہ سیمیں اصغر لکھتی ہیں کہ اگر مرحوم مصنف کے دوستوں نے قلمی معاونت کی تو بہت ہی جلد ایک اور کتاب شائع ہوگی جو مرحوم کی شخصیت اور فن کی مظہر ہوگی۔ خدا کرے محترمہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں۔

یقیناً اس کتاب کو جامعہ عثمانیہ کے فارغ التحصیل حضرات ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی دیگر حضرات کے لئے بھی یہ کتاب کم دلچسپ نہیں ہے۔

گرد پوش سے مزین یہ مجلّد کتاب جس میں مرحوم مصنّف کی ایک تصویر بھی شامل ہے مناسب قیمت دس روپے میں سیمیں اصغر، اے۔۱/۱/۷/۸۳۷-۳-۱۲، آصف نگر، حیدرآباد اور آندھرا پردیش اُردو اکیڈیمی سے مل سکتی ہے۔

ہولی

• بسنت کمار بسنت
۲۹۔ ٹیڑھی بازار،
رکاب گنج، لکھنؤ

آج پھر رنگ اڑاتی ہوئی ہولی آئی
سب کو رنگین بناتی ہوئی ہولی آئی!

کیف میں ڈوبا ہوا مست ہے ہر ایک بشر
کتنا دلکش ہے یہ عالم یہ فضا یہ منظر!

کوئی غبارہ لئے ہے کوئی پچکاری لئے
بوتلوں میں لئے پھرتا ہے کوئی رنگ بھرے

رنگ ہی رنگ ہے ہر سمت گلی ہو کہ سڑک
تربتر سب کے ہیں کپڑے ہے فضا میں ٹھنڈک

دیکھئے جس کو مسرور ہے خوش اور نہال
رخ پہ غازہ ہے کسی کے تو کسی کے ہے گلال

ہو کے خوش چھوٹے بڑے آج گلے ملتے ہیں
آج ہر دل میں تمناؤں کے گل کھلتے ہیں

جس کو دیکھو وہی بے خود سا نظر آتا ہے
جھومتا پاس سے ہنستا سا گذر جاتا ہے

رنج دل میں ہے کسی کے نہ کسی دل میں ملال
دوڑتے جھومتے آتے ہیں نظر سب اطفال

کوئی کمتر ہے کسی سے نہ کوئی ہے برتر
آج خوشحال ہیں سب کوئی نہیں ہے مضطر

کاش ایسی ہی حسیں ہولی ہر اک سال آئے
ذہن و دل صاف ہوں ہر سمت خوشی چھا جائے

رنگ بسنتی

* یونس عابدی کانپوری
۱/۸۱ - فلی بازار، کانپور (یوپی)

چندر مکھی سے گال پہ جیسے
آنچل ڈھلکا لال گلابی
ہو گئی آج فضا مہتابی

آج کھلے ہیں پھول سے چہرے
آنچل میں سجے ہیں رنگ سنہرے
نرم لبوں پہ پیار کے نغمے
جاگ اٹھے ہیں سوئے سپنے
خشک لبوں کے رنگ کسیلے
آج ہوئے عنابی!
ہو گئی آج فضا مہتابی

باندھ لو بڑھ کر پیار کی کڑیاں
بیت نہ جائیں پیار کی گھڑیاں
دیش میں اپنے بسے ہیں جتنے
کالے گورے سبھی ہیں اپنے
یاروں کے سینوں میں تڑپی
چھپی ہوئی بیتابی
ہو گئی آج فضا مہتابی

ذہنوں میں ہے پیار کا جادو
آج نہیں ہے دل پر قابو
گونج اٹھی پازیب کی چھم چھم
رنگ بسنتی پیار کا موسم
مہکا ہوا ہے دھانی آنچل
کالا رنگ ہے آنکھوں کا کاجل
رنگ کی سرخی خونِ شہیداں
ہو گئے جو بھی دیش پہ قرباں
ہندو مسلم پنجابی
ہو گئی آج فضا مہتابی

مہکے ہوئے پھولوں کی مالا
بن کے رہے ایکتا کا اجالا
اک دوجے کا ساتھ نہ بچھڑے
راہ سے اپنی پاؤں نہ اکھڑے
دیکھو کہیں کچھ رنگ نہ لائے
موجوں کی گردابی!
ہو گئی آج فضا مہتابی

* مہدی پرتاپگڈھی
۷/۱ ایکزیکیٹو انجینئر، اریگیشن ڈویژن
پرتاپ گڈھ (یو۔پی)

آیا رنگوں کا تہوار

اُبل رہے ہیں قہقہے مچل رہی ہیں شوخیاں
گلال نے خموشیوں کو دی ہے اک نئی زباں

نہ جانے کتنے لوگوں پر ہے بن پیئے بھی بے خودی
مئے نشاط و کیف بھر لنڈھا رہی ہے زندگی

سنہری بالیوں نے جھوم کر پیام نو دیا
پڑی جو تھاپ ڈھول پر تو لمحے گنگنا پڑے

وہ پھاگنی ہوا چلی کہ دل کے تار بج اُٹھے
جو رنگ جسم پر پڑا غبار دل کے دُھل چلے

وہ مور آم کے ہنسے، مہک مہک اُٹھی فضا
پیام مستیوں کا دے رہی ہے پھاگنی ہوا

لگا گلال چہرے پر تو ہوک سینے میں اُٹھی
لرزتے ہونٹ کہہ رہے ہیں ان سنی کہانی سی

جواں بدن میں آگ سی لگائی شوخ رنگوں نے
دکھائی سرخوشی کی راہ ذہن کی ترنگوں نے

چلا جو رنگ جانے کتنے جذبوں کو زباں ملی
فضائیں مہکی مہکی ہیں، ہوائیں عطر بیز سی

عبیر نے زمیں پر اُتار دی ہے کہکشاں!
مگن ہیں چھیڑ چھاڑ میں ہر اک روش پہ گلرخاں

ہوائیں بھیگی ساڑیوں سے کر رہی ہیں سرکشی
جنوں نواز ہو گئے ہیں شوخ لمحے اور بھی!

جواں فصلیں دیکھ کر کسان مسکرا اُٹھا
وہ گیتوں کو زباں ملی کہ درد راہ پا گیا

نہ جانے کتنے بھولے بسرے وعدے رسمسا گئے
گلوں کی طرح زندگی کے زخم مسکرا پڑے

وہ فصل مسکرائی دے کے وقت کو نئی قبا
نکل پڑا ہے گنگناتا سر پھروں کا قافلہ

چھلک پڑی ہے آنکھ یاد آئی بچھڑے یار کی
شفق گوں عارضوں پہ جیسے ڈوبتی ہو چاندنی

مچا دی کھلبلی سی روح و دل میں کچھ اُمنگوں نے
ہزاروں مسئلے اُٹھائے ذہن و دل کی جنگوں نے

کسی کے شوخ ہونٹوں پر مچل اُٹھی ہے بانسری
خوشا عجیب موڑ پر ٹھہر گئی ہے زندگی!

سیناپتی باپٹ، گیانیشوری پاٹھ دیتے ہوئے

سیناپتی باپٹ، صفائی کے لئے جھاڑو اور ٹوکری لئے ہوئے

سیناپتی باپٹ، جیل میں فرصت کا وقت لکھنے پڑھنے میں گذارتے تھے۔ زیرِ نظر تصویر میں آپ لکھنے میں معروف ہیں۔

...: Regd. No. MH-BY South-544 *Licence No. 89 for ' without prepayment of postage '*

ایک نظم میں "جھاڑو" کے موضوع پر سیناپتی باپٹ لکھتے ہیں :

रहा जेथ तो गाव झाडा चला या । रहा जेथ तो देश झाडा चला या ॥
चला या चला या घाण काढा चला या । असे मार्ग हा भारता उद्धराया ॥

[ہمیں اکٹھا ہوکر اپنے قصبہ یا گاؤں کی صفائی کرنا چاہیئے، جہاں ہم رہتے ہیں، ہمیں اپنے دیس کو بھی صاف ستھرا رکھنا چاہیئے، جہاں ہم آباد ہیں۔ ہمیں اکٹھا ہوکر اپنے درمیان سے ہر طرح کی گندگی دُور کر دینا چاہیئے۔ اسی میں ہمارے دیس کی بھلائی ہے]

زیرِ نظر تصویر سے "سیناپتی باپٹ کے وچاروں پر بخوبی روشنی پڑتی ہے ... وہ جو تعلیم دیتے تھے اس پر خود بھی عمل کرتے تھے۔ سیناپتی باپٹ "گاڈگے مہاراج کے ساتھ ایک گلی میں جھاڑو دیتے ہوئے"۔

شائع کردہ: ششی کانت وتھنکر، ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۲

State budget at a gl
قومی راج
Country liquo
spirit
to cost m
दुर्बल घटकांना
आर्थिक व सा
देण्याचा प्रय
अर्थसं
લીટર દીઠ
વધારાની જકાત
بجٹ میں مجموعی طور پر
میں مزید
شراب پر بھی محصول بڑھا دیا جائے گا

قومی راج

۱۰ اپریل ۱۹۸۱ء

جلد ۸ * شمارہ ۶، ۷

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے * فی کاپی: پچاس پیسے

فہرست

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: ششی کانت دیشمکھ نگراں: خواجہ عبدالغفور

مینجنگ ایڈیٹر: ایم۔ ایشور راج ماتھر

ایڈیٹر: ریاض احمد خاں سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

ریاستی بجٹ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء

کمزور طبقات کے ساتھ سماجی و معاشی انصاف

وزیر مالیات، شری رام راؤ اڈک نے ۹ مارچ کو مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی میں ریاستی بجٹ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء پیش کیا جس میں ۳۰.۰۷ کروڑ روپے کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ نئے بجٹ میں تخمینی آمدنی ۲,۹۳۵،۴۲ کروڑ روپے اور خرچ ۲,۹۶۵،۴۹ کروڑ روپے ہے۔ بقایا منصوبہ مصارف ۳۸،۶۳ کروڑ روپے ابھی مہیا کرنا ہے۔

شری اڈک نے بیان کیا کہ بجٹ ۸۱-۱۹۸۰ء میں نظرثانی شدہ

وزیر مالیات شری رام راؤ اڈک (دائیں) اور وزیر مملکت برائے مالیات شری ہری بھاؤ نائک (بائیں) بجٹ پر آخری نظر ڈالتے ہوئے۔

تخمینہ جات میں اندازاً ۳۰ء۶۸ کروڑ روپے کے خسارہ کو ملا کر مجموعی خسارہ برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء ۳۰ء۰۷ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۶۰ء۷۵ کروڑ روپے ہو جائے گا۔

وزیر مالیات نے ۶۰ء۷۵ کروڑ روپے کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے چند تجاویز پیش کیں: مہاراشٹر سیلز ٹیکس ایکٹ ۱۹۵۹ء کے تحت معقول بکری ٹیکس اصول پر سنگل پائنٹ فرسٹ اسٹیج سیلز ٹیکس سسٹم اپنانے سے پورے مالیاتی سال میں ۳۰ء۲۴ کروڑ روپے اضافی محصول وصول ہوگا۔ ۸۲-۱۹۸۱ء میں تقریباً ۲۰ کروڑ روپے اضافی محصول ملنے کی توقع ہے۔

سیلز ٹیکس (ترمیم) بل کے نفاذِ عمل سے ملنے والی آمدنی کو شمار کرنے کے بعد مجوزہ اخراجات اور زیر نظر ذرائع کے درمیان ۴۰ء۷۵ کروڑ روپے کے برابر فرق رہ جائے گا۔

معقول بکری ٹیکس وصولی، دیسی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ، صاف اسپرٹ، خاص اسپرٹ اور معمولی اسپرٹ پر ٹرانسپور فیس میں اضافہ سے ۱۱ء۶۵ کروڑ روپے کے برابر ذرائع آمدنی بڑھانے کے بعد بھی ۲۹ء۱۰ کروڑ روپے کا خسارہ باقی رہے گا جسے پورا کرنا ہوگا۔

دیگر قابلِ محصول ذرائع بشمول چنگی کی نشاندہی کے لئے ریاستی حکومت نے ڈاکٹر ایم. کیو. دلوی، یو. این. ڈی. پی، مشیر پلاننگ کمیشن کی صدارت میں ماہرین کی کمیٹی مقرر کی ہے۔ اُمید ہے کہ یہ کمیٹی دسمبر ۱۹۸۱ء تک اپنی آخری رپورٹ پیش کر دے گی اور اس سے قبل عارضی رپورٹ پیش کرے گی۔

دیسی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی ۵ روپے فی معیاری لیٹر سے بڑھا کر ۵ء۵۰ روپے فی معیاری لیٹر کر دی گئی ہے۔ دیسی شراب پر ایکسائز

بجٹ ایک نظر میں

	بجٹ تخمینہ جات رقم۔ کروڑ روپے
الف) محاصل کھاتہ ——...——	
آمدنی	۲۲۲۶ء۷۹
اخراجات	۲۰۷۸ء۳۸
فاضل رقم (+)	(+)۱۴۸ء۴۱
ب) اصل کھاتہ (مع پبلک اکاؤنٹ — خالص)	
آمدنی	۷۰۸ء۶۳
اخراجات	۸۷۸ء۴۸
خسارہ (—)	(-)۱۶۹ء۸۵
ج) باقی منصوبہ مصارف جو فی الوقت مہیا کرنا ہے	۳۸ء۶۳
د) کل میزان —	
آمدنی	۳۹۳۵ء۴۲
اخراجات	۲۹۶۵ء۴۹
خسارہ (—)	(-)۳۰ء۰۷

ڈیوٹی میں اضافہ کے باعث دیسی شراب کی ۷۵۰ ملی لیٹر کی ایک بو
کی مقررہ قیمت ۷ء۹۰ روپے سے بڑھ کر ۸ء۲۰ روپے ہو جائے
اس طرح موجودہ سطح تیاری شراب پر ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں ۲۱۵ء۱۲ لاکھ روپے اور بکری ٹیکس کی مد میں ۲۳ء۰۵ لاکھ رو اضافی آمدنی ہوگی۔

اِس سال شکر کارخانوں میں زیادہ گنا پیلنے کے باعث رار کی دستیابی بڑھ جانے کے بعد دیسی شراب اور ہندوستانی تیار کر بدیسی شراب کے لئے الکحل کے واسطے مقررہ مقدار بڑھا دی گئ
اس طرح تیار کی جانے وا دیسی شراب کی مقدار کھ بڑھ جائیگی اور توقع ہے اس سے ایکسائز ڈیوٹی طور پر ۵۹۲ء۲۰ لاکھ ر کی مزید آمدنی ہوگی۔ مزید توقع ہے کہ ان تین اقداما کے نتیجے میں ۵۶ء۷۲ ... روپے اضافی محصول وصو ہوگا۔

یہ تجویز ہے کہ صاف اسپ خاص اسپرٹ اور معمولی اسپرٹ پر ٹرانسپورٹ فیہ ۵ پیسے فی لیٹر سے بڑھا ۱۷ پیسے فی لیٹر کر دی جا اس طرح مزید ۱۰۸ لاکھ روپے محصول وصول ہو کی توقع ہے۔

شری اڈک کے بیان کردہ مذکورہ بالا اقدامات کے باعث توقع ہے کہ خسارہ میں ۱۱ء۶۵ کروڑ روپے تک کی کمی ہو جائے گی۔ و مالیات نے بتایا کہ سال کے دوران "ذرائع کمیٹی" کی سفارشا موصول ہونے کے بعد اس خسارہ کو پورا کرنے کے طریقہ اور ذرا پر غور کیا جائے گا۔ مزید برآں حکومت پروگراموں پر اثر پڑے بغ اپنے اخراجات میں کفایت کرنے کی کوشش کرے گی نیز کسی پریشان کئے بغیر محصول کی وصولی زیادہ سے زیادہ بڑھائی جائ

چھٹے پانچ سالہ منصوبہ اور سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء میں شعبہ وار تخصیص حسبِ ذیل ہے:

مزید ذرائع آمدنی میں مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹرسٹی بورڈ اور مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی جانب سے مہیا کردہ خدمات پر اضافی آمدنی، کفایت شعاری کے باعث بچت اور قرضہ جات کی زیادہ سے زیادہ وصولی شامل ہے۔

حکومت کا ارادہ ہے کہ چھٹے منصوبہ کی مدّت کے دوران کوآپریٹو سیکٹر میں بیس۔ بچیس نئے شکر کارخانے قائم کئے جائیں۔ حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ پانچ نئے شکر کارخانے مراٹھواڑہ میں قائم کئے جائیں۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے ان کارخانوں میں ریاستی حکومت کی جانب سے سرمایہ حصص میں ۴ء۲۵ کروڑ روپے کی رقم لگائی جائے گی۔

حکومت نے یہ بھی طے کیا ہے کہ ریاست میں کثرت سے کپاس پیدا کرنے والے ہر ایک ضلع میں کوآپریٹو سیکٹر میں دو اسپننگ مِل قائم کئے جائیں۔ ان میں سے دس مراٹھواڑہ میں قائم کئے جائیں گے۔ بجٹ میں اس کے لئے ۳ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس میں وہ امداد بھی شامل ہے جو نیشنل کوآپریٹو ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی جانب سے ملنے کی توقع ہے۔

'ورلڈ بنک' کی امداد سے مراٹھواڑہ کے ضلع پربھنی میں ایک آئیل سیڈ کامپلیکس قائم کیا جا رہا ہے۔ یہ اسکیم مہاراشٹر اسٹیٹ آئیل سیڈز کمرشیل اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن کے توسط سے زیرِ عمل لائی جائے گی۔

ایک تجویز یہ ہے کہ ۳۸ کروڑ روپے کی رقم سڑک سدھار کاموں' نیز دیہی سڑکوں کے پروگرام، ریاستی شاہراہوں کی ترقی، سی. ڈی ورکس اور نئے پلوں کے لئے رکھی جائے۔

جزیرہ ممبئی اور اندرونی خطہ کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لئے فنی و اقتصادی سروے کا کام شروع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلے میں شری جے. آر. ڈی. ٹاٹا کی زیرِ صدارت ایک جماعت قائم کی گئی ہے۔

کپاس اجارہ داری اسکیم جاری رکھی گئی ہے۔ اس اسکیم کی مالی امداد کی غرض سے ۱ کروڑ روپے کی رقم سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے مختص کی گئی ہے۔

سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے اناج پیداوار کا نشانہ ۱۱۰ لاکھ ٹن رکھا گیا ہے۔ جس میں اجناس کی مقدار ۹۷ء۹۹ لاکھ ٹن اور دالوں کی مقدار ۱۲ء۰۱ لاکھ ٹن ہے۔ اس میں سے فصل خریف کا نشانہ ۷۸ لاکھ ٹن اور فصل ربیع کا نشانہ ۳۲ لاکھ ٹن ہے۔ کپاس، تلہن اور گنّے کی پیداوار کے لئے بالترتیب مقررہ نشانہ ۱۷ء۴۷ لاکھ گانٹھ، ۱۲ء۱۰ لاکھ ٹن اور ۲۱ء۲۶ لاکھ ٹن (گڑ) ہے۔

اُمید ہے کہ چھٹے منصوبہ کے اختتام تک بجلی پیدا کرنے کی موجودہ صلاحیت بڑھ کر ۶,۶۶۱ میگاواٹ ہو جائے گی۔ نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن کے کوربا میں واقع سپر تھرمل پاور اسٹیشن سے ۳۱۵ میگاواٹ کا حصّہ ملنے کی بھی اُمید ہے۔ اس طرح کُل دستیاب پیداوار صلاحیت ۶,۹۷۶ میگاواٹ تک پہنچ جائے گی۔ بہرحال تیزی سے ضرورت بڑھنے کے مدِنظر طلب اور رسد کے مابین کافی فرق رہے گا۔

بیان کردہ تخمینہ جات کی بنیاد پر ۸۲-۱۹۸۱ء میں سرسری طور پر اندازہ ہے کہ غیر بجٹ منصوبہ خرچ مہیا کئے بغیر ۸ء۵۶ کروڑ روپے کی بچت رہے گی۔

سالانہ منصوبہ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء میں ۱۰۸۰ء۱۰ کروڑ روپے کا ترقیاتی پروگرام پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس میں سے ۲۱۷ء۷۸ کروڑ روپے کا خرچ دستوری ادارہ جات کے ذرائع سے پورا کیا جائے گا۔

بقیہ ۸۶۲ء۳۲ کروڑ روپے کی رقم ریاستی بجٹ میں سے مختص کرنا ہوگی۔ بہرحال صرف ۸۲۳ء۶۹ کروڑ روپے کی رقم ہی بجٹ تخمینہ جات میں مہیا کی جا سکی ہے، جس میں سے ۱۷۱ء۵۶ کروڑ روپے محصول کھاتہ اور ۵۶۸ء۸۸ کروڑ روپے اصل کھاتہ پر ہیں۔ جس میں قرض اور پیشگی رقومات شامل ہیں اور ۸۳ء۲۵ کروڑ روپے کی رقم محفوظ فنڈ سے لی گئی ہے۔ اس مرحلہ پر ۳۸ء۶۳ کروڑ روپے کی رقم کا باقی خرچ بجٹ تخمینہ جات میں مہیا نہیں کیا جا سکا۔ منصوبہ اسکیمات کے لئے ضروری مزید گنجائش سال کے دوران نکالی جائے گی۔

بجٹ کے تحت ۸۲۳ء۶۹ کروڑ روپے کی رقم کے ریاستی منصوبہ میں قبائلی علاقہ ضمنی منصوبہ پر ۴۳ء۶۴ کروڑ روپے کا خرچ شامل ہے جس میں سے ۱۴ء۸۶ کروڑ روپے کی رقم محصول شعبہ میں اور ۲۷ء۵۰ کروڑ روپے کی رقم اصل کھاتہ میں رکھی گئی ہے، اس میں قرض اور پیشگی رقومات شامل ہیں۔ نیز ۱ء۲۸ کروڑ روپے کی رقم محفوظ فنڈ سے پوری کی جائیگی۔

مزید برآں بجٹ میں ۲۷ء۴۲ کروڑ روپے کے مصارف مرکزی منصوبہ اسکیمات کے لئے رکھے گئے ہیں جس میں خاص مرکزی امدادی پروگرام برائے قبائلی علاقہ ضمنی منصوبہ شامل ہے۔ چونکہ حکومت ہند کی جانب

سے اس خرچ کی پوری طرح بھرپائی کر دی جاتی ہے لہٰذا بجٹ میں مرکزی امداد کے لئے برابر رقم شمار کی گئی ہے۔

مزید برآں بجٹ تخمینہ میں حسب ذیل مصارف کے لئے رقم مختص کی گئی ہے جو مرکزی اداروں کی جانب سے ملنے والی امداد سے پورے کئے جائیں گے:

(کروڑ روپے میں)

(۱) ورلڈ فوڈ پروگرام برائے ڈیری ترقی	...	۰٫۸۰
(۲) نیشنل کوآپریٹو ڈیولپمنٹ کارپوریشن	...	۹٫۴۶
(۳) ایمپلائیز اسٹیٹ انشورنش کارپوریشن	...	۱٫۱۶
(۴) انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ	...	۰٫۰۷
کل میزان	—	۱۰٫۴۹

شعبہ جات	پانچ سالہ منصوبہ ۱۹۸۰-۸۵ء	سالانہ منصوبہ ۱۹۸۱-۸۲ء
۱۔ زراعت اور متعلقہ کام ...	۴۲۲٫۳۵	۷۹٫۸۳
۲۔ امداد باہمی ...	۵۷٫۴۴	۱۳٫۹۷
۳۔ آب پاشی اور سیلاب کنٹرول ...	۱،۱۳۹٫۲۹	۲۰۲٫۲۱
۴۔ پاور	۲،۱۵۷٫۰۰	۳۵۰٫۹۴
۵۔ صنعت اور معدنیات ...	۱۹۲٫۱۶	۳۳٫۶۵
۶۔ نقل و حمل اور مواصلات ...	۴۴۰٫۶۰	۷۴٫۸۳
۷۔ سماجی اور برادری خدمات ...	۱۱۹۹٫۹۵	۲۲۶٫۰۸
۸۔ اقتصادی اور عام خدمات ...	۳۵٫۲۴	۸٫۵۱
۹۔ ضمانت روزگار اسکیم بشمول این۔ آر۔ ای۔ پی۔	۴۵۰٫۰۰	۷۵٫۰۰
۱۰۔ خاص پروگرام برائے دیہی ترقی ..	۸۱٫۰۰	۱۵٫۰۸
کل میزان —	۶۱۷۵٫۰۰	۱۰۸۰٫۱۰

حالیہ سالوں میں ریاست میں صنعتی پیداوار کی نوعیت میں نمایاں تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس تبدیلی کا انکشاف مہاراشٹر کے اکنامک سروے بابت ۱۹۸۱-۸۲ء میں کیا گیا ہے۔ جو آج ہی دونوں ایوانوں میں پیش کیا گیا ہے۔

۱۹۵۹ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان پہلے سالوں میں 'کنزیومر گڈس پروڈکشن' کی کثرت تھی جبکہ حالیہ سالوں میں کیپٹل گڈس اور درمیانی مال کی تیاری زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ ریاست میں مشاہدے کے

مطابق صنعتی تیاری مال کے سلسلے میں کافی معاون صنعتی گروپ یہ ہیں کیمیکلز اور کیمیکل پروڈکٹس، ٹیکسٹائل مشینری (برقی اور غیر برقی) پیٹرولیم پروڈکٹس، شکر کی بار برداری کا سامان اور ربڑ پروڈکٹس اول آٹھ ماہ کے اوسط کو نظر میں رکھتے ہوئے اندازہ یہی ہے کہ ۱۹۸ میں صنعتی پیداوار کے عدد عشاریہ میں ٹیکسٹائل انڈسٹری میں ۷ فیصد تک مشینری بشمول الیکٹریکل مشینری انڈسٹری میں ۳ فیصد اور ٹرانسپورٹ ساز و سامان صنعت میں ۳ فیصد تک اضافہ ہوا۔ ۱۹۷۹ء کے ان مہینوں میں بالترتیب عدد اشار کے مقابلہ میں یہ اضافہ ہوا۔

بہر صورت اسی مدت کے دوران کچھ صنعتوں کے اعداد اعشار میں خاص کمی واقع ہوئی، جس کی تفصیل یہ ہے:

شکر صنعت (۲۸ فیصد)، پیٹرولیم پروڈکٹس انڈسٹری (۹ فیصد) اور کیمیکل پروڈکٹس انڈسٹری (۶ فیصد)

چھٹے پانچسالہ منصوبہ اور سالانہ منصوبہ بابت ۱۹۸۱-۸۲ء کے لئے مصارف کی رقم خود ریاستی ذرائع نیز مرکزی امداد سے جائے گی جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(کروڑ روپے)

		پانچ سالہ منصوبہ ۱۹۸۰-۸۵ء	سالا[نہ] منصو[بہ] ۱۱-۸۲
الف) i) خود ریاستی ذرائع	... ...	۴۱۳۴٫۲۰	…۴۸
ii) اضافی ذرائع سے جمع	...	۹۰۰٫۰۰	۱۰٫۰۰
iii) اضافی ایل آئی سی قرض	...	۳۶٫۶۴	۶٫۱۳
iv) کفایت شعاری وغیرہ	...	۲۰۳٫۴۶	٫۴۹
v) محفوظ سرمایہ سے نکالی گئی رقم	..	۲۴٫۷۹	...
ب) مرکزی امداد —			
i) قومی نمونہ	... ...	۶۲۴٫۴۴	٫۹۳
ii) برائے خارجی امدادی پروجیکٹ		۲۵۱٫۴۷	٫۰۷
مجموعی ذرائع	...	۶۱۷۵٫۰۰	٫۱۰

۱۰ اپریل

ریاستی مجلسِ قانون ساز کے مشترکہ اجلاس سے گورنر کا خطاب

تیز تر سماجی و معاشی انقلاب اور سماج کے کمزور طبقات کے ساتھ انصاف

مہاراشٹر کے گورنر شری او پرکاش مہرا نے ۲ مارچ کو بمبئی میں ریاستی مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ریاستی حکومت کی تمام تر اسکیمات کا مقصد یہی ہے کہ غریب اور پسماندہ لوگوں کو اوپر اٹھایا جائے اس سمت میں تیز تر سماجی و معاشی انقلاب لانے کیلئے حکومت کی جانب سے متعدد مثبت اقدامات کیے جا چکے ہیں اور برابر کیے جا رہے ہیں تاکہ سماج کے کمزور طبقات کو انصاف اور راحت ملے۔ گورنر کی تقریر کا متن حسب ذیل ہے:

گزشتہ نومبر میں گورنر کی حیثیت سے اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد مجھے پہلی بار آپ سب کا استقبال اور آپ سے مخاطب ہونے ہوئے بڑی مسرت ہوئی ہے۔ مہاراشٹر کے اولین خدمت گذار کی حیثیت سے میں ریاست کی ہر طرح خدمت کرنے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ اور اس کام میں، میں آپ کا سرگرم تعاون چاہتا ہوں جس طرح مہاراشٹر کے عوام نے وزیر اعلیٰ کو اسمبلی کے حالیہ ضمنی انتخاب میں اُن کے حلقے شری وردھن سے بھاری اکثریت سے منتخب کر کے ایک بار پھر شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت اور اس حکومت پر اپنے یقین و اعتماد کا اظہار کیا ہے، اس کی مثال جمہوریت پسند ممالک کی تاریخ میں مشکل ہی سے ملے گی۔ اس بھاری کثرت رائے سے عوام نے اُن پالیسیوں اور پروگراموں پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی جو حکومت نے اب تک اپنائے اور شروع کیے ہیں اور یہ غریب و پسماندہ لوگوں کی بھلائی کی خاطر ان پروگراموں کو زوردار طریقے سے آگے بڑھانے کا پروانہ ہے۔ حکومت کو پورا پورا احساس ہے کہ اس کامیابی نے تیزی سے سماجی و معاشی انقلاب لانے کی عظیم ذمہ داری اور بھی بڑھا دی ہے تاکہ سماج کے کمزور تر طبقات کو انصاف ملے۔

حکومت کا نصب العین سیکولرازم، انسانیت، رواداری اور ہمدردی کی وہی اعلیٰ اقدار ہیں جو چھترپتی شیواجی مہاراج کو عزیز تھیں اور وہ ریاست کا انتظام چلاتے وقت ان کے بتائے ہوئے اصول "سروَ دھرم سمبھاو" (सर्व धर्म समभाव)

گورنر مہاراشٹر، شری او۔ پی۔ مہرا، ۲ مارچ کو شری شرد دِگھے (بائیں جانب) اسپیکر اسٹیٹ لیجلیٹو اسمبلی اور شری آر۔ ایس۔ گوائی (دائیں جانب) چیرمین، لیجلیٹو کونسل کی معیت میں کونسل ہال جاتے ہوئے۔ ان کے آگے شری جی۔ ایس۔ نندے، سیکریٹری لیجسلیچر سیکریٹریٹ

پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ان اعلیٰ اقدار اور اُصولوں کو فروغ دینے کے لئے وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک ریاستی سطح کمیٹی بنائی گئی ہے۔ حکومت نے منترالیہ کے صدر دروازہ پر شیواجی مہاراج کی ایک پُرکشش تصویر بھی آویزاں کی ہے تاکہ ان کی اعلیٰ مثال ہمیشہ ذہن میں رہے اور اس کی روشنی میں وہ اپنی پالیسیاں پروگرام اور طریقۂ کار طے کرے۔ حکومت نے تاریخی مقام رائے گڈھ کی قومی اہمیت کی مناسبت سے اس کے اطراف کے علاقوں کی توسیع و ترقی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ خطۂ کوکن کے لئے ایک یونیورسٹی بھی قلعہ رائے گڈھ کے دامن میں قائم کی جائے گی۔ نئے سال کے اوّل دن سے ضلع قلابہ کا نام بدل کر ضلع رائے گڈھ رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح چھترپتی کی ماتا جیجا ماتا کے جنم استھان سندھ کھیڑ راجہ اور ان کے پتا، شاہ جی کے مقام پیدائش ویرول میں مناسب یادگاریں قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلے میں کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے لندن سے 'بھوانی تلوار' حاصل کرنے کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔ حکومت نے رائے گڈھ قلعہ میں چھترپتی کے شاہی تخت کے اوپر ایک چھتر بنانے کی ایک تجویز بھی رکھی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے ایسے اداروں کی امداد و اعانت کا فیصلہ کیا ہے جو صحیح تاریخی تناظر میں شیواجی کی شخصیت، ان کے سیکولر کردار اور فلاحی کارناموں کو اجاگر کرتے ہیں۔ انسانیت اور رواداری کے اُصول جن کا اظہار مہاتما پھلے، شاہو مہاراج اور ڈاکٹر امبیڈکر کی زندگی سے ہوتا ہے، اس حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں میں بدستور کارفرما رہیں گے۔

ہمارے جمہوری ادارے بال گنگا دھر تلک، مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی تعلیمات پر مبنی ہیں جنھیں معاشی استحکام اور سماجی رُخ ہماری عزیز رہنما، وزیر اعظم اندرا گاندھی نے دیا۔ تلک نے اپنے پُرجوش نعرے "سوراج میرا پیدائشی حق ہے" کے زور سے سارے دیس میں بیداری کی لہر دوڑا دی۔ مہاتما گاندھی نے سچائی اور اہنسا کے بے مثال اُصولوں پر مبنی تحریک چلا کر ہمیں ہماری آزادی دلائی۔ جواہر لال کی سوجھ بوجھ نے ہمارے سماج کے جمہوری ارتقا میں جدید پُر امن انقلاب رونما کیا اور ان کی غریبوں کی خاطر فکرمندی نے سیاسی جمہوریت میں ہمارے سماج کو ایک نیا روپ دیا۔ وہ جدید ہندوستان کے معمار تھے اور انھوں نے ہی منصوبہ بندی ترقیات کی بنیاد ڈالی۔ اس بلند نصب العین کو حاصل کرنے کی ذمہ داری قوم نے ایک بار پھر شریمتی اندرا گاندھی کو سونپی ہے۔ خود ان کی اور ان کی حکومت کی برابر کوشش ہے کہ وہ جمہوری، سیکولر اور سوشلسٹ اصولوں پر کاربند رہتے ہندوستان کو مضبوط اور متحد رکھنے اور اس کے عوام کو خود کفیل دار اور باوقار قوم بنانے کی عوام کی توقعات کو پورا کر دکھائیں۔

وزیر اعظم کا بیس ۲۰ نکاتی پروگرام :

کمزور طبقات کی بھلائی کی خاطر ہماری عزیز وزیر اعظم نے متعدد اقدامات کئے ہیں، ان میں ۲۰ نکاتی پروگرام بڑی اہمیت کا ہے۔ خاص طور پر غریبوں کے تئیں ان کا جذبۂ ہمدردی، پانچسالہ منصوبہ کی ساخت، پالیسیوں اور پروگراموں میں کارفرما ہے۔ یہ سماج میں معاشی و سماجی انقلاب لانے کے مطمح نظر سے ہے۔ حکومت کا رُخ اور طریقۂ عمل انہی پالیسیوں اور اُصولوں کے مطابق ہے۔

ریاست کا پانچسالہ منصوبہ برائے ۸۵-۱۹۸۰ء پلاننگ کمیشن نے منظور کر دیا، اس کا کل تخمینۂ مصارف ۱۷۵،۶ کروڑ روپے ہے۔ اس میں سے اہم اور پیداواری شعبہ جات مثلاً زراعت، بجلی، صنعت، ضمانت روزگار اسکیم اور امداد باہمی کے لئے ۰ فیصد حصّہ ہوگا۔ اسی طرح ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے ۸۰۰ کروڑ کے مقررہ مصارف میں سے ان شعبوں میں ۵،۷۳ فیصد

پنجسالہ منصوبہ اور سالانہ منصوبہ میں کمزور اور غریب طبقات پر مرکزی توجہ کا اظہار ان اقدامات سے بخوبی ہوتا ہے جو خصوصی طور پر ان کے فائدے کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ لہٰذا چھٹے منصوبے برائے میں سماج کے غریب اور کمزور طبقات کی کم از کم ضروریات کی خاطر کم از کم ضروریات پروگرام کے تحت ۵۱،۶۴۴ کروڑ رقم وقف کی گئی ہے۔

سماج کے کمزور ترین اور غریب ترین طبقات جن میں دیہی مزدور، چھوٹے اور درمیانی کاشتکار، بے زمین مزدور، جاتیاں اور قبائل، سماجی و جسمانی طور پر معذور افراد ہیں، کے راست فائدے کے لئے مرتبہ پروگراموں کے لئے وقف کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

حکومت نے ضعیف و نادار اور معذور افراد کے لئے جو واقعی "نرادھار" یا "بے سہارا" ہیں "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" جاری کی ہے اس سلسلے میں تقریباً ۱,۹۹,۰۰۰ درخواستیں موصول ہوئی ہیں، جن پر غور کیا جا رہا ہے۔

حکومت نے گاؤں میں 'خود روزگار' کو فروغ دینے کے لئے دیہی سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا' بھی جاری کی ہے، جس کے تحت چھوٹے کاروبار کرنے والوں کو چاہے، وہ تعلیم یافتہ ہوں یا غیر تعلیم یافتہ، بلا ضمانت اور بلا سود، ۱۲ سال میں واجب الادا، پانچ سو سے ۲۵۰۰ روپے تک قرض دیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم ایسے افراد کے لئے فائدہ مند ہے جنھیں خود کا کاروبار جاری کرنے کے لئے تھوڑے سے قرض کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے تقریباً ۱۲ لاکھ درخواستیں موصول ہوئی ہیں، اور اس پر کارروائی کی جا رہی ہے۔ یہ اسکیم دیہی کاریگروں کے لئے مفید، دیگر خود روزگار اسکیمات مثلاً بلاک سطح کی کثیر المقاصد بلوتے دار سوسائیٹیوں وغیرہ میں بھی معاون ہے۔ مذکورہ بالا دونوں اسکیمات کے تعلق سے بہت سی درخواستوں کو منظور کر کے، مستحق افراد کی ضرورت پوری کی گئی۔

'خود روزگار' قسم کے کاروبار شروع کرنے کے لئے دیہی نوجوانوں کو تربیت دینے کی خاطر حکومت کی جاری کردہ "ٹرائی سیم" اسکیم کو ریاست میں تندہی سے زیر عمل لایا جائے گا، اور چھوٹے صنعت کاروں کو تیز رفتاری سے مالی امداد دینے کے لئے ضروری فنڈ فراہم کیا جائے گا۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کو ترجیح

حکومت نے ضمانتِ روزگار اسکیم پر عمل آوری کو زیادہ اوّلیت دی ہے اور اس سلسلے میں ریاست کے سالانہ منصوبہ میں ۱۸۰ کروڑ " ایام کار" نشانہ کے مطابق روزگار کے مواقع کے امکانات بڑھانے کی غرض سے خصوصی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ یہ اسکیم ہمیشہ زیر غور رہی ہے اور وقتاً فوقتاً اس میں بہتر ترمیمات کی جاتی ہیں حال ہی میں اراضی ترقیات پروگرام کے تحت ایک پائیلٹ پروجیکٹ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، جس میں نجی اراضی پر کنوؤں کی کھدائی اور تعمیری کام کئے جائیں گے نیز فراہمی آب اور زمین دوز ذخیرۂ آب کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔ اسی طرح حکومت، ریاست میں مرکز کا قومی دیہی روزگار پروگرام بھی عمل میں لائے گی۔ اُمید ہے کہ ان اسکیمات کے نتیجہ میں چھوٹے اور معمولی درجہ کے کسان اور بے زمین مزدوروں کو زبردست فائدہ پہنچے گا۔

مانسون اجلاس کے دوران جیسا کہ وعدہ کیا گیا تھا، حکومت نے چھوٹے اور درمیانی درجہ کے کسانوں کے تمام فصلی قرضے قومیائے گئے اور امدادِ باہمی بنکوں کو ادا کر دئے ہیں۔ یہ کل رقم ۷۵ کروڑ روپیہ ہے جبکہ اس سے قبل ۴۹ کروڑ روپیہ کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان کسانوں کو خود کفیل بنانے کی سمت میں بھی کوشش کی جا رہی ہے اس سلسلہ میں چھوٹے معمولی اور قبائلی کسانوں کی زمین پر کنوؤں کی تعمیر کا پروگرام عمل میں لایا جائیگا اور اگر کنوؤں کی اسکیم ناکامیاب رہ جائے تو ۱۰۰۰ روپے تک قرضے معاف کر دیئے جائیں گے۔

سماج کے کمزور طبقات کی بہبود سے متعلق ایک اقدام یہ بھی ہے کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ غریب کسانوں کی زمین کو عوامی کام کے لئے حتی الامکان بلا وجہ حاصل نہیں کیا جائیگا اور اگر بصورت مجبوری ایسی زمین حاصل کرنا ضروری ہوا تو معاوضہ کی پوری ادائیگی فوری طور پر کر دی جائے گی۔ دیہی دودھ والوں کو دودھ کی زیادہ قیمت ادا کی گئی ہے چھوٹے اور درمیانی اخبارات کو دی جانے والی سہولتوں میں جہاں ممکن ہوا اضافہ کیا گیا ہے۔ ادائیگی پنشن کے سلسلے میں ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں جس کے تحت بہت ممکن ہے کہ ملازمین اور خصوصاً کم درجہ کے ملازمین کو ملازمت سے سبکدوش ہوتے ہی پنشن ملنا شروع ہو جائے کئی چند آفسوں میں وزیر اعلیٰ کے اچانک دوروں سے چند کوتاہیوں کا پتہ چلا ہے اس لئے روزگار دفتروں کی کارکردگی کو مزید بہتر بنایا جائے گا اور سرکاری آفسوں میں حاضری دینے والے عام اشخاص کو زائد سہولیات بہم پہنچائی جائے گی۔

حکومت شہری علاقوں میں واقع جھونپڑپٹیوں اور شہر بمبئی میں خستہ حال عمارتوں کی دوبارہ تعمیر سے متعلق مسائل پر توجہ دے رہی ہے۔ حکومت نے جھونپڑپٹیوں میں بنیادی

ضروریات پر فی کس اخراجات ۵۱ روپے سے بڑھا کر ۱۰۰ روپے کر دیئے ہیں۔ اسی طرح محصول کی مالیت [illegible] فی مربع میٹر ۱۲ روپے سے بڑھا کر ۲۰ روپیہ کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں گذشتہ چند سالوں کے اقدامات تسلی بخش نہ ہونے کی وجہ سے حکومت نے اس سنگین مسئلہ کے حل کے لئے زیادہ عملی رویہ اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا حکومت جلد ہی ایک معینہ مدت کی اسکیم کا اعلان کرنے والی ہے تاکہ سماج کے غریب طبقات کے ساتھ انصاف کیا جا سکے۔ عوام کے فائدے کے لئے تمام شہری ذرائع [illegible] خالی اراضی کو استعمال میں لایا جائے گا [illegible] حالات زندگی کو سدھارنے کی کوشش [illegible] اسکیم کے علاوہ سال [illegible] کی مرمت کر کے مزید ۲۰۰۰ [illegible] پیدا کی جائے گی۔

سال رواں میں توقع [illegible] اور ہاؤسنگ ڈیولپمنٹ اتھارٹی کے [illegible] ۲۰۰۰ [illegible] کی تعمیر مکمل ہو جائے گی اور ۸۰۰۰ نئے مکانات کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ اسی طرح اس سال دوبارہ تعمیر کے نتیجہ میں ۲۰۰۰ رہائشی مکانات دستیاب ہوں گے۔

حکومت دیہی بے زمین اور بے گھر افراد کے لئے تعمیر مکانات پروگرام کو تیزی سے عمل میں لائے گی۔ مالی سرمایہ کی رقم فی جھونپڑا ۱۰۰۰ روپیہ سے بڑھا کر ۲۰۰۰ روپیہ کر دی گئی ہے اور تعمیر شدہ جھونپڑوں کی مرمت کی اسکیم بھی منظور کر لی گئی ہے ۱۹۸۰-۸۱ء کے مالی سال کے دوران ۵۳۸۰۰ مکانات تعمیر کئے جائیں گے۔ مزید ۵۴۰۰۰ مکانات ۱۹۸۱-۸۲ء کے دوران تعمیر کئے جانے کی تجویز ہے۔

خاص پروگرام برائے خود روزگار

آئندہ سال کے دوران مہاتما پھلے پسماندہ طبقات ترقیاتی کارپوریشن کی جانب سے اس کے خصوصی پروگرام کے تحت خود روزگار کے ذریعہ مزید ۵۴۰۰۰ اشخاص فیض یاب ہوں گے درج فہرست جانبوں کے فائدے کے لئے سال ۱۹۸۰-۸۱ء کے خصوصی مربوط منصوبہ کی رقم ۵۷۶۰۰ [illegible] رکھی گئی ہے اور اس کے نتیجہ میں ۲۰۰۰۰ لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچے گا۔

حکومت قبائلی علاقوں اور دیگر علاقوں کے درمیان غیر متوازن صورت حال دور کرنے کے لئے اور قبائلی طبقات کی معاشی حالت سدھارنے کی غرض سے قبائلی ضمنی منصوبہ کو اور زیادہ تیزی سے عمل میں لائے گی۔ اس پروگرام میں زراعت، آبپاشی، تعلیم [illegible] وسائل اور کم از کم ضروریات شامل ہیں۔

خصوصی [illegible] طبقات کی دستکاری مہارت بڑھانے اور [illegible] مالی اور مارکیٹنگ سہولت دینے کی غرض سے چند اسکیمات مرتب کر رہی ہے۔

حکومت ہند کے تسلیم [illegible] خصوصی قدیم قبائلی جانبوں یعنی [illegible] اور [illegible] اضلاع کے "کولام" اور ضلع چندرپور میں [illegible] کے "ماڑیہ گونڈ" کی معاشی اور سماجی فلاح و بہبود سے متعلق خصوصی پروگرام بنائے جا رہے ہیں جن پر خصوصی اداروں اور عہدہ داروں کے ذریعہ عمل کیا جائیگا

ایک مربوط فشریز پروجیکٹ جس پر لاگت کا تخمینہ ۱۵ کروڑ روپے ہے، عالمی بنک کی مدد سے جاری کیا جائے گا۔ اس میں مچھلیوں کی افزائش نسل، دیگر سہولیات ماہی گیروں کے لئے مکانات وغیرہ شامل ہیں۔ اس پروجیکٹ پر عمل آوری سے ہمارے سماج کا ایک کمزور طبقہ یعنی کولی، زیادہ مستفیض ہوگا۔

۲۰-نکاتی معاشی پروگرام پر فی الوقت تیزی سے عمل ہو رہا ہے اور اُسے صحیح طریقہ سے عمل میں لانے کے لئے ایک علیحدہ منسٹری تشکیل دی گئی ہے۔

ودربھ اور مراٹھواڑہ کی ہمہ جہتی ترقی

حکومت مہاراشٹر ریاست کے مختلف علاقوں کی متوازن ترقی کی اہمیت سے پوری طرح واقف ہے۔ حکومت نے غیر متناسب حالات کا پتہ چلانے کے لئے ایک نیا طریقۂ کار شروع کیا ہے اس درمیان، جیسا کہ آپ سب واقف ہیں۔ وزیر اعلیٰ ودربھ اور مراٹھواڑہ علاقوں کی ترقی میں سرعت پیدا کر

کے لئے کئی پروجیکٹوں کا اعلان کیا ہے۔

حکومت نے کوکن میں ایک علیحدہ یونیورسٹی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ جس میں مختلف شعبوں کو نیا رخ دیا جائے گا۔ رائے گڈھ میں اس پسماندہ علاقہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہسپتال سمیت میڈیکل کالج کے قیام کا بھی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ اسی علاقہ میں ایک انجینئرنگ کالج اور ایک پولی ٹکنیک بھی جاری کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔

وزیر اعلیٰ کی زیر قیادت ایک کابینی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو مغربی مہاراشٹر میں واقع کوکن پہاڑی، کم بارش والے اور سوکھے علاقے کے لئے پروگرام مرتب کرے گی۔ کوکن کے پروگرام میں باغبانی، سیاحت اور ماہی گیری وغیرہ کی توسیع و ترقی خاص طور سے شامل ہے جو کہ بیرونی زر مبادلہ کمانے کے لئے بڑا ذریعہ ہیں۔ کوکن کی ترقی کے لئے ساحلی شاہراہ کی زبردست اہمیت ہے اس لئے کوشش کی جائے گی کہ اس شاہراہ کو قومی شاہراہ کی حیثیت سے تسلیم کیا جائے

وزیر اعلیٰ کی ایما پر پلاننگ کمیشن نے ماہرین کی ایک کمیٹی بنائی ہے جو مغربی سمت بہنے والے بارش کے پانی کو، کوکن میں آبپاشی کے لئے استعمال کرنے کے امکانات پر غور کر رہی ہے اسی پانی کو بجلی پیدا کرنے کے لئے استعمال میں لانے کی غرض سے مرکزی وزارت انرجی نے شری پی۔ ایم بیلی آپا چیرمین نیشنل ہائیڈرو۔ پاور کمیشن کے زیر قیادت ایک دوسری کمیٹی بھی بنائی ہے۔ اس کمیٹی نے مفصل تحقیقات کے لئے پانچ مقامات کا بھی انتخاب کر لیا ہے۔ اور تقریباً چند ہفتوں کے اندر ہی اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

مغربی گھاٹ سے متعلقہ ریاستوں کے وزراء اعلیٰ پر مشتمل اعلیٰ سطح کمیٹی ۸ مارچ کو وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی زیر صدارت میٹنگ میں مغربی گھاٹ کے علاقوں کی نئے طریقہ پر مربوط ترقی کے لئے پروگرام کو آخری شکل دے گی جس میں بحالی جنگلات اور بار آور شجر کاری، مویشی پرورش، ڈیری اور باغبانی شامل ہے۔

پیٹرو کیمکلس کیملکس اور کھاد پروجیکٹوں کی مہاراشٹر سے منتقلی کی بابت شبہات کے زور پکڑنے پر وزیر اعلیٰ نے ۹ رجون ۱۹۸۰ء کو عہدہ سنبھالتے ہی شخصی طور پر مرکزی حکومت کے سامنے معاملہ پیش کر کے مذکورہ بالا کمپلکس اور پروجیکٹوں کی مہاراشٹر میں برقراری کی آخری منظوری حاصل کر لی ہے۔ ضلع رائے گڈھ میں تھال وشیت کے مقام پر واقع کھاد پروجیکٹ راشٹریہ فرٹیلائزر کارپوریشن کی سرپرستی میں چلایا جا رہا ہے اور کافی آگے بڑھ چکا ہے۔

رائے گڈھ میں ۴۲۵ کروڑ روپیہ کی لاگت سے قائم کیا جانے والا پیٹرو کیمکلس کمپلیکس رائے گڈھ اور رتنا گیری اضلاع میں روزگار کے بے شمار مواقع پیدا کرے گا۔ حکومت ہند نے مرحلہ اول کی کارروائی مکمل کر لی ہے اور مرحلۂ دوم پر جلد ہی فیصلہ کیا جائے گا جس کے نتیجہ میں ریاست میں جلد ہی گیس پر مبنی صنعتوں اور ناففا کی ایرو میٹکس کمپلیکس قائم کئے جانے کی توقع ہے

مجھے خوشی ہے کہ حکومت ہند نے ایک گیس کریکر، نیز ضلع رائے گڈھ میں ادسر کے مقام پر ایک یا دو ذیلی یونٹیں قائم کرنے کی منظوری دیدی ہے۔ پروجیکٹ کو عمل میں لانے اور ایک معاون ایجنسی مہیا کرنے کے لئے ایک نئی ریاستی سطح کی کارپوریشن قائم کی جا رہی ہے۔

اب میں پروگرام کی دیگر اہم خصوصیات کا ذکر کروں گا جو حکومت امسال اپنانا اور عمل میں لانا چاہتی ہے۔

قانون و امن کی صورت حال میں بہتری

حکومت نے ریاست میں قانون و امن کی صورت حال بہتر بنانے کی غرض سے متعدد اقدامات کئے ہیں جن میں سے چند ایک کا میں یہاں ذکر کروں گا۔ مانسون اجلاس میں جیسا کہ وزیر اعلیٰ نے یقین دلایا تھا، بمبئی، پونے اور ناگپور میں بیٹ سسٹم شروع کیا گیا ہے۔ سنٹرل اور ویسٹرن ریلوے پولس یونٹوں کو دوبارہ منظم کیا گیا ہے۔ ایس آر۔ پی دستہ میں اضافہ کیا گیا ہے اور ایک علیحدہ ڈی۔ آئی۔ جی کے تحت تفتیش جرائم کا خفیہ دستہ قائم کیا گیا ہے۔ ٹرافک پولس کو مزید مضبوط کر دیا گیا ہے۔

پولیس جوانوں اور پولیس افسران کی مختلف سطح کی تنظیمات کو تسلیم کئے جانے کا سوال طویل عرصہ سے التواء میں پڑا تھا وزیر اعلیٰ نے پہل کی اور نمائندوں سے بات چیت کا سلسلہ قائم کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ حکومت نے بالآخر پولیس تنظیم کو باہمی شرائط اور ضوابط کی بنیاد پر تسلیم کر لیا ہے نتیجتاً پولیس جوانوں اور افسران کے درمیان اب اطمینان پایا جاتا ہے۔

پولیس والوں کو رہائشی مکانات کی قلت کے باعث ہمیشہ پریشانی رہی ہے۔ لہٰذا حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جاری منصوبہ مدت میں ۳۵۰۰۰ مکانات کی کمی کو مکمل طور سے دور کیا جائے۔ اس مدت کے آخر تک تقریباً ہر پولیس جوان کو گھر حاصل ہو جائے گا۔

ان اقدامات نے پولیس والوں کے حوصلہ اور اخلاق کو بڑھایا ہے جو واقعی شہر بمبئی اور ریاست بھر میں امن و اماں قائم کرنے میں بخوبی فرائض انجام دینے کے لئے تحسین و آفرین کے مستحق ہیں۔

دیہی معیشت میں زراعت کی اہمیت کو واضح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حکومت کاشتکاروں کے مسائل سے پوری طرح واقف ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کے تئیں احساس ذمہ داری کئی سرکاری اقدامات مثلاً ۵۵ کروڑ روپے کے زائد قرضہ جات کی معافی اور کھاد کی امدادی خرید وغیرہ سے واضح ہو جاتی ہے۔ حکومت نے ریاست میں زراعتی معیشت کو مستحکم کرنے کے لئے مزید تجاویز پیش کی ہیں۔

مہاراشٹر میں تلہن بیج کی پیداوار نہایت ناکافی ہے۔ صارفین کو مناسب قیمتوں پر خوردنی تیل کی فراہمی کے لئے حکومت نے ایک خصوصی پروگرام اپنایا ہے جس کے تحت گرمائی فصل میں مونگ پھلی کی زیر کاشت اراضی میں اضافہ کیا جائے گا۔ وزیر اعظم نے بھی وزیر اعلیٰ کو مونگ پھلی کی کاشت کے لئے اراضی میں اضافہ کا مشورہ دیا ہے۔ مخصوص اقدامات کے نتیجہ میں جاری سال کے دوران گرمائی مونگ پھلی کے تحت اراضی کا مقررہ نشانہ نہ صرف پورا ہوئے بلکہ مزید بڑھ جانے کی توقع ہے۔ اس سلسلے میں پہلی بار حکومت نے کاشتکاروں کو اعلیٰ قسم کے مونگ پھلی بیج فراہم کرنے اور آبپاشی شرح محصول میں کمی کرنے کی ذمہ داری لی ہے حکومت نے دالوں اور دیگر تیل کے بیجوں کی پیداوار میں اضافہ سے متعلق وسیع پروگرام وضع کئے ہیں۔

زراعتی ترقیات میں اہم معاون قدم متعلقہ کی منظم توسیع ہے لہٰذا ۸۲-۱۹۸۱ء سے عالمی بنک سے حکومت نے توسیعی تربیت اور معائنہ شروع کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طریقہ کار کی خاص اہمیت کہ توسیعی ایجنسی اور یونیورسٹیوں کے مابین با ربط رہے۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، حکومت نے چھو معمولی کسانوں کے اضافی فصلی قرضہ جات ادا ہیں، جس کے نتیجہ میں یہ کسان اب دوبارہ قر کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ریاست میں ج کا بڑا حصہ بارش پر منحصر ہے۔ اس لئے یہ ناموافق حالات میں دوبارہ قرضوں کا شکار ان کو خطرات سے بچانا لازمی ہو جاتا ہے لہٰذا نے ربیع ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران مرکزی بنیاد پر گیہوں کی فصل کے لئے فصلی بیمہ اسکیم جاری فیصلہ کیا ہے۔ خریف موسم ۸۲-۱۹۸۱ء کے اسکیم میں مزید توسیع کی جائے گی۔

پیداوار کے لئے منافع بخش دام

حکومت چاہتی ہے کہ کسانوں کو ان کے قیمت ملے۔ حکومت ہند نے اگریکلچرل پرائس سفارشات پر پورے ملک کے لئے اناج اور کپاس وغیرہ کی اعانتی قیمتیں مقرر کی کی نظر میں زراعتی پیداوار کی قیمت مقرر کرنے کے اختیار کردہ طریقہ پر نظر ثانی کی ضرورت کے مطابق مختلف اجناس پر کسانوں نے برداشت کئے ہیں، جو فی الحال یا تو نظر انداز جاتے ہیں یا جزوی طور پر شمار کئے جا مکمل طور پر قیمتیں مقرر کرنے وقت شمار حکومت نے کمیشن سے ان تجاویز پر بر زور سفارش کی ہے۔ اگر یہ منظور کرنی کو ان کی فصل کے لئے اعلیٰ اعانتی قیمتیں

کسانوں کے حالاتِ زندگی سدھارنے کے لئے ضروری ہے کہ انہیں نہ صرف ان کے مال کی مناسب قیمت ملے بلکہ ان کی زراعتی پیداوار سے متعلقہ یونٹوں کے نفع میں حصّہ بھی ملے، اس لئے حکومت ریاست کے امداد باہمی سیکٹر داں میں زراعت سے وابستہ صنعتوں کے قیام کو فروغ دے رہی ہے نیز چھٹے پنجسالہ منصوبہ مدت کے دوران زیادہ سے زیادہ شکر کارخانے اور اسپننگ ملیں قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی فیصلہ کیا گیا ہے کہ کپاس کی کاشت والے ہر ضلع میں دو اسپننگ ملیں اور تیل کے بیج والے علاقوں میں تیل صاف کرنے کے کارخانے قائم کئے جائیں۔

اکتوبر ۱۹۸۰ء میں جب اناج کی خصوصاً جوار اور دھان کی کھلے بازار قیمت کئی دیہی علاقوں میں نہایت کم تھی حکومت نے ان اجناس کی معاون قیمت خرید ۱۰۵ روپیہ فی کوئنٹل مقرر کی تھی۔ نومبر میں اس قیمت میں اضافہ کر کے ۱۲۲ روپیہ فی کوئنٹل کر دیا گیا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر ان اجناس کی کھلے بازار قیمتیں معاون قیمتوں سے تجاوز نہ کر جائیں تو حکومت کھلے بازار خریداری اپنے ذمہ لے لیگی اور اس طرح کی خریداری بھی ہو چکی ہے۔ ان اقدامات کے نتیجہ میں کسانوں کو جوار، دھان اور چاول کی زائد قیمت حاصل ہوئی ہے۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ریاستی حکومت نے پہلی بار جاری سال کے دوران باجرا کی معاون قیمت خرید کے ساتھ ساتھ کھلے بازار قیمت خرید بھی جاری رکھی۔

حکومت نے پہلی دفعہ کاشتکاروں کو پیاز کی مناسب قیمت دینے کے لئے، جاری سال کے دوران مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو مارکیٹنگ فیڈریشن لمیٹیڈ کے ذریعہ پیاز معاون قیمتوں پر خریدی۔ پیاز کی قسم کے مطابق پیاز کی معاون قیمت ۶۰ سے ۷۵ روپیہ فی کوئنٹل مقرر ہوئی۔ ریاستی حکومت نے نافیڈ (NAFED) کو بھی ان قیمتوں پر پیاز خریدنے کے لئے راضی کیا۔

کپاس اجارہ داری اسکیم

کپاس کی اجارہ داری اسکیم کو جاری رکھا گیا ہے اور ریاستی حکومت نے مختلف اقسام کی کپاس کی جو ضمانتی قیمتیں مقرر کی ہیں وہ حکومتِ ہند کی مقرر کردہ اعانتی قیمتوں کے مقابلہ میں ۱۴ سے ۳۹ فیصد تک زیادہ ہیں جاری سال کی ضمانتی قیمتیں بھی گذشتہ سال کی ضمانتی قیمتوں کے مقابلہ میں ۱۸ سے ۴۰ فیصد تک زیادہ ہیں۔

مہاراشٹر میں شکر کی پیداوار ۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران ۷ء۱۳ لاکھ ٹن تھی اور ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران ۲۰ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔ گذشتہ سال کاشتکاروں کو گنے پر ۱۲۵ روپیہ فی میٹرک ٹن کے حساب سے ادا کی گئی رقم کے مقابلہ میں ریاستی حکومت نے اس سال رقم ۱۸۰ روپیہ مقرر کی ہے اور کارخانوں کو ۲۰۰ روپیہ فی میٹرک ٹن کے حساب سے رقم ادا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ گنا کاشتکاروں کی بہبود کی خاطر حکومت کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ گنے کی کم از کم قیمت اور پوری شکر کی قیمت میں اضافہ کیا جائے اسی سلسلے میں حکومت نے اگریکلچر پرائس کمیشن اور حکومت ہند کے روبرو نمائندگی بھی کی ہے۔ حکومت کے مطابق گنے کی کم از کم قیمت مقرر کرنے وقت گنے کی صفائی اور نقل و حمل پر شکر کارخانوں کے کل اخراجات کو بھی مدِ نظر رکھا جائے۔ نیز محصولی شکر کی قیمتیں مقرر کرتے وقت محصولی شکر کے اسٹاک پر کارخانوں پر واجب الادا سود کی رقم کو بھی شمار کیا جانا چاہیئے۔ حکومت کے مطابق کم شکر کی پیداوار والے علاقوں اور مختصر کرشنگ سیزن والے علاقوں میں واقع شکر کارخانوں کے لئے یہ مفید ہوگا کہ محصولی قیمتیں مقرر کرنے کے لئے ریاست کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ یہ معاملات حکومتِ ہند کے روبرو لائے گئے ہیں۔

ریاست کے دیہی علاقوں میں ذخیرہ کی سہولت فی الحال نامناسب ہے۔ اس سلسلے میں عالمی بنک کے تعاون سے امداد۔ باہمی دیہی پروجیکٹ کے تحت ۳۰ کروڑ کی لاگت سے ۴۲۸ گودام تعمیر کئے جائیں گے جس میں ۴۷۲،۰۰۰ ۔

بڑک ٹن ذخیرہ کی گنجائش ہوگی۔

بین الاقوامی ترقیاتی انجمن کے تعاون سے حکومت ہند کا آپریشن فیلڈ ۲ پروگرام اب ریاست کے مزید ۱۲ اضلاع میں فوری طور سے عمل میں لایا جائے گا۔ جاری منصوبہ مدت کے دوران اس سلسلہ میں تقریباً ۵۰ کروڑ روپے تک مالی امداد انڈین ڈیری کارپوریشن کی جانب سے حاصل ہونے کی توقع ہے۔

اسی سال اچانک موسم باراں کے جلد خاتمہ کی وجہ سے ۸ ضلعوں میں خریف فصل کو کافی نقصان پہنچا۔ اس کے علاوہ اکتوبر ۱۹۸۰ء میں موسم باراں کے بعد کی بارش نہ ہونے کی وجہ سے ۹٫۴۷٫۱۲ دیہاتوں میں ۱۱٫۱۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر مشتمل ربیع فصل کو نقصان پہنچا۔ فصلوں کے نقصان کا اندازہ ۵۰۷۰٫۴۹ کروڑ روپیہ بتایا گیا ہے۔ حکومت کو اس سنگین صورت حال کا پورا احساس ہے اور اس پر قابو پانے کے لئے حکومت نے جنگی پیمانے پر راحت سے متعلق اقدامات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان اقدامات میں

۱) ضمانت روزگار اسکیم کے تحت متاثرہ علاقوں میں کاموں میں روزگار کے مواقع۔

۲) چارہ اور پینے کے پانی کی قلت والے علاقوں میں ان اشیاء کی فراہمی۔

۳) ضعیف و کمزور اور معذور افراد کو نقد مالی امداد۔ شامل ہیں۔

ریاستی حکومت کی درخواست پر ۸ تا ۱۱ فروری کے درمیان ایک مرکزی ٹیم کے عہدہ داروں نے ریاست میں قلت کی صورت حال کا برموقعہ اندازہ کرنے کے لئے ریاست کا دورہ کیا تاکہ ہنگامی امداد برائے منصوبہ کے طور پر ریاست کے لئے مرکزی امداد کی سفارش کی جاسکے۔ مرکزی ٹیم نے بھی سنگین صورت حال کی بابت ریاستی حکومت کے پیش کردہ جائزہ سے اتفاق کیا اور متاثرہ علاقوں میں ریلیف کاموں پر اطمینان ظاہر کیا۔ میری حکومت ان علاقوں کے باشندوں کو مکمل تعاون کا یقین دلاتی ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ اس قدرتی آفت کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام تر امداد مہیا کی جائیں گی۔

حکومت، محصول یونٹوں کی تنظیم نو کے ایک پروگرام پر عمل کر رہی ہے تاکہ ایک طرف ہر سطح پر ریونیو دفاتر میں کارکردگی میں استحکام اور باقاعدگی پیدا ہو اور دوسری طرف انتظامیہ عوام سے قریب تر ہوتا چلا جائے۔ سب سے نچلی سطح پر تلاٹھی سازا سجا اور محصول پرگل کو ۱۹۸۱ء سے بتدریج مضبوط اور منظم کیا جائے گا۔ عوام کی دیرینہ خواہش پر عمل کرتے ہوئے حکومت ودربھ علاقہ میں تعلقوں کو منظم کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے تاکہ تعلقہ جات اور پنچایت سمیتیوں میں ہم آہنگی پیدا ہو۔ مغربی مہاراشٹر اور مراٹھواڑہ میں بھی تعلقوں کو مناسب ڈھنگ سے منظم کرنے کی تجویز زیر غور ہے تاکہ تعلقہ دفاتر میں کام کاج ٹھیک ڈھنگ سے انجام پائے۔

نئے اضلاع

جنوبی رتناگیری اور جالنہ کو علیحدہ ضلع بنانے کا مطالبہ کافی عرصہ سے کیا جارہا ہے۔ حکومت نے یکم مئی ۱۹۸۱ء سے یہ دو نئے اضلاع بنانے کا ارادہ کیا ہے۔

ایوان کو علم ہوگا کہ حکومت نے امراؤتی اور ناسک میں دو نئے محصول ڈویژن قائم کئے ہیں تاکہ ترقیاتی امور اور ضلع انتظامیہ کے بیچ قریبی رابطہ قائم ہو۔

مراٹھواڑہ علاقہ کے دیرینہ اور جائز مطالبہ کے پیش نظر حکومت نے ۱۵ اگست ۱۹۸۱ء سے حکومت ہند کی منظوری سے اورنگ آباد میں ہائی کورٹ بینچ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے سال ۸۱-۱۹۸۰ء سے حکومت "ہر بچہ کے نام پر ایک درخت" نامی اسکیم پر عمل کر رہی ہے۔ اس اسکیم میں ۸ سے ۱۵ سال کے اسکولی بچے شریک ہیں اور پہلے سال کے دوران کم از کم ۵۰۰۰ ہزار اسکول کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔ سماجی مقصد سے جنگلات اگانے کا ایک پروگرام بھی بڑے پیمانہ پر عمل کیا جارہا ہے۔

حکومت نے غریب اور بے روزگار اشخاص کی مدد سے بنجر جنگلاتی زمینوں پر دوبارہ جنگلات اگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اشخاص ابتدائی سالوں میں مقررہ مزدوری —

عوض شجر کاری کریں گے اور جنگلات پوری طرح پھلنے پھولنے کے بعد پیداوار میں حصہ دار ہوں گے۔

آبپاشی پروگرام کو ہمیشہ ترجیح دی گئی ہے۔ چند بڑے اور درمیانی درجہ کے آبپاشی پروجیکٹ مکمل ہونے سے جون ۱۹۸۲ء تک مزید ۰۰.۹ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی آئے گی اس طرح کل صلاحیت آبپاشی ۱۲،۴۱ لاکھ ہیکٹر اراضی تک بڑھ جائے گی۔ اس مدت میں دیگر چھوٹی آبپاشی اسکیمات کے نتیجہ میں مزید ۱،۵۰۶ لاکھ ہیکٹر اراضی تک صلاحیت آبپاشی حاصل ہو گی۔

حکومت نے ددریھ میں دریائے وین گنگا پروجیکٹ کی تعمیر کا بھی فیصلہ کیا ہے اور جائیکواڑی پروجیکٹ مرحلہ-۱ اور مرحلہ-۲ کو اسی چھٹے پنج سالہ منصوبہ مدت (۸۵-۱۹۸۰) کے دوران مکمل کرنے کا تہیہ کیا ہے۔

آبپاشی صلاحیت کے زیادہ سے زیادہ استعمال کے لئے حکومت نے آبپاشی انتظامیہ سے منسلک افراد کی تربیت کے لئے اورنگ آباد کے قریب ایک تربیتی ادارہ بھی قائم کیا ہے۔

کوراڈی اور بھساول تھرمل پاور اسٹیشن اور اُران گیس ٹربائن پاور اسٹیشن کی موجودہ گرمی قوت ۲۳۱۶ میگاواٹ بجلی قوت میں ۷۵۰ میگاواٹ اور اضافہ کرنے کی تجویز ہے۔ جو کہ ۶۲۰ میگاواٹ تھرمل اور ۴۰ میگاواٹ ہائیڈل بجلی کی قوت کے علاوہ ہو گی اور امید ہے کہ یہ جاری سال کے آخر تک ملنے لگے گی۔ چھٹے پنج سالہ منصوبہ کے دوران ریاست میں کل بجلی کی پیداوار ۶۹۷۶ میگاواٹ تک بڑھانے کی تجویز ہے جس میں مدھیہ پردیش میں کوربا کے مقام پر واقع حکومت ہند کے سوپر تھرمل پاور اسٹیشن سے مہاراشٹر کو حاصل ۳۱۵ میگاواٹ بجلی بھی شامل ہے۔ ریاست کے تھرمل اسٹیشنوں کو مناسب کوئلہ کی ضرورت کے پیش نظر ہماری درخواست پر مرکزی وزارت انرجی نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور رپورٹ پر جلد فیصلہ سے چندر پور میں تھرمل پروجیکٹوں کا معاملہ بھی حل ہو جائے گا۔

ہریجن بستیوں میں بجلی

حکومت دیہاتوں کو بجلی مہیا کرنے کے پروگرام کو تیزی سے عمل میں لاتے ہوئے چھٹے منصوبہ کی مدت کے دوران بشمول ہریجن بستی، ریاست کے تمام دیہاتوں میں بجلی مہیا کرنے کا کام مکمل کرلے گی۔

صنعتی میدان میں حکومت نے ریاست میں صنعتوں کے فروغ کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ ایم۔ آئی۔ ڈی۔ سی اور دیگر ترقیاتی ایجنسیوں کے ذریعہ متعلقہ سہولیات میں اضافہ کے علاوہ دیگر اہم اقدامات میں گذشتہ سال یعنی ۱۹۷۹ء کی نظر ثانی شدہ پیکیج اسکیم میں پسماندہ علاقوں میں صنعتی پھیلاؤ کی حوصلہ افزائی کا ذکر ہے۔ چند ایسی صنعتوں میں سے ایک اشوک لے لینڈ لمیٹڈ، بھنڈارہ ضلع میں ۸۶ کروڑ روپیہ کی لاگت کا پروجیکٹ قائم کرے گا جس میں سالانہ ۱۲،۵۰۰ ہیوی کمرشیل وہیکل گاڑیاں تیار کی جائیں گی۔ اس پروجیکٹ میں ۵۰۰۰ افراد کو راست روزگار اور ۲۵،۰۰۰ افراد کو بالواسطہ روزگار معاون شعبوں کے ذریعہ حاصل ہو گا۔ یہ یونٹ ۹۲-۱۹۹۱ تک جاری ہو جائے گا۔

پرائیویٹ سیکٹر میں ضلع چندرپور کے راجورا تحصیل بالترتیب ۱۶۹ لاکھ ٹن اور ۱۰ لاکھ ٹن سیمنٹ تیار کرنے کی گنجائش کے دو سیمنٹ کارخانے قائم کئے جارہے ہیں یہ یونٹس ۱۹۸۲ء کے آخر تک کام شروع کر دیں گی۔

اس حکومت کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ریاست میں صنعتی انتظام میں کافی سدھار ہوا ہے۔ یکم جولائی ۱۹۸۰ء کو صنعتی صورتِ حال پریشان کن تھی جس بند فیکٹریوں میں کام نہ ہونے سے متاثرہ ملازمین کی تعداد ۴۴،۹۸۴ تھی۔ ایوان میں دیئے گئے وزیر اعلیٰ کے بیان کے مطابق نئی حکومت نے صنعتی ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے موثر اقدامات کئے۔ وزیر اعلیٰ نے تنازعوں کے حل کے لئے سینٹرل ٹریڈ یونین کے لیڈروں اور ملازمین کی تنظیموں سے گفتگو کی۔ حکومت نے ایک واضح پالیسی اپنائی کہ وہ کسی بھی قیمت پر صنعتوں میں تشدد کے واقعات

برداشت نہیں کرے گی۔ صنعتی ملازمین کے جائز
حقوق اور ان کے مفاد کی حفاظت کرنے وقت صنعتی پیداوار
میں تیزی پیدا کرنے کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔ اس سمت
مثبت کوششوں کا موثر نتیجہ برآمد ہوا ہے۔ ان کوششوں
کے نتیجہ میں کام بند ہونے سے متأثرہ افراد کی تعداد میں کمی
آگئی ہے۔ ریاستی حکومت بغیر کسی رکاوٹ کے صنعتی
پیداوار جاری رکھنے اور مزدوروں کو مطمئن کرنے کے
ساتھ ساتھ صنعتی امور قائم کرنے کی اپنی کوشش جاری
رکھے گی۔

پور گھاٹ میں گذشتہ ۱۰ ـ ۱۵ سال سے نئی سہولیات
سے متعلق مسلسل کوششوں کے نتیجہ میں گھاٹ کے حصہ
میں ایک نئی قومی شاہ راہ کی تعمیر کی منظوری جس پر لاگت
کا تخمینہ ۳ کروڑ روپیہ ہے، حکومت ہند سے حاصل کر لی
ہے۔ اسی نئی سہولت سے بمبئی ـ پونے راستہ پر ٹرافک کو
بڑی حد تک فائدہ پہنچے گا۔ کولاڑ میں بمبئی۔ گوا نیشنل ہائی وے
کو جو آنے والی پونے سے دبھول بندرگاہ تک اسٹیٹ ہائی وے
پر مجوزہ تمہانی گھاٹ پروجیکٹ کو حکومت ہند سے مالی اعانت
کے ذریعہ نہایت تیزی سے مکمل کیا جا رہا ہے۔ اس پروجیکٹ
کے نتیجہ میں بھی بمبئی۔ پونے کے درمیان ایک دوسرا راستہ
کھل جائے گا نیز پونے اور رائے گڈھ اضلاع کے پسماندہ
علاقوں کو بھی اس سے بڑا فائدہ پہنچے گا۔

ہر گاؤں تک سڑک

چھٹے پنچ سالہ منصوبہ کے دوران تمام دیہاتوں میں جہاں
... یا اس سے زائد آبادی ہے اور قبائلی علاقوں میں جہاں
۵.. یا اس سے زائد آبادی ہے، رابطہ سڑکوں کی تعمیری
پروگرام عمل میں لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ گو کہ پلاننگ
کمیشن نے اس منصوبہ کے آخر تک سڑکوں کی تعمیر کے لئے
۵.. ۱ آبادی والے دیہاتوں کا نشانہ مقرر کیا تھا، لیکن اس
حکومت نے ... ۱ آبادی والے دیہاتوں کو سڑکیں مہیا کرنے
کا یقین دلایا ہے۔

محکمہ رفاہ عامہ کے تحت دیگر پروگراموں کی تفصیل
یوں ہے۔

(الف) ودربھ میں سیلاب کے وقت ڈوبنے والے دیہاتوں
کو جوڑنے والی سڑکوں کی تعمیر جس پر لاگت کا تخمینہ ۱۵۶۳
کروڑ روپیہ ہے۔

(ب) ریاست مہاراشٹرا مدھیہ پردیش اور علاقہ کے متحدہ
گوا کے مابین بین الریاستی آمد و رفت کے لئے پاونتھاڑنی
ندی اور تیر بگھول کھاڑی پر پلوں کی تعمیر۔

(ج) ناندیڑ ضلع میں حکومت آندھرا پردیش کے پوچمپد
پروجیکٹ سے زیر آب ہونے والے حصوں میں
آمد و رفت میں حائل رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے گوداوری
ندی پر پانچ اور منجرا ندی پر دو پلوں کی تعمیر۔

(د) عدلیہ کے لئے انتظامی اور رہائشی عمارتوں کی تعمیر۔

حکومت دیہاتوں کو صاف پینے کا پانی مہیا کرنے پر خصوصی
توجہ دے رہی ہے اور زیادہ سے زیادہ دیہاتوں میں جلد
سے جلد یہ سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے
حکومت کی درخواست پر مرکزی وزیر ورکس اور ہاؤسنگ
نے ہماری ریاست کا دورہ کیا اور اس معاملہ میں تبادلۂ
خیالات کیا۔ نتیجتاً ریاست میں واقع ایسے دیہاتوں کی
فہرست جہاں پینے کے پانی کی قلت ہے، حکومت ہند
کو منظوری کے لئے بھیج دی گئی ہے۔

حکومت نے ریاست کے ان تمام دیہاتوں میں جہاں
ایک بھی اسکول نہیں ہے، آئندہ پانچ سالوں میں پرائمری
اسکول کی عمارتیں تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے نیز مقامی
اداروں کے زیر نگرانی موجودہ پرائمری اسکولوں میں
اساتذہ کی تعداد فوراً بڑھانے کے لئے اصول وضع کیا
گیا ہے۔ اس سلسلے میں تقریباً ...۴۶ کمروں کی تعمیر
ایک بڑا مسئلہ ہے۔ میری حکومت کو یقین ہے کہ عوامی
تعاون اور امداد کے ذریعہ یہ نشانہ مقررہ مدت سے قبل
پورا کر لیا جائے گا۔

اسی سال حکومت نے تسلیم شدہ لائبریریوں کی تعداد
..۵ تک بڑھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

مہاراشٹر اُردو اکیڈمی کے لئے امداد

مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کی سرگرمیوں کے لئے ۲۳ء۶ لاکھ روپیہ کی گرانٹ منظور کی گئی ہے تاکہ آئندہ تعلیمی سال سے بمبئی یونیورسٹی میں اردو کا شعبہ بھی جاری کیا جا سکے۔

اکثر اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ آرٹ، ادب اور کھیل کود سے وابستہ افراد اپنی زندگی کے آخری ایام بڑی تکلیف میں گذارتے ہیں اور انھیں اپنے ان لوگوں کی فکر لگی رہتی ہے جو ان کے سہارے پر ہیں۔ ایسے لوگوں کی مناسب قدر دانی اور انھیں مالی امداد مہیا کرنے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اندرا گاندھی پرتبھا پرتشٹھان ایسے مستحق افراد کو نقد انعامات اور امداد دینے کے لئے تشکیل دیا گیا ہے۔ حکومت نے ۲ کروڑ روپیہ بطور گرانٹ دینے کا وعدہ کیا ہے جس میں سے ۱۰ لاکھ روپیہ دیا جا چکا ہے۔

نوجوانوں کی بہبود کی مختلف اسکیمات مثلاً رضاکارانہ انجمنوں کو تربیت، ریسرچ، دستاویزی کاموں کے لئے مالی امداد وغیرہ شروع کئے جانے کی تجویز ہے۔ ان میں اسٹیٹ یوتھ سنیٹر کا قیام، سوشیل سروس کیمپ کا انعقاد، دیہی علاقوں میں یوتھ ویلفیر سنیٹر اور ریاستی اور ڈویژنل سطح پر یوتھ فیسٹیول کا اہتمام وغیرہ شامل ہیں یہ خوشی کی بات ہے کہ ۱۹۸۲ء کے ایشین گیمس کے موقعہ پر بمبئی میں یاچنگ کا مقابلہ منعقد کیا جائے گا اس سلسلے میں ریاستی حکومت نے ضروری سہولیات مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

حکومت تعلیمی طریقوں کے ذریعہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو زیر عمل لا رہی ہے۔ جسمانی طور سے معذور افراد کی فلاح و بہبود کی مروجہ اسکیم میں مزید توسیع کیجا رہی ہے تاکہ ایسے زیادہ سے زیادہ افراد اور متعلقہ اداروں کو فیضیاب کیا جا سکے۔

حکومت ہند کیجانب سے سابق فوجیوں کو دی گئی رعایتوں کی سطح پر انھیں بہتر ذریعہ معاش مہیا کرنے کے لئے مز[illegible] رعایتوں کا معاملہ ریاستی حکومت کے زیر غور ہے۔

ریاستی حکومت نے ایک لاکھ آبادی سے کم چھو[ٹے] اور درمیانی درجہ کے شہروں کے لئے ایک مربوط ترقیا[تی] اسکیم کے تحت حکومت ہند کی منظوری کے لئے ۲۳ شہ[روں] سے متعلق پروجیکٹ پیش کئے ہیں۔ ان میں سے منظ[ور] کردہ ۸ شہروں کے پروجیکٹ کے لئے حکومت ہند [نے] ۲۵ء۰۷ لاکھ روپے کے قرضہ جات منظور کئے ہیں۔ باقی معاملات کو بھی حکومت ہند سے منظور کرانے کے لئے حکو[مت] سنجیدگی سے کوشش کر رہی ہے۔

حکومت نے متعلقہ مرکزی وزراء اور عہدداروں [کو] بمبئی کے دورہ پر مدعو کرنے کا طریقہ شروع کیا ہے [تاکہ اس] موقع پر ہی ریاستی حکومت سے بات چیت کر کے متعل[قہ] مسائل حل کئے جا سکیں۔ لہٰذا مرکزی وزیر پاور سنگ[ھ نے] ۲۸ جون ۱۹۸۰ء کو ریاست کا دورہ کیا اور وزراء سے گفتگو کی۔ اسیطرح مرکزی وزیر انرجی ۲۹ جنور[ی] ۱۹۸۱ء کو ریاست کے دورہ پر آئے۔ حکومت کو اطمینا[ن] ہے کہ ان ملاقاتوں اور بات چیت کے نتیجہ میں طویل ع[رصہ] سے حل طلب کئی مسائل کا حل ڈھونڈ لیا گیا۔ اسی سل[سلہ] میں حکومت تعاون اور اعانت کے لئے مرکز کا شکریہ ا[دا] کرتی ہے۔

میں اپنی ریاست سے متعلق ایک خاص مسئلہ کا [جو] گذشتہ کئی سالوں سے تشویش کن بنا رہا ہے، ذکر کر[نا] اپنا اہم فرض سمجھتا ہوں۔ یہ مسئلہ مہاراشٹر اور کرنا[ٹک] کے سرحدی تنازعہ سے متعلق ہے۔ مجھے قوی امید ہے [کہ] یہ مسئلہ جو گذشتہ ۲۳ سالوں سے حل طلب رہا ہے منصفانہ بنیاد پر جلد ہی حل کر لیا جائے گا۔

آخر میں، میں ان سب مسودۂ قوانین کا تذکرہ کر[نا] چاہتا ہوں جو آپ کے سامنے پیش کئے جائیں گے یہ قوانین حسب ذیل ہیں۔

میں نے جو کچھ کہا ہے، اس کی روشنی میں بیشک یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ریاستی حکومت نے سماج کے کمزور طبقات کو سماجی و معاشی انصاف دلانے کے لئے مؤثر اور مثبت اقدامات کئے ہیں اور ریاست میں زراعتی، معاشی اور ثقافتی ترقی کی رفتار بڑھائی ہے۔

میں آپ سب کا شکر گذار ہوں کہ آپ لوگوں نے میری باتوں کو صبر و سکون کے ساتھ سنا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ قانون ساز کی حیثیت سے نہایت خلوص و حوصلہ مندی سے اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔ میری نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں۔" ●●

Bills For The Year

The Bills which are likely to be taken in thi year are as follows :

(1) The Industrial Disputes and the Pay ment of Unemployment Allowance to Work men in factories (For Temporary Period (Amendment) Bill, 1981.

(2) The Bombay Provincial Municip Corporations, City of Nagpur Corporatio and Maharashtra Municipalities (Amenc ment) Bill, 1981.

(3) The Maharashtra Vacant Lanc (Further Interim Protection to Occupiers fro Eviction and Recovery of Arrears of Rent (Extension of Duration) Bill, 1981.

(4) The Maharashtra Housing and Are Development (Amendment) Bill, 1981.

(5) The Maharashtra Municipalitie (Amendment) Bill, 1981.

(6) The Code of Criminal Procedu (Maharashtra Amendment) Bill, 1981.

(7) The Bombay Sales Tax (Amendment Bill, 1981.

(8) The Prince of Wales Museum Bil 1981.

(9) The Maharashtra Raw Cotton (Pro curement, Processing and Marketing) (E tension of Duration) Bill, 1981.

(10) The Bombay Land Requisition an Bombay Government Premises (Eviction (Amendment) Bill, 1980—L. A. Bill No LXVII of 1980.

(11) The Maharashtra (Supplementary Appropriation Bill, 1981.

(12) The Maharashtra Appropriatio (Vote on Account) Bill, 1981.

(13) The Maharashtra Appropriation Bil 1981.

(14) The Bombay Police (Amendment Bill, 1981.

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں :

ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، ممبئی ـ ۴۰۰۰۳۲

* سلمان ماھمع
دوسری رابوڑی، تھانے
۴۰۰۶۰۱

بچت اسکیم۔ قومی خدمت کا ذریعہ

ہر انسان میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خوب سے خوب تر کی طرف بڑھتا جائے، وہ اپنے اطراف جب بھی کسی اچھی چیز کو دیکھتا ہے تو اس کے دل میں یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ چیز اُس کے قبضے میں آجائے۔ ویسے دیکھا جائے تو ہر انسان ضروریاتِ زندگی کے حصول کے لئے دوسروں کے تعاون کا محتاج ہے۔ لباس سے لےکر غذا تک، اور ڈاکٹر سے لےکر درزی تک، ان کے علاوہ اور بھی متعدد افراد ہیں، جن کے تعاون اور آپسی اشتراک کے بغیر اس کی زندگی کی گاڑی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ وہ ہمیشہ اس بات کا متلاشی رہتا ہے کہ کوئی اس کی ضروریات کی فراہمی کے لئے اپنا تعاون پیش کرے۔ اسی جذبۂ تعاون کے پیشِ نظر بعض اوقات اس میں خواہشات کی وہ لہریں پیدا ہوتی ہیں جو اسے اپنی حد سے تجاوز کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ کمپنی اور کارخانوں سے ملنے والے قرضہ جات، آسان قسطوں پر فراہم ہونیوالی اشیائے تعیشات اور بینکوں سے کم شرحِ سود پر ملنے والے چھوٹے قرضے۔ یہ ایسے دلفریب لالچ ہیں جو انسانی خواہشات کی لہروں میں تموّج پیدا کرنے کا باعث ہیں۔

پھر ایک وقت ایسا آتا ہے جب حد سے بڑھی ہوئی خواہشات کی لہریں اُسے اپنے، پرایوں کے عدمِ تعاون کی چٹانوں کے روبرو کرتی ہیں، جہاں وہ سر ٹکراکر پشیمانی کی گہرائیوں میں ڈوب جاتا ہے۔

انسانی زندگی میں پیش آنے والے اس المیہ کا سدباب وہ خود کر سکتا ہے اگر وہ اس بات کا مصمم ارادہ کرے کہ اپنی ضروریات زندگی کے حصول کے لئے وہ اپنی حد سے تجاوز نہیں کرے گا اور نہ معیار زندگی کو اونچا بنائے رکھنے کی خاطر "آسان قسطوں" کا شکار بنے گا۔ یہ حقیقت ہے کہ جب آمد و خرچ میں عدم توازن پیدا ہو کر خرچ کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے تو وہ لامحالہ کمپنی سے لون (Loan) اور کم شرح سود پر قرضہ کی تلاش میں نکل جاتا ہے۔ پھر قرض کا یہ لین دین اسے اس منزل تک پہنچا دیتا ہے جہاں اس کا ذہنی سکون، گھریلو مسرت اور دوست واحباب کی ضرورت قصۂ پارینہ بن جاتا ہے۔ اس کے شب و روز غم و فکر کی نذر ہو جاتے ہیں۔ گھریلو ماحول میں تناؤ اور انتشار پیدا ہوتا ہے اور پھر زندگی اس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔

قرض کے اس "جان لیوا حملے" کا تیر بہدف علاج "بچت" ہے بچت یا پس انداز کرنے کی عادت اگر انسان کو فضول خرچی اور بیجا اصراف سے روکتی ہے تو دوسری طرف اسے گھریلو سکون اور مسرت و شادمانی بھی فراہم کرتی ہے اپنے آمد و خرچ میں توازن قائم رکھنے کے ساتھ ایک چھوٹی سی رقم پس انداز کرنے کی عادت اسے اندیشہ ہائے دور دراز سے محفوظ رکھنے کا باعث بنتی ہے۔ اپنی محدود آمدنی سے چھوٹی سی رقم پس انداز کرنے والا شخص ——— پھر وہ کارخانے یا فیکٹری کا مزدور ہو یا ملازم۔ دفتر کا سفید پوش کلرک ہو یا دوکاندار، ڈاکٹر ہو یا وکیل یا کوئی بڑا تاجر اسکی پس انداز کردہ رقم نہ صرف اس کے اہل و عیال کے روشن مستقبل کی ضامن بن جاتی ہے۔ بلکہ ملک و قوم کے تعمیراتی منصوبے اور ان کی ہمہ جہتی ترقی میں مددگار بھی ثابت ہوتی ہے۔

اس کی پس انداز کردہ رقم جو وہ ایک مخصوص مدت کے لئے باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ اپنی آمدنی سے پوسٹ آفس یا بچت بنک میں جمع کرتا ہے اسے سرکاری سطح پر کام میں لاکر قومی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے پھر مدت کے اختتام پر اسے وہ رقم معہ سود واپس لوٹائی جاتی ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ چھوٹی سی رقم پس انداز کرنے پر اسے مدت گذرنے پر بھاری رقم موصول ہوتی ہے۔

چھوٹی بچت اسکیم کے تحت رقم پس انداز کرنے پر نہ صرف اس پر منافع حاصل ہوتا ہے بلکہ ہماری اس رقم کو استعمال کر کے حکومت اپنی اسکیموں میں کو بردئے کار لاتی ہے اس طرح بچت سے ہم تین فائدے حاصل کرتے ہیں۔ پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ پوسٹ آفس اور بچت بنک میں رقم رکھنے سے وہ محفوظ رہتی ہے۔ چوری ہونے یا کھو جانے کا ڈر نہیں رہتا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اسے حکومت استعمال کرتی ہے جس سے قومی خدمت انجام دی جاتی ہے۔ اور تیسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان میں بچت کی عادت پیدا ہونے سے نہ صرف وہ فضول خرچی۔ نام و نمود اور عیاشی سے دور رہتا ہے بلکہ اس میں مثبت اندا[ز] پیدا ہو جاتا ہے جو اس میں "آشا واد" پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں بچت سے انیک فائدے حا[صل] ہوتے ہیں۔ اگر ہر ہندوستانی اس کام پر توجہ دے تو ہمیں [غیر] ممالک سے قرضہ لینے کی نوبت نہیں آئے گی۔ عوام کی سہولت کے لئے قومی بچت کے ادارے نے اکثر ڈاک گھروں میں بچت بنک قائم کئے ہیں۔ فی الحال ملک میں ایک لاکھ ۲۹ ہزار ڈاک [گھروں] میں بچت بنک قائم ہیں جن میں چار کروڑ ۲۶ لاکھ افراد [کھاتے] کھاتے ہیں۔ ان بچت بنکوں میں سے ۹۷,۰۰۰ شاخیں د[یہی] علاقوں میں قائم ہیں۔ تاکہ شہریوں کے ساتھ ساتھ دی[ہاتی] بھی اس کام میں حصہ لیکر عطا کردہ سہولتوں سے فائدے [حاصل] کر سکیں۔

اس میں شک نہیں کہ پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کو عالمی بنک قرضہ فراہم کرتا ہے۔ اسی کے ساتھ ترقی[یافتہ] ممالک بھی بڑے پیمانے پر مدد پہنچاتے ہیں۔ یہ مدد رقم کے ساتھ اجناس کی شکل میں بھی ہوتی ہے۔ اکثر اوقات ترق[ی یافتہ] ممالک کے ماہرین کی کھیپ پسماندہ ممالک روانہ کی جاتی ہے جو وہاں کی تعمیری منصوبوں کو بروئے لاتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ترقی یافتہ ممالک قرضہ کرنے کے ساتھ پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کی اقتصا[دیات] کو اپنی مرضی کا تابع دیکھنا چاہتے ہیں۔ اکثر اوقات بعض امور میں وہ غریب ممالک کو اپنی مرضی کا تابع بنا کر [ر]یش[ہ دوانیاں کرتے] ہیں اور اپنی رائے اُن پر مسلط کر کے اپنا ہمنوا بنا دیتے ہیں اگرچہ یہ پالیسی کسی بھی غیرت مند ملک اور خوددار قوم کے لئے

قبول ہے۔ مگر عوام کی قومی بے شعوری کی وجہ سے حکومت کو دست سوال دراز کرنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے۔

ترقی یافتہ اور سرمایہ دار ممالک کی اقتصادی سامراجیت کا مقابلہ اسی صورت میں کیا جا سکتا ہے جب پوری قوم اپنے فرائض کو پہچانے اور ہر ممکن طور پر بچت اسکیموں میں حصہ لے کر اپنی آمدنی کا ایک محدود حصہ اس منصوبہ میں مخصوص مدت کے لیئے لگائے۔

ہمارے ملک میں بچت اسکیم کا تصور نیا نہیں ہے۔ اگر ہم اس منصوبہ کا جائزہ لینے کے لیئے ملک کے قدیم اقتصادی ڈھانچہ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ برٹش حکومت کے دور میں یعنی انیسویں صدی کے تیسرے دور میں ہندوستان میں اس اسکیم پر عمل کیا گیا تھا اگرچہ برٹش سرکار کا بنیادی مقصد عوام کی دولت کو کام میں لا کر سامراجی حکومت کو مضبوط کرنا تھا مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے ہندوستانیوں کو بچت کا اجتماعی تصور دیکر ان میں نئے شعور کے دیپ جلائے تھے۔

ہندوستان میں بچت اسکیم کی تحریک انیسویں صدی کی ابتدا میں شروع ہوئی۔ اس زمانہ میں یہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت تھی جس کا پایۂ تخت بنگال تھا۔ کمپنی سرکار نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کی خاطر اس اسکیم کو نافذ کیا تھا۔ آج سے تقریباً ایک سو پچاس سال قبل کلکتہ میں "گورنمنٹ سیونگ بنک" کا قیام ۱۸۳۳ء میں عمل میں آیا۔ اس اسکیم کا مقصد انگریز سرمایہ داروں اور تاجروں کو بچت اسکیم کے ذریعہ اپنی رقم بنکوں میں رکھکر کمپنی کو مالیاتی استحکام بخشنا تھا اسی کے ساتھ دیسی راجاؤں، نوابوں اور رئیسوں کی لامحدود دولت کو اپنے مصرف میں لانا بھی تھا۔

اس زمانہ کے حالات کے پیش نظر یہ اسکیم کامیابی سے ہمکنار ہو گئی۔ بعض اوقات چور لٹیرے اور ڈکیت سرمایہ داروں کو لوٹتے تھے۔ اسلئے ان سے بچنے کے لیئے اکثر تاجروں اور نوابوں نے اپنا سرمایہ سرکاری بنکوں میں منتقل کر دیا اور بے فکری کی نیند سو گئے۔

"گورنمنٹ سیونگ بنک کلکتہ" کی کامیابی اور اسکے بڑھتے ہوئے کاروبار کے پیش نظر دوسری بنک بمبئی میں ۱۸۳۶ء میں قائم ہوئی۔ یہاں ایک عام آدمی کو بھی شرکت کی سہولت حاصل تھی۔ چنانچہ اس بنک میں ایک روپیہ سے لیکر پانچ سو روپیہ تک بچت اسکیم میں جمع کرنے کی سہولت دی گئی کلکتہ اور بمبئی میں واقع بنکوں کی کامیابی کے بعد دہلی، مدراس اور دیگر مرکزی شہروں اور تجارتی مرکزوں میں بنکوں کا قیام عمل میں آتے گیا۔ ان سیونگ بنکوں میں عوام نے چھوٹی بچت اسکیم کے تحت رقم پس انداز کرنا شروع کی۔ جس کا فائدہ عوام اور کمپنی سرکار دونوں کو ہوا۔ اس اسکیم کی کامیابی اور عوام میں بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر حکومت نے ایک قدم اٹھایا اور ۱۶ مئی ۱۸۷۰ء میں ڈسٹرکٹ سیونگ بنک قائم کی۔

ڈسٹرکٹ بچت بنک کی اسکیم کے تحت ہندوستان کے عام اضلاع میں برٹش سرکار نے بچت بنک قائم کیئے۔ اور بنکوں کا جال پھیلا کر دوکانداروں اور تاجروں کو بچت کیطرف مائل کیا۔ اس اسکیم پر عوام نے توجہ دی اور سوسائیٹی کے ہر طبقہ نے پوری سرگرمی دکھلائی۔ کیونکہ وہاں ان کا سرمایہ ہی محفوظ نہیں رہتا تھا۔ بلکہ ۴ فیصدی سود بھی ملتا تھا اس دہرے فائدے کے پیش نظر جب عوام نے دست تعاون دراز کیا تو حکومت نے بھی مزید سہولتیں فراہم کیں۔ اور اسی کے ساتھ سماج کے ہر سطح تک اسے پہنچانے کے لیئے اس نے پوسٹ آفس کا سہارا لیا اور اس میں بچت بنک قائم کرنے کا اعلان کیا۔

اس اعلان کے مطابق ہندوستان میں پہلی پوسٹ آفس بچت بنک کا قیام یکم اپریل ۱۸۸۲ء میں عمل میں آیا۔ اس بنک کا بنیادی مقصد عام آدمی اور چھوٹے دوکانداروں کو اپنے گھروں سے قریب بچت بنک کی سہولت فراہم کر کے ان میں بچت کی عادت کو عام کرنا تھا اس لیئے پوسٹ آفس بچت بنک میں جمع کرنے کی حد چار آنے مقرر کی گئی۔ یعنی کوئی بھی شخص کم از کم چار آنے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپئے جمع کر کے اپنا کھاتا کھول سکتا تھا۔ اسی کے ساتھ اس کی پس انداز کردہ رقم پر اسے ۳½ فیصد سود بھی ملتا تھا۔

اس میں شک نہیں کہ انگریز سرکار نے پوسٹ آفس سیونگ بنک جاری کر کے عام ہندوستانیوں میں بچت کی عادت پیدا کی اور یہ عادت سماج کی ہر سطح تک پھیلتے گئی۔ شہروں کے مختلف علاقوں میں پوسٹ آفس قائم تھی ہی۔ اس لیئے دفاتر اور عملہ کے تقرری کے مسائل پیدا ہوئے بغیر برٹش حکومت نے

اس میدان میں کامیابی حاصل کی اور اپنی مختلف اسکیموں اور پلانوں پر عمل درآمد کے لئے عوام کی پس انداز کردہ رقم سے روپیہ حاصل کیا۔

۱۹۴۷ء کے بعد ملک میں قومی حکومت قائم ہوئی۔ عام ہندوستانیوں میں پیدا شدہ بچت اسکیموں کے طریقۂ کار سے فائدہ اٹھا کر قومی حکومت نے بھی اس پر توجہ مبذول کی اور اس مقصد کو عام کرنے کی خاطر ایک جامع منصوبہ بنایا گیا۔
قومی حکومت نے ۱۹۴۸ء میں بمقام ناگپور "نیشنل سیونگ آرگنائزیشن" نامی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ جس کا بنیادی مقصد بچت اسکیم کی مختلف شکلوں کو عوام میں پیش کرنا تھا۔ یہ ادارہ حکومت کے وزارت مالیات کے تحت اپنے فرائض سر انجام دیتا ہے اس کے سربراہ کو نیشنل سیونگ کمشنر کہا جاتا ہے۔ اس تنظیم کی ریاستی سطح پر کام کرنے والی ایجنسی کے سربراہ کو ریجنل ڈائرکٹر آف اسٹیٹ کہتے ہیں۔ اسی طرح ضلعی سطح کے آفیسر کو ڈسٹرکٹ سیونگ آفیسر کہتے ہیں۔ اسی کے ساتھ تعلقہ واری سطح پر ڈسٹرکٹ سیونگ کمیٹی قائم کرکے دیہی علاقہ تک اسے پھیلایا گیا ہے۔

"نیشنل سیونگ ارگنائزیشن" نے صرف رقم پس انداز کرنے کا ہی نعرہ بلند نہیں کیا بلکہ عوام کی توجہ مبذول کرانے اور ان میں بچت کی ترغیب دلانے کے لئے متعدد اسکیموں کے نفاذ کا اعلان کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے اس ادارے نے سیونگ بنکوں میں ۵ روپئے سے لیکر ۲۵ ہزار روپئے سالانہ ساڑھے پانچ روپئے شرح سود کے حساب سے پس انداز کرنے کی اسکیم جاری کی اور اداروں کے لئے پچاس ہزار روپئے تک جمع کرنے کی سہولت فراہم کی۔
اسی کے ساتھ نیشنل سیونگ سرٹیفکٹ کا اجراء۔ پبلک پراویڈنٹ فنڈ کی اسکیم، ٹائم ڈپازٹ اور نیشنل ڈیولپمنٹ بانڈ کے تحت (دس، سو اور پانچ، سو روپئے قیمت کے) عوام کو بچت کی ترغیب دے رہی ہے۔
آج کے دور میں بچت اسکیم نے قومی ضرورت کا درجہ حاصل کیا ہے کیونکہ بچت کے ذریعہ پس انداز ہونے والی رقم کو حکومت اپنے کاموں میں لاکر قومی بھلائی کے کام انجام دے رہی

ہے۔ بچت کے اس جذبہ کو بچپن سے پروان چڑھا
ارگنائزیشن نے اسکولی بچوں کے لئے اس اسکیم کو نا
اس اسکیم کو سنچکائیکا اکاونٹ کہتے ہیں۔ یہ
۱۹۷۲ء سے نافذ کی گئی ہے۔ اپنے اپنے اسکولوں میں
شروعات کے لئے ہیڈ ماسٹر صاحب ایک در
دیتے ہیں اور بچوں کو روزانہ ملنے والی رقم سے کچھ
کرکے انکے کھاتے میں جمع کئے جاتے ہیں۔ شہر یا اس
میں جس اسکول کی پس انداز کردہ رقم زیادہ ہوتی
انعام دیا جاتا ہے۔
اسی کے ساتھ گھریلو خواتین میں بچت کی عادت
کے لئے مہیلا پردھان شے تربہ بچت یوجنا جاری کی
اسکیم کے تحت "عورتوں کے ذریعہ عورتوں سے" کے
رکھا گیا ہے یعنی اپنے حلقہ کے ایک ہزار خاندانوں پر
مقرر کیا جاتا ہے۔ جو ان گھریلو خواتین سے پس انداز
کرکے اس منصوبہ کے تحت پوسٹ آفس میں جمع کر
کے عوض اسے تنخواہ کے ساتھ کمیشن بھی ملتا ہے۔
ان یوجناؤں کے ساتھ نیشنل سیونگ
سیونگ گروپ پینشن اکاونٹ، اور پراویڈ
بھی ہیں جن کے تحت اسکولی بچوں سے لیکر گھریلو
اور مزدوروں سے لیکر ملازمت سے سبکدوش
ہونے والے یا پینشن یافتہ حضرات بھی اپنی رقم پ
قومی ترقی کے منصوبوں میں حصہ لے سکتے ہیں او
"قرض کے جان لیوا حملوں" سے نہ صرف اپنے آ
خاندان کو بھی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے یہ کہا
"آج کی بچت روشن مستقبل کی ضمانت"

تبصرہ نگار : حسن عبّاس فطرت

شام کا پہلا تارا ___ زہرہ نگاہ

مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی

صفحات : ۱۶۰ قیمت : ۲۱ روپے

اگرچہ زہرہ نگاہ کا شمار چوٹی کے شعراء میں نہیں ہو سکا لیکن ایک زمانہ میں اُردو دنیا کا بڑا طبقہ ان کے اشعار پر سر دُھنتا اور ان کے نام کی مالا جپتا رہا ہے۔ اُن کے کلام کو سُننے کیلئے لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے اور اُن کے رہتے نہ کوئی میر مشاعرہ ہو سکتا تھا اور نہ مشاعرہ کی ملکہ۔

ایسا نہیں تھا کہ ان کی لحن داؤدی ہی کا یہ سب کرشمہ تھا بلکہ اُن کے کلام میں کلاسیکی انداز کے ساتھ ساتھ ایک نُدرت بھی ہوا کرتی تھی، جس پر ان کا اندازِ بیان سونے پر سُہاگے کا کام کرتا تھا ؎

تم نے بات کہہ ڈالی کوئی بھی نہ پہچانا
ہم نے بات سوچی تھی بن گئے ہیں افسانے

پھر وقت بدلا، اُن کی زندگی میں تبدیلیاں آئیں، اُن کا سماجی شعور بیدار ہوا، مشاعروں میں شرکت کم ہوئی، غزلوں سے زیادہ ان کی دلچسپی نظموں میں ہو گئی اور پڑھنے سے زیادہ وہ رسالوں میں چھپنے لگیں تو اُن کے اشعار کو اچھی طرح سے پڑھنے اور پرکھنے کا موقع قاریوں کو ملا اور اُن کی ایک مستند حیثیت مان لی گئی۔ اب اُن کی شاعری کا انتخاب سامنے آیا ہے، یقیناً اس کے مطالعہ کے بعد زہرہ نگاہ کا صحیح مقام اُردو ادب میں متعین ہو سکے گا۔

زہرہ نگاہ کی شاعری ایک بے چین و دردمند دل نیز مشاہدہ اور ... رلاج

نازک احساسات والی غنائی شاعری ہے۔ وارداتِ قلبی اور حسن و عشق کے باریک و پیچیدہ معاملات اور چھوٹی بڑی کروٹوں کو اس نے آفاقیت کی ضو میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، اس کے انداز میں ٹھہراؤ ہے اور یہی ٹھہراؤ سامع کے دل کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ غزلوں کا لہجہ بظاہر کلاسیکی ہے مگر تقلیدی ہرگز نہیں ہے اس کے ہر دو مصرعے کے درمیان ایک سوال ہے جس میں زندگی کا زہر اور اس کی کڑواہٹ منہ نکالے دکھائی دیتی ہے۔

نظموں کا انداز بیانیہ ہے علامتی نہیں لیکن مناسب بحروں کا انتخاب لفظوں کی دروبست اور شاعرہ کی بے پناہ دردمندی و وابستگی نے ان میں تاثر و مغمگی دونوں کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے جو لمحاتی نہیں بلکہ بہت دیر تک اس کا لطف ملتا رہتا ہے۔

پاکستان کے غیر اطمینانی حالات، شہری زندگی کی گھٹن، سیاسی جبر اور زباں بندی نے زہرہ نگاہ کی غزلوں کو دو دھاری تلوار بنا دیا ہے اور اسی کرب والم کا تجربہ کر کے اس نے نظرادنجی کی اور پھر اپنی نظموں میں تمام دنیا کے مظلوم و مقہور اور کچلے ہوئے لوگوں کی آہ و فریاد کو گیت بنا کے پیش کرنا شروع کر دیا۔ دو شعر سُنئے ؎

جو دل نے کہی لب پہ کہاں آئی ہے دیکھو
اب محفلِ یاراں میں بھی تنہائی ہے دیکھو

*

غم اپنے ہی اشکوں کا خریدار ہوا ہے
دل اپنی ہی حالت کا تماشائی ہے دیکھو

لیکن زہرہ نگاہ نے کسی لمحے اُمید کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا نہ ستم کے آگے گھٹنے ٹیکے ہیں، بلکہ غیر یقینی ماحول میں بھی انھوں نے اپنے فنّی منصب کی توقیر قائم رکھی اور دوسروں کو حوصلہ دیتی رہیں ؎

عجیب بات ہے ان تیرہ تار راہوں میں!
نفس نفس میں چراغاں ہے دیکھیے کیا ہو

*

بھڑک رہا ہے ابھی تک چراغِ آخرِ شب
اُسے بھی صبح کا ارماں ہے دیکھیے کیا ہو

عصری زندگی کی بے رونقی، مشینی انداز، کربِ تنہائی، اُلجھن و وسواس زدہ عقائد و اقدار کی شکست و ریخت سے کوئی حسّاس شاعر آنکھ بچا کے، دامن سمیٹ کے نکل نہیں سکتا، زہرہ نگاہ کی غزلوں میں

۱۰/ اپریل ۱۹۸۱ء

بھی اس کا عکس موجود ہے ــ

دفتر، منصب دونوں ذہن کو کھا لیتے ہیں
گھر والوں کی قسمت میں، تن رہ جاتا ہے

*

اب اس گھر کی آبادی مہمانوں پر ہے
کوئی آجائے تو وقت گزر جاتا ہے

زُہرہ کی نظمیں رومانوی واقعیت سے بھرپور ہیں۔ ساری دنیا کے کچلے ہوئے انسانوں کی پاسداری اور ظلم وستم کی مخالفت کا انھوں نے بہت حسین اور شعریت سے بھرپور انداز اختیار کیا ہے۔ قادر الکلامی، ندرتِ بیان، نرمی، شیرینی وفضا بندی پڑھنے والے پر محویت طاری کردیتی ہے اور کبھی کبھی تو دل میں اتھل پتھل بھی مچادیتی ہے۔ اس مجموعے کی سبھی نظمیں منتخب و بہترین ہیں، لیکن "نائٹ شفٹ" کو آفاقی حیثیت حاصل ہوچکی ہے اور "شام کا پہلا تارہ" بھی اس کے ہم پلہ کہی جاسکتی ہے۔
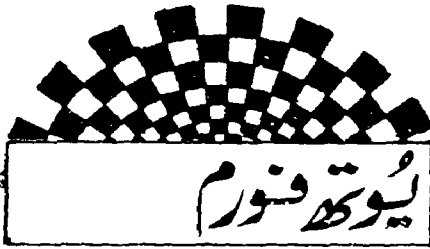
زہرہ نگاہ کی شاعری کا اُفق تین سے چار دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے اس کا انتخاب ڈیڑھ سو صفحات میں کیا۔ صرف یہی بات کتاب کی اہمیت و رفعت کے لیئے کا... مکتبۂ جامعہ لمٹیڈ نے اس کو خوشنما اور دیدہ زیب بنانے میں پوری کوشش سے کام لیا ہے جو لائقِ تحسین ہے۔ قیمت ... نہیں ہے۔

یُوتھ فورم

یُوتھ فورم کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی و معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگراموں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ، اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر، قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منز...
مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

خلیل انجم
ڈاکٹر شیخ کالونی
کامٹی، ضلع ناگپور - ۴۴۱۰۰۱

جہیز - ایک لعنت

لبوں سے مسکراہٹ کے ہمیشہ پھول جھڑتے ہیں
گھٹا دیکھے تو چکرا جائے وہ زلف معطر ہے
وہ چشم مست جس کو دیکھ کر ساغر کی یاد آئے
یہ وہ دوشیزۂ ملت ہے جو اسکول ٹیچر ہے!

زمانے کی نگاہوں میں وہ اک سادہ طبیعت ہے
جو سچ پوچھو تو وہ ہے اک شہزادی بہاروں کی
محبت کی نگاہوں سے جو دیکھیں دیکھنے والے
بھلا بیٹھیں وہ رنگیں داستانیں گلعذاروں کی

نظر آتی ہے بس اسٹاپ پر اکثر وہ صبح دم!!!
حیا کی شرم کی تصویر خودداری کا آئینہ!
لب و رخسار پر اک مسکراہٹ رقص کرتی ہے
شرافت کا نمونہ مشرقی تہذیب سرتاپا

مگر اک روز وہ سیتا کی بیٹی دختر حوا!!
مجھے کھوئی ہوئی سی کچھ پریشاں سی نظر آئی
کشش آنکھوں میں باقی تھی نہ وہ لب پر تبسم تھا
نہ وہ زلفوں کی آرائش نہ وہ چہرے کی زیبائی!

اسے اس حال میں دیکھا تو دل میرا تڑپ اٹھا
میں شاعر ہوں ہر اک انسان کو ہمدم سمجھتا ہوں
ہمیشہ دیکھتا ہوں جس کو پاکیزہ نگاہوں سے!
اسے اپنا اور اس کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہوں

محبت میرا شیوا ہے محبت میرا ایماں ہے
محبت ہی کے نغمے ہر گھڑی میری زباں پر ہیں
وہ رادھا ہو کہ رضیہ ہو کہ روحی نام ہو اس کا
میں شاعر ہوں مری نظروں میں سب انساں برابر ہیں

مگر اس کا جو غم ہے وہ ہے برسوں کا پرانا غم
میں اس کے غم کو تنہا دور ہرگز کر نہیں سکتا
مدد جو کی کر دیا رد کہ یہ غم دور ہو جائے
یہ کالا ناگ ہے مجھ سے یہ ظالم مر نہیں سکتا

فسانہ غم کا اتنا ہے کہ شہزادی بہاروں کی!
بنانا چاہتی تھی وہ کسی کو ہمسفر اپنا
"جہیز" اک شرط کی صورت رکاوٹ بن گیا لیکن
بکھر کے رہ گیا اس کی محبت کا حسیں سپنا!

یہی اک شرط تو اس کی پریشانی کا باعث ہے
یہ شرط نامناسب اب بدل جائے تو اچھا ہے
اسی اک خار نے ویراں کئے ہیں سینکڑوں گلشن
یہی اک خار گلشن سے نکل جائے تو اچھا ہے

*

غزل

* ڈاکٹر منشاء الرحمٰن خاں منشاؔ
11۔ اسٹار کی ٹاؤن۔ ناگپور

مال و متاعِ زیست لُٹانا تو آ گیا
ذوقِ جُنوں کو رنگ جمانا تو آ گیا

جذبِ یقیں کا فیض ہو یا برکتِ عمل
اپنا مقدر آپ بنانا تو آ گیا

دل کا لہو جو صرف ہوا بھی تو کیا ہوا
بے رنگ زندگی کو سجانا تو آ گیا

اَدنیٰ سا ایک تنکا بھی جن میں نہ اُگ سکے
اُن پتھروں میں پھول اُگانا تو آ گیا

جاگا ہے جب سے جذبۂ انسان دوستی
اوروں کے غم میں اشک بہانا تو آ گیا

بیٹھے بٹھائے خانۂ دل کو بہ سوزِ عشق
خود اپنے ہاتھوں آگ لگانا تو آ گیا

آیا نہیں ہمیں کوئی اچھا ہُنر تو کیا
باتیں بنا کے بات بنانا تو آ گیا

فرطِ نیازمندی کا انجام کچھ بھی ہو
ان کا ہر ایک ناز اٹھانا تو آ گیا

منشاؔء غزل کے پردے میں ہم اہلِ درد کو
افسانۂ حیات سُنانا تو آ گیا

گیت نُما غزل
"پاگل پانی"

* خیالؔ
772، خوش آمد پور

جلتے بدن پہ گوری کے جب ٹوٹ کے برسا پاگل پانی!
سُدھ بُدھ کھوئی نس نس میں جب اُترا ٹھنڈا کومل پانی

پی نہ جائے رو کو گوری اَنگ کا میٹھا شیتہ
شیشہ بدن پہ موتی موتی ٹھہرا ٹھہرا چنچ

رُوٹھ گیا ہے جب سے ساجن، مَن بھائے نہ کوئی ساون
تتلی، بھونرا، پھول، ستارے، بجلی، چندا، بادل پانی

وعدہ کر کے ساتھ نہ لایا، جانے میرا میت نہ
اَب کے برس بھی تنہا آیا، کاہے بجاتا پائل

بھیگے چُنری، ساڑی، چولی، لاج سے گوری مَر مَر جائے
اَنگ کے سارے بھید بتائے، بیکل من کا چنچل پانی

ندی، نالے، ساگر، جھیلیں، جمنا جی کا گھاٹ
اِک گوری کو چھوڑ کے سب کی، پیاس بجھاتا

گوری پگلی جان نہ پائے، کھوج میں کس کے لہر لہر یہ
ساحل تک یوں آئے جائے، ساگر کھارا بیکل پانی

بیتی جائے رُت ساون کی تب بھی نہ آئے اُن
گوری کے سنگ روتا ہے کیوں نین سے بہتا

غزلیں

وقار خلیل
ایوانِ اُردو،
پنج گٹہ روڈ، حیدرآباد ۵۰۰۰۰۴

کسی کی یاد کا چہرہ بہت ہے
غزل کہتے ہوئے سوچا بہت ہے

جسے پہچاننے میں عمر گزری !
اُسے برسوں مگر دیکھا بہت ہے

• خرد کو ٹھوکریں کھانا مُبارک
جنوں کے واسطے صحرا بہت ہے

سحر تو دیکھنے والے ہی دیکھیں
اُترتی رات کا زینہ بہت ہے

جِسے دشنام ٹھہرایا گیا تھا!
اُسی کا اِن دنوں شُہرہ بہت ہے

قلم اس دَور کے دانشوروں کا
جُنوں لکھتے ہوئے رُکتا بہت ہے

ہمارے بعد کا ہر آنے والا
سمجھتا ہے ہی اچھا بہت ہے

کتابِ "شاعری" کے پڑھنے والے
اگرچہ کم ملیں یہ رشتہ بہت ہے

وقار اک سر پھرا شاعر دکن کا!
سُنا ہے ان دنوں تنہا بہت ہے

• حفاظت کھنڈوی
بُدھوارہ. کھنڈوہ

حضورِ حُسن ادب سے جُھکاؤ پلکوں کو !
مری نگاہ نے سجدے کئے ہیں جلووں کو

گُماں ہے جیسے چمن میں ہوں اَدھ کھلی کلیاں
وہ اس ادا سے جُھکائے ہوئے ہیں پلکوں کو

جو دیکھی عارضِ تاباں پہ چھاؤں زُلفوں کی
حیا سی آنے لگی شام کے دُھندلکوں کو!

رہِ وفا میں ہوئے جب کبھی لہُو آلود!
تو چُوم چُوم لیا میں نے اپنے تلووں کو

ہزار بار کرم دوستوں کے یاد آئے
ہزار بار چھپانا پڑا ہے اشکوں کو

بس اِک جھلک نے گنہگار کر دیا ورنہ
تمام عمر ترستے رہے ہیں جلووں کو

کرے گا کون حفاظت مری وفا کا یقیں
کہ اب خدا پہ بھروسہ نہیں ہے بندوں کو

• سیّد امیر الحسن احساس آفاقی
ونوبا بھاوے نگر، پائپ روڈ، کرلا، بمبئی

پامالیٔ انسان پہ روتا ہے مرا دل!
ہے جانِ حزیں نالہ و فریاد پہ مائل

اعجازِ خودی دیکھ اے تقدیر کے قائل
زیرِ قدمِ آدمی آیا مہِ کامل

کیا ہوگا مناجات سے اے قیدیٔ ساحل
گوہر کی تمنّا ہے تو موجوں سے گلے مل

حل ہوتے ہیں افکار سے پیچیدہ مسائل
طے ہوتے ہیں اقدام سے دشوار مراحل

جب خود پہ بھروسہ اُسے ہو جاتا ہے حاصل
ہر موج نظر آتی ہے غوّاص کو ساحل

اس قوم کو دنیا میں فضیلت کہاں حاصل
جس قوم کے افکار و نظریات ہوں باطل

بخشش ہے زمانے کی ازل سے پئے بیدار
غافل کبھی ہوتا نہیں انعام کے قابل

مُشکل کُشا ہے کون ترا تیرے علاوہ
سب جھوٹے خیالات ہیں اے بندۂ غافل

باز آتے ہیں کب اپنی شرارت سے جنُونی
بیکار ہیں ادیان کے یہ طوق و سلاسل

حیثیت و ہستی تو نہیں اُس کی کوئی خاص
ہے گفتۂ احساس مگر غور کے قابل

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی حال ہی میں، دہلی میں منعقدہ قومی ترقیاتی کونسل کے اجلاس سے خطاب فرما رہی ہیں۔ آپ کے دائیں جانب شری آر۔ وینکٹ رامن، مرکزی وزیر مالیات اور بائیں جانب شری این۔ ڈی۔ تیواری، مرکزی وزیر منصوبہ بندی تشریف فرما ہیں۔ تصویر کے دائیں حصے میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے دیکھے جا سکتے ہیں۔ آپ کے دائیں جانب شری این۔ ایم۔ ترڑکے، وزیر امدادِ باہمی اور محنت، شری رام راؤ اڈِک، وزیر مالیات اور شری ایس۔ این۔ دیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی نظر آ رہے ہیں۔

الفِسٹن کالج، بمبئی کی جانب سے اس کی ۱۲۵ ویں سالگرہ تقریب کے موقع پر آراستہ نمائش کا افتتاح چیف جسٹس آف انڈیا شری وائی۔ وی۔ چندر چھد نے فرمایا۔
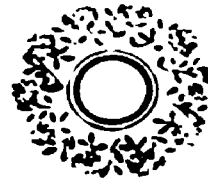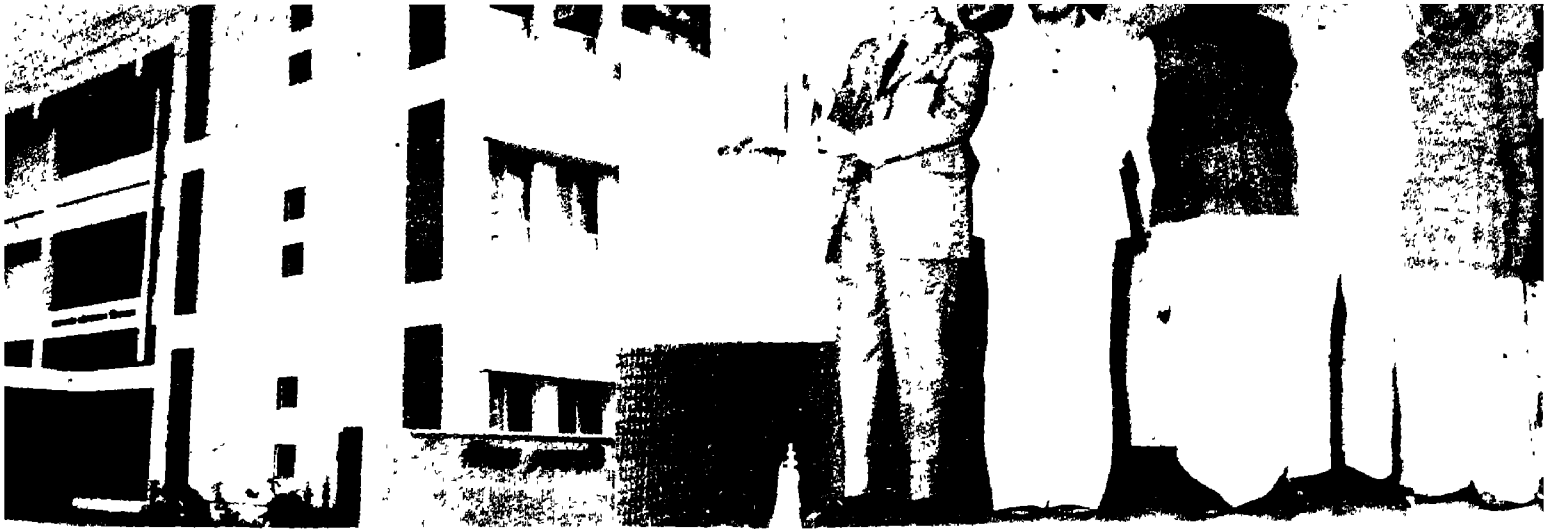
نائب صدر ہند شری ایم. ہدایت اللہ نے حال ہی میں پُونے میں واقع انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کی ودّیا بھارتی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ اس عمارت کو آنجہانی پربھاکر پنت کورگاؤنکر کے نام نامی سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری وائی۔ بی۔ چوان، ایم۔ پی، پروفیسر ایس۔ پی۔ سامنت، شری جے۔ پی۔ نائیک، شریمتی سچیتا کورگاؤنکر اور شریمتی چترا نائیک بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

شری خان محمد اظہر حسین خاں، وزیر مملکت برائے محصول، حال ہی میں اکولہ میں منعقدہ مراٹھی ادبی کانفرنس میں ودربھ کے مصنفین کی کتابوں کی نمائش کا افتتاح کر رہے ہیں۔ وزیر موصوف کی بائیں جانب کانفرنس کے صدر شری جی. این. دانڈیکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری جینت راؤ ٹلک، وزیر برائے انرجی نے حال ہی میں [ناگ]گیری میں پنت باون مندر کی گولڈن جوبلی تقریب اور کھیل [کو]د گنیش اُتسو کا افتتاح فرمایا۔ زیر نظر تصویر میں آپ افتتاحیہ [تقری]ر کر رہے ہیں۔

زیرنظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے ۳ر مارچ کو جبیر میں کسانوں کی ریلی میں ایک شہید کی اہلیہ کو ساڑی، چولی اور نقد رقم پیش کر کے ان کی عزت افزائی کر رہے ہیں۔

زیر نظر تصویر کے بائیں حصے میں زیر تربیت ہوم گارڈ حال ہی میں ڈِگھی پیر سیلاب آنے پر جان و مال کو بچانے کے طریقوں کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ تصویر کے دائیں حصے میں تربیت یافتہ ہوم گارڈز انعام حاصل کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔
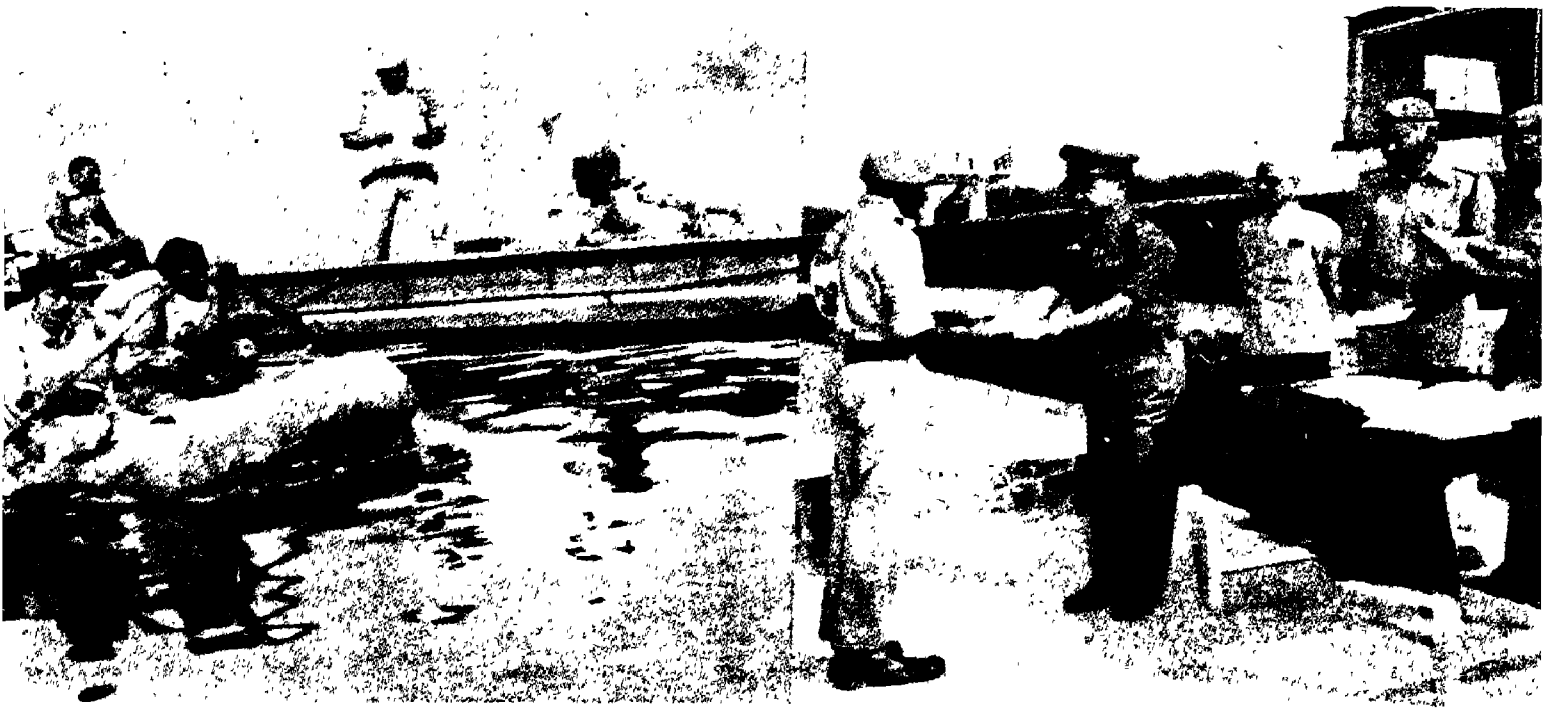
وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے ۸ مارچ ۱۹۸۱ء کو منترالیہ بمبئی میں مغربی گھاٹ ترقی سے متعلق اعلیٰ سطحی کمیٹی کے اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب شری گنڈو راؤ، وزیراعلیٰ کرناٹک اور دائیں جانب پلاننگ کمیشن کے رکن ڈاکٹر ایم۔ایس۔سوامی ناتھن اور شری پرتاپ راؤ رانے، وزیراعلیٰ گوا، تشریف فرما ہیں۔

شری بی۔جے۔کھتال، وزیر آبپاشی و شہری رسد، شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول (بائیں سے دائیں بالترتیب پہلے اور دوسرے)، دائیں جانب سرے پر شری این۔ایم۔تڑکے، وزیر محنت، امداد باہمی اور لیجسلیٹو امور تشریف فرما ہیں۔
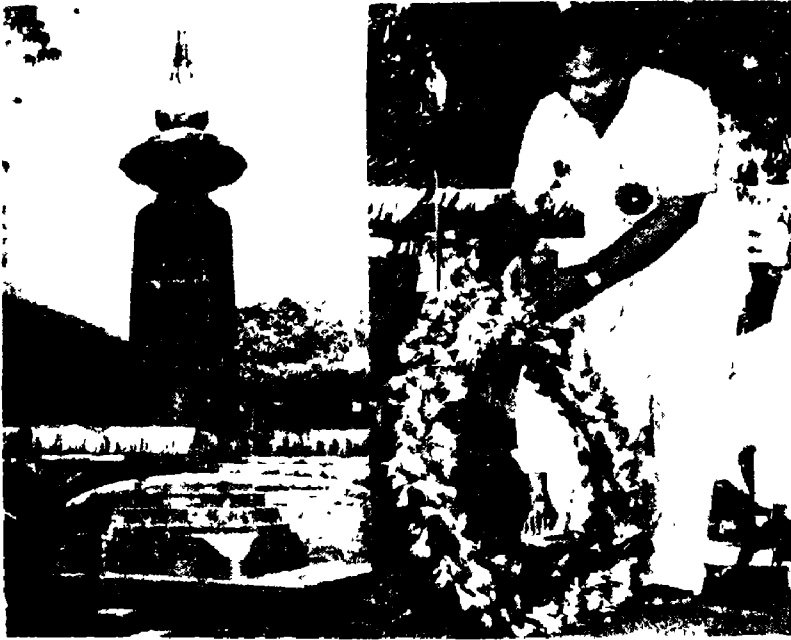
وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے، ۴ مارچ کو رائے گڑھ ضلع کے مقام چیریر میں شہیدوں کی یادگار پر گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

[illegible]کوکن میں خاندانی بہبود پروگرام کی ترقی کا جائزہ لینے کے لئے [illegible]مارچ کو منترالیہ بمبئی میں منعقدہ اجلاس میں ڈاکٹر بلی رام ہرے [illegible] دائیں سے دوسرے)، وزیر تعلیم و صحت عامہ میٹنگ سے [illegible]طاب کر رہے ہیں۔

INAUGURATION OF THE BUILDING CAMPUS
7th MARCH 1981.

THATTE

شری راؤ بریندر سنگھ، مرکزی وزیر زراعت ۷ مارچ کو پونے میں وکنٹھ مہتا راشٹریہ سہکاری پربندھ سنستھا کی نئی عمارت کی افتتاحیہ تقریب سے خطاب کر رہے ہیں۔ آپ کے دائیں جانب شری ایس۔ ایس۔ سسودیا، مرکزی وزیر مملکت برائے مالیات اور شری این۔ ایم۔ تڑکے، وزیر برائے امدادِ باہمی، منصوبہ بندی اور محنت دیکھے جا سکتے ہیں
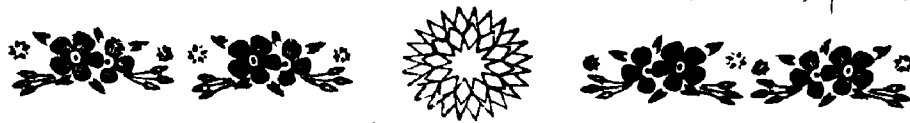
شری جینت راؤ تلک، وزیر برائے انرجی، ۷ مارچ کو جنتر میں "جنتر ایجوکیشن سوسائٹی" کے ابتدائی مدرسہ کو گورو ورید سینس سے منسوب کرنے کی تقریب کے موقع پر "تختی" کی نقاب کشائی کر رہے ہیں۔ اسی دن وزیر موصوف نے روٹری کلب جنتر کے ٹکنیکل ایجوکیشن سینٹر کو شری انا صاحب ناوڑے کے نامِ نامی سے منسوب کرنے کی رسم بھی ادا کی۔

ایوت محل سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر حال ہی میں اجتماعی شادیوں کی رسومات ادا کی گئیں۔ زیر نظر تصویر میں شری نانا بھاؤ ایمبیدار، وزیر جنگلات نئے بیاہتا جوڑوں کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

بیگم نرگس انتولے ۱۶ مارچ کو آکار سینٹر (بمبئی) پر ملبوسات کی نمائش و فروخت کا افتتاح کرتے ہوئے۔
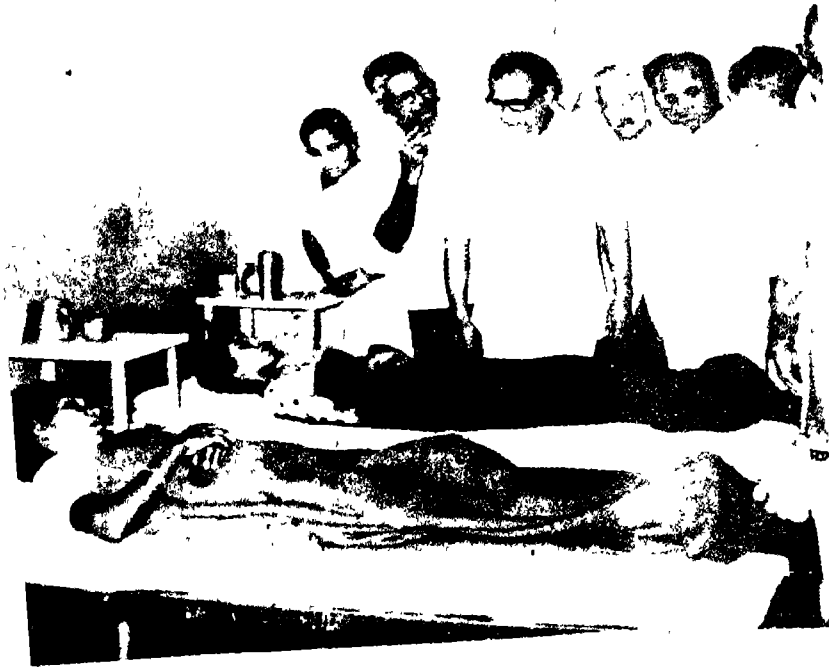
حال ہی میں ساونت واڑی میں کوکن میڈیکل ایڈ سوسائٹی کے تحت ایک صحت شِبِر لگایا گیا تھا۔ شری ایس۔ این۔ لبائی وزیر مملکت برائے امداد باہمی، اطلاعات و رابطۂ عامہ نے 'شِبِر' کا معائنہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں آپ مریضوں کی مزاج پرسی کر رہے ہیں۔

شریمتی پرمیلا بین یالگنک، وزیر مکانات نے حال ہی میں پونے کی سلم بستیوں کا دورہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں آپ پینے کے پانی کے انتظام کا معائنہ کر رہی ہیں۔

روبندر ارجن راؤ گھاٹے، گوکھلے ایجوکیشن سوسائٹی کے ہال ہائی اسکول، اوزر، ضلع ناشک کا یہ گیارہ سالہ طالب علم۔ ۱۹۸۰ء کے کل ہند سطح کے ایلیمنٹری گریڈ ڈرائنگ امتحان میں ۸۵،۷۰۰ اُمیدواروں میں اوّل آیا۔ اس ہونہار طالب علم نے پانچ انعامات حاصل کئے۔

روہت رامچندر کلکرنی، گوکھلے ایجوکیشن سوسائٹی کے ہال ہائی اسکول اوزر، ضلع ناشک کا یہ پندرہ سالہ طالب علم۔ ۱۹۸۰ء کے کل ہند سطح انٹرمیڈیٹ گریڈ ڈرائنگ امتحان میں ۵۱،۰۰۰ اُمیدواروں میں آٹھویں نمبر پر کامیاب ہوا۔ انعام یافتہ طالب علموں میں بھی اس نے اول درجہ حاصل کیا۔ اس ہونہار طالب علم نے تین انعامات کے علاوہ خیالی ڈرائنگ اور ڈیزائن میں ایک خصوصی انعام بھی حاصل کیا۔ یہ گیارہویں جماعت طالب علم ہے۔
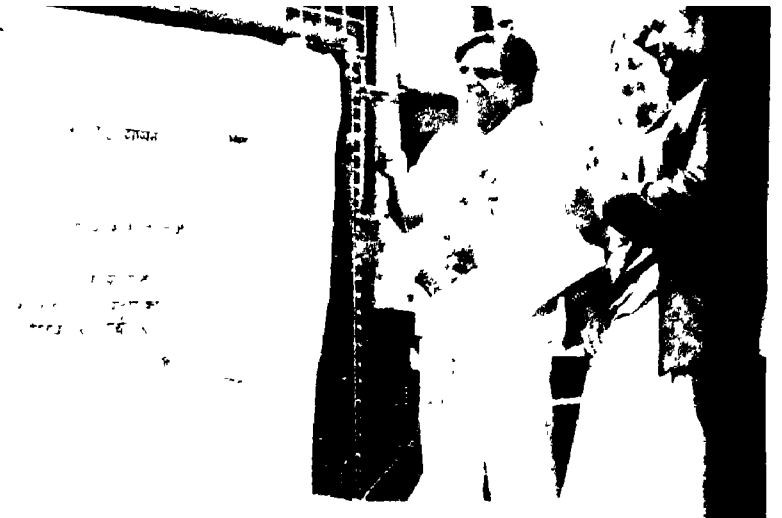
وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے، یکم مارچ ۱۹۸۱ء کو اسمٰعیل یوسف کالج، ممبئی کی گولڈن جوبلی تقریب کے موقع پر ایک "یادگار تختی" کی نقاب کشائی کرتے ہوئے۔ شریمتی نرگس انتولے اور ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر تعلیم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔

اسمٰعیل یوسف کالج گولڈن جوبلی تقریبات

مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے نے یکم مارچ کو [مہا]راشٹر کے قدیم و ممتاز اسمٰعیل یوسف کالج، جوگیشوری (ممبئی) کی [گو]لڈن جوبلی تقریبات کا افتتاح فرمایا۔ آپ اس کالج کے سابق [طا]لب علم بھی ہیں۔

اس موقع پر اساتذہ، طلبہ، سابق طلبہ اور دیگر ممتاز اصحاب [کے ع]ظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شری انتولے نے جذبات [بھر]ی آواز میں فرمایا کہ "میں نے غربت میں دن گذارے ہیں۔ [مجھ]ے فخر ہے کہ میری تعلیم و تربیت یہاں ہوئی۔ آج اپنی درسگاہ میں [آکر] اور اس کی ترقی دیکھ کر میرا دل خوشی و مسرت سے بھر آیا ہے۔ [اس] کالج نے جتنا کچھ مجھے دیا ہے اگر میں سماج کی خدمت کرکے [اس]ی دے سکوں تو میں سمجھوں گا کہ میں کامیاب ہوں"۔

[اس] کالج کے بانی سر محمد یوسف، اس کے سب سے پہلے پرنسپل [...] محمد بز الرحمٰن (مرحوم) کالج کے سب سے پہلے پروفیسر سراج [...]ی نقوی، موجودہ پرنسپل پروفیسر کیسنوتی پُروہت، دیگر اساتذہ [...]ہ کی بے لوث خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ [ان ح]ضرات کی محنت اور لگن سے کالج نے مسلسل ترقی کی اور شاندار [روایا]ت قائم کیں۔ آپ نے اُمید ظاہر کی کہ کالج کے سابق طلبہ کی [کوشش] سے قائم کردہ "اسمٰعیل یوسف کالج گولڈن جوبلی فاؤنڈیشن ٹرسٹ"، تعلیم و تحقیق کے میدان میں قابلِ قدر خدمات انجام دیگ[ا]۔

آخر میں وزیراعلیٰ نے یقین دلایا کہ انکی نیک خواہشات ہمیشہ اس ادارے کے ساتھ ہیں اور میرا تعاون اسمٰعیل یوسف کالج کی تعلیمی سرگرمیوں سے ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

اس موقع پر وزیراعلیٰ نے کالج کی نئی توسیعی عمارت کا سنگِ بنیاد بھی رکھا جس کی لاگت ۳۲ لاکھ روپے ہے۔ آپ نے سائنس نمائش کا بھی افتتاح کیا جس کا اہتمام کالج کے سابق طلبہ نے کیا تھا۔

آغاز میں پرنسپل شری کے۔جی۔ پُروہت نے مہمانوں کا خیرمقدم کیا۔ ممبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر رام جوشی، وزیر تعلیم ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر مملکت برائے تعلیم، شری دیوتلے، بیگم نرگس انتولے اور دیگر ممتاز اصحاب اس تقریب میں شریک تھے۔

وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے کے علاوہ اس کالج کے سابق طلبہ میں قابلِ ذکر اصحاب یہ ہیں: ڈاکٹر رفیق زکریا، ایم۔پی اور سابق ریاستی وزیر، [...] ڈاکٹر اے۔یو۔ شیخ، سابق سکریٹری تعلیم حکومت مہاراشٹر اور ممتاز مراٹھی مصنف شری پی۔ ایل دیش پانڈے، آنجہانی پی۔ ایس رگیے اور [...] بی۔ ایس مرڈھیکر، مشہور کوی شری ایس۔ وی۔ راناڈے اور شری [...] وی راجہ دھیکش کالج کے اساتذہ رہ چکے ہیں۔

ریاستی خبریں

سیکولرزم کو مضبوط بنائیے

وزیر اعلیٰ کی اپیل

ملک صرف اسی وقت خوش حال ہو سکتا ہے جب مذہبی اور لسانی اختلافات سے بالاتر ہو کر سیکولرزم پر عمل ہوا ور سیکولر کردار کی صحیح جانچ اور تصدیق مذہبی لسانی اور دیگر اقلیتیں ہی کر سکتی ہیں۔

ان خیالات کا اظہار وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۱۲ مارچ کو ورشا، پر شہر میں مقیم جنوبی ہند کے باشندوں کے مختلف سماجی، ثقافتی، تعلیمی اور تجارتی اداروں کے نمائندوں کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

آپ نے یہ وضاحت بھی کی کہ ایک معیّنہ عرصہ سے مہاراشٹر میں رہنے والا ہر شخص مہاراشٹرین تصور کیا جائے گا۔ آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ملک کا سیکولر روپ جو کہ مختلف النوع تہذیبی اتحاد کا ایک مثالی نمونہ ہے ہر حال میں قائم رہنا ہے۔

آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ ہماری پوری کوشش یہی ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی کی رہنمائی میں شہر اور ریاست میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو برقرار رکھا جائے۔

ڈاکٹر وی۔ ایس۔ سبرامنیم، ماٹنگا کے ایم ایل اے نے کہا کہ شری انتولے نے سیکولر نظریات کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنایا ہے۔ آپ نے غریبوں کی فلاح کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ آپ تمام فرقوں کے محافظ ہیں۔

شریمتی للیتا راؤ اور شری او ماجین، اراکین مجلس قانون ساز نے وزیر اعلیٰ کو یقین دلایا کہ مہاراشٹر کی ترقی میں جنوبی ہند سے تعلق رکھنے والے شہری بھی پورا پورا حصّہ لیں گے۔

شری ایس۔ وی منی، چیرمین کرناٹک چیمبر آف کامرس نے شکریہ ادا کیا۔

ریاستِ مہاراشٹر اردو اکاڈمی کا نیا بورڈ

حکومتِ مہاراشٹر نے پروفیسر ڈاکٹر اے۔ اے منشی کی چیرمین شپ میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی کے بورڈ کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔

بورڈ کے دیگر ممبران ہیں ڈاکٹر اے۔ ایم آ[illegible] سکریٹری) ڈائرکٹر، مہاتما گاندھی ریسرچ ا[illegible] بمبئی، پروفیسر عبدالمجید فقیہ، پونے، شری عا[illegible] بمبئی، ڈاکٹر ظ۔ انصاری، بمبئی، شریمتی فاطمہ [illegible] انجمن خیرالاسلام گرلز ہائی اسکول، بمبئی، [illegible] ایم۔ ایل۔ اے، بھیونڈی، شری وِدیادھر گوکھ[illegible] لوک ستا، بمبئی، شری سیتو مادھو راؤ پاگڑی[illegible] خان منشا، ناگپور، شری شام کشن نگم، بمبئی[illegible] ممبر پارلیمنٹ، اورنگ آباد، ڈاکٹر این۔ ایس[illegible] کھانے، شریمتی سلمٰی صدیقی، بمبئی، شری عب[illegible] ایڈیٹر صبحِ امید، بمبئی، شری خالد انصاری، مینجنگ[illegible] بمبئی، شری سعید احمد، ایڈیٹر اردو ٹائمز، بمبئی[illegible] عائشہ اقبال، سابق ایم ایل اے، مالیگاؤں، [illegible] ایم شمسی، بمبئی، ڈاکٹر ضیاءالدین ڈیسائی، ڈائر[illegible] ناگپور، ڈاکٹر ایس۔ نعیم الدین، سابق پرنسپل[illegible] امراؤتی و اورنگ آباد، پروفیسر شریمتی فہمید[illegible] ناندیڑ، شری سکندر علی وجد، اورنگ آبا[illegible] خواجہ عبدالغفور (ممبر سکریٹری) بمبئی۔

صنعتی ترقی کے لئے ملی جلی کوششیں ضرور[illegible]

گورنر د[illegible]

مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی مہرا نے [illegible] منتظمین، صنعتکاروں اور مزدور[illegible] کی کہ، ملک کی صنعتی ترقی کی رفتار میں مزید تیز[illegible] لئے آپس میں مل جل کر کام کریں۔

آپ او بیرائے ٹاورس ہوٹل بمبئی میں [illegible] جانب سے "اس دہائی میں مہاراشٹر کی صنع[illegible] امکانات" کے موضوع پر ۱۹ مارچ کو منعقد [illegible] کا افتتاح فرما رہے تھے۔

بمبئی ہائی میں تیل اور گیس کی دریافت [illegible] نے فرمایا کہ اس سے مختلف صنعتی شعبوں خص[illegible] اور کھاد کی صنعت میں ترقی کے امکانات مز[illegible]

گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرانے کولہاپور میں تین لاکھ روپیوں سے تعمیر کردہ چھترپتی مہارانی تارا بائی کے ایک قدآور مجسمہ کی نقاب کشائی کی۔ اس موقع کی تصویر میں گورنر (دائیں سے تیسرے) شری بی. اے بھونسلے وزیر قانون وعدلیہ (دائیں سے چوتھے) اور شریمتی سنیہ مہرا دائیں سرے پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

شہیدوں کو خراجِ عقیدت

جنگِ آزادی کے دوران ۲۵ ستمبر ۱۹۳۰ء کو "جنگل ستیہ گرہ" میں بمبئی سے سوکیلومیٹر کے فاصلے پر واقع موضع چرنیر میں شہید ہونے والے ۱۲، افراد کو وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۴ مارچ کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

وزیر اعلیٰ نے "ہتاتما یادگار" پر گلہائے عقیدت چڑھائے۔

آپ نے جیجا ماتا شیتکری سنگھ کی طرف سے منعقدہ کسانوں کی ریلی سے بھی خطاب کیا۔

[illegible] کیمیکلز صنعتی توسیع ترقی اور اس کے ناگوار اثرات کے [illegible]ے ہیں آپ نے کہا کہ دیہی مزدوروں نے شہروں کا رخ [illegible] نتیجتاً ہماری بستیوں کی ترقی میں تناسب نہیں رہا اور [illegible]بے شمار شہری مسائل سے دوچار ہوئے ہیں آپ نے [illegible]ورہ دیا کہ ان مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے صنعتوں [illegible] ترقی یافتہ علاقوں میں پھیلانا چاہیئے۔ نئے صنعتی مراکز [illegible]م کرتے وقت ہمیں خاص طور سے یہ خیال رکھنا ہوگا کہ آئندہ [illegible]ونیپڑ پٹیاں اور فضائی آلودگی کسی حال میں نہ بڑھے۔

بمبئی، تھانے، پونے علاقے میں جہاں صنعتوں کی کثرت [illegible] بڑھتی ہوئی آلودگی کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ نے فرمایا [illegible]ایسی صنعتوں کو جن سے فضا میں آلودگی پیدا ہوتی ہے علاقے [illegible] باہر قائم کرنا ضروری ہوگیا ہے۔ قدرتی ذرائع کو بچانے [illegible]ر ماحول کو بہتر بنانے کیلئے آپ نے ری سائیکلنگ تکنیک [illegible]بانے کی حمایت کی۔ بڑے پروجیکٹوں کو زیرِ عمل لاتے وقت [illegible]ے پیمانے پر درختوں کی کٹائی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے [illegible]شورہ دیا کہ صنعتکاروں کو چاہیئے کہ وہ فضائی آلودگی کو [illegible]کرنے کے لئے فیکٹریوں کے اطراف درخت لگائیں جس [illegible] ملک کی ۳۳ فیصد اراضی پر جنگل بانی کی ہماری قومی پالیسی [illegible] تکمیل میں مدد مل سکے۔

آپ نے آخر میں فرمایا کہ صنعتی ترقی اور پیداوار میں اضافہ کے [illegible] لئے صنعتی امن بے حد ضروری ہے۔ لہٰذا درمیانی ایجنسیوں [illegible] مثبت کردار ادا کرنا چاہیئے تاکہ مزدور کو اس کی محنت [illegible] حق مل سکے۔

شری مہرا نے کہا کہ جمہوری سماج میں آپسی بات چیت [illegible] ذریعہ باہمی اتحاد کو بڑھا کر نفاق مٹایا جا سکتا ہے۔

[illegible]زیر اعلیٰ فنڈ کے لئے عطیہ

ایگل فلاسک پرائیویٹ لمیٹیڈ کے [illegible]ینجنگ ڈائرکٹر شری اے۔ سی۔ پدمسی اور ایکزیکیوٹیو [illegible]ائرکٹر شری آئی۔ ایچ پدمسی نے ۱۹ مارچ کو منترالیہ [illegible]ں وزیر اعلیٰ راحت فنڈ کے لئے ایک لاکھ روپے کا چیک پیش کیا۔

اِس سے قبل آپ نے چھترپتی شیواجی مہاراج کے مجسمہ کو ہار پہنایا۔
اِس موقع پر آپ نے اعلان کیا کہ اس علاقے کے عوام کے دیرینہ مطالبہ کے تحت سال رواں کے ماہ مئی یا اکتوبر میں حکومت کی جانب سے کھوپٹا پل کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔

معاشی ترقی کے لئے صلاحیتوں کو بروئے کار لائیے
گورنر مہاراشٹر کی سائنس دانوں سے اپیل

موجودہ دور میں سائنس اور ٹکنالوجی کا دنیا پر غلبہ ہے لہٰذا انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کا شعبۂ ریسرچ انسانی بھلائی کی خاطر نمایاں کردار ادا کر سکتا ہے۔
ان خیالات کا اظہار مہاراشٹر کے گورنر شری او۔پی۔مہرا نے ۱۲ مارچ کو ناگپور میں انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کی گولڈن جوبلی تقریب کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے انسٹی ٹیوٹ کے ریسرچ شعبہ کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

آپ نے سائنس دانوں اور ٹکنالوجی کے ماہرین سے اپیل کی کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو عوام کی بہتری کے لئے استعمال کریں اور ان کے ریسرچ پروجیکٹ زیادہ سے زیادہ معاشی ترقی ہی کے متعلق ہونے چاہئیں۔
اِس سے قبل انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر شری گوپال کرشن نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔
شریمتی مرلے نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

ابتدائی مدرسین کی کانفرنس

وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے نے پرائمری مدرسین سے اپیل کی وہ اگر تعاون کریں تو اس بات کا اندازہ کیا جا سکے گا کہ غریبوں کو سماجی اور معاشی انصاف دلانے میں دستور پر کس حد تک عمل ہوا ہے۔
آپ ۱۴ مارچ کو پربل میں اکھل مہاراشٹر شکشک سنگھ کی دو روزہ کانفرنس کا افتتاح فرما رہے تھے۔ بعد ازاں آپ نے مذکورہ سنگھ کے لئے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے ۳ لاکھ روپوں کے عطیہ کا اعلان کیا۔

گورنر مہاراشٹر شری او۔پی۔مہرا کے ہاتھوں ناگپور میں ۱۲ مارچ کو انسٹی ٹیوٹ آف سائنس کی گولڈن جوبلی تقریبات کا افتتاح عمل میں آیا۔ اسی موقع پر آپ نے انسٹی ٹیوٹ کے ریسرچ ڈپارٹمنٹ کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد بھی رکھا جس کی لاگت کا تخمینہ ۲۴ لاکھ روپے ہے۔ زیر نظر تصویر میں گورنر موصوف اجلاس سے خطاب فرما رہے ہیں۔ شریمتی ستیہ مہرا (درمیان میں)، شری وی۔ایم۔ کال میگھ، وائس چانسلر، ناگپور یونیورسٹی، شری وی۔بی۔راجگوپالن، کمشنر اور ادارہ کے پرنسپل ڈاکٹر گوپال کرشن تشریف فرما ہیں۔

مرکزی وزیر برائے تعلیم شری ایس۔ بی۔ چوان
زنس میں بحیثیت مہمانِ خصوصی شریک تھے۔ ریاست
سے تقریباً ۱۵۰۰ مندوبین کانفرنس میں شریک ہوئے

وزیرِ اعلیٰ نے کہا کہ آزادی کے گذشتہ ۳۳ سالوں
حالیہ طرزِ جمہوریت کے تحت عوام کے طرزِ زندگی
کوئی نمایاں فرق نہیں آیا۔ اس کے علاوہ ہمارا دستور
نمارا افراد کی توقعات کو پورا نہیں کر سکا۔ اِن حالات کے
ن اگر متوقع نتائج حاصل نہ کئے گئے تو اس ملک میں جمہوری
م کے یہ آخری پانچ سال ہوں گے۔
مرکزی وزیرِ تعلیم شری چوان نے اساتذہ سے
ب کرتے ہوئے طلباء میں ڈسپلن، اعلیٰ اخلاق
سماجی ذمہ داریوں کے جذبہ کو اجاگر کرنے کی ضرورت
زور دیا۔ آپ نے اسکولوں میں کم تعداد پر تشویش
ر کی اور تجویز پیش کی کہ ریاست کی جن اسکولوں میں
ت ایک مدرس ہے وہاں مزید اساتذہ فراہم کئے
ں۔
اِس موقع پر سوئیر کا اجراء کرتے ہوئے وزیرِ تعلیم
ز بلی رام ہیرے نے فرمایا کہ دیہی علاقوں میں مزید
س روم فراہم کرنے کے لئے زائد فنڈ حاصل کیا
ئے گا۔ اِس سلسلے میں ایک سیل قائم کیا جائے گا جو
م سے عطیات جمع کریگا۔
اِس اجلاس میں دیگر حضرات کے علاوہ شری داس کالے
یر مملکت برائے غذا اور شہری رسد، شری
۔ جی۔ پورانِک پٹھی چیرمین، شری رام جوشی، وائس
لر ممبئی یونیورسٹی، موجود تھے۔
اِس سے قبل شری ارن دونڈے، صدر نے مہمانوں کا
یقدم کیا۔

۔قی پذیر علاقوں میں فروغِ روزگار

وزیرِ اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ترقی پذیر
وں اور پس ماندہ علاقوں میں فروغِ روزگار صنعتوں
قیام میں ممکنہ تعاون اور سہولت کا یقین دلاتے
ئے صنعتکاروں کو ہدایت دی کہ وہ سرکاری تعاون اور
ہولتوں کا پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔
ج

آپ ممبئی میں ۱۷ رمارچ کو منعقدہ کیمیکلز اینڈ الائیڈ
پروڈکٹس اکسپورٹ پروموشن کونسل (مغربی) کی سالانہ
کانفرنس کا افتتاح فرما رہے تھے۔

ممبئی گودی میں برآمدات سے متعلق کام کی زیادتی کے
سلسلے میں آپ نے مشورہ دیا کہ اگر رتناگیری کو مزید ترقی
دی جائے تو اِن کاموں میں آسانی پیدا ہوگی۔

آپ نے مزید کہا کہ ہڑتالیں ترقی پذیر ممالک کی ترقی کی
راہ میں حائل ہوتی ہیں اور اِن سے جمہوریت کی روح مجروح
ہوتی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ جمہوریت ہمارے لئے ایک طرزِ
زندگی ہے لہٰذا ہماری جمہوریت اپنے طرز کی منفرد جمہوریت
ہے اور اس کی بنیاد سیکولرزم اور مساوات پر ہونی چاہیئے۔
اس ملک میں غریبوں نے ہی جمہوریت کی حفاظت کی ہے۔ اس
موقع پر ایگل فلاسکس لیمیٹیڈ کی جانب سے وزیرِ اعلیٰ راحت
فنڈ کے لئے دس ہزار روپے بطور عطیہ دیئے گئے۔

شری دی۔ بی۔ گپتا، چیرمین نے استقبالیہ تقریر کی۔ شری
ایم۔ ایل۔ مہرا، دیجنل چیرمین نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

* **اندرجیت لال**
ڈی۔ ۴۱، گلمہر پارک، نئی دہلی نمبر ۱۱۰۰۴۹

قومی راج کا 'یوم جمہوریہ نمبر' ملا۔ جس میں میرا مضمون "میگھنادساہا" شامل ہے۔ شکریہ، آپ کے حسنِ انتخاب اور تزئین کی داد دینا چاہتا ہوں۔

میں 'قومی راج' بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ آپ بڑے منفرد مضامین دیتے ہیں جن میں بڑی دلچسپی پائی جاتی ہے۔ خصوصی نمبر خاص طور پر برائے حوالہ عمر بھر کیلئے ساتھ رہیں گے ہی، عام شمارے بھی بہت کچھ مواد پیش کرتے ہیں۔ اردو میں بہت کم رسائل اس طرح کا مواد پیش کرتے ہیں

* **محمد غلام رسول اشرف** (ایم۔ اے، بی۔ ایس سی، بی۔ ایڈ)
تکیہ معصوم شاہ، مومن پورہ۔ ناگپور، ۴۴۰۰۱۸

قومی راج کا 'یوم جمہوریہ نمبر' موصول ہوا۔ سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آپ کی یہ کوشش واقعی قابل قدر ہے۔ مضامین "میگھنادساہا"، "قندھار کا قلعہ" اور "مہاراشٹر میں انسدادِ جذام پروگرام"، کے لئے جناب اندرجیت لال، جناب رشیدالدین اور ڈاکٹر بلی رام ہیرے قابلِ مبارکباد ہیں۔
یہ مضامین جہاں عام قاری کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہیں، وہیں اسکول اور کالج کے طالب علموں کے ذوق کی تسکین کا سامان بھی ہیں۔
آپ سے درخواست ہے کہ اس قسم کے اور سائنسی و تاریخی مضامین اہلِ قلم سے لکھوائیں۔
شعری حصے میں ظفر گورکھپوری کی غزل خصوصیت سے متأثر کرتی ہے۔

* **منیرالمحوی صدیقی** (ایم۔ اے)
آستانۂ محوی، گلی بلیس ہزاری، گوجرپورہ، بھوپال ۴۶۲۰۰۱

"قومی راج" روز بروز خوب سے خوب تر کی طرف گامزن ہے۔ جس کے لئے آپ حضرات بجا طور پر قابل مبارکباد ہیں۔
قومی راج نے اپنی انفرادیت اور خوشنمائی کی وجہ سے بہت اردو کے اعلیٰ رسائل میں اپنا مقام بنا لیا ہے، جو اردو والوں کے باعثِ خوشی و مسرت ہے۔

* **صفدر سعید**
انصار لائبریری۔ انصار روڈ، اسلام پورہ، مالیگاؤں ۳،

'قومی راج' مدتوں سے زیر مطالعہ رہا ہے۔ اس کی مثـ جہاں عام آدمی کے لئے معلومات کا بہترین ذریعہ ہیں، و ادبی ذوق و شوق رکھنے والوں کے لئے باعثِ مسرت ہے

* **رفیق اے۔ خان**، اسسٹنٹ ٹیچر، گرلس اسکول
پاچورہ، ضلع جلگاؤں۔

قومی راج کا 'یوم جمہوریہ نمبر' نظر نواز ہوا۔ جس میں خاص طور سے وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر بلی رام ہیرے کا "مضمون" مہاراشٹر میں انسداد جذام پروگرام" بہت پسند آیا۔ جس نے بچوں کے سائنسی مطالعہ میں مزید اضافہ کیا۔ اب 'قومی راج' ہر کس و ناکس کے دلوں پر راج کرتا جارہا ہے۔ اور اس مثل کو 'قومی راج' صحیح ثابت کر دیا ہے کہ ع
جو دلوں کو جیت لے وہی فاتح زمانہ
طلبہ و طالبات نے 'یوم جمہوریہ نمبر' کو بے حد پسند کیا اور تحسین و آفرین کہا۔

Don't Worry, take up Post Office Savings Agency to Balance your family budgets

Put Spare Time To Profit

A non-earning house-wife finds it a trying job to run the house and make both ends meet in face of financial stresses and strains. If you can utilise some time out of your household chores, it may bring you extra income and satisfaction of doing a social service

What Can You Do

You can take up the Post Office Savings Scheme Agency available for women and work for the excellent Savings Schemes—5 year Post Office Recurring Deposit and 10 year Time Deposit—by going from door to door. Collect savings amounts and deposit them in Post Office.

Your Gain

You will get 4% Commission on amounts collected by you. The more the investment, the more is your commission. As there is facility of collecting advance saving amounts from a saver, and depositing them at one time in Post Office, you can save your time

For More Particulars Contact:

- **Directorate of Small Savings**
  New Administrative Building,
  8th Floor, Bombay 400 032
  Tel No. 232537
- **Your nearest Post Office**
- **Assistant Director of Small Savings**
  c/o District Collectorate
- **Regional Director, National Savings Organisation (Government of India)**
  55 Bombay Samachar Marg, Fort,
  Bombay 400023.Tel No. 250021

Join
MAHILA PRADHAN SAVINGS SCHEME

DGIPR/SS/2-(5)/80-81/Eng.
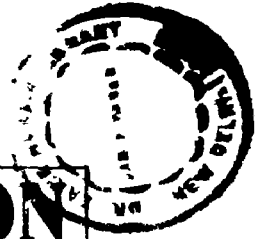
TRANSLATING PLANS INTO ACTION

Maharashtra's Determined Efforts To Better The Lot of the Poor

Poor masses are the backbone of democracy

It is therefore the bounden duty of every democratic Government to make conscientious efforts to bring about all round development of the poor masses as speedily as possible

The Government of Maharashtra have during the past eleven months taken a number of decisions aimed at bettering the lot of the poor and downtrodden and have made determined efforts towards their quick and successful implementation

Time-bound programmes have been formulated to remove regional imbalances in the state

14-point programme for development of Vidarbha 5 point programme for the Konkan region and 35 point programme for Marathwada have already been put into action

Special schemes have been devised for the development of western ghats

For the first time in the history of the state rain-water flowing westward from the western ghats will now be harnessed for generation of electricity and irrigation

The Sanjay Gandhi Niradhar Anudan Yojana and the Sanjay Gandhi Swavalamban Yojana, the two prestigious schemes of the new Government have proved to be a boon to their respective beneficiaries the old invalid infirm destitutes and the like and the unemployed youth both educated and uneducated

A sum of Rs. 79,84,871 has been distributed so far to 38932 persons under the *Sanjay Gandhi Niradhar Anudan Yojana*

The beneficiaries of the Sanjay Gandhi Swavalamban Yojana number 18212 to whom an assistance of Rs 3 46 48 811 has been granted

Indira Gandhi Pratibha Pratishthan is yet another unique scheme

This Foundation aims at extending a helping hand to needy and deserving budding artists and honouring the established and reputed ones for their outstanding contribution in the field of art and literature

The Government has always kept the interests of the poor uppermost in its mind

Upliftment of the poor and the downtrodden is the avowed goal for realisation of which the State Government is making all-out efforts Indeed it is a relentless crusade against poverty and socio-economic injustice
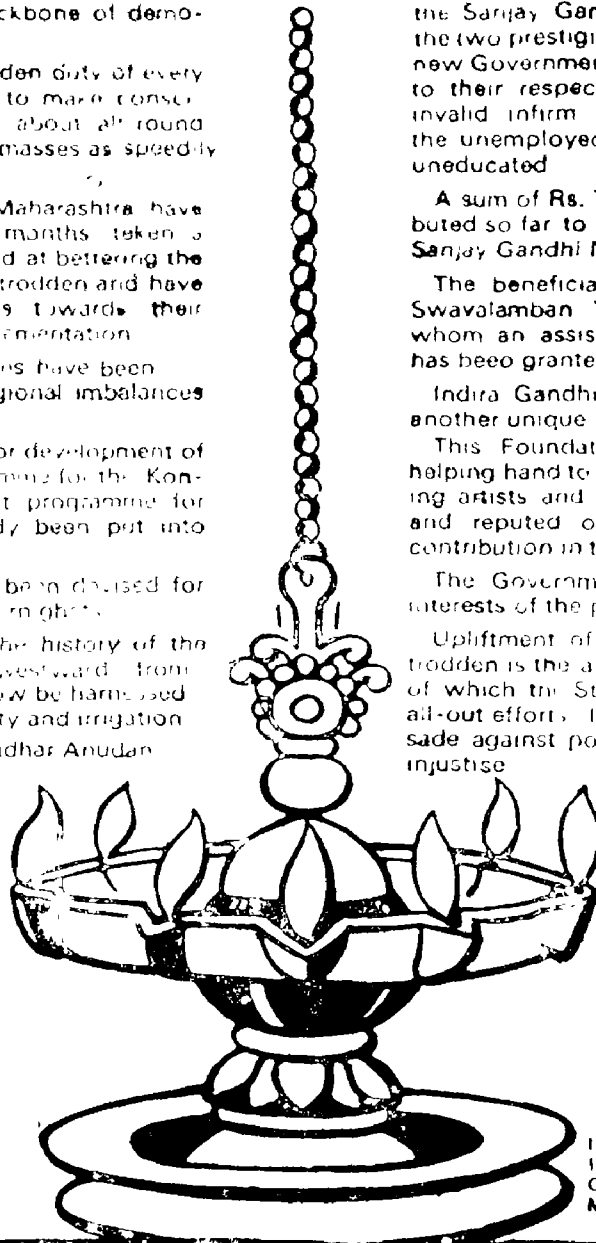
Issued by Directorate General of Information and Public Relations Govt of Maharashtra, Mantralaya Bombay 400 032

شائع کردہ: شری ششی کانت دیتھنکر، ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲ ـ مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی ۴۰۰۰۰۴

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نمبر

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر

(روغنی تصویر۔ بشکریہ سدھارتھ کالج آف لاء، بمبئی)

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر خصوصی نمبر
(جلد ۵) ۲۵ راپریل ۱۹۸۱ء (شمارہ نمبر ۸)
• ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ دس روپے * فی کاپی پچاس پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر ششی کانت ویتھنکر نگراں خواجہ عبدالغفور
مینیجنگ ایڈیٹر: ایم - ایشور راج ماتھر
ایڈیٹر ریاض احمد خاں سب ایڈیٹر: عبدالوحید حسان ماہی

محمّد پٹیل، ٹیچر مجندار ہائی اسکول، وہور،
ے: وہور تعلقہ مہاڈ، ضلع رائے گڑھ
قومی راج، جس آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے
رے برصغیر کی تمام ریاستوں میں اس نے جو اعلیٰ مقام پایا
دا یہ آپ سب کی کاوشوں اور جدوجہد کا نتیجہ ہے مجھے
ر پوری اُمید ہے کہ آپ کی سرپرستی اور قیادت میں مستقبل
سی طرح اپنی ساکھ قائم رکھے گا۔

✱

ید وشنت
اردو، ذاکر حسین کالج، اجمیری گیٹ، دہلی - ۱۱۰۰۰۶
می راج کا "لوک نائیک آنے، جنم شتابدی خصوصی
پیش نظر ہے۔
وک نائیک باپوجی آنے، سے متعلق پہلی بار 'قومی راج'
ں خصوصی نمبر سے معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ آپ کا
م قابل تحسین ہے۔
ہاراشٹر کی عظیم شخصیات سے متعارف کرانا نیک فال
آپ حضرات قابلِ مُبارکباد ہیں۔

✱

د سحری
یڑی بزم سازو ادب دِلّی۔
اے، طبیہ کالج، قرول باغ، نیو دہلی - ۵
قومی راج کا "مراٹھی سنگیت ناٹک نمبر" میری معلومات
ضافہ ہے۔ قومی راج کا یہ نمبر ہر لحاظ سے کامیاب ترین نمبر
آپ کی اس طرف نظر گئی، بڑی اہم بات ہے اس نگاہِ
ب پر آپ کو دلی طور پر تہنیت پیش کرتا ہوں۔ مجھے اُمید ہے
پ آئندہ بھی ایسے ہی معلوماتی نمبر سے باخبر رکھیں گے۔

✱

ی انصار علی ارمان (بی۔ اے)
ر (ضلع ناندیڑ) ۴۳۱۷۱۷ — مہاراشٹر
قومی راج (۱۰ر دسمبر ۱۹۸۰ء) کا شمارہ "جنگلی جانوروں کے
تحفظ" سے متعلق اور چھوٹے و درمیانی اخبارات کے متعلق
عزت مآب وزیر اعلیٰ کے بیانات اور کانفرنس کی روداد نظر
سے گذری۔ اسی طرح ۲۵ر دسمبر ۱۹۸۰ء اور ۱۰ر جنوری ۱۹۸۱ء
کا مشترکہ شمارہ 'لوک نائیک باپوجی آنے، جنم شتابدی نمبر'
واقعی خصوصی ہے۔
ادارۂ قومی راج، جس جانفشانی سے قارئین کی خدمت میں ترتیب
کے ساتھ جن اعلیٰ شخصیتوں کے اوراقِ زندگی پیش کر رہا ہے
اس کے لئے میری نیک تمنائیں اور مبارکباد ہے
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

✱

• مُحمّد سعد کاوش پرتاپگڈھی
معرفت نٹراج اسٹوڈیو، سنیما روڈ، پرتاب گڈھ (یو۔پی)
قومی راج کا 'مراٹھی سنگیت ناٹک خصوصی نمبر' باصرہ
نواز ہوا۔ تمام مضامین و منظومات معیاری ہیں۔ وی۔آر۔ انعامدار کے
کا مضمون "مراٹھی اسٹیج موسیقی کا تاریخی جائزہ" اور ڈاکٹر حمیرہ
جلیلی کا "میرا کے گیت" خاص طور پر پسند آئے۔ اسی طرح حصۂ
نظم میں واجد سحری، میر ظہیر اور شبیر احمد قرار کی غزلوں نے بھی
متاثر کیا۔ ادیب مالیگانوی کی نظم 'سازِ شکستہ' بھی خوب ہے۔
مجموعی طور سے رسالہ اتنا پسند آیا کہ ایک ہی نشست میں پورا
پڑھ گیا۔ تصاویر کے اضافہ نے اس خاص نمبر کا حُسن دوبالا کر دیا
ہے۔ اتنا معیاری اور جاندار خصوصی نمبر نکالنے کے لئے میری طرف
سے مُبارکباد قبول فرمائیں۔
خدا سے دعا ہے کہ آپ اسی طرح ہمیشہ اُردو زبان وادب
کی خدمت کرتے رہیں۔

✱

• صالح ابن نابش
۲۷۸۔ اے، ساتویں لین، نیا پورہ، مالیگاؤں (ناشک)
قومی راج کو پڑھ کر اس لئے دلی مسرت ہوتی ہے کہ معلوماتی مضامین
کے علاوہ اس کا ادبی حصّہ بھی کافی وقیع ہوتا ہے۔ ایسے پُرکشش
جریدے کو دیکھ کر آپ کی صلاحیت کے لئے اربابِ فکر و نظر کا
مُعترف ہونا لازمی ہے۔ میری جانب سے مُبارکباد پیشِ خدمت
ہے۔ قبول ہو۔

✱

شری اے۔ آر۔ انتولے
وزیر اعلیٰ

سماجی بیداری کے محرّک
ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ہندوستان کے عظیم رہنماؤں میں اہم مقام رکھتے ہیں جنھوں نے ملک میں سماجی اور اقتصادی مساوات کی خاطر اپنی زندگی وقف کی۔ آپ دلت طبقہ میں سماجی بیداری کے محرک تھے آپ نے ان میں خودداری اور عظمت کا جذبہ پیدا کیا۔ دستورِ ہند کے نامور معمار ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ایک ماہر اقتصادیات، اعلیٰ مدبّر، ایک اچھے وکیل اور بین الاقوامی شہرت کے مالک قانون داں تھے۔ آپ ایک بلند پایہ سیاست داں اور سرگرم سماجی کارکن تھے۔ مہاراشٹر آپ کی تحریک کا مرکز تھا۔ آپ نے مہاراشٹر میں دلت افراد کو باعزت مقام دلانے کے لئے لگاتار سخت جدوجہد کی۔ مہاراشٹر میں آپ کے قائم کئے ہوئے متعدد تعلیمی و سماجی ادارے آج بھی ترقی کی سمت گامزن ہیں۔ آپ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے سابق وزاعظم آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو نے لوک سبھا میں ایک بار کہا تھا "ڈاکٹر امبیڈکر ہندو سماج میں ہر طرح کے جبر و ستم کے خلاف بغاوت کے علمبردار تھے اس حیثیت سے آپ سدا یاد رہیں گے۔"

سچ تو یہ ہے کہ آپ مظلوم اور دلت لوگوں کی امیدوں اور آشاؤں کا سہارا تھے۔ اس سال آپ کے مہانروان کے ۲۵ برس پورے ہوئے۔ لہذا حکومت مہاراشٹر آپ کے ۹۰ ویں جنم دن کے موقع پر بطورِ خراجِ عقیدت "قومی راج" کا خصوصی نمبر پیش کر رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ مہاراشٹر کے عوام ڈاکٹر امبیڈکر کے ادھورے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کریں گے۔

اے۔ آر۔ انتولے

وزیر اعلیٰ

۲۵ر اپریل ۱۹۸۱ء

بابا صاحب امبیڈکر — ایک رہبر، ایک ریفارمر

★ اِندر جیت گاندھی - صدر سینٹرل مجلسِ ادب
۲۶۳۴، بستی پنجابیان، سبزی منڈی، دہلی ۷

مہاراشٹر کی کتنی ہی ایسی شخصیتیں ہو گزری ہیں جن کا نام اور کام ہمیشہ امر رہے گا۔ ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر ان شخصیتوں میں سے ایک ہیں جو ہندوستان کی تاریخ میں ہندوستان کے ودھان کے معمار کے طور پر بلند مقام حاصل کر چکے ہیں انہیں کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔ لیکن ڈاکٹر امبیڈکر صاحب کی تصویرِ زندگی کے کچھ اور بھی ایسے پہلو ہیں جن کے پیشِ نظر ڈاکٹر صاحب کو معمارِ قوم، مردِ مجاہد، ریفارمر اور قومی یکجہتی کے علمبردار کے طور پر بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ماحب کا جنم آج سے ۹۰ سال پہلے چھاؤنی مدھیہ پردیش میجر جناب رام جی سکپال کے ہاں ۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء کو ن مہاراشٹر کو یہ فخر حاصل ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر کے والد ع رتناگیری (مہاراشٹر) کے ہی رہنے والے تھے اور لازمت کے باعث میجر، چھاؤنی میں رہ رہے تھے۔ ت کا جو سلسلہ اس خاندان میں چار پشتوں سے چلا آرہا صاحب کے والد تک ہی محدود رہا۔ اس سے آگے یہ رہ سکا۔ ڈاکٹر امبیڈکر صاحب کی مجاہدانہ زندگی کو مختصر طرح بیان کیا جاسکتا ہے :

ماحب ساتویں جماعت میں پڑھ رہے تھے تو ان پر یہ طنز یہ اچھوت ہو کر سنسکرت پڑھ رہے ہیں۔ اس طنز کو آپ بیشانی سے قبول کیا اور بمبئی سے میٹرک کرنے کے بعد بی۔ اے، پاس کیا۔ لیکن اب انھوں نے فارسی لے کر تھا۔ مہاراجہ گائیکواڑ کے مالی تعاون سے آپ نے کولمبیا یونیورسٹی سے ۱۹۱۵ء میں ایم۔ اے پاس کر لیا اور ۱۹۱۷ء میں لندن اسکول آف اکنامکس سے پی۔ ایچ ڈی اور بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہندوستان آئے تو یہاں بمبئی کے کالج میں اکنامکس کے پروفیسر بن گئے۔ زندگی کی اس منزل تک پہنچتے پہنچتے ڈاکٹر صاحب یہ احساس کر چکے تھے کہ اگر اچھوتوں اور چھوٹی ذات والوں کو اوپر اُٹھایا نہ گیا تو آنے والے دنوں میں جہاں یہ نظر انداز کئے جاتے رہیں گے وہاں ہندوستان کی قومیت بھی پاش پاش ہو کر رہ جائے گی۔ لہٰذا انھوں نے اچھوتوں میں بیداری کی لہر کو اُبھارنے کا بیڑا اُٹھا لیا۔

ڈاکٹر صاحب نے جنوری ۱۹۲۰ء میں اس عظیم مقصد کے پیشِ نظر مراٹھی زبان میں ایک ہفت روزہ اخبار "موک نائک" نام سے شروع کیا۔

۱۹۲۲ء اور ۱۹۲۳ء تک جرمنی میں رہنے کے بعد ۱۹۲۳ء کے آخری دنوں میں واپس آئے تو یہاں وکالت شروع کر دی۔ اس کے

علاوہ ۱۹۲۴ء میں اچھوت اُدّھار سبھا' کے نام سے اچھوت اُدّھار کا کام بھی شروع کر دیا۔ ۱۹۲۶ء میں ڈاکٹر صاحب بمبئی کونسل کے ممبر چُن لیئے گئے اور پھر اچھوت اُدّھار کے لیئے عملی طور پر میدان میں نکل آئے۔ یاد رہے کہ رتناگیری کے چاردار تالاب پر اپنے ہزاروں پیروکاروں کے ساتھ پانی بھر کر آپ نے ستیہ گرہ بھی شروع کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب یہاں زخمی بھی ہوئے۔

اسی طرح کالا رام مندر میں بھی ہزاروں اچھوتوں کو ساتھ لے کر ستیہ گرہ میں شریک رہے۔

۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر صاحب نے جب گول میز کانفرنس میں ایک ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے شرکت کی تو وہاں ڈاکٹر صاحب نے جداگانہ نیابت کی زوردار وکالت کی اور نتیجہ میں برٹش سرکار سے مختلف صوبوں میں ۴۸ سیٹیں منظور کروانے میں ڈاکٹر صاحب نے کامیابی حاصل کی۔

ڈاکٹر امبیڈکر صاحب یہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ اچھوتوں کو ایک علیحدہ قوم منوالیا جائے۔ یہ ان کی دلی خواہش تھی کہ اچھوتوں کے ساتھ بہتر سلوک کیا جائے۔ انھوں نے اس مقصد کے لیئے پورے ہندوستان میں بیداری پیدا کرنے کے لیئے ملک گیر ایک تحریک شروع کی۔ مہاتما گاندھی بھی جداگانہ نیابت کے حامی نہیں تھے۔ لہذا ۱۹۳۲ء میں مہاتما گاندھی اور ڈاکٹر صاحب کے مابین 'پونہ پیکٹ' کے نام سے ایک سمجھوتہ ہوا، جس کے تحت انھیں ۱۴۸ سیٹیں دینا مان لیا گیا، لیکن یہاں یہ بھی طے پایا کہ ان سیٹوں کا چناؤ مشترکہ ہی ہوا کرے گا۔ قومی یکجہتی کو بنائے رکھنے کے لیئے آپ نے ۱۹۳۵ء کی ناشک کانفرنس میں یہ چیتاونی دی کہ اگر اچھوتوں کو کم تر سمجھنے اور کمتر جاننے کی بات ترک نہ کی گئی تو اچھوت ہندو دھرم پر اپنا اعتقاد کھو بیٹھیں گے۔ ۱۹۳۵ء میں ہی ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ محترمہ رمابائی کا انتقال ہوگیا۔

۱۹۳۶ء میں جات پات توڑک منڈل لاہور کی طرف سے بلائی گئی کانفرنس میں ڈاکٹر صاحب اپنا تیار شدہ خطبہ نہ پڑھ سکے کیونکہ ڈاکٹر سر گوکل چند نارنگ اور بھائی پرمانند کا اصرار تھا کہ اس خطبہ میں سے ویدوں اور شاستروں کے بارے میں کی گئی نکتہ چینی کو حذف کر دیا جائے۔ بعد میں یہ خطبہ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ اسی سال 'انڈیپینڈنٹ لیبر پارٹی' کے نام سے ایک جماعت قائم کی، اور اس جماعت نے ۱۹۳۷ء کے اسمبلی چناؤ میں ۱۵ سیٹوں پر کامیابی حاصل کرلی۔

۱۹۴۲ء میں جب کہ تحریکِ آزادی زوروں پر تھی اور سب قومیں اس تحریک میں شامل تھیں وہاں یہ احساس بھی شدت سے سامنے آرہا تھا کہ اگر ہریجنوں، اچھوتوں اور دلت جاتیوں کو ساتھ نہ رکھا گیا یا ان کی کوئی تنظیم نہ رہی تو ان کا شیرازہ بکھر جائے گا اور اس وقت کے حکمرانوں کے سامنے شیرازہ بکھرنے ہی کی چال پیش نظر تھی اسی لیئے تحریکِ آزادی کے ساتھ ہی علیحدگی پسندانہ قسم کی باتیں بھی کھُل کر کی جارہی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب امبیڈکر ۱۹۴۲ء میں پہلی بار دہلی آئے تو انھوں نے 'آل انڈیا شیڈول کاسٹ فیڈریشن' کے نام سے ہریجنوں کے شیرازے کو بکھرنے سے بچانے کا جتن شروع کر دیا۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر صاحب اسی سال وائسرائے کی ایکزیکیٹو کونسل میں لیبر منسٹر لیئے جا چکے تھے۔ اس فیڈریشن کی تشکیل کے وقت ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا:

"میں کرانتی کاری اندولن شروع کرنا چاہتا ہوں۔ پونہ پیکٹ کے وقت مہاتما گاندھی جی نے کہا تھا کہ وہ دس سال کے اندر اندر سارے دیش میں چھوا چھوت اور بھید بھاؤ ختم کرنے کے لیئے سازگار فضا تیار کردیں گے۔ لیکن دس سال کے بعد بھی حالات جوں کے توں ہیں"

ڈاکٹر صاحب نے پاکستان کے منصوبے کو بھی بھانپ لیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۴۳ء میں "THOUGHTS ON PAKISTAN" کے نام سے جو کتاب لکھی تھی، اس میں پاکستان کے منصوبہ پر کھُل کر روشنی ڈالی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے دو اور کتابیں

۱) گاندھی اور کانگریس نے اچھوتوں کے لیئے کیا کام کیا؟
۲) گاندھی۔ راناڈے اور جناح

طبع کروائیں جو آج بھی کافی مقبول ہیں۔ اسی طرح ۱۹۴۵ء میں ڈاکٹر صاحب نے بمبئی میں پیوپلز ایجوکیشن سوسائٹی کے نام سے ایک جماعت قائم کی جو آج بھی عالم وجود میں ہے اور اس سوسائٹی کے تحت مہاراشٹر میں کئی ایک اسکول و کالج چل رہے ہیں۔

۱۹۴۶ء میں ڈاکٹر صاحب کلکتہ کے حلقے سے دستور ساز اسمبلی

بر چُنے گئے۔ ۱۹۴۷ء میں ڈاکٹر صاحب وزیر قانون بنائے
ہندوستان کے دستور کا مسودہ تیار کرنے کا کام ڈاکٹر صاحب
سونپا گیا تھا۔ ۱۳ اپریل ۱۹۴۸ء کو ایک برہمن عورت شاردا
شادی کر کے ڈاکٹر صاحب نے بھید بھاؤ کرنے والے اونچی
کے ہندوؤں اور چھوٹے بڑے کے امتیاز کی ترجمانی کرنیوالے
کے سامنے ایک انوکھی اور یادگار مثال قائم کر دی۔ اسی
انگریزی میں ایک کتاب "اچھوت کون اور کیسے؟" لکھ کر
ذات والوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ ۱۹۴۹ء میں ڈاکٹر صاحب
ھان منظور کر لیا گیا۔ ۱۹۵۲ء میں کولمبیا یونیورسٹی نے آزاد
ستان کا ودھان تیار کرنے پر ڈاکٹر صاحب کو (ایل۔ ایل ڈی)
ری ڈگری دی۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر صاحب اس یونیورسٹی کے
ب علم رہ چکے تھے، اور اس یونیورسٹی کے لئے یہ بات قابل
کہ اس کے ہی ہونہار طالب علم ڈاکٹر امبیڈکر صاحب
ندوستان کا دستور (ودھان) بنایا تھا۔ یہ ڈاکٹر امبیڈکر
ب ہی تھے جنھوں نے ہندوستان کے آئین میں جمہوریت
مایت کی، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جمہوریت ہی سب کو
کا موقع فراہم کر سکتی ہے۔ چھوت چھات کو ختم کر سکتی
یہ بھی ڈاکٹر امبیڈکر صاحب ہی کی دین ہے کہ انھوں نے
ستان کا آئین بناتے وقت مردوں اور عورتوں کی برابری
خاکہ کھینچا وہ بعد میں ہندو کوڈ بل کے روپ میں پاس ہوا
یہ بھی ڈاکٹر صاحب ہی کا ہے کہ تمام صوبوں کی سرکاری زبان
ہونی چاہئے لیکن جب تک سارا ہندوستان اس کو
ہیں کر لیتا تب تک انگریزی زبان بھی قائم رہنی چاہئے۔
ڈاکٹر امبیڈکر جی نے بڑی متانت، صبر و ضبط اور تحمل کے
پسماندہ ذاتوں کی ترجمانی کی۔ اس طرح جہاں انھوں نے
لئے مراعات حاصل کیں وہاں انھیں یکجہتی کے راستے پر
رر ہنے کا سندیش بھی دیا۔ جد وجہد زندگی کے آخری
میں ڈاکٹر صاحب نے بُدھ دھرم کو زیادہ مناسب اور
دھرم تصور کرتے ہوئے اپنی توجہ اس طرف بھی مبذول کرلی
چنانچہ ۱۹۵۴ء میں رنگون (برما) میں جو "ورلڈ بُدھسٹ
نس" منعقد ہوئی تھی اس میں ڈاکٹر امبیڈکر صاحب
نمائندے کے طور پر شامل ہوئے تھے اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۶ء
نے بے شمار پیروکاروں کے ساتھ بُدھ دھرم کو قبول بھی کر لیا
تھا اور جب نومبر ۱۹۵۶ء میں کاٹھمنڈو میں ورلڈ بُدھسٹ
کانفرنس ہوئی تھی تو اس میں ڈاکٹر صاحب ایک نمائندے کے
طور پر نہیں بلکہ ایک بُدھ کے طور پر شامل ہوئے تھے اور اس میں
اپنے وچار بھی ظاہر کئے تھے۔

۵ دسمبر ۱۹۵۶ء کی رات کو ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب "بھگوان
بُدھ اور ان کا دھرم" کا دیباچہ تیار کر کے آرام کی نیند سو گئے اور
دوسری صبح کو جب چپراسی چائے لے کر آیا تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر صاحب
تو ہمیشہ کے لئے سو گئے ہیں۔ ان کے اس طرح انتقال کی خبر آناً
فاناً پھیل گئی۔ پنڈت جواہر لال نہرو تب پردھان منتری تھے۔
پنڈت جی فوراً ہی ۲۶ علی پور روڈ، دہلی، ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی
پہنچے تو اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہہ اٹھا۔ پنڈت
جی نے روتے ہوئے کہا۔

"ہندو سماج کو للکارنے والا آج چلا گیا"

ڈاکٹر امبیڈکر صاحب کی لاش جب بذریعہ ہوائی جہاز بمبئی
پہنچی تو بے شمار سوگواروں کا ہجوم اُمڈ پڑا۔ اُس وقت سب کی
آنکھوں میں آنسو تھے، اور آج بھی سب کی آنکھوں میں ڈاکٹر
صاحب کی تصویر ہی رقص کر رہی ہے۔ اس لئے کہ ۶۳ سال، ۷ ماہ
اور ۲۲ دن تک زندہ رہنے والے ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے جمہوریت
اور سیکولرزم کی جو مشعل روشن کی ہے وہ ہم سب کو روشنی دکھاتی
رہے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب صحیح معنوں میں یکجہتی کے
علمبردار اور سماجی برائیوں کو دور کرنے کے لئے سچے ریفارمر تھے
اُن کی امر یادہ نہ صرف مہاراشٹرین بلکہ یکجہتی کو قبول کر لینے والے
ہر شخص کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

ڈاکٹر امبیڈکر

ایک عالم، ایک مردِ مجاہد

* کرپا ساگر

وہ عدم مساوات کا شکار رہ کر اس کی اذیتوں کو سہہ چکے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ یہ کسقدر اذیتناک اور گھناؤنی ہے۔ اسی وجہ سے انہیں اس لفظ سے ہی چڑ تھی، چاہے اس کا تعلق انسانی مساوات سے ہو، چاہے اس کی نوعیت سماجی یا اقتصادی ہو۔ اس کے ذکر ہی سے ان کا خون کھولنے لگتا تھا، اس لفظ نے درحقیقت اُن کے ذہن میں تلخی گھول دی تھی، اور جہاں کہیں اور جب کہیں اس سے وابستہ کوئی واقعہ اُن کے سامنے آتا تھا، وہ بےچین ہو اٹھتے تھے اور اُن کی بے قراری بڑھنے لگتی تھی۔ اُن کی دلی تمنا تھی کہ پسماندہ افراد اوپر اٹھیں اور سماجی، معاشی طور پر اوپر اٹھنے کے لئے مناسب مواقع فراہم کئے جائیں وہ اپنے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنا چاہتے تھے کہ یہ پچھڑے ہوئے لوگ اس مُلک کے دوسرے شہریوں کی مانند زندگی بسر کریں۔ وہ چاہتے تھے کہ جو لوگ اُن کی پسماندگی کے لئے ذمہ دار تھے، وہ عقل و تدبر کا ثبوت دیں۔

ڈاکٹر امبیڈکر ۱۴ راپریل ۱۸۹۱ء کو مہاراشٹر کے ایک مہار کنبہ میں پیدا ہوئے انھوں نے بچپن ہی سے چھوت چھات کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ایک مرتبہ وہ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ ستارہ کے کیمپ اسکول سے اپنے والد کو دیکھنے گورے گاؤں گئے، تو ریلوے اسٹیشن پر کسی کوچوان نے ان کو اپنے ٹانگہ پر بٹھانا گوارہ نہ کیا کافی سمجھانے پر ایک کوچوان اس شرط پر آمادہ ہوا کہ ٹانگہ وہ خود ہانکیں گے اور وہ ان کے پیچھے پیدل چلے گا۔ اس نے کرایہ بھی دوگنا طلب کیا۔

ہائی اسکول میں اس وقت انہیں بڑی ٹھیس پہنچی جب ان سے نام نہاد اونچی ذات کے ہم جماعت لڑکوں نے محض اس لئے انہیں تختۂ سیاہ کے پاس نہیں جانے دیا کہ ان کے کھانے کے ڈبے اس کے نزدیک رکھے تھے۔ جب وہاں سے ڈبے ہٹا دیئے گئے، تب ہی وہ تختۂ سیاہ کے پاس جا سکے۔ اسی ذات پات کی وجہ سے انہیں سنسکرت کے مطالعہ تک سے محروم کر دیا گیا۔

بعد ازاں اپنے کالج کے ٹی اسٹال پر امبیڈکر کو چائے نہیں دی جاتی تھی، کیوں کہ اسٹال کا مالک ایک برہمن تھا۔

جب وہ غیر ملکی تعلیم حاصل کر کے لوٹے، تب بھی چھوت
ات سے نہ بچ سکے۔ بڑودہ میں کسی ہوٹل میں انھیں رہائش
ملی، کیونکہ وہ اچھوت تھے۔ جب انھوں نے مہاراجہ بڑودہ
کے یہاں نوکری کی تو چپراسی تک ان سے دور بھاگتے تھے ان
ے مالک مکان کو جب معلوم ہوا وہ مہار ہیں تو اس نے انھیں
ان سے نکال دیا۔ اسٹاک ایکسچینج کے تاجر تک ان کی
نہ وارانہ مہارت کے قائل ہوتے ہوئے بھی ان کی خدمات
ے فائدہ نہیں اٹھاتے تھے۔ جب وہ کالج میں لیکچرار ہوئے
ن کے گجراتی ساتھیوں نے انھیں مشترکہ گھڑے سے پانی
ں پینے دیا، لیکن طلباء ان کی قابلیت کی وجہ سے ان کے
ے معتقد تھے۔

بلاشبہ ڈاکٹر امبیڈکر نے سخت محنت اور جد وجہد
بدولت رفتہ رفتہ ترقی کی۔ لیکن انھیں اس تلخ حقیقت
حساس تھا کہ جب تک وہ اچھوت ہیں، وہ سماج میں صحیح
م حاصل نہیں کر سکتے۔ انھوں نے ملک کی سماجی اور
فتی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ نیچی
ت کے لوگوں کی پس ماندگی کی وجہ چھوت چھات ہے،
ہندو مذہب کے چتر ورن سے سماج میں داخل ہوئی۔
سے جڑ سے ختم کئے بغیر سماجی مساوات کا خیال بھی فضول
۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے پس ماندہ عوام میں بیداری لانے کی کوشش
۔ انھوں نے بچوں کو اسکول بھیجنے کی ترغیب دی، کیوں کہ
کے خیال میں کسی بھی سماجی یا سیاسی تبدیلی کے لئے
م ضروری تھی۔

انھوں نے چھوت چھات پر براہِ راست چوٹ کرنا
وع کیا۔ انھوں نے ۱۹۲۷ء میں مہاڈ میں ایک عام
ــر کیا۔ اس کے بعد چار در تالاب سے پانی پینے کی تحریک
رع ہوئی، جس پر پانی پینا اچھوتوں کے لئے ممنوع تھا
پھر انھوں نے گجرات کے کالا رام مندر میں اچھوتوں کے
لے پر پابندی کے خلاف ایک مظاہرے کی قیادت کی
ن کی رفتار کے ساتھ ساتھ چھوت چھات کے خلاف ان
د وجہد سال بہ سال شدید تر ہوتی گئی۔

ڈاکٹر امبیڈکر اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ چھوت چھات
ب کی جڑیں چتر ورن میں ہیں، چنانچہ انھوں نے ہر محاذ پر اس
ج

کے لئے مہم چلائی انھوں نے بہت سے مورخوں کے اس نظریہ
کو ماننے سے انکار کر دیا کہ ذات پات کی بنیاد محنت کی تقسیم
سے پڑی ہی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر ایسا ہے تو پھر کسی اور ملک
میں ایسا کیوں نہیں ہوا۔

غیر ملکی اقتدار کے خاتمے کا مطالبہ وہ بھی تقریباً اسی
شدت سے کرتے تھے، جیسے کہ دیگر قومی رہنما کرتے تھے
وہ جانتے تھے کہ چھوت چھات کا خاتمہ کر کے وہ جس قسم
کا سماجی مساوات لانا چاہتے ہیں، وہ سوراجیہ ہی سے ممکن
ہے۔ ۱۹۳۰ء کی پہلی گول میز کانفرنس میں انھوں نے
انگریزوں پر الزام لگایا کہ وہ ہندوستان میں اچھوتوں
کی حالت بہتر بنانے میں ناکام رہے ہیں۔ پسے ہوئے
لوگ مشترکہ کنوؤں اور تالابوں سے پانی نہیں لے سکتے
ہندو مندروں کے دروازے ان کے لئے بند ہیں اور
پولیس کی ملازمت انہیں مل نہیں سکتی۔ پھر وہ لوگ
تحریک آزادی کی حمایت کیوں نہ کریں؟

اچھوتوں پر اونچی ذات کے لوگوں کے مظالم کے وہ
سخت مخالف تھے اور انھوں نے بڑے پیمانے پر تبدیلئ
مذہب کی بھی دھمکی دی تھی۔ لیکن انھوں نے اتحاد کے
خیال سے یہ انتہائی قدم نہیں اٹھایا کیوں کہ قومی آزادی کی تحریک
کے لئے اتحاد ضروری تھا۔ اور پھر گاندھی جی نے انہیں
یقین بھی دلایا تھا کہ سوراجیہ کے بعد اچھوتوں کی حفاظت
کے لئے خصوصی قدم اٹھائے جائیں گے۔

اس کے بعد آئینِ ہند کی مسودہ ساز کمیٹی کے صدر
کی حیثیت سے انھوں نے جمہوریت کی حمایت کی، کیوں کہ
اس سے ہر شخص کو مساوی مواقع مل سکتے ہیں۔ چھوت
چھات کا خاتمہ کیا گیا اور قوم نے سیکولرزم کا راستہ
اپنایا، جس میں ہر مذہب کے شہریوں کو برابر حقوق
حاصل ہیں۔ لیکن شیڈولڈ ذاتیوں اور قبیلوں کو کچھ
خصوصی رعایتیں دی گئیں۔ کیوں کہ صرف اسی طرح ان
لوگوں کو مساوی مواقع کے بنیادی حق کی ضمانت دی
جا سکتی تھی۔ رعایتیں ذات کی بنیاد پر دی گئیں۔ کیونکہ
ان لوگوں کی پس ماندگی کی بنیادی وجہ ذات پات کا
نظام تھی۔

ڈاکٹر امبیڈکر نے مردوں اور عورتوں کی مساوات کے لئے بھی کوشش کی۔ سب سے پہلے جن قانون ساز دستاویزات کا مسودہ انھوں نے تیار کیا، ان میں ہندو کوڈ بل شامل ہے جس کے تحت جائداد اور شادی کے معاملہ میں مردوں اور عورتوں کو مساوی حیثیت دی گئی ہے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کی وفات ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ وفات سے چند ماہ قبل انھوں نے بدھ مذہب اختیار کر لیا تھا یہ ایک ہندستانی مذہب ہے نیز ذات پات و چھوت چھات سے پاک ہے اور اس میں ہر ایک کا مساوی احترام ہوتا ہے۔

ڈاکٹر امبیڈکر کے نظریات کی اہمیت آج بھی ہے جیسا کہ مہاتما گاندھی جی نے کہا تھا " ڈاکٹر امبیڈکر آسانی سے بھلادی جانے والی شخصیت نہیں، خواہ مستقبل میں اُن پر کوئی بھی لیبل لگا دیا جائے "۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان:

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے لہذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے " قارئین کی رائے " کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر، قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

مراسلت و ترسیلِ زر

کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ یا خط کے اوپر درج ہوتا ہے) پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف لکھئے بلکہ اُردو کے ساتھ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرمادیجئے۔ اس طرح اندراجات میں آسانی ہوتی ہے۔

(ادارہ)

پارلیمانی جمہوریت کا مستقبل

* ڈاکٹر بی. آر. امبیڈکر

۲۸ اکتوبر ۱۹۵۱ء کو ڈی. اے. وی. کالج، جالندھر، پنجاب کے طلبہ کی پارلیمنٹ کے اجلاس میں "پارلیمانی جمہوریت" پر ڈاکٹر بی. آر. امبیڈکر کی تقریر۔

پرنسپل، معزز صدر و معزز اسپیکر!

میں آپ سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنی پارلیمنٹ کے اس خصوصی اجلاس سے خطاب کرنے کی سعادت بخشی، میں تمام عمر ایک مضمون سے دوسرے مضمون اور ایک پیشہ سے دوسرے پیشے کی طرف بڑھتا رہا ہوں۔ انگلینڈ سے واپسی کے بعد ۱۹۱۹ء میں، میں نے اپنا کیریر بمبئی کے گورنمنٹ کامرس کالج میں پولٹیکل پکنامکس کے پروفیسر کی حیثیت سے شروع کیا۔ لیکن بہت جلد میں نے یہ محسوس کیا کہ عوامی خدمت انجام دینے کے خواہشمند فرد کے لئے سرکاری نوکری مناسب و موزوں نہیں ہے۔ گورنمنٹ سرونٹ، ہمیشہ ڈسپلن کے اُصولوں سے جکڑا رہتا ہے۔ لہٰذا میں دوبارہ انگلینڈ گیا اور وہاں سے بار ایٹ لاء کی سند لے کر لوٹا۔ اب کی بار جب میں ہندوستان لوٹا تو کچھ عرصہ کے لئے میں نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور بعد میں گورنمنٹ لاء کالج، بمبئی میں پرنسپل کا عہدہ قبول کر لیا۔ اس طرح میں دوبارہ درس و تدریس کے پیشے کی طرف آ گیا۔ پانچ برسوں تک میں لاء کالج کا پرنسپل رہا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے تحت پہلی مرتبہ مجلس قانون ساز قائم ہوئی اس وقت میں نے ملازمت سے دستبردار ہو کر سیاست میں قدم رکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت سے آج تک میں پیشۂ وکالت اور عوام کی خدمت میں برابر مصروف ہوں۔

معلم کا پیشہ مجھے ہمیشہ سے عزیز رہا ہے اور طلبہ سے مجھے خصوصی لگاؤ ہے۔ کابینہ سے میرے استعفے کے بعد طلبہ سے خطاب کرنے کا یہ میرا پہلا موقع ہے۔ ملک کے مستقبل کا دارومدار بڑی حد تک طلبہ ہی پر ہے۔ طلبہ کا شمار ملک کے دانشور طبقہ میں کیا جا سکتا ہے اور ان میں اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ عوام کی رائے پر اثر انداز ہوں۔ لہٰذا آج آپ سے خطاب کرتے ہوئے میں انتہائی مسرت محسوس کرتا ہوں۔

آپ کے پرنسپل صاحب نے مجھے آپ سے خطاب کرنے کے لئے مدعو کرتے وقت مضمون کی تخصیص نہیں کی اور نہ ہی میرے ذہن میں کوئی خاص موضوع تھا، لیکن جیسا کہ اکثر میرے ساتھ ہوا ہے اچانک میرے ذہن میں موضوع آ گیا اور میں نے "پارلیمانی حکومت" کے موضوع پر آپ سے چند باتیں کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ چونکہ مجھے بہت کم وقت دیا گیا ہے اس لئے میں "پارلیمانی حکومت" کا مختصر جائزہ پیش کروں گا۔

دستور کی نوعیت:

دستور کی نوعیت کے سوال پر دستور ساز اسمبلی میں مباحثہ کے دوران مختلف رائیں پیش کی گئی تھیں۔ بعض حضرات برطانوی سسٹم کے حق میں تھے تو بعض امریکی سسٹم کے حق میں، چند ایک حضرات ان دونوں کی مخالفت میں تھے۔ لیکن ایک طویل بحث کے بعد اراکین کی اکثریت اس بات پر متفق ہوئی کہ برطانوی طرز پر پارلیمانی نظام ہندوستان کے لئے مناسب ہے۔

بعض حضرات پارلیمانی طرزِ حکومت کو پسند نہیں کرتے۔ کمیونسٹ روسی طرز کی حکومت چاہتے ہیں، سوشلسٹ بھی ہندوستان کے حالیہ دستور کی مخالفت کرتے ہیں اور وہ اس کے خلاف احتجاج بھی کر رہے

ہیں۔ انھوں نے واضح کر دیا ہے کہ اگر وہ برسرِ اقتدار آئے تو دستور میں ترمیم ضرور کریں گے۔ ذاتی طور پر میں پارلیمانی جمہوریت کا حامی ہوں۔ ہمیں اس کا مفہوم سمجھنا چاہیئے اور دستور میں اُسے برقرار رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔

پارلیمانی حکومت :

پارلیمانی حکومت سے کیا مُراد ہے؟ برطانیہ کے دستور پر والٹر بیزٹ کی ایک تصنیف ہے جسے بلاشبہ کلاسیکی دستاویز کہا جا سکتا ہے۔ بعد میں لاسکی اور دستوری حکومت کے دیگر ماہرین نے والٹر کے نظریات کو مزید واضح کیا۔ والٹر نے پارلیمانی حکومت کی تعریف ایک جملہ میں کی ہے وہ کہتا ہے کہ :

”پارلیمانی نظام کے معنی صلاح و مشوروں سے حکومت نہ کہ ہنگامہ آرائی کے ذریعہ“

آپ دیکھیں گے کہ برطانوی نظام میں کبھی بھی فیصلہ لیتے وقت ’ہاتھا پائی‘ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ بحث کے بعد فیصلے لئے جاتے ہیں جب کہ فرانس میں فیصلے لیتے وقت اکثر و بیشتر گھونسے چلتے ہیں —!

فی الوقت ہم پارلیمانی جمہوریت سے ناواقف ہیں۔ لیکن ایک وقت تھا کہ جب ہندوستان میں پارلیمانی اداروں کا دور دورہ تھا۔ اگر آپ ’مہاپری نِروان‘ کے ”سکتاؤں“ کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو میرے اس دعوے کے حق میں ثبوت فراہم ہو سکتے ہیں۔ ان ’سکتاؤں‘ میں درج ہے کہ جب کسمیرا (کسی ناگرا) میں بھگوان بدھ قریب المرگ تھے، یہ خبر ”ملاؤں“ تک پہنچائی گئی۔ اس وقت ان کا اجلاس جاری تھا۔ وہ پارلیمانی نظام کے طریقۂ کار پر عمل کرتے تھے۔ انھوں نے طے کیا کہ اجلاس جاری رہے گا اور پارلیمانی کارروائی ختم ہونے کے بعد ہی ’کسمیرا‘ کے لئے روانہ ہوں گے۔ یہ اور ایسے کئی واقعات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ’پارلیمانی نظام‘ ہمارے لئے نیا نہیں۔

طریقۂ کار :

پارلیمانی نظام کے طریقۂ کار سے متعلق بے شمار اُصول ہیں۔ زیادہ تر مے (MAY) کے مُرتب کردہ اصولوں پر عمل کیا جاتا ہے۔ ایک اصول جو ہر پارلیمانی نظام میں اپنایا جاتا ہے، یہ ہے کہ تحریک کے بغیر کسی مسئلہ پر بحث نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی سوال پر بحث نہیں ہوتی۔ قدیم زمانے میں ہمارے یہاں اس اُصول پر عمل کیا جاتا تھا۔ مزید برآں خفیہ رائے دہندگی کا طریقہ بھی ہمارے لئے نیا نہیں۔ بُدھشٹ سنگھوں میں یہ طریقہ رائج تھا۔ اُن کے بیلٹ پیپر ”سلاتیر یکا گراہکاس“ کہلاتے تھے۔ بدقسمتی سے ہم اس عظیم روایت کو کھو چکے ہیں۔ ہمارے مورخوں کے لئے یہ حل طلب مسئلہ ہے کہ آخر یہ پارلیمانی ادارے ہماری سرزمین سے غائب کیوں ہو گئے؟ لیکن مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یا تو وہ ایسا کر نہیں سکتے یا پھر وہ کرنا نہیں چاہتے — قدیم ہندوستان، دنیا کا صفِ اول کا ملک تھا اس زمانے میں جو ذہنی آزادی حاصل تھی وہ کہیں اور نہیں پائی جاتی تھی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا وہ تمدّن باقی نہیں رہا؟ کیوں ہندوستان پر مطلق العنان شہنشاہیت مُسلط ہوئی؟ ہم پارلیمانی اداروں سے واقف تھے۔ آج پارلیمانی طرزِ حکومت ہمارے لئے نئی بن گئی ہے آج اگر ہم دیہاتوں میں جاتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے دیہاتی ”ووٹ“ اور ”پارٹی“ جیسے ناموں سے ناواقف ہیں۔ انھیں یہ ایک انوکھی چیز لگتی ہے۔ آج پارلیمانی اداروں کی بقاء ہمارے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ عوام کو پارلیمانی طرزِ حکومت سے متعلق مکمل معلومات فراہم کریں اور انھیں اس طرزِ حکومت کے فوائد سے روشناس کرائیں۔ پارلیمانی طرزِ حکومت کی جو تعریف بیزٹ (BAZZOT) نے کی ہے اس سے ہم واقف ہیں لیکن آج اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس طرزِ حکومت کی تین خوبیاں ہیں۔

تین اہم خوبیاں :

پارلیمانی طرزِ حکومت میں وراثتی راج نہیں ہوتا اس میں حاکم عوام کا منتخب کردہ فرد ہونا چاہیئے۔ دوسرے لفظوں میں اسے عوام کی پوری حمایت حاصل ہونی چاہیئے۔ پارلیمانی نظامِ حکومت میں وراثتی راج کی گنجائش نہیں۔

دوسری خوبی اس طرزِ حکومت کی یہ ہے کہ عوام سے متعلق کوئی بھی قانون عوام کے منتخبہ عام اشخاص کی مرضی کے بغیر وضع نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بھی فرد واحد یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ خود قانون بنا سکتا ہے اور حکومت کر سکتا ہے۔ تمام

انین پارلیمنٹ میں عوام کے نمائندے وضع کرتے ہیں۔ یہ عوام ہی ہیں جو ام اشخاص کو مشورہ دے سکتے ہیں جن کے لئے قانون وضع کیا جاتا ہے۔ یہی فرق ہے آمریت اور جمہوری طرز حکومت میں۔ آمریت میں دشاہ یا شہنشاہ مطلق العنان ہوتا ہے تمام امور سلطنت اس کے م سے انجام پاتے ہیں۔ جمہوریت میں امور ریاست' ملک کے سربراہ ے نام سے چلائے جاتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں عنان حکومت وام کے نمائندوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ عوام کے منتخب کردہ ائندے سربراہ کے نام پر حکومت چلاتے ہیں۔

اس طرز حکومت کی تیسری اور آخری قابل ذکر خوبی یہ ہے کہ وام کے منتخب کردہ نمائندوں کو جنہیں ریاست کے سربراہ کے شیر وصلاح کار کہا جا سکتا ہے۔ معینہ مدت کے بعد دوبارہ عوام اعتماد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ پہلے برطانیہ میں عام انتخابات ات سال کے عرصہ کے بعد ہوتے تھے۔ چارٹسٹس (CHARTISTS) وں نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔ وہ سالانہ انتخابات چاہتے ھے۔ ان کے اس مطالبہ کے پیچھے جو مقصد کارفرما تھا وہ بڑا ہی بل تعریف ہے گو کہ ایسا کرنا ممکنات میں سے نہیں لیکن اگر ما کیا جاتا تو یہ عوام کے لئے بڑی خوش آئند بات ہوتی۔ پارلیما تخابات پر کافی سرمایہ خرچ کرنا ہوتا ہے لہذا ۵ سال کی مدت پر اق کیا گیا۔

دو ستون:

پارلیمانی طرز حکومت کو محض زبانی جمع خرچ کے ذریعہ حکومت نے کا طریقہ سمجھنا غلط ہوگا۔ اس طرز حکومت کے دو ستون ہیں، ہیں ۱۔ حزب مخالف اور ۲۔ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات۔

گذشتہ ۲۰ - ۳۰ سالوں سے ہم صرف ایک سیاسی پارٹی ے زیر اثر ہیں۔ پارلیمانی جمہوریت کی ٹھیک سے کارفرمائی کے لئے ب مخالف کی ضرورت اور اہمیت کو ہم تقریباً فراموش کر چکے ۔ ہم سے ہمیشہ یہی کہا گیا ہے کہ مخالفت یا حزب مخالف بُری چیز جہاں ہم پھر یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری قدیم تاریخ ہمیں کیا ھاتی ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں 'وید' اور 'سمرتی' کی ترجمانی ے کے لئے "نیندھ کار" موجود تھے۔ وہ اشلوک اور سوتروں کی ہر بیان کرتے وقت پہلے "پُروا پکش" یعنی سوال کے ایک رخ پر نی ڈالتے اور بعد میں "اتر پکش" یعنی دوسرے رُخ کو زیر بحث لاتے تھے۔ اس طرح وہ یہ احساس دلاتے تھے کہ یہ سوال کوئی معمولی نہیں بلکہ متنازعہ فیہ ہے، اس پر بحث کی جا سکتی ہے اور اس سلسلے میں شک وشبہات کی گنجائش بھی ہے۔ بعد ازاں وہ "ادھیکرن" یعنی دونوں رُخوں کا تنقیدی جائزہ لیتے تھے۔ بالآخر وہ 'سدّھانت' یعنی اپنا فیصلہ سُناتے تھے۔ اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ ہمارے پراچین گرو بھی دو پارٹی نظام حکومت کو مانتے تھے۔

پارلیمانی جمہوریت میں اگر کسی مسئلہ کے دو رُخ ہوں تو عوام کو دونوں رُخوں سے واقفیت حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ لہذا جمہوری نظام کو چلانے کے لئے حزب مخالف بے حد ضروری ہے۔ حزب مخالف کو آزاد سیاسی زندگی کی کلید کہا جا سکتا ہے اس کے بغیر جمہوریت کا تصوّر نہیں کیا جا سکتا۔ پارلیمانی نظام حکومت کے علمبردار دو ممالک برطانیہ اور کنیڈا میں اس کی اہمیت کو سمجھا گیا ہے وہاں حزب مخالف کے رہنما کو حکومت تنخواہ دیتی ہے وہ حزب مخالف کو ایک ضروری چیز سمجھتے ہیں۔ ان ممالک کی رائے ہے کہ حزب مخالف کو بھی حکومت کے معاملے میں چوکس رہنا چاہئے، ممکن ہے کہ حکومت بعض حقائق کو چھپانے کی کوشش کرے یا پھر صرف یک طرفہ پروپیگنڈا شروع کر دے۔ لیکن ان دو ممالک میں حزب مخالف کی وجہ سے حکومت ایسا نہیں کر سکتی۔

آزادانہ ومنصفانہ انتخاب:

آزادانہ ومنصفانہ انتخاب، پارلیمانی جمہوریت کا دوسرا ستون ہے۔ سماج میں خون خرابے کے بغیر پُرامن طریقے سے ایک پارٹی سے دوسری پارٹی کے ہاتھوں میں اقتدار کی منتقلی کے لئے آزادانہ و منصفانہ انتخابات بے حد ضروری ہیں۔ زمانۂ قدیم میں ایک راجہ کے انتقال پر محل میں ایک خون ضرور ہوتا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ بھی یہی رہی ہے' اس سے آزادانہ و منصفانہ انتخابات کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ عوام کو یہ پورا اختیار ہونا چاہئے وہ جسے چاہیں اسے مجلس قانون ساز میں بھیجیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا برسر اقتدار سیاسی پارٹی حزب مخالف کو پنپنے دے گی؟ کانگریس کسی طرح حزب مخالف نہیں چاہتی۔ کانگریس متفرق مکتبۂ فکر کے افراد کو ایک چھت کے نیچے لانا چاہتی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس ملک کی سیاسی زندگی میں یہ رجحان اچھا ہے؟ پھر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات

کیسے ہوں ؟

ہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ بڑے سرمایہ دار بھی اس ملک کی سیاست میں ایک بڑا رول ادا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ان سرمایہ داروں کی جانب سے کانگریس کو بطور عطیہ دی جانے والی رقم بڑی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر اہل زر کسی سیاسی پارٹی کے الیکشن فنڈ میں عطیات دے کر انتخابات پر اثر انداز ہونے لگیں تو آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اگر وہ پارٹی انتخاب جیت جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ یہ سرمایہ دار اس سے رعایت کے طالب ہوں گے، اس پر اثر انداز ہوں گے اور یہی چاہیں گے کہ قانون ان کے حق میں ہوں اور وہ خوب فائدہ اٹھا سکیں۔ میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان حالات کے تحت پارلیمانی طرز حکومت میں عوام کے مفاد کی حفاظت کی جا سکتی ہے ؟ میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ مہابھارت میں کورو اور پانڈو کی جنگ میں 'بھیشما' اور 'درونا'، کورو کے ساتھ تھے۔ پانڈو حق پر تھے جبکہ کورو حق پر نہیں تھے۔ بھیشما کو اس کا احساس تھا، جب کسی نے اس سے پوچھا کہ وہ کیوں کورو کے ساتھ ہے جبکہ وہ حق پر نہیں ہیں تو اس نے جواب دیا " مجھے نمک حلال ہونا چاہیئے۔ اگر میں نے کوروں کا دیا ہوا کھایا ہے تو مجھے ان کا ساتھ دینا ہوگا چاہے وہ حق پر نہ ہوں "۔

آج یہی ہو رہا ہے۔ کانگریس بنیوں، مارواڑیوں اور دوسرے سرمایہ داروں سے مالی امداد لے رہی ہے، چونکہ کانگریس " ان کا دیا ہوا کھا رہی ہے لہذا یہ صاف ظاہر ہے کہ ہر نازک وقت پر کانگریس کو ان کا ساتھ دینا ہوگا "۔

طلبہ سے اپیل :

ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ سرکاری ملازم بھی اسی برسر اقتدار سیاسی پارٹی کی حمایت میں انتخابات پر اثر انداز ہوتے ہیں جو انھیں اور ان کے بال بچوں کا پیٹ بھرتی ہے اور یہ کوئی اور نہیں بلکہ شیاما پرشاد مکھرجی ہی تھے جنھوں نے دہلی میں بھارتیہ جن سنگھ کے افتتاحیہ اجلاس میں سرکاری ملازمین پر الیکشن کے دوران کانگریس کی مدد کرنے کا کھلا الزام لگایا تھا اور ایسے الیکشن کو باطل قرار دیا تھا۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں پارلیمانی جمہوریت کامیاب ہو سکتی ہے ؟

اگر اس ملک میں پارلیمانی جمہوریت ناکام ہوتی ہے اور میری بیان کردہ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر اس کا ناکام ہونا یقینی ہے تو نتیجتاً بغاوت، تراج اور کمیونزم ہی رونما ہوگی۔ اگر برسر اقتدار حضرات یہ نہیں سمجھتے کہ عوام موروثی اقتدار کو گوارہ نہیں کرینگے تو یہ ملک کہیں کا نہ رہے گا۔ ایسی صورت میں شاید کمیونزم آجائے اور روس حاوی ہو جائے۔ پھر ہماری شخصی آزادی اور حریت جاتی رہے گی یا پھر برسر اقتدار پارٹی کی ناکامی پر عوام کا ناراض طبقہ بغاوت شروع کر دے اور تراج پھیل جائے۔

معزز حضرات !

میں چاہتا ہوں کہ آپ ان امکانات اور خدشات کو شدت سے محسوس کریں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں پارلیمانی جمہوریت اور پارلیمانی نظام حکومت برقرار رہے، ہمیں اظہار خیال، تقریر اور عمل کی آزادی حاصل رہے، ہماری آزادی ہر طرح محفوظ رہے اور ہم انفرادی آزادی کے فطری حق سے کبھی محروم نہ ہوں، تو بحیثیت طالب علم اور سمجھدار افراد آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ صحیح معنوں میں پارلیمانی نظام حکومت برقرار رکھنے کیلئے ہر طرح کوشش کریں۔

آخر میں، میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے آپ سے خطاب کرنے کا موقع دیا۔

***

یوتھ فورم

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی، معاشی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک 'صفائی' مہم، چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں :

ایڈیٹر قومی راج، نیوا بڈ منسٹریٹو بلڈنگ ۱۵ داں منزلہ، مقابل منترالیہ

بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ڈاکٹر امبیڈکر کی تصنیفات

(1) " The Problem of the Rupee, It's Origin and Its Solution." (P. S King & Sons Ltd , London, 1923)

(2) " The Evolution of Provincial Finance in British India " (P. S King & Sons Ltd , London, 1925)

(3) " What Congress and Gandhi have done to the Untouchables ?" (Thacker and Co Ltd , Bombay, 1945)

(4) " Who were the Sudras ? How they came to be the Fourth Varna in the Indo-Aryan Society ? " (Thacker and Co Ltd , Bombay, 1946).

(5) " Pakistan or Partition of India." (Thacker and Co Ltd , Bombay, III Edition on 1946)

(6) " States and Minorities " (Thacker & Co. Ltd , Bombay, 1947).

(7) " The Untouchables, Who Are They ? and Why They Became Untouchables ? " (Amrit Book Co , New Delhi, 1948).

(8) " Maharashtra as Linguistic Province " (Thacker & Co. Ltd , Bombay, 1948).

(9) " Thoughts on Linguistic States " 1955.

(10) " Buddha & His Dhamma "

[*This book of Dr. Babasaheb Ambedkar was published by the Peoples' Education Society in 1957, after his Mahanirvan*]

(11) " The Rise and Fall of the Hindu Woman."

[Ambedhar Publications Society, Hyderabad-20, 1965]

(12) " Emancipation of the Untouchables " (Thacker & Co Ltd , Bombay, 1943)

Speeches And Compiled Works

(1) " Castes in India . Their Genesis, Mechanism and Development " (Indian Antiquary, Vol XXVI, 1917)

(2) " Annihilation of Caste : with a Reply to Mahatma Gandhi (Address before the Annual Conference of Jat-Pat-Todak Mandal, Lahore, 1935)

(3) " Speech before Boudha Gathering (Marathi). Reprinted from Dhammachakra, 1951 ".

(4) " Ranade, Gandhi and Jinnah Address Delivered on the 101st Birth Celebration of M G. Ranade " (Thacker & Co Ltd., Bombay, 1943).

(5) " Federation *Versus* Freedom " (Kale Memorial Lecture, Gokhale Institute of Politics and Economics, Poona-4, 1939)

(6) " On Parliamentary Democracy " (Hon Secretary, Poona District Law Library, Poona-5, 1952)

(7) " Small Holdings in India and their Remedies (A Paper Published in " the Journal of Indian Economic Society ", 1918)

(8) " G I P Rly Depressed Class Worker's Conference " Manmad, 1938

(9) " Address to Session of A I S C F Communal Deadloc and a Way to Solve It " (Bombay, 1945)

(10) " Labour and Parliamenta Democracy " , 1943

(11) " Buddhism and Communism " (Speech), 1956.

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر
کی
تاریخ زندگی

۱۴ اپریل ۱۸۹۱ء	مدھیہ پردیش میں مہو کے مقام پر پیدا ہوئے۔
۱۹۰۰ء	گورنمنٹ سیکنڈری اسکول، ستارا میں داخل ہوئے۔
۱۹۰۸ء	بمبئی یونیورسٹی سے میٹریکولیشن کیا اور ایلفنسٹن کالج میں داخلہ لیا۔ پہلی شادی ہوئی۔
۱۹۱۲ء	ایکنامکس اور پالیٹکس کے ساتھ بی۔اے، پاس کیا۔
۱۹۱۵ء	ایم۔اے، پاس کیا۔
۱۹۱۷ء	کولمبیا یونیورسٹی نے آپ کو پی۔ایچ ڈی، کی ڈگری عطا کی۔ ہز ہائینس مہاراجہ بڑودہ کے ملٹری سکریٹری مقرر ہوئے۔
۱۹۱۸ء	سڈنہم کالج، بمبئی میں پالٹیکس اور ایکنامکس کے پروفیسر رہے
۱۹۲۰ء	ہفتہ وار اخبار ''موک نائیک'' جاری کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے برطانیہ گئے۔
۱۹۲۱ء	بیرسٹری کے لئے ''گریز اِن'' میں شامل ہوئے۔
۱۹۲۳ء	بیرسٹر بنے۔ بمبئی صوبائی قانون ساز کی رکنیت حاصل کی۔
۱۹۲۷ء	مہاڈ میں 'چودھر تالاب ستیہ گرہ' کی۔ ''بہشکرت بھارت'' نامی ہفت روزہ رسالہ جاری کیا۔
۱۹۲۸ء	گورنمنٹ لاء کالج میں پروفیسر۔ سائمن کمیشن کی بمبئی صوبائی کمیٹی کے رکن ہوئے۔

۱۹۳۰ء ناشک میں کلارام مندر ستیہ گرہ ، ہفت روزہ اخبار "جنتا" جاری کیا۔

۱۹۳۲ء دستورِ ہند میں ترمیم کے لئے جائنٹ ممبر کمیٹی کی رکنیت قبول کی۔

۱۹۳۵ء گورنمنٹ لا، کالج، بمبئی کے پرنسپل مقرر ہوئے۔

۱۹۳۶ء ایک آزاد لیبر پارٹی قائم کی۔

۱۹۳۹ء بمبئی لیجسلیچر کے ممبر بنے۔

۱۹۴۱ء بودھ جن پنچایت سمیتی (مہار دینائیتی پنچایت سمیتی) قائم کی۔

۱۹۴۲ء آل انڈیا شیڈول کاسٹ فیڈریشن کا قیام

۱۹۴۵ء پیوپلز ایجوکیشن سوسائیٹی قائم کی۔

۱۹۴۶ء گورنر جنرل ایکزیکیٹو کونسل سے استعفیٰ۔ انگلینڈ روانہ ہوئے۔

۱۹۴۷ء پنڈت جواہر لال نہرو کی مرکزی کابینہ میں وزیر قانون بنائے گئے۔ مسودہ دستور کمیٹی کے چیرمین مقرر ہوئے۔

۱۹۴۸ء دوسری شادی۔

۱۹۵۰ء میلنڈ کالج قائم کیا۔ دستور ہند پیش کیا۔ کولمبو میں منعقدہ عالمی بدھسٹ کانفرنس میں بحیثیت نمائندہ شرکت کی۔

۱۹۵۲ء راجیہ سبھا کے ممبر، کولمبیا یونیورسٹی نے "ایل۔ ایل۔ ڈی" کی اعزازی ڈگری عطا کی۔

۱۹۵۳ء سدھارتھ کالج آف کامرس اینڈ ایکنا مکس قائم کیا۔ عالمی بدھسٹ کانفرنس میں شرکت کے لئے رنگون گئے۔

۱۹۵۵ء بھارتیہ بودھ مہا سبھا قائم کی۔

۱۹۵۶ء سدھارتھ کالج آف لاء قائم کیا۔ بودھ دھرم قبول کیا۔ آپ کے حامیوں کی عام تبدیلیٔ مذہب۔ کھٹمنڈو میں عالمی بدھسٹ کانفرنس میں شرکت کی۔

۶؍ دسمبر ۱۹۵۶ء مہاپری نروان
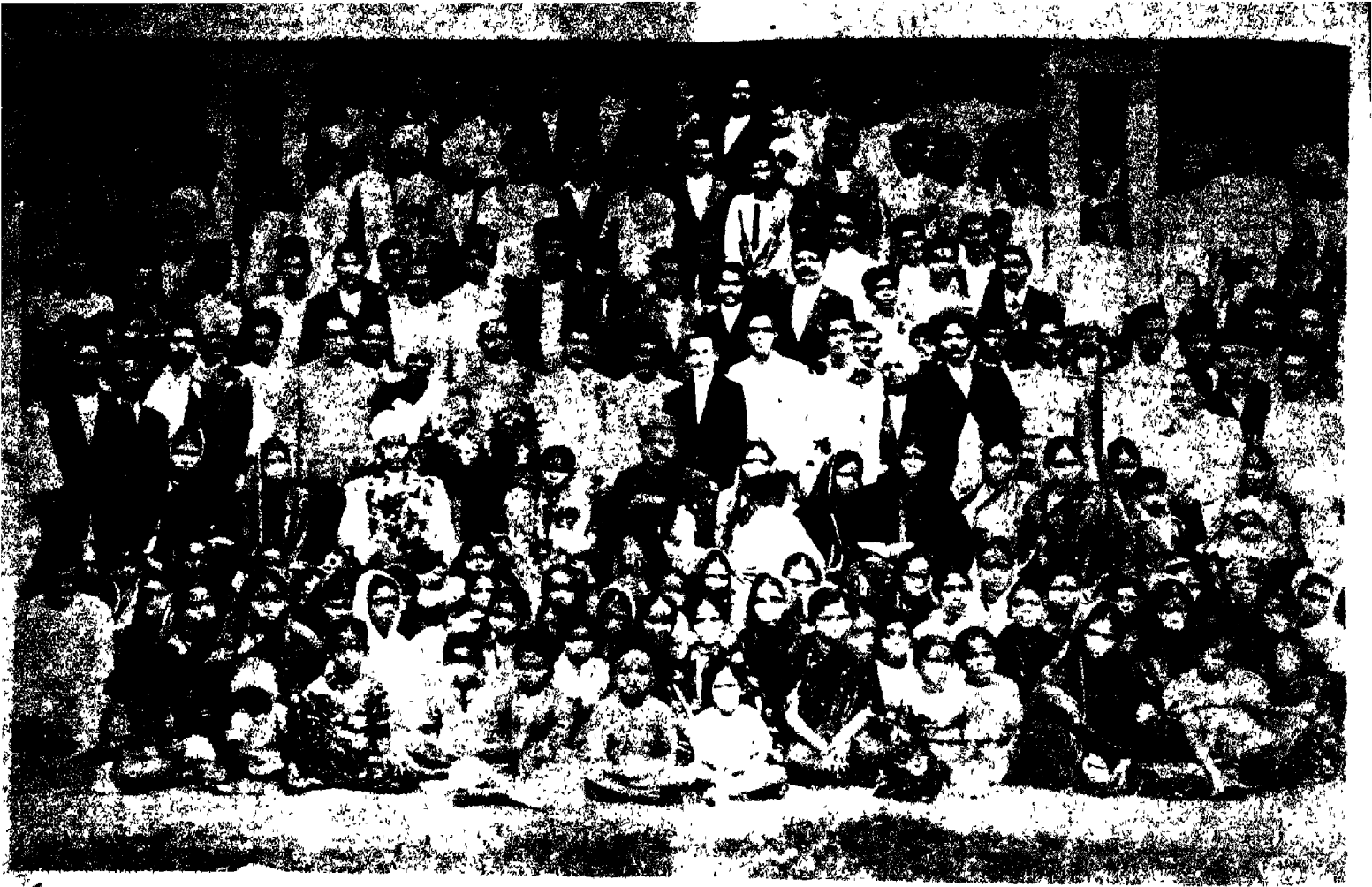
۲۹ جون ۱۹۲۹ء کو منعقدہ، مہار برادری میں ویدک رسم کے مطابق، مثالی اجتماعی شادی کی تقریب، دوسری قطار میں ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر، ڈاکٹر سولنکی، شری آر. بی. بولے، شری [illegible] بابا آڈریکر، بابا جادھو، دادا گائیکواڑ اور دیگر۔ پہلی قطار میں رمابائی امبیڈکر۔
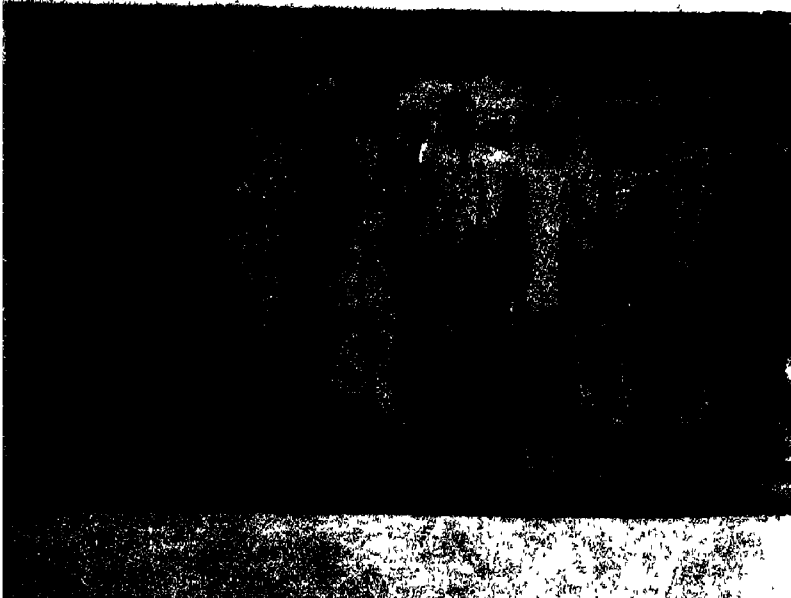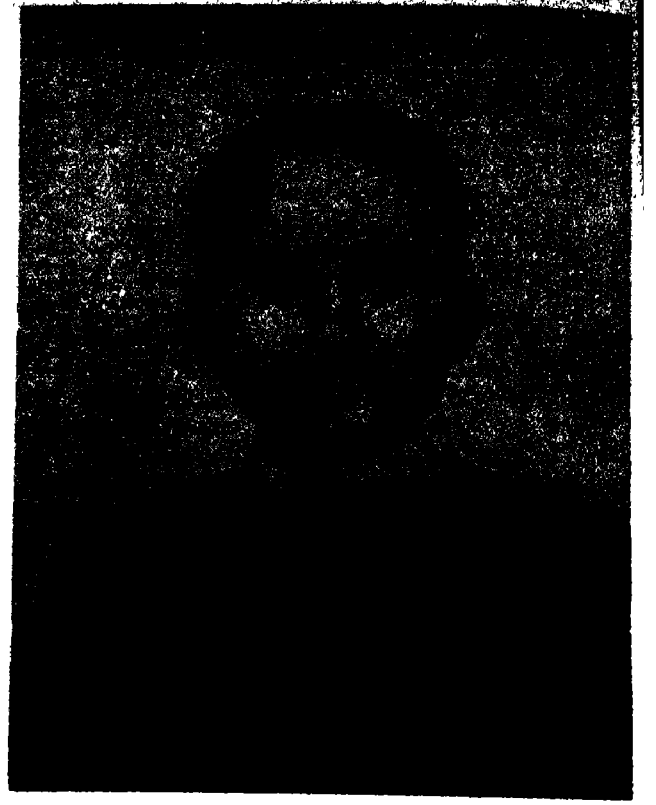
ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے والد بزرگوار رام جی مالوجی

ڈاکٹر بابا صاحب کانسٹی ٹیوئنٹ اسمبلی کے اجلاس میں جاتے ہوئے

ڈاکٹر امبیڈکر
اپنے
کارکنوں
کے ساتھ

ڈاکٹر امبیڈکر کی ۶۰ ویں سالگرہ کی تقریب کا منظر

بمبئی کے فورٹ علاقے میں واقع سدھارتھ کالج بلڈنگ
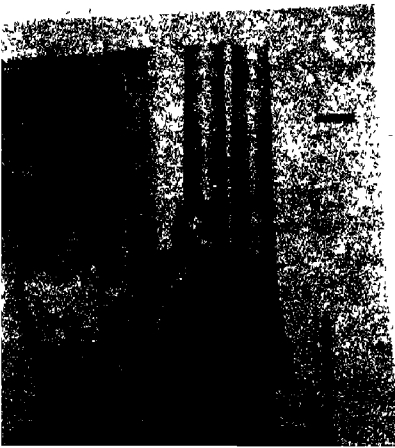
سابق صدر آنجہانی ڈاکٹر راجندر پرشاد اور ڈاکٹر

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کے آخری دیدار کے
واقع آپ کی رہائش گاہ "راج گرہہ" پہ لوگوں کا ہجوم

... ڈاکٹر امگ... اداری کے ساتھ

بھاؤراؤ پاٹل، گاڈگے مہاراج اور ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

ڈاکٹر امبیڈکر اپنے رفقاء کے ساتھ

ضلع پونے کے کورے گاؤں میں واقع "یادگار فتح ستون" کے
احاطے پر ڈاکٹر امبیڈکر اپنے مددگاروں کے درمیان تشریف فرما ہیں۔

دادر کے "چیتیہ بھومی" پر ڈاکٹر امبیڈکر کی چتا کی راکھ
کے لئے آئے ہوئے لوگوں کا ہجوم

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر، بیرسٹر جناح ، رام

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی مراٹھی تحریر کا عکس

انشائیہ

جُونا بازار

• اثر فاروقی
جونا بازار، اورنگ آباد
(مہاراشٹر)

میرے تعارف کی قطعاً ضرورت نہیں کہ دراصل مجھے ھی جُونا بازار کہتے ھیں۔ ویسے میرے نام سے کسی کو اس غلط فہمی میں مُبتلا ھونے کی قطعی گنجائش نہیں کہ میرا نام کسی مہاراجہ، شہنشاہ یا صوبیدار کے نام پر رکھا گیا ھو۔ یوں بھی نام میں رکھا ھی کیا ھے، بات تو کام سے بنتی ھے

جُونا بازار یعنی پُرانا بازار ۔ جب شہر میں تین موجود ھوں تو نیا بازار بھی موجود ھونا ھی چاھیئے۔ مگر ان بازاروں کی دریافت یا تلاش کے لئے کسی چینی سیّاح فاھیان یا ابن بطوطہ کے سفرناموں کے حوالوں کی ضرورت نہیں اور نہ ھی کسی کولمبس کو یاد کرنے کی ضرورت ھے کہ، آجکل ھر بازار مینا بازار بنا ھوا ھے، جہاں زندگی اپنی رنگ برنگی جدّت اور شوخی کے ساتھ جلوہ افروز نظر آتی ھے کہ، فی زمانہ شوخی و جدّت یا تو بازاروں میں ملتی ھے یا اخباروں میں ۔

بزرگ لوگوں نے کہا ہے کہ پُرانا ہے تو سونا ہے یعنی اولڈ از گولڈ محاورے اور کہاوتیں سکے ہیں آج بھی سونے کے سکے کے مانند جاری ساری ہوں. مگر اس حقیقت سے سبھی روشناس ہیں کہ آج کل سونے کی مہنگائی نے مہنگائی کے انتہائی تصوّر کو بھی چکنا چور کر دیا ہے۔ اور غالباً یہی وجہ ہے کہ لوگ اب سنہرے خواب نہیں دیکھتے۔ ویسے سنہری خواب دیکھنا کوئی بری بات نہیں مگر مشکل یہ ہے کہ یہ خواب صرف تیلگی کلر ہی نہیں معلوم ہوتے بلکہ سینما ڈزن فلم بن جاتے ہیں. جو صرف پردے پر بھلی معلوم ہوتی ہے اب انسان نے اس حقیقت کو پالیا ہے کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی مگر نفسیاتی اعتبار سے آج کل کے عام انسان کے اس "نروان" اور گوتم بدھ کے نروان میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہ گوتم بدھ کے نروان میں ایک عظیم مقصد پوشیدہ تھا۔ اس میں ایثار و قربانی کا ایک جذبہ تھا جس نے گوتم بدھ کو تخت، تاج اور دنیا کی تمام ترنعمتوں کو مسترد کرنے پر مجبور کر دیا تھا. مگر ہمارے عہد کے انسان کے عرفان اور آگہی میں اس کی بے بسی اور بے بضاعتی پوشیدہ ہے کہ اس کے حالات کی سیڑھی کی پہنچ کی لمبائی اتنی نہیں ہے کہ وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کر سکے۔ اس لئے وہ ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھ کر اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ ویسے یہ کیا کم ہے کہ اس نئی آگہی نے اسے حقائق کو تسلیم کرنے کا عادی بنا دیا ہے ۔

اس بات کا پتہ چلانا مشکل ہے کہ میں کبھی کوئی سونے کی کان تھا یا نہیں کہ میری ہڑپہ اور موہنجوارو یا ایلورہ و اجنتا کی مانند کھدائی نہیں ہوئی مگر یہ حقیقت ہے کہ میرے پاس ابتدا ہی سے علم کی سونے کی کان رہی ہے جیسے ماضی میں عثمانیہ کالج کہا جاتا تھا اور جو مرہٹواڑہ کے پانچوں اضلاع کیلئے علم و فن کا مرکز تھا اور جہاں اہل علم اور ہنرمندوں نے اپنی ذہانت اور محنت کے ایسے کرشمے دکھائے کہ ان کے اثرات آج بھی آثار قدیمہ کی مانند محفوظ ہیں۔ گو کہ یہ آثار شکستہ ہیں مگر ان کی افادیت اور اہمیت آج بھی مضبوط اور مستحکم ہے کہ عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو ہیں مگر خیالات اور افکار کی بنیادیں کبھی منہدم نہیں ہوتیں

اور نہ انہیں مسمار کیا جا سکتا ہے۔ جب اس کالج کا نام آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی پروفیسر ابراہیم اور مولوی محمد صابر کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے۔ یہی وہ درسگاہ ہے جس سے بابائے اردو مرحوم ڈاکٹر عبدالحق کا گہرا تعلق رہا ہے۔ وہ مولوی عبدالحق جن کے کارہائے نمایاں نے صرف اس درسگاہ کی ہی نہیں بلکہ میری شہرت میں بھی چار چاند لگائے ہیں۔ انجمن ترقی اردو ہند، اردو باغ، اردو پریس اور مولوی عبدالحق کی اردو زبان وادب سے والہانہ عقیدت و محبت کے کئی روشن باب آج بھی میرے ماضی کے ایسے نقوش ہیں جنہیں تاریخ کے صفحات سے مٹایا نہیں جا سکتا۔ آج بھی مجھے مولوی عبدالحق کے ان عظیم قدموں کی چاپ محسوس ہوتی ہے۔ جب وہ اس درسگاہ سے نکل کر اپنے علمی میدان اردو باغ جایا کرتے تھے جہاں سے میرے شہر کی ایک تاریخی یادگار بی بی کا مقبرہ چند قدموں کے فاصلے پر ہی ہے۔ میں ہمیشہ مولوی صاحب کے ساتھ ساتھ چپ چاپ اردو باغ گیا ہوں مگر کمال ہی ہے کہ اس کا احساس مولوی عبدالحق کو کبھی بھی نہ ہو سکا جبکہ میں نے واپسی پر عظیم اور عہد ساز شخصیت کے بارے میں ہمیشہ یہی محسوس کیا کہ

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اردو کے سلسلے میں لوگ دعوے تو بہت کرتے ہیں مگر عمل کے میدان میں ان کی حیثیت کسی اونے سے زیادہ نہیں ہوتی مگر چونکہ میں اس حقیقت سے واقف ہوں کہ دعوے برائے نمود اہمیت نہیں رکھتے کہ ان کا کھوکھلا پن جلد ہی ظاہر ہو جاتا ہے اس لئے بھلے ہی آپ اسے میرا انکسار کہیں یا عجز، مگر یہ حقیقت ہے کہ میں نے ساری عمر یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا کہ بابائے اردو سے میرا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے جب کہ یہ ایک ناقابلِ تردید صداقت ہے کہ ان کے قدموں کے نقوش آج بھی میرے سینے پر محفوظ ہیں۔

عثمانیہ کالج ہی وہ سونے کی کان ہے جس کے ماہر صناعوں نے اورنگ آباد میں انجمن ترقی اردو کے قیام کے بعد اس کے رنگ و روغن کا کام کیا تا کہ اردو کی چمک دمک میں کسی قسم کا فرق نہ آسکے۔ مگر زمانے کے انقلابات اور تغیرات سے اب یہ رونق ماند پڑ گئی ہے کہ اب مولوی عبدالحق جیسی لگن، تڑپ اور عظیم مقاصد کے حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کا جذبہ مفقود ہو چکا ہے اور اس انقلابی تبدیلی کا نتیجہ ہے کہ ایک بار ایک طالب علم نے اردو کے استاد سے نہایت معصومیت کے ساتھ دریافت کیا کہ جناب "راستی" کے کیا معنی ہیں تو اسے جواب ملا کہ "چھوٹا راستہ" اس جواب کا ملنا تھا کہ وہ طالب علم جو فی الحقیقت راستی پر تھا، زندگی کی ہمہ مقصدیت کا قائل ہو کر بھول بھلیوں میں ایسا گم ہوا کہ آج تک اس کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ یہی عثمانیہ کالج جو اعلیٰ تعلیم کے لئے پورے مرہٹواڑہ کا واحد مرکز تھا اب ملٹی پرپز ہائی اسکول میں تبدیل ہو گیا ہے یعنی ہمہ مقصدی درسگاہ میں ویسے علم کی کاٹ ہمہ مقصدی ہو تو ہی بہتر ہوتا ہے ورنہ سند یافتہ حضرات اکثر بے روزگاری میں اضافے کا باعث بن جاتے ہیں۔

بیشتر شہروں کے ناموں کی جب تاریخ نہیں ملتی تو میری وجہ تسمیہ میں جانا بے سود ہے اس لئے اگر لوگ "جونا بازار" کہتے ہیں تو ٹھیک ہی کہتے ہوں گے کہ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھا گیا ہے۔ ویسے یہ اور بات ہے کہ بہت سوں کی آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز محسوس ہوتی ہے۔ یوں بھی یہ آواز طوطے کی بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اسے زیادہ سے زیادہ طوطے کی رٹ قرار دیا جا سکتا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ کسی زمانے میں میرا طوطی بولتا تھا کہ اس مرکزی شہر کے اہم ترین اور اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز رہنے والے جتنے بھی افراد ہوئے ہیں خواہ پھر وہ صوبیدار رہے ہوں یا گورنر، میرے ہی سہارے عید گاہ تک پہنچے ہیں۔ ہاں مجھے یاد آیا کہ اس کارواں میں اورنگ زیبؒ، ولی دکنی، سراج کے علاوہ کئی اور ممتاز ہستیاں شامل رہی ہیں۔ میرے شہر کی یہ روایت آج بھی قائم ہے اور میرے شہر کی ملی جلی تہذیب کا یہ کارواں آج بھی عیدوں کے موقعوں پر ہمیشہ ہی رواں دواں رہتا ہے اس قافلے میں بلا لحاظ مذہب و ملت آج بھی اس علاقے کے حکام شامل ہو کر میرے شہر کی اس قدیم اور قابل تقلید روایت کا احیاء کرتے ہیں کہ کبھی ان روایات کی پاسداری سید شاہ نور الدین حسینی جیسے بزرگ بھی کیا کرتے تھے جو میری آغوش میں آرام فرما ہیں۔

میری اسی قیام گاہ میں ہیڈ پوسٹ آفس یعنی صدر ڈاکخانہ اور تحصیل آفس بھی موجود ہے خطوط رسانی کے جدید ترین نظام نے گو کہ کبوتروں اور برق رفتار گھوڑوں کے ذریعہ پیغام رسانی کے نظام کو باطل قرار دیدیا ہے مگر جب اتفاق سے کوئی خط نہایت تاخیر سے اپنی منزل تک پہنچتا ہے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ پُرانا نظام لوٹ آیا ہے اور اگر اتفاق سے یہ خط کسی معشوق کا ہو تو اس کی رفتار کبوتروں سے بھی سست معلوم ہوتی ہے۔ یہ کوئی غرور و تکبر کی بات نہیں بلکہ اظہار حقیقت ہے کہ میں میرے شہر کے لئے ناگزیر ہوں کہ ہندوستان بھر کے ہر چھوٹے بڑے شہر سے رابطے کا میں ہی واحد ذریعہ ہوں میرا سلسلہ صرف ہندوستان تک ہی نہیں بلکہ اتنا طویل ہے کہ وہ دنیا کے ہر بڑے شہر سے ملا ہوا ہے کہ میں آپ کے پیغام کے ساتھ اپنی جگہ رہتے ہوئے بھی ہر اس مقام پر پہنچ جاتا ہوں جہاں تک آپکے محبت ناموں کی منزل ہوتی ہے۔ دراصل یہ میری وسعت اور بین الاقوامی پہنچ کی علامت ہے۔ مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ میں ایک ناگزیر مرکز ہوتے ہوئے بھی لامرکزیت کا شکار ہوں۔ حالانکہ ابلاغ، اظہار و ترسیل کا میں ایک اہم ترین وسیلہ ہوں کہ ریلوں اور بسوں تک پہنچنے کے لئے بھی مجھے عبور کرنا ضروری ہے۔

تحصیل آفس میں روزانہ ہی کئی افراد سات بارہ کے چکر میں گرداں نظر آتے ہیں۔ اگر شہر میں دیہات کا منظر دیکھنا ہو تو جونا بازار کی تحصیل کا ایک چکر کافی ہے جہاں غریب دیہاتی جن کی زندگی لہلہاتے اور سرسبز و شاداب کھیتوں کے لئے وقف ہے اپنے مقاصد کی تکمیل کی پگڈنڈیوں کی تلاش میں مصروف نظر آتے ہیں۔

میں نے کبھی بھی اپنے سرحدوں کی فکر نہیں کی کہ سرحدوں کا چکر لامحدود اور وسیع و عریض دنیا کو محدود کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ ویسے میرا ایک چھوٹا سا سلسلہ بڑی لین سے ہوتا ہوا جامع مسجد تک پہنچتا ہے۔ جس کی تاریخی عظمت و حیثیت اپنا ایک علٰحدہ وجود رکھتی ہے میرے اس سلسلے کو اگر آپ ذرا اور آگے بڑھائیں تو شہر کا حصار شروع ہو جاتا ہے یہی وہ فصیل ہے جو کسی زمانے میں شہر کی حفاظت کا ضامن ہوا کرتی تھی۔ میرے پڑوسی نے میری بزرگی کا خیال کر کے ہی اپنے آپ پر بڑھاپا طاری کر لیا ہے ورنہ یہ بات نہیں کہ بڈی لین بوڑھیوں کی لائین ہو۔ میرا ایک اور سلسلہ بارودگر نالے تک جاتا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ نام میں کیا رکھا ہے ورنہ نام کی تحقیق و جستجو آپ کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر سکتی ہے کہ کہیں اس نام سے بارود تو نہیں بنتی۔ اگر کہیں آپ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں تو صورتحال فی الواقعی بڑی دھماکو ہو سکتی ہے

میرے مغرب میں بھر کل یا بھڑکل دروازہ ہے جو تاریخی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے اور اگر ادھر سے میری طرف آنا ہو تو اس دروازہ کو سر کرنا ہی پڑتا ہے جس پر کبھی بڑی بڑی برچھیوں کے نہایت بڑے بڑے پٹ ہوا کرتے تھے۔ پتہ نہیں غالب اورنگ آباد آئے تھے یا نہیں۔ مگر گمان غالب ہے کہ اگر آئے ہونگے تو اس دروازہ کو بند دیکھکر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کر دیا ہوگا۔ اور انکا یہ شعر اسی ترک عزم کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

کہاں کا عشق وفا کیسی جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو

میری حیثیت تاریخی ہے یا نہیں، یہ ایک لاحاصل بحث ہے کہ جب میرا شہر اورنگ آباد ہی تاریخی شہر ہے تو مجھے اپنی تاریخی حیثیت کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ مجھے اور میرے آبا و اجداد کو بھی اس بات کا پتہ نہیں کہ ہمارے پاس نوادرات کے خزانے رہے ہیں یا نہیں۔ مگر زمانے کے انقلابات اور تغیرات کے باوجود آج بھی یہاں نوادرات موجود ہیں اور میری اہمیت محض اسی لئے ہے کہ یہاں انسان رہتے ہیں اور خدا نے آج تک اس دنیا میں انسان سے زیادہ نادر چیز پیدا کی ہی نہیں جو ازل سے موجود ہے اور ابد تک پُرانا نہیں ہوگی۔ اسی لئے میں پرانا ہوتے ہوئے بھی ہر عہد اور ہر روز میں نیا رہتا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں ہر اعتبار سے ہر زمانے میں میرے اپنے ہم وطنوں کے لئے ناگزیر ہوں۔

بیل گاڑیاں چلتی رہی ہیں، چلتی رہیں گی

★ فیروز اشرف
۸/۲۲، جے کرن، لبرٹی گارڈن
ملاڈ (ویسٹ)، بمبئی نمبر ۶۴۔۴۰۰

عراق اور ایران کی جنگ نے ایک بار پھر پیٹرولیم کے معاملے میں ساری دنیا کو فکرمند کردیا ہے۔ ویسے بھی گذشتہ چار، پانچ سال سے پیٹرولیم کی قیمت میں بتدریج اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ کل ملاکر دنیا میں پیٹرولیم کا مستقبل تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔ تیل کی پیداوار کرنیوالے ممالک کی آپسی جنگ نے حالات کو اور بھی مایوس کن بنادیا ہے۔ ان حالات میں آمدورفت کے سستے ذرائع کی تلاش بالکل قدرتی ہے۔ ٹرانسپورٹ کے علاوہ پیٹرولیم کے بازار پر گہری نظر رکھنے والے ماہرین رفتہ رفتہ سستے ٹرانسپورٹ کے متعلق سوچنے لگے ہیں اور اس طرح ان میں سے بہتوں کی نظر ہمارے قدیم اور خالص ہندوستانی ٹرانسپورٹ ”بیل گاڑی“ کی طرف اٹھنے لگی ہے۔

ویسے بھی ایک ایسے ملک میں جس کا بتیس (۳۲) لاکھ مربع کیلومیٹر رقبہ زیادہ تر پہاڑیوں، اونچی نیچی زمین، چٹانوں ندیوں اور جنگلات سے گھرا ہو، آمدورفت کو آسان بنانا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ حقیقت میں ملک کی جغرافیائی اور معاشی حالت کو دیکھتے ہوئے اسے سہل اور سستا بھی ہونا چاہیئے۔ اسے بآسانی چلایا جاسکے اور کاریگری کے حساب سے بھی وہ زیادہ دشوار نہ ہو۔ ایک تو ویسے بھی ہمارے ملک کا ایک بڑا حصہ ہر سال باڑھ اور طوفان کی زد میں

آجاتا ہے۔ سڑکیں بہہ جاتی ہیں۔ ریلوے لائن اکھڑ جاتی ہیں اور پگڈنڈیاں اپنا نام و نشان کھو بیٹھتی ہیں۔ ان حالات میں بھاری بھرکم ٹرک، لاریاں اور موٹر گاڑیاں فقط لوہے کا تودا ہی تو بن جاتی ہیں۔ ان کے لئے نہ صرف پٹرول ڈیزل، بلکہ اچھی اور پکی سڑکیں بھی درکار ہوتی ہیں۔ اگر سنجیدگی سے غور کریں تو طوفان اور باڑھ کے بعد بھی بیل گاڑیاں ایک کارآمد سواری نظر آتی ہیں نہ تو اچھی پکی سڑک کی ضرورت اور نہ ہی پیٹرل، ڈیزل کا جھنجھٹ۔ بس دو بیلوں کی جوڑی جوت کر ہنکا دیجئے۔

ملک کے تین ہزار چھوٹے بڑے شہروں، قصبات اور چھ لاکھ گاؤں کو ایک ساتھ اچھی اور پکی سڑکوں سے جوڑنا آسان کام نہیں ہے۔ فی الحال ہر ایک سو کیلو میٹر پر صرف چالیس کیلو میٹر سڑکیں ہی میسر ہیں۔ باقی علاقوں میں یا تو پگڈنڈیاں ہیں، یا وہ بھی نہیں ہیں۔ اب ان سنسان، دور دراز کے لوگوں سے کسطرح رابطہ قائم کیا جائے؟ ان کی ضرورتوں کا سامان، اناج سبزیاں وغیرہ کس طرح ان تک پہونچایا جائے۔ دوسرے دیکھ ہماری نظر میں بیل گاڑی پر ہی ٹکتی ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ بیل گاڑی آجکل صرف مذاق کا نشانہ بن کر رہ گئی ہے۔ بیل گاڑی کا نام سنکر لوگ مسکرا دیتے ہیں۔ ہمارے ترقی یافتہ سماج کے مذاق نے اس اہم سواری پر سے لوگوں کا دھیان ہٹا دیا ہے۔ حالانکہ ہر سال ملک میں دو لاکھ بیل گاڑیوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن ان کی بناوٹ اور شکل و شباہت میں کوئی زیادہ فرق نہیں آیا ہے۔ ان کے پہیوں پر چڑھائی جانے والی لوہے کی پال سڑکوں کو کاٹتی ہے۔ موٹر گاڑیوں کے مقابلے میں یہ نقصان دس گنا زیادہ ہے۔ اس سے ہر سال پچاس کروڑ روپئے کا نقصان ہوتا ہے۔ جوتے جانے والے بیلوں پر ہر ایک دن سینکڑوں مرتبہ چابک یا چھڑی برستی ہے۔ مار مار کر انھیں ادھ مرا کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت ملک میں کام کرنے والے ساڑھے سات کروڑ بیل ہیں، جبکہ ضرورت کے مطابق ہمیں دس کروڑ بیلوں کی ضرورت ہے۔ ان کی قیمت میں بھی لگاتار اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بارہ تیرہ سال پہلے بیلوں کی ایک جوڑی کی قیمت دو سو پچاس روپئے تھی۔ اب وہی جوڑی دو ہزار روپئے میں بک رہی ہے۔ اس کے علاوہ بیل گاڑی کے لئے اچھی نسل کے بیل ملنا بھی دشوار ترین مسئلہ ہے۔

بیل گاڑیوں کے سدھار کا کام سن ۱۹۳۵ء کے آس پاس ہی شروع ہوا تھا۔ اس حساب سے اب تک ہمارے یہاں ہلکی پھلکی، زیادہ مال ڈھونے والی بیل گاڑیوں کی اچھی خاصی تعداد ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن افسوس! سدھار کا کام بھی بیل گاڑی کی رفتار سے ہی ہوا۔ چالیسویں دہائی میں ڈنلپ کمپنی نے بیل گاڑیوں کے لئے لکڑی کے پہیوں کے بجائے ربر کے ٹائر بنائے۔ لیکن اس کا بھی استعمال بہت زیادہ نہیں ہو سکا۔ بعد میں ٹیوب انڈیا کمپنی نے فائر اسٹون کمپنی کے ساتھ ملکر کچھ اچھی مضبوط اور ہلکی گاڑیاں بنانی شروع کی۔ لیکن اس گاڑی میں معمولی گاڑی کی بہ نسبت زیادہ خرچ آتا تھا۔ یہ عام کسانوں کے دسترس سے باہر تھی۔ کسانوں کو عمدہ، مضبوط لیکن مہنگی گاڑیوں کے لئے قرض کی سہولت بھی نہیں تھی۔ اس طرح، اچھی بیل گاڑیاں صرف پنجاب، ہریانہ اور مہاراشٹر کے کچھ امیر کسانوں تک ہی محدود رہیں۔

سات آٹھ سال پہلے انڈین انسٹی ٹیوٹ، آف مینیجمنٹ، بنگلور کو مرکزی حکومت کی طرف سے ہلکی، تیز رفتار اور زیادہ مال ڈھونے والی بیل گاڑی کے ڈیزائن بنانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ بہت تحقیق کے بعد اسی ادارے نے ایک ڈیزائن بنایا لیکن اس گاڑی کی قیمت بھی روائتی گاڑی سے تقریباً نو سو روپے زیادہ ہے۔ البتہ دو بیلوں کی اس گاڑی میں ایک دو ٹن مال ڈھونے کی صلاحیت ہے اور اس کی کام کرنے کی مدت بھی دس پندرہ سال کی ہے۔ اس ادارے کی دو بیل گاڑیاں آجکل بنگلور کے قریب بطور ٹرائل ایک گاؤں میں استعمال کی جا رہی ہیں۔ مزید تین گاڑیاں بھی رائچور ضلع میں استعمال کی جا رہی ہیں۔ گاؤں میں ان نئی بیل گاڑیوں کا استعمال کس قدر آگے بڑھے گا، یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا ہے۔ ویسے اب تک ملک کی ڈیڑھ کروڑ بیل گاڑیوں میں سے قریب ایک لاکھ بیل گاڑیاں ہوا دار ٹائروں کی مدد سے چل رہی ہیں۔

حالات نے کئی صوبائی حکومتوں کو بھی مال ڈھونے کے

ئے بیل گاڑیوں کا محتاج کر دیا ہے۔ گذشتہ سال ٹرکوں ی کمی کے باعث مدھیہ پردیش میں بیس کروڑ روپئے ں لکڑیوں کی ڈھلائی نہیں کی جا سکی۔ اس واقعے نے وہاں پروجیکٹ بیل گاڑی کی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ کئی مقامات پر خصوصی طور پر بیل گاڑی بنانے والے کاریگروں کو چا مال، اوزار اور مناسب رقم عطا کی جائے گی۔ اب تک ہاں چالیس مراکز کھل چکے ہیں، جہاں ہر ایک سال تقریباً پنچ سو بیل گاڑیاں بنائی جائیں گی۔ ایک اندازے کے طابق ہر ایک گاڑی پر نوسو پچاس روپئے کا خرچ ئے گا، جسے ایک ہزار روپیئے میں فروخت کیا جائے ا۔

گذشتہ دنوں مہاراشٹر میں سانگلی کے کچھ نوجوان نجینیروں نے بھی زیادہ سے زیادہ مال ڈھونے والی بیل گاڑیاں نائیں ہیں۔ اپنی ایجاد کا نام انھوں نے بلوان بیل گاڑی یا ہے۔ ریاست کے بندرہ شکر کے کارخانوں میں اس وان بیل گاڑی کا استعمال کر کے دیکھا گیا کہ پکی سڑکوں پر ہ گاڑی باآسانی تین ٹن اور کچی سڑکوں پر ڈھائی ٹن ک مال ڈھو سکتی ہے۔ پگڈنڈیوں اور کھیتوں پر یہ گاڑی و ٹن مال آسانی سے ڈھوتی ہے۔

بمبئی میں بھی حال ہی میں اسٹیل کی ایک مضبوط بیل اڑی، "سال وِس" کے نام سے بنائی گئی ہے جو دس میل تک ین ٹن مال آسانی سے ڈھو سکتی ہے۔ لیکن اس کی قیمت قریباً چھ ہزار روپئے ہے۔ اس گاڑی کو الگ الگ کر کے سانی سے جوڑا جا سکتا ہے۔ پہیوں پر ٹیرانے ٹائر بھی سانی سے لگائے جا سکتے ہیں۔ سواری کے علاوہ اس اڑی کا استعمال تیل، دودھ اور دوسرے سیال ڈھونے کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔

ہمارے ملک میں بیل گاڑیوں کی مختلف شکلیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ دراصل اِن کی بناوٹ جغرافیائی حالات، بیلوں کی طاقت، قد اور جسمانی ساخت پر منحصر ہوتی ہے۔ ملک کی ساری بیل گاڑیاں دوسو پچیس کروڑ ٹن مال ڈھوتی ہیں۔ اور قریب دو کروڑ افراد بیل گاڑیوں کے سہارے گذر بسر کر رہے ہیں۔

انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بینک آف انڈیا چھوٹے کاریگروں کو کھیتی کا سامان بنانے کے لئے تقریباً ہر سال بیس کروڑ روپئے قرض دیتی ہے۔ اب اس میں سے آدھی رقم صرف بیل گاڑی بنانے کے لئے دی جائے گی۔ ایک سروے کے مطابق سارے ملک میں تقریباً ایک سو ڈیزائن کی بیل گاڑیاں بنائی جائیں گی۔ اس کے لئے ایک سو ساٹھ انجینیرنگ کالج کی مدد لی جا سکتی ہے۔ ڈیزائن بھی ایسی ہو کہ مقامی کاریگر اسے بنا سکیں۔ عمدہ نسل کے بیلوں کا بھی الگ سے انتظام کرنا ہوگا۔ ان سب سے بڑی بات تو ان کا کفایت ہونا ہے تاکہ غریب سے غریب کسان بھی انھیں آسانی سے خرید سکیں۔

میونخ کے ایک بین الاقوامی کانگریس میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ کے ڈائریکٹر جناب این ٹی۔ راماسوامی نے بیل گاڑی پر ساری دنیا میں سست رفتاری سے کام ہونے کے لئے انتظامیہ اور انجینیروں کو ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔ ان کے مطابق ساری دنیا کی معاشیات کا اسی فیصدی حصہ بیل گاڑیوں پر منحصر کرتا ہے۔ اس لئے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے۔ فورڈ فاؤنڈیشن نے بھی ایک مرتبہ بیل گاڑیوں کے سدھار کے لئے کچھ کرنا چاہا تھا۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ سن ۱۹۷۶ء میں مرکز نے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ کو ایک ماڈل بنانے کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا تھا۔ بعد میں انسٹی ٹیوٹ کو مزید امداد بھی دی گئی۔ اب وہاں بیل گاڑیوں کے سدھار پر رات دن کام ہو رہا ہے۔

دنیا میں اب تک کئی سواریاں آئیں اور چلی گئیں ہاتھی، گھوڑے، رتھ، بالکل غائب ہو گئے۔ پٹرول کی قلت کی وجہ سے لگتا ہے کہ میکانکی گاڑیاں بھی ایک نہ ایک دن رخصت ہو جائیں گی۔ لیکن اپنے ملک میں صدیوں سے بیل گاڑی ایک آہنی چٹان کے مانند ڈٹی ہوئی ہے۔ اس کا استعمال کل بھی تھا، آج بھی ہے اور آنے والے دور میں بھی رہے گا۔

شری عمرؔ قاضی

بیرونِ ملک فروغ روزگار ادارے موپیک کے چیرمین

حکومتِ مہاراشٹر نے حال ہی میں شری عمر قاضی کو بیرونِ ملک
دِغ روزگار ادارے (OVERSEAS EMPLOYMENT AND EXPORT PROMOTION CORPORATION OF MAHARASHTRA LTI) 'موپیک' کا چیرمین مقرر کیا ہے۔
شری عمر قاضی نہ صرف ایک باشعور اور با اخلاق انسان ہیں
ہ ان میں کام کرنے کی صلاحیت اور قابلیت بدرجۂ اتم موجود ہے۔
س کی وجہ سے وہ نہ صرف اپنے ہم پیشہ لوگوں میں مقبول ہیں بلکہ
، کی پذیرائی ہر مکتبۂ خیال کے لوگ کرتے ہیں۔

شری قاضی ۱۵ رجولائی ۱۹۳۴ء کو ضلع رتناگیری کے جیتا پور
ے مقام پر پیدا ہوئے۔ ممبئی کے سینٹ زیورس کالج سے گریجویشن کیا
رگورنمنٹ لاء کالج، ممبئی سے قانون کی ڈگری حاصل کی۔

قانون پاس کرنے کے بعد آپ نے وکالت کا پیشہ اپنایا اور جلد
)اس پیشہ میں اپنا مقام پیدا کرلیا۔ آج بھی آپ ممبئی ہائی کورٹ
ے نامور وکلاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ پیشہ ورانہ مشغولیت کے
جود آپ سماجی خدمات میں بھی پیش پیش رہتے ہیں۔ چنانچہ عوامی
رئہ خدمت کی تسکین کی خاطر آپ سیاست کی طرف رجوع ہوئے۔
ں بھی آپ کی اعلیٰ خدمات نے آپ کی قابلیت کو اجاگر کیا اور آپ
ئی ریجنیل کانگریس (آئی) کے نائب صدر مقرر ہوئے۔

اس سے قبل آپ مہاراشٹر اسٹیٹ اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن اور ممبئی ڈسٹرکٹ سینٹرل کوآپریٹیو بینک لمیٹڈ کے ڈائرکٹر رہ چکے ہیں۔ اپنی اس ذمہ دارانہ حیثیت میں آپ نے دونوں اداروں کو عوام سے قریب تر لانے میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

شری قاضی، ممبئی یونیورسٹی اور یونس۔ پبلک رابطہ کمیٹی کے رکن ہیں۔ آپ مہاراشٹر مجلس قانون ساز کی تحتی قانون ساز کمیٹی نیز پلاسٹک صنعت کی اقل ترین اُجرت کمیٹی اور تخمینہ کمیٹی کے چیرمین رہ چکے ہیں۔

بہ حیثیت رکن جن اداروں سے شری قاضی وابستہ رہے ہیں، ان میں کانگریس پارلیمنٹری بورڈ، مہاراشٹر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی، راشننگ ایڈوائزری کمیٹی، جیل کمیٹی، قانونی امداد کمیٹی، ممبئی پردیش کانگریس کی ایگزیکیٹو کمیٹی اور نوجوانوں کی مشاورتی کمیٹی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

موپیک کے چیرمین کی حیثیت سے آپ کی کارکردگی قابلِ تعریف ہے۔ آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں مذکورہ ادارہ بیرونی ممالک میں ملازمت کے متلاشی نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی میں آج پوری طرح سرگرمِ عمل ہے۔

اُمید ہے کہ شری قاضی کی رہنمائی میں یہ ادارہ مستقبل قریب میں بیرونی ممالک میں روزگار کی فراہمی میں عوام کی بہترین خدمات انجام دے سکے گا۔

★★

بی راج

قلمی معاونین

سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے حاشیہ پر یا لفافے پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔ مضمون کاغذ کے صرف ایک ہی طرف اور صاف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصلی نام بھی تحریر کریں۔ غیر طلبیدہ مضامین کی نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔

تبصرہ

تبصرہ نگار: • علاؤالدین جینابڑے
۶۳۷ ـ شانتی نگر، جیمبور ـ ممبئی ۷۱

یادگارِ عرش ملسیانی

بالمکند عرش ملسیانی، سابق مدیر آج کل، اُردو شعر و ادب
دنیا میں ایک باوقار و معزز آواز کی حیثیت رکھتے تھے۔ افسوس کہ
وہ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۹ء کو خاموش ہوگئی۔ زیر تبصرہ کتاب، ماہنامہ
ب نما کا خصوصی شمارہ ہے، جسے جناب مالک رام صاحب نے نہایت
ش و دلچسپی کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ جملہ مضامین مرحوم کے عزیز
باب سے لکھوائے گئے ہیں۔ جن میں مضمون نگاروں نے عرش
علمی و ادبی کارناموں کے واجبی ذکر کے ساتھ اپنے ذاتی تعلقات
روشنی ڈالی ہے جس سے عرش کی مخلص و شریف النفس شخصیت
کر سامنے آتی ہے اور عرش کی تخلیقات کے داخلی مأخذ کو سمجھنے میں
اون ہوتی ہے۔

مثلاً عرش کی شہرۂ آفاق نظم "بیوہ سہاگن" کی شانِ نزول کہ
ش کے صاحبِ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ان کے والدین حتیٰ کہ
کی پہلی بیوی بھی انھیں دوسری شادی کے لئے مجبور کر رہی تھیں،
ں نے یہ نظم پیش کی جسے پڑھ کر ماں باپ خاموش ہو گئے اور پہلی
ی شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر شوہر سے لپٹ کر زار و قطار ر
پڑیں۔

اس خصوصی شمارے کو بطور خراجِ عقیدت عرش کی پہلی برسی کے
قع پر اشاعت پذیر ہونا تھا اس لئے اس میں شیخ محمد عبداللہ کے
لاوہ دیگر مشہور ادباء و شعراء کے پیغامات بھی شامل ہیں مضمون
اروں میں شری مہتی راج عرش، عرش کی چھوٹی بہن شریمتی اشا شاستی
کپلا، مالک رام، جناب دوارکا داس شعلہ، جناب خلیق احمد نقوی، پروفیسر
جگن ناتھ آزاد، جناب کالیداس گپتا رضا، جناب حکیم ترلوک ناتھ،
اعظم جلال آبادی، جناب خزاں چند بسیم جبرتی، جناب رشی پٹیالوی،
جناب دینا ناتھ مست. جناب ر. ک. نول، پروفیسر محمد حسن، جناب
سلام عشرت، جناب شہباز حسین (مدیر آجکل)، جناب الفت ابین
آبادی، جناب نسیم کاشمیری اور جناب برہما نند جلیس ہیں. ہر مضمون شروع
سے آخر تک پڑھنے کے قابل ہے.

آخر میں منظوم خراجِ عقیدت اور قطعات تاریخ وفات کے بعد
عرش کا منتخب کلام بھی پیش کیا گیا ہے، سرورق پر جو کہ آرٹ پیپر کا ہے.
عرش کی ایک واضح اور خوبصورت تصویر ہے. کتابت وطباعت
جیسا کہ مکتبۂ جامعہ کی خصوصیت ہے اغلاط سے پاک اور جاذبِ نظر
ہے. جناب مالک رام اور مکتبۂ جامعہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ایک
عظیم شاعر، ادیب اور صحافی کو صحیح معنوں میں خراجِ عقیدت پیش
کیا ہے.

کتاب کی قیمت ۱۲ روپے ۵۰ پیسے بالکل واجبی ہے. یہ کتاب
مکتبۂ جامعہ، جامعہ نگر نئی دہلی اور ممبئی میں پرنسس بلڈنگ ممبئی ۳...۴
سے مل سکتی ہے.

وطن پیارا وطن

* عابد ادیب
۴/۱/۱۰، نئی وارہ، بوہرواڑی
اُدے پور (راجستھان)

یہ وطن، میرا وطن یعنی کہ فردوسِ بریں
دستِ قدرت کا تراشا ہوا شہکارِ حسیں
جس کی تاریخ کی تابندہ روایاتوں نے
مدّتوں سارے زمانے کو جِلا بخشی ہے
جس نے دُنیا کو نئی طرزِ ادا بخشی ہے
جس کے دم سے ہی زمانے نے تمدّن پایا
جس کے گیتوں سے زمانے کو ملی گویائی
جس کا دل سارے زمانے کے لئے دھڑکا ہے
جس کے ماضی کی روایات درخشاں ہرگز
کِسی حالت میں کبھی تاب نہیں کھو سکتی
اس کی تاریخ کے اوراق رہیں گے باقی!
اس کی تاریخ کوئی باب نہیں کھو سکتی

ایک گہوارۂ تہذیب وطن، پیارا وطن
اپنی حکمت سے ہی رخشندہ ہے، تابندہ ہے
آج دنیا کے لئے نور کا مینارہ ہے!
مدّتوں یوں ہی چمکتا ہی رہے گا لیکن
اس زمیں پر مری اِس دَور کے رہنے والو!
ہر قدم ہم کو اُسی اور اُٹھانا ہوگا
ہو کے جس سمت سے گذرے ہیں شہیدانِ وطن
سرفروشی کی تمنّا ہیں جوانانِ وطن!!!
خون ٹپکاتے ہوئے نقشِ قدم چھوڑ گئے
انھیں راہوں کو ہر اِک طور سجانا ہوگا
ہم کو یہ فرض بہرحال نبھانا ہوگا
لاکھ طوفان اُٹھیں، لاکھ بگولے اُٹھیں
تیاگ کا دیپ بہرحال جلانا ہوگا!
آئندہ نسل کی ہر بات بنانے کے لئے
ہر کٹھن راہ کو ہموار بنانا ہوگا!

یہاں بہنوں نے برادر کو نیا عزم دیا!
یہاں ماؤں نے نچوڑا ہے لہو میداں میں
تیاگ و ایثار کی حد کردی بزرگوں نے یہاں
جنم لیتا رہا انساں یہاں انساں کی طرح
علم و توحید کا خورشید یہاں چمکا ہے
یہاں دریاؤں میں طوفان تو اُٹھ سکتے ہیں
علم و توحید و تمدّن کے خزانے لیکن
خس و خاشاک کے مانند نہیں بہہ سکتے
لُو تو چل سکتی ہے تپتے ہوئے صحراؤں میں یہاں
پھر بھی کمہلائے ہوئے پھول کی مانند کبھی
توڑ سکتا ہی نہیں دم کبھی احساسِ جواں

اس زمیں پر مری، اس دَور کے رہنے والو
اپنے ماحول پہ کچھ غور کرو، سوچو کبھی
یعنی ماحول ہی کا جائزہ لینے والے
روز و شب فکر و تردّد سے سُلگھنے والے
اپنے افکار کی عظمت کا نشاں دیتے ہیں
مدّتوں بڑھتے چلے جاتے ہیں منزل کی طرف
سارے عالم کو نیا عزم جواں دیتے ہیں
اک نیا موڑ، نئی طرزِ ادا دیتے ہیں

غزلیں

ڈاکٹر ساغر اعظمی
باره بنکی (یو۔ پی) ۲۲۵۰۰۱

...نٹوں پہ سُرخ لفظ ہیں اور لہجہ زرد ہے
...لتے ہوئے مکان کا ماحول سرد ہے

...تو یہ کہہ رہے تھے کہ پانی برس گیا
...ر شہر کی فضاؤں میں یہ کیسی گرد ہے

...ھر کا دل اگر ہو تو دیکھو مری طرف
...نکھوں میں میری ایک زمانے کا درد ہے

...انا کہ گفتگو کا سلیقہ نہیں اُسے
...یکن وہ شخص آگ لگانے میں فرد ہے

...ہروں کی محفلوں میں اُسے ڈھونڈتے ہو کیوں
...اغر تو اک زمانے سے صحرا نورد ہے

محمد عثمان اَوج اعظمی
چریا کوٹ، اعظم گڈھ (یو۔ پی)

گل کھلاتی یونہی خاکِ ناتواں رہ جائیگی
تکتی حسرت سے چشمِ آسماں رہ جائیگی

جاتے جاتے یادگارِ رفتگاں رہ جائے گی
کارواں گزرے گا گردِ کارواں رہ جائیگی

ہو کے حائل یوں محبت درمیاں رہ جائیگی
نا! کہیں گے آپ لیکن دل میں ہاں رہ جائیگی

بے تعلق ہو گی جب اُمید کے پتوار سے
بے سہارا کشتیٔ عمرِ رواں رہ جائے گی

داستانِ غم مسلسل کیا سناؤں میں تجھے
کچھ نہ کچھ بے ربطیٔ لفظ و بیاں رہ جائیگی

پردہ در ہو گی ترے حُسن کی جب ہر کرن!
پردہ داری پھر تری باقی کہاں رہ جائیگی

سجدہ ہائے شوق کی معراج تب ہو گی نصیب
خود جبیں جب بن کے سنگِ آستاں رہ جائیگی

اَوج! حدِّ لامکاں تک جائے گی اپنی نظر
کم نگاہی تا بہ سطحِ آسماں رہ جائیگی

غنی اعجاز
مومن پورہ، اکولہ ۔ ۴۴۴۰۰۱

حوصلے فلک کے ہر گام بڑھا دیتے ہیں
حادثے اور عزائم کو جِلا دیتے ہیں

چشمِ غم سے ٹپکتے ہیں جو لہو کے قطرے
دامنِ زیست کو رنگین بنا دیتے ہیں

شخصیت نامہ و تحریر سے ہوتی ہے عیاں
اور الفاظ طبیعت کا پتہ دیتے ہیں

حیف صد حیف کہ ہو جن میں بڑائی شامل
لوگ کچھ ایسی ہی باتوں کو ہوا دیتے ہیں

عمر گذری ہے یہاں جن کی جفائیں سہتے
لطف یہ ہے وہ ہمیں درسِ وفا دیتے ہیں

یوں بھی ہوتا ہے کہ طوفان کے دھارے اعجاز
ڈوبتی ناؤ کنارے سے لگا دیتے ہیں

غزلیں

• تسنیم فاروقی
۱۸۴ - سی ۔ تُلسی داس مارگ
نزد ہسپتال ، لکھنؤ - ۴

بل کے اک شاخ نے رازِ گُلِ تر کھولا ہے
ں نے جوڑا جو سرِ رہگذر کھولا ہے

کشِ گیسوئے سِتم رنگ سے واقف ہے وہ خوب
بار ہا اُس نے مجھے دیکھ کے سر کھولا ہے

م تو پابوس بنائیں گے انھیں راہوں کو
م نے کب راہ میں سامانِ سفر کھولا ہے

پھر دو مائل سے ہیں تا بہ نظر ہے غمّاز
پھر دعاؤں نے مری بابِ اثر کھولا ہے

ل ہیں کتنے ہی صحیفے ہیں تری یادوں کے نام
ں نے اک مدرسۂ شعر و نظر کھولا ہے

ہم اُن آنکھوں کو بہت دور سے پڑھ لیتے ہیں
ہم نے تو چھو کے صدف رازِ گہر کھولا ہے

ھی اک رُخ ہے زمانے میں ہم آہنگی کا
نگ کے خوف نے بھی امن کا گھر کھولا ہے

جام ہاتھوں میں ہے ساقی مری تقصیر معاف
میری ہی پیاس نے میخانے کا در کھولا ہے

م محافظ ہیں مسیحا ہیں نئی نسلوں کے
م نے اِک سر ڈھکی تہذیب کا سر کھولا ہے

ابھی اس شہر سے جانے کی نہ باتیں کیجے
ابھی آئے ہیں ابھی رختِ سفر کھولا ہے

ر اُٹھایا ہے کبھی رات نے جب بھی تسنیم
ڑھ کے خورشید نے ایوانِ سحر کھولا ہے

ذمی راج

★ سید ضیاء الدین ضیاء
ریٹائرڈ رجسٹرار، معرفت حبیب راحت حباب
۱۱ - املی پورہ اسٹریٹ ۱ ، کھنڈوہ

توہینِ کرم ہم کو گوارہ تو نہیں ہے
دامانِ طلب ہم نے پسارا تو نہیں ہے

وہ شخص کہ جاتا ہے سرِ راہ جو کانٹے
شاید کوئی ہمدرد ہمارا تو نہیں ہے

کیوں اتنے سراسیمہ ہیں ساحل پہ کھڑے لوگ
کچھ ڈوبنے والے نے پکارا تو نہیں ہے

کہتے ہیں کہ بنیاد ہی کمزور ہے اُس کی
اُمید کی دیوار سہارا تو نہیں ہے

کیا یاد نہیں برہمی زُلف زمانہ
ہم نے تجھے سو بار پکارا تو نہیں ہے

کیوں رنج ہے تم کو مری بربادیِ دل کا
دل میرا کوئی عرش کا تارا تو نہیں ہے

حالات سے کر لیں کوئی سمجھوتہ ضیا ہم
حالات پہ کچھ زور ہمارا تو نہیں ہے

• عبدالمبین شاکر
اندرون ناگپوری گیٹ ۔ گھر نمبر ۴۵/۳۳۶
اَمراؤتی (مہاراشٹر)

آنکھوں کو بھری دید سے سرشار کرو نا
ملنے کا جتن کوئی بھی اے یار کرو نا

کچھ پیار کے دشمن بھی زمانے میں رہے ہیں
یہ سوچ کے ہم سے کوئی انکار کرو نا !

رہنے دو جگر میں ابھی کچھ دن تو مقید
اشعار میں زخموں کو گرفتار کرو نا

ہم اپنے خیالوں کو بیاں کر ہی چکے ہیں
تم ارادوں کا بھی اظہار کرو نا !

یہ اُن سے ملاقات یہ دھکا ہوا عالم
مدھم سی ذرا وقت کی رفتار کرو نا

مدت سے ہیں خاموش زمانے کے ستمگر
پھر دل کی طرف درد کی یلغار کرو نا

کیا فائدہ دنیائے تمنّا کو مٹا کر
برباد اُمیدوں کا یہ سنسار کرو نا

کب سے ہیں اندھیروں کے شکنجے سے ہو آزاد
اب پیدا اُجالوں کے بھی آثار کرو نا

اِک ہم ہی نہیں آپ کی خفگی سے پریشاں
گُل بھی ہے افسردہ ابھی گفتار کرو نا !

حق گوئی پہ کٹتی ہے زباں جان کو شاکر
یہ تلخ حقیقت سہی اظہار کرو نا !

۲۵ راپریل ۱۹۸۱ء

غزلیں

*

* حیات وارثی
باغِ انوار۔ لکھنؤ ۳ (یو۔پی)

...ر پرستوں نے بھی اخلاص کا در کھولا ہے
...س میں طاقت نہیں اڑنے کی وہ پر کھولا ہے

کشتِ خوں آگ دھواں دیکھ کے شہروں شہروں
پا برہنہ ہوا دن، رات نے سر کھولا ہے

...د غرض لوگ، فضا سرد، حسد کے کانٹے
...مدگی تو نے کہاں رختِ سفر کھولا ہے

جس نے خود اپنے کو پہچان لیا ہے اُس نے
خانۂ دل کے لئے بابِ نظر کھولا ہے

...معمار ہوں میں، مجھ کو عمل کہتے ہیں
...نے تدبیر سے تقدیر کا در کھولا ہے

حُسنِ فطرت سے ہوا آئینہ نورِ قدرت
دستِ خورشید نے جب روئے سحر کھولا ہے

...ن ضبط میں مدت سے چھپائے تھا جسے
...ے اس راز کو اے دیدۂ تر کھولا ہے

...راج

* مُنیر المحوی صدیقی ایم. اے
گلی بیس ہزاری، گوجر پورہ
بھوپال - ۴۶۲۰۰۱

بیکسی شبِ غم اب نہیں جانیوالی
پھر کوئی تازہ مصیبت نہ ہو آنیوالی

میرے ارمانوں کی اجڑی ہوئی اس بستی کو
اب کہاں وہ نگہہ لطف سجانیوالی

رہنماؤں سے زمانے کا گلہ لاحاصل
ٹیسِ دل کی کسی عنواں نہیں جانیوالی

میں نے دنیا کے حوادث سے سبق یہ سیکھا
بات سچ ہوتی ہے کچھ دل کو دکھانیوالی

کیا کہیں کس سے کہیں آج بہت جی ہے اداس
بات ایسی تو کرو کوئی ہنسانیوالی

عمر بھر ایک تمنا سی رہی دل میں منیر
زندگی کا کوئی مفہوم بتانے والی

* بدیع الزماں خاور، پی. او. داپولی ـ
۱۵۷۱۲م ـ

صدائیں گونج رہی ہیں گلی گلی کتنی
مگر ہے سارے مکانوں میں خامشی کتنی

تمہارے شہر سے جاتے ہیں لے کے غم کیا کیا
تمہارے شہر میں آنے کی تھی خوشی کتنی

جلی ہوئی دھوپ میں اک عمر رہ کے ساتھ مرے
مگر حسین نظر آتی ہو آج بھی کتنی

لرز رہے ہوں جہاں ظلمتوں سے تارے بھی
وہاں ملے گی چراغوں سے روشنی کتنی؟

جو دیکھتے ہیں کبھی آئینہ تو اب ہم کو
خود اپنی شکل بھی لگتی ہے اجنبی کتنی

کہاں کہاں سے تماشائی آئے تھے کھنچ کر
گزشتہ سال اسی میلے میں بھیڑ تھی کتنی

ہوا کے دوش پہ کس تمکنت سے اڑتا ہے
ملی ہے تنکے سے تنکے کو سرکشی کتنی!

اُلجھ کے مجھ سے زیادہ مرے مسائل سے
بتاؤں کیا ہے پریشاں مری صدی کتنی!

بتائی جاتی ہے یہ بات روز خبروں میں
ہے آدمی کے لئے سہل خودکشی کتنی!

نظر نواز تھا جس کا خرام بارش میں
دکھائی دیتی ہے خشک آج وہ ندی کتنی

یہ کام جس نے کئے ہیں سپرد اے خاور
نہ جانے اس نے مجھے دی ہے زندگی کتنی

۲۵ر اپریل ۱۹۸۱ء

* اختر محمود کھنڈوی
حمام پورہ، کھنڈوہ

ایک سانیٹ

[بین الاقوامی معذوروں کے سال کے موقع پر]

اس طرح مل کر منائیں ہم یہ معذوروں کا سال

اُن کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ وہ معذور ہیں
اُن کو یہ محسوس ہی نہ ہو کہ وہ مجبور ہیں

ہو سکے نہ دنیا میں اُن کا کبھی جینا وبال

ڈاکٹر کیلر[1] کے ہم اِس قول کو سچ کر سکیں !

" ایک دروازہ اگر ہو بند اُن کے واسطے
یوں کریں جد وجہد کہ دوسرا در کھل سکے "

زخم معذوروں کے دل کے کاش ہم بھی بھر سکیں

اُن کا بھی سوسائٹی میں ایک طرح کا ہے مقام

لنگڑوں، لولوں، بہروں، گونگوں کو نہ ٹھکرائے سماج
فرض اِک اپنا سمجھ کر اُن کو اپنائے سماج

اُن کو بھی جینے کا حق ہے، اُن کا بھی ہو انتظام

صدق دل سے بندۂ ناچیز کی ہے یہ دعا
سارے معذوروں کو یارب تندرستی کر عطا

[1] ڈاکٹر ہیلن کیلر مرحومہ

غزل

* آفتاب عالم اجمیری
احمد سلیمان بلڈنگ نمبر ۶۲۸
پہلا منزلہ روم نمبر ۱۱۔ ہینس روڈ،
جیکب سرکل، ممبئی نمبر ۴۰۰۰۱۱

جلوہ کیا جلوہ نہ جو حسن نظر تک پہنچے
تیر کیا تیر جو چل کر نہ جگر تک پہنچے

اُن حسین اور دہکتے ہوئے رخساروں سے
شعلے اٹھے تو مرے دل کے نگر تک پہنچے

منزلِ عشق کی دشواریاں اللہ اللہ
یعنی مر مر کے مسافر ترے در تک پہنچے

جستجو ہی میں کٹی عمر ہماری لیکن
زندگی میں نہ تری راہگزر تک پہنچے

خاک ہو کر بھی طلب میں بہ سر دوش ہوا
ہم وہ طالب ہیں کہ اڑ کر ترے در تک پہنچے

آفتاب ابر کبھی کاش اٹھے ایسا بھی
جس کے چھینٹوں کا اثر میرے بھی گھر تک پہنچے

۲۵ اپریل ۱۹۸۱ء

راج

بمبئی یونیورسٹی میں اُردو چیئر

وزیراعلیٰ شری عبدالرحمن انتولے نے ۹ر اپریل کو منترالیہ میں منعقدہ ایک مختصر سی تقریب میں بمبئی یونیورسٹی میں اُردو چیئر کے قیام کے لئے وائس چانسلر پروفیسر رام جوشی کو -/۵۰۰،۲۳،۶ روپے کا چیک پیش کیا۔

اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ اُردو زبان میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ساری زبانوں کو اپنے اندر جذب کرلیتی ہے، اسی لئے یہ ہندوستان میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ اُردو نے سارے ملک کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان "سرو دھرم سمبھاؤ" پیغام کی ترجمان ہے۔ یہ ہماری قومی یک جہتی کی زندہ مثال ہے۔

اُردو چیئر کو افسانہ نگار اور ادیب آنجہانی کرشن چندر کے نام سے منسوب کرنے پر وزیراعلیٰ نے مسرت کا اظہار کیا۔

بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر رام جوشی نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یونیورسٹی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر زبان کی تعلیم و ترقی کے لئے کوشش کرے، کیونکہ یونیورسٹی زبان و تہذیب کو پھیلانے کا بڑا اہم اور موثر ذریعہ ہے۔ آپ نے یقین دلایا کہ اُردو چیئر کے قیام کے سلسلے میں یونیورسٹی جلد ہی مناسب اقدام کرے گی اور اپنی ذمہ داری سے بحسن وخوبی عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرے گی۔

مہاراشٹر اُردو اکادمی کے چیئرمین ڈاکٹر اے۔ منشی نے وزیر اعلیٰ اور اراکین بورڈ کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے اُردو اکادمی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ریاست مہاراشٹر میں اُردو کی ترقی و ترویج اور مراٹھی و اُردو کو قریب سے قریب لانے کے لئے قائم کی گئی تھی، ہماری کوشش ہے کہ ہم اور بھی بہتر طریقے سے اُردو کی خدمت کرسکیں۔ آپ نے اُمید ظاہر کی کہ بمبئی یونیورسٹی میں اُردو چیئر کے قیام سے اُردو کے طلبا اور اسکالرز کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں کافی مدد ملے گی۔

ممبر سکریٹری خواجہ عبدالغفور نے اپنی تقریر میں وزیراعلیٰ اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

وزیراعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔ آر۔ انتولے ۹ر اپریل ۱۹۸۱ء کو منترالیہ میں منعقدہ تقریب میں بمبئی یونیورسٹی میں اُردو چیئر کے قیام کے لئے ۵۰۰،۲۳،۶ روپے کا چیک پروفیسر رام جوشی، وائس چانسلر کو پیش کر رہے ہیں

حال ہی میں دگراس میں ۷۹ غریب اور بے سہارا افراد نے سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا کے تحت شری نانا بھاؤ امبیڈوار، وزیر جنگلات کے ہاتھوں امداد وصول کی۔

خبریں - تصویروں میں

زیر نظر تصویر میں شری موہن راؤ شندے ایم۔ ایل۔ اے نے میرج ضلع سانگلی میں 'سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا' کے تحت امداد کے طالب بے سہارا غریب افراد کے بارے میں خود جانکاری حاصل کی۔
اس یوجنا کے تحت میرج پنچایت سمیتی کو ۳,۰۰۰ درخواستیں وصول ہوئی تھیں۔

شری شرد دیگھے، مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر نے ممبئی کے نزدیک ڈومبیولی میں ایک نوجوان شری گریش موکاشی کی جانب سے جاری کی گئی جی ایم ایم انڈسٹریز کا معائنہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں شری دیگھے مقامی ایم ایل اے شری نتھو پاٹل سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب مینیجنگ ڈائرکٹر شری موکاشی کھڑے ہیں۔
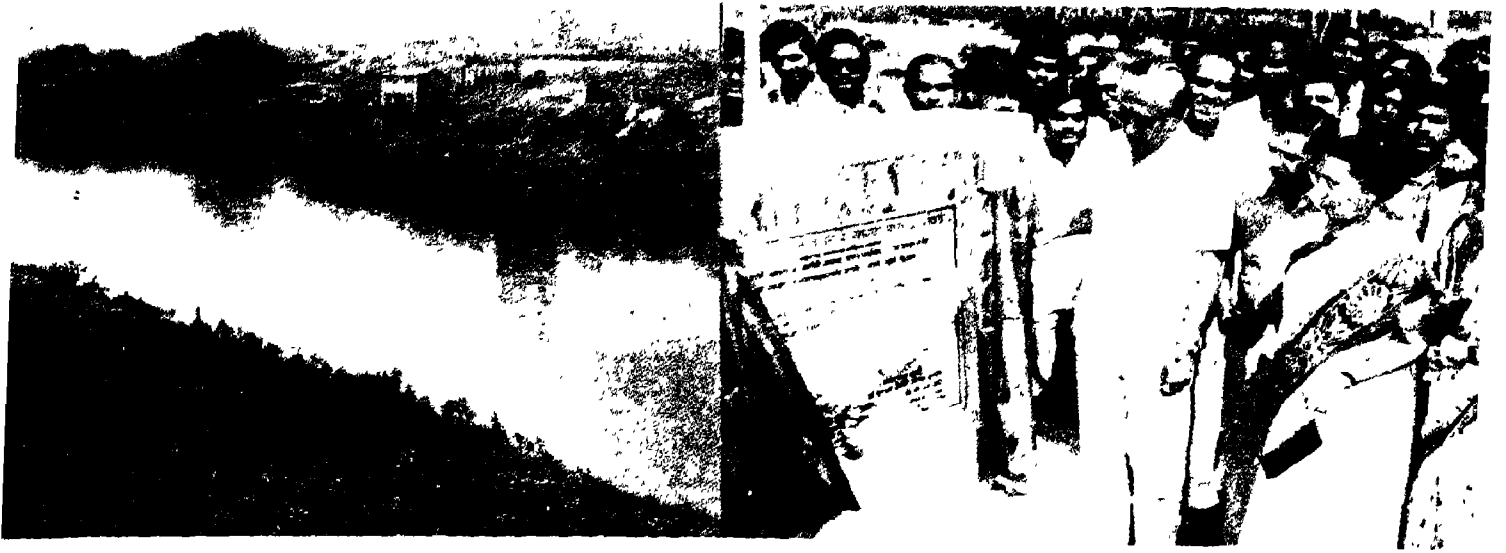
شری رام راؤ آدِک، وزیر برائے مالیات نے حال ہی میں کلیان تعلقہ کے مقام ودادلی میں ایک پمپ ہاؤس کی بھومی پوجن ادا کی۔ تصویر کے بائیں حصہ میں اُلہاس ندی ہے، جس کا پانی اس پروجیکٹ کے لئے دستیاب ہوگا۔
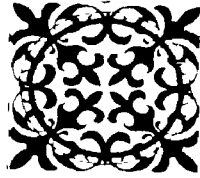
شری ستیش چترویدی وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے حال ہی میں بھنڈارہ ضلع کے ساکولی مقام پر ۹،۳۰ لاکھ روپے کی لاگت سے تیار کردہ کاٹیج ہسپتال، کا افتتاح فرمایا۔ ضلع کے نگراں وزیر شری ہری بھاؤ نائیک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

روغنی تصویر ـ بشکریہ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کالج، وڈالا. ممبئی

QAUMI RAJ: Regd. No. MH-BY South-544 Licence No. 69 for without prepayment of pos

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر

روغنی تصویر۔ لبشکریہ سدھارتھ کالج آف ۔بمبئی)

ڈاکٹر امبیڈکر، ذہین اور عظیم شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے حصول تعلیم کے لئے سخت محنت کی اور تین یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ اقتصادیات، سماجیات، نفسیات، فلسفہ اور تاریخ جیسے مضامین پر آپ کو قدرت حاصل تھی۔ آپ کی علمی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ جو معاملات ماہرین اقتصادیات اور سیاست دانوں کو مشکل معلوم ہوتے آپ اس کا حل ڈھونڈ نکالتے۔ آپ کی اعلیٰ [illegible] علمی قابلیت دراصل آپ کی سخت محنت اُن کا نتیجہ ہے جو آپنے ارجن کی طرح سخت تپسیہ کر کے حاصل کی۔

ڈاکٹر امبیڈکر کا نام تاریخ ہند میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ آپکے پیش کردہ متعدد صلاح ومشورے دستور ہند میں شامل کئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر امبیڈکر وہ ہستی ہیں جنھوں نے پسماندہ طبقات کی رسائی سے باہر کئی خوابوں کو سچ کر دکھایا۔

دادر بمبئی میں واقع چیتیہ بھومی

علم سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں۔

ڈاکٹر امبیڈکر کا کہنا تھا کہ جو نظام حکومت ایک قطرہ خون بہائے بغیر اپنے عوام کی اقتصادی اور سماجی زندگی میں انقلاب رونما کرے، وہی درحقیقت جمہوری نظام ہے

چاودار تالاب تحریک کی صورت میں مہاڑ سے شروع ہونے والی سماجی آزادی کی جدوجہد، ایک طاقت بن کر ابھری۔ یہ طاقت ڈاکٹر امبیڈکر کی ہمہ گیر شخصیت کا دوسرا روپ تھی۔ امبیڈکر کے کارناموں کی گونج ملک کے کونے کونے میں پہنچ چکی تھی یہ انقلاب ڈاکٹر امبیڈکر کی کامیاب رہنمائی کا صلہ تھا۔ ڈاکٹر امبیڈکر ہندوستان کے پسماندہ طبقات کی امیدوں کا سہارا تھے آپ ان کے لئے خضر راہ تھے اور اُن کے سچے خادم۔

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی روغنی تصویر لبشکریہ سدھارتھ کالج، بمبئی

کمزور طبقات کو سماج میں برابر کا درجہ دلانا، ان میں خودداری پیدا کرنا اور خود اعتمادی کے جذبہ کو [illegible] کرنا ہی ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی زندگی کا نصب العین تھا۔ امبیڈکر، [illegible] کے ایک عظیم مبلغ تھے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی طاقت پر بھروسہ کر کے اپنی حالت زندگی کو سدھارنے کی کوشش کرے اور اپنے پیروں پر کھڑا ہو۔ یہ نصیحت وہ تمام انسانوں کو کیا کرتے تھے ذلت نوجوانوں کو خصوصاً اور تمام لوگوں کو ڈاکٹر امبیڈکر کی یہ نصیحت ہمیشہ دعوت فکر دیتی رہے گی۔ آپ کا کہنا تھا کہ انسان اگر خوداعتمادی سے، اپنی محنت کے بل پر اور اپنی عقل پر بھروسہ کر کے صحیح قدم اٹھائے تو وہ ہر مشکل پر قابو پا سکتا ہے

شائع کردہ: شری نسنیکانت دیتھنکر، ڈائریکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۳۲ [illegible] مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی [illegible]

قومی راج
چھترپتی شیواجی مہاراج ۳۰۱ ویں جینتی خصوصی نمبر

اس سال نئی دہلی میں یوم جمہوریہ جشن پر مہاراشٹر کی 'جھانکی'۔ اس جھانکی میں چھترپتی شیواجی مہاراج کی زندگی کے اہم ترین واقع یعنی جشنِ تاج پوشی کا منظر دکھایا گیا تھا۔ اسی وقت سے مہاراشٹر میں آزادی اور عدل و انصاف کے سنہرے دور کا آغاز ہوا۔ یہ 'جھانکی' بہترین قرار دی گئی اور اسے گولڈ میڈل ملا۔
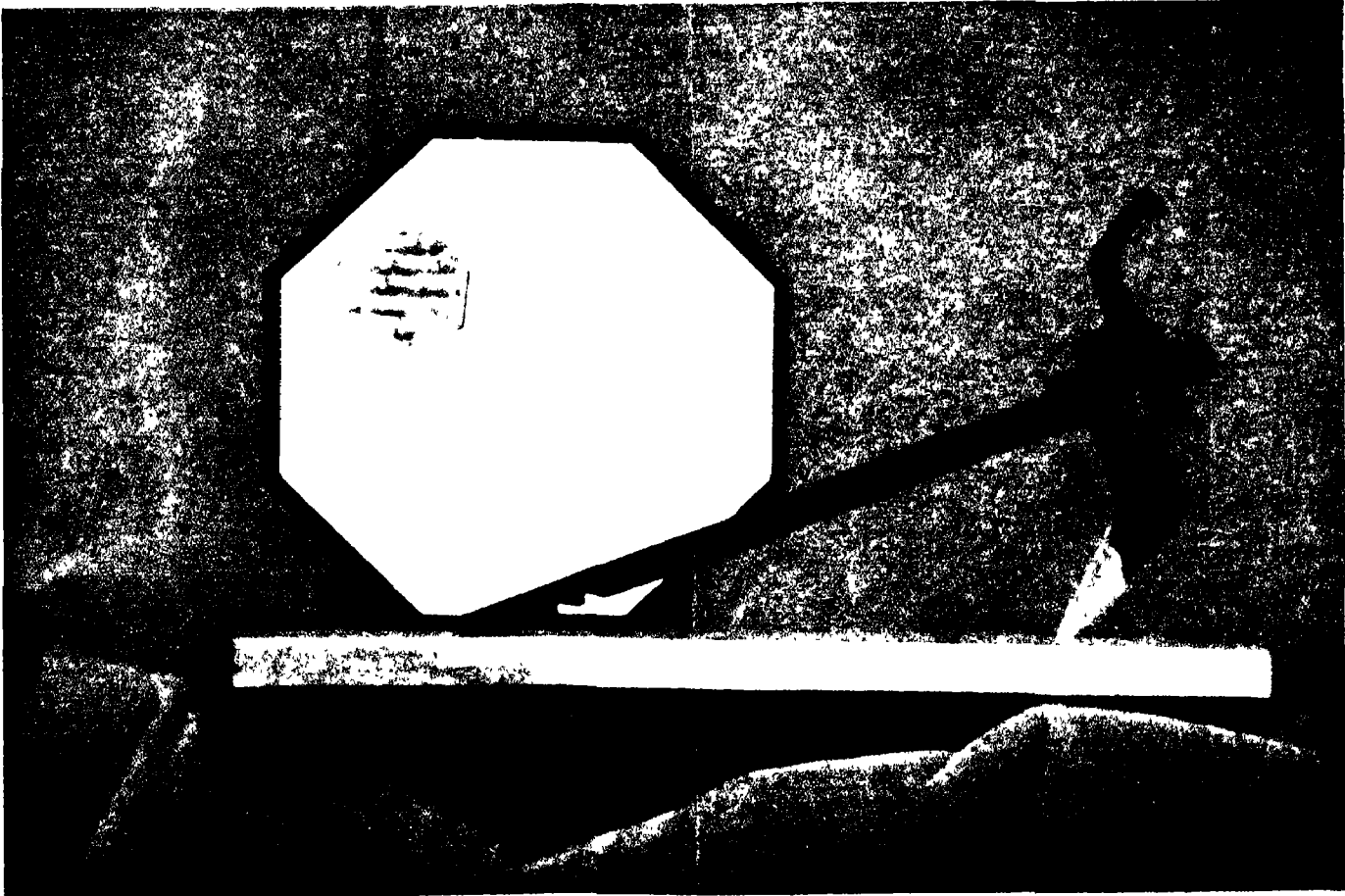
سنہری هل کا نمونہ: خوش‌حالی اور فراوانی کا مظهر «شیو مدرا» یعنی شیواجی کی مہر اور سنہری پھل‌دار یہ خوش‌نما هل، گذشتہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۰ء کو رائے گڈھ قلعہ میں چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۰ ویں پنیہ تتھی کے موقع پر راج ماتا سمترا راجیے بھوسلے نے وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی خدمت میں پیش کیا تھا۔
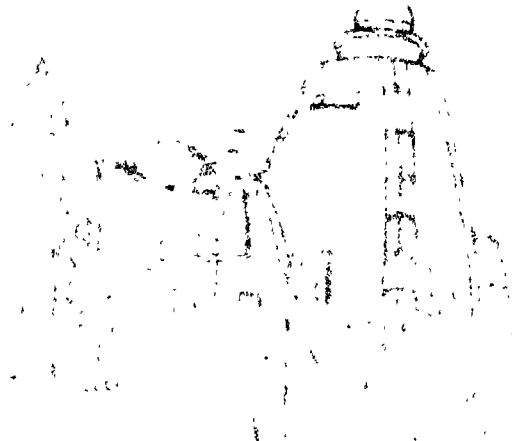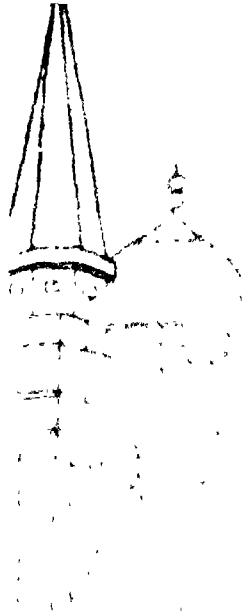
قومی راج

جلد ۵ شمارہ ۹

۱۰ مئی ۱۹۸۱ء

چھترپتی شیواجی مہاراج

۳۰۱ ویں یوم پیدائش خصوصی نمبر

□ ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے □ سالانہ: دس روپے □ فی کاپی: پچاس پیسے

ترتیب

★ **ڈاکٹر محمد یٰسین قدوسی**

نیا بازار ۔ کامٹی (ناگپور)

قومی راج کے مسلسل کئی خاص شمارے موصول ہوئے، تعجب ہوتا ہے کہ آپ بغیر کسی اعلان کے اتنے اچھے نمبر کیسے نکال لیتے ہیں۔ یہ خود اعتمادی کا کرشمہ ہی کہا جا سکتا ہے میری جانب سے مبارکباد قبول فرمایئے ؎

کیوں نہ کہیئے ہے یہ راجہ آج کا
ہے دلوں پر راج "قومی راج" کا

★

• **عروج احمد عروج**

ایڈیٹر "بھنگری"، دیکلی، پھلے مارکیٹ، جالنہ (مہاراشٹر)

قومی راج (مراٹھی سنگیت ناٹک خصوصی نمبر اور ۱۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کے دو شمارے موصول ہوئے۔ قومی راج کے یہ شمارے ایک تاریخی دستاویز سے کم نہیں، اتنا سارا تحقیقی مواد جمع کر لینا آپ ہی کا حصہ ہے جو قابلِ تحسین ہے۔ "قومی راج" ایک معیاری اور صحت مند ادبی رسالہ ہے جس کی ساری تخلیقات ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ آپ کا حسنِ انتخاب بھی قابلِ داد ہے۔

★

• **مومن خاں شوق**

اشرف ولا، ۲۳/۲۷-۳-۱۱، ملے پلی، حیدر آباد

قومی راج کا ہر نمبر، منشی پریم چند نمبر ہو یا آزادی نمبر یا عام شمارہ، ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ قومی راج کو خوب سے خوب تر بنانے کی جستجو اور لگن کے لئے آپ سب کو مبارکباد۔

★

• **محبوب راہی** ایم۔ اے (ریسرچ اسکالر)

پوسٹ آفس: بارسی ٹاکلی، ضلع اکولہ۔ ۴۴۴۴۰۱

قومی راج، اپنی خوشگوار اور صحت مند روایات کے ساتھ جدتیں اور ندرتیں اپنے اندر سمیٹے جلوہ گر ہو رہا ہے۔ مہاراشٹر حکومت کی شفقت آمیز سرپرستی اور قومی راج کے عملے کے اراکین کی پرخلوص کاوشوں کے نقوش ہر شمارے کے ہر صفحہ پر اجاگر ہیں۔

۱۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کا شمارہ میرے پیشِ نظر ہے، خوبصورت اور جاذبِ نظر تصویروں کے ساتھ جنگلی جانوروں پر معلومات افزا مضامین، ہر دلعزیز وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے امید بخش اور حوصلہ افزا بیانات اور اعلانات کے ساتھ مشہور مزاح نگار فکر تونسوی کی "آخری کتاب" پر خواجہ عبدالغفور صاحب کا دلچسپ لیکن جامع تبصرہ اور خوشگوار روایات کی زمینوں سے اگائی گئی جدیدیت اور عصری تقاضوں کی ترجمان سرسبز و شاداب غزلیں، غرض کہ وہ سب کچھ ہے جس کا مطالبہ آج کا باذوق قاری کرتا ہے۔ غزلیں سب ہی جاندار ہیں پھر بھی بالخصوص تسنیم فاروقی، حیات وارثی، نذیر فتحپوری اور سکندر عرفان کی غزلیں اپنے بے پناہ تاثر کی وجہ سے دیرپا نقوش ذہن پر مرتب کر گئیں۔

★

• **امین بیودوی**

مقام و پوسٹ: بیودہ، تعلقہ دریاپور
ضلع امراؤتی (مہاراشٹر) ۴۴۴۸۰۶

قومی راج 'مراٹھی سنگیت ناٹک خصوصی نمبر' اور ۱۰ دسمبر کا شمارہ موصول ہوا۔ یکے بعد دیگرے یہ خصوصی شمارے یقیناً آپ کی کاوشوں اور مدبرانہ صلاحیتوں کا ثمرہ ہیں۔ قومی راج کا یہ خاص نمبر بھی اپنی سابقہ روایات کے مطابق خوب ہے۔ نثر شعری حصہ بھی حسنِ ادارت کا آئینہ دار ۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں مصطفٰے جمیل صاحب نے بہت ہی نیک مشورہ دیا ہے کہ آپ ہر ماہ ایک مستقل صفحہ (مہاراشٹر کے ادباء و شعراء) کے عنوان سے شائع فرمائیں۔ میں بھی اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں گے۔

فکر تونسوی صاحب کی "آخری کتاب" پر خواجہ عبدالغفور صاحب کا تبصرہ خوب ہے، حصۂ نظم میں تسنیم فاروقی، نذیر فتح پوری، سکندر عرفان اور انجم عرفانی نے بحد متاثر کیا۔ آپ اور آپ کے مضامین جس طرح قومی راج کو خوب سے خوب تر بنانے کی جستجو میں مستغرق ہیں اس کے لئے دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، قبول فرمایئے۔

سروَ دھرم سمبھاؤ پر عمل
چھترپتی شیواجی کے شایانِ شان خراجِ عقیدت

مہاراشٹر ویروں اور سُورماؤں کی سرزمین ہے. یہ نورتنوں کا مخزن ہے .اور چھترپتی شیواجی مہاراج ان میں 'کوہِ نور' ہیں. وہ گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے. انھوں نے خصوصًا اپنے 'سروَدھرم سمبھاؤ' عقیدہ اور اقلیتوں کے تئیں رواداری کی بناء پر بین الاقوامی شہرت پائی. شیواجی مہاراج کی زندگی میں سروَ دھرم سمبھاؤ ہمیشہ نمایاں رہا اس کے مؤثر اور وسیع پرچار اور اس پر عمل ہی ان کے لئے شایانِ شان خراجِ عقیدت ہوسکتا ہے۔

اے .آر . انتولے
- وزیراعلیٰ -
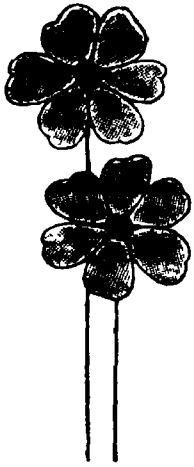
شیواجی کا نظریہ

سرو۔ دھرم۔ سمبھاؤ

* سیتو مادھوراؤ پگڑی

ہماری عظیم قومی ہستیوں میں شیواجی کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ 'دھرتی کے لال' نظریہ کے تحت انھوں نے جو جدوجہد کی وہ دراصل سیاسی جدوجہد تھی۔ آخری دم تک انھوں نے اپنے ہموطنوں میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور ان کے سامنے ایک ایسا نصب العین رکھنے کی کوشش کی جو موت اور زندگی کی حقیقتوں سے کہیں زیادہ اہم ہو۔ ۱۲ سال کی عمر میں جب انھوں نے میدانِ عمل میں قدم رکھا اس وقت اُن کی حیثیت ہی کیا تھی؟ انھیں پونے میں اپنے والد کی ریاست کا انتظام سنبھالنے کے لیے بھیجا گیا۔ ان کے والد خود شاہِ بیجاپور کے سرکاری ملازم تھے اور شاہِ بیجاپور ۱۶۳۵ء کے معاہدہ کے تحت مغل شہنشاہ شاہجہاں کے سامنے ثانوی حیثیت رکھتے تھے۔ غرض یہ کہ شیواجی کو اپنا کیریئر بالکل شروع ہی سے بنانا پڑا۔ شیواجی ایک ایسی ریاست کو جنم دینا چاہتے تھے جو تشکیل، مرتبہ اور مقاصد کے اعتبار سے اطراف کی ریاستوں سے مختلف ہو جسے ہم 'فلاحی ریاست' کہہ سکتے ہیں۔ اس کام کے لیے انھیں اپنے آدمیوں کو تیار کرنا تھا۔

اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے انھوں نے ۴۰ برس تک مسلسل جدوجہد کی اور اس میں انھیں کامیابی بھی ہوئی۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ۱۲ سال کی عمر میں ۱۶۴۲ء میں شیواجی کے پاس پونے کے علاقہ میں ان کے والد کی جاگیر کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ اور ۱۶۸۰ء میں جب ان کا انتقال ہوا' اس وقت ان کی حکومت ۵۰,۰۰۰ مربع میل کے رقبہ پر پھیلی ہوئی تھی' جس میں مہاراشٹر کے ۶ کرناٹک کے ۴ اور تاملناڈو کے ۲ اضلاع بھی شامل تھے۔ ۱۶۷۴ء میں شیواجی نے اپنے زیرِ اثر علاقہ کی بادشاہت کا اعلان کیا اور رسمِ تاجپوشی ادا کی۔ حکومت کے استحکام، دفاع اور آزادی کی بقا کی خاطر سلطنت کے تمام قلعوں کو مضبوط بنایا گیا۔ اس وقت ان کے زیرِ اثر اہم قلعوں کی تعداد ڈیڑھ سو تھی۔ اس کے علاوہ شیواجی نے ساحلی علاقوں کے تحفظ کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا۔ بحری فوج کی حفاظت اور پُشت پناہی کے لیے تمام ساحلی علاقوں میں قلعے بنوائے گئے۔

شیواجی نے اس وقت رائج فوج کے نظام اور ریجنگ کے طریقوں کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ فوجی خدمات کے عوض جاگیریں عطا کرنے کا طریقہ جو کہ مغلوں اور بیجاپور کے بادشاہوں نے اپنایا تھا' شیواجی نے اُسے نہیں اپنایا۔ شیواجی نے ایک مضبوط قومی فوج بنائی' اسے بالراست اپنے ماتحت رکھا اور فوجیوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ شیواجی کے فوجیوں کی نمایاں خوبی اُن کی پھرتی تھی اور اسی وجہ سے دورانِ جنگ دشمن ہمیشہ پریشان رہتا تھا۔ ان کی فوج میں پیادوں کی تعداد بشمول قلعوں کی محافظ فوج کے تقریباً ایک لاکھ اور سوار فوجیوں کی تعداد ۵۰,۰۰۰ کے قریب تھی شیواجی کو ہندوستانی بحری فوج کا بانی کہنا حق بجانب ہوگا۔ اس وقت کہ جب مغلوں نے ساحلی علاقوں کے تحفظ کو قطعی نظر انداز کر دیا تھا اور وہ سفرِ حج کے لیے بھی اہلِ یورپ کے رحم و کرم پر تھے، شیواجی نے بحری بیڑا تیار کیا اور ساحلی علاقوں کی حفاظت کی۔ انتقال کے وقت شیواجی کے پاس نقد رقم اور قیمتی اثاثہ کی مجموعی قیمت ۶ کروڑ روپے سے زیادہ تھی۔

ایک انہونی بات: ایک ایسے فردِ واحد کا جو ایک معمولی حیثیت کا حامل ہو، اپنی زندگی میں ایک ایسی ریاست کا مالک بننا جس نے ملک کی تصویر ہی بدل دی ہو ایک انہونی بات معلوم ہوتی ہے لیکن یہ شیواجی کی ہمہ جہت شخصیت تھی کہ اس نے اسے ممکن کر دکھایا۔ شیواجی بیک وقت ایک سپاہی، فوج کے جنرل، مدبر اور بیباک رہنما تھے۔ شیواجی کی بنیادی خوبی یہ تھی کہ وہ سیاسی مسائل کو ذاتی سطح سے اوپر اُٹھ کر سمجھتے تھے، اور پھر بخوبی ان کا حل ڈھونڈھ نکالتے تھے۔ انھوں نے مراٹھا جاگیردار، گوا کے پرتگالی، جنجیرہ کے سدی اور بیجاپور کے بادشاہوں کے ساتھ جنگیں لڑیں۔ آخر کار مغل شہنشاہ کے ساتھ بھی معرکہ آرائی کی۔

انھوں نے مذہب کو ہمیشہ سیاست سے الگ رکھا۔ مغلوں کو مسلم نہیں بلکہ ترک کہا جاتا تھا۔ اسی طرح ساحل پر آباد اہلِ یورپ کو کبھی عیسائی نہیں کہا گیا۔ بمبئی کے انگریزوں کو ٹوپی کار، پرتگالیوں کو فرنگی، فرانسیسیوں کو فاراسی، ہالینڈ والوں کو ولندیز، ٹراونکور میں آباد ڈینش لوگوں کو ڈنگھار کہا جاتا تھا۔ مذہب کو سیاست سے الگ رکھنے کے لئے شیواجی کا یہ ایک محتاط اقدام تھا۔ یہ اُن کی زندگی کا اہم اصول تھا۔

جس طرح شیواجی نے بلا لحاظ مذہب اپنے دشمنوں سے جنگیں کیں اسی طرح انھوں نے مشترکہ دفاع کی خاطر مختلف ریاستوں کے ساتھ سمجھوتے کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ ۷۹-۱۶۷۸ء میں انھوں نے مغلوں کے خلاف بیجاپور کے بادشاہ کی مدد کی۔ ۱۶۷۷ء میں مغلوں سے دفاع اور ان کے حملہ سے متعلق گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے۔ اس وقت انھوں نے مدھول کے گھوڑپڑے کے نام لکھے ایک خط میں دکن کی بیجاپور گولکنڈہ اور مراٹھا حکومتوں کو درپیش مغل خطرے کا ذکر کیا ہے۔ اس طرح دکن کی سلطنتیں مغلوں کے خلاف متحد ہو گئیں۔ یہاں یہ یاد رکھنا ہوگا کہ دکن کی دو سلطنتیں یعنی بیجاپور اور گولکنڈہ مسلم حکومتیں تھیں لیکن شیواجی نے مذہب کو بالاتر رکھتے ہوئے ان سے معاہدہ کیا۔

اہم مقصد: شیواجی کے مقاصد اور اُن کی کوششوں کی نوعیت بڑی اہمیت کے حامل ہیں مغل سلطنت دکن میں اپنی جڑیں پھیلانے پر تلی ہوئی تھی۔ چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستوں کا وجود مغل حکومت کو ناگوار گذرتا تھا۔ لہٰذا مغل حکمراں دکن میں بیجاپور اور گولکنڈہ کی سلطنتوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے کوشاں تھی۔ ایسے وقت میں مراٹھا عوام پر اپنے لئے مقام پیدا کرنے کی دھن سوار تھی۔ شیواجی نے اُن کی رہنمائی کی۔ ایسے وقتوں میں صورتحال کا تقاضا یہ تھا کہ مغل حکمراں دکن کی محدود خود مختار ریاستوں کا وجود قبول کر لیتے، لیکن وہ تو دکن کی سلطنتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے پر تلے ہوئے تھے، نتیجتاً ۵۰ سال تک مغلوں کی مہم جاری رہی اور آخر کار یہی مہم اُن کے زوال کا باعث بنی۔

شیواجی آزادی کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ وہ فرقہ وارانہ عناصر کو کسی طور گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی جدوجہد کی بنیاد "دھرتی کے لال" نظریہ پر تھی۔ شیواجی کی بری فوج و بحری فوج میں تمام مذاہب کے افراد شامل تھے۔ خصوصاً ان کی بحری فوج میں ساحلی علاقوں کے بے شمار مسلمان شامل تھے۔ ان میں سے کئی ایک اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ اُن کی بری فوج میں بھی ہمیں مسلم فوجی افسران کے نام ملتے ہیں۔

افضل خاں سے شیواجی کی تاریخی ملاقات کے دوران اُن کا ایک محافظ ابراہیم تھا۔ یہ حقیقت شیواجی کے کردار اور مذہب سے متعلق اُن کے نظریہ کی غماز ہے۔ شیواجی جب آگرہ گئے تھے اس وقت بھی اُن کا ایک ذاتی خدمتگار مسلمان تھا۔ قاضی حیدر مغلوں کے لئے شیواجی کے قاصد تھے۔

فلاحی ریاست : شیواجی کی فلاحی ریاست میں ہر فرقہ کے افراد کو تحفّظ حاصل تھا۔ مذہب، ذات یا فرقہ کی بُنیاد پر کسی قسم کی تفریق نہیں برتی جاتی تھی۔ جنگ کے دوران پکڑے جانے والے ضعیف و ناتواں قیدیوں کو لوٹا دیا جاتا تھا۔ بچوں، عورتوں، عبادت گاہوں اور مُسلمانوں کی مقدس کتابوں کی حفاظت کی جاتی تھی اور انھیں ان کے مالکوں کو لوٹا دیا جاتا تھا۔ عبادت گاہوں کو دی جانے والی گرانٹ جاری رکھی جاتی تھی اور اگر ضروری سمجھا جاتا تو نئی گرانٹ بھی جاری کی جاتی تھی۔

مغل مورخ خافی خان بھی شیواجی کے تمام مذاہب کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کی پالیسی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ فرانسیسیوں کے یہاں بھی سُورت فتح کرتے وقت عیسائیوں کے تحفّظ کا ذکر ملتا ہے شیواجی کو تمام مذاہب کی مقدس ہستیوں سے عقیدت تھی۔ وہ تکارام، رام داس، مونی باوا جیسے سنتوں اور بابا یاقوت کے معتقد تھے۔ مذہب کی طرف شیواجی کا یہ قابلِ تعریف رویّہ ان کی مذہبی ذہنیت ان کی جلیلقدر والدہ کی تعلیمات کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

شیواجی کے خاندان میں شروع ہی سے مذہبی رواداری کی روایت چلی آرہی تھی، شیواجی کے دادا کا صوفیوں کی صحبت میں اُٹھنا بیٹھنا تھا۔ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ شیواجی کے والد شاہ جی اور چچا شریف جی کی پیدائش، احمد نگر کے شاہ شریف کی دعاء بابرکت کا ثمر تھی۔ اس پس منظر میں اگر شیواجی اپنے مذہب پر سختی کے ساتھ کاربند رہتے ہوئے دوسرے مذاہب کی عزت کرتے تھے تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔

مغل حکمرانوں کی پالیسیاں اور ان پر عمل آوری کے طریقے شیواجی کو ناپسند تھے، اس وقت اورنگ زیب نے جو رویّہ اختیار کیا تھا آج اُسے ہم ایک تنگ نظر رویہ قرار دے سکتے ہیں۔

یہ مغلوں کی تنگ نظری تھی کہ انھوں نے اس قسم کی پالیسی اپنائی۔ یہ مغل سلطنت کی بُنیاد اور ساخت پر بحث کرنے کا موقع نہیں، پھر بھی اس سلسلے میں تین باتوں کا تذکرہ ضروری ہے۔ (۱) مغل سلطنت کی بُنیاد فوج کے دم خم پر تھی (۲) اورنگزیب کو اپنے ترکی النسل ہونے پر اتنا ہی فخر تھا جتنا اُسے اپنے مذہب پر تھا (۳) مغلوں کا منصب داری نظام شہری و فوجی خدمات میں فرق نہیں کرتا تھا۔ ان افسران میں تین چوتھائی غیر ملکی تھے۔ حکومت کے عملے میں ہندوستانی، چاہے وہ ہندو ہو یا مُسلمان، بہت کم تھے۔ اس کمزور حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک طرف فوجی قوت کا استعمال ضروری تھا تو دُوسری طرف مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان انصاف کی سربلندی لازمی تھی۔ شہنشاہ اکبر اور اس کے متاخرین اس امر سے بخوبی واقف تھے۔ اورنگزیب کے دورِ حکومت میں مغل سلطنت تیزی کے ساتھ قدیم پُر آشوب دَور کی طرف بڑھنے لگی۔ عوام اور حکمراں کے درمیان خلیج بڑھنے لگی۔

شیواجی سیاسی اُمیدوں اور سیاسی اختلافات سے اچھی طرح واقف تھے، لیکن مغلوں کے اس رویہ سے اُن کے جذبات مجروح ہوئے۔ اس سلسلے میں اورنگزیب کے نام اُن کا مکتوب اُن کی عظمت کی گواہی دیتا ہے۔ یہ مکتوب ہندوستان کی تاریخ کی ایک انمول دستاویز ہے۔ اس میں ہندوستان کے تمام منتظمین کے لئے سیکولر نظریہ اختیار کرنے کی ہدایت پوشیدہ ہے۔ یہ مکتوب ۱۶۷۹ء کے آس پاس لکھا گیا تھا۔

> "یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے حضور سے لوٹ آیا۔ لیکن میں ہر ممکن صُورت میں آپ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ خدا کرے کہ ہر کوئی آپ کی رحمدلی سے فیضیاب ہوتا رہے۔ ایک بہی خواہ کی حیثیت سے میں آپ کے سامنے چند اُمور رکھ رہا ہوں۔

حال ہی میں، میں نے یہ سُنا ہے کہ میرے خلاف آپ نے جو جنگیں لڑی ہیں اُن کے نتیجہ میں آپ کا خزانہ

خالی ہوا ہے اور آپ اِن جنگوں میں ہوئے نقصان کی تلافی ہندوؤں پر جزیہ کی صورت میں ٹیکس عائد کر کے کرنا چاہتے ہیں۔

عالیجاہ! میں آپ کو یاد دلانا چاہوں گا کہ آپ کی سلطنت کے اکبر اعظم نے ۵۲ سالوں تک حکومت کی، اُن کی پالیسی کے تحت عیسائی، یہودی، مسلم، ناستک، برہمن اور جین، غرض یہ کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ امن اور مساوات کے ساتھ پیش آیا جاتا تھا اُن کا مقصد ہر کسی کی فلاح و تحفظ تھا۔ لہٰذا انھوں نے جس طرف بھی رُخ کیا کامرانی اور وجاہت نے اُن کے قدم چومے اور انھوں نے ملک کے ایک بہت بڑے حصے کو زیرِ نگیں کر لیا۔

اُن کے بعد نورالدین جہانگیر نے ۲۲ سالوں تک حکومت کی، انھوں نے بھی عظیم و نیک کارنامے انجام دیئے اور امر ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ حکمراں جہاں بھی پہنچے، کامیابی اُن کے ساتھ رہی۔ ان کے دوران حکومت بے شمار علاقے اور قلعہ ان کے زیرِ اثر آئے۔ اب وہ ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کے نام باقی ہیں۔ ان کی عظمت زبان و بیان کی قدرت سے باہر ہے۔ اُن کی عظمت کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ عالمگیر نے بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کی لیکن وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ وہ خود اس ناکامی کی وجہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔

اگر ماضی کے حکمراں چاہتے تو اُن کے پاس اتنی قوت تھی کہ وہ جزیہ عائد کر سکتے تھے۔ لیکن انھوں نے محسوس کیا کہ چھوٹا بڑا ہر شخص خدا کا بندہ ہے اور تمام مذاہب خدا کی عبادت کرنے کے الگ الگ طریقے ہیں۔ انھوں نے کبھی بھی مذہب کی بُنیاد پر کسی سے نفرت نہیں کی۔ ان کی رحمدلی اور نیک کام آج بھی دنیا کی یاد میں باقی ہیں۔ چھوٹا بڑا ہر شخص اُن کی شان میں رطب اللسان ہے اور ان کے حق میں دعا کرتا ہے۔ ان کی حکومتوں کے دَوران امن و امان کا دَور دورہ تھا، نتیجتاً ان کی شان و شوکت میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔

لیکن آپ کے دورِ حکومت میں کئی علاقے اور قلعے آپ کے ہاتھوں سے جا چکے ہیں۔ باقی ماندہ علاقوں اور قلعوں سے بھی آپ محروم ہو جائیں گے۔ ان علاقوں کو تباہ کرنے میں، میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھوں گا۔ پرگنوں اور محلوں سے آپ کی آمدنی دن بدن گھٹتی جا رہی ہے۔ بادشاہوں اور شہزادوں پر افلاس حاوی ہے۔ شرفاء اور منصب داروں کی حالتِ زار ہر کس و ناکس پر روشن ہے۔ ان دنوں آپ کے سپاہیوں میں بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے اور ہندو ناخوش ہیں۔ عوام روٹی کے لئے ترس رہے ہیں۔ آپ کو اُن کے چہرے سُرخ نظر آتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے گالوں پر طمانچے لگایا کرتے ہیں۔

اُن کی حالت اس قدر گئی گذری ہے اور آپ اُن پر جزیہ عائد کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ کیسے کیا؟ یہ بُری خبر مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی، لوگ کہیں گے کہ ہندوستان کا شہنشاہ ہاتھ میں کشکول لئے برہمن، جین، سادھو، جوگی، سنیاسی، بیراگی اور غریب و بھوکے عوام سے جزیہ وصول کرنے نکلا ہے وہ تیموری سلطنت کا نام خاک میں ملا رہا ہے؛ یہ ہوگی آپ

۱۰ رمئی ۱۹۸۱ء

کے تئیں عوام کی رائے ۔"

جہاں پناہ کو معلوم ہو کہ قرآن شریف میں خدا کو 'رَبُّ العٰالَمِین' یعنی تمام بنی نوع انسان کا رَب کہا گیا ہے نہ کہ 'رَبُّ المسلمین' یعنی مسلمانوں کا رب ۔ دراصل اسلام اور ہندوازم، قدرت کے کارنامے کے خوبصورت مظہر ہیں۔ مسجد میں نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو مندر میں پوجا کے لئے گھنٹہ بجایا جاتا ہے ۔ وہ لوگ جو مذہبی تنگ نظری اور نفرت پھیلاتے ہیں خدا کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں ۔ کائنات کی اس تصویر میں خط لگانے کی کوشش کرنا قدرت کے کارناموں میں نقص نکالنے کے مترادف ہوگا ۔ خدا کے لئے آپ التماس کیجئے ۔

سچ تو یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی جزیہ کو گوارا نہیں کیا جاسکتا ۔ ہندوستان کے لئے یہ ایک بالکل نئی بات ہوگی ۔ اور یہ غلط ہے ۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ مذہب اور انصاف کی بنیاد پر اس ٹیکس کا عائد کرنا جائز ہے تو سب سے پہلے آپ کو یہ ٹیکس راجہ راج سنگھ سے وصول کرنا چاہیئے کیونکہ وہ ہندوؤں کے رہنما ہیں ۔ اس کے بعد تو آپ کو اپنے اِس بہی خواہ سے بھی یہ ٹیکس وصول کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی ۔"

رَواداری ۔ زندگی کی بُنیاد : اس خط کی اہمیت کا غلط اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ۔ اس وقت کے مغلوں کے روزنامے 'کفار کے خلاف جہاد' کی دعوت سے بھرے پڑے ہیں ۔
مراٹھا روزناموں میں بھی شیواجی کو ہندوؤں کے رہنما کی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا ۔
اس افراتفری کے عالم میں صرف شیواجی ہی ٹھنڈے دماغ سے سوچ رہے تھے اور انھوں نے سیاسی تبدیلیوں کو صحیح روشنی میں دیکھا ۔ تمام مذاہب کا احترام کیا جانا چاہیئے ۔ رواداری زندگی کی بنیاد ہونی چاہیئے ۔ نہ صرف فردِ واحد بلکہ تمام تنظیمات اور ریاست کو بھی رواداری اپنانی چاہیئے ۔ اسی میں فردِ واحد کی خوشحالی مضمر ہے ۔ اور اسی میں ریاست و سماج کی بقاء و خوش حالی کا راز پنہاں ہے ۔ یہ ہے شیواجی کا پیغام ! اس پیغام کے ذریعہ انھوں نے ہمیں ملک کی ترقی کے راز سے واقف کرا دیا ہے ۔
ہندوستان کا دستور ترتیب دینے والے حضرات نے بھی تمام مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ یکساں سلوک کو دستور میں جگہ دے کر شیواجی کی ۳۰۰ سو سال پرانی اس تعلیم پر عمل کیا ہے ۔

اِس طرح شیواجی آج بھی ملک کے اتحاد و وقار کو برقرار رکھنے میں ہمارے مددگار اور ہادی ہیں ۔

یہ اس عظیم شخص کا سَرو دھرم سمبھاؤ کا پیغام ہے ۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ پیغام آنے والی نسلوں کی بھی رہنمائی کرتا رہے گا ۔
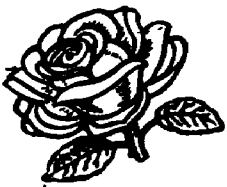
چھترپتی شیواجی مہاراج اور سرودھرم سمبھاؤ

* ایم۔ سُندریسن

اپنی ماں کے نورِ نظر اور سعادت مند بیٹے اور اپنے اُستاد کے ہونہار شاگرد شیواجی مہاراج ان دنوں جب کہ اخلاقی قدریں دنیا سے اُٹھتی جارہی ہیں ملک بھر کی حالیہ نسل کے لئے قابلِ تقلید مثال ہیں۔ انھوں نے چندرگپت موریہ کی طرح بیرونی طاقتوں کے خلاف قومی محاذ بنایا۔ ان میں دشمنوں پر غالب آنے اور ملک کی حفاظت کرنے کی قوت تھی۔ وہ فنونِ لطیفہ اور ادب کو بھی فروغ دے دیتے تھے اور غیرملکیوں کے ہم پلّہ بندرگاہوں اور قلعوں کی حفاظت کرنے کی صلاحیت و قوت بھی ان میں تھی۔

میں نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ سوامی وویکانند کی نظر میں شیواجی ملک کے روحِ رواں تھے اور وہ ہندوستان کے مستقبل کے لئے مشعل بردار تھے۔ رابندر ناتھ ٹیگور سے لیکر جنوب کے سُبرامنیہ بھارتی سب ہی شیواجی سے متاثر ہوئے اور سبھوں نے اُن کے گُن گائے۔ بُلبلِ ہند سروجنی نائیڈو نے بھی اپنی نظم "WHO SHALL UN-KING THEE?" میں آپ کو بہترین خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

جواہر لال نہرو نے کہا تھا کہ شیواجی مہاراج صرف مہاراشٹر کے نہیں ہیں بلکہ پوری قوم کے ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ شیواجی اپنی سلطنت قائم کرنے کے خواب نہیں دیکھتے تھے بلکہ وہ ایک ایسے محبِّ وطن تھے جنھوں نے قدیم تعلیمات سے اثر لیا۔

عظمت کا راز:

آخر شیواجی کی عظمت کا راز کیا ہے؟ ہوشمندی، خود اعتمادی اور سرودھرم سمبھاؤ، یہ ہے اس سوال کا جواب۔ ان کی زندگی اور اُن کے متن کی تفصیلات متعدد شاعروں، مورخوں، سادھوؤں، سیاستدانوں، سپاہیوں اور محققین کی تحریروں میں محفوظ ہیں۔ مقدس قرآن شریف کے لئے اُن کا احترام اور دیگر مقدس کتب سے اُن کی واقفیت کی وجہ سے وہ بنی نوعِ انسان کی عظمت کے قائل تھے۔ اُس وقت لوگوں میں پائی جانے والی انسانی قدریں اور تکنیکی مہارت یہ دونوں چیزیں شیواجی کی ذاتِ تنہا میں یکجا ہوگئی تھیں۔ اُن کی زندگی فرقہ وارانہ

غیر ہم آہنگی کے خلاف جدوجہد سے کہیں زیادہ متکبر حکمرانوں کی مظلوم رعایا پر شاہی عتاب کے نزول اور ذلت کے خلاف جنگ میں وقف ہوئی۔ انھوں نے قوم کے شعور کو جھنجوڑا اور ایک قومی تحریک کو جنم دیا۔

شیواجی سے قبل کسی اور نے بدعنوان حکومت اور حکمرانوں کے خلاف ایسی جدوجہد نہیں کی۔ وہ مادرِ وطن کی ثقافتی قدر، اور اس کے قومی اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے انسانی قدروں پر مبنی "سماجی انصاف" کو رواج دینا چاہتے تھے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے تھے۔ ان کے بروقت اقدامات، سرو دھرم سمبھاؤ کے اصول پر اُن کی عمل آوری کے مظہر ہیں۔

مغلوں کے ساتھ ہوئی اُن کی معرکہ آرائیوں کے مقابلے میں، وہ سیاسی جنگیں جو انھوں نے پرتگالیوں اور انگریزوں کے خلاف لڑیں، سفارتی تعلقات کے قیام کے اعتبار سے زیادہ اہم معلوم ہوتی ہیں۔ ان لڑائیوں نے آپ کی شخصیت اور رہنمائی کے چرچے دور دور تک پہنچا دیئے۔

مزاروں کیلئے وظیفے:

شیواجی نے مُسلم مزاروں کے لئے وظیفے مقرر کئے تھے اسی طرح وہ مقدس مُسلم ہستیوں کے نان نفقہ کا بھی انتظام کرتے تھے۔ اُن کی فوج کے کئی ایماندار، جری اور محبِّ وطن جنرل مُسلمان تھے۔

حال ہی میں جنوبی ہند کے ایک انگریزی روزنامے میں شیواجی مہاراج کی زراعت اور کاشتکاری سے گہری دلچسپی سے متعلق ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے۔ درختوں اور پھلوں کے باغوں سے ان کا لگاؤ ان کے قدرتی مزاج کا مظہر ہے

انھوں نے محض علاقائی حکومت کے بجائے تمام مقامی اور غیر مقامی عوام کو قومی اتحاد کی بنیاد پر یکجا کرنے کی کوشش کی اور چند سماجی اور مالی رسوخ کے عناصر کی کوئی پرواہ نہ کی، جنھیں ہندوستان جیسے ملک کو عظیم اور طاقتور دیکھنے کی خواہش نہ تھی۔

مرکزِ تعلیم کی ضرورت:

ملک بھر میں چھترپتی شیواجی مہاراج کی تعلیم کو عام کرنا اشد ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے تو یہ کیا جا سکتا ہے کہ ملک کے میٹروپولیٹن شہروں میں شیواجی مہاراج کی زندگی کے مشن سے متعلق تعلیمی مراکز قائم کئے جائیں۔ بعد ازاں ایسے مراکز ملک کی تمام ریاستوں کے صدر مقامات پر بھی کھولے جا سکتے ہیں۔ ایسا کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ ہماری حالیہ نسل کے نوجوان اور سن رسیدہ حضرات ماضی کے دریچوں میں جھانک کر مذہبی رواداری اور انتظامی مہارت کی عمدہ مثال سے روشناس ہو سکیں۔ مجوزہ مرکز میں شیواجی کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے جدید سائنسی آلات کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ مستقل طور پر ماڈل بنا کر رکھے جا سکتے ہیں اور ایک چھوٹا سا میوزیم بنایا جا سکتا ہے۔ اس میں شیواجی مہاراج سے متعلق تمام مدبروں اور غیر ملکیوں کے بیانات بھی

رکھے جا سکتے ہیں۔ ان سبھوں نے متفقہ طور پر شیواجی کو ہندوستان کا روح رواں قرار دیا تھا۔
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۳۱ر مارچ ۱۹۸۰ء کو رائے گڑھ میں چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۰ ویں برسی کے موقع پر کہا تھا:

"صدیاں گذر جانے کے باوجود اس مشعل کی روشنی ہماری رہنمائی کرتی رہی اور جدوجہد آزادی کے وقت ہمارے حوصلے بڑھاتی رہی۔ وہ مہاراشٹر ہی کے نہیں بلکہ پورے ہندوستان کے عظیم سپوت تھے۔ میرے نزدیک تو اُن کا شمار دنیا کی عظیم ہستیوں میں ہوتا ہے۔ اگر یہی شخصیت کسی یوروپی ملک میں ابھرتی تو اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے جاتے اور کہا جاتا کہ اُس نے دنیا کو روشنی دی۔"

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نے آج تک اپنی عظیم شخصیتوں کو ابھارنے اور اُن پر جمی ہوئی وقت کی گرد کو دور کرنے میں جو کوتاہی کی ہے اس کا ازالہ کیا جائے اس سلسلے میں سب سے پہلا قدم مرکز اور ریاست کی ملی جلی کوشش سے مہاراشٹر کے صدر مقام اور ملک کے تجارتی نقطہ نظر سے اہم شہر بمبئی میں چھترپتی شیواجی مہاراج یادگار مرکز کا قیام ہونا ہے۔

مراٹھا بحری بیڑے کے بانی، شیواجی

* ڈاکٹر آر. وی. رام داس
(ایم. اے، پی. ایچ ڈی)

بدیسی حکمرانوں سے مقابلہ کے لئے طاقتور بحری بیڑہ کی تشکیل، شیواجی کا ایک تاریخی کارنامہ ہے. کیمبے میں مغلوں نے اور جنجیرہ میں سدّیوں نے حکومت کے تجارتی مفادات کی حفاظت کے لئے ، ایک بحری بیڑہ ضرور ترتیب دیا تھا لیکن بحیرۂ ہند میں انگریزوں کی بحری طاقت کے مقابلہ میں اُن کی کوئی حیثیت نہ تھی حتیٰ کہ مکہ معظمہ کوچ کرنیوالے حاجیوں کے جہازوں کو انگریزوں کے جنگی جہازوں کی حفاظت میں پہنچانے کی ضرورت خود مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کو بھی محسوس ہوئی۔

بحرۂ ہند میں پرتگالیوں کی آمد سے ہندوستان کی بحری تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا ساحلی علاقوں کے حکمرانوں کی کمزور بحری طاقت کی وجہ سے بحرۂ ہند پر انگریزوں نے غلبہ حاصل کیا۔ اپنی زبردست بحری قوت کی بدولت انھوں نے سمندر پر بھی حکمرانی کی اور تمام طاقتوں کو اپنے ماتحت کر لیا۔ بحرۂ ہند میں ان کی اجازت کے بغیر کوئی بھی کشتی رانی نہیں کر سکتا تھا۔ بغیر اجازت سمندر میں پائے جانے والے تمام جہازوں پر وہ قبضہ کر لیتے تھے۔ اس لئے ہندوستانیوں کے لئے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ بدیسیوں کی شرانگیزی کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنا خود ایک طاقتور بحری بیڑہ ترتیب دیں۔

سوراج کے حصول اور مغلوں اور بیجاپور کے عادل شاہ سے مصروفِ جنگ ہوتے ہوئے بھی شیواجی نے سِدّیوں، انگریزوں اور پرتگالیوں کو دندان شکن جواب دینے کے لئے ایک طاقتور مراٹھا بحری بیڑے کی بنیاد ڈالی۔ شیواجی ساحلِ کوکن کو سوراج کی جان سمجھتے تھے۔ پُرندر معاہدہ (۱۶۶۵) کے تحت شیواجی نے مغل بادشاہ کو پُرندر، کونداج جیسے مضبوط قلعے دینا گوارا کیا لیکن پال گڈھ، گھوسال، لنگن اور ساحلِ کوکن پر واقع دوسرے مقامات اپنے قبضۂ اختیار میں ہی رکھے۔

سمندر پر قبضۂ اختیار رکھنے کی شیواجی کی زبردست خواہش تھی اور اسی سلسلے میں انھوں نے مغل شہنشاہ اورنگ زیب کو ۲۳ اپریل ۱۶۵۷ء میں ایک خط بھی لکھا تھا۔ اورنگ زیب نے بھی بیجاپور کے تمام قلعوں، دابول کی بندرگاہ اور متصل علاقوں پر شیواجی کے جائز حق کو تسلیم کیا تھا۔ شیواجی نے بھی ان علاقوں میں مداخلت کی تھی اور کسی اجازت کا انتظار کئے بغیر ان علاقوں کو اپنے سوراج میں شامل کر لیا تھا۔ اس کے باوجود دابول کی بندرگاہ میں شیواجی کی خصوصی دلچسپی اس بات کا عین ثبوت ہے کہ شیواجی مغربی سمندر پر اپنے قبضہ کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

جنگی جہازوں کی تعمیر

تھانے کے ساحل پر واقع کلیان اور بھیونڈی تجارتی اور جنگی جہازوں کی تیاری کے لئے مشہور تھے۔ اندازہ ہے کہ کلیان اور بھیونڈی پر قبضہ حاصل ہوتے ہی (۲۴ اکتوبر ۱۶۵۷ء) شیواجی نے جنگی جہازوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا تھا۔ ۱۶۵۹ء تک شیواجی کی بحری طاقت میں اتنا اضافہ ہو چکا تھا کہ پرتگالیوں کو بھی اس سے خطرہ محسوس ہونے لگا۔ اسی خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے پرتگالی وائسرائے نے ۱۶ اگست ۱۶۵۹ء میں ایک خط کے ذریعے پرتگال کے حکمراں کو مطلع کیا تھا کہ "ایک باغی بسین اور رجیول پر اپنا اختیار جتاتا ہے۔ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت نے ہمیں احتیاطی اقدامات کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس باغی نے بسین کے بھیونڈی، کلیان اور پنویل کے ساحلوں پر جنگی جہاز بنانا شروع کر دیا ہے۔ ہم نے ہمارے سپہ سالار کو ہدایت دے دی ہے کہ وہ ان جہازوں کو کسی بھی قیمت پر سمندر میں اترنے نہ دیں۔"

مراٹھا بحری دستہ کی ترقی میں قدرتی حالات کا بھی کافی دخل رہا ہے۔ کوکن کے کٹے پھٹے ساحل جہازوں کے لئے پناہ گاہ کا کام دیتے تھے۔ اس کے علاوہ چٹانوں سے گھرے جزیرے دشمن پر پوشیدہ نظر رکھنے میں معاون تھے۔ شیواجی کے بحری دستہ سے سب سے پہلے سمندری جنگ جنجیرہ کے سِدّیوں سے ہوئی۔ ملک عنبر نے مغلوں سے اپنا جزیرہ واپس لے لیا تھا اور اپنی سینہیا

افسران کو سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ فتیح خان اور اس کے ماتحتوں سے شیواجی نے تلہ، گھوسل اور رائے ری کے قلعوں کو چھین لیا تھا۔

گھر کے دشمن

سدیوں نے پہلے بیجاپور کے سلطانوں کی حمایت میں بحری بیڑہ کی مدد کی اور بعد میں اورنگ زیب کے سامنے وفاداری کا عہد کیا۔ اپنے زمانہ میں سدیوں نے لوٹ مار اور آتش زنی کا بازار گرم رکھا تھا۔ عورتوں کو اغوا کیا جاتا تھا اور انھیں غلاموں کی طرح فروخت کر دیا جاتا تھا اسی لئے سدی مراٹھوں کے دشمن سمجھے جاتے ہیں۔ سبھاسد نے بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے کہ سدیوں کی شرانگیزی گویا گھر میں دشمن کی موجودگی تھی۔

مراٹھوں کی بحری طاقت اتنی زبردست تھی کہ وہ آسانی سے سدیوں اور بیجاپور کے درمیان ربط توڑ سکتے تھے۔ سدی اکثر اوقات ساحل کوکن پر حملہ کر کے اپنی شکست کا انتقام لینے کی کوشش کرتے۔ شیواجی جنجیرہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے زندگی بھر سخت کوشش کی لیکن مراٹھوں کی کمزور بحری طاقت کی وجہ سے شیواجی یہ قلع فتح کرنے میں ناکام رہے۔ اس کے علاوہ کئی دشمنوں سے سامنا ہونے کی وجہ سے درمیان میں ہی انھیں اپنی کوششیں ترک کرنی پڑیں پھر بھی شیواجی نے بڑی حد تک سدیوں کی شرانگیزی کا کامیابی سے مقابلہ کیا۔

شیواجی کا مقابلہ یورپی طاقتوں سے بھی ہوا جو بحیرۂ ہند میں اپنے قدم جمانا چاہتے تھے۔ چونکہ ان کا کاروبار زیادہ تر مغلوں کے علاقوں میں تھا اس لئے وہ مغلوں کی طرفداری کرنے پر مجبور تھے۔ یہ یورپی طاقتیں ایک دوسرے سے بھی حسد و رقابت کا اظہار کرتی تھیں اور اکثر اپنے حریف کو نیچا دکھانے کے لئے شیواجی سے بھی مدد لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی تھیں۔ ولندیزیوں نے جنجیرہ پر قبضہ کرنے کے لئے شیواجی کو مدد کی پیش کش کی اور بدلہ میں بمبئی پر اپنا قبضہ حاصل کرنے کے لئے شیواجی سے مدد طلب کی۔ فرانسیسیوں نے جو اس میدان میں بعد میں آئے، شیواجی سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی غرض سے گولہ بارود فراہم کیا۔

مراٹھوں کی بڑھتی ہوئی بحری طاقت سے ہندوستان کے مغربی ساحلوں پر پرتگالیوں اور انگریزوں کے غلبہ کو خطرہ پیدا ہوگیا۔ اور وہ گاہے بگاہے جنجیرہ پر شیواجی کے قبضہ کی کوششوں کو ناکام بنانے کے لئے سدیوں کی مدد کرنے لگے۔

سمندر پر پرتگالیوں کی حکمرانی، دمن سے چھاؤنی کے علاقوں تک شیواجی کا دعویٰ، مذہبی فسادات اور پرتگالیوں کا ہندوؤں کو تبدیلی مذہب کے لئے مجبور کرنا' یہ تمام مسائل شیواجی اور پرتگالیوں کے درمیان دائمی تنازعہ کا سبب بنے ہوئے تھے۔ پرتگالیوں کا شیواجی کی جانب رویہ ان کے اپنے مفاد کے مطابق بدلتا رہتا تھا۔ ۱۶۶۳ء میں شیواجی جب شائستہ خان سے مصروف جنگ تھے، تو پرتگالی وائسرائے انٹونیو ڈی میلو کاسٹرو نے مغلوں کے خلاف شیواجی کی مدد کرنے کے احکامات جاری کئے تھے۔ لیکن انھوں نے ۳۱ مارچ ۱۶۶۵ء کو راجہ جے سنگھ کے نام شیواجی کے خلاف دوستی کا خط اور اگست ۱۶۶۵ء میں شیواجی پر فتح پانے پر مبارکباد کا خط بھی لکھا تھا۔

گوا کے حکمرانوں نے اپنے علاقوں میں رومن کیتھولک کے سوائے تمام مذہبی تبلیغ ممنوع قرار دی تھی۔ شیواجی نے پرتگالیوں کی مذہبی جنونیت کا مقابلہ کرنے کے لئے فوج اٹھائی۔

۱۰ مئی ۱۹۸۱ء

"شیواجی نے ان کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے زبردست مقابلہ کیا اور ۱۹ نومبر ۱۶۶۴ میں گوا کے قریب بارویز کے قرب و جوار کے علاقوں پر دھاوا بول دیا۔ شیواجی کی اس جرأت نے وائسرائے کو خوفزدہ کر دیا۔ شیواجی نے تمام علاقوں کو تباہ کر دیا اور اپنے ساتھ ۱۵ لاکھ پگوڑا (سونے کے سکے) لے گئے۔

معاہدۂ امن

شیواجی اور پرتگالیوں کے درمیان ۵ دسمبر ۱۶۶۷ء کو ایک معاہدۂ امن طے پایا۔ ٹھیک سے نہیں کہا جا سکتا کہ بالآخر اس معاہدہ پر کب تک عمل ہوتا رہا۔ کیونکہ معاہدہ طے پانے کے صرف چھ ماہ بعد ہی ۱۸ مئی ۱۶۶۸ء کو وائسرائے نے اورنگ زیب کے نام ایک خط میں شیواجی کے خلاف بحری جنگ میں تعاون کی پیشکش کی تھی۔

۱۶۶۹ء میں پرتگالیوں نے سدی کی مدد کی جسے شیواجی نے محصور کر لیا تھا۔ شیواجی نے پرتگالیوں کو آگاہ کیا کہ ان کے خلاف امیر مسقط نے انھیں مدد کا وعدہ کیا تھا لیکن محض پرتگالیوں سے دوستی کے نام پر انھوں نے یہ مدد قبول نہیں کی۔

اس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ جلد ہی فروری ۱۶۷۰ میں ایک دوسرا معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدہ میں یہ شرط بھی شامل تھی کہ شیواجی کے چھوٹے تجارتی جہازوں کو پرتگالیوں کو لگان دینے سے معاف کر دیا جائے گا۔ گو کہ یہ معمولی رعایت تھی لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مغل بادشاہ کو بھی پرتگالیوں کی جانب سے اتنی ہی رعایت حاصل تھی۔ معمولی جھڑپوں اور پرتگالیوں کا ایک دوسرے کی طرف حمایت تبدیل کرنے کا سلسلہ شیواجی کی موت تک چلتا رہا۔

شیواجی کی جانب انگریزوں کے رویہ میں بھی پرتگالیوں کے رویہ سے زیادہ فرق نہ تھا۔ ۱۶۶۰ میں جب سدی جوہر نے پن ہالہ میں شیواجی کو محصور کیا تو انگریزوں نے شیواجی کے خلاف سدیوں کو ہتھیار اور گولہ بارود فراہم کیا تھا۔ جب شیواجی نے ۱۶۷۱ میں جنجیرہ کے سدی کے خلاف انگریزوں سے مدد طلب کی، تو نہ ہی انکار کیا گیا اور نہ ہی مدد کی گئی۔ سورت کونسل نے اپنے عہدہ داروں کو سدیوں کے بارے میں یہ پالیسی اختیار کرنے کی ہدایت کی تھی۔ شیواجی کی تاجپوشی کے وقت انگریزوں نے آکزینڈن کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ اور اسی موقعہ پر شیواجی اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان معاہدۂ امن عمل میں آیا۔ بات چیت کے دوران آکزینڈن نے شیواجی سے تباہ شدہ جہازوں کو اپنی تحویل میں لینے کی اجازت طلب کی تھی، لیکن شیواجی نے اس لئے انکار کر دیا کہ "فرانسیسی ولندیزی اور دوسرے بھی ایسا ہی مطالبہ کریں گے اور ایسا کرنا نظام شاہی قانون جس کے وہ ابھی تک پابند ہیں، کے خلاف ہوگا" اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیواجی اور ان کے افسران اپنے جائز حقوق کی حفاظت میں بیحد سخت تھے۔

جنجیرہ کی فتح میں حائل مشکلات کا اندازہ کرتے ہوئے شیواجی نے کھانڈیری کو بحری اڈہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ کھانڈیری بمبئی سے جنوب میں گیارہ میل اور جنجیرہ سے شمال میں تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ کھانڈیری سے بمبئی آنے والے اور جانے والے تمام جہازوں پر نگرانی کی جا سکتی تھی۔

اگست ۱۶۷۹ء میں شیواجی نے جزیرہ کی حفاظت کے لئے کھانڈیری میں ایک نائیک ۱۰۰ سپاہی اور چار چھوٹی توپوں پر مشتمل اپنا بحری دستہ ترتیب دیا۔ جب انگریزوں نے بحری دستہ کے سپہ سالار کو وہاں سے ہٹ جانے کو کہا تو اس نے یہ کہہ کر صاف انکار

کر دیا کہ " شیواجی کے حکم کے بغیر یہ ممکن نہیں "۔
سورت کونسل نے ۱۵ ستمبر کو بحری دستہ سے جنگ کا اعلان کیا۔ ۳ ستمبر ۱۶۷۹ء سے ۲۰ جنوری ۱۶۸۰ء تک انگریزوں نے مسلسل حملے کئے لیکن مراٹھوں نے انھیں پسپا کر دیا۔ ۱۹ ستمبر کو اس جزیرہ پر لفٹننٹ تھورپ کی کوشش انگریزوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی لفٹننٹ مارا گیا اور مراٹھوں نے اسکے جہازوں کو قبضہ میں کر لیا۔ اس درمیان ۲۰ ستمبر سے ۹ اکتوبر تک انگریزوں نے مراٹھوں کی ناکہ بندی کی کوشش کی۔ اس کے علاوہ تیبنہ بھر کی (۱۸ اکتوبر سے ۱۶ نومبر) بحری جنگوں سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ۳۱ اکتوبر کو شیواجی نے بمبئی پر جوابی کاروائی کی دھمکی دی۔
انگریزوں کے بحری بیڑہ نے ۵ نومبر کو مراٹھوں کے بحری جہازوں کو ناگوٹھانہ تک ڈھکیل دیا اور ۱۰ نومبر تک انھیں محصور رکھا۔ اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سدیوں نے انگریزوں کے ساتھ ملکر مراٹھوں سے خشکی اور سمندری جنگ چھیڑ دی۔ مراٹھوں کے کھانڈیری پر قبضہ کے جواب میں سدیوں نے اُندیری پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مراٹھوں نے انگریزوں کے حملوں کو ناکام بنا دیا اور کھانڈیری پر قبضہ جمائے رکھا۔ آخرکار انگریزوں نے شیواجی سے صلح کر لی۔

شیواجی کے ۳۱۲ قلعے

چترگپت سے موصولہ معلومات کے مطابق کل ۳۱۲ قلعوں میں سے ۸۴ سمندری یا ساحلی دفاعی قلعے تھے۔ اس کے علاوہ جزیرہ نما کوکن پر ۷۵ قلعے تھے۔ ۲ سال میں شیواجی نے ساحل سمندر پر پوری طرح قبضہ کر لیا تھا اور بحری قلعہ (سندھو۔ درگ)، فتح قلعہ (وجے۔ درگ)، سنہری قلعہ (سورنا۔ درگ)، کنول قلعہ (پدما۔ درگ)، جوہر قلعہ (رتناگیری) کولابہ اور کھانڈیری قلعے تعمیر کئے۔ سندھو درگ کی تعمیر

۱۶۶۴ء میں ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ ۲۰۰ کھانڈ سیسہ اس قلعہ کی بنیاد میں استعمال کیا گیا ہے۔ جنرل گپت کے تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ شیواجی نے قلعوں کی تعمیر کے لئے ۲۰۰ کھانڈ لوہا خریدا تاکہ کاریگروں کے اوزار بنائے جا سکیں تین ہزار مزدور اور گوا کے تقریباً سو ماہرین نے تعمیر میں حصہ لیا تھا اور تین سال میں قلعے کی تعمیر مکمل کی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ شیواجی کے بحری بیڑہ کو انگریزوں کے بحری بیڑہ پر برتری حاصل تھی لیکن سمندر میں فنون حرب اور جہاز رانی سے واقفیت میں وہ انگریزوں سے بہت پیچھے تھے۔ بحری بیڑہ کی اس کمزوری کا ذمہ دار شیواجی کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ کیونکہ صرف ۳۰ سال کی مدت میں بحری بیڑہ بنانا اور اسے پوری طرح طاقتور بنانا اتنا آسان نہیں۔

انگریز شیواجی سے دوستی پر مجبور

شیواجی کی زبردست بحری طاقت نے انگریزوں کو جھکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ انگریز ان سے ڈرتے تھے اور ہمیشہ صلح و دوستی پر آمادہ رہتے بلکہ اکثر اوقات اپنے حریفوں کے خلاف شیواجی سے مدد بھی مانگتے تھے۔ جب انگریز اور سِدّی ایک دوسرے سے مل گئے تب بھی شیواجی کے بحری بیڑہ نے دونوں دشمنوں کا سامنا کرتے ہوئے خاندیس کی حفاظت کی۔

بحری معرکوں میں شیواجی کے کارہائے نمایاں کو دیکھتے ہوئے ایک انگریز مورخ ڈگلس لکھتا ہے "یہ افسوس کی بات تھی کہ شیواجی ماہر جہاز راں نہ تھے ورنہ سمندر میں بھی وہ تہلکہ مچا دیتے جس طرح خشکی پر تباہی مچائی تھی۔ اس کے باوجود طاقت میں وہ کم نہ تھے۔ سمندری لہروں سے ان کی محبت اتنی گہری تھی کہ جب وہ جوان تھے تو انھوں نے مالوان میں نبکت کھاڑی پر واقع دھارجاگیر پر آزادانہ اختیار حاصل کیا اور سندھو درگ کی تعمیر میں بذات خود حصہ لیا۔"
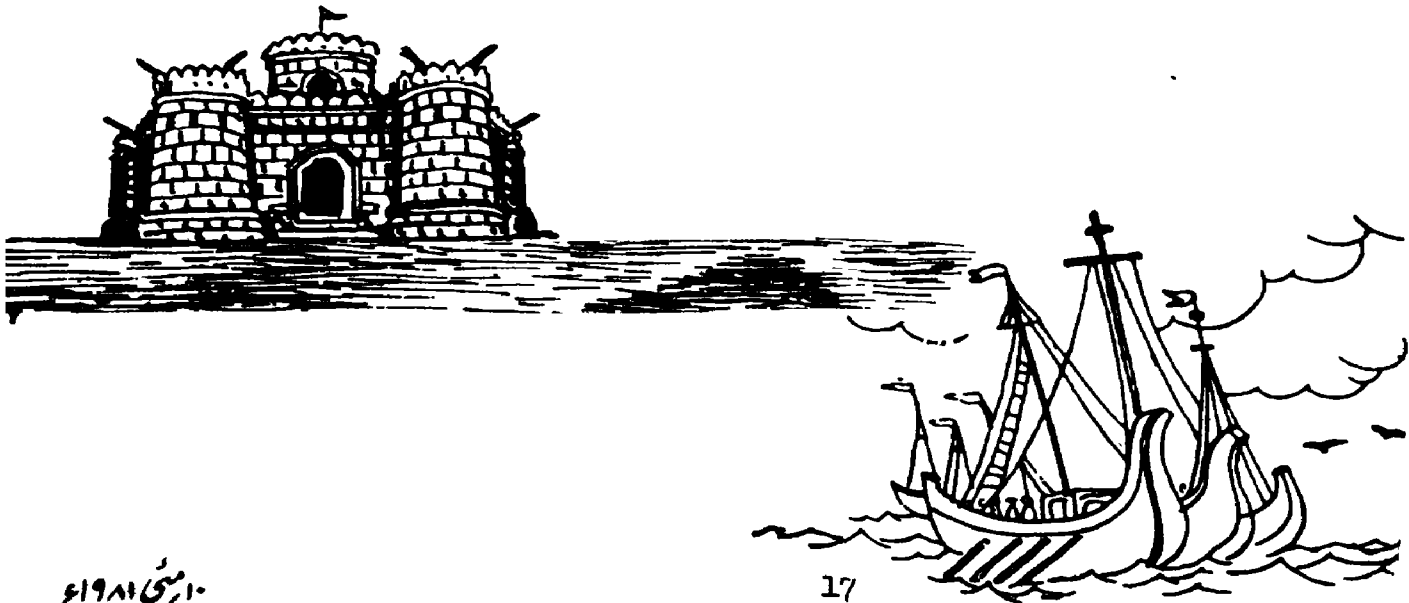
چھترپتی شیواجی مہاراج

ہے مشہور جگ میں شیواجی کا نام
انھیں چاہتے دل سے ہیں خاص و عام

مہاراشٹر کے وہ سرتاج تھے!
مہاویر وہ تھے، مہاراج تھے!

چمکتا ہے نام اُن کا تاریخ میں!
نمایاں ہے کام اُن کا تاریخ میں!

جبیں سے عیاں حکمرانی کی شان
عجب شان و شوکت عجب آن بان

بنائی تھی جو ماولوں کی سپاہ!
لرزتے تھے اُن سے کئی کج کلاہ!

ارادوں میں اپنے رہے وہ اٹل
کہیں زندگی تھے، کہیں تھے اجل

رہے جب تک، انصاف والے رہے
حکومت کی عزت سنبھالے رہے

مسلمان بھی اُن کے تھے جاں نثار
یہ تھا قوم کی ایکتا کا وقار

اولوالعزم انساں، بہادر دلیر!
وہ تھے ذات سے اپنی شیروں کے شیر

وہ پانی رہا اُن کی تلوار میں!
جو ظاہر تھا میدان و کہسار میں

کیے فتح کوکن کے قلعے تمام
شیواجی کی عظمت کو کیجیے سلام

جلے اُن کے نقشِ قدم سے چراغ
ہوا جس سے نایاب، روشن دماغ

نایاب لکھنوی
بر ۴۹/۲۴۸، ساتویں لین
۵ - مالیگاؤں
ل، مہاراشٹر

شیواجی کا مثالی نظامِ حکومت

* ایم. بی. مہرے (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ، بمبئی
ورکنگ پریسیڈنٹ، شیواجی فاؤنڈیشن، بمبئی

سترھویں صدی کے ھندوستان میں مراٹھا اقتدار کے بانی شیواجی مہاراج کے دورِ حکومت میں کابینہ کا نظام، دیوانی اور محصول کا انتظام، نظامِ عدلیہ اور فوجی تنظیم، نیز ان کی تفصیلات اس مقالہ کا موضوع ھے۔ اس سلسلہ میں ۱۶۵۰ء سے لیکر ۱۷۰۰ء تک کے دور کی تاریخ بیان کی جاسکتی ھے۔

شروع میں شیواجی مغل حکومت کے ماتحت ہونے اور اس کے نواحی پرگنہ کے جاگیردار تھے۔ شیواجی کی تاجپوشی ۱۶۷۴ء میں ھوئی اس کے بعد ھی دیوانی انتظامیہ اور فوجی نظام کی از سرِنو تنظیم کی گئی۔ عدلیہ کی شکل بھی بدل دی گئی تاکہ اس کو مقامی حالات اور عوام کے مزاج کے مطابق بنایا جاسکے۔ انتظامیہ کو مندرجۂ ذیل تین شعبوں میں تقسیم کیا گیا۔ (۱) مرکزی انتظامیہ (۲) مقامی انتظامیہ (۳) فوج اور قلعہ کا انتظام۔

مرکزی انتظامیہ کی تنظیم

راج منڈل جسے اشٹ پردھان منڈل بھی کہتے تھے۔ اس میں راجہ اور اس کے آٹھ وزیر تھے۔ ان میں خاص اہمیت کا مالک تھا شیوا یا وزیر اعظم۔ اس کے علاوہ راجہ کے پرتی ندھی اور درکشدار بھی ہوا کرتے تھے۔ جو ریاست کے سکریٹری کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ہر محکمہ کا ایک سکریٹری تھا۔ اور اس کی مدد کے لئے "مطالک"، "ڈسٹرکٹ لوک" اور "سبوک" مقرر کئے جاتے تھے۔ ان حکام کے علاوہ پنت پردھان کے سکریٹریوں کی مدد کے لئے کچھ صاحب علم عہدیداروں کا تقرر کیا جاتا تھا۔ انھیں "سبھاسد" کہتے تھے۔ ان صاحب علم عہدیداروں میں ایک کرشناجی آننت بھی تھے جن کو بعد میں "سبھاسد" کے خاندانی نام سے پکارا جانے لگا۔ شیواجی مہاراج کے دوسرے بیٹے راجہ رام نے کرشناجی آننت کو شیواجی کی سوانح عمری لکھنے کے کام پر معمور کیا تھا۔ ریاست کے تمام اعلیٰ افسران۔ وزراء۔ سکریٹری وغیرہ کا تقرر مہاراج خود کرتے تھے۔ اور داروں کی مدتِ کارکردگی مہاراج کی مرضی وخوشی پر منحصر تھی۔ تنخواہ اور تمام الاؤنس نقدی میں ادا کئے جاتے تھے۔ اور کسی کو زمین، جاگیر یا انعام کے طور پر معاوضہ نہیں دیا جاتا تھا۔ شیواجی مہاراج کے دور میں جاگیرداری اور انعام کے طور پر زمین دینے کی سخت ممانعت تھی اور تمام ادائیگی نقدی میں کی جاتی تھی۔

راج منڈل دو حیثیتوں میں کام کرتا تھا۔ ایک حیثیت میں وہ وزیروں کی کونسل تھا اور دوسری

حیثیت میں مہاراج کی کورٹ کونسل۔
وزیروں کی کونسل کی حیثیت میں راج منڈل شیواجی مہاراج کے قائم کردہ اقتدار کے ماتحت مہاراشٹر (پونہ) سے لیکر تامل ناڈو (جنجی) تک پھیلے ہوئے انتظامیہ کی نگرانی کرتا تھا۔ متعلق وزیر یا پرائیوٹ سکریٹری ریاست کے دیوانی یا محصول سے متعلق احکام پر دستخط کرتے تھے۔ عدلیہ نظام کے احکامات پر نیائے ادھیش یعنی منصف اور مذہبی امور میں پنڈت راؤ دستخط کرتے تھے۔ اور "دھرم سبھا" یا عدالتی مجلس جسے حضور حاضر مجلس کہتے تھے۔ اس کے دیئے ہوئے فیصلوں پر "راج مدرا" کی مہر لگاتے تھے۔
حضور حاضر مجلس تمام اہم دیوانی اور فوجداری تنازعات کے فیصلے کرتی تھی۔ منصف اعلیٰ کو ہر سال ایک ہزار سنہری ہون (جو سکہ رائج الوقت تھا) یعنی تقریباً ۴ ہزار روپئے تنخواہ دی جاتی تھی۔ شری نیراجی راؤجی سب سے پہلے منصف اعلیٰ تھے۔ ان کا خاندانی نام ایک مورخ گرینڈ ڈف کے مطابق "نائیک" تھا۔ "قانون ضابطہ" میں راج منڈل کے فرائض کی تفصیل دی گئی تھی۔ اسی طرح اس میں منصف اعلیٰ کے فرائض کی تفصیل بھی دی گئی تھی۔
راج منڈل ریاست کی مالیاتی پالیسی پر عمل درآمد کرنے کا بھی ذمہ دار تھا۔ جس میں محصول کی وصولی اور اخراجات کی نگرانی شامل ہے وزیر اعظم یعنی پیشوا دیوانی اور فوجی نظام کا سربراہ تھا۔ اس کی حیثیت راج منڈل میں شیواجی مہاراج کے بعد سب سے اونچی تھی۔ اس کی تنخواہ سات ہزار ہون یعنی ۲۸ ہزار روپئے سالانہ تھی۔ وزیر مالیات (پنت اماتیہ) اور اکاؤنٹنٹ جنرل (پنت ساچیو) کی تنخواہ ہیں ۵ ہزار ہون یعنی ۲۰ ہزار روپئے سالانہ تھی۔ وزیر دفاع (یعنی سیناپتی) وزیر اعظم کے بعد سب سے بڑا عہدیدار سمجھا جاتا تھا۔ ایک وزیر خط وکتابت کے محکمہ کا بھی تھا۔ امور خارجہ کے سیکریٹری کو "سومنت" کہتے تھے۔ پنڈت راؤ کے ماتحت مذہبی امور کا محکمہ تھا۔
راجہ کی نگرانی میں سر نیائے ادھیش یا منصف اعلیٰ کو دھرم سبھا میں آخری فیصلہ دینے کا اختیار تھا۔ ہمارے آج کے صدر جمہوریہ کی طرح راجہ کو معافی کا اختیار حاصل تھا۔ جو سر نیائے ادھیش کے آخری فیصلے کے بعد بھی استعمال کیا جاسکتا تھا۔ یہ حق مناسب حالات میں استعمال کیا جاتا تھا۔
مندرجہ بالا عہدے شیواجی کے دور حکومت میں کبھی بھی خاندانی یا وراثتی نہیں تھے شیواجی نے اپنی زندگی ہی میں وزیر اعظم اور سر سیناپتی کو ان کے عہدے سے نکال دیا تھا۔ یہ بات افسوس کے قابل ہے کہ شاہو یعنی شیواجی کے پوتے کے دور حکومت میں یہ عہدے وراثتی بنا دیئے گئے شیواجی کے راج منڈل کی حیثیت ایسی ہی تھی۔ جیسی انگلستان کے ہنری سوم کے شاہی کونسل کی۔

مقامی انتظامیہ کی تنظیم

(۱) وہ علاقہ جہاں شیواجی نے سوراج قائم کیا تھا، اس کی تقسیم سر صوبوں میں کی گئی تھی۔ ہر سر صوبہ کا اعلیٰ افسر "سر صوبیدار" کہلاتا تھا۔ وہ راج منڈل کی نگرانی میں کام کرتا تھا۔ یہ سر صوبہ آج کے دو ضلعوں کے برابر ہوتا تھا۔ سر صوبے دار کی مدد کے لئے کارکن متعین کئے جاتے تھے۔ جو علاقہ کے دیوانی انتظام میں اس کی ماتحتی میں کام کرتے تھے۔ تمام احکامات سر صوبیدار

اور اس کے سرکارکن کی مشترکہ دستخط سے جاری کئے جاتے تھے۔
ہر صوبہ کے ساتھ کوئی نیائے سبھا نہیں تھی۔ ہر صوبیدار راجہ کے اختیار کو عمل میں لانے والے مرکزی وزیروں اور نیائے ادھیش کی مدد کرتا تھا۔ وزیروں اور نیائے ادھیش کو اور اپیل کے اختیارات حاصل تھے۔

(۲) انتظامیہ کا دوسرا درجہ تھا۔ صوبہ یا آج کل کا ڈسٹرکٹ یا ضلع۔ صوبہ کا علاقہ اتنا بڑا تھا کہ ریاستی حکومت کو اس سے ۲ سے ۳ لاکھ تک کی آمدنی ہوتی تھی۔ مغل دور میں صوبہ یا ضلع کو پرگنہ کہتے تھے۔ صوبہ کے اعلیٰ افسر کو دیوانِ صوبہ یا صوبیدار کہتے تھے۔ اس کی تنخواہ ۴ سو ہون یا ۱۲۶ سو روپئے سالانہ تھی۔ اس کی مدد کے لئے مجمدار کا تقرر کیا جاتا تھا۔ مجمدار محصول کی وصولی اور خزانہ کی دیکھ بھال کا ذمہ دار تھا۔ مجمدار کے علاوہ مقامی انتظامیہ کے سرکارکن اور کارکن بھی صوبے دار کی مدد کرتے تھے۔ ضلع کے ان حکام کے احکامات یا تو صوبے دار کے نام سے یا پھر دیشن ادھیکاری کے نام سے جاری کئے جاتے تھے۔ کبھی کبھی ضلع کو پرانت میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ صوبہ کی مجلس ضلع کی عدالت تھی اور اس کا سربراہ دیوانِ صوبہ تھا۔ جس کو اول اور اپیل کے اختیارات حاصل تھے۔

(۳) انتظامیہ کا تیسرا درجہ تعلقہ تھا۔ دکن میں مغل دورِ حکومت میں تعلقہ کا انتظام "عملدار" اور تھانہ مجلس کے ذمہ تھا۔ شیواجی کا سوراج قائم ہونے کے بعد "طرف" کا فارسی نام بدل کر "معاملہ" اور "محل" کا نام دیا گیا۔ معاملہ کا اعلیٰ افسر معاملے دار اور سب ڈویژن کے اعلیٰ افسر کا نام "محل کاری" رکھا گیا۔ "کماوزدار" آجکل کے ریونیو انسپکٹر کی طرح دو تین دیہاتوں کی نگرانی کرتا تھا۔ اور وہ حکومت کی طرف سے محصول کی وصولی کرتے تھے۔ ہر محل کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ کے قریب تھی۔ ان کی تنخواہ بھی سالانہ بنیاد پر مقرر تھی۔ مغل دور میں سرانجام یا "مقاصہ" یا عطیات دینے کا جو طریقہ جاری تھا۔ سوراج آنے پر اسے ختم کر دیا گیا۔ محل۔ معاملہ۔ صوبہ یا سر صوبہ کے حکام کا تبادلہ ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں کیا جاتا تھا۔ زمین کا محصول مقرر تھا۔ زراعتی ضروریات کے لئے قرضے دیئے جاتے تھے۔ اور قحط سالی کے دور میں کسانوں کو رعایت دی جاتی تھی۔ تعلقہ اور محل میں بھی تھانہ مجلس یعنی عدالت موجود تھی۔

(۴) چوتھے اور آخری درجہ پر دیہاتی نظام تھا۔ جسے "دشیک" یا "گوتا" کہتے تھے۔ پاٹل، دیشمکھ، دیش پانڈے، کھوت کلکرنی اور مقادم کو توال دیہات کے افسران تھے اور ان کو واتن منصب۔ موکاس۔ میراث۔ عطا کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ یہ طریقہ دیہات سے لیکر راج منڈل تک لاگو تھا جس کا دفتر سوراج کے دارالخلافہ رائے گڈھ میں واقع تھا۔ دیہات کی کونسل کا نام "گوت سبھا یا دیشک" تھا۔ یہ مقامی تنازعات کا فیصلہ کرتی تھی۔ اسے دیہات کی مجلس کہتے تھے۔ اس کی وجہ سے قاضی کی عہدے کی اہمیت گھٹ گئی تھی۔ کیونکہ خود قاضی گوت سبھا میں مسلم سماج کے نمائندے کے طور پر شامل ہوتا تھا۔

قلعہ کا انتظام

شیواجی کے دورِ حکومت میں سوراج کے علاقہ کی نگرانی ان ۲۸۴ قلعوں سے کی جاتی تھی جو اس وقت ان کے قبضے میں تھے۔ یہ قلعے فوجی نقل و حرکت اور سوراج کے دفاع کے لئے کلیدی

حیثیت رکھتے تھے۔ قلعہ اور قلعہ کے حکام کا نظام علیحدہ تھا۔ اس کا کوئی تعلق دکن کے میدانی علاقے کے دیوانی نظام سے نہیں تھا۔ ہر قلعہ ایک مراٹھا حولدار یعنی قلعدار کی نگرانی میں تھا۔ اس کے ماتحت متعدد معاون یا سپاہی تھے۔ جو قلعہ کے چاروں طرف کی دفاعی گول دیواروں پر متعین تھے۔ قلعدار قلعہ کی حفاظت کا ذمہ دار تھا۔ اور دفاع کی فوجی کارروائیوں کا فیصلہ کرتا تھا۔ قلعہ کے اندر رہنے والے سپاہی اور غیر فوجی لوگ اس کے تمام احکام کے پابند تھے۔ قلعہ کا دیوانی اور محصول کی وصولی کا کام ایک کارکن کے ذمہ تھا جسے "سبنس" کہتے تھے۔ یہ ہمیشہ برہمن فرقہ کا ہوتا تھا۔ قلعہ کی مرمت اور دیکھ بھال کا کام "کارخانس" کے ذمہ تھا۔ جو ہمیشہ پربھو فرقہ سے چنا جاتا تھا۔ کارخانس اناج کے ذخیرے۔ جانوروں کے لئے گھاس اور فوجی ہتھیار کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔ قلعہ کی بیرونی دیواروں کی پہریداری اور حفاظت کا کام "راموشی" اور "مہار" فرقہ کے لوگوں کے ذمہ تھا جو ہمیشہ مضبوط بدن کے ہوتے تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ شیواجی نے بڑی دانشمندی سے ریاست کے تمام فرقہ کے لوگوں کو قلعہ کے انتظام میں متحد کر دیا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ تمام فرقوں کی وفاداری مسلّم ہو گئی۔ اور اس دور میں جو ذات و پات کی تفریق تھی۔ اس کی وجہ سے آپس میں رشک وحسد کے جذبات پنپنے نہیں پائے۔ ہر قلعہ میں فوج کی تعداد اس قلعہ کی اہمیت کے لحاظ سے طے کی جاتی تھی۔

شیواجی کا فوجی نظام

پیدل فوج :۔ دس سپاہیوں یا سینکوں پر مشتمل ایک گروپ تھا جس کا سربراہ نائک کہلاتا تھا۔ پانچ نائکوں اور پچاس سپاہیوں کے گروپ کو ایک حولدار کی نگرانی میں رکھا جاتا تھا۔ دو حولدار اور سو سپاہی ایک جملہ دار کے ماتحت تھے۔ یہ سو سپاہی جملہ کہلاتے تھے۔ دس جملہ اور اس میں شامل ایک ہزار سپاہی ایک فوجی حاکم کے ماتحت تھے جسے ہزاری کہتے تھے۔ اسی طرح سات ہزاری اور ان کے ماتحت سات ہزار سپاہی ایک فوجی حاکم سرنوبت کی نگرانی میں تھے یہ سرنوبت پیدل فوج کا سربراہ تھا۔ اس پیدل فوج کو ماولا فوج بھی کہتے تھے

اسپ سوار فوج :۔ شیواجی کی فوج میں جو اسپ سوار فوجی تھے۔ وہ دو طرح کے تھے ایک بارگیر۔ جو خود گھوڑے کے مالک نہیں ہوتے تھے۔ اور دوسرے شیلے دار جنکا خود کا گھوڑا ہوتا تھا۔ ۲۵ بارگیر کے گروپ کو حوالہ کہتے تھے اور اس کا سربراہ حولدار کہلاتا تھا۔ اسی طرح ۲۵ شیلے دار کے گروپ کے سربراہ کو بھی حولدار کہتے تھے۔ پانچ حوالہ کے گروپ کو جملہ اور اس کے سربراہ کو جملہ دار کہا جاتا تھا۔ دس جملہ جس میں ۱۲۵۰ گھوڑ سوار شامل ہوتے تھے۔ اس کے سربراہ کو ہزاری کہا جاتا تھا ۵ ہزاری جن کے ماتحت ۶۲۵۰ شیلے دار یا بارگیر تھے۔ ایک کمانڈر پنج ہزاری کی نگرانی میں ہوتے تھے۔ پنج ہزاری کے گروپ کے سربراہ کو سرنوبت کہتے تھے۔ پیدل فوج اور گھوڑ سوار فوج دونوں کے سرنوبت براہ راست سرسیناپتی یعنی شیواجی کے ماتحت تھے۔

گھوڑ سوار فوج کے پنج ہزاری کی تنخواہ ۲۰۰۰ ہون سالانہ اور ہزاری کی تنخواہ ایک ہزار ہون سالانہ تھی۔ پیدل فوج کی تنخواہ مقابلتاً کم تھی۔ سات ہزاری کو ایک ہزار اور ہزاری کو ۵۰۰ ہون سالانہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ پیدل اور گھوڑ سوار فوج کے سپاہیوں کو ہر ماہ ان کے عہدے کے

لحاظ سے ۳ روپیہ سے ۹ روپوں تک تنخواہ دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ سپاہیوں کے مرتبے کے لحاظ سے انھیں مفت ہتھیار اور لباس فراہم کئے جاتے تھے۔

بحری فوج:- مہاراشٹر کا ساحل ایک لمبے علاقے تک پھیلا ہوا ہے۔ صدیوں تک وسط ایشیا اور یورپ سے درآمد اور برآمد کی تجارت اسی ساحل کی بندرگاہوں سے ہوتی تھی۔ بروچ۔ سورت بمبئی۔ علی باغ۔ رتناگری اور گوا وغیرہ بیرونی تجارت کی بندرگاہیں تھیں۔ ہر حکمراں کا فرض تھا کہ ان بندرگاہوں کی حفاظت کرے۔ شیواجی نے بڑی دانشمندی سے اس مغربی ساحل کی حفاظت کی۔ اور دو سمندری قلعے یعنی سندھو درگ اور وجے درگ کی تعمیر کی انھوں نے بہت سے اقسام کے جہازوں کی تعمیر بھی کی۔ سب ملا کر تقریباً ۱۶۰ چھوٹے بڑے جہاز مقامی طور پر تعمیر کئے گئے، جو شیواجی کی بحری فوج میں تقریباً ۵۰۰۰ ملاح بھرتی کئے گئے تھے۔ ان میں بھنڈاری۔ کولی۔ اور مسلمان فرقے کے لوگ شامل تھے۔ مہاراشٹر سرکار نے ان جہازوں کے ڈیزائن اور دیگر تفصیلات پر مبنی ایک کتاب شائع کی ہے جو ڈاکٹر آپٹے کی ریسرچ کا نتیجہ ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیواجی ہندوستانی بحریہ کے بانی تھے۔

شیواجی نے اس بحری فوج کی کمان کے لئے پہلے میناک بھنڈاری۔ پھر دولت خان اور اس کے بعد ابراہیم خان کو ایڈمرل مقرر کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہندو اور مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ اور وفادار لوگوں کو برابر موقعہ دے کر اعلیٰ عہدے پر مقرر کرتے تھے یہاں یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ایک مسلمان نوجوان مداری نام کا تھا۔ اس کو شیواجی کا اعتماد حاصل تھا۔ یہ وہی مداری ہے جس نے ہیرو جی کے ساتھ مل کر آگرہ کی قید سے شیواجی کو نکالا تھا۔ ان باتوں سے شیواجی کی مذہبی رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔ جس کی بنیاد پر انھوں نے اپنا مثالی سوراج قائم کیا۔

شیواجی کی قابل قدر پالیسی

انتظامیہ:- فوج کے حسابات رکھنا سبنیس کی ذمہ داری تھی۔ اور ذخیرہ کی دیکھ بھال کارخانس کے ذمہ تھی۔ ان دونوں کو خاص طور پر حکم دیا گیا تھا کہ وہ اناج اور گھاس کی حفاظت کریں تاکہ فوج کی ضروریات برابر پوری ہوتی رہیں۔ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ شیواجی نے خاص احکامات جاری کئے تھے کہ فوجی حکام اور کارخانس کسانوں سے زبردستی اناج یا گھاس وصول نہ کریں۔ اس وقت بھی نہیں جب وہ مغل علاقے میں جنگ کر رہے ہوں یہ تمام حکام مقررہ تنخواہ پاتے تھے۔ یہ رقم خزانہ سے ادا کی جاتی تھی۔ سپاہیوں کو سخت تاکید تھی کہ وہ اپنی ڈیوٹی کے اوقات میں اپنے ساتھ عورتوں کو نہ لے جائیں۔ ان کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ عورتوں کو اغوا نہ کریں اور نہ ہی ان کے ساتھ ناروا سلوک کریں۔

شیواجی مہاراج نے اپنی ایک لاکھ پیدل فوج۔ اور ۵۰ ہزار اسپ سوار سپاہیوں کو ایسے اچھے اصولوں کا پابند بنا دیا تھا کہ اس فوج کی مدد سے ان کو اپنے تمام مہمات میں کامیابیاں حاصل ہوتی تھیں۔ انھیں رائے گڈھ سے سورت (گجرات) رائے گڈھ سے آگرہ۔ رائے گڈھ سے بیجاپور۔ رائے گڈھ سے بنگلور (کرناٹک) رائے گڈھ سے جنجی اور تنجور (تامل ناڈو) تک کی مہمات میں زبردست کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ آج سے ۳ سو سال پہلے شیواجی کی نگاہ میں ایک قوم کا نظریہ تھا۔ شیواجی ایک ایسے بہادر سپاہی تھے جس نے

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پورے ملک کو مغل حکمراں سے نجات دلانے کے لئے جنگ کی تھی۔

بدقسمتی سے بعد میں تمام فوجی اور دیوانی اختیارات پیشوا کے ہاتھ میں چلے گئے اور خود پیشوا کا عہدہ وراثتی بن گیا۔ یہ شیواجی کے پوتے شاہو کے زمانے میں ہوا۔ یہ تھا وہ پھوٹ کا بیج جس کی وجہ سے ہندوستان میں مراٹھا اقتدار کے زوال کی ابتدا ہوئی۔ اسی کے ساتھ کابینہ کا نظام انتظامیہ اور راجیہ کی ذمہ داری کا طریقہ ختم ہوا۔ شاہو کے دور حکومت میں پیشوا کے عہدے سے لے کر دیہات کے کوتوال کے عہدے تک کو جاگیر۔ سرانجام۔ اور انعام عطا کئے جانے لگے۔ پیشوا کے نظام میں کاشتکاروں کی طرف سے زبردست غفلت برتی گئی۔ شیواجی نے سوراج کے دور میں ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی تھی۔

شیواجی ایک وسیع النظر سیکولر حکمراں تھے۔ انھوں نے اس وقت کے حالات کا صحیح اندازہ کر کے اپنی فوج میں اور خاص طور پر بحری فوج میں مسلمانوں کو بھرتی کیا۔ شیواجی کو یہ احساس تھا کہ مادرِ وطن کی آزادی کی لڑائی، مذہب کے نام پر نہیں لڑی جا سکتی۔ انھوں نے مغل وزیر اور صوبیدار کو خط لکھا تھا کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے وطن اور اپنے عوام کی حفاظت کریں۔

جہاں شیواجی نے مندر بنوائے وہیں مسجدوں کی تعمیر کے لئے بھی مالی امداد دی۔ جبکہ دہلی کے حکمراں ہندو اور مسلمان میں امتیاز برت رہے تھے اور اورنگ زیب کے دور میں مذہبی باتوں پر سختی سے عمل کیا جاتا تھا ایسے وقت میں شیواجی ہی ایک ایسے قومی ہیرو تھے۔ جنھوں نے مغل حکومت کے خلاف جنگ کی۔

مگر شیواجی نے کبھی بھی مذہب اسلام کی مخالفت نہیں کی۔ اس حقیقت کا اندازہ اس خط سے ہوتا ہے۔ جو شیواجی نے فارسی میں اورنگ زیب کو لکھا تھا۔

شیواجی کا خط اورنگ زیب کے نام

شیواجی نے لکھا :-

" اسلام اور ہندومت دونوں قدرت کے کارنامہ کا خوبصورت منظر ہیں۔ یہ سمجھنا کہ یہ دو الگ الگ تصویریں ہیں خود اس فنکار اعظم کی توہین کرنا ہے جسے ہم خدا کہتے ہیں۔ وہ لوگ جو مذہبی تنگ نظری اور نفرت پھیلاتے ہیں، وہ خدا کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں "

(شیواجی کی مہر)

یہ نظریہ آج بیسویں صدی میں سیکولرزم کہلاتا ہے۔ مگر اسی نظریہ پر شیواجی نے زندگی بھر عمل کیا ہے۔ ان کی زندگی کی تاریخ کا ہر صفحہ اس بات کا گواہ ہے۔
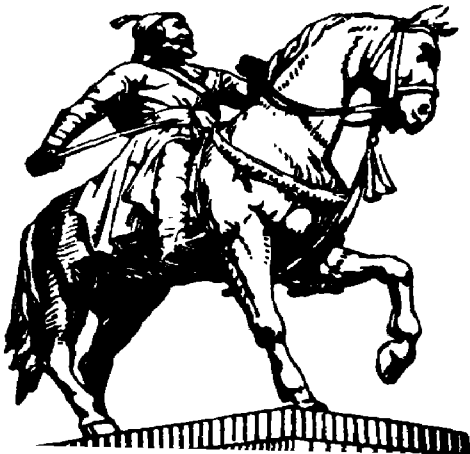
چھترپتی شیواجی مہاراج کی مذہبی روشن خیالی

ڈاکٹر آر۔ دی۔ رام داس

چھترپتی شیواجی مہاراج کی تاجپوشی سے مہاراشٹر دھرم کو فروغ حاصل ہوا۔ مغل شہنشاہ اورنگزیب کے پایۂ تخت کو اس تاریخی واقعہ نے ہلادیا۔ چھترپتی شیواجی مہاراج کی زندگی اور اُن کے کارہائے نمایاں سے ہندوستانیوں میں سرفروشی کا جذبہ اُجاگر ہُوا، اور مادرِ وطن کو انگریزوں کے تسلّط سے آزاد کرانے کے لئے اُن کے دل میں ہلچل مچگئی۔ اس تاریخی واقعہ کے ۳۰۰ سال بعد آج بھی چھترپتی شیواجی مہاراج کا نام عزّت سے لیا جاتا ہے، انھیں 'قومی ہیرو' مانا جاتا ہے۔ چھترپتی شیواجی مہاراج کا کردار اور اُن کی پالیسی آج بھی قابلِ تقلید ہے۔

۱۶۴۸ء میں مورّخ لکھتا ہے " مذہبی قدریں پامال ہورہی تھیں۔ چھترپتی طبقہ ملک کے لئے اپنی ذمہ داری فراموش کرچکا تھا۔ انھوں نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور کھیتی باڑی شروع کردی تھی۔ لوگ اپنی عزت و ناموس کھوچکے تھے اور مہاراشٹر دھرم تباہ ہوچکا تھا " ایسے وقت میں چھترپتی شیواجی مہاراج نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے، انھیں سمراٹ رام داس نے چند الفاظ میں بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کے الفاظ میں شیواجی مہاراج " مہاراشٹر دھرم کے محافظ تھے "۔ چھترپتی شیواجی مہاراج نہ صرف اعتدال پسند تھے بلکہ وہ تمام مذاہب کا احترام کرتے تھے۔

چھترپتی شیواجی مہاراج اپنے آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر کارفرما تھے۔ ایک عرب مورّخ سلمان لکھتا ہے کہ " راشٹرکٹا بادشاہ کا مُسلمانوں کی جانب رَویّہ قابلِ ذکر ہے۔ ان کے زمانے میں مَساجد قائم تھیں۔ مُسلمانوں کے اکثریت والے علاقوں میں مسلم منصفوں کو حاکم مقرر کیا گیا تھا۔ یونا مظاہر ۱۶۷۵ء میں چھترپتی شیواجی مہاراج کی نئی حکومت میں شامل عہدیداروں میں قاضی عبداللہ بن قاضی محمد حکیم شارا اور دیگر کئی افراد کے نام موجود تھے۔ ایک پکّے عقیدہ کے ہندو ہونے کی حیثیت سے چھترپتی شیواجی مہاراج مندر جانے سے کبھی نہیں چوکے اور نہ ہی انھوں نے کبھی کسی سنت کے احترام و اعزاز کا موقع کھویا۔ وائی فتح کرنے سے قبل آپ نے کیول بھارتی کے درشن کئے، سلہر اور ملہر کے قلعوں کو فتح کرنے سے قبل آپ دیو بھارتی کے درشن کے لئے گئے تھے۔ مارچ ۱۶۷۹ء میں ماؤنی بابا کے لئے شیواجی مہاراج نے وظیفہ منظور کیا۔ اس سے قبل شیواجی مہاراج نے پیٹ گاؤں میں اپنے قیام کے دوران اس عظیم سنت سے ملاقات کی تھی۔ اگست ۱۶۷۷ء میں جنوبی علاقوں میں معرکہ آرائی کے دوران بھی چھترپتی شیواجی مہاراج درودھ چلم مندر جایا کرتے تھے۔ آپ نے بابا یاقوت سے

کیلشی میں ملاقات کی اور اُن کی دُعائیں حاصل کیں۔ بابا یاقوت کے جانشین آج بھی مسلم صوفیوں کو چھترپتی شیواجی مہاراج سے ملنے والے وظیفہ کے حقدار رہیں۔

شیواجی مہاراج کی قومی مقبولیت کی متعدد مثالیں ہیں۔ جیسے گوا میں "شپت کو ٹیشورا" کی دوبارہ استھاپنا، آندھرا پردیش میں شری شیلا ملک ارجن میں 'شیواجی گوپورم کی تعمیر' اور پھاگن کے مہینے میں تاملناڈو کے مقام تھیرو ونم ملئی میں دیپاولی جشن (روشنی کا تہوار) قابلِ ذکر ہیں۔

مغل مورخ خافی خان، جو چھترپتی شیواجی مہاراج کے خلاف دشنام طرازی کیا کرتا تھا، وہ بھی اپنی کتاب 'منتخب اللباب' میں تمام مذاہب کے لئے چھترپتی شیواجی مہاراج کے رویۂ احترام کی تعریف کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"شیواجی نے یہ اصول بنا یا تھا کہ ان کے سپاہی جنگ کے دوران خیال رکھیں کہ بے گناہ مسلمانوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے، دینی کتب اور خواتین کا احترام کیا جائے۔ جب بھی قرآن پاک کا کوئی نسخہ شیواجی کے ہاتھ لگتا، وہ نہایت احترام سے اُسے کسی مسلم مولوی کے سپرد فرماتے۔ کسی بھی ہندو یا مسلم خاتون کو قیدی بنایا جاتا، تو ہمیشہ اس کی عزت و آبرو کے محافظ بن کر اس کی نگرانی کرتے۔ شیواجی نے ہمیشہ غیر اخلاقی برتاؤ سے گریز کیا اور قیدی خواتین و بچوں کی عصمت و عزت کی حفاظت کی۔ اُن اصولوں پر وہ سختی سے کاربند رہے اور اگر کوئی بھی امراء یا درباری ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا جاتا، اُسے سخت سزا دی جاتی۔"

ایک فرانسیسی سیاح موسیو ڈی تھیونٹ نے سورت پر چڑھائی کے دوران پادری امبروز کو چھترپتی شیواجی مہاراج کے ذریعہ عطا کردہ امان کا ذکر یوں کیا ہے:

"پورا شہر کیپوسن کی خانقاہ کے سوائے برباد کر دیا گیا تھا۔ ہر طرف قتل و غارتگری مچی ہوئی تھی۔ جب فاتح سپاہی خانقاہ تک پہنچے تو وہ خاموشی سے گذر گئے۔ وجہ یہ تھی کہ پادری امبروز نے ایک دن قبل چھترپتی شیواجی مہاراج کے دربار میں حاضر ہو کر عیسائیوں کے جان و مال کی امان طلب کی تھی۔ چھترپتی شیواجی مہاراج نے اُن کی بڑی عزت کی اور ان کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے عیسائیوں کی حفاظت کا یقین دلایا۔ چنانچہ سپاہیوں کے سپہ سالاروں کے احکام پر خانقاہ سے سپاہی پُر امن طریقے سے گذر گئے۔"

یہ غور کرنے کی بات ہے کہ اسی زمانے میں جب یورپ میں عیسائیوں کے دو فرقوں میں تصادم جاری تھا، چھترپتی شیواجی مہاراج نے مساوات و اتحاد کا نمونہ پیش کیا۔

چھترپتی شیواجی مہاراج نے ایک مذہبی فرقہ کی جانب سے دوسرے فرقہ پر ظلم و ستم اور ناانصافی کبھی برداشت نہیں کی۔ اس کا اظہار وسئی کی عیسائی مشنریوں کو دی گئی سخت تاکید سے ہوتا ہے، جنھوں نے وسئی کے ہندو یتیموں کی جائداد پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا۔ پرتگالی حاکموں نے عیسائی مشنریوں کو مجبور کیا کہ وہ جائداد اصل وارثوں کو فوراً لوٹا دیں۔

۱۶۷۹ء میں عنایت خاں کی نمائندگی پر، اورنگ زیب نے تمام غیر مسلموں پر جزیہ عائد کیا۔ اس سلسلہ میں اورنگ زیب کے نام چھترپتی شیواجی کے خط سے چھترپتی شیواجی کے اعلیٰ نظریہ "سرو۔دھرم۔سمبھاؤ" (تمام مذاہب ایک ہیں) کی تائید ہوتی ہے۔ خط میں لکھا تھا:

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرے ساتھ جنگ آرائی کے نتیجہ میں آپ کے خزانے میں کمی کو ہندوؤں پر جزیہ کے نام پر ٹیکس عائد کر کے پورا کیا جا رہا ہے تاکہ شاہی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ جہاں پناہ

کو معلوم ہو کہ قرآن پاک میں کہا گیا ہے 'رَبُّ العَالَمِین' یعنی تمام بنی نوع انسان کا رب' نہ کہ 'رَبُّ المُسلِمِین' ۔ اسلام اور ہندو دھرم' کائنات کے مصور کے پاس دو متضاد رنگ ہیں' جو انسانی مخلوق کے خاکہ تصویر میں خالق کائنات نے بھر دیئے ہیں۔ اسی لئے مسجد میں نماز پڑھی جاتی ہے صرف اس کی عبادت کے لئے، مندر میں گھنٹی بجائی جاتی ہے صرف اس کے لئے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنی ذات کو اعلیٰ سمجھتے ہوئے تعصب کا اظہار کرتا ہے وہ سراسر اپنی مقدس کتاب کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے۔ کسی تصویر میں کوئی نئی سطر پیدا کرنے کا مطلب ہے مصور کی نکتہ چینی کرنا۔

اگر آپ کے نزدیک مذہب یہ ہے کہ لوگوں پر ظلم کیا جائے ہندوؤں کو ستایا جائے، تو آپ کو چاہئے کہ سب سے پہلے رانا راج سنگھ جو ہندوؤں کے حاکم ہیں ان پر جزیہ عائد کریں۔ تب مجھ سے بھی جزیہ وصول کرنے کے لئے آپ کو کوئی دقت نہیں ہوگی کیونکہ میں آپ کا خادم ہوں۔ لیکن کمتر و کمزور لوگوں پر ظلم کرنا بہادری کی نشانی نہیں ہے۔"

کلکتہ میں شیواجی جینتی کے موقع پر رابندر ناتھ ٹیگور نے ایک مشہور نظم "شیواجی اُتسو" لکھی۔ اس میں اس خیال کو اُبھارا گیا کہ میں بھی شیواجی کی طرح چاہتا ہوں کہ ہندوستان کی غیر متحد ریاستوں کو دھرم راج کی بنیاد پر متحد کر دوں اور پھر مہاراشٹر کے پہاڑوں اور دریاؤں سے وہ آندھی اور طوفان اُٹھے جو دہلی کے محلوں کے چراغ گل کر دے۔ اسی بحر اور وزن میں رابندر ناتھ ٹیگور نے چھتر پتی شیواجی مہاراج کے لئے منظوم خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے انھیں یقین دلایا:

"گو کہ ہم آج آپ کی تمناؤں کو پورا کرنے کے قابل نہیں' ہم آپ کے پیغام کو اپنے لئے مشعل راہ بنائیں گے اور آپ کی شان و عظمت کا جھنڈا لہراتے ہوئے ہندوستان میں دھرم راج کو فروغ دینے کی کوشش کریں گے۔"

چھترپتی شیواجی مہاراج - اوراقِ زندگی

سال	کُل ایام	واقعات
۱۹ر فروری ۱۶۳۰ء سے ۳۱ر دسمبر ۱۶۳۶ء	۲،۵۰۸	شیواجی مہاراج شیو نیری کے مقام پر ۱۹ر فروری ۱۶۳۰ء کو پیدا ہوئے۔
یکم جنوری ۱۶۳۷ء سے ۲۸ر فروری ۱۶۴۱ء	۱۵۲۰	کسبے کھیڑ میں باپوجی مُدگل نرھیکر کے واڑے میں ۱۷ر اپریل ۱۶۴۰ء آپ کی شادی سائی بائی سے ہوئی۔
یکم مارچ ۱۶۴۱ء سے ۲۸ر فروری ۱۶۴۲ء	۳۶۵	بنگلور میں
یکم مارچ ۱۶۴۲ء سے ۳۱ر مارچ ۱۶۴۷ء	۱۸۵۷	پونے اور کھیڑ بارے میں ۱۶۴۵ء کو ہندوی سوراج قائم کرنے کی قسم کھائی۔
یکم اپریل ۱۶۴۷ء سے ۳۱ر مئی ۱۶۴۹ء	۷۹۲	کھیڑ بارے۔ کوندھانا اور پونے میں ۱۶۴۷ء میں تورنا قلعہ پر قبضہ۔ ۹ر اکتوبر ۱۶۴۸ء کو پرندرا قلعہ پر قبضہ۔ ۱۱ر اپریل ۱۶۴۹ء کو سمرتھ رامداس سوامی سے ملاقات۔
یکم جون ۱۶۴۹ء سے ۳۱ر دسمبر ۱۶۵۴ء	۲۰۴۰	پونے اور چاکن میں
یکم جنوری ۱۶۵۵ء سے ۳۱ر دسمبر ۱۶۵۵ء	۳۶۵	پونے اور پرندر میں
یکم جنوری ۱۶۵۶ء سے ۱۵ر ستمبر ۱۶۵۶ء	۲۵۹	جاولی اور رائری میں ــ ۱۵ر جنوری ۱۶۵۶ء کو جاولی پر قبضہ۔ ۶ر اپریل رائے گڈھ پر قبضہ۔ پرتاپ گڈھ کی تعمیر۔
۱۶ر ستمبر ۱۶۵۶ء سے ۷ر اکتوبر ۱۶۵۶ء	۲۲	سوپے پر قبضہ
۸ر اکتوبر ۱۶۵۶ء سے ۲۸ر فروری ۱۶۵۷ء	۱۴۴	پرندر آئے۔ سکوربائی گائیکواڑ سے شادی ہوئی۔

۱۰ر مئی ۱۹۸۱ء

سال	تعداد ایام	واقعات
بکم مارچ ۱۶۵۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۶۵۷ء	۳۱	پونے میں
بکم اپریل ۱۶۵۷ء سے ۱۵ مئی ۱۶۵۷ء	۴۵	پونے اور پرندر میں۔ ۱۴ مئی ۱۶۵۷ء کو سنبھاجی مہاراج پیدا ہوئے۔
۱۶ مئی ۱۶۵۷ء سے ۳۰ جون ۱۶۵۷ء	۴۶	نصیر خاں کے ساتھ جنگ۔ جُنیر پر یورش
بکم جولائی ۱۶۵۷ء سے ۳۰ ستمبر ۱۶۵۷ء	۹۲	پرندر میں
بکم اکتوبر ۱۶۵۷ء سے ۱۳ جنوری ۱۶۵۸ء	۱۰۵	کلیان، بھیونڈی مقامات پر قلعوں کے معائنہ کے لئے شیواجی مہاراج کی آمد۔
۱۴ جنوری ۱۶۵۸ء سے ۳۰ ستمبر ۱۶۵۸ء	۲۶۰	سکونت ـــ رائے گڈھ میں اور بعد میں پرندر میں
بکم اکتوبر ۱۶۵۸ء سے ۳۱ دسمبر ۱۶۵۸ء	۹۲	شیواجی مہاراج صلاح ومشورہ کے لئے کرناٹک روانہ ہوئے۔
بکم جنوری ۱۶۵۹ء سے ۹ مارچ ۱۶۵۹ء	۶۸	شیواجی مہاراج کا راج گڈھ میں قیام
۱۰ مارچ ۱۶۵۹ء سے ۹ جولائی ۱۶۵۹ء	۱۲۲	شیوا پٹن اور راج گڈھ میں
۱۰ جولائی ۱۶۵۹ء سے ۳۱ اگست ۱۶۵۹ء	۵۳	جاولی میں۔ سائی بائی کی رحلت
بکم ستمبر ۱۶۵۹ء سے ۱۷ ستمبر ۱۶۵۹ء	۱۷	رائے گڈھ میں ممکنہ آمد
۱۸ ستمبر ۱۶۵۹ء سے ۱۰ نومبر ۱۶۵۹ء	۵۴	پرتاپ گڈھ میں افضل خاں کا ۱۰ نومبر ۱۶۵۹ء کو قتل
۱۱ نومبر ۱۶۵۹ء سے بکم مارچ ۱۶۶۰ء	۱۱۲	پنہالا پر قبضہ۔ بیجاپور کے اطراف میں یورش
۲ مارچ ۱۶۶۰ء سے ۱۳ جولائی ۱۶۶۰ء	۱۳۴	پنہل گڈھ میں محصور۔ سدی جوہر نے قلعہ کا محاصرہ کیا
۱۴ جولائی ۱۶۶۰ء سے ۳۱ جولائی ۱۶۶۰ء	۱۸	وشال گھاٹ سے روانگی۔ وہاں سے پہلے پرندر

سال	تعداد ایام	واقعات
		اور بعد میں رائے گڑھ کی سمت ...
یکم اگست ۱۶۶۰ء سے ۱۵ر جنوری ۱۶۶۱ء	۱۶۸	راج گڑھ میں شائستہ خاں سے مصالحانہ گفتگو
۱۶ر جنوری ۱۶۶۱ء سے ۵ر جون ۱۶۶۱ء	۱۴۱	شیواجی مہاراج کا کوکن پر حملہ۔ کرتلاب خاں سے جنگ۔ دابھول اور پربھاولی پر قبضہ۔ راجہ پور اور شرنگا پور پر قبضہ کے بعد سنگمیشور اور چپلون کی طرف پیش قدمی۔ وہاں سے مہاڈ، کلیان، بھیونڈی اور پھر رائے گڑھ واپسی
۶ر جون ۱۶۶۱ء سے ۱۱ر اکتوبر ۱۶۶۱ء	۱۲۸	راج گڑھ میں
۱۲ر اکتوبر ۱۶۶۱ء سے ۱۱ر نومبر ۱۶۶۱ء	۳۱	شریوردھن میں
۱۲ر نومبر ۱۶۶۱ء سے ۳۱ر جنوری ۱۶۶۲ء	۸۱	راج گڑھ میں
یکم فروری ۱۶۶۲ء سے ۲۸ر فروری ۱۶۶۲ء	۲۸	نامدار خاں پر حملہ اور پین پر دھاوا
یکم مارچ ۱۶۶۲ء سے ۳۱ر مارچ ۱۶۶۳ء	۳۹۶	راج گڑھ میں
یکم اپریل ۱۶۶۳ء سے ۱۲ر اپریل ۱۶۶۳ء	۱۲	شائستہ خاں پر حملہ اور سینہ گڑھ کو روانگی
۱۳ر اپریل ۱۶۶۳ء سے ۳۰ر جون ۱۶۶۳ء	۷۹	کدال اور وینگرلا پر حملہ
یکم جولائی ۱۶۶۳ء سے ۳۱ر جولائی ۱۶۶۳ء	۳۱	جاولی میں
یکم اگست ۱۶۶۳ء سے ۵ر دسمبر ۱۶۶۳ء	۱۲۷	راج گڑھ میں
۶ر دسمبر ۱۶۶۳ء سے ۴ر فروری ۱۶۶۴ء	۶۱	سورت پر پہلی بار چڑھائی۔ اس سے قبل کوکن گئے
۵ر فروری ۱۶۶۴ء سے ۲۹ر مئی ۱۶۶۴ء	۱۱۵	راج گڑھ میں

سال	تعداد ایام	واقعات
۳۰ مئی ۱۶۶۴ء سے ۶ جون ۱۶۶۴ء	۸	سنہاگڑھ میں
۷ جون ۱۶۶۴ء سے ۳۰ ستمبر ۱۶۶۴ء	۱۱۶	راج گڈھ میں
یکم اکتوبر ۱۶۶۴ء سے ۷ دسمبر ۱۶۶۴ء	۶۸	کڈال میں آمد ۔ باجی گھوڑپڑے کا قتل ۔ خواص خاں کو شکست ۔ خداونت پور پر یورش ۔ سندھو درگ اور سرنے کی تعمیر ۔
۸ دسمبر ۱۶۶۴ء سے ۲۵ دسمبر ۱۶۶۴ء	۱۸	خاناپور اور ہبلی شہر پر یورش
۲۶ دسمبر ۱۶۶۴ء سے ۳۱ دسمبر ۱۶۶۴ء	۶	راج گڈھ میں
یکم جنوری ۱۶۶۵ء سے ۱۵ جنوری ۱۶۶۵ء	۱۵	مہابلیشور میں
۱۶ جنوری ۱۶۶۵ء سے ۳۱ جنوری ۱۶۶۵ء	۱۶	راج گڈھ میں
یکم فروری ۱۶۶۵ء سے ۲۲ مارچ ۱۶۶۵ء	۵۰	کوکن جانے کے بعد بسرور پر حملہ ۔۔ ۸ فروری کو بسرور پر حملہ
۲۳ مارچ ۱۶۶۵ء سے ۸ جون ۱۶۶۵ء	۷۶	پرندر میں
۹ جون ۱۶۶۵ء سے ۱۳ جون ۱۶۶۵ء	۵	جادلی روانگی ۔ جے سنگھ اور دلیر خاں سے ملاقات اور پرندر معاہدہ
۱۴ جون ۱۶۶۵ء سے ۳۱ اگست ۱۶۶۵ء	۷۹	راج گڈھ میں
یکم ستمبر ۱۶۶۵ء سے ۳۰ ستمبر ۱۶۶۵ء	۳۰	بیجاپور کی سمت پیش قدمی ۔ نونڈا کے انضمام میں ناکامی
یکم اکتوبر ۱۶۶۵ء سے ۱۵ نومبر ۱۶۶۵ء	۴۶	راج گڈھ کے لئے ۔ جے سنگھ کی مدد کے لئے تیاریاں
۱۶ نومبر ۱۶۶۵ء سے ۱۰ جنوری ۱۶۶۶ء	۵۶	شیواجی نے مغلوں کو بیجاپور فتح کرنے میں مدد دی ۔

۱۰ مئی ۱۹۸۱ء

سال	تعداد ایام	واقعات
۱۱ر جنوری ۱۶۶۶ء سے ۱۶ر جنوری ۱۶۶۶ء	۶	پنہالا پر ناکام حملہ
۱۷ر جنوری ۱۶۶۶ء سے ۴ر مارچ ۱۶۶۶ء	۴۷	راج گڑھ میں
۵ر مارچ ۱۶۶۶ء سے ۱۱ر ستمبر ۱۶۶۶ء	۱۹۱	آگرہ کے واقعات - ۵ر مارچ شیواجی مہاراج آگرہ کو روانگی - ۱۲ر مئی شیواجی مہاراج کی اورنگ زیب سے ملاقات - ۱۹ر اگست شیواجی مہاراج آگرہ سے فرار ہوئے -
۱۲ر ستمبر ۱۶۶۶ء سے ۱۰ر اپریل ۱۶۶۷ء	۲۱۱	۹ر فروری تک راج گڑھ میں اور بعد ازاں سندھ درگ میں
۱۱ر اپریل ۱۶۶۷ء سے ۱۲ر مئی ۱۶۶۷ء	۳۲	شیواجی مہاراج نے رن گنگ کا محاصرہ اٹھالیا -
۱۳ر مئی ۱۶۶۷ء سے ۱۵ر جون ۱۶۶۷ء	۳۴	منوہر گڑھ میں
۱۶ر جون ۱۶۶۷ء سے ۳۱ر اکتوبر ۱۶۶۷ء	۱۳۸	راج گڑھ میں
یکم نومبر ۱۶۶۷ء سے ۳۰ر نومبر ۱۶۶۷ء	۳۰	کوکن میں - باردیش پر حملہ
یکم دسمبر ۱۶۶۷ء سے ۱۵ر اکتوبر ۱۶۶۸ء	۳۲۰	راج گڑھ میں
۱۶ر اکتوبر ۱۶۶۸ء سے ۳۰ر نومبر ۱۶۶۸ء	۴۶	کوکن میں - اشٹھمی میں اور راجاپور میں - گوا ضم کرنے کے لئے ناکام خفیہ کوششیں
یکم دسمبر ۱۶۶۸ء سے ۲۰ر اکتوبر ۱۶۶۹ء	۳۲۴	راج گڑھ میں
۲۱ر اکتوبر ۱۶۶۹ء سے ۳۱ر اکتوبر ۱۶۶۹ء	۱۱	پین کے قرب وجوار میں
یکم نومبر ۱۶۶۹ء سے ۳۱ر جولائی ۱۶۷۰ء	۲۷۳	راج گڑھ میں - ۲۴ر فروری ۱۶۷۰ء کو راجا رام مہاراج کی پیدائش - ۴ر فروری کو کوندھانہ پر قبضہ، بعد میں رائے گڑھ میں -

سال	تعداد ایام	واقعات
یکم اگست ۱۶۷۰ء سے ۵ اگست ۱۶۷۰ء	۵	رائے گڑھ میں
۶ اگست ۱۶۷۰ء سے ۴ ستمبر ۱۶۷۰ء	۳۰	ممبئی کا محاصرہ
۵ ستمبر ۱۶۷۰ء سے ۲۰ ستمبر ۱۶۷۰ء	۱۶	رائے گڑھ میں
۲۱ ستمبر ۱۶۷۰ء سے ۳ نومبر ۱۶۷۰ء	۴۴	سورت پر دوسرا حملہ ۔ ۱۷ اکتوبر کو ڈنڈوری جنگ
۴ نومبر ۱۶۷۰ء سے ۲۱ نومبر ۱۶۷۰ء	۱۸	ناگاؤں میں
۲۲ نومبر ۱۶۷۰ء سے ۲۵ نومبر ۱۶۷۰ء	۴	رائے گڑھ میں
۲۶ نومبر ۱۶۷۰ء سے ۱۵ جنوری ۱۶۷۱ء	۵۱	خاندیش اور بگلان پر حملہ کی تیاری ۔ کرنجے پر یورش اہیمونت، راولہ جولہ قلعوں کی شموایت ۔ سلیری قلعہ پر قبضہ ۔
۱۶ جنوری ۱۶۷۱ء سے ۳۱ دسمبر ۱۶۷۱ء	۳۵۰	رائے گڑھ میں ۔ ۲۶ جنوری ۔ سنبھاجی کو حکومت کی باگ ڈور دی ۔
یکم جنوری ۱۶۷۲ء سے ۲۰ جنوری ۱۶۷۲ء	۲۰	مہاڑ میں ۔ جب دلیر خاں نے چکن اور پونے پر قبضہ کیا تب شیواجی مہاراج کدال اور ونگرولا علاقوں میں فوج اکٹھا کرنے میں مصروف
[illegible] سے ۸ مارچ ۱۶۷۲ء	۴۱۳	رائے گڑھ میں ۔ مئی میں استک نے شیواجی سے ملاقات کی اور ماہ جولائی میں ابراہیم لیپیکر نے ان سے ملاقات کی ۔
۹ مارچ ۱۶۷۳ء سے ۱۵ اپریل ۱۶۷۳ء	۳۸	پنہالا میں ۔ ۱۵ اپریل جنگ عمرانی
۱۶ اپریل ۱۶۷۳ء سے ۱۹ مئی ۱۶۷۳ء	۳۴	رائے گڑھ میں
۲۰ مئی ۱۶۷۳ء سے ۲ جون ۱۶۷۳ء	۱۴	زیارت گاہوں پر حاضری

۱۰ مئی ۱۹۸۱ء

سال	تعداد ایام	واقعات
۳رجون ۱۶۷۳ء سے ۹راکتوبر ۱۶۷۳ء	۱۲۹	رائے گڈھ میں ۔ ۳رجون کو نکالس سے ملاقات
۱۰راکتوبر ۱۶۷۳ء سے ۱۵راکتوبر ۱۶۷۳ء	۶	ستارا، روانگی
۱۶راکتوبر ۱۶۷۳ء سے ۱۵ردسمبر ۱۶۷۳ء	۶۱	کنتڑہ علاقہ پر حملہ
۱۶ردسمبر ۱۶۷۳ء سے ۱۴راپریل ۱۶۷۴ء	۱۲۰	رائے گڈھ میں ۔ ۳راپریل کو نارائن شینوی سے ملاقات ۔
۱۵راپریل ۱۶۷۴ء سے ۱۱رمئی ۱۶۷۴ء	۲۷	چپلون روانگی ۔ ۲۲راپریل، کاروار کی جانب پیش قدمی ۔
۱۲رمئی ۱۶۷۴ء سے ۱۵رمئی ۱۶۷۴ء	۴	رائے گڈھ میں
۱۶رمئی ۱۶۷۴ء سے ۲۰رمئی ۱۶۷۴ء	۵	پرتاپ گڈھ میں بھوانی دیوی کے درشن کئے
۲۱رمئی ۱۶۷۴ء سے ۳۰رستمبر ۱۶۷۴ء	۱۳۳	رائے گڈھ میں، ۶رجون ۱۶۷۴ء کو چھترپتی شیواجی کی تاجپوشی ۔ ۱۸رجون کو جیجا بائی کی وفات
یکم اکتوبر ۱۶۷۴ء سے ۱۵راکتوبر ۱۶۷۴ء	۱۵	کلیان اور بعد میں پالی میں ۔
۱۶راکتوبر ۱۶۷۴ء سے ۱۵ردسمبر ۱۶۷۴ء	۶۱	۲۰ر اور ۲۵راکتوبر کے درمیان، ستارا، بیلگام اور اطراف کے علاقوں پر حملہ۔ اس کے بعد خاندیش اور بگلان پر حملہ۔ دھرگاؤں پر یورش ۔
۱۶ردسمبر ۱۶۷۴ء سے ۱۴رمارچ ۱۶۷۵ء	۸۹	رائے گڈھ میں
۱۵رمارچ ۱۶۷۵ء سے ۱۱رجون ۱۶۷۵ء	۸۹	کوکن کے راجاپور، کدال میں ۲۲ر اور ۲۳رمارچ. برطانوی تاجروں سے ملاقات ۔ فونڈا، شولکشور انکولا اور کاروار کی حکومت میں شمولیت
۱۲رجون ۱۶۷۵ء سے ۳۰رنومبر ۱۶۷۵ء	۱۷۲	رائے گڈھ میں ۷ر اور ۱۲رستمبر تک ۔ آسٹن سے ملاقات ۔

سال	تعداد ایام	واقعات
یکم دسمبر ۱۶۷۵ء سے ۲۵ جنوری ۱۶۷۶ء	۵۶	علالت اور ستارا میں قیام
۲۶ جنوری ۱۶۷۶ء سے ۷ فروری ۱۶۷۶ء	۱۳	کوکن میں
۸ فروری ۱۶۷۶ء سے ۱۵ فروری ۱۶۷۶ء	۸	رائے گڑھ میں
۱۶ فروری ۱۶۷۶ء سے ۲۰ اپریل ۱۶۷۶ء	۶۵	پنہالا میں
۲۱ اپریل ۱۶۷۶ء سے ۳۰ ستمبر ۱۶۷۶ء	۱۶۳	رائے گڑھ میں
یکم اکتوبر ۱۶۷۶ء سے ۳۰ نومبر ۱۶۷۶ء	۶۱	بیلگام قلعہ کا محاصرہ، بیجاپور پر یورش، کھٹاؤ، تھانے اور کوٹ ضلع ستارا کی حکومت میں شمولیت، وائی کے قریبی علاقوں پر قبضہ۔
یکم دسمبر ۱۶۷۶ء سے ۳۱ دسمبر ۱۶۷۶ء	۳۱	رائے گڑھ میں
یکم جنوری ۱۶۷۷ء سے ۱۵ جنوری ۱۶۷۷ء	۱۵	رائے گڑھ سے بیلگام کو پیش قدمی
۱۶ جنوری ۱۶۷۷ء سے ۲۸ فروری ۱۶۷۷ء	۴۴	بھگناگر روانگی
یکم مارچ ۱۶۷۷ء سے ۳۱ مارچ ۱۶۷۷ء	۳۱	بھگناگر میں
یکم اپریل ۱۶۷۷ء سے ۳ اپریل ۱۶۷۸ء	۳۶۸	کرناٹک پر حملہ، ۱۵ مئی کو جنجی پر قبضہ، ۲۳ مئی کو ویرول کا محاصرہ، ۲۶ جون شیر خاں لودھی کو شکست، ۱۲ جولائی کو شیواجی اور وینکوجی کے درمیان ملاقات۔
۴ اپریل ۱۶۷۸ء سے ۱۰ مئی ۱۶۷۸ء	۳۷	بیجاپور پر قبضہ کے لئے روانگی، بعد میں عیاں ہوا کہ مسعود نے قبضہ کرلیا ہے تو پنہالہ واپسی۔
۱۱ مئی ۱۶۷۸ء سے ۵ جون ۱۶۷۸ء	۲۶	رائے گڑھ میں

سال	تعداد ایام	واقعات
۶ر جون ۱۶۷۸ء سے ۱۰ر جون ۱۶۷۸ء	۵	راجا پور میں آمد
۱۱ر جون ۱۶۷۸ء سے ۲۸ر فروری ۱۶۷۹ء	۲۶۳	پنہالا میں
یکم مارچ ۱۶۷۹ء سے ۲۲ر مارچ ۱۶۷۹ء	۲۲	بیجاپور میں شاہ پورا پر یورش
۲۳ر مارچ ۱۶۷۹ء سے ۳۱ر مئی ۱۶۷۹ء	۷۰	پنہالہ میں
یکم جون ۱۶۷۹ء سے ۲۳ر اکتوبر ۱۶۷۹ء	۱۴۵	رائے گڈھ میں
۲۴ر اکتوبر ۱۶۷۹ء سے ۳۰ر نومبر ۱۶۷۹ء	۳۸	بیجاپور والوں کی مدد کے لئے پنہالا پہنچے۔ وہاں سے سیلگور بیجاپور کی سمت۔ اس کے بعد بیڈ گڈھ اور دوران پیش قدمی جالنہ اور دیگر مغل علاقوں پر یورش
یکم دسمبر ۱۶۷۹ء سے ۱۵ر فروری ۱۶۸۰ء	۷۷	پنہالا میں۔ سنبھاجی سے ملاقات۔ واکینو یڈ کے بموجب ۳۱ر دسمبر سے ۴ر فروری تک شیواجی سجن گڈھ میں مقیم رہے۔
۱۶ر فروری ۱۶۸۰ء سے ۲ر اپریل ۱۶۸۰ء	۴۷	رائے گڈھ میں، ۱۵ر مارچ کو راجہ رام مہاراج کی شادی۔ چھترپتی شیواجی مہاراج کی وفات۔
	۱۸۳۷۹	

”شیر شیواجی“ حکومت مہاراشٹر کی تیار کردہ فلم

حکومت مہاراشٹر نے چھترپتی شیواجی مہاراج کی زندگی پر انگریزی اور ہندی زبان میں ایک بھرپور رنگین فلم تیار کی ہے۔ ہندی فلم کا عنوان ہے ”شیر شیواجی“ (انگریزی میں۔ ”لائنس آن دی راکس“)
اس کے ہدایت کار شری رام گبالے، موسیقار شری سدھیر پھڈکے اور ترتیب کار شری رشی کیش مکرجی ہیں۔ پربکشت ساہنی، ڈاکٹر شری رام لاگو، جے شری گڈکر، سمیتا پاٹل اور اسرانی جیسے نامور ستاروں نے اس میں اداکاری کی ہے۔ فلم کی کہانی مشہور مراٹھی ناول نگار رنجیت دیسائی کی ناول ”شریمان یوگی“ پر مبنی ہے۔ اس کا اسکرپٹ بین الاقوامی شہرت کے مالک ادیب شری منوہر ملگاؤنکر نے تیار کیا ہے۔
شیواجی مہاراج کی زندگی کے اہم اور دلچسپ واقعات کی دلکش عکاسی کے علاوہ اس فلم میں شیواجی مہاراج کے مذہبی نظریہ ”سرو دھرم سمبھاؤ“ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔
— فلم کی چند جھلکیاں اگلے صفحات پر پیش کی گئی ہیں۔

"شیر شیواجی" کا
ایک منظر

شیواجی مہاراج (بلونت
ساہنی)
اور
مرزا راجے جے سنگھ
(ڈاکٹر شری رام لاگو)
"شیر شیواجی" میں

راج ماتا جیجا ماتا
(اداکارہ وجیا مہتا)
اپنے پتی
شاہ جی راجے کی
موت کی خبر سُن کر
ستی ہونے کے لئے
نکلیں، اس وقت
شیواجی (پریکشت ساہنی)
اور ان کی پتنی
(اداکارہ جے شری گڈکر)
اُن کو سمجھاتے ہوئے
"شیر شیواجی" فلم کا ایک منظر

شیواجی مہاراج، پرتاپ گڈھ پر افضل
خاں سے ملاقات کے لئے جاتے ہوئے۔

چھترپتی شیواجی اور سیکولرزم

پروفیسر م۔خ۔ شاذلی
شری شیواجی کالج، قندھار

فن تاریخ نویسی میں ہر دور میں نئے رویئے پیدا ہوئے ہیں۔ جو ایک قدرتی عمل ہے۔ ابتدائی زمانے کی تواریخ درباروں میں شاہوں اور راجاؤں کی قصیدہ خوانی سے آگے نہ بڑھیں۔ دوسرے دور میں مذہبی نقطۂ نظر سے تاریخ کا جائزہ لیا جانے لگا۔ اور اسی طرح آج کے دور میں جدید سیاسی، معاشی اور سماجی نقطۂ نظر سے پھر ایک بار تاریخ کی جانب دیکھا جارہا ہے۔ جس کو تعمیری تاریخ بھی کہا گیا ہے۔ چنانچہ آج اگر شیواجی مہاراج کی کارکردگی میں سیکولرزم تلاش کرتے ہیں تو کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ یہ بھی تاریخ کا ایک عمل ہے۔ زمانہ کے اعتبار سے نام اور اصطلاحات بدل جاتی ہیں لیکن رویۂ میں فرق نہیں پڑتا ہے۔

سیکولرزم کی تحریک یوروپ میں انیسویں صدی میں شروع ہوئی۔ جس کا واضح مفہوم مخالف خدا اور مخالف مذہب تھا۔ خدا اور مذہب سے مکمل طور پر رہائی اور بیزارگی ہی کو سیکولرزم کہا جاتا تھا۔ لیکن آگے چل کر خصوصاً ایشیائی ممالک میں سیکولرزم کو ایک مثبت معنیٰ دیئے گئے۔ کسی جمہوری ملک میں ریاست کا کوئی مذہب نہ ہوگا۔ حکومت کسی کے مذہب میں دخل اندازی نہ ہوگی۔ ہر مذہب کے لوگوں کو اس کی پیروی کی آزادی ہوگی۔ روحانی ترقی کے لئے کسی مذہب کی مونوپولی نہ مانی جائے گی، اور حکومت کا رویہ بلالحاظ مذہب و فرقہ تمام عوام کے ساتھ مساویاً وغیر جانبدارانہ ہوگا۔

جہاں تک سیکولرزم کے اس مفہوم کا تعلق ہے تو بغیر کسی عنوان کے عہدِ وسطیٰ میں تقریباً تمام حکومتوں نے ایک سیاسی رویہ کے طور پر اپنایا ہے۔ آج ہمارے دستور کی دفعہ ۲۵ اور ۲۶ سیکولرزم کی وضاحت کرتی ہیں۔ لیکن تمام دستور میں سیکولرزم کی روح کارفرما ہے۔ گو لفظ سیکولرزم ہمارے دستور میں استعمال نہیں ہوا ہے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک سیاسی نظریہ نہیں بلکہ سماجی رویہ ہے۔ یعنی عمومی طور پر ایک دوسرے کے مذہب کا احترام اور اپنے مذہب کی طرح دیگر مذاہب کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا۔

بعض مورخین کی نظر میں تو ہندوستان میں سیکولرزم کا بانی بابر تھا۔ جس نے اپنے بیٹے ہمایوں کو حالات کے پیش نظر گائے کے ذبیحہ کے تعلق سے ممانعت کردی۔

خیر اس مختصر مضمون میں عہد وسطیٰ کے تمام ہندو اور مسلمان حکمرانوں کے رویہ کا جائزہ لینا دشوار ہے۔ اس موقع پر آئیے ہم شیواجی مہاراج کے تعلق سے غور کریں۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ عام طور پر لوگوں میں ایک غلط فہمی ہے کہ شیواجی مہاراج صرف ہندو قوم کے نیتا تھے، اور مسلمانوں اور اسلام سے انھیں نفرت تھی۔ 'ہندوی سوراج' سے اُن کا مفہوم یہ تھا کہ ہندوستانی باشندوں کی حکومت قائم ہو۔ اس لئے کہ مغلوں کی حکومت کو اس وقت تک غیر ملکیوں کی حکومت سمجھا جاتا تھا۔ اسی طرح ہندوستان کی زبان اُردو کو بھی عرصہ تک ہندوی کہا گیا ہے۔

راجہ شیواجی، تاریخ ہند کے ایک انقلابی حکمراں گذرے ہیں۔ عام بادشاہوں اور مہاراجوں کی طرح عیش پرستی، کرّوفر، شان و شوکت نام کی کوئی چیز شیواجی مہاراج کی زندگی میں نہیں ملتی ہے۔ وہ ایک نہایت درجہ ذہین سیاستداں، طاقتور، منتظم، اور تعمیری نقطۂ نظر کے باکردار انسان تھے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد ہندوستان میں ہندوستانیوں کی حکومت کا قیام تھا۔ چنانچہ ان کی تمام تر جد و جہد میں اپنے مقصد کی لگن، انسانیت کی بنیاد پر سب سے یکساں سلوک، مذہبی رواداری کو بڑی اہمیت تھی اور جس چیز سے انھیں سخت نفرت تھی وہ مذہبی تعصب تھا۔

یوں تو شیواجی مہاراج کے آباو اجداد کے وقت سے ہی اس خاندان کو مسلمان بزرگان دین سے عقیدت رہی ہے۔ آپ کے دادا مالوجی بھونسلے کو حضرت شاہ شریف الدینؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ عرصہ تک مالوجی کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ایک دن ان کی بیوی حضرت شاہ شریف الدین کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور دعا کی طالب ہوئیں۔ خوش قسمتی سے مالوجی کے دو لڑکے ہوئے۔ چنانچہ انھوں نے انہی بزرگ کی یاد میں ایک لڑکے کا نام شاہ جی اور دوسرے کا نام شریف جی رکھ دیا۔ حضرت شاہ شریف الدینؒ کی درگاہ آج بھی ضلع احمد نگر میں موجود ہے۔ خود مالوجی بھونسلے کا رویہ بھی اپنی جاگیر میں عوام کے ساتھ نہایت مساویانہ اور روادارانہ تھا۔ جس کا تذکرہ گھرنیشور کے مندر کے کتبہ میں آج بھی درج ہے۔

یوں تو شیواجی مہاراج کے زمانہ سے تقریباً تین چار سو سال سے سنت گیانیشور جی اور اُن کے بعد تمام سنتوں نے مہاراشٹر میں ذات پات اور فرقہ وارانہ ذہنیت کے خلاف زبردست تحریک چلائی تھی — تقریباً اسی کے متوازی مسلم صوفیائے کرام کا سلسلہ بھی چل رہا تھا۔ چنانچہ میل جول کے ان روحانی نظریات کا بھی شیواجی مہاراج کی زندگی پر اثر ہوا۔ ہندو مذہب کے تعلق سے بھی شیواجی مہاراج کا رویہ نہایت ہی روادارانہ تھا۔

سب سے پہلے تو شیواجی مہاراج نے اپنی حکومت کے انتظامیہ کے دروازے ہر اس شخص کے لئے کھلے رکھے تھے جو دیانتدارانہ طور پر اس کا اہل پایا گیا۔ یہاں مذہب، ذات اور فرقہ کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی، بلکہ اس بات کی وضاحت کی گئی کہ کسی کے ساتھ مذہب، ذات اور فرقہ کی بنیاد پر کوئی رویہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں پر جہاں مورو پنت پینگلے، آباجی سون دیو، دتّہ اَناجی، تراجی راؤ جی، جیسے قابل برہمن فائز تھے وہیں غیر برہمن مانو سرے، کنک، نیتاجی پالکر، ہمبیر راؤ موہیتے بھی باوقار و معزز عہدوں پہ کام کر رہے تھے۔ البتہ جہاں وہ برہمنوں کی علمی حیثیت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، وہیں محض برہمن ہونے کی بناء پر ان کو غیر ضروری سہولتیں دینے کے وہ ہرگز قائل نہ تھے، اس کا ثبوت

شیواجی مہاراج کے اُن خطوط سے ملتا ہے جو وہ وقتاً فوقتاً انتظامی اُمور کے تعلق سے احکامات کے طور پر جاری کرتے تھے۔ چنانچہ سبھا سد بکھر ۹۱۔ قلمی بکھر اور چٹنس بکھر میں ایک اسی طرح کا خط درج ہے:

"جس برہمن نے ایک وید کا مطالعہ کیا ہو اس کو ایک من چاول، اسی طرح دو وید پڑھنے والے برہمن کو دو من چاول دیئے جائیں گے۔ ہر سال شراون کے مہینہ میں پنڈت راؤ (وزیر اُمور مذہبی) تمام برہمن عالموں کا جائزہ لے گا، اور اُن کی علمی قابلیت کے اعتبار سے اُن کے وظائف میں کمی و زیادتی ہوگی۔ دیگر علاقوں سے آئے ہوئے برہمنوں کو نقد وظائف دیئے جائیں گے۔"

لیکن اس کے ساتھ ہی ایسے فرمان بھی ملتے ہیں جن میں شیواجی مہاراج نے اُن کے فرائض انجام نہ دینے پر سخت تاکید کی تھی اور سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔ ۱۹ مئی ۱۶۷۳ء کا ایک فرمان اس طرح ہے:

"... اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا۔ اور جو کوئی اس کی خلاف ورزی کے جرم کا مرتکب پایا جائے گا، اور جس کے تعلق سے بھی خلاف ورزی کی اطلاع ملے گی ۔۔ وہ مرہٹہ ہو یا برہمن۔ اس کا تمام اعزاز ختم کر دیا جائے گا۔ ملازمت کا تو کوئی ذکر ہی نہیں۔"

تاجپوشی کے موقع پر ۱۶۷۴ء میں اکثر برہمنوں نے اعتراض اُٹھایا کہ راجہ شیواجی چونکہ دوج ذات کے نہیں ہیں اس لئے ان کی تخت نشینی ممکن نہیں ہے، اور خاص طور پر وہ گائتری منتر نہیں پڑھ سکتے۔ جو صرف برہمن یا کھتری ہی پڑھ سکتے ہیں ۔۔ ۹۱۔ قلمی بکھر کے مُصنّف نے اس تعلق سے ایک دلچسپ واقعہ درج کیا ہے:

"جب مہاراج نے سُنا کہ برہمن ویدک منتر پڑھنے سے انکار کر رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ "برہمن قابلِ احترام لوگ ہیں، لہذا ان کو شاہی ملازمت میں رکھنا ان کے اعزاز کے خلاف ہے۔ انھیں صرف خدا کی عبادت کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے"۔ لہذا آپ نے تمام برہمنوں کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا۔ اور اُن کی جگہ پر بھو کائستھوں کا تقرر کر دیا۔"

اپنی والدہ اور دادا جی کونڈ دیو کی تعلیمات کے زیرِ اثر جو زیادہ تر رامائن، مہابھارت اور سنتوں کے اُپدیشوں پر مبنی تھیں۔ شیواجی مہاراج ایک سچے ھندو ضرور تھے لیکن جن حالات میں اور جس مقصد کے لئے وہ جدّوجہد کر رہے تھے اُن کے پیشِ نظر انھوں نے اپنی تمام زندگی میں مذہبی یا فرقہ دارانہ تعصّب کو کبھی جگہ نہ دی۔ چنانچہ مسلم حکمرانوں کے ساتھ وہ زندگی بھر نبرد آزما رہے۔ لیکن عام مسلمانوں کے ساتھ انھوں نے کبھی تعصّب یا انتقام کا رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ اس سے زیادہ رواداری کا ثبوت دیا۔ جس کو ان کے مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

ایک بار جنوب کی ایک شاہی نے سات سو پٹھانوں کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا۔ شیواجی مہاراج نے اُن تمام پٹھانوں کو خوشی سے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا، جو عمر بھر شیواجی مہاراج کی فوج میں مغلوں کے خلاف لڑتے رہے۔

نظمِ حکومت میں اکثر و بیشتر اعلیٰ عہدوں پر مسلمان سردار فائز رہے۔ شیواجی مہاراج کے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد مراسلہ نگار قاضی ملا حیدر تھے، جو عربی اور فارسی کے عالم تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ اکثر موقعوں پر مُلّا حیدر مغلوں کے ساتھ گفت و شنید اور صلحناموں کے وقت شیواجی مہاراج کی نمائندگی کرتے تھے۔ شیواجی کی وفات کے بعد ملا قاضی حیدر مغل سلطنت میں قاضی القضات کے عہدہ پر مامور کیے گئے۔

بحری فوج میں شیواجی مہاراج نے بطور خاص اُن ابی سینی حبشیوں کو بھرتی کرلیا جو جنجیرہ میں مقیم تھے اور بحری قزاقوں کی حیثیت سے مشہور تھے۔ البتہ فن بحریہ کے ماہر، جانباز، طاقتور، باہمت اور جری لوگ تھے۔ اور یہ تمام حبشی شیواجی مہاراج کی بحری فوج کے کمانڈروں کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ جیسے سدّی سنبھل سدّی مصری، دولت خاں، نور خاں وغیرہ۔ سدّی سنبھل اور سدّی قاسم ابتداء میں مرہٹوں سے کافی لڑتے رہے، اس کے باوجود شیواجی مہاراج نے انھیں اپنی فوج میں لینے کے بعد اُن سے کبھی انتقامی یا متعصبانہ رویہ اختیار نہ کیا۔ مندرجہ ذیل خط سے یہ واضح ہو جائے گا کہ شیواجی ایک سچے حکمراں کی طرح کتنی منصفانہ اور بے لاگ نظر رکھتے تھے۔ یہ خط شیواجی مہاراج نے ۲ ذی القعدہ ۱۰۷۵ھ کو لکھا تھا۔ یہ خط راجواڑے کلکشن کی جلد ۸ کے صفحہ ۳۱ پر درج ہے:

"صوبہ و معاملہ پربھاولی کے صوبیدار و کارکن جیواجی نائیک کو شیواجی کی طرف سے دنڈوت!

سال ۱۰۷۵ھ

موروپنت پیشوا نے آپ کو ہدایت دیتے ہوئے احکامات جاری کئے تھے کہ بحری کمانڈر دولت خاں اور دریا سارنگ کو رقم اور اناج مہیا کیا جائے۔ لیکن افسوس اور تعجب کے ساتھ ہمیں اطلاع ملی کہ آپ نے ان احکامات کی پیروی نہیں کی۔ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرے پاس آپ کی طرح نااہل لوگ بھی ہیں۔ ممکن ہے آپ نے سوچا ہوگا کہ اگر آپ نے رقم اور اناج مہیا نہیں کیا، جس کے لئے احکامات دیئے گئے تھے تو وہ کسی اور جگہ سے حاصل کرلیں گے، آپ واقف ہیں کہ میں نے پدمادرگ کی مرمّت کر کے اُسے محفوظ کرلیا۔ جس کو میں نے قدیم راجپوری کو ختم کرنے کے لئے اس کے مقابلے میں دوسرا راجپوری تیار کرلیا ہے۔ پدمادرگ کو مدد کی سخت ضرورت ہے۔ پانی، ایندھن و دیگر احتیاجات فوری طور پر مہیا کی جانی چاہئیں۔ اس مقصد کے لئے جہاز وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔ اب تو سدّی کی فوجیں پدمادرگ پر چاروں طرف سے حملہ کر رہی ہونگی ایسے وقت میں آپ امداد پہنچانے میں ناکام رہے۔ آپ کی یہ حرکت، عین خطرناک موقع پر میری بحری فوج کو معذور کر دے گی۔ آپ کی اس حرکت کا نتیجہ غداری سے کم نہ ہوگا۔ دولت خاں اور دریا سارنگ کو اس وقت رسد مہیا کرنے سے کیا فائدہ ہوگا جب کہ وہ ضرورت کے وقت نہ پہنچ سکی۔ کیا اس سے نقصان کی تلافی ہو سکے گی۔ کیا ایسا تو نہیں ہوا کہ سدّی نے آپ کو رشوت دے کر غلام بنالیا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آپ نے ایسا رویہ اختیار کیا۔ ایسے غدار ملازمین کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آنا چاہئے۔ کون ہوگا جو غدار کے اس جرم کو نظر انداز کر دے گا۔ محض اس لئے کہ وہ برہمن ہے؟"

اس کے علاوہ شیواجی مہاراج نے ان کی زندگی کے نہایت خطرناک موقعوں پر بھی اپنے اعتماد کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ تعجب کی بات ہے کہ آگرہ کی قید میں رہتے ہوئے نہایت رازدارانہ طور پر ڈرامائی انداز میں جب فرار کا منصوبہ بنایا گیا تو اس سے صرف دو ہی افراد واقف تھے۔ ہیرو جی فرزند اور مداری مہتر۔ جو مسلمان تھا اور عرصہ سے شیواجی مہاراج کے پاس بحیثیت فراش کار کام کرتا تھا۔

اسی طرح ۱۶۵۹ء میں افضل خاں کے مشہور حادثہ کے وقت بھی شیواجی مہاراج کے ساتھ ان کا با اعتماد باڈی گارڈ سدّی ابراہیم موجود تھا۔ اور یہ بھی کچھ کم تعجب خیز نہیں کہ شیواجی مہاراج کے مقابلہ پر افضل خاں کی جانب سے دو مرہٹہ سردار شنکراجی موہیتے اور پلاجی موہیتے موجود تھے۔

شیواجی مہاراج کی تیس سالہ جدوجہد اور مسلمانوں سے اُن کے تعلقات کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات

واضح ہو جاتی ہے کہ شیواجی مہاراج کا ارادہ اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا نہ تھا۔ وہ خود سچے ہندو ہونے کے ناتے اسلام کو بھی ایک قابل قدر مذہب مانتے تھے اور اس کا مطالعہ بھی انھوں نے کیا تھا۔ جس کا اظہار ان کے خطوط سے ہوتا ہے۔ جس طرح ہندو سنتوں مثلاً سنت رام داس، تکارام وغیرہ کی وہ عزت کرتے تھے بالکل اسی طرح مسلمان بزرگانِ دین کا بھی احترام کرتے تھے۔ اوران کے مذہبی اور روحانی درجہ کو سمجھتے تھے۔ اور اُن سے عقیدت بھی رکھتے تھے۔

رتناگیری ضلع کے ایک گاؤں کھیلسی میں ایک بار حیدرآباد (سندھ) سے ایک بزرگ حضرت سید یعقوب بابا سروری بنکوٹ کی راہ آکر مقیم ہو گئے تھے۔ بابا یعقوبؒ بڑے خدارسیدہ بزرگ تھے۔ ذات پات اور مذاہب کے فرق کے سخت خلاف تھے۔ وہ کہتے تھے پانی کو لوگ مختلف زبانوں میں مختلف نام دیتے ہیں۔ لیکن پیتے ہیں سب پانی ہی۔ اسی طرح خدا کو کسی نام سے پکارو، یاد تو اُسی کی ہوگی۔ بابا یعقوبؒ کو مذہبی ڈھونگ اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ وہ خلوص اور سچائی کے عاشق تھے۔ ان کے اخلاق و کردار کا چاروں طرف چرچا ہونے لگا۔ چنانچہ ایک دن شیواجی مہاراج بھی حضرت سے ملنے گئے۔ اس وقت وہ دابھول کے قلعہ کی مہم پر جارہے تھے۔ حضرت نے منع فرمایا اور دوسری بار آنے کے لئے کہا۔ واقعہ بھی یہی ہوا کہ دوسری مرتبہ حملہ کرنے پر قلعہ فتح ہوگیا۔ شیواجی مہاراج نے حضرت کی پسند سے جگہ کا انتخاب کرکے وہاں ایک گنبد تعمیر کروانے کا ارادہ کیا لیکن عمر نے ساتھ نہ دیا۔ بعد میں سمبھاجی اور راجہ رام نے بھی کوشش کی، لیکن کام ادھورا ہی رہ گیا۔ شیواجی مہاراج نے درگاہ کی امداد کے لئے ۶۵۳ ایکڑ زمین بھی عطا کی۔ جس سے حضرت کے متعلقین اور معتقدین اب تک مستفید ہو رہے ہیں۔ گرانٹ کے دستاویز میں یہ جملہ درج ہے:

हजरत बाबा याकूब बहुत थोरवले

یعنی "حضرت بابا یعقوبؒ عظیم ہیں۔" شیواجی مہاراج حضرت بابا یعقوبؒ کو اپنا گیارہواں گرو مانتے تھے۔ چنانچہ کرناٹک مہم پہ جانے سے پیشتر شیواجی مہاراج حضرت کی خدمت میں آشیرواد کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

اسی طرح ایک دوسرے مسلمان بزرگ حضرت ماؤنی بوا سے بھی شیواجی مہاراج کو بے انتہا عقیدت تھی۔ ماؤنی بوا پیٹر گاؤں میں رہتے تھے۔ کرناٹک کی مہم پہ جانے سے پیشتر مہاراج حضرتؒ کی خدمت میں گئے اور دعا کے طالب ہوئے۔ شیوچرتر ساہتیہ میں شیواجی مہاراج کے تین خطوط حضرت ماؤنی بوا کے نام ملتے ہیں۔

اس مجموعہ میں مضمون نمبر ۳۳۲ کے تحت ایک خط مورخہ ۳ مئی ۱۶۷۵ء کا لکھا ہوا ملتا ہے۔ جس میں شیواجی مہاراج کی جانب سے حضرت ماؤنی بوا کے درشن کو جو لوگ آتے تھے ان کو اناج اور دیگر ضروری اشیاء کی فراہمی کی تفصیلات ہیں یہ خط کرناٹک کی مہم سے واپسی پر فوری طور پر لکھا گیا تھا۔ ۹۱۔ قلمی بکھر میں شیواجی مہاراج کی حضرت ماؤنی بوا سے ملاقات کی بڑی دلچسپ تفصیلات ہیں۔ شیواجی مہاراج نے تبرک طلب کیا۔ اور حضرت کے منہ میں شکر ڈال دی۔ حضرت نے شکر کا کچھ حصہ منہ سے نکال کر شیواجی مہاراج کے منہ میں رکھ دیا۔ اور ایک طرہ اُن کی پگڑی میں لگا دیا۔ ۱۶۷۹ء میں پھر ایک بار شیواجی مہاراج حضرت سے ملنے گئے اور اُن کے اخراجات اور ان کے اخراجات اور گذر بسر کا بندوبست کیا۔ ۱۶۸۰ء میں ان کے لئے تمباکو کی ایک دوکان عطا کردی۔

یوں تو ہر مہم میں شیواجی مہاراج بذاتِ خود نہایت محتاط رہتے کہ ہنگامے کے دوران کسی مسلمان کے بچوں اور عورتوں کو تکلیف نہ دی جائے۔ اور خصوصاً مذہبی لوگ، بزرگ وغیرہ کا احترام کیا جائے۔ اسی طرح آپ کی زندگی کی آخری مہم یعنی نومبر ۱۶۷۹ء میں جالنہ کی لوٹ کے وقت حضرت جان اللہ شاہ صاحب سے سابقہ پیش آیا۔ حضرت کی سوانح حیات "مراۃ الجمال" اور "حالات حضرت جان اللہ شاہ" (از حبیب الرحمٰن شیرانی) میں یہ واقعہ اس طرح درج

ہے کہ جب جالنہ میں یہ اطلاع ملی کہ شیواجی جالنہ لُوٹنے آرہا ہے تو وہاں کے تمام مالدار سوداگروں اور جاگیرداروں نے اپنی تمام دولت ، زیورات وغیرہ حضرت کی کُٹیا میں چُھپا دیئے کیونکہ شیواجی مہاراج کے تعلق سے یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ وہ اپنی لُوٹ کے دوران کسی مذہبی بزرگ کو نہیں چھیڑتے ہیں۔ شیواجی مہاراج مست گڑھ کے مقام پہ ٹھہرے اور کُنڈلک ندی کے دوسرے کنارے حضرت کی کٹیا اور لنگر خانہ تھا۔ لُوٹ کا ارادہ کرتے ہی شیواجی مہاراج کے شکم میں سخت درد ہوا۔ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھنٹہ گھر کے مقام پر کافی دیر تک حضرت سے گفتگو ہوئی۔ مہاراج نے حضرت کی خدمت میں ایک پالکی اور چار نقارے تحفتاً پیش کیئے۔

گرانٹ ڈف اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ جالنہ کی لُوٹ کے وقت حضرت کی کُٹیا بھی محفوظ نہ رہ سکی، اور شیواجی کی زندگی میں یہ پہلا اتفاق تھا کہ ایک مذہبی بزرگ کو تکلیف پہنچی۔ کرنڈیکر نے اس واقعہ کو سمبھاجی کے نام سے لکھا ہے کہ مغل فوجوں کو گمراہ کرنے کے لئے سمبھاجی نے راست برہانپور جانے کے بجائے جالنہ کا رُخ کیا تھا اور جالنہ کی لُوٹ کی۔ بعض فارسی نسخوں میں یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جان اللہ شاہؒ نے شیواجی کو جالنہ کی لُوٹ سے منع کیا، لیکن وہ نہ مانے۔ حضرت نے بد دُعا کی اور تیسرے دن شیواجی مہاراج کی فوج کو مغل سردار مست خاں نے گھیر لیا۔ لُوٹ کا مال ضائع ہوگیا اور بعض مشہور مرہٹہ سردار بھی مارے گئے۔ شیواجی مہاراج کسی طرح پٹہ گڑھ پہنچ گئے اور وہاں سے رائے گڑھ آگئے۔

البتہ لُوٹ کے وقت شیواجی مہاراج کی فوج کو عام حکم تھا کہ مُسلمانوں کے بچّوں اور عورتوں کو نہ ستایا جائے مساجد اور درگاہوں کو تباہ نہ کیا جائے۔ اس تعلق سے اورنگ زیب کے درباری مورخ محمد ہاشم خاں نے جو عام طور خافی خاں کے نام سے مشہور ہے۔ اپنی کتاب منتخب اللباب کے صفحہ نمبر ۲۴۸ پر سلطنتِ مغلیہ کے مشہور دشمن کا ذکر اس طرح کیا ہے :

> " سنبھا کا باپ سیوا کچھ خوبیاں بھی رکھتا تھا۔ مثلاً وہ اپنے علاقے کی رعایا کی عزت و ناموس کا ہمیشہ خیال رکھتا تھا اور بجز اس کے کہ وہ باغی تھا، گاؤں کو لُوٹ لیتا تھا اور مردم آزاری کرتا تھا، دوسرے کوئی بُرے اعمال اس سے ظاہر نہ ہوتے تھے۔ چنانچہ جب اسیری اور لُوٹ میں لوگوں کے اہل و عیال اور عورتیں اور کلام اللہ کے نسخے ہاتھ آتے تو وہ ان کی حفاظت اور احترام کے لئے بڑی تاکید کرتا تھا، اور جو بھی اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتا وہ اُسے سخت سزا دیتا تھا۔"

نہ صرف اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے تعلق سے بھی شیواجی راجہ کا یہی رویّہ تھا۔ برنیر نے جو اسی زمانے میں ہندوستان کے سفر پر آیا ہوا تھا، اپنے سفرنامے " TRAVELS IN MOGHUL EMPIRE " میں دو ایتھوپین سفیروں کا ذکر کیا ہے جو اورنگزیب کے دربار میں آنے سے پہلے سورت میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب شیواجی مہاراج نے سورت کی لوٹ کی تھی۔ ایتھوپین کہتے ہیں :

> " میں تذکرہ کرنا بھول گیا کہ سورت کی لوٹ کے دوران سیواجی۔ وہی محترم سیواجی نے فادر ایمبروز (کمپوچین مشنری) کے مکان کا احترام کیا (اور کوئی نقصان نہ پہنچایا) اس نے کہا " فرنگی پادری اچھے لوگ ہوتے ہیں۔ انھیں برباد نہیں کرنا چاہیئے "۔
> اس نے ایک متوفی معزز ڈچ دلال کے مکان کو بھی نہ چھیڑا، کیونکہ اُسے یقین دلایا گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں بڑا مخیر تھا۔"

ٹیور نیئر نے بھی اپنے سفرنامے میں اس ڈچ دلال کا نام مانڈس پیریکس دیتے ہوئے تذکرہ کیا ہے۔

آخر میں مہاراجہ شیواجی کے اس مشہور خط کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا جو انھوں نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں یعنی ۱۶۷۹ء میں اورنگزیب کو لکھا تھا۔ جو زبان و بیان کے علاوہ درباری اندازِ تحریر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ تقریباً تمام مورخین نے اس خط کو ایک بہترین سیاستداں اور سیکولر حکمراں کے خط سے تعبیر کیا ہے۔ اس خط کا مسودہ شیواجی مہاراج کے پرائیویٹ سیکریٹری نیل پربھو نے فارسی میں تیار کیا تھا۔ ۲ راپریل ۱۶۷۹ء کو اورنگزیب عالمگیر نے جب ہندوؤں پہ جزیہ نافذ کرنے کے احکامات جاری کئے، تو اس کے جواب میں یہ خط تحریر کیا گیا تھا۔ 'بساط الغنائم'، (خیابانِ مرہٹہ) میں غلام صمدانی خاں گوہر نے اصل فارسی خط درج کر دیا ہے۔ تمام خط میں سیکولرزم کی روح کارفرما ہے۔ طوالت کے خوف سے اس خط کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

ابتداء میں تمام شاہانِ مغلیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان بادشاہوں نے کس طرح سیکولر انداز میں تمام مذاہب اور فرقوں کا احترام کرتے ہوئے حکومت کی' اور خصوصاً اکبرِ اعظم تو "جگت گرو" کہلائے۔ اسی غیر متعصبانہ رویہ کی بناء پر اُن کی دن دونی رات چوگنی ترقی ہوتی رہی۔

"... حضرت قبلہ گاہ سلامت' بانی مبانی خلافت اکبر بادشاہ غازی' پنجاہ دو سال دادِ فرمانروائی دادہ' و بادین و آئین گروہ مختلفہ از عیسوی' موسوی' داؤدی' محمدی' و فلکیہ و ملکیہ و عصریہ و دہریہ' برہمن و سیتہ رہ طریقۂ آئین صلح کل اختیار نمودہ واعانت و حمایت ہمہ پیش نہاد۔

لیکن اورنگزیب کے زمانے کی بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے شیواجی مہاراج نے لکھا:

"... و در دور حضرت ملک و قلعجات از تصرف رفتہ و باقیٔ عنقریب میرود .... وقت است کہ سپاہی در شورش سوداگر در نالش، مسلماناں گریاں، ہندوداں بریاں' واکثر مردماں بنانِ شب محتاج اند۔"

بڑی جرأت سے اورنگزیب کو یاد دلاتے ہیں کہ خدا سب کا ہے۔ وہ کسی ایک فرقہ یا دھرم کا نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیواجی مہاراج ایک سچے ہندو ہونے کے باوجود اسلام کی تعلیمات سے قدرے واقف تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"... حضرت سلامت' دراصل کتاب ایمانی و کلام ربانی اگر اعتبار نمایند' رَبُّ الْعَالَمِین فرمودہ اند' نہ رَبُّ الْمُسْلِمِین' دکفر و اسلام کہ نقطۂ مقابل اند' برنگ آمیزی و طرح انگیزی نقش بندِ حقیقی است' اگر مسجد سے است بیاد او بانگ میزند' و اگر بت خانہ است بشوق او جرس می جنباد۔ تعصب بر دین و آئین کسے نمودن از کتاب منحرف گردیدن۔"

آگے چل کر جزیہ کے نفاذ کے تعلق سے ایک دلیل دی گئی ہے' جو ایک اعلیٰ سیاستداں کی گہری نظر کی مثال ملتی ہے:

"... اگر دین داری' بمردم آزاری و صواب در عذابِ ہندوداں منحصر تصور فرمودہ اند' از رانا جے سنگھ باید گرفت کہ سرگروہ ہندوداں اند' بعد ازاں از خیر خواہ بگیرند۔ چنداں مشکل نیست۔ موراں مگساں را آزردن از عالم مردی و مردانگی بعید خواہد بود۔"

عمر کے آخری حصہ میں تو شیواجی مہاراج نے جنوب کی شاہیوں سے نہایت خوشگوار تعلقات قائم کر لئے تھے۔ ابوالحسن قطب شاہ نے شیواجی مہاراج کا نہایت شان و شوکت سے حیدرآباد میں استقبال کیا۔ علاوہ ازیں چلتے چلتے اس قدر عرض کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ شیواجی مہاراج اخلاق و کردار کے اعتبار

سے اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے، اور تمام فوج کو اسی اخلاقی معیار پر دیکھنا چاہتے تھے۔ ایک موقع پر کسی سردار نے ایک عورت سے زبردستی منہ کالا کیا۔ اطلاع ملتے ہی شیواجی مہاراج نے اس کے دونوں پیر کاٹ دیئے اور عمر بھر جیل میں قید کر دینے کا حکم دیا۔ اسی طرح کسی کو بد اخلاقی میں ملوث دیکھ کر اندھا کر دیا۔ نہ صرف احکامات یا ہدایات ہی اس تعلق سے جاری ہوتی تھیں بلکہ خود شیواجی مہاراج ایک شریفانہ کردار کے مالک تھے، اور یہی نمونہ ہمیشہ ان کے پیرودں کے سامنے رہتا تھا۔ کہیں ہندو اور مسلمان کا فرق نہیں کیا۔ کسی موقع پر بھی متعصبانہ رویہ اور انتقامی جذبہ کا اظہار نہ کیا۔

جنگوں کے زمانے میں کہیں قیام ہوا تو فوج کو سخت حکم ہوتا تھا کہ وہ غریب کسان اور دکانداروں کو نہ ستائیں ہر چیز خرید کر استعمال کریں۔ اور اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔ اسی طرح کسی کے ساتھ غیر ضروری رعایت، چاہے وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہوں، کبھی نہ دی۔ ایک بار انکے داماد شرکے نے دیشمکھی کا مطالبہ کیا، جس کے جواب میں آپ نے لکھوایا کہ مرہٹی حکومت اس طرح کی گرانٹ منظور نہیں کر سکتی۔ البتہ آپ کی کارکردگی اور ریاست سے وفاداری کے معاملہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔ ویتن ہم اپنی بیٹی یا جب بھی اس کے لڑکا ہو، اس کو دیدیں گے۔ شرکے، ان کی حقیقی بیٹی راج کنور کا شوہر تھا۔ اس طرح اقربا پروری کی لعنت سے بھی شیواجی کا دامن پاک تھا۔

ہندوستان کی تاریخ میں شیواجی مہاراج کا ایک ایسا انقلابی کردار ہے، جس نے بے سروسامانی کی کیفیت میں اپنی جدوجہد کا آغاز کیا، اور تیس (۳۰) سال کے عرصہ میں ایک زبردست مرہٹہ ریاست کا قیام عمل میں لایا جس کی بڑی وجہ شیواجی مہاراج کا شخصی کردار ہے۔ اس تمام جدوجہد میں آپ کا غیر متعصبانہ اور سیکولر رویہ آپ کے اعلیٰ کردار اور اخلاقی معیار آپ کی کامیابیوں کے ضامن تھے۔

تمام مذاہب، فرقوں اور ذات پات کے لوگوں کے ساتھ رواداری اور احترام ہی حقیقی معنوں میں سیکولرزم تھا۔ جس کو ہم سماجی اور عملی سیکولرزم کہہ سکتے ہیں۔ جس کی دنیا کو ہمیشہ ضرورت رہے گی۔

۱۰ رمئی ۱۹۸۱ء

سوراج کی داغ بیل

* جے۔ وی نائیک
شعبۂ تاریخ، بمبئی یونیورسٹی

سوراجیہ کا قیام ہندوستان کی تاریخ میں شیواجی کا ایک اہم تاریخی فیصلہ مانا جاتا ہے۔ ویسے اس فیصلہ کی کوئی خاص وجہ بیان نہیں کی جاسکتی، لیکن قیاس ہے کہ مہاراشٹر میں عرصہ سے زیرِ عمل مختلف عناصر کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں یہ فیصلہ وقوع پذیر ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان بکھرے ہوئے عناصر کو حب الوطنی کے دھارے میں ضم کرکے ایک آزاد مراٹھا قوم کی بنیاد ڈالنے کا اقدام شیواجی کی اعلیٰ تدبّر کا مدلّل ثبوت ہے۔

ہمعصر مورّخ اور بھر باکھر ادیب شیواجی کو اوتار مانتے ہیں اور سوراجیہ کے قیام کو قدرتی دین سمجھتے ہیں شیواجی نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ چمتکار سے کم نہیں، اسی کے پیشِ نظر شیواجی کے لئے لوگوں کے جذبات بآسانی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ حتیٰ کہ غیر ملکی تاریخ داں بھی شیواجی کو مافوق الفطرت انسان سمجھتے ہوئے اُن کے اوتار ہونے کی تائید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جسٹس راناڈے کی دلیل :

جسٹس راناڈے نے سب سے پہلے اپنی تصنیف 'مراٹھا طاقت کا عُروج' ("RISE OF MARATHA POWER") میں سوراجیہ کے پس پُشت پوشیدہ تقریباً صحیح وجوہات کا جائزہ پیش کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ '' سوراجیہ کا تصوّر اُجاگر ہونے کی وجہ کچھ قدرتی حالات، کچھ ملک کی قدیم تاریخ، کچھ مذہبی بیداری اور خصوصاً تین سو سالہ مسلم دورِ حکومت میں طویل جنگی تجربات تھے''۔ راناڈے کے مشاہدے سے شاید لوگ متفق نہ ہوں، لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ موصوف نے مراٹھا تاریخ کے تعلق سے پہلی دفعہ سوراجیہ کے قیام کے بارے میں نئے نظریات پیش کئے۔

راناڈے کے بعد مراٹھا تاریخ کے بارے میں مسلسل تحقیقات کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں راجواڑے، کھارے، سرکار، سرڈیسائی، بال کرشنا اور کئی دیگر نامور مورخوں نے گہری تحقیقات کے ذریعہ مراٹھا قوم سے متعلق کئی حقائق کا انکشاف کیا ہے، اس کی روشنی میں شیواجی کے زیرِ قیادت مراٹھا تحریکِ آزادی کی تاریخی حقیقت سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

مراٹھا قومیت: سوراجیہ کا تصور حالات کا تقاضہ تھا۔ یہ مہاراشٹری جذبۂ قومیت کے دوبارہ زندگی پانے کی جانب اشارہ کرتا ہے جو جذبہ کہ بیرونی حکمرانوں کے دورِ حکومت میں مردہ ہو چکا تھا۔ یہ کوئی اتفاق نہیں کہ سہیادری کی پہاڑیوں میں بسنے والی مراٹھا قوم ہندوستان کی دیگر اقوام کے برعکس اچانک سیاسی طور پر بیدار ہو گئی تاکہ ایک آزاد قومی ریاست تشکیل دے۔ بلکہ اندرونی اور بیرونی حالات کا ہی تقاضہ تھا کہ مہاراشٹر میں قومیت کے مثل ایک ایسا جذبہ بیدار ہوا جس سے تعمیرِ قوم میں مدد ملی۔ دوسرے لفظوں میں مراٹھا قومیت کو جغرافیائی، لسانی اور ثقافتی حالات کا ارتباط کہا جا سکتا ہے، جسے مزید استحکام عام مذہبی عقیدہ اور اسلامی سیاسی غلبہ سے حاصل ہوا۔

مہاراشٹر دھرم: مراٹھا قوم کی تعمیر میں مذہب ابتدا میں سب سے قوی عنصر رہا ہے۔ مسلم دورِ حکومت میں بدعنوانیاں عام ہو چلی تھیں۔ مہاراشٹر کے عوام نہایت ہی تکلیف دہ زندگی گذار رہے تھے۔ ان کی آزادی چھن گئی تھی اور ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جاتا تھا۔ ان ہی حالات میں لوگوں کے حالاتِ زندگی میں انقلاب لانے کے لیئے مہاراشٹر دھرم کا تصور، جو کہ سوراجیہ کی جڑ ہے، اُبھرا۔ یہ مخالف اسلام نہیں تھا اور نہ ہی اس کا مقصد ہندو دھرم کا پرچار تھا۔ اور نہ ہی فرقہ کی بنیاد پر حکومت کے قیام کی کوشش تھا۔ اسکا اصل مقصد مہاراشٹر میں رہنے والے تمام لوگ جنھیں عرفِ عام میں مراٹھا کہتے ہیں، کے قدیم مذہبی اور ثقافتی اقدار کی حفاظت اور فروغ تھا۔ پروفیسر ایس آر شرما لکھتے ہیں کہ

"مہاراشٹر دھرم کو استحکام حاصل ہوتے ہی، اس کی مذہبی اہمیت ختم ہوتی گئی اور یہ زیادہ سے

زیادہ سیاسی بنتا گیا۔ اس کے باوجود اس کی اصل مذہبی روح باقی رہی"۔
مذہبی رجحانات میں مہاراشٹر کے سنتوں کی تعلیمات سے مزید زور پیدا ہوا۔ مراٹھا قوم کی بیداری کا جہاں تک تعلق ہے، "ان سنتوں کی تحریک سے مہاراشٹر کے عوام میں روحانی و سماجی بیداری پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں جمہوری مساوات اور ہم آہنگی قائم کرنے کا جذبہ بھی اجاگر ہوا۔ یہ سماجی مذہبی تحریک اتنی پُر اثر ثابت ہوئی کہ کمزور ترین طبقات میں چوکھا میلا اور بانکا مہار جیسے سنتوں نے نام پیدا کیا۔
رام داس کے زمانہ میں اصلاح پسند تحریک بدل کر مذہب بہ سیاسی بنتی چلی گئی۔ گو کہ مورخ اور علم داں حضرات شیواجی اور رام داس جی کے درمیان صحیح تعلق کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں، لیکن میرے خیال میں لوگ اس بات سے ضرور متفق ہونگے کہ وہ دونوں "مہاراشٹر دھرم" کے زبر دست محرک تھے، اوّل الذکر نے سوراجیہ کے ذریعہ سیاسی پہلو کی جانب توجہ دی اور دوسرے نے روحانیت کی سمت۔

مراٹھوں کا کردار: کسی بھی قوم کے کردار کا انحصار متعلقہ افراد کے عمل پر ہوتا ہے مراٹھا قوم کے کردار کے بارے میں جادھو ناتھ سرکار لکھتے ہیں "ان میں خود اعتمادی، ہمت تحمل، سادگی، بیباکی، خودی، سماجی مساوات کا احساس اور انسان کی انسان کی طرح قدر کرنے کا جذبہ پایا جاتا تھا"۔ تقریباً ساتویں صدی میں ایک چینی سیاح یوان چنگ نے بھی مراٹھا قوم کی ان خصوصیات کا ذکر اپنے سفر نامے میں کیا ہے۔ بہر حال ایسی بیدار مغز قوم جب شیواجی کی سحر انگیز صلاحیتوں کے زیر اثر آئی، تو انھوں نے سوراجیہ کے لئے شیواجی کے جھنڈے تلے اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کیا۔

مراٹھوں کا مرکز قوت: قوم کی تعمیر میں شیواجی کو دوسری زبر دست کامیابی پورے مہاراشٹر میں بکھری ہوئی مراٹھوں کی قوت کے چھوٹے چھوٹے مراکز سے ہوئی۔ ان کی تعداد خاصی کم ہونے کی وجہ سے دکن کے مسلم حکمرانوں نے ہندوؤں کو ہی ان کا انتظام سونپ دیا تھا۔ ان میں سے چند نے دکن کی سلطنتوں میں عوامی اور فوجی نظام میں اعلیٰ مقام حاصل کیا اور انھیں ان کے مرتبہ کی حیثیت سے خلعت اور جاگیریں دی گئیں۔ ایک قیاس ہے کہ مراٹھا دیشمکھ طبقہ میں سے چند بہمنی سلطنت سے بھی قبل وظیفہ دار تھے۔
اس طرح ۱۷ ویں صدی کے شروع میں دیشمکھ یا وطن دار، مورے، شرکے، ولوی، جادھو، نیمبلکر، گھورپڑے، شروے، ساونت اور اسی طرح کے دیگر صاحب حیثیت طبقہ کی خاصی تعداد ابھر آئی۔ یہ عملی طور پر خود مختار تھے۔ ان وطن داروں میں رقابت بھی بڑی شدید پائی جاتی تھی۔

اتحاد؛ سوراج کی قوت۔ شیواجی نے مادے دیشمکھوں کی آپس کی دشمنی کو سوراج کے نام پر دوستی میں بدلنے اور انھیں متحد کرنے کی کوشش کی۔ مورے قسم کے لوگ شیواجی کے مخالف رہے اور اس کی سزا پائی۔ مدھول کے گھورپڑے اور نمبھواڑ کے مانے لوگوں نے سلطنت بیجا پور کے خاتمہ تک وفاداری نبھائی۔ وارثی کا ساونت طبقہ بھی مخالف رہا۔ اس طرح بظاہر ہے کہ شروع شروع میں قومی تحریک میں مراٹھا وتنند طبقہ نے عملاً کچھ حصہ نہیں لیا۔ اس کے برعکس

یہ مہاراشٹر کی عام رعایا تھی جو جنگباز دیشمکھوں اور ان کے آقا، دکن کے مسلم حکمرانوں کے درمیان پسی جا رہی تھی۔ اسی رعایا نے شیواجی کو اپنا نجات دہندہ سمجھا اور انھیں ہیرو تسلیم کیا۔ اس لئے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ یہ مہاراشٹر کے عوام تھے جنھوں نے شیواجی کو سوراجیہ کے حصول میں تعاون دیا۔

اہم اقدام: مذکورہ بالا حالات نیز دیوگری کے یادو اور وجے نگر کے ہندو راج نے ملک مراٹھا قوم کی تعمیر کے لئے نفسیاتی اور اخلاقی ماحول تیار کیا۔ شیواجی کا اہم اقدام یہ تھا کہ انھوں نے سیاسی طور پر آزاد مراٹھا ریاست کے قیام کے لئے تمام سیاسی، اخلاقی، مذہبی، بدیسی مخالف لہروں کو یکجا کر کے حب الوطنی کے دھارے میں سمونے کی کوشش کی جس مہارت صلاحیت اور ہمت سے ان منتشر قوتوں کو حصولِ سوراج کے لئے اکٹھا کیا گیا، اس نے شیواجی کو اپنے وقت کا عظیم دانشور ثابت کر دیا۔

ہمہ گیر شخصیت: سوراجیہ کے قیام میں شیواجی کی زبردست کامیابی میں درج ذیل حالات بھی معاون رہے ہیں۔

(۱) شیواجی کے پتا شاہ جی کی رہنمائی۔
(۲) شیواجی کا موقف۔ شروع ہی سے شیواجی کے ذہن میں اپنی اور اپنے ہموطنوں کی سیاسی آزادی کے حصول کا مقصد کارفرما تھا۔
(۳) مہاراشٹر کے جغرافیائی اور سیاسی حالات کا صحیح اندازہ اور حصولِ مقصد کے لئے اس کا صحیح استعمال کرنے کی ان کی قابلیت۔
(۴) شیواجی کی فوجی مصلحت۔
(۵) جذبۂ خود اعتمادی اور آزادی شیواجی نے شروع ہی سے کسی کو بھی اپنا فرمانروا نہیں سمجھا بلکہ صرف اپنے آپ کو خود مختار سمجھا۔
(۶) سوراجیہ کا تصور پیش کرتے ہوئے سنتوں کی تعلیمات کے نتیجہ میں عوام کے بلند اخلاق کو صحیح طور سے کام میں لانے کی ان کی صلاحیت۔
(۷) بہتر اور منصفانہ نظام سے لوگوں کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیابی۔

مختصر یہ کہ شیواجی کی ہمہ گیر شخصیت نے سوراجیہ کو حقیقت کا روپ دیا۔

پتا سے رہنمائی: شیواجی کو اپنے آبائی ورثہ سے اپنی جدوجہد میں رہنمائی ملی۔ مراٹھا قوم کی تحریکِ آزادی کے بانیوں میں شیواجی کے پتا شاہ جی کا زبردست حصّہ ہے۔ آپ نے سوراج کی بنیاد ڈالنے میں اپنے ہونہار بیٹے کی کامیابی میں بالواسطہ دونوں طریقوں سے مدد کی۔ انھوں نے مغربی گھاٹیوں میں ابتدائی کارروائیوں کے لئے شیواجی کو ایک مضبوط مرکز فراہم کیا۔ جب شاہ جی نے اپنے نوجوان بیٹے شیواجی کو پونا جاگیر سنبھالنے بھیجا، تو انھوں نے شیواجی کو ایک خود مختار بادشاہ کی طرح ان کے شایانِ شان کابینی رفقاء بھی ساتھ دیئے۔ شام راؤ نیل کنٹھ رنجیکر کو پیشوا (وزیر اعظم) بنایا گیا، بال کرشنا ہنومنت مذوم دار (ناظم مالیات) تھے، سوناجی پنت، دبیر (سیکریٹری) مقرر ہوئے اور رگھو ناتھ بلال سبنیس (افسر خزانہ) بنے۔ ان چار تجربہ کار اور تربیت

یافتہ عہدہ داروں کے علاوہ ایک اعلیٰ منتظم دادو جی کونڈ دیو کو بھی سرپرستی اور رہنمائی کے فرائض انجام دینے کے لیے بھیجا گیا۔

اپنے پتا سے دوسری راست تعلیم انھیں فنِ حرب میں ملی۔ مہاراشٹر کے علاوہ کرناٹک میں بھی شاہ جی نے سمندر سے جڑے قلعے تعمیر کیے تاکہ بری راستے میں دشواری حائل ہونے پر بحری راستے سے بچ نکلنے کا موقعہ ملے۔ شیواجی نے بھی اسی اصول کو اپنایا۔

شاہ جی کے احمد نگر کی نظام شاہی اور بیجاپور کی عادل شاہی حکومتوں کے ساتھ پر وقار تعلقات سے ان کے بیٹے بلا واسطہ متاثر ہوئے نظام شاہی دور میں ان کا کردار شاہانہ تھا۔ ۱۶۳۶ء میں جب مغل اور بیجاپور کے عادل شاہ کے مشترکہ حملہ کے نتیجہ میں اس سلطنت کا خاتمہ ہوا تو شاہ جی نے بیجاپور سے وفاداری نبھائی۔ اس وقت انھوں نے دو کام کیے جو سوراج کی تاریخ میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ پہلا یہ کہ آپ اپنی جاگیر پونا میں ہی رکھنے پر آمادہ ہوئے جو کہ بعد میں سوراج کے لیے آغوشِ مادر ثابت ہوا اور دوسرے وہ جنوب کے دور دراز علاقوں میں منتقل ہوتے پر راضی ہوئے تاکہ شاہی دربار کی پابندیوں سے آزاد رہیں۔ اس طرح انھیں جزدوی خود۔ مختاری کا موقعہ ہاتھ آیا۔ کرناٹک میں انھوں نے کافی علاقہ حاصل کیا۔ بعد میں شیواجی نے انھیں اپنے قبضہ میں لانے کی سخت جدوجہد کی اور اسے سوراج کا نام دیا جو کسی وقت تیسرے مراٹھا راجہ، راجہ رام کے لیے ان کے مشکل وقت میں پناہ گاہ بھی بنا۔

عادل شاہ کو شاہ جی کے لکھے خط سے جو کہ ۶ جولائی ۱۶۵۷ء کو لکھا گیا، سوراج کے مشکل تجربہ کو آزمانے کی شیواجی کے ارادہ پر روشنی پڑتی ہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ شاہ جی نے لکھا تھا ''میں عالیجاہ کی توجہ چاہوں گا کہ میں راجپوت قوم سے ہوں لہٰذا با دولت کے تئیں اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران کسی قسم کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔

میں نے ابتک چار مختلف درباروں میں کام کیا ہے۔ لیکن کبھی بھی — میرے ساتھ کسی بھی قسم کی بے عزتی نہیں ہوئی......۔ اگر عالیجاہ کو اس خادم کی ضرورت ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ مجھے میرے جائز اعلیٰ مقام پر بحال کیا جائے ورنہ مجھے فوری طور سے سبکدوش کر دیا جائے۔ اس کے بعد، میری خواہش نہیں رہی کہ میں دولت جمع کرتا رہوں۔ میں ہندوؤں کے کسی مقدس مقام پر چلا جاؤں گا جہاں میں اپنے آقا کی عبادت کروں گا اور عالیجاہ کی خوشحالی کے لیئے دعا کرتا رہوں گا۔"

یہ دستاویز شاہ جی کی قابلیت اور ان کے کردار کو واضح کرتا ہے۔

شاہ جی کا آشیرواد: سوراجیہ کی جد وجہد کے لیئے شیواجی کو اپنے پتا سے آشیرواد حاصل تھا۔ اس کا ثبوت بھی ۱۶۴۹ء میں اپنے پتا کو لکھے شیواجی کے ایک خط سے ہوتا ہے۔ اس خط میں شیواجی نے باجی گھورپڑے سے انتقام، خواص خان، واڑی کے ساونت اور پرتگالیوں کے خلاف مہم جوئی میں اپنی کامیابی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

"آپ کا دعاؤں بھرا خط مجھے آج ہی موصول ہوا جس میں آپ نے مجھے دعائیں دیتے ہوئے کہا ہے "بھگوان کی کرپا سے ہماری مشکل آسان ہو گئی۔ بھگوان تم کو سوراجیہ اور دھرم کے لئے لڑنے میں تمہیں طاقت دے۔ شیو بھگوان اور امبا ماتا تمہاری حفاظت کریں اور تمہیں فتح نصیب ہو۔ یہ موقعہ ہے کہ تم تمام پچھلی غلط کاریوں کا انتقام لو۔ میرے لائق بیٹے، تمہیں میرا آشیرواد ہے۔"

یہ صحیح ہے کہ شاہ جی کو سوراجیہ کی اصل حقیقت معلوم نہیں تھی۔ لیکن پھر بھی اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاہ جی نے اپنے طور سے سوراجیہ کے لئے کوشش کی، جو کہ ان کے بیٹے کی زندگی کا مقصد بن چکا تھا۔ شیواجی کی مہر پر ایک بیٹے کا باپ کے لئے جذبۂ احسان مندی کا انمٹ نقش ثبت ہے۔

प्रतिपच्चंद्ररेखेव वर्धिष्णुर्विश्ववंदिता ।
शाहसूनो : शिवस्यैषा मुद्रा भद्राय राजते ।।

شیواجی کے دل و دماغ میں سوراجیہ کا واضح تصور شروع ہی سے قائم تھا۔ اس کا ثبوت بھی ۱۷ اپریل ۱۶۴۵ء کو رد ہیڑ کھوڑے کے دادو جی نراس پربھو دیشپانڈے کے نام لکھے ایک خط سے ملتا ہے۔ شیواجی لکھتے ہیں!

त्याणी आम्हास यश दिल्हे व पुढे तो सर्व मनोरथ
हिंदवी स्वराज्य करून पुरविणार आहे
हे राज्य व्हावे हे श्रीचे मनात फार आहे.

(بھگوان اور رد ہریشور نے ہمیں فتحیاب کیا اور بھگوان ہی ہندوی سوراجیہ کی ہماری تمنا پوری کرےگا یہ بھگوان کی اچھا ہے کہ ہم یہ حکومت قائم کریں۔) لفظ "ہندوی سوراجیہ" پہلی مرتبہ اس تاریخی خط میں استعمال کیا گیا۔ ویسے اس بارے میں راجواڑے، ایس این جوشی اور ڈی۔ وی کالے جیسے مورخوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

جیجاماتا کا کردار: شیواجی کو اپنے پتا سے ضلع پونا میں بھیم اور نیرا ندیوں کی حدود میں ایک چھوٹی جاگیر ملی تھی۔ اسے مرکز بناتے ہوئے، شیواجی نے سوراجیہ کے حصولِ مقصد کی جدوجہد شروع کی۔ اس سلسلے میں ان کی ماں جیجاماتا نے سب سے اہم کردار انجام دیا۔ یہ جیجاماتا ہی تھیں جنھوں نے شیواجی کو جسمانی و ذہنی طور سے اپنا تاریخی کردار انجام دینے پر تیار کیا۔ شیواجی کی تمام زندگی میں۔ جیجاماتا نے ہی ہمیشہ ان کی ہمت بندھائی۔ وہ ایک زندہ دیوی سے کم نہیں تھیں۔ درحقیقت وہ "شیواجی کے لیے بھوانی کی جیتی جاگتی تصویر تھیں۔"

شیواجی کے منظر عام آنے کے وقت دکن کی سیاست زوال پذیر تھی۔ بہمنی سلطنتوں میں، مہاراشٹر کے سب سے بڑے حصہ پر قائم نظام شاہی حکومت کا ۱۶۳۶ء میں خاتمہ ہوگیا اور یہ علاقہ مغلوں اور عادل شاہ میں تقسیم ہوگیا۔ بظاہر بیجاپور کی عادل شاہی حکومت اقتدار پہ قابض تھی، لیکن حقیقت میں یہ بھی کچھ آپسی کشمکش اور کچھ مغلوں کی حملہ آرائیوں سے کمزور ہوتی چلی گئی تھی۔ نوجوان شیواجی کے لیے یہ موقعہ مناسب تھا۔ لہٰذا مسلم حکمرانوں کے تسلط سے اپنے ملک کو آزاد کرانے کا بیڑا اٹھایا۔ مورخ اوڈن رقمطراز ہے:

"ایسا خاموش اور اچانک انقلاب کبھی رونما نہیں ہوا۔ ایک تحریک تھی جس نے پورے بھارت کو آہستہ آہستہ لپیٹ لیا جیسے (مثال کے طور پر) کسی کونے میں، پہاڑی کے دامن میں دکن کی کوئی ندی۔"

ماؤلوں کا وطن: شیواجی کے عظیم مقصد کے حصول میں مراٹھا ملک کے قدرتی اور جغرافیائی حالات کا بڑا ہاتھ ہے۔ ماؤلوں نے ناقابلِ رسائی پہاڑیوں اور وادیوں کو اپنا وطن بنایا تھا۔ مغربی مہاراشٹر کا ماول علاقہ دکن کے کسی بھی مسلم حکمراں کے زیرِ طاقت نہیں آسکا

ارج

یہ قدرت کا عطیہ تھا۔ یہیں سب سے پہلے شیواجی نے ہموطنوں کو اپنی پُر رُعب شخصیت سے متاثر کیا اور ان کا اعتماد حاصل کیا۔ ماول کے ایک انصاف پسند حکمراں کی حیثیت سے وہ سارے مہاراشٹر میں مشہور ہوئے۔ اسی تاریخی مقام نے شیواجی کو ایک مضبوط مرکز کے ساتھ ساتھ باجی پاسلکر، یساجی کنک، تاناجی ملوسرے جیسی ہستیاں بھی دیں جو سوراجیہ کی جدوجہد میں مضبوط ستون ثابت ہوئے۔ درحقیقت ماول شیواجی کی طاقت کا گہوارہ تھا اور ماول طبقہ ان کی فوج کی اصل طاقت تھی۔''

داداجی کونڈ دیو کی سرپرستی: اپنے لڑکپن کے زمانہ میں شیواجی کی خوش نصیبی تھی انھیں گرو کی حیثیت سے داداجی کونڈ دیو کی سرپرستی حاصل ہوئی جو شیواجی کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کے پتا کی جاگیر کا انتظام بھی سنبھالتے تھے۔ آپ نے اپنے نوجوان شاگرد کے مفاد کا پورا پورا خیال رکھا۔ آپ نے ماول علاقہ میں جنگجو دیشمکھوں کے حریفانہ رویّہ کا سدّباب کیا اور بہترین نظام اور معاشی اصلاحات کے ذریعہ اس علاقہ میں امن قائم کیا۔ اس طرح آپ نے شیواجی کے اپنے حصولِ مقصد کے لئے ایک اچھی ابتدا کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی اپنی ذہانت کی بدولت وہ سوراجیہ کا نظام سنبھالنے کے قابل تھے، لیکن داداجی سے بھی انھوں نے نظامِ حکومت کا طریقہ سیکھا۔ داداجی خود چونکہ پرانے زمانہ کے تعلیم یافتہ تھے، وہ اپنے شاگرد کے انقلابی مزاج کو سمجھ نہ سکے اور نہ ہی انھیں شیواجی کے تصورِ سوراجیہ کی حقیقت معلوم تھی۔ لیکن جب انھوں نے شیواجی کو ایک نظام قائم کرنے میں سنجیدہ اور قابل پایا، تو انھوں نے تہہ دل سے آشیرواد دیا۔

تاریخی جدوجہد کا آغاز: آزادی کی جانب شیواجی کا سفر ۱۶۴۶ء میں تورنا پر قبضہ سے شروع ہوا۔ اور ۱۶۷۴ء میں رائے گڑھ میں تاجپوشی کے ساتھ یہ سفر کامیابی سے ختم ہوا۔ ان دنوں میں ان کا کردار ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی زندگی کے بقیہ چھ سالوں میں وہ سوراجیہ مضبوط کرنے میں لگے رہے اور جنوب تک زیادہ سے زیادہ علاقوں کو فتح کر کے اسے وسعت دینے میں مصروف رہے۔

شیواجی کی جدوجہدِ زندگی میں کئی واقعات ناقابلِ فراموش ہیں۔ لیکن سوراجیہ کے تعلق سے چند ایک کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ شیواجی کی جدوجہد کا آغاز پرانے قلعوں کو فتح کر کے نئے قلعوں کی تعمیر سے ہوا۔ اس کے علاوہ اپنے پتا کی جاگیر پر اپنی حکمرانی تسلیم کروائی۔ ۱۶۵۶ء میں موروں سے جاولی کا علاقہ چھین لیا۔ تین سال بعد صرف اپنی ذاتی ہمت کے بل پر بیجاپور کے سردار افضل خاں پر فتح پائی اور عادل شاہی حکومت کے دورِ اقتدار کا صفایا کیا (۱۰ نومبر ۱۶۵۹)۔ دوسرے سال ہی پنہالا پر اپنے دشمنوں کو چکمہ دینے میں کامیابی حاصل (۱۳ جولائی ۱۶۶۰ء) اس کے بعد بیجاپور سے انھیں کوئی ڈر نہ رہا۔ طاقتور مغلوں سے جنگ سے پہلے سنگین دور کا خاتمہ دکن کے مغل حکمراں شائستہ خاں کی شکست سے ہوا (۱۶۶۳ء)۔ ان تمام کامیابیوں اور دیگر کئی موقعوں پر شیواجی کی جوانمردی سے ان کے حریفوں کے دلوں میں خوف سما گیا اور اسی زمانہ میں وہ پیدائشی رہنما، ناقابلِ شکست سپاہی اور ایک عظیم مدبّر کی حیثیت سے سامنے آئے۔ اس کے بعد دوراندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے شیواجی نے پورندر معاہدہ کے ذریعہ جے سنگھ سے صلح کی

(۱۶۶۶ء) اور ان کے مشورے پر آگرہ میں مغل دربار میں پیش ہوئے (۱۶۶۵ء) اور اس موقعہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مغل دربار کے حالات کا بغور مطالعہ کیا۔ قید سے ڈرامائی انداز میں ان کا بچ نکلنا کسی چمتکار سے کم نہیں۔

اپنے وطن میں ابتدائی تین سال تک اپنی حکومت کا اندرونی نظام سنبھالتے رہے۔ اس کے بعد علاقوں کو فتح کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۶۷۴ء میں رائے گڈھ میں چھترپتی کی حیثیت سے خود اپنی تاجپوشی کا اعلان کیا۔ مہاراشٹر کے خود مختار حکمراں بننے کے بعد شیواجی مہاراج کرناٹک کی جانب متوجہ ہوئے۔ جنوب میں فتحیابی کا سلسلہ، جنھیں وہ سوراجیہ کا ہی ایک حصہ مانتے تھے، وہ ان کی زندگی کا آخری کارنامہ تھا۔

تنہا جدوجہد: اپنے پتا کی جنیرسے شوپا تک پھیلی ہوئی چھوٹی جاگیر سے شیواجی نے اپنے راج کو آہستہ آہستہ مغرب میں بحرۂ عرب تک، مشرق میں بھیم ندی تک، شمال میں گوداوری اور جنوب میں کاویری تک پھیلا دیا۔ یہ سب کچھ انھوں نے اپنے سب سے طاقتور حریف مغل حکمراں اس کے بعد بیجاپور، گولکنڈہ، گوا میں پرتگالیوں، جنجیرہ میں سدّیوں اور کئی چھوٹے حکمرانوں کے ساتھ مہم جوئی میں حاصل کیا۔ اس تمام جدوجہد کے دوران شیواجی نے تاریخ ہند میں تنہا مہم جوئی کی مثال قائم کی۔

بے شک شیواجی مہاراج کی سلطنت طبعی طور سے اتنی بڑی نہیں تھی لیکن یہ سلطنت مستحکم ہوئی سوراجیہ کے عظیم نصب العین پر اور ان قابل قدر اصولوں کی بدولت جن پر سلطنت کے بانی نے گامزن رہتے ہوئے حکومت کی۔

نظامِ حکومت کے اہم اصول: شیواجی کے سوراجیہ نظام کے چند اہم اصول یہ تھے:۔
(۱)۔ عوام کی بہتری اور ریاست کی فلاح و بہبود فروغ دینا۔
(۲)۔ سوراجیہ کے دفاع کے لیۓ ایک کارآمد فوج کا قیام۔
(۳)۔ زراعت اور صنعت کو فروغ دیتے ہوئے عوام کی معاشی حالت سدھارنا۔

جادھو ناتھ سرکار نے بالکل صحیح کہا ہے "شیواجی کی سلطنت کے پھیلاؤ کی اہم وجہ دلوں کا جیتنا ہے جو یہ کارنامہ ایک منصف اور قوی حکمراں ہی مظلوم کی دشواریوں کو سمجھ کر انجام دے سکتا ہے۔ شیواجی کا محمد دلا نہ برتاؤ" ان کی انصاف پسندی اور اپنی رعایا کی بھلائی کا خیال انھیں مہاراشٹر کے قریب تر لے آیا۔ عوام نے انھیں فوراً اپنا نجات دہندہ اور محافظ تسلیم کر لیا۔ سچ تو یہ ہے کہ عوامی مقبولیت اور ان کی پشت پناہی کی بدولت ہی شیواجی کو سوراجیہ کے قیام کا حوصلہ ملا۔

سرو دھرم سمبھاؤ: شیواجی ایک پکے عقیدہ کے ہندو اور بھوانی ماں کے پجاری تھے۔ لیکن ان کی دھارمک زندگی ان کا شخصی معاملہ تھا۔ ریاستی امور اور عوام کی بھلائی کے معاملہ میں انھوں نے ذات و دھرم کی کوئی تمیز نہیں کی۔ انھوں نے کئی مسلمانوں کو دیوانی اور فوجی شعبوں میں اعلیٰ عہدوں پر مقرر کیا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کی ان کے دل میں کتنی قدر تھی اس کا ثبوت ان کے سب سے بڑے مخالف اورنگ زیب کے سب سے بڑے حامی خافی خاں کے تعریفی الفاظ سے ملتا ہے۔

پیدائشی فوجی رہنما: شیواجی کی فوجی آزمودہ کاری کے بغیر شاید سوراجیہ کا قیام ناممکن تھا۔ وہ پیدائشی فوجی رہنما تھے۔ فوجی مصلحتوں سے پوری طرح واقف تھے۔ سوراجیہ کی حفاظت کے لیۓ انھوں نے ارادتاً سہیادری کی پہاڑی گھاٹیوں کا انتخاب کیا۔ اپنے فوجی شعور کو کام میں لاتے ہوئے انھوں نے وادیٔ کاویری میں بھی بہترین دفاعی نظام قائم کیا تھا جسے وہ ہنگامی حالات میں استعمال کر سکتے تھے۔ انھیں یہ معلوم تھا کہ ایک مضبوط بحری بیڑہ کے بغیر دکن پر غلبہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس لیۓ انھوں نے مراٹھا بحری دستہ قائم کیا۔ انھوں نے اپنی فوج میں بہترین نظم و ضبط قائم رکھا۔ شیواجی نے جنگ میں گوریلا طریقہ آزمایا جو کہ مراٹھوں کے لیۓ نہایت مناسب تھا۔ ان میں یہ قدرتی صلاحیت تھی کہ وہ لوگوں کے کردار کو ایک نظر میں ہی سمجھ جاتے اور صحیح کام کے لیۓ صحیح آدمی کا انتخاب کرتے۔ ان سب سے بالاتر انھوں نے اپنے ماتحت کام کرنے والوں کے مفاد کا ذاتی طور سے خیال رکھا۔

قومی معیشت پر نظر: شیواجی کے سوراج میں معاشی بہتری اور عوامی خوشحالی کا تصور نہایت واضح تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ایک حکمراں کا سب سے پہلا فرض عوام کی خوشحالی کا خیال رکھنا ہے۔ پونا یونیورسٹی کے ڈاکٹر، اے۔ آر۔ کلکرنی نے ایس۔ این۔ ڈی۔ ٹی یونیورسٹی، بمبئی میں منعقدہ ایک سیمینار میں اپنے مقالہ بعنوان "شیواجی کی معاشی پالیسی" میں بالکل ٹھیک کہا ہے "مراٹھا قوم کے بانی، شیواجی نے زندگی بھر اپنی ریاست کو معاشی طور پر مستحکم کرنے کی جد و جہد کی۔" شیواجی نے جس طرح کسانوں کی بہبودی کی کوشش کی اور زراعت کو جو کہ مہاراشٹر کا سب سے اہم معاشی ذریعہ ہے، بڑھاوا دیا، اپنی حکومت میں جس طرح انھوں نے صنعت و حرفت کو فروغ دیا اور ریاست کی مالی بہتری سے متعلق فیصلے

کیے، اُن سے قومی معیشت کے تعلق سے شیواجی کی اعلیٰ صلاحیت کا ثبوت ملتا ہے۔

ایک نئے دور کا آغاز: شیواجی نے سوراج کی بنیاد ہی نہیں ڈالی بلکہ اسے مستحکم کرنے کی بھی پوری کوشش کی۔ رام چندر پنت امتیہ نے شیواجی کے کارہائے نمایاں کو ایک ہی جملہ میں بہترین انداز میں اس طرح پیش کیا ہے " " केवळ नूतन सृष्टीच निर्माण केली " " (انھوں نے بالکل ہی ایک نئے دور کا آغاز کیا)۔

سوراجیہ وہ سنہری باب ہے جسے چھترپتی شیواجی مہاراج نے تاریخ ہند میں شامل کیا ہے۔ شیواجی نے اپنی زندگی کا سب سے اہم کارنامہ یہ انجام دیا کہ انھوں نے اپنے ہموطنوں کے دلوں میں خود۔ اعتمادی اور آزادی کا جذبہ اُجاگر کیا۔ حب الوطنی کا جو سبق انھوں نے ہمیں دیا ہے وہ یقیناً ناقابلِ فراموش ہے۔ امن و اماں اور بہترین نظامِ حکومت اُن کے گرانقدر عطیات ہیں۔ اگر ہم ان کے کارناموں پر غور کریں، خصوصاً اس زمانے کے سماجی معاشی حالات کے پس منظر میں ان کا جائزہ لیں، تو مہاراشٹر کا یہ حکمراں دنیا کے کسی بھی قومی رہنما سے کم نظر نہیں آئے گا۔

تاریخ ہند میں سوراجیہ کا بعد کے واقعات پر گہرا اثر پڑا ہے۔ بدیسی حکمرانوں کے خلاف جس کامیابی سے شیواجی نے قومی بغاوت کی رہنمائی کی، اس کا اثر بعد کی نسلوں میں بھی موجود رہا۔ مراٹھا جنگ آزادی (۱۶۸۹ء تا ۱۷۰۷ء) سے لیکر ہندوستان کی جدوجہد آزادی تک، ہر قومی تحریک نے شیواجی کی زندگی اور ان کے کارہائے نمایاں سے اثر لیا۔ پوری کوششوں اور وسیع ذرائع کے باوجود مراٹھوں کے سامنے اورنگ زیب نے شکست کھائی کیونکہ "وہ ان کے اعلیٰ اخلاقی معیار، حصول آزادی کے لیے ان کے جذبۂ بیداری"، اور اپنے رہنما پر ان کے مکمل اعتماد جیسی خصوصیات کی پوری طرح قدر نہ کرسکا۔ اورنگ زیب کے خلاف مراٹھوں کی کامیاب جنگ آزادی کی خاص وجہ عوام کے دلوں میں قومی جذبہ کی بیداری تھی جسے شیواجی نے پروان چڑھایا تھا۔

انگریز حکومت کے خلاف ۱۸۵۷ کی بغاوت میں بھی کئی مجاہدِ آزادی اور رہنماؤں نے چھترپتی شیواجی مہاراج سے تحریک حاصل کی۔ نیا یا مورتی راناڈے جیسے ۱۹ ویں صدی سے ــ ۔۔۔ سیواجی کے دورِ مہاراشٹر سے رہنمائی حاصل کرتے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

"سوراجیہ میرا پیدائشی حق ہے اور میں اسے حاصل کر کے رہوں گا" یہ اعلان لوکمانیہ تلک نے کیا تھا جنھوں نے ہندوستان میں شیواجی اتسو کا آغاز کیا تھا تاکہ انگریز حکومت کے خلاف ہندوستانی قوم بیدار ہو جائے۔ شاید یہ اسی مراٹھا قوم کے عظیم بانی کی صدائے بازگشت تھی جو بہت سال پہلے تقریباً ۱۶۴۵ میں گونجی تھی۔

शिवरायाचें आठवावे रूप । शिवरायाचा आठवावा प्रताप ।
शिवरायाचा आठवावा साक्षेप। भूमंडळी ।।

شیواجی ــــ آخری عظیم قلعہ ساز

• پروفیسر رمیش ڈیسائی

اب سے کوئی تین سو سال قبل، ۳ اپریل ۱۶۸۰ء کو رائے گڑھ قلعہ میں اُن تقریباً مافوق البشر، شجاعت و بہادری سے معمور، رزمیہ کارناموں کا اختتام ظہور میں آیا، جب ہندوی سوراج کے عظیم معمار چھترپتی شیواجی مہاراج اس جہانِ فانی سے رُخصت ہوئے۔ آزاد ہندوستان کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ٹھیک ہی ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ ہماری تاریخ کے ایک عہد آفریں فرد تھے"۔

ایک جہاں گرد کی حیثیت سے، میں اپنے مشاہدات کو شیواجی کی ممتاز سرشت و مرتبہ کے متعدد بلند پایہ پہلوؤں میں سے صرف ایک پہلو تک محدود رکھوں گا۔ تاریخِ عالم کی فوجی تعمیر میں، یعنی عہدِ قدیم اور عہدِ وسطیٰ کی قلعہ بندی کے باب میں، شیواجی کا مقام، آخری عظیم الفرادی قلعہ ساز ہونے کے لحاظ سے یقیناً بے نظیر اور نہایت عالی مرتبت ہے مشہور تھا کہ انھوں نے ۱۸۰ نئے قلعہ بنوائے، جن میں سے ۱۳ ساحلی قلعے، اور ۴۹ مرمت کردہ، تجدید کردہ اور بحال کردہ قلعے شامل ہیں۔ اور یہ کہ کم از کم ۲۸۰ قلعے اُن کے زیرِ تسلّط تھے۔

جغرافیائی وضع قطع

وہ جغرافیائی وضع قطع جسے مہاراشٹر میں نمایاں حیثیت حاصل ہے، سہیادری ہے۔ مہاراشٹر میں سیر و سیاحت کے معنی یقینی طور پر سہیادری کے نشیب و فراز کی سیر اور چڑھائی کے ہیں۔ جہاں ایک طرف کوئی کوہ پیما کوہ ہمالیہ کی زبردست، ہمت شکن، حیرت انگیز طور پر ناقابلِ عبور، بلندیوں سے دہشت زدہ ہوا کرتا ہے جو خاص طور پر دیو مالائی کیفیات رکھتی ہیں، وہیں دوسری طرف سہیادری کی دلکش پرفضا، جاذبِ نظر اور طبیعت کو موہ لینے والی ہوائیں سیّاح کو اپنا گرویدہ بناتی ہیں۔ سہیادری کی پیچ در پیچ راہیں زمانہ وسطیٰ اور زمانۂ جدید کی قلعہ بندیوں سے متعلق تاریخ کے وہ نشانات و مناظر پیش کرتی ہیں جنھیں زمانۂ قدیم میں غاروں کے اندر بنائے گئے مندروں کا روپ دیا گیا تھا۔ سترھویں صدی میں غار پوش منادر کے یہ سلسلے، جن کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کا سہرا شیواجی کے سر تھا، بیرونی فوجی اور ثقافتی حملوں کے خلاف مؤثر روک کا کام دیتے تھے اگر ایسا نہ کیا گیا ہوتا تو ہندوستان کی تاریخ اور مہاراشٹر کے ثقافتی ترکے کے خط و خال بہت الگ ہوتے۔ قدرتی طور پر کسی بھی روشن خیال سیّاح کی نظر میں وہ چاہے جس مذہب و عقیدہ کا پابند ہو، لیکن جس کے رگ و پے میں سہیادری کے تخم و اثرات گردش کر رہے ہوں۔ پہاڑی قلعوں اور پہاڑی لوگوں کے لئے گرویدگی سے قطع نظر سب سے زیادہ نمایاں چیز شیواجی کے لئے اس کی حقیقی اور اتھاہ عزت و احترام ہے۔

تاریخ دانوں کے بموجب کسی علاقے کا جغرافیہ وہاں کی تاریخ کی مستقل بنیاد ہوا کرتا ہے۔ دکن اور اہلِ دکن کا تاریخی ارتقا اور ان کی جفاکشی اس سچائی کے بخوبی شاہد ہیں۔ اگر ہندوستان کے اُس حصے کو، جو دریائے تاپتی کے جنوب میں واقع ہے، بیرونی طاقتیں ان معنوں میں مغلوب نہیں کر سکی تھیں جن معنوں میں کہ شمال مغلوب کیا جا سکتا تھا تو یقیناً اس کی وجہ اس کا جغرافیائی وقوع ہے جس پر سہیادری کا تسلط و تصرف ہے۔ اس جغرافیائی اہمیت اور سلسلۂ کوہ کی بنا پر وہاں کے بسنے والے مضبوط، متحمل مزاج، بہادر اور خود دار ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیکریاں اور چٹانیں جنھیں جنگلات گھیرے ہوئے ہیں، وہاں کے باشندوں کے لئے قدرتی قلعہ بندیوں کا کام دیتے ہیں اور جنگلات محفوظ پناہ گاہوں کا جہاں وہ حملہ آوروں اور دشمنوں کے دباؤ کی صورت میں پناہ گزیں ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑی اہمیت یہ ہے کہ ان مقامات کا وقوع ملک کے زرخیز حصوں کے درمیان ہے۔

صحیح باطنی تناسب

حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس خطّے کے جغرافیائی محل وقوع اور خط و خال سے استفادہ کرنے والوں میں شیواجی کی شخصیت ارفع و اعلیٰ ہے۔ انھوں نے سہیادری کے گرد و پیش کا گہری نظر سے مطالعہ کیا اور اس کے مغرب میں دریا کو بھی انھوں نے قدرتی فصیل گردانا اسی طرح اس کی سنگلاخ، تاریک چوٹیاں بھی ان کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتی تھیں۔ ان کے خیال میں قلعوں کے شکل کی سہیادری کی چٹانیں سوراج کی کنجیاں تھیں۔

مراٹھوں کی تاریخ کا انگریز مؤرخ گرانٹ ڈف لکھتا ہے: ”فوجی نقطۂ نظر سے قدرتی دفاع کے معاملے میں غالباً ساری دنیا میں دکن سے بڑھ کر مضبوط کوئی دوسرا ملک نہیں ہے“ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ دلکش میدانی علاقے، سطح مرتفع، بلند و بالا ٹیکریاں جو نوبہ

ہموار تو ہیں لیکن ان تک پہنچنا عمودی چڑھائی اور ناہموار چٹانوں کے سبب نہایت دشوار علاوہ
دکن کی خصوصیات میں سے ہیں۔ اِن خصوصیات سے شیواجی نے فوجی نقطۂ نظر سے مناسب تعمیرات
کے ذریعے بہترین فائدہ اٹھایا اور ہموار چوٹیوں میں اور ان تک پہنچنے کے باب میں اس طرح
تصرف کیا کہ انھیں ناقابلِ عبور اور ناقابلِ تسخیر قلعوں میں تبدیل کر دیا۔ چنانچہ ان قلعوں کو
فتح کرنا تب ہی ممکن تھا جب قلعوں کے رکھوالے غداری کے مرتکب ہوتے۔

قلعے کے داخلے کا دفاع

سہیادری میں اس قسم کے متعدد قلعے تھے جو عہدِ وسطیٰ کی یادگار تھے اور جن کی تعمیر
زیادہ تر بارھویں صدی عیسوی میں شِلہاروں یا چودھویں صدی عیسوی میں بہمنیوں نے کی تھی
سترھویں صدی عیسوی کے آغاز میں، یعنی شیواجی کے بچپن میں، اُن میں سے متعدد قلعے
ترک کئے جا چکے تھے اور کئی شکستہ بھی ہو گئے تھے۔ وہ چند قلعے جو محفوظ تھے اور زمانۂ وسطیٰ
کی دفاعی خوبیاں رکھتے تھے، انھیں اُن مراٹھا سرداروں نے اپنی چھاؤنی بنالی تھی جو بیرونی آقاؤں
کے تنخواہ دار تھے۔ شیواجی کے مخالفین کی مہلک غلطی یہ تھی کہ انھوں نے شہر کی فصیلوں کو دکن کی
کنجی سمجھا تھا حالانکہ در اصل قلعے جو پہاڑوں پر واقع تھے، دکن کی کنجیاں تھیں۔

چٹانی راستے

شیواجی نے ان پہاڑی گذرگاہوں کو، جنھیں ماول کہتے ہیں اور جس کے معنی ہیں سورج
کے غروب ہونے کی سرزمین، اس طرح اپنے لئے قابلِ مصرف بنایا کہ وہ اس کے لئے بہترین فائدے
کی چیز بن گئے۔ وہ پورا خطہ جو گھاٹ کے سلسلوں کے پہلو سے گذرتا ہے یعنی ایک عام اندازے
کے مطابق شمال میں جنیّر اور کلیان سے لے کر جنوب میں وائی اور مہاڈ تک پھیلا ہوا ہے آج بھی
کسی سیاح یا راہ رو کے لئے رکاوٹ کا باعث ہے۔ شیواجی کی جوانی میں یہ خطہ ان مراٹھا سرداروں
کے دائرۂ اختیار میں تھا جو مغل بادشاہوں یا عادل شاہی تحصیلداروں کے مقرر کردہ تنخواہ
دار تھے۔ شیواجی نے کامیابی کے ساتھ ان پر غلبہ حاصل کیا اور انھیں اکثر حکمتِ عملی سے اور
کبھی بزورِ شمشیر اپنا مددگار بنالیا۔ جب شیواجی کی عمر تقریباً پندرہ برس کی تھی تب ہی سے
انھوں نے ان پہاڑی قلعوں میں عوام کی نگاہوں سے دور اپنی سرگرمیاں شروع کر دی تھیں پہلے
انھوں نے قلعۂ تورنا پر قبضہ کیا۔ شیواجی کے لئے یہ قلعہ مرکز تھا اور آس پاس کے تمام دوسرے
قلعے اس کے دائرے میں تھے۔ اس طرح تورنا اور اس کے گرد کا پورا خطہ ہندوی سوراج کا
گہوارہ بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے اوّلین معرکہ نے انھیں ایک خزانے کا مالک بنادیا جسے
شیواجی نے قریب کی دوسری ٹیکری پر مستحکم قلعہ بنانے میں استعمال کیا۔ اس کا نام مورنب
دیو تھا جسے شیواجی نے فالِ نیک کے طور پر راج گڈھ کا نام دیا۔ یعنی شاہی قلعہ۔ شیواجی کی
اوّلین تعمیر راج گڈھ قدرتی پروہ قلعہ تھا جو ان کا پہلا انتخاب تھا جو ۱۶۷۲ء میں ان کی تاجپوشی
تک ان کی راجدھانی تھا۔ راجگڈھ نے شیواجی کی ابتدائی زندگی کے کئی اتار چڑھاؤ دیکھے
اور اسی طرح سوراج کی جد و جہد میں بہت سے عظیم واقعات بھی یہاں پیش آئے۔ آج اگر کوئی
اس خطے سے گذرے تو گویا اس نے زمانۂ ماضی میں غوطہ لگایا جسے سن کر یقین کرنے کے
بجائے تجربہ سے جانا جا سکتا ہے۔

ماؤاسے اور دھنکاری

شیواجی کو اپنی فوج غیر متمدن پہاڑیوں سے ترتیب دینی پڑی جو عملاً جنگ سے ناواقف تھے اپنی جوانی میں شیواجی نے اس جنگلاتی خطے میں بارہا قدم رکھا تھا اور خیال ظاہر کیا تھا کہ وہاں پر زندگی کوئی زیادہ خوشگوار نہیں ہے آمد و رفت کے ان موقعوں نے شیواجی میں شان و شوکت کے اظہار سے نفرت پیدا کر دی تھی چنانچہ وہ بالکل معمولی پہاڑی کسان اور کھیت مزدور کی طرح بود و باش رکھتے تھے۔ ایک روشن خیال لیڈر کی حیثیت سے ان کی کوشش یہ تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں کی پرانی عادتوں کو بدلنے سے پہلے ان کے خیالات کو وسیع بنائیں۔ بجائے اس کے کہ وہ عموماً استعمال کئے جانے والے ذات پات کے الفاظ کے ذریعے ان سے بات کرتے انھوں نے بالکل نئے الفاظ ایجاد کئے اور ان کو رواج دیا وہ الفاظ تھے "ماواسے" اور "دھنکاری" جو سب ہی ذات کے لوگوں کو حاوی تھے۔ شیواجی اپنے ہموطنوں میں خود اعتمادی کا جوہر پیدا کرنے میں کامیاب رہے اور ان کو ایک فوج میں ڈھال دیا اور ان کو منظم اور ایک سیاسی جماعت کی شکل دے دی۔ اب شیواجی کے ساتھیوں کے سامنے ایک مقصد تھا جس سے ان کے مخالفین عاری تھے۔ ان کی پہاڑیوں پر مشتمل پیدل فوج ماولی اگرچہ تعداد میں محدود تھی، بہت بہادر اور حوصلہ مند تھی۔ ان کی دھنکاری گھوڑسوار فوج بڑی دلیر اور ہر موقع پر موجود پائی جاتی تھی۔ مرکزی دکن کے پہاڑیوں سے بنائی گئی یہ قابلِ اعتبار فوجیں اپنے لیڈر کی آخر تک شیدائی رہیں۔ اس طرح مراٹھوں میں پیدا کردہ قوت مدافعت شیواجی کی موت کے بعد بھی بیدار رہی۔

کسی بھی معرکے کو سر کرنے کے لئے پہلا قدم صحیح حکمت عملی ہے۔ شیواجی نے مختلف قلعوں کو سر کرنے کے لئے مختلف حکمت عملی اختیار کی۔ ان کے پہاڑی فوجی جو پیدائش سے پہاڑوں پر چڑھنے میں مشاق تھے صرف رسیوں کی سیڑھیوں کے ذریعے کئی قلعوں پر قابض ہو گئے۔ کئی قلعوں پر محاصروں کے بعد قابض ہونے کے کارناموں میں گھور پڈ (سانڈھے) کا استعمال بتلایا گیا ہے۔ بہرحال اس قسم کے معرکوں کے ذریعے قلعوں کو فتح کرنے کی قوت، حوصلہ اور دانشمندی، سترھویں صدی میں، جبکہ اوپر چڑھنے کے جدید ذرائع ناپید تھے، سپاہیوں میں سر بسر شیواجی کی پیدا کردہ تھی۔

اگرچہ اکثر و بیشتر قلعوں پر آسانی سے غلبہ حاصل کر لیا گیا تھا لیکن بعض قلعوں پر شدید مزاحمتیں پیش آئیں۔ چنانچہ پربال گڈھ (ماتھیران کے قریب) پر راجپوت قلعدار کیسری سنگھ نے موت کی بازی لگا دی تھی۔ فتح کے بعد شیواجی نے بہادر کیسری سنگھ کے آخری رسوم پورے اعزاز کے ساتھ ادا کئے اور اس کی ماں اور بچوں کو نہایت عزت و احترام سے ان کے مقام تک پہنچایا۔

عجیب و غریب پیوستگی

شیواجی نے پہاڑی قلعوں اور پہاڑی باشندوں میں عجیب و غریب یکجہتی اور پیوستگی پیدا کر دی تھی جس نے مخالفوں کے تلواروں کی دھار کند کر ڈالی چونکہ وسائل کی کمی تھی اس لئے شیواجی مخالفین پر شدت کے ساتھ ضرب نہیں لگا سکتے تھے۔ لہٰذا وہ اچانک حملوں کو ترجیح دیتے تھے شائستہ خاں پر، جو شیواجی کے پونے کی اقامتگاہ پر قابض تھا، حملہ کا سلسلہ راج گڈھ سے

شروع کیا گیا تھا اور سینہ گڈھ پر ختم ہوا۔ اس قسم کے حملوں میں عموماً پہاڑی ہراول دستے کا کام دیتے تھے۔

شیواجی کے دور افتادہ معرکوں کے لئے قلعے بنیادی چھاؤنیوں کی طرح استعمال کئے جاتے تھے بگلان اور سورت کے معرکوں کے لئے سپہ سالاری کی اس چوٹی کو انتخاب کیا گیا تھا جو ڈانگ کی سرحد پر واقع ہے۔

قلعے ہی وہ سنتری تھے جو شیواجی کے دور تک پھیلی ہوئی ہندوی سوراج کی سرحدات کی حفاظت کرتے تھے۔ حملہ آوروں کے حملوں کے وقت یہی قلعے سپاہیوں کے لئے پناہ گاہ کا کام دیتے تھے۔ ۱۶۷۳ء میں ایک انگریز ڈاکٹر فرائر نے شیونیری کا دورہ کیا تو اس بات کا اظہار کیا کہ اس نے قلعے میں... ۱ خاندانوں کے لئے ۷ برس تک کی خوراک کا انتظام پایا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سترھویں صدی میں دکن کے قلعوں کے دفاعی انتظامات کتنے اعلیٰ اور بلند پایہ تھے۔

قلعوں کا اشتیاق

شیواجی کا قلعوں کے لئے بے انتہا شوق اس "آدنیا پتر" میں کسی قدر مذکور ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسے ان کے وزیر محصولات رامچندرا پنت امتیا نے شائع کیا تھا۔ ملکی انتظامات میں بھی قلعوں کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ قلعوں کی مدافعت کرنے والوں کو جاگیریں دی جاتی تھیں اور سب ہی ذات کے لوگوں کو رہائش کے لئے گھر دیئے جاتے تھے۔ ان لوگوں کو ایک عام نام "گڈکری" سے یاد کیا جاتا تھا۔ قلعہ کی محافظ فوج کا پورا دستہ جو ماؤلیوں پر مشتمل ہوا کرتا تھا ایک مراٹھا قلعدار کے زیر نگیں ہوتا تھا جس کی اعانت کے لئے ایک ہر کارکھا ٹیس یا فوجی

انجینیر اور ایک کوارٹر ماسٹر انتظامات خوراک کے لئے ہوتا تھا۔ اسی طرح ایک برہمن صوبیدار یا سب نیس یا اس حلقہ کا دیوانی افسر بھی وہاں مستقلاً رہتا تھا۔ آس پاس کے پہاڑی درّے اور داخلے کے اہم فوجی مورچے نہادیو کولیوں، راموشیوں یا دوسرے قبائلی ذات کے لوگوں کو سونپے جاتے تھے جو ڈیوٹی کے اہم مقام سے پہرے "مشکری" کے فرائض انجام دیتے تھے اور خبر رسانی اور دشمن کی آمد کی تنبیہی اطلاعات دینے کے ساتھ دشمن کے ٹوہ نکالنے والوں اور ایکے دُکّے معلومات فراہم کرنے والوں کو غلط خبر کے ذریعے بھٹکاتے اور ٹالتے تھے۔ اس طرح بھانت بھانت ذات و پات والوں کے ذریعے قلعہ کے محافظت کا انتظام کر کے شیواجی کی دور اندیش نگاہیں غداری کے امکانات کو ختم کرنا چاہتی تھیں۔ بایں ہمہ وہ لوگ جو موجودہ دَور میں ذات پات کی خرابیوں سے واقف ہیں شیواجی کی دانشمندیوں کی قدر کریں گے اور سماج کے اس ناسور کے علاج میں ان کے طور طریقوں کی سراہنا کریں گے اور اپنائیں گے۔

قلعوں کی اہمیت کا احساس

لوگوں میں قلعوں کی اہمیت کا احساس پیدا کرنے کے لئے شیواجی نے انھیں دلکش نام دئے تھے مثلاً پرتاپ گڈھ (بجائے بھورپیا)۔ سینہہ گڈھ (بجائے کوندنا)۔ راج گڈھ (بجائے مودومباڈونگر)۔ وِشرام گڈھ (بجائے پٹھا)۔ وِشال گڈھ (بجائے کھیلنا) سندھودُرگا وغیرہ۔ زمانۂ امن میں، ان قلعوں کے آس پاس رہنے والے لوگ، اہل قلعہ کو مختلف ضروریات زندگی یعنی اناج، ایندھن، گھاس چارہ وغیرہ فراہم کرتے اور اس طرح اپنی روزی کماتے تھے بیرونی حملوں کے وقت لوگ ان قلعوں میں پناہ لیتے تھے۔

۲۰ ویں صدی کے وہ سیاح جو بعض اوقات بادل ناخواستہ ان قلعوں کے کھنڈروں میں رات بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں یہ جان کر ہمت و حوصلہ حاصل کریں گے کہ اس معاملے میں ۱۷ ویں صدی میں شیواجی نے اوّلیت فرمائی تھی چنانچہ پیدائش اور رہائش دونوں حیثیت سے شیواجی ایک قلعہ باسی تھے۔ اپنی ۵۰ برس کی مختصر زندگی کے ۱۸،۳۰۶ دنوں میں سے نصف سے زیادہ مدت انھوں نے کسی نہ کسی قلعہ میں گذاری۔ سب سے زیادہ مدت (یعنی ۸۴۲۷ دن) انھوں نے راج گڈھ میں گذارے جو ان کی تاجپوشی کے پہلے سے ان کی راجدھانی تھی۔

راج گڈھ کے بعد ۲۰۵۸ دن شیونیری میں ان کا قیام رہا جو شیواجی کا مقام پیدائش تھا۔ بلحاظ قیام یہ دوسرے نمبر پہ ہے، شیواجی کے بچپن کا ایک مختصر سا حصہ یہاں بسر ہوا۔ قلعۂ شیونیری کے کھنڈرات کی ایک دیوار اب تک باقی ہے جہاں پہلے مکان تھا۔ سنگ مرمر کی ایک تختی اس جگہ نصب ہے جو ہندوی سوراج کے اس عظیم بانی کے مقام پیدائش کی یادگار ہے۔

راج گڈھ، شیواجی کی راجدھانی جہاں ان کا قیام ۸۸۹ ادن تک رہا، تیسری نمبر پہ ہے۔ اگرچہ سوراج کی مستحکم بنا راج گڈھ میں پڑ چکی تھی لیکن اس کی سطح چوٹی شاہی صدر مقام کے لئے تنگ ثابت ہوئی اس لئے رائے گڈھ کا انتخاب بطور راجدھانی کیا گیا۔ یہ مقام مدافعانہ اور جارحانہ یا حملہ آورانہ حیثیت سے زیادہ محفوظ و مضبوط تھا۔

رائے گڑھ

زمانۂ قدیم میں رائے گڑھ کا ذکر رائیری پہاڑی کے نام سے ۱۲ ویں صدی کے بیجے نگر سلطنت کے ریکارڈوں میں پایا جاتا ہے۔ جب شیواجی نے رائیری کو بیجاپور کے سردار سے فتح کے بعد حاصل کیا تو وہ قلعہ بندیوں سے عاری تھا لیکن دس سال کے عرصے میں ہی رائے گڑھ کی قلعہ بندیاں اتنی مستحکم و ناقابل شکست شمار کی جانے لگیں کہ برطانوی اُمراء جو شیواجی کی تاجپوشی کے وقت وہاں تشریف لائے تھے اُسے "مشرق کا جبل الطارق" کہنے لگے۔ اس عظیم قلعہ کی باقیات آج بھی دیکھی جا سکتی ہیں اسی قلعہ میں شیواجی کی دائمی آرام گاہ ہے جو اب ہزاروں لوگوں کی زیارت گاہ ہے۔

پنھالا اور پورندھر

صرف پنھالا اور پورندھر ہی وہ دو قلعے ہیں جہاں شیواجی نے بالترتیب (۵۷۷ دن) اور (۳۶۹ دن) گزارے تھے۔ یہ دونوں عالیشان قدیم دیو قامت قلعے شیواجی سے پہلے کے ہیں۔ البتہ مہابلیشور کے قریب واقع پرتاپ گڑھ کا قلعہ ان نادر قلعوں میں سے ہے جو اصلاً اور تمام و کمال شیواجی کا تعمیر کردہ ہے۔ کسی قدیم تعمیر کی ترمیم و توسیع نہیں ہے۔ جس جگہ پرتاپ گڑھ کا قلعہ تعمیر کیا گیا ہے پہلے اس جگہ کا نام بھورپیا تھا۔ یہ ایک بلند پہاڑی ہے جو دریائے کرشنا اور کوئنا کی کھاڑی کے سرے پر واقع ہے یہ پہاڑی گھنے جنگلات سے گھری ہوئی ہے۔ اس کی اوپری چوٹی ہموار ہے۔ قلعہ کی تعمیر کا کام مورو پنت پینگلے کو سونپا گیا تھا جو بعد میں شیواجی کے کے پیشوا یا وزیر اعظم بنائے گئے تھے۔ انھوں نے اس کی تعمیر نہایت اعلیٰ پیمانے پر کی۔ اس کی قابل ذکر بات یہ ہے کہ قلعہ بندی دوہری قطار کے ساتھ کی گئی ہے اور کناروں پر مضبوط فصیلیں بنائی گئی ہیں جو دکن کے پہاڑی قلعوں میں کم پائی جاتی ہیں۔ پرتاپ گڑھ میں اگرچہ وہ فیصلہ کن جنگ ہوئی تھی جس نے حالات کا رخ بدل دیا تھا کیونکہ یہیں پر افضل خان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تھا اور ان کا مزار بھی یہیں ہے جسے خود شیواجی نے تعمیر کروایا تھا۔ لیکن منجملہ دیگر باتوں کے سب سے اہم نکتہ جو قابل غور ہے یہ ہے کہ اس وقت بھی شیواجی کی فوج میں مسلمان بحیثیت فوجیوں کے تھے، ہندو مسلم کی تفریق اس وقت نہیں تھی اور ان جنگوں کو ملکی جنگ سمجھا جاتا تھا۔

جنجیرہ کا جزیرہ حبشی سردار سِدّی کے قبضے میں تھا۔ شیواجی اس قلعے والے، مضبوط جزیرے پر قبضہ کرنا چاہتے تھے لیکن اس میں انھیں کامیابی نہیں ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے اپنی کشتیوں کی حفاظت کے لئے ویسا ہی مضبوط دریائی قلعہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس کام کے لئے انھوں نے ایک پست چٹانی جزیرہ کرنے کا انتخاب کیا۔ یہ مقام پتھریلے اور ریت سے آئے ہوئے ساحل مالون سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ تین سال کی لگاتار کوشش و کاوش کے بعد، اور ہزاروں ماہرین کرڑیوں اور معماروں کی جدوجہد سے سندھو گڑھ کا یہ عظیم الشان، حیرت انگیز قلعہ بن کر تیار ہوا۔ یہ قلعہ ۴۸ ایکڑ زمین پر پھیلا ہوا ہے اور اس کی فصیل کی دیوار دو میل لمبی، ۲۹ تا ۳۰ فٹ اونچی اور اوسطاً ۱۲ فٹ موٹی ہے۔ اس میں حفاظت کے نقطۂ نظر سے ۵۲ عدد نصف دائرہ والے برجیاں بنائی گئی ہیں اور توپوں کے لئے ڈھلوان کے ساتھ، اندر سے محفوظ، دریچے ہیں سندھو گڑھ کی دفاعی خوبیوں کو مزید مستحکم بنانے کے لئے، آس پاس میں پدما گڑھ کے چھوٹے جزیروں

کو راجکوٹ اور سرجے کوٹ کی قلعہ بندی کر کے مضبوطی عطا کی گئی۔

بھو۔ پال گڈھ

ان تمام عظیم الشان کامیابیوں کے پہلو بہ پہلو " پھول کے ساتھ کانٹے " کے مصداق شیواجی کو عمر کے آخری حصے میں اپنے بیٹے سمبھاجی کی باغیانہ طبیعت سے کافی پریشانی پیش آئی۔ چنانچہ شیواجی نے اسے قلعہ پنہالا میں قید کر دیا۔ لیکن وہ وہاں سے فرار ہوگیا اور مغل فوجی سردار دلیر خان کی پناہ جا پہنچا اور بھو۔ پال گڈھ پر حملہ کرنے میں مغل فوج کی قیادت کی۔ فرنگوجی نرسالا، شیواجی کے تجربہ کار اور بہادر قلعدار و سالار فوج، نے سمبھاجی کو نقصان سے بچانے کے خیال سے، توپوں کے دہانے نہیں کھولے۔ اس طرح شیواجی کی وفات سے صرف سال بھر پہلے، ۲ اپریل ۱۶۷۹ء کو بھو۔ پال گڈھ کا قلعہ پر مغلوں کا تسلط ہوگیا۔ شیواجی نے فرنگوجی کی گومگو والی کیفیت کو سمجھ چکا تھا لیکن فرض سے کوتاہی کی بناپر، مشہور ہے کہ، اسے قتل کروادیا۔ بھو۔ پال گڈھ کا قلعہ کراڈ۔ بیجاپور شاہراہ پر واقع ہے اور اب بالکل شکستہ حالت میں ماضی کی داستان زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

انمول ترکہ

کئی سو قلعے، جو شیواجی کے زمانے میں تاریخ ساز واقعات کے حامل تھے، اب اجڑے پڑے ہیں اور کھنڈر بنتے جا رہے ہیں۔ ان کی شکست و ریخت ۱۸۱۸ء کی آخری مراٹھا جنگ میں گویا تکمیل کو پہنچا دی گئی اور جو قلعے باقی رہ گئے تھے وہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسمار کر دیئے گئے۔ وہ عالیشان اور بارعب پوزیشن جو ان قلعوں کی ۱۸ویں صدی تک تھی دور مار کرنے والی بندوقوں اور توپوں نے برباد کر دی۔ اس حال میں بھی یہ قلعے ہمارے ماضی کی شاندار روایات اور ترکے ہیں جسے شیواجی نے ہمارے لئے چھوڑا ہے تاکہ ہم ہندوستانی اس عظیم قلعہ ساز کی تعمیری لیاقتوں اور مہارت کو یاد رکھیں۔
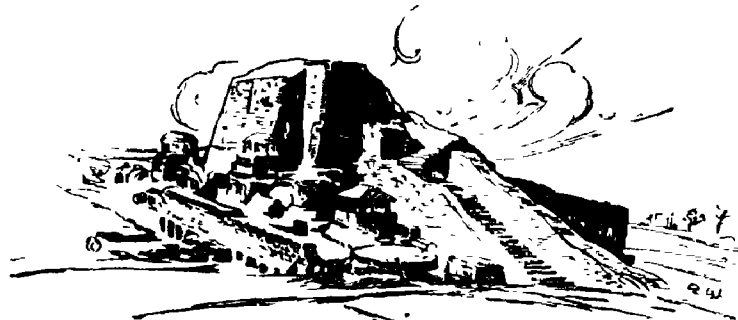
شیواجی کے عہد میں خواتین کا احترام

* ڈاکٹر (مسز) شیوپرتھ کھوگارے
ایم. اے، ایم اے ڈی، پی ایچ ڈی

شیواجی کے سوراجیہ سے مہاراشٹر میں ایک عظیم انقلاب آیا، جس کی برکتوں سے نہ صرف مرد بلکہ خواتین بھی فیضیاب ہوئیں۔ اس انقلاب کے باعث مہاراشٹر کو مسلم حکمرانوں اور چندر راؤ مورے اور باجی گھوڑ پڑے وغیرہ جیسے مراٹھا جاگیرداروں کے ظلم و ستم سے نجات ملی۔ مسلم راج کے دور میں خود ہندوؤں نے ذات پات کے بندھن سخت تر کر دیئے تھے۔ معمولی معمولی خطا پر ہندو اپنے ہی ساتھیوں کو عام حقوق سے محروم اور برادری سے باہر کر دیتے۔ یہ مسلمانوں کی جانب سے مذہبی جبر کے مقابلے میں خود ہندوؤں کے اپنے دھارمک کٹرپن اور تعصب کا نتیجہ تھا اور بالآخر بہت سے ہندو اسلام کے حلقہ میں چلے گئے۔ شیواجی نے شدھی تحریک کو زندہ کیا، اور باجاجی نمبالکر اور نیتاجی پالکر جیسے دھرم سے پھر جانیوالے افراد کو یہ موقع دیا کہ وہ اپنی ذات برادری میں واپس آجائیں۔ آپ نے راج پاٹھ اور فوجی خدمات کے دروازے مہاراشٹر کے باشندوں کے لئے کھولے۔ لاچار اور بے بس کاشتکار اور دستکاروں کو ابھارا کہ وہ شیواجی کی سینا میں شامل ہو جائیں۔ اُن کا فطری جذبہ جرأت و شجاعت جاگ اٹھا اور ہزارہا مرد اور خواتین سوراجیہ کی سیوا کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

عہدِ وسطیٰ میں عورتیں آزادی سے محروم :

شیواجی کے عروج سے قبل مہاراشٹر میں عورتیں اپنے حقوق اور آزادی سے بہت حد تک محروم ہو گئی تھیں۔ دتا سامپردایہ کے گرو چیتر نے عورتوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے شوہروں کی وفادار رہیں۔ اسی کے ساتھ برہمن استریوں اور ودھواؤں پر خاص پابندیاں عائد کی گئیں۔ ودھوا کا سر مونڈنے اور ستی کی رسم لازمی قرار دی گئی۔ گیانیشور نے بچپن کی شادی کو رواج دیا جب کہ "ورت کھنڈ" کے تحت تقریباً ہر روز کے لئے اُپاس یا برت کی ہدایت کی گئی۔ اس طرح عورتوں پر کئی سماجی اور مذہبی پابندیاں لگا دی گئیں۔ عام طور سے سماج کے لوگ برہمنوں کے سماجی اور مذہبی چلن ہی کو

مثالی نمونہ سمجھتے اور اس کی پیروی کرتے۔ مُسلم راج میں عورتوں کی جان محفوظ نہ رہی، نہ صرف مُسلم لیٹرے اور سردار بلکہ ہندو لُٹیرے اور جاگیردار بھی لُوٹ مار کرتے اور مال وزر، لڑکیوں اور عورتوں کو اُٹھا لے جاتے۔ وہ عورتوں کو بے عصمت کرکے انھیں کھُلی منڈی میں باندی (باٹکی یا داسی) بنا کر فروخت کر دیتے۔ مالکان مال وزر اور مویشیوں کو واپس حاصل کرنے کی کوشِش کرتے جو لُٹیرے لوٹ کر لے جاتے تھے۔ پھر اُسے پاک کرکے محفوظ مقام پر رکھدیا جاتا۔ بہرحال ایک بیاہتا اِستری چاہے وہ چار پانچ بچّوں کی ماں ہی کیوں نہ ہو، اگر اس طرح بے آبرو اور بے گھر ہو جاتی تو اُس کا پتی ہی نہیں بلکہ بیٹے بھی اُسے گھر میں نہ آنے دیتے۔

کھلوجی بھوسلے، شاہ جی بھوسلے کے رِشتہ میں بھائی تھے اور عادل شاہی دربار میں بہادر سردار تھے۔ مغل شہنشاہ کے سردار مہابت خاں نے کھلوجی کی اِستری کو اغوا کر لیا، جبکہ وہ گوداوری ندی میں اشنان کے لئے جارہی تھیں۔ مہابت خاں نے ان کے بدلے چار لاکھ روپے کی رقم ڈنڈ میں مانگی اور یہ دھمکی دی کہ اگر رقم وقت کے اندر اُدا نہ کی گئی تو عورت کو بے عزت کر دیا جائے گا۔ یہ رقم ادا کرکے کھلوجی بالکل قلاش ہو کر رہ گئے۔ جب کھلوجی جیسے بڑے سردار کا یہ حال تھا تو عام آدمیوں اور اُن کی اِستریوں کی کیا کچھ دُردشا نہ ہوگی؟

پیشوا دور کے عظیم مدبّر نانا پھڈنویس کے ایک واقعہ سے بھی عورتوں کے معاملے میں ہندوؤں کے کٹرپن پر روشنی پڑتی ہے۔ نانا پھڈنویس جو خود پانی پت کے میدانِ جنگ (۱۷۶۱ء) سے اپنی جان بچا کر آئے تھے، اپنی ماتا کو اپنے گھر میں واپس بُلانے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ تیرتھ استھانوں کی یاترا کے لئے جانے کی خواہش مند بوڑھی ماں پھڈنویس اور مراٹھا سینا کے ہمراہ ہوگئی تھیں جو پانی پت کی تیسری جنگ کے لئے روانہ ہوئی تھی۔ وہ وہاں بھگدڑ میں دشمنوں کے ہاتھ پڑ گئیں۔ جب نانا پھڈنویس کو یہ اطلاع ملی کہ وہ زندہ ہیں تو انھوں نے یہ پیغام بھیجا کہ اَب وہ بے آبرو ہو چکی ہیں، انھیں گنگا کے کنارے پہنچا دیا جائے جہاں وہ دریا میں ڈوب کر پراَسچت کریں۔ اس طرح بے آبرو ہونے کے بعد عورت کو اس کے رشتہ دار تک قبول نہ کرتے اور اگر وہ زندہ رہتی تو اسے گھر بار سے دُور باٹکی، داسی یا داشتہ بن کر زندگی گذارنا پڑتی۔ ان مجبُور عورتوں کی بپتا کو دیکھ کر شیواجی نے سوراجیہ کے ذریعہ عورتوں کو اس بےحرمتی سے بچانے کی کوشِش کی۔

جُرم کی سزا: عورت کو ستانے اور اُس کی عزّت و آبرو لُوٹنے والے مجرم کو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سزا دی جاتی۔ انھوں نے ایک عورت کو بے عصمت کرنے پر رانجہ گاؤں کے پاٹل کو سخت سزا دی، اور اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ انھوں نے اپنے سپاہیوں کو سخت تاکید کی کہ وہ دشمن کے علاقے میں بھی عورتوں، بچّوں، کسانوں اور گایوں کو کِسی قِسم کی ایذا نہ پہنچائیں۔

خفی خاں نے اپنی تصنیف "منتخبُ اللباب" میں اُن مسلم عورتوں اور بچّوں کے ساتھ شیواجی کے حُسنِ سلوک کی بڑی تعریف کی ہے جو ان کے قبضہ میں آجاتے تھے۔ البتہ شیواجی نے اپنے سپاہیوں کو ان عورتوں سے لڑنے کی اجازت دی تھی جو ہتھیار اُٹھائیں۔

جب مہور کے اُداجی رام دیشمکھ کی پتنی رائی باگن نے اُن پر چڑھائی کی تو شیواجی نے اُسے شکست دی اور اُسے طلب کیا، پھر شیواجی نے اُسے بحفاظت اپنے مقام پر جانے کی اجازت دی۔ دوسری قابلِ ذکر مثال ساوتری بائی کی ہے جو بیلگام سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر بیلا واڑی کے سردار دیسائی کی بیوہ تھی۔ جب اس کا شوہر شیواجی کے خلاف لڑائی میں مارا گیا تو اس نے ایک ماہ تک اپنے قلعہ کی مدافعت کی۔ بالآخر مراٹھا سردار اور شیواجی کے رشتہ دار ساکھوجی گائیکواڑ نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور شیواجی کے پاس پہنچایا۔ ساکھوجی گائیکواڑ نے اس خاتون پر بُری نظر

ڈالی تھی جب کہ وہ اس کی قید میں تھیں۔ اس خطا پر شیواجی نے ساکھوجی کی آنکھیں نکلوادیں۔ اور اُسے عمر قید کی سزا دیکر پنہالا قلعہ میں بند کردیا۔

دشمن کے علاقے میں بھی شیواجی عورتوں کے تئیں اسی طرح شفقت اور خوش اخلاقی کا اظہار کرتے۔ بیلواڑی کے قریب سنگی یادگار پر ملوائی ۔ شیواجی کا واقعہ کندہ ہے۔ اس پر ایک طرف شیواجی ایک بہادر سپاہی کے رُوپ میں اصیل گھوڑے پر سوار ہیں۔ دوسری طرف ایک شفیق اور مہربان شخص کی طرح کھٹولے پر بیٹھے ہیں، ان کی گود میں ملوائی کا بیٹا ہے اور ملوائی کے ہاتھ سے دودھ کا پیالہ لے رہے ہیں۔ شیواجی اپنے ساتھیوں سے بھی یہی چاہتے تھے کہ وہ عورتوں کے ساتھ نازک رشتہ کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو پوری طرح سمجھیں۔

جب شیواجی نے اپنے بیٹے سمبھاجی میں اس معاملے میں کوتاہی دیکھی تو اُسے سخت تنبیہہ کی۔ " سپیت پرکرانت مات چرتر" کے مصنف کے بیان کے مطابق شیواجی نے اُسے ایک خط میں لکھا کہ " اگر تم چاہتے ہو تو سیکڑوں عورتوں کے ساتھ شادی کرسکتے ہو۔ اگر تمھاری جیب اجازت دے تو سیکڑوں " داشتائیں" رکھ سکتے ہو، لیکن تمھیں کسی حال میں ناجائز طریقہ یا زور زبردستی سے کسی بھی عورت کی بے حُرمتی کرنے کا حق نہیں، اگر تم نے ایسی غیر ذمہ داری برتی تو تمھاری ترقی اور شان جلد ہی ختم ہوجائے گی۔"

اگرچہ شیواجی نے "رکھیل" یا 'داشتہ' کے معاملہ میں رواداری برتی، لیکن وہ بخوبی سمجھتے تھے کہ ایسی عورتوں کی ذات پر بڑا بُرا اثر پڑتا ہے۔ اُن کی خواہش یہی تھی کہ شادی کے قابل ہر لڑکی کی، بہ رضا و رغبت موزوں مرد سے شادی کردی جائے۔

'شیو دِگ وِجے' میں مصنف نے ایک واقعہ درج کیا ہے، جس سے اس معاملہ میں شیواجی کے رویہ پر روشنی پڑتی ہے۔ کچھ لوگوں نے قاضی مولانا کو ترغیب دی کہ وہ اپنی خوبصورت کنواری بیٹی کو شیواجی کے حرم میں سیوا کے لیئے دے دیں۔ اس لڑکی کو شیواجی کے پاس لایا گیا۔ جب شیواجی کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے لڑکی کو قاضی مولانا کے پاس واپس بھیج دیا اور مولانا کو ہدایت کی کہ وہ اس لڑکی کی شادی موزوں مرد سے کردیں۔ انھوں نے یہ تاکید بھی کی کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ ہونا چاہیئے تاکہ لڑکی کی شادی میں کوئی بادھا نہ پڑے اور موزوں مرد کے ساتھ ہنسی خوشی اس کی شادی ہوجائے۔

اُس زمانے میں سماج میں مسلمان خواتین کو اس طرح رکھنے کا رواج تھا۔ شیواجی کے پتا شاہ جی نے ایک مسلم خاتون نورالدین سلطانہ کو رکھا تھا اور ایک بڑا قطعہ اراضی اُسے عطا کیا تھا۔ شیواجی کو نہ صرف ہندو لڑکیوں بلکہ مسلمان لڑکیوں کی بھلائی کی بھی برابر فکر تھی۔ شیواجی مذہبی مصلح تھے وہ ٹھیک سے پرکھے بغیر آنکھیں بند کرکے کسی روایتی ریت رواج کو ماننے کے لیئے تیار نہ تھے۔ اُن کے پتا شاہ جی کے انتقال پر اُن کی ماتا جیجا بائی، ستی ہونے کے لیئے تیار ہوئیں، سمرتی قانون کے مطابق ایک بوڑھی عورت کو جس پر کوئی ذمہ داری نہ ہو، ستی کی رسم پوری کرنی چاہیئے۔ شیواجی نے جیجا بائی کو ستی ہونے سے باز رکھا۔ اگر جیجا بائی ستی ہوجاتیں تو شیواجی نہ صرف اپنی ماں بلکہ ایک لائق منتظم سے بھی محروم ہوجاتے، جو سوراجیہ کے کاموں میں اُن کی معاون ہوئیں۔ شیواجی نے سوراجیہ کی خاطر ان سے التجا کی۔ یہ صدا جیجا بائی تک ہی محدود نہ رہی بلکہ بالآخر سوراجیہ میں عام طور سے خواتین بھی متوجہ ہوئیں جنھیں شیواجی نے سماج میں ہر طرح اطمینان و سکون سے رہنے اور آزادی سے ترقی کرنے کا موقع دیا۔ بیویاں، مائیں، بیٹیاں اور بہنیں اپنے شوہروں، بیٹوں، باپ اور بھائیوں کو شیواجی کی دن بدن بڑھتی ہوئی فوج میں بھرتی کے لیئے شوق سے بھیجنے لگیں۔ شیواجی نے ان خواتین

کو اس کا صلہ دیا۔ انھوں نے میدانِ جنگ میں مارے جانے والے سپاہیوں کی بیواؤں اور بچوں کو اُن کے رشتہ داروں کے سہارے نہیں چھوڑا بلکہ ان کے لئے عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گذارنے کا بندوبست کیا۔ سپاہیوں کو ملنے والی تنخواہ کا نصف حصہ اس کی بیوہ کو دیا جاتا اور اگر سپاہی نے کوئی خاص کارنامہ انجام دیا ہوتا تو اس صورت میں اور زیادہ رقم اس کے لئے منظور کی جاتی یا قطعۂ زمین اس کے نام کر دیا جاتا۔ اس طرح شیواجی نے اپنے بہادر سپاہیوں کی بیواؤں کی کفالت کی۔

شیواجی نے دو بھائیوں کے درمیان میل ملاپ کرانے پر اپنی نسبتی بہن، دیپابائی، اہلیہ وینکوجی کی خوب تعریف کی اور پانچ اضلاع کی آمدنی ان کے لئے مخصوص کر دی۔ دیپابائی کے بعد ان کی بیٹی کو اس کا حقدار بنایا۔ انھوں نے اپنی بیٹی ساکھوبائی نمبالکر کے خاص جیب خرچ کے لئے ایک گاؤں کی آمدنی معین کر دی اسی طرح اپنی ماں جیجا بائی کے جیب خاص کے لئے بھی رقم کا بندوبست کیا۔ اسی خاص رقم میں سے جیجا بائی اپنے عزیزوں کو انعام و تحفے دیا کرتی تھیں۔

عورتوں کی حفاظت: اس طرح شیواجی نے 'سوراجیہ' میں عورتوں کی دیس میں دشمنوں اور بدکاروں سے حفاظت اور سپاہیوں کی بیواؤں کی مدد اور کفالت کر کے سمراٹ اشوک اور شہنشاہ اکبر جیسے عظیم فرمانرواؤں کی طرح عورتوں کا دل جیت لیا، جس سے 'سوراجیہ' کو بڑی تقویت ملی۔

مہاراشٹر کی ثقافتی اور گھریلو زندگی کے پس منظر پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ عورتیں کس طرح سوراجیہ کے تقاضوں کو پورا کرنے میں معاون ہوئیں۔

مہاراشٹر کی ثقافتی زندگی میں عورتوں کو آزادی حاصل تھی اور ان کی عزت کی جاتی تھی۔ کوکن اور ماول کے نیم زرخیز پہاڑی خطے میں یہ ضروری تھا کہ کاشتکار سال بھر محنت کرے، تب ہی اچھی فصل ہو سکتی تھی۔ لہٰذا اس خطے کے کاشتکار اپنی عورتوں کی بڑی قدر کرتے تھے جو کھیتی باڑی میں برابر سے اُن کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ یہاں یہ بات بھی ہمارے لئے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انگلستان کی خواتین نے پہلی جنگ عظیم میں اپنی کارگذاری سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ مردوں کے برابر صلاحیت رکھتی ہیں اور اسی بنیاد پر انھوں نے حقِ رائے دہی بھی حاصل کر لیا اسی طرح یہاں کے دیہی علاقوں میں عورتوں نے اپنی محنت سے اپنی صلاحیت اور قدر و قیمت کو ثابت کر دیا۔ دوسری طرف زرخیز خطوں میں جہاں افرادِ خاندان کی پرورش کے لئے عورتوں کو محنت کرنے کی ضرورت نہیں، مرد عورتوں کو اپنا شریک کار نہیں بلکہ محض عیش و عشرت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

مزید برآں مہاراشٹر میں قبائلی سرداری میں آریائی تہذیب اور یادری فرمانروائی میں دراوڑی تہذیب کا امتزاج کچھ ایسا تھا جس میں دونوں تہذیبوں کی خوبیاں برقرار رہیں۔ اس میں مردوں کو مختاری اور عورتوں کو عزت و وقار حاصل تھا۔ مہاراشٹر میں عورت کی نسبت سے گاؤں کی محافظ "دیوی" ہوتی ہے جبکہ شمالی ہند میں مرد کی نسبت سے "دیوتا"۔ مہاراشٹر میں مرد، استری کے روپ میں اسی 'دیوی' کی پوجا کرتے اور اس طرح ان کے دل میں عورتوں کے لئے عزت و احترام پیدا ہوتا۔

مہاراشٹر کی آبادی میں اکثریت 'سمرتی' اور 'پُران' کے صدیوں پرانے اور سخت قوانین کی پابندی سے آزاد تھی صرف بیس فیصد حصہ یعنی برہمن اور اونچی ذات کے مراٹھا سمرتی قوانین اور وہ بھی خصوصاً گیانیشوری پر عمل کرتے تھے جبکہ اسّی فیصد حصہ زیادہ تر اپنی پنچایت کی جانب سے دیئے جانے والے فیصلہ کے مطابق عمل کرتا تھا۔ سماج کے ان دو طبقات میں ایک اہم اور نمایاں فرق یہ تھا کہ تقریباً تمام نیچی جاتیوں میں بیواؤں کی شادی کی اجازت تھی اور

کچھ جاتیوں میں طلاق کی بھی اجازت تھی۔ بیواؤں کو بے سہارا نہیں رہنے دیا جاتا تھا۔ اس طرح عورتوں کی اکثریت آزاد، عزت دار اور متحرک تھی اور وہ شیواجی کی آواز پر مردوں کے دوش بدوش ہر طرح کی خدمت انجام دینے کے لئے تیار تھیں۔

گھریلو زندگی:

مہاراشٹر کی گھریلو زندگی میں بیٹیوں سے خاندان کا ہر فرد محبت وشفقت کا اظہار کرتا، گو ان کی شادی چھوٹی عمر ہی میں کر دی جاتی، لیکن انھیں اپنے اصل گھریلو ماحول سے کہیں دور نہ جانا پڑتا۔

جیجا بائی کے پتا لاکھوجی جادھوراؤ اپنی بیٹی کو 'ہیرا موتی' کہتے، جیسے دیوی شری نے جنم دیا۔ وہ اکلوتی بچی تھیں، لہٰذا ان کے ساتھ کھیلنے کے لئے شاہ جی کو رکھا گیا جو ایک خادم مالوجی بھوسلے کے بیٹے تھے۔ لاکھوجی دونوں بچوں کی تعریف کرتے اور کہتے کہ شاہ جی جیجا بائی کے لئے اچھا جوڑا رہے گا تو لاکھوجی کی گھر والیاں اُن پر ناراض ہوئیں۔ وہ کہتیں "لڑکی کو ہم حیثیت گھرانے میں بیاہنا چاہیئے، کسی مہاجر پرگیر کے نچلے گھرانے میں نہیں"۔

عام طور سے شادیاں ایسے گھرانوں کے درمیان ہی ہوتیں جن میں پہلے ہی سے آپس میں رشتہ داری ہوتی اور وہ ایک دوسرے سے واقف ہوتے۔ تقریباً ہر پیڑی میں بھوسلے، جادھو، نمبالکر اور موہیتے گھرانوں کے درمیان ہی شادی بیاہ کا رواج رہا۔ سمرتی قانون 'یاگنیہ ولکیہ' کے بموجب سماج کے ہر طبقے میں لڑکیاں ۷ اور ۹ سال کی چھوٹی عمر ہی میں بیاہ دی جاتیں۔ بہرصورت سن بلوغ کو پہنچنے تک اسے میکے ہی میں رہنے کی اجازت تھی۔ لڑکیوں کو ایسی تعلیم دی جاتی جس سے وہ گھر گرہستی سنبھالنے کے قابل ہو جاتیں، بچپن ہی سے لڑکیوں کو گڑیوں کے کھیل اور دوسرے طریقوں کے ذریعہ ہر طرح کا گھریلو کام کاج سکھایا جاتا۔ پرانوں اور سنتوں کی تعلیمات سے ان میں فرض شناسی، میل محبت، بڑوں کی خدمت، شوہر اور خاندان سے وفاداری، ایثار اور ضبط کا جذبہ پیدا ہوتا۔ اعلیٰ گھرانوں کی، کچھ برہمن اور مراٹھا لڑکیوں کو پڑھنے لکھنے کا موقع بھی دیا جاتا۔

شیواجی کے زمانے میں تلوار، برچھی، جمبیا اور کٹار وغیرہ ہتھیار تمام ہی جاتیوں کے مرد اور شاہی خاندانوں کی خواتین استعمال کرتی تھیں۔ جیجا بائی، سیو بائی، تارا بائی، اُما بائی دبھاڈے جیسی خواتین شہ سواری اور فن جنگ میں ماہر تھیں۔ شادیاں بڑی شان وشوکت اور دھوم دھام سے کی جاتیں۔ شاہ جی، شیواجی اور سمبھاجی کی شادیوں پر خوب بیسہ خرچ کیا گیا۔ لڑکی کے بالغ یا جوان ہونے پر خوشی منائی جاتی اور اس کی دعوت کی جاتی۔ ساڑی اور زیورات تحفتاً دے کر اس کی عزت افزائی کی جاتی۔

گو تعداد ازدواج کا چلن تھا، لیکن یہ عورتوں کے حق میں بدبختی نہ تھی۔ بہرحال معاشرہ کے نچلے طبقات میں اس کا عام رواج نہ تھا۔ شاہی اور رئیس گھرانے حسب نسب کی حفاظت اور سلسلۂ نسب جاری رکھنے کی خاطر نرینہ اولاد کے زیادہ خواہش مند ہوتے تھے۔ اس زمانہ میں بدنظمی، لڑائی اور غارتگری کے مدنظر خاندان میں مردوں کی تعداد بڑھانے کی ضرورت تھی۔ تعدادِ ازدواج شادی کی صورت میں ایک شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات کچھ اس قسم کے ہوتے جس سے دوسری بیویوں میں آپس میں رنجش اور بدگمانی پیدا نہ ہوتی۔ شوہر سے یہی توقع رکھی جاتی کہ وہ ہر بیوی سے ایک ماہ کے دوران کم از کم ایک بار ضرور ملے۔ ایسا نہ کرنے والے شوہر کے متعلق یہی سمجھا جاتا کہ وہ ایک بچہ کے قتل (بھروں۔ ہتیا) کا مجرم ہے۔ اسے یہی نصیحت

کی جاتی کہ وہ باری باری ہر بیوی سے ملے، کسی ایک ہی کے بس میں نہ رہ جائے۔ سب سے بڑی بیوی کو خاص درجہ دیا جاتا، لیکن اسے یہ حق نہ تھا کہ وہ اپنے بچوں اور دوسری بیویوں کے بچوں کے درمیان فرق کرے۔ ایک خاندان میں جو عموماً مشترکہ خاندان ہی ہوتا ایک عورت محض بیوی یا ماں ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بہو، نسبتی بہن اور خاندان کے قریبی نیز دور کے رشتہ داروں کی موسی بھی ہوتی۔ گھر آنگن بہت چوڑا ہوتا جہاں اسے بہت سی ذمہ داریاں پوری کرنی پڑتیں، اور ان میں سے ایک ذمہ داری شوہر کی ذات سے وابستہ ہوتی۔

ستی : مہاراشٹر میں ستی کی ادائیگی اس طرح لازمی نہ تھی جیسا کہ راجپوتانہ اور بنگال میں تھی۔ چھوٹے بچوں کی ماؤں، حاملہ عورتوں اور نابالغ لڑکیوں کے معاملے میں ستی کی رسم ادا کرنے کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ میدانِ جنگ میں اپنی بیوی سے دور ہو کر لڑنے والے سپاہی کی بیوی 'ستی' ہونے کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہتی، اسی میں اس کی آن بان تھی۔ مہاراشٹر میں لوگ 'ستی' ہونے والی کی عزت کرتے اور اسے نذرانہ دیتے۔ بہر حال شیواجی نے اپنی معمر ماں کو ستی ہونے سے باز رکھا اور اس طرح سماج کے سامنے ایک مثال قائم کی۔

مہاراشٹر میں 'داشتہ' رکھنے کا رواج تھا۔ 'لگن ودھی' یعنی مقدس مذہبی فریضۂ شادی ایک ہی جاتی کے جوڑے کے لئے ادا کیا جاتا۔ داشتہ یا 'کھیل' دوسری جاتی کی عورتیں ہوتیں۔ یہ بھی اپنے مالک کی وفادار رہتیں، ان میں سے بہت سی تو اپنے مالک کی چتا پر ستی ہو جاتیں۔ سماج میں داشتاؤں سے رواداری برتی جاتی اور خاندان میں بھی ان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا جاتا۔ وہ گھر کا ایک جز بن جاتیں۔ شاہ جی کے پانچ بیٹوں نے داشتاؤں کی کوکھ ہی سے جنم لیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں : بھیوا جی، پرتاپ جی، سانتا جی، رائے بھاجی اور کویا جی۔ بھیوا جی کاکا نے یسو بائی کی بڑی مدد کی، جب کہ انھیں اورنگزیب نے قید کر لیا تھا۔ شاہ جی کی سلطانہ نورالدین نامی ایک مسلم داشتہ بھی تھی۔ راجہ رام کی سگونا بائی اور شاہو جی کی بیرو بائی داشتائیں اپنے مالک سے وفاداری اور جاں نثاری کی بنا پر مشہور تھیں اور ان آقاؤں نے بھی انھیں خوب نوازا۔ سگونا بائی کا بیٹا 'راجہ کرنا' کچھ عرصہ تک راجہ رام کا جانشین سمجھ لیا گیا اور اس کی 'منچکر وہونہ' رسم بھی ادا کی گئی۔ شیواجی نے داشتہ رکھنے کے سلسلے میں رواداری برتی لیکن ان کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ لڑکی کی ٹھیک سے شادی ہو جائے اور بیوی کا مقام پائے۔

معاشی حقوق :

جہاں تک معاشی حقوق کا تعلق ہے مہاراشٹر میں خواتین، شمالی ہند کے مقابلے میں زیادہ خوش نصیب تھیں۔ 'متاکشرا' قانون وجنیا نیشور نے لاگو کیا تھا جو جنوبی ہند کے تھے جہاں سماج میں مادری فرماں روائی تھی۔ مٹے گھرانے میں بیوہ جس کی اولاد نہ ہو، حقِ وراثت دیا جاتا۔ اور اگر اس کے بیٹے ہوتے تو ایک حصہ دیا جاتا۔ غیر منقسم خاندان میں وہ استری دھن (جائداد منقولہ کا عطیہ) کی حقدار ہوتی۔ بعض اوقات ان عطیات کی رقم اتنی کثیر ہوتی کہ وہ اس سے مندر اور گھاٹ تعمیر کر سکتی تھی۔ غیر منقسم خاندان میں عورت کا رتبہ بلند تھا لیکن وہ جائیداد میں حقدار نہ ہوتی۔ اسے اتنا حق حاصل تھا کہ جب تک خاندان کی حالت بہتر رہتی اسے روٹی کپڑا ملتا رہتا۔ چھوڑی ہوئی عورتوں کی حالت بڑی ابتر تھی۔ رسوا عورتیں روٹی کپڑے کے حق سے بھی محروم رہتیں۔ مسلم عورت جائیداد میں حق دار تھی اور اسے اپنے باپ، مرحوم یا زندہ شوہر، اپنے بیٹے کی جائیداد میں سے حصہ ملتا اور وہ اسے اپنی خواہش کے مطابق صرف کر سکتی تھی۔ مہاراشٹر میں بلاشبہ عورتیں دستکاری

اور کھیتی باڑی میں بڑی حد تک مردوں کی معاون تھیں لیکن وہ خود سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنا کوئی کام شروع نہ کرسکتی تھیں۔ اپنے خاندان کی سرپرستی سے محروم ہوجانے والی عورتوں کی معاشی حالت بڑی ابتر ہوجاتی اور وہ دوسروں کے ہاتھ باندی (بٹکی یا کسبن) بن کر بک جاتیں یا کسی کی داشتہ بن کر زندگی گذارتیں۔ ایسی بکی عورت کی فروخت کے لئے باقاعدہ منڈی لگتی۔ ہر عمر کی 'بٹکیاں' خواہ ان کی اولاد ہو یا نہ ہو دستیاب تھیں۔ شیواجی نے کچھ محصولی آمدنی اپنی ہمشیرۂ نسبتی دیپا بائی اور اپنی ماں جیجا بائی کے نام کردی نیز اپنی بیٹی کو زمین کا عطیہ دیا۔ اس کارروائی کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح عورتوں کو بھی آمدنی کا ذریعہ بہم پہنچایا جائے۔

مذہبی سرگرمیاں:

مذہبی سرگرمی کے میدان میں بھگتی مارگ کے مطابق عورتوں کو بھی مردوں کے ساتھ روحانی آزادی اور مساوات حاصل تھی۔ ویدک دھرم کے دروازے صرف غیر برہمن ذات کے مردوں ہی پر نہیں بلکہ برہمن عورتوں پر بھی بند تھے۔ ایک برہمن خاتون اور سنت تکارام کی چیلی باہنیہ بائی نے اس کے خلاف سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ ہمادری کے مرتب کردہ 'ورت کھنڈ' کے مطابق عورتوں کو کئی عہد کرنے پڑے۔ 'تکارام کی چیلی' باہینہ بائی اور سنت رام داس کی چیلی' دیو بائی 'کارو ہانیت' کے سلسلے میں بڑا نام ہے۔ وارکری فرقہ میں خواتین سنتوں کا سلسلہ رہا۔ باہینہ بائی کی سوانح حیات' باہینہ بائی کی آپ بیتی' سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ انھیں مذہبی آزادی کے حصول 'مذہبی کٹڑپن، سماجی بندشوں' ذات پات کے بندھنوں کو توڑنے اور عورت کو شوہر کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے کتنی سخت جدوجہد کرنا پڑی۔ باہنیہ بائی نے روشن خیالی پیدا کی تاکہ اپنے شوہر کے تئیں وفاداری اور سنت تکارام سے عقیدت مندی میں فرق نہ پڑے۔ موروثی ذات پات کے نظام میں برہمن ہمیشہ شودروں کو حقیر سمجھتے رہے نہ ہی برہمن عورت اجنبی سے بات کرسکتی تھی۔ باہنیہ بائی کے بیان کے مطابق سنت تکارام کی وجہ سے سماج سے ایسی برائیاں دور ہوئیں۔

سیاسی زندگی:

سیاسی زندگی میں جیجا بائی جیسی خواتین جاگیر کے انتظامات کی نگرانی کی ذمے داری اٹھاتیں اور جاگیر کی حفاظت کے لئے اپنے شوہروں سے الگ رہنے پر آمادہ رہتیں۔ واک ٹک اور چالوکیہ راجاؤں کے زمانے ہی سے مہاراشٹر میں یہ روایت رہی کہ ماں اپنے کم سن بیٹے کی جگہ قائم مقام حکمراں رہتی۔ چھترپتی شیواجی اور بہادر مراٹھوں کی ترقی اور کامیابی میں عورتوں کا بڑا حصہ رہا۔

چھترپتی شیواجی نے 'سوراجیہ' قائم کیا، عورتوں پر دست درازی اور ان کی بے حرمتی کو روکا، سپاہیوں کی تیزی کے ساتھ بڑھتی ہوئی تعداد کے باعث بیوی بچوں کی خاص طور سے حفاظت اور پرورش کا انتظام کیا۔ عورت کے مادرانہ مقام کو بڑھایا، انتظامیہ سے بدعنوانی کو دور کیا اور کسانوں دستکاروں کو حفاظت کا یقین دلایا۔ ان اقدامات کے نتیجے میں منجملہ اونچی اور نیچی ذات دونوں ہی طبقہ کی عورتوں کی حالت بہتر ہوئی۔ عورتوں کو بچپن کی زندگی میں امن عافیت اور خوشی و مسرت نصیب ہوئی اور بڑی عمر میں ان کی قدر و منزلت بڑھی۔ البتہ یہ ذرا تعجب ہی کی بات ہے کہ بے جوڑ شادیوں کے خلاف کوئی صدا بلند نہ ہوئی اور نہ ہی یہ کوشش کی گئی کہ رسوا عورت اس کے شوہر کے خاندان میں قبول کرلی جائے۔ بہرحال اس قسم کی کوتاہیوں کے باوجود مہاراشٹر میں عورتوں نے 'سوراجیہ' کیلئے دل و جان سے کام کیا۔ نوجوان عورتوں کو اپنی حفاظت کا یقین ہوجانے پر اپنی قوت کو آزادی سے گھریلو پیشہ میں

لگانے کا موقع ملا۔ اس سے سوراجیہ کی اقتصادی حالت بھی بہتر ہوئی۔ ایک طرف عورت نے کھیت، کارخانے اور منڈی تک میں مال کی فروخت میں اور منتظم کی حیثیت سے کام کرکے خاندان کے مردوں کو اور بڑے کام انجام دینے کا موقع دیا اور دوسری طرف اس نے اس طرح با قاعدہ سوراجیہ سرکار کی محصولی آمدنی بڑھائی۔

عورتوں میں حُبّ الوطنی :

سوراجیہ نے عورتوں میں وطن پرستی اور قومیت کا جذبہ پیدا کیا اور وہ بھی فوجی اور انتظامی کاموں میں اپنے مقدور بھر ہاتھ بٹانے میں پیچھے نہ رہیں۔ مہاراشٹر میں ماؤں نے بہادر سپاہیوں کی دن بدن بڑھتی ہوئی "قومی فوج" کے لئے سورماؤں کو جنم دیا جو سوراجیہ کو قائم رکھنے کے لئے دل و جان سے لڑے۔ انہی میں ہمبیر راؤ موہیتے، کھانڈوجی بلال، رویا جی بھوسلے، سنتا جی گھوڑپڑے، دھان جی جادھو، رام چندر پنت امتیا نیما جی شنڈے، دھنو جی جوان، کنتھو جی انگرے وغیرہ جیسے نامی جاں باز اور محبّ وطن فوجی سردار نظر آتے ہیں۔ ان کی بیویاں شوہر کی جدائی برداشت کرتیں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے کمربستہ رہتیں۔ وہ سخت محنت اور خدمت کرکے سماج میں اپنے مردوں کی عدم موجودگی میں خالی جگہ پُر رکھتیں۔

زمانۂ جنگ میں عورتیں خوب جانتی تھیں کہ کس طرح اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں، خاندان کے بوڑھے افراد، مویشی اور مال و زر لے کر جنگل میں چھپیں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں کھا کر گذارا کریں۔ شیواجی کی موت کے بعد جب اورنگ زیب کی فوج نے مہاراشٹر کے گاؤں اور قصبات پر یلغار شروع کی، اس وقت یہاں کی عورتیں اتنی کمزور، ناتواں اور بے بس نہ تھیں، جتنی کہ وہ شیواجی کے عہد سے قبل تھیں۔ مغل فوج کی تلوار اور گولیوں کے سامنے وہ ڈٹی رہیں۔ چھترپتی سمبھاجی پر اورنگ زیب کے جبر و ستم اور چھترپتی راجہ رام کی موت کے بعد ہی مغل فوج کی ہمت ہوئی کہ فتح کا خواب دیکھ سکیں۔

مرکزِ دفاع :

بہر حال نازک دور میں مراٹھا دفاعی مرکز پتھر یلے قلعے نہیں بلکہ گرھست عورتوں کے جھونپڑے تھے۔ جنھیں ہم شیرنی کا کچھار بھی کہہ سکتے ہیں۔ جنگِ حریت کی فتح تارا بائی کی رہنمائی کی مرہونِ منت ہے، جس میں عورتیں بھی بڑے جوش و خروش سے شریک رہیں۔

یسو بائی، تارا بائی، راجس بائی اور اما بائی دبھاڈے جیسی لائق، منتظم اور مدبّر خواتین کے کارنامے کبھی فراموش نہ کئے جاسکیں گے۔

یسو بائی نے اورنگ زیب کی قید میں بڑی ہمت اور جرأت سے کام لیا۔ انھوں نے بڑی دانائی اور ہوشیاری سے اپنی اور اپنے بیٹے کی عزت اور جان بچائی۔ موہیتے خاندان میں جنم لینے والی تارا بائی نے جن کی شادی چھترپتی راجہ رام سے ہوئی تھی چودہ سال کی عمر ہی سے اپنی انتظامی صلاحیت کا ثبوت دیا۔ انھوں نے اپنے بیٹے کے نام پر راج پاٹھ سنبھالا۔ وہ خود میدان جنگ میں اپنے دونوں ہاتھوں میں دو تلواریں لے کر لڑتی تھیں۔ انھوں نے اپنی شجاعت سے مہاراشٹر میں جوش و خروش کی لہر دوڑا دی۔ ایک موقع پر انھوں نے جنرلوں کو حکم دیا کہ وہ نربدا کی سرحد پار کرکے مہاراشٹر میں اورنگ زیب کو شکست دیں۔ اس جنگ آزادی کی تاریخ میں ان کا نام ہمیشہ سنہری حروف میں جگمگاتا رہے گا (۱۷۰۰ء تا ۱۷۰۷ء)

اُما بائی دبھاڑے نامور فوجی سردار اور سیاست داں تھیں۔ پیشواؤں کے جابرانہ رویہ کو دیکھ کر انھوں نے تارا بائی سے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اس طرح کہیں 'سوراجیہ' برہمن راج بن کر رہ جائے گا، لہذا انھوں نے تارا بائی کے ساتھ اس خطرہ کے سدِّباب کے لیے اپنے بس بھر جتن کیا۔

اس طرح سوراجیہ میں شیواجی کی کوششوں سے خواتین کو ہر طرح کی آزادی نصیب ہوئی۔ انھیں سماج میں بدعناصر کی دست درازی سے نجات ملی۔ ان کی عزّت و آبرو محفوظ اور رتبہ بلند ہوا۔ ان کی معاشی دشواریاں دور ہوئیں۔ ماں اور بیوی، آڑے وقت میں خاندان کے سرپرست، سپاہی، منتظم اور سیاستداں کی حیثیت سے سوراجیہ کی خاطر ان کی خدمات قابلِ قدر ہیں۔
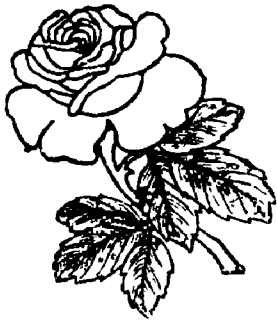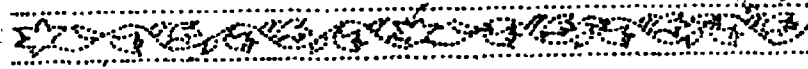
**

شائع کردہ بشری ششی کانت دیتھنکر، ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، ممبئی - ۴۰۰۰۳۲ • مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس - ممبئی - ۴۰۰۰۰۴

निश्चयाचा महामेरू ।
बहुत जनासी आधारु ।
अखंड स्थितीचा निर्धारु ।
श्रीमंत योगी ।।
शिवराजाचें आठवावें रूप ।
शिवराजाचा आठवावा साक्षेप ।
शिवराजाचा आठवावा प्रताप ।
भूमंडळीं ।।

شیواجی مہاراج کی زندگی پر
حکومت مہاراشٹر کی تیار کردہ
مشہور و معروف "شیر شیواجی"
نامی فلم میں پرتھوی راج کپور
شیواجی مہاراج کے
روپ میں۔
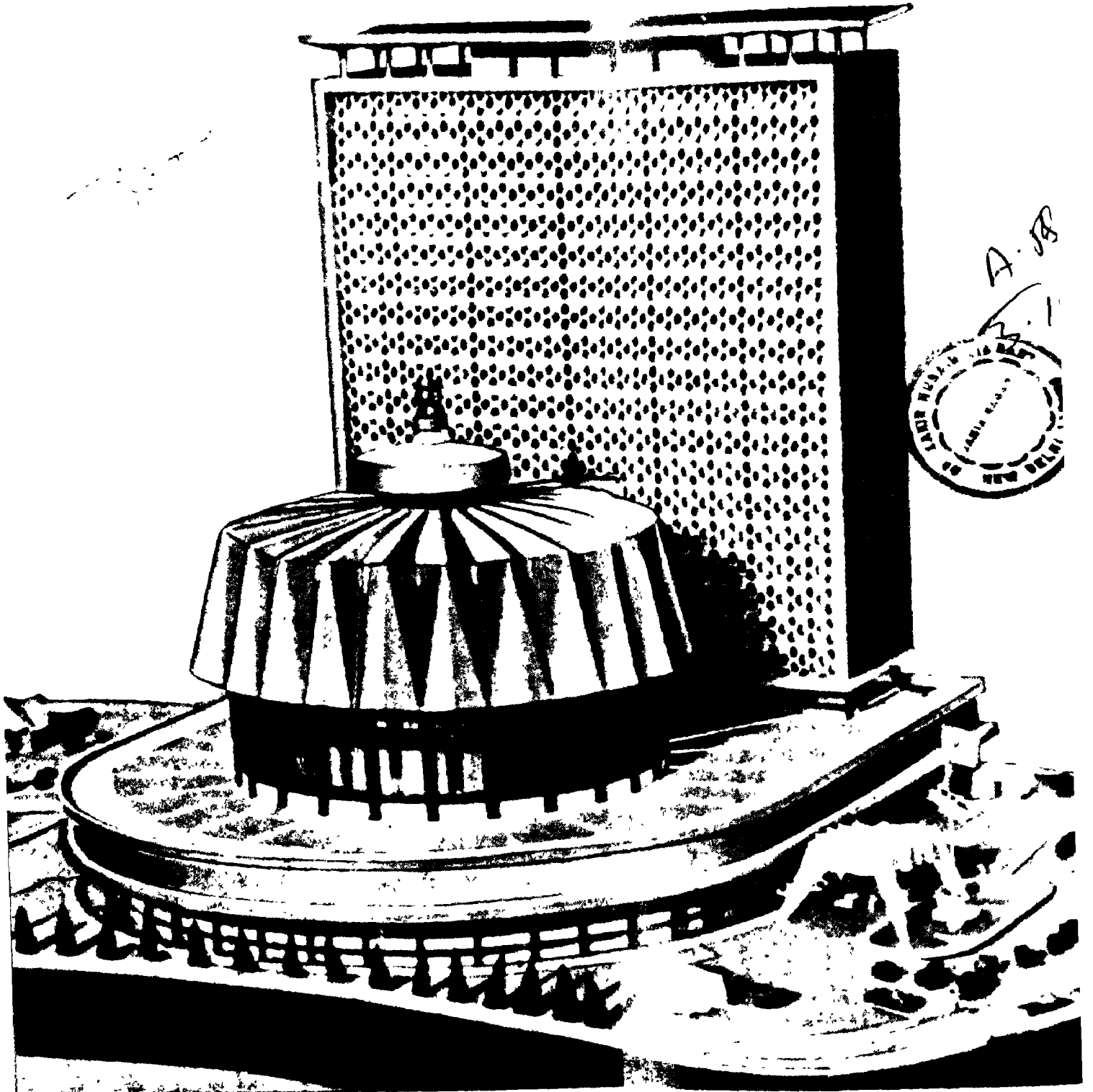
قومی راج

۲۵ مئی ۱۹۸۱ء

قیمت: ۵۰ پیسے

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۱۸/ اپریل
۱۹۸۰ء کو بمبئی تشریف لائیں۔ سانتا کروز
ہوائی اڈے پر گورنر شری او۔ پی۔ مہرا اور
وزیرِ اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے آپ
کا خیر مقدم کیا۔

وزیرِ اعظم، شریمتی اندرا گاندھی، بمبئی میں نئے کونسل ہال کے
افتتاح کے موقع پر، وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔ آر۔ انتولے سے نئے
کونسل ہال کی عمارت کا نمونہ، قبول فرما رہی ہیں۔ دائیں سے پرنسمی
تارا بائی ورنک، وزیرِ مملکت پبلک ورکس کھڑی ہیں۔

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی، مہاراشٹرین وضع کی نو گزی اِرکلی ساڑھی
پہنے ہوئے، ۱۹/ اپریل کو نریمان پوائنٹ، بمبئی پر دس کروڑ روپے
کی لاگت سے تعمیر کردہ نئے کونسل ہال کی رسمِ افتتاح ادا کرتے ہوئے۔

ید پرکاش

بھارتیہ کھادنگم ۔ رائے سین (ایم۔پی)

راج، آپ اچھا نکال رہے ہیں۔ ادبی مضامین اور کہانیاں
شائع کریں۔

●

کندر حمید عرفان

معرفت ریلوے بک اسٹال۔ کھنڈوہ (ایم پی)

راج کا ہر مضمون معلوماتی اور انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔
نے منشی پریم چند نمبر نکال کر دنیائے ادب میں ایک ستاویزی
یت 'قومی راج' کو بخشی ہے۔ آپ کی کاوشیں واقعی لائق
ین اور قابلِ مبارکباد ہیں۔

●

لال رضوی

بول لائنس، رام پور (یو۔پی) ۲۴۴۹۰۱

قومی راج نظر نواز ہوا۔ مضامین کا انتخاب، مواد کی فراہمی لائق
ہے۔
آپ قومی راج میں کبھی کبھی طنز و مزاح کے مضامین بھی چھاپا
یں کیونکہ طنز و مزاح کی چاشنی حیات کی گراں باریوں کو ہلکا
دیتی ہے۔
مزاح آج کی زندگی میں سماجی اہمیت رکھتا ہے۔

●

اجز ہنگنگھاٹ

لکشمی ٹاکیز، ہنگن گھاٹ، ضلع وردھا (مہاراشٹر)

۱۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کا قومی راج نظر نواز ہوا۔ جنگلی جانوروں
تحفظ کی خاطر وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ اور وزیر جنگلات کے
امات واقعی نسلِ آدم کے لئے سبق آموز ہیں۔ علاوہ اس
سیاسی سرگرمیوں کی منہ بولتی تصویریں اور چونکا دینے والی
خبروں کا بھی جواب نہیں۔ ادبی حصہ بھی صاف ستھرا
معیاری لگا۔ جناب فکر تونسوی کی 'آخری کتاب' پر خواجہ
دالغفور صاحب کا تبصرہ خاصے کی چیز ہے۔ دن بدن قومی راج
نے معیار و حسن کو نکھارنے میں کامیاب ہو رہا ہے۔ میری طر

سے مبارکباد قبول فرمائیں۔

●

★ مومن خاں شوق

اشرف ولا، ۲۳-۳-۱۱/۷۲۳ ملے پلی، حیدرآباد - ۵۰۰۰۰۱

قومی راج، پہلے سے نکھرتا جارہا ہے، میری جانب سے اور
میرے دوست احباب کی جانب سے مبارکباد، غزلیں معیاری ہیں

●

★ منے خاں عازم عرفانی

شکرکھیڑ، ۴۴۳۲۰۲۔ ضلع بلڈانہ

آپ نے مختلف موضوعات و شخصیات پر خصوصی نمبر اتنی
تعداد میں نکالے ہیں کہ اب فہرست زبانی یاد نہیں رہ پاتی۔ اس
کے لئے آپ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

●

★ بہار صدیقی بدایونی

کوٹہ جنکشن، راجستھان

'قومی راج' متواتر مل رہا ہے۔ ہر شمارہ کسی نہ کسی نئے پن
کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ حکومت مہاراشٹر کی اسکیموں کے ساتھ ساتھ
ادبیت بھی خوب ہے۔ غزلیں اور نظمیں چنیدہ چنیدہ ہوتی ہیں۔ کبھی
کبھی معلوماتی مضامین بھی ذہنوں کو روشنی بخشتے ہیں۔ پرچہ کی
کتابت و طباعت کا جواب نہیں۔ اس قدر صاف شفاف۔ کہیں کہیں
شکست اور عربی کا انداز تحریر کی خوبصورتی کو اور بھی چار چاند لگا دیتا
ہے۔ تصویریں رسالے کی روح رواں ہیں۔
بہرحال 'قومی راج' اُردو داں طبقہ میں بہت مقبول ہے۔

●

★ معین الدین عثمانی (ایم۔اے)

۲۶۴، شاہو نگر، جلگاؤں - ۴۲۵۰۰۱ (مہاراشٹر)

'قومی راج' کا شمارہ "پریم چند نمبر" نظر نواز ہوا۔ مجھے اس بات
کی بے حد مسرت ہے کہ مہاراشٹر سرکار اُردو کی شمع جلائے ہوئے
ہے۔ ہر اعتبار سے پرچہ بہت ہی نفیس اور دلچسپ تھا۔ آپ سب
کی محنت اور لگن نے رسالے کو بہترین بنا دیا ہے۔ 'پریم چند نمبر' میں محترم
اکبر رحمانی اور فاروق اعظمی صاحب کے مضامین معلومات آفریں
تھے۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔

●

نیا مہاراشٹر کونسل ہال

بمبئی کے نریمان پوائنٹ پر فلک بوس عمارتوں کے درمیان اب ایک نئی پُرشکوہ عمارت کا اضافہ ہوا ہے جو مہاراشٹر لیجسلیچر کے لئے جدید ترین طریقے سے تعمیر اور آراستہ کی گئی ہے۔ یہاں یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے اس جدید عمارت کی دلکشی اور شان و شوکت دوبالا ہوگئی ہے۔ اس پروجیکٹ پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو دیکھنے والے کو یہ احساس ہوجاتا ہے کہ حکومت کے ماہر معماروں اور انجینیروں نے اس کی منصوبہ بندی کے وقت فنِ تعمیر کی جدید ترین تکنیک سے استفادہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

مثالی پروجیکٹ:

یہ عمارت مہاراشٹر کے شاندار سماجی، ثقافتی اور تعمیری روایات کی مظہر ہے۔ کونسل ہال بلڈنگ کمپلیکس کی انفرادیت، اس کی تعمیری خوبصورتی اور فنی بناوٹ کے علاوہ اس میں فراہم کردہ ایئرکنڈیشن، اندرونی سجاوٹ، آگ بجھانے کا انتظام، بیک وقت چھ زبانوں میں ترجمے فراہم کرنے کا انتظام اور خودکار ووٹ ریکارڈنگ سسٹم کے علاوہ دیگر جدید سہولتوں سے عیاں ہے۔

نئی عمارت میں مجلس قانون ساز کے اراکین اور سکریٹریٹ عملے کو قدیم کونسل ہال کے مقابلے میں کشادہ جگہ حاصل ہوگی۔ اسمبلی ہال میں ۳۴۰ اور کونسل چیمبر میں ۱۳۰ اراکین کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ جبکہ اراکین کی حالیہ تعداد بالترتیب ۲۸۸ اور ۷۸ ہے۔ مرکزی ہال میں ۴۰۰ اراکین کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔

عمارت کے احاطے کی تزئین کی جارہی ہے۔ دیواروں پر نقش و نگار کئے جارہے ہیں۔ جس میں مہاراشٹر اور اس کی ثقافتی جھلکیوں کو واضح کیا جائے گا۔

غرض یہ کہ کونسل ہال کی نئی عمارت نہ صرف بمبئی بلکہ پورے ملک کے فنِ تعمیر کی تاریخ میں ایک نیا موڑ ہے۔

نمایاں خصوصیات:

عمارت کا پورا ڈیزائن دو یونٹوں پر مشتمل ہے

نئے کونسل ہال کا بیرونی منظر

ایک یونٹ میں تین ہال ہیں۔ ایک اسمبلی کے لئے، دوسرا کونسل کے لئے اور تیسرا دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس کی خاطر۔ دوسرا یونٹ لیجسلیچر سکریٹریٹ پر مبنی ہے۔ یہ تین ہال ایک دوسرے کے اوپر سلسلہ وار بنائے گئے ہیں۔ آخر میں ان پر گنبد کی چھت ہے۔ گنبد کے پس منظر میں ۲۱ منزلہ 'ٹاور بلاک' ہے۔ ایک اور دیوان خانہ باقی ماندہ دیوان خانوں کی کسر پوری کرتا ہے۔

مرکزی دائرہ نما حصہ میں تین آڈیٹوریم بنائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ ہی ناظرین کی گیلریاں بھی فراہم کی گئی ہیں۔

اسمبلی ہال :

یہ زیریں حصہ پر واقع ہے۔ اس کی ساخت دائرہ نما ہے اور اس کا قطر ۳۰ میٹر ہے۔ اس کے اطراف ایک تین میٹر چوڑا کوریڈور ہے جس کے ذریعہ اراکین اسمبلی ہال میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ہال میں داخل ہونے کے لئے ۶ دروازے ہیں۔ ہال میں ۳۰۴ اراکین مجلس قانون ساز کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے چیمبرس بھی یہیں واقع ہیں۔ ناظرین کی گیلری میں ۳۹۸ افراد کی گنجائش ہے مزید برآں گورنر، کونسل کے چیرمین، ممتاز اشخاص، سفارتی عملہ، اور صحافیوں کے لئے علیحدہ بالائی نشستیں فراہم کی گئی ہیں۔

کونسل چیمبر :

یہ پہلے منزلہ پر واقع ہے اس کی ساخت بھی دائرہ نما ہے اور اس کا محیط ۲۱ میٹر ہے۔ اس میں ۱۳۰ اراکین کے بیٹھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس کی گیلری میں ۲۴۰ نشستیں ہیں۔ چیرمین اور ڈپٹی چیرمین کے چیمبرس ہال سے ملحق ہیں۔ اس کے علاوہ گورنر، اسپیکر، ممتاز اشخاص اور صحافیوں کے لئے مخصوص بالائی نشستیں فراہم کی گئی ہیں۔

مرکزی ہال :

یہ پانچویں منزل پر واقع ہے۔ اس کا محیط ۳۰ میٹر ہے۔ اس میں ۴۲۰ نشستیں ہیں۔ قدیم کونسل ہال میں اس قسم کا کوئی ہال نہیں تھا یہاں دونوں ایوانوں کی مشترکہ میٹنگ یا بین الاقوامی سمپوزیم اور کانفرنس کے لئے سہولیات مہیا ہیں۔ یہاں بھی بیک وقت ۶ زبانوں میں ترجموں کے لئے مشین لگائی جائے گی۔ باقی ماندہ دو ہال میں تین زبانوں میں ترجمے کی سہولت موجود ہے۔

وزراء کے دفاتر : زیریں حصہ اور پہلے منزلہ پر وزیر اعلیٰ، وزراء،

اسمبلی ہال: یہاں ہر دو اراکین کے لئے، ایک لاؤڈ اسپیکر اور ایک مائیکروفون کا انتظام ہے

وزراء مملکت کے لیئے ۴۰ چیمبرس بنائے گئے ہیں۔ کابینہ کی میٹنگ اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی کے لیئے علیحدہ ہال فراہم کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں حزب مخالف کے رہنما کے لیئے ایک چیمبر اور دفتر مختص کیا گیا ہے۔

کمیٹی روم اور دفاتر :

مجموعی طور پر ۹ جنرل کمیٹی روم اور دو بزنس ایڈوائزری کمیٹی روم فراہم کئے گئے ہیں۔ ان ۹ کمیٹی روم میں سے ۴ میں ۲۰ اراکین، دو میں ۲۵ اراکین اور باقی ماندہ ۳ میں ۳۵ اراکین کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ ہر بزنس ایڈوائزری کمیٹی روم میں ۱۲ نشستیں ہیں۔ ۱۱ منزل سے ۱۷ منزل تک کا تمام علاقہ لیجسلیچر سکریٹریٹ کے دفاتر کے لیئے مختص کر دیا گیا ہے۔

نمایاں سہولیات :

ٹاور بلاک میں اراکین مجلس قانون ساز کے لیئے دو کینٹین، ایک کتب خانہ، ریڈنگ روم، خاتون و مرد ایم ایل اے، ایم ایل سی اراکین کے لیئے علیحدہ لانج، ڈاک گھر، اسٹیٹ بینک کا دفتر، ریل اور ہوائی جہاز کے ٹکٹوں کی بکنگ کا انتظام کیا گیا ہے۔ ٹیلیفون، فائر بریگیڈ اور پولیس عملہ کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ ملاقاتیوں کے لیئے ویٹنگ روم اور ٹیلی فون بوتھ گراؤنڈ فلور اور پہلے منزل پر بنائے گئے ہیں۔

بجلی کا کام :

پورے پروجیکٹ کو ۱۸۰۰ کلوواٹ بجلی درکار ہوتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیئے ۱۰۰۰ کے۔ وی۔ اے کے تین ٹرانسفارمر نصب کئے گئے ہیں ان تین میں سے ایک زائد ہوگا، جسے بوقت ضرورت کام میں لایا جائیگا پوری عمارت میں پوشیدہ وائرنگ کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں خصوصی سوئچ گیئر رائزنگ مین لگائے گئے ہیں۔ آڈیٹوریم میں ۴۵ سے ۶۰۰ تک لیمپ کے ذریعہ ۳۰۰ لکس روشنی فراہم کی گئی ہے۔

ٹاور کے مرکزی دائرہ نما حصے میں چار تیز رفتار لفٹ لگائی گئی ہیں، جو ۱۰۰ میٹر فی منٹ کی رفتار سے چلتی ہیں۔

ایرکنڈیشن اور ہوا کے داخلہ کا انتظام :

اسمبلی ہال، کونسل چیمبرس، وزیروں کے کمرے اور دیگر اہم کمروں کو مرکزی طور پر ایرکنڈیشن کیا گیا ہے۔ اس کے لیئے عمارت کے زیریں حصے میں ۴۵۰ ٹن گنجائش کا ایک یونٹ نصب کیا گیا ہے۔ عمارت کے زیریں حصے میں ہوا کی آمد و رفت کے لیئے خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔

ساؤنڈ سسٹم اور برموقع ترجموں کا انتظام :

اسمبلی ہال اور کونسل چیمبر میں ہر دو اراکین کے درمیان ایک اسپیکر اور مائیکروفون مہیا کیا گیا ہے۔ ایوان کی کارروائی بیک وقت تین مختلف زبانوں میں سنی جا سکتی ہے۔ مرکزی ہال میں ۶ زبانوں میں ترجمے فراہم

نئے کونسل ہال میں ناظرین کی گیلری

کرنے کا انتظام کیا جارہا ہے تاکہ یہاں بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد کی جاسکیں۔

آٹومیٹک ووٹ ریکارڈنگ :

یہ جدید ترین آلہ ہے' اس کے استعمال سے فوراً، خود بخود ووٹوں کا اندراج ہوجاتا ہے۔ یہ سہولت صرف ایوانِ عام اور ایوانِ خاص میں فراہم کی گئی ہے۔

آگ سے تحفظ اور فائر-الارم سسٹم :

فلک بوس عمارتوں سے متعلقہ قوانین کی روشنی میں آگ سے تحفظ آگ بجھانے اور آگ لگنے پر ہوشیار کرنے کے تمام تر انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس مقصد کے تحت ملٹی اسٹیج، ملٹی آؤٹ لیٹ، ہائی پریشر پمپ، نمی زیادہ کرنے والے آلات، اسپرنکلرس اور متعدد جدید آلات نصب کئے گئے ہیں۔

ہائیڈرونیومیٹک سے پانی کی فراہمی :

اس جدید طریقے کی مدد سے بڑی جسامت کے ٹینکوں سے نجات حاصل کی گئی ہے اور بالائی حصے میں نصب چھوٹے ٹینکوں سے مسلسل پانی کی فراہمی کا انتظام کیا گیا ہے۔

متفرقات : عمارت میں کُل ۴۵ گھڑیاں نصب کی گئی ہیں۔ یہ تمام گھڑیاں ایک ماسٹر کلاک کے زیرِ اثر ہیں اور سب صحیح وقت بتاتی ہیں۔ اچانک بجلی میں خلل پڑجانے سے ضروری کارروائیوں میں رکاوٹ دور کرنے کے لئے ایک ڈیزل جنریٹنگ سیٹ نصب کیا جارہا ہے۔

قابلِ ذکر خصوصیات :

اس عمارت کی تعمیر میں ۱۵،۰۰۰ ٹن سیمنٹ اور ۵،۰۰۰ ٹن فولاد صرف ہوا۔ اس کے علاوہ شور شرابے سے تحفظ کا انتظام، اسمبلی ہال، کونسل ہال اور مرکزی ہال کی دیواروں کی اندرونی سجاوٹ، مرکزی دائرہ نما حصہ پر نصب کردہ ۵،۶ میٹر اونچا چار ٹن وزنی کانسہ کا قومی نشان' ۱۶۲ موٹروں کے کھڑے کرنے کی سہولت (۶۶ عمارت کے زیریں حصے میں، ۵۶ احاطے میں اور ۴۰ احاطے کے باہر)' بیضوی شکل کے حوض میں جھنڈا لگانے کے لئے ۵۵ فٹ اونچا مستول' یہ سب تعمیری فن کی بہترین تکمیل کرتے ہیں۔ عمارت کے احاطے میں اولین سماجی مصلح مہاتما جیوتی با پھلے کا ایک مجسمہ نصب کیا جائے گا۔ عمارت کے احاطے کی ۲،۴۵ میٹر خوبصورت جالی سے احاطہ بندی کی جائے گی۔

ماضی کی جھلکیاں :

پُرانا کونسل ہال ۱۸۷۶ء میں بطور "ملاح گھر" بنایا گیا تھا، ۱۹۲۸ء میں حکومت نے اسے لے لیا اور بعد میں اسے مجلس قانون ساز کے اجلاس کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ آزادی کے بعد بڑھتی ہوئی ترقیاتی سرگرمیوں کے پیشِ نظر پُرانے کونسل ہال میں اراکین و عملے کے لئے جگہ تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ عمارت بھی پُرانی ہورہی تھی لہٰذا بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے اور اراکین کو مزید سہولیات فراہم کرنے کے لئے تاکہ وہ اپنا کام بہتر اور مؤثر ڈھنگ سے انجام دے سکیں' یہ طے پایا کہ منترالیہ کے سامنے خالی پڑے ہوئے تین پلاٹوں پر نیا کونسل ہال تعمیر کیا جائے۔ اس کی تعمیر کا کام ۲۷ مئی ۱۹۷۴ء کو شروع ہوا، اور اب جاکر ختم ہوا ہے۔ بمبئی پریسیڈنسی کی ۱۰ اراکین پر مشتمل مجلس قانون ساز کی پہلی میٹنگ ۲۲ جنوری ۱۸۶۲ء کو ٹاؤن ہال کے دربار ہال میں منعقد ہوئی تھی۔ اس میٹنگ کی صدارت بمبئی پریسیڈنسی کے اس وقت کے گورنر سر جارج رسیل کلارک نے کی تھی۔ کونسل کے نامزد کردہ اراکین میں جگناتھ شنکر سیٹھ، جمشید جی جیجی بھائی اور سردار مادھو راؤ وِنچورکر جیسی عظیم ہستیاں شامل تھیں۔

ہندوستانی اراکین کی سہولت کے لئے اس وقت کی حکومت نے ایک ترجمان مقرر کیا تھا تاکہ وہ اجلاس کی کارروائی کو سمجھ سکیں۔ ۱۸۹۲ء میں لیجسلیٹیو کونسل کے اراکین کی تعداد ۱۰ سے بڑھا کر ۲۰ کی گئی۔ انڈین کونسل ایکٹ بابت ۱۹۰۹ء کے تحت انتخابات کا طریقہ شروع کیا گیا جس کی رو سے ۵۰ اراکین کے ایوان میں ۲۱ اراکین کو چنا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں اراکین کی تعداد ۱۱۱ کی گئی، جس میں سے ۷۰ فیصد چناؤ کے ذریعہ منتخب ہوئے تھے۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ بابت ۱۹۱۹ء کے تحت دو عملی طریقہ شروع کیا گیا۔ امور کو دو مدوں میں بانٹا گیا۔ ایک معیّن اُمور دوسرا قابلِ ردو بدل امور۔ لیجسلیٹیو کونسل کا دائرۂ اختیار صرف ردو بدلِ اُمور تک محدود تھا جبکہ گورنر اور اس کے وزراء کا دائرۂ اختیار معینہ اُمور کی حد تک۔ اس ایکٹ کے تحت گورنر لیجسلیٹیو کونسل کی رکنیت سے الگ ہوتے ہوئے بھی کونسل سے خطاب کرنے اور اجلاس

بلانے کا اختیار رکھتے تھے۔

پہلے نامزد کردہ صدر سر نارائن گنیش چنداورکر تھے۔ ان کی مدت کار ختم ہونے کے بعد سر ابراہیم رحمت اللہ، سر علی محمد خاں دہلوی، اور سر حسین علی رحمت اللہ کونسل کے صدر بنے۔ کونسل کے دیگر معروف اراکین میں راؤ صاحب وشوا ناتھ نارائن منڈیک (۸۴-۱۸۸۰ و ۷-۱۸۷۲ء)، راؤ بہادر گوپال ہری دیشمکھ عرف لوکھیٹ واڑی (۸۲-۱۸۸۰ء)، جسٹس مہادیو گووند راناڈے (۹۳-۱۸۹۰ء) سر فیروز شاہ مہتہ (۱۳-۱۹۰۱ء، ۱۹۰۰-۱۸۹۸ء، ۹۶-۱۸۹۳ء) لوکمانیہ بال گنگا دھر تلک (۹۷-۱۸۹۵ء)، بال چندر کرشنا جی بھاٹو نکر (۳-۱۹۰۱ء، ۹۹-۱۸۹۷ء)، گوپال کرشن گوکھلے (۱-۱۹۰۰ء) اور ڈاکٹر رام کرشنا گوپال بھنڈارکر (۸-۱۹۰۴ء) کے نام شامل ہیں۔

گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے تحت دو ایوانی طریقہ رائج کیا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں پہلی لیجسلیٹو اسمبلی بنی اور کانگریس برسراقتدار آئی۔ ستمبر ۱۹۳۷ء میں شری بی۔ جی کھیر صوبۂ بمبئی کے وزیر اعظم بنے (اُن دنوں وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم کہا جاتا تھا) شری جی۔ وی۔ ماؤلنکر لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر منتخب ہوئے اور شری منگل داس پکواسا لیجسلیٹو کونسل کے چیرمین منتخب ہوئے۔

۱۹۳۹ء میں حکومتِ برطانیہ نے یک طرفہ فیصلہ لیتے ہوئے برطانیہ عظمیٰ اور جرمنی کے درمیان چلی دوسری عالمگیر جنگ میں ہندوستان کو بھی شامل کر لیا۔ برطانوی حکومت کے اس اقدام کی مخالفت میں کانگریس کی ہدایت پر کھیر وزارت نے استعفیٰ دیدیا۔

حالانکہ لیجسلیٹو اسمبلی معطل تھی پھر بھی شری ماؤلنکر ۱۹۴۶ء تک بدستور اسپیکر بنے رہے اور شری پکواسا بھی چیرمین رہے۔

مارچ ۱۹۴۶ء میں اسمبلی کے انتخابات ہوئے اور نتیجتاً شری کھیر دوبارہ وزیر اعظم بنے۔ شری کندن مل سوبھا چند فیرودیا اور شری منگل داس پکواسا بالترتیب اسمبلی کے اسپیکر اور کونسل کے چیرمین بنے۔

۱۹۴۷ء میں اقتدار کی منتقلی کے بعد ۲۶ جنوری ۱۹۵۰ء کو جب ہندوستان خود مختار جمہوریہ بنا تو پہلے عام انتخابات مارچ ۱۹۵۲ء میں بالغ رائے دہندگی کے ذریعہ عمل میں آئے۔

گذشتہ ۳۱ سالوں کی تاریخ اتنی پرانی نہیں کہ اس کا اعادہ کیا جائے۔

**

قارئین کے لئے ضروری اعلان

ہماری یہ خواہش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے لہذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

۱۹۲۱ء کے بعد چیرمین اور اسپیکر

بمبئی لیجلیٹو کونسل

(۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۷ء تک)

چیرمین:

۱) سر نارائن گنیش چنداورکر
(۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک)

۲) سر ابراہیم رحمت اللہ
(۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۷ء تک)

۳) سر علی محمد خاں دہلوی
(۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۶ء تک)

۴) سر حسین علی رحمت اللہ
(۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۷ء تک)

بمبئی لیجلیٹو اسمبلی

(۱۹۳۷ء سے ۱۹۶۰ء تک)

اسپیکر:

۱) شری گنیش واسودیو ماؤلنکر
۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۶ء تک

۲) شری کندن مل سوبھاچند فیروڈیا
۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۲ء تک

۳) شری دتاتریہ کاشی ناتھ کنیٹے
۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک

۴) شری سایاجی لکشمن سیلم
۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک

مہاراشٹر لیجلیٹو اسمبلی

(۱۹۶۰ء اور اس کے بعد)

۱) شری سایاجی لکشمن سیلم
(۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۲ء تک)

۲) شری ترمباک شیو رام بھارڈے
(۱۹۶۲ء سے ۱۹۷۲ء تک)

۳) شری شیش راؤ کرشنا راؤ وانکھیڈے
(۱۹۷۲ء سے ۱۹۷۷ء تک)

۴) شری ڈی. کے. الیاس [illegible]
(۱۹۷۷ء سے ۱۹۷۸ء تک)

۵) شری شیو راج وشونا تھ راؤ پاٹل
(۱۹۷۸ء سے ۱۹۷۹ء تک)

۶) شری پران لال ہرکسن داس ووہرا
(۱۵ فروری سے ۳ جون ۱۹۸۰ء تک)

۷) شری شرد شنکر دیگھے
(۲ جولائی ۱۹۸۰ء سے —)

بمبئی لیجلیٹو کونسل

(۱۹۳۷ء سے ۱۹۶۰ء تک)

چیرمین:

۱) شری منگلداس منچھارام پکواسا
(۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک)

۲) شری رام چندر گنیش سومان
(۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک)

۳) شری رام راؤ سری نواس راؤ ہکیریکر
(۱۹۵۲ء سے ۱۹۵۶ء تک)

۴) شری بھوگی لال دھیرج لال لالہ
(۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک)

مہاراشٹر لیجلیٹو کونسل

(۱۹۶۰ء سے آگے)

چیرمین:

۱) شری وِٹھل سکھا رام پاگے
(۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۸ء تک)

۲) شری رام کرشنا سوریہ بھان جی گوائی
(۱۹۷۸ء سے —)

نئے کونسل ہال میں
وزراء کے
کمروں
میں سے
ایک کمرہ

ریاست میں نصابی کتب کا معاملہ

* ڈاکٹر بلی رام ھیرے، وزیر تعلیم وصدر ادارۂ نصابی کتب پونے، ریاست مہاراشٹر

ھر سال تعلیمی سال کے شروع ھوتے ھی طلبہ اور ان کے والدین یا سرپرست نصابی کتب کی غیر دستیابی کی شکایت سناتے ھیں۔ لیکن شاید ھی کوئی اس سلسلے میں حائل دشواریوں کو جاننے کی زحمت کرتا ھوگا۔ اس مضمون میں ٹیکسٹ بک بیورو (ادارۂ نصابی کتب) کی کارکردگی اور اسے درپیش مشکلات کا جائزہ پیش کیا گیا ھے۔ یاد رھے کہ یہ ادارہ بالکل ھی "نہ نفع نہ نقصان" کی بنیاد پر نصابی کتب تیار کرتا ھے اور صرف اس مقصد سے کہ طلبہ کو مناسب داموں پر ایکسرسائز کاپیاں اور نصابی کتب مل سکیں۔

۱۴ سال پیشتر مہاراشٹر کی اسکولی زندگی سے" لفظ بال بھارتی" کا رشتہ قائم کیا گیا تھا اور اب تک یہ رشتہ اسکولی بچوں کے ساتھ قائم ہے۔ بال بھارتی صرف نصابی کتب کا نام ہی نہیں۔ بلکہ اس ادارہ کا بھی نام ہے جو مختلف مضامین کی نصابی کتابیں تیار کرتا ہے۔ آیئے اب ہم ان دشواریوں کا ذکر کریں جنکے نتیجہ میں نصابی کتابوں کی تیاری ممکن نہیں ہو پاتی اور شکایتوں کا سبب بن جاتی ہیں

ٹیکسٹ بک بیورو کے قیام سے پہلے نصابی کتب کی اشاعت پرائیویٹ پبلشرز اور حکومت کے اشتراک سے ہوا کرتی تھی۔ چونکہ مہاراشٹر ودربھ مراٹھواڑہ اور مغربی مہاراشٹر کیلئے جدا جدا نصاب تھے اس لئے نصابی کتب میں بھی یکسانیت نہیں ہوتی تھی۔ اس طرح نصابی کتب کی منظوری کے سلسلے میں شکایتیں سنی جاتی تھیں تعلیمی اداروں پر دباؤ ڈالا جاتا تھا کہ وہ بھی فہرست کے مطابق نصابی کتب منظور کریں۔

ان حالات کے پیش نظر نصابی کتب کو قومیانے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ ریاست بھر میں یکساں تعلیم اور یکساں معیار قائم ہوسکے، اسکے علاوہ حکومت ہند کی مقرر کردہ کئی مختلف کمیٹیوں نے بھی اپنے جائزے میں کئی خامیوں کی نشاندہی کی۔ انڈین ایجوکیشن کمیشن جسے کوٹھاری کمیٹی کہا جاتا ہے کی سفارش پر کہ ریاستی محکمہ تعلیم نصابی کتب کی تیاری کا کام اپنے ذمہ لے، حکومت مہاراشٹر نے ۲۷ جنوری ۱۹۶۷ء کو مہاراشٹرا اسٹیٹ بیورو آف ٹیکسٹ بکس پروڈکشن اینڈ کریکیولم ریسرچ نامی ادارہ قائم کیا۔

یہ بیورو سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ اور پبلک ٹرسٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس وقت کے صدر نے بیورو کا مقصد معین کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ "معیاری نصابی کتب کی تیاری، مناسب داموں کا یقین، صحیح تقسیم اور نصاب تعلیم میں بہتری اور ریسرچ اس بیورو کا مقصد خاص ہوگا۔"

۱۹۶۷ء میں بیورو کے قیام کے بعد ابتدا میں صرف ایک کتاب کی ۲۷ لاکھ کاپیاں چھاپی گئیں۔ ۱۹۶۸ء تا ۱۹۷۱ء کے دوران بیورو نے مراٹھی میڈیم کی اول تا آٹھویں جماعت کے لئے ،، سرورق اور دیگر زبانوں کے لئے ۳۰۱ سرورق شائع کئے۔ آج اس بیورو کو مختلف زبانوں میں ۶۸۹ سرورق شائع کرنے پڑتے ہیں۔ اور انکی مجموعی تعداد ہے ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ کاپیاں نصابی کتب کی اشاعت کے وقت بیورو اس جانب خاص توجہ دیتا ہے کہ نصابی کتب دلکش دکھائی دیں۔ کتب کے مواد کو بہترین انداز میں مزین کیا جاتا ہے تاکہ بچوں کو بھلا معلوم ہو اور وہ

پونے میں واقع ادارہ نصابی کتب (ٹیکسٹ بک بیورو) کی عمارت کا نام "بال بھارتی" رکھا گیا ہے۔ جو اس اعتبار سے بالکل مناسب ہے کہ اس ادارہ نے سب سے پہلے مہاراشٹر کے اسکولوں میں نصابی کتب جاری کیں۔
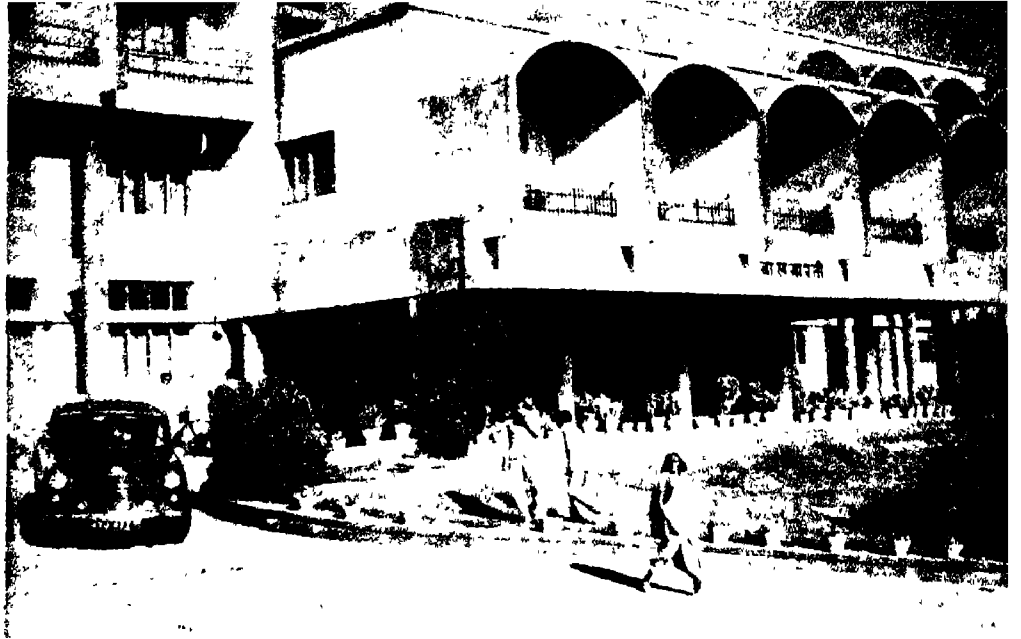
نصابی کتب کی تقسیم۔ بیورو کے اپنے علاقائی ڈپو سے رجسٹرڈ بیوپاریوں اور امداد باہمی اداروں وغیرہ کو نصابی کتب کی تقسیم عمل میں آئی ہے۔

....،۲۷ کتابوں کے ذخیرہ پر مشتمل ٹیکسٹ بک بیورو کی لائبریری۔

کتاب کو شوق سے پڑھیں۔ اس سے پہلے بچوں کیلئے ریاضی سائنس جیسے مضامین کی کتابوں کو اتنے دلکش انداز میں کبھی نہیں پیش کیا گیا۔ پرنٹنگ اور بائنڈنگ کے معیار کو بھی بہتر بنانے پر بیورو توجہ دیتا ہے۔ ریاست کے نامور آرٹسٹوں کی مدد سے ریاضی جیسے خشک مضمون کو بھی خوبصورت تصویروں کے ذریعہ دلچسپ اور جاذب نظر بنایا گیا۔

کوئی بھی نصابی کتاب محض کسی سے لکھوا کر شائع نہیں کی جاتی۔ اسکے لئے ہر مضمون سے متعلق ماہرین کی ایک کمیٹی ہوتی ہے۔ ایسی کل گیارہ سبجیکٹ کمٹیاں ہیں جس میں سات زبانوں یعنی مراٹھی، ہندی، انگریزی، گجراتی، اردو، کنڑ اور سندھی کے لئے سات لسانی کمیٹیاں اور چار مضامین تاریخ، جغرافیہ، سائنس اور ریاضی کے لئے چار سبجیکٹ کمیٹیاں مقرر ہیں۔ ہر کمیٹی کا ایک چیرمین ہے ان کمیٹیوں کے اراکین کے انتخاب میں ریاست کے تمام علاقوں کو مناسب نمائندگی دیجاتی ہے۔ اساتذہ، ماہرین، ادیب اور سماجی کارکنوں کی بھی مدد لیجاتی ہے یہ کمیٹیاں سب سے پہلے مسودہ تیار کرتی ہیں، بعد میں کمیٹیوں کے اراکین دوبارہ مسودہ کی جانچ کرتے ہیں اس کے بعد تجربہ کار اساتذہ اور ماہرین کی رائے جاننے کے لئے مسودہ ان کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ کبھی کبھار منتخب اسکولوں میں آزمائش کیجاتی ہے اس سے کمیٹی کو خامیاں جاننے اور دور کرنے کا موقعہ ملتا ہے آخر میں مسودہ کو اشاعت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

ٹیکسٹ بکس بیورو مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سکنڈری اینڈ ہائر سکنڈری ایجوکیشن کیجانب سے آٹھویں تا بارہویں جماعت کے لئے تیار کردہ نصابی کتب شائع اور تقسیم کرتا ہے۔ مذکورہ ریاستی بورڈ کے لئے بیورو نے ابتک ۳۰۰ سرورق شائع کئے ہیں۔

اس کے علاوہ سائنس کے مضمون میں نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ (این سی۔ ای آر۔ ٹی) نئی دہلی کی شائع کردہ کتابوں کا ترجمہ بھی بیورو شائع کرتا ہے۔ اردو میں بھی سائنس کی نصابی کتب شائع کی گئیں ہیں۔ اساتذہ کے لئے ٹیچرز ہینڈ بک بھی بیورو شائع کرتا ہے۔

بیورو کے قیام سے پہلے نصابی کتب کے سلسلے میں کوئی ریسرچ یا ترقیاتی انتظام نہیں تھا۔ نصابی کتب کے معیار کو اعلیٰ بنانے کیلئے ان شعبوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے بیورو نے خود اپنا شعبۂ ریسرچ تشکیل دیا۔

بیورو کا یہ شعبہ نصابی کتب کی آزمائش کرتا ہے سیمینار اور دیگر پروگرام مرتب کرتا ہے جس سے سبجیکٹ کمیٹی کو نصاب بہتر سے بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے اس کے علاوہ ریسرچ کے ماہرین کو چند پروجیکٹ بھی دیئے جاتے ہیں اور ان کے لئے باقاعدہ وظیفہ بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ شعبۂ ریسرچ نے اب تک کل ۲۱۹ پروجیکٹ مکمل کئے ہیں۔

شعبۂ ریسرچ کا ایک اور کام یہ بھی ہے کہ وہ ملک اور بیرون ملک کی پرانی اور نئی نصابی کتابوں کو جمع کرتا ہے۔ اس سے نصاب میں بہتری پیدا کرنے اور نصابی کتب کے معیار کو اعلیٰ بنانے کا کام آسان ہو جاتا ہے بیورو کی ایک عظیم لائبریری بھی ہے جس میں تقریباً ۲۷,۰۰۰ کتابوں کا ذخیرہ ہے۔

بیورو کا پروڈکشن شعبہ بمبئی میں واقع ہے جہاں مسودہ کی چھپائی کی جاتی ہے کنٹرولر اس شعبہ کا انچارج ہوتا ہے چھپائی کا کام ریاست بھر میں کیا جاتا ہے جسکے لئے ۱۷۵ پرنٹرز اور بائنڈرز مقرر ہیں۔

نصابی کتب کے لئے کاغذ رعایتی داموں پر حکومت ہند کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے اکثر اوقات کاغذ کی مقدار ناکافی ہو جاتی ہے جسکے نتیجہ میں تاخیر پیدا ہوتی ہے۔ اس سال صورت حال اطمینان بخش ہے ابتک ۶۸۹ نصابی کتب تیار کی جا چکی ہیں عام طور پر ہر سال دو کروڑ کاپیوں کی دوبارہ چھپائی کرنی پڑتی ہے۔

اس ایک دشواری کے علاوہ چند دوسری دشواریاں بھی ہیں۔ مثلاً کتابوں اور سرورق کی نقل و حمل، بائنڈنگ، مطبع خانوں میں کام کی رفتار، پریس میں ہڑتال وغیرہ۔ ساتھ ہی ساتھ بجلی کی کمی سے بھی چھپائی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ پھر بھی بیورو اس بات کی پوری کوشش کرتا ہے کہ نصابی کتب وقت پر دستیاب ہو جائیں۔ اس سال تقریباً تمام دشواریوں پر قابو پا لیا گیا ہے اور امید ہے کہ نصابی کتب جلد ہی فروخت کے لئے دستیاب ہو جائیں گی۔

جہاں تک تقسیم کاری کا تعلق ہے، اس کے لئے گورے گاؤں (بمبئی) پونے، ناگپور اور اورنگ آباد میں بیورو نے چار ڈپو قائم کئے ہیں۔ ان ڈپو سے رجسٹرڈ بیوپاریوں، امداد باہمی سوسائیٹیوں مثلاً اپنا بازار وغیرہ کو نصابی کتب فروخت کیلئے تقسیم کی جاتی ہیں۔ اکثر اوقات ایک ڈپو سے دو سے

قومی راج

۲۵ مئی ۱۹۸۱ء

ڈپو تک نقل وحمل کی دشواری کے سبب بھی تقسیم کاری مشکل ہو جاتی ہے۔ نصابی کتب کے علاوہ غیر نصابی کتابیں بھی بیوریو شائع کرتا ہے۔ مثلاً سنسکار واچن مالا، پرکوشس نقشے، گاندھی سمرتی منجوشی، چارٹ، ٹیچرز ہینڈ بک وغیرہ وغیرہ۔ بیوریو بچوں کا مقبول رسالہ "کشور" بھی شائع کرتا ہے۔

پہلے تمام کاپیاں مقررہ اشخاص ہی تیار اور تقسیم کیا کرتے تھے۔ کاپیوں کی عدم دستیابی کی شکایت عام ہونے کی وجہ سے گذشتہ سال ریاستی حکومت نے بیوریو کو کاپیوں کی اشاعت اور تقسیم کی ذمہ داری سونپی۔ اس سال یعنی ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران بیوریو کی جانب سے ۴۸ صفحات، ۸ صفحات اور ۱۹۲ صفحات کی کاپیاں شائع کی جارہی ہیں۔ پہلے مرحلہ میں تقریباً ۲ کروڑ ۸ لاکھ کاپیاں شائع کی جائیں گی۔ اسکے علاوہ دیگر ایجنسیوں کی تیار کردہ کاپیوں کی تقسیم بھی بیوریو کے ذریعہ کی جائے گی۔ اس کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ کنزیومر کو آپریٹیو فیڈریشن کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔

پرائمری مدرسوں میں کاپیوں کی تقسیم پنچایت کمیٹیوں کے ذریعہ کی جائے گی۔ ان کاپیوں کی خریداری کے لئے تعلیمی اداروں کو حکومت نے مالی امداد بھی دی ہے۔ نصابی کتب اور کاپیوں کی فراہمی میں بیوریو "نہ نفع نہ نقصان" کے اصول کا پابند ہے اسلئے کتابوں کی قیمت صرف کاغذ، نقل وحمل اور دیگر ضروری اخراجات کو دھیان میں رکھتے ہوئے مقرر کی جاتی ہے، جاری سال کے دوران نصابی کتب کی قیمتوں میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے جو گذشتہ ۴-۵ سالوں کے دوران چھپائی کے اوزار، کاغذ، نقل وحمل کے اخراجات میں اضافہ کے سبب ناگزیر ہے۔ پرائمری اسکولوں کی کاپیوں کی قیمت میں صرف ۵ ۲ پیسہ کا اضافہ کیا گیا ہے اعلیٰ جماعتوں کی کاپیاں کی قیمتوں میں یہ اضافہ کچھ اور زیادہ ہے۔

بورڈ آف گورنرز بیوریو کے تمام امور کی دیکھ بھال کرتا ہے اس کے علاوہ کئی دیگر کمیٹیاں مثلاً ایگزیکیوٹیو فنانس کمیٹی اکادمک کونسل وغیرہ بھی اس کام میں معاون ہوتی ہیں ٹیکسٹ بک بیوریو کا سربراہ ڈائرکٹر ہوتا ہے۔ بورڈ آف گورنرز تعلیم طباعت اور سماجی خدمت کے متعلقہ ماہرین منتخب کرتا ہے۔

مذکورہ ریاستی بیوریو کی تیار کردہ کتب کو این سی ای آر ٹی کے ماہرین نے پسند کیا ہے۔ تیسری جماعت کی تاریخ، سائنس اور ریاضی کی نصابی کتب کو بہترین طباعت پر انعامات بھی دیئے گئے ہیں۔ بچوں کے رسالہ "کشور" کو آل انڈیا پرنٹنگ کمپٹیشن میں دوبار انعام دیا جاچکا ہے۔

ان کامیابیوں کے نتیجہ میں گو کہ بیوریو کے مزید حوصلے بلند ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود بیوریو کی اب بھی یہی کوشش ہے کہ نصابی کتب کے معیار کو مزید بہتر بنایا جائے۔ اس سلسلے میں کئی منصوبے بنائے گئے ہیں۔ ان میں بین الاقوامی میوزیم برائے نصابی کتب کا قیام، اسکول ڈکشنری کی تیاری، اساتذہ کیلئے "تدریسی لوازم" کا منصوبہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ مشہور اساتذہ کی سوانح حیات کی اشاعت بیوریو کا سب سے اہم منصوبہ ہے بیوریو "کوالٹی کنٹرول یونٹ" بھی قائم کرنا چاہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوریو نے اپنی اس ذمہ داری کو کہ نصابی کتب وقت پر دستیاب ہوں، نہ کبھی نظر انداز کیا ہے اور نہ کر سکے گا۔ اپنے منصوبوں میں چاہے وہ کتنا بھی اضافہ کرے بیوریو نصابی کتب کی وقت پر دستیابی کی ذمہ داری کو بخوبی پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش ہمیشہ کرتا رہتا ہے۔

قلمی معاونین

سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔ مضمون کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصلی نام بھی تحریر کریں ——
غیر طلبیدہ مضامین کی نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔ (ادارہ)

مہاراشٹر میں ٹکنیکل تعلیم اور انجینئرنگ کالجس

سائنس اور ٹکنالوجی کی بڑھتی ہوئی ترقی نے دورِ حاضر کے انسان کو مجبور کردیا ہے کہ وہ ایسے علوم حاصل کرنے پر خصوصی توجہ دے جس سے نہ صرف کم وقفہ میں بہتر روزگار کے مواقع دستیاب ہوں بلکہ موجودہ ترقیات سے بھی اسے واقفیت حاصل ہوجائے۔ انسان کی اسی ذہنیت نے اسے مجبور کردیا ہے کہ وہ علوم عمرانیات کی تعلیم پر ٹکنیکل علوم کے حصول کو اوّلیت دے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ہر قوم رفتہ رفتہ ٹکنیکل تعلیم کی جانب راغب ہوتی جارہی ہے۔ موجودہ زمانے کی ترقیات سے انسان کو یہ سبق ملا ہے کہ بے جا پابندیوں میں رہ کر اپنے اوقات خراب کرنا زندگی نہیں بلکہ بڑھتی ہوئی مادّی، سائنسی اور ٹکنالوجی کی ترقی سے واقفیت حاصل کرکے اُسے قومی، سماجی اور اقتصادی بھلائی کے لئے استعمال کرنا بھی زندگی ہے۔ اسی مقصد کے تحت آج کے انسان کی زندگی سائنسی اور تکنیکی علوم سے واقفیت پر صرف ہورہی ہے۔

دنیا کے لاتعداد ممالک میں کروڑہا تعلیمی ادارے، جامعات اور کالجوں کا جال پھیلا ہوا ہے جن کا مقصد ملک کی ہمہ جہتی ترقی کے ساتھ ساتھ ہر فرد کی زندگی کے معیار کو بلند کرنا بھی ہے۔ دورِ حاضرہ میں انسانی زندگی کا معیار صرف ٹکنیکل ترقی اور سائنسی ایجادات سے واقفیت کے بعد انھیں افادی مقاصد کے لیے استعمال کرنے سے ہی بلند ہوسکتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اسی مقصد کو پانے کے لئے کوشاں ہیں کہ کسی طرح انسان کی معیارِ زندگی میں تبدیلی لائی جائے اور اسے دورِ حاضرہ کے آداب سکھائے جائیں تاکہ وہ اس سائنسی دور میں نہ صرف امن کی سانس لے سکے بلکہ دوسروں کو بھی بہتر سے بہتر ترقی کے مواقع فراہم کر سکے۔ دنیا کی ہر تعلیم کا مقصد یہی ہے اور ہر یونیورسٹی یا کالج اسی نصب العین کے تحت طلباء کو تعلیم دینے کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔

دنیا میں زیادہ آبادی والے ممالک میں ہندوستان دوسرے نمبر پر ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں تعلیم کا مسئلہ شدید پیچیدہ ہے اس پر ستم ظریفی یہ کہ یہاں پر بھانت بھانت کی زبانوں کا چلن ہے اس کے باوجود بھی ملک کی تعلیمی پالیسی اس قدر جامع ہے کہ یہاں پر ہر سال کالجوں، جامعات، ٹکنیکل اسکولس اور مدارس کا اضافہ ہوتا ہی رہتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہندوستان میں عوام کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ ملک کی مختلف ریاستوں میں کالجوں اور جامعات کا ایک جال پھیلا ہوا ہے جن کے تحت سائنسی، ٹکنالوجی، علمی، ادبی، قانونی، ڈاکٹری غرض ہر قسم کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ یہاں کے عوام کو ٹکنیکل تعلیم کے بہتر سے بہتر مواقع دستیاب ہوجائیں۔

ہندوستان کی منجملہ ریاستوں میں مہاراشٹر کو چوتھی حیثیت حاصل ہے یہ ملک کی چوتھی بڑی ریاست کا درجہ رکھتی ہے۔ یہاں کی آبادی اور عوام کے مسائل دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں بالکل مختلف ہیں کیونکہ یہاں کی آب وہوا اور موسم ہمیشہ عوام کے حق میں رہے ہیں۔ جس کے ساتھ ہی اس ریاست میں ابتداء ہی سے تعلیمی سرگرمیوں کا دور دورہ رہا ہے متعدد مصلحین نے ابتداء میں ہی مہاراشٹر میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے تحریکیں چلائیں جس کے طفیل میں اس ریاست کو بہتر

قومی راج

۲۵ رمئی ۱۹۸۱

تعلیمی ماحول میسر آیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس ریاست میں غیر سرکاری اداروں کی بہتات ہے جو تعلیمی اغراض کی تکمیل کر رہے ہیں۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد مہاراشٹر حکومت نے کئی اصلاحات کے ذریعہ تعلیمی ترقی پر خصوصی توجہ دی۔ جس کے ساتھ ہی سائنس اور ٹکنالوجی کے مختلف ادارے قائم کر کے یہاں کے عوام کو سہولتیں فراہم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ مہاراشٹر، ہندوستان کی ایک ایسی ریاست ہے جہاں مختلف سائنس اور ٹکنالوجی کے خانگی ادارے قائم ہیں۔ ٹاٹا۔ برلا اور دیگر خاندانوں نے اپنے ادارے قائم کرنے کے لیے اس ریاست کا انتخاب کیا۔ جو یہ ثبوت فراہم کرنے کے لیے کافی ہے کہ ریاست مہاراشٹر میں سائنس اور ٹکنالوجی کی تعلیم کا شہرہ عام ہونے لگا ہے اور یہاں کے عوام اس میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں۔

مہاراشٹر میں ٹکنیکل تعلیم کا طریقہ ہائی اسکول سے ہی اپنایا گیا ہے چنانچہ آٹھویں کامیاب کرنے کے بعد کوئی بھی طالب علم فنی تعلیم کے حصول کے ارادہ میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ آٹھویں سے دسویں جماعت تک فنی تعلیم کو اکیڈمک مضامین میں شامل کر کے حکومت مہاراشٹر نے یہاں کے طلباء میں سائنسی ذہن اور ٹکنیکی مزاج بنانے کی جدوجہد کا آغاز کیا ہے۔ جس کی توسیع کے لیے حکومت نے دو طرح کے ہائی اسکول کے طریقہ کو رائج کیا ہے جس کے تحت مکمل ٹکنیکل ہائی اسکولس اور ٹکنیکل ہائی اسکول سنٹرس قائم کئے گئے ہیں مکمل ٹکنیکل ہائی اسکولوں میں صرف ٹکنیکل مضامین کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے جبکہ ٹکنیکل ہائی اسکول سنٹرس میں دیگر مضامین کے ساتھ ٹکنیکل مضامین کو شمولیت دی گئی ہے اس طرح کم عمر بچوں کو فنی تعلیم سے آشنا کرنے کے لیے یہ طریقہ اپنایا گیا ہے۔ ریاست میں اس قسم کے ٹکنیکل ہائی اسکولس اور سنٹرس کی تعداد ۱۲۰ ہے جہاں پر ہر سال ۱۱ ہزار ۵۰۰ نشستوں کا اہتمام ہے اور ان مدارس کے امتحانات ریاست مہاراشٹر کے ایس ایس سی بورڈ پونے کے زیر اہتمام انجام پاتے ہیں۔ سال ۸۰ - ۱۹۷۹ میں حکومت نے ۲ سرکاری اور ۲ نیم سرکاری ٹکنیکل اسکولوں کا آغاز کیا ہے جو تھانے کے بمبئی، دھولیہ کے وینا دیار۔ عثمان آباد کے واشی مقامات کے علاوہ اورنگ آباد میں چلائے جا رہے ہیں۔

دسویں کے بعد گیارھویں اور بارھویں میں فنی تعلیم کو عام فروغ دینے کے لیے مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن نے ۲ سالہ کورس میں ٹیکنیکل مضامین کے ساتھ ۸۳ سنٹروں پر ورک شاپ ٹکنالوجی انجینیرنگ ڈرائینگ الیمنٹس آف میکانیکل انجینیرنگ کو لازمی حیثیت دی ہے۔ ان کورسس میں طلباء دسویں کا امتحان کامیاب کرنے کے بعد داخلہ لے سکتے ہیں۔

ریاست میں سرکاری انڈسٹریل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کی تعداد ۴۴ ہے جبکہ ان کے علاوہ دیگر ۲۵ خانگی انڈسٹریل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس بھی مہاراشٹر کے عوام میں صنعتی تعلیم کو فروغ دینے میں حصہ لے رہے ہیں ان صنعتی انسٹیٹیوٹس میں ۴۱ سے زیادہ ٹریڈس سکھائے جاتے ہیں۔ ہر سال سرکاری صنعتی انسٹیٹیوٹ میں ۲۱ ہزار ۲۰۷ نشستیں مختص ہیں جبکہ خانگی انسٹیٹیوٹس میں ۲ ہزار ۹۲ نشستوں کا اہتمام کیا گیا ہے اس طرح ہر سال تقریباً ۲۴ ہزار طلباء مختلف ٹریڈس میں ڈپلوما حاصل کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ عثمان آباد احمد پور اور او دگیر میں ۳ نئے ایڈیشنل انڈسٹریل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کا احیاء عمل میں لایا گیا ہے جہاں ۱۵۶ نشستیں مختص ہیں اس طرح ریاست مہاراشٹر میں فنی تعلیم کے مختلف مراکز کے قیام کے ذریعہ ریاست کو صنعتی میدان میں ترقی دلانے کی جدوجہد کی جا رہی ہے۔

مہاراشٹر میں ٹکنیکل تعلیم کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ یہاں لڑکیوں کو فنی تعلیم سے آشنا کرنے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے جس کے تحت حکومت نے بمبئی۔ پونے اور ناگپور میں ایک سالہ اور دو سالہ ڈپلومہ کورسس کو روبہ عمل لایا ہے ان کے علاوہ میڈیکل ٹکنالوجی فوڈ ٹکنالوجی کے علاوہ کلینیکل پیتھالوجی جیسے اہم کورسس سے لڑکیوں کو آشنا کیا جا رہا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت مہاراشٹر نے خواتین کو فنی تعلیم

سے آگاہ کرنے کے لیے بھی مقدور بھر کوشش جاری رکھی ہے۔

انجینیرنگ اور ٹکنالوجی میں ۳ سالہ ڈپلوما کورس کے لیۓ دسویں جماعت کامیاب کرنے کے بعد داخلے کی سہولتیں حاصل ہیں۔ اس قسم کے ۱۲ سرکاری اور ۲۹ غیر سرکاری ادارے ریاست میں ان ڈپلوما کورس کی جماعتوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ سیول اور رورل انجینیرنگ کے ڈپلومہ کورس بھی چلائے جاتے ہیں جن کے ساتھ پرنٹنگ ٹکنالوجی اور پیپر ٹننگ انڈسٹری کے ڈپلومہ کے ذریعہ ریاست میں فنی تعلیم کو پھیلانے کی طرف بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

بمبئی میں قائم انسٹیٹیوٹ آف ہوٹل مینجمنٹ جنوب مشرقی ایشیاء کا اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے جہاں غذا اور کیٹرنگ انڈسٹری کے بارے میں سائنٹفک معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ یہاں پر ۲ سالہ اور ۳ سالہ ڈپلومہ کورس میں ٹریننگ دی جاتی ہے جس کے ساتھ ہی ایک سالہ پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ اور پوسٹ ڈپلومہ کورسس بھی چلائے جاتے ہیں۔ پونے کے فلم اور ٹیلی وژن انسٹیٹیوٹ کے تحت سینما کورس میں ڈپلومہ کے علاوہ متحرک پکچر کی فوٹوگرافی کے ساتھ ساتھ ساؤنڈ ریکارڈنگ اور ساؤنڈ انجینیرنگ کے ایک سالہ ڈپلومہ کورسس کا طریقہ بھی رائج ہے۔

ریاستی حکومت نے سال ۱۹۶۹ء سے کرسپانڈنس ڈپلومہ کورسس کا بھی اہتمام کیا ہے اور ڈپارٹمنٹ آف ٹکنیکل ایجوکیشن ہر سال سیول، میکانکل اور الکٹریکل انجینیرنگ میں ڈپلومہ کے ذریعہ مراسلاتی کورس کو روا رکھا ہے اسطرح فنی تعلیم مراسلاتی بنیادوں پر عام کرنے کا طریقہ بھی مہاراشٹر میں رائج ہے۔

مہاراشٹر میں ٹکنیکل تعلیم کو عام کرنے کا ثبوت اس امر سے بھی ملتا ہے کہ یہاں کی حکومت نے انجینیرنگ میں پارٹ ٹائم ڈپلومہ کورسس کے طریقے کو بھی اپنایا ہے۔ اور بمبئی۔ پونے اور اورنگ آباد کے سرکاری پالی ٹکنیک میں سیول، میکانیکل اور الکٹریکل انجینیرنگ کورسس کے ۵ سالہ میعاد کو پارٹ ٹائم کے بنے بھی مختص کیا ہے۔ جس سے اس کورس میں دلچسپی رکھنے والے دیگر معاملات میں مشغول طلباء استفادہ کر کے اپنی زندگی سنوار سکتے ہیں۔

صنعتی ورکرس کو فنی تعلیم سے آشنا کرنے کے لیے مہاراشٹر حکومت نے ایوننگ کلاسس کا سلسلہ شروع کیا ہے جن کی جماعتیں گورنمنٹ ٹکنیکل ہائی اسکول سنٹر دادر بمبئی اور گورنمنٹ ٹکنیکل ہائی اسکول سنٹر پونے میں چلائی جاتی ہیں جہاں مختلف صنعتی اداروں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والے ورکروں کو داخلہ دیا جاتا ہے اور انھیں فٹر ٹرنر، ڈرافسٹمین (میکانیکل) اور موٹر میکانک کے ٹریڈ کے ذریعہ فنی تعلیم سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ اندازہ قائم ہوتا ہے کہ مہاراشٹر میں صرف طلباء کو فنی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دستیاب نہیں ہیں بلکہ روزگار سے وابستہ افراد کو بھی فنی میدان میں آگے بڑھنے کے لیے مختلف کورسس کے طریقے کو بروئے کار لایا جارہا ہے۔

ریاست مہاراشٹر اس حیثیت سے کافی مالدار ہے کہ یہاں ٹکنیکل تعلیم کے ہزارہا ادارے ہیں جہاں طلباء کو حصول علم کے لیے ہر قسم کی سہولتیں فراہم ہیں۔ طلباء کو فنی تعلیم دینے کے بعد انھیں روزگار کے مواقع فراہم کرنے کی غرض سے حکومت نے "اپرنٹس شپ ٹریننگ" کے طریقہ کو رواج دیا ہے جو مرکزی حکومت کے ۱۹۶۲ء کے قانون سے متعلق ہے۔ اس ٹریننگ کے ذریعہ ذہین اور ضرورت مند طلباء کو فنی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف اداروں اور فیکٹریوں میں روزگار فراہم کیا جاتا ہے تاکہ وہ تلاش روزگار میں بھٹکتے نہ پھریں اس ٹریننگ کا اطلاق تمام صنعتوں پر کیا گیا ہے چنانچہ ٹکسٹائلز۔ کیمیکل، انجینیرنگ سے متعلقہ تمام فیکٹریوں کو اپرنٹس شپ ٹریننگ کے تحت لے لیا گیا جس کے نتیجہ میں ۱۰۳ سے زیادہ ۱۵ اہم ٹریڈس کے ذریعہ ۱۶ ہزار ۱۳۰ افراد اپرنٹس شپ ٹریننگ سے مستفید ہو رہے ہیں اس ٹریننگ کے تحت مختلف فیکٹریوں میں کام کرنے والے ناخواندہ ورکرس کو حکومت کے ٹریننگ سنٹرس میں فنی تعلیم دی جاتی ہے اور تقریباً ہر سال ۵۰۰ سے زیادہ

ورکرس اس ٹریننگ سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سکنڈری اینڈ ہائر سکنڈری کی جانب سے اعلیٰ ثانوی تعلیم کو مختصر مدتی کورس میں بھی تبدیل کیا گیا ہے چنانچہ ریاست میں ہائر سکنڈری تعلیم کو تعطیلات میں چلائے جانے کے اہتمام کی غرض سے ۳۳ ادارے وکیشنل ٹریننگ کو روبہ عمل لا رہے ہیں جن کے پانچ مختلف گروپس بنا دیئے گئے ہیں جو ٹکنیکل کمرشیل، اگریکلچر فوڈ ٹکنالوجی اور فیشری سے متعلق ہیں۔ ان کورسس کو مہاراشٹر کے ۸ اضلاع میں لاگو کیا گیا ہے جن میں بمبئی عظمیٰ۔ ناشک۔ کولہاپور۔ امراؤتی اورنگ آباد۔ رتناگری۔ تھانے اور ناگپور شامل ہیں آئندہ سال سولاپور۔ عثمان آباد، قلابہ، چندرپور، ناندیڑ وردھا، ایوت محل، اکولہ اور پونے میں اسی طرح کے ۷۵ تعلیمی ادارے قائم کرنے کا جامع منصوبہ بنایا گیا ہے جہاں ایس ایس سی کے بعد دو سالہ کورسس میں دو نئے کورسس پیرا میڈیکل گروپ کو شامل کر کے ویکیشنل کورس کو تقویت پہنچائی جا رہی ہے۔

مہاراشٹر میں کرافٹسمن سرٹیفکیٹ کورسس کے تحت ٹکنیکل تعلیم کا اہتمام بھی ہے جس کے تحت ڈرافٹسمن سیول۔ ڈرافٹسمن میکانکل۔ بلڈنگ کنسٹرکشن ٹریسر، وُوڈ ٹرننگ، بید کا کام، سائن پیر اجکٹ۔ ہینڈلوم اور پاور لوم کے کام اور اون کے کام کے علاوہ کارڈبورڈ بک بائنڈنگ۔ پیرنٹنگ اور فوٹو کرافٹس کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے ان ۶ ماہ کے کورسس کا اہتمام متعلقہ علاقوں کے ریجنل ڈپٹی ڈائرکٹرس آف ٹکنیکل ایجوکیشن کی جانب سے کیا جاتا ہے۔

ریاست مہاراشٹر نے ۱۰۱ سرکاری صنعتی ٹریننگ ورکشاپس کو ڈائرکٹر آف ایمپلائمنٹ کے تحت دیدیا ہے اور ان ورکشاپس میں ڈائرکٹر آف ٹکنیکل ایجوکیشن کی جانب سے مختلف اہم اور ضروری کورسس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ۶ ماہ سے ایک سال کی مدت رکھنے والے ان کورسس میں ورکشاپ سے متعلق ہی سرٹیفکیٹ کورس کا احیاء کیا گیا ہے۔

ٹیلرنگ، زردوزی، فینسی ورک، کٹنگ اور دیگر صنعت و حرفت سے متعلقہ فنی ٹریننگ کو بھی چھ ماہی اور یکسالہ کورس میں شامل کیا گیا ہے تاکہ ریاست میں رہنے والی خواتین کو گھریلو زینت بڑھانے کے طریقے سکھائے جا سکیں۔ اس کے ساتھ ہی کوکبری کے ذریعہ عورتوں کو باورچی خانے کے آداب اور طرح طرح کے کھانے بنانے کی تعلیم دی جاتی ہے اور ایسے سنٹرس مہاراشٹر کے ہر بڑے شہر میں قائم کئے گئے ہیں۔

مہاراشٹر حکومت نے ٹریننگ سے فراغت پانے والوں کو موزوں عہدوں سے وابستہ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ مختلف سرکاری اور نیم سرکاری شعبہ جات میں انھیں روزگار کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ حکومت کے ٹریننگ اور پلیسمنٹ ونگ ۴ مقامات پر قائم ہیں، جو ریاستی انجینیرنگ، کالجس یا پھر پالی ٹکنیک سے وابستہ ہیں۔ بمبئی۔ پونے۔ ناگپور اور اورنگ آباد کے علاقوں میں ٹریننگ یافتہ کی وابستگی کو ان مقامات پر برقرار رکھا گیا ہے۔

پسماندہ علاقوں میں فنی تعلیم کے لئے حکومت نے مختلف منصوبے بنائے ہیں جن کے ساتھ ہی ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کا افتتاح بھی عمل میں لایا جا چکا ہے۔ ریاست کے پچھڑے ہوئے علاقے جیسے نندوربار (ضلع دھولے) مانک دھو (پونے) کرنجوان (ناشک) اور ونگاون (تھانے) میں ٹکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس قائم کر کے حکومت نے پست طبقات میں فنی تعلیم کو عام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے جہاں پر ۸۰۵ طلباء تربیت پا رہے ہیں اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے نندوربار میں ۲۲۸ نشستیں کرنجوان میں ۱۵۲، وانگاون میں ۷۶ اور مانک دھو میں ۲۴ نشستیں مختص کی گئی ہیں جہاں دو سالہ انجینیرنگ۔ ایک سالہ انجینیرنگ کے کورسس کے علاوہ غیر انجینیرنگ کورسس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ وائرمن۔ فٹر۔ موٹر میکانک میکانک ٹرنر۔ کارپنٹر۔ ویلڈر۔ شیٹ میٹل ورک۔ اسٹینوگرافی اور دیگر تربیتی کورسس کے ذریعہ ٹکنیکل تعلیم کے لئے سازگار ماحول پیدا کیا گیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر کے ٹکنیکل انسٹیٹیوٹس اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو گرانٹ، ماہانہ الاؤنس

اور ششماہی الاونس بھی دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی طلباء کے تعلیمی اخراجات کی کفالت کے لیے دیگر اخراجات الاونس کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اسکالرشپس دیگر طلباء کو مزید سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں۔ ان کے علاوہ ہر فنی ادارہ میں طلباء کے لیئے بک بینک کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

ٹکنیکل مدارس۔ انسٹیوٹس اور صنعتی تربیتی ادارہ جات میں حکومت نے نشستیں مختص کرنے کا طریقہ بھی رائج رکھا ہے چنانچہ ۱۳ فیصد نشستیں درج فہرست قبائل اور نوبدھ کے لیئے محفوظ ہیں۔ جبکہ درج فہرست ذاتوں اور مخصوص علاقوں سے آنیوالے افراد کے لیئے ۷ فیصد نشستیں محفوظ کی گئی ہیں۔ پست قبائل کے لیئے ۴ فیصد اور دیگر پست طبقات کے لیئے ۱۰ فیصد نشستوں کو محفوظ کرکے حکومت نے کل ۳۴ فیصد ریزرویشن کے طریقے کو رائج رکھا ہے۔ دھولے۔ ناشک اور تھانے کے صنعتی تربیتی اداروں میں شیڈول ٹرائب کی محفوظ نشستوں کا فیصد ۲۲ ہے جبکہ چندرپور۔ ایوت محل اور قلابہ میں اس فیصد کو ۱۵، ۱۴ اور ۹ کی حد تک بڑھا دیا گیا ہے تاکہ ان علاقوں میں بسنے والے پست طبقات کو فنی تعلیم حاصل کرنے کے لیے بہتر مواقع دستیاب ہوسکیں اور وہ فنی تعلیم حاصل کرنے کی جانب راغب ہوجائیں۔

ڈائرکٹوریٹ آف ٹکنیکل ایجوکیشن کی جانب سے انجینئرنگ کالجوں اور پالی ٹکنیک میں زیر تعلیم غریب اور مستحق طلباء کو اسکالرشپس اور اسٹے فنڈس بھی دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنی تعلیم میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ محسوس کریں۔ اسکالرشپ اسکیم کے تحت اوپن میرٹ اسکالرشپس، لون اسکالرشپس، اسکالرشپ برائے تعلیم انجینئرنگ اور دیگر ٹکنیکل انسٹیٹیوٹس، ٹکنیکل کیمسٹری میں تحقیق کے لیے اسکالرشپس، فلم اور ٹیلی ویژن میں زیر تعلیم طلباء کے لیئے اسکالرشپس اور سرکاری ٹکنیکل اور صنعتی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کو اسٹے فنڈ دیکر حکومت نے طلباء کی تعلیم کے استحقاق کو وسعت دی ہے۔ عام طور پر اوپن میرٹ اسکالرشپ ماہانہ ۲۵ تا ۴۰ روپیہ دیا جاتا ہے۔ لون اسکالرشپ سالانہ ۵۰۰ تا ۷۰۰ روپیے تک دیا جاتا ہے جو ایسے مستحقین کے لیے مختص ہے جن کے والدین یا سرپرستوں کی سالانہ آمدنی ۴ ہزار ۸۰۰ روپے سے کم ہو۔ دیگر اسکالرشپس کے ذریعہ ماہانہ ۷۵ روپیے یا سالانہ ۵۰۰ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو انجینئرنگ اور ٹکنیکل انسٹیٹیوٹس کے طلباء سے متعلق ہے ٹکنیکل کیمسٹری میں تحقیق کے لیئے ۱۲ اسکالرشپس کے ذریعہ سال اول میں ۱۳۰ روپے ماہانہ اور سال دوم میں ۱۵۰ روپے ماہانہ ادا کئے جاتے ہیں جبکہ فلم ڈیویژن سے متعلقہ طلباء کو ماہانہ ۴۰ روپیے اسکالرشپ لینے کا استحقاق ہے۔

ہمارا اسٹیٹ میں صرف فنی تعلیم کی ضرورت پر زور نہیں دیا گیا بلکہ دور دراز سے آنے والے طلباء کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے ہاسٹل بھی قائم کیئے گئے ہیں۔ چنانچہ پونے۔ کراڈ۔ اورنگ آباد۔ امراوتی ٹکنیکل انسٹیٹیوٹ بمبئی۔ سانگلی۔ بمبئی کے انجینیرنگ کالجوں میں جملہ ۲ ہزار ۳۷۷ نشستوں کے ذریعہ ہاسٹل کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں ان کے علاوہ جلگاؤں رتناگیری۔ دھولے۔ کراڈ۔ پونے۔ سولاپور۔ کولہاپور ناگپور۔ امراوتی۔ ایوت محل۔ کھام گاؤں۔ اورنگ آباد لاتور۔ ناندیڑ۔ کراڈ کالج آف فارمیسی اور ان کے علاقوں کے تمام سرکاری پالی ٹکنیک میں ۲ ہزار ۴۵۹ نشستوں کے ذریعہ ہاسٹل میں داخلہ کی سہولت موجود ہے جبکہ نیم سرکاری پالی ٹکنیک میں ۸۲۲ طلباء کو ہاسٹل میں قیام وطعام کی سہولت دی گئی ہے اسطرح ہمارا اسٹیٹ میں کل ۲۲ پالی ٹکنیک کالجوں میں ہاسٹل کا نظام رائج ہے۔

ہمارا اسٹیٹ میں فنی تعلیمی ادارہ جات کی تعداد کا جائزہ لیا جائے تو سال ۱۹۷۸ء کی رو سے پوسٹ گریجویٹ ڈگری سطح کے ۱۱۶ ادارے قائم تھے جن میں ۱۰۶۹ طلباء زیر تعلیم رہے۔ ڈگری سطح پر ہمارا اسٹیٹ میں ۲۹ ادارے ۱۲۰۵ طلباء کو فنی تعلیم سے آشنا کرتے رہے۔ ڈپلوما اور پوسٹ ڈپلوما سطح کے منجملہ ۱۳۸ اداروں میں ۴۷۶۰

طلباء زیر تعلیم ہے۔ پوسٹ گریجویٹ۔ پارٹ ٹائم اور کمرسیانڈ نٹس ڈپلوما سطح کے ۵ ادارہ جات ہیں ۶ ہزار ۷۴۳ طلباء متعلم رہے ۲۰۹ ٹکنیکل ہائی اسکولوں میں ۱۱ ہزار ۵۰۰ طلباء نے فنی تعلیم حاصل کی۔ انڈسٹریل ٹریننگ انسٹیٹوٹ کے جملہ ۱۰۸ اداروں میں ۴۱ ہزار ۶۳۵ طلباء نے تعلیم پائی جہاں ٹریڈ سرٹیفکیٹ کورس چلائے جاتے ہیں۔ کمرشیل اور دیگر سرٹیفکیٹ کورسس کی سطح تک ۱۲۱۲ اداروں میں ۳۶ ہزار ۴۰۰ طلباء نے تعلیم حاصل کی اسطرح مہاراشٹر میں کل ایک ہزار ۲۶۲ ٹکنیکل ادارہ جات چلائے جاتے ہیں۔

مہاراشٹر میں پوسٹ گریجویٹ سطح پر ٹکنیکل تعلیم کا طریقہ انجینیرنگ کالج سے وابستہ ہے۔ اس ریاست میں کل ۱۲ انجینیرنگ۔ فارمیسی اور آرکیٹکچر کالجس ہیں جن میں ۶ کا شمار سرکاری اداروں میں ہوتا ہے جبکہ بقیہ ۶ نیم سرکاری ہیں۔

۱۔ گورنمنٹ کالج آف انجینیرنگ، پونے: اس کالج کا قیام ۱۸۶۵ء میں ہوا۔ اس ادارہ میں سیول انجینیرنگ کی ۱۲۰ نشستیں ہیں۔ میکانکل انجینیرنگ کی ۱۲۰۔ الکٹریکل انجینیرنگ ۶۰ اور الکٹرانک و ٹیلی کمیونکیشن کی ۴۰ نشستیں۔ اسطرح اس کالج سے ۳۴۰ طلباء وابستہ ہیں۔ اس کالج میں مٹالرجی کے لئے ۶۰ اور آٹومیٹک کنٹرول کے لئے ۲۰ نشستیں مختص ہیں۔

۲۔ گورنمنٹ کالج آف انجینیرنگ۔ کراڈ۔ یہ کالج ۱۹۶۰ء میں قائم کیا گیا یہاں پر سیول۔ میکانکل اور الکٹریکل انجینیرنگ کی تعلیم دی جاتی ہے اور ہر ایک شعبہ کے لیے ۶۰ نشستیں مختص ہیں اسطرح اس کالج میں جملہ ۱۸۰ طلباء زیر تعلیم ہیں۔

۳۔ گورنمنٹ کالج آف انجینیرنگ۔ اورنگ آباد ۱۹۶۰ء میں قائم شدہ اس کالج میں بھی سیول۔ میکانکل اور الکٹریکل انجینیرنگ کی تعلیم کے لیے منجملہ ۱۸۰ نشستیں مختص ہیں اور ہر شعبہ کے لیے ۶۰ نشستوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۴۔ گورنمنٹ کالج آف انجینیرنگ۔ امراوتی۔ سرکاری طور پر اس کالج کا قیام ۱۹۶۰ء میں ہوا یہاں پر سیول۔ میکانکل اور الکٹریکل انجینیرنگ کی کل ۱۸۰ نشستیں ہیں۔ اس طرح ہر شعبہ میں ۶۰ نشستوں کا اہتمام ہے۔

۵۔ گورنمنٹ کالج آف فارمیسی۔ کراڈ۔ ۱۹۷۲ء میں قائم شدہ اس کالج میں فارمیسی کی تعلیم دی جاتی ہے اور فارمیسی کے لیے ۳۰ نشستیں مختص ہیں۔

۶۔ ریجنیل انجینیرنگ کالج۔ ناگپور۔ اس کالج میں سیول انجینیرنگ کی ۶۰ نشستیں میکانکل انجینیرنگ کی ۶۰ اور الکٹریکل انجینیرنگ کی ۶۰ نشستیں مختص ہیں جبکہ میٹالرجی کے لیے ۳۰ اور آرکیٹکچر کے لیے ۲۰ نشستیں مختص ہیں اسطرح جملہ ۲۵۰ طلباء کو داخلہ کا موقع دیا جاتا ہے۔

سرکاری کالجوں کے علاوہ مہاراشٹر میں غیر سرکاری اداروں کی جانب سے انجینیرنگ کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے چنانچہ بمبئی۔ سانگلی اور اراس نگر میں مختلف غیر سرکاری انجینیرنگ کالجس قائم ہیں۔ جن کی تفصیل نیچے درج ہے۔

۱۔ سرجے جے کالج آف آرکیٹکچر۔ بمبئی۔ اس کالج کا قیام ۱۹۱۳ء میں عمل میں آیا۔ یہاں پر صرف آرکیٹکچر کی تعلیم دی جاتی ہے اور اس کے لیے ۷۰ نشستیں مختص ہیں۔

۲۔ وکٹوریہ جوبلی ٹکنیکل انسٹیٹوٹ۔ بمبئی۔ ۱۸۸۷ء میں قائم شدہ اس انسٹیٹوٹ میں سیول انجینیرنگ کی ۷۰ نشستیں۔ میکانکل انجینیرنگ کی ۶۰ اور الکٹریکل انجینیرنگ کی ۶۰ پروڈکشن کی ۴۰ اور ٹکسٹائیلز کی ۲۰ نشستیں مختص ہیں اسطرح کل ۲۵۰ طلباء کی تعلیم کا یہاں پر انتظام ہے۔

۳۔ والچند کالج آف انجینیرنگ۔ سانگلی۔ اس کالج کا قیام ۱۹۴۷ء میں عمل میں آیا۔ اس کالج میں سیول، میکانکل اور الکٹریکل انجینیرنگ کے لیے ۶۰۔ ۶۰ نشستیں مختص ہیں۔ اسطرح ۱۸۰ طلبہ کی فنی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔

۴۔ ایس پی کالج آف انجینیرنگ۔ اندھیری۔ ۱۹۶۱ء میں قائم شدہ اس کالج میں سیول، میکانکل اور الکٹریکل

انجینیرنگ کی تعلیم کا انتظام ہے اور ہر شعبہ کے لیے ۶۰، ۶۰ نشستوں کا انتظام ہے۔

۵۔ بمبئی کالج آف فارمیسی۔ کلینہ۔ بمبئی۔ اس کالج کا قیام ۱۹۵۷ء میں عمل میں آیا۔ یہاں پر فارمیسی کے لیۓ ۳۰ نشستیں مختص ہیں۔

۶۔ کے۔ ایم۔ کنڈنی کالج آف فارمیسی۔ الہاس نگر ۱۹۷۱ء میں قائم شدہ اس کالج میں فارمیسی کے لیۓ ۶۰ نشستیں مختص ہیں۔

ہماری اسٹیٹ میں موجودہ کل ۱۲ سرکاری و غیر سرکاری انجینیرنگ کالجوں کی نشستوں کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ سرکاری کالجوں میں سیول انجینیرنگ کی ۳۶۰ نشستیں، میکانکل انجینیرنگ کے لیۓ ۶۰۴، الکٹریکل انجینیرنگ کے لیۓ ۳۰۰، الکٹرانک اور ٹیلی کمیونیکیشن کے لیے ۸۰ نشستیں میٹالرجی کے لیے ۱۰۰، آٹو میکانک کنٹرول کے لیے ۲۰، آرکیٹکچر کے لیۓ ۴۰ اور فارمیسی کے لیۓ ۳۰ نشستیں محفوظ ہیں اسطرح ہر سال ایک ہزار ۲۴۰ طلباء کو سرکاری کالجوں میں فنی تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دستیاب ہیں۔

غیر سرکاری کالجوں میں سیول انجینیرنگ کے لیۓ ۱۹۰، میکانکل انجینیرنگ کے لیۓ ۱۸۰، الکٹریکل انجینیرنگ کے لیے ۱۸۰، پروڈکشن کے لیے ۴۰۔ آرکیٹکچر کے لیے ۷۰، ٹکسٹائلز کے لیے ۲۰ اور فارمیسی کے لیے ۹۰ نشستیں مختص ہیں اس طرح کل ۶ غیر سرکاری کالجوں میں ۷۷۰ طلباء فنی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے ہر سال تمام ہماری اسٹیٹ میں ۲ ہزار ۱۰ طلباء انجینیرنگ کی ڈگری حاصل کرنے کے مستحق ہوتے ہیں۔

ہماری اسٹیٹ میں ٹکنیکل تعلیم صرف فنی ڈپلوما اور انجینیرنگ کی حد تک نہیں دی جاتی بلکہ فارمیسی اور ٹکنالوجی کی تعلیم کے ذریعہ بھی ڈگری کورسس کے طریقہ کو اپنایا گیا ہے۔ جن کی تفصیلات ذیل میں درج کی جا رہی ہیں۔

۱۔ انڈین انسٹیٹیوٹ آف ٹکنالوجی۔ پوائی۔ بمبئی ۷۶
اس انسٹیٹیوٹ کا قیام ۱۹۵۸ء میں عمل میں آیا یہاں پر ایرو انجینیرنگ۔ کیمیکل انجینیرنگ۔ سیول انجینیرنگ میکانکل انجینیرنگ۔ الکٹریکل انجینیرنگ اور میٹالک انجینیرنگ کے ۵ سالہ کورس بی ٹیک کی ڈگری دی جاتی ہے جہاں ۲۱۹ نشستوں کا اہتمام ہے اور ان ہی مضامین میں ایم ٹیک کی ڈگری بھی دی جاتی ہے جس کا وقفہ ۲ سالہ ہے اور اس ڈگری میں شرکت کے لیے ۲۴۶ نشستیں مختص ہیں۔ اس کے علاوہ ۵ سالہ ایم ایس سی کیمسٹری حساب اور اپلائیڈ جیالوجی میں ۸۰ نشستیں ہیں جبکہ ۲ سالہ پوسٹ گریجویٹ ایم ایس سی کورس کا اہتمام بھی ہے۔ انجینیرنگ کے تمام شعبوں میں پی ایچ ڈی کے مواقع بھی حاصل ہیں۔ ڈی۔ آئی۔ آئی۔ ڈی ڈپلوما کورس میں اپلائیڈ ہیڈرولوجی۔ کمپلسری سائنس اور ڈاک ہاربر کے علاوہ ایریل فوٹو انٹرپریٹیشن کے یک سالہ کورس میں تعلیم کے مواقع دستیاب ہیں۔

۲۔ یونیورسٹی ڈپارٹمنٹ آف کیمیکل ٹکنالوجی یونیورسٹی آف بمبئی ۱۹ء۔ بمبئی یونیورسٹی سے ملحقہ اس شعبہ کا قیام ۱۹۳۴ء میں عمل میں آیا۔ جہاں پر ایم ایس سی میکانکل انجینیرنگ، ایم فارم، ایم۔ای اور ایم ایس سی کی تعلیم ۴ ٹرم میقات میں دی جاتی ہے۔ تین سالہ بی ایس سی (ٹکنالوجی) بی ایس سی (انجینیرنگ) ۴ سالہ کورسس۔ بی فارم ۳ سالہ کورسس اور پی ایچ ڈی ۴ میقات میں مکمل کرنے کی سہولتیں حاصل ہیں۔ ٹکسٹائلز کیمسٹری۔ فوڈ ٹکنالوجی فرمنٹیشن ٹکنالوجی انٹرمیڈیٹ اینڈ ڈائیز۔ پلاسٹک۔ پینٹس۔ فیاٹس اینڈ ویکس فارماسیٹیکل اینڈ فائن کیمسٹری میں بی ایس سی)۔ ماسٹر آف کیمیکل انجینیرنگ۔ ماسٹر آف فارمیسی ایم پی میکانکل (پلاسٹک انجینیرنگ) کے سائنس ٹکنالوجی میں پی ایچ ڈی کرنے کے مواقع ہیں۔ اس کے علاوہ خواہشمند طلباء اس تدریسی ادارہ سے ٹکنالوجی میں ایم ایس سی بھی کر سکتے ہیں۔

۳۔ لکشمی نارائن انسٹیٹیوٹ آف ٹکنالوجی امراوتی روڈ ناگپور۔ گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن سطح پر چلائے جانے والے اس ادارہ کا قیام ۱۹۴۲ء میں ہوا جس کا الحاق ناگپور یونیورسٹی سے ہے۔ یہاں پر

۴ سالہ ماسٹر آف ٹکنالوجی، ۴ سالہ بیچلر آف ٹکنالوجی اور ۳ سالہ بی ایس سی ٹکنالوجی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر ایک کورس میں ۴، ۲، ۷، ۸ اور ۵۲ طلباء کو داخلے دئے جاتے ہیں یہاں ہر کیمیکل انجینیرنگ میں ایم ٹیک اور ایم ایس سی کی سہولتیں ہیں۔ جبکہ بی ایس سی ٹکنالوجی میں آئیل۔ پٹرول فوڈ اور سبولس ٹکنالوجی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

۴۔ ڈپارٹمنٹ آف فارمیسی۔ لکشمی نارائن انسٹیٹوٹ آف ٹکنالوجی برائنس۔ ناگپور۔ ناگپور یونیورسٹی سے ملحقہ اس ادارہ کا قیام ۱۹۵۲ء میں عمل میں آیا۔ یہاں پر بارہویں کامیاب کرنے کے بعد سائنس کے طلباء فارمیسی کورس میں شرکت کر سکتے ہیں۔ بی فارم کے ۳ سالہ کورس میں یہاں پر ۳۰ نشستیں مہیا کی گئی ہیں۔

۵۔ پریم لیلا وٹھل داس پالی ٹکنیک۔ سانتا کروز ویسٹ بمبئی۔ اس ادارہ کا قیام ۱۹۵۶ء میں ہوا اور یہاں پر صرف خواتین کو داخلہ دیا جاتا ہے اس ادارہ کا الحاق شریمتی نتھی بائی دامودر ٹھاکرسی یونیورسٹی بمبئی سے ہے یہاں پر ایس ایس سی کامیاب ہونے کے بعد۔ کمرشیل اور سکریٹیل پریکٹس۔ میڈیکل ٹکنالوجی۔ کلینکل، پیتھالوجیکل اینڈ میکرو بیالوجی میں میڈیکل ٹکنالوجی۔ ڈریس میکنیک اینڈ فیشن کو آرڈی نیشن۔ فوڈ ٹکنالوجی میں ڈپلوما کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کمرشیل اینڈ سکریٹیل بیچلر ڈگری، پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما بھی دیا جاتا ہے۔

۶۔ ریجنل وکیشنل ٹریننگ انسٹیٹوٹ خار ویسٹ۔ گورنمنٹ ٹکنیکل ہائی اسکول دادر کے احاطہ میں قائم اس انسٹیوٹ میں سکریٹیل پریکٹس۔ ڈریس میکنگ اور الکٹرانکس کے یک سالہ اور دو سالہ سرٹیفکیٹ کورسس چلائے جاتے ہیں۔

۷۔ لال بہادر شاستری ناٹیکل اینڈ انجینیرنگ کالج۔ بمبئی۔ ۱۹۴۸ء میں قائم شدہ اس کالج میں پوسٹ سی (بندرگاہ) کے مختلف کورسس چلائے جاتے ہیں۔ جن میں داخلہ کے لیے کوئی تعلیمی قابلیت کی ضرورت نہیں یہاں پر ماسٹر ایف جی۔ فرسٹ میٹ ایف جی۔ سکنڈ میٹ ایف جی۔ ماسٹر ایچ ٹی۔ میٹ ایچ ٹی۔ ان لینڈ واٹر سرٹیفکیٹ۔ اسکیپر فشنگ۔ سکنڈ ہینڈ فشنگ۔ راڈر آبزرور۔ آن مرچنٹ شپ وغیرہ کے کورسس چلائے جاتے ہیں۔ اس کالج کو وزارت سمکیات اور شپنگ و ٹرانسپورٹ چلاتی ہے اور معیاری سرٹیفکیٹ دیئے جاتے ہیں۔ ہر کورس کا دفعہ ۳ مہینے کا ہے۔

۸۔ فوڈ کرافٹس انسٹیوٹ۔ پونے۔ فوڈ کرافٹ انسٹیوٹ مہاراشٹر سوسائٹی کی جانب سے چلائے جانے والے اس انسٹیوٹ کا قیام ۱۹۶۹ء میں عمل میں آیا یہاں پر کرافٹسمن شپ کے کورسس کا انتظام ہے۔ بیکری اینڈ کنفکشنری۔ کیٹرنگ اینڈ فوڈ پریزرویشن کوکیری۔ ہوٹل ریسپشن اینڈ بک کیپنگ۔ ریسٹورنٹ اینڈ کاونٹر سروس اور ہاوزکیپنگ کے ذریعہ طلباء کو ایس ایس سی اور ساتویں کامیاب کرنے کے بعد داخلہ دیا جاتا ہے۔ ایک سالہ اور ۶ ماہ کے ان کورسس کے امتحانات بورڈ آف ٹکنیکل اکزامس کی جانب سے ہوتے ہیں۔ یہاں پر نشستیں مختص نہیں ہیں۔

۹۔ فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹیٹوٹ آف انڈیا۔ پونے۔ حکومت ہند کی جانب سے چلائے جانے والے اس ادارہ میں ۳ سالہ ڈپلوما ان سینما، موشن پکچر فوٹوگرافی یا فلم ایڈیٹنگ کے کورس کے علاوہ ساونڈ ریکارڈنگ اور ساونڈ انجینیرنگ کا ایک سالہ کورس اور پوسٹ ڈپلوما ان فلم ڈائرکشن اینڈ ٹیلی ویژن پروڈکشن کے ½ ۱ سالہ کورس کے ذریعہ طلباء کو فلم ٹکنیک سے واقف کروایا جاتا ہے۔ اسطرح فنی تعلیم میں فلم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

۱۰۔ کملا نہرو کالج آف فارمیسی۔ اورنگ آباد۔ مولانا آزاد ایجوکیشن سوسائٹی کی جانب سے چلائے جانے والے اس فارمیسی کالج کا قیام ۱۹۷۶ء میں عمل میں آیا۔ یہاں پر ڈپلوما کورسس چلائے جاتے ہیں سال ۱۹۸۱ء سے بی فارم بھی شروع ہو رہا ہے۔ مرٹھواڑہ علاقے کے طلباء کو ٹکنیکل تعلیم سے آشنا کرنے کا یہ منفرد ادارہ ہے۔

۱۱۔ ہندو جا ٹکنالوجیکل انسٹیوٹ۔ اورنگ آباد مولانا آزاد کالج اورنگ آباد سے ملحق اس ٹکنیکل انسٹیوٹ کا قیام سال ۱۹۷۹ء میں عمل میں آیا۔ یہاں پر وکیشنل کورس

کے علاوہ گیارھویں اور بارھویں میں ٹکنیکل مضامین کے ذریعہ نصاب کے ساتھ کورسس بھی چلائے جاتے ہیں ۔ پیرا میڈیکل کورسس بھی سائنس کے طلباء کے نصاب میں شامل کئے گئے ہیں الکٹریکل۔ اسکوٹر میکانک اور وائر مین کے کورسس میں طلباء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اس ادارہ سے مرٹھواڑہ کے طلباء استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔

ٹکنیکل اداروں کے قیام سے حکومت مہاراشٹر کی دلچسپی اور ریاست میں روز افزوں بڑھتے ہوئے تعلیمی، فنی، تدریسی اور ٹکنکی انسٹیٹیوٹس اور کالجس میں طلباء کی دلچسپی اور حکومت کے نئے نئے منصوبے نہ صرف مہاراشٹر میں ٹکنیکل تعلیم کو عام کر رہے ہیں بلکہ اس ریاست میں بسنے والے افراد رفتہ رفتہ صنعتی ذہن کے مالک بنتے جا رہے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فنی، تدریسی اور ٹکنکی تعلیم کے فروغ میں ریاست مہاراشٹر کے کارنامے نظر انداز نہیں کئے جا سکتے۔

ٹکنیکل تعلیم کو عام کرنے کے لئے اب تک ۲۴۷ آئی ٹی آئی کا جال بچھا کر ریاست کو فنی تعلیم کا گہوارہ بنا دیا گیا ہے۔ اسطرح مہاراشٹر ریاست ہندوستان کی ایک عظیم ریاست ہے جہاں ہر شعبۂ فن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان تعلیم یافتگان کو روزگار کی فراہمی کے تمام مواقع فراہم ہیں جو کسی نہ کسی فن میں ماہر ہو جاتے ہیں۔ ●●
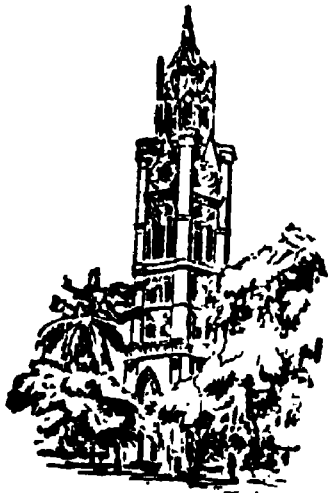
* شیخ عزیز شیخ مجید
ایم۔اے (اردو) ایم۔اے (تاریخ) بی۔ایڈ
مدرس ضلع پریشد ہائی اسکول، آکوٹ
ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

مہاراشٹر

تغیّر

تغیّر۔ زندگی کا دُوسرا نام ہے۔ اس تغیر کے ذریعہ سے ہی انقلاب پیدا ہوتے ہیں اور انسان ترقی کی راہ پر تیز تر ہوتا جاتا ہے۔
ریاست مہاراشٹر بھی تغیر پذیر واقع ہوئی ہے۔ اس نے اپنی تشکیل کے قبل اور بعد ترقی میں اضافہ کیا ہے اور ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ چونکہ یکم مئی ۱۹۶۰ء کو مہاراشٹر کی تشکیل ہوئی تھی اس لئے بروز یکم مئی "یوم مہاراشٹر" منایا جاتا ہے۔ اس تشکیل کو ۲۱ سال کا عرصہ ہو چکا ہے لیکن وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور آگے بڑھتا جا رہا ہے۔

مہاراشٹر

مہاراشٹر۔ سرزمین ہندوستان کی ایک واحد ریاست ہے جو اپنی تشکیل کے قبل اور بعد ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے یہ ایک ایسے سماج کا گروہ ہے جس میں مختلف اقوام کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی مہاراشٹر ہندوستان کی ریاستوں میں اولین اور ممتاز درجہ رکھتا ہے۔ ہماری ریاست واقعی ایک بڑی ریاست ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں زمانہ قدیم کے مفکرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ریاست چار اجزاء سے مل کر بنتی ہے۔ قدیم مفکر ارسطو بھی اس بات کو قبول کرتا ہے۔ اس نے بھی ریاست کے چار عناصر۔ عوام۔ علاقہ۔ حکومت اور خودمختاری۔ کو تسلیم کیا ہے [1] ویسے مہاراشٹر کی اوّلیت اور اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اگر ہم مہاراشٹر کے نقشہ پر غور کریں تو "م" کی شکل نظر آئے گی۔ جو اپنی عمدگی اور بڑے پن کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرے مہاراشٹر الفاظ پر توجہ دیں تو دو لفظوں مہا۔ راشٹر سے بنا ہے مہا یعنی بڑا اور راشٹر یعنی ملک۔ مہاراشٹر یعنی بڑا ملک۔ زمانۂ قدیم میں بھی جب ملک میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں اُن میں بڑی ریاست کو "مہاراشٹر" کہا جاتا تھا۔ مہاراشٹر کی وجہ تسمیہ کے بارے میں ایسے ہی نظریے ہیں۔ عبدالحمید لوہیرے قومی راج میں اس طرح رقم طراز ہیں لکھتے ہیں۔ [2]

مہاراشٹر کی وجہ تسمیہ سے متعلق گوناگوں نظریات متداول ہیں۔ مشہور مورخ وشوناتھ کاشی ناتھ راجواڑہ کی رائے میں قدیم ہندوستان چھوٹی بڑی ریاستوں پر مشتمل تھا جنھیں ان کے ایک دوسرے کے مقابلے میں بڑا یا چھوٹا ہونے کی نسبت "مہاراشٹر" یا "راشٹر" کہا جاتا تھا۔ بدھ مت کے زمانۂ عروج میں پرانے ویدک دھرم کے سینکڑوں ماننے والے جو بدھ مت سے منفق

---

[1] چار دھارا ئیں۔ ڈاکٹر کانے (ارسطو کے نظریات سے ماخوذ) قومی راج

[2] قومی راج - جولائی ۱۹۷۵ء صفحہ ۶

۲۵ مئی ۱۹۸۱ء

نہیں تھے وندھیہ کو ہجرت کر گئے لیکن نئے ملک میں ان کی پرانی قومیت یعنی "مہاراشٹریکا" برقرار رہی مہاجروں کی یہ کالونی "سری مہاراشٹریکا" کے نام سے مشہور ہو گئی اور رفتہ رفتہ یہ نام تبدیل ہوتے ہوتے صرف مہاراشٹر ہو کر رہ گیا۔[1]"

تاریخ سے بھی ثبوت ملتا ہے کہ زمانہ قدیم میں بھی اس کا نام مہاراشٹر تھا اور دوبارہ اسی نام سے اس کی تشکیل یکم مئی سنہ ۱۹۶۰ء کو سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھوں ممبئی راج بھون میں ہوئی۔

بعض افراد مہاراشٹر کے نام کی وجہ تسمیہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ یہاں کی کثیر تعداد مراٹھی زبان بولنے والوں کی ہے اس لئے بھی اس کا نام مہاراشٹر پڑا۔ اس وجہ سے مراٹھی کو "راج بھاشا" کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس بناء پر بعض کا خیال ہے کہ یہ تشکیل لسانی بنیادوں پر تھی۔

بہرحال مہاراشٹر کے قیام کا دن "یوم مہاراشٹر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں پر ترنگا جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔ چاروں طرف سے اس کی تعریف میں یہ صدا بلند آتی ہیں۔

"یکم مئی آگئی مکرر، زہے مقدر، زہے مقدر
ہیں آج خاک و حذف منور، زہے مقدر، زہے مقدر
یکم مئی، یوم پُرمسرت، اُخوت و عظمت و ریاست
مہا، سدا ہو یہ راشٹر اگر، زہے مقدر، زہے مقدر"

لیکن ہمیں خوشی کے ساتھ فرض کو ہرگز بھلا دینا نہیں چاہئے۔ ہم غور کریں کہ اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں ہمارا فرض کیا ہے۔ ہمارے ملک میں مختلف اقوام کے باشندے ہیں ان کا اتحاد و میل جول اور مشترکہ جدوجہد بھی ضروری ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کریں کہ کس طرح ہم اپنے ملک کے مستقبل کو روشن و تابناک بنانے کے لئے مددگار و مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہماری حکومت اپنے کام میں تب ہی کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب ہم اپنے فرائض کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔ حکومت اپنے بنیادی مقاصد کے حصول کی خاطر زراعت۔ سائنس تعلیمی و سماجی۔ صنعت اور صحت عامہ میں ترقی کے اقدامات اٹھا رہی ہے۔ اس کا صحیح اندازہ حکومت کے پروگراموں سے متعلق حالات پڑھنے سے ہوگا۔

مختصر یہ کہ حکومت اپنا کام صحیح طور سے پایۂ تکمیل کو پہنچا رہی ہے۔ تمام شعبوں میں مثلاً زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے کسانوں اور کاشتکاروں کو حکومت کی جانب سے مدد دی جا رہی ہے۔ غریبوں اور ادیباسیوں کو مکانات کی تقسیم کی جا رہی ہے۔ اگرچہ صنعتی پیداوار میں بھی مہاراشٹر ملک بھر میں اوّل ہے حکومت صنعتوں کے قیام کے لئے پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ علاقوں میں صنعتی سہولیات مہیا کر رہی ہے اور مختلف اسکیمات کے تحت عوام کو مالی امداد دے رہی ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ بات منکشف ہوتی ہے کہ ریاست مہاراشٹر زرعی۔ سائنسی۔ صنعتی۔ تعلیمی۔ معاشی سماجی و سیاسی پہلوؤں کی ترقی کے لئے اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اقدامات اٹھا رہا ہے۔

قلمی معاونین سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر یا پشت پر اپنا مکمل پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور فرمائیں۔
کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔ غیر طلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیں۔

(ادارہ)

---

[1] قومی راج۔ مئی ۱۹۸۰ء صفحہ ۵ (عطاء الرحمٰن طارق)

محنت کش بچوں کے بنیادی مسائل

از:- سلمان ماہمی

مہاراشٹر اسٹیٹ میں یکم مئی کو دوہری اہمیت حاصل ہے۔ یکم مئی ۱۹۶۰ء کو ریاست مہاراشٹر کے قیام کا اعلان ہوا۔ جس کا مقصد مراٹھی بولنے والے عوام کی تہذیب، ان کے کلچر اور ثقافت کا تحفظ اور اس کا پھیلاؤ تھا۔ اس لیے ہر سال اس دن یوم مہاراشٹر منایا جاتا ہے۔ اور سنیکت مہاراشٹر کی تحریک میں حصہ لے کر قربانیاں پیش کرنے والے جیالوں کی یاد میں خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

عالمی سطح پر یوم مئی کے انعقاد کا مقصد مزدور تحریک کی اہمیت کے احساس کو اجاگر کرنا ہے۔ اس روز دنیا بھر کے مزدور اتحاد اور یک جہتی کی اس تحریک کے شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جس میں شکاگو کے محنت کشوں نے سرمایہ داروں کے استحصال کے خلاف آواز بلند کی۔ اور یکم مئی ۱۸۸۶ء کے روز صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے روزانہ آٹھ گھنٹے کام کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ اگرچہ اس مطالبہ کے جواب میں انھیں آگ اور خون کے دریا سے گزرنا پڑا۔ مگر بالآخر یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوگئی چنانچہ ۱۸۸۹ء میں پیرس میں مزدوروں کی عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ہر سال یکم مئی کو "یوم مزدور" منانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلے کے بموجب ۱۸۹۰ء سے ہر سال پوری دنیا میں یوم مزدور منایا جاتا ہے۔

یکم مئی کی ان یادگار تقریبات کے موقع پر ہمیں ان "مزدوروں" کی حالت زار کا اندازہ ہونا چاہیے۔ جن کے پھول سے چہرے مشقت کی کڑی دھوپ سے کمھلا کر رہ گئے ہیں۔ جن کے نرم و نازک ہاتھ بے پناہ محنت کی رگڑ سے کھردرے ہوگئے ہیں۔ اور جن کے کومل سے جسم کڑی مزدوری کی جان لیوا تپش سے جھلس کر رہ گئے ہیں۔ انسان کے غور و فکر اور حرکت و عمل کے زاویے بھی عجیب ہیں۔ ہم یوم مہاراشٹر کا انعقاد کر کے اس تحریک میں کام آنے والوں کو مان دندنا تو پیش کرتے ہیں۔ مگر کیا ہماری نوخیز نسل کو اپنے ثقافتی ورثے کو نکھارنے اور سنوارنے کا درس دیتے ہیں؟ یہی حالت "یوم مزدور" کی تقریبات

کی ہے۔ اس روز "مزدور تحریک" کو مزید طاقت ور کرنے کا پیغام دیا جاتا ہے۔ مگر ان معصوم مزدوروں کے استحصال کے خلاف آواز بلند نہیں کی جاتی۔ جنھیں حالات نے وقت سے پہلے مزدوروں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔

آج کے خلائی دور میں جبکہ انسان کے عقل و شعور نے چاند تاروں کی سطح پر اپنے قدموں کے نشان ثبت کیے ہیں یہ انکشاف کسی المیہ سے کم نہیں کہ اس وقت پوری دنیا میں "مزدور بچوں کی تعداد پانچ کروڑ بیس لاکھ کے قریب ہے۔ ان محنت کش بچوں میں تقریباً ۴ کروڑ بچے ایسے ہیں جن کی مزدوری دوسرے وصول کرتے ہیں۔

اینٹی سیلوری سوسائٹی فار دی پروٹیکشن آف ہیومن رائٹ کے ایک جائزے کے مطابق پوری دنیا میں ملازمت پیشہ بچوں کی تعداد جن کی عمر ۱۴ سال سے کم ہے ۵ کروڑ ۲۰ لاکھ ہے۔ ان میں سے ۴ کروڑ ۲۰ لاکھ بچوں کو محنت مزدوری کے باوجود تنخواہ نہیں ملتی۔ ان کی تنخواہ بچوں کے والدین یا سرپرست یا پھر وہ ٹھیکے دار وصول کرتے ہیں جن کے طفیل انھیں ملازمت مل گئی ہے۔ ان بچوں میں ۲ کروڑ ۲۰ لاکھ بچے جنوبی ایشیا میں۔ ایک کروڑ افریقہ میں۔ ۹۰ لاکھ مشرقی ایشیا میں اور ۲۰ لاکھ بچے لاطینی امریکہ میں ملازمت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ دس لاکھ بچے ایسے ہیں۔ جو ترقی یافتہ ممالک میں کام کرتے ہیں۔ اس پروٹیکشن سوسائٹی کے فراہم کردہ اعداد و شمار میں ان بچوں کا ذکر نہیں جو اسکول جانے کے ساتھ ملازمت کرتے ہیں۔

کم عمری کے باوجود بچوں کو ملازمت اور محنت و مشقت کے لیے

اگر روانہ کیا جاتا ہے تو اس کی بنیادی وجہ روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی اور گرانی ہے۔ اشیائے ضروریہ کی نایابی اور گرانی کی وجہ سے سماج کے ہر طبقہ کا معیار زندگی متاثر ہو رہا ہے۔ اپنی روزمرہ کی ضروریات اور ان کی فراہمی کے درمیان توازن قائم رکھنے کے لیے جب وسائل ناکافی نظر آتے ہیں اس وقت والدین، سرپرست بوجہ مجبوری ان بچوں کو محنت و مشقت کے دنیا کے خارزار میں روانہ کرتے ہیں۔

ان مجبور والدین اور سرپرستوں کے علاوہ ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو آوارہ گرد بچوں کو بہلا پھسلا کر اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ پھر ان سے محنت و مزدوری لے کر اپنے لیے سامان عیش کر لیتا ہے۔ یہ استحصال پسند طبقہ ہر ملک اور ہر قوم میں پایا جاتا ہے۔ بچوں سے بھاری کام لے کر انھیں کم مزدوری دینا اس طبقہ کا بنیادی مقصد ہے۔ اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں کہ اس کی سرگرمیوں پر روک لگانے میں قانون کے لمبے ہاتھ اور حکومت کے قوانین سب ناکام ثابت ہوتے ہیں۔

کم و بیش یہی حالت ہمارے ملک کی ہے۔ "انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن" کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق دنیا کے محنت کش بچوں کی جملہ تعداد کے ۵۰ فیصد بچے ہندوستان اور ایشیا میں موجود ہیں۔ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک کی آبادی کل ۵۴ کروڑ ۸ لاکھ تھی۔ اب یہ آبادی ۶۵ کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ ۱۹۸۱ء میں ہونے والی مردم شماری کے بعد جملہ آبادی کا صحیح اندازہ ہوگا۔ البتہ حکومت کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق ہمارے ملک میں ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کی مجموعی تعداد ۲۳ کروڑ ہے۔ غیر مصدقہ ذرائع کے مطابق محنت کش بچوں کی تعداد ۳ کروڑ کے آس پاس ہے۔ ان میں ایک کروڑ بچے زرعی میدان میں کام کرتے ہیں۔ جبکہ دیگر بچے، گھریلو ملازمت، ہوٹلوں دکانوں وغیرہ میں مصروف کار ہیں۔

ان محنت کش بچوں کی حالت قابل رحم ہے۔ نہ انھیں اچھی خوراک ملتی ہے نہ تعلیم، ٹھیکیدار، سرمایہ دار ذہنیت کے لوگ انھیں بطور معاون یا چپراسی دواخانوں دکانوں اور ہوٹلوں میں کام پر لگا دیتے ہیں۔ اور ان سے اتنی محنت لیتے ہیں کہ بچوں کی صحت اور تندرستی متاثر ہو جاتی ہے۔ ان بچوں سے جبریہ محنت لے کر مالی فوائد حاصل کرنے والے اس استحصال پسند طبقہ نے ہندوستانی معاشرہ میں بچوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک روا رکھا ہے۔

اگر ان محنت کش بچوں کو برطرف کیا جائے تو اندازہ ہے ڈیڑھ کروڑ افراد کو ملازمت مل جائے گی۔ مگر سیٹھ ساہوکار یہ کام نہیں کر سکتے انھیں کم لاگت پر اگر زیادہ کام کرنے والے "مزدور مل" جائیں تو انھیں کیسے نکالا جا سکتا ہے؟

مزدور بچوں کی تعداد کے متعلق حکومت کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق ۷۸ لاکھ ۳۹ ہزار لڑکے اور ۲۸ لاکھ ۵۰ ہزار لڑکیاں ہیں۔ محنت کش بچوں کی سب سے زیادہ تعداد آندھرا پردیش میں ہے۔ یہاں ۱۶ لاکھ ۲۷ ہزار لڑکے اور لڑکیاں ملازمت کرتے ہیں۔ اس کے بعد مدھیہ پردیش اور اڑیسہ کا نمبر آتا ہے۔ اتر پردیش میں ۱۳ لاکھ ۲۷ ہزار بچے ملازمت کرنے پر مجبور ہیں۔ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے سروے کے مطابق دیہی علاقوں میں ہر تین بچوں میں سے ایک بچہ مزدوری کرتا ہے۔ جبکہ شہروں میں یہ تناسب آٹھ پر ایک ہے۔

۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر میں ۹ لاکھ ۸۸ ہزار بچے مزدوری کرتے ہیں۔ ان میں ۹۲ فیصد دیہی علاقوں میں اور صرف آٹھ فیصد بچے شہروں میں کام کرتے ہیں۔ ہماری ریاست میں ۱۰ تا ۱۴ سال کے درمیان جو بچے ہیں ان میں سے ۶۶٫۴۲ فیصد مزدوری کرتے ہیں۔ جبکہ ۷۵ فیصد بچے زرعی میدان میں یا اس سے متعلق دیگر دھندوں اور صنعتی میدان میں مزدوری کرتے ہیں۔ شہری علاقوں میں کام کرنے والے بچوں میں سے ۸ فیصد صرف ممبئی میں ملازمت کرتے ہیں۔ اکثر بچے ہوٹلوں میں کام کرتے ہیں یا پھر اخبار فروشی کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ بوٹ پالش، دکانوں اور موٹر گیرجوں میں بھی کام کرتے ہیں۔

اگرچہ ان بچوں کو اچھی خاصی اجرت ملتی ہے مگر یہ اجرت ان کے سرپرست لے لیتے ہیں یا پھر وہ ٹھیکے دار قسم کے لوگ جن کے طفیل بچوں کو یہ روزگار فراہم ہوا ہے۔

دستوری تحفظات

ہم نے اپنے دستور میں بچوں کو قومی دولت قرار دیا ہے۔ اور ان کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے متعدد اسکیمیں نافذ کی ہیں۔ بچوں سے جبری محنت لینے کے خلاف ایک قانون بنایا گیا ہے۔ اس قانون کو ایمپلائمنٹ آف چلڈرن ایکٹ ۱۹۳۸ء کہتے ہیں۔ اس قانون کی رو سے پندرہ سال سے کم عمر والے بچوں سے بھاری محنت کرانا ایک جرم ہے۔

اس طرح دستور کی دفعہ ۳۹ کی ذیلی دفعہ (E) میں واضح الفاظ میں یہ یقین دلایا گیا ہے کہ بچوں کی حفاظت حکومت کا فرض ہے اور ان سے بھاری مشقت لینا ایک جرم ہے۔

دفعہ ۳۹ کے تحت رہنما اصولوں میں بچوں کی ذہنی صلاحیتوں اور جسمانی تندرستی کی برقراری کے لیے قوانین بنانے کی ہدایت دی گئی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان دستوری تحفظات اور تیقنات کے باوجود بچے کام کرنے پر مجبور کیوں ہیں؟ اس کا جواب ہم اس مضمون کی ابتدا میں دے چکے ہیں کہ بڑھتی ہوئی گرانی نے غریب والدین کو اس بات پر مجبور کیا ہے کہ انھیں محنت و مشقت کی دنیا میں دھکیل کر ضروریات زندگی کی فراہمی کا سامان پیدا کیا جاسکے۔ اس بات کے پیش نظر والدین اور سرپرست اپنے بچوں کا تعلیمی سلسلہ ختم کر دیتے ہیں اور انھیں ملازمت سے لگا دیتے ہیں۔

بچوں کے والدین اور سرپرستوں کے دل و دماغ میں یہ بات گھر کر چکی ہے کہ اسکول کی تعلیم حاصل کرنے پر بچہ لکھ پڑھ تو سکتا ہے مگر ہنرمند نہیں بن سکتا جس کی وجہ سے وہ مستقبل میں ناکارہ آدمی ثابت ہوتا ہے۔ اس [illegible] کے بعد انھیں [illegible] اور مددگار [illegible]

ان والدین کو اسے [illegible] مستقبل کی [illegible] پیش نظر ہمارے اور [illegible]

کلاسوں سے ہی پیشہ ورانہ تعلیم دی جائے۔ اس طرز تعلیم سے نہ صرف بچوں کو اپنے نصاب سے عملی دلچسپی پیدا ہوگی بلکہ ان والدین کی فکر بھی دور ہوگی جو بچوں کو کسی پیشہ یا ہنر میں تربیت یافتہ دیکھنا چاہتے ہیں۔

کم و بیش یہی مسئلہ دیہی علاقوں کے عوام کا ہے۔ زرعی میدان میں سخت محنت کے باوجود انھیں پیٹ بھر اناج نہیں ملتا۔ اس لیے وہ بچوں سے بھی کام لینے پر مجبور ہیں۔ انھیں اس کام سے باز رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جدید سائنسی آلات اور آب پاشی اسکیموں کا جال بچھا کر انھیں زراعتی میدان میں آسانیاں فراہم کی جائیں تاکہ وہ اپنے بچوں سے مشقت لینے کا ارادہ بھی نہ کرسکیں۔ ★

[illegible]

"[illegible] قوم" کا مستقل صفحہ [illegible] مشہور اسکالرز اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے ادا [illegible] پر مشتمل ہو [illegible] ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر "قومی راج" نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ،
مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ٹھوکریں

(ایم۔اے، بی ٹی)
پرنسپل انجمنِ اسلام ہائی اسکول، بمبئی

جب زندگی کی راہ پر انسانیت کا کارواں گامزن ہو جاتا ہے تو ٹھوکریں کھائے بغیر منزلِ مقصود تک اس کا پہونچنا دشوار ہے۔ کوئی سر کے بل گرتا ہے اور گرا ہی رہ رہ جاتا ہے۔ کوئی گھٹنے ٹیک دیتا ہے اور مدتِ دراز کے بعد اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کوئی ہلکی ہلکی ٹھوکریں کھاتا ہوا بے اعتنائی کے ساتھ آگے نکل جاتا ہے۔ کسی کے پاؤں میں کانٹے چبھتے جاتے ہیں تو ہائے ہائے کرتے ہوئے اسے نکالتا چلا جاتا ہے۔ کوئی منزل کے شوق میں سستی کے عالم میں بے تحاشا دوڑتا ہی چلا جاتا ہے۔ لڑھکتا ہے پھر سنبھلتا ہے۔ کانٹے چبھتے جاتے ہیں۔ پاؤں میں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ زخموں سے خون کے فوارے نکلتے ہیں۔ وہ ان زخموں کو اور اچھلتے خون کو دیکھتا ہے اور خوش ہو ہو کر اپنی منزل کی طرف بڑھتا ہے غرض کہ زندگی کی راہوں پر ٹھوکریں کھائے بغیر کارواں آگے نہیں بڑھ سکتا۔ باہمت اور باہوش پہلی ہی ٹھوکر میں سنبھل جاتے ہیں۔ آئندہ کے خطروں سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہیں --- بزدل اور کم ہمت پہلی ہی ٹھوکر میں جواب دے دیتے ہیں اور آگے چلنے سے قدم روک دیتے ہیں پہلی ہی ٹھوکر ان کے لئے منزلِ مقصود بن جاتی ہے۔ جو منزلِ مقصود کے شوق میں مست ہوتے ہیں وہ ان ہی ٹھوکروں میں مزے لے کر آگے بڑھتے جاتے ہیں۔ وہ اپنے زخموں کو دیکھتے ہیں اور ---

"ساقی کی ہر نگاہ پہ بل کھا کے پی گیا"

کہتے ہوئے والہانہ آگے بڑھتے ہیں۔ انسانیت کا یہ عظیم الشان کارواں اس طرح آگے بڑھتا ہی جاتا ہے۔

زندگی کی صبح جب نمودار ہوتی ہے تو فرشتے تبسم کی کرنیں انسانیت کے ہونٹوں پر بکھیر دیتے ہیں اور معصومیت کا ہلکا اور پیارا رنگ چہروں پر اڑاتے رہتے ہیں۔ تبسم کی نور فشانی اور معصومیت کی دل کشی میں زندگی کی ابتدا ہوتی ہے۔ معلوم پڑتا ہے کہ منزل بے خوف و خطر طے ہو جائے گی لیکن کچھ دنوں بعد عیاں ہوتا ہے کہ یہاں بھی ٹھوکریں کھائے بغیر کارواں آگے بڑھ نہیں سکتا۔

عہدِ طفولیت میں جب ٹھوکریں لگتی ہیں تو والدین کے لمبے لمبے ہاتھ گرنے سے تھام لیتے ہیں اور کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ والدین کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے تو چند ایسے خوش قسمت ہوتے ہیں جن کو اعزّہ و اقربا اپنی محبت کی چادر میں لپیٹ لیتے اور ان کے ہاتھوں میں اپنی انگلیاں دے دیتے ہیں لیکن چند ایسے بھی ہوتے ہیں جو دونوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ محبت کی پیاس بجھانے والا کوئی نہیں ملتا تو ان کا سینہ انتقام کے جذبہ سے آتش فشاں پہاڑ بن جاتا ہے۔ آگے چل کر ان کی زبان اور قلم سے اسی کا لاوہ نکلتا ہے جو قرب و جوار یا کبھی کبھی دور دراز کے علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس طرح بچپن کی یہ ٹھوکریں دنیا والوں کے لئے لات کا کام کرتی ہیں اور دنیا ایک ہولناک تباہی میں پھنس کے رہ جاتی ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچپن کی یہ تلخیاں عالمِ شباب میں کسی مسحور کن حُسن کے ہاتھوں شیرینی میں بدل جاتی ہیں۔

عہدِ طفولیت کا دور ختم ہو کر عالمِ شباب کا دور شروع ہو جاتا ہے تو مستی، ہوش کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہے یہیں سے ٹھوکروں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کوئی اپنی ساری دولت حُسن پر نچھاور کر دیتا ہے اور جب ہوش آتا ہے تو بجائے حُسن کے تاریکی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کوئی حُسن کے ایک ہی نظر سے تلملا اٹھتا ہے اور پلا ساقیا کہتے کہتے شراب کی بوتلیں ہاتھ میں آجاتی ہیں۔ کبھی عشق حُسن کے پیچھے بھاگتا ہے اور کبھی حُسن عشق کے پیچھے۔ اسی بھاگ دوڑ میں ٹھوکریں لگ جاتی ہیں۔ دونوں زمین پر چِت پڑے رہتے ہیں اور جب ہوش آتا ہے تو اپنا سارا سامان پھر سے اکٹھا کرتے ہوئے کارواں زندگی کی تلاش میں دوڑ پڑتے ہیں۔ کوئی مال و زر کی طمع

۲۵ مئی ۱۹۸۱ء

قومی راج

میں انسانیت کھو بیٹھتا ہے اور جب یہ بھی نشہ اتر جاتا ہے تو دنیا والوں کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

نوجوان جب عملی دنیا میں قدم رکھتا ہے تو فضا میں تعمیر کئے ہوئے سارے قلعے ایک ایک کر کے مسمار ہو جاتے ہیں اور ملازمت کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں جو غربت کو اپنی وراثت میں پاتے ہیں یا تو تقدیر پر راضی برضا ہو جاتے ہیں یا وہ دنیا والوں کی ٹھوکریں سہتے سہتے اس قدر سخت ہو جاتے ہیں کہ اُن ہی کو لاتیں مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ غربت کے مارے دوسرے اور بھی ان بھائیوں کے سیلابِ جوش میں بہتے چلے جاتے ہیں اور جہاں جہاں یہ سیلاب پہونچتا ہے نفرت کا بیج بوتا جاتا ہے اور فطرت کی دلکش نشیب و فراز کو ہموار کرنے کا دعویٰ بھی کرتا جاتا ہے۔ پھر کچھ ایسے حساس ہوتے ہیں جو اپنی رقیق القلبی کی وجہ سے خود بھی زندگی کی ٹھوکریں کھا نہیں سکتے اور نہ اوروں کو کھاتے دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی دوسروں کو لات مارنے کی سکت ان میں ہوتی ہے اس لئے موت کی آغوش میں پناہ لیتے ہیں۔

عالمِ شباب کی بے اعتدالیاں عجیب عجیب رنگ دکھاتی ہیں ولولوں اور اُمنگوں کے تموج میں نوجوان اپنی صلاحیتوں اور قابلیتوں کا اندازہ لگانے میں توازن کھو بیٹھتے ہیں۔ جوش و خروش، راہوں کے خطرات سے آگاہ ہونے میں سدِّ باب بن جاتا ہے اور اسی لئے منزلِ مقصود کی طرف چھلانگ لگانے ہی گر پڑتے ہیں۔ جب ہوش و حواس درست ہو جاتے ہیں تو اپنی صلاحیتوں کا اندازہ لگانے میں اپنی کمزوری کا اعتراف کرنے کے بجائے اپنی قسمت کو کوسنے لگتے ہیں اور ساری دنیا کو لعنت و ملامت کا نشانہ بناتے ہیں

کوئی مصلح بننے کا دعویٰ لئے ہوئے کھڑا ہوتا ہے اور قوم کی بے اعتنائی کو دیکھ کر پہلی ہی منزل میں لڑھک جاتا ہے اور ایسا غائب ہو جاتا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ یہی حال اس کا بھی ہوتا ہے جو لیڈر بننے کا خبط لئے ہوئے پلاٹ فارم پر دھواں دھار تقریریں شروع کرتا ہے اور جب مجلس سامع سونی دیکھتا ہے تو دل مسوس کر رہ جاتا ہے۔ کچھ لوگ اپنی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ لگائے بغیر پیشہ اختیار کرتے ہیں اور جب آگے بڑھنے کے مواقع ہاتھ نہیں آتے تو بجائے اپنی صلاحیتوں پر نظرِ ثانی کرنے کے اپنی قسمت کا رونا رونے لگتے ہیں نہ وہ خود خوش رہتے ہیں اور نہ اوروں کو خوش رہنے دیتے ہیں۔

عالمِ شباب کا یہ کارواں یوں ٹھوکریں کھاتے گرتے سنبھلتے آگے نکل جاتا ہے۔

جب زندگی کا سورج ڈھلنے لگتا ہے اور شام زندگی کی زردی انسانیت کے چہروں پر چھا جاتی ہے تو مضمحل و شل پاؤں میں اب اتنی سکت کہاں کہ اور ٹھوکریں کھا سکیں انسانیت کا یہ سن رسیدہ کارواں رینگتا ہوا ظلمات کے گھپ اندھیرے میں اوجھل ہو جاتا ہے۔ ⬤

ضروری گذارش۔

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت "حوالہ نمبر" ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے خط یا رسالہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب اُمور کے لئے جوابی خط، لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر (منی آرڈر فارم کے پچھلے حصہ میں) ہمیشہ اپنا نام و پتہ صاف اُردو، مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں ضرور تحریر فرمائیں۔

نرگس دت

* ایم۔ اقبال

۳ مئی کی صبح کانوں کو اعتبار نہ ہوا جب یہ خبر سنی گئی کہ نرگس دت اس دارِفانی سے کوچ کر گئیں۔ آسمانِ فلم کا ایک درخشاں ستارہ، وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی مخلص ساتھی، ایک قابل ممبر پارلیمنٹ، سینکڑوں معذورو اور اپاہجوں کی ہمدرد اور ہزاروں دلوں کی دھڑکن یکایک خاموش ہو گئی۔ کون جانتا تھا کہ پہلے پہل یرقان جیسی معمولی بیماری کے علاج کے لئے بیچ کینڈی ہسپتال میں داخل ہونیوالی نرگس دت اپنے قریبی عزیز ہربنس کمار (ملّی) کے اس لطیفہ کی حقیقت بن جائے گی کہ سماجی خدمت میں مصروف کسی بھی شخصیت کو، جسے کبھی آرام کا موقع نہیں ملتا، قدرت کی جانب سے چھوٹی موٹی بیماری میں مبتلا کر دیا جاتا ہے تاکہ اسی بہانے کچھ دنوں اُسے آرام کا موقع ملے۔ اور سچ مچ ایک طویل علالت کے بعد ۵۲ سال کی عمر میں نرگس دت اپنی آخری آرامگاہ میں ابدی نیند سو گئیں۔ آپ کو ہزاروں سوگواروں کے ہجوم میں بڑے قبرستان، میرین لائنس، بمبئی میں آپ کی والدہ جدّن بائی کے پہلو میں دفنایا گیا۔

شریمتی نرگس دت، یکم جون ۱۹۲۹ء کو کلکتہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ کا اصلی نام فاطمہ رشید تھا۔ ۱۴ سال کی عمر سے ہی فلموں سے وابستہ ہو گئیں خوبصورت نقوش اور نفیس اداکاری کے سبب آپ کی کئی فلمیں باکس آفس پر کامیاب ہوئیں۔ آخری فلم 'مدر انڈیا' میں اپنی اداکاری کے انمٹ نشان چھوڑنے کے بعد اسی فلم کے ہیرو سنیل دت سے بیاہ کیا اور ۱۹۵۷ء میں آپ کو کارلوی واری ایوارڈ دیا گیا۔ ۱۹۵۸ء میں آپ کو 'پدما شری' کے اعلیٰ خطاب سے نوازا گیا۔ فلمی دنیا میں یہ اعزاز پانے والی آپ اوّل خاتون تھیں۔

فلموں سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد آپ نے اپنی تمام تر توجہ گھر گرہستی کی طرف مائل کر دی تھی۔ آپ جذبۂ ہمدردی سے سرشار تھیں، اس لئے اپنے فرصت کے اوقات سماجی کاموں کیلئے وقف کر دیئے۔ اور ان کاموں میں معذور و اپاہج بچوں کی دیکھ بھال، اُن کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کو مقدم جان کر یادگار خدمات انجام دیں۔ بمبئی کے چند اپاہج گھروں میں وہ بلاناغہ آیا جایا کرتی تھیں اور وقتاً فوقتاً اُن کی مدد کیا کرتی تھیں۔

نرگس دت نے نمایاں سماجی خدمات انجام دی ہیں۔ ان خدمات کے اعتراف میں آپ کو راجیہ سبھا کا ممبر نامزد کیا گیا۔ راجیہ سبھا کی ممبر بننے کے بعد آپ نے سیاست میں سرگرمی سے حصّہ لینا شروع کیا۔ نرگس دت وزیراعظم اندرا گاندھی کی سب سے بڑی مداح تھیں۔ پچھلے انتخابات میں نرگس دت نے بمبئی کے مختلف مقامات پر اندرا کانگریس کے امیدواروں کے انتخابی جلسوں میں اپنی فکر انگیز پُرجوش تقاریر سے عوام کا دل جیت لیا تھا۔

نرگس دت صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی اسی طرح مشہور تھیں۔ خصوصاً روس میں آپ اور راجکپور زبردست مقبولیت رکھتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ روس میں ۱۹۵۰ء کے دوران پیدا ہونے والے چند بچوں کے نام ان ہی دو اداکاروں سے منسوب کئے گئے۔ نیویارک کے سلون کیٹرنگ

ہسپتال میں معالجہ کے دوران تقریباً روزانہ آپ کو کئی معزز ہستیوں
کی جانب سے جلد صحتیابی کے پیغامات وصول ہوا کرتے تھے۔ اس سے
قبل بھی اپنے شوہر کے ہمراہ تفریح کی غرض سے آپ نیویارک گئی تھیں
اور صدر امریکہ مسٹر کارٹر کی جانب سے وہائٹ ہاؤس میں آپ کو مدعو
کیا گیا تھا۔

نرگس دت کی موت پر ہندوستان اور بیرونی ممالک سے تعزیتی
پیغامات روانہ کئے گئے۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے اپنے
تعزیتی پیغام میں انتہائی رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "ایک
مشفق اور شگفتہ چہرہ جو عرصہ تک دلوں کو گرماتا رہا، آج ہمارے
درمیان نہیں رہا۔"

وزیر داخلہ ذیل سنگھ نے کہا "نرگس دت ایک باصلاحیت
اداکارہ تھیں جنہوں نے ۳۰ سال تک اپنے فن سے ہندوستانی فلمی
دنیا کو مسحور کر رکھا تھا"۔ مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات وسنت
ساٹھے نے اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "راجیہ سبھا میں
ایک سال کے عرصہ میں نرگس دت نے اپنے مقصد کی صداقت اور
اپنی بات منوا لینے کے حوصلہ سے ہر ایک کو متاثر کیا تھا۔ موت
کے بے رحم ہاتھوں نے انھیں ہم سے چھین لیا۔"

تاملناڈو کے وزیر اعلیٰ جی۔ رامچندرن نے اپنے تعزیتی پیغام میں
نرگس دت کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ "نرگس دت
نے فلمی دور سے کامیابی کے ساتھ گذرنے کے بعد سماجی سرگرمیوں
میں حصہ لیا جس کے صلہ میں انھیں عزت وشہرت ملی۔ ان کی موت
ملک کے لئے نقصانِ عظیم ہے۔" مشہور کانگریسی لیڈر شری
ایس۔ کے پاٹل نے اپنے پیغام میں کہا کہ "نرگس دت کی موت سے جو
خلا پیدا ہوا ہے وہ کبھی پر نہ ہو سکے گا۔"

چندرجیت یادو، ایم۔ پی۔ نے اپنے پیغام میں کہا کہ "نرگس دت
ایک عظیم محب وطن تھیں۔ ہندوستانی فلموں کے لئے ان کی خدمات
ہمیشہ یاد رہیں گی۔"

گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرہ نے نرگس دت کی موت پر شدید
رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ "ملک نے ایک عظیم فنکار اور
معذوروں کے ایک عظیم ہمدرد کو کھو دیا ہے۔"

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر نے نرگس دت کی موت کی خبر بڑے دکھ سے سنی
آپ نے بذاتِ خود اس ممتاز ہستی کے جنازہ میں شرکت کی اور سوگوار
افرادِ خاندان کو دلاسہ دیا۔ بمبئی دوردرشن نے آپ کو خراجِ عقیدت
پیش کرتے ہوئے اپنے سابقہ پروگرام کو منسوخ کر کے ٹیلیویژن پر
آپ کی فلم "دن اور رات" دکھائی۔ اس فلم میں بہترین اداکاری پر
نرگس دت کو صدر ہند مرحوم ڈاکٹر ذاکر حسین کے ہاتھوں ۲۵ نومبر
۱۹۶۸ء کو نئی دہلی کے وگیان بھون میں منعقدہ ایک تقریب میں "اروشی"
ایوارڈ دیا گیا تھا۔

سنیل دت نے اپنی پتنی کی زندگی بھر جس طرح دیکھ بھال کی اور
خصوصاً دوران علالت جس طرح تن من دھن سے بیوی کی خدمت میں
لگے رہے اس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ نرگس دت کے نیویارک
ہسپتال میں داخلہ کے وقت سے ہی لگاتار تشویشناک خبریں سننے
میں آ رہی تھیں، لیکن آپ کی باحیات بمبئی واپسی پر ہر کوئی یہ
محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا کہ آپ کے علاج میں صرف دواؤں نے اثر
نہیں دکھایا تھا بلکہ اس میں شوہر سنیل دت کی بے انتہا چاہت
ومحبت کی مٹھاس بھی شامل تھی۔

نرگس دت کی رحلت بے شک ایک سانحۂ عظیم ہے۔ نرگس
دت نے اپنی حقیقی زندگی میں ایک مثالی بیوی، ایک مشفق ماں
اور قوم کی ایک ہمدرد خاتون کا کردار بخوبی نبھایا۔ زندگی نے وفا
نہ کی ورنہ راجیہ سبھا کی ایک رکن کی حیثیت سے بھی چند یادگار
خدمات انجام دیتیں۔ خدا کرے سنیل دت اور دیگر سوگوار افرادِ
خاندان اس دکھ کو صبر وتحمل سے برداشت کر سکیں۔

نرگس دت نے اپنے پیچھے دو لڑکیاں نمرتا اور پریہ، ایک لڑکا
سنجے دت چھوڑا ہے۔

قلمی معاونین سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر یا
پشت پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور
تحریر فرمائیں۔ مضمون کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور
قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی تحریر فرمائیں۔ غیر طلبیدہ مضامین
کی نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔ (ادارہ)

مہاراشٹر۔ ایک جھلکی

* محبوب راہی
نزد گلزاری مسجد
بارسی ٹاکلی، ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

اے مہاراشٹر اے سرزمینِ وفا !
اِک جہاں میں ہے شُہرہ ترے نام کا

تو ہے اَوراقِ تاریخ میں ضوفشاں — بزم افلاک میں جیسے ہو کہکشاں
لہلہاتے ہوئے یہ ترے سبزہ زار — گُنگناتے ہوئے یہ ترے آبشار
اونچی اونچی پہاڑوں کی یہ چوٹیاں — آسماں سے جو کرتی ہیں سرگوشیاں
تیری مٹّی بھی انمول واکسیر ہے — تیرے پانی میں امرت کی تاثیر ہے
نربدا، تاپتی اور گوداوری ! — جن کے دم سے تری کھیتیاں ہیں ہری
ہے الورہ اجنتا میں عظمت تری — نقش ہے ہر جگہ شان و شوکت تری
تیرے ماتھے کی بندیا حسیں بمبئی — دِل رُبا بمبئی، دِل نشیں بمبئی
شہر یہ سارے عالم میں مشہور ہے — حُسن سے جس کے ہر شخص مسحور ہے
اس کے دم سے فزوں دیش کی شان ہے — شہر یہ ہند کی رُوح ہے جان ہے
شہر اِک نامی تیرا پنڈھرپور ہے — اپنے بھکتوں میں بے حد جو مشہور ہے
گاڈگے جی، تکارام، گیانیشور — تو نے پیدا کئے کتنے صاحب نظر
تاج بابا، سیلانی اور حاجی علیؒ — تیری دھرتی پہ لیٹے ہیں کتنے ولی
ہے امر وِیر شیواجی تاریخ میں — جس کا ثانی نہیں کوئی تاریخ میں
لوکمانیہ تلک، جیوتی با پھلے — مہر و مہ بن کے اُبھرے تری خاک سے
سِکھ ہیں ہندو ہیں مُسلم ہیں عیسائی ہیں — تیرے باسی سبھی تیرے شیدائی ہیں
اس کی عظمت چھپی تیری عظمت میں ہے — تجھ میں بھارت بھی ہے تو جو بھارت میں ہے

ہاں ترا اِک پرستار راہیؔ بھی ہے
شکرِ حق کا جو اک سپاہی بھی ہے

منظور ندیم (ایڈوکیٹ)
بالاپور ۔ اکولہ (مہاراشٹر)

تری آنکھوں میں جو سمٹا ہوا محسوس ہوتا ہے
کوئی طوفان سا ٹھہرا ہوا محسوس ہوتا ہے

طبیعت کس کے دامن سے لپٹ کر کیجئے ہلکی
یہاں ہر آدمی سہما ہوا محسوس ہوتا ہے

ذرا تھم جائے دل کی تیز دھڑکن تو اسے کھولوں
لفافہ عطر سے مہکا ہوا محسوس ہوتا ہے

بجھا چہرہ، کھلی زلفیں، لبوں پر مُہرِ خاموشی
جگر پر تیر سا چلتا ہوا محسوس ہوتا ہے!

ندیمؔ اس وادیٔ شعر و ادب میں ساتھ چل سب کے
ترا انداز کچھ بھٹکا ہوا محسوس ہوتا ہے

• ڈاکٹر عبدالمنان خان مضطرؔ بالاپوری
قلعہ داری بیس، بالاپور ۔ ۴۴۴۳۰۲

حواس ہوش کھو کر تیرے دیوانے کہاں جاتے
بجز صحرا جنوں میں دل کو بہلانے کہاں جاتے

ہمارے دم قدم سے ہے یہ زینت پیرِ میخانہ
نہ ہوتے میکدے کے ہم تو میخانے کہاں جاتے

تڑپ کر جان دے دی شمعِ محفل پر غنیمت ہے
وفا کی داد پانے ورنہ پروانے کہاں جاتے

اُلجھ کر رہ گئے ہم ہی منزل کے پیچوں میں!
تری اُلجھی ہوئی زلفوں کو سلجھانے کہاں جاتے

مناؤ خیر، توبہ کرتے کرتے رہ گئے ورنہ!
صراحی پھر کہاں جاتی یہ پیمانے کہاں جاتے

جبینِ شوق نقشِ پا پہ گر جھکتی نہ اے ہمدم
خدا جانے پری خانے صنم خانے کہاں جاتے

بہت اچھا ہوا دل ہی تصدق ہو گیا اُن پر
وگرنہ ہم دلِ مضطرؔ کو بہلانے کہاں جاتے

• شانؔ بھارتی
سبجوا ۔ دھنباد ۔ ۸۲۸۱۲۱

اُداس لفظوں کا خستہ مکان بھی رکھ لو
تم اپنی جیب میں یہ آسمان بھی رکھ لو

اضافہ ہوگا فسانے میں یہ بڑا دلچسپ
سروں پہ جلتے ہوئے سائبان بھی رکھ لو

غمِ زمانہ ہی کیا ہے، غمِ ہنر بھی سہی!
تم اپنے سینے پہ اور اک چٹان بھی رکھ لو!

تمہارے واسطے کم ہو جو دل کا نذرانہ
حضور! رہن یہ میری زبان بھی رکھ لو

ڈرو نہ مجھ سے کہ میں دوست ہوں، نہیں دشمن
یہ تیر ہاتھ سے لے لو، کمان بھی رکھ لو!

غزلیں

محمد غلام رسول اشرف
مکان معصوم شاہ، مومن پورہ، ناگپور ۱۸

منصفِ شہر بھی جینے کی ادائیں دے گا
کون کہتا ہے کہ مجرم کو سزائیں دے گا

دل تو سائل ہے ترے در پہ صدائیں دیگا
کچھ ملے یا نہ ملے پھر بھی دعائیں دے گا

ہر عمارت کے در و بام پکاریں گے مجھے
مجھ کو ہر شخص مرے بعد صدائیں دے گا

درد کے پھول مہک اُٹھیں گے دل میں ہر سو
موسمِ گل مرے زخموں کو ہوائیں دے گا

بے لباسی ہی بھلی اس سے تو اپنی اشرف
وقت دیگا بھی تو بس غم کی قبائیں دیگا

قمر سنبھلی
۱۵۳۸، نئی سڑک، دہلی ۱۱۰۰۰۶

خزاں کے پھول کی صورت سدا بکھرنا تھا
خبر نہ تھی کہ مجھے قسط وار مرنا تھا...!

ابھی سے بند ہیں تتلیوں کے دروازے
ابھی تو تم کو مرا انتظار کرنا تھا

برستی دھوپ میں ہونا تھا طے سفر اپنا
گھنے درختوں کے سائے میں کب ٹھہرنا تھا

دراز کرتے رہے ... تک ہم اپنی ... کے
فصیلِ جسم کو اک روز تو بکھرنا تھا!

امین مجھ سا خدائی میں کوئی تھا ہی نہیں!
یہ ایک صحیفہ مری ذات پر اترنا تھا

ندی بہت سے ابھی تجھے کنارے ...
ابھی ... ہیں کچھ اور رنگ بھرنا تھا

یہ کلیاں تو ہماری فقط بہانہ تھیں
تمہاری زلف کو ہر حال میں سنورنا تھا

قمر حیات کا اپنی یہ لق و دق صحرا
خبر نہ تھی مجھے تنہا عبور کرنا تھا

• متین اچلپوری
محلہ قاصد پورہ، ڈاکخانہ اچلپور
ضلع امراؤتی (مہاراشٹر)

میں چھو نہ پاؤں کسی طور خواب جیسے ہیں
یہ دلفریب مناظر سراب جیسے ہیں!

ہمارا درد سمیٹا نہ جائے گا تجھ سے
غروب ہوتے ہوئے آفتاب جیسے ہیں

جسے سُنے نہ کوئی اس پکار کی صورت
جسے پڑھے نہ کوئی اس کتاب جیسے ہیں

زمانے ہم نے ترا یہ بھی رنگ دیکھ لیا
ترے گناہ بھی کارِ ثواب جیسے ہیں

مری گلی کا یہ موسم کبھی نہ بدلے گا!
غموں کی دھوپ میں چہرے گلاب جیسے ہیں

کوئی خفا نہیں ہوتا بلا سبب ہم سے
خود اپنے چہرے پہ ہم اک نقاب جیسے ہیں

خزاں رسیدہ درختوں کو کون پوچھے گا
متین آج یہ رشتے عذاب جیسے ہیں

۲۵ مئی ۱۹۸۱ء

نیا کونسل ہال، وزیر اعظم کے دستِ مبارک سے افتتاح

وزیر اعظم اندرا گاندھی نے ۱۹ را پریل کو بمبئی کے نریمان پائنٹ علاقے میں ۱۰ کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ نئے کونسل ہال کی شاندار عمارت کا افتتاح فرمایا۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے اس تقریب کی صدارت کی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نے اُمید ظاہر کی کہ قانون ساز حضرات اس خوبصورت اور شاندار نئی عمارت میں بیٹھ کر آزادی اور جمہوریت کے تحفظ کی خاطر کام کریں گے۔

آپ نے چھترپتی شیواجی مہاراج کی حب الوطنی، شجاعت، عزم و حوصلہ اور سیکولر نظریات کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور یہ اُمید ظاہر کی کہ قانون ساز اصحاب شیواجی مہاراج کے نظریات پر قائم رہیں گے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ آپ جمہوری طریقہ پر پورا پورا بھروسہ رکھتی ہیں اور ہمیں یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارے ملک میں گوتم بُدھ کے زمانہ سے ہی جمہوریت کا تصور چلا آرہا ہے۔

نئے کونسل ہال کے احاطے میں لگائے گئے وسیع و رنگارنگ پنڈال میں منعقدہ اس افتتاحیہ تقریب میں گورنر شری او. پی. مہرا، وزراء، ریاستی مجلس قانون ساز کے اراکین، حزب مخالف کے رہنماؤں کے علاوہ متعدد معزز حضرات نے شرکت کی۔

گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا نے نئے کونسل ہال کے یومِ افتتاح کو ریاست کی تاریخ کا ایک مبارک اور یادگار دن قرار دیتے ہوئے اس عمارت کی تعمیر سے متعلق تمام افراد اور مزدوروں کو مبارکباد پیش کی۔ آپ نے قانون ساز اصحاب سے اپیل کی کہ وہ اپنی کارگذاری و طریقۂ کار کو عوام کے لئے مثال بنانے کی کوشش کریں۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے شیواجی کے "سرو دھرم سمبھاو" نظریہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں سیکولرزم کی اس قدیم روایت کو مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو اور شریمتی گاندھی نے برقرار رکھا ہے۔

آپ نے شریمتی اندرا گاندھی کی، مہاراشٹر کی تشکیل کے لئے اُن کوششوں کا بھی ذکر کیا جبکہ آپ کانگریس کے عہدۂ صدارت پر فائز تھیں۔

شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر وزیر محکمۂ تعمیراتِ عامہ (جس کی نگرانی میں یہ عمارت تعمیر ہوئی ہے) نے کہا کہ یہ بھی حسنِ اتفاق ہے کہ جس وقت اس عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہوا تھا اس وقت شری اے. آر. انتولے اس محکمہ کے وزیر تھے۔

لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر شری شرد دیگھے نے توقع ظاہر کی کہ اس نئی عمارت میں ریاست کی شاندار جمہوری روایات کو برقرار رکھا جائے گا۔

شری آر. ایس. گوائی، چیرمین لیجسلیٹو کونسل نے کہا کہ حالانکہ ملک میں سیاسی جمہوریت ضرور ہے لیکن ہم معاشی و سماجی جمہوریت حاصل کرنے میں ابھی کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔

شریمتی تارا بائی ورتک، وزیر مملکت برائے پبلک ورکس نے بھی تقریر کی۔ شری این. ایم. ترکے، وزیر برائے لیجسلیٹو اُمور نے شکریہ ادا کیا۔

تقریب کے آغاز پر مشہور و معروف گائیکہ نرملا گوکھلے نے "گیانیشور پسائیدان" اور مہاراشٹر گیت پیش کیا۔

دیگر اصحاب کے علاوہ شہ نشین پر گورنر شری او. پی. مہرا، وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، اسمبلی کے اسپیکر شری شرد دیگھے، کونسل کے چیرمین شری آر. ایس. گوائی، اسمبلی میں حزب مخالف کے رہنما شری شرد پوار، کونسل میں حزب مخالف کے رہنما شری جی. پی. پردھان، ڈپٹی اسپیکر شری شنکر راؤ جگتاپ، ڈپٹی چیرمین شری اے. جی. پوار اور وزیر لیجسلیٹو اُمور شری این. ایم. ترکے بیٹھے تھے۔

حاضرین کی پہلی صف میں شری وسنت ساٹھے اور شری شنکر راؤ چوان (مرکزی وزراء)، شری ایس. کے. پاٹل، راج ماتا سمترا راجے بھوسلے اور شری راجیو گاندھی بھی شامل تھے۔

شریمتی اندرا گاندھی جب خاص مہاراشٹری طرز کی نوگزی ساڑی زیب تن کئے ہوئے تشریف لائیں تو پنڈال تالیوں سے گونج اُٹھا۔

یومِ مہاراشٹر کی پُرجوش تقریبات

ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کی ۲۱ویں سالگرہ یکم مئی ۱۹۸۱ء کو شہر بمبئی میں پُرجوش طریقہ پر منائی گئی۔ گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرا نے شیواجی پارک پر پولیس، ہوم گارڈز اور فائر بریگیڈ کے مشترکہ دستوں کی شاندار پریڈ کا معائنہ کیا اور سلامی لی۔

گورنر موصوف نے سب سے پہلے قومی جھنڈا لہرایا۔ پریڈ کے بعد آپ نے ۲۷ پولیس افسران اور جوانوں کو ان کی اعلیٰ خدمات کے صلے میں میڈل عطا کئے۔ اس کے علاوہ فرائض کی انجام دہی کے دوران ہلاک ہونے والے چھ جوانوں کے رشتہ داروں کو آپ نے نقد انعامات تقسیم کئے۔

میڈل پانے والوں میں شری ڈی۔ رامچندرن، ایڈیشنل پولیس کمشنر اور شری آر۔ وی۔ ساونت بھی شامل تھے جنھوں نے فرض شناسی اور حاضر دماغی کا ثبوت دیتے ہوئے دس آدمیوں کو غرقابی سے بچایا تھا۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، انکے کابینی رفقاء، میئر بمبئی ڈاکٹر اے یو۔ میمن، کونسلر کا رپس، اس تقریب میں شریک تھے۔

ریاست کے دیگر شہروں، اضلاع، تحصیل اور صدر مقامات پر بھی ایسی ہی پُرجوش تقریبات منعقد کی گئیں۔

اس موقع پر ریاست میں دو نئے اضلاع جالنہ اور جنوبی رتناگیری (جسے بعد میں 'سندھودرگ' کا نام دیا گیا) کا اضافہ کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ریاست کے اضلاع کی کُل تعداد اب ۲۸ ہوگئی ہے۔

اس دوران ریاست میں سماج کے کمزور طبقات کے لئے فائدہ مند مختلف بہبودی اسکیمات کا اجراء کیا گیا۔

گورنر مہاراشٹر، شری او۔ پی۔ مہرا، یکم مئی کو شیواجی پارک، بمبئی میں منعقدہ مشترکہ پریڈ میں شریک دستوں کا معائنہ فرمارہے ہیں۔

سترویں سالگرہ کے موقع پر گورنر مہاراشٹر شری اد-پی. مہرا کی جانب سے جناب فیض احمد فیض کے اعزاز میں راج بھون میں منعقدہ ادبی اور شعری نشست۔

"محبّت کے سفیر"

جناب فیض احمد فیض کے اعزاز میں استقبالیہ

ہند و پاک کے مشہور و معروف شاعر اور صحافی جناب فیض احمد فیض کی سترویں سالگرہ پر ریاست مہاراشٹر اُردو اکادمی کی جانب سے ان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔ استقبالیہ تقریب گذشتہ ۲۹ اپریل کو مہاراشٹر کالج ہال، بمبئی میں منعقد ہوئی تھی۔

مہاراشٹر کالج کے پرنسپل اور اُردو اکادمی کے چیرمین ڈاکٹر اے. اے منشی نے جناب فیض کو مبارکباد دیتے ہوئے انھیں گلدستہ پیش کیا اور شال اُڑھائی۔ اکادمی کے سکریٹری جناب خواجہ عبدالغفور نے سپاسنامہ پیش کیا۔

اس موقع پر جناب علی سردار جعفری، جناب خواجہ احمد عباس نے بھی فیض صاحب کو دلی مبارکباد پیش کی۔ جعفری صاحب نے فیض صاحب کو "محبت کا سفیر" قرار دیا۔ شری ایچ. ایچ اسمٰعیل بمبئی ہاسپٹیلیٹی لمیٹیڈ نے فیض صاحب کو گلدستہ پیش کرتے ہوئے مبارک باد پیش کی۔

زیر نظر تصویر میں: بائیں سے دائیں:
شری مجروح سلطانپوری، شری راجندر سنگھ بیدی، خواجہ عبد الغفور، ڈاکٹر اے. اے. منشی، چیرمین اُردو اکادمی، شری علی سردار جعفری اور شریمتی سلمیٰ صدیقی

ضلع تھانے میں واقع 'کوسباد زراعتی ادارہ' اس علاقے کے ادیباسیوں میں قلمی پودے اور بیج کی عام تقسیم کو بڑھانے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ جلد بڑھنے اور زیادہ پھل دینے والے درخت بوئے جائیں۔ وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے حال ہی میں اس ادارہ کا دورہ کیا تھا. آپ بڑی دلچسپی سے ایک ادیباسی عورت کو قلم لگاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں. دائیں سرے پر اس ادارہ کے عہدیدار شری جینت راؤ پاٹل کھڑے ہیں.

خبریں - تصویروں میں

سولاپور کے نابینا نوجوان، شری بلپا ناٹے کو وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی جانب سے ایک غیر معمولی تحفہ - فیئر پرائس شاپ پرمٹ - ملا تاکہ وہ خود روزی کمانے کے قابل ہو جائیں۔ زیر نظر تصویر میں شری ایس. کے. جمباؤ ڈیکر، میونسپل کمشنر اس دکان کا افتتاح کر رہے ہیں، نابینا نوجوان شری ناٹے، بائیں سے دوسرے نمبر پر دیکھے جا سکتے ہیں.

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے ۲ مئی کو اورنگ آباد میں مراٹھواڑہ حلقے کے سرپنچوں کی کانفرنس سے خطاب فرما رہے ہیں. زیر نظر تصویر میں دائیں جانب شری سریش دیوتلے، وزیر مملکت برائے تعلیم، شری بابو راؤ کالے، وزیر برائے دیہی سدھار، شری شیواجی راؤ پاٹل، وزیر برائے پبلک ورکس اور شری ستیش چترویدی، وزیر مملکت برائے جنگلات تشریف فرما ہیں. بائیں طرف سرپنچ حاضرین.

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، ۵ رمئی کو منترالیہ میں منعقدہ ایک تقریب میں چھترپتی شیواجی مہاراج کی تصویر پر گلہائے عقیدت نذر کر رہے ہیں. آپ کے ہمراہ شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول اور شری رام راؤ آدک، وزیر مالیات بھی دیکھے جا سکتے ہیں.

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، دو لاکھ روپے کا چیک قبول فرما رہے ہیں جو انھیں ٦ رمئی ۸۱ء کو منترالیہ میں مہاتما پھلے میموریل کمیٹی کی بیٹھک میں چیف سکریٹری شری پی. جی گوائی نے پیش کیا. شری آر. ایس. گوائی، چیرمین اسٹیٹ لیجسلیٹو کونسل، قریب ہی کھڑے ہیں.

شری جینت راؤ تلک وزیر انرجی نے حال ہی میں ضلع پونے میں لوناولہ پوسٹ آفس کی نئی عمارت کا افتتاح کیا.
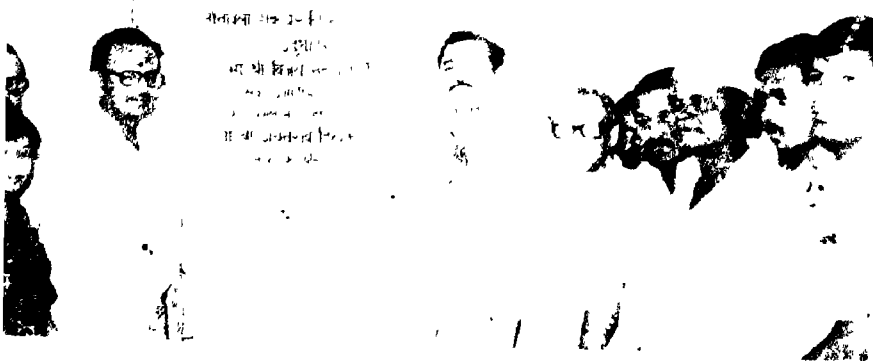
وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے حال ہی میں
بمبئی میں مراٹھی فلم سازوں کی نمائندہ جماعت 'مراٹھی
چترپٹ مہامنڈل' سے بات چیت کی اور انھیں
درپیش کچھ مسائل اور مشکلات کے بارے میں اہم فیصلے
کئے. اس موقع پر لی گئی زیرنظر تصویر میں وزیراعلیٰ،
چیف سکریٹری شری پی. جی. گوائی، شری سُدھیر
پھڈکے، صدر مہامنڈل' شری اننت مانے، شری
داداکونڈکے اور شری این. وی. کامت دیکھے جاسکتے ہیں
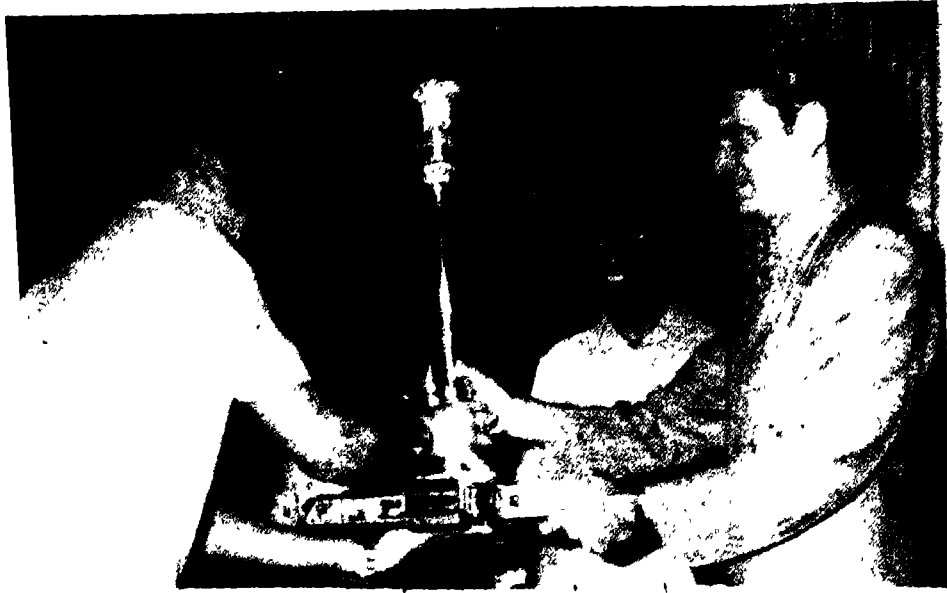
شری شیوراج پاٹل، مرکزی وزیر مملکت
برائے دفاع حال ہی میں نئی دہلی میں منعقدہ
ایک تقریب خاص میں حکومت مہاراشٹر
کے اسپیشل کمشنر شری جان انوسینٹ کو
گولڈن ٹرافی پیش کر رہے ہیں. اس سال
نئی دہلی میں 'یوم جمہوریہ جشن' پر مہاراشٹر کی
جھانکی کو اول انعام دیا گیا تھا.

مرکزی وزیر تعلیم' شری ایس. بی. چوان'
حال ہی میں پونے یونیورسٹی کے سالانہ جلسۂ
تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے (بائیں
جانب). دائیں حصے میں وائس چانسلر ڈاکٹر
رام تکاولے' اسناد تقسیم کرتے ہوئے دیکھے
جاسکتے ہیں.

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے حال ہی میں شاہ پور ضلع تھانے میں کسان ریلی سے خطاب کرتے ہوئے۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۴ مئی کو بمبئی۔
گوا' روڈ پر ساکھرنار کھاڑی پر رتنا گیری سے تقریباً ۵ کیلومیٹر
دور ساکھرنار میں ۵۴ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کردہ پل
کا افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں شری ایس۔ این۔ دیسائی'
وزیر مملکت برائے امداد باہمی اور اطلاعات و رابطہ عامہ بھی
دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے حال ہی میں تمباولے
میں کوئنا برِج کا افتتاح کرتے ہوئے۔ شری وسنت دادا
پاٹل' کانگریس (آئی) جنرل سکریٹری، شری یشونت راؤ
موہیتے' ایم۔ پی، شری جینت راؤ بھوسلے' ایم ایل اے اور
شری ابھے سنگھ راجے بھوسلے' وزیر مملکت برائے امور داخلہ
بھی وزیر اعلیٰ کے اردگرد دیکھے جا سکتے ہیں۔ دائیں طرف پل
کا منظر۔

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے یکم مئی کو بمبئی میں روزنامہ "قومی آواز" کے بمبئی اڈیشن کی رسم اجراء ادا کی۔ زیرِ نظر تصویر میں آپ کے ساتھ شری اے۔ بی۔ اے غنی خاں چودھری، مرکزی وزیر برائے انرجی، اخبار ملاحظہ کر رہے ہیں جنھوں نے اس تقریب کی صدارت کی تھی۔ بائیں سرے پر شری یشپال کپور، چیئرمین اور مینجنگ ڈائرکٹر آف ایسوسی ایٹیڈ جرنلز کھڑے ہیں۔ دائیں سرے پر شریمتی نرگس انتولے دیکھی جا سکتی ہیں۔

۷ اپریل کو نئے میئر بمبئی، ڈاکٹر اے۔ یو میمن نے وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے سے ملاقات کی۔

ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر برائے صحت عامہ ۲۹ اپریل کو بمبئی میں ڈاکٹر پدم سنگھوی کی تصنیف "یور ہیلتھ پارٹ ۱" کا افتتاح کر رہے ہیں۔

وزیر مالیات شری رام راؤ اڈک ۱۴ را پریل کو ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی ۹۰ ویں سالگرہ تقریب کے موقع پر منترالیہ بمبئی میں اُن کی تصویر پر ہار پھول چڑھاتے ہوئے۔

وزیر انرجی شری جینت راؤ تِلک نے ۲۵ راپریل کو پاناجی (گوا) میں عظیم گایک واداکار ماسٹر دینا ناتھ کی ۳۹ ویں برسی کے موقع پر اُن کی تصویر پر ہار پھول چڑھائے۔
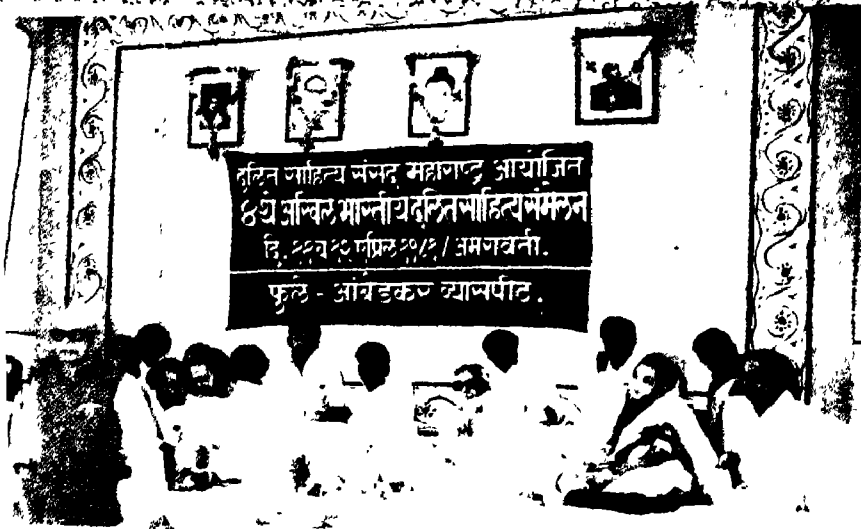
زیر نظر تصویر میں شری نرک تیرتھ لکشمن شاستری جوشی، چوتھی آل انڈیا دلت لٹریری کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں جو دلت ساہتیہ سنسد، مہاراشٹر کے زیر اہتمام ۱۱، ۱۲ اپریل کو امراوتی میں منعقد ہوئی تھی۔

شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر برائے محصول، شری چھترپتی سمارک منڈل کے ہوسٹل کے افتتاح پر تقریر کرتے ہوئے۔ بائیں سرے پر شری بی۔ اے۔ بھوسلے، وزیر برائے قانون و عدلیہ، اور سابق میئر ممبئی، شری بابوراؤ شیلیٹھے، شریمتی پاٹل کے داہنی طرف بیٹھے ہیں۔

*

مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی۔ مہرا نے یکم مئی کو ممبئی میں مہاراشٹر لیبر ویلفیر بورڈ کی جانب سے اسکیم کے تحت "گنونت کامگار کلیان پرسکار (۱۹۸۱ء)" انعامات تقسیم کئے
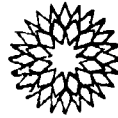
وزیر زراعت، شری بھگونت راؤ گائیکواڑ نے حال ہی میں سیڈس پروسیسنگ سینٹر، مہاراشٹر اسٹیٹ سیڈس کارپوریشن، اکولہ میں نئی پروسیسنگ مشینری کا افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں بائیں طرف سینٹر پر لگائی گئی جدید مشینری۔

زیرِ تصویر میں کولہاپور کے کلکٹر، شری پریم کمار ۵۰۰۰ روپے کا چیک لفٹیننٹ جنرل، شری ایس۔ پی۔ پی تھوراٹ کو کولہاپور میں ان کی رہائش گاہ پر پیش کر رہے ہیں۔ درمیان میں ڈاکٹر شریمتی لیلا بائی تھوراٹ ہیں۔ ریاستی حکومت نے مہاراشٹر میں اشوک چکر یافتگان فوجی افسران کو انعامات سے سرفراز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

چونسٹھ سالہ بزرگ شری پربھاکر مدکیکر، بوریولی (ممبئی) نے رائے گڈھ قلعہ کے گرد پیدل چکر کاٹنے کے مقابلہ میں شرکت کی جس کا اہتمام شیو جینتی کے موقع پر شیو سمرن سمیتی، ممبئی نے کیا تھا۔ انھوں نے ۴ گھنٹے میں چکر پورا کیا۔ زیرِ نظر تصویر میں آپ ضلع رائے گڈھ کے کلکٹر، شری بھاسکر پاٹل کے ہاتھوں سے انعام اور سرٹیفکیٹ وصول کر رہے ہیں

شری ہری بھاؤ نائیک، وزیر مملکت برائے مالیات نے ۷ مئی کو ممبئی میں ڈائرکٹوریٹ آف ٹریژریز کے زیرِ اہتمام پہلے آل انڈیا سیمینار کا افتتاح فرمایا۔

وزیر زراعت شری بی. ایم گائیکواڑ نے ۵ مئی کو مہال، ناگپور میں
گاندھی گیٹ پر چھترپتی شیواجی مہاراج کے مجسمہ کو ہار پہنایا۔
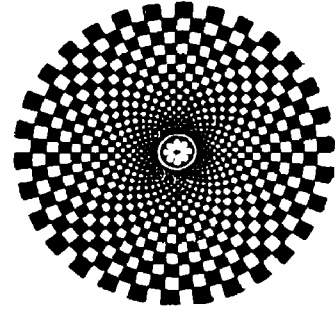
شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر، وزیر برائے پبلک ورکس، نرسینہہ واڑی میں کرشنا ندی کے اوپر تعمیر کردہ ایک عظیم پل کا افتتاح
فرما رہے ہیں۔ دائیں جانب کی تصویر میں پل دکھایا گیا ہے۔ بائیں جانب کی تصویر میں شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول بھی دیکھی
جا سکتی ہیں۔
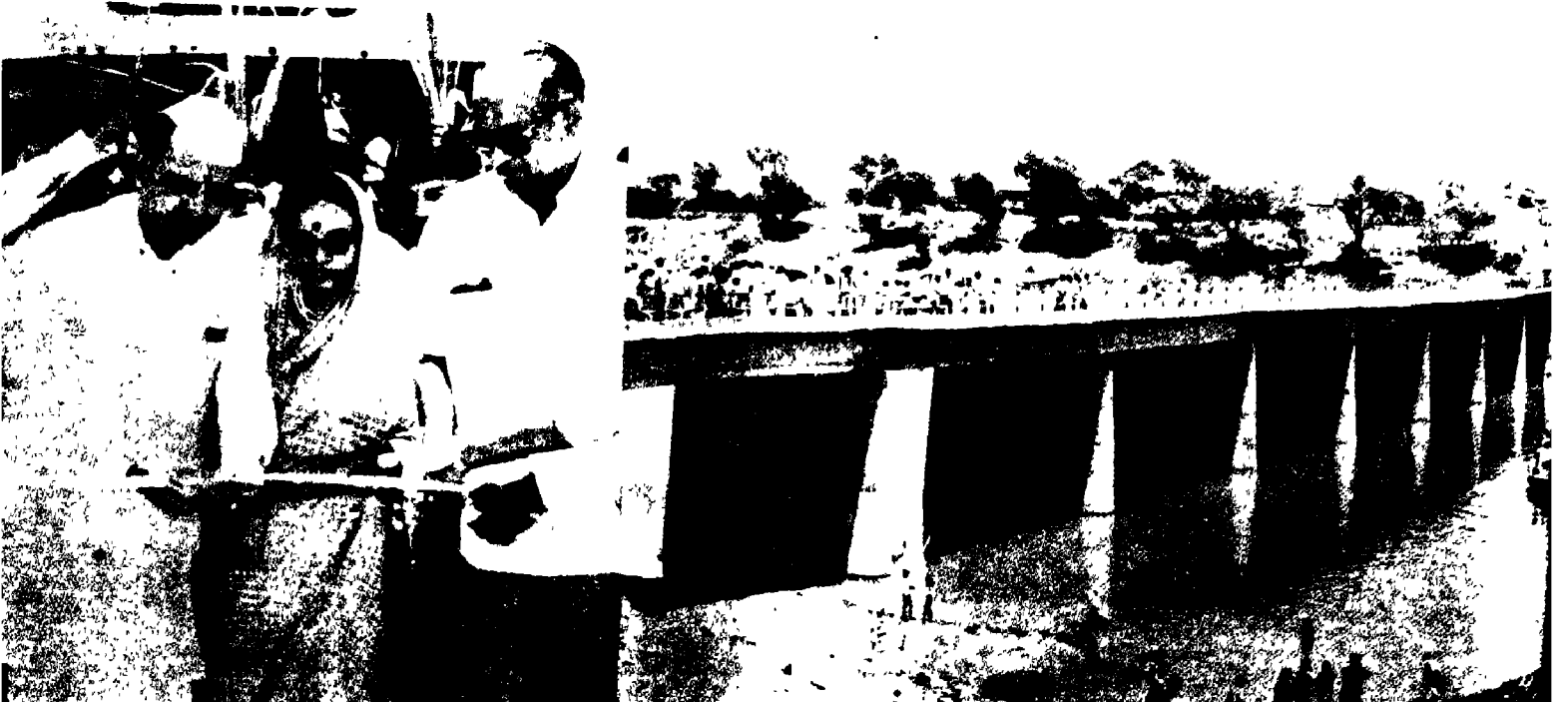
وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے رتناگیری میں ۴ مئی کو منعقدہ ایک تقریب میں یکم مئی سے نئے تشکیل کردہ ضلع جنوبی رتناگیری کا افتتاح فرمارہے ہیں. بعد میں اس ضلع کا نام "سندھودرگ" رکھا گیا. تصویر میں بائیں جانب شری بابوراؤ کالے، وزیر دیہی ترقیات، شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول، شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی، اطلاعات و رابطۂ عامہ بھی دیکھے جاسکتے ہیں.

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ۲ مئی کو جالنہ میں منعقدہ ایک تقریب میں ضلع جالنہ کا افتتاح کیا. زیرنظر تصویر میں آپ کے ساتھ شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول کھڑی ہیں.

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے نئے ضلع "سندھودرگ" کے ایک بڑے نقشہ کی نقاب کشائی کی رسم انجام دی. اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیراعلیٰ اور ان کے ہمراہ شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی، اطلاعات و رابطۂ عامہ، شری بابوراؤ کالے وزیر برائے دیہی ترقیات اور شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول، دیکھے جاسکتے ہیں.

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے نئے
سنک محصول ڈویژن کا افتتاح فرمایا. زیر نظر
صویر میں بائیں سے دائیں ڈاکٹر بلی رام ہیرے
زیر تعلیم وصحت عامہ اور ضلع کے نگراں وزیر،
رمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول، وزیر اعلیٰ
شری اے. آر. انتولے، شری سروپ سنگھ
ائیک، وزیر برائے سماجی بہبود اور شری ایس
یچ. ٹھکر، کمشنر ممبئی ڈویژن دیکھے جاسکتے ہیں
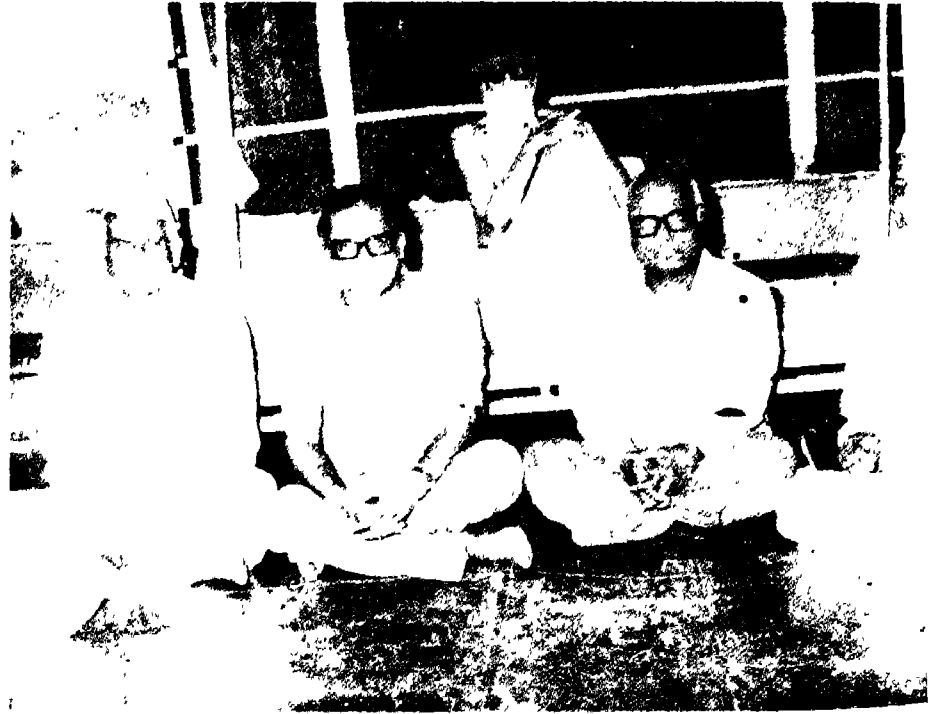
شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے
اطلاعات، رابطۂ عامہ اور امداد باہمی نے حال ہی میں
باونیر کے آشرم میں حاضری دی اور اچاریہ ونوبا بھاوے
سے آشیرواد لیا. شری باپوجی راؤ دیشمکھ، رکن
پارلیمنٹ آپ کے ہمراہ تھے.

ورکشا متر، شری ڈی. ایم. موہیتے

- شری جان انوسینٹ، اسپیشل کمشنر برائے حکومتِ مہاراشٹر، نئی دہلی، اور شری آر۔ ایم۔ ہجیب ڈائرکٹر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

نئی دہلی یومِ مہاراشٹر، اور شیوجینتی تقریبات

- مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر، نئی دہلی نے یکم مئی کو یومِ مہاراشٹر پر مراٹھی ناٹیہ سنگیت پروگرام پیش کیا۔
- شریمتی رجنی جوشی، شریمتی آشا کھاڈیلکر، شری نرائن بوڈس اور شری شردجا مبھیکر نے کمانی آڈیٹوریم میں پروگرام پیش کیا۔
- شری وسنت ساٹھے، مرکزی وزیر برائے اطلاعات ونشریات مہمانِ خصوصی تھے۔ موصوف نے کلاکاروں کو مبارکباد دی۔
- ۵ مئی کو نئی دہلی میں چھترپتی شیواجی مہاراج جینتی تقریب منائی گئی، جس کا اہتمام ڈائرکٹوریٹ جنرل کی طرف سے مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر نے کیا تھا۔
- ہندی میں سنگیت ناٹک "شیودرشن" کمانی آڈیٹوریم نئی دہلی میں پیش کیا گیا۔ جسے راشٹر سیوادل کلا پتھک بمبئی نے تیار کیا ہے اور اس کے ہدایت کار پروفیسر وسنت باپٹ ہیں۔
- اس تقریب میں شری گیانی ذیل سنگھ، مرکزی وزیر برائے اُمورِ داخلہ مہمانِ خصوصی تھے۔ شری وی۔ بی۔ ساٹھے، مرکزی وزیر اطلاعات ونشریات نے صدارت کی شری وی۔ این پاٹل، مرکزی نائب وزیر برائے مواصلات بھی حاضر تھے۔

- چھترپتی شیواجی مہاراج کو گرم جوشی سے خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔

وزیراعلیٰ، شری اے۔آر۔ انتولے، یکم مئی کو اپنی سرکاری رہائش گاہ 'ورشا' پر منعقدہ ایک تقریب میں (بائیں جانب) شری ڈی۔ ایم۔ موہیتے کو "ورکش متر" کے اعزازی خطاب سے سرفراز فرمارہے ہیں۔ وزیراعلیٰ کی ایماء پر "محبانِ اشجار" نامی یہ ایوارڈ جاری کیا گیا ہے جو ملک بھر میں منفرد طرز کا واحد ایوارڈ ہے۔ دائیں جانب کی تصویر میں دوسرے اعزاز یافتہ شری اے۔ کے۔ ٹھپرے، ڈپٹی انجینیر، دھرن گاؤں، دیکھے جاسکتے ہیں۔ شری موہیتے نے ایک لاکھ درخت اور شری ٹھپرے نے ستر ہزار درخت لگائے۔

شری ایس ایس کھرانہ، ڈپٹی لفٹیننٹ گورنر، دہلی ایڈمنسٹریشن، چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۱ ویں برسی کے موقع پر ۱۹ اپریل کو شیواجی پارک، نئی دہلی میں چھترپتی شیواجی مہاراج کے قدآور مجسمہ کے زیریں حصہ پر آویزاں چھترپتی شیواجی مہاراج کی تصویر پر گلہائے عقیدت نذر کرتے ہوئے۔

برطانیہ کی وزیراعظم مسز مارگریٹ تھیچر کو آپ کے پانچ روزہ دورۂ ہند کے اختتام پر واپس جاتے ہوئے سانتا کروز ہوائی اڈے پر گرمجوشی سے رخصت کیا گیا۔ اس موقع پر گورنر مہاراشٹر، شری او۔ پی۔ مہرا اور وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، نے وزیراعظم برطانیہ کو الوداع کہا۔

شائع کردہ: شری شنسی کانت دنجھنکر، ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر منترالیہ ممبئی ۳۲، ۴

مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، ممبئی - ۴۰۰۰۰۴

ایک
سالہ
کارگذاری

سروَ دھرم سمبھاؤ

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے بمبئی میں منترالیہ کے صدر دروازہ کے سامنے چھترپتی شیواجی مہاراج کی پُرشکوہ تصویر کی نقاب کشائی کرتے ہوئے۔

سانگلی کے دورے میں وزیراعلیٰ شری اے۔ آر انتولے وہاں مشہور گنیش مندر بھی تشریف لے گئے اور مورتی کے درشن کئے۔

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے میرج میں حضرت میرا صاحب کی درگاہ پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔

جلد نمبر ۸ * شمارہ نمبر ۱۱ و نمبر ۱۲

مشترکہ شمارہ ۱۰ ر اور ۲۵ ر جون ۱۹۸۱ء

ہر ماہ کی ۱۰ ر اور ۲۵ ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے * فی کاپی: ۵۰ پیسے

ترتیب — صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: شنشی کانت دیتھنکر نگراں: خواجہ عبدالغفور
مینیجنگ ایڈیٹر: ایم. ایشوراج ماتھر ایڈیٹر: ریاض احمد خاں
سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

قارئین کی رائے

* **مہدی پرتاپگڈھی**

معرفت ایگزیکیٹو انجنیئر اریگیشن ڈویژن، پرتاپگڈھ (یو۔پی)

یوں تو ہر شمارہ اپنی جگہ اہم تخلیقات اور سرکاری پالیسیوں کا آئینہ دار ہے۔ لیکن مجھے "سیناپتی باپٹ، خصوصی نمبر" بطور خاص پسند آیا۔ وہ شخصیتیں جنھوں نے آزادیٔ وطن کے لئے صعوبتیں برداشت کیں، اپنی زندگی کے قیمتی لمحات قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے وقف کردیں اور جنھیں آج ہم گوشۂ نسیاں میں رکھ کر بھول بیٹھے ہیں، اُن کو نئی نسل سے روشناس کرانا اور ماضی کی گرد سے اُن کے چہروں کو آئینہ کرنا بہت ضروری ہے۔ آپ کا یہ قدم لائقِ ستائش ہے۔ براہ کرم اس سلسلہ کو علاقائی حدود تک ہی نہ رکھیں۔

اپریل کے شمارے میں خیال انصاری، وقار خلیل اور خلیل انجم کی تخلیقات متاثر کرتی ہیں۔ تصویروں کی زبانی ملک کی کہانی معلومات کا بہترین ذریعہ ہیں۔ قومی راج آپ کی ادارت میں دن بدن نکھرتا جارہا ہے۔

✵

* **مصطفیٰ جمیل**

انجمن بازار، بالاپور۔ ۴۴۴۳۰۲

قومی راج کا تازہ شمارہ بے حد پسند آیا۔ اب تو قومی راج سر سے آخر تک پڑھنا پڑتا ہے۔ یہ سب آپ لوگوں کی محنت کا نتیجہ ہے کہ پرچہ کے حُسن کو آپ سب نے محنتوں سے نکھارا ہے۔

✵

* **نذیر فتحپوری**

مدیر "اسباق" ۸۲۔ یرودا۔ پونے

قومی راج کے دونوں شمارے، "انتولے حکومت نمبر" اور "سیناپتی باپٹ خصوصی نمبر" موصول ہوئے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ "قومی راج" آپ کی ادارت میں دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ ہر خصوصی شمارہ مختصر ہوتے ہوئے اپنے اندر نایاب معلومات کا خزانہ لئے ہوتا ہے۔ سماجی، سیاسی، ثقافتی اور ادبی ہر اعتبار سے مستند اور معیاری تخلیقات نظم و نثر سے مزین "قومی راج" کا ہر شمارہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔

میری حقیر رائے یہ ہے کہ ہر شمارے میں مہاراشٹر کے کسی ایک شاعر یا ادیب کو متعارف کرایا جائے تو یہ ایک نیک فال ہوگا۔

✵

* **محمد رضی الدین معظم** (بی کام، بی ایڈ، ایل ایل بی)

۸۶۶/۳/۲۰، رحیم منزل، شاہ گنج، حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۰۲ (اے پی)

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

غالب کے زمانے میں اچھے شاعروں کی کمی نہیں تھی مگر غالب جیسا مقام وشہرت کوئی حاصل نہ کر سکا۔ ان کے کلام کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اسی طرح آج رسائل کی کمی نہیں مگر "قومی راج" کا اپنا ایک علیحدہ مقام ہے اس کا انداز سب سے مختلف، اس کا معیار سب سے اعلیٰ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شمارہ سے اہلِ ذوق اپنی علمی و ادبی پیاس بجھاتے ہیں اور اس کے مطالعہ کو نعمت عظمیٰ سمجھتے ہیں۔ قومی راج کے نہ صرف مضامین اخلاقی، ادبی، سائنسی و سماجی پہلو سے بلند پایہ ہوتے ہیں اور اس کی تصاویر بھی بعض رسائل کی طرح عامیانہ مذاق کی نہیں ہوتیں بلکہ اس کے مضامین کی طرح فن کی بہترین مظہر ہوتی ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ مدیران محترم کو جمع وترتیب مضامین میں کن کن صبر آزما منازل سے گذرنا پڑتا ہوگا۔ اس پاک ذوق وانتخاب دونوں کی داد دیتا ہوں۔

✵

* **بشیر بدر**

ڈی۔۱۲۰، شاستری نگر۔ میرٹھ (یو۔پی)

آپ کا پرچہ اُردو کے تمام پرچوں سے الگ اپنی شناخت رکھتا ہے۔ یہ بڑی بات ہے۔ اِدھر میری دو کتابیں آئی ہیں "آزادی کے بعد اُردو غزل کا تنقیدی مطالعہ" (انجمن ترقی اُردو، نئی دہلی) اور دوسری کتاب "حالی سے لے کر ۱۹۴۷ء تک کی غزل کا مطالعہ" (مکتبۂ دین وادب، امین الدولہ پارک، لکھنؤ) سے شائع ہوئی ہے۔ تیسری کتاب جس میں ہندوستان اور پاکستان کی ۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۰ء تک کی غزلوں کا جائزہ اور انتخاب ہے۔ زیرِ ترتیب ہے۔

انتولے سرکار کی ایک سالہ کارگذاری

وزیراعلیٰ شری اے.آر. انتولے کی زیر قیادت مہاراشٹر حکومت کا ایک برس ۹ جون ۱۹۸۱ء کو پورا ہوا. عہدہ سنبھالنے کے بعد سے وزیراعلیٰ نے عام آدمی اور درماندہ لوگوں کو سماجی ومعاشی انصاف دلانے میں قابلِ تعریف اقدامات کئے ہیں. انتظامیہ حکومت سنبھالتے وقت شری انتولے نے عہد کیا تھا کہ وہ انتظامیہ کی ساری قوت غریب اور سماج کے کمزور طبقات کی بہبود میں صرف کریں گے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس عہد کو پورا کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں. آپ نے ہمیشہ یہی جتایا ہے کہ ریاست کے ۸۰ فیصد عوام غریب ہیں اور عوام کی اس اکثریت نے انہیں حکومت کا موقع صرف اس لئے دیا ہے کہ وہ ان کی حالت زندگی میں بہتری پیدا کریں. اس ضمن میں اگر انتولے سرکار کی کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو کوئی بھی اندازہ کرسکتا ہے کہ صرف سال بھر میں ہی آپ کی حکومت نے غربت اور نابرابری مٹانے کی مسلسل جدوجہد کرتے ہوئے قابلِ تعریف اقدامات کئے ہیں. پسماندہ علاقوں کی ترقی پر آپ نے خاص توجہ دی اور ودربھ، مراٹھواڑہ اور کوکن کیلئے موثر ترقیاتی منصوبے بنائے۔

ریاست کے تمام ذرائع غریبوں کے مفاد میں ہونے چاہئیں' یہ ان کا حق ہے' ایسا سمجھتے ہوئے انتولے سرکار نے شریمتی اندرا گاندھی کے ۲۰ نکاتی پروگرام کو اپنایا. عوام شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت پہ پورا بھروسہ رکھتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ آپ کے دورِ حکومت

کسانوں کے تعلق سے انتولے حکومت کے فیصلوں اور اقدامات میں دو سب سے اہم سمجھے جاتے ہیں. ایک تو چھوٹے کسانوں کے فصلی قرضوں کی معافی تاکہ نئے قرض حاصل کرنے کی راہ کھل سکے' اور دوسرے کھاد کی اضافی قیمتوں پر ۳۳½ فیصد امداد' حالات ظاہر کرتے ہیں کہ یہ دونوں فیصلے کسانوں کے حق میں بیحد مفید ثابت ہوئے.

ہیں عوام کے مسائل حل کر لئے جائیں گے ۔ عوام کے درمیان غریب، کمزور، ضعیف، معذور، بیوہ اور لاچار افراد بھی موجود ہیں جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ۔ حکومت نے ایسے لوگوں پر بھی خصوصی توجہ دی اور ان کی بہبود سے متعلق کئی اہم منصوبے تیار کئے

جو ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی بہبود کے لئے انتولے حکومت نے خاص اقدامات کئے ۔

چھوٹے کسانوں کے ۵ ½ لاکھ روپے کے قرضہ جات معاف کر دیئے گئے ۔ اس فیصلہ سے کسانوں کو کافی راحت ملی ۔ لیکن اتنا کافی نہیں تھا ۔ حکومت نے شدت سے محسوس کیا کہ کسانوں کو قرض کے شیطانی چکر سے پوری طرح نجات دلائی جائے ۔ کسانو کو خود کفیل بنانے کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے حکومت نے وزیر مالیات شری رام راؤ اڈِک کے زیر قیادت ایک کمیٹی تشکیل دی ۔ اس کمیٹی نے اپنی سفارشات حکومت کو پیش کر دی ہیں جسے عمل میں لانے کا وزیر اعلیٰ شری اے ۔ آر ۔ انتولے نے وعدہ کیا ہے ۔

کھاد کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے چھوٹے کسانوں کے لئے ایک مسئلہ پیدا ہو گیا ۔ انھیں راحت دینے کے لئے حکومت نے ۴ ہیکٹر تک زراعتی زمین کے مالک تمام چھوٹے کسانوں کو اضافی قیمتوں پر ۳۳ ⅓ فیصد رقم بطور امداد دینے کا فیصلہ کیا ۔ وردبھ

غریب شخص، حکومت کے اکثر فیصلوں کا مرکز رہا ہے

(اوپر) راشن کی دوکان

(درمیان) وِدربھ میں کپاس حصولی ۔ یہاں حالتِ قلت کی وجہ سے کسانوں کو قرضے واپس لوٹا دیئے گئے ۔

(نیچے) خود روزگار کے لئے حکومت سے امداد یافتہ ایک خاتون اپنی دوکان میں

غریبوں کے لئے
پکّے مکانات کی تعمیر۔

کپاس کی کاشت کے لحاظ سے ریاست کا سب سے اہم علاقہ ہے۔ قحط سے یہ علاقہ بھی متاثر ہوا، لہذا فوری طور پر کسانوں سے وصول کردہ قرضہ جات انھیں واپس لوٹا دیئے گئے اور قرض وصول نہ کرلنے کا فیصلہ کیا گیا۔

سال ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران گیہوں کی فصل پر بیمہ اسکیم ناگپور، چندرپور، وردھا، ناندیڑ اور پربھنی کے ضلعوں میں شروع کی گئی۔ اس میں خاطر خواہ کامیابی کے پیش نظر حکومت نے اس اسکیم کو دوسرے علاقوں میں بھی زیرِ عمل لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ کسانوں کو ان کے مال کی مناسب قیمت ملے اس بات کا حکومت نے پورا پورا خیال رکھا۔ کسانوں کے فائدہ کے لئے حکومت نے اُن کی پیداوار کی قیمت خرید میں اضافہ کا اعلان کیا۔ یہ سہولت عام کسانوں کے علاوہ گنّا، پیاز اور کپاس کی کاشت کرنیوالوں کو بھی دینے کی سفارش کی گئی۔

ریاست میں صنعتوں کو فروغ حاصل رہا ہے۔ صنعتوں کے پھیلاؤ اور دیہی علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے سلسلہ میں اپنے لیے سرکار نے خاص پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔ خصوصاً مراٹھواڑہ، کوکن اور ودربھ علاقوں کی صنعتی ترقی کے لئے خصوصی اسکیمات مرتب کی گئی ہیں۔ پارلی ویجناتھ اور پیٹھان میں پاور اسٹیشن قائم کئے جائیں گے اس علاقہ میں ایک ڈینٹل کالج کے قیام کی بھی تجویز رکھی گئی ہے۔ اورنگ آباد، عثمان آباد اور بیڑ میں دودھ ڈیری پلانٹ تعمیر کئے جائیں گے۔ ناشک ضلع میں صنعتوں کے تیزی سے فروغ پانے کے پیش نظر ایک پالی ٹیکنک کالج قائم کیا جائے گا۔ ودربھ کی ترقی کے لئے حکومت نے ۱۴- نکاتی پروگرام تیار کیا ہے۔ چندرپور میں سوپر تھرمل پاور اسٹیشن کے قیام کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ فراہمیٔ آب پروجیکٹوں کو ناگپور اور بھنڈارہ میں تیزی سے مکمل کیا جارہا ہے۔ کپاس کی کاشت والے علاقوں میں دو امدادِ باہمی ملیں قائم کی جائیں گی۔ اس کے علاوہ ایک سیلولوز فیکٹری بھی قائم کی جارہی ہے۔ حکومت نے یکم مئی سے ہر دیہات کے لئے

دیہی علاقوں میں صاف وشفّاف پانی کی فراہمی کے لئے آب رسانی بذریعہ پائپ اسکیمات وسیع پیمانے پر عمل میں لائی گئی ہیں۔

علیحدہ تعلقہ بنانے کا اعلان کیا ہے۔
وزیر اعلیٰ کی ایما دپر کوکن کے مغربی علاقوں میں بہنے پانی کو آبپاشی اور بجلی کے لئے استعمال میں لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور اسے عمل میں لانے کی ضروری کارروائیاں شروع کر دی گئی ہیں۔ سب سے پہلے اس سلسلے میں دو کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔

صنعتوں سے متعلق انتولے حکومت کی شروع سے ہی یہ پالیسی رہی ہے کہ ایسا سازگار ماحول پیدا کیا جائے جس میں صنعتی سرگرمی بلا رکاوٹ جاری رہے۔ پیداوار بڑھتی رہے اور مزدوروں کو ان کا جائز حق بھی ملتا رہے۔ صنعتی انتظامیہ اور مزدوروں کے مابین خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے اور اس میں مزید استحکام پیدا کرنے کی غرض سے وزیر اعلیٰ نے خود منتظمین اور مزدوروں کے نمائندوں سے بات چیت کا سلسلہ [illegible] کیمیکلز، پریمیر آٹوموبائیلز، ڈنلپ انڈسٹریز، ایڈبری انڈیا، مائن گیرج اور ڈبلیو۔ جی۔ فورج جیسے مشہور صنعتی اداروں کے پرانے صنعتی تنازعات خوش اسلوبی سے طے پائے اور یہ بند ادارے دوبارہ جاری ہوئے۔
ریاست میں جرائم کی روک تھام اور امن و امان قائم کرنے کی ذمہ دار پولیس کے انتظام میں انتولے سرکار نے موثر تبدیلیاں کیں۔ ریاست میں بیٹ سسٹم جاری کیا گیا۔ ایس۔ آر۔ پی فورس کو مزید مضبوط بنانے کی تیاری مکمل کر لی گئی۔ ویجیلنس اور کرائم برانچ کے علیحدہ شعبوں کے قیام کے امکانات پر غور کیا گیا۔ ٹرافک پولیس فورس میں اضافہ بھی حکومت کا ایک اہم فیصلہ ہے۔
ان سب باتوں سے بڑھ کر ریاست میں امن و امان کی صورت حال پر غور و خوض کے لئے وزیر اعلیٰ نے منترالیہ میں پولیس کے اعلیٰ عہدیداروں کی ایک کانفرنس طلب کی اور تمام حالات کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے تفصیلات سنیں۔ اسی کے ساتھ پولیس مینوں کے مسائل پر بھی وزیر اعلیٰ نے ہمدردی سے غور کیا۔ ملک کی تاریخ میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شاید سب سے پہلے وزیر اعلیٰ ہیں جنھوں نے منترالیہ میں پولیس مینوں کی کانفرنس کا اہتمام کیا۔ اس کانفرنس میں حکومت نے پولیس ایسوسی ایشن کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔
چھوٹے اور درمیانی اخبارات کی دشواریوں پر غور کرنے کیلئے ممبئی میں ریاست بھر کے صحافی حضرات کو مدعو کیا گیا اور کئی سہولیات کا اعلان کیا گیا۔
۲ اکتوبر، گاندھی جینتی کے موقع پر انتولے سرکار نے آنجہانی سنجے گاندھی کے نام سے دو یوجنائیں ریاست میں نافذ کیں۔ ان یوجناؤں کے تحت ناداروں اور معذور افراد کو مالی امداد دینے کے علاوہ بیروزگار نوجوانوں کو خود کا کاروبار شروع کرنے کے لئے ۵۰۰ روپیہ سے لے کر ۲۵۰۰ روپیہ تک امداد منظور کی جاتی ہے۔ ابتک ان یوجناؤں کے تحت ۲۱۲،۱۸۱ ضرورتمندوں میں ۳½ کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا۔
ادیب اور فنکار عمر کے دور میں اکثر مالی دشواریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ انتولے سرکار نے ان کی خدمات کا اعتراف کیا

سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا کے نفاذ سے بے سہارا، ضعیف، کمزور اور معذور افراد کے دلوں میں امید کی نئی کرنیں جگمگا رہی ہیں۔ زیر نظر تصویر میں شری رام راؤ آدک، وزیر مالیات، ضلع ناسک میں ایولہ کے ایک مستحق شخص کو امداد دے رہے ہیں۔

اور آڑے وقت میں انھیں راحت پہنچانے کی غرض سے اندرا نشٹھان اسکیم جاری کی۔ اس ضمن میں دو کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی۔ نوجوانوں کے مسائل پر بھی انتولے سرکار نے ہمیشہ ہمدردی سے غور کیا ہے۔

اس ایک سال کے دوران زراعتی، ویٹرنری، آیورویدک اور انجینئرنگ کالج کے طلبہ نے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی اور اپنے مسائل پیش کئے۔ ان میں سے بیشتر مسائل کا اطمینان بخش حل تلاش کیا گیا۔ زراعتی یونیورسٹیوں کے مسائل پر غور کرنے کے لئے حکومت نے شری لیفٹننٹ راؤ موہیتے کی زیر قیادت ایک کمیٹی مقرر کی۔ کوسباد کے ماہر زراعت شری جینت راؤ پاٹل کو اس کمیٹی کا مشیر مقرر کیا گیا۔

یہ سال معذوروں کا بین الاقوامی سال ہونے کے پیش نظر معذوروں کی فلاح و بہبود کی متعدد اسکیمات زیر عمل لائی گئیں ان میں معذوروں کو بناوٹی اعضاء کی فراہمی بھی شامل ہے۔

مجاہدین آزادی کی خدمات کی انتولے سرکار نے ہمیشہ قدر کی اور ان کی فلاح و بہبود کا بھی پورا پورا خیال رکھا۔ جنگِ آزادی میں شہید ہونے والوں کی یاد میں حکومت نے ریاست بھر میں ۱۲۱ یادگاریں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ دیہی پنچایتوں کو اس کام پر نگراں مقرر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں وزیر قانون و عدلیہ شری بابا صاحب اننت راؤ بھوسلے کی زیر قیادت ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کی سفارشات جلد ہی عمل میں لائی جائیں گی۔

یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے ڈیزل آئل کی قیمتوں میں اضافہ کے نتیجہ میں ماہی گیری پیشہ کافی حد تک متاثر ہوا ہے۔ حکومت نے ماہی گیر افراد کو اسٹیمر کی خریداری کے لئے مقررہ مالی امداد کی رقم ۳۰۰۰ روپے سے بڑھا کر ۱۰۰۰۰ روپیہ کر دی۔

انتولے سرکار نے انتظامیہ میں بہتری پیدا کرنے کی غرض سے مئی ۱۹۸۱ء سے سندھودرگ اور جالنہ کے دو نئے اضلاع قائم کئے ہیں۔ حکومت نے سیکولرزم کو بھی خاص اہمیت دی ہے۔

انتولے سرکار نے چھترپتی شیواجی کے زرین اصول 'سرو دھرم سمبھاؤ' کو پالیسی کے طور پر اپنایا تاکہ ریاست میں تمام مذاہب کے یکساں احترام کا جذبہ فروغ پا سکے۔ چھترپتی شیواجی کی تعلیمات کے پرچار کے لئے اسمٰعیل یوسف کالج کے پرنسپل شری پروہت کی زیر قیادت ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کے علاوہ رائے گڑھ قلعہ کی مرمت کا کام شروع کرنے کی تجویز منظور کی گئی۔

اس ایک سال کے دوران وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے عوام کو کی گئیں یقین دہانیوں میں سے کئی ایک پوری کیں، اسی لئے آپ کو عوام کی زبردست حمایت حاصل ہے۔ آپ جہاں بھی جاتے ہیں آپ کا پرجوش استقبال کیا جاتا ہے۔ آپ ریاست کے کمتر افراد کے بھی اتنے قریب ہیں کہ وہ آپ کے سامنے اپنے مسائل بلا جھجک پیش کر دیتے ہیں۔ لوگ آپ کو خط کے ذریعہ اپنے حالات سے آگاہ کرتے رہتے ہیں اور آپ کی سلامتی کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ صرف ایک سال میں اتنی مقبولیت حاصل کر لینا وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کی یقینی قابلِ تعریف کارکردگی کا پھل ہے۔

قارئین کے لئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے قارئین کی رائے کا نمونہ بھی شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے [illegible] اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی [illegible] اشاعت [illegible] مشکل ہے البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور [illegible] بخوشی جواب کئے جائیں گے

پتہ نوٹ فرمائیں:

ایڈیٹر قومی راج، [illegible] پنڈرپوال منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

انتولے حکومت کے اہم فیصلے اور اقدامات

- وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔ آر۔ انتولے کی یقین دہانیوں پر عمل آوری کے لئے منترالیہ میں خصوصی شعبہ کا قیام۔
- ادیباسی اور درج فہرست قبائل کی فلاح و بہبود کی خاطر متعلقہ کمشنروں کے دفاتر کی ناشک میں منتقلی۔
- حکومتِ مہاراشٹر کو درپیش مسائل پر غور و خوض کے لئے مرکزی وزراء اور پلاننگ کمیشن کے عہدیداروں کے درمیان بات چیت۔
- منصوبہ پر بسُرعت اور مؤثر عمل آوری کے لئے ریاستی پلاننگ کمیشن کا قیام۔
- ادیب، فنکاروں اور صحافیوں کی ہمت افزائی اور مالی امداد کے لئے اندرا گاندھی پرتبھا پرتشٹھان کا قیام۔
- سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا اور سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا کا نفاذ۔
- وزیر اعلیٰ اور طلبہ کی نمائندہ جماعتوں سے بات چیت کے ذریعہ تعلیمی اداروں کو درپیش مسائل کا پُرامن تصفیہ۔
- ریاست میں "سَرو دھرم سمبھاؤ" (تمام مذاہب ایک ہیں) اُصول کے عام نفاذ کے لئے ماہرین اور ادیبوں پر مشتمل ایک کمیٹی کا قیام۔
- ریاست میں واقع زراعتی یونیورسٹیوں کی کارکردگی میں بہتری پیدا کرنے کی غرض سے نگراں کمیٹی کا قیام۔
- موقع پر نقد رقم کی تقسیم کے لئے وزیر اعلیٰ کا بڑے پیمانے پر دورۂ مہاراشٹر۔
- جدوجہدِ آزادی میں شہید ہونے والوں کی یاد میں ریاست بھر میں ۱۲۰ یادگاریں تعمیر کرنے کا فیصلہ۔
- کوکن میں پانی سے بجلی پیدا کرنے کے لئے حکومت ہند کی ریموٹ سینسنگ ایجنسی کی جانب سے خصوصی سہولت۔

- کوکن میں ذخیرۂ آب کو آبپاشی کے لئے استعمال میں لانے کے لئے پلاننگ کمیشن کے ڈائرکٹر سوامی ناتھن کے زیرِ قیادت کمیٹی کا قیام۔

- دیہی علاقوں میں انتولے سرکار کے اقدامات کا جائزہ لینے کے لئے عوام کے منتخبہ دیہی سرپنچوں کا مشترکہ اجلاس۔

- وزیر اعلیٰ کی ایماء پر چھوٹے اور درمیانی اخبارات کے مسائل پر غور و خوض کے لئے ممبئی میں کانفرنس جس میں ۵۰۰ مدیران نے شرکت کی۔

- صحافیوں کی خدمات کا اعتراف اور انھیں ایس۔ٹی۔ بسوں میں سفر کی رعایت۔

- انتولے سرکار کی کارروائیوں کو دور دراز مقامات تک پہنچانے کے لئے ادیباسی علاقوں جیسے ملیٹن، مالیگاؤں، رہین، لاتور، گونڈیا، کھام گاؤں اور دہانو میں ضمنی دفاتر کا قیام۔

- کوکن میں باغبانی کو فروغ دینے کے لئے حکومت کے مشیر کار کی حیثیت سے ڈاکٹر جلینت پاٹل کا تقرر۔

- ممبئی۔ پونے اور خصوصاً بور گھاٹ پر آمد و رفت میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے خصوصی اقدامات۔

- کوکن میں علیحدہ یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ۔

- رائے گڑھ، سندھ کھیڑ راجہ اور ویرور کی ترقی کے لئے خصوصی منصوبہ۔

- عوام کی فلاح و بہبود کے لئے روٹری کلب، لائن اور جے سی جیسے مختلف سماجی اداروں میں باہمی رابطہ کی کوشش۔

- صنعت و محنت کے ایک محکمہ کی بجائے علیحدہ علیحدہ محکموں کا قیام۔

- ہر دیہات میں پرائمری اسکول کے لئے کم از کم ایک کمرہ پر مشتمل مدرسہ کے قیام کے لئے عوام سے فنڈ اکٹھا کرنے کی تجویز۔

- صنعتی امن اور صنعتی پیداوار میں برقراری اور اضافہ کے لئے مزدور رہنماؤں اور صنعت کاروں کے ساتھ وزیر اعلیٰ کی مسلسل بات چیت۔

- انتولے سرکار کے اقدامات پر بجا عمل آوری کے لئے محصول ڈویژنوں کی تشکیلِ نو۔

- سندھودرگ اور جالنہ' ان دو نئے اضلاع کا قیام۔

- مشہور صنعتکار ٹاٹا کی زیر قیادت اُرن۔ بمبئی پل کی تعمیر کے لئے کمیٹی کا قیام۔

- تھانے، کلیان کے صنعتی علاقے میں امن و اَمان قائم رکھنے کے لئے تھانے میں پولس کمشنریٹ کا قیام۔

- وزیراعلیٰ کی ایماء پر شجر کاری کی اہمیت عوام پر واضح کرنے کے لئے " درخت کے دوست " نامی اسکیم کا نفاذ۔

- پولس مینوں اور وزیراعلیٰ کے درمیان بات چیت کے ذریعہ پولس کے کم درجہ ملازمین کے مسائل اطمینان بخش طور پر حل کئے گئے۔

- بمبئی، پونے اور ناگپور میں پولس گشت کے لئے بیٹ سسٹم کا نفاذ۔

- بمبئی میں جھونپڑ پٹی کے اضافہ کی روک تھام کے لئے خصوصی منصوبے۔

- وزیراعلیٰ کے ریاستی دورہ کے دَوران متعلقہ مقامات خصوصًا ودربھ، مراٹھواڑہ اور کوکن سے متعلق مسائل پر برموقعہ غور و خوض، ضروری ہدایات اور اقدامات۔

- قبائلی علاقوں کے باشندوں کے مسائل حل کرنے کے لئے خصوصی اجلاس کا اہتمام۔

- کوکن کے لئے آب پاشی، ہاؤسنگ اور ایریا ڈیولپمنٹ کمیٹی کا قیام۔

مہاراشٹر زرعی محاذ پر

ڈاکٹر جینت پاٹل
اعزازی مشیر، باغبانی ترقیات،
ریاست مہاراشٹر

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی زیر قیادت زراعت سے متعلق ریاستی حکومت نے جو اقدامات کئے اس کے نتیجے میں ریاست مہاراشٹر زرعی پیداوار میں بڑی حد تک خود کفیل بنا ہے۔ معمولی کسانوں اور دیہی علاقوں کے کمزور طبقات کو باغبانی اور ڈیری کی سہولتیں بہم پہنچائی جارہی ہیں تاکہ وہ خود کفیل بن سکیں۔ سماجی سطح پر 'شجرکاری' پروگرام سے ایندھن کا مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔

مہاراشٹر کی کل قابل کاشت اراضی کا صرف ۱۱ فیصد حصہ مختلف آبپاشی اسکیمات کے تحت لایا گیا ہے جبکہ باقی ماندہ علاقہ یا تو پانی کی قلت کا شکار ہے یا پھر آبپاشی کے لئے بارش کا پانی ان علاقوں میں استعمال نہیں لایا جاتا ہے۔ اس سال ریاست کے کئی علاقے قلت کی صورت حال کا شکار ہیں اس کے باوجود غلے کی پیداوار ۹۶ء۲۱ لاکھ ٹن ہوئی۔

زرعی محاذ پر درپیش تمام تر دشواریوں کے باوجود غلے کی اچھی پیداوار دھان، باجرہ، مکئی اور جوار کے اُن اعلیٰ اقسام کے بیجوں کی وجہ سے ممکن ہوسکی، جو حکومت نے کسانوں کو آج سے سالوں پہلے فراہم کئے تھے۔ فراہم کردہ بیجوں کی وجہ سے تین سے چار گنا زیادہ فصل حاصل ہوتی ہے۔

ان بیجوں کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ان سے اُگنے والے پودوں کو جب بھرپور مقدار میں کھاد دی جاتی ہے تو عام حالت کے مقابلے میں وہ زیادہ غلہ دیتے ہیں جبکہ مقامی بیجوں سے اُگے ہوئے پودوں کو زیادہ کھاد دی جائے تو وہ اس قدر بڑھتے ہیں کہ بالآخر زمین کی طرف جھک جاتے ہیں۔ ہمیں نہ صرف حسب ضرورت غلہ پیدا کرنا ہے بلکہ ضرورت سے زیادہ غلہ اکٹھا کرنا ہے تاکہ یہ ذخیرہ خشک سالی یا قحط و دیگر ناگہانی مصائب کے دوران استعمال

مضمون نویس ڈاکٹر جینت پاٹل کو حال ہی میں اعزازی ڈاکٹریٹ کی سند عطا کی گئی۔ داپولی میں منعقدہ کوکن کرشی ودیا پیٹھ کے سالانہ جلسۂ تقسیم اسناد میں شری بھگونت راؤ گائیکواڑ، وزیر زراعت آپ کو ڈاکٹریٹ کی سند پیش کررہے ہیں۔

میں لایا جا سکے۔

ابھی تک تو ہم امریکہ اور کینیڈا سے غلّہ درآمد کرتے رہے لیکن اب ایسا کرنا ہمارے لئے دشوار ہوگا، وہاں زراعت کے میدان میں بھی بڑی حد تک مشینوں کا استعمال ہوتا ہے۔ ان مشینوں میں استعمال کئے جانیوالے ایندھن کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ لہٰذا وہاں غلہ کی پیداوار پر بھی زیادہ لاگت آرہی ہے جس کی وجہ سے اس کی قیمت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ جبکہ مہاراشٹر کے کسان صرف اعلیٰ اقسام کے بیج استعمال کریں تو غلہ کی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔

ہمارے ہاں اچھی پیداوار کے حامل بیج زرعی سائنسدانوں نے ۱۹۶۰ء کی دہائی میں حاصل کر لئے تھے۔ مہاراشٹر کے کسانوں نے ان بیجوں کو اپنے کھیتوں میں استعمال کر کے ریاست کی زرعی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ بیج ریاست مہاراشٹر کے علاوہ دیگر قریبی ریاستوں کو بھی فراہم کئے گئے، فی الوقت ریاست میں چار زرعی یونیورسٹیاں اچھی پیداوار دینے والے بیج حاصل کر رہی ہیں لہٰذا اب مہاراشٹر کے کسان اپنے کھیتوں میں اعلیٰ قسم کے زیادہ پیداوار دینے والے بیج اگانے کے قابل ہو گئے ہیں۔

اچھی پیداوار دینے والے اعلیٰ قسم کے بیجوں کو کیمیائی کھاد درکار ہوتی ہے، اس ضمن میں ریاستی حکومت کی جانب سے تھل وائی شیٹ کمپلیکس میں کھاد کی فیکٹری کے قیام کو مہاراشٹر کی زرعی خوشحالی کی طرف ایک خوش آئند قدم قرار دیا جا سکتا ہے۔

ان بیجوں سے اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے انھیں وافر مقدار میں پانی دینا ہوتا ہے۔ ریاستی حکومت نے مراٹھواڑہ کے علاقہ میں جو چھوٹے، درمیانی اور بڑے آب پاشی پروجیکٹ جاری کئے ہیں وہ ریاست کو زراعت میں خودکفیل بنانے میں

مہاراشٹر کے کسانوں نے زیادہ پیداوار دینے والے بیج اپنے کھیتوں میں اگا کر ریاست کی زرعی ترقی کو بڑھایا ہے۔ یہ بیج مہاراشٹر کے علاوہ دیگر قریبی ریاستوں کو بھی فراہم کئے گئے ہیں۔ زیر نظر تصاویر میں (سب سے اوپر) گیہوں، (درمیان میں) جوار اور (نیچے) دھان کی فصلیں دکھائی گئی ہیں، جو ان بیجوں سے اگائی گئی ہیں۔

مہاراشٹرا ابھی خوردنی تیل اور دالوں کی پیداوار میں خودکفیل نہیں ہے۔ حکومت ان دونوں کی پیداوار کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔ اوپر کی تصویر میں کسم کے پودے اور نیچے تور کے پودے کا ایک دلکش منظر پیش کیا گیا ہے۔

کافی حد تک معاون ثابت ہوں گے۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی ایما پر پلاننگ کمیشن کے ڈاکٹر ایس۔ سوامی ناتھن کی زیرِ صدارت مغربی گھاٹ میں زراعت کے لئے قابلِ استعمال پانی کے ذخیروں اور ان کے استعمال کرنے کے طریقوں کا جائزہ لینے کے لئے ایک کمیٹی نامزد کی گئی ہے۔ حال ہی میں اس کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق مغربی گھاٹ میں بارش کا پانی جو کافی مقدار میں ضائع جاتا ہے، اسے زراعت، باغبانی اور چارے کی کاشت کے لئے استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک خصوصی منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے اور متعلقہ محکموں و افسران کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔ کنوؤں کی کھدائی کا کرش پروگرام بلاشبہ چھوٹے کسانوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگا۔ ریاست بھر میں اس اسکیم کا خیر مقدم کیا جا رہا ہے اور بیشمار کسانوں نے اس اسکیم کے تحت کنوؤں کی کھدائی شروع کی ہے۔ اس اسکیم کے ذریعہ مٹی کی تہوں میں پائے جانے والے پانی کے ذخیروں کو استعمال میں لا کر ریاست کی زرعی ترقی کو مزید تیز کیا جا رہا ہے۔ حکومت نے ۱۹۸۱-۸۲ء کے لئے ۱۱۴٫۹۸ لاکھ ٹن غلہ کی پیداوار کا نشانہ مقرر کیا ہے، ان اقدامات کو دیکھتے ہوئے قوی امید ہے کہ یہ نشانہ پورا ہو جائے گا۔

تِلہن کے بیجوں کی پیداوار:

ہم ابھی تک خوردنی تیل کی پیداوار میں خودکفیل نہیں ہوئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے دوران ہمیں تقریباً ۳۰۰ کروڑ روپیوں کی مالیت کا خوردنی تیل درآمد کرنا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ درآمد ہمارے بیرونی زرمبادلہ پر بُری طرح اثرانداز ہوگی۔ اس پس منظر میں ریاستی حکومت کی جانب سے موسم گرما میں مونگ پھلی کی کاشت امید افزا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ۶۰,۰۰۰ سے ۷۰,۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر مونگ پھلی کی کاشت کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس نشانہ کو نہ صرف پورا کیا گیا بلکہ ۱,۰۰,۰۰۰ ہیکٹر اراضی کا نیا نشانہ بھی مقرر کیا گیا۔ اس نشانے کو پورا کرنے کے لئے

ریاست کا ہر کسان تعاون کرے اور تلہن کی کاشت پر توجہ دے تو ریاست کا ۱۰٫۱۲ لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار کا نشانہ بھی پورا ہو جائیگا۔

کوکن کی لیچی

کوکن کے علاقے میں ابھی تک ہاپس آم اور چیکو کی پیداوار ہوتی آئی ہے، اب توقع کی جاتی ہے کہ اتر پردیش اور بہار کی رسیلی لیچی کی پیداوار بھی یہاں عام ہو جائے گی۔

شری جینت راؤ پاٹل مشہور و معروف ماہر زراعت اور ریاستی حکومت کے اعزازی باغبانی صلاح کار نے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کو حال ہی میں تھانے ضلع کے گھولوڈ علاقے میں اُگائی گئی لیچی کا ایک خوشہ پیش کیا۔

فی الحال یہ پھل تھانے کی چند ایکڑ اراضی پر اگایا جا رہا ہے۔ ہر سو خوشہ پر کاشتکار کو ۸۵ تا ۹۰ روپے حاصل ہوتے ہیں۔ شری پاٹل نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ کوکن کی آب و ہوا اس پھل کی کاشت کے لئے نہایت موافق ہے۔ یہاں اگائی گئی لیچی رنگ، ذائقہ اور خوشبو کے لحاظ سے شمالی ہند کی لیچی کے ہی مانند ہوتی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے اس پھل کو، کوکن کے باغبانی ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے سے متعلق دلچسپی ظاہر کی۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے "لیچی" پھل کے ایک خوشہ کے ساتھ جو مصنف نے آپ کو تحفہ میں دیا تھا۔

باغبانی ترقیات:

ریاست میں باغبانی ترقیات کے امکانات بیحد روشن ہیں لہذا گذشتہ چار سالوں سے حکومت، ریاست میں باغبانی ترقیات کے لئے مختلف اقدامات کر رہی ہے۔ کسانوں کو اعلیٰ اقسام کے پودے اور درخت فراہم کرنے کے لئے محکمۂ زراعت اور زرعی یونیورسٹیوں نے اپنی باغ بانی نرسریوں کو وسعت دی ہے۔ کسانوں کو اجتماعی زرعی تربیتی مراکز میں پھل دار درختوں کی شجرکاری ونشوونما نیز قلمکاری کی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مراکز کے تربیت یافتہ کسانوں نے اپنی قلمکاری کے ذریعہ آم کی مقامی اقسام کو کامیابی کے ساتھ "ہاپوس" میں تبدیل کیا ہے۔ مہاراشٹر میں باغبانی پروجیکٹوں کو پائیلٹ پروجیکٹ سطح پر نافذ کرنے کی کوشش کی جانی چاہئے۔

کوکن میں کال، راج نالہ اور راما ندیوں کے علاقوں میں، دھان کے کھیتوں کے اطراف بڑے پیمانے پر ناریل کے درخت لگائے جائیں گے اس علاقے کی کھلی پہاڑی زمین پر ہاپوس آموں کی کاشت کے پروگرام پر عمل کیا جا رہا ہے۔ باغبانی ترقی سے اس ترقی سے اس علاقے میں متعلقہ صنعت کو فروغ ملے گا۔ چونکہ بیرونی ممالک میں آم اور پھلوں کے رس کی اچھی خاصی مانگ ہے لہذا باغبانی کو ترقی دے کر یقینی طور پر ہم کثیر مقدار میں بیرونی زرمبادلہ کما سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۴ اپریل کو سیاد زرعی انسٹی ٹیوٹ کے دورہ کے وقت اعلان کیا تھا کہ باغبانی کی ترقی کے لئے ایک بڑا پروجیکٹ جاری کیا جائے گا۔ باغبانی ترقی سے کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کے علاوہ ان کی خورد و نوش کی عادات میں بھی خاصی تبدیلی آئے گی۔ ہماری روزمرہ کی خوراک میں وٹامنوں اور

معدنیات کی کمی ہوتی ہے جبکہ پھلوں میں یہ دونوں ضروری اجزاء پائے جاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے جاری کردہ باغبانی ترقیاتی اسکیم سے بلاشبہ لوگوں کو اچھی غذا میسر آئے گی۔

غذائیت سے بھرپور چارے کی پیداوار: ریاستی حکومت

کا ایک اور انقلابی قدم ہے غذائیت سے بھرپور چارے کی کاشت۔ آبپاشی کی سہولتوں کی کمی یا فقدان اور ناکافی پانی کے مسئلہ سے دوچار ہونے والے علاقوں میں کسان برس بھر میں صرف ۳ سے ۴ مہینوں تک ہی زراعت کا کام کرتے ہیں۔ سال کے باقی ماندہ دنوں میں ان کی گذر اوقات کی خاطر آمدنی کے کسی اور ذریعہ کا ہونا ضروری ہو جاتا ہے مویشی پالن' ان کے لئے ایک کامیاب معاون ذریعۂ آمدنی ثابت ہوا ہے لہذا مویشیوں کے لئے غذائیت سے بھرپور چارے کی کاشت بے حد ضروری ہوتی ہے۔ اس چارے کی وجہ سے مویشی زیادہ دودھ دیتے ہیں اور یہ چارہ دیگر چاروں سے مقابلتاً سستا ہوتا ہے۔ اس قسم کے چارے کے لئے اسٹائیلو، کیا گھل اور اگستا درخت لگانا مفید ہوگا۔ حکومت نے غذائیت سے بھرپور چارے کے بیجوں کی پیداوار کا پروگرام شروع کیا ہے۔ یہ بیج مذکورہ علاقوں کے کسانوں میں بڑے پیمانے پر تقسیم کئے جائیں گے تاکہ وہ ڈیری اور مویشی پالن کے ذریعہ خود روزگار حاصل کرسکیں۔

سماجی سطح پر جنگل بانی:

درختوں کی اندھا دھند کٹائی کی وجہ سے ہم ایندھن کے لئے لکڑی کی کمی بری طرح محسوس کر رہے ہیں۔ دیہی علاقوں میں عورتوں کو ایندھن لانے کے لئے ۴ تا ۵ کلو میٹر دوری پر جانا پڑتا ہے۔ نسل در نسل وہ اس دشواری سے دوچار ہوتے آئے ہیں۔ اس تکلیف کو دور کرنے کے لئے گھروں کے آس پاس کھلی جگہ پر اور کھیتوں کے اطراف تیزی سے بڑھنے والے درخت لگائے جا سکتے ہیں۔ اس مقصد کے تحت ریاستی حکومت نے سوشیل فاریسٹری پروگرام جاری کیا ہے۔

اس پروگرام کا افتتاح ۴ اپریل کو' کوسباد زرعی انسٹی ٹیوٹ' میں اس وقت ہوا جب وزیر اعلیٰ نے وہاں 'لکینا' نامی تیزی سے بڑھنے والے درخت کا پودا لگایا۔ یہ درخت صرف تین سال کے عرصہ میں ۶۰ فٹ کی اونچائی تک بڑھ جاتا ہے۔ اس کی لکڑی بطور ایندھن اور پتے مویشیوں کے لئے غذائیت سے بھرپور چارے کا کام دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ اس درخت کا تعلق درختوں کی DWIDAL قسم سے ہے لہذا یہ مٹی کو نائٹروجن فراہم کرتا ہے اور اسے زیادہ زرخیز بناتا ہے۔ سوشیل فاریسٹری پروگرام کے لئے 'LUKENA' ایک مثالی درخت ہے۔

رضاکارانہ تنظیموں کو امداد:

مہاراشٹر میں وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت 'بیوپلس ایکشن فار ڈیولپمنٹ' نامی ایک تنظیم سرگرم عمل ہے۔ یہ تنظیم اقوام متحدہ کی 'عالمی تنظیم برائے غذا و زراعت' کی ایجنسی ہے اور اس کا مقصد زرعت دیہی ترقی کے لئے رضاکارانہ تنظیموں کی مدد کرنا ہے۔ پی اے ڈی مہاراشٹر نے ابھی تک ادیباسیوں اور سماج کے کمزور طبقات کی فلاح کے کاموں میں مصروف بے شمار رضاکارانہ تنظیموں کو امداد دی ہے۔ ان تنظیموں کو مالی امداد اس مقصد کے تحت دی جاتی ہے کہ انھیں مضبوط کیا جا سکے اور دیہی ترقیات کے کاموں میں ان کا تعاون حاصل کیا جا سکے۔ ادیباسی، ہریجن اور سماج کے کمزور افراد کو ان اقدامات سے بیحد فائدہ پہنچا ہے۔

تھانے ضلع کے کوسباد مقام پر واقع زرعی انسٹی ٹیوٹ بھی اسی قسم کی ایک رضاکار تنظیم ہے۔ پی اے ڈی مہاراشٹر نے اس انسٹی ٹیوٹ کو اس کے باغبانی مرکزی پروگرام کے لئے امداد دی ہے یہ نرسری گرد و نواح کے ادیباسی علاقوں میں آم، چیکو اور ناریل کے پودے فراہم کرتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں یہ ادیباسی جو نسل در نسل دھان کی کاشت کرتے آئے ہیں' اب مذکورہ پھل اگاتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۴ اپریل کو کوسباد میں شری اُبیریہ لواد نامی ایک ادیباسی کسان کے دو ہیکٹر اراضی پر پھیلے ہوئے باغ کا دورہ کیا۔ وہاں آپ چیکو اور ناریل کے باغ دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا "ادیباسیوں کے اس طرح کے بیشمار باغ ہونے چاہئیں اور حکومت اس کام کے لئے کتنی بھی بڑی رقم خرچ کرنے میں پس و پیش نہیں کرے گی"۔ بے شک یہ وعدہ ادیباسیوں اور سماج کے کمزور طبقہ کے افراد کی فلاح میں وزیر اعلیٰ کی دلچسپی کا غماز ہے۔

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

مہاراشٹر میں صنعتی ترقی
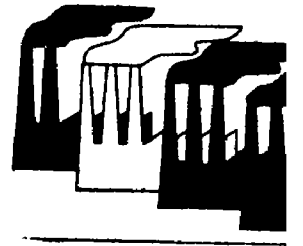
جون ۱۹۸۰ء میں برسر اقتدار آنے والی حکومت کے سامنے ماضی کی حکومت کے دوران صنعتی پیداوار میں کمی، ایام کار میں تخفیف، صنعتکاروں میں صنعتوں کے قیام میں خوف وہراس جیسے صنعتی مسائل نے ایک سنگین صورتحال پیدا کردی تھی۔ ان حالات کے پیش نظر نئی حکومت کیلئے ان دشواریوں کو دور کرنے پر خصوصی توجہ دینا ناگزیر ہو گیا تھا۔

ریاست میں صنعتوں کی ترقی صنعتی امن کے بغیر مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ نئی حکومت نے صنعتی امن کی بحالی کی ضرورت پر زور دیا اور اسے بطور پالیسی اپنایا۔ ستمبر ۱۹۸۰ء میں وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے کی سرگرم عملی کوششوں اور ثالثی سے کئی عرصہ سے بند پڑی صنعتیں دوبارہ جاری ہوئیں۔ اسطرح صنعتی تعطل سے غیر یقینی ماحول کی صورتحال ختم ہوئی ورنہ اندیشہ تھا کہ ریاست میں صنعتی سرمایہ کاری بری طرح متاثر ہوتی۔

ہوا یہ تھا کہ ماضی کی حکومت کے وقت سے یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ حکومت صنعتوں کی غیر اطمینان بخش کارکردگی اور عام بے چینی کے سبب صنعتوں کو پڑوسی ریاستوں میں منتقل کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے اس خوف وہراس کو مسلسل ثالثی کوششوں کے ذریعہ دور کر دیا گیا جس کے نتیجہ میں ۸ بڑی صنعتیں یعنی (۱) کیمیکو (۲) کیڈبری (۳) ڈبلیو۔ جی۔ فورجز (۴) ہائیکس (۵) ویل مین (ہندستان) (۶) ہندستان لیور (۷) سائن گیرز اور (۸) پریمیئر آٹو موبائیل، دوبارہ جاری ہو گئیں۔ ان صنعتی اداروں میں کل ملازمین کی تعداد ۱۸۰۰۰ تھی۔

قیام صنعت

بمبئی میٹروپولیٹن علاقہ میں گنجان آبادی اور موجودہ صنعتوں کی کثیر تعداد کے باعث آلودگی کے مسائل کا اندازہ کرتے ہوئے حکومت نے قیام صنعت کے بارے میں ایک خصوصی پالیسی اپنائی۔ اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے ریاستی حکومت کو کئی نئے صنعت کاروں کو اس بات پر راضی کرنا پڑا کہ وہ ترقی پذیر علاقوں میں صنعت قائم کریں جہاں انھیں ضروری سہولیات مہیا کردی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ایسے کئی مواقع بھی آئے جب حکومت کو حقیقتاً بمبئی یا قرب وجوار میں صنعتوں کے قیام کیلئے آئی ہوئی درخواستوں کو نامنظور کرنا پڑا۔

اس پالیسی کے نتیجہ میں ایک بڑی صنعت میسرز اشوک لے لینڈ نے ہیوی وہیکل کے اپنے ایک صنعتی پروجیکٹ کو ضلع بھنڈارہ کے ساکولی مقام پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس پروجیکٹ سے جس پر ابتدا میں لاگت کا اندازہ ۸۶۵ کروڑ روپیہ ہے، جو بعد میں بڑھ کر ۱۵۰ کروڑ روپیہ ہو سکتا ہے، اس علاقہ میں ۵۰۰۰ سے لیکر ۲۵۰۰۰ افراد کیلئے ملازمت کے مواقع پیدا ہوں گے۔ نیز اس پسماندہ علاقہ میں پروجیکٹ سے وابستہ کئی معاون صنعتیں بھی قائم ہونیکی توقع ہے۔ مذکورہ ادارہ سے ۱۳۸ اقسام کے مال کی تیاری کے انتظامات مکمل ہوگئے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں اصل پروجیکٹ سے قریب وودر بھ کے علاقہ میں تقریباً ۵۰ سے ۶۰ تک معاون صنعتوں کی گنجائش نکل آئے گی۔

اسی طرح ایک بڑے پیمانے کی پبلک سیکٹر کمپنی میسرز بھارت الیکٹرانکس کو بھی اس بات پر رضامند کیا گیا ہے کہ وہ ٹیلی پرنٹرز اور ٹیلیکس سے متعلق ۳۰ کروڑ روپیہ کی لاگت سے تیار ہونے والا گلامن شیل پروجیکٹ ریاست کے ایک دوسرے ترقی پذیر علاقہ تلوجہ میں قائم کرے۔ اس پروجیکٹ سے بھی ملازمت کے کثیر مواقع پیدا ہونگے۔ فی الحال یہ بھی کوشش کی جا رہی ہے کہ مذکورہ صنعت اپنا وسیع راؤ پلانٹ ناگپور کے ہنگنا کے انڈسٹریل اسٹیٹ میں قائم کرنے پر راضی ہو جائے۔ ریاستی حکومت کی اسی طرح کوششوں کا چند دیگر وسیع پیمانے کی صنعتوں نے مثبت جواب دیا ہے۔ میسرز بھارت فورج، لنگاپور (ضلع اورنگ آباد) اور [illegible] (ضلع ستارا) میں دو بڑے پروجیکٹ قائم کر رہا ہے۔ میسرز سمبایک ہا پیپرز ملس گونڈیا (ضلع بھنڈارہ) میں، گیسٹ کین انیڈ ولیم، بارامتی (ضلع پونے) میں، میسرز سوہانی پیپرز ملس (دبگاؤں میں) میسرز پوداریہ پیپرز ملس، (دھولے میں) میسرز ایلورا انجینئرنگ ورکس، بھیمہ (ضلع پونے) میں، میسرز میٹل اینڈ میٹل، امبولی (ضلع رتناگیری) میں اور میسرز انڈیا ڈیلس لمیٹیڈ، کھامگاؤں (ضلع بلڈانہ) میں اپنی یونٹیں قائم کر رہے ہیں۔

میسرز لارسن ٹیوبرو لمیٹیڈ اور میسرز سنچری اسپننگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی لمیٹیڈ دو سیمنٹ فیکٹریاں قائم کر رہی ہیں جس کے لئے حکومت ہند نے ضروری لائسنس بھی فراہم کر دیا ہے۔ چندرپور ضلع کے راجورا تحصیل میں قائم کی جانے والی ان دو فیکٹریوں میں بالترتیب ۹۰ء۱۱ لاکھ ٹن اور ۱۰ لاکھ ٹن سمینٹ تیار ہوگا۔

وردھا میں سیلولوز اور ایکسپلوزیو پروجیکٹ کیلئے سیکوم اور ایک غیر ملکی ادارہ میسرز بوفرز نوفل، سویڈن کے مابین ۱۰ر جنوری ۱۹۸۰ء کو اشتراک کا معاہدہ طے پایا اور ۱۵ر جنوری ۱۹۸۱ء کو درآمد لائسنس بھی حاصل کر لیا گیا۔ ۵۰۰۰ ٹی۔ پی۔ اے گنجائش کے انڈسٹریل ایکسپلوزیو اور ۱۰ ملین نمبر گنجائش کے ڈیٹونیٹرز کیلئے سیکوم کو ۲۶ دسمبر ۱۹۷۹ء کو منظوری کا خط بھی مل گیا ہے۔

علاقائی غیر متوازی ترقی

صنعتوں کے معاملے میں علاقائی غیر متوازی ترقی دور کرنے کیلئے حکومت نے مربوط منصوبہ تیار کیا ہے جس کے تحت تین پسماندہ اضلاع چندرپور اورنگ آباد اور رتناگیری میں صنعتوں کو پھیلایا جائے گا۔ یہ منصوبہ حکومت ہند کی رہنمائی میں تیار کیا گیا جس میں یہ بھی تجویز کیا گیا تھا کہ ان پسماندہ اضلاع میں معاون صنعتوں کی بھی گنجائش نکالی جائے۔ اس سلسلے میں ۳ر اپریل ۱۹۸۱ء کو وزیر اعلیٰ مہاراشٹر اور ڈاکٹر چرنجیت چنانا،

تجی راج

مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت کے مابین ہوئی گفتگو کے دوران یہ طے پایا کہ مرکز اور ریاست کے نمائندوں پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاری عاملہ تشکیل دیا جائے جو مل جل کر ان اضلاع کی ترقی کیلئے پروگرام تیار کرے

چندرپور کی ترقیات

اس ضلع کی صنعتی ترقیات کے سلسلے میں ریاستی حکومت کے اقدامات دو طرفہ ہیں۔ (۱) مشترکہ صنعتکاری کو فروغ دیتے ہوئے ترقی پذیر علاقوں میں صنعتی اور ٹیکنیکل صلاحیت میں اضافہ (۲) دیہی علاقوں میں ضروری سہولیات فراہم کرتے ہوئے دیہی اور چھوٹی انڈسٹریز کو فروغ۔

اسپانج آئرن اسٹیل کمپلیکس سے ۸۹ ملین ٹن لوہا حاصل ہوگا جو سر جاگڈھ میں ۱۵۰ کروڑ روپیہ کی لاگت سے قائم کیا جائے گا جس میں ۶۰۰ افراد کو ملازمت حاصل ہونے کی توقع ہے۔ اس پروجیکٹ کے ساتھ ساتھ لوہارا، آسولا، دیولی گاؤں اور پیپل گاؤں وغیرہ میں ضمنی صنعتیں قائم ہوں گی۔

اسی طرح میسرز نیشنل رئیون کارپوریشن کا فائبر پلانٹ پہلے سروچا میں قائم کیا جانے والا تھا لیکن چند دشواریوں کے سبب یہ پلانٹ اب وارسا میں ۱۲۰ء کروڑ روپیہ کی لاگت سے تیار کیا جائے گا جس میں ۱۰۴۰۰ افراد کیلئے ملازمت کی گنجائش ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ وڈرکھ میں ۲۵۰۰۰ چرخیوں پر مشتمل ۱۲ کروڑ روپیہ کی لاگت سے ایک اسپننگ مل قائم کی جائے گی جس میں ۸۰۰ افراد کو ملازمت حاصل ہوگی۔

کم حرارت کاربنائزیشن یونٹ

آج کل ملک میں غیر تجارتی ایندھن کا استعمال بڑھ جانے سے تجارتی ایندھن کی ضرورت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ صنعتوں میں ایندھن کی ضرورت کے پیش نظر کم حرارت کاربنائزیشن (ایل۔ ٹی۔ سی) پلانٹ ۱۱ کروڑ روپیہ کی لاگت سے گھوگھس میں قائم کیا جائے گا۔ اس پلانٹ سے صنعتوں کے لئے سستے ایندھن کی ضرورت پوری ہوگی۔ اس پلانٹ میں سڑکوں کی مرمت و تعمیر کے کام آنے والا تارکول تیار کیا جائے گا۔ اس پروجیکٹ سے ۳۵۰ افراد کو روزگار حاصل ہوگا۔

چمڑے کی صنعت

اس ضلع میں آشٹی کے مقام پر چمڑے کی صنعت سے متعلق ایک پروجیکٹ قائم کیا جائے گا جس میں یومیہ ۲۵۰۰ چمڑا تیار کیا

جائے گا۔ اس پروجیکٹ پر لاگت کا تخمینہ ۲۵ء ۱ کروڑ روپیہ ہے جس میں تقریباً ۲۵ افراد کی ملازمت حاصل ہوگی۔

ریشم کی صنعت

ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف وردھ لمیٹڈ کے تحت اس ضلع میں توسر سلک انڈسٹری قائم کرنے کی تجویز زیرغور ہے۔ اس صنعت میں زیادہ تر قبائلی باشندوں کو غیرموسم میں روزگار کے مواقع فراہم ہونگے اس اسکیم کے تحت ۔۔۔۔ ہیکٹر اراضی وقف کی جائے گی۔ اسی ضلع میں توسر ڈیولپمنٹ پروگرام انڈو ۔ سوئس توسر ڈیولپمنٹ پروگرام انڈو ۔ سوئس توسر ڈیولپمنٹ پروجیکٹ کے علاوہ ہے۔

انسولیٹر پروجیکٹ

اس علاقے کے شمال ۔ مغربی حصہ انسولیٹر کے قابل مٹی کی افراط ہونے کی وجہ سے سالانہ ... ۶ ٹن پیداوار کی گنجائش کا ایک انسولیٹر پروجیکٹ باآسانی یہاں قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس پروجیکٹ پر ۸ء۵ کروڑ روپیہ خرچ ہونگے اور اسمیں ۶۰۰ افراد کو روزگار حاصل ہوسکے گا۔

اسی طرح درآمدات کیلئے چینی مٹی کی تیاری کے لئے ۴ کروڑ روپیہ کے صرفہ سے ایک پروجیکٹ قائم کیا جائے گا جسمیں ۷۰۰ افراد کو ملازمت مل سکے گی۔

را[illegible] بیران آئیل

اس ضلع کے برہماپور [illegible] اور کاٹ پرتالی تحصیل کے کسان دھان کی دوگنی فصل اگاتے ہیں۔ آبپاشی سہولیات میں اضافہ کی وجہ سے یہ فصل اور [illegible] بڑے پیمانے [illegible] تو تع ہے۔ لہذا یہ طے کیا گیا ہے کہ یہاں ۳۰ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے رائس بران آئیل پروجیکٹ قائم کیا جائے [illegible] تقریباً ۴۰۰ افراد کو روزگار حاصل ہوگا اور [illegible] ۴ ٹن تیل تیار کیا جائے گا۔

اس صنعت کے ساتھ ساتھ چھوٹی اور درمیانی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کا ذکر ان صفحات میں ایک نقشہ [illegible] کیا گیا ہے۔

ضلع اورنگ آباد کی ترقیات

اورنگ آباد کی ترقی کیلئے حکومت نے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ جس کے تحت اس علاقہ کے ترقی پذیر حصوں میں مشترکہ یا نجی صنعتی ادارے قائم کئے جائیں گے۔ نیز چھوٹی صنعتوں اور کاٹیج انڈسٹری کو اس طور سے فروغ دیا جائے گا جس سے وابستہ بڑی صنعتوں کو خصوصی سہولیات مہیا کرکے قائم کیا جا سکے۔

اس اسکیم میں دو باتوں کو اہمیت دی جائے گی۔ یعنی ہلکی انجنیرنگ قسم کی صنعتوں کا قیام مختلف ترقی پذیر علاقوں میں قیام اور دوسرے صنعتوں میں معاون بنیادی ضرورتوں میں بتدریج اضافہ۔

یونٹ	مقام	کُل سرمایہ (لاکھ روپے میں)	بالراست روزگار
رائس بران آئیل	واڈسا	۳۰ء۰۰	۱۰۰
	مول	۳۰ء۰۰	۱۰۰
کیٹل فیڈ یونٹ	واڈسا	۵ء۰۰	۱۵
	برہم پوری	۵ء۰۰	۱۵
	گاڈچرولی	۵ء۰۰	۱۵
بون میل	ناگبیر	۲ء۰۰	۲۰
گلو اور گلیٹن	چندرپور	۹ء۰۰	۳۵
	بلارپور	۹ء۰۰	۳۵
باڈی بلڈنگ یونٹ	چندرپور	۱ء۰۰	۱۰
	بلارپور	۱ء۰۰	۱۰
آرا ملیں ۔ ۲۰ مقامات	—	۱ء۰۰ (فی یونٹ) ۲۰ء۰۰ (کل)	۵ (فی یونٹ) ۱۰۰ (کل)
انجنیرنگ فیبریکشن یونٹ	چندرپور	۱۵ء۰۰	۱۵
	بلارپور	۱۵ء۰۰	۱۵
پتھریلے پائپ فلائی ایش برکس کلے	چندرپور	۱۵ء۰۰	۸۰
باؤنڈ یڈ	چندرپور	۶ء۰۰	۵۰
فرنیچر	بلارپور	۲۵ء۰۰	۱۵۰
دستکاری کاغذ	جنوتو	۶ء۰۰	۴۰
جوتے	چندرپور	۱۵ء۰۰	۱۰۰

ریاست کے صنعتی پروجیکٹ

جوائنٹ سیکٹر — سیکوم مانع حمل اشیاء کی تیاری کے لئے لندن ربر کمپنی کے اشتراک سے اورنگ آباد میں ایک پروجیکٹ قائم کررہا ہے جس پر لاگت کا تخمینہ ۸۵ ۲ لاکھ روپیہ ہے۔ یہ تقریباً ۶۰۰ افراد کو ملازمت فراہم کرسکے گا۔ یہ پروجیکٹ خاص طور سے خواتین ملازمین کے لئے مفید ہوگا۔

ملٹرون بھی اس علاقہ میں فرانس کی تھامسن سی۔ ایس۔ ایف۔ کمپنی کے اشتراک سے ایک چھوٹا الیکٹرانک ٹیلیفون ایکسچینج قائم کرنے کی کوشش میں ہے۔ اس پروجیکٹ پر ۵ کروڑ روپیہ لاگت آئے گی اور اس میں ۴۰۰ افراد کو روزگار ملے گا۔ اس پروجیکٹ کے ساتھ تقریباً ۵ ضمنی صنعتیں بھی قائم ہونے کی توقع ہے۔

اسپننگ مل

مفت لال اسپننگ اینڈ ویونگ کمپنی لمیٹیڈ پیتھان کے مقام پر ۱۸ کروڑ روپیہ کی لاگت سے ایک ٹیکسٹائل مل قائم کرنا چاہتی ہے جس میں تقریباً ۱۵۰۰ افراد کو روزگار حاصل ہوگا۔

اس علاقہ میں دوسری متوقع مشہور صنعتوں کے قیام میں حصہ لینے والی صنعتوں میں بھارت فورج گروپ شامل ہے جو گنگاپور تعلقہ میں ۵ کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے ہلکی انجینئرنگ اشیاء کی تیاری کے لئے ایک پروجیکٹ قائم کررہا ہے جس میں ۲۰۰ افراد کو کام ملے گا۔ اس کے علاوہ فورس انجینئرنگ (انڈیا) پرائیویٹ لمیٹیڈ پیتھان میں مشینی اشیاء کا ۱۰ لاکھ روپیہ کی لاگت کا پروجیکٹ قائم کررہا ہے جس میں ۲۵۰ افراد کو روزگار حاصل ہوگا۔ اسی علاقہ میں ۵ کروڑ روپیہ کی لاگت سے ۱۶۰ افراد کیلئے گنجائش ملازمت کے قابل میسرز سنتوش ٹیکسٹائل بیلی بلنڈیڈ یارن کا ایک ٹیکسٹائل اسپننگ یونٹ قائم کرے گا۔ یہیں پر ناہیں کافی اینڈ ٹی لمیٹیڈ ۱۳۰ لاکھ روپیہ کی سرمایہ کاری سے تیار کافی کا پروجیکٹ قائم کررہا ہے جس میں ۱۷۵ افراد کو ملازمت مل سکے گی۔

سوڈیم آبنارات ایپ کا ایک پروجیکٹ میسرز جے نا۔ لمیٹیڈ کے تحت اس علاقہ میں قائم ہونے کی توقع ہے۔ اس پروجیکٹ پر ۲۰۰ لاکھ روپیہ لاگت آئیگی اور تقریباً ۱۰۰ افراد کو روزگار کے مواقع ملیں گے۔

جی۔ جی۔ ٹی کمپنی پرائیویٹ لمیٹیڈ خلدآباد تعلقہ میں ۲۰۰ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے فورج شاپ قائم کرنا چاہتی ہے۔ یہ کمپنی آئرن کاسٹ تیار کرتی ہے اور ۷۰ لاکھ روپیہ کی سرمایہ کاری سے اپنی صنعت میں مزید توسیع کرنا چاہتی ہے۔ جالنہ میں نیشنل رولر بیرنگ کمپنی ٹیپرا اور دیگر رولر بیرنگ کا ایک پلانٹ قائم کررہے ہیں۔ اس پر ۸ کروڑ روپیہ لاگت آئے گی اور تقریباً ۳۵۰ افراد کو روزگار ملے گا۔ بعد ازاں گروپس آف کمپنیز پیتھان میں ۳ کروڑ روپیہ کے سرمایہ سے سوپر فاسفیٹ پروجیکٹ قائم کررہا ہے جس میں ۳۰۰ افراد کیلئے روزگار کی گنجائش ہوگی۔

سی۔ بی۔ ایس گراموفون ریکارڈ اینڈ ٹیپ پرائیویٹ لمیٹیڈ اورنگ آباد میں ریکارڈ اور کیسٹ کا ایک پروجیکٹ قائم کررہا ہے۔ اس پروجیکٹ پر لاگت کا اندازہ ۲ کروڑ روپیہ ہے اور اس میں کم از کم ۱۰۰ افراد کو ملازمت حاصل ہوگی۔

مذکورہ بالا پروجیکٹوں اور یونٹوں کے علاوہ اور بھی متعدد صنعتیں اورنگ آباد کے ترقی پذیر علاقوں میں قائم ہونے کی توقع ہے۔

چھوٹی صنعتیں

اورنگ آباد ضلع کے ۴ ابھرتے مراکز اور تحصیل علاقوں میں متعدد چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو فروغ حاصل ہونے کی توقع ہے۔ مندرجہ ذیل خاکہ میں متوقع صنعتوں کی اقسام، تعداد، سرمایہ کی رقم اور گنجائش ملازمت کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔

نام صنعت	تعداد یونٹ	کل سرمایہ کاری (لاکھ روپیہ میں)	گنجائش روزگار
بنیادی زرعی صنعتیں	۷۸	۱۲۶	۷۰۰
جنگلاتی پیداوار پر مبنی معدنیاتی صنعتیں	۴۵	۴۲	۴۲۵
چمڑا صنعت	۲۴	۴۰	۱۳۰
مطلوب انجینئرنگ صنعتیں	۳۵	۵۱	۱۷۸
مطلوب کیمیاوی اور پلاسٹک صنعت	۳۶	۱۰۰	۲۲۰
مطلوب غذائی صنعت	۱۰	۲۶	۱۰۰
معاون صنعتیں	۲۱	۸۹	۱۰۰

ضلع رتناگیری کی ترقیات ۔

اسی سطح پر دوسرے پسماندہ ضلع رتناگیری کی ترقی سے متعلق ریاستی حکومت نے مندرجۂ ذیل منصوبے ترتیب دیئے ہیں۔

(۱) مشترکہ صنعتوں، نئی صنعتوں اور نیم صنعتی سرگرمیوں کو ترقی پذیر علاقوں میں زیادہ سے زیادہ فروغ ۔

(۲) دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں اور کاٹیج صنعتوں کو فروغ اور اس کے لئے ضروری سہولیات کی فراہمی ۔

(۳) مختلف مراکز پر تمام پیمانے کی صنعتوں کا قیام اور اس کے لئے ضروری سہولیات کی فراہمی ۔

دھنگہ داڑی میں باکسائیڈ کی افراط ہے جو المینا کی تیاری کیلئے معاون ہے ۔ اس مقصد سے ایک پروجیکٹ کے قیام کیلئے میسرز بھارت المونیم کمپنی کو مطلوبہ خطۂ اراضی بھی دیدی گئی تھی ۔ لیکن اس پروجیکٹ کو اب تک شروع نہیں کیا جاسکا ۔ لہٰذا ریاستی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ آیا مرکزی حکومت یہ پروجیکٹ عمل میں لائے یا مذکورہ کمپنی خطۂ اراضی ریاستی حکومت کو واپس کردے جس پر ریاستی حکومت جوائنٹ سیکٹر کی مدد سے ۵۵ کروڑ روپیہ کی لاگت سے المونیم پلانٹ قائم کر سکے اس پروجیکٹ سے بالراست ۶۰۰ افراد کیلئے ملازمت کی گنجائش نکل آئے گی ۔

اس پلانٹ میں تیار المینا مغربی ایشیائی ممالک میں المونیا انگوٹ بنانے کیلئے بھیجے جائیں گے ۔ یہ انگوٹ رتناگیری واپس لائے جائیں گے جہاں ایک شیٹ رولنگ مل قائم کی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ مندرجۂ ذیل پیمانے کی متعدد معاون صنعتوں کو بھی اس علاقے میں فروغ حاصل ہو سکے گا ۔

درمیانی پیمانے کے پروجیکٹ

(چھوٹے پیمانے کی یونٹیں) گھریلو استعمال کی المونیم اشیاء کی تیاری کیلئے ۳ ترقی پذیر مراکز یعنی لوتے ۔ پرشورام ۔ چپلون ۔ رتناگیری اور کدال و ینگورلا میں ہر جگہ ۲ یونٹیں قائم کی جائیں گی ۔ ہر ایک یونٹ پر لاگت کا تخمینہ ۲۰ لاکھ روپیہ ہے اور ہر یونٹ میں تقریباً ۱۰۰ افراد کو ملازمت مل سکے گی ۔ اس طرح چھ پلانٹ پر کل لاگت ۱۲۰ لاکھ روپیہ ہوگی اور ۶۰۰ افراد کیلئے ملازمت کی گنجائش ہوگی ۔

مالگنڈ اور رتناگیری کے ساحلی علاقوں میں معدنی ریت کی افراط ہے اس علاقہ میں ۱۳ کروڑ روپیہ کی لاگت سے اسپنج ٹیٹانیم پلانٹ جو اسٹیل بنانے کے کام آتا ہے، جوائنٹ سیکٹر میں قائم کیا جائیگا جسمیں ۳۰۰ افراد کو ملازمت ملے گی ۔

پرائیویٹ سیکٹروں میں صنعتی پروجیکٹ

اس علاقہ میں ربر کیمیکل پلانٹ (بے یر (انڈیا) لیمٹیڈ)، اسپننگ ملس (اسٹار ٹیکسٹائیلس)، آٹو موبیل فاؤنڈری (مینق انیڈ میس، کولہاپور) کاسٹ ٹول پلانٹ (گے ڈور لمٹیڈ) قائم کئے جانے کی توقع ہے جس میں سینکڑوں افراد کو ملازمت حاصل ہوگی ۔ بے یر (انڈیا) لمٹیڈ اور دیگر کئی پرائیویٹ سیکٹر کی فرموں نے اس علاقے میں اپنے پروجیکٹ جاری کرنے کیلئے مطلوبہ لائسنس کیلئے مرکزی حکومت کو درخواستیں روانہ کی ہیں ریاستی حکومت کوشش کر رہی ہے کہ مرکزی حکومت کو موصولہ ان درخواستوں پر جلد از جلد کارروائی ہوتا کہ اس علاقہ میں ممکنہ پروجیکٹوں کی تکمیل ہو سکے

بڑے پیمانے کے پروجیکٹوں میں پورکس مرارجی رتناگیری میں ایک کیمیاوی پلانٹ قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ یاشیکس فارمیٹکل بھی اپنا توسیعی یونٹ یہاں قائم کرنے پر غور کر رہے ہیں ۔ فی الحال ان کی تفصیلات موصول نہیں ہوئی ہیں ۔

بجلی پروجیکٹ

کدال میں میلٹرون ۷۶ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے دستی گھڑیوں کا ایک پروجیکٹ قائم کر رہے ہیں جس میں سالانہ ۲ لاکھ گھڑیاں تیار کی جائیں گی اس یونٹ میں ۱۱۰۰ افراد کو روزگار مل سکے گا ۔ اسکے علاوہ گھڑیوں کے دیگر حصوں کی تیاری کیلئے اسی علاقہ میں ۵ یونٹیں فی یونٹ ۳ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے قائم کی جائے گی جسمیں ہر یونٹ میں ۱۰۱ افراد کو روزگار حاصل ہوگا ۔ اس طرح ۵ یونٹوں پر کل لاگت ۱۵ لاکھ روپیہ ہوگی اور تعداد ملازمت ۵۰ ہوگی ۔

اے ایم / ایف ایم ریڈیو ریسیور

کدال میں اے ایم / ایف ایم ریڈیو ریسیور کے سالانہ ۱۰ ہزار سیٹ تیار کئے جائیں گے جس کے لئے ۸ لاکھ روپیہ کی لاگت سے ایک یونٹ قائم کیا جائے گا جس میں تقریباً ۵۰ افراد کیلئے روزگار کی گنجائش ہوگی ۔

اسکے علاوہ اسٹرابورڈ یونٹ میں جو ۵ لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے قائم کیا جائیگا، یومیہ ۱۰ ٹن اسٹرابورڈ تیار ہونگے ۔ چھوٹے سیکٹروں

میں وسائل کی دستیابی اور مطلوبہ اشیاء کی مانگ کی بنیاد پر قائم ہونے والی صنعتیں مندرجہ ذیل ہیں :-

نام صنعت	مجوزہ مقام	سرمایہ (لاکھ روپیہ میں)	بالراست روزگار
آم پروسنگ پلانٹ	کنکاولی	۷٫۰۰	۵۰
	کرال	۷٫۰۰	۵۰
کوکم پروسنگ پلانٹ	کنکاولی	۳٫۰۰	۲۰
	کرال	۳٫۰۰	۲۰
آلو تلنے اور ویفر	چپلون	۰٫۱۰	۱۰
(۲۰ کلوگرام یومیہ)	رتناگری	۰٫۱۰	۱۰
	ساونت واڑی	۰٫۱۰	۱۰
صابن کی اشیاء	چپلون	۵٫۰۰	۲۵
	رتناگری	۵٫۰۰	۲۵
	ساونت واڑی	۵٫۰۰	۲۵
برف پلانٹ	چپلون	۱۵٫۰۰	۱۰
(یومیہ ۵ ٹن)	رتناگری	۱۵٫۰۰	۱۰
	ساونت واڑی	۱۵٫۰۰	۱۰
چھوٹی کشتیاں	رتناگری	۲٫۰۰	۵
	ونیگورلا	۲٫۰۰	۵
سگندھ اگربتی	چپلون	۰٫۵۰	۲۰
	رتناگری	۰٫۵۰	۲۰
	کرال	۰٫۵۰	۲۰
	ونیگورلا	۰٫۵۰	۲۰
	ساونت واڑی	۰٫۵۰	۲۰

شیشے کی صنعت کیلئے کوکن کی ترقیاتی کارپوریشن کے زیر اہتمام ایک فیکٹری جو یہاں قائم ہے، اکتوبر، نومبر ۱۹۸۱ء میں کام کرنا شروع کردے گی۔

نجی پرائیویٹ سیکٹر کی بھی ایک فیکٹری یہاں موجود ہے جو اب تک بند ہے۔ اس فیکٹری میں گھریلو اور طبی استعمال کیلئے کارآمد شیشے کی اشیاء تیار ہوں گی۔

بمبئی ہائی سے حاصل گیس پر مبنی مرکزی یونٹ رائے گڑھ میں قائم کی جارہی ہے۔ اس یونٹ سے وابستہ درمیانی اور چھوٹے پیمانے کی ضمنی صنعتیں ضلع رتناگیری میں قائم ہوں گی۔ اندازہ ہے کہ ضلع رتناگیری میں ۴۵ چھوٹی یونٹیں، فی یونٹ ۹ گنجائش روزگار اور ۱۰ درمیانی یونٹیں، فی یونٹ ۵۰ گنجائش روزگار، بآسانی قائم ہوسکتی ہیں ان صنعتوں میں گھریلو استعمال کی اشیاء، پلاسٹک کے کھلونے، مچھلی پکڑنے کے جال، کیبل وغیرہ تیار کئے جائیں گے۔ یہ یونٹیں اوسر میں متوقع پیٹرو کیمیکل کمپلیکس کی وجہ سے اس ضلع میں کامیاب ثابت ہوسکتی ہیں۔

کوکن کی ترقیات

ریاست میں صنعتوں کے فروغ کیلئے کئے جانے والے سرکاری اقدامات کا ذکر نامکمل ہوگا اگر وزیر اعلیٰ کی ان کوششوں کا ذکر نہ کیا جائے جو موصوف تھال۔ ویشٹ ہیر، فرٹیلائزر پروجیکٹ اور اوسر میں پیٹرو۔ کیمیکل کمپلیکس کے قیام کے لئے حکومت ہند سے منظوری حاصل کرنے کے سلسلے میں کر رہے ہیں۔

اوسر میں ۹۰۰ کروڑ کے عظیم پیٹرو۔ کیمیکل کمپلیکس کے نتیجہ میں کروڑوں کی سرمایہ کاری سے نجی اور پبلک سیکٹر میں بشمار صنعتیں قائم ہوسکتی ہیں ریاستی حکومت نے پہلے ہی سے ایک پیٹرو۔ کیمیکل کارپوریشن تشکیل دیا ہے جو بنیادی سہولیات فراہم کریگا جس کے نتیجہ میں گیس کریکر یونٹ کا مرکزی پروجیکٹ بھی زیر عمل رہے گا۔

بیمار صنعتوں کی بحالی

برسر اقتدار آنے پر اس حکومت کے پیش نظر سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ چھوٹے، درمیانی اور بڑے پیمانے کی کئی صنعتیں مختلف وجوہات کی بنا پر کمزور ہوتی جارہی تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں ان صنعتوں سے وابستہ بیشمار افراد کے اچانک بے روزگار ہوجانے سے ماحول پر بھی برا اثر پڑے گا۔ نیز یہ صنعتوں کیلئے بھی اچھا نہ ہوتا کہ ان کی کئی قیمتی مشینیں یوں ہی بیکار پڑی رہتیں۔ ایسی بیمار صنعتوں کیلئے اقدامات ناگزیر بن جاتے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مالی اور دیگر طور سے بھی ریاستی حکومت کے اختیارات اتنے محدود ہیں کہ وہ ہر بیمار صنعت کو اپنے قبضہ میں نہیں لے سکتی۔ انڈسٹریز (ڈیولپمنٹ اینڈ ریگولیشن) ایکٹ بابت ۱۹۸۱ء کے تحت حکومت چند شرائط پر بیمار صنعتوں کی مالی اور انتظامی ذمہ داری قبول کرسکتی ہے۔

اس کے علاوہ جہاں ممکن ہوتا ہے وہاں انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ ۷۲، ۸ کے تحت بیمار صنعت کو بہتر صنعت کیساتھ ضم کرنے کیلئے کارروائی کی جاتی ہے۔ ریاستی حکومت نے وزیر صنعت کے زیر قیادت وزراء برائے محنت اور مال پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی مقرر کی ہے جو بیمار صنعتوں کے مسائل کا حل تلاش کرتی ہے۔

میسرز کمانی ٹیوبس لمیٹیڈ جو مالی طور سے متعلقہ بنکوں کی مدد سے جاری رکھی گئی ہے، اس کمیٹی کی کامیاب کارکردگی کی ایک مثال ہے۔ کئی دوسری اہم بیمار صنعتوں کا انتظام بھی محکمہ صنعت نے سنبھالا ہے اور کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ بند نہ ہونے پائیں تاکہ بے روزگاری کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ انڈسٹریل ری کنسٹرکشن کارپوریشن آف انڈیا کا ایک دفتر بمبئی میں کھولا جائیگا جس کے نتیجہ میں امید ہے کہ ریاست میں بیمار صنعتوں کے مسئلہ پر کافی حد تک قابو پایا جا سکے گا۔

وزارتی اعلیٰ اختیاری کمیٹی نے انڈسٹری کمشنر کے سِک یونٹ سیل کو اور مستحکم کرنے کیلئے ایک صنعتی رتکنیکی مشاورتی سیل قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کے ذریعہ بیمار صنعتوں کے بہتر انتظام کیلئے تکنیکی مہارت فراہم کی جا سکے گی۔ علاوہ ازیں قومیائے بنکوں اور بڑے مالی اداروں سے رابطہ رکھا جائے گا جو بیمار صنعتوں کا مسئلہ حل کرنے میں کافی مددگار ثابت ہونگے

صنعتی کارپوریشنوں کے کام

بمبئی۔ پونے پٹی سے ہٹ کر ایم آئی ڈی سی (میڈک) کے زیر اختیار علاقوں میں پلاٹ کی سستی قیمتوں نے چھوٹے، درمیانی اور وسیع پیمانے کے صنعتکاروں کو متوجہ کیا ہے۔ میڈک نے ابتک ۱۶٫۲۸۲ ہیکٹر اراضی پر پھیلے ہوئے ۵۰ صنعتی علاقوں کی ترقیات میں کامیابی حاصل کی ہے۔ نیز ۱۶۵٫۰۰ ایم، جی ڈی گنجائش کی ۲۳ بڑی آب رسانی اسکیمات مکمل کی ہیں ان تمام کارروائیوں کے نتیجہ میں میڈک کے علاقوں میں ۴۱۹ر۳ فیکٹریاں قائم ہوئی ہیں جن پر ۸۱ کروڑ روپیہ صرف ہوا اور جنہیں ۶ء۱ لاکھ افراد کو روزگار حاصل ہوا ہے۔

دیگر اہم کارپوریشن

اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر (سیکوم) کے تحت کوکن، مراٹھواڑہ اور ودربھ میں کئی صنعتوں کو فروغ حاصل ہوگا۔ ناسک میں مہاراشٹر الیکٹرونک کارپوریشن لمیٹیڈ (میلٹرون) کے پروجیکٹ سے بجلی کی اشیاء بڑے پیمانے پر تیار کی جائے گی۔ مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن (ایم ایس ٹی سی) کے زیر اہتمام ضلع ناگپور میں کملیشور کے مقام پر ٹیکسٹائل ملیں چل رہی ہیں۔ لیدر انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن (لیڈکوم) کی بدولت کولھاپور، دریاپور، ہنگولی، اور ضلع اورنگ آباد میں گیواری کے مقامات پر چمڑہ صنعتیں قائم ہیں۔ جن میں ۲ء۱ ملین مال تیار کیا جاتا ہے جنہیں سے ۶۰ فیصد برآمد کیا جائے گا۔ ۱۹۸۱ء کے خاتمہ تک اس پروجیکٹ میں مال کی تیاری شروع ہو جائے گی۔ مہاراشٹر اسٹیٹ مائننگ کارپوریشن (ایم ایس ایم سی) کی کانوں کی صنعتیں رتناگری، ایوت محل، بھنڈارہ ضلعوں میں قائم ہیں۔ ودربھ میں کوئلہ کی صنعت بھی قائم کرنے کی تجویز اس کارپوریشن کے زیر غور ہے۔

ایم ۔ ایس ۔ ایف ۔ سی

مہاراشٹر اسٹیٹ فنانس کارپوریشن (ایم ایس' ایف' سی) چھوٹے اور درمیانی درجے کی صنعتوں کے فروغ کے لئے غیر منتقل جائیدادوں مثلاً اراضی، عمارت، پلانٹ، مشینیں وغیرہ کے لئے مالی امداد مہیا کرتا ہے۔ اس کارپوریشن نے چھوٹے پیمانہ کی ۱۵ فیصد صنعتوں کو مالی امداد اور ۵۷ فیصد صنعتوں کو رقم مہیا کی ہے۔ اس کارپوریشن کے ذریعہ ۷۷ فی صد علاقہ ترقی کر سکا ہے۔ خصوصی اسکیمات میں ۵۰ ہزار روپیہ تک قرضوں کی فراہمی، پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کیلئے صنعت کاری سرمایہ کاری صرف ۵ فیصد مقرر، قرضوں کی بازیابی میں آسانیاں اور رعائتی شرح سود (۶ فیصد) کی سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ علاقائی اور برانچ منیجروں کو بالترتیب ۲ لاکھ اور ۵۰ ہزار روپیہ تک قرضوں کی منظوری کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ ضلع سطح پر اس کارپوریشن کی کارکردگی ضلع صنعتی مراکز سے جوڑنے اور مقامی آفس کو برانچ آفس میں تبدیل کئے جانے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

ڈی آئی سی

مہاراشٹر میں صنعتوں کے فروغ کے لئے ڈی، آئی، سی نے بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ گذشتہ تین سالوں میں بالترتیب ۱۱۰۰۷۱ (۱۹۷۷ اور ۱۹۷۸) ۱۸٫۴۸۵ (۱۹۷۸ - ۱۹۷۹) اور ۲۴٫۵۲۵ (۱۹۷۹ - ۱۹۸۰) نئی صنعتیں جاری ہوئیں۔ پیش کردہ پروجیکٹوں کی تعداد، بالترتیب ۳٫۱۳۶، ۵٫۵۱۸ اور ۱۱٫۳۷۳ تھی۔ ڈی۔ آئی۔ سی پروگرام کی ابتداء میں عارضی طور پر رجسٹرڈ یونٹوں کی تعداد ۷۸-۱۹۷۷ء میں ۳٫۴۷۴ تھی جو ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۵٫۵۶۳ تک پہنچ گئی۔

صناعی سیکٹر میں ۷۸-۱۹۷۷ء میں نئی صنعتوں کی تعداد ۳٫۷۴۱

تھی جو ۸۰-۱۹۷۹ء میں بڑھ کر ۱۳،۲۰۲ ہو گئی۔ اسی طرح ایس ایس آئی سیکٹر میں بھی صنعتوں کی تعداد میں اس مدت کے دوران اضافہ ہوتا رہا، اور یہ تعداد ۸۰-۱۹۷۹ء میں ۵،۵۳۰ تک پہنچ چکی تھی۔

زائد روزگار

دیہی علاقوں میں زائد روزگار کی تعداد ۷۸-۱۹۷۷ء میں ۱۵،۷۶۳ تھی۔ ۷۹-۱۹۷۸ء میں اس تعداد میں کافی اضافہ ہوا۔ شہری علاقوں میں روزگار کی تعداد ۷۸-۱۹۷۷ء میں ۸،۶۵۵ اور ۷۹-۱۹۷۸ء میں ۲۷،۳۰۱ تھی۔ اس سلسلہ میں فی ضلع ۲۵۰۰ کا سالانہ مقررہ نشانہ پورا ہوا اور اس طرح ۸۰-۱۹۷۹ء میں کل تعداد روزگار ۶۳،۹۰۵ ہو چکی تھی۔

۸۰-۱۹۷۹ء میں ۱،۳۶۰ صنعتی یونٹوں کو جگہ فراہم کی گئی، ۵۹۰ یونٹوں کو خام مال کی فراہمی میں سہولت دی گئی۔ اس مدت میں ۱۳،۱۰۴ صنعتی یونٹوں کو مختلف امور مثلاً ٹیلیفون کنکشن، این۔ اے۔ پرمیشن وغیرہ میں مدد دی گئی۔ ۸۰-۱۹۷۸ء تک مختلف تحریکوں کے ذریعہ ۱۰،۳۵۴ یونٹوں کو فائدہ پہنچایا گیا۔ نیز تربیتی پروگرام کے ذریعہ ۳،۱۴۵ اشخاص کو مختلف تجارتی امور میں تربیت دی گئی۔

چھوٹے صنعتکاروں اور خصوصاً سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے صنعتکاروں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے محکمۂ صحت کے سکریٹری اور انڈسٹری کمشنر پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو محکمۂ صنعت کے تحت ضلع صنعتی مراکز اور کارپوریشنوں کے امور کی نگرانی کرے گی۔

اہم فیصلہ:

صنعتکاروں کو ہر قسم کی امداد اور سہولیات بہم پہنچانے کیلئے محکمۂ صنعت کے تحت تمام دفاتر اور اداروں کو ایک ہی مقام پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے 'ایم ایس ایس آئی ڈی سی'، 'ایم آئی ڈی سی'، 'ایم ایس ایف سی' اور 'ایس آئی سی او ایم' جیسے اہم اداروں کو ضلع صنعتی مراکز کے مقام پر ایک ہی جگہ لایا جائے گا۔ اسی طرح ضلع صدر مقامات پر بھی علاقائی ترقیاتی کارپوریشنوں کو ضلع صنعتی مراکز کے قریب ہی قائم کیا جائے گا۔

قومی راج

نمبر شمار	پروجیکٹ	سرمایہ (لاکھ روپے میں)	بالراست روزگار
۱	شیٹ رولنگ مل	۲۰۰،۰۰	۲۰۰
۲	ایکسٹروژن پلانٹ	۱۰۰،۰۰	۱۰۰
۳	ڈیپ ڈرائنگ ڈیپارٹمنٹ	۱۰۰،۰۰	۷۵
۴	ماڈ کمپیوٹر بلڈنگ پلانٹ	۵۰،۰۰	۷۵
۵	اے اے سی اور اے سی ایس آر پلانٹ	۳۰،۰۰	۷۵
۶	اینوڈائزنگ پلانٹ	۳۰،۰۰	۵۰
۷	پراشر اور گریویٹی کاسٹنگ یونٹ	۳۰،۰۰	۵۰

یہ سارے اقدامات ایک اہم مقصد لئے ہوئے ہیں اور وہ ہے عام آدمی کو فائدہ پہنچانا جو عام طور پر قلیل مالی ذرائع کے سبب اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ صرف حکومت ہی نہیں بلکہ مذکورہ بالا اداروں اور کارپوریشنوں کو بھی یہی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے تمام امور میں عام آدمی کو ترجیح دیں۔ صرف ۵۰،۰۰۰ روپے تک لاگت کے پروجیکٹوں کے لئے، حکومت کے لئے ممکن ہے کہ وہ اپنے ذرائع اور اسکیمات کے تحت اپنا صرف ۵ فیصد حصہ رکھتے ہوئے درکار سہولیات اور امداد فراہم کرے۔

اب یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ریاست میں صنعتوں کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے اور اب بھی ریاست مہاراشٹر صنعتی ترقی کے منازل تیزی سے طے کرتی چلی جا رہی ہے۔

معاشی ترقی وخوشحالی

ایل۔ کے مٹاٹکر
نامہ نگار خصوصی، اکنامک ٹائمز

وزیراعلیٰ، مہاراشٹر، شری اے۔ آر۔ انتولے، ایک سال سے برسرِ اقتدار ہیں۔ انھوں نے ایک بھرپور عملی پروگرام جاری کیا ہے جس کا تمام تر مقصد عام آدمی کی فلاح و بہبود ہے۔ انھوں نے اپنی تمام تر قوت سے کام لے کر اس پروگرام کو جلد سے جلد وقتِ معینہ کے اندر پایۂ تکمیل کو پہنچانے کا بیڑا اُٹھایا ہے۔

شری انتولے کا کہنا یہی ہے کہ تمام سرکاری عملہ اور اس کے ذرائع کو غریبوں، پسماندہ لوگوں خصوصًا ہریجنوں کی ترقی و خوشحالی کے کاموں میں لگانا چاہئے جنھیں باپوجی مہاتما گاندھی عزیز رکھتے تھے۔ اور وہ ان ہی کی فلاح و بہبود کی خاطر تادمِ آخر سرگرمِ عمل رہے۔

عام غریب لوگوں کی معاشی بہتری کے اس نصب العین کو پورا کرنے کی غرض سے وزیراعلیٰ نے ۲۰- نکاتی سماجی و معاشی پروگرام کی تجدید کی جو اولاً ۱۹۷۶ء میں وضع کیا گیا تھا اور بعد ازاں وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے پوری تندہی سے اُسے جاری کیا تھا معاشی ترقی وخوشحالی کے اس نصب العین کو مہاراشٹر کے بجٹ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء پیش کرتے وقت واضح کر دیا گیا تھا جس کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں:

'اپرینٹس'، کی حیثیت سے بھرتی کے معاملہ میں مندرج ہا تیول اور قبائل، اقلیتوں اور معذور اشخاص کے ساتھ منصفانہ سلوک دیہی علاقوں میں بے زمینوں کو اور کمزور طبقات کے افراد کو مکا کے لئے زمین کی تقسیم، بندھوا مزدوری رواج کا قانونًا خاتمہ، دیہی قرضہ جات کی معافی، اقل ترین زراعتی اُجرت میں اضافہ اسمگلروں کی جائیداد کی ضبطی کے لئے خاص قانون، صنعتوں میں مزدوروں کی شراکت کے لئے نئی اسکیم، پروڈکشن پروگرام کا نفاذ اور طلبہ کے لئے "بک بنک" کا انتظام۔

معاشی منشور:

غریب اور متوسط طبقات سے متعلق معاشی منشور کے بنیادی نکات یہ ہیں: ضروری اشیاء کی قیمتوں میں کمی لانے کے لئے اقدامات جاری، زراعتی اراضی حدبندی قوانین کا نفاذ عمل اور فاضل اراضی کی تیزی سے تقسیم، مزید پانچ ملین ہیکٹر اراضی پر سینچائی، ہینڈلوم سیکٹر کے لئے نیا ترقیاتی پروگرام، جنتا کپڑے کے معیار اور سپلائی میں بہتری، شہری اراضی کا سماجی مقاصد سے بندوبست؛ بڑی بڑی تعمیرات کی لاگت کے جائزے اور ٹیکس چوری کے انسداد کے لئے مدگشتی دستے، سرمایہ کاری کے طریقہ کار میں رعایت اور امپورٹ لائسنس کے غلط استعمال کے خلاف کارروائی۔ روڈ ٹرانسپورٹ کے لئے قومی پرمٹ اسکیم، متوسط طبقہ کے لئے انکم ٹیکس میں رعایت، ہوسٹل طلبہ کے لئے کنٹرول قیمتوں پر ضروری اشیاء کی فراہمی۔ ملازمت اور تربیت کے مواقع بڑھانے کے لئے نئی اپرنٹس شپ اسکیم،

غربت کو درجہ بدرجہ مٹانے کے لئے مہاراشٹر میں ریاستی منصوبوں کو وضع کیا گیا ہے اور خاص رقومات رکھی گئی ہیں تاکہ براہ راست غریب لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ ۶٫۱۷۵ کروڑ روپے کے کل مصارف سمیت ریاست کا چھٹا پانچ سالہ منصوبہ بنیز ۱۰۸۰۱ کروڑ روپے کا منصوبہ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء قومی چھٹے پانچ سالہ منصوبے کے مقاصد کے مطابق بنایا گیا ہے۔ ان مسائل پر خاص

توجہ دی گئی ہے۔ علاقائی نابرابری کے خاتمہ، قبائلی علاقے اور پس ماندہ علاقے کے لئے پروگرام اور مندرج جاتیوں اور نوبدھوں کے لئے خاص پروگرام، موثر عام تقسیم نظام کے ذریعہ غریب اور کمزور طبقات کے افراد کے لئے ضروری اشیاء کی مناسب قیمتوں پر فراہمی، دیہی اور نیم شہری علاقوں میں خود روزگار کے لئے خاص پروگرام شہری علاقوں میں جھونپڑ پٹی سدھار مسئلہ پر خاص توجہ، زراعتی اصل پیداوار میں خودکفالتی کے لئے پروگرام۔ ہر ایک خاندان کے کم از کم ایک فرد کے لئے ملازمت / روزگار فراہم کرنے کی تجویز ہر ایک گاؤں کے لئے پینے کے پانی، پرائمری اسکول اور دیہی سڑک جیسی بنیادی سہولتیں بہم پہنچانے کے واسطے اقدامات ایک ایسے مرکز کا قیام تاکہ ایک طرف فن کار اور دانشور اشخاص اور دوسری جانب عوام کے درمیان تبادلۂ خیال ہوسکے، خاندانی بہبودی کے مقصد سے اضافہ آبادی پر کنٹرول اور کارکردگی میں بہتری جس کے نتیجہ میں بالآخر عوامی سیکٹر اداروں کو فائدہ پہنچے گا۔

چھٹے منصوبہ میں طے شدہ ان نشانوں کو پورا کرنے کے لئے مہاراشٹر نے چھٹے پانچسالہ منصوبہ اور سالانہ منصوبہ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء دونوں کے لئے رقومات مختص کی ہیں جس کی تفصیل نیچے درج ہے:

الف:	پانچسالہ منصوبہ	سالانہ منصوبہ
	۸۵-۱۹۸۰ء	۸۲-۱۹۸۱ء
i) خود ریاستی ذرائع	۴۱۳۴٬۲۰	۷۱۵٬۴۸
ii) اضافی ذرائع سے جمع	۹۰۰٬۰۰	۱۱۰٬۰۰
iii) اضافی ایل آئی سی قرض	۳۶٬۶۴	۶٬۱۳
iv) کفایت شعاری وغیرہ	۲۰۳٬۴۶	۰۰٬۴۹
v) محفوظ سرمایہ سے نکالی گئی رقم	۲۴٬۷۹	—
ب: مرکزی امداد۔		
i) قومی مونہ	۶۲۲٬۴۴	۱۲۰٬۹۳
ii) برائے خارجی امدادی پروجیکٹ	۲۵۱٬۴۷	۵۰٬۰۷
کُل مجموعی ذرائع	۶,۱۷۵٬۰۰	۱۰۸۰٬۱۰

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کا یہ اقدام بھی قابل قدر ہے کہ انھوں نے سنجے گاندھی نراِدھار یوجنا، اور سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا، بڑی تیزی سے شروع کی۔ نرادھار یوجنا کے لئے بجٹ میں ۱۹۸۱ء کیلئے ۲٫۷ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے، اس کے تحت ایک معذور شخص ۶۰ روپے ماہانہ مالی امداد پانے کا حقدار ہے۔ سواؤلمبن یوجنا بجٹ میں اس کے لئے مختص ۵ کروڑ روپے کی رقم سے زیر عمل لائی جائے گی، اور اس کے تحت ہونہار بےروزگار اشخاص کو بلاسود قرض دیا جائے گا تاکہ وہ اپنا چھوٹا موٹا صنعتی کارخانہ یا کاروبار شروع کرکے خود کفیل بن سکیں۔

مزید دس کروڑ روپے کی رقم خاص طور پر غریب اور کمزور طبقات کے افراد کو براہ راست فائدہ پہنچانے کی غرض سے مزید فلاحی اسکیمات شروع کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے۔ ان کی تفصیل ابھی باقی ہے، بہرحال اس ضمن میں قبائلی ضمنی منصوبہ قابل ذکر ہے جس کے لئے چھٹے پانچ سالہ منصوبہ میں ۲۹۹ کروڑ روپے اور سالانہ منصوبہ بابت ۸۲-۱۹۸۱ء میں ۵۵٫۷۱ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ قبائلی ضمنی منصوبہ کی نئی خصوصیت مرکزی بجٹ خاکہ ہے۔ اس سے منصوبے میں شامل پروگراموں کے درمیان خلاء کو پُر کرنا ممکن ہوگا۔ اس خاص بجٹ کے لئے ۸۲-۱۹۸۱ء سال کے واسطے ۹۵ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

بند صنعتی کارخانوں کو کھلوانے اور بیمار کارخانوں کو تقویت پہنچانے کے لئے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی ابتدائی کوششیں بارآور ہوئیں۔ اکثر تالہ بندی اور کام بندی کی وجہ سے پریمیئر آٹوموبائل جیسے ٹھپ کارخانے شری انتولے کی بےمثال ثالثی کی بدولت حسب معمول کام کرنے لگے۔ وزیر اعلیٰ کے ایماء پر ودربھ اور مراٹھواڑہ کے لئے خاص پروگرام وضع کئے گئے تاکہ مہاراشٹر کے مختلف خطوں کی غیر مساوی ترقی کے درمیان فرق کو برابر کیا جاسکے۔ اسی طرح کوکن اور مغربی مہاراشٹر کے پسماندہ علاقے کے لئے اسکیمات وضع کی جارہی ہیں۔

خطۂ ودربھ کے لئے آخری طور سے تشکیل کردہ پروجیکٹوں میں یہ منصوبے شامل ہیں:

ضلع بھنڈارا میں ایک بڑا درمیانی ڈیوٹی وہیکلز پروجیکٹ، ضلع چندرپور میں دو سیمنٹ فیکٹریاں، ضلع وردھا میں سیلو پلانٹ، چندرپور وردھا علاقے میں کوئلہ کے ذخائر پر مبنی ایک سُپر تھرمل پاور اسٹیشن، آپریشن فلڈ II کے تحت دوسرا آر بنچ پروسیسنگ یونٹ، ڈیری ڈیولپمنٹ پروگرام تاکہ ودربھ کے چار اضلاع مستفید ہوسکیں، ضلع اکولہ کے مقام واشم میں پالی ٹیکنک جو ۸۴ واں صنعتی تربیتی ادارہ

ہوگا۔ وزیرِ مالیات شری رام راؤ آڈک کے بیان کے مطابق توقع ہے کہ ان تمام اقدامات سے خطّہ ودربھ میں ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

وزیرِ اعلیٰ کے اعلان کے مطابق مراٹھواڑہ میں بھی معینہ مدّت کے پروگرام کے سلسلے میں عملی کام شروع کیا گیا ہے۔ اہم پروجیکٹ یہ ہیں: پینچن میں ۱۲ میگا واٹ برقی قوت دار ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹ جس میں جائیک واڑی بند کے زیریں حصّہ پر رُخ بدلنے والا پمپ چرخ ٹکنک استعمال کی جائے گی (اس کے لئے جنریٹنگ پلانٹ جاپان سے درآمد کیا جا رہا ہے)، اورنگ آباد ڈویژن میں ہندوستان مشین ٹولز کا کارخانہ، ضلع بیڑ میں ایک لیدر فیکٹری، آبرلشن فلڈ ۲ پروگرام میں مراٹھواڑہ کے تین اضلاع کی شمولیت، منماڑ، پربھنی۔ پارلی ویجناتھ ریلوے کی براڈ گیج میں تبدیلی نیز منماڑ۔ اورنگ آباد سیکشن کی تبدیلی، میلٹرون کا ایک یونٹ، پرائیویٹ سیکٹر میں ایک ٹیکسٹائل پروسیسنگ پلانٹ، قومی شاہراہ کے معیار پر سولاپور۔ دھولے روڈ، تھانے۔ نرمل روڈ اور حیدرآباد۔ اکولہ روڈ کا سُدھار، میڈیکل کالج، اورنگ آباد میں ایک کوبالٹ یونٹ مراٹھواڑہ کی ۱۳ تحصیلوں کی سوکھے علاقوں میں شمولیت، مراٹھواڑ نی۔ وی سینٹر کی شروعات، اور مراٹھواڑہ میں پانچ نئی شکر فیکٹریوں کا قیام۔

خطۂ کوکن میں علاقائی نابرابری دور کرنے کے لئے خاص کوششیں جاری ہیں، مثلاً خطۂ کوکن کے لئے الگ ہاؤسنگ اور ایریا ڈیولپمنٹ بورڈ، نیز اس کے ساتھ علیحدہ سینچائی حلقہ اور چیف انجنیئر کے تحت ریجنل آفس کا قیام جو اس علاقے میں خصوصاً سینچائی کاموں کے بارے میں تحقیق اور انھیں زیرِ عمل لانے کی کارروائی کرے گا۔

معاشی ترقی:

وزیرِ اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، مہاراشٹر کی معاشی ترقی کے لئے ہر طرح کوشش کر رہے ہیں، چنانچہ آپ نے مرکزی وزراء کو آمادہ کیا کہ مہاراشٹر کا دورہ کر کے پاور پروجیکٹوں اور صنعتی اسکیمات جیسے اہم امور کے بارے میں بروقت فوری فیصلے صادر کریں تاکہ مہاراشٹر میں سرمایہ کاری بڑھے۔ اس ضمن میں حال ہی میں ڈاکٹر چرن جیت چنّا اور جناب عبدالغنی خاں چودھری کی آمد قابلِ ذکر ہے۔ توقع ہے کہ چھٹے منصوبے کے اختتام تک ریاست میں قائم جنریٹنگ قوت بڑھ کر ۱۲۶۶ میگا واٹ ہو جائے گی۔ نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن کے کوربا میں واقع سُپر تھرمل پاور اسٹیشن سے ۳۱۵ میگا واٹ حصہ دستیاب ہونے کی اُمید ہے۔ اس طرح کُل دستیاب جنریٹنگ قوت ۶,۹۷۹ میگا واٹ تک پہنچ جائے گی۔ بہرحال تیزی سے طلب بڑھنے کے مدِنظر رسد اور طلب کے درمیان خاصا فرق رہ جائے گا۔ لہٰذا یہ کوشش برابر جاری ہے کہ اضافی جنریٹنگ صلاحیت بڑھانے کے لئے پلاننگ کمیشن کی جانب سے اجازت نامہ مل جائے۔ اس میں اجانی میں ۱۰۰۰ میگا واٹ پاور اسٹیشن اور چندر پور میں ۵۰۰ میگا واٹ یونٹ کا قیام شامل ہے۔ ریاست میں مختلف کارپوریشنوں کے ذریعہ صنعتی ترقی کا کام انجام دیا جا رہا ہے جو خاص طور سے اس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ ماضی ہی کی طرح صنعتی فروغ کے لئے چھٹے منصوبے اور سالانہ منصوبہ دونوں ہی میں حوصلہ افزائی کی اسکیم بھی رکھی گئی ہے۔

مہاراشٹر میں بعض علاقوں خصوصاً بمبئی، تھانے، پونے، اورنگ آباد اور ناسک میں ذیلی صنعتوں نے کافی ترقی کی ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے ہندوستان کو باہمی معاہدوں کے تحت جرمنی، امریکہ، سوئس، فرانس اور اٹلی کے صنعتی یونٹوں کی جانب سے بیرونی تعاون بھی ملا ہے، جس کے باعث مہاراشٹر میں چند صنعتوں کا قیام عمل میں آیا۔ شری رام راؤ آڈک ریاستی وزیرِ مالیات نے بیان کیا ہے کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ایسے تعاون کے مزید امکانات تلاش کر کے بیرونی سرمایہ کاری کے لئے سازگار ماحول پیدا کریں۔ اس کے علاوہ اسٹیٹ سیکٹر میں مختلف پروجیکٹ ورلڈ بینک اور آئی ڈی اے کی امداد سے زیرِ عمل لائے گئے ہیں۔ ہمیں بیرونی امداد مختلف پروجیکٹوں کے لئے استعمال کرنے کا کافی تجربہ ہو گیا ہے۔ مغربی ایشیائی ممالک کی جانب سے سرمایہ کاری کے امکانات کافی روشن ہیں۔

رہنما پروجیکٹ:

ریاست کی معاشی ترقی کے میدان میں کئی ہراول پروجیکٹ ہیں۔ ریاست مہاراشٹر میں بیرونی تعاون سے مزید پروجیکٹ قائم کرنے کے امکانات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ حکومت پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے ہائی اسپیڈ ڈیزل آئل کے بجائے فری گیس استعمال کرنے کے معاملے پر غور کر رہی ہے۔ ضلع رتناگیری میں ایک المونیم پلانٹ قائم کرنے کی کارروائی بھی جاری ہے تاکہ اس خطہ میں پائے جانے والے باکسائٹ کو کام میں لایا جا سکے۔ مغربی ساحل پر تیل اور گیس کے مزید ذخائر مل جانے سے ریاست میں ڈریلنگ سامان نیز پائپ لائن کے ذریعہ گیس کی ترسیل

کے لئے ضروری ساز وسامان کی تیاری سے متعلق صنعت کے قیام کے امکانات بھی بڑھ گئے ہیں۔ ارادہ یہی ہے کہ حکومت ہند کی منظوری سے انجنیئرنگ، الیکٹرانکس، پیٹروکیمیکلز، المونیم، چمڑے اور دیگر تیاری سامان کے سلسلے میں پروجیکٹ شروع کئے جائیں۔

ریاست میں نسبتاً کم ترقی والے علاقوں مثلاً کوکن میں تیز تر ترقی کو اہمیت دی جا رہی ہے۔ کوکن خطہ میں خوش قسمتی سے بمبئی ہائی اور بیسین کے شمالی ذخائر سے کافی گیس مل جانے کے سبب تھال۔ ویشیٹ کے بڑے کھاد کارخانہ کا قیام ممکن ہوگیا ہے۔

کوکن کی تیز تر ترقی:

وزیر اعلیٰ کے ایماء پر کوکن کے پچھڑے خطہ کی تیز ترقی کے لئے اوّلین اقدامات کئے گئے ہیں۔ خطۂ کوکن میں بارش کے پانی کو محفوظ کر کے اسے سود مند طریقے سے استعمال کرنے کے مختلف پہلوؤں پر سوچ بچار کرنے کے لئے ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ سوامی ناتھن کے زیر صدارت ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد سے اس قسم کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے قائم کی جانے والی یہ کمیٹی اپنی نوعیت کی پہلی کمیٹی ہے۔

کوکن بڑا حسین خطہ ہے جسے کشمیر کے بعد ہندوستان کا سوئٹزر لینڈ کہا جا سکتا ہے۔ بمبئی ہائی میں گیس اور کروڈ کے ذخائر مل جانے سے اس پچھڑے علاقہ کی ترقی کے امکانات اور بھی روشن ہوگئے ہیں حسب توقع ۱۲۰۰ کروڑ روپے کی لاگت سے پیٹرو کیمیکل کمپلیکس کے قیام سے آئندہ کوکن میں معاشی ترقی کی رفتار تیز ہو جائے گی مختلف قسم کے زرعی وصنعتی کارخانے قائم کرنے کے لئے کوکن ایک مثالی خطہ ہے۔ اگر یہاں صنعت کاروں کو موقع دیا جائے تو آئندہ دس سال میں یہاں تھی بمبئی۔ پونے حلقہ کی طرح مختلف صنعتوں کا سلسلہ قائم ہو جائے گا۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کوکن ہی کے باشندے ہیں۔ آپ یورپ کا دورہ کر کے حال ہی میں واپس آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا "جنوبی فرانس کے قدرتی مناظر بڑے سحر انگیز اور دلفریب ہیں۔ میرے خیال میں کوکن کا قدرتی حسن اتنا ہی پرکشش اور دلفریب ہے میں جنوبی فرانس کے نمونہ پر ہی خطۂ کوکن کو بھی ترقی دیکر مقام سیاحت بنانا چاہتا ہوں لیکن ابھی کوئی قطعی تجویز پیش نظر نہیں ہے۔

☆☆

دودھ کی فراہمی میں اضافہ

مہاراشٹر میں آپریشن فلڈ پروگرام

* ایم۔ سبرامنیم
سکریٹری (اے ڈی ایف)
محکمۂ زراعت و امداد باہمی، مہاراشٹر
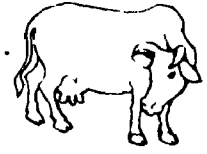
حکومت مہاراشٹر نے انڈین ڈیری کارپوریشن سے مشورہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ "آپریشن فلڈ-II" پروگرام کے تحت ریاست کے ۱۲ اضلاع میں کام شروع کیا جائے بشرطیکہ نیشنل ڈیری ڈیولپمنٹ بورڈ کی جانب سے تیار کی جانیوالی رپورٹ کی بنا پر یہ اضلاع آخری طور سے منتخب کر لئے جائیں۔ مذکورہ بورڈ آپریشن فلڈ پروگرام کے تحت شروع کئے جانے والے پروجیکٹ سے متعلق فنی معاملات میں قومی سطح پر آئی ڈی سی کو صلاح دیتا ہے، یہ اضلاع درج ذیل ہیں:

کوکن سے دو اضلاع (تھانے اور رائے گڈھ) مغربی مہاراشٹر سے ۳ اضلاع (دھولیے، سانگلی اور سولاپور) مراٹھواڑہ سے تین (اورنگ آباد، عثمان آباد اور بیڑ) اور ودربھ سے چار (بھنڈارہ، بلڈانہ، ایوت محل اور چندرپور)۔

مہاراشٹر میں اس پروگرام کو زیر عمل لانے سے متعلق ریاستی حکومت اور آئی ڈی سی کے درمیان ایک معاہدہ حال ہی میں ہوا ہے۔ اس معاہدے کے بعد ریاست میں آپریشن فلڈ پروگرام کو جلد از جلد زیر عمل لانے کے لئے تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ فی الحال ریاست میں آپریشن فلڈ II پروگرام میں مختلف پروجیکٹوں کی شمولیت کے لئے حکومت آئی ڈی سی سے درخواست کر چکی ہے۔ مجوزہ پروجیکٹ درج ذیل ہیں:

مجوزہ پروجیکٹ	روپے لاکھ میں
i) آرے اور ورلی ڈیری کی تجدید	۶۰۰.۰۰
ii) صاف دودھ تیار کرنے کا دوسرا اسٹیرلائزڈ ملک پلانٹ "انرجیز پلانٹ" کا قیام ...	۲۵۴۶.۰۰
iii) تھانے "بی ایم آر ڈی اے" علاقہ میں پانچویں ڈیری کا قیام	۵۰۰.۰۰
iv) دیہی علاقوں سے ریل ٹینکروں کے ذریعہ دودھ حاصل کرنے کے لئے بمبئی عظمیٰ میں نئے ٹرمنل کا قیام	۲۵۰.۰۰
کل رقم:-	۱،۶۰۴۶.۰۰

پروجیکٹ کے لئے امداد:

یہ تجاویز انڈین ڈیری کارپوریشن کی معیت میں انجام دی جائیں گی۔ آپریشن فلڈ II پروگرام کے تحت شروع کئے جانیوالے پروجیکٹوں جو کہ ریاست کے منصوبے میں شامل نہیں ہیں، کے لئے چھٹے پانچ سالہ منصوبہ کی مدت کے دوران ریاست کو انڈین ڈیری کارپوریشن کی جانب سے ۵۰ کروڑ روپے کی امداد ملے گی۔ اب کی مرتبہ دیئے جانیوالے سرمایہ کی شرائط، آپریشن فلڈ I پروگرام کی طرح ہی آپریشن فلڈ II پروگرام کیلئے بھی رقم ۷۰ فیصد قرض، ۳۰ فیصد گرانٹ کے تناسب میں مہیا کی جائیگی لیکن قرض کی واپس ادائیگی کے سلسلے میں پہلے پانچ برس "باضابطہ التواء قرض" مدت ہوگی یعنی پہلے پانچ برسوں کے لئے فنڈ کی رقم پر سود واجب نہیں ہوگا۔ پانچ برس کے بعد قرض اور سود کی مجموعی رقم کی واپس ادائیگی ۲۰ سالانہ مساوی قسطوں کی صورت میں کرنی ہوگی۔

آپریشن فلڈ پروگرام حکومت ہند کے محکمۂ زراعت نے جولائی ۱۹۷۰ء میں بین الاقوامی ترقیاتی ایسوسی ایشن کے تعاون سے جاری کیا تھا۔ اس پروگرام کا پہلا حصہ جو مارچ ۱۹۷۱ء میں شروع کیا گیا تھا، پانچ سال میں ختم ہونے والا تھا لیکن حکومت ہند وقتاً فوقتاً اس کی مدت میں اضافہ کرتی رہی۔ حال ہی میں اس حکومت کو اطلاع دی گئی ہے

کہ چونکہ مجموعی مالی نشانہ پورا ہو چکا ہے لہٰذا ۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء سے آپریشن فلڈ I پروگرام ختم کیا جاتا ہے۔

مالی امداد دینے کا طریقہ :

اس پروگرام کا بنیادی مقصد ملک میں دودھ کی پیداوار میں اضافہ کرنا، شہروں اور مفصل علاقوں کے زیادہ سے زیادہ صارفین کو مناسب کم قیمت پر دودھ مہیا کرنا تھا۔ اس پروگرام کے لئے فنڈ حکومت ہند کے ادارے انڈین ڈیری کارپوریشن کے ذریعہ فراہم کیا گیا۔ مالی امداد ۷۰ فیصد قرض: تیس فیصد گرانٹ کے تناسب سے دی جاتی تھی۔ مفصل علاقوں میں یہ پروگرام کوآپریٹو فیڈریشن زیر عمل لاتی ہے۔ لہٰذا کوآپریٹو فیڈریشنوں کو بالراست امدادی رقم دی جاتی تھی۔ جو پروجیکٹ ریاستی حکومت کے محکموں کے ذریعہ چلائے جاتے تھے ان کے لئے امداد ریاستی حکومت کو دی جاتی تھی۔ مالی امداد کے حصۂ قرض کی واپسی ادائیگی مع سود، قرض جاری کرنے کی تاریخ سے دس مساوی سالانہ قسطوں میں ضروری تھی۔ البتہ پہلے دو برس کی مدت میں قرض پر سود واجب نہیں ہوتا تھا۔ مزید برآں کوآپریٹو اداروں اور سرکاری محکموں کی جانب سے ریاستی حکومت کو قرض کی ادائیگی کی ضمانت دینی ہوتی تھی۔

سات پروجیکٹ :

ریاست مہاراشٹر میں آپریشن فلڈ I پروگرام جاری کرنے کا مقصد بمبئی عظمیٰ کے علاقے میں دودھ کی فراہمی اور تقسیم کی گنجائش بڑھانا اور اسے جلگاؤں اور کولھاپور اضلاع سے ملانا ہے، جہاں آنند کی طرح ڈیری کوآپریٹو سوسائٹیوں کے قیام سے دودھ کی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔
اس پروگرام کے تحت سرکاری اور امداد باہمی حلقے میں سات پروجیکٹ جاری کئے گئے تھے جن پر مجموعی طور پر ۴۲ء۲۵ کروڑ روپیوں کی لاگت کا اندازہ ہے۔ ان سات میں سے چار پروجیکٹ مکمل ہو چکے ہیں اور تین تکمیل کے مراحل طے کر رہے ہیں۔
جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء سے آپریشن فلڈ I پروگرام ختم ہو چکا تھا۔

یکم اپریل ۱۹۸۱ء سے ملک بھر میں آپریشن فلڈ اسٹیج II پروگرام جاری کیا گیا۔ ریاستی حکومتیں اس پروگرام کو آئی پی سی/این ڈی ڈی بی سے مشورہ کرنے کے بعد زیر عمل لائیں گی۔ اس پروگرام کے تحت پہلے چار

کردہ پروگرام کے تحت اپنائی گئی سرگرمیوں کو مزید تیز کیا جائے گا۔ مزید شہروں کو اس کے زیر اثر لایا جائے گا۔ اضلاع میں کثیر تعداد میں آنند طرز کی ڈیری کوآپریٹو سوسائٹیاں کھولی جائیں گی۔ مزید برآں دودھ کو جمع کرنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے بھی مزید سہولیات فراہم کی جائیں گی۔

صفحہ ۱۵ سے آگے

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی رہنمائی میں حکومت کی سرگرم کوششوں کی بدولت مہاراشٹر زرعی پیداوار میں تیزی سے خود کفیل ہوتا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں دیہی علاقوں میں قلیل اراضی کے مالکان اور کمزور طبقہ سے متعلقہ افراد کو ڈیری اور باغبانی کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں تاکہ وہ ذاتی طور پر خود کفیل ہو سکیں۔ غرض یہ کہ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی پرخلوص اور انتھک کوششوں کے نتیجہ میں ریاست مہاراشٹر زرعی محاذ پر ملک کی دیگر ریاستوں پر سبقت حاصل کرنے کے قریب ہے۔

غریبوں کے ہمدرد وزیر اعلیٰ

۹ جون ۱۹۸۰ء کو وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد منتر الیہ میں آل انڈیا ریڈیو کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے ریاستی اُمور میں اپنے بنیادی موقف کی واضح الفاظ میں وضاحت کی تھی۔ آپ نے کہا تھا:

"میں غریبوں کے حالاتِ زندگی میں بہتری پیدا کرنے کی اہم ذمّہ داری پوری کرتے وقت اپنے تمام کاموں میں انسانی رویہ پر عمل پیرا رہوں گا۔ میں نہ تو کسی کے خلاف حسد و رقابت رکھوں گا اور نہ ہی کوئی بھی فرض نبھاتے وقت خود غرضی سے کام لوں گا۔" آپ نے اپنے رب سے یہی دعا مانگی کہ وہ انہیں غریبوں کی غربت دور کرنے کے لئے قوّت عطا فرمائے۔ یہ صحیح ہے کہ اس حصولِ مقصد کی خاطر گذشتہ ایک سال سے آپ مسلسل جدوجہد کرتے رہے ہیں لیکن اپنا یہ اہم فرض نبھاتے وقت آپ کو ایک چبھن سی محسوس ہوتی ہے کہ آزادی کے ۳۳ سالوں بعد بھی ترقی کے فوائد غریب ترین شخص تک نہیں پہنچ پائے ہیں۔ ایسے لاکھوں بھائیوں کے بارے میں جو مایوس زندگی گذارتے ہیں اور جنہیں اپنی سخت محنت کا مناسب صلہ نہیں ملتا، آپ کا دل تڑپ اٹھتا ہے۔ لہذا آپ نے یہ عزمِ مصمّم کرلیا ہے کہ ایسے لوگوں کی زندگی میں صبحِ نوید کا اُجالا کرنے میں اب کوئی تاخیر نہیں کریں گے، اِسی لئے آپ نے تمامتر کوششوں کا رُخ اسی مقصد کی جانب موڑ دیا ہے۔

سنجے اسکیمات:

حال ہی میں چند اسکیمات کا نفاذ عمل میں آیا۔ ایک اسکیم نادار، ضعیف، اپاہج اور کمزور اشخاص کی فلاح و بہبود کی ضامن ہے تو دوسری اسکیم کے تحت ایسے تعلیم یافتہ افراد، جو بینک یا دیگر مالی اداروں سے کوئی ضمانت مہیا نہ کرنے کی وجہ سے قرض حاصل کرنے سے قاصر ہیں، مالی امداد پاتے ہیں اور خود۔ روزگار کے ذریعہ خود کفیل بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک اور اسکیم ضرورتمند ادیب، فن کار، صحافی وغیرہ جیسے افراد کی ہمت افزائی اور مالی اعانت کا یقینی ذریعہ بن گئی ہے، بہرحال کسی بھی اقدام یا فیصلے کے پسِ پشت انسانی نقطۂ نظر ہی کارفرما ہے۔ کبھی کبھی آپ کو غصہ بھی آتا ہے، لیکن ناراضگی کا اظہار کسی فرد کے لئے نہیں ہوتا، بلکہ ان رکاوٹوں

کے لئے ہوتا ہے جو مسائل کے حل میں حائل ہو جاتی ہیں۔ آپ کی
نظر میں ریاست آپ کا خاندان ہے اسی لئے قول و عمل میں
ان کا سلوک بالکل ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی سربراہِ خاندان
کا اپنے دیگر اراکینِ خاندان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سال ۸؍ جنوری کو
پولیس افسران کے ایسوسی ایشن کی منظوری کے وقت، پولس افسران
سے بات چیت کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے
اپنے اس نظریہ کو پوری طرح واضح کیا تھا کہ ان کے لئے ریاست
ایک خاندان کی مانند ہے اور ریاست کا سربراہ خاندان کے
سربراہ کی طرح ہے۔

شاید آپ پہلے وزیر اعلیٰ ہیں جنھوں نے پولس مینوں کے مسائل
اور ان کی تکالیف کو ذاتی طور پر سمجھنے کے لئے کمتر بن منصب
کے پولس مینوں کے نمائندوں کی مٹنگ طلب کی۔ یہ مٹنگ بھی
منترالیہ کے "کمیٹی روم" میں ہوئی، جہاں اکثر ممتاز اشخاص،
صنعتکار، تاجر حضرات اور اعلیٰ عہدیداروں کی مٹنگیں ہوتی ہیں۔

عوام کے کمزور طبقات مثلاً چھوٹے اور درمیانی درجے کے
مالکانِ اراضی، بے زمین زرعی مزدور، صنعتی مزدور وغیرہ کی فلاح
وبہبود کی متعدد اسکیمات کا اعلان بھی آپ کی زیر قیادت حکومت
نے کیا ہے، اور سب سے زیادہ اہم بات یہ کہ ان اسکیمات کے
محض اعلامیہ پر اکتفا نہ کرتے ہوئے، سرعت اور معینہ مدت پر
تکمیل کے لحاظ سے ان پر عملدرآمد پر زور دیا گیا۔

اثر انگیز واقعات:

وزیر اعلیٰ ریاست کے کئی حصوں میں گئے۔ متعدد جلسوں کو
خطاب کیا۔ علاقوں کے دورہ کے دوران جہاں بھی سرکٹ ہاؤس
میں آپ ٹھہرے، سیکڑوں وفود آپ کے منتظر رہے۔ اسی افرا
تفری کے عالم میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دور کونے میں کھڑے کسی نابینا
محتاج یا ضعیف العمر شخص پر بھی وزیر اعلیٰ نے توجہ نہ دی ہو اور وہ
مایوس لوٹ گیا ہو۔ ایسا ہی ایک اثر انگیز واقعہ گذشتہ سال
۲۵؍ دسمبر کو ناگپور میں ریاستی اسمبلی کے سرمائی اجلاس کے
موقع پر ہوا۔ اس دن شہر کے مقامی اخبارات میں کسانوں کے
طویل مارچ (شیتکری ڈنڈی) کے بارے میں خوب چرچا تھا۔
وزیر اعلیٰ ناگپور شہر کے ایک دُور دراز مقام سوناچی واڑی میں
جھونپڑ پٹی واسیوں کے ایک جلسہ سے خطاب کرنے گئے تھے
اس علاقہ میں ڈنڈی کے مقصد خاص کسانوں سے بھی زیادہ
غریب افراد آباد تھے۔

اس کے باوجود یہاں کے عوام نے روایتی انداز میں وزیر اعلیٰ
کا استقبال کیا۔ سڑکوں کے دونوں طرف لوگوں کا ہجوم امڈ آیا تھا۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، ہمیشہ یہی فرماتے ہیں کہ ریاست
کے ذرائع پر سب سے پہلا حق غریبوں کا ہے۔ اسی نظریہ کے تحت
آپ نے دو سنجے امدادی اسکیمات (سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا
اور سنجے گاندھی سوادلمبن یوجنا) شروع کیں۔

سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا کے تحت بے روزگاروں اور ناکافی ذریعۂ معاش رکھنے والے مستحق افراد کو (جو مالی امداد حاصل کرنے کیلئے بنکوں اور مالی اداروں کی ضروری ضمانت پیش کرنے سے قاصر ہیں)، امداد دی جاتی ہے۔

اوپر کی تصویر میں سلائی مشین لیتے ہوئے ایک عورت اور نیچے کی تصویر میں ایک جوڑا بانس کا کام کرتے ہوئے، مذکورہ اسکیم کے تحت امداد پانے والوں میں شامل ہیں۔

اسی ہجوم میں ایک نہایت ہی ضعیف العمر عورت شریمتی سیجا بائی جاگو باجی نکھادے اپنے کسی معاملے کے بارے میں وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرنا چاہتی تھی۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے اس معمر خاتون کی روداد صبر و سکون سے سُنی۔ دوسرے دن آپ نے اس عورت کو اپنے دفتر میں بلایا اور اسے ۳۰۰۰ روپیہ دیا۔

ایک ایس ٹی بس نے ضلع ستارا کے کورے گاؤں تعلقہ میں وٹھر کے مقام پر دُرگا بھون نامی ایک چھوٹا سا طعام خانہ جس کی مالکہ شریمتی سونو بائی بال کرشن پورڈکر تھی، روند کر نہس نہس کر دیا اور چند ہی لمحوں بعد مذکورہ خاتون کی نظروں کے سامنے اس کی روزی کا واحد ذریعہ ملبہ میں تبدیل ہو چکا تھا۔ ایس ٹی عہدیداروں نے تلافی کے طور پر ۱۰۰۰ روپے کی معمولی رقم دی اور وہ بھی ساڑھے پانچ ماہ کے طویل انتظار کے بعد۔ سونو بائی کا نقصان اس معمولی سے معاوضہ سے کہیں زیادہ تھا۔ اتفاق سے ستارہ کے دورہ کے وقت وزیر اعلیٰ نے سونو بائی کی زبانی یہ تمام حال جانا۔ آپ نے اسی وقت سونو بائی کے نقصان کی پوری تلافی کی ہدایت کی تاکہ وہ اپنا طعام خانہ دوبارہ شروع کر سکے۔

ملہار پیٹھ کی ایک ضعیف بیوہ شریمتی ییلو بائی مہادیو شندے کی داستانِ غم نے تو وزیر اعلیٰ کو بہت متاثر کیا۔ اس مجبور عورت نے بتایا کہ اس کا شوہر جو پہلے فوج میں تھا اور بعد میں پولس میں بھرتی ہوا تھا، چند سال ہوئے مر گیا۔ اس کے شوہر کے انتقال کے بعد کئی بار درخواستیں بھیجنے کے باوجود اس بیوہ کو پنشن نہ مل سکی تھی اس کا کماؤ بیٹا اپنی ماں کی دیکھ بھال نہیں کرتا تھا۔ اس وجہ سے وہ بیچاری بڑی تکلیف میں دن گذار رہی تھی۔ اس ضعیفہ کا احوال سنتے ہی وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ڈسٹرکٹ پولس چیف کو فوری طور پر پنشن کاغذات پر غور کرنے کی ہدایت کی اور اس درمیان کچھ سہولت کی خاطر وزیر اعلیٰ فنڈ سے ایک ہزار روپیہ اس خاتون کو دیا۔

آنند راؤ ایس۔ مدنے اور گلاب راؤ ڈی۔ مدنے، کورے گاؤں پولس اسٹیشن کے بہ دو حوالدار تین سال سے بھی زیادہ عرصہ سے معطل تھے، ان کے بارے میں محکمہ جاتی کارروائی بھی شروع نہیں کی گئی تھی، ظاہر ہے دونوں کے افرادِ خاندان انتہائی پریشانی کے عالم میں دن گذار رہے تھے۔ اصول سے دیکھا جائے تو ان کے بارے میں تحقیقات چھ مہینوں کے اندر شروع ہو جانی چاہئے تھی۔ وزیر اعلیٰ

نے اس تاخیر پر افسوس ظاہر کیا اور ڈسٹرکٹ پولس چیف کو ہدایت کی کہ وہ فوراً دونوں کو سروس پر بحال کرے اور اسی کے ساتھ ساتھ ان کے بقایاجات بھی ادا کرنے کی ہدایت کی۔

ایک گولڈ میڈل یافتہ آرٹ گریجویٹ ہریش چندر رام جی دلوی، آبپاشی پروجیکٹ کے بورڈ آفس میں جگہ خالی ہونے کے باوجود کچھ تکنیکی اسباب کی بنا پر روزگار حاصل کرنے سے قاصر تھا۔ وزیراعلیٰ کے علم میں جب یہ بات آئی، آپ نے فوراً احکامات جاری کئے اور شری دلوی کے روزگار کا مسئلہ حل کر دیا۔

پُرجوش استقبال:

وزیراعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد پہلی بار شری انتولے جب ضلع قلابہ کے دورہ پر آئے، تو یہاں کے عوام نے آپ کا پرجوش استقبال کیا اور دُور دراز مقامات سے لوگ ہجوم در ہجوم اپنے ہردلعزیز رہنما کو دیکھنے آئے۔ انہی میں تعلقہ مان گاؤں کے دھام پلے دیہات کا ۴۹ سالہ بالو راؤ گنپت راؤ راسل بھی تھا جو دونوں پاؤں سے اپاہج تھا اور بیساکھی کے سہارے ۵ کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے صرف شری انتولے کی تقریر سننے آیا تھا۔ جب اس نے سنجے گاندھی نرادھار یوجنا کے بارے میں سُنا تو خوشی کے آنسو رو پڑا۔

اپنی تقریر کے دَوران وزیراعلیٰ کی بھی اتفاق سے راسل پر نظر پڑی جو بیساکھی کے سہارے اپنا توازن قائم رکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور آپ کی تقریر بڑے انہماک سے سُن رہا تھا۔ تقریر ختم کر کے شری انتولے خود راسل کے پاس آئے اور اُسے اپنا ہار پہنایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ نے راسل کی جیب میں سَو روپے کا نوٹ بھی ڈال دیا۔

پنویل کے علی بابا شیخ، ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے تھے۔ اپنی کمزور مالی حالت کی بنا، پر اپنے پیروں کا علاج کرانے کے قابل نہ تھے۔ وزیراعلیٰ شری انتولے نے علی بابا شیخ کے پیروں کے علاج کے لئے ۶۰۰۰ روپیہ منظور کیا۔ علی بابا شیخ کے لئے یہ رقم کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ "جسمانی طور پر معذور افراد میں مجھے خُدا کا نُور دکھائی دیتا ہے۔" وزیراعلیٰ ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔ آپ کے اس اقدام کی بھی کوئی تعریف کئے بغیر نہ رہے گا کہ آپ نے باندرہ ریکلے میشن میں اسپاسٹک سوسائٹی کو جو معذور افراد کی بازآبادکاری کی خدمات انجام دیتی ہے، ۲،۰۰۰ مربع میٹر خطۂ اراضی بطور عطیہ دی۔ یومِ اطفال کے موقع پر ۱۵ ضلعوں کے ۷۵۰۰ ادیباسی بچوں کو آپ کی جانب سے ایک بال تحفتاً پیش کیا گیا اس واقعہ سے آپ کے جذبۂ انسانی کا اظہار ہوتا ہے۔

۲۸ دسمبر کی رات میں ممبئی کے انٹاپ ہل پر ایک ہولناک حادثہ پیش آیا۔ ایک آئیل ٹینکر فٹ پاتھ پر سوئے ہوئے جھونپڑ پٹی واسیوں کو کچلتا چلا گیا۔ اس حادثہ میں ۱۹ افراد ہلاک اور ۱۷ زخمی ہوئے۔ وزیراعلیٰ نے مہلوکین کے رشتہ داروں اور زخمی افراد کو اپنی سرکاری رہائش گاہ 'ورشا' پر بلایا اور انھیں ۲۵۰ روپے سے لے کر ۳۰۰۰ روپے تک مالی امداد دی، لیکن آپ نے یہ بھی واضح کیا کہ یہ رقم متاثرہ افراد کے نقصان کی تلافی کے لئے

نومی راج

نہایت کم ہے۔ آپ بار بار یہی کہتے ہیں کہ "یہ غریبوں کا احسان ہے کہ انھوں نے مجھے اپنی خدمت کا موقع دیا"۔ آپ خود بھی غربت سے آگے بڑھے ہیں۔

راہور میں واقع آپ کے اپنے الما ماتر فجندار ہائی اسکول میں دیئے گئے استقبالیہ کے موقع پر آپ نے اس ارادہ کو واضح کیا تھا کہ آپ غریبوں کی حالتِ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے اپنی کوششوں کو دوگنی کر دیں گے۔

شری انتولے جب اپنی دادی کے گاؤں چندرا گئے تو وہاں بھی آپ کا پُرجوش استقبال کیا گیا۔ یہاں بھی جب آپ کو علم ہوا کہ مرضِ قلب میں مبتلا دو اشخاص علاج کے لئے ناکافی اسباب کی بناء پر خاموشی سے تکلیف برداشت کئے جا رہے ہیں تو آپ نے اپنے فنڈ سے بطور عطیہ مالی امداد منظور کی۔

اورنگ آباد کے علاقہ بیگم پورہ کا ۲۳ سالہ نابینا نوجوان بالو تکا رام سالونکے خواہش مند تھا کہ وہ آٹا پیسنے کی چکی شروع کر کے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل بنے۔ وزیر اعلیٰ نے اس کی یہ خواہش پوری کر دی اور اسے اس کی توقع کے خلاف ۶،۰۰۰ روپے کا ایک چیک دیا۔

ایک ادیباسی تیرانداز لڑکی مینا نائیدے، جس نے قومی تیراندازی مقابلے میں اپنے فن کا لوہا منوالیا تھا، اپنی غربت کے باعث گھریلو مزدوری میں اُلجھ کر اپنے فن سے غفلت برتنے پر مجبور تھی۔ وزیر اعلیٰ نے مجبور لڑکی سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لئے قبل کی منظور کردہ عطیہ کی رقم ۲،۰۰۰ روپے سے بڑھا کر ۳،۰۰۰ روپے کر دی اور ساتھ ہی ضلع کلکٹر کو ہدایت کی کہ وہ مذکورہ رقم کو صرف متعلقہ لڑکی کی ضروریات کے لئے استعمال میں لانے کی ذاتی طور سے نگرانی کریں۔

یہ وہ بیشمار واقعات میں سے چند ہیں جن سے وزیر اعلیٰ کا روزانہ واسطہ پڑتا ہے لیکن وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے جس انداز سے لوگوں سے پیش آتے ہیں اور ان کے مسائل حل کرتے ہیں وہ بے شک انسانیت کی اعلیٰ مثال ہے۔

یوتھ فورم:

"یوتھ فورم" کا مستقل فیچر کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی، معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ، تعلیم کا فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، ۱۵واں منزلہ، مقابل منترالیہ۔ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

مہاراشٹر کی نمایاں کامیابی کا ایک سال

۹ جون ۱۹۸۰ء کو مہاراشٹر میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی مؤثر رہنمائی میں وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے کے اثرانگیز طریقۂ کار کے تحت ایک مستحکم اور صنعتی ترقی کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ حکومت نے فوراً ہی ایک بامقصد اور فلاح و بہبود کی بنیاد پر مبنی انتظامیہ قائم کرنے اور ریاست اور اس کے عوام کی ترقی کے لئے مختلف ذرائع کی ترتیب و تشکیل اور ترقی کے مواقع کی فراہمی کے لئے خود کو مستعد کر لیا۔

منصوبہ بند ترقی میں غریب سے غریب ترین شخص کے مفاد کو مرکزی اہمیت دیتے ہوئے وزیراعلیٰ نے بیشمار جرأت مندانہ فیصلے کئے۔ انتظامیہ کے طریقۂ کار میں سُدھار، نتیجہ خیز پالیسیوں اور ان پالیسیوں کے بروقت نفاذ کی بدولت عوام کو بہتر مستقبل کی اُمید بندھی۔

وزیراعظم کے ذریعہ شروع کئے گئے ۲۰ نکاتی پروگرام کو خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ نافذ کیا جا رہا ہے۔

انتظامیہ: عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے ناشک اور امراؤتی میں دو نئے ریونیو ڈویژن اور دو نئے اضلاع 'جالنہ' اور 'سندھو درگ' کی تشکیل کی گئی۔ انتظامی سہولت کی خاطر ۶۶ نئے تعلقوں کی تشکیل کی گئی۔

خصوصی اسکیمات: غریب اور بے سہارا لوگوں کو مالی امداد بہم پہنچانے کے لئے "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" اپنی طرز کی واحد اسکیم ہے۔ اس اسکیم کے تحت ۱,۳۹,۴۸,۰۰۰ روپے کی تقسیم عمل میں آئی، اور جاریہ مالی سال کے لئے ۷ کروڑ ۲۰ لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ "سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا" کے تحت نوجوان صنعتکاروں کو ۵ کروڑ ۲۲ لاکھ ۶۹ ہزار روپے کی رقم تقسیم کی گئی اور اس سلسلہ میں جاریہ سال کے لئے ۵ کروڑ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔

شجر کاری کے سلسلہ میں جن افراد نے پُرخلوص خدمات انجام دی ہیں، اُن کی خدمات کے اعتراف کے طور پر ریاستی حکومت نے اس سال سے ایک منفرد طرز کا انعام "درکشا مترا" دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مہاراشٹر ہی سارے ملک میں واحد ریاست ہے جہاں اس طرح کے انعام کی ابتداء کی گئی ہے۔ "ہر بچہ کے نام ایک درخت" اسکیم کے تحت ۱,۵۰,۰۰۰ سے زیادہ اسکولی بچے شجر کاری کریں گے۔

منصوبہ بند ترقی سے غریبوں کو فائدے

کسانوں کی امداد : معمولی اور چھوٹے قسم کے کسانوں کے لئے ایک نئی کریڈٹ لائین کھولنے کی غرض سے حکومت نے فیصلہ کیا کہ اس زمرہ میں آنے والے ساڑھے ۵ لاکھ کسانوں کے مجموعی طور پر ۴۶ کروڑ روپے سے زیادہ قرضوں کو معاف کیا جائے۔ معمولی اور چھوٹے کسانوں کو کیمیائی کھاد کی قیمت میں اضافے کے پیش نظر قیمت کا ۳۳ فیصد سرمایہ خریداری کے لئے بطور امداد دیا گیا۔ اس رعایت سے ۳۹ لاکھ سے بھی زیادہ کسانوں کو فائدہ پہنچا۔ کسانوں کو منفعت بخش قیمت حاصل ہوسکے اس کے لئے دھان، جوار اور باجرہ کی قیمت خرید میں اضافہ کیا گیا۔ دوران سال قرضوں کی اقساط اور ان پر سود کی وصولی، اُن دیہاتوں میں جہاں پیسہ داری ۵۰/۶۰ پیسے یا کم ہو، ایک سال کے لئے معطل کردی گئی۔ جن دیہاتوں کی پیسہ واری ۵۰/۶۰ پیسے یا اس سے کم ہو وہاں زمین کا محصول معاف کردیا گیا گیہوں کے لئے فصل کے بیمہ کو رائج کیا گیا۔ حصول کپاس اسکیم شروع کی گئی اور گارنٹی قیمت بڑھاکر -/۹۰ روپے سے -/۱۳۵ روپے فی کونٹل کردی گئی۔

ادیباسی علاقوں میں کھیت اور جنگلاتی پیداوار کے لئے اجارہ دارانہ خریداری اسکیم رائج کی گئی۔ ہمہ جہت ترقی کے تعلق سے علاقائی عدم مساوات دور کرنے کے لئے حکومت مہاراشٹر نے ودربھ، مراٹھواڑہ اور کوکن کے علاقہ کیلئے خصوصی ترقیاتی منصوبے تیار کئے۔

صنعتی ترقی : بھنڈارہ ضلع میں ۵۰ اکروڑ روپے کی لاگت سے ہیوی وھیکل پروجیکٹ قائم کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے تقریباً ....۳، افراد کو روزگار فراہم ہوگا۔ ۳۵ کروڑ روپے کی لاگت سے ودربھ علاقہ میں ایک سیلولوز پلانٹ بھی قائم کیا جائے گا تاکہ ۲۵ سے زیادہ ضمنی صنعتوں کے قیام میں سُرعت پیدا ہوسکے۔

مراٹھواڑہ کی ترقی کے لئے ۵۳ نکاتی پروگرام میں ملٹروں کے ذریعہ ایک پروجیکٹ، ہندوستان مشین ٹولز کی ایک فیکٹری، سامان کی نقل و حمل کے لئے چھوٹی گاڑیوں کی تیاری کے لئے کارخانہ، پلاسٹک فائبر یونٹ اور کم از کم ایک کاٹن مل پرائیویٹ سیکٹر میں شامل ہیں۔ پانچ شکر کارخانے، دو کاٹن سیڈ آئیل ملز اور دس اسپننگ ملز کوآپریٹیو سیکٹر میں قائم کئے جارہے ہیں۔

- مراٹھواڑہ میں ایک ڈیری ڈیولپمنٹ پروجیکٹ شروع کیا جارہا ہے اور اضلاع اورنگ آباد، عثمان آباد اور بیڑ میں آپریشن فلڈ پروگرام نافذ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ پرلی بیجناتھ میں ۲۱۰ میگاواٹ صلاحیت والا اور پیٹھن میں ۱۲ میگاواٹ کا جنریشن یونٹ قائم کیا جائے گا۔

- کوکن کی ترقی کے سلسلے میں ۵ نکاتی پروگرام کے تحت رائے گڈھ ضلع کے اوسار مقام پر ۹۰۰ کروڑ روپے کی لاگت سے ایک پیٹرو کیمیکلز پروجیکٹ قائم کیا جائے گا۔

صنعتی پیداوار کے سلسلہ میں حکومت اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کا فروغ ہو۔

صنعتی امن: اس بات کے احساس کے ساتھ کہ غربت پر اس وقت تک ضرب کاری کی کوشش ممکن نہیں ہو سکتی جب تک صنعتی پیداوار اور زرعی پیداوار کو موجودہ دلدل سے باہر نہ نکالا جائے ۔ وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے اس مسئلہ میں کافی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہڑتالوں اور صنعتی بے چینی کے نتیجہ میں بند ہوتے والی صنعتی اکائیوں اور کارخانوں کو پھر سے کھولنے اور پیداواری عمل کو جاری رکھنے کے لئے ذاتی طور پر کوششیں کیں؛ اس طرح انھوں نے پریمیئر آٹو موبائیلس اور کیڈبری جیسی بمبئی، پونے صنعتی کمپلیکس میں ۴۲ صنعتی یونٹوں کو از سر نو پیداواری عمل جاری رکھنے کے منصوبے کو روبہ عمل لانے میں کامیابی حاصل کی ۔ اس کے نتیجہ میں ایک لاکھ سے زائد مزدوروں کو راحت ملی ۔

پسماندہ علاقوں کی ترقی: کوکن کے علاقہ میں لونیرے مقام پر ایک میڈیکل کالج کمپلیکس مع مکمل طور پر سازوسامان سے آراستہ ایک اسپتال قائم کیا جائے گا. مواصلاتی ترقی اور سہولت کی خاطر لونیرے میں ایک ہوائی پٹی بھی تعمیر کی جائے گی ۔

* علیحدہ زراعتی حلقہ قائم کیا گیا ۔
* برساتی پانی کا بجلی کی پیداوار کے لئے استعمال اور کوکن علاقہ میں زراعت کے لئے خصوصی منصوبہ ۔ ہائیڈرو پاور جنریشن کے لئے مناسب مقامات کی نشان دہی ۔
* مارچ ۱۹۸۱ء کے خاتمے تک ۲۵۰۲۹ ہیکٹر زمین ۱۵۳۵۹ ادیواسیوں کے حوالے کی گئی ۔
* ۴۵۵۰۰ رہائشی مکانات مکمل کئے گئے اور دیہی علاقوں کے بے گھر لوگوں کو الاٹ کئے گئے ۔
* ۲۱۸۰ دیہاتی اور ۱۸۷۱ ہریجن بستیوں میں بجلی فراہم کی گئی اور ۲۹۱۸۲ زراعتی پمپوں کو برقی توانائی بہم پہنچائی گئی ۔

آبپاشی ترقی: نو بڑے اور اوسط درجے کے پروجیکٹوں کی تعمیر کا کام جاری ہے. ریاستی سیکٹر میں ۵۴ مدغم زراعتی اسکیمیں اور ۳۱۳ چھوٹی زراعتی اسکیمیں، لوکل سیکٹر میں زیر تکمیل ہیں ۔ زیر تعمیر تمام پروجیکٹوں کی تکمیل کے بعد ۸۵۸۷۸ ہیکٹر مزید علاقے کو زراعتی صنعت کے تحت لائے جانے کی توقع ہے ۔

کوکن میں زراعتی ترقی کی خاطر حکومت کے ذریعہ مقرر کردہ اعلیٰ اختیاری کمیٹی "کوکن سنچان وکاس اور چھار دیکاری سمیتی" ماسٹر پلانوں کو قطعی شکل دے چکی ہے ۔

شہری مکانات : 'سِڈکو' نے بمبئی میں ۱۰۰۰۰ مکانات کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے۔ جبکہ پچھلے دس برسوں کے دوران ۶۶۰۰ رہائشیں تعمیر کی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ مہاراشٹر میں بڑھتی ہوئی آبادی کے تین اور مراکز ناشک، اورنگ آباد اور ناندیڑ میں بھی ۹۰۰۰ مکانات کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ 'سِڈکو' ۳۶۰۰ مکانات کی تعمیر مکمل کر چکی ہے۔

دیگر اسکیمیں : دیہی علاقوں میں مکانات کی تعمیر کے مقررہ اخراجات کو اب ۱۵۰۰/- روپئے سابقہ حد سے بڑھا کر ۲۰۰۰/- روپے کر دیا گیا ہے۔ اسکیم کو 'سی' کلاس میونسپل شہروں تک جہاں کی آبادی ۱۵۰۰۰ نفوس سے زیادہ نہیں ہے توسیع دی گئی ہے جہاں ۲،۲۹۴ مستحق افراد کو نہ صرف گھروں کے لئے جگہ دی جائے گی بلکہ جھونپڑیاں بھی فراہم کی جائیں گی۔

* بے زمین اور بے گھر افراد کے لئے جھونپڑیاں تعمیر کرنے کے پروگرام کے تحت ۸۱-۱۹۸۰ء سال کے لئے ۹۴۶ لاکھ روپے کی لاگت سے ۵۳۸۰۰ جھونپڑیاں تعمیر کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا جو کہ مکمل طور پر حاصل ہوا۔
* آپریشن فلڈ پروگرام کے تحت سرکاری اور کوآپریٹیو دونوں سیکٹروں میں ۲۵٫۴۷ کروڑ روپے لاگت کے تخمینے سے سات ڈیری پروجیکٹوں کو شروع کیا گیا تھا۔ ان سات پروجیکٹوں میں سے چار مکمل ہو چکے ہیں اور باقی تین کا کام جاری ہے۔
* قحط سے متاثرہ اٹھارہ اضلاع میں تقریباً ۹٫۳۶۰۰۰ مزدوروں کے ذریعہ ۸۰۰۷ سے زیادہ راحت کے کام فی الحال جاری ہیں۔
* ریاست میں مختلف میونسپل کاؤنسلوں کو اپنے ترقیاتی منصوبوں کے نفاذ کی خاطر ۳۸۱٫۷۵ لاکھ روپے کے قرضہ جات اور 'گرانٹ اِن ایڈ' دیئے گئے۔
* دیہی علاقوں میں ۱۷ پرائمری ہیلتھ سینٹروں کو بڑھا وادیکر ۳۰ بستروں کے اسپتال کا درجہ دیا گیا
* ۱۵۰ نئے ہیلتھ سب سینٹرز (ضمنی مراکز) قائم کئے گئے۔
* ۷۶۵۷ دیہاتوں کو پینے کا پانی مہیا کیا گیا۔ جاریہ مالی سال کے دوران اس مقصد کے تحت ۳۹٫۸۲ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی۔
* پانچویں منصوبے کے دوران زرعی پیداوار بشمول اناج و دالیں ۷۵٫۴۰ لاکھ ٹن تھی۔ اس کے مقابل چھٹے پانچسالہ منصوبے کے اختتام تک یہ پیداوار ۱۲۵ لاکھ ٹن ہونے کا اندازہ ہے۔
* دیہی علاقوں میں ایک جامع دیہی ترقیاتی پروگرام کو پرزور طریقہ سے نافذ کیا جا رہا ہے۔

مہاراشٹر کا باعمل انسان

* بنود راؤ

ایک سال میں کوئی شخص کیا کیا کام کرسکتا ہے؟

مہاراشٹر میں مضبوط ارادے اور پختہ تجربے کے مالک وزیر اعلیٰ نے یہ ثابت کردیا کہ وہ اس مختصر عرصے میں اتنا کچھ کرسکتے ہیں جو کوئی دوست یا دشمن بھی تصور نہیں کرسکتا۔

۹ رجون ۱۹۸۰ء سے ۱۰ رجون ۱۹۸۱ء کے درمیان ۳۶۵ دنوں میں وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ۳،۶۵۰ کام محض اپنے پختہ ارادے کے بل پر انجام دیئے۔ جہاں عملی اقدام کی ضرورت محسوس ہوئی آپ وہاں موجود نظر آئے۔

عہدہ سنبھالنے کے فوراً بعد آپ نے اپنے رائے دہندگان ۵ کروڑ عوام سے ایک مضبوط رشتہ قائم کیا۔ یہ رشتہ ایسا ہی تھا جیسے قدیم زمانے میں عادل حکمرانوں کا رعایا کے ساتھ تھا۔

عوام کی آواز سننے کے لئے اور عوام سے کئے گئے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے نئے وزیر اعلیٰ نے ایک اعلیٰ عہدیدار سابق چیف سکریٹری کے زیر قیادت ایک خصوصی سیل تشکیل دیا۔ ہر وعدہ کا بغور جائزہ لیا جاتا ہے اور اس کی تکمیل کی جاتی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے دفتر میں ہر روز تقریباً ۲۰۰۰ خطوط موصول ہوتے ہیں۔ ان پر خصوصی سیل یا متعلقہ محکمہ ضروری کارروائی کرتے ہیں۔ ہر خط کا انفرادی طور پر جواب دیا جاتا ہے۔

گاندھی جی کی تعلیمات اور وزیر اعظم اندرا گاندھی کے ۲۰ نکاتی پروگرام کی روشنی میں وزیر اعلیٰ نے جو بھی اقدامات کئے ہیں اُن کے پس پشت یہی جذبہ کارفرما ہے کہ غریب شخص زمین پر صرف بسے نہیں بلکہ اس کے مالک کہلائیں۔ آپ نے ایک جرأت مندانہ فیصلہ کے تحت سات لاکھ چھوٹے کسانوں کے پچاس کروڑ روپے کے قرضہ جات مالی اداروں کو واپس لوٹا دیئے۔ اس طرح ان ضرورت مند کسانوں کی کمر سے ایک زبردست بوجھ اُتار کر آپ نے ان لوگوں کے لئے نہ صرف نئے قرضہ جات حاصل کرنے کے لئے راہیں کھولیں بلکہ ان میں ایک نئی رُوح پھونک کر زرعی معیشت کو استحکام بخشا۔ بے زمینوں کو زمین،

بے گھروں کو گھر اور مستحق طلبہ کو کتابیں، فیس اور اسکالرشپ دیں بطرح کے مجبور اور لاچار افراد کو آپ نے ہر طرح سے راحت پہنچانے کی کوشش کی ہے۔

غریب، کہا جاتا ہے کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گے۔ جدید مفکروں نے اس درجہ میں جھونپڑپٹی واسیوں کو بھی شامل کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے اپنے دماغ میں ایسے حقیر خیالوں کو کبھی آنے نہ دیا۔ آپ نپولین کے کہنے کے مطابق اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل ناممکن ہے تو ناممکن محض مشکل ہے۔ ہوائی قلعے تعمیر کرنا کوئی مذاق نہیں۔ حقیقتاً ہوا میں ہی قلعے بنائے جاسکتے ہیں، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ اُن کے تلے بنیاد رکھی جائیں۔

وزیر اعلیٰ نے ایک بڑے حصۂ آبادی پر مشتمل جھونپڑپٹی واسیوں کے مسائل ہر ممکن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کی۔ انھیں ضروری سہولیات مہیا کرنے کی خاطر ٹاٹا کے شری اجیت کیرکر کے ماتحت ایک کمیٹی مرتب کی۔ آپ نے یہ بھی یقین دلایا کہ ہر ممکن تعاون کے ساتھ ساتھ اگر ضروری ہوا تو پانچ یا چھ سالوں تک ۳۰۰ سے ۴۰۰ کروڑ روپیہ تک خرچ کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ بیشک یہ غیر معمولی رقم ہے۔ لیکن وزیر اعلیٰ اس کا انتظام بہر حال مالی اداروں، پبلک سیکٹر، ریاستی حکومت، مرکزی حکومت اور عالمی بینک کے ذرائع استعمال کر کے کرہی لیں گے

وزیر اعلیٰ کے اقدامات سے، جے. آر. ڈی. ٹاٹا جیسی شخصیت

بھی متاثر ہوئی ہے۔ اُن کی نظر میں واقعی یہ ایک ایسا سنگین مسئلہ ہے جس پر سالہا سال غور نہیں کیا گیا۔ اس مسئلے کے حل کے لئے جس تکنیکی مہارت سے اقدامات کئے جا رہے ہیں، ٹاٹا نے ان کی ستائش کی ہے۔

خود ٹاٹا کو بھی جھونپڑپٹی واسیوں کے مسائل اور میٹرو پولس بمبئی کی گنجانیت دور کرنے کے لئے اہم کام سونپا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ بمبئی کے پھیلاؤ کو کوئی نہیں روک سکتا۔ لیکن دیکھنا یہ چاہئے کہ یہ پھیلاؤ ٹھیک سمت یعنی ساحل کے دوسری جانب خاص جگہ ہو۔

جزیرۂ بمبئی اور خاص جگہ کے مابین رابطہ یا نقل و حمل کے بغیر یہ ناممکن ہے۔ وزیر اعلیٰ کے خیال میں یہ رابطہ ایک نہیں بلکہ مختلف ذرائع مثلاً سُرنگ، پُل وغیرہ پر مشتمل ہونا چاہئے۔

شری ٹاٹا نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ نقل و حمل میں آسانیاں پیدا ہونے پر بمبئی کے صنعتی یونٹوں اور کارخانوں کو اس خاص جگہ پر منتقل کر کے صنعتوں کے قیام کے ساتھ ساتھ تجارتی، دفتری اور رہائشی مکانات بھی یہاں تعمیر کئے جا سکتے ہیں۔ اس طرح گنجانیت میں قدرے تخفیف لائی جا سکتی ہے۔

پولس اور محصول محکموں کے درمیان ایک شہری کو اپنی زندگی گذارنی ہوتی ہے، شری انتولے نے ان دو عملوں پر خصوصی توجہ دی۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے نے ایک مثالی قدم اُٹھاتے ہوئے پولس عملہ کے مسائل، ان کی فلاح و بہبود اور ان کی تنظیم کی منظوری سے متعلق جانکاری حاصل کرنے کے لئے میٹنگیں طلب کیں، اور ان سے بالمشافہ گفتگو کی۔ پولس کے ادنیٰ و اعلیٰ عہدوں میں ترقی کے لئے ضروری اقدامات کئے گئے۔ خفیہ کرائم برانچ کو مزید مضبوط بنایا گیا اور جدید ترین طریقے سے ان کی تنظیم نو کی گئی۔ جاری سال میں کئی مظاہرے ہوئے لیکن کہیں بھی ایک گولی نہیں چلائی گئی۔ دونوں شرد (شرد جوشی اور شرد پوار) کو جس طرح سنبھالا گیا، وہ واقعی شری انتولے کی اعلیٰ صلاحیت کا ثبوت ہے۔

عوام اور انتظامیہ کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے کے لئے محصول یونٹوں کی از سر نو تشکیل کی گئی۔ ناگپور ڈویژن میں سے امراؤتی کا ایک نیا ڈویژن اور بمبئی ڈویژن سے ناسک ڈویژن بنائے گئے۔ اسی طرح رتناگیری اور اورنگ آباد میں سے دو نئے اضلاع سندھو درگ اور جالنہ بنائے گئے۔

وزیر اعلیٰ نے بنیادی سطح سے عوام کے ساتھ ذاتی تعلقات استوار کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور حلقۂ اورنگ آباد کے ۵... سرپنچوں سے ملاقات کی۔

چھترپتی شیواجی مہاراج کے احترام میں ضلع قلابہ کا نام بدل کر رائے گڑھ رکھا گیا جن کی رسم تاجپوشی رائے گڑھ قلعہ پر ادا کی گئی تھی۔ چھترپتی کی عظمت و احترام کا اظہار شری انتولے کے سیکولر رجحانات سے بخوبی ہوتا ہے۔

شری انتولے نے ریاست میں صنعتی صورت حال کو بڑی خوش اسلوبی سے سُدھارا، جو کہ اُن کے عہدہ سنبھالنے کے وقت بڑی ابتر تھی۔ انھوں نے مالکانِ صنعت اور محنت کشوں کے درمیان تنازعہ میں ذاتی طور پر مداخلت کی اور صنعتی امن بحال کیا۔ انھوں نے دونوں ہی کے مسائل کو سمجھا اور اس امر پر زور دیا کہ بہر صورت صنعت کو جاری رکھنے میں دونوں کو اپنا اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ انھوں نے دتا سامنت کو سختی سے روکا تاکہ پریمیئر آٹوموبائل میں بے چینی ختم ہو اور کارخانہ میں کام پھر سے جاری ہو جائے۔ انھیں مزدور عزیز ہیں، لیکن اسی کے ساتھ وہ چاہتے ہیں صنعتی پیداوار جاری رہے، وہ غنڈہ گردی کو کسی حال میں برداشت نہیں کر سکتے۔

ہریجن، ادیباسی اور سب ہی پسماندہ و محروم لوگ شری انتولے کو عزیز ہیں اور انھیں ان کی فلاح و بہبود کی سدا فکر رہتی ہے۔ ادیباسی طبقہ سے متعلق کمشنر کو ناسک منتقل کیا گیا تاکہ پسماندہ لوگوں اور ہریجنوں کے قریب رہ کر ان کی بھلائی کے لئے کام کریں۔ اہم ادیباسی بستیوں مثلاً پین، مالیگاؤں، لاتور، گونڈیا، کھام گاؤں اور دھانو وغیرہ میں چار دفتر قائم کئے تاکہ ان کی امداد کے لئے سرکاری فیصلوں اور اسکیمات کا ان علاقوں میں وسیع پرچار کریں اور لوگوں کو ان سے روشناس کرائیں۔ وزیر اعلیٰ نے پہاڑی علاقوں میں خاص سبھائیں بلائیں تاکہ وہ خود ان کے مسائل سے پوری طرح واقف ہو سکیں۔

مختلف طبقات کے لوگوں کی مدد کرنے کی غرض سے نئی اسکیمات جاری کی گئیں۔ 'سنجے گاندھی نرادھار یوجنا' کے ذریعہ غریب، نادار، بوڑھے اور معذور اشخاص کی مدد کی جاتی ہے۔ 'سنجے گاندھی سوائملبن یوجنا' کے تحت بیروزگار نوجوانوں کو بلاسود، بلاضمانت قرض دیا جاتا ہے تاکہ وہ خود اپنا کاروبار یا کارخانہ جاری کر کے معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔

اندرا گاندھی پرتشٹھان (مہاراشٹر) اپنی نوعیت کی پہلی اسکیم ہے جس کا مقصد ہونہار ادیبوں، فن کاروں وغیرہ کو مالی امداد دے کر آرٹ اور ادب کو فروغ دینا ہے۔ ۶,۱۷۵ کروڑ روپے کی خطیر رقم کے چھٹے پنج سالہ ریاستی منصوبے نیز ۱,۸۰۰ کروڑ روپے کے سالانہ منصوبہ برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء سے یہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ شری انتولے کو علاقائی نابرابری ختم کر کے یکساں ترقی کی کس قدر فکر ہے۔ انھوں نے کم ترقی والے علاقے کوکن، مراٹھواڑہ اور ودربھ کے لئے خاص پروگرام وضع کئے اور ان کی ہر صورت تکمیل کے لئے مدت بھی معین کردی۔ اس پر سب ہی خوش ہیں۔ کوکن کے باشندوں کو یہ خوشی ہے کہ انھی کے خطہ کے وزیر اعلیٰ نے یہ خوش آئند کام کیا ہے جبکہ مراٹھواڑہ اور ودربھ کے لوگ مسرور ہیں کہ شری انتولے نے ان کے علاقے کا فرد نہ ہوتے ہوئے بھی اُن کی خاطر یہ اقدامات کئے ہیں۔

کوکن کو ایک الگ یونیورسٹی، ایک الگ ہاؤسنگ ایریا ڈیولپمنٹ بورڈ اور ایک خود مختار آبپاشی حلقہ ملے گا جس سے اس علاقے میں سینچائی اسکیموں کو آگے بڑھایا جا سکے گا۔ اوسر میں ۹۰۰ کروڑ روپے کے پیٹرو کیمیکل کمپلیکس اور تھل۔ وشیشٹھ میں ۶۵۳ کروڑ روپے کے کھاد پروجیکٹ کا قیام بھی قابل ذکر ہے۔ ان منصوبوں سے کوکن کو نیا روپ ملے گا۔ شری انتولے کی کوششوں کی ہی بدولت کوکن کی رگ جاں' پبلک سیکٹر میں مغل لائن کوسٹل اسٹیمر سروس جاری رہے گی۔

مراٹھواڑہ میں جے۔ کے واڑی پروجیکٹ 'مرحلہ ۱' اور مرحلہ ۲ منصوبے کے مطابق مکمل کئے جائیں گے۔ ہندوستان مشین ٹولس کی ایک یونٹ، میلٹرون پروجیکٹ، دس اسپننگ ملس اور پانچ شکر کارخانے (دونوں امداد باہمی سیکٹروں) میں اس علاقے کو حاصل ہوں گے۔ اسی کے ساتھ ساتھ پلاسٹک کا کارخانہ، ایک انجینئرنگ کالج، پالی ٹیکنک اور ایک ڈینٹل کالج کے قیام کی بھی تجویز ہے۔

ودربھ میں چندر پور وردھا کے مقام پر سپر تھرمل پاور اسٹیشن اس علاقہ کا سب سے بڑا اہم یونٹ ہوگا۔ اشوک لے لینڈ، بھنڈارہ ضلع میں ۱۵۰ کروڑ روپے کی لاگت سے ہیوی ڈیوٹی وہیکل پلانٹ قائم کر رہے ہیں جس کے نتیجہ میں تقریباً ۱۸۸ ضمنی صنعتیں قائم ہوں گی، جس میں کل ۳۰,۰۰۰ روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ ناگپور، کامٹی اور بھنڈارہ میں صنعتوں کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ فراہمی آب اسکیمات مکمل کی جائیں گی اور پینے کے پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

ریاست کے لئے ایک علیحدہ پلاننگ بورڈ کے قیام سے ترقیاتی

کاموں میں سرعت پیدا ہوئی ہے۔

شری انتولے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ صنعت اور حکومت کے مابین ایسا رابطہ قائم ہو جس سے سماج کو فائدہ پہنچے۔ سماج سے اُن کی مُراد عام اکثریت سے ہے نہ کہ معدودے چند دولت مند یا رسوخ افراد۔ وہ خود بھی جوشیلے ہیں لیکن دوسرے معنوں میں آپ مضبوط ارادے کے مالک پُرجوش اور محنتی شخص ہیں۔ آپ شیکسپیئر کے اس کردار سے پوری مطابقت رکھتے ہیں جو اپنے دفاع کے لئے اسی وقت ٹکراتا تھا جب اس پر حملہ ہوتا تھا۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے مخالفین یقین ہے کہ چار سال تک انھیں اقتدار سے ہٹانے کی جرأت نہیں کریں گے۔

**

ضروری گذارش

رقم خریداری روانہ فرمانیوالے حضرات سے:

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ اپنا نام، پتہ تحریر نہیں کرتے، جس کی وجہ سے شکایتی خط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر نام و پتہ تحریر ہو تو "قومی راج" فوراً جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

دستیاب آبی ذرائع کا بقدرِ ضرورت استعمال

[۹ رجون ۱۹۸۰ء سے عہدہ سنبھالنے کے بعد سے انتولے سرکار نے ریاست میں دستیاب آبی ذرائع کے بقدر ضرورت استعمال پر ہمیشہ زور دیا ہے اور یہ بھی کوشش کی ہے کہ آبپاشی پروجیکٹوں کی تکمیل سے پہلے پانی کے ذرائع مکمل ہوجائیں تاکہ ان پروجیکٹوں سے حاصل پانی کے استعمال میں تاخیر نہ ہو۔]

زراعتی پیداوار کے لئے آبپاشی نہایت اہم سمجھی جاتی ہے۔ آبپاشی سے نہ صرف زراعتی پیداوار میں اضافہ ممکن ہے بلکہ قحط سالی کے دوران فصلوں کے نقصان کی کافی تلافی بھی ہوجاتی ہے۔ مہاراشٹر میں آبپاشی کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہاں ۳۵ فیصد فصلی علاقہ خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں پر مشتمل ہے۔

۱۹۶۰ء میں مہاراشٹر کے قیام کے وقت ریاست کا کل آبپاشی علاقہ ۲۰،۱۲ لاکھ ہیکٹر اراضی یا ۶،۵ فیصد فصلی علاقہ پر مشتمل تھا۔ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۷۸ء کے دوران یعنی ۱۷ سالوں میں آبپاشی علاقہ میں ۳۸،۱۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کا اضافہ ہوا۔ اس طرح کل آبپاشی اراضی ۵۸،۲۳ لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔

مہاراشٹر میں آبپاشی ذرائع کا جائزہ لینے کیلئے پہلی بار ۱۹۶۰ء میں آنجہانی شری ایس۔ جی۔ برد ے کی زیر قیادت مہاراشٹر اسٹیٹ آبپاشی کمیشن قائم کیا گیا۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ اگر سطحی اور زمین دوز ذرائع آبپاشی کا پوری طرح سدھار کیا گیا تو ۶۱،۹۴ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی جا سکے گی۔ اس کے بعد کرشنا، گوداوری تنازعہ کے حل کے وقت بھی مہاراشٹر میں ذرائع آبپاشی کا دوبارہ جائزہ لیا گیا۔ ۱۹۷۶ء میں کرشنا ندی اور گذشتہ سال گوداوری انٹر اسٹیٹ ریور ٹریبونل کے فیصلہ کے نتیجہ میں مستقبل قریب میں آبپاشی کے توسیعی پروگرام پر بہ سرعت عمل آوری کی

ضلع ناشک کے چندواڑ تعلقہ میں اول کے مقام پر زیر تعمیر کولیشن ٹینک

توقع ہے۔

معینہ صلاحیت آبپاشی: فی الحال سطحی آبی ذرائع سے سیرآب ہونیوالی کل اراضی ۵۲ر۶۱ لاکھ ہیکٹر اور زمین دوز ذرائع سے سیراب ہونیوالی کل اراضی ۱۸ لاکھ ہیکٹر ہے۔ ۴۸ر۹۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر بڑے، درمیانی اور ریاستی سطح کے چھوٹے آبپاشی کام ہورہے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں ریاست مہاراشٹر کے قیام کے وقت سطحی آبپاشی صلاحیت صرف ۳ر۷۶ لاکھ ہیکٹر تھی۔ لہٰذا اس پر فوری توجہ دیتے ہوئے تیسرے پنج سالہ منصوبہ سے آبپاشی پروگرام پر سرمایہ کاری کو اوّل اہمیت دی گئی۔ ۱۹۶۱ء سے ۱۹۸۰ء کے دوران ۱۹ سالوں میں اس پروگرام پر ۱۱۱۰ کروڑ روپیہ کی سرمایہ کاری کی گئی۔ جس کے نتیجے میں منصوبہ مدت سے پہلے اور منصوبہ مدت کے دوران ۱۳ر۴۴ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیر آبپاشی لایا جاسکا۔ اس طرح جون ۱۹۸۰ء میں زاید پیدا شدہ زیر آبپاشی اراضی ۱۷ر۲۰ لاکھ ہیکٹر تھی۔

گزشتہ دو دہائیوں میں ۹ بڑے پروجیکٹ دیرا گھوڑ، پورنا، گرنا، باگھ، اتیادوہ، کال اپس اور تلسی مکمل ہوئے، اور دوسرے ۱۰ بڑے پروجیکٹوں بالائی گوداوری، جائیک واڑی مرحلہ ۱ اور مرحلہ ۲، کنکاڑی، کھڈوسلہ اور کرشنا (دھوم) بھیمہ (اجانی) مولا، پینچ اور تریہ جزوی مکمل ہوچکے ہیں۔ ان میں سے بالائی گوداورنی، جائیک واڑی۔ مرحلہ ۲ اور مولا تیزی سے زیر تکمیل ہیں اور جاریہ منصوبہ مدت کے دوران ہی مکمل ہو جائیں گے۔ اسی مدت میں ۹۰ درمیانی پروجیکٹ مکمل کر لئے گئے ہیں اور ۲۸ پروجیکٹوں سے جزوی فائدہ اٹھایا جارہا ہے۔ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ کا جہاں تک تعلق ہے، ابتک مکمل کئے گئے ۱۰۶۰ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں میں سے خاصی تعداد اِن ہی دو دہائیوں میں مکمل کر لی گئی تھی۔ نیز آبپاشی ترقیاتی کارپوریشن کی ۳۴۷ اٹھاؤ سینچائی اسکیمات بھی مکمل کی گئی تھیں۔

ضلع ناشک میں کرنجوان باندھ

بین الاقوامی اداروں سے امداد: ان تمام ترتیبات کے باوجود ابھی بھی آبپاشی کے تعلق سے ۲۱ر۰۵ لاکھ ہیکٹر اراضی یا ریاست کے ۲/۳ آبپاشی کام باقی ہیں۔ صلاحیت آبپاشی میں اضافہ کی خاطر ریاست نے بین الاقوامی مالی اداروں مثلاً آئی۔ ڈی۔ اے (عالمی بنک کا ادارہ) اور آئی۔ ایف۔ اے۔ ڈی روم سے بڑے آبپاشی پروجیکٹوں کے لئے مالی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کوششوں کے نتیجہ میں پانچ سال کے لئے اکتوبر ۱۹۷۷ء سے پورنا۔ جائیک واڑی پروجیکٹ کے لئے آئی۔ ڈی۔ اے نے ۶۳ کروڑ روپے قرض دینا منظور کیا۔ اس کے علاوہ چھ بڑے آبپاشی پروجیکٹ یعنی دارنا، بھیمہ، کرشنا، ککاڑی، بالائی وردھا اور بالائی پین گنگا نیز مولا اور گرنا کی تجدید کے لئے عالمی بنک سے بھی مالی امداد طلب کی گئی ہے۔ بھیمہ پروجیکٹ کے لئے آئی۔ ایف۔ ڈی۔ اے روم نے ۳۴ کروڑ روپیہ قرض منظور کیا۔ باقی ماندہ پانچ بڑے پروجیکٹوں کی تکمیل کے لئے بھی آئی۔ ڈی۔ اے نے ۱۸۰ر۶۰ کروڑ روپیہ قرض دینا منظور کیا ہے۔

نئے آبی ذرائع کی تلاش: نئے آبی ذرائع کی تلاش کے لئے حکومت نے کئی اقدامات کئے ہیں۔ اس میں قابل ذکر کوکن علاقہ میں ربیع فصل کیلئے موسم باراں سے حاصل

شدہ پانی کے ممکن استعمال کا مسئلہ ہے۔ اس مقصد سے پلاننگ کمیشن آف انڈیا کے رکن ڈاکٹر ایم۔ ایس سوامی ناتھن کے زیر قیادت ایک ۱۱ رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس کمیٹی کی پیش کردہ سفارشات زیر غور ہیں۔

کوکن آبپاشی ترقیات

کوکن میں آبپاشی ترقیات سے متعلق مسائل پر غور و خوض کیلئے اکتوبر ۱۹۸۰ء میں حکومت مہاراشٹر نے "کوکن سنچن وکاس آچیدھیکار سمیتی" نامی ۲۲ رکنی ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی شری بی۔ جے۔ کھتال، وزیر آبپاشی کی زیر صدارت قائم کی۔ کمیٹی کے سامنے کوکن میں دریائی وادیوں کیلئے ماسٹر پلان کی تیاری کا مسئلہ بھی تھا۔ حال ہی میں کمیٹی نے ماسٹر پلان قطعی طور سے مکمل کر کے ۸ مارچ ۸۱ء کو وزیر اعلیٰ کے روبرو پیش کیا ہے۔ اس ماسٹر پلان میں تمام بڑے، درمیانی، چھوٹے اور مقامی سطح کے چھوٹے آبپاشی کام جو کوکن کے لئے ممکن ہو سکتے ہیں، شامل تھے۔ یہ کوکن میں آبی ذرائع کی ترقیات کے معاملے میں آئندہ رہنمائی کر سکتے ہیں۔

ہشت ماہی طریقہ: وسیع پیمانے پر صلاجیت آبپاشی میں اضافہ کا مقصد یہی ہے کہ قلت کی صورتحال میں فصلوں کا تحفظ ہو سکے، زراعتی پیداوار بڑھے اور خود کفیل کی حالت کو پہنچا جا سکے۔ اس سلسلے میں دیگر پروگراموں میں یہ بھی شامل ہے کہ کسانوں کو سال کے ۸ مہینے پانی فراہم ہو اور جہاں یہ ناممکن ہو وہاں کم از کم ایک موسم کیلئے آبپاشی کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ خطۂ اراضی سیراب کی جا سکے۔ اس پالیسی پر عمل کے نتیجہ میں ناشک ضلع میں بالائی گوداوری پروجیکٹ کی کئی نہروں پر گرکاڑی پروجیکٹ پر مولا پروجیکٹ کی پانشارڈی شاخ کی نہر پر دوامی فصل کا فیصد کچھ کم ہو گیا۔

ذرائع آبپاشی کی جلد سے جلد فراہمی کے علاوہ اسکے زیادہ سے زیادہ استعمال پر بھی حکومت نے خاص توجہ دی ہے۔ آبپاشی سہولیات کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو فروغ دینے کے لئے ۱۵ بڑے پروجیکٹوں پر مشتمل کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم کی گئی ہیں تاکہ مختلف محکموں کی کارکردگی میں باہمی رابطہ پیدا ہو سکے۔ چند دوسرے پروجیکٹوں کے سلسلہ میں جن کے لئے عالمی بنک سے یا تو امداد وصول ہو چکی ہے یا متوقع ہے، مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

۱۔ باندھ سے لیکر آبپاشی علاقہ کی ۸ ہیکٹر اراضی تک نقل و حمل کے طریقوں میں موثر تبدیلیاں تاکہ کسانوں کو اپنے کھیتوں میں پانی پہنچنے کا یقین ہو سکے۔

۲۔ معینہ وقت اور دن پر مناسب مقدار میں آبپاشی کے لئے فراہمی آب ممکن بنانے کے لئے پانی کی گردش واری تقسیم۔

۳۔ خریف کے لئے قبل از بارش آبپاشی کا یکم جون سے انتظام۔

۴۔ پروجیکٹ کے کمانڈ ایریا علاقہ میں زراعتی توسیع۔

۵۔ مختلف سہولیات مثلاً مارکیٹ وغیرہ کی فراہمی۔

ان کوششوں کے نتیجہ میں امید ہے کہ دستیاب پانی سے زیادہ سے زیادہ خطۂ اراضی کو آبپاشی سہولیات حاصل ہونگی۔ گذشتہ ایک دہائی میں آبپاشی میں اضافہ کی کوششوں سے باقی ماندہ ۷۵ء۳۱ لاکھ ہیکٹر اراضی آئندہ بیس سالوں یعنی ۲۰۰۰ء تک زیر آبپاشی لائی جا سکے گی جس پر اخراجات کا اندازہ ۴۰۰۰ کروڑ روپے ہے۔ یہ رقم ۱۹۸۰ء سے چوتھے پنج سالہ منصوبہ مدت کے درمیان خرچ ہو گی۔ ❀

محصول ڈویژنوں کی دوبارہ تشکیل

★★★★★★★

آزادی کے بعد لوگوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں محصول افسران پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے گذشتہ چند سالوں میں ضلع سطح پر تلاٹھی سے لے کر منترالیہ میں سکریٹری تک سبھی افسران کے کام اور ذمہ داریوں میں اضافہ ہوا ہے حکومت جو بھی نیا کام کرتی ہے اس میں کسی نہ کسی طریقے سے محکمۂ محصول کا تعاون درکار ہوتا ہے۔ محکمۂ محصول کی اس ذمہ داری کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس کی دوبارہ تشکیل کرنا ضروری ہوگیا تھا۔

۱۹۶۸ء میں اس محکمہ کی دوبارہ تشکیل پر غور و خوض کیا گیا۔ اُس وقت کے وزیر محصول شری بالاصاحب ڈیسائی کی قیادت میں ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ ۱۹۷۱ء میں پیش کی یہ ضروری سمجھا گیا کہ انتظامی سطح پر دوبارہ تشکیل کے مسئلہ پر تفصیل کیساتھ غور کیا جائے۔ حکومت نے ۱۹۷۵ء میں شری ڈی این کوپر کی چیرمین شپ میں ایک تحقیقاتی گروپ مقرر کیا۔ تحقیقاتی گروپ نے اپنی رپورٹ ۱۹۷۶ء میں پیش کی لیکن دوبارہ تشکیل کے مسئلہ پر ۱۹۸۰ء کے درمیانی مدت تک کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ نئی حکومت جس نے جون میں باگ ڈور سنبھالی ہے اس مسئلہ کو ضروری سمجھا اور اہم فیصلے کئے۔ ریاستی حکومت کا محصولی نظام مندرجہ ذیل یونٹوں پر مشتمل ہے۔

ڈیویزنل آفس: ڈسٹرکٹ سب ڈیویزنل آفس، تعلقہ اور تلاٹھی۔

ڈیویزنل آفس: ڈیویزنل کمشنر اس آفس کا سربراہ ہے جس کا رتبہ محکمہ کے سکریٹری کے مساوی ہے۔

انتظامیہ میں مزید بہتری کی خاطر فروری ۱۹۸۱ء میں پہلے چار محصول محکموں کی دوبارہ تشکیل کی گئی۔ ان میں چھ محصول محکمے بنائے گئے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ کوکن ڈیویژن: بمبئی اعظمیٰ، تھانے، رائے گڑھ، رتناگیری اور سندھو درگ۔

۲۔ پونے ڈیویژن: پونے، ستارا، سانگلی، سولاپور، اور کولہاپور۔

۳۔ امراوتی ڈیویژن: امراوتی، آکولہ، ایوت محل، اور بلڈانہ۔

۴۔ ناگپور ڈیویژن: وردھا، ناگپور، چندرپور اور بھنڈارہ۔

۵۔ ناشک ڈیویژن: ناشک، دھولے، جلگاؤں اور احمد نگر۔

۶۔ اورنگ آباد ڈیویژن: اورنگ آباد، جالنہ، بیڑ، پربھنی، عثمان آباد اور ناندیڑ۔

ضلعوں کی دوبارہ تشکیل

حکومت نے یکم مئی ۱۹۸۱ء کو رتناگیری میں سندھو درگ ضلع کی تشکیل کی اور اسی طرح اورنگ آباد میں ضلع جالنہ کی تشکیل کی۔

تعلقوں کی دوبارہ تشکیل

حکومت کے الگ الگ علاقوں میں تعلقہ کے رقبہ میں کافی فرق تھا ودربھ علاقہ میں ایک تعلقہ میں دو سے تین ڈیولپمنٹل بلاکس تھے تو مراٹھواڑہ اور مغربی مہاراشٹر میں ایک تعلقہ کے لئے ایک ہی ڈیولپمنٹل بلاک تھا حکومت نے ایسے علاقوں میں تعلقہ کی دوبارہ تشکیل کرنیکا فیصلہ کیا اس کے مطابق ودربھ علاقہ میں یکم مئی ۱۹۸۱ء سے ۳۹ تعلقوں کے بجائے ۱۰۵ تعلقہ بنائے گئے۔ اسی طرح ۶۶ نئے تعلقہ بنائے گئے مراٹھواڑہ اور مغربی مہاراشٹر سے تعلقوں کی دوبارہ تشکیل کا سوال زیرغور ہے اور اسکے بارے میں جلد ہی فیصلہ کیا جائیگا۔ فی الوقت مغربی مہاراشٹر میں سات اور مراٹھواڑہ میں تین سب ریونیو ڈیویژنل قائم کرنیکا حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔

تلاٹھی سازاس اور محصول سرکل

فی الحال تلاٹھی کی ذمہ داریاں کافی بڑھ گئی ہیں۔ عام طور پر تلاٹھیوں کی سازاس میں ۶ سے ۸ گاؤں رہتے ہیں کئی جگہ یہ ۱۵ تک بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے کسانوں کو تلاٹھی سے ملاقات کرنا مشکل ہوتا تھا۔ یہ سوچ کر ۵۰۰ کھاتہ دار ۸,۰۰۰ روپے محصول ۳۰۰۰ آبادی ۱۸۰۰ ہیکٹر اراضی ۴ گاؤں پر مشتمل ایک نئی سازاس بنانیکا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق یکم مئی ۱۹۸۱ء سے اگلے تین برسوں کی مدت میں ریاست کے تمام تلاٹھی سازاس کی دوبارہ تشکیل کی جائیگی۔ آج تلاٹھی سازاس کی تعداد ۹۳۲۱ ہے دوبارہ تشکیل کرنیکے بعد ۲۲۱۶ مزید سازاس شامل ہو جائیں گے۔ اس لئے اس سال ۸۰۰ تلاٹھی کے عہدوں کی جگہ منظور کی گئی ہے اور ۴۰۰ تلاٹھی کی تربیت شروع کی جاچکی ہے۔ اسی طرح ہر آٹھ سازاس کا ایک محصول سرکل رہیگا ریاست میں آج محصول سرکل کی تعداد ۹۱۷ ہے اسمیں اگلے چار سالوں میں ۶۲۸ سرکل بڑھ جائینگے۔ اس سال ۱۵۹ ریونیو افسران کی جگہ منظور کی گئی ہے۔ اس طرح نئی حکومت نے اتنے کم عرصے میں تمام سطحوں پر محصول محکمہ کی دوبارہ تشکیل کرکے عوام کو فائدہ پہنچایا ہے اور انتظامیہ میں بہتری پیدا کرنیکی کوشش کی ہے۔

نئی حکومت نے اس نقطۂ کو نظر میں رکھتے ہوئے کہ ریاست کے کُل جغرافیائی علاقے کا صرف ۲۰٫۸ فیصد حصّہ جنگلات پر مبنی ہے اور یہ ۲۰٫۸ فیصد حصّہ بھی ریاست بھر میں یہاں وہاں بکھرا پڑا ہے، جنگل بانی کو اہمیت دی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے ایما پر جاری کردہ، ملک بھر میں اپنی نوعیت کا پہلا "وِرکش مترا" ایوارڈ اس ضمن میں حکومت کی نئی پالیسی اور پروگراموں کا مظہر ہے۔

جنگل بانی پروگرام

جنگلات کی اہمیت نہ صرف اُن سے حاصل ہونیوالے مادی فوائد کی وجہ سے ہے بلکہ جنگلات زمین کے کٹاؤ کو روکنے، سیلاب اور سوکھے سے بچاؤ میں بھی معاون ہیں، جنگلات اور درختوں کی تباہکاری سے کئی نقصانات ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کی موجودگی خوشگوار زندگی کی ضامن ہے۔ لہذا جنگلات کا تحفّظ اور اُن کی ترقی ہمارے ہی فائدہ کے لئے ضروری ہے۔

مہاراشٹر میں مجموعی طور پر ۶۳٫۹۲۰ مربع کلومیٹر علاقے جنگلات پر مشتمل ہیں جو کہ ریاست کے جغرافیائی علاقے کا ۲۰٫۸ فیصد ہے اس کے علاوہ جنگلات بھی ریاست بھر میں غیر متوازن طور پر پھیلے ہوئے ہیں۔

۱۹۸۰-۸۱ء کے دوران نئی حکومت کی پالیسی اور پروگرام میں جنگلات کی منصوبہ بند ترقی کی شمولیت سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔ اس ضمن میں سب سے پہلے ۱۹۸۰-۸۵ء کے چھٹے پنجسالہ منصوبے کی تیاری کے لئے ۱۹۷۸-۸۳ء تک کے منصوبہ کا نئے سرے سے جائزہ لیا گیا اور ۱۹۸۱-۸۲ء کے سالانہ منصوبہ میں ریاست کی ترقیاتی سرگرمیوں میں جنگل بانی کو بھی مناسب اہمیت دی گئی۔ حالیہ منصوبے میں گذشتہ منصوبوں کے مقابلے میں محکمۂ جنگلات کے مختلف پروگراموں کے لئے منظور کی گئی رقم بھی قدرے اضافے کے ساتھ مختص کی گئی ہے

۱۹۸۰-۸۵ء کے پانچسالہ منصوبہ اور ۱۹۸۱-۸۲ء کے سالانہ منصوبہ میں جنگلات کے لئے مختص کی گئی رقوم کی جدول درج ذیل ہے

نمبر شمار	سیکٹر	رقم برائے سال ۱۹۸۰-۸۵ء	رقم برائے سال ۱۹۸۱-۸۲ء
۱۔	جنگلات	۴۸۷۵٫۰۰	۱۰۴۷٫۰۰
۲۔	تحفّظ اراضی	۱۰۶٫۰۰	۲۰٫۰۰
۳۔	سیاحت	۳۰٫۰۰	۱۰٫۰۰
۴۔	مکانات	۵۰٫۰۰	۳۰٫۰۰
	کُل:	۱۰۹۷٫۰۰	۵۰۶۱٫۰۰

۱۰ر جون ۱۹۸۱ء

اسکول اور کالج کے بچوں میں شجرکاری اور درختوں کی حفاظت کے کاموں میں دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے خصوصی تحریک چلائی جاتی ہے۔

سماجی پروگرام برائے جنگلات:۔

جنگل بانی کے سماجی پروگرام سے متعلق ایک پروجیکٹ تجویز کیا گیا ہے جس پر لاگت کا تخمینہ ۳۴۶۴۳۳۲ء۴ لاکھ روپیہ ہے۔ اس پروجیکٹ کو امریکہ کیجانب سے بھی امداد حاصل ہوگی۔ ۸۵-۱۹۸۰ء کے منصوبہ میں اس پروجیکٹ کے لئے ۸۰۰ء۴۲ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے، باقی ماندہ رقم دوسرے منصوبہ میں شامل کی جائے گی۔ ابتدا میں سانگلی پونے، اورنگ آباد، بلڈانہ اور دھولے ان ۵ اضلاع میں سوشیل فاریسٹری ڈیوژن قائم کئے گئے ہیں نیز اورنگ آباد میں ایک سوشیل فاریسٹری سرکل قائم کیا گیا ہے ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران اس پروگرام کو مزید دس اضلاع میں نافذ کیا جائے گا۔ اور ان نئے ڈویژنوں کی نگرانی کے لئے مزید دو سوشیل فاریسٹری سرکل قائم کئے جائیں گے۔ اب تک ۱۲۵۰ کلومیٹر کے علاقوں میں سڑکوں کے کنارے بوائی کے لئے ساری تیاری ہوچکی ہے اور موسم باراں میں پودے لگانے کا کام شروع ہوجائے گا۔

کولہاپور، رتناگیری، احمدنگر، سولاپور، شہر بمبئی، بیڑ اور ناشک اضلاع میں مرکز کی امداد سے ایندھن کی فراہمی کے لئے جنگل بانی کی ایک نئی اسکیم تجویز کی گئی ہے جس پر لاگت کا اندازہ ۳۰۰ لاکھ روپئے ہے۔ اس اسکیم کے تحت ان اضلاع میں جہاں ایندھن لکڑی کی شدید قلت رہتی ہے۔ وہاں ایندھن لکڑی کی شجرکاری وسیع پیمانے پر کیجائے گی۔

ہر بچے کا ایک درخت پروگرام:۔

وزیر اعظم کے مشورے کے مطابق نئی پود کو شجرکاری کی طرف مائل کرنے اور اسے درختوں کی اہمیت سے واقف کروانے کے لئے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران "ہر بچے کا ایک درخت" پروگرام ۹۷ء۱۶ لاکھ روپئے کی مختص رقم کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا۔ توقع ہے کہ اس پروگرام کے تحت امسال ۵۰،۰۰۰ء۱ درخت لگائے جائیں گے اسی طرح ۸۷ء۹ لاکھ روپوں کی مختص رقم کے ساتھ زائل جنگل کی غریب و بے روزگار افراد کے ذریعے دوبارہ جنگل بانی کی اسکیم بھی سال ۸۲-۱۹۸۱ء میں شامل کی گئی ہے۔ یہ بے روزگار افراد کو ۵ سالوں کے لئے ۴ سے ۵ ہیکٹر اراضی دی جائے گی جس میں وہ محکمۂ جنگلات کے حصے کی ہدایات کے مطابق شجرکاری کرے گا۔ اسے اس کام کے لئے ماہانہ ۱۵۰ روپیہ تنخواہ دی جائے گی۔ سال رواں میں اس اسکیم کے لئے ۱،۰۰۰ ہیکٹر اراضی استعمال کی گئی ہے

قبائلیوں کے لئے اسکیمات:۔

قبائلی علاقوں میں قبائیلیوں کو بالراست فائدہ پہنچانے اور ان کی سماجی زندگی میں سدھار لانے کے لئے محکمۂ جنگلات نے قبائیلی ضمنی منصوبہ میں نئی اسکیمات پیش کی ہیں سال رواں میں ۱۷۵۰ ادیباسیوں کو لکڑی کاٹنے کے اوزار اور نقل کے پیشہ سے منسلک ۲۰۰ ادیباسیوں کو بیل گاڑیاں فراہم کی جا گئیں۔

مہاراشٹر میں مندرج قبائیلیوں کی مالکی اراضی میں درخت کا تحفظ ایک قانون کی رو سے کیا گیا ہے۔ فی الحال مالکی اراضی

درخت کنٹر اکٹر، ادیباسی زمینداروں سے معمولی رقم دیکر خرید لیتے ہیں۔ لہٰذا تجویز کیا گیا ہے کہ ان اراضی کے درخت گرانے پر محکمۂ جنگلات انھیں مناسب منڈی میں لے جاکر کھلے بازار میں نیلام کرے۔ اس طرح حاصل ہونے والی رقم میں سے درخت گرانے اور انھیں منڈی تک لے جانے کا خرچ نکال کر باقی رقم ادیباسی زمینداروں کو دی جائے گی۔ امید ہے کہ اس اسکیم سے ادیباسیوں کو کافی فائدہ پہنچے گا اور انھیں ان کے درختوں کی اچھی قیمت ملیگی۔

اس مقصد سے سالِ رواں کے دوران ۶٫۳۹ لاکھ روپیئے برائے منصوبہ اور ۷۶۲۳۶ لاکھ روپیہ غیر منصوبہ کاموں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

ترقیاتی اقدامات اور جنگلات کے موثر تحفظ کی خاطر بہتر انتظام اور مختلف سطحوں پر محکمے کی تشکیل سے متعلق اقدامات ۱۹۸۰-۸۵ء کے منصوبہ کے دوران کئے جائیں گے۔ ان تجاویز میں ۹۰۰ بیٹ، ۲۰۰ راؤنڈ اور ۴۰ رینج کا قیام شامل ہے۔ اسی طرح ۳۵ رینج کلرکوں کو ترقی دی جائے گی اور ۲۱۲ اکاؤنٹنٹس کی آسامیاں پیدا کی جائیں گی، نگران جنگلات (خصوصی) کا عہدہ بنایا جائے گا، اعداد و شمار کا شعبہ مضبوط کیا جائے گا۔ وائلڈ لائف شعبہ میں اضافہ کیا جائے گا اور حفاظتی دستہ قائم کیا جائے گا، اسٹیٹ فاریسٹ رینج کالج جاری کیا جائے گا جس میں سالانہ ۱۰۶ افسران کو تربیت دی جائے گی۔ اس مقصد کے تحت ۱۲ لاکھ روپیے مختص کئے گئے ہیں۔

۱۹۸۰ء کے دوران شجر کاری کی مختلف اسکیمات کے تحت ریاست کے محاصل درج ذیل ہیں۔

(۱) سوشیل فاریسٹری ——— ۱۰۸۳ ہیکٹر اراضی
(۲) پروڈکشن فاریسٹری ——— 5.51 ہیکٹر اراضی
(۳) ایف ڈی سی ایم کے ذریعے شجر کاری ——— ۱۲۰۰۰ ہیکٹر اراضی
(۴) محکمہ جاتی شجر کاری و جنگل بانی ——— ۱۰۶۴ ہیکٹر اراضی (۶ کلومیٹر)
(۵) تحفظ اراضی پروگرام بشمول آر او پی ——— ۷٫۳۲۱ ہیکٹر اراضی
(۶) ڈی پی اے پی ——— ۷۶۴۰ ہیکٹر اراضی (۱۵۱ کلومیٹر)
(۷) آئی آر ڈی پی ——— ۱۱۷ ہیکٹر اراضی
(۸) آئی جی ایس ——— ۱۱٫۳۷ ہیکٹر (۱۷۹۰ کلومیٹر)
(۹) مغربی گھاٹ کی ترقی وغیرہ ——— ۱۳۹۴ ہیکٹر اراضی (۴۰ کلومیٹر)

کل ۱۹٫۳۱۹٫۲۲۴ ہیکٹر اراضی (۲۰۶۷ کلومیٹر)
ون مہوتسو کے دوران لگائے گئے درختوں کی تعداد ۵۲۴۶۰۷

لاکھ تھی نیز فراہم کردہ قلموں کی تعداد ۴۴۰۷۰ لاکھ تھی۔

مغربی گھاٹ کے علاقے میں اراضی کے مناسب و معقول استعمال کے پروجیکٹ کی تیاری کے کاموں کی ابتداء مہاڈ، لانجا، اور جاؤلی تعلقوں میں کی گئی۔ ان تعلقوں کے مفصل سروے اور تفتیش کا کام مکمل ہو چکا ہے اور ہر تعلقہ کے لئے ایک منی واٹر شیڈ پروجیکٹ کا مسودہ تیار کیا گیا ہے۔

جنگلات کے تحفظ پر ہمیشہ سے زور دیا گیا ہے۔ امسال جنگلاتی علاقوں میں ذمہ دار افراد کا باقاعدہ گشت اور علاقہ کی نگہبانی کے احکامات جاری کئے گئے ہیں۔ متعدد ڈیویژنوں میں درختوں کو غیر قانونی طور پر گرانے اور جنگلاتی پیداوار کی چوری کے واقعات کا پتہ چلایا گیا اور ملوث افراد و ملازمین کے خلاف سخت کارروائی کی گئی۔

ریاست کی سرحد پر واقع جنگلات اور خصوصاً ناشک دھولے اور نانديڑ کے جنگلات کے تحفظ کے لئے ایس آر پی کے تین دستے حاصل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح محکمے کے گشتی دستوں کو مسلح کانسٹبل فراہم کئے گئے ہیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کاموں کو تمام اضلاع میں شروع کر دیا گیا ہے اور کلکٹران کو محکمہ کے اصولوں کے مطابق عملہ بھرتی کرنے کی ہدایت دی گئی۔ اس کام کے لئے خصوصی طور پر ریجنل فاریسٹ آفسر کی ۹۴ آسامیاں فاریسٹرس ۲۹۳ آسامیاں اور نگراں جنگلات کی ۲۴۶ آسامیاں پیدا کی گئی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق مارچ ۱۹۸۱ء تک ان کاموں پر ۳۲۵ کروڑ روپیے خرچ ہوئے اور اس سے ۵۴ لاکھ ایام کار کی گنجائش حاصل ہوئی۔

امسال جنگلات کے علاوہ نیشنل پارکوں، مامنوں اور فاریسٹ پارکوں کی ترقی پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے، تاروبل کے نیشنل پارک کی حفاظت کے لئے اسپیشل فاریسٹ ڈویژن قائم کیا گیا ہے۔ گذشتہ سال، سولاپور، اور احمد نگر اضلاع میں کھوے گئے "تنذار" کے مامن میں مزید سدھار کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ایک مفصل اسکیم حکومتِ ہند کو بھیجی گئی ہے۔ اس اسکیم کے لئے اس سال کے دوران ۹ لاکھ روپیوں کا خصوصی انتظام بھی ہوا ہے۔

(بقایا صفحہ ۵۱ پر)

مہاراشٹر میں قحط سالی کے دوران
راحت اقدامات

ستمبر، اکتوبر اور نومبر ۱۹۸۰ء میں بارش کی قلت اور خشک سالی کے باعث ریاست کے ۱۸ اضلاع میں خریف فصل بری طرح متاثر ہوئی تھی۔ ان اضلاع کے نام اس طرح ہیں: دھولیے، جلگاؤں، احمدنگر ستارا، سانگلی، سولاپور، بیڑ، عثمان آباد، ناندیڑ، اورنگ آباد، پربھنی، اکولہ، امراؤتی، ایوت محل، بلڈانہ، ناگپور، وردھا اور چندر پور۔

اسی طرح ربیع کاشت پر بھی اس کا برا اثر پڑا، نتیجتاً ان ۱۸ اضلاع کے ۱۲،۴۷۹ دیہاتوں میں پیداواری خریف فصل ۵۰/۶۰ پیسے سے بھی کم ہوگئی تھی۔ ربیع فصل کی پیداواری قیمت کا اندازہ لگایا جارہا ہے۔

ریاست میں قحط کے آثار نظر آتے ہی متعلقہ کلکٹران اور محکموں کے افسران کو نومبر ۱۹۸۰ء کے پہلے ہفتہ میں ہی چوکنا کردیا گیا اور ریلیف کاموں کے لئے فوری طور پر ہدایات جاری کردی گئیں۔

پینے کے پانی کی فراہمی:

بارش کی قلت کی وجہ سے ۶،۹۰۰ دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی بھی کافی حد تک متاثر ہوئی۔ اس دشواری پر قابو پانے کے لئے بور ویل کنوؤں کی تعمیر، پرانے کنوؤں کی مرمت، بذریعہ پائپ

روزگار کے مواقع:

زراعت پیشہ مزدوروں کو روزگار مہیا کرنے کی غرض سے کلکٹران اور دیگر افسران کو ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت زائد کام شروع کریں۔ لہٰذا ان ہدایات پر فوری عمل کرتے ہوئے مذکورہ بالا اضلاع میں ۹،۳۵،۶۹۶ مزدور ملازمین کی گنجائش کے ۷،۸۱۱ کام شروع کئے گئے۔ ان کاموں پر ۵،۳۱،۳۴۶ مزدوروں کو روزگار دیا گیا، اس کے علاوہ ۲۶۸۰۵۰۶ مزدور ملازمین کی گنجائش کے ۳۰،۷۸۶ کام شروع کرنے کے لئے تیار رکھے گئے ہیں، اور ضرورت محسوس ہونے پر مزید کاموں کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ ریاست میں اناج کی قلت کے پیش نظر جنس کی صورت میں دی جانیوالی اجرت پہلے بند کردی گئی تھی لیکن یکم اپریل سے بدطریقہ دوبارہ شروع کردیا گیا

قومی راج

پانی کی فراہمی، ہینڈ پمپ، ٹینکروں سے پانی کی فراہمی جیسے متعدد اقدامات کئے گئے۔

متعلقہ ڈویژنوں کے کمشنران کو اختیار دیا گیا کہ دیہاتوں میں واقع صورت حال کے پیش نظر ۳ لاکھ روپے کی لاگت کی چھوٹے پیمانے کی فراہمیٔ آب اسکیم کو منظوری دیں۔ موسم گرما میں پانی کی قلت کی سنگین صورت حال کا اندازہ کرتے ہوئے حکومت نے ایسے انتظامات کئے جس سے کہ فنڈ میں کمی کے باوجود راحت کے کاموں میں رکاوٹ پیدا نہ ہوسکے۔

بور ویل کنوؤں کے لئے ۴ کروڑ روپیہ، پائپ سے پانی کی فراہمی اسکیم پر ۱۵ء۵۰ کروڑ روپیہ اور ۶۰ء۷ کروڑ روپیہ پانی کی دیگر اسکیمات کے لئے منظور کئے گئے۔

چارا کی فراہمی:

قلت بارش کے باعث کچھ علاقوں میں چارے کی کمی متوقع تھی لیکن نومبر، دسمبر ۱۹۸۰ء میں اور پھر جنوری ۱۹۸۱ء میں مناسب بارش کی وجہ سے یہ خطرہ ٹل گیا، اس کے باوجود چارے کی فراہمی کے لئے چند اقدامات کئے گئے۔ ۱۵ سرحدی اضلاع میں چارے کی بین الریاستی نقل و حمل پر پابندی لگا دی گئی۔ افسران جنگلات کو سخت ہدایت کی گئی کہ وہ جنگلاتی پیداوار گھاس وغیرہ اسی مقام پر محفوظ رکھیں ضرورت مند کسانوں کو چارا تنگائی دینے کا انتظام کیا گیا۔ ۵۰٪ بیسوں سے کم پیسہ واری دیہاتوں میں محصول اراضی میں رعایت دی گئی۔ قرض وصولی میں رعایت دی گئی۔

قرض وصولی میں رعایت:

بمبئی ایگریکلچرسٹ لون رولز اور بمبئی لینڈ ریونیو امپرومنٹ رولز بابت ۱۹۵۹ء کے تحت کسانوں کو دیئے گئے قرضوں اور ان پر واجب الادا سود کی قسط وار وصولی ایک سال کے لئے مذکورہ بالا دیہاتوں میں ملتوی کردی گئی۔ اس طرح امداد باہمی اور قومیائے گئے بنکوں کی جانب سے بھی قرضوں کی وصولی ایک سال کے لئے روک دی گئی۔

ریاست میں قلت کی صورت حال:

ریاستی حکومت کے ریلیف اقدامات اور اس سلسلے میں مرکزی امداد کے بارے میں مفصل رپورٹ جنوری ۱۹۸۱ء میں مرکزی حکومت کو پیش کی گئی اور صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ایک مرکزی ٹیم کو یہاں بھیجنے کی درخواست کی گئی، درخواست منظور کی گئی اور اس پر عمل کرتے ہوئے فروری ۱۹۸۱ء میں ایک مرکزی ٹیم نے ریاست میں قحط سے متاثرہ علاقو کا دورہ کیا۔ مرکزی ٹیم کی سفارشات بھی حکومت نے منظور کرلیں اور ریاستی حکومت کے لئے ۱۵ء۱۰ کروڑ روپیہ کی مالی امداد دینا منظور کیا۔

مارچ و اپریل ۱۹۸۱ء میں وزیر محصول نے حکومت کے ریلیف کاموں کی بابت عوام کی رائے جاننے کے لئے ضلع سطح پر عوامی نمائندوں سے ملاقات کا سلسلہ شروع کیا۔ ان ملاقاتوں میں جو سفارشات پیش کی گئی ہیں، وہ فی الحال زیر غور ہیں۔

صفحہ ۴۹ سے آگے

"ورکش متر"۔

یوم مہاراشٹر کے موقع پر وزیر اعلیٰ نے سانگلی ضلع کے شری ڈی ایم موہیتے اور ناسک ضلع کے شری اے کے تھپے کو شجر کاری اور قدرتی ماحول کی حفاظت میں ان کی نمایاں خدمات کے اعتراف میں 'ورکش متر' کے خطاب سے نوازا۔ ملک بھر میں مہاراشٹر ہی ایک ایسی ریاست ہے۔ جہاں جنگل بانی اور تحفظ سے متعلق خدمات کے لئے مستحق افراد کو خطاب دیا جاتا ہے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

٭ خواجہ عبد الغفور

مذہب کیا سکھاتا ہے اور کیا نہیں سکھاتا یہ تو ہر شخص بخوبی جانتا ہے اور اس پر عمل بھی کرنا ہے اس لئے کہ مذہب کے معنی ہی راہ، راستہ پنتھ یا طریقہ ہیں۔

دین، دھرم، ایمان، آئین، عقیدہ، ملت اور مت سب ہی کا مطلب ایک ہے، یعنی یہ سب ہی اس راستہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں، جو بندہ اور اس کے پیدا کرنے والے کے درمیان ہے۔ اب یہ راستہ ٹیڑھا میڑھا ہو سکتا ہے نہ کہ کسی اور کی راہ گذر کو بگاڑ کر آگے جا سکتا ہے۔ کسی نام کسی صفت اور کسی تعریف سے اس کو یاد رکھا جائے یہ بہر صورت ایک صاف ستھرا پاک اور پوتر رشتہ ہے جو بھگت اور بھگوان کے بیچ ہے۔ اگر سچائی نیک نیتی اور دل کی صفائی سے کوئی اپنے مذہب کا پیرو ہو تو اس کے کسی سے ٹکراؤ کا کیا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی یہ دعویٰ کرے کہ وہی سچا اور کھرا ہے اور دوسرے تمام جھوٹے اور فریبی ہیں۔

ہر مذہب کی تعلیم نیکی، بھلائی، اچھائی، بھائی چارہ اور ہمدردی کی ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو ہم کس طرح غلط اور گمراہ کہہ سکتے ہیں۔ جو آدمی اپنے آپ کو بڑا لائق، ودوان اور بدھی والا سمجھتا ہے اور دوسرے کی کسی بھی بھلائی کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتا وہ کسی طرح بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ تب تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ معمولی باتوں میں جب کوئی دوسرے کو غلط، جھوٹا یا چھوٹا سمجھنے کا حق نہیں رکھتا تو بھلا دھرم اور مت کے معاملے میں یہ بات کس طرح روا رکھی جا سکتی ہے۔ اور کوئی اپنے مذہب کے پیرو کے سوا دوسرے مذہب والوں کو کیسے سمجھ سکتا ہے کہ وہ صحیح راستہ پر نہیں اور ان سے کس طرح بیر رکھ سکتا ہے۔

ونوبا جی نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ دو دھرموں کا آپس میں کبھی جھگڑا نہیں ہوتا سب دھرموں کا ادھرم سے جھگڑا ہوتا ہے یہی بات آج کے ہمارے سیکیولر ہندوستان میں ہے اور انہا میں بھی۔

اسی طرح شیخ سعدیؒ نے کہا ہے کہ مذہب صرف لوگوں کی منہ میں ہے عبادت میں نہیں، اس سے ان کا مطلب صاف ہے کہ مذہب پر چلنا ہو تو اوروں کے ساتھ بھلائی کرو، یہ نہیں کہا کہ

اپنے مذہب والوں کے ساتھ بھلائی کرو یا اُن ہی کی خدمت کرو۔ لوگوں کی خدمت سے مُراد سب ہی لوگ ہیں، بلا لحاظ مذہب و ملت۔

ایسی صورت میں جو لوگ مذہب کی آڑ لے کر اپنے لوگوں کے سوا دوسروں سے جھگڑا مول لیتے ہیں وہ مذہب سے کیا سمبندھ رکھتے ہیں، ان کو دھرم کا کیا پاس ہے۔ وہ تو خود غرض ہیں ظالم ہیں اور شاید کیا یقیناً آگے چل کر وہ اپنے لوگوں سے اپنے مذہب والوں سے بھی اپنی خباثت، اپنی تنگ نظری کی وجہ سے ضرور جھگڑا کریں گے، ان سے ظالمانہ برتاؤ کریں گے، ان کو دُکھ درد پہنچائیں گے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مذہب نہیں بلکہ خود کی اپنی بدی ہے کہ جو دوسروں کے ساتھ برائی کرنے پر اکساتی ہے۔ اس سے بچنے کا یقیناً یہی ایک سیدھا راستہ ہے کہ ہم اپنے مذہب کو سمجھیں اور دوسروں کو برا نہ سمجھیں یہی ہر مذہب و ملت کا اولین سبق ہے۔

مُسلمانوں کو بھی اُن کی مذہبی کتاب قرآن مجید میں یہی سکھایا گیا ہے کہ تم اپنے طور طریق سے اپنے مذہب پر قائم رہو اس لئے کہ تمہارا دین تمہارے لئے ہے دوسروں کے لئے ان کا اپنا دین ہے، تو پھر کون کس کے آڑے آتا ہے۔ کسی کو کسی سے کیا شکایت ہو سکتی ہے؟ جب شکایت نہ ہو، کوئی بات بُری سمجھی جائے نہ بُری دکھائی دے تو پھر مذہب کیوں بدنام ہو، اس کے نام پر کیوں خون خرابے ہوں۔ علامہ اقبال اسی لئے کہتے ہیں ؎

ہر صبح اُٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے
سارے پجاریوں کو مئے پیت کی پلا دیں
شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

مُقدّس بھارت

★ احد پرکاش
رائسین (ایم۔ پی)

مرا مقدّس وطن ہے بھارت !
مرا معطّر چمن ہے بھارت !

ہوائیں گھنگھرو بجا رہی ہیں
صدائیں رہ رہ کے آ رہی ہیں
سبھی تو بنسی میں کھو گئے ہیں
یہ گوپیاں مسکرا رہی ہیں !
یہ سازِ ہستی محبتیں ہیں
یہ رازِ ہستی رفاقتیں ہیں
مرا مقدس وطن ہے بھارت !
مرا معطّر چمن ہے بھارت !

بہت سی قومیں بہت سے غنچے !
سبھی کے جلوے الگ الگ سے
جُدا جُدا خوشبوئیں و رنگت
ہیں کتنے پیارے سُبک سُبک سے
انیک رنگوں میں ایکتائیں
چمن چمن بلبلیں یہ گائیں
مرا مقدّس وطن ہے بھارت
مرا معطّر چمن ہے بھارت

وطن کو پیارا وطن بنائیں
مشقتوں سے اسے سجائیں
جہاں کو روشن کریں وطن سے
کہ ساری دنیا میں جگمگائیں
نہ کوئی چھوٹا بڑا یہاں ہے
سبھی کو گلشن عزیزِ جاں ہے
مرا مقدّس وطن ہے بھارت ! !
مرا معطّر چمن ہے بھارت !

• محمد عثمان خان عزنا پربھنوی
معرفت حاجی غلام یٰسین خاں، جمعدار
بھوئی گلی، پربھنی (مہاراشٹر)

پھر فصلِ بہار آئی، کھِل اُٹھا چمن سارا
مُرجھے ہوئے پھولوں کا پھر مہکا بدن سارا

پھولوں پہ نکھار آیا، کلیوں پہ شباب آیا
ہر اہلِ چمن کا پھر، خوش ہوگیا من سارا

دریا میں اُمنگ آئی، لہروں میں ترنگ آئی
بہنے لگا مستی میں، پھر گنگ و جمن سارا

چندا میں چمک آئی، تاروں میں دمک آئی
جھوم اُٹھی زمیں ساری، جھوم اُٹھا گگن سارا

تو جانِ گلستاں ہے، گُلشن کی نگہباں ہے
اے جانِ چمن تجھ سے آباد ہے چمن سارا

جل اُٹھے دیئے گھر گھر، لچھمی[1] کے پھر آنے سے
روشن ہوا پھر عرفاںؔ، یہ میرا وطن سارا

[1] شریمتی اندرا گاندھی

وزیر اعلیٰ اے۔آر۔انتولے کی خدمت میں

• محبوب راہی ایم۔اے
پوسٹ بارسی ٹاکلی
اکولہ ۴۴۴۴۰۱ (مہاراشٹر)

صوبۂ مہاراشٹر کے وزیر باتدبیر — اے کہ تو ہے سرتاپا جد و جہد کی تفسیر
نیک نام انتولے دن بدن ترے دم سے — بڑھ رہی ہے صوبے کی خوب عظمت و توقیر
سعی و جہد کے خوگر اے عمل کے پیغمبر — ہے عمل وہی تیرا جیسی ہے تری تقریر
دل پہ نقش کرتی ہے ذہن میں اُترتی ہے — دلنشیں صدا تیری، تیری بات میں تاثیر
مُفلسوں کے چارہ گر بیکسوں کے اے دلبر — اب سنورنے والی ہے تیرے دم سے ہر تقدیر
ہر طرف اُجالا ہے تیرے کارناموں کا — دُور دُور پھیلی ہے تیری فکر کی تنویر
لفظ لفظ ہے جس کا آگہی کا گہوارہ — ایسی اک کہانی اب کر رہا ہے تو تحریر
قصر اک سیاست کا ہے جو اندرا گاندھی — بالیقیں ہے تو اُس کا ایک آہنی شہتیر
اک تری ذہانت سے فہم اور فراست سے — اک نیا مہاراشٹر ہو رہا ہے اب تعمیر
حرکت و عمل کے جو رنگ بھر دیئے تو نے — ہو گئی حسیں تر کچھ اور وقت کی تصویر
اک حسین کل کے جو ہم نے خواب دیکھے تھے — پا گئے ترے ہاتھوں آج اُن کی ہم تعبیر
تیرے دور میں سب کو راحتیں عطا ہوں گی — عدل و منصفی میں اب ہو نہ پائیگی تاخیر
تا کہ اک دیئے سے ہوں سیکڑوں دیئے روشن — کر رہا ہے جو راہیؔ تیرے نام کی تشہیر

ایک دورِ خوشحالی آئے اس ریاست میں
تیری رہنمائی میں اور تری قیادت میں

مہاراشٹر کا نیا سورج

اے۔ آر۔ انتولے صاحب

* مرزا حفاظت بیگ ماہر بڑھانپوری۔
ونوبا بھاوے نگر، ۲۹ سی بلاک
پائپ روڈ، کرلا، بمبئی ۷۰

مورّخ خوش ہوا تاریخ کے ماتھے پہ بل آیا
نئی تابندگی لے کر نیا سورج نکل آیا!

نیا سورج نکل آیا نیا دورِ عمل آیا
نیا دورِ عمل آیا تو نقشہ ہی بدل آیا

ہمارے واسطے یہ انقلاب آنا ضروری تھا
چٹانیں پیس کر آیا روند کر دشت و جبل آیا

جنھیں دعویٰ تھا اپنے ملک کی قسمت بدلنے کا
وہ دن اُن کے مقدر میں نہ آج آیا نہ کل آیا

وہی سرکش جو کل تک سرکشی سے کام لیتا تھا
ہجومِ عام میں جس وقت آیا سر کے بل آیا

نظر دھوکا نہ کھائے یہ حقیقت ہی حقیقت ہو
شجرِ اُمید کا پھولا ہرا اِک ٹہنی پہ پھل آیا

رہا ہو کر بھی کل تک پاؤں میں زنجیر تھی اپنے
سکوں ہے نام جس کا وہ نہ ہم کو ایک پل آیا

یہ کیا کم ہے تنِ بے جاں میں تھوڑی جان تو آئی
ہماری زندگی کا ایک پہلو تو نکل آیا!

غزل کو نظم کہہ لو نظم کو ماہر غزل کہہ لو
غزل میں آج تک اپنی نہ اندازِ غزل آیا

۱۰ر جون ۱۹۸۱ء

★ بشیر نواز

پتھر کا میری سمت تو آنا ضرور تھا
میں ہی گناہگاروں میں اک بے قصور تھا

شبنم پہن کے نکلے تھے شعلوں کے قافلے
دیکھے تہہ لباس یہ کس کو شعور تھا

سچائی آگ ٹھہری تو لب سل کے رہ گئے
حق گوئی پر ہمیں بھی کبھی کیا غرور تھا

بیٹھا ہوا تھا کوئی سر راہ آرزو
اک عمر کی تھکن سے بدن چور چور تھا

ٹھہرا ہوا ہے ایک ہی منظر نگاہ میں
اک نیم وا دریچہ تھا سیلاب نور تھا

دیکھا قریب سے تو وہ موج سراب تھی
جس آبجو کا چرچا بشیر دور دور تھا

تزمی راج

● ریاض احمد ریاض مالیگانوی
۴۰۷، رسولپورہ، مالیگاؤں
ضلع ناشک (مہاراشٹر)

سلگتی دھوپ کی مانند جس کا بخت رہا
سلوک میں وہ گھنی چھاؤں کا درخت رہا

کرم نوازی احباب ہے بجا لیکن
مرا نصیب ہی پتھر کی طرح سخت رہا

مسرتوں کی تمنا کا انتقام نہ پوچھ
غموں کی دھوپ سے شاداب میرا بخت رہا

رہ خلوص میں گذری جو زندگی گذری
انانیت کا لئے کب میں تاج و تخت رہا

سلوک جس سے کیا اس نے سنگباری کی
مرا وجود بھی جیسے کوئی درخت رہا

تھی ساتھ ساتھ ترے غم کی روشنی ورنہ
جو امتحان ہوا سخت سے وہ سخت رہا

نہ راہ روک سکے ابر سنگ و خشت ریاض
قدم قدم پہ عزائم کا ساتھ رخت رہا

★ ڈاکٹر اختر نظمی
ایم۔ اے پی ایچ ڈی
محلہ خورجہ والان،
دولت گنج، گوالیار

کیا کہو گے جو اگر کل یہی قصہ ہوگا
آج تو لوگوں کو سمجھا دیا الٹا سیدھا

ایک ہی دن وہ پردیسی بھی یہ جان گیا
گاؤں کے سارے قبیلے ہیں جرائم پیشہ

اس نے اب ایک ہی گڑیا پہ قناعت کر لی
بس کو آواز لگاتا ہے کھلونے والا

یہ تو مشہور ہے آسیب زدہ ہے مدت سے
آج ویران حویلی میں اجالا کیسا

اپنے آنگن میں جھکی شاخ کے پھل توڑ سکے
اتنا حق بھی نہیں ہمسائے پہ ہمسائے کا

اک انگوٹھی کیلئے کتنے ہی سر پھوٹ گئے
آج ٹوٹی ہوئی دیوار کا ملبہ جو ہٹا

کیا ضروری ہے کہ ہر شخص کو پرکھا جائے
مجھ سے یہ بھول ہوئی اسکو پرکھنا چاہا

پہلے انساں کو بھی شہرت کی تمنا ہوگی
وہ کبھی اس ریت کے ٹیلے ہی پہ بیٹھا ہوگا

خود سے ملنے پہ بھی پابندی ہے نظمی صاحب
جس سے ملتے تھے اب اس شخص سے ملنا کیسا

۱۰ر جون ۸۱

• ڈاکٹر رشید صہبائی

سبھاش نگر۔

دھولے۔

دھو گیا مُنہ مرا اشکوں کا لہو دیکھ تو لو
دیکھنے والو محبت کا وضو دیکھ تو لو

اس کے خنجر کو لگا کس کا لہو دیکھ تو لو
آ رہی ہے میرے ارمانوں کی بُو دیکھ تو لو

خوش ہیں اندازِ تخاطب پہ عدُو دیکھ تو لو
کہہ رہے ہیں وہ مجھے آپ سے تو، دیکھ تو لو

توڑ کر دل مرا اندازِ پشیمانی میں
کرنے بیٹھے ہیں وہ شیشے کو رفو دیکھ تو لو

آئینہ جن کی تجلّی کی قسم کھاتا ہے
آج بیٹھے ہیں وہی آئینہ رُو دیکھ تو لو!

چولی دامن کے ہیں ساتھی مگر اب کیا کہیے
بچھڑے بچھڑے سے ہیں میخوار و سبُو دیکھ تو لو

ایک پھیلا ہوا دوزخ ہے وطن جلتا ہُوا
ایک سمٹی ہوئی جنّت لبِ جُو دیکھ تو لو

عمر بھر ہار گلے کا جنھیں سمجھے تھے رشید
بن گئے ہیں وہی زنجیرِ گلو دیکھ تو لو۔

✯ حبیب راحت حباب

۱۱۔ اِملی پورہ اسٹریٹ نمبر۱

کھنڈوہ (ایم.پی)

اِک دن حصارِ ذات سے باہر بھی آئیگا
وہ راستہ بدل کے میرے گھر بھی آئے گا

تائیدِ حق جو کی ہے تو پھر کیسی شش و پنج
سینہ سپر ہوئے ہو تو خنجر بھی آئے گا

خود کو سمیٹ لو کہ بگولے خموش ہیں
پھر ٹوٹنے بکھرنے کا نمبر بھی آئے گا

دل میں سمیٹ کر وہ سمندر کی وسعتیں
غصہ اُتر گیا تو میرے گھر بھی آئے گا

ٹیلوں پہ چڑھ کے دُھوپ انگوٹھا دکھا گئی
سایہ تھکا تو جسم کے اندر بھی آئے گا

جل جل کے راکھ ہونا ہے اپنے نئیں حباب
سب سوچنا غلط کہ سمندر بھی آئے گا

★ اُمید ادیبی

جنّت نگر۔ ساگر

ضلع شیموگہ

(کرناٹک)

کبھی قہر و عذاب ہیں آنکھیں
کبھی وجہِ ثواب ہیں آنکھیں
ذکر آتے ہی پیار و اُلفت کا
کرتی ظاہر عتاب ہیں آنکھیں
جس طرح کا بھی ہم سوال کریں
دیتی اس کا جواب ہیں آنکھیں
دل کی دُنیا بدل گئی پل میں !!!
وجہِ انقلاب ہیں آنکھیں!
دل کا خانہ خراب کر کے گئیں
کتنی خانہ خراب ہیں آنکھیں
آنکھ ملتے ہی ہو گئے مدہوش
کیا پلاتی شراب ہیں آنکھیں
مُسکرا کر وہ فرش تکتے ہیں!
کیا حیا کا نقاب ہیں آنکھیں
دل کو مستانہ کر ہی دیتی ہیں
یعنی جامِ شراب ہیں آنکھیں
کتنی دلکش ہیں دلرُبا تیری
بالیقیں لاجواب ہیں آنکھیں
عشق کی ابتدا ہے اِن سے ہی
دارِ اُلفت کا باب ہیں آنکھیں
بات کیا ہے کہ اُن کے آتے ہی
ہو گئی بے حجاب ہیں آنکھیں
ہیں یہ اخلاص و پیار سے عاری
کیا کریں، بے حساب ہیں آنکھیں
کون اندازہ کر سکے اِن کا
درحقیقت سراب ہیں آنکھیں
اُن کے نقشِ قدم کی اے اُمید
چوم لیتی تراب ہیں آنکھیں

خلافت ہاؤس کی نئی عمارت کا افتتاح وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے دستِ مبارک سے ۱۹ اپریل ۱۹۸۱ء کو ہوا۔ از سر نو تعمیر کردہ خلافت ہاؤس کا ہال 'علی برادران' کے نام سے منسوب کیا گیا ہے اور پہلے منزلہ پر ایک لائبریری 'بی اماں' کے نام سے قائم کی گئی ہے۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔ آر۔ انتولے، گورنر مہاراشٹر، شری او۔ پی۔ مہرا، اور خلافت ٹرسٹ کے چیرمین ڈاکٹر رفیق زکریا، اے۔ پی اور شری اکبر پیرم جی پینجنگ کمیٹی خلافت ٹرسٹ دیکھے جا سکتے

ریاستی خبریں

سیکولرزم کے جذبہ کو فروغ دیا جائے
——— وزیر اعظم

مرکزی بمبئی میں ۱۹ اپریل کو 'خلافت ہاؤس' کی نئی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے تحریکِ آزادی ہند کے واقعات دُہراتے ہوئے اس جذبہ کے فروغ کی ضرورت پر زور دیا جس جذبے کے تحت اتحاد اور سیکولرزم کے اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے تحریکِ خلافت' انگریز حکومت کے خلاف چلائی گئی تھی۔

شریمتی گاندھی نے اپنے بچپن کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ آپ علی برادران، ڈاکٹر انصاری اور دیگر کئی ممتاز ہستیوں کو قریب سے دیکھ چکی ہیں۔ انھیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ ان تمام قابل ہستیوں نے جدوجہدِ آزادی کی تاریخ میں اَنمٹ نشان چھوڑے ہیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تحریکِ خلافت میں صرف مسلمانوں ہی نے نہیں بلکہ سب نے حصہ لیا تھا اور اس طرح اسے قومی ایکتا اور سیکولرزم کا نمونہ بنا دیا تھا۔ بدقسمتی سے ایک دھارا الگ چلا گیا لیکن سیکولرزم کا مرکزی دھارا ویسے ہی مضبوط اور قائم ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ ہمارا ملک بھارت بغیر سیکولرزم اور اتحاد کے، یک جہتی اور آزادی سے ہمکنار نہ ہوتا۔

آپ نے کہا کہ عوام کی حمایت کے بغیر ایک رہنما بے یار و مددگار ہو جاتا ہے اور جب تک ہم ایک دوسرے کی مدد کرنا اور دوسرے فرقوں کی حفاظت و احترام کرنا نہ سیکھیں، ترقی ناممکن ہے۔

اپنی تقریر کے اختتام پر آپ نے وزیر اعلیٰ اے۔ آر۔ انتولے کے ایک اندازے کی تصحیح کرتے ہوئے بتایا کہ ہندوستان کی آبادی ۸۰ کروڑ نہیں بلکہ مردم شماری کے مطابق ۶۸ کروڑ ہے اور اگر آبادی پر قابو نہیں پایا گیا تو روزگار اور رہائش کا مسئلہ سنگین ہو جائے گا۔

آل انڈیا خلافت کمیٹی کے چیرمین، ڈاکٹر رفیق زکریا نے وزیر اعظم کا استقبال کیا۔

وزیر اعلیٰ شری انتولے نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہندوستان کی آ

وسالمیت سیکولر جمہوریت کی وجہ سے برقرار ہے۔ مذہب کے معاملے میں کوئی دباؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ نے کہا کہ یہاں مختلف مذاہب اور زبانیں ہونے کے باوجود، ہندوستان کی آزادی وسالمیت صرف اسی لئے قائم ہے کہ یہاں عوام متحد ہیں۔

آپ نے پاکستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہا کہ صرف ایک مذہب اور ایک زبان سے ملک میں جمہوریت قائم نہیں کی جا سکتی۔ آپ نے مزید کہا کہ مہاتما گاندھی، پنڈت جواہرلال نہرو اور شریمتی اندرا گاندھی کے پیش کردہ سیکولر تصور نے بھارت میں سیکولر جمہوریت کو بے داغ رکھا ہے۔

اس تقریب میں گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرا، مرکزی وزیر اطلاعات شری وسنت ساٹھے، مہاراشٹر کے وزراء، قونصل خانہ کے عہدیداران اور دیگر ممتاز افراد شریک تھے۔ خلافت ہاؤس جانے والی تمام سڑکیں لوگوں کے ہجوم سے پُر تھیں اور ہر جگہ "اندرا گاندھی زندہ باد" کے نعرے گونج رہے تھے۔

انجمنِ اسلام، قابلِ فخر ادارہ

گورنر کی جانب سے دو ہزار کا عطیہ

گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرا نے ۳۰ مئی کو انجمن اسلام ہائی اسکول کے احاطہ میں ادارے کی تعلیمی سرگرمیوں میں تیزی لانے کی خاطر فنڈ جمع کرنے کے لئے منعقدہ دعوت میں بحیثیت مہمان خصوصی ادارۂ مذکورہ کی تعلیمی خدمات کی ستائش کرتے ہوئے اس کے سیکولر نظریات کا خصوصیت سے ذکر کیا اور اُمید ظاہر کی کہ یہ ادارہ اسی طرح تعلیم اور سیکولر نظریات کے فروغ میں مصروف رہے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ریاست کو اس ادارے پر فخر ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ یہ "انجمن اسلام" ہی ہے جس نے ملک کو شری اے۔ آر۔ انتولے جیسا قوم کا پرستار، محب وطن اور ذہین لیڈر دیا ہے۔

آپ نے ادارے کو دو ہزار روپے کا عطیہ دیا۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا کہ حصول آزادی کے فوائد سے عام آدمی کو مستفید کرنے کے لئے 'سرو دھرم سمبھاؤ' نظریہ کا پرچار اشد ضروری ہے۔ آپ نے ادارہ کے لئے ۹۹۹,۱ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا۔

قومی راج

زیرِ نظر تصویر میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی شری اشوک گھوڑے کی کتاب 'کھیت کرانتی' کا اجراء کرتے ہوئے۔

شری معین الدین حارث، چیرمین انجمن اسلام نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور انجمن اسلام کی سَوسالہ خدمات کا جائزہ پیش کیا۔

شری اے۔ ایم۔ پاٹکا نے شکریہ ادا کیا۔

"اندرا وِچار" کا اجراء

جالنہ کے معروف صحافی شری اسماعیل ہمدردے کی زیر ادارت "اندرا وِچار" کی رسم اجراء مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے مبارک ہاتھوں سے یوم مہاراشٹر کے موقع پر ہوئی۔

'اندرا وِچار' ایک سماجی، سیاسی اور علمی اخبار ہے، جو اپنے علاقے کے علاوہ پورے مہاراشٹر میں مقبولیت کی منزلیں طے کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ اُردو کے علاوہ اس کا مراٹھی ایڈیشن بھی مقبول ہو رہا ہے۔

ایک مثالی ادارہ

اکبر پیر بھائی گرلز پالی ٹیکنک

انجمن اسلام گذشتہ ایک صدی سے تعلیمی میدان میں ترقی کی جانب گامزن ہے۔ وہ خدمات جو انجمن اسلام نے مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت اور اردو زبان کو فروغ دینے کے لئے انجام دی ہیں کسی طرح فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ یہاں سے طلبہ اپنی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد آج دنیا کے کونے کونے میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں یا اپنی ذاتی تجارت میں مصروف ہیں اور انجمن کا نام روشن کئے ہوئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، نئی عمارت کا افتتاح کرتے

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اکبر پیر بھائی گرلز پالی ٹیکنک کی نئی عمارت کے افتتاح پر منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے (اسٹیج پر دائیں سے) شری مصطفیٰ فقیہہ، نائب صدر انجمن اسلام، شریمتی نرگس انتولے، شری معین الدین حارث، صدر انجمن اسلام، وزیر اعلیٰ۔ شریمتی ہوما بائی پیر بھائی نائب صدر و چیرمین، پالی ٹیکنک، شری عزیز احمد بھائی نائب صدر، شری عبد المجید پاٹکا، آنریری سیکریٹری اور شری داؤ مراد، جائنٹ سکریٹری۔

شریمتی نرگس انتولے، نمائش کا افتتاح کر رہی

اس تعلیمی ترقی کے سلسلہ میں ایک کڑی "اکبر پیر بھائی گرلز پالی ٹیکنک" ہے، جو کہ جون ۱۹۸۰ء سے جاری ہے۔ یہاں لڑکیوں کو مختلف ہنر اور پیشوں مثلاً کوکنگ، ڈریس میکنگ، امبرائڈری بیوٹی کلچر، ہیئر اسٹائیلنگ، چھپائی، کھلونے بنانا وغیرہ اور ٹائپنگ و شارٹ ہینڈ کی تعلیم و تربیت بھی دی جاتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ خواتین گھر گرہستی چلانے میں ماہر ہوں اور ان کاموں کے ذریعہ خود اپنی روزی کمانے کے قابل ہو جائیں۔

مرحوم اکبر پیر بھائی کے گرانقدر عطیہ (۱۴ لاکھ روپے) سے یہ پالی ٹیکنک قائم کیا گیا ہے۔ انجمن اسلام ہائی اسکول بمبئی ۴۰۰۰۰۱ کے احاطے میں نئی تعمیر شدہ سہ منزلہ عمارت کا افتتاح حال ہی میں ۲۴ اپریل ۱۹۸۱ء مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے کیا۔ افتتاح کے اس موقع پر اس ادارے کی طالبات کی تیار کردہ اشیاء کی ایک نمائش بھی آراستہ کی گئی تھی جس کا افتتاح شریمتی نرگس انتولے نے کیا۔

پربھنی میں سہ لسانی کل ہند مشاعرہ
قومی، تہذیبی اور لسانی یکجہتی کا پیغام

سہ لسانی مشاعرہ سمیتی پربھنی کے زیر اہتمام حضرت سید شاہ تراب الحق نگر پربھنی میں مراٹھی، ہندی اور اردو مشاعرہ جو گذشتہ دنوں منعقد ہوا تھا، بھائی چارگی اور ہندو مسلم اتحاد کا پیغام بھی تھا اور حقیقت میں اس سہ لسانی مشاعرہ کی خصوصیت بھی

جس میں ملک کے نامور کوی اور شاعر حضرات کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں بلا لحاظ مذہب و ملت دلدادگان شاعری نے شرکت کی۔ ان مشاعروں کے روح رواں کلکٹر پربھنی، شری سنتیش ترپاٹھی جی تھے۔

اردو مشاعرہ میں ملک کے مایہ ناز شعراء نے اپنا کلام پیش کیا جن میں قمر اقبال، انور مرزاپوری، والی آسی لکھنوی، افتخار امام صدیقی، مینا قاضی، یوگس حیدرآبادی، کرشن بہاری نور، بیم بریلوی اور جناب شمسی مینائی کے نام قابل ذکر ہیں۔

اناؤنسنگ کے فرائض ممتاز شاعر اور کمپیئر ڈاکٹر بشیر بدر نے انجام دیئے۔

مشاعرہ کی صدارت کلکٹر پربھنی شری سنتیش ترپاٹھی نے فرمائی اور یہ کامیاب محفل سخن پروفیسر ضیاء الدین بیابانی کے رسم شکریہ پر ختم ہوئی۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے ڈپٹی سکریٹری شری ایم۔ آر۔ پاٹل آئی اے ایس، کو سولاپور کے کلکٹر منتخب ہونے پر منترالیہ کے کمیٹی روم میں ایک الوداعی پارٹی دی گئی جس میں وزیر اعلیٰ سکریٹریٹ کے تمام عہدیداروں نے شرکت کی۔ زیر نظر تصویر میں شری ریاض احمد خاں، وزیر اعلیٰ کے پبلک ریلیشنز آفیسر اور مدیر "قومی راج" پاٹل صاحب کے بارے میں اپنے تاثرات پیش کر رہے ہیں۔

خبریں - تصویروں میں

گورنر مہاراشٹر، شری او. پی. مہرا، ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر برائے صحت عامہ کے ہمراہ پریل، بمبئی میں واقع ہافکین انسٹی ٹیوٹ تشریف لیگئے زیر نظر تصویر میں آپ وہاں سانپ کا زہر نکالنے کے طریقہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔
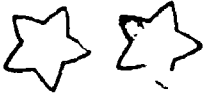
وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، ۲۷؍ کو منترالیہ میں شری ایم. کیو. دلوی، اسپیشل سکر محکمۂ مالیات سے ذرائع آمدنی سے متعلق رپورٹ (حصہ اوّل اور حصہ دوم) وصول کرتے ہوئے

زیر نظر تصویر میں شری آر. ایل. پردیپ، سیکریٹری محکمۂ محصولات و جنگلات، ۲۵؍ مئی کو منترالیہ میں منعقدہ "سائیکلون وارننگ سسٹم" اور سینٹیشن کیمپ سے خطاب کر رہے ہیں۔
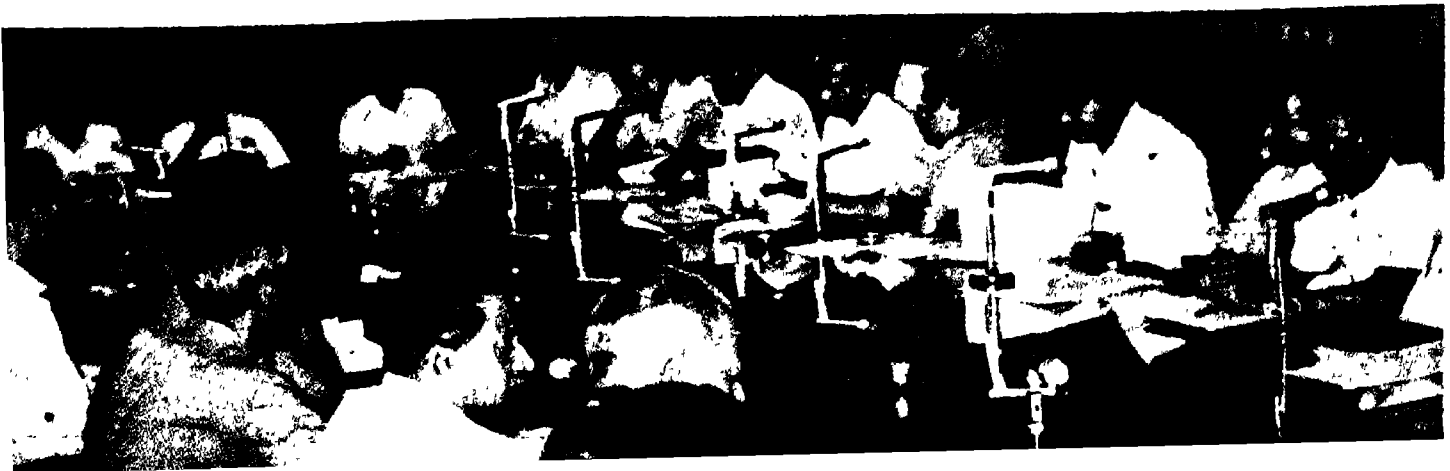
رومانیہ کے پارلیمنٹری وفد نے شری ایوسف سازاز، وائس پریسڈنٹ آف گرانڈ نیشنل اسمبلی، رومانیہ کی سربراہی میں ۱۴ مئی کو ریاستی قانون ساز کونسل کے چیرمین شری آر. ایس. گوائی اور اسپیکر شری شرد دیگھے سے ملاقات کی۔

رومانیہ کے پارلیمنٹری وفد نے شری ایوسف سازاز (بائیں سرے پر) وائس پریسیڈنٹ آف گرانڈ نیشنل اسمبلی، رومانیہ کی سربراہی میں ۱۴ مئی کو گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا سے راج بھون میں ملاقات کی۔
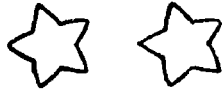
شری ایم. آر. پاٹل، ڈپٹی سکریٹری، چیف منسٹرس سکریٹریٹ اور سابق چیف ڈائرکٹر، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کو سولاپور کے کلکٹر کا عہدہ ملنے پر انھیں منترالیہ اور لیجسلیچر رپورٹرس ایسوسی ایشن کی جانب سے ۲۲ مئی کو گرمجوشی کے ساتھ الوداع کیا گیا۔ تصویر میں شری پاٹل، شری جادھو شیٹے، ایسوسی ایشن کے چیرمین کے ہاتھوں گلدستہ قبول فرما رہے ہیں۔

مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، گجرات، گوا، دمن اور دیو میں صحت اور خاندانی بہبود پروگرام کا جائزہ لینے کے لئے ۲۸ مئی کو منترالیہ میں ایک علاقائی بیٹھک منعقد ہوئی۔ شری بی. شنکرانند، مرکزی وزیر برائے صحت و خاندانی بہبود (بائیں سے تیسرے) نے میٹنگ کا افتتاح کیا۔ شری شنکرانند کے دائیں جانب ڈاکٹر بلی رام ہیرے، ریاستی وزیر برائے صحت عامہ تشریف فرما ہیں۔
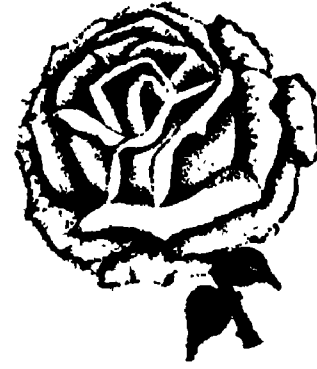
وزیراعلیٰ مہاراشٹر، شری اے. آر. انتولے،
آزاد ہند کے پہلے وزیراعظم پنڈت جواہرلال نہرو کی
۱۷ویں برسی کے موقع پر ۲۷ مئی کو منترالیہ میں منعقدہ
ایک سادہ سی تقریب میں اُن کی تصویر کی گلپوشی
فرمارہے ہیں.

وزیرانرجی شری جینت راؤ ٹلک نے حال
میں جُنیر کے نہرو بازار میں نصب ڈاکٹر با
امبیڈکر کے مجسمہ کی نقاب کُشائی کی. زیر
تصویر میں وزیرموصوف بسم نقاب کشا
کے بعد مجسمہ کی گلپوشی کررہے ہیں.

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے ۲۵ لاکھ روپے کا چیک، شری بی۔ ایم۔ کانیاوار، وزیر برائے زراعت کے ہاتھوں قبول فرما رہے ہیں۔ یہ رقم مہاراشٹر ایگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن (MAIDC) کی جانب سے پوری مہاراشٹر کی دیہی آب رسانی اسکیم کے لئے عطیہ کے طور پر دی گئی ہے۔ تصویر میں شری ایس۔ پی۔ موہتے، سیکریٹری برائے وزیر اعلیٰ بھی نظر آرہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کو ۸۵ء۴ لاکھ روپے کا چیک، شری بھاؤ صاحب ورتک، چیرمین آف سکوم (SICOM) نے ۲۴ مئی کو پیش کیا۔ یہ رقم سکوم کی جانب سے دیہی پانی سپلائی اسکیم کے لئے عطیہ کے طور پر دی گئی ہے۔
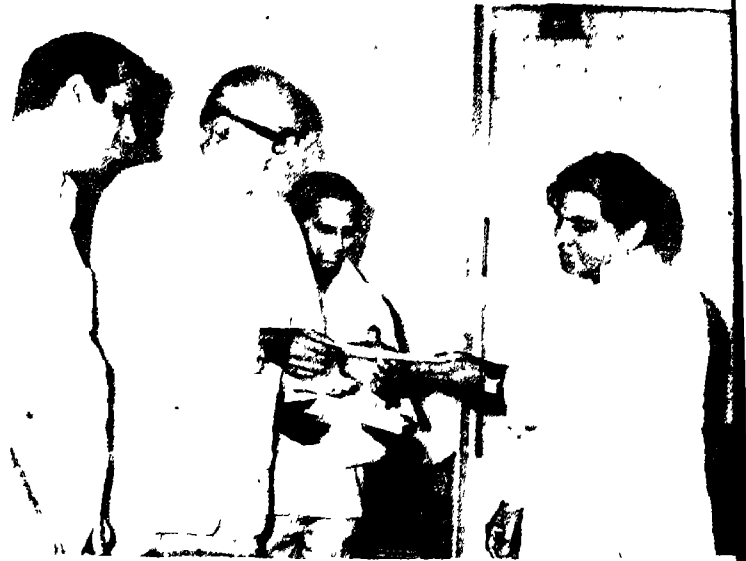
شری میتی پرمیلا بین یاگنک، وزیر برائے ہاؤسنگ نے انڈین کلچرل سوسائٹی کی جانب سے بھاؤ ناہر پنتاک، واتی نیسی روڈ، بمبئی میں خون کے عطیہ کی مہم کا افتتاح کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، ۲۷ مئی کو سنت میناتائی سماج کے اسٹوڈنٹس ہوسٹل، اور آڈیٹوریم، باندرہ، بمبئی کا افتتاح کرتے ہوئے. زیر نظر تصویر میں شری شنکر راؤ جگتاپ، ڈپٹی اسپیکر ریاستی اسمبلی بھی نظر آرہے ہیں۔

حال ہی میں شری نرسمہاراؤ، مرکزی وزیر برائے اُمور خارجہ نے مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر، نئی دہلی کے زیر اہتمام پینٹنگ کی نمائش کا افتتاح فرمایا.

شری بلونت راؤ تلک، وزیر برائے انرجی شری مسفالیہ ودیالیہ، واوالے، واڑی نزد منڈالے، شری ویردس تعلقہ، ضلع رائے گڈھ افتتاح فرمارہے ہیں. تصویر میں شری [illegible] ایم.ایل.اے اور لوکھنڈ کانگریس آئی لیڈر شری ڈی. این. چوگلے بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

پبلک ٹیپ واٹر اسکیم، کا دینگرلا میں حال ہی میں شری ایس. این. دلیسائی، وزیر مملکت برائے صنعت، امدادِ باہمی اور اطلاعات و رابطۂ عامہ نے افتتاح فرمایا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

زیر نظر تصویر میں شری جینت راؤ ٹلک، وزیر برائے انرجی، پناڈے بارامتی تعلقہ میں نل پانی سپلائی اسکیم کا افتتاح کرتے ہوئے۔

شری بابا صاحب بھوسلے، وزیر قانون و عدلیہ اور ٹرانسپورٹ، کرنڈ وڈ، ضلع کولہاپور میں مہاراشٹرا اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے نئے ڈپو کا افتتاح فرما رہے ہیں۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔
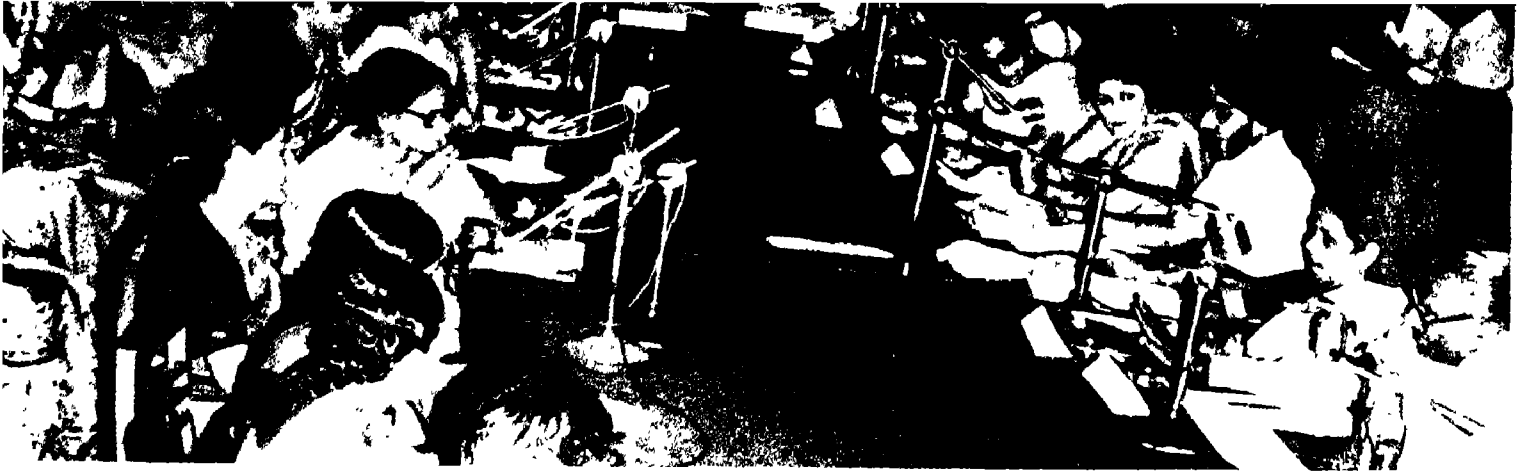
جہیز مخالف قانون برائے سبھا اور راجیہ سبھا کی مشترکہ کمیٹی نے خواتین کی رضاکارانہ انجمنوں کی نمائندہ خواتین سے ممبئی میں ۲۲ مئی کو ملاقات کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں مرکزی وزیر قانون شری شیو شنکر اور شریمتی ساسنی، کمیٹی کی چیرمین (دائیں طرف سے پہلے اور دوسرے) گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری سہراب مودی، ہندی فلموں کے ممتاز پروڈیوسر ڈائرکٹر اور ایکٹر حال ہی میں مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے زیر اہتمام مشہور و معروف ڈرامہ نگار، آغا حشر کاشمیری پر منعقدہ سیمینار کا افتتاح فرما رہے ہیں۔

✻✻✻✻✻✻✻✻

اس سیمینار میں
شری خواجہ عبدالغفور خطاب
کرتے ہوئے۔ آپ کے دائیں طرف ڈاکٹر
اے۔ اے۔ منشی چیرمین اردو اکادمی
سرے پر شری علی سردار جعفری تشریف فرما

زیرِ نظر تصویر میں شری ششی کانت دیشمکھ، ڈائرکٹر جنرل، اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حال ہی میں باباصاحب امبیڈکر کی ۹۰ ویں جینتی کے موقع پر پیوپلز ایجوکیشن سوسائٹی، کالج، بمبئی میں منعقدہ تقریب میں باباصاحب امبیڈکر کی تصویر پر گلہائے عقیدت پیش کرتے ہوئے۔

شری پریمانند آوالے، وزیرِ مملکت برائے ہاؤسنگ، ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر کی ۹۰ ویں جینتی پر سینٹرل بینک آف انڈیا کی فورٹ برانچ (بمبئی) کے زیرِ اہتمام منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔

آل انڈیا کبڈی ٹورنامنٹ، حال ہی میں کُرلا ہائی اسکول کے میدان میں بینک فنس واڑی کریڑا منڈل اور گنیش مترا منڈل، کُرلا کی طرف سے منعقد ہوئے۔ اس میں ۳۵۰ کھلاڑیوں نے حصہ لیا، جو ۲۲ مرد اور ۸ خواتین ٹیموں پر مشتمل تھے۔ زیرِ نظر تصویر میں دائیں طرف شری ایس۔ این۔ دیسائی، وزیرِ مملکت برائے امدادِ باہمی، اطلاعات و رابطۂ عامہ کھلاڑیوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے (بائیں طرف) ٹورنامنٹ کے میچ کا ایک دلچسپ منظر۔

شری مصطفٰے فقیہہ، چیرمین، مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپ منٹ کارپوریشن اور کارپوریشن کے وائس چیرمین شری وینیش دیسائی کے اعزاز میں گوا کے مانڈوی ہوٹل میں مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر کی جانب سے استقبالیہ ترتیب دیا گیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

صحافیوں کا ایک وفد، ضلع ایوت محل میں موسم گرما کی مونگ پھلی کاشت کا معائنہ کر رہا ہے۔ اس دورے کا اہتمام محکمۂ زراعت کی جانب سے کیا گیا تھا۔
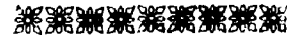
وزیر مالیات شری رام راؤ آدک نے ناشک ضلع میں ۹ لاکھ روپے کی لاگت سے ایولہ میونسپل کونسل کی تعمیر کردہ عمارت "آنجہانی کیشو راؤ پٹیل مارکیٹ اور ٹاؤن ہال" کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوف کے ساتھ ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر تعلیم و صحت عامہ، میونسپل کونسل کے صدر شری کاسر، کارپوریٹر حضرات، شری شرد ٹیٹنی اور شری سُدم مالوے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ دائیں جانب کی تصویر میں مارکیٹ اور ٹاؤن ہال کی عمارت دیکھی جا سکتی ہے۔
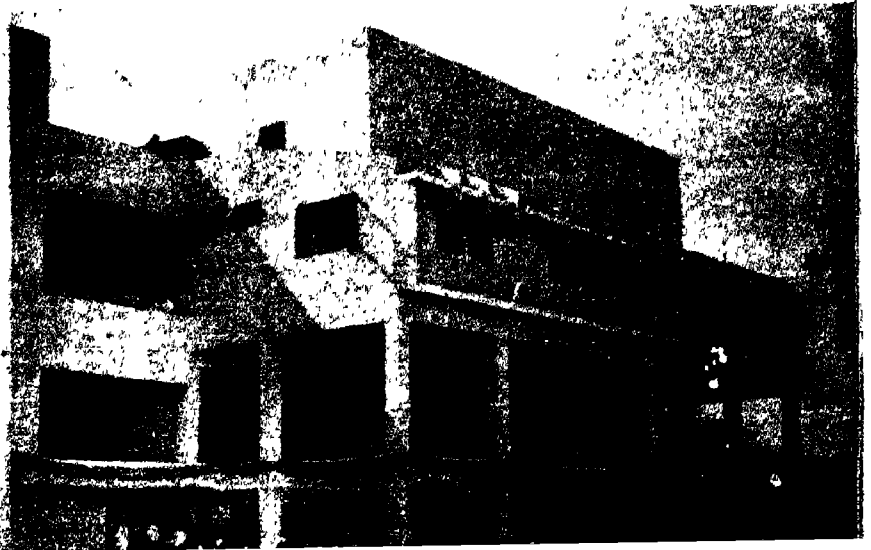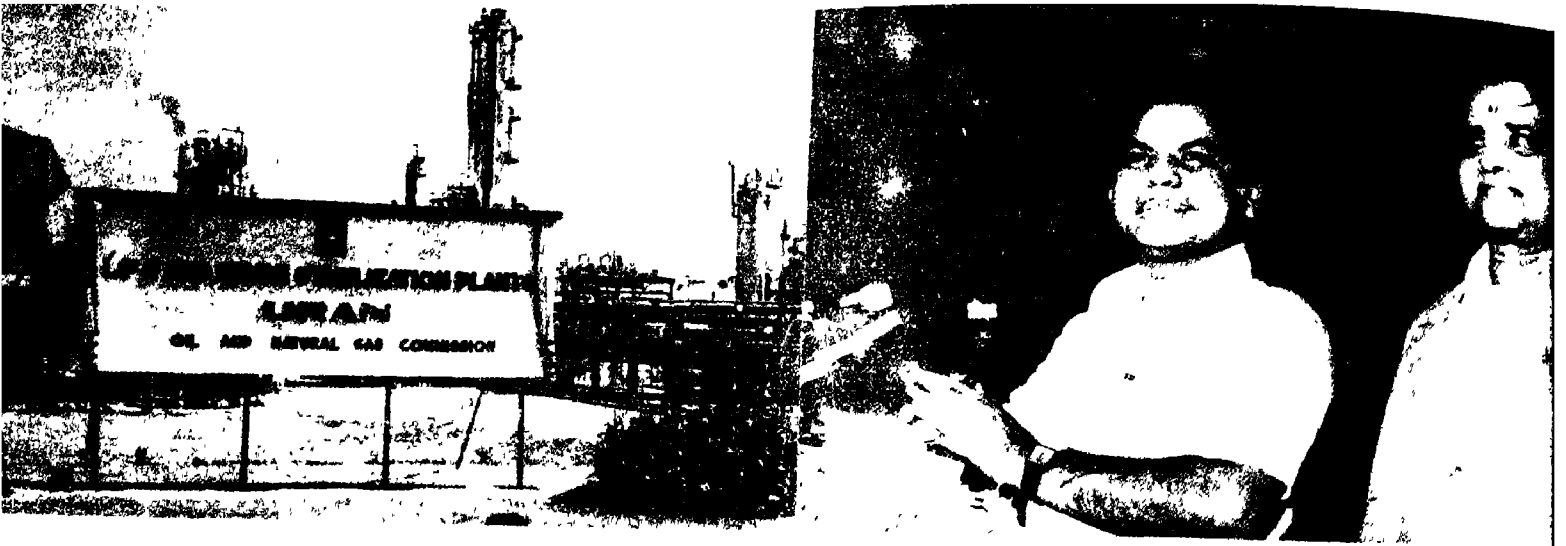
وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کے دستِ مبارک سے ۲۸ مئی کو اُرن، ضلع رائے گڈھ میں آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن کے اُیل پی جی، اور کروڈ اسٹیبیلائیزیشن پلانٹ کا افتتاح عمل میں آیا. مرکزی وزیر برائے پیٹرولیم شری پی سی. سیٹھی، آپ کے بائیں جانب کھڑے ہیں. بائیں جانب کی تصویر میں پروجیکٹ کو دیکھا جا سکتا ہے.

[illegible] نمائندگی اعلیٰ اختیاری وفد وزیر مالیات شری رام راؤ آدک کی زیرِ قیادت ۲۵ مئی کو عرب ممالک کے دورہ پر روانہ ہوا. اس دورہ کا مقصد مہاراشٹر میں باہمی فوائد کے پروجیکٹوں کے قیام کے لئے غیر ملکی سرمایہ کاری کے امکانات کا پتہ چلانا تھا. زیرِ نظر تصویر میں بائیں سے دائیں: شری بی. این. بھگوت، ایم. ڈی. سیکوم (SICOM)، شری ایم. ایس. پانیٹکر، اسپیشل سیکریٹری، ممبئی، وزیر مالیات، [illegible] ایم. ایل. اے. اور چیرمین ایم. ایس. آر. ٹی. سی، شری پانا پانچے شری ایس. راجگوپال، انڈسٹریز سکریٹری اور شری وجے کمار، ٹیکنیکل ڈائرکٹر سیکوم، دیکھے جا سکتے ہیں.
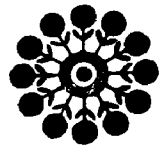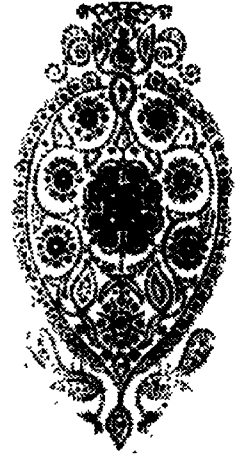
وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، اپنے غیر ملکی دورے سے ۲۵ مئی کو واپس تشریف لائے سہارا ایرپورٹ، بمبئی پر لوگوں کی کثیر تعداد نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

شری این. آر. لسکر، مرکزی وزیر مملکت برائے حت نے حال ہی میں گرہ بہار رمان بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں شری سی. سانے، مہاراشٹر فوڈ اینڈ ڈرگ کمشنر کی تصنیف کردہ کتاب "انا بھسل آئی" کا اجرا کیا۔ تصویر میں بائیں سے دائیں، راجگوشی، وائس چانسلر بمبئی یونیورسٹی، ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر صحت عامہ اور مصنف شری وی. سی. سانے، نظر آرہے ہیں۔

اسرارالدین کمبل ایجوکیشن سوسائٹی کی جانب سے ایک امدادی پروگرام ۶ر جون ۸۱ء کو شان مکھانند ہال میں منعقد ہوا۔

مائیک پر شری عبدالمجید دھولیوری، سکریٹری بی. آر. سی. سی (آئی)، دائیں سے بائیں شریمتی پرمیلا بین باگنگ، وزیر برائے ہاؤسنگ، شری راجہ رام بھوسلے، ممبر پارلیمنٹ، شری فیض، اسٹوری رائٹر اور شری جی. محمد، صدر اسرارالدین کمبل ایجوکیشن سوسائٹی دیکھے جا سکتے ہیں۔

← زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے
یوچلی ضلع ایوت محل میں سابق وزیر اعلیٰ آنجہانی شری
وی. پی نائک کے قد آور مجسمہ کی نقاب کشائی کرتے
ہوئے۔ آپ کے ساتھ شری مدھوکر نائک شری وی
پی. نائک کے بھتیجے اور ریاستی کابینہ میں سابق
وزیر زراعت، شریمتی شالینی تائی پاٹل وزیر محصول
شری این. ایم. تڑکے وزیر برائے محنت، امداد باہمی
اور امورِ قانون سازی اور شری آر. ایس. گوائی،
چیرمین اسٹیٹ لیجلیٹو کونسل بھی دیکھے جا سکتے ہیں

Regd. No. MH-BY South-544 Licence No. 89 for ' without prepayment of postage
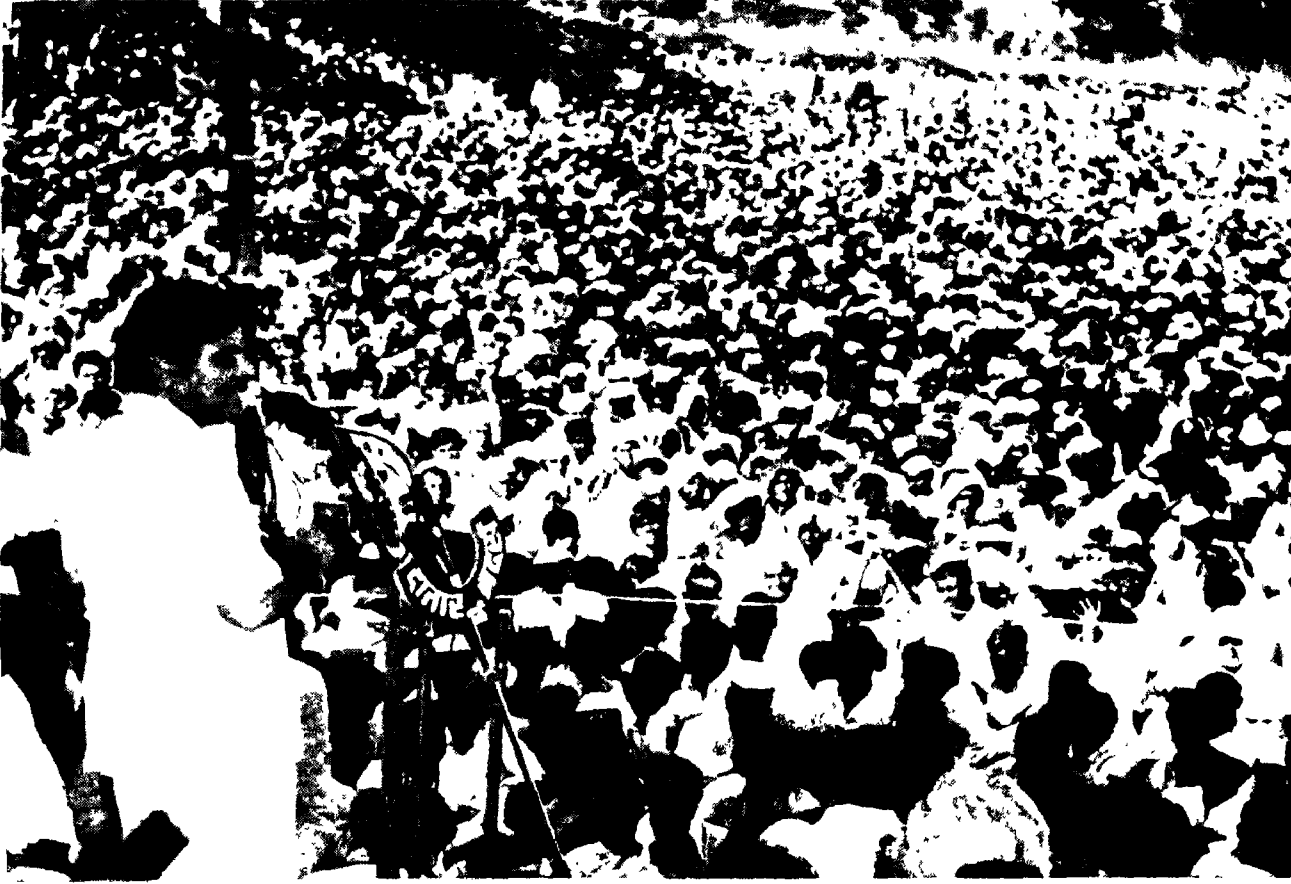
اضلاع کے دورے کے وقت وزیراعلیٰ، وہاں عام لوگوں سے مل کر اُن کے مسائل، خصوصاً اُس خطّہ کی پسماندگی کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرتے ہیں، تاکہ حکومت کے ذریعہ متعلقہ خطّہ جات میں ترقیاتی پروگرام روبہ عمل لائے جائیں اور مقررہ مدت کے اندر ان کی تکمیل کی جائے۔ زیرِ نظر تصویر میں وزیراعلیٰ ایک دورے کے موقع پر زبردست جلسۂ عام سے خطاب فرما رہے ہیں۔

شائع کردہ: شری ششی کانت دتجنکر، ڈائرکٹر جنرل، ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ ممبئی ۳۲۔
مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، ممبئی ۔ ۴۰۰۰۰۴

قومی راج

10-7-81

۱۰ر جولائی ۱۹۸۱ء

قیمت: ۵۰ پیسے
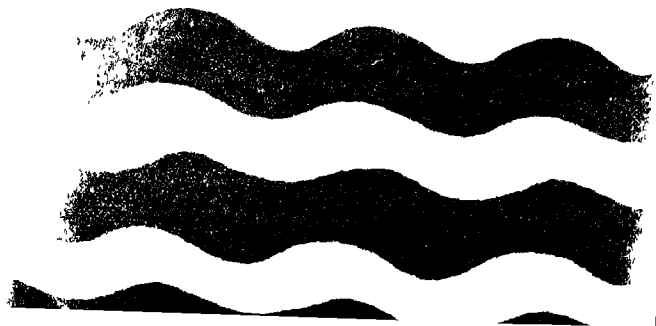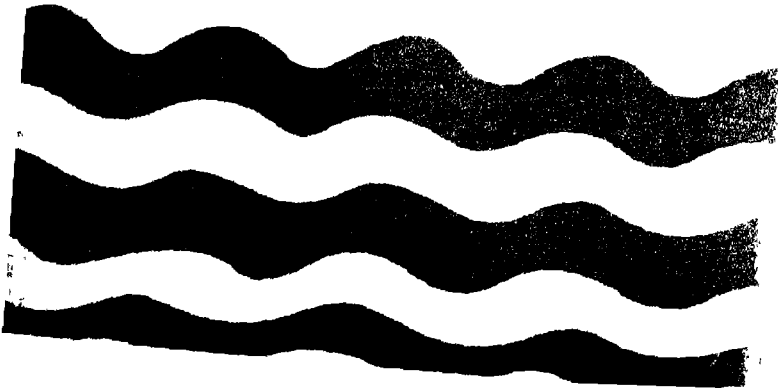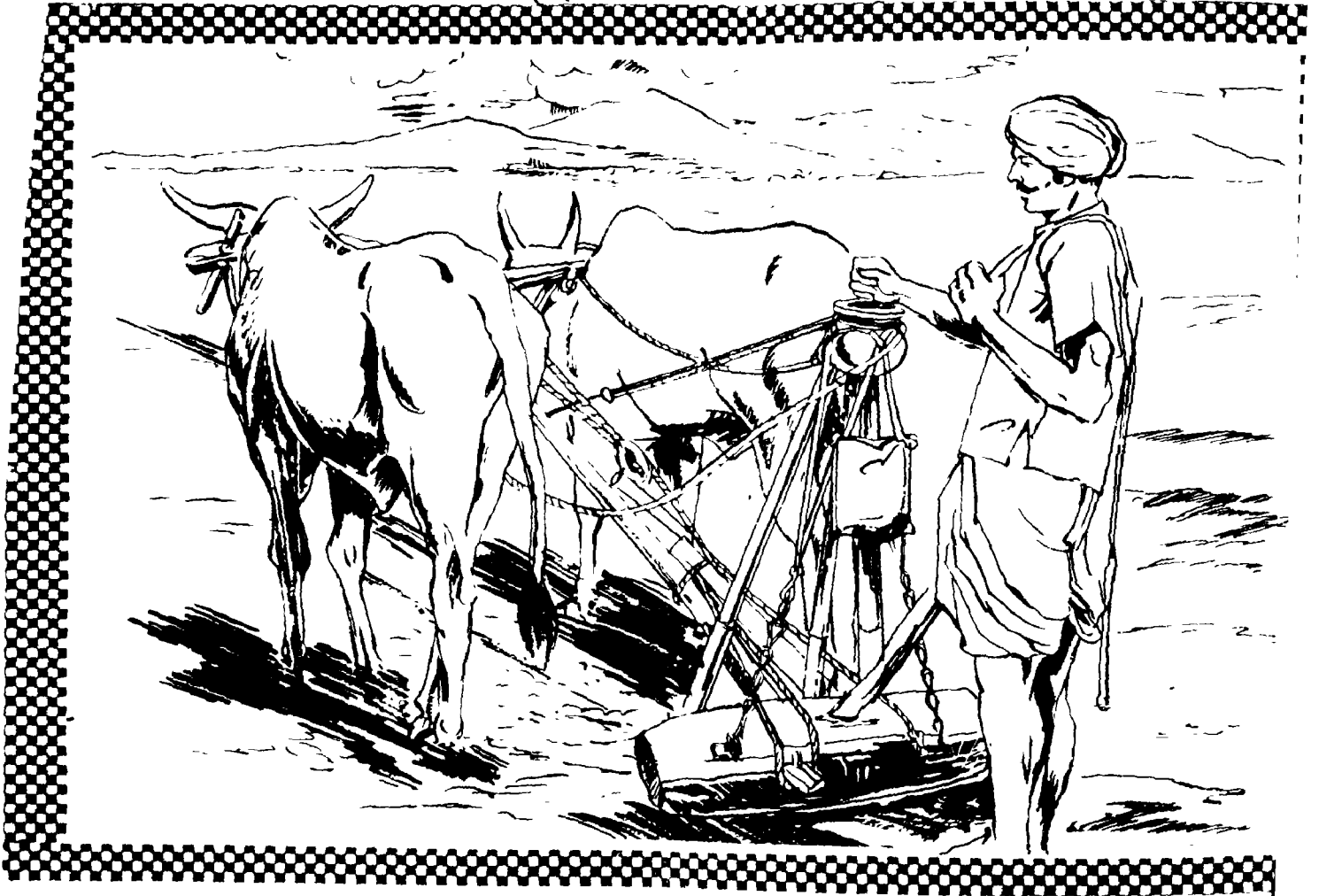
وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، سال کی پہلی بارش کے بعد پودا لگاکر "شجرکاری مہم" کا آغاز کر رہے ہیں۔

۳۲ واں ون مہوتسو

برسات کے پُرفضا موسم نے آخر تاخیر سے سہی، مہاراشٹر کا رخ کیا۔ مہاراشٹر کے تقریباً تمام علاقوں میں بارش کی بوندا باندی میں جبکہ کسانوں نے ایک نئی امید کے ساتھ خریف بوائی شروع کی ہے، ریاست کے محکمۂ جنگلات نے ۳۲ واں ون مہوتسو کا آغاز وسیع پیمانے پر شجرکاری مہم اپناتے ہوئے اس بات کی کوشش شروع کردی ہے کہ اس سال مذکورہ پروگرام کے تحت شجرکاری مہم میں عوام اور صنعتی ادارے کثیر تعداد میں محکمہ سے تعاون کریں۔

اس پروگرام کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران اجڑے جنگلات کی جنگل بانی کے کام غریب اور بیروزگار افراد کی مدد سے کئے جائیں گے۔ ایسے علاقوں میں ہر شخص کو شجرکاری کے لئے ۵ سال تک [illegible] اراضی دی جائے گی۔ متعلقہ افراد کو افسران جنگلات کی رہنمائی میں جنگل بانی کا کام کرنا ہوگا۔ اس کام کے لئے فی کس ماہانہ ۱۵۰ روپیہ وظیفہ دیا جائے گا۔ سال جاریہ میں اس اسکیم کے تحت [illegible] ہیکٹر اراضی زیر استعمال لائے جانے کی تجویز ہے۔ صنعتی اداروں کی اس کام میں دلچسپی برقرار رکھنے کیلئے ایک دوسری اسکیم کے تحت انھیں جنگل بانی پر جنگلاتی پیداوار کا ۵۰ فیصد حصہ دینے کی تجویز زیر غور ہے۔ بہرحال ایسے متعدد اقدامات میں ریاستی عوام کا تعاون حاصل کرتے ہوئے، اُمید ہے کہ شجرکاری اور تحفظِ اشجار کا پروگرام نہ صرف کامیاب ہوگا بلکہ مہاراشٹر کو صحیح معنوں میں سرسبز و شاداب بنانے میں معاون ثابت ہوگا۔

قومی راج

جلد نمبر ۸ * شمارہ نمبر ۱۳

۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء

[ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے]

سالانہ: دس روپے * فی کاپی: ۵۰ پیسے

ترتیب

□ چیف ایڈیٹر: شششی کانت دیتھنکر مینجنگ ایڈیٹر: ایم - ایشوراج ماتھر نگراں: خواجہ عبدالغفور

□ ایڈیٹر: ریاض احمد خاں سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

مہاراشٹر میں شجرکاری نشانہ

سَو مِلین درخت

اس سال مونسون کے آغاز سے ہی مہاراشٹر میں محکمۂ جنگلات کے زیر اہتمام وسیع پیمانے پر شجرکاری کا نشانہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران ۱۰۰ مِلین درخت تجویز کیا گیا ہے. اندازاً ۴۵,۰۰۰ ہیکٹر اراضی مع ۱۵۰۰ کلومیٹر سڑکوں اور نہروں کے کنارے، اس پروگرام میں زیر استعمال ہوں گے.

مہاراشٹر میں کُل جنگلاتی علاقہ ۶۳,۹۲۰ مربع کلومیٹر ہے جوکہ ریاست کے کُل جغرافیائی علاقہ کا صرف ۲۰.۶۸ فیصد ہے، لیکن اس کی تقسیم بھی ریاست بھر میں غیرمتوازن ہے. نیشنل فوریسٹ پالیسی کے مطابق جنگلاتی علاقہ کُل جغرافیائی علاقے کے ۳۳ فیصد سے کم نہ ہونا چاہیئے. آبادی میں اضافہ، شہری و صنعتی ترقیات کی بناء پر جنگلاتی علاقے میں اضافہ کا حصول مقصد ایک مشکل مسئلہ ہے. پھر بھی کچھ حد تک اس کی تلافی ریاست کے بنجر علاقوں، غیرزرعی حِصّوں، تعلیمی و صنعتی اداروں کے احاطوں میں شجرکاری کرکے پوری کی جاسکتی ہے.

وزیرِاعظم شریمتی اندراگاندھی نے "عالمی تحفّظ ماحول" مہم کا آغاز کرتے ہوئے نئی دہلی میں ۶ مارچ ۱۹۸۰ء کو اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا:

"ماحول کا تحفّظ صرف جذباتی نہیں بلکہ اس قدیم حقیقت کی پیروی ہے کہ انسانی، حیوانی اور نباتاتی زندگی ایک دوسرے سے اتنی منسلک ہے کہ ان میں سے کسی ایک میں بھی بگاڑ سے دُوسری زندگیاں ضرور متاثر ہوتی ہیں."

محکمۂ جنگلات شجرکاری پرہی زور نہ دیتے ہوئے اس بات کا بھی

شری نانا بھاؤ امبیڈوار، وزیربرائے جنگلات، ۲ جون کو نیوز بلینڈ ہوسٹل، گورے گاؤں میں گیارہویں ورکشا سنہہ سنسکار کیمپ کی اختتامیہ تقریب میں، جس کا اہتمام یووک برادری نے کیا تھا. پودا لگا رہے ہیں.

قومی راج

کوشاں ہے کہ شجرکاری پروگرام محض درخت لگانے تک محدود نہ رہے بلکہ درخت لگانے کے بعد اُن کی دیکھ بھال بھی ٹھیک سے ہو۔

سماجی جنگل بانی :

وسیع پیمانے پر سماجی جنگل بانی کے لئے امریکہ سے بین الاقوامی امداد لیتے ہوئے مجوزہ ۳۴۳،۴۳۳ء۴ لاکھ روپیہ کی رقم اس کام کے لئے مختص کی جائے گی۔ لہذا ۸۵-۱۹۸۰ء کے منصوبے کے دوران ۲،۸۰۰ لاکھ روپیہ وقف کیا جا چکا ہے اور باقی ماندہ رقم آئندہ منصوبہ مدت کے دوران فراہم کی جائے گی۔ ابتدائی اقدامات کے طور پر اس سلسلے میں سانگلی، پونے، اورنگ آباد، بلڈانہ اور دھولے اضلاع میں سماجی جنگل بانی ڈویژن قائم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران مزید دس اضلاع میں بھی ایسے ڈویژن قائم کئے جائیں گے، اور ان تمام ڈویژنوں پر نگرانی کے لئے دو سماجی جنگل بانی سرکل تشکیل دیئے جائیں گے سڑکوں کے کنارے شجرکاری اب تک ۲۵۰۰ء۱ کلومیٹر اراضی پر کی جا چکی ہے۔

ایندھن لکڑی کی قلت والے اضلاع میں اس قلت کو دور کرنے کے لئے جزوی مرکزی امداد کے ذریعہ "دیہی ایندھن لکڑی درخت اگاؤ" کی ایک نئی اسکیم شروع کئے جانے کی تجویز پیش کی گئی ہے اس اسکیم کو ایندھن لکڑی کی قلت والے سات اضلاع کولہاپور، رتناگیری، احمد نگر، سولاپور، پربھنی، بیڑ اور ناسک میں عمل میں لایا جائے گا۔ اس کام کے لئے ۳۰۰ لاکھ روپیہ منظور کیا گیا ہے۔
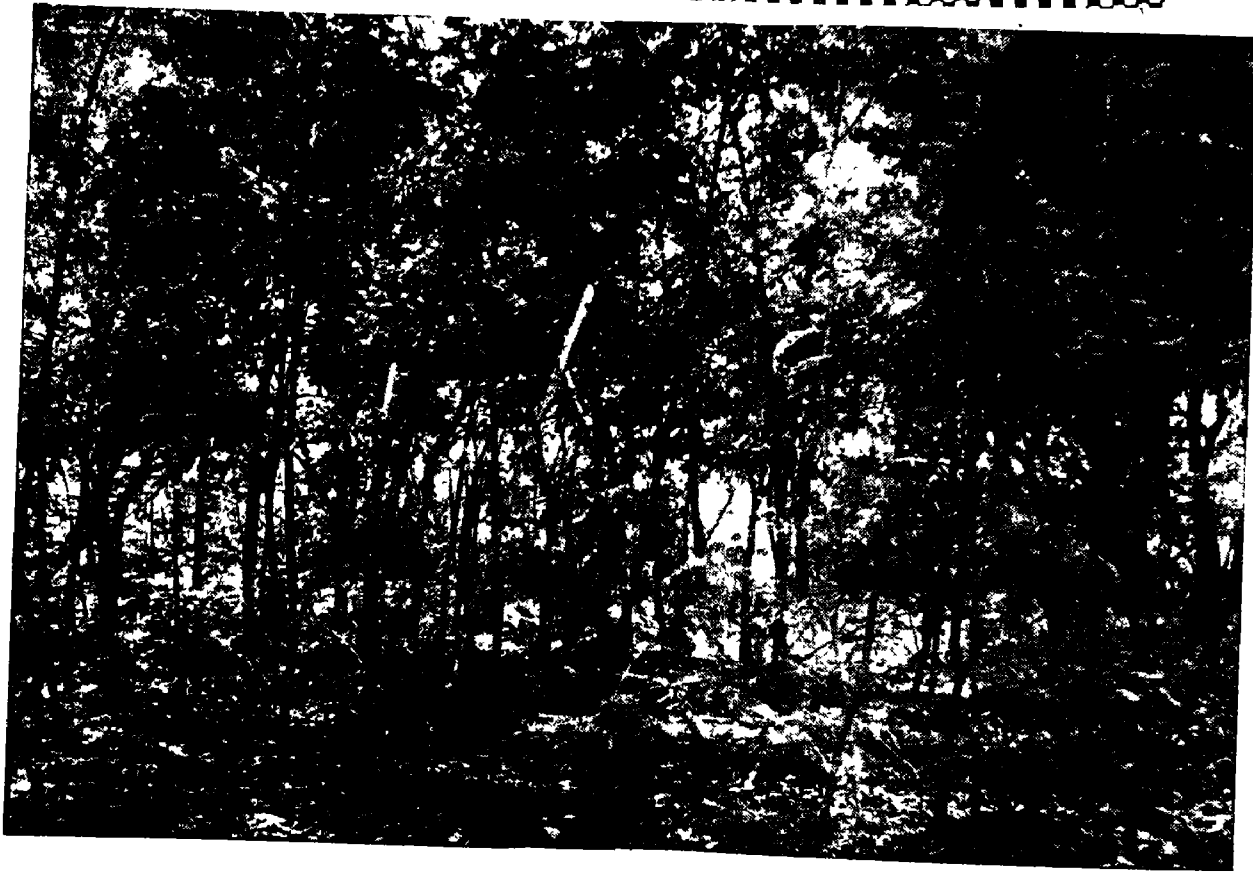
ضلع پونے میں ہڑپسر کے مقام پر محکمۂ جنگلات کے تحقیقاتی مرکز میں لگائے گئے "سو-ببول" کے یہ قد آور درخت صرف ایک سال کے پودے ہیں۔ "سو-ببول" ایک تیز رفتار سے بڑھنے والا پودا ہے۔ ایک ایکڑ پر "سو-ببول" کے درختوں سے چارہ، ٹمبر اور ایندھن سے تقریباً ۳۰۰۰ روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس پودے کی اسی خصوصیت کی بنا پر وزیر جنگلات شری نانا بھاؤ امبیڈوارنے یہ تجویز کیا ہے کہ اس پودے کا نام "سو-ببول" رکھا جائے۔

۱۰ رجولائی ۱۹۸۱ء

قومی راج

"ہر بچہ کا ایک درخت" پروگرام :

اس پروگرام کو وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کی ایماء پر شروع کیا گیا ہے تاکہ بچوں میں 'شجر کاری' کے لئے دلچسپی پیدا کی جا سکے ۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران اس پروگرام کے لئے ۹۷ء۱۶ لاکھ روپیہ فراہم کیا گیا ہے اور توقع ہے کہ مذکورہ سال میں تقریباً ۱۰۵۰۰۰ درخت لگائے جائیں گے ۔

اُجڑے جنگلاتی علاقوں میں جنگل بانی کی ایک اسکیم بھی اس سلسلے کی اہم کڑی ہے ۔ یہ جنگل بانی غریب اور بیروزگار اشخاص کے ذریعہ کی جائے گی ۔ ایسے علاقوں میں ہر شخص کو شجر کاری کے لئے ۵ سالوں تک ۲ تا ۴ ہیکٹر اراضی دی جائے گی اور انھیں فی کس ماہانہ ۱۵۰ روپیہ وظیفہ دیا جائے گا ۔ اس اسکیم کے لئے ۸۷ء۹ لاکھ روپیہ منظور کیا گیا ہے اور ۱۰۰۰ ہیکٹر اراضی وقف کی گئی ہے ۔

جنگلات کی حفاظت :

ریاست کے جنگلات کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں ۔ تین پلاٹون پر مشتمل ایس ۔ آر ۔ پی کا ایک خصوصی دستہ سرحدی علاقوں سے منسلک جنگلاتی علاقوں خصوصاً مدھیہ پردیش اور گجرات کے سرحدی علاقوں کی نگہبانی کے لئے مقرر کیا گیا ہے ۔ نیز اہم فوریسٹ سرکل پر علیحدہ سیل کے قیام کی حکومت نے منظوری دے دی ہے ۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران مذکورہ اسکیم تھانے، ناشک، اورنگ آباد، ناگپور اور چندر پور سرکل میں زیر عمل لائی جائے گی ۔ ہر ایک سرکل پر نگرانِ جنگلات کی مدد کے لئے ایک ڈویژنل فوریسٹ آفیسر مقرر ہوگا اور تمام گشتی دستے نگرانِ جنگلات کے ماتحت ہوں گے ۔

جنگل کے حفاظتی دستوں کی تنظیم نو کو بڑے پیمانے پر انجام دیا گیا ہے ۔ معاون نگرانِ جنگلات اور دیگر عہدیداروں کو بالترتیب ۱۵ جیپ گاڑیاں، ۴۵ موٹر سائیکل اور ۷۵ء۳ سائیکلیں فراہم کی گئی ہیں ۔ ان اقدامات سے جنگلات کی نگرانی موثر طریقہ سے ہو سکے گی اور غیر قانونی کٹائی کی روک تھام کی جا سکے گی ۔

جنگلات ہمارا قیمتی ورثہ ہیں، یہ ہماری زندگی کی دائمی ضرورت ہے اس لئے جنگلات کی حفاظت ہمارا فرض ہے ۔

مغربی گھاٹی ترقیات :

مغربی گھاٹ کے علاقوں میں تہاڑ، لانجا اور جاؤلی تعلقوں میں پہاڑی ڈھلوان کے خطۂ اراضی جس پر غیر مستقل کاشتکاری کی جاتی ہے، اب شجر کاری اور باغبانی کے لئے استعمال میں لائی جائے گی ۔ علاوہ ازیں اس خطہ میں وسیع پیمانے پر جنگل بانی کا پروگرام بھی جاری ہے ۔

جنگل بانی اقدامات میں ضمانت روزگار اسکیم کا بھی فائدہ اٹھایا جا رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں حکومت نے تمام کلکٹروں کو محکمہ کی ہدایت کے بموجب اسٹاف کی تقرری کی ہدایت کی ہے ۔ چنانچہ ریاست بھر میں معاون نگران جنگلات کی ۲۲ آسامیاں، علاقائی افسر برائے

جنگلات کی ۹۲ آسامیاں، فوریسٹر کی ۲۹۳ اور فوریسٹ گارڈز کی ۶۴۲ آسامیاں خصوصی طور پر تشکیل دی گئی ہیں۔ اس کام پر مارچ ۱۹۸۱ء کے خاتمہ تک ۳۲۵ء۳ لاکھ روپے لاگت کا اندازہ لگایا گیا اور اس کارروائی کے نتیجہ میں ۵۴ لاکھ ایام کار کی گنجائش حاصل ہو سکی۔

پالیسی برائے جنگلات :

جنگلات کی اہمیت اور اس کی ترقیات سے لوگوں کو واقفیت حاصل ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد سے ایک اشتہاری اور اطلاعاتی شعبہ قائم کیا گیا ہے۔ اس سال یوم جمہوریہ سے "ون سلئی" ماہنامہ جاری کیا گیا ہے جس میں جنگلات سے متعلق تمام اہم اور ضروری معلومات دی جاتی ہیں۔ اسی طرح اشجار سے متعلق "ورکنگ ایبلٹی" نامی کتابچہ شائع کیا جاتا ہے جس میں اشجار کی اہمیت پر تفصیلات درج ہوتی ہیں۔

اس ضمن میں سب سے قابل ذکر اقدام وزیر اعلیٰ کی جانب سے آر۔ انتولے کی ایما پر "ورکشا متر" ایوارڈ کا اجراء ہے جس سے عوام میں اشجار سے متعلق دلچسپی پیدا ہونا یقینی ہے۔

تربیت :

چھٹے پنج سالہ منصوبے میں سماجی جنگل بانی اور ضمانت روزگار اسکیم کے تحت متعلقہ امور کے لئے ۵۰۰ سے زائد تربیت یافتہ علاقائی افسر برائے جنگلات کی خدمات کی ضرورت محسوس کی گئی۔ چونکہ حکومت ہند کی فراہم کردہ تربیت کے لئے سہولیات ناکافی تھیں، اس لئے ایک اسٹیٹ فوریسٹ رینجر کالج کا قیام زیر عمل ہے جس میں سالانہ ۶۰ افسران کو تربیت دی جا سکے گی۔ یہ کالج اسی سال اکتوبر سے شروع ہوگا۔

ترقیات جنگلات کارپوریشن :

فوریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر لمیٹڈ نے ۱۹۸۰ء کی بارش کے دوران ۸۲۵ء۱۰ ہیکٹر اراضی پر شجر کاری کی تھی اب ۱۹۸۱ء کے لئے خطۂ اراضی کا نشانہ ۸۷۴ء۱۱ ہیکٹر مقرر کیا گیا ہے دیہی علاقوں میں جنگل بانی کو ضمانت روزگار اسکیم کی مدد سے پورا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں پانچ سالوں (۸۲-۱۹۸۱ء سے ۸۶-۱۹۸۵ء) کے لئے ۲۰ء۲۳ کروڑ روپے کی مالی امداد حاصل

کرنے کی بھی کوشش کی جارہی ہے۔ کارپوریشن کے تحت جنگل بانی میں مصروف کارکنوں کو عالمی غذائی پروگرام پروجیکٹ کی غذائی امداد دی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ اس پروجیکٹ میں مزید توسیع (پروجیکٹ ستمبر ۱۹۸۳ء تک مقرر ہے) کی جائے اور اسے محکمۂ جنگلات کے متعلقہ کاموں میں بھی شامل کر لیا جائے۔

وَن مہوتسو: محکمۂ جنگلات کی جانب سے باقاعدگی سے وَن مہوتسو کا اہتمام کیا جاتا ہے جس کی تمام تر کامیابی عوام کی دلچسپی اور ان کے تعاون پر منحصر ہے۔ امسال ۳۲ واں ون مہوتسو دوگنی ہمت اور دلچسپی سے منایا جائے گا۔ ون مہوتسو کی کامیابی کے لئے حکومت نے اپنے لئے چند مقاصد وضع کئے ہیں اور مندرجۂ ذیل امور میں عوام سے تعاون کی طلبگار رہے:

۱) جنگلاتی علاقہ میں اضافہ کے لئے زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں۔
۲) درختوں کی غیر قانونی کٹائی کی روک تھام کریں اور جنگلاتی علاقہ میں مداخلت دور کریں۔
۳) عوام کو چاہیئے کہ وہ شجر کاری اور اس کے تحفظ میں دلچسپی لیں۔
۴) عوامی اور نجی جگہوں، باغات اور سڑکوں وغیرہ کو خوبصورت اور مختلف اقسام کے درختوں سے سجائیں۔
۵) سرکاری عمارتوں اور ضلع پریشد، ڈاکخانوں، پولس تھانوں اور عدالتوں کے احاطوں میں پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ میں درخت لگاکر شجر کاری کے کاموں میں تعاون کیا جائے۔ اسی طرح ریاست کی بڑی شاہراہوں پر بھی درخت لگانے میں مدد دی جائے۔
۶) کارآمد درخت مثلاً ٹمبر، ایندھن لکڑی، پھلدار قسم کے درختوں کو زیادہ تعداد میں لگایا جائے۔ پیپل، واد اور نیم کے درخت نہایت سایہ دار ہوتے ہیں جنھیں عوامی مقامات پر لگایا جانا چاہیئے۔

ون مہوتسو کے تحت حکومت اپنی نرسریز سے دیہی باشندوں، کسانوں، گرام پنچایتوں اور شہری و تعلیمی اداروں کو رعایتی نرخ پر پودوں کی قلمیں مہیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ شجر کاری کے لئے سرکاری فاضل اراضی گرام پنچایتوں، شہری و تعلیمی اداروں کو دی جاتی ہے۔ درختوں کو جانوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے احاطہ بندی میں بھی اعانت کی جاتی ہے۔ گرام پنچایتوں کو بہترین شجر کاری پر نقد اور دیگر

انعامات دیئے جاتے ہیں۔

سرخی جنگل بانی:

ہمارے سماج میں جنگل بانی کی تین اہمیت ہے۔ ایک تو یہ کہ ہماری بنیادی ضروریات جن میں ٹمبر، ایندھن، چارہ، پھل وغیرہ شامل ہیں، پوری ہوتی ہیں۔ دوسرے، اس سے قدرتی ماحول کا تحفظ ہوتا ہے تیسرے یہ کہ اس سے ہمارے جانوروں کو چارہ حاصل ہوتا ہے۔ اگر ان تین اہم باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے، زیادہ سے زیادہ نجی اراضی پر جنگل بانی کی جائے تو اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ علاقوں میں جنگلات کا پھیلاؤ ہوگا۔ موجودہ جنگلات پر دباؤ کم ہوگا اور سب سے اہم یہ کہ ماحول میں توازن قائم رہے گا۔

جنگلات سے ہمیں صرف لکڑی، چارہ، ایندھن ہی نہیں ملتا بلکہ سائنسی تجربات سے مزید فائدے حاصل کرنا اب ممکن ہوگیا ہے۔ جنگلات سے ہمیں نائیلون اور ربڑ ملتا ہے، اس کے علاوہ ربر اور دیگر کئی کیمیائی معدنیات جو اہم ہیں، حاصل ہوتی ہیں۔ جاپان میں کچھ درختوں سے ایندھن حاصل کر کے مشینیں چلانے کا کامیاب تجربہ کیا گیا ہے۔ کانوں اور کنوؤں سے حاصل ہونے والا ایندھن انسانی ضروریات کے لئے ناکافی ہے، جو زیادہ سے زیادہ موجودہ صدی کے اختتام تک مل سکتا ہے۔ اس کے بعد قدرتاً جنگلات پر ہی اُمیدیں قائم کی جاسکتی ہیں۔

ایندھن کا دوسرا متبادل شمسی توانائی ہے۔ لیکن اس کے لئے بھی درخت اُگانا لازمی ہے۔ اس لئے کہ درختوں کے پتے سورج کی کرنوں سے خارج ہونے والی توانائی جذب کرتے ہیں اس سے درختوں کی نشوونما ہوتی ہے اور توانائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

جنگلات سے دوسرا اہم فائدہ یہ ہے کہ جنگلات طرح طرح کے جنگلی جانوروں کے قدرتی مسکن ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جنگلات ایک وسیع تعلیم گاہ ہے جہاں ہمیں نباتات وحیوانات کی مختلف قسموں کے مشاہدہ کا موقع ملتا ہے۔

موسم باراں 'شجر کاری' کے لئے نہایت مناسب موسم ہے۔ اسی لئے ون مہوتسو اسی موسم میں منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ہر ضلع میں منتخبہ مقامات پر نرسریز قائم کی جاتی ہیں جہاں سے عوام اور اداروں کو مختلف پودوں کی قلمیں رعایتی داموں پر یا بطور عطیہ فراہم کی جاتی ہیں۔ اگر ہم میں سے ہر شخص ایک ایک درخت لگانے کا عہد کرے یا شجرکاری کے کاموں میں مدد کرے اور درختوں کی ٹھیک طرح دیکھ بھال کرے، تو کوئی تعجب نہیں کہ ہمارے اطراف سرسبز وشادابی پھیل جائے اور ہماری زندگی کی رونق دوبالا ہو جائے۔

جنگلات سے متعلق سرکاری پالیسی میں جنگلی جانوروں کی حفاظت بھی شامل ہے۔ وزیر جنگلات شری نانا بھاؤ امبڈوار، ضلع چندرپور کے تاڈوبا پارک میں بنے ایک تالاب میں ایک چار سالہ مگرمچھ چھوڑ رہے ہیں۔ یہ تالاب مگرمچھ کی افزائشِ نسل کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔

سگریشور فاریسٹ پارک، سانگلی

[سگریشور پارک وہ مثالی پارک ہے جو بنجر زمین کو سرسبز و شاداب باغ میں تبدیل کرکے بنایا گیا ہے، اور آج یہ ہر ایک کے لئے ایک پُرفضا تفریحی مقام کا کام دیتا ہے۔ یہ مثالی کامیابی دراصل محکمۂ جنگلات کے سابقہ شری ڈی۔ ایم موہیتے ایک سماجی خدمت گار اور عوامی تعاون کا نتیجہ ہے۔]

مہاراشٹر کا سانگلی ضلع قدرتی جنگلات سے محروم ہے۔ یہاں پائے جانیوالے جنگلات ریاست کے کُل جنگلات کا صرف ۰.۷۷ فیصد ہیں۔ ورناوتی بند کے آب گیر علاقے میں پائے جانے والے جنگلات ہی کو صحیح معنوں میں قدرتی جنگل کہا جاسکتا ہے۔ مشرق میں کرشنا ندی کے کنارے کھیتوں کے علاوہ باقی ماندہ علاقہ بنجر ہے اور لیسا اوقات قحط سالی کا شکار رہتا ہے۔ سگریشور پارک سے ملحقہ سولاپور ضلع کا علاقہ، ستارا ضلع کی مشرقی تحصیل اور ریاست کرناٹک کا بیجاپور ضلع قحط کے آثار رکھنے والے علاقے قرار دیئے جاچکے ہیں۔ اس بنجر اور خشک علاقے میں مناظرِ قدرت سے معمور تفریحی مقام کی ضرورت بُری طرح محسوس ہوتی تھی۔

سگریشور مندر کے اطراف کے علاقے کو اس مقصد کے تحت ترقی دینے کے امکانات نظر آئے تو اسے ایک تفریحی مقام میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ مقامی لوگوں کو گھاس اور درختوں کو چارے کے طور پر غیرقانونی استعمال سے باز رکھا گیا اور شکار کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ محکمۂ جنگلات نے ایک جامع سکیم تیار کی۔ اور ۷۲-۱۹۷۱ء سے اس جگہ کی ترقی کا کام شروع ہوا۔ اس فاریسٹ پارک کو مقامی مندر سگریشور کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

سگریشور مندر کے اطراف میں لنگیشور، ناگیشور اور کالبھیرو کے قدیم منادر واقع ہیں ہر سال جولائی۔ اگست کے دوران یہاں میلہ لگتا ہے جس میں کثیر تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں۔ سگریشور فاریسٹ پارک سانگلی ضلع کے تین تحصیل، خانہ پور، والوا اور تاس گاؤں کی سرحد پر واقع ہے۔ ریزرو جنگلات ' ودھاری، آکاری، تنیاری، دیوراستھرا، موہیتے وڈ گاؤں۔ اساڈ، کمبھار گاؤں، کنڈل اور کھوڑے گاؤں دیہاتوں کی محصول فاضل اراضی ۸-۲۶ مربع کیلومیٹر پر پھیلی ہوئی ہے۔

قومی راج

پہاڑی علاقہ

یہ پہاڑی علاقہ عمیق وادیوں اور فلک بوس چوٹیوں پر مبنی ہے۔ رن شول پوائنٹ اوسط سطح سمندر سے ۶۸۰ ، ۸۴۲ میٹر بلند ہے۔ اس پارک سے دریائے کرشنا سے لگا ہوا علاقہ ایک دلفریب منظر پیش کرتا ہے۔ یہاں سے بل کھاتی ہوئی کرشنا ندی، ریلوے لائین کراڈ، سانگلی ریاستی شاہ راہ کھوڈشی کنال مچھندر گڑھ اور دیگر مقامات کا منظر قابل دید ہوتا ہے۔ اس پوائنٹ سے دیکھے ہوئے طلوعِ آفتاب و غروب آفتاب کے مناظر ناقابل فراموش ہوتے ہیں۔

یہ پارک تکاری ریلوے اسٹیشن کے قریب پونے میرج لائین پر کراڈ، اور کرلوسکر واڑی کے درمیان واقع ہے۔ یہاں پہنچنے کے دو راستے ہیں ایک تو کراڈ۔ سانگلی (تاس گاؤں ہوتے ہوئے) کا راستہ اور دوسرا اسلام پور۔ تکاری روڈ کا راستہ۔

۷۲-۱۹۷۱ء سے تحفظ اراضی اقدامات کے تحت اس علاقے کی ترقی کا کام شروع کیا گیا۔ پورے علاقے کی احاطہ بندی کی گئی ہے۔ اور شجر کاری کا کام شروع کیا گیا ہے۔ سیاحوں اور اسکولی بچوں کے لئے اس پارک کو دلچسپ اور آرام دہ بنانے کے لئے ریسٹ ہاؤس، پگوڈا، اور بچوں کا پارک جیسی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اور مزید جدید سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس پارک میں ۴۳ ہیکٹر اراضی کا ایک چین لنک فینس (CHAIN LINK FENCE) ہے جو ہرنوں کا مامن ہے

یہاں پالا، ساور، کروند، لیموں۔ آم۔ جامن، سداوا، کھیر، ہیوار اور ببول کے درخت پائے جاتے ہیں۔

رن شول پوائنٹ تک ایک پیچ دار راستہ تیار کیا گیا ہے۔ پارک کے علاقے کو بجلی فراہم کی گئی ہے۔ جنگلی جانوروں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے لنگو با نالے پر ایک مٹی کا بندھ باندھا گیا ہے۔ اس جنگل میں خرگوش، لومڑی، بھیڑیے اور لکڑ بگھے پائے جاتے ہیں اور ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں پائے جانے والے پرندوں میں مینا، کوا، ککو اور الو قابل ذکر ہیں۔ ان کی اور دیگر خوشنما پرندوں کی چہچہاہٹ سے یہاں کا ماحول مترنم رہتا ہے۔

سیاحوں کا مرکز

اس مقام میں اب سیاحوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ لہٰذا اس غرض سے اسے ترقی دی جا رہی ہے۔ ہر سطح کے افراد بشمول غیر ملکی یہاں آچکے ہیں۔

ساگر دیا میں ایک مامن کے قیام کے لئے ابتدائی اقدام کے طور پر جنگلی جانور (تحفظ) ایکٹ بابت ۱۹۷۲ کی دفعہ ۳۶(۱) کے تحت اس علاقے میں شکار کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

تکاری ریلوے اسٹیشن پر اترتے ہی آپ کی توجہ خود بخود ایک بورڈ کی طرف مبذول ہو جاتی ہے۔ جس پر لکھا ہے "ساگر دیا۔ یہاں سے ۴ کلو میٹر کے فاصلے پر"۔ یہیں سے تکاری۔ کیڈ گاؤں مستقل روڈ شروع ہوتی ہے۔ اس راستے پر کچھ دیر چلنے کے بعد ایک بورڈ ملتا ہے۔ جس پر لکھا ہے "فاریسٹ پارک کے حدود کا آغاز"۔ یہاں سے آگے بڑھ کر چند موڑ پار کرنے پر ایک نالا ملتا ہے۔ نالے سے متصل "ذوار یاچی جالی" نام کا مقام ہے۔ اس کے بعد لنکا دارا نالا ہے۔ جہاں موسم باراں میں آبشار دیکھا جا سکتا ہے۔ کچھ اور آگے دھنگر فرقہ کے بھگوان "دیرو با" کا ۷۵۰ سالہ پرانا مندر ملتا ہے۔ اس مندر کے اطراف پھیلے ہوئے گھنے جنگل میں ۱۵ منادر پائے جاتے ہیں۔

اس سے کچھ اور آگے سگر لیشور کھنڈ اور لیشونت گھاٹ ہیں۔ یشونت گھاٹ اترتے وقت لنگوروں کے غول دیکھے جا سکتے ہیں۔ 'کھنڈ' کے مقابل ایک تالاب ہے۔ تالاب کے اس پار فاریسٹ پارک کا گیٹ ہے۔

گھاٹ کی بلندی پر ۲۱ کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے پر سطح مرتفع شروع ہوتی ہے جس کی دائیں جانب رنشول پائنٹ ہے۔ دائیں طرف مچھندر ناتھ کا مندر واقع ہے۔ مندر کے مقابل جیوتا پہاڑ ہے۔ یہاں سے قریب ہی پھیٹا اڈاوی پوائنٹ ہے۔ اس مقام پر اس قدر تیز ہوا چلتی ہے کہ لوگوں کے پھیٹے یا پگڑی یہاں اڑ جاتی ہے۔ لہٰذا اسے پھیٹا اڈاوی پوائنٹ نام دیا گیا ہے۔ رنشول پوائنٹ سے دریائے کرشنا کے کنارے آباد وودھاری، تکاری، تہاری اور دہیاری گاؤں نظر آتے ہیں۔

قومی راج
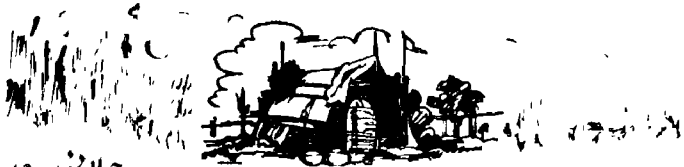
خواجہ حسن نظامی اور قلمی چہرے

• مقبول ظہیر وارثی
وارث پورہ، کامٹی۔ ناگپور

دنیائے ادب کو سب سے بڑے قلمی چہروں سے خواجہ حسن نظامی نے متعارف کروایا
انھوں نے شاعر و ادیب، صوفی و صحافی، سیاستداں وغیرہ سے لے کر اللہ میاں و شیطان
کی قلمی تصویریں کھینچکر گلستانِ اُردو کو دلکش و شاداب بنایا۔ لفظوں کی کاٹ
چھانٹ، استعاروں اور کنایوں کی آمیزش اور تشبیہات کے خمیر سے خواجہ
حسن نظامی نے ان قلمی چہروں کی یوں مصوری کی کہ وہ دنیائے اُردو ادب
میں اجنتا اور ایلورا کی تصویروں کی طرح **نقش ہوگئے**۔ ان میں نزاکت و صلابت
کا ایسا امتزاج ہے جو قوس قزح کے رنگوں میں پایا جاتا ہے۔ بقول مولانا
عبدالماجد دریا بادی اپنے معاصرین کے قلمی چہرے انھوں نے کثرت سے
تیار کئے ہیں اور ہر چہرے کی تیاری میں گویا نقاش کے برش اور
فوٹو گرافر کے کیمرے کو مات دیدی ہے۔

خواجہ صاحب کی ذہنی حکومت میں جمہوری راج تھا۔ وہ کسی مخصوص درجہ بندی کے قائل نہیں تھے۔ ان کی ذہنی سلطنت پر مساوات کی نگہبانی تھی، اُونچ نیچ، کالے گورے، برہمن ہریجن کا کوئی امتیاز ان کی تحریری کائنات میں نظر نہیں آتا ہے۔ وہ تصوف کی عینک سے خلقِ خدا کو دیکھنے کے قائل تھے۔

بقول ڈاکٹر عنوان چشتی 'ان کی تخلیقات کے نگارخانے میں امیروں غریبوں، چھوٹوں بڑوں اور ہر طرح کے انسان کے لاتعداد قلمی چہرے نظر آتے ہیں۔ یہاں وہ کسی درجہ بندی کے قائل نہیں بلکہ عام مساوات کے علمبردار ہیں۔ ان کی ذہنی سلطنت میں کسی پر کوئی دروازہ بند نہ تھا۔ انھوں نے اللہ میاں سے لے کر شیطان تک اور مولانا ابوالکلام آزاد سے لیکر مہتر تک جو قلمی چہرے لکھے ہیں..... اس سے بھی ان کی وسعتِ نظر زندگی سے وسیع دلچسپی اور انسان دوستی کا پتہ چلتا ہے۔

مصوّرِ فطرت حضرتِ خواجہ حسن نظامی نے سب سے بڑے [illegible] اور عرش و فرش کی واحد بے صورت مورت یعنی اللہ میاں کے چہرے کو یوں لفظی تصویر کا لباس پہنایا ہے:

"بے صورت کی ایک مورت ہے۔ تارا بھی نہیں۔ سورج بھی نہیں، ہفتِ افلاک بھی نہیں، عرش و کرسی بھی نہیں، سمندر بھی نہیں اور پہاڑ بھی نہیں۔ بہتا ہُوا دریا بھی نہیں، شش در اور حیران کنارہ بھی نہیں، کوندنے والی بجلی بھی نہیں، گرجنے والا بادل بھی نہیں، جمادات بھی نہیں، نباتات بھی نہیں، حیوان بھی نہیں، انسان بھی نہیں۔ وہ تو بس بے صُورت کی ایک مورت ہے۔"

خواجہ صاحب گنگا جمنی تہذیب کے معماروں میں سے تھے۔ جب انھوں نے کرشن بھگوان سے متاثر ہوکر "کرشن بیتی" لکھی تو "اُپنیاس سمراٹ"، منشی پریم چند فرطِ مسرت سے جُھوم اُٹھے۔ بعد ازاں انھوں نے بھی واقعاتِ کربلا پر ایک ناول لکھا۔ انھوں نے کرشن جی کے چہرے میں کچھ اس طرح رنگ بھرے ہیں:

"متھرا میں آدھی رات کو نکلنے والا چاند، گوکل میں گئو اور بے زبانوں کا نگہبان، بندرا میں تلوار کھینچ کر کنس پر چڑھتے والا خدائی بہادر"۔

شخصیات کے آئینے میں وہ تصوّف کا کوئی عکس دیکھ لیتے، اس سے وہ بہت متاثر ہوتے اور پھر ان کے یہی جذبات و احساسات قلمی چہرے میں یوں عیاں ہوتے جیسے بہزاد اپنی مو قلم میں کوئی خط کھینچ رہا ہو۔ ذرا گورو نانک کا قلمی چہرہ ملاحظہ ہو:

"سچے خدا کا سچا ولی، توحید کا سمندر، حقانیت کا طوطیِ ہزار داستان، پانچ دریاؤں کے مُلک میں حواس خمسہ کو شیرینِ گفتار کا درسِ وحدت دینے والا سکھ فرقہ کا بانی مگر فرقہ پرستی سے پاک۔"

"میٹھے بول میں جادو ہے۔" کے مصنف ڈیل کارنیگی کی قبر پر کچھ اس طرح عبارت کندہ ہے:

"یہاں ایک ایسا انسان سوتا ہے جو دنیا کے ہر اعلیٰ و ادنیٰ، حاکم و محکوم، شاہ و گدا، غرض ہر مکتبِ فکر کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کا گُر جانتا تھا"

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کی ذات کی نسبت سے بھی یہی بات کہی جا سکتی ہے۔ ان کے معاصرین میں بھی کم و بیش سبھی چھوٹی بڑی شخصیات سے ان کے گہرے مراسم اور دیرینہ تعلقات تھے اور تقریباً سبھی لوگ ان کے دربار میں براجمان ہوتے۔ انور صدیقی کے لفظوں میں "ان کے قلمی چہروں میں ان کی فن کاری شباب پر نظر آتی ہے۔ ان کے مشاہدے کے کیا کیا اور کیسے کیسے نقش ہیں جو ان قلمی چہروں میں بکھرے ہوئے ہیں"۔ اور پھر خواجہ حسن نظامی کی شگفتہ اُردو کا کیا کہنا۔ بقولِ حضرت اکبر الہ آبادی اللہ میاں کی عربی اور خواجہ حسن نظامی کی اُردو۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ ڈاکٹر اقبال کہا کرتے تھے کہ اگر خواجہ صاحب جیسی نثر لکھنے پر قادر ہوتا تو کبھی شاعری کو اظہارِ خیال کا ذریعہ نہ بناتا۔ دوسری طرف ڈاکٹر اقبال کی مثنوی اسرارِ خودی کا نام خواجہ صاحب نے ہی تجویز کیا تھا۔ (منادی جون ۱۹۵۶ء)

اقبال کی وفات پر سیّد سلیمان ندوی نے کہا تھا "ان کے ذہن کا ہر ترانہ بانگِ درا، ان کے جانِ حزیں کی ہر آواز زبورِ عجم، ان کے دل کی ہر فریاد پیامِ مشرق اور ان کا ہر شعر پرِ پروازِ بالِ جبرئیل تھا۔ ان کی فانی عمر گو کہ ختم ہو گئی لیکن ان کی زندگی کا یہ کارنامہ جاوید بن کر رہے گا۔" لیکن سلیمان ندوی کی یہ تحریریں خواجہ صاحب کی شگفتہ تحریروں کے آگے کچھ ماند ماند سی نظر آتی ہیں۔ خواجہ صاحب نے علامہ اقبال کے چہرے میں کچھ اس طرح رنگ بھرا ہے:

"شاعر بھی ہیں، نثر نویس بھی ہیں، سر بھی ہیں، لیڈر بھی ہیں اور پھر صاحب اقبال بھی ہیں، آنکھیں ایسی نشیلی کہ ایک آنکھ میں حافظ کا میکدہ تو دوسری میں عمر خیام کا خُم خانہ، جسم پنجابی، دماغ فلسفی، خیال صوفی دل مُسلمان، اگر یہ پیدا نہ ہوئے ہوتے حالی کی شاعری کے گلشن میں کبھی بہار نہ آتی۔"

خواجہ صاحب بنیادی طور پر فن کار تھے۔ فنکار ہونے کے ناطے وہ دیگر فن کاروں کو کھیت کی کھاد نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی بھرپور تعریف و تحسین کیا کرتے تھے اور یہی عکس ان کی تحریروں میں بھی نمایاں ہوتا۔ مشہور ڈرامہ نویس آغا حشر کاشمیری کی قلمی تصویر خواجہ صاحب کی تخلیق کے نگار خانے کی یوں زینت بنتی ہے:

"آنے والے ہندوستانی ان کو شیکسپیئر سے زیادہ اونچے درجے پر بٹھائیں گے ایسا کرنے والے ہندو ہوں گے کیونکہ مُسلمان تو یہی سوچتے رہ جائیں گے کہ ڈرامہ نویس کی عزّت اور قدردانی جائز بھی ہے یا نہیں"

اپنے وقت کی مشہور اداکارہ سلوچنا کی قلمی تصویر خواجہ صاحب کی تحریروں کے پردۂ سیمیں پر قلمی تصویر کا روپ اختیار کر کے یوں رقص کرتی ہے۔

"وہ انکم ٹیکس لگانے کے قابل ایک دولت ہے اور نیلام کرنے اور شراب فروشوں کو ٹھیکے پر دینے کے لائق ایک دیسی شراب ہے، وہ مُجسّم جُوا ہے جہاں ہار کے سوا جیت کبھی بھی نہیں ہوتی، وہ ایک قانون شکنی ہے جس کی روک تھام کے لئے کوئی آرڈی نینس نہیں بن سکتا"

ڈاکٹر جانسن نے کہا تھا کہ جو شخص انگریزی زبان پر عبور حاصل کرنا چاہے اُسے رات دن ایڈیسن کا مطالعہ کرنا چاہیئے، اور کلیم الدین احمد کا کہنا ہے کہ اُردو میں خواجہ حسن نظامی کے لئے یہی بات کہی جا سکتی ہے لیکن خواجہ صاحب نے مُلّا واحدی کے چہرے کی جو شیشہ گری کی ہے، یوں لگتا ہے

تاج محل کے مدّمقابل کسی شیش محل کی شیشہ سازی کی گئی ہو۔ ان کے قلم کا وہ بانکپن، نزاکت وصلابت جوان کی تحریروں کا طرۂ امتیاز ہے خال خال نظر نہیں آتا۔ ذرا ملّا واحدی کا قلمی چہرہ ملاحظہ فرمایئے :

" سیادت کی عقل اور سیادت کی ہمدردی اور رحمدلی سے بھرپور ہیں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتے، جھگڑا اور اختلاف کی باتوں سے ہمیشہ دُور رہتے ہیں۔ دوسروں کے جھگڑوں کو نہایت عمدگی کے ساتھ ختم کروا دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

شخصیات کے چہروں کے علاوہ خواجہ صاحب نے مختلف علاقوں اور صوبوں کے رہنے والوں کے متعلق بھی کثرت سے لکھا ہے جس سے ان کی طرزِ معاشرت، تہذیب و کلچر، جغرافیائی حدود اور دیگر باتوں کا بخوبی علم ہوتا ہے مثلاً اہلِ پنجاب کے بارے میں انھوں نے ان خیالات کا اظہار کیا ہے :

" پنجابی گاؤں میں گنوار اور شہر میں ہوشیار معلوم ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ ہر جگہ اپنے مقصد کی حفاظت میں ہندوستان کے ہر صوبے سے بڑھا ہوا ہے پانچ دریاؤں کی زمین میں رہنے کے سبب اس کا خیال بھی پانی کی طرح پتلا ہے جس میں نئی بات اور نئے عقیدے کا رنگ فوراً مل جاتا ہے۔"

طنز و ظرافت جو خواجہ صاحب کی تحریری کائنات کی آن بان ہے وہ مختلف شخصیتوں کے چہرے کے بناؤ سنگھار میں بھی دکھائی دیتی ہے۔ خواجہ صاحب طنز کے نشتر سے چہرہ چاک کر دیتے ہیں جس سے چہرہ ٹیڑھا میڑھا ہو جاتا ہے اور پھر ظرافت کے کنول کھل اُٹھتے ہیں۔ لیکن طنز کا نشتر زیادہ گہرائی میں نہیں اترتا بقول مظفر حنفی ان کے طنز کا نشتر زیادہ گہرائی میں اس لئے نہیں اترتا ہے کہ وہ کسی جراح کے ہاتھ میں نہیں بلکہ ایک دردمند صوفی کے ہاتھ میں ہے۔

خواجہ صاحب، مولانا آزاد کے چہرے کو ان طنز بھرے جملوں کے ساتھ مکمل کرتے ہیں :

" اگر ان کو ہندوستان کا بادشاہ بنا دیا جائے تو ایک دن کم بارہ مہینے سوتے رہیں۔ صرف ایک دن بیدار ہو کر کام کریں کیونکہ یہ کسی کام کو جلدی کرنے کے عادی نہیں۔"

وہ سر محمد یعقوب کے چہرے پر لفظی ظرافت کا نقاب اوڑھا کر یوں نشتر زنی کرتے ہیں :

" اگر ان کی داڑھی لمبی ہوتی تو شاید وہ بھی مولویوں کی طرح فقط دعوت کھایا کرتے کھلانے سے احتیاط کرتے اور مجرّد بھی نہیں رہتے بلکہ چار نکاح کرتے۔"

مولانا ظفر علی خاں کے چہرے کے متعلق یوں قلم بند کرتے ہیں :

" بھک سے اُڑ جانیوالی انسانی بارُود ہیں، ان کی بول چال میں تحریر میں پنجابی اثر مُطلق نہیں ہوتا مگر ان کی اُردو عرب سے بن کر آتی ہے اور فارس کے راستے سے یہاں پہنچتی ہے۔"

الغرض یوں تو سبھی چہرے اللہ میاں کے بنائے ہوئے ہیں لیکن خواجہ حسن نظامی کے بنائے ہوئے قلمی چہرے کا رنگ و روپ اجنتا اور ایلورا کی طرح خوبصورت اور شامِ اودھ اور صبحِ بنارس کی طرح رنگین و شاداب ہے اور ان چہروں پر طنز و مزاح کا نرم و لطیف نشتر گویا تِل کا کام کرتا ہے۔
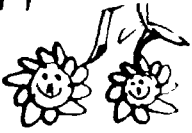
**

مراسلت و ترسیلِ زر

کے دَوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ یا خط کے اُوپر درج ہوتا ہے) پِن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیں ۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف لکھیئے بلکہ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرما دیجئے ۔ اس طرح اندراجات میں آسانی ہو جاتی ہے ۔ (ادارہ)

پھلا پھولا رہے ہر دم یہ گلزارِ وطن ساتھی

خلیل الرحمن کیفی اسمٰعیلی، نیا گودام، کامٹی

یہ قلعہ اور یہ تاج و قطبِ مینارِ وطن ساتھی
خدا رکھے سلامت ہیں یہ شہکارِ وطن ساتھی

بلند اتنا کریں ہم مل کے معیارِ وطن ساتھی
کہ بس حیرت زدہ رہ جائیں اغیارِ وطن ساتھی

کوئی ہندو ہو یا مسلم کوئی سکھ ہو کہ عیسائی
ہے واجب سب پہ بن کر وفادارِ وطن ساتھی

ہم اپنے خونِ دل خونِ جگر سے اس طرح سینچیں
جوابِ گلستاں ہوں دشت و کہسارِ وطن ساتھی

کبھی دستِ خزاں چھونے نہ پائے اس کے دامن کو
پھلا پھولا رہے ہر دم یہ گلزارِ وطن ساتھی

ہم اپنا سوزِ دل دے کر کریں پیدا وہ سرگرمی
کبھی پڑنے نہ پائے سرد بازارِ وطن ساتھی

اگر ہم متحد ہو جائیں تو آسان ہو جائے
ہمیں در پیش ہے جو راہِ دشوارِ وطن ساتھی

گھڑی آئے تو خود بڑھ کر وطن کی نذر ہو جائے
رہے یوں مستعد اک اک فداکارِ وطن ساتھی

وطن کی خیر اندیشی بھی ایماں کی علامت ہے
نہ کیونکر مردِ مومن ہو روادارِ وطن ساتھی

ملے مظلومیت کی داد ہر مظلوم انساں کو
کہ ہو انصاف کا دربار، دربارِ وطن ساتھی

وطن کی سربلندی کا اسی میں راز پنہاں ہے
وطن کا بچہ بچہ ہو علمدارِ وطن ساتھی

کرے محسوس اک اک فرد اپنی ذمہ داری کو
ہمیں مالک، ہمیں ہیں جبکہ مختارِ وطن ساتھی

غریبی کا نشاں تک بھی کہیں باقی نہ رہ پائے
غنی ہو جائے ہر محتاج و نادارِ وطن ساتھی

جہاں سچائی ہوتی ہے وہاں رحمت برستی ہے
صداقت ہی صداقت ہو یہ ہر کارِ وطن ساتھی

جواہر، شاستری، آزاد، ذاکر اور باپو جی!
یہ سب کے سب تھے جان و دل سے غمخوارِ وطن ساتھی

عبث ہی حضرت کیفی یہ ہے الزامِ غداری
کہ اک شاعر تو ہوتا ہے پرستارِ وطن ساتھی

* مقیت اعظمی ایم۔اے۔بی ایڈ
اینگلو اردو ہائی اسکول،
اقبال روڈ، دھولے ۴۲۴۰۰۱

زمانہ بدل گیا

اہلِ ہوس کا جب بھی کوئی داؤں چل گیا
گلشن سے رنگ روپ گلوں کا نکل گیا
زندہ دلوں کا رنگ بھی یارو بدل گیا
ہر لمحہ انبساط کا اشکوں میں ڈھل گیا
دنیا پکار اٹھی کہ زمانہ بدل گیا

دنیا سے آب و دانہ غریبوں کا جب اٹھا
دل سے سکون تیرہ نصیبوں کا جب اٹھا
کلکِ الم شناس ادیبوں کا جب اٹھا
نغمہ لبوں پہ آکے مسرت کا جل گیا
دنیا پکار اٹھی کہ زمانہ بدل گیا

آئی بہار قصرِ خزاں خاک پھر ہوا
انداز پتے پتے کا بیباک پھر ہوا
گلشن خس اور خاک سے سب پاک پھر ہوا
ڈالی سے پھول گرتا ہوا پھر سنبھل گیا
دنیا پکار اٹھی کہ زمانہ بدل گیا

اب مرحلہ حیات کا مشکل نہیں رہا
منجدھار میں بھی اب غمِ ساحل نہیں رہا
پیر و جواں کو خوفِ سلاسل نہیں رہا
ڈر بندشِ قفس کا دلوں سے نکل گیا
دنیا پکار اٹھی کہ زمانہ بدل گیا

جب ضو فشاں عوام کی تقدیر ہو گئی
ٹکڑے ہر اک پاؤں کی زنجیر ہو گئی
مٹی پھر اپنے ملک کی اکسیر ہو گئی
عزم و عمل کا سکہ سرِ عام چل گیا
دنیا پکار اٹھی کہ زمانہ بدل گیا

اہلِ چمن کو ظلم سے پھر مل گئی نجات
ظلمت کو اپنی لیکے کہیں چھپ گئی ہے رات
جشنِ طرب کی کرتا ہے ہر شخص کھل کے بات
محرومیوں کا دل سے جنازہ نکل گیا
دنیا پکار اٹھی کہ زمانہ بدل گیا

• سیّد نیّر جعفری نیّر الہ آبادی

175-1-اے، نہال پور
الہ آباد - (یو۔پی)

دل سے آندھی گزرتی رہی رات بھر
لَو دیئے کی لرزتی رہی رات بھر

بھیگتا جسم کروٹ بدلتا رہا
یاد کی چھت ٹپکتی رہی رات بھر

شہرِ دل میرا چُپ چاپ جلتا رہا
آنکھ میری پگھلتی رہی رات بھر

آنکھیں بند تھیں مگر بیتے لمحوں کی اِک
فلم پلکوں میں چلتی رہی رات بھر

دل کی گلیوں میں طوفان اُٹھتے رہے
آنکھ میری برستی رہی رات بھر

موم کے جسم میں لاش ڈھا گئے
لَو لپکتی مچلتی رہی رات بھر

بلّی چھت پر مرے بیٹھی روتی رہی
اور وحشت برستی رہی رات بھر

• منظور ندیم بالاپوری

مرے قریب سے کچھ یوں گذر گیا ہے کوئی!
کہ مجھ کو مجھ سے بہت دور کر گیا ہے کوئی

چلا تو آیا مرے در سے بے نیازانہ
گلی کے موڑ پہ آکر ٹھہر گیا ہے کوئی

اب اُس سے ترکِ تعلق بھی غیر ممکن ہے
کہ ٹوٹ کر مرے اندر بکھر گیا ہے کوئی

وہ اک نگاہ کچھ اُتری ہے اس طرح دل میں
کہ جیسے جسم میں نشتر اُتر گیا ہے کوئی

کسی کو راس نہ آیا مسرّتوں کا ہجوم
غموں کی دھوپ میں تپ کر نکھر گیا ہے کوئی

• ایم۔ کوٹھیاوی راہی

قاضی پورہ خورد، گورکھپور (یو۔پی)

آمد ہوئے تو دیر ہوئی واپسی بھی ہے
اے زندگی اک اور زندگی بھی ہے

اس شہرِ ناشناس میں دیوار بھی نہیں
حاصل ہمیں کبھی تری ہمسائیگی بھی ہے

غم بجھ گیا نصیب کا تارہ چمک گیا
اب دیکھنا ہے گھر میں کہیں روشنی بھی ہے

ٹیلے سے جھانکتے ہوئے اک چاند کی طرح
پانی میں تیرتی ہوئی پچھلی صدی بھی ہے

لمحے جو تھے نگاہ میں سب سُرخ ہو گئے
آنسو بہا کے دیکھ کوئی شاخ ہری بھی ہے

اے صبحِ ہجر شام کا مت انتظار کر
رُخ پر ترے، شفق کی حسین تیرگی بھی ہے

* غلام رسول اشرف
ایم۔اے۔ بی۔ ایس سی، بی۔ ایڈ
تکیہ معصوم شاہ، مومن پورہ، ناگپور ۱۸

منصفِ شہر بھی جینے کی ادائیں دیگا
کون کہتا ہے کہ مجرم کو سزائیں دیگا

دل تو سائل ہے ترے در پہ صدائیں دیگا
کچھ ملے یا نہ ملے پھر بھی دعائیں دیگا

ہر عمارت کے در و بام پکاریں گے مجھے
مجھ کو ہر شخص مرے بعد صدائیں دیگا

درد کے پھول مہک اٹھیں گے دل میں ہر سو
موسمِ گل کبھی تو زخموں کو ہوائیں دیگا

بے لباسی ہی بھلی اس سے تو اپنی اشرف
وقت دیگا بھی تو بس غم کی قبائیں دیگا

نومی راج

• اشفاق انجم (ایم۔اے۔ بی ایڈ)
۴۹، نیا پورہ، مالیگاؤں ۴۲۳۲۰۳

چٹختی ریت پہ سجدہ! سبب ہی ایسا تھا
ہماری راہ، ہمارا نسب ہی ایسا تھا

سیاہی، شعلہ بہ سر شمع، قتل سورج کا
میں ڈر کے رو دیا، آغازِ شب ہی ایسا تھا

یہ جی میں آئی کہ آنکھیں نکال کر رکھ دوں
لرزنا کانپنا دستِ طلب ہی ایسا تھا

ہزار زخم تھے تلووں میں اور درد نہ ٹیس
کسی کی راہ میں جشنِ طرب ہی ایسا تھا

وہ سامنے رہا جب تک میں خود سے لڑتا رہا
بدن میں آگ لہو میں غضب ہی ایسا تھا

ہٹا نہ لینا اگر اپنے لب پگھل جانا!
میں تپ گیا تھا وہ شعلہ بہ لب ہی ایسا تھا

یہ سانحہ ہے کہ اشفاق ہو گیا دشمن!
رہِ حیات میں انجم کا ڈھب ہی ایسا تھا!

• نیاز علی نیاز
بالاپور، ضلع اکولہ

دھوپ میں حوادث کی سائباں گھماتی ہے
زندگی سے یہ پوچھیں کس کو آزماتی ہے

وہ کوئی سیاست ہو یا ہو مصلحت کوئی
بات سچ کسی دل سے منہ پہ آ ہی جاتی ہے

جس نے خامیاں میری انگلیوں پہ گنوا دیں
دوستوں کی محفل میں یاد اس کی آتی ہے

میرے غم کی باتوں سے لوگ کیوں پریشاں ہیں
بارہا کہا میں نے معاملہ یہ ذاتی ہے

بات ایک پنگھٹ کی سن رہے تھے سب لیکن
درمیاں یہ جملہ تھا آدمی دیہاتی ہے

سازِ دل پہ یہ مضراب اے نیاز کیا کہیئے!
بادِ صبح بھی شاید شعر گنگناتی ہے

❖ ❖ ❖

۱۰ر جولائی ۱۹۸۱ء

تبصرہ

تبصرہ نگار: حسن عباس فطرت

خاموش آواز

جاں نثار اختر
مدھیہ پردیش اُردو اکادمی، بھوپال
صفحات: ۴۰۰ ✱ قیمت: ۲۵ روپے

"زیرِلب" اور "حرفِ آشنا" کے قاری کے دل میں مدّتوں سے خود جاں نثار اختر کے خطوط کے مطالعہ کی خواہش گدگدی پیدا کر رہی تھی — "خاموش آواز" کی اشاعت سے برسوں کی لگی بجھ گئی ہے۔

اس مجموعہ میں صفیہ کے نام چند خطوط ہیں اور خدیجہ اختر کے نام دو سو سے زائد مگر دل کی آنکھوں سے دیکھا جائے تو کھلے گا کہ یہ تمام کے تمام دراصل "زیرِلب" والی صفیہ مرحومہ ہی کے نام ہیں جو جاں نثار سے جسمانی جدائی کے باوجود تمام عمر اس کے دل و دماغ پر اُجالا اندھیرا بن کے چھائی رہی۔

ان خطوط کی حیثیت سرتاسر شخصی ہے، خدیجہ سے شادی کرنے سے پہلے اور بعد کے ہر خط میں رازداری کی باتیں ہیں جن کا تعلق اپنے پرائے، دونوں سے ہے۔ اس میں دو اجنبی مرد و عورت کی نجی و دوستانہ گفتگو بھی ہے اور میاں بیوی کے آپسی تعلقات کا رنگین ترانہ بھی، ایسی بے تکلفانہ و بے محابہ اندازِ تحریر کو دیکھ کر ہر شخص یہی فیصلہ کرے گا کہ ان خطوط کی اشاعت کا جاں نثار اختر کو شان و گمان بھی نہ تھا، لیکن اُردو ادب کو اس سے بیش قرار فائدہ پہنچا کہ بالکل سچے اور خالص جذبات والے بہت سے خطوط اس کے ذخیرہ میں آگئے جن میں جاں نثار کی شخصیت کے مختلف گوشے، مصائب و محرومی سے پُر زندگی، اس کے رجائیت پسند قلم سے مرقوم و کندہ ہو گئی ہے 'خاموش آواز' میں جاں نثار عالم باعمل نظر آتے ہیں وہ صرف اپنی کانٹوں بھری زندگی سے پھول کھلانے میں جٹے ہوئے نہیں ہیں بلکہ خدیجہ کو بھی گہرائی میں گرنے نہیں دیتے۔ اپنی پیار بھری نصیحتوں سے ایک مایوس و ستم زدہ معمولی گھریلو عورت کو جینے کا حوصلہ و سلیقہ دیکر علمی و ادبی ذہن و دماغ بھی ودیعت کر دیتے ہیں۔

اگر یہ خطوط شائع نہ ہوتے تو جاں نثار کی سادہ لوحی، دردمندی وسیع المشربی و باربباشی کے اندر چھپا ہوا اُصول پرست، وضع دار باحمیت و ضابطہ پسند انسان کبھی سامنے نہ آتا جو اپنی بیوی کو خبردار کرتا ہے کہ "میرے فلاں فلاں جگری دوست تمہارے شہر میں آنے والے ہیں مگر نہ تم اُن سے ملنے جانا اور نہ ہی اُن کو گھر پر بُلانا"۔

"جاں نثار اختر" مرنے سے کچھ پہلے صفِ اوّل کے شاعر مان لئے گئے تھے لیکن ان کے گہرے اور وسیع مطالعہ، غیر معمولی تنقیدی شعور، شگفتہ و دلنشیں نثر نگاری کے جوہر سے ہم کو "خاموش آواز" ہی کے ذریعہ آگہی و آشنائی ہوتی ہے۔ اس مجموعہ کے چند خاص خطوط اور بہت سے خطوط کے چند حصے ادبی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں ساتھ ہی بمبئی کی ادبی، تہذیبی اور سیاسی ڈائری کے لئے قطب نما کا کام بھی انجام دیتے ہیں۔

ان خطوط کو پڑھتے وقت سجاد ظہیر کے "نقوشِ زنداں" کی طرف کبھی کبھی ذہن متوجہ ہو جاتا ہے کیونکہ رومانیت، رجائیت شگفتگی دونوں میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے اس کے باوجود دونوں میں نقشِ اول و نقشِ ثانی سے زیادہ فرق ہے "نقوشِ زنداں" کے ہر خط میں ایک مہجور نوشہ کی والہانہ ربودگی گہرے کُہر کی طرح چھائی رہتی ہے جس سے اس کی رنگینی مدھم پڑ گئی ہے مگر "خاموش آواز" میں نرمی و ملائمت ہے، نزاکتِ احساس ہے اور جگہ جگہ جاں نثار کے دل سی بانو کے بکھرے ہوئے ذرّات اس میں تہ داری و صد رنگی پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں زندگی اپنے پورے قد و قامت اور اُتار چڑھاؤ کے ساتھ موجزن ہے جبکہ وہاں صرف ایک لہر کا منظر و ترنم ہے۔

اُردو مکاتیب میں "خاموش آواز" کو صرف ایک اہم اضافہ کہہ دینا کافی نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ شاعری کے بعد جاں نثار اختر نے نثر نگاری میں بھی اُردو ادب کو نئی جہت سے آشنا کیا ہے تو شاید زیادہ صحیح ہو۔

✱✱

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲ رجون کو وگیان بھون نئی دہلی میں ریاستی اور مرکز کے تحت علاقوں کے وزرائے تعلیم کی کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ زیر نظر تصویر میں شریمتی گاندھی کے بائیں جانب شری ایس۔ بی۔ چوان، مرکزی وزیر تعلیم تشریف فرما ہیں۔ دائیں جانب کی تصویر میں ڈاکٹر بلی رام ہیرے، مہاراشٹر کے وزیر تعلیم نظر آرہے ہیں۔
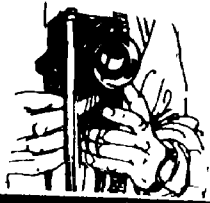
خبریں۔ تصویروں میں

آکاش وانی بمبئی کی عمارت میں واقع 'آکاش وانی آرٹ تھیٹر' ۱۱ رجون سے دوبارہ شروع کیا گیا۔

تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے روایتی دیپ جلاکر رسم افتتاح ادا فرما رہے ہیں۔ شری انتولے کے دائیں جانب شری وسنت ساٹھے، مرکزی وزیر برائے اطلاعات و نشریات، اور بائیں جانب شریمتی مالتی تامبے ویدیہ، منیجنگ ڈائرکٹر نیشنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کھڑی ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، بحیثیت مہمانِ خصوصی 'بدھ جینتی' تقریب کے موقع پر خطاب فرما رہے ہیں. جس کا اہتمام 'سرو دھرم سمبھاؤ پرتشٹھان' نے ۳ر جون کو بمبئی میں ورلی کے جمہوری میدان میں کیا تھا.

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کو وزیر اعلیٰ راحت فنڈ، کے لئے ۷،۵۷،۳۹۰ روپے کا چیک ۱۰ر جون کو آپ کی سرکاری رہائش گاہ 'ورشا' پر پیش کیا گیا.

یہ رقم سانگلی شیتکری سہکاری ساکھر کارخانہ لمیٹڈ کی طرف سے بطور عطیہ دی گئی. تصویر میں بائیں سے دائیں، شری گلاب راؤ پاٹل، صدر ایم. پی. سی سی (آئی)، شریمتی شالینی تائی پاٹل، وزیر محصول، شری وشنپنت پاٹل، فیکٹری کے چیرمین اور شری سوریہ کانت پاٹل، ڈائرکٹر آف فیکٹری دیکھے جا سکتے ہیں

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے ۱۰ر جون کو 'ورشا' پر ساٹھ لاکھ روپے کا چیک شری پی. کے پاٹل کے ہاتھوں قبول فرما رہے ہیں. یہ رقم تاپی ستپودا سہکاری ساکھر کارخانہ کی طرف سے بطور عطیہ وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں دی گئی.

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۸ جون کو ناشک میں مہاراشٹر میں پولس کرائم ڈیٹکشن ٹریننگ سینٹر کی نئی عمارت کا افتتاح فرمایا۔ بائیں جانب مذکورہ عمارت کی تصویر ہے۔ دائیں جانب شری اے۔ آر۔ انتولے نام کی تختی کی نقاب کشائی فرمارہے ہیں۔ شری انتولے کے بائیں طرف شریمتی نرگس انتولے اور چیف سکریٹری شری پی۔ جی۔ گوائی کھڑے ہیں۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

شری دناجی راؤ سالونکھے وائس چانسلر مہاتما پھلے اگریکلچرل یونیورسٹی راہوری، "دگائے کی مخلوط نسل اور ڈیری ترقیات" کے عنوان پر منعقدہ سیمینار میں افتتاحی خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ یہ سیمینار مہاراشٹر اینمل ہسبنڈری ایسوسی ایشن نے اگریکلچرل کالج پونے میں منعقد کیا تھا۔ زیرنظر تصویر میں سروشری دناجی راؤ دیشمکھ، اپّا صاحب پوار، اناصاحب شردے، سنی بھائی دیسائی اور کے۔ ایم۔ پاٹل بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔
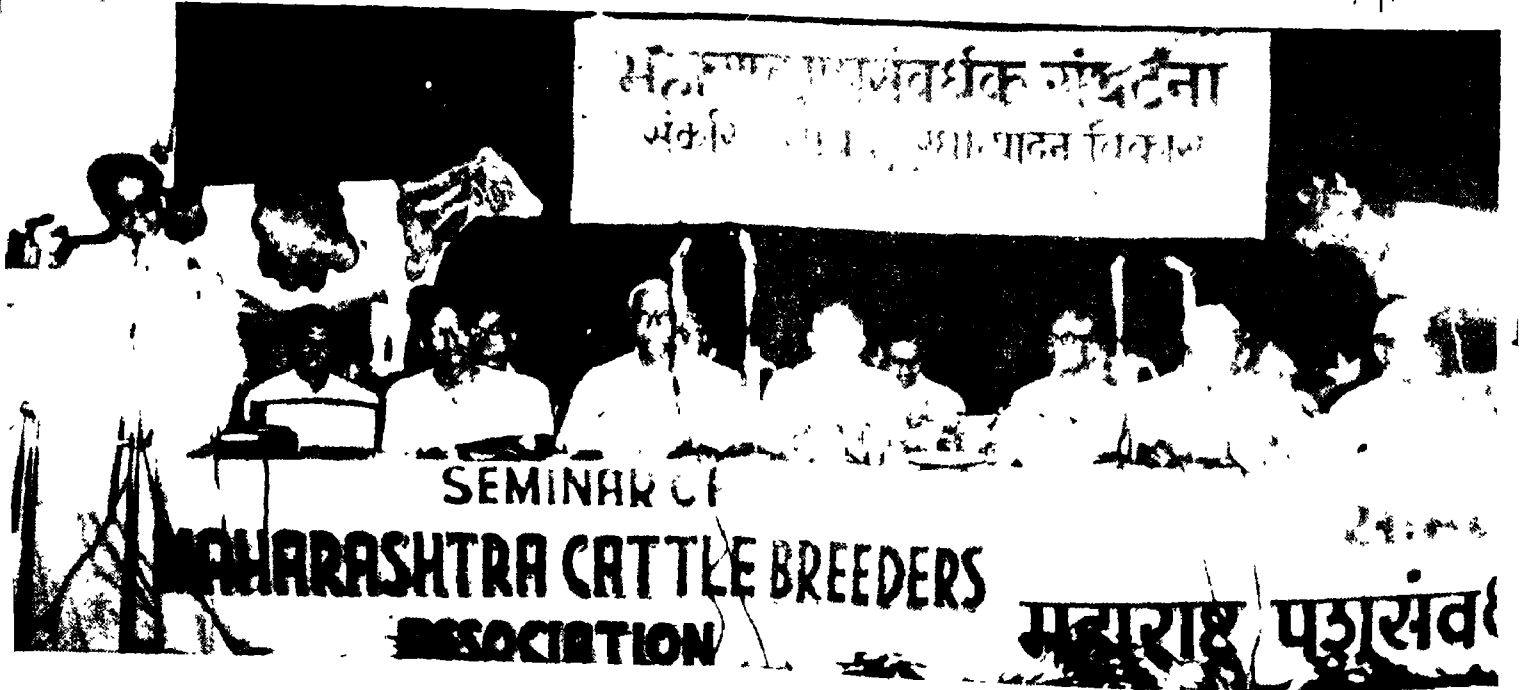
ادیباسیوں کی اجتماعی شادیاں حال
ہی میں پنڈھرکاوڈا میں منعقد ہوئیں ۔
تصویر میں شری نانا بھاؤ امبیڈوار، وزیر
برائے جنگلات اور شری سروپ سنگھ نائک
وزیر سماجی بہبود، شادی شدہ جوڑوں کو
آشیرواد دیتے نظر آ رہے ہیں ۔

شری بریمانند آوالے، وزیر مملکت برائے
ہاؤسنگ و پروٹوکول نے حال ہی میں بمبئی
روٹری کلب، بمبئی (جنوبی) کی جانب سے
ایک نابینا نوجوان شری رمیش جمبولی کو
بوگا کشما بلڈنگ کے مقابل عطا کردہ
پان بیڑی اسٹال کا افتتاح فرمایا.

تاڑدیو برج کے نزدیک وسنکلپ بدھی،
عمارت کا افتتاح جسے بمبئی ہاؤسنگ اور
ایریا ڈیولپمنٹ بورڈ نے تعمیر کیا شری بمنی بیربیلا
بین یاگنک، وزیر برائے ہاؤسنگ نے، جون
کو فرمایا۔ شری بمنی یاگنک کے بائیں جانب
شری بریمانند آوالے، ریاستی وزیر برائے
ہاؤسنگ کھڑے ہیں ۔
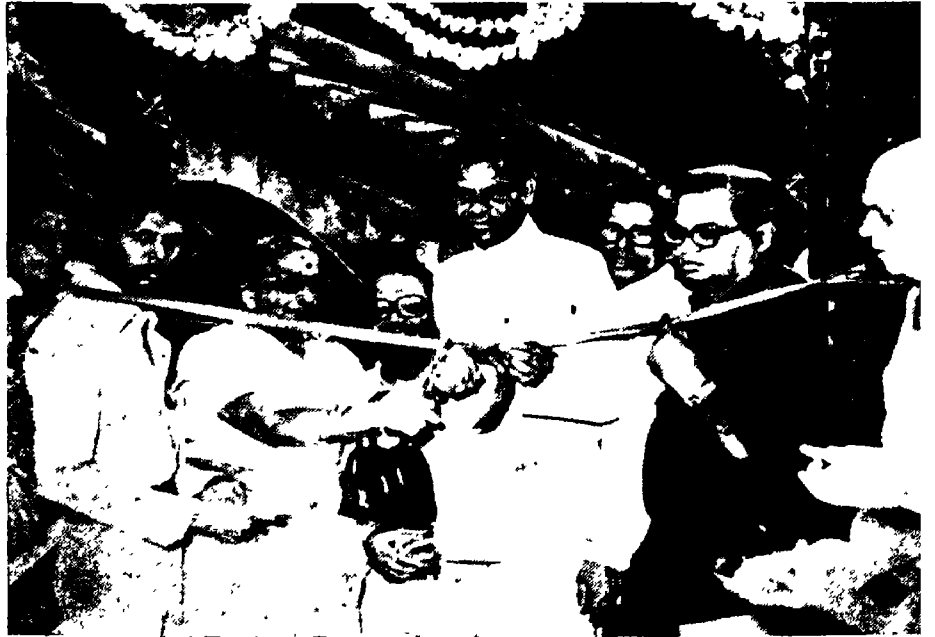
شری کیشو راؤ رانے، ایم. ایل. اے.
ضلع سندھو درگ میں مالون کے مقام
پر ایس. ٹی بس اسٹیشن کا افتتاح فرماتے
ہوئے۔ تصویر میں شری ایس. این دیسائی
وزیر مملکت برائے امداد باہمی، صنعت،
اطلاعات، رابطۂ عامہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں.

شری بالیشور رام، مرکزی وزیر مملکت
برائے زراعت و دیہی ترقی، حال ہی میں
منترالیہ میں منعقدہ ایک بیٹھک میں
مہاراشٹر کی دیہی ترقیات سے متعلق
اسکیمات پر شری این. ایم. تڑکے، مہاراشٹر
کے وزیر محنت، امداد باہمی اور منصوبہ
بندی، شری بابو راؤ کالے، وزیر برائے
دیہی ترقیات اور نانا بھاؤ ایمبیڈوار،
وزیر برائے جنگلات اور روزگار کے ساتھ
تبادلۂ خیالات فرما رہے ہیں. داہنے سرے
پر شری سریش دیوتلے، وزیر مملکت برائے
دیہی ترقیات بھی دیکھے جا سکتے ہیں.

ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے ثقافتی امور کے زیر اہتمام حال ہی پونے میں
کیرتن مہوتسو منعقد کیا گیا۔ بائیں جانب کی تصویر میں شری جینت راؤ
تلک، وزیر ثقافتی امور، کیرتن کر شری رام کرشنا بوا شیبوالکر کو شال اور
ناریل پیش کر رہے ہیں. اس موقعہ پر "کیرتن آرٹ بطور کار آمد رابطہ عامہ"
کے عنوان پر ایک سیمینار بھی منعقد ہوا۔

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۲۲ رجون کو جہانگیر آرٹ گیلری، بمبئی میں تصویری نمائش "سن آف انڈیا" کا افتتاح فرمایا۔ زیر نظر تصویر میں (بائیں سے) شری شیوراج پاٹل، مرکزی وزیر مملکت برائے دفاع، شری کیدار پانڈے مرکزی وزیر ریلوے، وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اور دائیں سرے پر شریمتی نرگس انتولے دیکھی جا سکتی ہیں۔

سنجے کے خوابوں کو پورا کرنے کیلئے تندہی سے کام کیجئے
وزیراعلیٰ کے ہاتھوں "سن آف انڈیا" نمائش کا افتتاح

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ایک سیکولر سوشلسٹ اور جمہوری ہندوستان کے سنجے گاندھی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے کڑی محنت و لگن کے ساتھ کام کریں۔ آپ جہانگیر آرٹ گیلری میں ۲۲ رجون کو "سن آف انڈیا" نمائش کا افتتاح فرما رہے تھے۔

اس نمائش میں سنجے گاندھی کے بچپن، طرز زندگی، ان کے کارہائے نمایاں اور ۵ نکاتی پروگرام کی تصویری جھلکیاں پیش کی گئیں۔ مرکزی وزیر ریلوے شری کیدار پانڈے نے اس تقریب کی صدارت کی۔

شری اے۔ آر۔ انتولے نے فرمایا کہ نہرو خاندان کی رہنمائی نے ملک کو صحیح معنوں میں سیکولر، سوشلسٹ اور جمہوری ملک بنایا ہے۔ اس خاندان کی رہنمائی کی وجہ سے ملک کا قومی اتحاد برقرار ہے۔ سنجے گاندھی کی وفات کے بعد ہمارے نئے رہنما شری راجیو گاندھی، سنجے گاندھی کے کاموں کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ اسلئے یہ ضروری ہے کہ راجیو گاندھی کو حکومت اور پارٹی میں اہم مقام دیا جائے تاکہ وہ ملک کی رہنمائی کر سکیں۔

آپ نے آنجہانی سنجے گاندھی کو ایک عظیم شخصیت قرار دیتے ہوئے کہا کہ اپنی فرض شناسی، اعلیٰ اخلاق و کردار، اور دور اندیشی کی بنا پر انھوں نے ملک کے بے شمار افراد خصوصاً نوجوانوں کو اپنا معتقد بنا لیا تھا۔ سنگین حالات اور مخالف صورتحال میں انھوں نے

ریاستی خبریں

چیلنج کو قبول کیا، تنقیدوں کا سامنا کیا اور ملک کی رہنمائی کی۔

سنجے نے ہندستان کو معاشی اور سیاسی اعتبار سے ایک عظیم ملک بنانے کا خواب دیکھا تھا لیکن وہ خواب اُن کی زندگی میں شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا اور وہ ہم سے چھن گئے۔ آج جب کہ ہم سنجے کو معمارِ ہند کی حیثیت سے یاد کر رہے ہیں ہم راجیو کو نہیں بھول سکتے، جنہیں بے شمار رائے دہندگان نے وحدت دیگر سیکولرزم، جمہوریت اور ملک کی ثقافتی روایات عام کرنے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ میں راجیو کو قدیم اور جدید کے مابین ایک پل تصور کرتے ہوئے انہیں حکومت یا پارٹی میں اہم عہدہ دیئے جانے کی پرزور حمایت کرتا ہوں۔

اگر سنجے مزید پانچ برس زندہ رہتے تو ملک کی سماجی، سیاسی اور معاشی حالت بڑی کا بی امید افزا ہوتی۔ نہرو خاندان کی ملک کے لئے خدمات ہندستان کے لئے نعمت ہے۔ موتی لال نہرو کے ایام سے ہی جمہوری قدروں کا پرچار شروع ہوا اور مختلف مکتب فکر کے افراد کو یکجا کیا گیا۔ ہندوستان کے اس عظیم خاندان نے ترقی کو بنیاد بنا کر سیکولرزم کا نظریہ پیش کیا۔ ہندوستان کی تہذیب، ثقافت، جمہوریت اور سیکولرزم کی بقاء کی خاطر ہندوستانی عوام کو سنجے کی ضرورت تھی اب انہیں راجیو کی ضرورت ہے۔

مرکزی وزیر ریلوے شری کیدار پانڈے نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ ملک کے اتحاد اور سیکولرزم کے فروغ کی خاطر ہمیں انتھک کوششیں کرنی چاہیئے۔ سنجے گاندھی کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہوگا کہ ہم سب ذات اور مذہب کے اختلافات کو بھول کر متحد ہو جائیں۔ سنجے گاندھی نے اپنی مختصر زندگی میں ہر کسی سے اپنی قابلیتوں کا لوہا منوا لیا ہے۔

اس موقع پر کمشنر ایم جوشی ڈپٹی منسٹر اطلاعات و نشریات نے کہا کہ سنجے کا پیغام " باتیں کم اور کام زیادہ" یا ملک میں گھر گھر پہونچایا جائے۔

قومی راج

پنڈت جواہر لال نہرو کو خراجِ عقیدت

آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی ۱۷ ویں برسی کے موقع پر منترالیہ میں آپکو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے نے آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی تصویر پر پھول مالا چڑھائی اور ایک سرخ گلاب نذر کیا۔ ریاستی کابینہ کے ممبران، چیف سکریٹری اور دیگر عہدہ داران ملازمین نے بھی تصویر کے آگے سرخ گلاب کی کلیاں رکھ کر خراجِ عقیدت پیش کیا۔

مرکزی وزیر مملکت دفاع، اور نمائش کے منتظم شری شیوراج پاٹل نے بھی اس موقع پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس نمائش سے عوام سنجے کی زندگی اور ان کے عملی کردار سے روشناس ہوں گے۔

اس سے قبل شری علی صدیقی نمائش کے سکریٹری نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

ہاتھوں سے معذور لڑکے کو وزیر اعلیٰ کا عطیہ

ریاست کے وزیر داخلہ شری ابھے سنگھ بھوسلے نے وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے سے ۱۵ برس کے ایک معذور لڑکے کو متعارف کرایا جو پیدائش کے وقت ہی سے دونوں ہاتھوں سے محروم ہے۔

کولہاپور ضلع کے گدھنگلاج تعلقہ کے دیہات شیندری سے تعلق رکھنے والے اس لڑکے کے نام بابو گنڈو گلگلے ہے۔ کہنیوں سے آگے دونوں ہاتھوں سے معذور ہونے کے باوجود بابو اپنے پیروں کی انگلیوں کی مدد سے لکھ لیتا ہے۔ اور ٹائپ بھی کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ بخوبی سائیکل چلاتا ہے۔ اور ایک اچھا تیراک بھی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے اس معذور لڑکے کی جد و جہد زندگی اور اس کے آہنی ارادوں کی ستائش کرتے ہوئے اسے دسویں کے امتحان میں شریک ہونے پر مبارکباد دی۔ اور اس کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ...،۱۵ روپیوں کا چیک پیش کیا۔

راج ماتا کی وزیرِ اعلیٰ کو مبارکباد

۹ رجون کو وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے کے عہدے اقتدار کا ایک برس مکمل ہونے پر راج ماتا سمترا راجے بھوسلے، سرد دھرم سمپاد سمیتی کی ایگزیکیوٹیو چیرمین اور سمیتی کے دیگر اراکین، شریمتی سمیتی دیوی دھنوے اور شری وسنت دیشمکھ نے انہیں مبارکباد پیش کی۔

تہنیتی پیغام کا متن درج ذیل ہے۔

"راج ماتا سمترا راجے بھوسلے کی جانب سے شریمتی سمتی دیوی دھنوٹے اور شری وسنت دیشمکھ، وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے کی خدمت میں آپ کے عہدہ اقتدار کا ایک سال کامیابی سے مکمل کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

آپ نے چھترپتی شیواجی مہاراج کے سیکولر نظریات کے فروغ کے لئے جو اقدامات کئے ہیں اس کے لئے مہاراشٹر کے عوام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خدا آپ کو توفیق دے اور مراٹھا راجہ سے آپکو رہنمائی ملے تاکہ آپ مہاراشٹر اور قوم کی اسیطرح قیادت کرتے رہیں۔"

وزیرِ اعلیٰ کو ایک سال مکمل کرنے پر مبارکباد

اراکین مجلس قانون ساز، مل مزدور، صحافی فنکار اور زندگی کے دیگر شعبوں سے متعلقہ عوام نے وزیرِ اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے عہدہ اقتدار کا ایک سال مکمل ہونے پر مبارکباد دی۔

منترالیہ میں کابینہ کی میٹنگ سے قبل ۹ رجون کی صبح شری اے۔ آر۔ انتولے اور ان کے رفقاء کو مبارکبادی کے پیغامات وصول ہوئے۔

اس موقع پر کئی لوگوں نے پھولوں کے گلدستے پیش کئے لیکن شری یشونت راؤ جادھو نے آپکو مبارکباد دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ فنڈ کے لئے ۲۱,۰۰۰ روپیوں کا چیک پیش کیا۔ یہ رقم گھاٹ کوپر کے شہریوں نے شری جادھو کو ان کی سماجی خدمات کے اعتراف میں پیش کی تھی۔

منترالیہ رپورٹروں نے بھی وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کی۔ شری وسنت شندے، بمبئی مراٹھی پترکار سنگھ کے صدر نے اپنی تنظیم کی جانب سے آپکو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپکی حکومت کی پالیسیوں کی ستائش کی اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

شریمتی اندرا گاندھی پر عوام کا اعتماد بحال

چناؤ کے نتائج پر وزیرِ اعلیٰ کے تأثرات

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے لوک سبھا اور اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں کانگریس (آئی) کی فتح کو شریمتی اندرا گاندھی کے نظریات و پالیسی پر تیزی سے عمل درآمد کے لئے عوام کا فیصلہ قرار دیا۔

آپ نے فرمایا لوک سبھا اور اسمبلی کے ضمنی انتخابات میں کانگریس آئی کے امیدواروں کی شاندار کامیابی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی ہی ملک کی وہ واحد رہنما ہیں جن پر عوام اپنے روشن مستقبل کے لئے پورا پورا بھروسہ کرتے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ کانگریس آئی کے امیدواروں کی اکثریت ووٹوں سے کامیابی حزب مخالف کے کھوکھلے پروپگنڈے کا منہ توڑ جواب ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ کامیابی انھیں اور دیگر پارٹی ورکروں کو مزید جوش اور خلوص سے ملک کی خدمت کرنے پر اکساتی ہے۔

وزیرِ اعلیٰ کا منترالیہ کے محکموں کا اچانک دورہ

وزیرِ اعلیٰ شری اے آر انتولے نے منترالیہ کے چند محکموں کا اچانک دورہ کیا۔ وزیر اعلیٰ محکمہ محصولیات اور جنگلات اور محکمہ تعلیم میں کام کا جائزہ لینے کے لئے ڈیڑھ گھنٹے تک وہاں رہے۔ آپ نے دیر سے کام پر حاضری کو خاص طور سے نوٹ کیا۔ کچھ جگہوں پر جب آپ نے دیکھا کہ کچھ ملازمین میز پر بیکار بیٹھے ہیں تو آپ نے ان کے کام کے بارے میں دریافت کیا۔

مراٹھواڑہ میں ۳۵ نکاتی پروگرام پر عمل آوری

اراکین مجلس قانون ساز کو خوشی

وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے نے امسال ماہ جنوری میں کابینہ کی سہ روزہ میٹنگ کے دوران مراٹھواڑہ کے لئے ۳۵ نکاتی پروگرام کا جو اعلان کیا تھا جلد ہی مذکورہ پروگرام کی ترقی کا سہ ماہی جائزہ پیش کیا جائیگا۔ جیسے کمشنر نے تیار کیا ہے، پروگرام کی ترقی کا سہ ماہی جائزہ وزیر اعلیٰ کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ جس میں ہر نکتہ سے متعلق کئے گئے اقدامات پر وزیر اعلیٰ غور فرمائیں گے۔ یہ انکشاف مراٹھواڑہ کے ایم ایل اے اور ایم پی کی ایک میٹنگ میں جو اس سلسلے کی تیسری میٹنگ تھی، کیا گیا۔

وزیر اعلیٰ نے میٹنگ میں موجود افسران کو ہدایت دی کہ وہ حکومت کے مقرر کردہ کمیٹیوں میں مندرج جاتیوں مندرج قبائیلیوں اور اقلیت کے اراکین کو پوری پوری نمائندگی دیں چاہے اس کے لئے کمیٹی کے اراکین کی تعداد میں اضافہ کرنا پڑے۔

مراٹھواڑہ کے صنعتی امن کو ختم کرنے کی چند مفسد ٹریڈ یونین رہنماؤں کی کوششوں پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے آپ نے یقین دلایا کہ اس سلسلے میں ضروری مناسب اقدامات کئے جائیں گے۔ آپ نے عوام کے ان نمائندوں کو یہ بھی بتایا کہ حکومت نے صنعتکاروں کو یقین دلایا ہے کہ اگر وہ پسماندہ علاقوں میں اپنی نئی صنعتیں قائم کریں تو بمبئی میں اُن کی صنعتوں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا جائیگا۔

ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں کہیں بھی ممکن ہو سنجے گاندھی سوادلمبن یوجنا کے تحت امداد اجناس کی شکل میں دی جائے گی۔ میٹنگ میں شریک ایم۔ پی اور ایم۔ ایل۔ اے حضرات نے بالاتفاق رائے سے ۳۵۔ نکاتی پروگرام اور اس پر عمل آوری پر اطمینان ظاہر کیا۔

شری ٹی۔ ایم۔ ساونت ایم پی (ریزروڈ) نے اپنی تقریر میں کہا کہ مندرج جاتیوں اور قبائلی طبقہ۔۔ پوری طرح مطمئن ہیں کہ حالیہ حکومت ان کی فلاح میں دلچسپی لیتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا سے مستفید ہونے والوں میں اکثریت ان جاتیوں کے اراکین کی ہے۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے یہ یقین دلایا کہ وہ سرکاری ملازمت میں مذکورہ جاتیوں کے ساتھ ان کی تقرری، ترقی وغیرہ سے متعلق کوئی نا انصافی ہوئی تو اسے دور کریں گے۔

وزیر اعلیٰ نے خیال ظاہر کیا کہ ودربھ کے اراکین قانون ساز سے اُن کی گفتگو بڑی مفید ثابت ہوئی ہے۔ اور وہ اسمبلی کے دو اجلاسوں کے درمیان زیادہ وقفہ ہونے پر ایسی مزید میٹنگیں منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ زمام حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کو نظم و نسق، کلچر، تعلیم اور یہاں تک کہ تاریخی معاملوں میں مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن عوام کی نیک خواہشات اور رفقائے تنظیم کی حمایت کی وجہ سے آپ ان مخالفوں پر غالب آ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے آپ اپنے رب کے مشکور ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ حکومت نے سب سے پہلے ریاست میں سب سے پہلے عناصر کے خاتمہ، صنعتی امن کی بحالی اور پیداوار میں اضافہ کیلئے اقدامات میں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد حکومت نے غریبوں کی فلاحی اسکیمات کو اپنایا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ پارٹی میٹنگ میں اعلیٰ افسران کے ساتھ ساتھ چیف سکریٹری بھی موجود تھے۔ یہ اہتمام عوام کے مسائل سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

شری بالا صاحب پوار ایم پی نے مراٹھواڑہ میں مزید ووکیشنل کورس کی سہولت اور کوآپریٹیو شوگر فیکٹریوں کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔

ڈاکٹر رفیق ذکریا ایم پی نے کہا کہ ٹریڈ یونین لیڈروں میں تشدد کی پالیسی کو ختم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں۔ وہ نہ صرف مراٹھواڑہ بلکہ

ریاست کے دیگر علاقوں میں بھی کار آمد ثابت ہوئے ہیں جس کے نتیجہ میں مراٹھواڑہ جو کہ ایک پسماندہ علاقہ ہے، میں صنعتی امن قائم ہو سکا ہے۔

شریمتی کیسر بائی شیر ساگر نے پارلیمنٹ کے اراکین کی جانب سے ۲۰ نکاتی پروگرام اور اس کی کامیابی پر اطمینان و مسرت کا اظہار کیا۔ اور یقین دلایا کہ یہ اراکین حکومت کے ساتھ ہیں۔ عثمان آباد کے شری ولاس دیشمکھ نے وزیر اعلیٰ کو جالنہ ضلع کی تشکیل پر مبارکباد دی اور امید ظاہر کی کہ وزیر اعلیٰ لاتور ضلع کے متعلق بھی عوامی مطالبات پر اسیطرح غور کریں گے۔

شری گنیش دودگاؤکر، شری صاحب راؤ دیشمکھ، شری اشوک پاٹل، شری عبدالعظیم نے بھی میٹنگ سے خطاب کیا۔

سرو دھرم سمبھاؤ اتحاد کی بنیاد

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے

اچھی باتوں کو اپنانا اور بری باتوں سے گریز کرنا ہماری تہذیب ہے۔ قومیت یا جمہوریت یا کسی اور بنیاد پر اتحاد کے لئے "سرو دھرم سمبھاؤ" کا اصول ہی کارآمد ہے۔ ان خیالات کا اظہار مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے چھترپتی شیواجی مہاراج کی تعلیمات کی روشنی میں "سرو دھرم سمبھاؤ" کے اصول پر ایک تحریری دستاویز کی تیاری کے لئے ریاستی حکومت کی طرف سے نامزد کردہ کمیٹی کی ۱۱ اپریل کو ایک میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

ورشا میں منعقدہ اس میٹنگ میں کمیٹی کے چیرمین شری کے۔ جی۔ پروہت کے علاوہ دیگر اراکین بھی موجود تھے۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ ہماری تاریخ ہماری تہذیب اور ہماری روایت ہماری وسیع النظری کے مظہر ہیں۔ اور اس وسیع النظری کو فروغ دینا ہر ہندوستانی کا فرض ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ آپ بار بار "سرو دھرم سمبھاؤ" کا ذکر کیوں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہر اچھی بات بار بار دہرائی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ نیز سرو دھرم سمبھاؤ کا اطلاق تمام عوام پر ہوتا ہے۔ کسی خاص طبقے پر نہیں۔ عوامی اتحاد کی وجہ سے ملک کی سالمیت برقرار رہتی ہے۔ جبکہ مذہبی جنونی غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مذہبی تعصب رکھنے والے افراد سماج کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

تبدیلئ مذہب سے متعلق آپ نے فرمایا کہ کسی مذہب کے ماننے والوں کو دوسرے عقیدہ کے لوگوں کو اس میں شریک کرنے کے لئے اجتماعی کوششیں نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر کسی کے دل میں تمام مذاہب کے لئے احترام ہے تو اسے اپنا مذہب بدلنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ رضاکارانہ طور پر اپنی مرضی سے اگر کوئی چاہے تو مذہب تبدیل کر سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں مسلسل کوششیں شک و شبہات اور سماجی تناؤ پیدا کرتی ہیں۔

آپ نے کہا کہ شیواجی مہاراج تمام مذاہب کے احترام کے علمبردار ہیں۔ لیکن ان کی پالیسیوں کو غلط ڈھنگ سے سمجھا گیا۔ اور ان کے نظریات کی غلط ترجمانی کی گئی۔

آپ نے فرمایا کہ "سرو دھرم سمبھاؤ" کا تصور آج بھی ملک کے لئے بے محل نہیں ہے اور اس پیغام کی ترویج سے بڑھ کر دوسرا کوئی کام اتنا اہم نہیں۔

میٹنگ میں وزیر اعلیٰ کے اس مشورے کو کہ بورڈ آف لیٹریچر اینڈ کلچر میں سرو دھرم سمبھاؤ کتبخانہ قائم کیا جائے، قبول کیا گیا۔

چیرمین شری پروہت نے دستاویز کی تیاری کا جائزہ پیش کیا اور کہا کہ کمیٹی جلد ہی اپنا کام مکمل کر لیگی۔

قلمی معاونین سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے یا پشت پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیں۔ مضمون کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی تحریر کریں ــــ غیر مطبوعہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔

(ادارہ)

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے ۱۸ جون کو ممبئی میں منعقدہ 'شہیدوں کی یادگار کمیٹی' کی ایک میٹنگ سے خطاب فرما رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ شری این۔ ایم۔ تڑکے وزیر محنت اور امداد باہمی، شری ڈی۔ ایس۔ پاگے اور شری پی۔ جی گوائی بھی تشریف فرما ہیں۔

گوا اور حیدرآباد کے شہیدوں کی یادگاریں، ۹ اگست کو بھومی پوجن

وزیر اعلیٰ شری اے آر انتولے نے ۱۸ جون کو منترالیہ میں یادگار شہیدان کمیٹی کی میٹنگ میں اعلان کیا کہ گوا اور حیدرآباد کی آزادی اور پھر بھارت میں ان ریاستوں کے انضمام کی جدوجہد میں شہید ہونیوالوں کی یاد میں یادگاریں قائم کی جائیں گی۔

حکومت مہاراشٹر نے اپنے اعلان میں واضح کیا ہے کہ ملک کے شہید مجاہدین آزادی کی یاد میں ریاست کے ۱۹۵ مقامات پر یادگاریں قائم کی جائیں گی۔

آپ نے گوا، حیدرآباد کی آزادی اور ان ریاستوں کی بھارت میں انضمام کی جدوجہد میں شہید ہونے والوں کی شہادت کو عظیم قربانی قرار دیا۔

آپ نے بتایا کہ یادگاریں شہدا کی جائے پیدائش اور وہ مقام جہاں وہ شہید ہوئے دونوں مقامات پر قائم کی جائیں گی۔

آپ نے بتایا کہ ۹ اگست کو ان تمام مقامات پر بھومی پوجا ادا کیجائیگی۔

گوا اور حیدرآباد کی آزادی کی جدوجہد میں شہید ہونیوالوں میں بالترتیب ۵ اور ۴۶ شہدا مہاراشٹر کے ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے کمیٹی کے سکریٹری شری راماجی پاٹل کو اس سلسلے میں اہم تفصیلات جمع کرنے پر مبارکباد پیش کی۔

شری باباصاحب بھوسلے نے کمیٹی کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ شری گوبند بھائی شراف، شری دیوی سنگھ چوہان، شری ایس۔ پاگے، شری این۔ ایم تڑکے وزیر محنت اور چیف سکریٹری پی جی گوائی نے میٹنگ میں شرکت کی۔

۱۴۸ لاکھ روپیوں کی لاگت سے بنائی جانے والی یادگار ایک ہال پر مشتمل ہوگی جس میں ۳۰ فٹ اونچی تختی ہوگی جس پر تمام شہیدوں کے نام کندہ ہوں گے۔

سنجے کے نظریات کی پیروی کیجئے

شری باباصاحب بھوسلے وزیر قانون و عدلیہ نے نئی نسل سے اپیل کی کہ وہ سنجے گاندھی کے نظریات کو اپنائیں اور قوم کے لئے اُن کے پانچ نکاتی پروگرام پر عمل درآمد کریں۔ آپ عثمان آباد کے مقام اودرگ میں ۲۵ رجون کو تعمیری مزدوروں کی میٹنگ سے خطاب فرما رہے تھے۔

آپ نے عطیہ خون مہم کا بھی افتتاح فرمایا۔ جو دو ہفتوں تک جاری رہے گی۔

آپ نے سنجے گاندھی نرادھار النودان یوجنا اور سواولمبن یوجنا کے تحت غریب، نادار اور حاجتمند افراد کو امدادی رقم تقسیم کی۔ اِن اسکیمات کی ترقی کا جائزہ پیش کرتے ہوئے عثمان آباد کے تحصیلدار نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں اسکیموں سے ابھی تک ۱۳۰ افراد مستفید ہوئے ہیں اور ڈھائی لاکھ روپئے تقسیم کئے گئے ہیں۔

سیکورٹی گارڈز کے لئے آرڈیننس

ریاست مہاراشٹر میں واقع فیکٹریوں اور نجی اداروں میں ملازم سیکورٹی گارڈز کی حالتِ ملازمت سے متعلق مہاراشٹر کے گورنر نے ایک آرڈیننس جاری کیا جو ۲۸ رجون ۱۹۸۱ء سے نافذالعمل ہوگا۔ سیکورٹی گارڈز کی حالتِ ملازمت میں بہتری کی غرض سے ایک بورڈ قائم کیا جائیگا۔ یہ آرڈیننس مہاراشٹر پرائیوٹ سیکورٹی گارڈز (ضوابط ملازمت و بہبود) حکمنامہ بابت ۱۹۸۱ء کہلائے گا۔ اور بمبئی عظمیٰ اور تھانہ صنعتی کمپلکس میں ملازم تمام سیکورٹی گارڈز ملازمین پر اِس کا اطلاق ہوگا۔

بمبئی عظمیٰ اور تھانے کے صنعتی کمپلکس میں ملازم ۷۰،۰۰۰ سیکورٹی گارڈز کو استحصال سے بچانے، ان کے کام کے حالات میں بہتری سے متعلق ایک علیحدہ بورڈ کے قیام کیلئے اِس آرڈیننس کا اجراء ضروری تھا

یادگار شہداء پراجیکٹ کمیٹی

شری باباصاحب بھوسلے وزیر قانون و عدلیہ کی زیرِ صدارت ۲۹ رجون کو یادگار شہیدان پروجیکٹ کی ایک خصوصی میٹنگ میں یادگار قائم کرنے کی جگہوں، یادگار کی جسامت وغیرہ سے متعلق امور پر غور کیا گیا۔

کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ یادگار ۱½ سے ۲ ایکڑ اراضی پر تعمیر کی جائے۔ اراضی کے انتخاب کے لئے ڈسٹرکٹ کلکٹر بذاتِ خود جگہوں کا انتخاب اور معائنہ کریں۔ مجاہدینِ آزادی، سماجی خدمت گذار مقامی ایم ایل اے اور ایم پی اس پروجیکٹ میں شامل کئے جائینگے۔ یادگار کے اطراف کی جگہ کو خوبصورت بنایا جائے گا۔ یہ یادگار ایک بڑے ہال اور ایک میموریل کولم پر مشتمل ہوگی جس پر شہیدوں کے نام کندہ ہوں گے۔ تمام ۱۹۶ مقامات پر میموریل پروجیکٹ کی بھومی پوجا ۹ر اگست کو کی جائے گی۔

شری پی۔ جی گوائی چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر نے ۳۰ رجون کو کلکٹروں کی میٹنگ بلائی ہے جس میں انہیں میموریل پروجیکٹ سے متعلق خصوصی ہدایت دیجائیگی۔

میٹنگ میں سروشری ڈی۔ ایس۔ پاگے، شری پی کے ساونت، شری راماجی پٹیل، شری ناناصاحب بھڈے شری این۔ وی۔ سندرامن خصوصی سکریٹری جنرل ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ اور شری راسنے، سکریٹری پی۔ ڈبلیو۔ ڈی نے شرکت کی۔

سنجے گاندھی سوا ولمبن یوجنا

تاریخ کی پابندی منسوخ

حکومت مہاراشٹر نے ہدایت دی ہے کہ سنجے گاندھی سوا ولمبن یوجنا کے تحت درخواستوں کی وصولی کے لئے آخری تاریخ کے اعلان اور مقررہ تاریخ کے بعد دستیاب ہونے والی درخواستوں کو قبول نہ کرنے سے متعلق جاری کردہ ہدایت نامہ منسوخ تصور کیا جائے۔

متعلقہ افسران کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھیں کہ آخری تاریخ گذر جانے کی وجہ سے کسی بھی درخواست کو قبول کرنے سے انکار نہ کیا جائے۔

سنجے گاندھی اسکیم نگراں کمیٹی مقرر

حکومت مہاراشٹر نے سنجے گاندھی انودان یوجنا اور سنجے گاندھی سواولمبن یوجنا پر موثر عمل اور خامیاں دور کرنے اور حصول مقصد کی خاطر کچھ بہتر ترمیمات اور مشوروں کے لئے ریاستی سطح پر ایک نگراں کمیٹی مقرر کی ہے۔

شری گلاب راؤ پاٹل کمیٹی کے چیرمین اور چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر وائس چیرمین ہوں گے۔

کمیٹی کے دیگر ممبران اس طرح ہیں:

شری رضوان حارث، شری [illegible] دیسائی، شری بھگونت راؤ دیسائی، شری بالا صاحب دیش مکھ، شری نریندر راؤ کدم، شری لکشمن راؤ، شری ہری کرشن راؤ پانڈو، شریمتی لکشمی بائی مجھوڈ، شری ڈی۔ این چولکر، شری باجی راؤ شندے، شری رامو پاٹل، شری رامو دیو چنگارے، شری وسنت راؤ جادھو اور شری ڈی کے افضل کر سکریٹری پلاننگ اور اسپیشل اسسٹنٹ ڈپارٹمنٹ (ممبر سکریٹری)

یہ کمیٹی سماج کے کمزور طبقات کے فائدے کے لئے [illegible] ہیں۔ مذکورہ اسکیمات پر بلا کسی تاخیر کے عمل آوری کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ حکومت چاہتی ہے کہ مستحق افراد کو اسکیمات کا خاطر خواہ فائدہ پہنچے اور کوئی بدعنوانی نہ ہو۔

قومی راج

شری ایم۔ جی۔ کاترے، اسپیشل آئی جی پی

شری ایم۔ جی۔ کاترے نے ۱۰ جون ۱۹۸۱ء کو ریاست مہاراشٹر کے اسپیشل انسپکٹر جنرل آف پولیس کے عہدے کا چارج لیا۔ آپ ۱۹۵۲ء میں انڈین پولیس فورس میں داخل ہوئے اور آپ کی تقرری ضلع ستارا میں بحیثیت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ہوئی۔ آپ نے شہر احمد نگر، گودھرا اور امراؤتی میں بحیثیت سپرنٹنڈنٹ آف پولیس خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے حکومت ہند کے تحت بمبئی میں مئی ۱۹۶۳ء میں [illegible] بنام ڈی۔ آئی۔ جی، سی بی آئی خدمات انجام دی ہیں۔

آپ بہترین خدمات انجام دینے پر ۱۹۷۱ء میں پولیس میڈل اور ۱۹۷۹ء میں پریسیڈنٹ پولیس میڈل حاصل کر چکے ہیں۔

ہر ضلع کے لئے باغبانی مرکز

ہر ضلع میں ایک باغبانی نرسری اور سوشیل فارسٹری مرکز کے قیام کے لئے مقامی رضاکارانہ تنظیم ایسا تھ پی۔ اے۔ ڈی بھی تعاون کرے گی۔ یہ فیصلہ منترالیہ میں ۱۶ جون کو منعقدہ پی۔ اے۔ ڈی کی گورننگ کونسل کی دوسری میٹنگ میں کیا گیا۔ شری بی۔ ایم۔ گائیکواڑ وزیر زراعت نے صدارت کی۔ میٹنگ میں شری نانا بھاؤ ایمبڈوار، وزیر جنگلات و ضمانت روزگار اسکیم اور شری پی۔ کے۔ ساونت موجود تھے۔

بین الاقوامی سال برائے معذوریں کے موقع پر پیپلز ایکشن فار ڈیولپمنٹ (مہاراشٹر) کی گورننگ کونسل نے [illegible] ایڈ سوسائٹی کو باغبانی نرسری پروگرام کے لئے ۵۰،۰۰۰ روپیوں کی خصوصی امداد منظور کی۔ نیز احمد نگر میں ڈیری اور سوشل [illegible] عمل میں اجتماعی دیہی ترقیات پروگرام اور ناگپور میں ڈیری ڈیولپمنٹ پروگرام سے متعلق پروجیکٹوں پر بھی غور کیا گیا۔

۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء

اقوام متحدہ کا چارٹر ڈے

مہاراشٹر اقوام متحدہ ایسوسی ایشن کی جانب سے اوبیرائے ٹاورس میں ۲۹ رجون کو اقوام متحدہ چارٹر ڈے منایا گیا۔ شری جواہرلال درڈا وزیر صنعت اس تقریب میں بطورِ مہمان خصوصی شریک تھے۔ شری ایم۔ اے۔ دیرالے، ایم۔پی۔ اور مونا کے صدر نے صدارت کی۔ شری ایس۔ جی۔ دیشمکھ ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز حکومت مہاراشٹر اس موقع پر بحیثیت اعزازی مہمان شریک تھے۔

شری درڈا نے فرمایا کہ اقوام متحدہ کا چارٹر مختلف اقوام کے درمیان بھائی چارہ اور خیرسگالی کے جذبہ کو بڑھاوا دینے کی طرف پہلا قدم ہے۔ آپ نے خوشحالی مکمل روزگار اور سماجی و معاشی حالت میں سدھار کے لئے اس تنظیم کو مزید مضبوط کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

وزیر موصوف نے مزید فرمایا کہ اقوام متحدہ اور اس کی ایجنسیوں نے پس ماندہ اور ترقی پذیر ممالک میں بھوک، غریبی اور جہالت کے خاتمہ کے لئے بے حد مدد کی ہے۔

آپ نے مشورہ دیا کہ مونا (MUNA) اور اس قسم کی دیگر تنظیموں کو چاہیئے کہ وہ اقوام متحدہ کا پیغام عوام تک پہنچائیں۔

شری ایم۔ اے۔ دیرالے ایم۔ پی اور نائب صدر نے اس موقع پر تقریر کی۔

شری دیشمکھ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اقوام متحدہ نے ترقی یافتہ ممالک کو ترقی پذیر ممالک کی ضروریات سے باخبر کرنے میں تعاون دیا ہے۔ اور ایسا ہر سطح پر "بین الاقوامی تعاون" کے اصول کے تحت کیا گیا ہے۔ یہ اقوام متحدہ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ تیسری دنیا کی غربت سے باقی ماندہ ممالک پوری طرح واقف ہوئے۔ اقوام متحدہ نے ان ممالک کو انکے مسائل کے حل کے لئے بھی بے حد مدد کی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اقوام متحدہ حالیہ بین الاقوامی نظام کا ایک الوٹ حصّہ بن چکی ہے۔

اس سے قبل شری ایچ۔ ایچ۔ اسمٰعیل، مونا کے ایگزیکیوٹیو چیئرمین نے مہمانوں کا خیرمقدم کیا۔

شری ڈی۔ کے۔ بھڈنائر تنظیم کے سکریٹری نے شکریہ ادا کیا۔

سلم بستیوں کی روک تھام جلد از جلد کیجائے

ڈاکٹر چینا کا ہر ممکن تعاون کا وعدہ

ڈاکٹر۔ چیرنجیت چینا مرکزی وزیر مملکت صنعت اور ہابیٹیٹ انڈیا کے صدر نے آج یہاں حکومت مہاراشٹر کو بمبئی کی سلم بستیوں کے مسائل کے حل کے لئے اپنی وزارت کی طرف سے تمام تر تعاون کا یقین دلایا۔

آپ ریاستی حکومت کے مسائل حکومت ہند کے تعاون سے حل کرنے کے امکانات تلاش کرنے کے لئے ۳۰ رجون کو منعقدہ ایک میٹنگ سے خطاب فرما رہے تھے۔ اس قسم کی میٹنگیں وزیراعلیٰ شری اے آر انتولے کی ایماء پر منعقد کی جا رہی ہیں۔ تاکہ حکومت ہند کے وزراء و افسران کو ریاست کے مسائل سے پوری طرح روشناس کرا کے ان کے حل تلاش کئے جا سکیں۔

شری رام راؤ آدھیک، وزیر مالیات و شہری ترقیات، شری این ایم تڑکے، وزیر محنت و منصوبہ بندی، شری جواہرلال درڈا، وزیر صنعت، شری بھگونت راؤ گائیکواڑ وزیر زراعت، شری ایس۔ این۔ ڈیسائی، وزیر مملکت صنعت و منصوبہ بندی، شری کاملے گردھجی، وزیر مملکت شہری رسد، شریمتی پرمیلا یاگنک، وزیر مکانات کے علاوہ سلم سدھار کمیٹی کے اراکین نے میٹنگ میں شرکت کی۔

وزیراعلیٰ نے ریاست کے پس ماندہ علاقوں کو صنعتی اعتبار سے ترقی دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ پس ماندگی کو علاقائی بنیاد پر دیکھا جائے نہ کہ ضلع واری سطح پر۔

منترالیہ میں داخلہ پاس کا انتظام
پانچ نئے کاؤنٹر کھولے گئے۔

منترالیہ میں داخلہ کے لئے پاس حاصل کرنے میں عوام کی تکلیفوں کے پیش نظر ہیر ۲۹ جون ۱۹۸۱ء سے داخلہ پاس جاری کرنے والے پانچ نئے کاؤنٹر کھولے گئے ہیں جہاں متعلقہ صدر دروازوں سے متعلقہ محکموں میں جانے کے لئے پاس دیئے جائیں گے۔ عوام سے درخواست ہے کہ وہ اب اپنی ضرورت کے مطابق ان کاؤنٹروں سے پاس حاصل کریں۔ نئے کاؤنٹرز کی جگہیں اور متعلقہ محکموں کے نام درج ذیل ہیں:

کاؤنٹر نمبر ۱ انیکس بلڈنگ کے گیراج نمبر ایک اور نمبر ۲ میں واقع ہے۔ یہاں سے محکمہ صنعت، محنت، تعلیم، روزگار، غذا و شہری رسد، منصوبہ بندی اور لیجسلیٹو امور میں داخلے کے لئے پاس دئے جائینگے۔ اور داخلہ گیٹ نمبر ۷ سے ہوگا۔ کاؤنٹر نمبر ۲ انیکس بلڈنگ کے گیراج نمبر ۱۱ اور ۱۲ میں واقع ہے۔ یہاں محکمہ آبپاشی، سماجی بہبود، ثقافتی امور، کھیل کود، سیاحت میں داخلے کے لئے جاری کئے جائیں گے۔ اور داخلہ گیٹ نمبر ۶ سے ہوگا۔

کاؤنٹر نمبر ۳ انیکس بلڈنگ کے گیراج نمبر ۲۳ اور ۲۴ میں واقع ہے اس کاؤنٹر سے محکمہ قانون و عدلیہ، شہری ترقیات و صحت عامہ، مالیات و عوامی امور میں داخلہ کے لئے پاس جاری کئے جائیں گے۔ داخلہ گیٹ نمبر ۱ سے ہوگا۔

کاؤنٹر نمبر ۴ مین بلڈنگ کے گیراج نمبر ۳۰ - ۳۱ میں واقع ہے یہاں سے محکمہ داخلہ، محصول، جنگلات اور دیہی ترقیات میں داخلے کے لئے پاس جاری کئے جائیں گے۔ اور داخلہ گیٹ نمبر ۴ سے ہوگا۔

جنرل ایڈمنسٹریشن اور انرجی محکموں، وزیر اعلیٰ کے سیکریٹریٹ اور ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے معلومات و رابطہ عامہ کے لئے کاؤنٹر نمبر ۵ سے پاس جاری کئے جائیں گے۔ جو مین بلڈنگ کے عقب میں واقع گیراج نمبر ۱۴ اور ۱۵ میں واقع ہے۔ داخلہ گیٹ نمبر ۳ سے ہوگا۔

عوام سے درخواست ہے کہ وہ متعلقہ کاؤنٹر کی طرف جانے کے لئے منترالیہ کمپاؤنڈ کے سائڈ گیٹ استعمال کریں۔ ایک سائڈ گیٹ ڈاک گھر کے قریب ہے اور دوسرا اوول میدان کے مقابل واقع ہے۔

یاد رہے کہ منترالیہ میں لوگوں کے غیر ضروری ہجوم کے باعث امور کی انجام دہی میں مشکلات کی روک تھام کے لئے حکومت نے ۱۵ جون ۱۹۸۱ء سے داخلہ پاس کا طریقہ جاری کیا ہے۔ صرف وہی اشخاص جن کی ملاقات پہلے سے طے شدہ ہے یا جو پہلے معلوم کردہ میٹنگوں میں شرکت کے لئے مدعو ہیں۔ دوپہر ۲ بجے سے قبل منترالیہ میں داخل ہو سکیں گے۔ ایم پی، ایم ایل اے، ایم ایل سی حضرات اور سرکاری ملازمین شناختی کارڈ دکھانے پر منترالیہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ایسے اشخاص کے ہمراہ غیر سرکاری شخص کو منترالیہ میں داخلہ کے لئے متعلقہ وزیر کی اجازت (۲ بجے کے بعد) یا متعلقہ افسر کی اجازت حاصل کرنی ہوگی، جو بذریعہ ٹیلی فون حاصل کی جا سکتی ہے۔

منترالیہ کے تمام دروازوں پر حفاظتی عملہ متعین کیا گیا ہے۔ جو اشخاص بغیر اجازت نامہ داخلہ چاہتے ہیں، انھیں استقبالیہ کلرک کے ذریعہ متعلقہ افسران سے جن سے وہ ملاقات کرنا چاہتے ہیں، اجازت ملنے پر، داخلہ کی اجازت ہوگی۔

ڈاکٹر چنا نے فرمایا کہ سلم بستیوں کی روک تھام کا کام زوروں پر کیا جانا چاہیئے۔ آپ نے سلم باسیوں کی باز آباد کاری اور سلم باسیوں سے متعلق ایک پروگرام تجویز کیا۔ آپ نے اس عظیم مسئلے کی پیچیدگی کا اعتراف کرتے ہوئے یقین ظاہر کیا کہ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی سرگرم عمل رہنمائی میں ریاست

قومی راج

۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء

اِس مسئلے کا مناسب و موزوں حل تلاش کریگی۔

سلم سدھار کمیٹی نے وزیر موصوف کو سلم بستیوں کے خاتمہ سے متعلق درپیش مسائل سے روشناس کرایا اور اُمید ظاہر کی کہ جولائی کے پہلے ہفتے تک وہ اپنی رپورٹ پیش کریگی۔ ڈاکٹر چنا نے یقین دلایا کہ سلم بستیوں کے خاتمہ کے لیے ضروری سمینٹ اور فولاد کا کوٹہ بغیر کسی رکاوٹ کے فراہم کیا جائے گا۔

ڈاکٹر چنا نے خیال ظاہر کیا کہ ہمیں سبز انقلاب پر اکتفا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمارا نشانہ سفید انقلاب بھی ہونا چاہیئے۔ اور اس سلسلے میں مہاراشٹر کی دیہی معیشت میں کافی امکانات نظر آتے ہیں۔

وزیراعلیٰ نے ڈاکٹر چنا کو یقین دلایا کہ ریاستی حکومت سفید انقلاب پروگرام کے نفاذ کے لیے عملاً تعاون کا انتخاب کریگی۔ ڈاکٹر چنا نے اِس سلسلے میں ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

ہندی کا استعمال ملک کے اتحاد و سالمیت میں معاون

ڈائریکٹوریٹ

جنرل اطلاعات و رابطۂ عامہ حکومت مہاراشٹر نے چھبیل داس ہال دادر میں ۱۲ اپریل کو ہندی سبھا کے جلسہ تقسیم انعامات میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہندی کا استعمال ملک کے اتحاد و سالمیت۔ اور بین الریاستی تعلقات کے مزید استحکام میں معاون ثابت ہوگا۔

ہندی سبھا کی خدمات کو سراہتے ہوئے آپ نے کہا کہ رضاکارانہ طور پر کیا جانے والا کام اس لیے قابل ستائش ہے کیونکہ اس کے پیچھے ذوق و شوق کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ غیر ہندی والوں کو خلوص و محبت کے ساتھ ہندی سیکھنے کے لیے رضامند کیا جانا چاہیئے۔

اِس موقع پر آپ نے سبھا کے اِمتحانات میں کامیاب ہونے والے طلباء اور مضمون نویسی کے مقابلے میں اول آنے والوں کو انعامات تقسیم کئے۔

آپ نے بمبئی میں ہندی کلاسس چلانے والے سنچالکوں کو بھی تحفے دیئے۔

شری نارائن پرساد دکشت سبھا کے وائس چانسلر نے جلسہ کی صدارت کی۔

شریمتی ہیتا پینکر نے شکریہ ادا کیا۔

مہاراشٹر سدن میں "گل بہول" کا پودا

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار وزیر جنگلات و نشانات روزگار اسکیم نے یکم جولائی سے مہاراشٹر بھر میں منائے جا رہے شجرکاری ہفتہ کے سلسلے میں مہاراشٹر سدن گورنمنٹ گیسٹ ہاؤس، نئی دہلی کے احاطہ میں گل بہول کا پودا لگایا۔

یہ تیزی سے بڑھنے والا درخت خصوصی طور پر ناگپور سے منگایا گیا تھا۔ وزیر موصوف نے اسی نسل کا ایک دوسرا پودا وزیراعظم کو پیش کیا۔ جسے آپ نے ایک سادہ تقریب کے دوران اپنی سرکاری رہائش گاہ کے احاطہ میں لگایا۔ وزیر جنگلات نے اطلاع دی کہ مہاراشٹر میں اس سال کروڑ درخت لگائے جائیں گے۔

مراٹھی سنگیت ناٹک صد سالہ تقریبات

ڈائرکٹر جنرل نے

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کے زیر اہتمام مراٹھی سنگیت ناٹک کے صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں "مراٹھی تھیٹر اور بھارتی اسٹیج" کے موضوع پر ۱۲ جون کو سی جے ہال بمبئی میں ایک نمائش کا افتتاح فرمایا۔

شری دھنکر نے روایتی دیپ جلاکر نمائش کا افتتاح کیا۔ آپ نے اس بات پر مسرت ظاہر کی کہ نمائش میں مراٹھی اسٹیج اور مختلف پہلوؤں کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اجاگر کیا گیا۔

ننھی ٹائپسٹ کا کارنامہ

ننھی ٹائپسٹ الکا چندراگریوار ۔ وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے بڑی دلچسپی سے بچی کو ٹائپ کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں. پیچھے شری جواہرلال درڈا ہیں

کیا آپ یقین کریں گے کہ ایک آٹھ سالہ بچی ایسی بھی ہے جو ۴۰ الفاظ فی منٹ کی رفتار سے انگریزی ٹائپنگ کر سکتی ہے لیکن ؟ لیکن یہ سچ ہے۔ اس آٹھ سالہ حیرت انگیز ٹائپسٹ کا نام الکا چندراگریوار ہے ۔ جو دائی کی رہنے والی ہے۔

الکا کے پتا چندراگریوار اشوک ٹائپنگ انسٹی ٹیوٹ کے مالک ہیں۔ الکا اپنے پتا کے شاگردوں کے ساتھ تفریحاً ٹائپنگ کی مشق کیا کرتی تھی جو بعد میں عادت بن گئی ۔ ذہین پختہ ارادے کی مالک اور اپنے پتا سے ورثہ میں ملی ہوئی خداداد صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے الکا نے ٹائپنگ کرنا سیکھا۔

کوئی مشکل سے یقین کرے گا کہ یہ نازک اندام لڑکی اپنے نازک ہاتھوں سے اتنی تیز رفتاری سے ٹائپ کر سکتی ہے۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ " دیکھ کر یقین کرو " ۔ یکبار اگر آپ نے اس کی انگلیوں پر نظریں جما دیں تو آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔

یہ ننھی منی لڑکی انگریزی سے ناواقف ہے ۔ لیکن انگریزی کے حروف تہجی کو اپنے ذہن میں رکھ کر ٹائپ رائٹر کے "کی بورڈ" کا استعمال کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک ٹائپ کر لیتی ہے۔

ٹائپنگ کے علاوہ الکا ایک ذہین طالب علم ہے ۔ وہ پڑھائی سے غافل نہیں رہتی ۔ امتحان میں وہ اپنی کلاس میں اول آتی ہے اور ہمیشہ زیادہ نمبر حاصل کرتی ہے ۔ ریاضی میں وہ بہت قابل ہے ۔ اسے ۱۰۰ میں سے ۹۷ نمبر ملے ہیں۔

یہ بات سچ ہے کہ فنکار سے فنکار بنتا ہے ۔ الکا کے دادا زیورات کے ڈیزائن کے ماہر تھے۔ اس کے والد ٹائپنگ کی اعلیٰ صلاحیت رکھتے ہیں ۔ اور اس کے چچا طباعت کے کام میں ماہر تھے ۔ ان سبھوں کا اثر لازمی تھا ۔ یہ بچی نہ صرف اپنے ماں باپ کی لاڈلی ہے بلکہ اپنے رشتہ داروں اور اڑوس پڑوس میں بھی اسی طرح پیاری سمجھی جاتی ہے ۔ اس کی ٹائپنگ کے سارے شہر میں چرچے ہیں ۔ گذشتہ دسمبر کو وزیراعلیٰ شری اے ۔ آر ۔ انتولے ۔ شری جواہرلال درڈا ، وزیر صنعت ، ایم ۔ ایل ۔ اے ، ایم ایل سی و دیگر خاص مدعوین کے سامنے اس نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا تھا۔ وزیراعلیٰ اور تمام لوگ اس بچی کے فن کو دیکھ کر متعجب ہوئے اور اسکی ستائش کی

الکا کی اس کم عمری میں ٹائپنگ فن کو بین الاقوامی سال اطفال میں خاصی اہمیت حاصل رہی۔

حکومت نے الکا کو ٹائپنگ امتحان میں شریک ہونے کی خصوصی طور پر اجازت بھی دیدی ہے

الکا کی خواہش ہے کہ وہ عالمی ریکارڈ قائم کرے ۔ اس کی صلاحیتوں اور پختہ ارادوں کو دیکھتے ہوئے یہ یقینی ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہوگی۔

ریلوے ترقیات۔ بسُرعت عمل درآمد

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے اور مرکزی وزیر ریلوے شری کیدار پانڈے کے مابین ۲۳ جون کو منترالیہ میں ہوئی گفتگو سے ریلوے ترقیات سے متعلق اقدامات پر بسُرعت عمل درآمد ہونے کا یقینی اندازہ ہوگیا ہے۔ چنانچہ منماڑ۔ اورنگ آباد کی میٹر گیج میں تبدیلی، ۱۹۸۲ء تک وانی چنکا، مانک گڈھ۔ چندور ریلوے لائن کی تکمیل، اخراجات میں مساوی حصّہ داری سے ریاست بھر میں ۱۶ بالائی پُلوں کی تعمیر، ریلوے اور ریاستی انتظامیہ کے اشتراک سے بمبئی سینٹرل اسٹیشن کی تجدید جیسے امور اب مرکزی سطح پر حل کرنے کیلئے تیزی سے اقدامات کئے جائیں گے ۔

اس میٹنگ میں وزیراعلیٰ نے تجویز پیش کی کہ اَناج کی نقل وحمل، ادوار۔ برج کی تعمیر وغیرہ جیسے امور جن کا تعلق خاص محکموں یعنی محکمۂ شہری رسد اور محکمۂ پبلک ورکس سے ہے، وہ متعلقہ افسران سے صلاح ومشورہ کرکے طے کئے جائیں اور اس سے متعلق ٹھوس تجاویز سے انھیں اور اُن کی وزارت کو مطلع کیا جائے۔

مرکزی وزیر ریلوے نے سینٹرل ریلوے کے جنرل مینیجر کو ہدایت کی کہ وہ ریاستی عہدہ داروں سے صلاح ومشورہ کرکے ان کے دہلی واپس لوٹنے سے قبل اَناج کی نقل وحمل سے متعلق ایک ٹھوس پروگرام تیار کریں اور اس اُمور پر خصوصی توجہ دیں۔ وزیراعلیٰ نے اس رابطہ کو نہایت اہم قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ اس رابطہ سے خود حکومت ہند کو بھی کئی طرح سے فائدہ حاصل ہوگا۔ آپ نے مشورہ دیا کہ اس معاملے میں مرکزی اور ریاستی حکومتیں ایک ۲۵ سالہ پروگرام ترتیب دیں۔

مرکزی وزیر شری پانڈے نے وزیراعلیٰ سے اتفاق کرتے ہوئے رائے ظاہر کی کہ بمبئی جیسے تجارتی مرکز کی ترقی کے لئے یہ رابطہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے بمبئی انتظامیہ کی تعریف کرتے ہوئے قوی اُمید ظاہر کی کہ شری انتولے کے پُختہ ارادوں کے سبب تمام مسائل آسانی سے حل کر لئے جائیں گے۔ اس آخری میٹنگ کے بعد منماڑ۔ اورنگ آباد ریلوے لائن پر اخراجات کا تخمینہ بڑھا کر ایک کروڑ روپئے کردیا گیا ہے۔

اس میٹنگ میں شری رام راؤ اڈِک، وزیر مالیات، شری این. ایم. تِڈکے، وزیر محنت ومنصوبہ بندی، شری بی. جے. کھتال، وزیر آبپاشی اور شری شیواجی راؤ نیلنگیکر پاٹل، وزیر برائے پبلک ورکس بھی موجود تھے۔ شری شیواجی راؤ نیلنگیکر نے شکریہ ادا کیا۔

خریف کیلئے ۶۵ء۸۱ لاکھ ٹن کا نشانہ

ریاستی حکومت نے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران فصلی پیداوار میں اضافہ کے لئے کل ۹۸ء۱۱۴ لاکھ ملین ٹن اناج کی پیداوار میں سے خریف فصل کا ۶۵ء۸۱ لاکھ ملین ٹن اور ربیع فصل کا ۳۳ء۳۳ لاکھ ملین ٹن کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں تلہن، دالوں، گنا، کپاس، سبزی اور پھلوں کی پیداوار بڑھانے پر بھی خصوصی توجہ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق خریف فصل کی پیداوار کا ۷۰ فیصد یقینی بارش والے علاقوں اور زیر آبپاشی علاقوں سے حاصل کیا جائیگا۔

اس طرح خریف فصل کے لئے مختص ۷۲ء۵۹ لاکھ ہیکٹر عام اراضی اور ۴۰ء۹۱ لاکھ ہیکٹر زائد زرخیز زمین پر دھان ۷۳ء۱۰، جوار ۲۲، باجرہ ۷ء۵ اور مکئی ۵۸ء۰ لاکھ ہیکٹر اراضی پر اگائے جائیں گے۔ اس سال

(بقایا صفحہ ۳۶ پر)

شری ایس. کے. پاٹل کی رحلت

شری ایس. کے. پاٹل، سابق مرکزی وزیر اور کانگریس پارٹی کے رہنما، پندرہ دِنوں کی علالت کے بعد ۲۴ر جون ۱۹۸۱ء کو بامبے ہاسپٹل میں بوجہ عارضۂ قلب رحلت فرما گئے۔ آپ کی عمر ۸۱ برس تھی۔ آپ کے پسماندگان میں ۲ لڑکے اور ۲ لڑکیاں شامل ہیں۔ آپ کی آخری رسومات بمبئی کے چندن واڑی شمشان گھاٹ میں ادا کی گئیں۔

صدرِ ہند شری سنجیوا ریڈی اور وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے علاوہ کئی ریاستوں کے گورنر اور وزراء اعلیٰ نے معروف کانگریسی لیڈر کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

صدرِ ہند نے حیدر آباد سے اپنے پیغام میں کہا کہ شری پاٹل ایک محبِّ وطن اور ہندوستان کی جنگِ آزادی کے ایک ممتاز رہنما تھے۔ آزادی سے پہلے اور آزادی کے بعد آپ نے مختلف حیثیتوں سے ملک و قوم کی خدمت کی۔

”مجھے ان کے ساتھ ایک لمبے عرصہ تک کام کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ شری پاٹل بے باک آدمی تھے۔ وہ ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔“

شریمتی گاندھی نے اپنے پیغام میں کہا ”معروف مجاہدِ آزادی شری ایس. کے. پاٹل بے مثال تنظیمی صلاحیت کے مالک تھے۔ بمبئی کی سماجی و معاشی ترقی میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔“

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا:

”شری ایس. کے. پاٹل کی رحلت سے ملک ایک عظیم محبِّ وطن، ایک سچے کانگریسی اور ایک عظیم مجاہدِ آزادی سے محروم ہو گیا ہے۔ اُن کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اُسے پُر کرنا مشکل ہے۔“

شری ایس. کے. پاٹل کی رحلت سے سیاسی منظر سے ایک عظیم ہستی مِٹ گئی۔ آپ ۱۴ر اگست ۱۹۰۰ء کو ضلع رتناگیری کے مقام ساونت واڑی کے ایک دیہات میں پیدا ہوئے۔ مالون کے ٹوپی والا ہائی اسکول اور بمبئی کے سینٹ زیورس کالج میں آپ نے تعلیم پائی۔ جدوجہدِ آزادی میں عملی حصّہ لینے کے لئے آپ نے اپنی کالج کی تعلیم ادھوری چھوڑ دی۔ مہاتما گاندھی کی ”سِول نافرمانی تحریک“ میں عملی حصّہ لیا اور ۱۹۲۱ء میں مالون میں ایک نیشنل اسکول جاری کیا۔ تین سالوں بعد یونیورسٹی کالج لندن میں تربیت حاصل کرنے کے لئے انگلینڈ گئے اور ۱۹۲۷ء میں وطن لوٹنے سے قبل وہاں آپ نے جرنلزم میں ڈپلوما کورس مکمل کر لیا۔

انگلینڈ سے لوٹنے کے بعد چار برس تک آپ ”بامبے کرانیکلس“ سے منسلک رہے، جو اب بند ہو چکا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ پوری طرح کانگریس کے رُکن بن گئے۔ آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز بمبئی سے ہوا۔ آپ ۲۰ سالوں تک بمبئی میونسپل کارپوریشن کے رکن رہے۔ شری ایس. کے. پاٹل کو تین مرتبہ بمبئی کا میئر بننے کا منفرد اعزاز حاصل ہے۔

شری گجیندر گڈکر کی موت پر وزیر اعلیٰ کا اظہارِ تعزیت

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ۱۲ر جون ۱۹۸۱ء کو بھارت کے سابق چیف جسٹس شری پی. بی. گجیندر گڈکر کے سانحۂ ارتحال پر شدید غم کا اظہار کیا ہے۔

آزادی کے بعد آپ دستور ساز اسمبلی کے رُکن بنے، جس نے موجودہ دستور مُرتب کیا تھا۔

شری ایس۔ کے۔ پاٹل ہندوستانی فلمی صنعت کے بھی رہنما تھے۔ چند برس آپ فلم سنسر بورڈ کے رکن بھی رہے۔ آپ فلم انکوائری بورڈ حکومت ہند کے چیرمین بھی تھے۔

آپ ہندوستان کی صوبائی پارلیمنٹ کے رُکن تھے اور چار مرتبہ لوک سبھا کے ممبر چُنے گئے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ کانگریس ورکنگ کمیٹی کے رکن بنے اور اسی سال پہلی مرتبہ مرکزی کابینہ میں شامل کئے گئے۔ کابینی وزیر کی حیثیت سے آپ نے آبپاشی، بجلی، نقل و حمل، مواصلات، غذا زراعت اور ریلوے جیسے اہم محکموں کی ذمہ داری بحسن وخوبی نبھائی۔ کانگریس میں آپ عوامی مقاصد کی خاطر فنڈ اکٹھا کرنے کے لئے مشہور تھے۔ سردار پٹیل بھی آپ کی اس صلاحیت کے معترف تھے۔ سردار پٹیل کے بعد آپ ہی اے آئی سی سی، کے خزانچی مقرر ہوئے۔

شری پاٹل بمبئی کے بے تاج بادشاہ کہلاتے تھے۔ آپ انگریزی، ہندی اور مراٹھی کے بہت اچھے مقرر بھی تھے۔ اپنے عالمانہ دلائل سے سامعین کو متاثر کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے تھے۔

۱۴ اگست ۱۹۶۵ء کو اپنی ۶۵ ویں سالگرہ کے موقع پر آپ نے "RAMBLING ACCOUNT OF MYSELF" کے عنوان سے اپنی سوانح حیات لکھی۔

ایسی گوناگوں شخصیت کے مالک شری ایس۔ کے۔ پاٹل ہمیشہ یاد رہیں گے۔

صفحہ ۳۴ سے آگے

۹۶۰ ہیکٹر اراضی پر مشتمل ۱۱ اضلاع میں دھان نرسری قائم کی جائے گی۔ اس طرح کل ۹۶،۰۰۰ ہیکٹر اراضی اس فصل کے لئے زیر کاشت لائی جائے گی۔ اس اسکیم کے تحت فی ہیکٹر اراضی ۱۰۰۰ روپیہ مالی امداد دی جائے گی۔

دالوں کی پیداوار کے مقررہ نشانے ۱۲ء۶۲ لاکھ ملین ٹن میں سے ۹ء۹۶ لاکھ ملین ٹن خریف میں اور باقی ماندہ ربیع موسم میں حاصل کیا جائے۔ تلہن کے لئے ۱۰ء۱۲ لاکھ ملین ٹن پیداوار خریف فصل کے دوران حاصل کرنے کی تجویز ہے جس کے لئے ۶ء۷۴ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر کاشت لائی جائے گی۔ کپاس کے لئے ۲۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر ۱۷ء۷۵ لاکھ گانٹھوں کی پیداوار حاصل کی جائے گی۔

اس کے علاوہ ۲۱،۷۵۵ ہیکٹر اراضی نئی کاشت کے لئے، ۴،۵۰۰ ہیکٹر پرانے درختوں کی دوبارہ شجر کاری کے لئے اور ۳،۷۰۰۰ ہیکٹر اراضی پھلوں کی کاشت کے لئے زیر استعمال لانے کی کوشش کی جائے گی۔ اسی خریف موسم میں ۲۵،۵۰۰ ہیکٹر اراضی پر پیاز، آلو اور سبزیوں کی کاشت کی جائے گی۔ برآمدات کے لئے ۲۰۷ ہیکٹر اراضی پر صرف سبزیاں اگائی جائیں گی۔

گوکہ گنّے کی فصل کا نشانہ ۲۳۳ء۸۷ لاکھ ملین ٹن مقرر کیا گیا ہے لیکن فی ہیکٹر ۹۴ ملین ٹن پیداوار کے حساب سے اس میں مزید اضافہ کے لئے بہتر طریقے اپنائے جائیں گے۔

فصلی امداد بینکوں کے ذریعہ بیج، کھاد اور جراثیم کُش ادویات کی خریداری اور دیگر اخراجات کے لئے فراہم کی جائے گی۔ اناج کی پیداوار کے لئے کوشش کی جارہی ہے کہ بڑے آبپاشی پروجیکٹوں سے حاصل ۵۰ فیصد پانی استعمال کیا جائے اور جہاں ممکن ہو وہاں دوہری فصل کی کاشت کی جائے۔ ۴۵،۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر مونگ پھلی کی کاشت کی جائے گی جبکہ زیر آبپاشی پروجیکٹ کی ۱ء۲۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر کپاس کی فصل اگائی جائے گی، ہر ضلع میں اناج، دالوں اور تلہن کی پیداوار کے لئے پائیلٹ پروجیکٹ زیر عمل لائے جائیں گے۔

خریف تحریک میں مجوزہ نشانہ کے حصول کے لئے شروعات کرا دی گئی ہیں اور فی الحال موثر اقدامات کے لئے متعدد کمیٹیاں بھی تشکیل دی جا چکی ہیں۔

قومی راج
۲۵ جولائی ۱۹۸۱ء
25-7-81
قیمت ۵۰ پیسے
سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا
سنجے گاندھی سواولمبن یوجنا
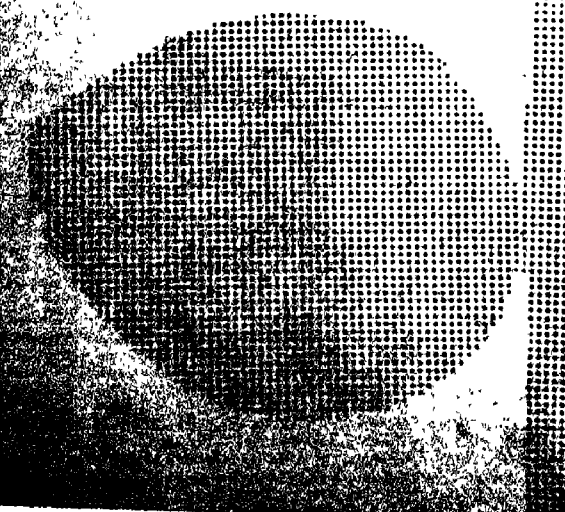
شری نانا بھاؤ ایمبڈوار، مہاراشٹر کے وزیر برائے جنگلات، نئی دہلی میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ، وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ کے احاطہ میں "شو - ببول" نامی تیز رو پودا لگا رہے ہیں۔ اس کام میں آنجہانی سنجے گاندھی کے فرزند ننھے منے فیروز ورون گاندھی بھی ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ "شو - ببول" ایک تیز رو پودا ہے اور کم از کم ۱۰۰ فٹ اونچائی تک بڑھتا ہے۔ اس پودے سے چارہ، ایندھن اور لکڑی حاصل ہوتی ہے۔ سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران مہاراشٹر میں وسیع پیمانے کی شجرکاری پروگرام کے تحت لگائے جانیوالے ۱۰۰ ملین درختوں میں "شو - ببول" کا پودا بھی شامل ہے۔

۲۵ جولائی ۱۹۸۱ء

جلد نمبر ۸ * شمارہ نمبر ۱۴

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے فی کاپی: ۵۰ پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: ششی کانت دبھنکر نگراں: خواجہ عبدالغفور

مینیجنگ ایڈیٹر: ایم۔ ایشور راج ماتھر ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

قارئین کی رائے

★ مظہر کلیمی
ایڈیٹر "بیدھڑک ٹائمز" ویکلی
۳۲ ۔ شعبان نگر، مالیگاؤں (ناسک) مہاراشٹر

قومی راج کا "سنگیت ناٹک خصوصی نمبر" اور "لوک نائیک باپوجی انے شتابدی نمبر" اور آج "ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر خصوصی نمبر" موصول ہوا۔

"قومی راج" تیزی سے ترقی کی طرف گامزن ہے یہی نہیں بلکہ کامیابیاں قدمبوسی کر رہی ہیں۔ نایاب تصاویر کے ساتھ ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر نمبر، نئی نویلی نوخیز دلہن کی طرح سجا سجایا شاہکار ہے، جس کے ہاتھوں میں حیا کی گلابی۔ ماتھے پر سیمیں چمکتا جھومر ہے۔ آپ کی صلاحیت کے آگے ارباب فکر و نظر کا معترف ہونا لازمی ہے۔ میری جانب سے مبارکباد قبول کیجئے۔

★ واحد پریمی
مکان نمبر ۴۲، گنوری ۔ بھوپال ۴۶۲۰۰۱ (ایم۔ پی)

آجکل 'قومی راج'، بہت خوبصورت شائع ہو رہا ہے صوری و معنوی دونوں لحاظ سے، اسی لئے اس میں زیادہ سے زیادہ چھپنے کی خواہش جاگ اٹھی ہے۔

★ عفت موہانی
۵۶۵-۱-۱۴، سیتارام پیٹھ، حیدرآباد ۔ ۱۲ (اے۔ پی)

'قومی راج'، کو آپ نے اس قدر بلند کر دیا ہے کہ اب اس کی توصیف و ستائش کے لئے مستعمل الفاظ مزید استعمال کرنا کچھ اچھا نہیں لگتا، 'پریم چند نمبر' کو آپ نے ایک دستاویزی حیثیت دے دی ہے اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک سطر قیمتی ہے۔ اور اس قابل ہے کہ کوئی طالب علم اگر ریسرچ کرے تو اس سے بے انتہا مدد مل سکتی ہے۔ نہ صرف یہ نمبر بلکہ آپ نے جنگلی جانوروں پر جو سیر حاصل، محیر العقول اور دلچسپ ترین مواد اکٹھا کیا ہے وہ بھی تعریف و تحسین سے بدرجہا بلند و ماورٰی ہے۔ اس پر لطف یہ کہ آپ کا پرچہ نہایت سنجیدہ، شریف اور ترقی یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ نام نہاد جدیدیت، ابہام اور روایتی ترقی پسندی سے پاک ہے۔ میری دعا ہے کہ 'قومی راج'، اس سے زیادہ ترقی کرے، ہر دلعزیز ہو جائے اور اس پر کبھی زوال نہ آئے۔

★ خلیل انجم
بلڈنگ نمبر ۳۴، آرڈی ننس فیکٹری، امباجھار، ناگپور ۔ ۴۴۰۰۲۱

'قومی راج'، کا "لوک نائیک انے نمبر" موصول ہوا۔ آپ نے اب تک جتنے بھی نمبر نکالے ہیں بہت اچھے اور دیدہ زیب نکالے ہیں۔ اس سے آپ کی بھرپور تحقیقات کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی سعی پیہم اور سچی لگن کا میں تہہ دل سے معترف ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اسی طرح آپ 'قومی راج'، کے ذریعہ زبان، ملک اور قوم کی خدمت انجام دیتے رہیں گے۔ گو تاخیر سے ہی سہی لیکن رسالہ برابر پہنچ رہا ہے کوشش کیجئے کہ رسالہ نکلنے میں تاخیر نہ ہو۔

★ محمد مبین ضیاء
چریاکوٹ، اعظم گڑھ (یو۔ پی)

'قومی راج'، اپنے وقت کا ایک واحد ادبی اور معلوماتی جریدہ ہے جو ہر ماہ کی دس اور ۲۵ ویں تاریخ کو ایک نئے آب و تاب کے ساتھ نکلتا ہے اور بہت ہی بے صبری کے ساتھ انتظار کیا جاتا ہے۔ ربّ کریم اسے اور بھی گوناگوں ترقی عطا فرمائے (آمین)

قومی راج کے مراٹھی سنگیت ناٹک خصوصی نمبر" میں 'میرا کے گیت'، کو ڈاکٹر حمیرہ جلیلی صاحبہ نے جس انداز سے سوانح مع ان کی نظموں کے ترجمے کو پیش کیا ہے وہ ادب میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ گذشتہ ۲۵ ستمبر کے شمارے میں رفیعہ شبنم عابدی کی غزل کا پانچواں شعر حاصل غزل اور قابل تعریف ہے۔ نیز 'منشی پریم چند خصوصی نمبر' ادب کے طلبہ کے لئے بیش بہا ذخیرہ ہے۔ میں حکومت مہاراشٹر اور ارباب سخن حضرات کو اس کی تزئین و آرائش کے لئے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں قبول فرمایئے۔

★ سراج انور مصطفےٰ آبادی
کسائی محلہ، املنیر ۴۲۵۴۰۱، ضلع جلگاؤں (مہاراشٹر)

'قومی راج'، برابر ترقی کر رہا ہے۔ مواد اور ترتیب و معیار کے اعتبار سے منفرد رسالہ ہے۔ آپ کی سعی جمیلہ لائق صد ستائش ہیں۔

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری اے آر انتولے نے "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" اور "سنجے گاندھی سوابلمبن یوجنا" کا افتتاح کرتے ہوئے کہا تھا کہ "فخر کی بات ہے کہ آج تک جن لوگوں کے بارے میں کسی نے بھی نہیں سوچا تھا، ان کے بارے میں مہاراشٹر نے سوچنا شروع کیا ہے" آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کی ۷۰ ـ ۸۰ فیصد آبادی غریب ہے، تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ، غریب کی بات ہی کو جمہوریت سمجھا جائے اور ہماری جمہوریت صرف غریبوں ہی کی بھلائی کیلئے کوشاں رہے۔

وزیرِ اعلیٰ، ایک ضعیفہ کو امدادی رقم دیتے ہوئے۔

ایک نابینا شخص، وزیرِ اعلیٰ سے امدادی رقم حاصل کر رہا ہے۔

سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا اور سواؤلمبن یوجنا
نادار، غریب اور تعلیم یافتہ بیروزگاروں کیلئے امید افزا سہارا

ہندوستانی نوجوان طبقہ کے رہنما، شری سنجے گاندھی، ۲۳ر جون ۱۹۸۰ء کو ایک ناگہانی حادثہ کا شکار ہو گئے۔ ان کی یاد میں ریاستی حکومت نے "گاندھی جینتی" یعنی ۲ر اکتوبر ۱۹۸۰ء سے نافذالعمل نرادھار انودان یوجنا اور سواؤلمبن یوجنا، شری سنجے گاندھی کے نام نامی سے منسوب کیں۔ ان یوجناؤں کا مقصد نادار، ضعیف اور معذور افراد اور تعلیم یافتہ بےروزگاروں کی زندگی میں اُمید کی ایک نئی کرن اجاگر کرنا ہے۔ ہزاروں ضرورت مند ان یوجناؤں سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ زیرِنظر مضمون میں چند اشخاص کے تجربات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی تاریک زندگی میں مذکورہ اسکیمات نے ایک نیا اُجالا پیدا کیا۔

۱۹۷۶ء۔ سنجے گاندھی کا دورۂ مہاراشٹر

۱۹۷۶ء کا سال مہاراشٹر کے لئے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ اسی سال ۲۹ر اکتوبر کو آنجہانی شری سنجے گاندھی دورۂ مہاراشٹر کے وقت ممبئی تشریف لائے۔ ممبئی کے باشندوں نے یہاں آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ ممبئی میں ماہم اور باندرہ کے علاقوں میں جھونپڑپٹی ہٹاؤ اسکیم کے تحت آپ نے نئے تعمیر کردہ پختہ مکانات کا افتتاح کیا۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا تھا کہ جھونپڑیوں کی جگہ بلڈنگیں دیکھ کر انھیں بڑی مسرت ہوئی اور ہونا بھی یہی چاہیئے کہ چھوٹے مکانات ہوں اور ان میں چھوٹے خاندان بسے ہوں۔ ممبئی کے علاوہ آپ نے پونے، پراوارنگر، ناندیڑ، اورنگ آباد اور ناگپور کا بھی دورہ کیا تھا۔ "کام زیادہ بات کم" آپ کا مقبول نعرہ تھا۔

اپنی زندگی میں سنجے گاندھی نے خود کو ہمیشہ اپنے ہموطنوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔ آپ نے خود ایک مزدور پیشہ شخص کو مکان عطا کیا تھا۔ پونے میں خاندانی منصوبہ بندی کے تعلق سے بہترین کام کرنے والوں کی ذاتی طور سے عزت افزائی کی تھی۔ پونے میں ایک جگہ عوامی جلسہ میں آپ مہاراشٹرین طرز کی پگڑی باندھے تشریف لائے۔ اورنگ آباد میں آپ نے مختلف جاتیوں کے رسم و رواج میں بھی شرکت کی تھی۔ یہ چند ناقابل فراموش واقعات ہیں جو اپنے دیس باسیوں کے تئیں سنجے گاندھی کی محبت کا بین ثبوت پیش کرتے ہیں۔

جہیز کی مخالفت:

سنجے گاندھی جہیز کے رواج کے سخت خلاف تھے اور اس لعنت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے متعدد جلسوں میں نوجوانوں سے حلف بھی اٹھوایا تھا کہ نہ جہیز لیں گے اور نہ ہی دیں گے۔ آپ نے خواتین کو بھی یہ درس دیا کہ وہ جہیز کی مخالفت کریں۔ جہیز دے کر اپنی زندگی کو تلخ بنانے سے بہتر ہے کہ شادی ہی نہ کی جائے۔ ان کی نظر میں یہ غریب خاندانوں کے لئے

۱۹۷۶ء میں دورۂ مہاراشٹر کے دوران ممبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں شری سنجے گاندھی عوام میں تحائف تقسیم کرتے ہوئے۔

شری سنجے گاندھی کا ۵ نکاتی پروگرام:

شری سنجے گاندھی نے ملک کے نوجوانوں کے سامنے ۵۔ نکاتی پروگرام پیش کیا ہے:

- صفائی ۔ شجرکاری
- خاندانی بہبود ۔ جہیز پر پابندی اور
- سلم بستیوں، جھونپڑپٹیوں کا خاتمہ

سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا اور سوائو لمبن یوجنا کے تحت

۳,۹۱,۹۸۷ اشخاص مستفیض ہوئے

ایک ناقابل برداشت بوجھ سے کم نہیں جس کا خاتمہ ہی ان کی نجات بن سکتا ہے۔

سنجے گاندھی کی پروار نگر کے ایک ہسپتال سے گہری یاد وابستہ ہے جہاں خاندانی منصوبہ بندی کیمپ کے دوران ۶٫۵۰۰ مردانہ نس بندی آپریشن کئے گئے تھے۔ آپ نے قومی بہبود کو ہمیشہ مقدم سمجھا۔ آپ صفائی پسند تھے اور اسی لئے شہر، گاؤں، سڑکوں اور گلیوں کو صاف ستھرا رکھنے پر زور دیا کرتے تھے۔ آپ نے نوجوانوں کو تعلیم دی کہ وہ مقامی یا سیاسی سرگرمیوں میں الجھنے کے بجائے تعمیری کاموں پر توجہ دیں اور غربت کا خاتمہ، شہری امن وامان، ہر ایک کو سایہ اور خاندانی منصوبہ بندی کے لئے جدوجہد کریں تاکہ قوم صحیح معنوں میں ترقی کر سکے۔

آپ صنعتوں میں ہڑتال اور بونس کے مطالبہ کے سخت مخالف تھے خصوصاً ایسے ماحول میں جبکہ یہ واضح ہو کہ متعلقہ فیکٹری بونس ادا کرنے کے قطعی قابل نہیں۔ ضمانت ملازمت اور پیداوار میں اضافہ کا اصول ہی مسئلہ کا صحیح حل ہے، یہی خیال سنجے گاندھی نے پیش کیا تھا

شری ابھے سنگھ راجے بھوسلے، وزیر مملکت برائے امور داخلہ ایک معذور شخص کو امداد عطا کر رہے ہیں۔

شری بالوراؤ کالے، وزیر دیہی ترقیات نے ڈائرکٹوریٹ جنرل، اطلاعات و رابطۂ عامہ کی شائع کردہ ''سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا'' کتاب کا اجراء فرمایا۔

پانچ نکاتی پروگرام:

صفائی، شجر کاری، خاندانی منصوبہ بندی، جہیز اور جھونپڑپٹی کا خاتمہ۔ ان باتوں پر مشتمل سنجے گاندھی نے اپنا پانچ نکاتی پروگرام پیش کیا تھا۔

نیشنل پارک بوریولی کے نام میں تبدیلی

آنجہانی سنجے گاندھی کی یاد کو تازہ رکھنے کے لئے بوریولی کے نیشنل پارک کا نام بدل کر "سنجے گاندھی نیشنل پارک" رکھنا حکومت مہاراشٹر کا سنجے گاندھی کو محبت بھرا خراجِ عقیدت ہے۔ مذکورہ پارک کے نام کی رسم کا افتتاح کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے کہا تھا کہ اپنی مختصر سیاسی زندگی میں نوجوانوں کو تعمیر قوم کے لئے ۵۔ نکاتی پروگرام کی پیشکش شری سنجے گاندھی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے اس پروگرام میں شجر کاری کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بوریولی نیشنل پارک کو سنجے گاندھی کے نام سے منسوب کرنا اس نوجوان لیڈر کے عین شایانِ شان خراجِ عقیدت ہے۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ اور ان کی اہلیہ نے چند درخت بھی لگائے۔

اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والوں اور جھونپڑپٹی باشندوں کو بہتر حالتِ زندگی

وگراس میں ۹۷ غریب اور بے سہارا افراد نے "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" کے تحت شری نانا بھاؤ ایمبڈواڑ وزیر جنگلات کے ہاتھوں امداد وصول کی

شری ایس. این. دیسائی، وزیر مملکت برائے صنعت، رتناگیری میں ایک معذور شخص کو امداد دے رہے ہیں۔

شری بی. جے کھنال، وزیر آبپاشی و شہری رسد ڈومبیولی میں ایک ضعیف خاتون کو امداد دے رہے ہیں۔

شری جواہرلال درڈا، وزیر صنعت ایوت محل میں "نرادھار انودان یوجنا" کے تحت ایک نابینا خاتون کو امداد دے رہے ہیں۔

شری ہریانند آوالے، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ، شری ولی تعلقہ میں دابھولی کی چندرا بائی گنپتی مانے کو امداد دے رہے ہیں۔
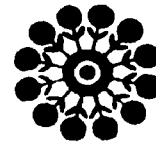
شری چندر کانت ترپاٹھی، وزیر مملکت برائے شہری ترقیات، وردھا میں ایک نابینا خاتون کو امداد دے رہے ہیں۔

فراہم کرنے سے متعلق اسکیمات کا ذکر کرتے ہوئے یاددہانی کرائی کہ صحیح معنوں میں جمہوریت تبھی کہلائی جائیگی جب ملک کے غریب طبقات کو اوپر اٹھایا جائے، یہی اندازِ فکر سنجے گاندھی ہمیشہ ساتھ لئے چلتے رہے۔ اسی لئے آپ جیسے رہنماؤں کی آج بھی ملک کو ضرورت ہے۔ سنجے گاندھی کے پروگراموں کو بڑھاوا دینے کے لئے ان کے نام سے سوادھلمبن اور نرادھار انودان یوجنا جاری کی گئیں جن کے ذریعہ غریب اور نادار ضرورتمند افراد کو مالی امداد اور بلا سود قرضے دیئے جاتے ہیں، تاکہ وہ اپنی مدد آپ کر کے سماج کے باعزت شہری بن سکیں۔ آپ نے مزید کہا کہ نیشنل پارک کو سنجے گاندھی کے نام سے منسوب کرنے کا مقصد یہی ہے کہ نوجوان انھیں ہمیشہ یاد رکھیں اور ان کے اصولوں کو اپناتے ہوئے ملک کی تعمیر میں ہاتھ بٹائیں۔

اس تقریب میں موجود شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار، وزیر جنگلات نے کہا کہ "ممبئی کے شہریوں کے لئے نیشنل پارک کا نیا نام باعثِ فخر ہے، خصوصاً اس لئے کہ آنجہانی شری سنجے گاندھی کو درختوں سے پیار تھا۔ سنجے گاندھی کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے ان کے نام سے جاری کردہ اسکیمات وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کا مہاراشٹر کو دیا گیا ایک گرانقدر تحفہ ہے۔"

سنجے گاندھی یادگار ہفتہ

سنجے گاندھی نے ہندوستان کے نوجوان طبقہ کو بار بار یہی پیغام دیا کہ وہ قوم کی تعمیر کے لئے ہمہ تن تیار رہیں۔ اس صورت میں آنجہانی کو بہترین خراجِ عقیدت یہی

شری ہری بھاؤ نائیک، وزیر مملکت برائے مالیات و محنت، ایک نابینا جوڑے جیون مولچند گپتا اور کلاوتی گپتا کو امداد دے رہے ہیں۔

شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر، وزیر دیہی ترقیات، ناندیڑ میں ایک غریب خاتون کو سلائی مشین دے رہے ہیں۔

ہوگا کہ ہم ملک کی فلاح و بہبودی کے لئے جد و جہد کریں۔"

ان خیالات کا اظہار وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے سنجے گاندھی کی یاد میں منعقدہ ایک تقریب میں کیا تھا۔

آپ نے مزید فرمایا تھا کہ "اچھے اقدار کا مالک کوئی شخص تنقیدوں سے نہیں گھبراتا اور یہی خود اعتمادی اس شخص کے لئے تمام مشکلات کے سامنے سینہ سپر ہوجاتی ہے۔ جذبۂ خود اعتمادی سنجے گاندھی کی زندگی کا بنیادی اصول تھا۔ اگر ہم سنجے گاندھی کے اصولوں کی تقلید کریں تو ملک کو ترقی کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔"

کروڑوں روپے کے قرضہ جات کی تقسیم

سنجے گاندھی یوجناؤں کے نفاذ کی تاریخ سے ۳۱ مئی ۱۹۸۱ء تک نراودھار اور سواؤ لمبن اسکیمات کے تحت بالترتیب ۶ کروڑ ۹۸ لاکھ ۳۱ ہزار ۴۵ روپے اور ۲ لاکھ ۹۱ ہزار ۹ سو ۸۷ روپے بطور قرض ضرورتمندوں میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

لاکھوں لوگ سنجے گاندھی اسکیمات کے مرہونِ منت

سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا کے تحت کل ۱۰۴۷،۷۵۰ درخواستیں موصول ہوئیں جن پر غور و خوض کے بعد کل ایک کروڑ ۵۹ لاکھ ۱۸ ہزار ۶ سو ۲۰ روپے اور سواؤ لمبن یوجنا کے تحت ۴۲۵،۰۲،۳۹،۵ روپے بطور امداد تقسیم کئے گئے۔

سواؤ لمبن یوجنا۔ فوری عمل آوری

اس اسکیم کے تحت حال ہی میں مرباد میں ۱۵ اشخاص کو سلائی مشین دی گئی۔ اس موقع پر منعقدہ ایک تقریب میں شریمتی تارا بائی ورتک، وزیر مملکت برائے سماجی بہبود نے سنجے گاندھی سواؤ لمبن یوجنا کی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے واضح الفاظ میں جتایا کہ وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سماج کے کمزور طبقات کے لئے حکومت کی جانب سے جاری کردہ مذکورہ اسکیم پر بلا تاخیر عمل انتولے حکومت کا پہلا اصول ہے۔

مرباد تعلقہ سے مختلف پیشوں سے متعلق ۸۴۴ درخواستیں موصول ہوئیں، جن پر فوری کارروائی کرتے ہوئے ۱،۱۷،۴۰۰ روپیہ ضرورتمندوں میں تقسیم کیا گیا۔ شری شانتارام کھولپ، ایم ایل اے کے مطابق ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے مذکورہ اسکیم کے تحت حکومت سے ایک لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ طلب کیا گیا ہے۔

شری پربھاکر مونڈا آوالے، وزیر مملکت برائے مکانات نے بھی ورلی میں شری بابو راؤ پاٹل کی زیر صدارت سیوڑی کانگریس کے زیر اہتمام منعقدہ ایک تقریب میں نرادھار اسکیم کے تحت ۳۰۰ اشخاص کو جن میں معذور اور بے روزگار افراد بھی شامل تھے، بطور قرض نقد رقم تقسیم کی۔ مستفیض ہونے والوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ خاص طور پر دو ضعیف العمر خواتین شریمتی لکشمی بائی ڈھونڈ برب (۹۰ سال) اور شریمتی پروتی جنبو پوبالے (۸۰ سال) اور دس سالہ معذور لڑکا کمار انیل دنا ترے شنڈے کے چہرے کے تاثرات بیان سے باہر ہیں۔

شری جیون ملچند گپتا آنکھوں سے

سنجے گاندھی کی زندگی اور اُن کے کام سے متعلق تصویری نمائش ریاست بھر میں منعقد کی گئی۔

نابینا تھے لیکن سنجے گاندھی نرادھار انودان
یوجنا نے اس کی تاریک زندگی میں اُجالا
پیدا کیا، اب وہ اور اس کی بیٹی ایک
نئی اُمید کے ساتھ اپنے مستقبل کو خوش
آئند بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

کی مالی امداد انھیں دی۔
گیتا اور اس کی بیٹی کا اپنا کوئی مکان
نہیں۔ گوبر داڑی کے جس مکان میں
وہ فی الحال مقیم ہیں، اس کا کرایہ گذشتہ
تین سال سے رکن اسمبلی شری سبھاش

حکومت نے مجھ پر نظرِ عنایت کی اور ہم
جیسوں کی امداد کے لئے آگے آئی۔"
مورے ۱۵ سال کی عمر میں ایک
کنوئیں میں گر گیا تھا۔ اس حادثہ میں وہ
دونوں پیروں سے معذور ہو گیا اور چھٹی

مہاراشٹر میں سنجے گاندھی اسکیمات کے یادگار واقعات

۳۵ سالہ گیتا کم سنی ہی میں بینائی
سے محروم ہو چکا تھا۔ اس وقت سے اپنی
گذر بسر کے لئے وہ نمسار تردوی ریلوے
ٹرینوں میں گانا گا کر مسافروں سے کچھ
آمدنی حاصل کر لیتا تھا۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۷۵ء
کو اس کی شادی ایک نابینا عورت
کلاوتی سے ہوئی تب سے دونوں نابینا
افراد کسی نہ کسی طرح گذر اوقات کر کے
اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اسٹیٹ بینک
میں جمع کراتے تھے۔

۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو جب لاچار و
غریب، معذور اور ذرائع سے محروم
محنتی نوجوانوں کی اُمیدیں سنجے گاندھی
کے نام سے منسوب اسکیمات کی صورت
میں بر آئیں، تو گیتا خاندان بھی اس
طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ خود بخود
ان کے دل میں بھروسہ پیدا ہو گیا کہ وہ
بھی ان اسکیمات سے فائدہ اٹھا کر اپنا
تاریک مستقبل روشن کر سکتے ہیں۔ ان
کا یہ خواب جلد ہی پورا ہوا۔ ۹ فروری ۱۹۸۱ء
کو منعقدہ ایک تقریب میں ضلع ادھیکاری
وزیر شری ہری بھاؤ نائیک، وزیر مملکت
برائے محنت و مال نے سنجے گاندھی
نرادھار انودان یوجنا کے تحت ۶۰ روپے
چندر کرے مور ادا کرتے آئے ہیں۔ موصوف
ان معذور افراد کے لئے ایک مکان فراہم
کرنے کی کوشش میں ہیں۔

گیتا خاندان پر شری کرے مور کا
بے شک یہ بڑا احسان ہے۔ لیکن اب
یہ نابینا جوڑا بہت ہی جوش و خروش
سے سنجے اسکیمات سے فائدہ حاصل
کر کے اپنے روشن مستقبل کے تانے بانے
جوڑنے میں مصروف ہے۔ ان کی زبردست
خواہش ہے کہ ان کی اپنی ایک مکان
ہو اور کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بہت
جلد ہی ان کی یہ خواہش بھی پوری
ہو جائے گی۔

نرادھار یوجنا۔ نئے مستقبل کا سرچشمہ

لیلا بائی، جینوڑ روڈ، ضلع دھولے
کے ساکن شری نمبا مالجی مورے کو جب
سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا کے
تحت شری سروپ سنگھ نائیک، وزیر
سماجی بہبود، سیاحت اور آدیباسی
بہبود نے ضلع پریشد ہال، دھولے میں
۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو منعقدہ ایک تقریب
میں ۶۰ روپیہ کی مالی امداد دی تو وہ بے
ساختہ کہہ اٹھا "شکر ہے بھگوان کا کہ
جماعت سے اسے اپنی تعلیم ترک کرنا
پڑی۔ مورے کے تین بھائی ہیں۔ ایک
بہن ہے جو خود بھی جسمانی طور سے معذور
ہے، ماں ہے جو نابینا ہے۔ مورے کی
خواہش تھی کہ وہ چھوٹی سی چائے کی دکان
کھولے۔ لیکن اتنی سی معمولی بات کے
لئے اسے ذریعہ کی ضرورت تھی۔ مورے
خاندان صرف بھگوان کے سہارے بے
بسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہا تھا۔
ان ہی حالات میں اسے سنجے گاندھی نرادھار
انودان یوجنا کے بارے میں خبر ملی کہ حکومت
نے یہ اسکیم معمر، معذور اور لاچار مصیبت
زدہ افراد کے فائدے کے لئے نافذ کی ہے
۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو مذکورہ اسکیمات نافذ
کر کے حکومت نے ان اسکیمات کو
تاریخی بنا دیا، کیونکہ ۲ اکتوبر مہاتما
گاندھی کا جنم دن ہے، جو ہمیشہ یہی
کہا کرتے تھے کہ ملک کی ترقیات کے
فوائد غریب، مجبور اور نادار لوگوں تک
ضرور پہنچنے چاہئیں۔ سنجے گاندھی نرادھار
انودان یوجنا کے تحت مذکورہ مالی امداد
پا کر اب مورے خاندان خوش ہے۔

سنجے گاندھی کی یاد میں منعقدہ ایک
تقریب میں شری ایس۔ این۔ دیسائی

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے آنجہانی سنجے گاندھی کی راکھ سپردِ آب کرنے کیلئے لیجاتے ہوئے۔ یہ راکھ ممبئی کے چوپاٹی سمندر میں پورے اعزاز واحترام کے ساتھ بہائی گئی۔

"سنجے گاندھی امر رہیں!" نعرہ لگاتے ہوئے نوجوان شرکاء جلوس۔

شری ہریش بھاؤ دیوتلے، وزیر مملکت برائے تعلیم، "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" کے تحت ایک ضعیف العمر خاتون کو امداد دے رہے ہیں۔

وزیر مملکت برائے صنعت، امداد باہمی اور اطلاعات ورابطۂ عامہ کے ہاتھوں آرین ایجوکیشن سوسائٹی ہائی اسکول، گڑگام کے ۱۰۰ غریب طلبہ کو کاپیاں تقسیم کی گئیں۔ اس تقریب کا اہتمام اوپرا ہاؤس کانگریس (آئی) کمیٹی نے کیا تھا۔

اس موقع پر سنجے گاندھی کے پیغام کو دہراتے ہوئے آپ نے کہا کہ سنجے گاندھی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نوجوان طبقے کو چاہیئے کہ وہ تعمیری کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ سنجے گاندھی کی برسی کے موقع پر ان کے اس پیغام کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ ملک کے غریب اور نادار افراد کی فلاح وبہبود ہی سب سے مقدم فرض ہے۔"

سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا

۳۱ مئی ۱۹۸۱ء تک کی تفصیلات

نمبر شمار	اضلاع	درخواستوں کی تعداد: موصولہ	جانچ شدہ	منظور شدہ	منسوخ شدہ	تقسیم شدہ رقم
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
	بمبئی ڈویژن					روپیہ
۱	بمبئی شہر اور مضافات	۵،۰۳۶	۱،۲۷۵	۷۲۵	۵۵۰	۴۵،۲۳۷
۲	تھانے	۱۲،۰۰۰	۸،۳۳۹	۵،۹۵۷	۲،۳۸۲	۱۱،۷۴،۸۰۰
۳	رائے گڑھ	۸،۰۰۴	۴،۸۳۰	۳،۵۱۲	۱،۳۱۸	۸،۳۲،۱۲۷
۴	رتناگیری	۶،۰۸۷	۵،۳۷۵	۳،۶۹۱	۱،۳۴۲	۴،۹۰،۷۹۷
۵	سندھودرگ	۳،۹۴۴	۳،۰۳۲	۱،۸۸۷	۴۱۹	۲،۸۵،۹۸۵
	جملہ	۳۵،۱۵۱	۲۲،۸۵۱	۱۵،۷۷۲	۶،۰۱۱	۲۸،۲۸،۹۴۶
	پونے ڈویژن					
۱	پونے	۳۲،۵۱۰	۲۱،۵۴۳	۱۵،۶۱۸	۵،۹۲۵	۱۷،۸۰،۴۶۰
۲	سولاپور	۱۳،۳۱۳	۹،۹۳۵	۶،۴۳۹	۳،۴۹۶	۱۰،۹۸،۵۳۰
۳	ستارا	۱۹،۹۴۰	۹،۲۲۶	۶،۳۳۵	۲،۸۶۳	۱۰،۹۴،۹۴۰
۴	سانگلی	۷،۰۴۰	۴،۴۸۰	۳،۷۹۲	۶۸۸	۴،۳۴،۴۱۰
۵	کولہاپور	۱۰،۸۱۱	۶،۲۱۲	۴،۰۲۴	۲،۱۸۹	۸،۶۱،۳۵۰
	جملہ	۸۲،۶۱۴	۵۱،۳۹۷	۳۶،۲۰۸	۱۵،۱۶۱	۵۲،۶۹،۷۷۰
	ناشک ڈویژن					
۱	ناشک	۶،۱۱۵	۴،۳۹۷	۲،۴۵۱	۱،۰۶۳	۵،۰۸،۷۹۵
۲	احمدنگر	۸،۴۱۵	۵،۰۲۱	۳،۴۵۰	۳۴۸	۶،۶۲،۶۹۵
۳	دھولے	۵،۰۶۱	۵،۰۶۱	۸۸۶	۱،۰۱۴	۳،۷۳،۶۳۱
۴	جلگاؤں	۱۶،۴۶۹	۱۲،۲۱۸	۹،۳۲۳	۲،۸۹۵	۹،۵۰،۳۷۴
	جملہ	۳۶،۰۶۰	۲۶،۶۹۷	۱۶،۱۱۰	۵،۳۲۰	۲۴،۹۵،۴۹۵
	امراوتی ڈویژن					
۱	امراوتی	۱۱،۱۹۰	۸،۶۲۵	۴،۵۰۰	۱،۷۴۵	۲،۹۰،۰۶۰
۲	اکولہ	۱۶،۸۴۳	۱۲،۲۵۲	۲،۰۶۶	۹،۱۸۱	۷،۰۸،۳۲۱
۳	ایوت محل	۱۲،۹۹۸	۱۰،۱۹۷	----	۱۰،۱۵۴	۸،۶۵،۲۴۰
۴	بلڈانہ	۹،۷۸۱	۸،۶۷۲	۱،۵۵۰	۷،۱۲۶	۷،۷۳،۷۴۰
	جملہ	۵۰،۸۱۲	۳۹،۷۱۶	۵،۳۶۱	۳۰،۹۶۸	۲۶،۳۷،۳۶۱

باقی صفحہ ۱۴ پر

سنجے گاندھی سوائولمبن یوجنا

۳۱ مئی ۱۹۸۱ء تک کی تفصیلات

نمبر شمار ۱	اضلاع ۲	درخواستوں کی تعداد: موصولہ ۳	جانچ شدہ ۴	منظور شدہ ۵	منسوخ شدہ ۶	تقسیم شدہ رقم ۷
	بمبئی ڈویژن					روپیہ
۱	بمبئی شہر اور مضافات	۳۰,۳۴۶	۸,۷۶۱	۷,۸۴۴	۹۱۷	۵۵,۱۸,۱۰۰
۲	تھانے	۴۸,۴۰۷	۱۰,۵۴۳	۶,۶۵۵	۳,۸۸۸	۲۴,۴۹,۳۵۰
۳	رائے گڑھ	۳۵,۹۳۸	۲۶,۶۸۸	۴,۴۲۵	۲,۳۵۶	۱۲,۷۰,۴۸۰
۴	رتنا گیری	۱۱,۱۰۴	۷,۳۲۸	۲,۵۷۸	۲,۶۲۷	۱۳,۸۷,۶۵۰
۵	سندھو درگ	۷,۲۴۵	۵,۰۲۲	۱,۶۴۰	۱,۲۱۵	۰۶,۷۷,۱۰۰
	جملہ	۱,۱۳,۰۴۹	۵۸,۳۴۲	۲۳,۱۴۲	۱۱,۰۰۰	۱,۱۳,۰۲,۶۸۰
	پونے ڈویژن					
۱	پونے	۱,۰۷,۴۷۷	۳۸,۸۵۱	۲۳,۶۹۹	۱۵,۱۵۹	۳۵,۰۳,۳۵۰
۲	سولاپور	۳۷,۸۰۷	۱۳,۱۸۵	۴,۴۷۱	۸,۷۱۱	۲۲,۳۰,۰۰۰
۳	ستارا	۷۴,۵۸۳	۱۵,۶۷۲	۶,۱۹۴	۹,۴۷۸	۲۶,۲۳,۲۵۰
۴	سانگلی	۵۲,۹۱۴	۱۲,۸۵۴	۵,۳۱۷	۷,۵۳۷	۱۵,۰۵,۷۰۰
۵	کولہاپور	۷۳,۰۵۹	۱۱,۱۴۲	۶,۹۴۲	۴,۲۰۰	۲۰,۱۰,۱۵۰
	جملہ	۳,۴۵,۸۴۰	۹۱,۷۱۱	۴۶,۶۲۳	۴۵,۰۸۸	۱,۱۸,۷۲,۴۵۰
	ناسک ڈویژن					
۱	ناشک	۶۶,۹۴۳	۲۸,۹۲۷	۷,۸۲۶	۱,۸۶۱	۱۳,۱۷,۴۵۰
۲	احمد نگر	۶۴,۱۲۶	۵۲۵	۵۲۵	۰۰۰۰	۲۲,۵۰,۰۰۰
۳	دھولے	۳۶,۰۶۷	۳۶,۰۶۷	۷۵۱	۱,۷۵۵	۲۳,۴۵,۰۰۰
۴	جلگاؤں	۱,۱۰,۰۵۴	۱۴,۲۸۱	۱۰,۴۹۲	۳,۷۸۹	۲۲,۲۱,۵۰۰
	جملہ	۲,۸۰,۱۹۳	۷۹,۸۰۰	۱۹,۵۹۴	۷,۴۰۵	۹۲,۱۳,۹۵۰
	امراوتی ڈویژن					
۱	امراوتی	۶۳,۶۹۷	۵۷,۰۰۷	۳,۳۰۶	۱,۶۰۱	۱۵,۲۲,۰۰۰
۲	اکولہ	۶۲,۱۱۷	۲۳,۴۰۸	۲,۸۳۹	۴,۰۳۱	۱۴,۹۲,۰۰۰
۳	ایوت محل	۳۳,۰۳۰	۴,۸۵	۴,۷۶۸	۰۰۰۰	۱۲,۵۵,۰۰۰
۴	بلڈانہ	۳۲,۷۸۹	۷,۰۵۳	۳,۴۱۱	۲,۸۴۷	۱۳,۵۴,۰۰۰
	جملہ	۱,۹۱,۶۲۳	۲۱,۲۷۳	۱۴,۳۲۴	۸,۴۸۰	۵۹,۲۳,۰۰۰

باقی صفحہ ۱۲ پر

صفحہ ۱۲ سے آگے

سنجے گاندھی نرادھار الودان یوجنا

ناگپور ڈیویژن

نمبر	ضلع	۱	۲	۳	۴	۵
۱	ناگپور	۱۸,۳۶۰	۸,۵۸۳	۷,۹۶۱	۶۲۲	۵,۸۵,۷۱۸
۲	بھنڈارا	۱۲,۵۰۵	۷,۴۰۶	۵,۴۹۲	۵۸۶	۵,۴۴,۱۵۷
۳	وردھا	۶,۵۴۱	۵,۳۳۴	۴,۴۲۰	۴۰۳	۲,۶۳,۳۱۴
۴	چندر پور	۸,۵۸۹	۵,۷۵۸	۳,۸۵۱	۱,۹۰۷	۵,۸۶,۱۱۰
	جملہ	۴۵,۹۹۵	۲۷,۰۸۱	۲۱,۶۳۱	۳,۵۱۸	۱۹,۷۹,۲۹۹

اورنگ آباد ڈیویژن

نمبر	ضلع	۱	۲	۳	۴	۵
۱	اورنگ آباد	۱۷,۲۵۰	۱۶,۶۹۷	۹,۲۲۹	۲,۳۰۸	۱۲,۵۷,۷۰۰
۲	پربھنی	۶,۶۰۵	۶,۲۰۳	۴,۱۹۳	۷۸۲	۵,۳۸,۶۰۶
۳	ناندیڑ	۱۲,۲۱۵	۷,۸۲۵	۶,۱۹۹	۱,۶۲۶	۵,۳۱,۸۶۱
۴	عثمان آباد	۱۱,۴۸۲	۱۱,۴۸۲	۴,۳۸۵	۸۸۵	۲,۹۴,۹۳۹
۵	بیڑ	۶,۶۸۱	۶,۶۳۰	۸,۰۳۷	۲,۸۱۱	۴,۵۸,۲۴۳
	جملہ	۵۴,۲۳۳	۴۸,۸۳۷	۳۲,۰۴۳	۸,۴۱۲	۳۰,۸۱,۳۴۹
	کُل میزان	۱۰۴,۸۶۹	۲,۱۲,۶۲۵	۱,۴۷,۷۵۰	۴۳,۷۹۳	۱,۵۹,۱۸,۶۲۰

صفحہ ۱۳ سے آگے

سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا

ناگپور ڈیویژن

نمبر	ضلع	۱	۲	۳	۴	۵
۱	ناگپور	۹۳,۵۲۷	۱۳,۵۹۱	۴,۵۳۱	۴,۶۲۰	۲۴,۱۶,۷۶۹
۲	بھنڈارا	۵۳,۵۱۷	۱۱,۸۷۲	۸,۷۴۷	۰۰۰۰	۳۰,۷۷,۰۸۷
۳	وردھا	۲۴,۳۶۵	۲,۸۷۷	۲,۰۸۱	۲۶۵	۷,۷۴,۹۴۴
۴	چندر پور	۳۲,۵۳۹	۶,۰۹۱	۴,۶۰۴	۱,۵۸۷	۱۶,۸۶,۵۰۰
	جملہ	۲,۰۳,۹۴۸	۳۴,۴۳۱	۱۹,۹۶۳	۶,۴۷۲	۷۹,۵۵,۳۰۰

اورنگ آباد ڈیویژن

نمبر	ضلع	۱	۲	۳	۴	۵
۱	اورنگ آباد	۸۸,۷۰۹	۵۹,۰۲۴	۷,۰۷۷	۲,۹۱۲	۱۹,۶۳,۵۰۰
۲	پربھنی	۳۴,۸۶۱	۲۹,۷۱۲	۴,۳۰۱	۳,۳۳۷	۱۵,۱۱,۷۰۰
۳	ناندیڑ	۶۱,۰۱۴	۸,۵۶۷	۳,۳۳۹	۵,۲۸۸	۱۱,۰۷,۳۰۰
۴	عثمان آباد	۳۴,۷۸۸	۳۴,۷۸۸	۳,۲۹۷	۱,۴۷۱	۱۸,۷۴,۵۰۰
۵	بیڑ	۵۲,۹۰۲	۵۶,۹۰۲	۲,۵۷۷	۰۰۰۰	۱۲,۷۸,۰۰۰
	جملہ	۲,۷۹,۳۰۴	۱,۸۸,۹۹۳	۲۰,۵۹۱	۱۳,۰۰۸	۷۷,۳۵,۰۰۰
	کُل میزان	۱۴,۲۳,۹۶۷	۵,۴۵,۵۵۰	۱,۴۳,۲۳۷	۹۱,۴۵۶	۵,۳۹,۰۲,۳۸۰

شہیدوں کی یادگاروں کے لئے ڈیزائن کا انتخاب آرکیٹیک کمیٹی کی تشکیل

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی رہائش گاہ پر آرکیٹیکٹ اور معزز شہریوں کی ۲ر جولائی کو منعقدہ ایک میٹنگ میں ریاست کے ۲۰۴ مقامات پر قائم کی جانے والی یادگاروں کے ڈیزائن کے انتخاب کے لئے ماہر آرکیٹیکٹ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔

شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر وزیر عوامی امور کمیٹی کے چیرمین ہوں گے۔ دیگر اراکین میں شری انم جین، چارلس کوریا، قادری اور ریاست کے پانچوں آرکیٹیکچر کالجوں کے پرنسپل شامل ہیں۔ شری دی ایس رانے، سکریٹری محکمہ عوامی امور کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہوں گے۔

بہترین ڈیزائن کا انتخاب ریاست کے آرکیٹیکچر کالجوں کے طلبہ کے پیش کردہ ڈیزائنوں میں سے کیا جائے گا۔

اس موقع پر وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ بہترین ڈیزائن کے انتخاب میں آرکیٹیک ماہرین کی اجتماعی صلاحیت کا بھرپور استعمال کرنے کے لئے یہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ منتخب کیا جانے والا ڈیزائن فن اور افادیت کے اعتبار سے ایک مثالی نمونہ ہوگا۔ اس میں مقامی لوگوں کو میٹنگ، ڈرامے، مباحثے اور دیگر ثقافتی سرگرمیاں منعقد کرنے کی سہولت ہوگی۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ وزیراعظم نے جدوجہد آزادی میں شہید ہونے والے افراد کی یاد میں قائم کی جانے والی مجوزہ یادگاروں کی ستائش کی ہے۔

آپ نے بتایا کہ ۹ اگست ۱۹۸۱ء کو مہاراشٹر کے ایک نقشے کی نقاب کشائی کی جائے گی جس میں شہیدوں کی یاد میں تعمیر کی جانے والی یادگاروں کے ۲۰۴ مقامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اسی روز تمام ۲۰۴ مقامات پر عمومی پوجا بھی ادا کی جائے گی۔ بعد ازاں یہ نقشہ منترالیہ میں کسی نمایاں جگہ پر آویزاں کیا جائے گا۔

اس موقع پر شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر وزیر عوامی امور، شری بی۔ جے۔ کھتال وزیر غذا و شہری رسد، ڈاکٹر اے۔ یو۔ میمن ممبئی کے میئر، ڈاکٹر بی۔ کے۔ گوئل ممبئی کے شریف، شری جی۔ پی۔ پردھان کونسل میں حزب مخالف کے رہنما، شری راجہ رام باپو پاٹل پروفیسر رام جوشی ممبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر، شری سنیل دت ممتاز آرکیٹیکٹ حضرات اور حکومت کے افسران بھی موجود تھے۔

پی اے ڈی کیلئے ۲٫۰۷ لاکھ روپے کا عطیہ وزیراعلیٰ کو چیک پیش کیا گیا

مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اور ریپبلس ایکشن فار ڈیولپمنٹ (مہاراشٹر) کے چیرمین کی درخواست پر مہاراشٹر اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن نے 'پی۔ اے۔ ڈی' کے دیہی ترقیاتی پروگرام کیلئے ۲٫۰۷ لاکھ روپے کا عطیہ دیا۔ شری ایس۔ ایس۔ تینے کر چیرمین ٹیکسٹائل کارپوریشن نے ۷ر جولائی کو منترالیہ میں وزیراعلیٰ کو مذکورہ رقم کا چیک پیش کیا۔ اس فنڈ کے لئے دیئے جانے والے عطیات دیہی عوام کی معاشی بہبودی، زراعت، باغبانی، ڈیری اور پولٹری کی ترقی کیلئے استعمال کئے جائیں گے۔

مہاراشٹر میں پی۔ اے۔ ڈی نے ۵۲ پروجیکٹوں کی مالی امداد پر مجموعی طور پر ۶۳ لاکھ روپے خرچ کئے۔ فی الوقت پی۔ اے۔ ڈی پینے کے پانی کی فراہمی اسکیمات کے لئے فنڈ صرف کر رہا ہے جس میں ۹۰ فیصد اخراجات حکومت برداشت کر رہی ہے۔

شری جینت راؤ پاٹل

شری جینت راؤ پاٹل، ریاستی حکومت کے اعزازی مشیر برائے باغبانی کوساد بل ضلع تھانے، اب ایگریکلچر ڈیولپمنٹ کے اعزازی مشیر بھی نامزد کئے گئے ہیں۔

حکومت نے شری پاٹل کو زراعت اور باغبانی سے متعلق لوک راجیہ اور شینکری کا اعزازی مشیر بھی مقرر کیا ہے۔

دیہی ترقیات کیلئے معینہ مدت پروگرام

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی زیر صدارت ۴ جولائی کو کابینہ کی ذیلی کمیٹی کی میٹنگ میں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے دیہی عوام کے حالاتِ زندگی بہتر بنانے کے لئے معینہ مدت پروگرام پر غور و خوض کیا گیا.

میٹنگ میں وزیراعلیٰ کی اس تجویز کو منظور کیا گیا کہ دیہی غربت کے خاتمے کے لئے دیہی اور کاٹیج صنعتوں کو مضبوط کیا جائے اور اس سلسلے میں علیحدہ سرکاری محکمہ قائم کیا جائے.

وزیراعلیٰ نے بتایا کہ بمبئی کی مختلف صنعتوں اور خصوصاً کپڑا ملوں میں ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد کوکن میں اپنے آبائی مقامات پر مستقل رہائش کے لئے جانے والے افراد کے تجربہ و مہارت کو اس علاقے کی دیہی اور کاٹیج صنعتوں کی ترقی کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے.

پین میں گنیش کی مورتیاں بنانیوالے فن کاروں کی مثال دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ان کی مہارت کو آرائش و نمائش کی اشیا تیار کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے.

شری جینت راؤ پاٹل کی یہ تجویز کہ معمولی کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے قلم کاری پروگرام اپنایا جائے، میٹنگ میں قبول کی گئی. آپ نے دھانو علاقہ کی مثال دی جہاں روایتی آم کے درخت میں ہاپوس آم کی قلمکاری کے ذریعے ایک ادیباسی کسان نے ۵ ہزار روپے آمدنی حاصل کی. آپ نے مزید فرمایا کہ اسی طرح بیروں کی قلمکاری

وزیراعلیٰ کا د[illegible]

۱۱ اور ۱۲ جولائی کو پونے میں ریاستی کابینہ کی دو روزہ میٹنگ کے دوران کونسل ہال کے احاطہ میں خصوصی طور پر لگائے گئے شامیانے میں عوام کی شکایت سننے کے لئے وزیراعلیٰ نے جنتا دربار کا اہتمام کیا، بعض معاملات میں بروقت فیصلے کئے گئے، بعض معاملوں میں سرکاری افسران کو ہدایات دی گئیں۔

* ۱۱ جولائی کو وزیراعلیٰ نے تقریباً ڈھائی گھنٹوں تک عوامی شکایات سنیں. ایک فوجی سے متعلق جسے جسمانی معذوری کی بنا پر فوج سے علیحدہ کر دیا گیا تھا، آپ نے افسران کو ہدایت دی کہ اسے ایک اسٹال مہیا کیا جائے تاکہ وہ اپنی روزی کما سکے، نیز سنجے گاندھی سواؤلمبن یوجنا کے تحت مالی امداد بھی دینے کی ہدایت کی۔
* ایک معذور فرد نے آپ کو بتایا کہ وہ ڈرلنگ کا کام بخوبی جانتا ہے اور اسے اس کا تجربہ بھی ہے تو آپ نے ڈیویژنل کمشنر سے اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کے وائس چیرمین کو فون پر ہدایت دینے کے لئے کہا کہ مذکورہ معذور فرد کو ایس. ٹی میں ملازمت فراہم کی جائے.
* ایک ریٹائرڈ پولس جوان نے آپ کو اپنی مالی دشواریوں سے آگاہ کیا تو آپ نے ہدایت دی کہ اس کے بیٹے کو پولس میں ملازمت دینے سے متعلق غور کیا جائے.
* ۶۱ سالہ شریمتی سہ جابائی جوشی، ۵ سال قبل ریاستی حکومت کے محکمہ سماجی بہبود کی ملازمت سے ریٹائر ہوئیں. انھیں محض اس بنیاد پر پنشن جاری نہیں کی گئی کہ ان کی ملازمت کا وقفہ درکار مدت سے ایک سال کم تھا۔ وزیراعلیٰ نے مشورہ دیا کہ انسانیت کے ناطے شریمتی جوشی کے معاملے پر دوبارہ غور کیا جائے اور ان کی پنشن منظور کی جائے۔
* ایک اور معاملے میں وزیراعلیٰ نے دورانِ جنگ مارے گئے ایک جوان کی بیوہ کو فوری طور پر گذر اوقات کے لئے امداد دینے کی ہدایت دی.
* فریضۂ حج ادا کرنے کے خواہشمند ایک فرد نے جب وزیراعلیٰ سے درخواست کی کہ حاجیوں کی فہرست میں اس کے نام کی شمولیت کے لئے وہ اپنا رسوخ استعمال میں لائیں تو آپ نے صاف الفاظ میں کہا کہ حاجیوں کی فہرست قرعہ اندازی کے ذریعہ تیار کی جاتی ہے اور وہ اس معاملے میں اُن کی مدد کرنے سے قاصر ہیں.
* تاراچند ہسپتال سے متعلق شکایات سن کر آپ نے ہدایت دی کہ ان شکایات کی تفتیش کے لئے بمبئی سے ایک افسر روانہ کیا جائے.
* ایک پولس جوان نے بتایا کہ ملازمت سے ریٹائر ہوئے ڈھائی برس ہونے پر بھی اس کی پنشن جاری نہیں کی گئی جس کی وجہ سے وہ زبردست مالی مشکلات سے

جنتا دربار

دوچار ہے اور اسی لئے وہ اپنی بیٹی کو کالج میں داخل نہیں کر سکتا جو دسویں جماعت میں امتیازی نمبروں سے پاس ہوئی ہے۔ وزیراعلیٰ نے پولس جوان سے ہمدردی کرتے ہوئے افسران کو ہدایت دی کہ پنشن جاری کرنے میں ہوئی تاخیر کی تفتیش کریں۔ نیز آپ نے پولس جوان کی بیٹی کی تعلیم کو جاری رکھنے کے لئے اسے ایک ہزار روپے کا چیک پیش کیا۔

* پونے کے شری کارخانیس نے وزیراعلیٰ کو اپنا تیار کردہ "ریاضی قاعدہ" بتایا تو آپ نے ڈائرکٹر آف ایجوکیشن، ٹیکسٹ بک پروڈکشن بیورو اور وزیر تعلیم سے اس بورڈ کو استعمال کرنے کے امکانات پر غور کرنے کے لئے کہا۔
* ایک فیکٹری مزدور نے وزیراعلیٰ کو بتایا کہ کام کے دوران اس کا ایک پیر زخمی ہوا اور بعد میں اس پیر کو کاٹ دیا گیا۔ فیکٹری کی جانب سے اُسے دیئے جانے والے ناکافی معاوضہ کی شکایت سن کر وزیراعلیٰ نے ڈیویژنل کمشنر کو ہدایت دی کہ وہ فیکٹری کے مالک کی توجہ اس جانب دلائیں۔
* ایک مجاہد آزادی اور ایک ہریجن نے وزیراعلیٰ کو بتایا کہ ان کی زمین کسی خاص مقصد کے تحت حکومت نے اپنے قبضۂ اختیار میں لی ہے جس کے نتیجہ میں ان کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے۔ وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ کسی خاص سرکاری مقصد کے تحت زمین لیتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ غریبوں کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہ ہو، کیونکہ ایسا کرتے وقت اکثر بڑے زمیندار صاف بچ جاتے ہیں اور غریب ہی ناانصافی کا شکار ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آئندہ ایسا نہ کیا جائے۔
* ایک معذور شخص کے لئے مالی امداد منظور کرتے وقت آپ نے فرمایا کہ ہنرمند معذور افراد کو خودکفیل بنانے کے لئے سواؤلمبن یوجنا کے تحت مالی امداد دی جائے نہ کہ نرادھا یوجنا کے تحت۔
* ایک معاملے میں آپ نے فرمایا کہ اگر معذور افراد اجتماعی کوشش کریں تو اُن کی بستی کے مسئلہ پر ہمدردی کے ساتھ غور کیا جا سکتا ہے۔
* ایک واچ مین کی بیوی کی درخواست پر آپ نے فرمایا کہ پونے۔ ناگپور اور احمد نگر کی صنعتوں میں کام کرنے والے واچ مین ملازمین کی حالت ملازمت، اُجرت وغیرہ سے متعلق غور کیا جائے۔
* ایک دوسرے پولس جوان کے معاملے میں بھی، جسے ملازمت سے سبکدوش ہوئے ڈھائی برس بعد بھی پنشن جاری نہیں کی گئی۔ آپ نے (باقی صفحہ ۱۸ پر)

بھی کی جا سکتی ہے۔

میٹنگ میں اس بات سے اتفاق کیا گیا کہ بے زمین غریب افراد کے مسائل کا حل وسیع پیمانے پر انقلابی پروگرام کا نفاذ ہے۔

اس سلسلے میں وزیراعلیٰ نے فرمایا کہ چونکہ ریاست کے تمام علاقوں کی ضرورت میں یکسانیت نہیں لہٰذا تمام علاقوں کے لئے یکساں پروگرام اپنانا ممکن نہیں۔ اس لئے ہر علاقے کے عوام کی ضروریات کا جائزہ لینا چاہیئے۔ آپ نے تجویز پیش کی کہ اس کام کے لئے سماجی خدمت گاروں اور نوجوانوں کی خدمات حاصل کی جائیں۔ یہ تجویز منظور کی گئی۔

وزیراعلیٰ کی اس تجویز کا بھی خیر مقدم کیا گیا کہ ادیباسی علاقوں میں بڑے پیمانے پر "ساورے" درخت لگائے جائیں تاکہ اس علاقے میں ایک کوآپریٹیو مِل کا قیام ممکن ہو سکے۔

میٹنگ میں موجود ممتاز اشخاص میں شری بابو راؤ کالے، وزیر دیہی ترقیات و جیل، شری بی۔ جی۔ کھتال، وزیر آبپاشی، سی اے ڈی اے، غذا، شہری رسد، شری ایس۔ بی۔ دیوتلے، وزیر مملکت تعلیم، انرجی و دیہی ترقیات۔ شری ڈی۔ ایس۔ کاملے، وزیر مملکت غذا و شہری رسد، اینمل ہسبنڈریز، ماہی گیری اور ڈیری ڈیولپمنٹ نیز متعلقہ محکموں کے سکریٹریز بھی شامل تھے۔

اس تاخیر پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے چیف سکریٹری کو ہدایت کی کہ وہ سرکاری ملازمین کی پنشن اور گریجوٹی کی فوری ادائیگی سے متعلق تجاویز پیش کریں۔

جنتا دربار کے دوسرے دن

۱۲ر جولائی کو وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرنے والوں میں اکثریت جسمانی اعتبار سے معذور افراد کی تھی چونکہ سال ۱۹۸۱ء بین الاقوامی سال برائے معذور افراد کے طور پر منایا جارہا ہے، لہٰذا وزیر اعلیٰ نے معذور افراد کے مسائل کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا۔

* وزیر اعلیٰ نے بھوّر کے شری شنکر رام چندر لوکرے کو پیٹرول سے چلنے والی تین پہیوں کی گاڑی خریدنے کے لئے ۳،۶۰۰ روپے دیئے تھے شری لوکرے اپنی تین پہیوں کی گاڑی میں وزیر اعلیٰ سے ملنے آئے تھے۔ شری لوکرے نے بتایا کہ اب وہ بھورا انڈسٹریز میں اپنے کام پر جاسکیں گے۔ اس امداد کے لئے انھوں نے وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کیا تو وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ حکومت غریب اور معذور فرد کے تئیں اپنا فرض پورا کر رہی ہے۔
* جسمانی طور سے معذور بابو گائیکواڑ، پونے کے ریلوے پورٹر ہے۔ اسے کام کے لئے کلیان جانا پڑتا ہے جہاں وہ ریلوے کے ویگنوں میں مال بھرتا ہے۔ شری گائیکواڑ نے وزیر اعلیٰ سے مل کر اپنی تکلیف بیان کی تو وزیر اعلیٰ نے ریلوے حکام سے درخواست کی کہ شری گائیکواڑ کو پونے ہی میں کام دیا جائے۔
* ایک معذور فرد شری مدھوکر لونکر کی تکلیف سن کر وزیر اعلیٰ نے حکم فرمایا کہ میونسپل کارپوریشن کی جانب سے دیئے جانیوالے اسٹال کے لئے معذور افراد کو ترجیح دی جائے تاکہ وہ خود کفیل ہو سکیں۔
* آشا واجکھرے دفتر مردم شماری میں کام کرتی ہیں۔ انھیں یہ اندیشہ ہے کہ مردم شماری کا کام ختم ہونے پر انھیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ ان کے والد حیات نہیں اور نہ ہی اُن کا کوئی بھائی ہے نیز ان کی نابینا والدہ کی کفالت کی ذمہ داری اس پر ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کماری آشا کو کسی اور جگہ ملازمت دیئے جانے کا مشورہ دیا۔
* بی اے۔ ایل بی پاس ایک معذور نوجوان شری رمیش گائیکواڑ نے جب وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ اس نے لیبر آفیسر کے عہدے کے لئے درخواست کی ہے تو وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ محض اس بنیاد پر کہ وہ معذور ہے اس کی تقرری میں پس وپیش نہ کیا جائے۔
* ایک معذور لڑکی سُلبھا روڈیکر بہت اچھی طرح ٹائپنگ کر لیتی ہے اس نے خود کفالت کے لئے وزیر اعلیٰ سے مدد کی درخواست کی جس پر آپ نے مذکورہ لڑکی کو عدالت کے قریب ایک ٹائپنگ اسٹال دیئے جانے کی ہدایت کی۔
* مالتی رام چندر رشینگرے نے اپنی ماں کے ساتھ وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی۔ اس کی ماں نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ مالتی کا بھائی ۱۹۷۸ء میں ایک اسپتال میں کام کے دوران زخمی ہوا، اور اسی حادثہ میں اس کا ایک ساتھی ہلاک ہو گیا تھا، لیکن ابھی تک اس معاملے کی پولس کی جانب سے تفتیش نہیں ہوئی۔ وزیر اعلیٰ نے اس معاملے کی فوری تفتیش کئے جانے کی ہدایت دی اور مالتی کی تعلیم کیلئے مالی امداد منظور کی۔
* ایک معمر خاتون رادھا بائی بابو جگتاپ جو محکمۂ تعلیم میں ملازمت کر چکی ہیں، نے بتایا کہ اس کا گھر گر جانے سے وہ بے گھر ہو گئی ہے اور بڑی مصیبت میں ہے۔ وزیر اعلیٰ نے رادھا بائی کو ضروری تفتیش کے بعد امداد دیئے جانے کی ہدایت دی۔
* وزیر اعلیٰ نے شری وسنت واسو دیو مندا وگنے کو دو ہزار روپے کی امداد دی۔ مندا وگنے کا بڑا بھائی مراٹھی اسٹیج کا اداکار تھا لیکن ضعیفی کے ایام میں غربت کا شکار تھا۔ شری مندا وگنے کو اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ آف کلچرل افیئرس کی جانب سے ملنے والا وظیفہ بھی اس کی موت کے بعد بند کر دیا گیا تھا۔ شری وسنت مندا وگنے اپنے بھائی کی پہلے کفالت کیا کرتے تھے لیکن اب اپنے ضعیفی کے ایام میں وہ خود لاچار ہو گئے تھے، لہٰذا وزیر اعلیٰ نے ان کو یہ امداد دی۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے پونے میں اپنے تین روزہ قیام کے دوران تقریباً ۳،۰۰۰ لوگوں کی شکایات و تکالیف سنیں، اور کم از کم ۱۰۰۰ معاملات میں بر وقت فیصلہ صادر کئے ۱۲ر جولائی کی شام کو دوبارہ جنتا دربار منعقد کیا گیا اور ڈیڑھ گھنٹے تک وزیر اعلیٰ لوگوں سے ملتے رہے۔

* ماول کے شری وی۔ کے۔ واگھ نے بند کئے گئے دس اسکولوں کو دوبارہ جاری کئے جانے سے متعلق ایجوکیشنل ایکسٹینشن آفیسر کی دھاندلیوں کا شکایت نامہ پیش کیا، جس پر انھوں نے اپنے خون سے دستخط کئے تھے۔ وزیر اعلیٰ نے فوراً مفصل تفتیش کا

حکم صادر کیا۔

* پسماندہ طبقے سے تعلق رکھنے والے چھوٹے زمیندار، نائرے کے شری ڈھل سالارام رانا ورے نے وزیر اعلیٰ سے شکایت کی کہ محکمۂ آبپاشی نے ۶۰۰۰ روپے، ان پر آبپاشی ٹیکس عاید کیا ہے نیز انہیں بُرے نتائج کی دھمکی بھی دی گئی اور ان کی گنے کی فصل کو پانی نہیں دیا گیا۔ اس معاملے میں بھی وزیر اعلیٰ نے مفصل تفتیش کا حکم دیا۔

* پونے میونسپل کارپوریشن کے ملازم کی بیوہ شوبھا پوٹے نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ خاوند کے انتقال کے بعد گذشتہ سوا دو برسوں سے وہ کام کی تلاش میں ہے لیکن کہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ ان پر دو بیٹوں اور ایک بیٹی کی کفالت کی ذمہ داری ہے۔ وزیر اعلیٰ نے شوبھا پوٹے کو پونے میں میونسپل کارپوریشن میں ملازمت فراہم کرنے کی ہدایت کی۔

* ایکناتھ نکارام نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ ان کی بیٹی اور بھائی اس سے بچھڑ گئے نیز مبینہ طور پر ان کی بہن کا خون ہوا۔ علاوہ ازیں 'این۔ ڈی۔ اے' میں اس کی ملازمت بھی جاتی رہی۔ وزیر اعلیٰ نے مذکورہ شخص کو تسلی دی اور وعدہ کیا کہ ملازمت پر اس کی بحالی کے لئے مرکزی وزیر مملکت برائے دفاع سے رجوع کیا جائیگا۔ دریں اثنا اس کے لئے ماہانہ ۱۰۰ روپے کی امداد کا انتظام کیا جائے گا۔

معذور افراد سے متعلق علیحدہ سیل

معذور افراد کے مسائل سے نمٹنے کے لئے وزیر اعلیٰ کے سکریٹریٹ میں ایک علیحدہ سیل قائم کیا جا رہا ہے۔

یہ اقدام معذور افراد کی فلاح کے لئے وقف تنظیم اپنگ مِتری کے وفد کی جانب سے وزیر اعلیٰ سے ان کی رہائشگاہ برشیں کی گئی تجویز کے نتیجہ میں کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے تجویز پیش کی کہ معذور افراد کے مسائل سے متعلق ریاستی سطح کی اس کمیٹی میں کم از کم تین معذور افراد شامل کئے جائیں۔ بمبئی کی شریمتی شوبھا اننت کنوندے اس ریاستی سطح کمیٹی کی رکن ہوں گی۔

* نگر روڈ کے لوہار بھاؤ سالنکے کی مالی دشواریوں کو سن کر وزیر اعلیٰ نے ۱۵۰۰ روپے کی مالی امداد منظور کی اور ہدایت دی کہ شری سالنکے کو سنجے گاندھی سواولمبن یوجنا کے تحت امداد دی جائے۔

* پنڈھرپور کی موہنی دھارورکر کے خاندان کے تین افراد گھر گرنے کے حادثے میں فوت ہوگئے۔ وہ اپنے ضعیف باپ کے ساتھ کسمپرسی کی زندگی گذار رہی تھی۔ موہنی سلائی کا کام جانتی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے ڈیویژنل کمشنر کو ہدایت دی کہ موہنی کو سلائی کی مشین دی جائے۔

وزیر اعلیٰ، عوام کی تکالیف اور شکایات سُننے کے لئے ڈیویژنل کمشنروں کے دفتروں کا خصوصی طور پر دورہ کیا کریں گے اس دوران آپ کوئی دوسرا پروگرام قبول نہیں کریں گے۔ ہر دورے پر آپ عوامی شکایات سُننے کے لئے ۸ گھنٹے وقف کریں گے۔ اس سے قبل آپ نے ڈیویژنل کمشنر، ڈسٹرکٹ کلکٹر اور کارپوریشنوں کی تنظیموں کو مہینے میں ایک دن اسی طرح عوام کی شکایات دور کرنے کے لئے موقع نکالنے کی ہدایت کی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

ریاستی اداروں میں لیجسلیچر اراکین کی شرکت

آرڈی ننس کا اجراء

مہاراشٹر کے گورنر نے "مہاراشٹر لیجسلیچر اراکین (نا اہلیت غیر ضروری) (ترمیم) آرڈی ننس ۱۹۸۱ء" جاری کیا ہے جس کی رو سے حکومت مہاراشٹر کے تحت کارپوریشنوں کے چیرمین، وائس چیرمین اور بورڈ آف ڈائرکٹرز کے اراکین کو ریاستی لیجسلیچر کی رکنیت کے لئے نا اہل قرار نہیں دیا جاسکتا متعلقہ ایکٹ میں یہ رعایت صرف چند کارپوریشنوں کی حد تک ہی محدود تھی، لہٰذا مذکورہ آرڈیننس کے ذریعہ تمام کارپوریشنوں کو اس میں شامل کیا گیا تاکہ لیجسلیچر کے اراکین کی خدمات بوقت ضرورت مذکورہ فرائض کے لئے بھی حاصل کی جاسکیں۔

یہ آرڈی ننس ریاستی حکومت کے غیر معمولی گزٹ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء کے چوتھے حصے میں شائع کیا گیا ہے۔

بمبئی میں جنتا دربار

۲۰ جولائی ۱۹۸۱ء کو وزیر اعلیٰ شری اے .آر. انتولے نے اپنی رہائش گاہ " ورشا " پر عوام سے ملاقات کا سلسلہ جاری رکھا اور اُن کی شکایات پر برموقعہ ہدایات اور فیصلے صادر کئے ۔

* تارا ناتھ نارائن شینولے ' ایک گونگا اور ایک آنکھ سے محروم نوجوان تیراک ہے اور حکومت تا ملناڈو کے زیر اہتمام کل ہند تیراکی مقابلے میں ۲۳ سمندری میل لمبی پال اسٹریٹ ' ۱۳ گھنٹے اور ۵ منٹ میں تیر کر نیا ریکارڈ قائم کیا اور گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہے ۔

تارا ناتھ نے وزیر اعلیٰ سے اُن کی سرکاری رہائش گاہ " ورشا " میں منعقدہ جنتا دربار میں ملاقات کی اور اپنے ایک ساتھی کے ذریعہ آپ کو انگلش چینل تیر کر پار کرنے کا اپنا ارادہ ظاہر کیا ۔ وزیر اعلیٰ نے اس حوصلہ مند معذور تیراک کی ہمت افزائی کی اور اسے تمام تر امداد کا یقین دلایا ۔

ایر انڈیا نے تارا ناتھ کے لئے مفت ہوائی سفر کی سہولت کا اعلان کیا ہے ۔ مزید اخراجات کے لئے ۸۰،۰۰۰ روپے درکار ہوں گے ۔

* وزیر اعلیٰ نے اس جنتا دربار میں سی آئی ڈی کے ایک اعلیٰ افسر اور ڈی آئی جی انٹیلی جنس کو ہدایت دی کہ وہ وردھا ضلع کے آروی مقام پر جا کر شریمتی چندرا جورڈیا کی مبینہ خودکشی کی واردات کی تفتیش کریں ۔ شریمتی جورڈیا کی شادی ۱۵ جولائی کو ہوئی تھی اور ۲۰ جولائی کو جلنے کی وجہ سے اُن کی موت واقع ہوئی ۔

شریمتی جورڈیا کے متعلقین نے وزیر اعلیٰ سے مل کر شبہ ظاہر کیا کہ شریمتی جورڈیا کو جہیز کے لئے قتل کیا گیا ۔ وزیر اعلیٰ نے مہاراشٹر میں اس قسم کے حادثوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ڈی آئی جی اور سی آئی ڈی کو ہدایت دی کہ وہ ذاتی طور پر اس کیس کی تفتیش کی نگرانی کریں اور ہر ۱۵ دنوں بعد کارروائی سے متعلق تفصیل پیش کریں ۔

* ایک تصدیق شدہ غیر قانونی معاملہ میں وزیر اعلیٰ نے دخل اندازی کرنے سے سراسر انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہ قانون شکنی کرنے والوں کی کسی صورت میں بھی مدد نہیں کریں گے ۔

* اُرن بینک ' پین کے ایک ریٹائرڈ ملازم شری این .آر. کلان نے وزیر اعلیٰ سے مل کر کہا کہ اُن کی کوئی مانگ نہیں ' وہ دراصل مشورہ دینا چاہتے تھے کہ دھرماتر کارنجا اور مورا کو نئے اُرن سے جوڑا جائے تاکہ ان کے درمیان کا ۸۰ کلومیٹر کا فاصلہ گھٹ کر ۴۳ کلومیٹر رہ جائے ۔ وزیر اعلیٰ نے اس امر پر خوشی ظاہر کی کہ جنتا دربار کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کہ ہر کوئی اُن سے مل کر مشورہ دے سکے ۔ آپ نے شری کلان کو یقین دلایا کہ وہ اس سلسلے میں فوراً طور پر محکمۂ عمارات و مواصلات سے رابطہ قائم کریں گے ۔

* عثمان آباد کے ایک ایس .ایس سی پاس بیروزگار نوجوان نے جس کا تعلق بدھ فرقہ سے ہے

انجینئرنگ کالجوں میں داخلے

حکومت مہاراشٹر کی ہدایت کے بموجب مہاراشٹر کے انجینئرنگ کالجوں میں داخلے کے لئے ۱،۶۳۰ اسامیوں کی مختلف یونیورسٹیوں میں مناسب تقسیم کی جائے گی ۔ اس ضمن میں مراٹھواڑہ ' پسماندہ علاقہ ہونے کی وجہ سے ۲۵ فیصد داخلے مراٹھواڑہ یونیورسٹی کے طلبہ کو دیئے جائیں گے ۔ دیگر یونیورسٹیوں میں داخلے کی تقسیم اس طرح ہے :

بمبئی ۔ ۴۴۳ ۔ پونے ۔ ۳۶۰ ۔ شیواجی یونیورسٹی ۔ ۲۵۳ ، ناگپور ۔ ۳۹۴ ، اور مراٹھواڑہ یونیورسٹی ۔ ۱۸۰ ۔

علاوہ ازیں کل ہند کونسل برائے تکنیکی تعلیم کے تحت وسویشورریا ریجنل کالج آف انجینئرنگ کے ہر کالج میں ۱۰ فیصد داخلوں کی تقسیم اس طرح ہے :

بمبئی ۔ ۴۴ ، پونے ۔ ۳۶ ، شیواجی ۔ ۲۵ ، ناگپور ۔ ۳۹ اور مراٹھواڑہ ۔ ۱۸

ڈگری کورس میں ۱۲ جگہیں جو حکومت ہند کے لئے منظور کی گئی ہیں ، وہ زائد ہیں اسی طرح مندرجہ ذیل زائد جگہوں میں بھی داخلے اس طرح کئے جائیں گے :

ڈیفنس ملازمین کے بچوں کے لئے ۱۰ ، مورشیس کے مراٹھی داں طلبہ کے لئے ۵ ، مہاراشٹر کے غیر مقیم ہندوستانیوں کے بچوں کے لئے ۔ ۸ ، جو بیرون ہند تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور مہاراشٹر کرناٹک سرحد کے دیہی علاقوں کے مراٹھی داں طلبہ کے لئے ۲۰ جگہیں ۔ یہ جگہیں میرٹ کی بنیاد پر تقسیم کی جائیں گی ۔

والچند کالج کے عطیہ دہندگان کے لئے جگہوں کے بارے میں احکام جلد جاری کئے جائیں گے

وزیرِ اعلیٰ کی رہائش گاہ "ورشا" پر

وزیر اعلیٰ سے نوکری کی درخواست کی تو آپ نے اُسے یقین دلایا کہ سوائُلمبن یوجنا کے تحت اس کی مدد کی جائے گی۔ آپ نے اپنے عملہ کو ہدایات دیں کہ وہ اس نوجوان کی واپسی کا انتظام کریں اور دیگر ضروری اخراجات بھی ادا کریں۔

دوسرے روز ۲۱ جولائی کو بھی وزیر اعلیٰ کی یہی مصروفیت رہی

* بربھنی ضلع کے کرناڈ گاؤں کا ایک معذور نوجوان ملازمت کی تلاش میں ناکام ہونے پر وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی رہائش گاہ 'ورشا' میں منعقد ہونے والے 'جنتا دربار' میں حاضر ہوا۔ وزیر اعلیٰ نے نہ صرف اسے ملازمت دلانے کا وعدہ کیا بلکہ آپنے 'وزیر اعلیٰ راحت فنڈ' سے ۳۰۰ روپے کی امداد بھی دی۔ نیز آپ نے معذور نوجوان کی ضعیف والدہ کے لئے 'سنجے گاندھی نرادھار انوداان یوجنا کے تحت ۶۰ روپے کی ماہانہ پینشن بھی منظور کی۔

وزیر اعلیٰ کے پوچھنے پر آپ کو بتایا گیا کہ ضعیفہ نے مذکورہ یوجنا کے تحت امداد کے لئے درخواست نہیں دی تھی کیونکہ اس کا بیٹا بالغ ہے۔ وزیر اعلیٰ نے برقت ہدایت دی کہ امداد سے متعلق قوانین میں تبدیلی کی جائے تاکہ اس قسم کے معاملا میں جب بالغ بیٹا یا بیٹی معذور ہو تو سنجے گاندھی نرادھار انوداان یوجنا کے تحت کی جانے والی درخواستوں کو محض تکنیکی بنیاد پر مسترد نہ کیا جائے۔

* عثمان آباد کے محکمہ سماجی بہبود میں بحیثیت جونیر کلرک کے کام کرنے والے شری ایس۔ بی۔ کامبلے اور دیگر تین نوجوانوں نے وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ دو سال کی ملازمت کے بعد انھیں ملازمت سے دستبردار کیا گیا۔ دوران ملازمت محکمہ انھیں ہر ماہ ایک دن کا بریک دیتا تھا۔ وزیر اعلیٰ نے ان کی شکایت رفع کرنے اور ان کی ملازمت بحال کرنے سے متعلق ہدایات دیں۔

۲۲ جولائی کو 'ورشا' پر منعقدہ جنتا دربار میں کم از کم ۱۵۰ افراد نے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی۔

* ایک نابینا شخص شری دھروبھا سکر راؤ چھانوبھلے جس کا نام ۱۹۷۱ء میں ہاؤسنگ بورڈ کی جانب سے مکانات الاٹ کرنے کے بارے میں قرعہ اندازی میں نکل چکا ہے 'ورشا' میں وزیر اعلیٰ سے ملاقات کر کے اپنی بپتا سُنائی

شری چھانوبھلے پرلی ویجناتھ کے رہنے والے ہیں۔ روزگار کی تلاش میں وہ بمبئی آئے تھے اور انھیں ایک ملازمت مل گئی۔ ۱۹۷۸ء میں شری چھانوبھلے نے اندھیری

گوبر گیس پلانٹ کیلئے کمیٹی

حکومت مہاراشٹر نے شری جینت راؤ تلک، وزیر برائے انرجی کے زیر قیادت ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو گوبر گیس پلانٹ اور حاجت خانوں کی تعمیر کے لئے دیہی علاقوں میں جگہ کا تعین کرے گی۔ گوبر گیس پلانٹ کے قیام سے دیہی آبادی کو حاجت خانے کی سہولت مہیا کی جائے گی جس سے گیس حاصل کی جائے گی۔

کمیٹی کے دیگر ممبران اس طرح ہیں: شری بالو راؤ کالے، وزیر برائے دیہی ترقیات، شری باباصاحب بھوسلے، وزیر برائے قانون وعدلیہ، شری سریش دیوتلے، وزیر مملکت برائے انرجی اور دیہی ترقیات، شری دینا ناتھ کامبلے وزیر مملکت برائے فوڈ اینڈ سول سپلائز، شریمتی تارا بائی ورتک وزیر مملکت برائے رفاہ عامہ، شری ایس۔ این دیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی، شری چندر کانت ترپاٹھی وزیر مملکت برائے شہری ترقیات، چیف سکریٹری آف حکومت مہاراشٹر سکریٹری محکمہ زراعت اور امداد باہمی۔

سکریٹری محکمہ شہری ترقیات، ممبر سکریٹری ہوں گے۔

مزدور قوانین پر ضروری توجہ

شری پی۔ جی۔ گوائی، چیف سکریٹری، حکومت مہاراشٹر نے مشورہ دیا کہ مزدوروں کو اچھے شہری بنانے کے لئے فیکٹری ایکٹ اور دیگر مزدور قوانین پر صحیح عمل آوری ضروری ہے۔

آپ یونیورسٹی کے کنوکیشن ہال میں،

بقیہ "بمبئی میں وزیر اعلیٰ کا جنتا دربار"

میں مکان حاصل کرنے کے لئے ہاؤسنگ بورڈ سے درخواست کی تھی خوش نصیبی سے قرعہ اندازی میں ان کا نام بھی نکل آیا۔ ۱۴ر فروری ۱۹۷۸ء کو ہاؤسنگ بورڈ نے ان کو انٹرویو کے لئے بلایا تھا اور افسران کی ہدایت پر انھوں نے سو روپے ڈپازٹ بھی جمع کر دیئے تھے۔ شری چھاتو پھلے کو یہ اطمینان ہونے کے بعد کہ یقینی طور پر جلد ہی انھیں گھر مل جائے گا، انھوں نے ایک لڑکی سے شادی بھی کرلی، وہ بھی نابینا تھی۔

وزیر اعلیٰ نے چھاتو پھلے کی شکایت بغور سنی اور مکان کے الاٹ میں تاخیر ہونے پر افسوس ظاہر کرتے ہوئے فوری اور مفصل تفتیش کا حکم دیا۔

* جسمانی اعتبار سے معذور ۳۱ سالہ شری سکھارام نکارام کامبلے نے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی کہ انھیں دکرولی ریلوے اسٹیشن کے قریب اسٹال فراہم کیا جائے تاکہ وہ سائیکل ریپئر کا کام کرکے خود کفیل بن سکے۔ وزیر اعلیٰ نے شری کامبلے کو یقین دلایا کہ انھیں اسٹال الاٹ کیا جائے گا۔

شری بوراستے کی موت پر وزیر اعلیٰ کا تعزیتی پیغام

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے مہاراشٹر اسٹیٹ شکر فیکٹری فیڈریشن کے صدر شری مادھوراؤ بوراستے کی اچانک موت پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا۔

وزیر اعلیٰ نے اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا "شری بوراستے، ایک قابل شخصیت اور امداد باہمی کے میدان میں ایک لائق منتظم اور مخلص رہنما تھے۔ انھوں نے ہمیشہ کسانوں کے مفاد کے حق میں آواز بلند کی، ان کی موت امداد باہمی تحریک کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔"

بمبئی یونیورسٹی کے محکمۂ قانون اور ریاستی حکومت کے اسٹاف ٹریننگ کالج کی جانب سے فیکٹری ایکٹ کے سو سال مکمل ہونے پر منعقدہ سمپوزیم میں صدارتی خطبہ دے رہے تھے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ مزدوروں کی فلاح و بہبود سے متعلق انھیں جو حقوق دیئے گئے ہیں وہ ان سے پوری طرح مستفید ہوں۔

پروفیسر ڈی. ڈبلیو وڈے گاؤنکر، ڈاکٹر آر. ایس کلکرنی، ڈاکٹر ایم. جی. کوٹھارے اور شری ایس. جے. دیشمکھ نے سمپوزیم میں شرکت کی۔ اس سے قبل ڈاکٹر (شریمتی) نرملا کھوڈی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

شری ایس. ایس. ہاتھے، ڈائرکٹر ایڈمنسٹریٹو اسٹاف کالج نے شکریہ ادا کیا۔

اس موقع پر ریاست کے لیبر کمشنر شری اجیت نمبالکر، چیف انسپکٹر آف فیکٹریز شری وی. این. کھولکوٹے بھی موجود تھے۔

پروجیکٹ اراضیوں کے قبضہ سے متعلق آرڈی ننس

گورنر مہاراشٹر نے "مہاراشٹر پروجیکٹ" کے متاثرہ افراد کی بازآباد کاری (ترمیم) آرڈی ننس بابت ۱۹۸۱ء" جاری کیا ہے۔ جس کے تحت ۸ ہیکٹر سے زیادہ ایسی اراضیوں کے مالکان کو جن کی زمین پروجیکٹ کے جائے وقوع کے دائرہ میں واقع ہے، اراضی کے قبضہ سے متعلق معاہدہ کی اجازت دی گئی ہے۔

اس آرڈی ننس کی رو سے مناسب شرائط پر مذکورہ اراضی مالکان سے معاہدہ کی اجازت دی گئی ہے۔ اس آرڈی ننس سے حکومت کو ماضی کی اجازت منسوخ کرنے کا بھی حق ہے۔ اجازت دینے کا اختیار آرڈی ننس کے تحت ضلع کلکٹران کو دیا گیا ہے۔

حکومت نے اپنے سابقہ اعلان نامہ کے تحت صرف ۸ ہیکٹر اراضی مالکان کو معاہدہ کی اجازت دی تھی۔ لیکن ۸ ہیکٹر سے زیادہ اراضی مالکان کی درخواست پر حکومت نے اس آرڈی ننس کا اجرا کیا۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت زیادہ اناج

"دیہی علاقوں میں مکمل روزگار منصوبہ" کے زیر عنوان نئی دہلی میں ۱۸ر اور ۱۹ر جولائی کو منعقدہ ایک کانفرنس میں مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے امداد باہمی، منصوبہ بندی و صنعت شری ایس. این. ڈیسائی نے مرکزی حکومت سے زیادہ اناج کی فراہمی کی درخواست کی تاکہ 'ضمانت روزگار اسکیم' کے تحت مزدوروں کو جنس کی صورت میں اناج تقسیم کیا جا سکے۔

مہاراشٹر میں جاری کردہ 'ضمانت روزگار اسکیم' میں مرکزی وزیر برائے دیہی ترقیات کی دلچسپی پر خوشی ظاہر کرتے ہوئے مہاراشٹر کے وزیر نے ضمانت روزگار اسکیم سے متعلق تفصیلات پیش کیں اور بتایا کہ ۱۹۷۲ء سے ۱۵ر مارچ ۱۹۸۱ء

تک اس اسکیم پر نقد ۳۸۰ کروڑ روپیہ اور اناج کی صورت میں ۴۵ کروڑ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔ نیز نومبر ۱۹۸۰ء تک ۸۹ کروڑ ایام کار پر مشتمل روزگار فراہم کیا گیا۔

دیہی ترقیاتی پروگرام سے متعلق وزیر موصوف نے حکومت ہند سے اپیل کی کہ وہ ریاست مہاراشٹر کے ۲۹۶ پنچایت سمیتی بلاک کو تسلیم کرتے ہوئے مزید فنڈ مہیا کرے تاکہ مذکورہ علاقوں میں سطح غربت سے نیچے خاندانوں کی بہبود کا انتظام کیا جا سکے۔

سندکھیڈ راجہ ترقیاتی کمیٹی کی رپورٹ

سندکھیڈ راجہ ترقیاتی کمیٹی کے چیرمین شری پال کرشنا واسنگ، ایم پی، نے ۲۱ جولائی کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی خدمت میں کمیٹی کی میعادی رپورٹ پیش کی۔

حکومت مہاراشٹر نے یہ کمیٹی گذشتہ فروری میں تشکیل دی تھی جسے بلڈانہ ضلع میں سندکھیڈ راجہ اور راج ماتا جیجا بائی سمارک کو سیاحی مرکز کی حیثیت سے ترقی دینے سے متعلق مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

کمیٹی نے وزیر اعلیٰ کو اپنی سفارشات پیش کیں اور بعض تجاویز سے متعلق مرکزی حکومت سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔

ڈپٹی ڈائرکٹر، شری سبیرے سبکدوش

شری وی۔ جی۔ سبیرے، ڈپٹی ڈائرکٹر (نمائش) ڈائرکٹوریٹ جنرل، اطلاعات و رابطہ عامہ، ریاست مہاراشٹر کو ۳۰ سالہ خدمات کے بعد ۳۰ جون ۱۹۸۱ء کو سبکدوش ہونے پر منترالیہ میں ڈائرکٹوریٹ کے افسران کی جانب سے پُرجوش طریقہ پر الوداع کیا گیا۔

چیف ڈائرکٹر شری آئی۔ آر۔ ماتھر اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں نے موصوف کی خدمات کو سراہا اور ان کے تعاون کا شکریہ ادا کیا۔

ریاست میں پنشن یافتگان کو راحت

حکومت مہاراشٹر نے یکم دسمبر ۱۹۸۰ء سے پنشن یافتگان کو بطور راحت ۲٫۵ فیصد یا ڈھائی روپیہ ماہانہ یا زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ روپے رقم دینا منظور کیا ہے۔ راحت کی یہ شرح حسب ذیل ہے:

۳۰ ستمبر ۱۹۷۷ء سے قبل ریٹائرڈ ہونے والوں کو پنشن کا ۵٫۷۵ فیصد، یعنی کم سے کم ساڑھے ستاون روپے ماہانہ یا ۲۸۷٫۵۰ روپیہ ماہانہ دیا جائیگا۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۷۷ء کے بعد ریٹائرڈ ہونے والوں کو پنشن کا ۳٫۷۵ فیصد، یعنی کم سے کم ساڑھے سینتیس روپیہ ماہانہ یا زیادہ سے زیادہ ۱۸۷٫۵۰ روپے ماہانہ دیا جائیگا۔

یہ راحت تسلیم شدہ اور امداد یافتہ ثانوی اور ابتدائی مدارس کے تدریسی و غیر تدریسی اسٹاف، ضلع پریشد پنشن یافتگان کے لئے بھی نافذ العمل ہے۔

فیملی پنشن یافتگان کو بھی اول الذکر درجہ کی شرح سے راحت دی جائے گی۔

یکم جنوری ۱۹۵۷ء سے قبل ریٹائرڈ ہونے والوں کے لئے یہ راحت یکم اپریل ۱۹۸۰ء سے قبل منظور شدہ عارضی اضافہ کے علاوہ ہے۔

وزیر اعلیٰ نے کمیٹی کے مشورے کے مطابق جالنہ، کھام گاؤں اور سندکھیڈ راجہ کو ریل سے جوڑنے یا پھر جالنہ کو ریل کے ذریعہ سندکھیڈ راجہ سے جوڑنے کے سلسلے میں مرکزی وزیر برائے ریلوے سے بات چیت کرنے کا وعدہ کیا۔

سندکھیڈ راجہ کی سیاحی مرکز کی حیثیت سے ترقی اور یہاں صنعتوں کو فروغ دینے سے متعلق وزیر اعلیٰ نے کمیٹی کے اراکین کو یقین دلایا کہ وہ اس ضمن میں مرکز سے رجوع ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ وہ سندکھیڈ راجہ میں آرڈی ننس فیکٹری اور سینک اسکول سے متعلق مرکزی وزیر سے خط و کتابت کریں گے۔
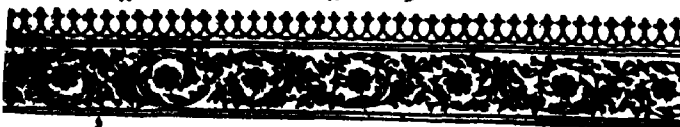
۲۳ جون ۱۹۸۱ء کو نوجوان طبقہ کے رہنما آنجہانی شری سنجے گاندھی کی برسی کے موقع پر ممبئی کے نیشنل پارک، بوریولی کو "سنجے گاندھی نیشنل پارک" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں شریمتی نرگس انتولے اور شری نانا بھاؤ ایمبڈ وار، وزیر جنگلات، ضمانت روزگار اسکیم اور خصوصی اعانت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

خبریں ۔ تصویروں میں

پونے کے "نیتر دان منڈل" کی پہلی سالگرہ تقریب میں، اُن مرنے والوں کے رشتہ داروں کو جنھوں نے اپنی آنکھوں کا عطیہ دیا تھا، سرٹیفکیٹ دے کر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ تصویر میں مشہور صنعت کار بالو راؤ پارکھے جو اس تقریب کے مہمانِ خصوصی تھے، آنکھوں کے ایک عطیہ دہندہ کے رشتہ دار کو سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ تصویر میں دائیں سے بائیں، شریمتی راؤ، منڈل کی ٹرسٹی، شری پربھاکر کرانڈیکر، ایڈیشنل کمشنر اور تقریب کے صدر، مہمان خصوصی ڈاکٹر وی۔ جی رانا ڈے، ڈین آف بی۔ جے۔ میڈیکل کالج اور ڈاکٹر اے پی۔ رائے، آئی بنک، کے سربراہ۔

شری موہن راؤ پاٹل، کلکٹر سولاپور، سولاپور کے ایک صنعت کار سے قومی بچت سرٹیفکیٹ، شمارہ چھ کے لیئے ۴۵۰ لاکھ روپے کی رقم حاصل کر رہے ہیں۔

دولت مشترکہ پارلیمنٹری ایسوسی ایشن، شاخ برطانیہ کی جانب سے مدعو ایک پارلیمانی وفد ۲۱ رجون کی صبح ایر انڈیا کی پرواز سے پیرس کے راستے لندن روانہ ہوا۔ تصویر میں ممبران وفد دائیں سے بائیں شری اوتار سنگھ رکھی سیکریٹری لوک سبھا، شری شیویندر بہادر سنگھ، ایم۔ پی، لوک سبھا، کانگریس (آئی)، شری آر۔ ایس۔ گوائی، چیرمین مہاراشٹر لیجسلیٹو کونسل، شرمتی گنگا مکرجی، ایم۔ پی (لوک سبھا۔ سی۔ پی۔ آئی)، شری بھشما نارائن سنگھ ایم۔ پی، مرکزی وزیر برائے پارلیمانی امور، ورکس اور ہاؤسنگ اور وفد کے ڈپٹی لیڈر شری سید موکاسیر شاہ، چیرمین آندھرا پردیش لیجسلیٹو کونسل، کرنل راؤ رام سنگھ، اسپیکر، ہریانہ لیجسلیٹو اسمبلی، ڈاکٹر رودر پرتاپ سنگھ، ایم۔ پی (راجیہ سبھا۔ کانگریس۔ آئی) نظر آرہے ہیں۔
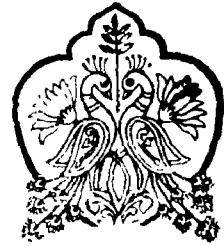
مہاتما پھلے ترقیاتی دا۔ پوریشن برائے پسماندہ طبقات کی جانب سے ۱۶ جولائی کو چیمبور، ممبئی میں قرضوں کی تقسیم کا پروگرام منعقد کیا گیا۔ شری کاملے گروجی، وزیر مملکت برائے غذا اور شہری رسد ایک مستحق فرد کو قرض کی رقم دے رہے ہیں۔

کوڑھ کا علاج ممکن ہے اور جو اس
بیماری سے مکمل شفا پا چکے ہیں وہ شادی
کے قابل ہیں۔ ایسی نو اجتماعی شادی
کی تقریب میں، شری آر. ایس. گوائی چیرمین
اسٹیٹ لیجسلیٹو کونسل نے نو بیاہتا جوڑوں
کو مبارکباد دی. یہ تقریب وِدربھ مہاروگی
سیوا منڈل کی طرف سے تپون، امراؤتی میں
منعقد کی گئی تھی. شری آر. ایس. گوائی نے
وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی طرف
سے ہر جوڑے کو ۱۰۰ روپے کی رقم پیش کی.
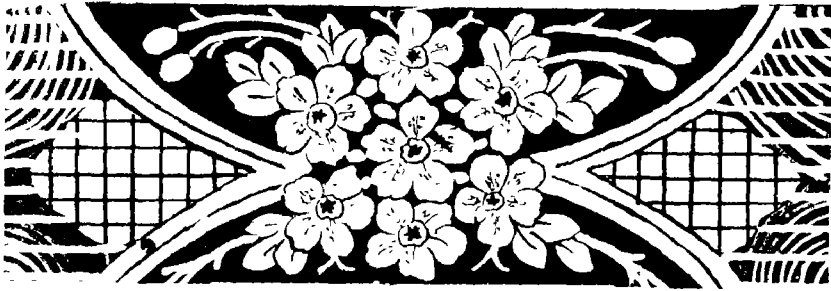
زیر نظر تصویر میں ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر
تعلیم و صحت عامہ، بین الفرقہ شادی
ایک جوڑے کو پینے کے پانی کا دھات کا
ہوا ٹیپ، ضلع پریشد ہال، ناشک میں
منعقدہ ایک تقریب میں پیش کر رہے
ہیں. یہ تقریب گذشتہ سال کے ایسے
بین الفرقہ بیاہتا جوڑوں کو استقبالیہ
دینے کے لئے منعقد کی گئی تھی.

غزلیں

نذیر بنارسی
پانڈے حویلی،
وارانسی (یو۔پی)

زندگی اتنی بھی ناکام نہ ہو
موت ہو جائے خبر عام نہ ہو

دل میں اب خونِ تمنا بھی نہیں
کوئی مجھ سا بھی تہی جام نہ ہو

ہو بھلا مصلحتِ عشق ترا
میرا خط اور مرے نام نہ ہو

ترکِ الفت بھی گوارا لیکن
میری خاطر کوئی بدنام نہ ہو

نقشِ پا بھی نہ کوئی چھوڑ سکوں
زیست اتنی بھی سبک گام نہ ہو

جا کے دیکھے وہ کوئی اور جہاں
جس کو دنیا سے کوئی کام نہ ہو

اس فرشتے سے ملاؤ یارو
جس کے سر پر کوئی الزام نہ ہو

رکھیئے کشتی کے توازن کا خیال
ناخدا مفت میں بدنام نہ ہو

اے نذیر اور ذرا تیز قدم
راستے ہی میں کہیں شام نہ ہو

بدیع الزماں خاور
پوسٹ: داپولی
ضلع رتناگیری (مہاراشٹر)

اور کیا ہے جو نہیں ہے یہ محبت تیری
خود کو دیکھوں تو نظر آتی ہے صورت تیری

زندگی کیا ہے یہ محسوس کیا ہے میں نے
آئی ہے راس مجھے جب سے رفاقت تیری

تیرے اخلاص کا مرکز ہے مری خستہ دلی
میں سمجھتا ہوں کہ ہے یہ بھی عنایت تیری

کب ہے گردوں کے ستاروں میں تری رعنائی
ہے کہاں باغ کے پھولوں میں نزاکت تیری

کیا عجب ہے جو یہ اترائی ہوئی پھرتی ہے
لے کے دامن میں صبا آئی ہے نکہت تیری!

دل کو ہر آن لگا رہتا ہے اک اندیشہ
دور کر دے نہ کہیں تجھ سے یہ قربت تیری

میری جرأت ہے ابھی تیرے تغافل کا شکار
کیا کروں تو ہی بتا تجھ سے شکایت تیری

دل کی یہ بات میں کس طرح تجھے سمجھاؤں؟
مجھ کو تجھ سے بھی زیادہ ہے ضرورت تیری

صاحبِ جاہ نہ تو صاحبِ ثروت خاور
کیا پڑی ہے کہ یہ دنیا کرے عزت تیری

مہدی پرتاپگڈھی
معرفت ایکزیکیٹو انجینئر اریگیشن ڈویژن، پرتاپگڈھ

خط کبھی دورانِ سفر لکھ دینا
اپنی کچھ خیر و خبر لکھ دینا

زیست کی جب کوئی چاہے تشریح
زرد پتے کا سفر لکھ دینا

میں نے پلکوں میں چھپایا ہے جنھیں
ایسے اشکوں کو گہر لکھ دینا!

کاٹنا میرا انگوٹھا لیکن
نام سے اپنے ہنر لکھ دینا

ہر بھلائی رہے تم سے منسوب
ہر برائی مرے سر لکھ دینا

سبز پتے نہیں کانٹے ہی سہی
میں ہوں صحرا کا شجر لکھ دینا

چاندنی اس کے بدن کی ہے جہاں
ہے وہ شب رشکِ سحر لکھ دینا

ایسے لمحات کے محبس میں ہوں قید
جس میں دیوار نہ در، لکھ دینا

جب تلک جسم میں جاں ہے مہدی
کس کو ہے غم سے مفر لکھ دینا

* صالح ابن تابش مالیگانوی
۲۷۸/۸ - ساتویں گلی . نیا پورہ .
مالیگاؤں (ناشک) ۴۲۳۲۰۳

ایکتا کا گیت

نفرت کے اندھیاروں میں اُلفت کے دیپ جلاؤ، اُلفت کے دیپ جلاؤ
بن کبھی پھولوں سے مہکیں ایسی برکھا برساؤ، ایسی برکھا برساؤ

جَیہ ایکتا، جَیہ ایکتا!
جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ ایکتا!!

کیوں بھائی کی گردن کاٹنے کو بھائی ہی کی تلوار اُٹھے؟ بھائی ہی کی تلوار اُٹھے؟
انسان کے ہاتھوں انساں کا کیوں بہتا ناحق خون ہے؟ کیوں بہتا ناحق خون ہے؟

اے ہم وطنو! اے ہم وطنو!
تم ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ!
نفرت کے ....

جَیہ ایکتا، جَیہ ایکتا
جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ ایکتا

ہیں لال سبھی اس دھرتی کے، سب ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں، سب ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں
سب ایک ہی باغ کے گُل بوٹے، اک ساتھ پھلے اور پھولے ہیں، اک ساتھ پھلے اور پھولے ہیں

اے ہم وطنو! اے ہم وطنو!
مت آپس میں ٹکراؤ۔

نفرت کے... ... .
جَیہ ایکتا، جَیہ ایکتا
جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ ایکتا

یہ ہندو ہے وہ مُسلم ہے، یہ سکھ ہے اور وہ عیسائی، یہ سکھ ہے اور وہ عیسائی!
تیرے میرے کے جھگڑوں سے آخر کب تک یہ رسوائی؟ آخر کب تک یہ رسوائی؟

اے ہم وطنو! اے ہم وطنو!
غیر اپنوں کو نہ بناؤ!
نفرت کے ....

جَیہ ایکتا، جَیہ ایکتا
جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ ایکتا

گاندھی، آزاد اور نہرو نے جس دیس کو ہے آزاد کیا، جس دیس کو ہے آزاد کیا
کیا ہم کو کہے گی یہ دنیا؟ گر ہم نے اسے برباد کیا، گر ہم نے اسے برباد کیا

اے ہم وطنو! اے ہم وطنو!
تم دیس کی آن بچاؤ
نفرت کے ... ...

جَیہ ایکتا، جَیہ ایکتا
جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ ایکتا

آؤ مل جل کر عہد کریں، آسام نہ اب جلنے دیں گے، آسام نہ اب جلنے دیں
پھر کسی مُرادآباد کو مُردآباد نہ ہم بننے دیں گے، مُردآباد نہ ہم بننے دیں۔

اے ہم وطنو! صالح کی سُنو!
سب مِل کر گیت یہ گاؤ۔
نفرت کے ... ...
جَیہ ایکتا، جَیہ ایکتا
جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ جَیہ ایکتا

۲۵ جولائی ۹۸۱

تونی راج

★ یونس عابدی
۸۱/۱ - قلی بازار، کانپور (یو.پی)

ساون کی رات

آئی رے آئی سکھی
ساون کی رات نئی

کوئل کا بھیس لئے
پی کا سندیس لئے
آنچل کا رنگ لئے
جل میں ترنگ لئے
چھائے بدریا کبھی
چمکے بجریا کبھی
یادوں کے جھروکوں سے
ہو گی برسات نئی

آئی رے آئی سکھی
ساون کی رات نئی

کیسی ہے رات سکھی
کیسی یہ پون ہے
من میں مرے آج کیوں
ایک ہی لگن ہے
دھرتی مرے ہاتھ میں
پاؤں میں گگن ہے

لگتی ہے آج کیوں
مجھ کو ہر بات نئی

آئی رے آئی سکھی
ساون کی رات نئی

پیت ہی سنگار بنی
جیت ہی میری ہار بنی
جل گئی خیال میں
آگ ہے جمال میں
سانس بھی بہک گئی
زندگی مہک گئی

جا چکی وہ شب حسیں
جاگ جا وہ ہم نشیں
دور وہ صبح چلی
لے کے سوغات نئی

آئی رے آئی سکھی
ساون کی رات نئی

★ ذکی طارق
۱۹- جی.ٹی. روڈ، چودھری تھیٹرس
غازی آباد (یو.پی)

غزل

حُسنِ سلوک چاہیئے اپنے رقیب سے
آواز دے رہا ہے پیمبر صلیب سے

نظروں کو ڈس چکے ہیں وہ منظر کہ کچھ نہ پوچھ
شکوہ ہے جن کو آج بھی اپنے نصیب سے

اہلِ نظر سے شرحِ تعلق نہ پوچھیئے
دیکھا ہے کائنات کو ہم نے قریب سے

وہ خطۂ حسین ہوں عصرِ جدید میں
ناپا گیا ہے جس کو غموں کی جریب سے

احساس کی سڑک پہ کڑی دھوپ سو گئی
جب بھی گذر گئے ہیں وہ میرے قریب سے

کیسا مزاجِ اہلِ گلستاں ہے اے ذکی
پوچھا ہے فصلِ لالہ و گل کے نقیب سے

• نیاز علی نیاز
چوڑی محلہ، بالاپور - ۴۴۴۳۰۲

حضرت مولانا ہادی نقشبندی بالاپوری کے تاریخی پس منظر اور اپنی اردو خدمات کے آئینہ میں

بالاپور مہاراشٹر کے ضلع آکولہ میں اپنی تاریخی عظمت و شوکت قدیم تہذیب و ثقافت کے ساتھ بدھمت، مراھٹہ، برھمن اور اسلامی تمدن و معاشرت کے گنگا جمنی امتزاج کے باعث اپنے مثالی ھندو مسلم اتحاد و اشتراک کی وجہ سے صدیوں سے زیب تاریخ و شہرت کا مالک ھے جہاں نواب اسماعیل خاں یعنی کے متصل قلعہ کی جنوبی ٹیکری پر واقع مندر 'بالادیوی' کے نام سے یہ موسوم ھے۔ جسے تاریخ نے کبھی اسلام نگر، اعظم آباد اور مرادنگر کے نام سے بھی یاد کیا ھے۔ یہ کبھی شہنشاہ اکبر کے شہزادہ مراد کا بھی مستقر رہا ھے۔ یہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر شاہ پور میں آج بھی شاھی محلات کے کھنڈرات مغل دور کی یاد تازہ کرتے ھیں۔

یہی وہ بالاپور ہے جو اپنی قدامت اور مختلف تہذیبوں کو اپنے میں سمونے کے خانقاہ نقشبندیہ کے خانوادہ عنایت الہٰی کے صاحب نسبت وطریقت شیوخ و بزرگان اکرام کی دینی علمی، ادبی ولسانی خدمات اور ان کے بین الاقوامی شہرت کے حامل کتب خانے کے قلمی نوادرات اور بیش قیمت علمی عظیم ذخیرۂ کتب سے محققین اور طالبانِ علم و ریسرچ اسکالر ہمیشہ استفادہ کرتے رہتے ہیں اسی باعث بالاپور کا شمار اردو مراکز میں ہوتا ہے۔ اکثر خیال آیا کہ اس خصوص میں بالاپور کی تاریخی اہمیت، تحریک اردو میں اس کے مقام نیز اس نواح کی تاریخی صورت حال سے واقفیت کے لئے کیوں نہ اس کے موجودہ امین و نگراں سجادہ نشین حضرت مولانا ہادی نقش بندی صاحب سے ملا جائے، جو دنیائے علم و ادب میں اپنے فضل و کمال کے باعث محتاج تعارف نہیں جن کی ہمہ جہت کثیر دینی، ملی، سیاسی، سماجی اور لسانی خدمات کا بیک وقت احاطہ مکمل نہ تھا لہٰذا اس ملاقات کو تاریخ بالاپور اور ممدوح کی اردو کی خدمات تک محدود رکھا گیا ہے۔

حضرت مولانا مدظلہٗ کئی ماہ سے علیل اور کافی نقیہ ہیں۔ اس باوجود میری درخواست پر اپنی ذی مروتی اور روایتی خاندانی وضع کے باعث انکار نہ فرما سکے اور میں حسب ہدایت بروز اتوار ۱۶ .۱۹۸۰ء کی صبح بوقت ۹ بجے موصوف کی خدمت میں عنایت منز ہوگیا۔ جس کا وسیع اور کشادہ ہال صوفوں اور قالین سے آراستہ چوبی الماریوں میں کتابیں چنی ہوئی ہیں جس کے ایک طرف ٹیبل پر ضروری لوازمات اور نئی آئی ہوئی کتب سلیقہ سے رکھی ہیں۔ اور ارد گرد دکش کی خوبصورت کرسیاں بھی رکھی ہوئی میں نے دیکھا کہ صدر میں ایک بزرگ شرعی داڑھی صندلی چہرہ ذکاوت و فراست سے دمکتی روشن آنکھیں و محامد اور شمائل جمیلہ کا مجسمہ بشرہ سے علمی تدبر اور سنجیدگی پڑتی ہے جو پچاس سال سے اردو زبان و ادب کی خدمت رہی ہے، سفید ٹوپی و کرتہ پہنے تشریف فرما ہیں۔) انتہا

نمبر ۲ آواز میں مجھ سے تخاطب فرمایا نیز میرے ابتدائی سوالوں کے جواب میں تاریخ بالاپور کا پس منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرا تاریخی نام سید آل محی الدین ہادی البغدادی ہے۔ جس سے عیسوی ۱۹۱۳ء ۲ اکتوبر، بروز جمعرات خانقاہ نقشبندیہ کے غوثیہ محل میں ٹھیک ۵ بجے صبح میری پیدائش عمل میں آئی۔ بعد تسمیہ خوانی اور ناظرہ قرآن و کتب متداولہ کی تکمیل کے، عربی کے چند اسباق پڑھے۔ قاضی محمد شجاع الدین مرحوم سے فارسی کی تکمیل کے بعد اردو مدرسہ میں داخل کرا دیا گیا۔ بعدۂ اے۔ وی۔ اسکول بالاپور، انجمن ہائی اسکول ناگپور اور کھام گاؤں کے بعد جاگیردار کالج حیدرآباد میں کچھ دنوں زیر تعلیم رہا۔ جہاں سے مسلم یونیورسٹی سے گریجویشن کے دوران لکھنؤ یونیورسٹی سے ادیب کامل و منشی و دینیات کے امتحانات دیئے اور آخر میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے قانون کی تعلیم پائی۔

میں نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں وہاں واعظ و بیان کی زبان اردو رہی ہے۔ میں نے ہوش سنبھالا تو دیکھا کہ کتب خانہ میں کثیر اردو کتب کے ساتھ پانچ روزنامے، سہ روزہ، ہفتہ وار کے ساتھ پندرہ روزہ، ماہوار و سہ ماہی رسائل آتے تھے۔ حضرت والد ی مولانا سید شاہ امام الاسلام علیہ رحمۃ کی ہدایت و رہنمائی میں میں نے اپنا پہلا مضمون گیارہ سال کی عمر میں لکھا۔ جو اخبار" چھوا، لاہور میں ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ جب سے آج تک قلم کی گھس گھس جاری ہے۔

حضرت محترم نے جب ذرا سے توقف فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ تحریک اردو سے آپ کب وابستہ ہوئے اور اس خصوص میں آپ کی کیا مساعی رہیں؟"

آپ نے فرمایا۔

"۱۹۳۶ء کی بات ہے، ان دنوں اردو کا مسئلہ انتہائی اہمیت اختیار کر چکا تھا اور بابائے اردو نے اپنے ہندوستان گیر دوروں سے ملک میں تحریک اردو برپا کر کے ۲۴ - ۲۵ر اکتوبر ۱۹۳۶ء کو علی گڑھ میں پہلی کانفرنس کی، جس میں ہر مکتب فکر کے برسر ان اردو شریک ہوئے۔ مجھے بھی اپنے علاقے کے مندوب کی حیثیت سے شرکت کا موقع ملا۔ حالات پیش آمدہ کی روشنی میں طے پایا کہ انجمن کا صدر دفتر اورنگ آباد سے دہلی منتقل ہو، چنانچہ اوائل ۱۹۳۸ء میں تمام دنوں کی یکسوئی کے بعد ڈاکٹر انصاری مرحوم کے مکان "دارالاسلام" دریا گنج میں انجمن کا صدر دفتر قائم ہوا، اور میں بابائے اردو کی اس تحریک سے منسلک ہو گیا۔

۱۹۳۶ء میں تعطیلات کرسمس پر بالاپور آنا ہوا۔ اس عرصہ میں قیام شاخ انجمن کے لئے ۱۹ر دسمبر ۱۹۳۶ء کو میری دعوت پر "ہادی لاج" میں حضرت سید امجد صاحب قادری مرحوم جاگیردار کی صدارت میں جلسہ ہوا جس میں انجمن ترقی اردو ہند بالاپور کا دستور اساسی منظور ہوا۔ اور عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور صدارت کے لئے، میری اس معذرت کے باوجود کہ میں علی گڑھ میں زیر تعلیم ہوں مگر کوئی عذر مسموع نہ ہوا۔ اور مجھے بالاتفاق آراء صدر منتخب کر لیا گیا۔ میری غیر حاضری میں حکیم محمد معصوم الزماں مرحوم جو معتمد عمومی منتخب ہوئے تھے، میری حسب ہدایت، کارہائے نمایاں انجام دیتے رہے۔

اردو کا مسئلہ اس وقت پوری توجہ کے ساتھ سرگرمی چاہتا تھا۔ لہٰذا تحریک کو مقبول بنانے کے لئے وہ تمام تر وسائل کرنے تھے جو اس تحریک کو کامیاب بنانے کا موجب ہوتے۔ ہمارے سامنے کافی وسیع پروگرام تھا۔ اردو کی ترویج و اشاعت کے ساتھ عام دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ہم جلد از جلد "اردو ہفتہ" منانا چاہتے تھے۔ ان دنوں میں "علاقہ" برار کے تقریباً تمام ملی و قومی کارکنوں اور تحریک اردو سے دلچسپی رکھنے والے اکابرین سے خط و کتابت کرتا رہا۔

۱۹۳۷ء میں ۶ر تا ۱۲ر اگست "اردو ہفتہ" منانے کا پروگرام طے پایا، جس کے لئے میں تعطیلات سے دو ماہ قبل یونیورسٹی سے رخصت حاصل کر کے اواخر مارچ میں بالاپور پہنچ گیا۔ اس سلسلے میں مجھے ۱۹ تا ۲۰ گھنٹے کام کرنا پڑا۔ اس دوران غالباً ۱۰۰ میل روزانہ برار کے مختلف مقامات پر پہنچ کر تحریک اردو کی اہمیت و افادیت اور اس کے عام استعمال کی ترویج و اشاعت کا مطبوعہ لٹریچر تقسیم کرتا۔ نیز ہندوستان کے تمام مشہور کتب خانوں کی خوبصورت مطبوعات، جو ہزارہا کی تعداد میں میری کارمیں ہوتیں، کی نمائش اور فروخت کا انتظام کرتا تاکہ یہ اثر پیدا ہو کہ ہماری زبان کس قدر قیمتی سرمایہ کی مالک ہے۔

"اردو ہفتہ" بابائے اردو مولوی عبدالحق، آنربیل برج لال بیانی و دیگر اکابرین کی صدارت میں بحمداللہ انتہائی کامیاب رہا۔ مذکورہ ہفتہ کے ہزاروں روپے کے مصارف سرپرست انجمن حضرت مولانا سید شاہ امام الاسلام علیہ رحمۃ نے برداشت فرمائے۔

انجمن ترقی اردو ہند، بالاپور کی اس وقت کی سرگرمیوں کا ذکر بابائے اردو مولوی عبدالحق نے نہ صرف رسالہ "اردو" میں انتہائی حوصلہ افزا

الفاظ میں کیا ہے بلکہ اس دور کی مرکزی انجمن کی ہر رپورٹ میں تفصیل سے اس کا ذکر اشاعت پذیر ہوتا رہا۔ اس ضمن میں میرے موسومہ نامہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کا ایک خط باعث دلچسپی ہوگا۔

انجمن ترقی اردو ہند — مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۴۲ء

۱۔ دریا گنج دہلی — فون نمبر: ۶۲۹۰

مشفقی و عزیزی سلمہ

سپاس نامہ پہنچا۔ بہت شکر گذار ہوں آپ نے بڑی دانشمندی کی کہ اس میں اردو یونیورسٹی کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی یہ بہت اچھا ہوا۔ "ڈان" میں جو روداد چھپی ہے اس میں اس خاص امر کا کوئی تذکرہ نہ تھا۔ کاش وہاں ایجوکیشنل کانفرنس میں اس کی توجہ کی جاتی۔

آپ سے مجھے بہت سے کام لینے ہیں۔ وقت آنے پر جب علی گڑھ آنا ہوا تو اس بارے میں گفتگو کروں گا۔

خیر طلب

عبدالحق

مولانا محترم سے میں نے اگلا سوال یوں کیا کہ "قیامِ علی گڑھ کے دوران آپ نے علی گڑھ میگزین کے علاوہ بھی کوئی پرچہ نکالا ہے ؟"

"جی ہاں" بیداری" پندرہ روزہ پرچہ تھا۔ پرچہ ہذا کے خاص نمبر کی اشاعت کے لیئے (سرسید نمبر، مجھے خاص طور پر قائد اعظم جناح، سلیمان ندوی، بابائے اردو، سر عبدالقادر، پروفیسر سیدین، نواب زادہ لیاقت علی خاں، ڈاکٹر اشرف، پروفیسر رشید احمد صدیقی، پروفیسر آل احمد سرور و دیگر ادباء وشعراء کا کلام، پیغامات و مضامین حاصل ہوئے تھے، جسے دیکھ کر ڈاکٹر سید محمود انتہائی متاثر ہوئے۔ اور موصوف نے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی فیلوشپ کے لئے میرا نام تجویز فرمایا۔

آئندہ سوال میں نے یوں عرض کیا کہ "علی گڑھ میں آپ کے مخصوص ساتھی کون تھے ؟"

حضرت محترم نے فرمایا "یہ ایک بڑی طویل فہرست ہوگی۔ لہٰذا میں یہاں صرف ان رفقاء اور ساتھیوں کا ذکر کروں گا جن سے ادبی دنیا واقف ہے، ڈاکٹر خورشید الاسلام، شکیل بدایونی، سید حسین، ڈاکٹر ابو اللیث، خلیل الرحمٰن، افضل حسین اور ظفر احمد صدیقی میرے ہمدرس رہے ہیں۔ رفقاء میں معین احسن جذبی، مجروح سلطانپوری حبیب الدین ٹونکی، سردار جعفری، اسرار الحق مجاز، عیاذ انصاری، مسعود صابری، محمود فاروقی، اسلوب احمد انصاری، اولاد احمد اور حافظ صدیقی، احمد صدیقی ندوی جن کا ہمیشہ ساتھ رہا ہے۔

حضرت مولانا ممدوح کئی گھنٹے کی نشست کے بعد اب کچھ تھکے تھکے سے محسوس ہو رہے تھے اور یوں بھی علالت کے باوجود وہ میرے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ وجہ طوالت سے گریز کرتے ہوئے میں نے آخری گذارش یہ کی کہ "آپ کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا رہی ہے ؟"

یہ سوال سُنکر مولانا قدرے اُداس ہوگئے اور ان کے چہرے پر غم کی لکیریں اُبھر آئیں۔ جواباً انتہائی افسردگی سے فرمایا:

"ہم صوفیوں کے مشرب میں باوجود دینی شدت کے کوئی مذہبی کھینچاؤ نہیں ہوتا۔ انسانیت کی خدمت ہی ہماری زندگی ہے۔ اردو یکجہتی اور بین المذہبی اتحاد کی واحد زبان ہے جس میں ہماری تہذیب ثقافت اور مشترکہ گنگا جمنی کلچر کا سرمایہ محفوظ ہے۔ مگر افسوس کہ اس وقت تنگ نظری، فرقہ پرستی کا شکار اور دہشت و انتشار سے دوچار ہے۔ اردو کسی علاقے کی زبان نہ ہونے کے باوجود اپنی غیر معمولی وسعت اور ہمہ گیر نوعیت کے باعث کیسے ہی حالات ہوں ترقی کی منزل طے کرتی رہے گی اس کا مشترکہ رنگا رنگ کردار مختلف تہذیبوں اور زبانوں کا الیسا ہے جس نے بھارت کی ملی جلی تہذیب کو پروان چڑھانے میں بڑا حصہ ادا کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ تعصب کے باعث اسے اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ جس کے لئے میں نے اپنی پوری زندگی تج دی! سب سے بڑی خواہش کی عدم تکمیل کے باعث مایوس ہو چکا ہوں لیکن ان بدلے ہوئے حالات کے باوجود اردو کے تحفظ و ترقی کے مسائل پر سنجیدگی سے غور کرنے اور اردو کے بارے میں ایک صحت مند جمہوری فضا پیدا کرنے کے لئے سعیِ پیہم اور عملی جدوجہد ضروری ورنہ یاد رکھیئے کہ اردو زبان ہندوستان میں فنا ہوگی تو وہ کسی اور وجوہ کی بنا پر نہیں بلکہ اردو والوں کی لاپرواہی، جمود، غفلت اور بے عملی سے ہوگی۔"

اب کچھ کہنا باقی نہ تھا۔ لہٰذا میں حضرت محترم سے ادائے شکر کے ساتھ رخصت ہوا۔

قومی راج

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

شہید خصوصی نمبر

مشترکہ شمارہ ۱۰ و ۲۵ اگست ۱۹۸۱ء

جلد ۸ * شمارہ ۱۵ و ۱۶

سالانہ : دس روپے * فی کاپی : ۵۰ پیسے

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: بنو دراؤ نگراں: خواجہ عبدالغفور

مینجنگ ایڈیٹر: ایم. ایشور راج ماتھر ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامی

شہیدوں کی یادگار کا منتخبہ نمونہ

ریاست مہاراشٹر [illegible] شہیدوں کی یادگار کے لیئے سرجے جے کالج آف آرکیٹکچر کے چوتھے سال کے [illegible] کمال الدین حسین کا پیش کردہ نمونہ منتخب کرلیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی ایما پر مقابلے کے طور پر ریاست بھر سے 'یادگار' کے نمونے طلب کئے گئے تھے اور خوشی کی بات ہے کہ امتحانات کی تیاریوں میں مصروف ہونے کے باوجود پانچ آرکیٹکچر اداروں کے طلبہ نے شہیدوں سے اپنے جذبۂ عقیدت کا ثبوت دیتے ہوئے مقابلہ میں حصہ لیا۔ اس مقابلے میں سرجے. جے کالج آف آرکیٹکچر، اکادمی آف آرکیٹکچر، باندرہ اسکول آف آرٹ (تمام بمبئی میں واقع)، کالج آف آرکیٹکچر پونے اور ڈپارٹمنٹ آف آرکیٹکچر یونیورسٹی کالج آف انجینئرنگ، ناگپور کے طلبہ شامل ہوئے۔ کل ۱۸۰ نمونے موصول ہوئے تھے۔

باندرہ اسکول آف آرکیٹکچر کے چوتھے سال کے طالب علم شری مسعود تاج کے ماڈل نے دوسرا نمبر حاصل کیا۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے دونوں ماڈل کے معمار طلبہ، ان کے اساتذہ اور ادارہ کی کوششوں کی تعریف کی اور حکومت کی جانب سے دونوں طلبہ کو ایک' ایک ہزار اور پانچوں اداروں کو پانچ' پانچ ہزار روپے کا چیک پیش کیا۔

منتخبہ نمونہ ایک "دائرہ نما" ہال پر مشتمل ہے۔ جس کے ساتھ بیضوی روش کے سرے پر ایک مینار ہے جس کے اوپری حصہ پر "مشعل" لگی ہے۔ اس میں ایک کمرہ اور ایک بیت الخلا ہوگا۔ اندر ایک اسٹیج ہوگا جس کے اسکرین کی دیوار پر مشہور شاعر رام پرشاد بسمل کا ایک شعر کندہ ہوگا۔

اوپر اس منتخبہ نمونہ کی تصویر پیش کی گئی ہے۔
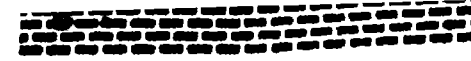
شہیدوں کی یادگار اسکیم کے اغراض و مقاصد

شری اے. آر. انتولے
وزیر اعلیٰ

گذشتہ سال ۹ ستمبر کو میں شہیدوں کے گاؤں وڈوج گیا تھا. وڈوج ضلع ستارا میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے. اسے بڑی شہرت ملی ہے کیونکہ یہاں کے نو مجاہدینِ آزادی نے ہمارے دیش کی جنگ آزادی میں اپنی جان قربان کر دی تھی. وہ تاریخ ۹ ستمبر تھی اور سال ۱۹۴۲ء.

میں نے اس گاؤں میں شہیدوں کے عزیز و اقارب سے ملاقات کی. ان سے مل کر مجھے دلی مسرت ہوئی. انھوں نے مجھے دعائیں دیں. اس وقت میرے ذہن میں یکایک یہ خیال آیا کہ مناسب یادگار قائم کی جائے تاکہ ان کی یاد ہمارے دلوں میں [illegible] تازہ رہے. وہاں کے پاک و صاف ماحول کو دیکھ کر یہ خیال میرے ذہن میں آیا تھا. میں نے جلسۂ عام میں اس خیال کا اظہار کیا اور کہا کہ اسے حکومت کا فیصلہ سمجھا جائے. میں نے اعلان کیا کہ مہاراشٹر میں ان تمام مقامات پر سرکاری خرچ سے مناسب یادگاریں قائم کی جائیں گی جہاں شہیدوں نے اپنی جانِ عزیز قربان کی تھی.

قابلِ اطمینان فیصلہ:

ہر حکومت کو متعدد فیصلے کرنے پڑتے ہیں اور یہ فیصلے کرتے وقت اسے لوگوں کے مفاد کو مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے. ایسے بعض فیصلوں سے دل و دماغ کو بڑی راحت اور اطمینان حاصل ہوتا ہے. شہیدوں کی یادگار قائم کرنے کا فیصلہ بھی ایک ایسا ہی فیصلہ ہے.

مزید برآں یہ بھی اچھا شگون ہے کہ یہ فیصلہ جس کا اعلان پچھلے سال ۹ ستمبر کو کیا گیا تھا اس سال ۹ اگست کو زیر عمل لایا جا رہا ہے.

ہماری جنگ آزادی میں ۹ اگست کو بڑی اہمیت حاصل ہے. مہاتما گاندھی نے اسی دن انگریزی سرکار کو آخری طور سے یہ جتا دی تھی کہ اب ہندوستان چھوڑ دو!

لہٰذا یہ دن ہم سب ہی کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے. گذشتہ سال اسی تاریخ کو ہم نے چھوٹے اور معمولی کسانوں پر باقی فصلی قرض معاف کر دینے کا فیصلہ کیا تھا. اس سال ۹ اگست کو ہماری ریاست میں شہیدوں کی یادگار کے لئے "بھومی پوجن" کی رسم ہمہ وقت ان سب ہی مقامات پر ادا کی گئی جہاں "شہیدوں کی یادگار" قائم کی جائے گی. قوی امید ہے کہ ریاست میں ۲۰۴ مقامات پر یادگاریں تعمیر ہو جائیں گی اور ۹ اگست ۱۹۸۲ء کو ان کا افتتاح ہو سکے گا.

اس یادگار کی شکل کیا ہونا چاہئے؟ میرے مدِ نظر دو باتیں ہیں، اول یہ کہ لوگوں کے لئے مشعلِ ہدایت ہو، دوسرے اس سے مقامی لوگوں کو فیض پہنچے. دور سے دیکھنے والے کے دل میں بھی ہماری جنگِ آزادی میں اس مقام کی عظمت اور یہاں کے باشندوں کے ایثار و قربانی کی یاد تازہ ہو جائے. یہاں آنے

الا ہر شخص سب سے پہلے 'یادگار' کے سامنے سر جھکا کر ان کی عظمت و احترام کا اعتراف کرے۔ نئی نسل کے دلوں میں بزرگوں کی قدر و منزلت بڑھے اور نیا جذبۂ عمل پیدا ہو۔

ہمارا فرض:

کیا یہ ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اُن کی یادگار قائم کریں جنھوں نے ہماری آزادی کی خاطر:

← کروی ریّا سوامی، نرائن وارکے' اور اُن کے پانچ انقلابی ساتھی ۱۳ رنومبر ۱۹۴۲ء کو گارگوٹی میں پولس فائرنگ میں جاں بحق ہوئے تھے، اُن کی یاد میں اس مقام پر سوتنتریہ امر جیوتی نصب کی گئی ہے۔

بندو نرائن کلکرنی جنھوں نے کولہاپور میں جلسہ جلوس پر پابندی کو توڑا تھا، ۱۴ر اگست ۱۹۴۲ء کو پولس فائرنگ میں شہید ہوگئے۔ کولہاپور میں اس جگہ کا نام 'بندو چوک" رکھدیا گیا ہے۔ ان کے اعزاز میں ایک یادگار بھی قائم کی گئی ہے۔

***

← کولہاپور میں کلناک واڑی میں انقلابی طالب علم نرائن دانی وارکے' کی جائے پیدائش ۔ نرائن گارگوٹی میں تحریک کے دوران تعلقہ دفتر پر سرکاری خزانہ لوٹتے وقت فائرنگ میں مارے گئے تھے۔ ان کے بڑے بھائی ڈھونڈی رام' جنھوں نے اُن کی پرورش کی تھی۔ نرائن کی یادگار قائم کرنیکے لئے زمین دینے پر آمادہ ہوگئے ہیں۔

اپنی جانیں قربان کردی تھیں؟ میں نے یہ سوال وڑوج کے جلسۂ عام میں اٹھایا تھا۔ ہر شخص کو اپنی جان ہر چیز سے زیادہ پیاری ہوتی ہے لہٰذا مشعلِ آزادی کو روشن رکھنے کے لئے اپنی جانِ عزیز قربان کرنیوالے سب ہی لوگ یقیناً اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کی قربانیوں کی یاد سدا قائم رکھنے کے لئے ان کی یادگار قائم کی جائے، حکومت نے اس مقصد سے ان کے احترام میں شایان شان یادگاریں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔
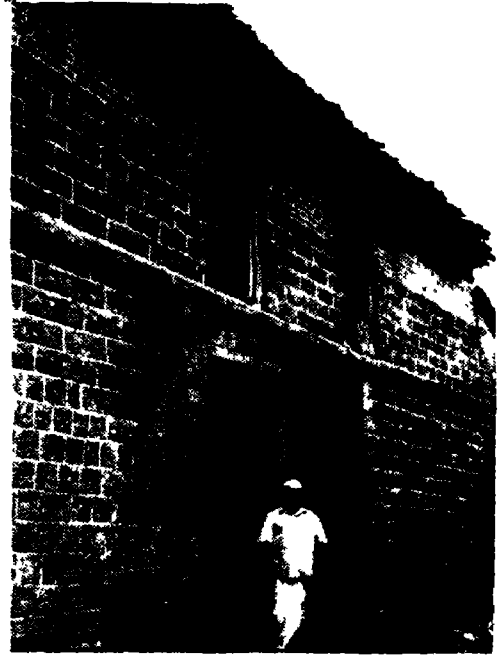
مراٹھواڑہ — جو اب مہاراشٹر میں شامل ہے ایک زمانہ میں ریاست حیدرآباد کا حصہ تھا۔ مراٹھواڑہ کے شہریوں نے نظام سے لڑائی کی تاکہ انھیں جبر و استبداد سے نجات ملے۔ بہت سوں نے اپنی جانیں دیں۔ ایک طرح سے یہ بھی جدوجہدِ آزادی تھی۔ لہٰذا ہم نے طے کیا ہے کہ مراٹھواڑہ کے شہیدوں کے لئے بھی یادگار قائم کی جائے۔ اسی طرح گوا کی جدّوجہدِ آزادی میں بھی مہاراشٹر نے بڑا حصہ لیا ہے

اِس جدوجہد میں بھی کچھ لوگ پرتگالیوں کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے ہم نے ان کے احترام میں بھی یادگاریں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ یادگار دلکش اور مقامی لوگوں کے لئے سُود مند ہوگی۔ منصوبہ کے مطابق ایک کشادہ آڈیٹوریم یادگار کا حصّہ ہوگا۔ اس سے اس کی شان دو بالا ہو جائے گی۔ اس کے اِردگرد کھلی جگہ ہوگی جہاں یہاں کے باسیوں کو باغ لگانا چاہیئے۔ حکومت خود یادگار کی دیکھ بھال کرے گی یا یہ ذمہ داری گرام پنچایت کو سونپ دے گی۔ اسی کے ساتھ ہم نے ایک اور فیصلہ کیا ہے، یہ فیصلہ ریاست کی راجدھانی ممبئی میں واقع منترالیہ کی عمارت میں شہیدوں کی یادگار ثبت کرنے سے متعلق ہے۔ مہاراشٹر کا ایک بڑا نقشہ تیار کر کے منترالیہ کی عمارت میں چھٹے منزلہ پر بابِ داخلہ کے سامنے آویزاں کیا گیا ہے۔ جس پر مقامات اور شہیدوں کے نام درج ہوں گے۔ فی الحال یہاں ایک بورڈ ہے جس پر وزراء کے نام درج ہیں۔ ہمارے نام وہاں سے ہٹا دیئے جائیں، ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ شہیدوں کے نام ہمیشہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہنا چاہئیں۔

چیمور اور چرنیر جیسے مقامات اس قدر چھوٹے ہیں کہ ریاست کے علاقائی نقشہ پر ایک چھوٹا سا نقطہ ڈال کر بھی ان کی جگہ ظاہر کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن اب شہیدوں کے یادگار نقشہ پر ایسے چھوٹے چھوٹے مقامات کے نام بھی جلی حروف میں سدا جگمگاتے رہیں گے، جہاں ہمارے شہیدوں نے اپنی جانیں قربان کی تھیں۔

ان شہیدوں کے تئیں ہمارا فرض محض یہ یادگار قائم کر کے ہی پورا نہیں ہو جاتا۔ کارکنوں، عوامی نمائندوں اور سرکاری حکام کو چاہیئے کہ وہ وقتاً فوقتاً مختلف مقامات پر مقیم ان شہیدوں کے عزیز و اقارب کی فلاح و بہبود کے بارے میں دریافت کرتے رہیں۔ ہم اپنی آزادی کے لئے ان شہیدوں کے انتہائی ایثار و قربانی کے ممنون ہیں۔ آج ہم یقیناً اچھی حالت میں ہیں اور ہمیں ہر طرح کی سہولتیں حاصل ہیں۔ یہ سب مسرت اور راحت انھی شہیدوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے، ہمیں یہ بات کبھی بھی نہ بھولنا چاہیئے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ شہیدوں کی بیواؤں کو مجاہدینِ آزادی کا رتبہ دے کر انھیں پنشن دی جائے۔

شہیدوں کی شان میں یادگاروں کی تعمیر کے اعلان کے ۲۹-۱۰- اکتوبر ۱۹۸۰ء کو وزیر برائے قانون و عدلیہ شری بابا صاحب بھوسلے کی زیر صدارت ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ اس کمیٹی نے گذشتہ آٹھ نو مہینوں میں اسکیم سے متعلق تمام تفصیلات مرتب کیں۔ شہیدوں کے نام، ان کی جائے پیدائش، مقامات جہاں انھوں نے شہادت پائی نیز تعمیر کے لئے جگہ کے انتخاب وغیرہ کا کام بھی اس کمیٹی نے انجام دیا۔

کمیٹی نے مجوزہ یادگار کی نوعیت سے متعلق کافی غور و خوض کے بعد یادگاروں کی اندرونی اور بیرونی ساخت، ان کی افادیت اور اس مقام کی نسبت سے سماجی و ثقافتی اہمیت پر مبنی ایک ابتدائی خاکہ تیار کیا۔ بعد ازاں کمیٹی کے اراکین نے ہر ضلع کا دورہ کیا، متعلقہ مقامات پر جاکر بذاتِ خود سرکاری افسران، ضلع کی معروف ہستیوں اور شہیدوں کے عزیز و اقارب سے ملاقات کی اور یادگاروں کی تعمیر کے لئے ۲۰۴ مقامات کا انتخاب کیا۔

۲۶ رجون کو کمیٹی کی ایک خصوصی بیٹھک میں شہیدوں کی یادگاروں کی تعمیر کے لئے مقامات اور ان کی ساخت سے متعلق تفصیلات آخری طور سے طے کی گئیں۔ چونکہ ہر جگہ یکساں پیمائش کا قطعہ حاصل کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ یادگار کی تعمیر کے لئے نصف ایکڑ سے ڈھائی ایکڑ تک قطعۂ اراضی رکھا جائے ہر مقام پر یادگار مرکزی مقام پر قائم کی جائے۔

تفصیلاتِ تعمیر:

مجوزہ یادگار کی عمارت اور اس کے اطراف کھلی زمین سے متعلق کمیٹی کے فیصلے کے پیشِ نظر اوسطاً ۳۵۰۰ مربع فٹ قطعۂ اراضی پر یادگار تعمیر کی جائے گی۔ جس میں ۲۵ × ۳۰ فٹ پیمائش کا ایک آڈیٹوریم ہوگا، ۲۵ × ۱۰ فٹ پیمائش کا ایک اسٹیج، ۸ × ۱۰ فٹ کا ایک خصوصی کمرہ ہوگا نیز بیت الخلاء و دیگر سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ یہ یادگار ان مقامات پر دیگر تعمیرات سے یکسر مختلف ہوگی لہٰذا دیکھنے والے فوراً اس کی طرف متوجہ ہوں گے ہر یادگار کے سامنے ۳۰ فٹ اونچا شہیدوں کا "مینار" تعمیر کیا جائے گا۔

ایک جاذب نظر ماڈل کے انتخاب کے لئے ریاست کے مختلف آرکیٹیکچر کالجوں کے طلبہ اور معروف آرکیٹیکچرل فرموں سے داخلہ طلب کئے گئے تھے۔ بالآخر سر جے. جے اسکول آف آرکیٹیکچر کے چوتھے سال کے طالب علم شری نبی جی کمال الدین کا پیش کردہ ماڈل منتخب کیا گیا۔ اس ماڈل کی تصویر اس شمارہ

**

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، اُن ۸ شہیدوں کے ہر ایک خاندان کی خواتین کو ساڑی اور بلاؤز کا تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ۹ ستمبر ۱۹۴۲ء کو ضلع ستارا میں وڈوج کے مقام پر پولس فائرنگ میں جاں بحق ہوئے تھے۔ شری بابا صاحب بھونسلے، وزیر برائے قانون و عدلیہ اور شری ابھے سنگھ راجے بھونسلے، وزیر برائے داخلہ امور (بائیں سے بالترتیب... بھونسلے اور دوسرے) نظر آرہے ہیں۔

**

کے صفحہ ۲ پر شائع کی جارہی ہے۔ ریاست کے مختلف مقامات پر ۲۰۲ یادگاریں تعمیر کی جائیں گی۔ ہر یادگار پر تقریباً ۵۰،۰۰۰ روپیہ خرچ آئے گا۔

عثمان آباد ضلع میں سب سے زیادہ یعنی ۲۰ یادگاریں تعمیر کی جائیں گی۔ عثمان آباد کے بعد رائے گڈھ اور پربھنی کا نمبر آتا ہے، ان دونوں اضلاع میں سے ہر ایک میں ۱۶ یادگاریں تعمیر کی جائیں گی۔ پھر سانگلی میں ۱۵، ستارا میں ۱۴، ناگپور میں ۱۱، اور امراؤتی میں ۱۰ یادگاریں تعمیر کی جائیں گی۔

شہیدوں کی تعداد کے لحاظ سے ناگپور ریاست کے دیگر اضلاع کے مقابلے میں سر فہرست ہے۔ اس کے بعد ناندیڑ، عثمان آباد، پربھنی اور ناسک کا نمبر آتا ہے۔

اس اسکیم کے تحت ۲۸ دسمبر ۱۸۸۵ء سے ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء تک ۶۲ سال کی مدت کے دوران ریاست میں مختلف جگہ جنگ آزادی میں شہید ہونے والے مجاہدین کے نام پر یادگاریں تعمیر ہوں گی۔ پولس فائرنگ کے دوران مارے جانے والے یا پھانسی پانے والے یا بابو گینو کی طرح عوام کے لئے اپنی جان قربان کرنے والے جاں نثاروں کو بھی شہید تصور کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں نیتاجی سبھاش چندر بوس کی آزاد ہند سینا کے سپاہی جو دوران جنگ جاں بحق ہوئے اور گوا اور حیدر آباد کی جنگ آزادی کے مارے جانے والے مجاہدین آزادی کو بھی شہید تصور کیا گیا ہے۔

میرا ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ جنگ آزادی کے دوران باپو کی آواز پر لبیک کہنے والوں میں اکثریت غریب عوام ہی کی ہے۔ میرے اس خیال کی تصدیق مہاراشٹر کے شہیدوں کی فہرست سے ہوتی ہے۔ آیئے آج کے اس مقدس دن ہم سب ملک کے دفاع، بھرپور ترقی اور کروڑوں لوگوں کی زندگی کو سکھی بنانے کیلئے جدوجہد کرنے کا عہد کریں۔ شہیدوں کے شایان شان یادگار تو ہو گی کہ ہم اس مقصد کو پورا کرنے میں مصروف ہو جائیں جس کیلئے انھوں نے اپنی جانیں قربان کر دی تھیں۔

[وزیر اعلیٰ کی چرنیر، وڈوج اور ہتنا تما سمارک یوجنا سمیتی کے اجلاس میں کی گئی تقریر پر مبنی۔]

مادرِ انقلاب میڈم کاما

* پروفیسر سنتیہ درشٹ گھوش

انقلابی خواتین میں میڈم کاما' وہ خاتون گذری ہیں جن پر ہندوستان فخر کرسکتا ہے۔ لیکن آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ اس نام نے 'بمبئی میونسپل کارپوریشن کو بھی مغالطہ میں ڈال دیا تھا اور کچھ عرصہ پہلے کارپوریشن کے سامنے یہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ بمبئی کی "میڈم کاما روڈ" کا نام تبدیل کردیا جائے۔ وجہ ظاہر ہے کہ یہ سمجھا گیا تھا کہ 'میڈم کاما' کسی غیر ملکی خاتون کا نام ہے۔

میڈم کاما کا جنم ایک مالدار پارسی گھرانے میں ہوا۔ آپ کے والد کا نام سہراب جی پرم جی پاٹل تھا۔ آپ کے خسر پرفیسر خورشید رستم جی کاما' ایک جید عالم تھے بمبئی میں ایک ادارہ آپ کے نام سے منسوب ابھی تک موجود ہے۔

بھیکا جی (میڈم کاما) نے الیگزینڈرا گرلس ہائی اسکول میں تعلیم مکمل کی' جو اس زمانے میں ہندوستان کا بہترین اسکول مانا جاتا تھا۔ طالب علمی کے زمانے میں ہی آپ نے اپنی ذہانت کی دھاک بٹھا دی تھی۔ آپ نغمہ آرائی اور تقریر کے فن میں استاد تھیں۔ ۲۴ سال کی عمر میں آپ نے رستم کے۔ کاما سے شادی کی جو آپ سے عمر میں تقریباً ایک سال بڑے تھے۔ آپ کے شوہر ایک مشہور سالیسیٹر گذرے ہیں۔

میڈم کاما اور آپ کے شوہر کے خاندان میں ایک بات مشترک تھی یعنی دونوں خاندانوں میں ۹-۹ بچے تھے۔ نظریات کا جہاں تک تعلق تھا، دونوں میاں بیوی کے نظریات میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ آپ کے شوہر برٹش راج کے حامی تھے تو آپ سماجی اور سیاسی طور پر انقلابی تھیں۔

ان ہی اختلافات کی بنا پر خاندان میں اکثر جھگڑے رہا کرتے تھے۔ ۱۸۸۵ء میں جب آپ کی شادی ہوئی، اسی صدی کے اختتام کے قریب بمبئی پر طاعون کا حملہ ہوا۔

بھیکا جی نے اپنے سماجی فرض کو اہمیت دیتے ہوئے بیماروں کی تیمارداری کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا۔ آپ نے اپنے خاندان کی تنقیدوں اور اعتراضات کی کوئی پرواہ نہ کی اور پارسی پنچایت ہسپتال میں نرس کے سفید لباس میں کسی فرشتہ صفت نیک انسان کی طرح دن رات بیماروں کی خدمت میں مصروف ہوگئیں۔

بیسویں صدی کے آغاز میں آپ نے یورپ کا سفر اختیار کیا۔ ویسے آپ کا مقصد تبدیلیٔ آب وہوا تھا لیکن آپ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر بین الاقوامی سیاسی صورت حال کا جائزہ لینے کی کوشش کی اور ہندوستانی انقلاب کے پیغام کو ملبورن میں مقیم ہوکر خود انگریزوں کے گڑھ میں عام کرنا شروع کیا۔ ۱۹۰۱ء میں لندن پہنچنے کے بعد دادا بھائی نوروجی کے ساتھ مل کر آپ نے کانگریس کے لئے کام کرنا شروع کردیا۔ بمبئی کے ان دو پارسی محب الوطن شخصیتوں نے برٹش رجعت پسندوں کے لئے خطرہ پیدا کردیا تھا۔

اسی عرصہ میں نوروجی کے ذریعہ بھیکا جی کی ملاقات سردار سنگھ رانا سے ہوئی جو وہاں قانون کی اعلیٰ تعلیم کے لئے مقیم تھے' اس کے بعد آپ کی ملاقات شیام جی کرشنا

شیام جی کرشنا ورما

پرچمِ آزادئ ہند

شہید مدن لال دھینگرا

رما سے ہوئی۔ میڈم کاما نے ہندوستان کی آزادی سے متعلق باقاعدہ مضامین لکھنا شروع کئے۔ جب شیام جی ورما نے (ہوم رول سوسائٹی) کی بنیاد ڈالی، تو میڈم کاما سے رہا نہ گیا، آپ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں شامل ہوگئیں اور اس تنظیم کی ایک سرگرم رکن بنیں۔ ۱۰ مئی ۱۹۰۵ء کو ہندوستان کی پہلی جنگ آزادی کی یاد میں ایک جلسہ منعقد کیا گیا، جس کی صدارت میڈم کاما نے کی۔

یکم جولائی ۱۹۰۵ء کو ہندوستان کی آزادی کے متوالوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کردیں۔ شمالی لندن میں ہائی گیٹ کے مقام پر ہندوستانی باشندوں کے لئے ایک ' انڈیا ہاؤس' تعمیر کیا گیا۔ یہیں سرفروشانِ ہند جمع ہوا کرتے تھے اور اپنے ملک کی آزادی کے منصوبے بنایا کرتے تھے۔ ان میں میڈم کاما واحد خاتون تھیں۔ رفتہ رفتہ میڈم کاما انتہا پسندی کی طرف مائل ہوتی گئیں۔ اسی عرصہ میں "فری انڈیا سوسائٹی" قائم ہوئی۔ میڈم کاما اس تنظیم کی صلاح کار مقرر ہوئیں۔

۱۹۰۷ء میں سردار سنگھ رانا اپنے کاروبار کے سلسلہ میں پیرس چلے آئے۔ ان ہی کے ساتھ ساتھ میڈم کاما اور شیام جی ورما بھی چلے آئے اور اس طرح یورپ کے ایک دوسرے ملک میں بھی انقلابی سرگرمیاں شروع ہوگئیں۔

۱۱ مئی ۱۹۰۷ء کو ہندوستان میں لالہ لاجپت رائے اور سردار اجیت سنگھ کی گرفتاری کے خلاف ایک زبردست احتجاجی جلسہ منعقد ہوا جس میں میڈم کاما نے نہایت ہی شعلہ فگن تقریریں کیں۔ آپ کی اس ولولہ انگیز تقریر نے سامعین کے دلوں کو گرما کر رکھ دیا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ کئی غیر ملکی رسالوں میں آپ کی یہ تقریر شائع ہوئی جس میں مشہور "گیلک امریکہ" بھی شامل ہے۔

اور پھر ایک یادگار دن آیا، جو نہ صرف آپ کی زندگی کا یادگار دن تھا بلکہ ہندوستان میں مساوات اور آزادی کے مجاہدین کے لئے بھی ناقابلِ فراموش تھا جس کی یاد آج بھی جرمنی میں اسٹٹ گارٹ مقام پر تازہ ہے۔ یہاں انٹرنیشنل سوشلسٹ کانفرنس کا اہتمام کیا جارہا تھا جس میں سمندر پار ملک میں مقیم تین انقلابی ہندوستانی ملک کی نمائندگی کرنے والے تھے۔ یہ تین اشخاص تھے میڈم کاما، سردار سنگھ رانا اور بیریندر ناتھ چٹو پادھیہ (سروجنی نائیڈو کے بڑے بھائی) لیکن برطانیہ کے سوشلسٹوں نے ان ہندوستانیوں کی شمولیت کی سخت مخالفت کی۔ میڈم کاما اور دوسرے اپنے مقصد میں ناکام ہوتے نظر آرہے تھے کہ اسی دوران خوش قسمتی سے فرانس اور جرمنی کی چند ممتاز ہستیوں نے ہندوستانیوں کا ساتھ دیا اور انھیں مکمل رکن کی حیثیت سے کانفرنس میں شامل کرانے میں کامیابی حاصل کی۔

اگست ۱۹۰۵ء میں کلکتہ میں قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ کے۔ سی۔ د (کانگو) اسی قسم کا ایک جھنڈا اپنے ساتھ پیرس لیتے آئے۔ پیرس ہیمچندر داس بم بنانا سیکھنے آئے تھے۔ اس جھنڈے پر سبز، زعفرانی پٹیوں کے درمیان دیوناگری رسم الخط میں ' وندے ماترم ' لکھا ہے

مجاہدِ آزادی وی. ڈی. ساورکر

شہید اننت لکشمن کنہارے

یہ جھنڈا ہر وقت میڈم کاما اپنے ساتھ رکھا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ آپ کے رسالہ "مدن تلوار" کے سرورق پر اس کی تصویر ہوا کرتی تھی۔ پہلی دفعہ یہ جھنڈا اسٹٹ گارٹ کے مقام پر انٹرنیشنل کانفرنس میں لہرایا گیا۔ شیام جی اور ربھیکا جی یہاں بھی جائے تقریر کرنے سے پہلے یہ جھنڈا لہراتے ہوئے کہا کرتے تھے "دیکھئے یہی ہے وہ جھنڈا جس کیلئے خودی رام اور پرفلا چاکی نے اپنی جانیں دیدیں۔"

۱۸ اگست ۱۹۰۷ء کو اس انقلابی ہندوستانی خاتون نے بین الاقوامی کانفرنس میں ایک ناقابلِ فراموش تاریخ بنا دی۔ اس کانفرنس میں جب دنیا بھر کے سوشلسٹ جمع تھے، میڈم کاما حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار اٹھ کھڑی ہوئیں اور گرجدار آواز میں سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "یہ آزاد ہندوستان کا جھنڈا ہے اسے اچھی طرح دیکھ لیجئے۔ یہی وہ جھنڈا ہے جسے ہندوستانی نوجوانوں نے وطن کی آزادی کے لئے شہید ہو کر اپنے خون سے سرخ کیا ہے۔ میں آپ کو آواز دیتی ہوں کہ اٹھئے اور آزادیٔ ہند کے اس جھنڈے کو سلام کیجئے۔" اور پھر وہ سماں بندھ گیا جسے کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ آپ کی تقریر نے سامعین کے دلوں پر گہرا اثر کیا۔ حاضرینِ جلسہ بیساختہ اپنی نشستوں سے احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے اور سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

لندن میں مجاہدینِ آزادیٔ ہند سے جو ایک ربط قائم ہو چکا تھا وہ ۱۹۰۹ء میں میڈم کاما نے اپنا رسالہ جاری کیا۔ جب برطانوی حکومت نے پابندی عاید کردی۔ "مدن تلوار" نامی رسالے نے جو انگریزوں کی زمین پر شہید ہونے والے پہلے ہندوستانی مجاہدِ آزادی کے نام سے منسوب کیا گیا تھا، ایک انقلاب برپا کر دیا تھا۔

قومی راج

پیرس میں بین الاقوامی صورت حال میں نمایاں تبدیلی آئی۔ اب پہلے کی طرح پیرس میں انگریز۔ مخالف جدوجہد اتنی آسان نہ تھی۔ فرانس رفتہ رفتہ برطانیہ سے قریب تر ہوتا جارہا تھا اور جلد ہی جنگ کے آغاز سے کچھ ہی لمحہ قبل جارج پنجم کی پیرس میں آمد نے دونوں ملکوں کے رشتوں کو اور بھی مضبوط کر دیا تھا۔

ہندوستان کی اس انقلابی خاتون کی بہادری اور حوصلہ مندی کے کئی واقعات میں ایک... مرزبہ انڈیا ہاؤس کے باورچی چتر بھوج امین کے ہاتھوں ہندوستان میں ۲۰ پستول بھیجے گئے۔ اس اسلحے کا استعمال کرتے ہوئے کنہارے نے ناسک کے کلکٹر جیکسن کا خون کر ڈالا۔ اسی طرح وانچی آئیر نے نالے دلی کے کلکٹر ایش کو قتل کر دیا۔ گرفتاری پر یہ شخص حکومت کا گواہ بن گیا اور قریب تھا کہ وہ دونوں ویر ساورکر (جو پہلے ہی گرفتار کئے جا چکے تھے) اور سردار سنگھ رانا کے خلاف گواہی دے، میڈم کاما نے ڈسٹرکٹ پولیس کونسل جنرل کے دفتر میں آدھمکیں اور راہین کے الزامات کو غلط قرار دیتے ہوئے اپنے آپ کو ملزم ثابت کیا۔ آپ کی اس جرأت پر خود انگریز افسر بھی حیرت زدہ رہ گیا۔

اس سے قبل ساورکر جسے ناسک سازش مقدمہ میں گرفتار کر کے ہندوستان لایا جارہا تھا، جہاز کی کھڑکی سے کود کر فرار ہو گیا۔ میڈم کاما اور وی. ایس. آئیر اسے برٹش پولس کی دسترس سے بچانے کیلئے فوراً کار لے کر پیرس سے مرسیلز روانہ ہوئے۔ لیکن بدقسمتی سے انھیں دیر ہوگئی اور وہ فرانسیسی پولس کے ہتھے چڑھ گئے۔ بالآخر انھیں گرفتار کر کے برطانیہ کے حوالے کر دیا گیا۔

اس پر بھی میڈم کاما چین سے نہیں بیٹھیں۔ انھوں نے ہیگ میں

جدوجہدِ آزادی حیدرآباد

• سینتو مادھوراؤ بھگرڈی

اقتدار سے محرومیت کوئی باعثِ مسرت نہیں۔ تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی جس میں اقتدار کی منتقلی ذہنی تناؤ اور کرب سے خالی ہو۔ نظام حیدرآباد کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

حیدرآباد کے جاگیردارانہ نظام کو ختم کرنے اور اسے ہندوستان کے قومی دھارے میں شامل کرنے کے لئے عوام کو بے حد جدوجہد کرنی پڑی اور کتنوں نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اس وقت ہندوستان میں چھوٹی بڑی ۵۰۰ سے زیادہ ریاستیں تھیں اور ان کا وجود کسی حد تک انگریزوں کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا۔

پورے ملک پر غالب ہونے اور جتنی لامکان مخالفت کو کم کرنے کی غرض سے انگریزوں نے چھوٹے چھوٹے سرداروں کی حکومت کی پشت پناہی کی۔ بصورتِ دیگر مغل دور میں ان سرداروں کا حکومت کرنے کا خواب کسی بھی صورت میں شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا تھا۔ ان میں سے بعض ریاستیں مغل اور مراٹھوں کے زوال کے بعد ابھری تھیں۔

۱۷۲۴ء میں مرکز کو کمزور دیکھ کر حیدرآباد کے مغل گورنر نے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا، اور اس طرح سلطنتِ آصفیہ کی بنیاد پڑی۔ ۱۸۰۰ء میں نظام حیدرآباد نے انگریزوں سے معاہدہ کیا۔ اس وقت تک مراٹھوں سے ہوئی جنگوں کے نتیجہ میں نظام اپنی آدھی زمین سے محروم ہو چکے تھے، لہٰذا اپنی سلطنت کی بقا کی خاطر انھوں نے شرطیہ انضمام کے تحت انگریزوں سے معاہدہ کر لیا، اس معاہدے کے باوجود ۱۸۵۳ء میں انگریزوں نے نظام سے بطور ہرجانہ برار کا علاقہ ہتھیا لیا۔

اس کے باوجود نظام حکومت ۸۲ ہزار مربع میل کے رقبے پر پھیلی ہوئی تھی، جس کی آبادی ایک کروڑ سے بھی زیادہ نفوس پر مشتمل تھی لہٰذا دکن میں نظام کی حکومت مرکزی حیثیت کی حامل تھی۔

سلطنت آصفیہ کے حکمرانوں کا تعلق وسط ایشیاء سے تھا۔ ان کے ساتھ جن امراء نے دکن کا رُخ کیا تھا انھیں بڑی بڑی جاگیریں عطا کی گئی تھیں۔ ایسے امراء کی تعداد ۲٫۰۰۰ سے بھی زیادہ تھی۔ نظام نے اپنے ذاتی مصارف کی خاطر دو ہزار سے بھی زیادہ دیہات مختص کر دیئے تھے جن سے حکومت کو سالانہ دو کروڑ روپے کی آمدنی ہوتی تھی۔ ریاست کے مشرق میں واقع تلنگانہ کے علاقے میں تیلگو بولنے والوں کی اکثریت تھی، وہاں چند خاندان جنھیں دیشمکھ کہا جاتا تھا ہزاروں ایکڑ زمین کے مالک تھے۔ ان کے یہاں بے زمین مزدور کام کرتے تھے اور ان مزدوروں کی حالت جبری مزدوروں کی سی تھی۔ لسانی اعتبار سے ریاست حیدرآباد ۱۸ اضلاع پر مشتمل تھی۔ ان میں ۱۰ اضلاع میں تیلگو، ۵ میں مراٹھی اور ۳ میں کنٹر بولنے والوں کی اکثریت تھی۔

اُنیسویں صدی کے وسط تک حیدرآباد میں مغل انتظامیہ کی پیروی کی گئی۔ معاہدہ پر اضلاع دے دیئے جاتے تھے۔ اونچی شرح سود پر بڑی بڑی رقمیں بطور قرض دی جاتی تھیں۔ کسانوں کو نظرانداز کر دیا جاتا تھا۔ رفاہ عامہ کی طرف بالکل توجہ نہیں دی جاتی تھی، نتیجتاً وقتاً فوقتاً بغاوتیں

ہوا کرتی تھیں جنھیں انگریزوں کی مدد سے فرو کیا جاتا تھا۔

۱۸۵۳ء سے سر سالار جنگ کی رہنمائی میں ریاست کی نئے ڈھنگ سے تعمیر کا کام شروع ہوا۔ سر سالار جنگ ۱۸۵۳ء سے ۱۸۸۳ء تک یعنی ۳۰ سالوں تک بحیثیت وزیر اعظم، حیدر آباد کی تجدید میں مصروف رہے۔ اس دور میں دھیرے دھیرے مغل نظام کی جگہ نئی اصلاحات نے لے لی۔ ریاست کا سروے کیا گیا۔ تعلیم، صحت عامہ اور عوامی امور جیسے نئے محکمے کھولے گئے۔ محکمۂ مالیات کو تقویت پہنچائی گئی۔

سالار جنگ کی وفات تک ملک کا تعلیم یافتہ طبقہ بیدار ہو چکا تھا۔ سالار جنگ نے نئے تشکیل شدہ محکموں میں پڑوس کے علاقوں کے تعلیم یافتہ افراد کو ملازمت دی تھی۔ اسی دوران اخبارات کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ حیدر آباد سے متعلق انگریزوں کا رویہ عوام کی نظروں میں مشکوک تھا۔ انگریزوں کی ایما پر اس سیاسی بیداری کو کچلنے کی پوری کوشش کی گئی، اس سلسلہ میں سب سے پہلے نظام کالج کے پرنسپل ڈاکٹر اگھورناتھ چٹوپادھیہ (سروجنی نائیڈو کے والد) گرفتار ہوئے۔ تعلیم یافتہ افراد انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں شرکت کرنے لگے۔ ریاست میں آریہ سماج اور گنیش اتسو جیسی تحریکیں بھی پھیلنے لگیں۔ ۱۸۹۳ء میں حکومت نے دو غیر سرکاری افراد پر مشتمل لیجسلیٹو اسمبلی قائم کی، جس کے ہاتھ میں کسی نتیجہ کا اختیار نہیں تھا۔ ریاست کی ترقی کی رفتار نہایت سست تھی۔ اضلاع میں بہت کم ہائی اسکول تھے کالج تو تھے ہی نہیں۔ تعلیمی اداروں، اخباروں اور عوامی جلسوں پر کڑی نظر رکھی جاتی تھی۔

پہلی جنگ عظیم کے آغاز کے ساتھ ہی حیدر آباد کے حالات میں تبدیلی آنے لگی۔ ۲۱-۱۹۲۰ء میں ریاست بھر میں علی برادران کی تحریک خلافت زوروں پر چل رہی تھی۔ یہ تحریک گاندھی جی کی تحریک عدم تعاون کے ساتھ چل رہی تھی اور اسے گاندھی جی کی مکمل حمایت حاصل تھی۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی اس متحدہ کوشش نے حکومت کو تشویش میں ڈال دیا۔

اس دوران نظام نے وزیر اعظم کا عہدہ ختم کر دیا اور ایک ایگزیکٹیو کونسل تشکیل دی۔ کونسل کا چیرمین وزیر اعظم کے فرائض انجام دیتا تھا۔

جن علاقوں میں مراٹھی بولنے والوں کی اکثریت تھی وہاں عوام کی بیداری کے نتیجہ میں بیشمار تعلیمی ادارے کھولے گئے جو کہ جی تھے بعد میں ان تعلیمی اداروں سے منسلک افراد خصوصاً راما نند تیرتھ

گووند داس شراف اور وشنم پاٹل نے جدوجہد آزادی میں اہم کردار ادا کیا۔ تیلگو بولے جانے والے اضلاع میں لائبریری تحریک چلائی جا رہی تھی جو آگے چل کر جنگ آزادی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنے میں وکیلوں نے بھی بہت بڑا کام کیا۔

ملک کے دیگر حصوں میں ہو رہی تبدیلیوں کو دیکھ کر حیدر آباد کے عوام نے بھی ریاست میں ایک کانگریس تشکیل دینا چاہی جس میں انھیں ناکامی ہوئی۔ اس کے باوجود وامن نائیک، کیشو راؤ کورٹلکر، گووند راؤ نانل، سری نواس شرما اور دیگر ذی شعور افراد نے سماجی، تعلیمی و سیاسی کانفرنسیں منعقد کر کے عوام میں بیداری پیدا کرنے کے کام کو جاری ساری رکھا۔

برار کا علاقہ انگریزوں کو دیئے جانے کے خلاف عوام میں ناراضگی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ نظام نے عوام کو خوش کرنے کے لئے انگریزوں سے برار کی واپسی کا مطالبہ کیا، لیکن انگریز نہیں مانے۔ اس کے برعکس انتظامیہ میں بے شمار انگریز اور انگریز دوست افسران کو ملازمتیں دی گئیں۔

عثمانیہ یونیورسٹی ۱۹۱۷ء میں قائم کی گئی لیکن ۱۹۴۷ء تک حیدر آباد شہر کے باہر ایک بھی ڈگری کالج نہیں تھا، جبکہ آج مراٹھواڑہ یونیورسٹی کے تحت ۸۰ کالج ہیں۔ عوام میں حکومت سے ناراضگی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ بابت ۱۹۳۵ء کے منظور ہونے سے ملک کے نئے ڈھانچے میں ریاست حیدر آباد کی حیثیت ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی۔

حیدر آباد میں ۸۵ فیصد ہندو تھے۔ مسلمان زیادہ تر شہری علاقوں میں آباد تھے۔ بہت کم مسلمان زراعت یا صنعت میں ملازم تھے۔ ان کا درمیانی طبقہ انتظامیہ اور جاگیرداروں کے سہارے جیتا تھا۔ مسلمانوں کو سہولیات کے لئے حکومت پر تکیہ کرنے کی عادت سی ہو گئی تھی اور ان میں خود کفیل بننے کا جذبہ مر چکا تھا۔ ایسے وقت اس فرقہ میں کوئی سماجی مصلح بھی نہیں ابھرا جبکہ اس کی شدید ضرورت تھی۔ ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں کو یہ احساس ہونے لگا کہ بہت جلد سیاسی تبدیلیوں کے نتیجہ میں وہ ان تمام مراعات و سہولیات سے محروم ہو جائیں گے جو انھیں ایک طویل عرصہ سے حاصل تھیں، اسی خدشہ کی وجہ سے بہادر یار جنگ اور ان کی تنظیمات کا عروج ہوا۔ بیچ بیچ میں حکومت، ریاست میں بڑھتی ہوئی بےچینی کو ختم کرنے کے اقدامات کرتی رہی۔ نظام، اقتدار میں کسی کو حصہ دار بنانے کے قائل نہیں تھے۔ اُن کے خیال میں انھیں حاصل اقتدا

خدائی دین تھا۔ مجوزہ پبلک کا کام حکومت کو ... سے آگاہ کرنا تھا
وزیر صرف حاکم اعلیٰ کو جوابدہ تھے۔ اس پبلک میں نامزد کردہ اراکین
کی شمولیت بھی تجویز کی گئی تھی۔ علاوہ ازیں اراکین کی کل تعداد کو دو
بڑے فرقوں میں آدھا آدھا بانٹا گیا تھا۔ یہ اصلاحات بہادر یار جنگ
اور اُن کی جماعت اتحاد المسلمین کو منظور نہیں تھے۔ اس تجویز کے
حق میں کانگریس نے [illegible] کی۔ آریہ سماج اور ہندو مہا سبھا نے
بھی اپنے طور پر [illegible] کی اور اسی اثنا میں دوسری جنگ عظیم شروع
ہوگئی اور ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ بہادر یار جنگ کا انتقال ہوا۔ ان
کی تنظیم کی قوت قاسم رضوی جیسے انتہا پسند رہنما اور ان کے مقلد
رضاکاروں کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اسی ماحول میں مجوزہ پبلک اسمبلی
کے انتخابات کرائے گئے۔

انگریزوں کے گنتی کے چند دن باقی رہ گئے تھے۔ قاسم رضوی کی
انتہا پسندی کھل کر سامنے آگئی تھی اور انھوں نے اعلان کر دیا تھا کہ
انگریزوں کے چلے جانے کے بعد نظام خود مختار بادشاہ ہوں گے لیکن
۱۹۴۷ء میں حیدرآباد کو حکومت ہند کی آزاد حکومت سے معاہدہ کرنا ہی
پڑا۔ اس کے بعد حیدرآباد اور مرکز کے درمیان تعلقات کو مکمل طور
پر واضح کر دیا گیا۔

۱۹۴۷ء کے اواخر میں رضاکاروں نے حکومت سنبھالی اور اقتدار
ان کے ہاتھ میں چلا گیا۔ حکومت ہند کے ایجنٹ کے۔ ایم۔ منشی
کو سخت نگرانی میں رکھا گیا اور ۹ ماہ تک انھیں نظام سے ملنے نہیں
دیا گیا۔ مخالفت کو دبانے اور عوام کو خوف زدہ کرنے کے لئے رضاکاروں
نے ریاست بھر میں دہشت پھیلا رکھی تھی۔ بے شمار افراد نے ریاست
حیدرآباد کو خیرباد کہا۔ حکومت کے افسران بھی رضاکاروں کے ساتھ
ملے ہوئے تھے۔ ریاست بھر میں لوٹ مار مچی ہوئی تھی۔ ریاستی
کانگریس کے رہنما رامانند تیرتھ نے حکومت کی ان پالیسیوں کا ڈٹ
کر مقابلہ کیا۔ سات لاکھ افراد ریاست چھوڑ کر چلے گئے۔ پڑوس کی
ریاستوں کے مسلمانوں کو اس خلا کو پُر کرنے کے لئے حیدرآباد آنے
کی ترغیب دی جانے لگی۔ حکومت کے مخالفین کو جیلوں میں بند
کیا جانے لگا۔ پولس اور رضاکاروں کے درمیان بے شمار جھڑپیں
ہوئیں جن کے نتیجہ میں بے شمار افراد شہید ہو گئے۔ پولس اسٹیشنوں
پر حملے کئے گئے۔ یہاں تک کہ نظام پر بم بھی پھینکا گیا۔ مراٹھواڑ
میں آج بھی ایسے کئی دیہات ہیں جو اقتدار کے بھوکے رضاکاروں
اور مجاہدینِ آزادی کے درمیان ہوئی جنگوں کے نتیجہ میں ہوئی تباہی
کی گواہی دیتے ہیں۔

قاسم رضوی کی دانست میں حکومت ہند کمزور تھی اور حیدرآباد
سلطنت کو [illegible] کے لئے تمام عالم اسلام [illegible] رہا تھا۔ در
اثنا، حیدرآباد میں لوٹ مار جاری رہی۔ حصول آزادی کے لئے
بے شمار افراد نے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان میں بھیرا جی شندے
ہنا تما پنساے اور شعیب اللہ خاں کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ ان
کی شہادت نے ساکنانِ حیدرآباد کو آزادی سے قریب تر کر دیا۔

بالآخر ۱۲ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حکومت ہند نے حیدرآباد کے خلاف
پولس ایکشن جاری کیا جو چار دن تک جاری رہا، اور ۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء
کو حیدرآباد بھارت میں ضم ہوگیا۔ اس طرح ان گنت شہیدوں کی
قربانی اور عوام کی جدوجہد نے حیدرآباد کو جاگیردارانہ نظام سے
نجات دلائی اور وہاں ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا۔

اُن شہیدوں کو ہمارا سلام!

لہرایا جائے ۔ اس مزاحمت کی صورت میں پرامن رہا جائے اور کسی صورت میں تشدد نہ برتا جائے ۔ یہ فیصلہ کر کے تاس گاؤں تعلقہ کے ممتاز کارکنوں کو باخبر کر دیا گیا۔ یہ بیٹھک پہلے سانگلی میں ہوئی تھی ۔ اس بیٹھک میں شریک ہونے والے ورکر روپوش ہو گئے۔ پونے اور ممبئی میں گرفتاریوں کے بعد ممتاز ورکر پہلے ہی روپوش ہو گئے ۔ پونے اور ممبئی میں گرفتاریوں کے بعد ممتاز ورکر پہلے ہی روپوش ہو گئے تھے ۔ اسی طرح تاس گاؤں کے چھوٹے چھوٹے قصبات جیسے سونی ، بھیل واڑی اور چنچانی وغیرہ میں چھوٹے چھوٹے مورچے نکلتے اور چاوڑیوں پر ترنگا لہراتے رہے ۔ بعض مقامات پر مقامی پاٹلوں اور سرکار نے ان سرگرمیوں پر قدرے سختی برتی لیکن لوگوں نے کوئی دھیان نہ دیا اور اپنے اپنے کام میں لگے رہے ۔ بعد ازاں ایک بڑا مورچہ نکالنے کا ارادہ کیا۔

اس مورچہ کی تاریخ راز میں رکھی گئی اور یہ طے کیا گیا کہ وقت اور تاریخ کی اطلاع اسی دن سویرے سویرے بذریعہ پرچی لوگوں کو دی جائے ۔ تاکہ وہ خبر ہوتے ہی بڑی تعداد میں ترنگے جھنڈے ہاتھ میں لے کر تاس گاؤں میں جمع ہو جائیں۔ یہ احتیاط اسلئے برتی گئی تاکہ پہلے سے کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہو ۔ لوگوں کو آگاہ کیا گیا کہ وہ تقریباً ۸ بجے تک تاس گاؤں پہنچ جائیں ، جہاں تک پہنچ پائیں آنا ہے۔ یہ تاریخ ۴ ستمبر ۱۹۴۲ء تھی ۔ صبح ۶ بجے سب لوگوں کو پیغام مل گیا ۔ بڑی تعداد میں ورکروں کے جتھے تاس گاؤں کی جانب چل پڑے ۔ سب سے بڑا جتھہ کرلوسکر واڑی سے آیا تھا ۔ پالوج ، کنڈل ، امن پور اور بمبا وڑے سے بھی بہت سے ورکر آئے تھے ۔ ان کے بعد بھیل واڑی انکل کھوپ ، دیلوی اور نمنی سے بھی کافی ورکر آئے تھے تیسرے اور چوتھے نمبر پر بڑے دستے سولج ، پرمالے ، مانڈولی ، کھیٹھے اور کاولے وغیرہ سے آئے تھے ۔ حالانکہ پہلے سے کوئی فیصلہ نہ کیا گیا تھا ۔ یہ سب خود اپنی مرضی سے ہتھیار ، مثلاً بھالے ، کلہاڑی ، پستول اور بندوق وغیرہ بھی ساتھ لائے تھے ۔ تاس گاؤں کے باہر ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔

یہ طے کیا گیا تھا کہ تمام ممتاز کارکن امن و ضبط سے اس مورچے کی قیادت کریں اور کسی قسم کا تشدد نہ ہونے دیں۔ مورچہ نکالنے کا اصل مقصد یہی تھا کہ سرکاری اور ماملتدار کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا جائے اور آخر میں کچہری کی عمارت پر ترنگا جھنڈا لہرا دیا جائے ۔ اجتماع بہت بڑا تھا ، لہٰذا خطرہ یہی تھا کہ کہیں بدنظمی نہ پیدا ہو جائے ۔ پھر کارکنوں کی جانب سے تشدد کا کوئی واقعہ نہ بھی ہو ، یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ پولیس کا رویہ کیا ہوگا ۔ لہٰذا مورچہ منظم کرتے وقت یہ سوچا گیا کہ پولیس تتر بتر رہے اس غرض سے یہ اشتہار لگا دیئے گئے کہ کچھ گاؤں میں مورچے چاوڑیوں تک نکالے جائیں گے ۔ یہ چال کامیاب رہی اور بیشتر پولیس افسر کچھ سپاہیوں کے ساتھ ان گاؤں میں پہنچ گئے ۔ مورچہ کے وقت پولیس کے بڑے افسر تاس گاؤں میں نہیں تھے ۔ کچھ سپاہی اور ان کا ماتحت وہاں موجود تھا جب ہزاروں لوگوں کا جلوس قصبہ میں نکلا اور مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو کی جے کے نعرے لگائے گئے ۔ سب سے پہلے جلوس سول کورٹ پہنچا ۔ سول جج شری ایس پاٹل جو کھدر کی ٹوپی پہنے ہوئے تھے ۔ خود عدالت کی عمارت سے اتر کر باہر آئے اور ترنگا جھنڈا لہرایا وہ کانگریسی تھے اور انہوں نے ۱۹۳۷ء میں کانگریس وزارت کے وقت سرکاری ملازمت کر لی تھی ۔ اس کے بعد مورچہ نے ماملتدار کے دفتر کا رخ کیا ۔ وہاں پہنچ کر باہر کا گیٹ دفتر کے اندر اور ماملتدار سے کہا کہ وہ اس عمارت پر ترنگا جھنڈا لہرانا چاہتے ہیں اور کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہونے دیں گے ۔ پولس اور ماملتدار سے کہا کہ وہ اس عمارت پر ترنگا جھنڈا لہرانا چاہتے ہیں اور کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہونے دیں گے اور ماملتدار ڈر گئے ۔ ایک کارکن نے کھادی کی ٹوپی ماملتدار کے سر پر رکھ دی ۔ برٹش یونین جیک کی جگہ قومی جھنڈا لہرایا گیا ۔ "وندے ماترم" کے بعد یہ رسم ختم ہو گئی ۔ اسی اثنا میں جیل کا تالا توڑ کر ایک قیدی کو باہر لایا گیا اور زور دار تالیوں سے اس کا سواگت کیا گیا ۔

ایک مختصر سے مضمون میں اس مورچہ میں شریک کارکنوں کے نام ، ان اور دیگر چھوٹی بڑی تفصیلات بیان کرنے کی گنجائش نہیں ۔ اس مورچہ میں شریک ہونے والے کچھ بڑے کارکن آج بھی زندہ ہیں ۔ جو آج ہمارے درمیان نہ ان میں کرانتی سنہہ نانا پاٹل ، دیش بھگت کرشنا رام کر باڈلے ، ڈاکٹر اور شری دتاتریہ سوریہ ونشی کے نام قابل ذکر ہیں ۔ اس طرح اس مورچہ

سال کے دوران خفیہ تحریک کی بناء ڈال دی۔

تاسں گاؤں مورچہ کے بعد اس قسم کا ایک مورچہ ۶ ستمبر ۱۹۴۲ء کو اسلام پور میں معاملت دار کے دفتر تک نکالا گیا، تاسں گاؤں ہی کی طرح اسلام پور میں کارکن معاملات دار کے دفتر سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر جمع ہوئے اور پھر دفتر کی جانب بڑھے یہ سب کارروائی تاسں گاؤں ہی کی طرح ہوئی۔ البتہ فرق یہ ہے کہ تاسں گاؤں میں اجتماعی جلسہ قصبہ سے باہر منعقد ہوا تھا۔ لیکن اسلام پور میں معاملت دار کے دفتر کے قریب جلسہ منعقد ہوا تھا اور ڈی، ایس، پی بھی مسلح سپاہیوں سمیت وہاں موجود تھا۔ جب مورچہ دفتر پر پہنچا تو وہاں کچھ گڑبڑ بھی ہو گئی، وہاں فائرنگ ہوئی۔ دو مجاہدین آزادی گولیوں سے زخمی ہو کر جاں بحق ہو گئے۔ ان میں [illegible] شری بار بٹے۔ ان دونوں کی یادگار وہاں جلد ہی [illegible] دونوں کے دلوں میں جا نگزیں ان کی عزت اور عظمت ان میں سدا [illegible] کرتی رہے گی۔ اسلام پور میں پولیس فائرنگ کی وجہ سے معاملت دار کے دفتر پر ترنگا جھنڈا لہرایا نہیں جا سکا۔

تیسرا بڑا مورچہ وڈوج میں معاملت دار کے دفتر تک نکالا گیا اس مورچہ کی وجہ سے شمالی ستارا میں تحریک نے زور پکڑا۔ اس مورچہ پر پولیس فائرنگ میں نو مجاہدین آزادی شہید ہوئے جہاں تک مجھے ٹھیک ٹھیک یاد پڑتا ہے یہ واقعہ ۹ ستمبر ۱۹۴۲ء کو پیش آیا۔ اس کے بعد [illegible] اس کا مورچہ جہاڈ میں نکالا گیا۔ اس مورچہ میں دو مجاہدین آزادی گولیوں کا نشانہ بنے، اس مورچہ کے بعد سے ایسے مورچے نکلنا بند ہو گئے۔ واقعات پر نظر ڈالتے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابتداء میں تاسں گاؤں میں مورچہ نکالنے کے وقت پولس باخبر نہیں تھی۔ لیکن بعد کو دوسرے مورچوں کے وقت وہ چوکس ہو گئی اور مورچے توڑنے کے لئے گولیاں چلانے لگی۔ لیکن ان مورچوں کی بدولت جو جوش و خروش اور عزم لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا، اسے بندوقوں کے زور سے دبانا ناممکن تھا۔ ان مورچوں کے بعد آئندہ سالوں میں نئی نئی خفیہ اور انقلابی تحریکیں چلتی رہیں تا آنکہ انگریزوں کو ہمارے وطن سے جانا پڑا۔ اپرتے میں پولس فائرنگ کے واقعہ کے بعد شہر اور مضافات کے بہت سے محبان وطن جمع ہوئے اور خفیہ تحریک تیز تر کر دی گئی۔ بعض مقامات پر بم پھٹنے کے واقعات بھی ہوئے۔

اسی زمانے میں بہار سے خبر آئی کہ وہاں معاملت دار کے دفتر پر مورچہ لے جانے کی شروعات ہو گئی ہے۔ بہر حال آئندہ سالوں میں جدوجہد آزادی میں ان مورچوں کے اثرات پر تحقیقات کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں دیگر عناصر کے علاوہ حصول آزادی میں ان مورچوں کا بڑا حصہ ہے۔ ایسے مورچوں اور خفیہ تحریک کی بدولت ہی انگریزوں کو بالآخر مجبور ہو کر ہمیں آزادی دینا پڑی۔

اس ایجی ٹیشن کے دوران کچھ تشدد کے واقعات بعد کو موضوعِ بحث بنے رہے، بہر حال اس تشدد کی نوعیت جوابی تھی، انگریزوں کے سخت مظالم کے مقابلے میں یہ تمام جوابی مزاحمت بڑی حقیر تھی۔ باپوجی کے الفاظ میں "یہ چوہے بلی کا مقابلہ تھا"۔ بہرصورت تشدد اور عدم تشدد کی بحث سے قطع نظر بلاشبہ مہاراشٹر میں خفیہ تحریک سے ۱۹۴۲ء میں جنگِ آزادی کو بڑی تقویت پہنچی۔ ہم خفیہ تحریک کے ان جانباز مجاہدین کے ایثار و قربانی کے احسان مند ہیں۔ ان کا ہر طرح احترام ہم پر واجب ہے۔ ان کی یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں جذبۂ عمل کو بیدار کرتی رہے گی۔

**

مالیگاؤں اور جنگِ آزادی

★ احمد عثمانی (بی۔ اے) آنرز
معرفت ماہنامہ "جواز" ایم۔ اے روڈ،
نیاپورہ، مالیگاؤں ۴۲۳۲۰۳

مالیگاؤں زندہ شہر ہے۔ یہاں پل پل زندگی انگڑائی دکھائی دیتی ہے۔ آج یہاں پر لوم اور علوم کا زور ہے۔ لیکن آج سے نصف صدی قبل جب یہاں لوم بھی نہ تھے اور علوم کا بھی زور نہ تھا تب بھی یہاں کے جیالوں نے زندگی کا ثبوت دیا۔ اس وقت یہاں دو اردو مدرسے ایک یتیم خانہ اور کل آبادی مسلم بنکروں کی بیس ہزار تھی۔ مالیگاؤں کے لوگوں نے جنگ آزادی کی تحریک میں زبردست حصہ لیا۔ قومی لیڈران لاجپت رائے بال گنگا دھر تلک، مولانا محمود الحسن کے انتقال پر مکمل ہڑتال منائی گئی۔ جس کو مقامی زبان "مری بند" کہا جاتا ہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ تھا لیکن یہاں کے لوگوں کی نظریں اوپر لگی رہتی تھیں۔ تحریک عدم تعاون، ترک موالات اور سودیشی تحریک میں یہ شہر بہت آگے تھا۔ کشن داس، کھلی داس کا مکان اور یتیم خانہ آزادی کی تحریک کے زبردست گڑھ تھے ......

تحریکِ آزادی

۱۹۱۹ء میں جبکہ تحریکِ خلافت پورے ملک میں کام کر رہی تھی۔ جگہ جگہ خلافت کمیٹیاں بن رہی تھیں۔ انھیں دنوں مولانا شوکت علی نے بمبئی کا دورہ کیا۔ مالیگاؤں سے منشی شعبان بھکاری کو بمبئی بھیجا گیا۔ انھوں نے وہاں کی خلافت کمیٹی کے لیڈران سے ملاقات کی اور تفصیلی معلومات لے کر فوراً ہی یہاں خلافت کمیٹی کی بنیاد ڈال دی گئی۔ صدر حکیم عبدالمجید احسان عرف بھیا، جنرل سکریٹری منشی شعبان بھکاری جوائنٹ اور پروپیگنڈہ سکریٹری حضرت محمد حسن احسن، والنٹیر کور سکریٹری محمد منشی جوہر ممبران میں مولانا عبدالعزیز عزیز۔ حکیم فاروق عبدالرزاق، کوکب منشی خنداں، منشی بیدل۔ قدرت اللہ سوز، امیر احمد گھڑی ساز۔ امجد۔ محمد صادق غریب۔ چاند صاحب اور محمد علی نوجدار چنے گئے۔ بچوں میں آزادی کا جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ موتی تالاب میں بچوں کے جلسے ہوتے۔ جن کے لیڈر مرحوم الحاج عبدالعزیز پھکو اور محی غفران حافظ تھے۔

ترکِ موالات

مالیگاؤں میں کانگریس کے لیڈر شیخو میاں، محبوب خان، بابو شاہ گجراتی، تاتیا کھرے وکیل اور موتی لال دیرچند شاہ تھے۔ پورے ملک میں جب علی برادران اور گاندھی جی کی ملاقات کے بعد خلافت کمیٹی نے کانگریس کے ساتھ تعاون کیا تو مالیگاؤں میں بھی خلافت کمیٹی کے لوگ کانگریس میں شریک ہو گئے۔ اب تحریک آزادی میں اور بھی شدت پیدا ہو گئی۔ ۱۹۲۰ء میں امرت سر اور ناگپور میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا تاریخی اجلاس ہوا۔ جس میں مولانا محمد علی، بیرسٹر ابھیانکر، سی آر داس نے ترکِ موالات تحریک (NON COOPERATION) منظور کی تو ملک بھر میں سرکاری ملازمتوں، عدالتوں کا بائیکاٹ ہوا، اور قومی عدالت قائم ہوئی جس کے صدر مولانا نجندی تھے۔ تاتیا کھرے وکیل، ... گاڈگل وکیل نے بھی ایک متوازی عدالت قائم کی تھی۔ لیکن گاؤں کے لیڈران سب کام مل جل کر کیا کرتے تھے۔ سرکاری نوکروں نے نوکریاں چھوڑ دیں۔ ان میں منشی بدہرا دہ محمد حسن احسن (مصنف "جنگِ آزادی مالیگاؤں میں") پیش پیش تھے۔

سودیشی تحریک

ہندوستان کی ہر قسم کی مارکیٹ انگریزوں کے ہاتھ میں تھی۔ گاندھی جی کی سودیشی تحریک غیر ملکی مال کی مخالفت میں تھی۔ سب لوگ کھادی کے شیدائی بن گئے۔ مالیگاؤں اس تحریک میں پہلے سے شامل تھا۔ یہاں سوتی ساڑیاں بنی جاتی تھیں۔ مضافات میں کھادی بھی تیار ہونے لگی تھی۔ اس وقت بھاجی بازار میں بدیسی کپڑوں کی ہولی جلائی گئی۔ جس کے بھی سر پر ولایتی ٹوپی نظر آتی اسی وقت جلا دی جاتی۔ اسی تحریک کے دوران مولانا شوکت علی، بیرسٹر ظہور احمد الہ آبادی اور سوامی نرسنگھ مالیگا

آئے۔ سوامی نرسنگھ نے ایک گیت گایا۔ جس کے بول تھے "مزہ مرنے میں ہے جب آئے کفن اپنا سودیشی ہو"۔ نورانی مسجد جو آج تبلیغی جماعتوں کی مرکز بنی ہوئی ہے، اس میں سودیشی تحریک اور تحریکِ آزادی کے بڑے بڑے سورما آچکے ہیں۔ سودیشی تحریک کے دوران خان عبدالغفار خان تشریف لائے تو اسی مسجد میں تقریر کی تھی۔ کچھ عرصے بعد عظیم سپاہی جنگِ آزادی عطاء اللہ شاہ بخاری بھی تشریف لائے۔ آزادی کی دہکتی چنگاریاں جو دلوں میں سلگ رہی تھیں اب شعلۂ جوالا بن چکی تھیں۔ مجاہدین سرکار کا پولس، فوج، اور کسی بھی سخت سے سخت حکم کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ انہیں دنوں سمرنا کے مسلمانوں پر انگریزوں کے مظالم حد سے زیادہ بڑھ چکے تھے۔ اور معاشی بدحالی بھی پھیلی ہوئی تھی۔ ایک جلسہ ہوا اور کانگریس و خلافت کمیٹی کی جانب سے انگریزوں کی مذمت اور سخت احتجاج ہوا۔ اس جلسے میں فیصلہ ہوا کہ پورے ملک کی طرح مالیگاؤں میں بھی سمرنا کے لیئے چندہ جمع کیا جائے۔ امدادِ اسلام نامی ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ اور یہ بھی طے ہوا کہ سرکاری امداد سے اسکولیں نہ چلائی جائیں۔ چندہ جمع کرنے کا طریقہ یہ رکھا گیا کہ ہر ساڑی پر ایک پیسہ یا پاؤ آنا کاٹا جائے۔ اور دن بھر کی رقم ساڑی خریدار جو کہ ہندو تھے، مارواڑی تھے، گجراتی تھے۔ ان لوگوں نے بھرپور تعاون کیا۔ بلکہ اپنی اپنی دکانوں پر ان لوگوں نے بورڈ لگایا کہ جو چندہ نہیں کٹائے گا اسکی ساڑی نہیں خریدی جائے گی۔ روزانہ کا اوسط ۵۰ سے ۶۰ روپے تھا۔ کچھ لوگ اس کے مخالف بھی تھے جس میں والنٹیرس نے مخالفین کو دکانوں پر دھرنا دے کر مال خریدنے سے باز رکھا۔ مخالفین نے تحریری شکایت کی کہ یہ غنڈے ہیں اور زبردستی چندہ وصول کرتے ہیں۔ سرکاری مشینری حرکت میں آگئی۔ ۱۳ رمارچ ۱۹۲۱ء میں سب ڈویژنل آفیسر موڈجی نے ایک میٹنگ بلوائی۔ تاکہ چندے کا مسئلہ حل کیا جائے۔ انھوں نے کلاتھ بکس (چندے کی پیٹی) کی تجویز رکھی۔ لیکن کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ موڈجی نے کچھ رہنماؤں کو اس بات پر راضی کیا کہ ایک اعلان نامہ نکالا جائے جس میں گاندھی جی کی اہنسا کا حوالہ دیکر رضاکاروں کو لاٹھی وغیرہ کے استعمال سے باز رکھا جائے۔ اس اعلانیئے پر گیارہ لوگوں کے دستخط تھے۔ لیکن تحریک میں شدت آگئی تھی۔ دھرنا اور بائیکاٹ جو کہ شدید ہونے کے باوجود پرامن تھا۔ شیخ میاں نے اعلانیئے پر دستخط کرنے پر افسوس کا اظہار کیا۔ اور والنٹیرس کو کسی سے نہ ڈرنے کی صلاح دی۔ اسی دوران ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سمکاکسی بھی ۳ راپریل ۱۹۲۱ء کو مالیگاؤں آیا اور ۱۲ اپریل تک مالیگاؤں کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر سماٹرا چلا گیا۔ اس کی رپورٹ تھی کہ مالیگاؤں ایک خراب شہر ہے۔ ایسے شہر میں والنٹیرس کا رات کے وقت لاٹھی تلوار اور نوکدار چیز لیکر جلسے جلوس میں شرکت کرنا نقضِ امن ہے۔ اسلئے ممانعتی احکامات جاری کر دیئے گئے۔

مجاہدینِ آزادی کا احتجاج اور ہنگامہ

۱۲ راپریل کو رات میں وعظ ہوا جس میں رضاکار اپنی اسی شان سے جلسے میں پہنچے۔ سب انسپکٹر راؤ نے تحصیلدار گھیساس کی موجودگی میں ان کی لاٹھیوں پر قبضہ کر لیا۔ اور رضاکاروں کو گرفتار کر لیا۔ ۱۵ راپریل ۱۹۲۱ء کو چوبیس رضاکاروں پر مجسٹریٹ کی حکم عدولی کے مقدمے دائر کئے گئے۔ ۲۶ راپریل ۱۹۲۱ء مالیگاؤں کی تاریخ میں سنہرا دن ہے۔ اس سنہرے دن نے مالیگاؤں کا نام دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا اور انگریزوں کی گندی ذہنیت اور ظلم پرستی کا ایک اور واقعہ رونما ہوا۔ اس دن ریذیڈنٹ مجسٹریٹ مسٹر ٹھاکر کے سامنے بارہ مقدمات پیش ہوئے۔ گیارہ مقدمات تو دفاعی شہادت کی وجہ سے ملتوی ہوئے۔ بقیہ کو ۱۵۰ روپے فی کس جرمانہ اور عدم ادائیگی پر ایک ماہ سزائے قید سخت فیصلہ سنتے ہی لوگ بپھر گئے۔ کثیر تعداد کورٹ میں جمع تھی۔ وہیں سے گڑبڑ شروع ہوئی۔ انگریز سرکار سے لوگ اس قدر بدظن ہو چکے تھے کہ شدید سے شدید احتجاج کرنے پر اتر آئے۔ آگ لگائی اور تحریکِ آزادی کی مخالفت کرنے والوں کی جائدادوں کو نقصان پہنچانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ بھاسکٹ راؤ، فوجدار جو کہ تحریک کے رہنماؤں کا سخت ترین دشمن تھا، کو بھاگنا پڑا۔ اس نے سپائی بازار کے پیپلے مندر میں

ں۔ لیکن ہجوم نے یہاں بھی آگ لگادی۔ بھاسکٹ راؤ ساڑی پہن کر بھاگنے
لیکن ہجوم نے اسے راٹل گلی میں گھیر کر مار ڈالا۔ بھاسکٹ راؤ کے ساتھی
نے فائرنگ کی۔ اس سے متعدد لوگ ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ہجوم نے ایک
کانسٹیبل کو بھی مار ڈالا۔ دوسرے دن پولس فائرنگ سے مرنے والوں کو
ز واکرام کے ساتھ بڑے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ہجوم اس قدر بے قابو ہو
ا کہ اپنے رہنماؤں کی بات بھی نہیں مانی۔ منشی شعبان اور بدھو شیخ وغیرہ
نین کی جائدادوں کو بچاتے اور لوگوں کو مناتے پھر رہے تھے۔

ں کی کارروائی

پولس نے تقریباً ۱۵۰ لوگوں کو گرفتار کیا۔ جو کہ ۲۵ر اپریل سے ۲ر نومبر
ء تک زیر سماعت قیدی رہے۔ پولس نے تمام لوگوں پر قتل، لوٹ مار، آگ
، اور ان کاموں کے لئے لوگوں کو اکسانے، اور کچھ لوگوں پر ان کاموں کے
سامان مہیا کرنے کے مقدمات دائر کئے۔ پولس نے ایسے بے گناہوں کو گرفتار
جن کا وجود اس دن مالیگاؤں میں نہ تھا۔ کچھ لوگ شہر سے باہر تھے۔
ں بھی گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ لوگ جو لوگوں کو منع کر رہے تھے مثلاً بدھو شیخ
عبان بھکاری انھیں بھی گرفتار کر لیا۔

ہے کا ڈرامہ

۲ر نومبر ۱۹۲۱ء کو سیشن چالان ہوا۔ ناسک
کورٹ میں مقدمہ چلا۔ مرفی سشن جج تھا۔ جو اپنی سخت سزاؤں کے
ے مشہور تھا۔ اس نے مخالفین کا بیان تسلیم کیا۔ لیکن موافقین کی گواہی
م نہیں کیا۔ اور سختی سے سخت سزائیں سنائیں۔ پانچ افراد عبدالغفو
لو رموس، بدھو فرید دن، محمد شعبان بھکاری، سلیمان شاہ
ن، ۱۰ر اسرائیل اللہ رکھو کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ اور اپیل کے
رف سات دن کی مدت دی گئی۔ پھانسی ۶ر جولائی ۱۹۲۲ء کو ایرڈا
ں دی گئی۔

سزائیں اور حبس دوام

بابو امام بخش گرڑا کو دالا۔ بابو الدین ، محمد حسن دال والے، محمد
ن سندھو، عبدالواحد، محمد حاجی امین نور محمد، محمد ایوب چینکو،
سلامت اللہ نانا درتھو صاحب دین، اسی طرح بابو علاؤ الدین
یلا اور عبدالواحد محمد حاجی کو ساڑھے دس سال اور سال چید ہیر احمد کو
ں سال کی سزا سنائی۔ محمد صدیق بلوا کو چودہ سال سلیمان محمد گیارہ سال
سال سزا پانے والے محمد حسن عبداللہ، شیخو میاں دادا، میاں، اسحاق
، جان محمد عیدو، یعقوب یتیم پہلوان، رسول بھائی طیب علی، اور
راج

خدا بس شمس الدین ایوب رمضان، امیر شیخ رحمان، اس کے علاوہ پانچ
سے چار سال سزا پانے والے تقریباً نوے ہیں۔ مقدمے کے وکلاء نے بھرپور
کوشش کی۔ کرندیکر، کیل، ستارا کر اور بیرسٹر آزاد نے کافی مدلل بحث
کی۔ سشن کورٹ میں بھی بیرسٹر آزاد نے پیروی کی۔ تین لوگوں کے سوا
سب کو سزا ہوئی جو کہ سزائے سخت تھی۔ بمبئی ہائی کورٹ میں مقدمہ داخل
کیا گیا۔ اس کی پیروی سابق جسٹس ہائی کورٹ شری کوٹلے جی نے کی۔ اس
اپیل میں تین افراد کی سزائیں کم ہوئیں۔ بابو شاہ، شیخو میاں اور
عبدالمجید احسان صدر خلافت کمیٹی۔

اسیران مالیگاؤں میں دو افراد بوہرہ بھی تھے۔ سیدنا طاہر سیف
الدین نے مسٹر محمد علی جناح کو ان کی پیروی سونپی۔ جناح مانے ہوئے بیرسٹر
تھے۔ جس روز جناح کی بحث تھی اس روز ہائی کورٹ میں وکلاء اور قانون
داں استفادے کے لئے حاضر تھے۔ لیکن ہائی کورٹ میں بھی سزائیں بحال
رہیں۔

محکمہ تعلیم مرکزی حکومت نے WHO'S WHO OF INDIAN MARTYRS
شہیدان وطن کون کیا تھا؟ نامی کتاب میں سات لوگوں کے نام ہیں جن میں ۵
کو پھانسی ہوئی تھی۔ اور دو افراد پولس کے مظالم سے جیل ہی میں شہید
ہوئے تھے۔

انگریز حکومت نے نہ صرف سخت ترین سزائیں دیں بلکہ اجتماعی جرمانہ
سات لاکھ عائد کیا۔ مالیگاؤں کے مجاہدین آزادی میں سوائے ایک بیوہ
فاطمہ رفیق النساء محمد حسین حاجی مدو کے علاوہ اور کسی کی دستگیری
نہیں کی گئی۔

*

[اس مضمون کی تیاری میں (۱) سیشن کورٹ کا فیصلہ (۲) فریڈم فائٹرس
کے کاغذات (۳) جنگ آزادی مالیگاؤں میں، مصنف حضرت محمد حسن احسن
(۴) WHO'S WHO OF INDIAN MARTYRS کی جلد اول تیار کردہ وزارت
محکمہ تعلیم نئی دہلی، مرتب ڈاکٹر پی، این چوپڑا سے استفادہ کیا گیا ہے اور
سکریٹری فائٹرز مالیگاؤں محترم جناب صدیقی اختر احمد صاحب ایم، اے آنرز
کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ صدیقی صاحب کو ہم "فری فائٹر" کہتے ہیں کیونکہ
وہ پندرہ سال سے فریڈم فائٹرس کا کام کر رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے
فریڈم فائٹرس کو بہت مدد ملتی ہے]۔

* * *

انڈومان کے گمنام شہداء

★ ڈاکٹر رویندر وامن رامداس

بہت ممکن ہے کہ اگر انڈومان، امریکہ، انگلینڈ۔ جرمنی یا روس میں ہوتا تو اسے ایک مقدس زیارت گاہ کا درجہ حاصل ہوتا اور زائرین کے لئے ہوائی سفر کا روزانہ انتظام کرنا پڑتا۔

ہندوستان میں کاشی جس طرح ایک اہم تیرتھ استھان ہے، جس کی یاترا کسی ہندو کے لئے کم از کم زندگی میں ایک بار ضروری ہے، اسی طرح ہر ہندوستانی پر لازم ہے کہ وہ انڈومان کی سیلولر جیل کی بھی زیارت کرے جسے ہندوستانی انقلابیوں نے اپنی قربانیوں سے ایک عقیدت گاہ بنا دیا ہے۔

انڈومان کے اس تاریخی مقام پر جانے کے لئے ہوائی اڈہ پورٹ بلیر پر اترنا پڑتا ہے۔ یہاں استقبالیہ کمرہ میں نیتاجی سبھاش چندر بوس کی پر شکوہ تصویر آویزاں ہے۔ جس میں ۲۹ دسمبر ۱۹۴۳ء کو اسی ہوائی اڈہ پر ہندوستانی مجاہدین آزادی سے سبھاش چندر بوس کو سلامی لیتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس ہوائی اڈہ کو جاپانیوں نے تعمیر کیا تھا۔ انگریزوں نے جزیرہ انڈومان و نکوبار فتح کرنے کے بعد جاپان کے وزیر اعظم جنرل توجو نے ۶ نومبر ۱۹۴۳ء کو یہ جزائر آزاد ہند حکومت کے سپرد کئے جانے کا اعلان کیا تھا۔ نیتاجی سبھاش چندر بوس نے یہاں گارڈ آف آنر پیش کیا تھا۔

اس جزیرہ کو انگریز بطور جیل استعمال کیا کرتے تھے، جہاں انگریزوں سے غداری کے جرم میں گرفتار سیاسی قیدیوں کو قید بامشقت کی سزا کاٹنے کے لئے رکھا جاتا تھا۔ جزیرہ انڈمان کے بارے میں ایک بار نیتاجی نے کہا تھا کہ "یہ جزیرہ جہاں ہمارے مجاہدین آزادی نے مشقت اور صعوبتیں برداشت کی ہیں آج آزادی حاصل کر رہا ہے اور جلد ہی پورا ملک بھی آزادی سے ہمکنار ہوگا۔"

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے سیاسی قیدیوں کو انڈومان بھیجنے کا فیصلہ ۱۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو کیا گیا۔ جب سیاسی قیدیوں کا جتھہ یہاں پہنچا تو یہاں کوئی جیل نہیں تھی۔ ۱۸۶۷ء میں وے پار جزیرہ میں چہار دیواری پر مشتمل ایک جیل بنائی گئی جس میں سیاسی قیدیوں کو پا بہ زنجیر رکھا جاتا تھا۔

۱۸۵۷ء کے باغی:

انڈومان میں کل ۲,۰۰۰ سے ۲,۵۰۰ باغیوں کو سزا دی گئی تھی۔ ان میں سے چند ہی کے نام یاد رہ گئے ہیں۔ مدھیہ پردیش میں منڈلیشور کے مقام پر انگریزوں کے خلاف بغاوت کے جرم میں بہادر سنگھ، دیوی، فتح، گلاب خاں، قیوم خاں اور شیراز الدین کو گرفتار کر کے انڈومان بھیجا گیا تھا۔ انڈومان میں سزا کے دوران جیل ہی میں فوت ہونے والے مجاہدین آزادی میں مولوی لیاقت علی الہ آبادی، مولوی سید علاؤالدین، ہماچل سنگھ، قرا سنگھ، لوٹے سنگھ، بھیمہ نائیک، اور گیا لال اس پٹیل

وہ قید خانہ جس میں دینسا وکر کو متعدد بار بند کیا گیا تھا۔

انڈومان کا سیلولر جیل'
جو ہندوستانی انقلابیوں کی قربانیوں اور
جدوجہدِ آزادی کے باعث
ایک 'تیرتھ استھان' بن چکا ہے۔

مل تھے۔ مدھیہ پردیش کی ماروانہ ریاست میں تیمائی کے مقام پر
دلی باڈلی کے چیف، بھیمہ نائیک نے اپنی جماعت کے ساتھ انگریزوں کے
ف سیناپتی تاتیہ ٹوپے کی حمایت میں جنگ کی تھی لیکن کیپٹن کے ٹنگ
ہاتھوں شکست کھائی اور ۱۸۶۱ء میں گرفتار ہوکر انڈمان بھیجے گئے۔
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ایک انقلابی مولانا محمد جعفر تھانیشوری
انڈمان میں ۲۰ سال قید کی سزا کاٹی۔ اپنے وطن واپس لوٹنے کے بعد آپنے
یبی میں اپنی سوانحیات لکھی ہے۔

بھیکا جی پنت گوکھلے

بھیکا جی پنت گوکھلے کے بارے میں معلومات امیرنا تھ کی آنجہانی شریمتی
لابائی راہلکر سے حاصل ہوئی۔ موصوفہ اپنے شوہر سنو منتا ہری راہلکر کے ساتھ
بنیجر کی حیثیت سے دمیکو میں کام کرتے تھے۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۴۳ء تک انڈمان
، مقیم تھیں۔ انڈمان میں راہلکر جاپانیوں کے ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔
یمتی راہلکر نے دو کتابیں "انڈمان" اور دوسری "ہمالیو دھاتل بلیدان"
ھی ہیں۔

بھیکا جی پنت گوکھلے کا تعلق سردار باپو گوکھلے خاندان سے ہے۔ بھیکا
گوکھلے دمیلا جی بائی راہلکر کے پردادا تھے۔ وہ شاہی ریاست نارگند میں اعلیٰ
ردار تھے۔ جب انگریزوں کی حکومت بمبئی نے نارگند کے حکمران، بابا صاحب
رگند کر کو اپنے تخت کا وارث چننے سے منع کیا تو بابا صاحب نے انگریز ریذیڈنٹ
نیسن پر حملہ کیا اور اس کا سر قلم کر دیا۔ لوگوں نے نیسن کے کٹے ہوئے سر کو ایک
بھالے کی نوک پر رکھ کر نارگند کے سارے علاقہ میں گشت کیا۔ بابا صاحب نارگندکر
آخر کار تورگال کے جنگلوں میں انگریز جنرل مالکوم کے ہاتھ لگے اور انھیں ۱۲
جون ۱۸۵۸ء کو پھانسی دیدی گئی۔

بابا صاحب نارگندکر نے اپنی ضعیف والدہ اور بیوی کا معاملہ بھیکا جی
پنت گوکھلے کے سپرد کیا تھا۔ ان دونوں خواتین نے سمجھا کہ اُن کی وجہ سے
بھیکا جی پنت بے وجہ مصیبتوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔ یہ بات ان کو ناگوار
گذری اور دونوں نے مل کر دریائے پربھا میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی۔

بھیکا جی پنت گوکھلے چھ مہینوں تک روپوش رہے۔ انہیں سولا پور میں گرفتار
کیا گیا۔ بھیکا جی کو ۱۴ سال کی قید با مشقت کی سزا ہوئی جسے اُن دنوں "کالا پانی
کی سزا" کہا جاتا تھا۔ انہیں انڈمان بھیجا گیا۔ انڈمان میں سزائے قید کی مدت
کی تکمیل سے صرف تین دن قبل بھیکا جی کا انتقال ہوا۔

رنگ راؤ پاگے تار بھیڈ کر

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے سربراہ نانا صاحب پیشوا کی بعض دستاویزات
رنگ راؤ پاگے کے پاس پائے گئے۔ پاگے نے نارپیڑ ضلع کیلاس کے حاکم راجہ
دیپ سنگھ کی مدد سے انگریزوں کے خلاف فوج اکٹھا کرنے کی کوشش کی تھی
ہمیں پاگے کے بیانات میں مندرجہ ذیل جملے ملتے ہیں۔ "دو کیلاس میں، میں نے طبیب

انڈومان کی
"سیلولر جیل"
کا داخلی دروازہ

کی حیثیت سے کام کیا اور لوگوں کا علاج کرنے لگا۔ تین دنوں کے بعد ایک ضعیف آدمی کی مدد سے میں وہاں کے حاکم سے ملا۔ اور انھیں نانا صاحب پیشوا کے دستاویزات دکھائے۔ انھوں نے نانا صاحب سے متعلق پوچھا۔ نانا صاحب کے بارے میں، میں جو کچھ جانتا تھا وہ انھیں بتا دیا۔ اور درخواست کی کہ وہ ان دستاویزات پر عمل کرتے ہوئے ضروری انتظامات کریں۔

رنگ ساؤ کے کیس کی تفتیش ہوئی۔ عدالت نے انھیں سزائے موت دی گورنر جنرل نے ان کی سزا میں تخفیف کی اور انھیں "کالا پانی" کی سزا کے لئے انڈمان بھیجا گیا۔

ناشک کے کلکٹر جیکسن کے قتل کے الزام میں اننت کنہرے کو پھانسی دی گئی۔ اس جرم میں کنہرے کے شریک داجی نارائن جوشی کو "کالا پانی" کی سزا دی گئی۔

ہندوستان کی آزادی کے بعد جزائر انڈمان و نکوبار مرکز کے زیر انتظام علاقے قرار دیئے گئے۔ سوتنتر ویر ساورکر نے انڈمان میں سزائے قید گزارتے ہوئے ملک کی دفاع میں اس جزیرے کی اہمیت کا اندازہ لگا لیا تھا۔ آزادی کے بعد حکومت ہند ملک کی دفاع کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر اعتبار سے ان جزائر کو ترقی دے رہی ہے۔ ساورکر نے اپنی رزمیہ کتاب میں لکھا ہے۔

"ہندوستان کے مشرق میں واقع جزائر انڈمان و نکوبار ہندوستان کا مشرقی سمندری دروازہ ہے۔ اگر ان جزائر پر ہندوستان کا تسلط نہیں ہوا، ان کے دفاع کا انتظام نہیں کیا گیا اور انہیں فوجی اعتبار سے ترقی نہیں دی گئی تو مشرق کے سمندری رستے سے کوئی بھی حملہ آور سیدھے کلکتہ تک پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ جزائر ہندوستان کی ملکیت میں رہیں۔ یہاں ہوائی اور بحری فوج کے مستقر قائم کئے جائیں اور اس کے تحفظ کے لئے ہندوستانی بحریہ کے دستے ہر دم چوکس رہیں تو مشرق کے کنارے سمندری راستے سے ہندوستان کے دفاع کیلئے ان جزائر کا بہترین مصرف کیا جا سکتا ہے۔"

مہاراشٹر میں جنگِ آزادی کا آتشیں خطّہ

* عبدالمجید سرور
ایڈیٹر "سلسبیل" مالیگاؤں ۳

ہندوستان پر غاصب اقتدار کے غلبہ و تسلّط اور اس کے خلاف حریت پسندوں اور سرفروشوں کی داستانیں، ملک کے گوشہ گوشہ اور قریہ قریہ میں پھیلی ہے۔ آج بھی بیشمار مجاہدین آزادی ملک کے طول و عرض میں بقید حیات ہیں۔ یہ وہ مجاہدین ہیں، جنہوں نے انگریزوں کو بوریہ سمیٹنے پر مجبور کر دیا۔ جن کے اقتدار میں سورج غروب ہی نہیں ہوتا تھا۔ ان مجاہدین کی قربانیوں نے برطانوی سامراج کو اس جگہ لاکر غرق کیا۔ جہاں پانی بہت کم تھا۔

آزادی کی یہ جد و جہد جن اذیت کوش راستوں سے گذری ہے۔ قید و بند اور جان مال کے ضیاع کی جو بے مثال قربانیاں اس تحریک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ دنیا کی آزادی کی تحریکوں کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ جدید نسل، جس نے آزادی کی فضاؤں میں اشوک چکر والے ترنگے جھنڈے کو لہراتے دیکھا ہے۔ وہ شدائد و مصائب کی سنگینی کا ادراک ہی نہیں کر سکتی۔ اس لئے گاہے گاہے اس قصہ کی تذکیر ہوتی رہنی چاہئے۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

بے مثال یکجہتی

یہ وہ جلیل القدر تحریک تھی جس میں ہندوستان کی تمام 'قوموں'، تمام برادریوں اور تمام ذاتوں نے بلا امتیاز کاندھے سے کاندھا ملاکر "انقلاب زندہ باد" کے نعرے لگائے۔ قید و بند اور سولیاں سبھوں کے حصے میں آئی ہیں۔ ملک کا ہر صوبہ انگریزوں کے لئے دہکتے ہوئے تانبے کی سرزمین بنتا جا رہا تھا۔

قومی راج

جیالے مجاہدِ حریت نانا پاٹل

مہاراشٹر کے جیالے مجاہدِ حریت نانا پاٹل کی پتری سرکار نے برطانوی راج کو ناکوں چنے چبوا دئے تھے اس طرح مہاراشٹر کا آزادی کی جد و جہد میں وافر حصہ رہا ہے۔ مہاراشٹر ایسے جیالوں کی سرزمین تھی، جن کے لبوں پر یہ شعر تھا ؎

ٹکراؤ کہ دیوارِ قفس ٹوٹ رہی ہے
کچھ کام ہی آجائے یہ آشفتہ سری بھی

اس دہکتے ہوئے "خطے" میں انگریزی سامراج مستقل نشانہ رہتا تھا۔ اس میں بھی ستارا اور ناشک ضلع کے علاقے بھی پریشان کن بن چکے تھے۔ سرکاری خزانے کو لوٹنا، پوسٹ آفسوں اور ریلوں پر بموں سے حملہ کرنا۔ یہاں کے جیالوں کا ادنیٰ کارنامہ تھا۔

کرم ویر بھاؤ صاحب ہیرے

نانا پاٹل کا تعلق ستارا سے تھا۔ جبکہ آنجہانی بھاؤ صاحب ہیرے، گووند راؤ دیش پانڈے، دادا صاحب پوتنس (ایڈیٹر گاؤںکری) ناشک میں تحریک کی قیادت کر رہے تھے۔ بھاؤ صاحب آنجہانی نے مالیگاؤں میں اپنی ستیہ گرہ اور دوسرے عدم تشدد کے طریقوں سے انگریزوں کے خلاف زبردست جذبات پیدا کر دیئے تھے۔ مالیگاؤں میں سید عباس علی، ہارون

۱۰ اگست ۱۹۸۱ء

انصاری، ہری بھاؤ لسنگے، مرلی دھر راؤ، آزاد انصاری اور علامہ عبدالمجید نعمانی، بھاؤ صاحب کی قیادت میں مسلسل قربانیاں دیتے جا رہے تھے۔

مومن برادری

ناسک کا اہم شہر مالیگاؤں ہے۔ یہاں مومن برادری کی اکثریت ہے۔ اپنی آزاد پیشگی اور فطری افتاد کی بناء پر یہ برادری کبھی بھی چڑھتے سورج کی پجاری نہیں رہی۔ یہ ستم رسیدہ برادری ۱۸۵۷ء کی تباہی سے پوری آشنا تھی۔ چنانچہ مہاتما گاندھی کی قیادت میں جب مالیگاؤں میں بھاؤ صاحب ہیرے نے آزادی کا گجر بجایا تو یہ برادری پروانہ دار اس کے گرد جمع ہوگئی۔

آل انڈیا مومن کانفرنس، انڈین نیشنل کانگریس کے کاندھے سے کاندھا ملا کر چل رہی تھی، یہی وجہ ہے کہ مالیگاؤں کی اکثریت قوم پرستوں کے ساتھ رہی۔ اور تحریک پاکستان کی شدید مخالف رہی۔ مرحوم عبدالقیوم انصاری، عاصم بہاری، شیخ ظہیرالدین ایڈوکیٹ آزاد انصاری، ماسٹر تاج الدین انصاری جیسے لائق افراد مومن برادری کی قیادت کر رہے تھے۔ یہ وہ مسلّمہ قیادت ہے، جس کی حب الوطنی اور انگریز دشمنی کے بارے میں دو رائے نہیں۔

۱۹۱۴ء میں برطانیہ، فرانس اور امریکہ کی حکومتیں، جرمنی اور اٹلی کے خلاف محاذ آرا ہوئیں۔ تو ترکی بھی جرمنی کی طرف سے میدان جنگ میں آگیا۔ مولانا محمد علی جوہر، ڈاکٹر انصاری، مولانا شوکت علی، مولانا ابوالکلام آزاد، شیخ الہند مولانا محمود الحسن وغیرہ نے برطانیہ کے خلاف "ہزنا" بول دیا۔ اور خلافت تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ بعد میں مہاتما گاندھی اس تحریک کے ہمراہ ہوگئے۔ اور واقعہ ہے کہ اس تحریک نے ملک میں برطانوی اقتدار کو کالی آندھیوں کی زد پر رکھ دیا۔

یہی وقت تھا جب مالیگاؤں کے محبّ وطن سرفروش، کفن باندھ کر میدان میں آگئے۔ اور مالیگاؤں نے انگریزی سامراج کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

انسدادِ مئے نوشی

جب مہاتما گاندھی نے انسداد مئے نوشی کی مہم چلائی تو جیالے اس سے وابستہ ہوگئے۔ شراب خانوں پر دھرنا۔ اور ہر طریقے سے شراب نوشی سے روکنا، ان مستوں کا شعار ہوگیا۔ مقامی قومی راج

انتظامیہ مسلسل دھمکی، چمکی کا راستہ اپنائے رہا۔ مگر ان کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔

ترکِ موالات

۱۹۲۰ء میں امرتسر اور ناگپور میں محمد علی جوہر، سی۔ آر۔ داس بیرسٹر ابھیانکر اور مسٹر جناح نے ترکِ موالات پر تاریخی بحث کی اور یہ تجویز منظور ہوگئی۔ عدم تعاون اور پھر سودیسی کی تحریک نے مالیگاؤں کو آتش جوالہ بنا دیا۔ یہاں تک کہ حریت کے متوالوں کی تگ و تاز سے مالیگاؤں میں انگریزی اقتدار کی بنیادیں ہل گئیں۔ ولایتی مال کی ہر چیز جلا دی گئی۔ سروں پر پہنی ہوئی ولایتی ٹوپیاں نذرِ آتش کر دی گئیں۔ ولایتی کپڑوں کی ہولیاں جلائی گئیں۔ اس طرح برٹش اقتدار مالیگاؤں میں بے دست و پا ہوگیا۔ انگریزی عدالتوں کا بائیکاٹ کر دیا گیا۔ قومی عدالت قائم کی گئی۔

خان عبدالغفار خان کی آمد

اس سلگتے اور بھڑکتے ہوئے شہر میں سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان کی آمد نے حریت پسندوں کے حوصلے بڑھا دیئے۔ تین دن تک مسلسل انگریزی اقتدار کا جنازہ اٹھتا رہا۔ بالآخر فوج طلب کی گئی جس نے مالیگاؤں میں درندگی، بہیمیت کا وہ کھیل کھیلا جس کے اظہار کا قلم میں یارا نہیں۔

اندھا دھند گرفتاریاں، عدالتوں اور منصفی کا ڈھونگ رچایا گیا۔ سلیمان شاہ، اسرائیل اللہ رکھو، شعبان منشی بدھو فریدن اور غفور کھیدی کو پھانسی کے پھندے سے لٹکا دیا گیا۔ اور ۱۲۰ سرفروشوں کو عمر قید سے لیکر تین برس قید بامشقت کی سزائیں دی گئیں۔ جوشِ انتقام یہیں تک نہیں رکا بلکہ اجتماعی جرمانہ عاید کر کے مومن برادری کو نان و زیست کی کشمکش میں مبتلا کر دیا گیا۔

مہاتما گاندھی کی آمد

اس عدالت اور منصفی کے کچھ دنوں بعد مہاتما گاندھی مالیگاؤں تشریف لائے۔ مالیگاؤں کے تاریخی قلعہ میں ان کا استقبال

یہ واقعات حکومت ہند کی شائع کردہ کتاب "ہواز ہو" سے لئے گئے ہیں۔

یا گیا۔ انہوں نے مالیگاؤں کی مومن برادری کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ اُن کے حوصلوں کی تعریف کی، اور کہا "مالیگاؤں میں مومن برادری کے دس ہزار فنکار آباد ہیں۔ اگر مومن برادری شدھ

کھادی تیار کرے تو غریب ملک کا بڑا کام ہو جائے۔ آپ کے انگوٹھوں میں وہ طاقت ہے۔ جو مانچسٹر کے کارخانوں کو بند کروا سکتی ہے۔"

جواہر لال نہرو کی آمد

جب یہ تحریک جمود کا شکار ہونے لگی تو پنڈت جواہر لال نہرو مالیگاؤں وارد ہوئے۔ اُسی تاریخی قلعہ میں پنڈت جی نے تقریر کرتے ہوئے کہا "ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ مایوسی حوصلوں کو پست کر دیتی ہے۔ مجھے یقین ہے ایک نہ ایک دن وطن ضرور آزاد ہوگا۔ اور آپ کی قربانیوں کی داستان تاریخِ آزادی کے صفحات میں سنہری حروف میں لکھی جائیگی۔ اس عرصے میں "ہندوستان چھوڑ دو" کی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ مہاراشٹر کے حریت پسندوں کے دل کی جوالا پھوٹ پڑی۔ مالیگاؤں کے سرفروش بھاؤ صاحب ہیرے کی قیادت میں نکل پڑے۔

اس عرصے میں مہاراشٹر کے مشہور گرنا پل کو بم سے اڑانے کی کوشش کی گئی۔ پوسٹ آفس پر بم پھینکا گیا۔ پانچ قندیل پر بھاؤ صاحب ہیرے کے ستیہ گرہ گروہ پر اندھا دھند گولیاں برسائی گئیں۔ متعدد بے گناہ زخمی ہوئے۔ جو آج بھی اپنی کٹی ہوئی ٹانگیں اور ہاتھ لئے ہوئے انگریزی استبداد کی کہانی سنا رہے ہیں۔

اس کے بعد ستیہ گرہ اور قانون شکنی کا سلسلہ چل پڑا۔

بالآخر — ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو رات کے بارہ بجے انگریزی سامراج کے بارہ بج گئے۔ مالیگاؤں اس پوری جد و جہد میں مہاراشٹر کا وہ آتشیں خطّہ ثابت ہوتا رہا جس نے انگریزی اقتدار کے ہر حربہ کو بے جگری سے شکست دی۔ آج ملک آزاد ہے۔ ہم آزادی کے ان متوالوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔

— ≡ ✲ ≡ —

شہیدوں کی یادگار کے لئے منتخب مقامات

ذیل میں اُن مقامات کے نام درج ہیں جہاں جنگِ آزادی کے شہیدوں کی یادگار قائم کی جائے گی۔

ضلع پونے

۱۔ پُونے، تعلقہ پُونے
۲۔ مہاڑونگے پڈ وڑ
تعلقہ امبے گاؤں
۳۔ راجگر و نگر
تعلقہ کھیڈ
۴۔ ترٹے گاؤں ڈھمڈ ھیرے
تعلقہ شیرور
۵۔ جیجوری تعلقہ پُرندھر
۶۔ بھیونڈی تعلقہ پُرندھر
۷۔ چنچوڈ تعلقہ حویلی

ضلع کولہاپور

۱۔ کولہاپور تعلقہ کرویر
۲۔ کاپشی تعلقہ کاگل
۳۔ چکمعلی تعلقہ کاگل
۴۔ مُرگُڈ تعلقہ کاگل
۵۔ کلناک واڑی
تعلقہ بھدر گڈھ
۶۔ بھیری تعلقہ ہتر کنگلے
[illegible]
۸۔ گارگوٹی
تعلقہ بھدر گڈھا

ضلع سانگلی

۱۔ مانگرول
تعلقہ شیراڑا
۲۔ واڑوا تعلقہ واڑوے
۳۔ بہری پور تعلقہ میرج
۴۔ مال گاؤں تعلقہ میرج
۵۔ کامری تعلقہ واڑوے
۶۔ اسلام پور تعلقہ واڑوے
۷۔ خانہ پور تعلقہ خانہ پور
۸۔ کاپوس کھیڈ
تعلقہ واڑوے
۹۔ آرڑے تعلقہ شیراڑا
۱۰۔ کھلاشی تعلقہ شیراڑا
۱۱۔ بلوس، تعلقہ تاس گاؤں
۱۲۔ یڈوڑ واڑی، تعلقہ واڑوے
۱۳۔ منڈور تعلقہ شیراڑا۔
۱۴۔ آشٹا تعلقہ واڑوے
۱۵۔ سانگلی تعلقہ سانگلی

ضلع ستارا

۱۔ وڈگاؤں (جیرام سوامی)
تعلقہ کھٹاؤ
۲۔ پُسے ساوڑی تعلقہ کھٹاؤ
۳۔ اُونچی تھانے
تعلقہ کھٹاؤ
۴۔ دوسرے تعلقہ کراڈ
۵۔ کراڈ تعلقہ کراڈ
۶۔ وائی تعلقہ وائی
۷۔ کنور تعلقہ وائی
۸۔ ستارا تعلقہ ستارا
۹۔ وڑوج تعلقہ کھٹاؤ
۱۰۔ وردھن گڈھ
تعلقہ کھٹاؤ
۱۱۔ راندولی تعلقہ کراڈ
۱۲۔ بام لولی عرف کدال
تعلقہ زاوڑی
۱۳۔ کورگاؤں تعلقہ کورگاؤں
۱۴۔ کڑمبی تعلقہ کھٹاؤ

شولاپور

۱۔ سولاپور تعلقہ سولاپور
۲۔ پنڈھرپور تعلقہ پنڈھرپور
۳۔ بارشی تعلقہ بارشی
۴۔ دھامن گاؤں تعلقہ بارشی

ضلع احمد نگر

۱۔ احمد نگر تعلقہ احمد نگر
۲۔ دُھماں واڑی تعلقہ اکولہ
۳۔ شیلاد تعلقہ اکولہ
۴۔ چنچپور راجادے
تعلقہ پاتھاردی

ضلع ناشک

۱۔ الیولے تعلقہ ایولے
۲۔ ناشک تعلقہ ناشک
۳۔ سنر تعلقہ سنر
۴۔ مالیگاؤں تعلقہ مالیگاؤں
۵۔ پیٹھ تعلقہ کلون
۶۔ چنکاپور تعلقہ کلون

ضلع دھولے

۱۔ نندربار تعلقہ نندربار

ضلع جلگاؤں

۱۔ اڑگاؤں
تعلقہ ایرنڈول
۲۔ پاچورا تعلقہ پاچورا

ضلع سندھو درگ

۱۔ آچرے تعلقہ مالون
۲۔ کرورڑ تعلقہ کنکولی
۳۔ مالون تعلقہ مالون

ضلع رائے گڑھ

۱۔ چرنیر تعلقہ اُرن
۲۔ مہاڑ تعلقہ مہاڑ
۳۔ شیلتوڑی تعلقہ مہاڑ
۴۔ شِردھون تعلقہ پنویل
۵۔ ماتھیران تعلقہ کرجت
۶۔ کوپرولی تعلقہ اُرن
۷۔ دیگوڑے تعلقہ اُرن
۸۔ پنویل تعلقہ پنویل
۹۔ ریودنڈا تعلقہ علی باغ
۱۰۔ کھوپٹے تعلقہ اُرن
۱۱۔ پان دیو تعلقہ اُرن
۱۲۔ موٹھی جوئی تعلقہ اُرن
۱۳۔ دھاکٹی جوئی تعلقہ اُرن
۱۴۔ نڈگا عرف بیرواڑی
تعلقہ مہاڑ
۱۰۔ پین تعلقہ پین
۱۶۔ مانی ولی تعلقہ کرجت

ضلع تھانے

۱۔ موکھاڈا تعلقہ موکھاڈا
۲۔ وسئی تعلقہ وسئی
۳۔ سات پائی تعلقہ پال گھر
۴۔ مربے تعلقہ پال گھر
۵۔ سالوڑ تعلقہ پال گھر
۶۔ پال گھر تعلقہ پال گھر
۷۔ چنچنی تعلقہ دہانو
۸۔ ناندگاؤں تعلقہ پال گھر

ضلع ناگپور

۱۔ ناگپور تعلقہ ناگپور
۲۔ کامٹی تعلقہ کامٹی
۳۔ بڑودہ تعلقہ کامٹی
۴۔ کم گاؤں تعلقہ ہنگن
۵۔ بیواڑ تعلقہ نرکھیڈ
۶۔ رام ٹیک تعلقہ رام ٹیک
۷۔ ساونیر تعلقہ ساونیر
۸۔ کیلوڈ
تعلقہ ساونیر
۹۔ نگردھن تعلقہ رام ٹیک
۱۰۔ کونڈاڑی تعلقہ کاٹوڑ
۱۱۔ کاٹول
تعلقہ کاٹول

ضلع چندرپور

۱۔ دیسائی گنج
تعلقہ آرموری
۲۔ چیمور تعلقہ چیمور
۳۔ برہم پوری
تعلقہ برہم پوری
۴۔ چندرپور
تعلقہ چندرپور
۵۔ بھدراوتی
تعلقہ بھدراوتی

ضلع بھنڈارہ

۱۔ بھنڈارہ تعلقہ بھنڈارہ
۲۔ موہاڑی تعلقہ موہاڑی
۳۔ کرہاڈی
تعلقہ گوندیا
۴۔ تمسر تعلقہ تمسر
۵۔ گوندیا
تعلقہ گورے گاؤں
۶۔ تیروڑا تعلقہ تیروڑا

ضلع وردھا

۱۔ وردھا تعلقہ وردھا
۲۔ سیواگرام
تعلقہ وردھا
۳۔ کھرکی تعلقہ آروی
۴ آشٹی تعلقہ آروی
۵۔ وڈالا تعلقہ آروی
۶۔ کھرانگنا۔ مورانگنا
تعلقہ آروی
۷۔ پیٹھ احمد پور
تعلقہ آروی
۸۔ نرساپور تعلقہ آروی

ضلع امراوتی

۱۔ امراوتی تعلقہ امراوتی
۲۔ چاندوری ریلوے
تعلقہ چاندوری ریلوے
۳۔ ساتے بچل
تعلقہ چاندوری ریلوے

۴۔ لونی تعلقہ ورُودڈ
۵۔ نالنوری
تعلقہ چاندور بازار
۶۔ بے لوڈا
تعلقہ ورودڈ
۷۔ انم گاؤں (بانآبادکاری)
تعلقہ ورودڈ
۸۔ یاولی تعلقہ امراوتی
۹۔ ورودڈ تعلقہ ورودڈ
۱۰۔ دیورا تعلقہ امراوتی

ضلع اکولہ

۱۔ اکولہ تعلقہ اکولہ

ضلع بلڈانہ

۱۔ بلڈانہ تعلقہ بلڈانہ
۲۔ ملکاپور تعلقہ ملکاپور

ضلع ایوت محل

۱۔ اُمری تعلقہ بابل گاؤں
۲۔ عمرکھیڈ
تعلقہ عمرکھیڈ

ضلع اورنگ باد

۱۔ فردالپور تعلقہ سوے گاؤں
۲۔ سرالا جزیرہ
تعلقہ ویجاپور
۳۔ جاتے گاؤں ٹیمبھی
تعلقہ ویجاپور
۴۔ ویجاپور تعلقہ ویجاپور
۵۔ لاٹ سونگی
تعلقہ اورنگ آباد
۶۔ جرڈی تعلقہ سوے گاؤں
۷۔ بورگاؤں تعلقہ سلوڈ

۸۔ پیٹھن تعلقہ پیٹھن

ضلع جالنہ

۱۔ ورودڈ بزرگ
تعلقہ جعفرآباد
۲۔ جالنہ تعلقہ جالنہ
۳۔ مانے گاؤں جاگیر
تعلقہ جالنہ
۴۔ پیمپل گاؤں کولتے
تعلقہ بھوکردھن
۵۔ دھالنورا
تعلقہ بھوکردھن

ضلع بیڑ

۱۔ پیمپل نیر تعلقہ پالوڈا
۲۔ بیڑ تعلقہ بیڑ
۳۔ دھاروَر تعلقہ کیج
۴۔ پالوڈا تعلقہ پالوڈا
۵۔ تھبرلا تعلقہ پالوڈا
۶۔ ناکل گاؤں تعلقہ گیورائی
۷۔ وادھیرا تعلقہ پالوڈا

ضلع ناندیڑ

۱۔ قندھار تعلقہ قندھار
۲۔ ٹیڈکی تعلقہ قندھار
۳۔ اردھاپور تعلقہ بلولی
۴۔ اُمری اِسٹیشن تعلقہ بھوکر
۵۔ مُکھیڈ تعلقہ مُکھیڈ
۶۔ ناندیڑ تعلقہ ناندیڑ
۷۔ دھرم آباد تعلقہ بلولی

۸۔ ڈورلی تعلقہ ہاتھ گاؤں
۹۔ پاٹ نور تعلقہ ناندیڑ
۱۰۔ رکنہی تعلقہ بھوکر
۱۱۔ بانے گاؤں تعلقہ دیگلور
۱۲۔ مدکھیڑ تعلقہ ناندیڑ
۱۳۔ ہات گاؤں تعلقہ ہات گاؤں
۱۴۔ نیودھا تعلقہ ناندیڑ
۱۵۔ اِسلام پور تعلقہ کنوٹ
۱۶۔ والکھنا تعلقہ ہات گاؤں

ضلع پربھنی

۱۔ آجے گاؤں تعلقہ ہنگولی
۲۔ پانگرا شیندے تعلقہ بسمت
۳۔ گنڈا تعلقہ بسمت
۴۔ چارٹھانہ تعلقہ جنتور
۵۔ اونڈھا ناگناتھ تعلقہ ہنگولی
۶۔ اکھاڑا بالاپور
تعلقہ کڑم نوری
۷۔ واکوڈی
تعلقہ کڑم نوری
۸۔ شیوالا
تعلقہ کڑم نوری
۹۔ ایٹرے گاؤں ٹکارام
تعلقہ کڑم نوری
۱۰۔ رامیشور تانڈا
تعلقہ کڑم نوری
۱۱۔ چکٹھل تھانہ
تعلقہ پاتھری
۱۲۔ جنتور تعلقہ جنتور

۱۳۔ شیلو تعلقہ پاتھری
۱۴۔ پاتھری تعلقہ پاتھری
۱۵۔ کلم نوری تعلقہ کلم نوری

ضلع عثمان آباد

۱۔ ایٹ تعلقہ بھوم
۲۔ اپ شنگا تعلقہ تلجاپور
۳۔ نل درگ تعلقہ تلجاپور
۴۔ اندور تعلقہ تلجاپور
۵۔ گور تعلقہ کڑمب
۶۔ دلیودھانورا تعلقہ کڑمب
۷۔ نلنگا تعلقہ نلنگا
۸۔ اوراد شاہجلنے
تعلقہ نلنگا
۹۔ اُمرگا تعلقہ اُمرگا۔
۱۰۔ تونڈچیر
تعلقہ اُدگیر
۱۱۔ تِنسکا تعلقہ اُدگیر
۱۲۔ کول کھیڈا
تعلقہ اُدگیر
۱۳۔ گھونشی تعلقہ اُدگیر
۱۴۔ اُدگیر تعلقہ اُدگیر
۱۵۔ کلاری تعلقہ اوسا
۱۶۔ لاتور تعلقہ لاتور
۱۷۔ گوبجوتھی تعلقہ اُمرگا
۱۸۔ آبیڑی تعلقہ عثمان آباد
۱۹۔ نانڈگاؤں تعلقہ تلجاپور
۲۰۔ ماچ تعلقہ اُمرگا۔
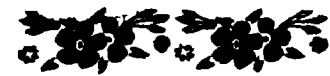
اِس فہرست میں یادگاروں کی تعمیر کے لئے ۳۱ رجولائی ۱۹۸۱ء تک منتخب کردہ مقامات کے نام درج ہیں۔

مہاراشٹر کی جدوجہدِ آزادی اور شہدائے وطن یادگار اسکیم

* رام جی پاٹل

شیواجی مہاراج نے مہاراشٹر کو قومی جذبۂ قومیت عطا کیا۔ لیکن اس کے باوجود انگریز یہاں قدم جمانے میں کامیاب ہو گئے۔ چالاک انگریز جو بمبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے صوبوں میں تجارت کی غرض سے داخل ہوئے ۱۹ ویں صدی کے آغاز میں اس بات کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے کہ مہاراشٹر میں شیواجی مہاراج اور پیشواؤں کے کشیدہ تعلقات سے انھیں بگڑی سیاسی صورت حال کے ذریعہ اپنے قدم جمانے کا اچھا موقع مل سکتا ہے۔

پیشواؤں اور انگریزوں کے مابین سنہ ۱۸۰۲ء میں بسین معاہدہ نے انگریزوں کے لئے مہاراشٹر میں راہیں ہموار کر دیں اور انھیں سیاسی انتشار اور چپقلش سے فائدہ اٹھانے کا موقع ہاتھ آیا۔ بسین معاہدہ کے نتیجہ میں سنہ ۱۸۰۲ء سے سنہ ۱۸۱۸ء کے درمیان مہاراشٹر میں بالکل ہی غیر یقینی سیاسی حالات کار فرما رہے۔ انعامدار، جاگیردار اور وطن داروں کی آپسی ناچاقیوں نے انگریزوں کو مہاراشٹر کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا موقع عطا کیا۔

مہاراشٹر میں انگریزوں سے خطرہ کا احساس سب سے پہلے ستارا کے چھتر پتی چتوڑ سنگھ، راجے بھوسلے کو ہوا۔ انھوں نے سنہ ۱۸۰۲ء سے سنہ ۱۸۱۵ء کے درمیان ۱۳-۱۴ سال تک مہاراشٹر کے کونے کونے میں جا کر لوگوں کو بیدار کرنا شروع کیا کہ مہاراشٹر کے جائز حکمراں چھتر پتی شیواجی مہاراج کی موجودگی میں پیشواؤں کو بسین معاہدہ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ لہٰذا معاہدہ ناجائز سمجھا جائے۔ اس کے علاوہ آپ نے لوگوں کو یہ بھی احساس دلانے کی کوشش کی کہ اگر وہ انگریزوں کے خلاف متحد نہیں ہوئے تو انگریز جلد ہی انھیں غلام بنا لیں گے لیکن ان کی ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ عوام بیدار نہ ہو سکے اور مفاد پرستوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ انگریزوں نے راجے چتوڑ سنگھ راجے بھوسلے کو گرفتار کر کے بمبئی کے ایک قلعے میں نظر بند کر دیا۔ چتوڑ سنگھ راجے بھوسلے نے قید میں ہی وفات پائی۔

انگریزوں نے اس پر بھی چین نہیں لیا۔ انھوں نے ان تمام لوگوں کو سخت اذیتیں دینا شروع کیں جنھوں نے چتوڑ سنگھ سے وفاداری کا دعوےٰ کیا۔ اس کام میں خود پیشواؤں نے انگریزوں کی مدد کی۔ اس زمانے میں بھیل، مانگ اور کوئی طبقات کے ۴۰ یا ۵۰ چھوٹے جاگیردار، سردار اور وطن دار تھے۔ انگریزوں نے چال چلی اور سرداروں اور جاگیرداروں کو ایک دوسرے کے خلاف مشتعل کرنا شروع کیا۔

اس وقت چھوٹے سردار اور جاگیردار چھترپتی کے ہی وفادار بنے رہے۔ انگریزوں نے چھترپتی اور پیشواؤں کے بیچ نفاق اور مخالفت کا خوب فائدہ اٹھایا اور ۱۸۱۸ء میں دونوں کو دھوکہ میں رکھ کر مہاراشٹر میں اپنے راج کی بنیاد ڈالی۔ چتور سنگھ کے بعد اگر کسی نے انگریزوں کی زبردست مخالفت کی اور انھیں مہاراشٹر سے ہٹانے کے لئے جنگ کا نعرہ لگایا تو وہ مہاراشٹر کے سب سے پہلے مجاہد اور شہید آزادی تھے جن کا نام تھا اماجی نائیک۔ انگریزوں کے ساتھ دس سال تک اماجی نائیک نے مہاراشٹر کی آزادی کیلئے جدوجہد کی اور عوام کو انگریزوں کے خلاف اُکساتے رہے۔

انگریزوں کے حوالے کردیا۔ انگریزوں نے خوش ہوکر راجہ کھورلو ۲ اشہرانعام میں دیئے جو علاقے ستارا کے چھترپتی پرتاپ سنگھ راجے سے چھینے گئے تھے اس طرح انگریزوں نے ایک تیر سے دو شکار کی پالیسی جاری رکھی اور راجاؤں اور نوابوں کو آپس میں لڑاتے رہے۔ اس طرح اس مدت میں انگریزوں کو سیاسی اور سماجی طور سے مہاراشٹر میں جمنے کا خوب موقعہ ملا۔

۱۸۹۹ء میں انگریزوں نے پرتاپ سنگھ مہاراج کو غداری کے الزام میں گرفتار کیا۔ پرتاپ سنگھ کی گرفتاری میں خود ان کے بھائی بھاؤ صاحب مہاراج نے انگریز کی مدد کی۔ بدلہ میں انگریزوں نے بھاؤ صاحب کو جاگیر عطا کی لیکن چند دنوں

انگریز اتنے چالاک تھے کہ وہ اپنے نام نہاد وفادار رجواڑوں اور نوابوں پر کڑی نظر رکھا کرتے تھے۔ جن کی وفاداری پر انھیں ذرا سا بھی شبہ ہوتا تھا، اسے بلا تامل راستہ سے ہٹا دیتے تھے۔ انھوں نے اپنے ساتھ وفاداری کی شرط بھی رکھی تھی۔ انگریزوں کی مخالفت کو غداری قرار دیا جاتا تھا لہذا اپنے انگریز آقاؤں کے سایہ میں محفوظ رہنے کے لئے جاگیرداروں اور وظیفہ داروں میں اکثر مقابلہ آرائی ہوا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جائداد کی حفاظت کیلئے خود اپنے لوگوں کے ساتھ قتل و غارت گری کا رویہ اپنانے سے نہیں چوکتے۔ اماجی نائیک بھی ایک ایسے ہی خودغرض نام نہاد کھور ریاست کے راجہ سچیو کی سازشوں کا شکار ہوئے۔

سچیو نے اماجی نائیک کو ستارا تعلقہ میں کھنڈالہ کے مقام پر گرفتار کرکے انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

کے اندر ہی واپس لے لی۔ جب چھترپتی پرتاپ سنگھ گرفتار کرکے ہتھکڑیاں پہنائی گئیں تو آپکے کئی وفادار سہہ نہ سکے۔ آپکے دیوان نے آپ کی یہ درگت دیکھ کر جان دے دی۔

چھترپتی پرتاپ سنگھ کے وفاداروں میں بھیل راموشی وغیرہ بھی تھے۔ انھوں نے انگریزوں کے خلاف ایک محاذ قائم کیا لیکن تعداد میں کم ہونے اور ان میں اتحاد نہ ہونے کے باعث آسانی سے انگریزوں کے قابو میں آ گئے۔ ۱۸۴۰ء سے ۱۸۵۰ء تک یہ چھوٹے رجواڑے مہاراشٹر کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔

پرتاپ سنگھ مہاراج کے ایک معتبر حامی رنگو باپو جی گپتے نے بھی چتوڑ سنگھ مہاراج کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مہاراشٹر بھر کا دورہ کیا اور لوگوں کو

انگریزوں کے خلاف بیدار کرتے رہے۔ ستارا اور مہاراشٹر کے دوسرے مقامات پر ۱۸۷۹ء میں ریاست کے شمالی حصوں میں ایک تحریک چلانے کی زبردست تیاریاں مکمل کر لی گئیں۔ لیکن بدقسمتی سے یہ بغاوت شروع ہونے سے پہلے ہی چھترپتی مہاراج کے وفادار ساتھیوں کی گرفتاریاں ہو گئیں۔ ان میں سے کئی ایک کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا اور چند ایک کو گولی مار دی گئی۔ تقریباً ۰ مجاہدینِ آزادی کو انڈمان میں عمر قید کی سزا بھگتنے کیلئے بھیجا گیا۔ ان میں سے کوئی بھی زندہ واپس نہیں لوٹا۔

کچھ ۵۰ یا ۶۰ مجاہدینِ آزادی نے خفیہ سرگرمیاں شروع کیں۔ رنگو باپو جی کے لڑکے، سیتا رام ان مجاہدینِ آزادی میں سے ایک تھے جو پکڑے گئے اور انھیں ستارا کے مقام پر گولی مار دی گئی۔ انگریزوں نے کئی مجاہدینِ آزادی کی تمام جائیدادوں کو ضبط کر لیا اور انھیں اپنے حامیوں میں تقسیم کر دیا۔ اس طرح انھوں نے وطن داروں کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کی۔

۱۸۵۷ء میں حالات میں زبردست تبدیلی آئی۔ ملک کی آزادی کیلئے مجاہدین آزادی حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار پوری طرح بیدار ہو چکے تھے۔ اب ان کے لئے ملک کی آزادی ہی سب سے زیادہ اہم تھی۔ انگریزوں نے ملک میں اپنا اقتدار اچھی طرح جما لیا تھا۔ لیکن ہندوستانی عوام بھی اب خاموش نہیں تھے۔

ملک کا تعلیم یافتہ طبقہ سماجی طور سے بیدار ہو چکا تھا اور اس طبقہ نے بھی آزادی کی جد و جہد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کیا نتیجہ میں وطن دار اور جاگیر دار پس پردہ چلے گئے اور ملک کی جد و جہد آزادی نے ایک نیا موڑ اختیار کیا۔

"آزادی کیلئے خفیہ طور پر جد و جہد کرنے والوں میں واسودیو بلونت پھڑکے نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دوران اپنے ساتھیوں نارائن جوگلیکر، ہری نائیک (رامو شی)، سدا شیو جوشی (کھیل) وغیرہ کے ساتھ ملک ستارا میں ایک مسلح بغاوت کی کوشش کی۔ ہری راموشی کو سولاپور کے قریب گرفتار کر لیا گیا اور مجاہدین آزادی کی حوصلہ شکنی کیلئے اسے چنچوری کے مقام پر سوماوتی کے دن عام پھانسی دی گئی اور پھانسی دینے کے بعد ۲۴ گھنٹے تک اسکی لاش درخت پر لٹکائی گئی۔ اس جرم میں ان کے شریک سدا شیو جوشی کو ۱۸۸۱ء میں گرفتار کر لیا گیا اور انڈمان کے جیل میں کالا پانی کی سزا بھگتنے کے لئے بھیجا گیا۔ انڈمان میں سزائے قید کی مدت پوری کر کے وہ ۱۹۱۰ء کو ہندوستان لوٹے۔ سدا شیو جوشی پہلے مجاہد آزادی ہیں جو کالا پانی کی سزا کاٹ کر زندہ اپنے وطن لوٹے۔

انیسویں صدی کے اواخر میں متوسط خاندان کے نوجوانوں میں حکومت کے خلاف بے اطمینانی پھیلنے لگی۔ "ابھینو بھارت سنستھا" غدر پارٹی، اور دیگر انقلابی تنظیموں کی تشکیل ہوئی۔ نوجوان بم اور پستول کی بات کرنے لگے۔ اس دوران ستارا کے پھیڑے گرو جی، بیرسٹر ساورکر اور سیناپتی باپٹ نے نوجوانوں کی رہنمائی کی۔ چاپیکر برادران نے انگریز افسر پر مہلک ہتھیاروں سے حملہ کیا اور انھیں پھانسی دی گئی۔ ناشک میں کنہرے اور دیگر نوجوانوں نے بھی اسی طرح دلیری کا مظاہرہ کیا۔

اسی عرصہ میں لوک مانیہ، ان کا اخبار "کیسری" اور انڈین نیشنل کانگریس تحریکِ آزادی کی جڑیں مضبوط کرنے اور عوام میں سیاسی و سماجی بیداری پیدا کرنے میں مصروف تھے۔ نتیجتاً ہماری تحریکِ آزادی عوامی تحریک بن گئی لوک مانیہ تلک عوام کو ہمیشہ چھترپتی شیواجی مہاراج کے نظریہ "سوراج" کی یاد دلاتے تھے اور سوراج کے قیام کے لئے انھیں متحد ہونے کی ترغیب دیتے تھے۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران انگریزوں نے بے شمار نوجوانوں کو گرفتار کیا اور بعضوں کو تو پھانسی بھی دی گئی۔ پہلی جنگِ عظیم کے خاتمے کے بعد ۱۹۲۰ء میں لوک مانیہ تلک کی وفات سے ہماری تحریکِ آزادی کا ایک دور ختم ہوا۔ دوسرا دور مہاتما گاندھی کی رہنمائی کے ساتھ شروع ہوا اور عوام عدمِ تشدد کے اصول پر کاربند ہوئے۔

ہماری قومی زندگی میں مہاتما گاندھی ایک نمایاں حیثیت کے مالک ہیں ہر سیاسی مکتبِ فکر کے پیرو بلا کسی تردد کے گاندھی جی کو رہنما تسلیم کرتے تھے۔ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی ہر دلعزیزی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ نیتاجی سبھاش چندر بوس کی آزاد فوج کے جو دو ڈیویژن تھے انہیں مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کا نام دیا گیا تھا۔

مہاتما گاندھی کی تحریک آزادی میں عوام نے بڑے پیمانے پر شرکت کر لی اور ہر قربانی دینے کا وعدہ کیا۔ بے شمار نوجوانوں نے اپنی تعلیم کو ادھورا چھوڑ کر اس میں شرکت کی۔ اَن گنت لوگوں نے سرکاری نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔ اِن حالات میں متعلقہ افراد کے خاندانوں نے جو صعوبتیں برداشت کی ہوں گی ان کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔ ایک ضرورت اس بات کی ہے کہ عام لوگوں کی اِن قربانیوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی سماجی حیثیت، کو مضبوط کیا جائے۔ لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے وطن کی آزادی کے لئے اپنی جائدادیں وجانیں قربان کرنے والوں کی یاد کو زندہ وجاوید بنانے کے لئے "یادگارِ شہیدان اسکیم" جاری کی ہے۔ وزیراعلیٰ شری اے، آر انتولے نے اس سلسلے میں پہل کی — ۹ر اگست کو یوم انقلاب کے موقعہ پر ریاست بھر کے اُن ۴۰۴ منتخبہ مقامات پر بھومی پوجا کی رسم ادا کی گئی۔ جہاں اس سال کے دوران شہیدان کی یادگاریں تعمیر کی جائیں گی۔ ۹ر اگست کا دن خصوصی طور پر چنا گیا ہے کیونکہ یہ دن ہماری جنگِ آزادی کے آخری دور کا قومی دن ہے۔

یادگار شہیدان کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ان راجی ناٹیک جنھوں نے ۱۸۳۱ء میں پہلی مرتبہ ہندوستان میں انگریز حکومت کی سرعام مخالفت کی اور اپنی جان قربان کر دی انہیں ہماری جنگِ آزادی کا پہلا شہید تصور کیا جائے اور ریاست کے مختلف مقامات پر ان محبانِ وطن کی یادگاریں قائم کی جائیں جنھوں نے ۱۸۳۱ء کے بعد آزادیٔ وطن کی خاطر اپنی جان قربان کر دی چونکہ حیدرآباد اور گوا کی جنگِ آزادی ہماری تحریکِ آزادی کا اٹوٹ حصہ ہے۔ لہٰذا کمیٹی نے حیدرآباد اور گوا کے شہیدوں کو بھی اس اسکیم میں شامل کیا ہے۔ ریاست کے شہیدوں کا ذکر کرتے وقت نیتاجی سبھاش چندر بوس کی آزاد ہند فوج کے مراٹھا سپاہیوں کو کیوں کر بھلایا جا سکتا ہے جنھوں نے مادرِ وطن کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے باقاعدہ جنگ کی اور شہید ہوئے۔ مذکورہ اسکیم اِن شہیدوں کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ ہماری جنگِ آزادی مختلف طریقوں سے اور مختلف ہتھیاروں کو استعمال کرتے ہوئے لڑی گئی لیکن مجاہدِ آزادی کا مقصد ایک تھا اور وہ

مجاہدینِ آزادی کے لئے

ہندوستان کی آزادی کے لئے مجاہدینِ آزادی کی قربانیاں ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان میں سے کئی ایک نے دیس پر اپنی جانیں نثار کیں، کئی جیل میں بند رہے اور کئی ایک انتہائی ظلم وستم کی صعوبتوں سے گذرے۔ بیشک ان مجاہدینِ آزادی کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ وہ مجاہدِ آزادی جو آج حیات ہیں اور وہ جو شہید ہو گئے ہیں، ان کے عزیز و اقارب کو ہماری مدد کی ضرورت ہے۔ حکومت مختلف اسکیمات کے ذریعہ ان مجاہدینِ آزادی اور ان کے رشتہ داروں کی مدد کرتی رہتی ہے، جس میں مالی امداد، زراعتی زمین کا عطیہ، تعلیمی، طبّی اور روزگار میں ترجیح کی سہولیات وغیرہ شامل ہیں۔

پنشن :

الف) ۱۰۰ روپے ماہانہ۔ خصوصی معاملات میں رقم بڑھائی جاتی ہے۔

ب) خاندانی مشاہرہ ۱۰۰ روپے ماہانہ۔ مجاہدینِ آزادی کی بیوہ یا بیواؤں کے لئے (اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ۱۰۰ روپیہ مساوی تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب وزیرِ اعلیٰ کے اعلان کے مطابق یہ رقم بڑھاکر ۱۵۰ کر دی گئی ہے)۔

ج) خفیہ جدوجہدِ آزادی کے مجاہدین جو اگر دستاویزی ثبوت پیش کر سکیں (مثلاً گرفتاری کا وارنٹ، مجسٹریٹ کے حکمنامے کی نقل یا متعلقہ خبر کا اخباری تراشہ) تو انھیں بھی ۱۰۰ روپے ماہانہ مشاہرہ دیا جاتا ہے اور جو یہ ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہیں انھیں مالی امداد دی جاتی ہے۔

د) مالی امداد (غیر مستقل)۔ ۸۵۰ روپے سے لے کر ۱۰۰۰ روپے کے درمیان اُن مجاہدینِ آزادی کو دی جاتی ہے جنھوں نے مختلف مدّت کے لئے جیل کی سزا کاٹی ہو۔ پولس فائرنگ میں زخمی ہونے والے مجاہدینِ آزادی کو ۵۰۰ روپے کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ شہید مجاہدِ آزادی کے قریبی رشتہ دار کو ۱۰۰۰ روپے کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ یہ امداد صرف ایک بار ہی دی جاتی ہے۔

جیل کی سزا یافتہ مُدّت :

سزائے قید کی مدّت کم از کم چار مہینے ہونی چاہیئے۔ لیکن درخواست گذار مجاہدِ آزادی کی جسمانی کمزوریوں کے پیشِ نظر مثلاً نابینا فرد جسمانی طور سے معذور، بیحد ضعیف ہو تو، سزائے قید کی مدت محض از راہِ ہمدردی، گھٹا کر ایک مہینہ بھی کر دی جاتی ہے۔

خفیہ جدوجہدِ آزادی کے مجاہدین اگر مذکورہ بالا حقائق سے متعلق دستاویزی ثبوت پیش کریں تو انھیں بھی ۱۰۰ روپے ماہانہ مشاہرہ دیا جاتا ہے۔

تھا مادرِ وطن کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانا۔ لہٰذا ہم شہیدوں کے درمیان فرق نہیں کر سکتے اس لئے اس اسکیم میں تمام شہیدوں کو شامل کیا گیا ہے۔

تمام شہیدانِ آزادی اور ان کے مقامات کی فہرست تیار کرنا بلاشبہ بڑی عرق ریزی کا کام تھا کیونکہ ان واقعات کو گذرے ہوئے ایک طویل عرصہ بیت چکا ہے اور اُن کی تفصیلات دھیرے دھیرے مٹتی جا رہی ہیں سب سے اہم یہ کہ ان شہیدوں کی قربانی بے غرض تھی۔ یہ صرف جذبۂ حب الوطنی تھا کہ انھوں نے قربانی دی تھی اُنھیں کسی قسم کی شہرت اور نمود کی خواہش ذرّہ برابر بھی نہیں تھی اور نہ ہی وہ جانتے تھے کہ ان کی بعد کی نسل اُن کی یاد کو امر بنانے کے لئے ان کی شان میں یادگاریں قائم کرے گی۔

لہٰذا مذکورہ کمیٹی کو شہیدوں کے واقف کاروں کی یادداشت، اُن کے ساتھیوں کی فراہم کردہ معلومات اور عوام کی رائے پر تکیہ کرنا پڑا۔ اس وقت کی حکومت کے فائیلوں میں مجاہدینِ آزادی سے متعلق قصداً غلط بیانی سے کام لیا جاتا تھا اور بعض معاملات میں وہ خود اپنی سلامتی کے لئے نامکمل معلومات دیتے تھے۔ علاوہ ازیں اس وقت کے رہنماؤں کے ذہن میں کبھی فوری طور پر شہیدوں کی فہرست تیار کرنے کا خیال نہیں آیا۔

شہیدانِ آزادی کی فہرست کو، معروف مجاہدینِ آزادی متعلقہ علاقہ کے ذمہ دار شہریوں اور اعلیٰ افسران سے مشورہ کرنے کے بعد آخری صورت دی گئی۔ اِن دشواریوں اور مجبوریوں کے پیشِ نظر کمیٹی یہ دعویٰ

سرکاری رعائتیں

اسی طرح وہ مجاہدینِ آزادی بھی جو کم از کم چار مہینے نظر بند کئے گئے تھے، مشاہرہ کے مستحق ہیں۔

آمدنی کی حد:

مجاہدینِ آزادی کی سالانہ آمدنی تمام ذرائع سے ۱۰۸۰۰ روپے سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ خصوصی معاملات میں یہ حد بڑھا کر دو ہزار روپے سالانہ مقرر کی گئی ہے۔

سنمان پترا:

مجاہدینِ آزادی کو ان کی خدمات کے صلے میں ایک سند "سنمان پترا" پیش کی جاتی ہے۔ یہ اعزاز ان مجاہدینِ آزادی کو جنھوں نے کم از کم ایک مہینہ سزائے قید کاٹی ہو یا ۱۰۰ روپے یا اس سے زائد جرمانے کی سزا پائی ہو یا دورانِ تحریک یا دورانِ قید ہلاک ہوئے ہوں، فائر نگ یا لاٹھی چارج کے نتیجے میں مستقل طور پر معذور ہو گئے ہوں یا آزادئ ہند کی قومی تحریکوں میں حصہ لینے کے جرم میں جن کی ملازمت، ذریعۂ معاش، پوری یا جزوی جائداد چھین لی گئی ہو، دیا جاتا ہے۔ خفیہ جدوجہدِ آزادی کے مجاہد کو بھی 'سنمان پترا' دیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ تعزیراتِ ہند کے تحت مجرم قرار دیا گیا ہو (۲)، تعزیرات ہند کے تحت اس کے خلاف پابندی یا جائداد کی ضبطی کا حکم عائد کیا گیا ہو (۳) مجرمانہ کارروائی کے سلسلہ میں اسے مفرور رکھا گیا ہو (۴)، پولس یا مجسٹریٹ کی رپورٹ میں مفرور درج ہو (۵) خفیہ جدوجہدِ آزادی سے متعلق تحریری ثبوت مہیا ہو (۶) خفیہ سرگرمی یا خفیہ جدوجہدِ آزادی سے قبل یا بعد میں حکومت اور عوام میں بحیثیت سیاستداں یا سماجی خدمت گار معروف ہو۔ اس طور سے مستحق 'سنمان پترا' یافتہ مجاہدینِ آزادی کو صرف تعلیمی رعایت دی جاتی ہے جب کہ نمبر شمار (۱) سے (۶) تک کی شرطوں کو پورا کرنے والے مجاہدینِ آزادی کو مالی امداد اور حکومت کی اعلان کردہ دیگر رعائتیں بھی دی جاتی ہیں۔

نوٹ: 'سنمان پترا' ایک کاغذی سند کی شکل میں دیا جاتا ہے جبکہ نمبر شمار (۶) کے تحت آنے والے خفیہ جدوجہدِ آزادی کے مجاہدین کو خصوصی 'سنمان پترا' دیا جاتا ہے۔ مختلف زمرے کے مستحق مجاہدینِ آزادی کو 'سنمان پترا' دینے کا اختیار ریاستی حکومت کی جانب سے کلکٹران کو دیا گیا ہے اور مشتبہ معاملات میں حکومت کے فیصلہ کے لئے حکومت کو یہ معاملہ سونپا جاتا ہے۔

**

نہیں کرسکتی کہ تیار کردہ فہرست بالکل صحیح ہے۔

۹ راگست کو بھومی پوجا کے ساتھ اس عظیم کام کا آغاز ہوا اور غیر معروف شہیدانِ آزادی میں ہماری دلچسپی میں اضافہ ہوا اور ہم یہ تلاش کریں گے کہ کہیں کچھ اور غیر معروف شہید باقی تو نہیں رہ گئے۔ لہذا کمیٹی کی تیار کردہ فہرست کے مطابق اسکیم کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانا بے حد ضروری ہے۔ اس اقدام سے عوام میں "شہیدوں کی یاد" جیسے اہم موضوع پر بحث ہوگی اور یہ بحث غیر معروف شہیدوں کو تلاش کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔ آج جو فہرست مرتب کی گئی ہے وہ اس سلسلے کی پہلی فہرست ہے دوسری فہرست میں کمیٹی غیر معروف شہیدوں کو بھی شامل کریگی

وزیر اعلیٰ شری اے، آر انتولے نے گذشتہ سال ڈرومج میں پہلے طور پر عوام کے سامنے شہیدوں کی یادگاریں قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی اور آج اس پر پوری طرح عمل کیا جا رہا ہے۔ یہ یادگاریں آزادئ وطن کی خاطر شہید ہونے والوں کے تئیں ہمارے احترام کا شعوری اظہار ہیں اور یہ ہمیں یاد دلاتے رہیں گے کہ ہم جو آزاد ہوا میں سانس لے رہے ہیں۔ یہ ان کی قربانی کی دین ہے۔ نیز یہ ہمیں ملک کو جنت نشاں بنانے کی ترغیب دیتے رہیں گے۔

***

جنگِ آزادی میں

آر۔ کے۔ بسوتر

دناگیری مہاراج
(مراٹھواڑہ)

کسن بھاؤجی نیکے
(مراٹھواڑہ)

گوداوری بائی نیکے
(مراٹھواڑہ)

لکشمن گنیش جوشی
(ستارا۔ ڈویژن)

باپوراؤ کوکاٹے
(سانگلی)

وشنو پرشوتم لیلے
(ستارا۔ ڈویژن)

بندو نارائن کلکرنی
(کولہاپور)

واسودیو ہری چپیکر
(پونے۔ ڈویژن)

شیورام ہری راج گرو
(پونے۔ ڈویژن)

موتی رام سکھارام
(بیچ گھرے۔ ناگپور)

رنگو باپوجی گپتے
(ناگپور)

ہمارے جانباز مجاہدین

جناردن ماما
(جالنہ)

منشی لال چنی لال
(جھنوار - جلگاؤں)

سریش کمار
(دھولے)

رتی لال واتی
(دھولے)

پانڈورنگ پوار
(ناگپور)

شنکر مہالے
(ناگپور)

کمل واسنک
(ناگپور)

شیش راؤ مدھولکر
(ناگپور)

وشنو گنیش پنگلے
(پونے - ڈویژن)

اننت لکشمن کنہارے
(پونے - ڈویژن)

بابو گینو
(پونے - ڈویژن)

دامودر ہری چپیکر
(پونے - ڈویژن)

جنگِ آزادی اور بمبئی

* ڈاکٹر محمد یٰسین قدوسی
نیا بازار، کامٹی
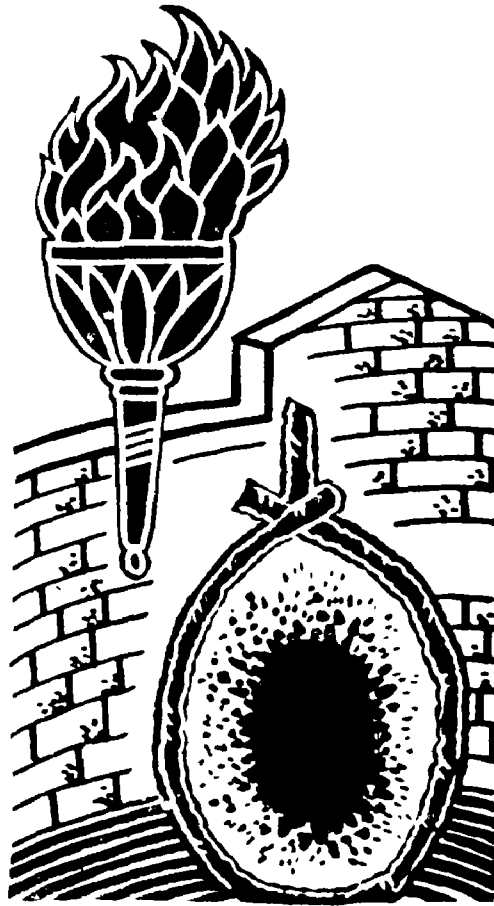
۱۸۵۷ء میں ہمارے ملک کے عوام نے پہلی جنگِ آزادی لڑی، اس وقت اس میں کامیابی نہیں ملی، اور ملک ایک طویل عرصہ تک انگریزوں کا غلام بنا رہا مگر جدوجہد کا سلسلہ جاری رہا، اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمارا ملک آزادی سے ہمکنار ہوا۔

۱۸۵۷ء میں دہلی، کانپور، پٹنہ، جھانسی، رہتک، ناگپور اور کامٹی میں انگریزوں کے خلاف عمل پیرا ہونے کے منصوبے بنے، بعض علاقوں میں پروگرام کے مطابق عمل بھی شروع ہوگیا اور بعض شہروں میں آپسی صلاح و مشورہ ہوتا رہا۔ اسی دوران بمبئی میں بھی جو منصوبہ تیار ہوا وہ جدوجہد آزادی کا ایک باب بن گیا۔ اس منصوبے کو گورنمنٹ ریکارڈ میں 'بمبئی پلاٹ' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

اس پلاٹ کے مطابق اکتوبر ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف کارروائی شروع ہوئی، مگر ماہ ستمبر ہی میں اس کی خبر حکام تک پہنچ گئی اور انھوں نے جوابی تیاری شروع کردی۔

حالات اور واقعات :

بمبئی میں مقیم رجمنٹ نمبر۱۰ اور ۱۱ کے علاوہ میرین بٹالین میں آزادی کے لئے سانس شروع ہوچکی تھی۔ ملک کے مختلف شہروں میں انگریزوں کے خلاف کارروائی سے ان میں ہمت اور جوش کارفرما تھا۔ لیکن اندرونی واقعات کی جانکاری ایک جمعدار نے کیپٹن بیک کو دیتے ہوئے بتایا کہ دونایک درجہ کے فوجی کسی سازش میں ملوث ہیں اور حکومت کے خلاف کارروائی کا منصوبہ تیار کیا جارہا ہے۔ یہ اطلاع معمولی تھی لیکن حکام نے حالات پر نظر رکھی، اور مستقبل میں کیا کچھ ہوسکتا ہے اس کی جانکاری کی فکر میں لگ گئے۔

۶ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو کیپٹن بارو اور ڈپٹی کمشنر پولس مسٹر فارجیٹ نے بھیس بدلا اور ایک مقام کی طرف چل پڑے۔ اس مقام پر پہنچکر اس کا تفصیلی جائزہ لیا کیونکہ ان کی اطلاع کے مطابق یہی وہ جگہ تھی جو حکومت کے خلاف سازش کا مرکز تھی۔ ایک مکان تھا جہاں خفیہ میٹنگ ہوتی تھی۔ اس میں متعلقہ رجمنٹ کے فوجی بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ مسٹر بارو نے مکان کی ایک دیوار میں سوراخ کرنے میں کامیابی حاصل کی اور اس میں شیشہ نصب کردیا۔ انھوں نے دیکھا کہ اندر میٹنگ جاری تھی جس میں سپاہی منگل، میرین بٹالین کا ڈرل حوالدار بھی موجود تھا۔ ان کے علاوہ دوسرے غیر فوجی اشخاص بھی شامل تھے۔ ان کی آپسی گفتگو دھیمی آواز سے ہورہی تھی لیکن بعد میں ان کی آواز تیز ہوگئی اور یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کا رابطہ اجمیر کے فوجیوں سے قائم ہے اور خط وکتابت جاری ہے۔ ان کے پلان کے مطابق محرم کی دس تاریخ کو کارروائی کا دن مقرر تھا۔

۸ اکتوبر کو دوسری مستند اطلاع ملی جس کے مطابق ۱۸ اکتوبر کو یعنی دیوالی کی رات میں "جشنِ دیوالی" ہوگا چنانچہ متعلقہ رجمنٹوں پر نگرانی سخت کردی گئی کیونکہ یہ بات پوری طرح معلوم ہوگئی کہ تمام

بہ ریپن بات ندوں کو لوٹ مار کرنے کے بعد قتل کر دیا جائے گا اور بمبئی سے ان کا پوری طرح صفایا کیا جائے گا اور کارروائی کا آغاز کرتے ہی بہادر شاہ ظفر کو اپنا قومی لیڈر مان لیا جائے گا۔

حکام نے مقابلہ کی صورت نکالی۔ ۱۲ر اکتوبر کی شام کو کمانڈنگ بیرسن بمبئی کے حکم کے فوراً بعد رجمنٹ نمبر ۱۱ کے گلگار دھوبی اور معدار شیخ رحمان اور میرین بٹالین کے ڈرل حوالدار سید حسین اور منگل کو گرفتار کر لیا گیا اور قلعہ جارج بھیج دیا گیا۔

مقدمہ اور پھانسی کے بجائے توپ سے اُڑانے کا حکم :

۱۳ر اکتوبر ۱۸۵۷ء کو سید حسین اور گلگار دھوبی پر مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی، فیصلہ سُناتے ہوئے یہ حکم دیا گیا کہ ۱۵ر اکتوبر کو انھیں توپ سے اُڑا دیا جائے۔ شیخ رحمان پر جُرم ثابت نہ ہونے پر رہائی کا حکم دیا گیا اور ایک ملزم صوبہ سنگھ کو سزائے عمر قید دی گئی۔

مسٹر ڈی۔ وی۔ واچہ، جنھوں نے بعد میں خود جنگِ آزادی میں حصّہ لیا، اس وقت اسکول میں پڑھتے تھے سزا دیئے جانے کا دِلسوز منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دوپہر بعد ہم اپنے الفنسٹن اسکول سے باہر نکلے تو ہم نے دیکھا کہ سامنے میدان میں بہت بڑی بھیڑ جمع تھی فوجیوں کی تعداد بھی زیادہ تھی۔ اس غیر متوقع مجمع کو دیکھ کر ہم نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دو "غداروں" کو جو زنجیر میں بندھے ہوئے تھے ابھی توپ سے اُڑایا جائے گا۔ ہم لمبی لمبی سانس لیتے ہوئے ان لوگوں کے قریب ہونے کی کوشش میں آگے بڑھے، جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے توپ کا رُخ اسپلینیڈ روڈ کی طرف تھا۔ ہم راستہ صاف کرتے ہوئے ان دونوں فوجیوں کے قریب پہنچ گئے۔

عوام دم بخود تھے اور ہر طرف خوف کا ماحول تھا۔ ہماری نبض اور تیز ہوگئی، حکم ملا اور توپ داغ دی گئی۔ عوام نے ان دونوں فوجیوں کو ہوا میں اُڑتے ہوئے دیکھا۔ ان کے جلے بھُنے گوشت کی ناگوار مہک ہماری ناک تک آ پہنچی اور اس طرح یہ دل سوز ڈرامہ ختم ہوا۔

اس قسم کی بھیانک سزائیں املاک اور جاگیروں کی ضبطی سے وقتی طور پر انگریزوں نے کامیابی حاصل کر لی لیکن وہ جدوجہدِ آزادی کو ہمیشہ کے لئے روک نہیں سکتے تھے۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے جنگ جاری رہی، تحریک نیا رنگ، نیا روپ اختیار کرتی رہی، ہندو مسلم اور دوسرے مذاہب کے لوگ ہمارے قومی لیڈروں کی آواز پر آگے بڑھتے رہے اور ہم ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو آزاد ہو کر رہے آزادی کے اس جشن پر ہم ان لاکھوں کروڑوں مجاہدینِ آزادی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں جن کی مصیبتوں، قربانیوں اور کارناموں سے ہمیں آزادی اور اس کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق ملی۔

شہید بھگت سنگھ ایک مشعل

* پریت پال کور

تلخیص: ایس۔ایم۔سلیم
خلافت ہاؤس، ۱۷۵-اے،
موتی شاہ روڈ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۲۷
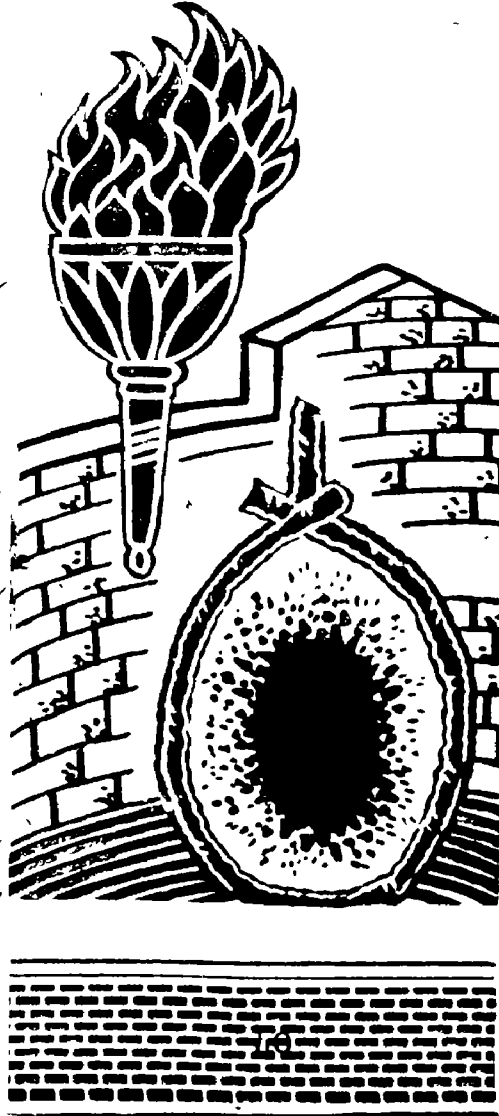
۲۳ رمارچ ۱۹۳۱ء کو رات پونے آٹھ بجے
، دلیش بھگتوں کو پھانسی کے پھندے پر لٹکا دیا
۔ ان تینوں ویر دلوں نے ہنستے ہنستے پھانسی کے پھندے
ؤما اور انقلاب زندہ باد کی گونج کے درمیان
ن کے لئے اپنی جانِ عزیز کو قربان کر دیا۔
جیل کے قاعدوں کے مطابق پھانسی کا وقت
نتِ سحر ہوتا ہے۔ لیکن ان تینوں محبّ وطن
بجے کو رات کے اندھیرے میں ہی پھانسی پر لٹکا دیا
۔ ان کے قریبی رشتہ داروں، عزیزوں، دوستوں
، آخری ملاقات بھی نہ ہونے دی گئی۔ ان کے مردہ
موں کو بھی راتوں رات لاہور سے تقریباً ۴۰ میل
، فاصلے پر جلا دیا گیا اور ان کی خاک بھی ندی کی تیز رو
روں میں بہا دی گئی۔ اور اس طرح ان کا نام و نشان
انے کی پوری کوشش کی گئی۔

یہ محبانِ وطن تھے سکھدیو، راجگرو، اور بھگت
نگھ، بھارت ماں کے لال۔ اور آزادی کے پجاری۔
ں کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کیلئے تڑپ
ے تھے اور تہیّہ کئے بیٹھے تھے کہ کسی بھی قیمت پر
ھرتی ماں کو غلامی سے آزاد کرائیں گے۔ لیکن دینے
لیئے سوائے جان کے ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔
ح خود کو انہوں نے سپرد کر ہی دیا آزادی کی امید میں
ارت کے روشن مستقبل کے اجالے کے لئے۔

انگریز حکمراں انھیں ختم کرنے کی تو ٹھان ہی چکے تھے
ونکہ ان کے کامیاب ہوتے ہی ان کا اقتدار لرز اٹھا
ھا۔ اپنی راج گدّی نہ چھن جائے۔ اسلئے دھرتی ماں کے
توں کی زندگی چھین لی انھوں نے۔ لیکن شاید وہ
جانتے نہیں تھے کہ مرنے کے بعد بھی وہ ایسا کام کر
ئیں گے۔ جو شاید وہ زندہ رہ کر اپنی ایک پوری
ندگی میں نہ کر پاتے۔

ان کے جسم تو راکھ ہو گئے لیکن ان کے وِچار نہ
مر سکے۔ دلیش میں بیداری کی لہر دوڑی، آزادی
کا بگل بجتے ہی نوجوانوں نے سرفروشی کی ٹھان لی
اہلیت کو چھوڑ، بڑی جرأت کے ساتھ لڑنے کے
لیۓ ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا۔ اور پورا ملک آزادی
کے پروانوں کی آماجگاہ بن گیا اور بزدلوں کی رگِ
حمیّت بھی پھڑک اٹھی۔ ایک تہلکہ سے مچ گیا۔ عوام
کے دماغ میں ایک ساتھ کئی سوال اٹھ کھڑے ہوئے
یہ کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟ اب کیا کرنا چاہیئے؟ کیا لازمی
ہے۔ ملک کی آزادی کیلئے وغیرہ وغیرہ۔

آزادی کیا ہے؟ اور کیوں ضروری ہے؟ ہندوستان
نے آزادی کیوں اور کیسے گنوائی؟ اور اب اسے
واپس کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ ان سوالات
کے حل کی تلاش میں ہمارے سورما انقلابی بھائی تو تھے
ہی لیکن عوام یہ سب کچھ نہیں جانتے تھے۔ انھیں کون
سمجھائے اور کیسے سمجھایا جائے؟ عام عوام تک اُن
کی آواز کیسے پہنچے یہ بڑی ہی مشکل بات تھی۔ ان
سب کے سامنے۔ ان مٹھی بھر بہادروں کی آواز
میں وزن تھا۔

لیکن جب کبھی آواز اٹھتی دبا دی جاتی۔
عوام تک آواز پہنچانے کے پہلے غیر ملکی حکمرانوں کے
کانوں میں بھی تیل ڈالنا ضروری ہو گیا تھا۔ انھیں بھی
معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ہندوستانی اب مزید غلام
نہیں رہ سکتے۔ اب ان میں بیداری آ چکی ہے۔ اور
کسی بھی قیمت پر اب وہ آزاد ہو کر ہی رہیں گے۔
یہ مشکل مرحلہ پل میں آسان ہو گیا۔ جو کام بھگت
سنگھ زندگی میں نہ کر سکے اب انکی شہادت نے کر دکھایا
بھگت سنگھ کی پھانسی نے لوگوں کو قربانی اور آزادی
کے معنی سمجھا دیئے۔ ایک جٹ ہو کر لوگ وہ اسے
پانے کے لئے کوشاں ہو گئے۔ بھگت سنگھ کے خون
کی ایک بوند سے ہزاروں انقلابی پیدا ہوئے اور
ہمیں انھوں نے وہ سب دیا جو آج ہمارے سامنے
ہے۔ ان ہی کی بدولت آج ہم آزاد ملک میں
سانس لے رہے ہیں۔

حب الوطنی اور آزادی سے محبت بھگت سنگھ
کو وراثت میں ملی تھی۔ ان کے والد اور چچا اس
آگ میں برسوں پہلے کود چکے تھے۔ بچپن سے ہی
بھگت سنگھ انگریزوں کو ملک سے نکالنے کی ترکیبیں
کرتے رہتے۔ تین برس کی عمر میں ہی کہا کرتے۔

قومی راج
۱۰ راگست ۱۹۸۱ء

وہ کھیتی میں بندوق اُگاؤں گا۔ اور اُن سے انگریزوں کو کھدیڑ دوں گا۔"

اسکول میں پوچھا گیا —— بھئی بڑے ہو کر کیا بنو گے؟ تو بھگت نے فوراً جواب دیا۔ "انقلابی"۔

جلیانوالہ باغ کے واقعہ نے ان کی زندگی پر ایک گہرا اثر چھوڑا۔ اس وقت وہ صرف ۱۲ برس کے تھے۔ سب کچھ سننے کے بعد دیکھنے کے لئے اکیلے اور چپ چاپ امرتسر چل دیئے۔ وہاں بے گناہوں کو زخموں سے چور دیکھ کر پھوٹ پڑے۔ لال مٹی کو اٹھا کر چوم لیا۔ پھر ماتھے سے لگایا اور مل لیا اور پھر کہا کہ ان بے گناہ انسانوں کی آتما کی شانتی کے لئے وہ انگریزوں سے ضرور بدلہ لیں گے۔ اپنا عہد بھول نہ جائیں اس کے لئے ساتھ میں وہاں کی مٹی لے آئے —— اسے روز دیکھتے اور اپنے عہد کو دہراتے۔ اور ساتھ ہی ایشور سے پرارتھنا کرتے کہ انہیں ہمت دیں تاکہ وہ

اپنے اس مقصد میں کامیابی حاصل کرسکیں۔

گاندھی جی کی سودیشی تحریک کے آغاز کے وقت یہ ان کے ساتھ ہو لئے کئی بار اور کئی جگہ انہوں نے ودیشی مال کی ہولی جلائی۔ لیکن اپنے دل کا سکون انہیں کہیں نہیں ملا۔ واپس کالج میں داخلہ لیا اور کرانتی کاری ساہتیہ کا آغاز کیا۔ فرانس، اٹلی، آئرلینڈ، اور روس کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ لوگوں تک اپنے خیالات پہونچانے کا ذریعہ بھی انہیں مل چکا تھا۔ آپ عوام کے سامنے اسٹیج پر اتر آئے اور دیش بھکتی کے ناٹک کھیلنے شروع کئے۔ اپنے ڈرامہ کے ذریعہ اپنا وچار لوگوں کے دلوں میں اتارتے گئے۔

اسی درمیان ایک جلوس میں ایک جوشیلے لیڈر لالہ لاجپت رائے انگریزوں کی لاٹھیوں کے شکار ہو گئے۔ بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں نے ان کے خون کے بدلہ کی قسم کھائی۔

انگریز حکمرانوں کو خوف زدہ کرنے کے لئے کھلے عام اسمبلی میں بم پھینکے گئے۔ بھگت سنگھ ساتھیوں کے ہمراہ حراست میں لے لئے گئے۔ اور انہیں پھانسی کا حکم ہوا۔ عوام کی طرف سے اور تمام لیڈروں کی طرف سے اور ملنے والوں کی طرف سے اپیلیں کی گئیں۔ لیکن انہیں بچانے میں کامیابی نہ ہو سکی اور بھگت سنگھ کو حراست میں رکھا گیا —— اب بھگت سنگھ حراست میں کافی تنگ ہو رہے تھے۔ کیونکہ ان کے ساتھی پکڑے جا چکے تھے۔ اب وہ پھانسی پر لٹکنے کے لئے بے چین تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جلد یہ کام ہو جائے۔ وہ واپس اس دھرتی پر جنم لیں اور اس کی خدمت کر سکیں۔ پھانسی کے پھندے کی طرف جاتے ہوئے وہ گنگنا رہے تھے۔

"میری مٹی سے بھی خوشبوئے وطن آئیگی"

تختے پر کھڑے ہو کر انھوں نے پھندے کو چوما اور ہنستے ہنستے موت کو گلے لگا لیا۔

وہ ایک چنگاری تھے جو بعد میں لپٹوں میں بدل گئی اور ... انگریزی حکومت کو اور بربریت کی غلامی کو جلا کر راکھ کر دیا۔ ہندوستان میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا قومی حکومت قائم ہوئی۔ بھگت سنگھ امر ہو گئے اور جب تک ہندوستان زندہ رہے گا بھگت سنگھ بھی زندہ رہیں گے۔

شہیدوں کی چتاؤں پر لگیں گے ہر برس میلے
وطن پر مٹنے والوں کا یہی باقی نشاں ہوگا۔

شہید
اشفاق اللہ خاں

٭ رتی لال شاہین
۳۷- تو پاڑہ، باندرہ (ایسٹ)
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۵۱

وطن کی آزادی کے لئے عدم تشدد اور ستیہ گرہ کا طریقہ اپنانے والے انقلابیوں کے ساتھ ساتھ تشدد کا طریقہ اپنانے والے انقلابیوں کی بھی اپنی الگ تاریخ ہے۔ ایسے انقلابیوں میں مسلم محبّانِ وطن کے نام کثرت سے ملتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:- وزیر علی خان شوکت عثمانی، رحمت علی شاہ، اشفاق اللہ خاں، مولوی احمد دین، مولوی شفاعت اللہ، رحمت خاں، ان تمام مجاہدین آزادی میں پنڈت رام پرشاد بسمل کے عزیز شاگرد اور ساتھی اشفاق اللہ خاں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ اشفاق اللہ کا نام سنتے ہی کاکوری ریل ڈکیتی اور اشفاق اللہ خاں کی دلیری کا قصہ یاد آجاتا ہے۔

ہندوستان ری پبلکن ایسوسی ایشن کے اراکین کے پاس جب روپے کی کمی ہوئی تو ہتھیاروں کی خرید ایک مسئلہ بن گئی۔ ایسوسی ایشن کے اراکین نے اپنے ہی گھروں میں چوریاں کرکے رقم اکٹھا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن خاطر خواہ رقم جمع نہیں ہوئی۔ پنڈت رام پرشاد بسمل نے ڈاک کے تھیلے لوٹنے کی تجویز پیش کی۔ اشفاق اللہ خاں اس سے متفق نہیں تھے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ تمام ساتھی ڈکیتی کے لئے آمادہ ہیں تو انھوں نے بھی حامی بھرلی۔

کاکوری ریلوے اسٹیشن لکھنؤ سے آٹھ میل کی دوری پر واقع ہے۔ لکھنؤ سے سہارن پور آتے ہوئے سہارن پور مغل سرائے لائن پر یہ تیسرا اسٹیشن ہے۔ یہیں پر ریل کے خزانے کو لوٹنا طے پایا تھا۔ معروف ناول نگار اچاریہ چترسین شاستری نے "چاند" کے پھانسی نمبر" میں اس واقعہ کو بڑی خوبصورتی سے قلم بند کیا ہے وہ لکھتے ہیں:- "دس آدمی راجندر ناتھ لاہڑی، رام پرشاد بسمل، اشفاق اللہ خاں، رویندر ناتھ بخشی، مکندی لال، منمتھ ناتھ گپت، چندر شیکھر آزاد، مرارجی شرما، بنواری لال اور ایک فرد، ۹ اگست ۱۹۲۵ء کو ہتھیاروں سے لیس ہوکر شام کے وقت آٹھ ڈاون گاڑی پر سوار ہوگئے اس گاڑی میں ریل کے خزانے کے ساتھ ساتھ کوئی اور خزانہ بھی جارہا تھا اور اس کے لئے بندوقوں کا پہرہ تھا اس کے علاوہ گاڑی میں مزید بندوقیں بھی رکھی ہوئی تھیں ۲ مسلح گوروں کی پلٹن بھی تھی اور شاید سکنڈ کلاس کے ڈبے میں ایک میجر بھی تھا۔ انقلابی ان تمام تفصیلات سے باخبر تھے کچھ دیر وہ سب شش و پنج میں پڑ گئے لیکن بعد میں انھوں نے فیصلہ کیا کہ مسلح انگریز سپاہیوں سے ڈر کر وہ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اشفاق اللہ خاں، راجندر لاہڑی اور روشن سنگھ سیکنڈ کلاس
ں داخل ہوئے۔ اس گروپ کی سربراہی اشفاق کر رہے تھے۔ دوسرا گروپ
ت رام پرشاد بسمل کی رہنمائی میں تیسرے درجے میں سوار ہوا۔ دونوں
وپ کے پاس چار میجر پستولیں پچاس کارتوس اور کچھ چھوٹے موٹے ہتھیا
..

جب گاڑی کاکوری ریلوے اسٹیشن سے کچھ دور نکل آئی تو
سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں بڑے زور سے خطرے کی زنجیر کھینچی
ں۔ اور گاڑی رک گئی۔ مسافر کھڑکیوں سے سر نکال کر دیکھنے
لگے کہ ماجرا کیا ہے۔ گارڈ سیکنڈ کلاس کے ڈبے کی طرف چل رہا۔
شام کی ہلکی سی روشنی میں دونوں گروپ نیچے اتر آئے۔ گارڈ کو
پستول دکھا کر زمین پر اوندھے منہ لیٹ جانے کا حکم دیا گیا۔ پھر
۔ نے اپنے اپنے ہتھیار نکال لئے گاڑی کے دونوں کناروں پر
دو آدمی کھڑے کر دیئے گئے۔ ان کے پاس پستول تھی۔ باقی
رہ چھ آدمی ڈاک کے تھیلے والے ڈبے میں گھس گئے۔
کا ذخیرہ خزانے سے بھرے ہوئے صندوق کو زمین پر گرا دیا گیا۔
ب مسئلہ یہ درپیش تھا کہ صندوق کو کس طرح کھولا جائے۔
ہتھیاروں کے استعمال سے صندوق میں کچھ سوراخ کئے گئے۔ لیکن
ن سے بات نہیں بنی۔

اس دوران اشفاق منمتا تھ گپت کے ساتھ گاڑی کے ایک سرے پر کھڑے
رہ دے رہے تھے۔ انھوں نے پستول گپت کے ہاتھ میں دے دی اور صندوق
توڑنے پہنچے۔ پوری ٹولی میں اشفاق سب سے زیادہ قوی اور صحت مند
ہے۔ دیکھتے دیکھتے انھوں نے اس چھوٹے سوراخ کو ایک بڑے شگاف میں
تبدیل کر دیا۔ صندوق سے تھیلے نکال کر چادروں میں باندھ لئے گئے۔ اس دوران
تھ والی پٹری سے لکھنؤ سے آتی ہوئی ایک میل ٹرین گذر گئی۔ اسے آتا
دیکھ کر چند لمحوں کے لئے انھوں نے اپنے ہتھیار چھپا لئے۔ میل ٹرین کے چلے
جانے کے بعد یہ دوبارہ اپنے کام میں جٹ گئے۔ دس منٹ سے بھی کم وقت
میں انھوں نے اپنا کام مکمل کر لیا اور جھاڑیوں کی طرف چل دیئے۔ مسلح ہندوستانی
سپاہی گاڑی میں جہاں بیٹھے تھے وہیں بیٹھے رہ گئے۔ انگریز سپاہیوں
اور گوروں نے مارے خوف کے اپنی کھڑکیوں تک کو بند کر لیا!"
حالانکہ اس ڈکیتی سے اس گروپ کو تقریباً دس ہزار روپے حاصل
ہوئے لیکن اس کی وجہ سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اشفاق اللہ نے ابتدا
میں جو ڈکیتی کی مخالفت کی تھی اس کی اہمیت اس وقت واضح ہوتی ہے

۲۶ ستمبر ۱۹۲۵ء کو پولیس نے شاہجہاں پور میں چھاپہ مار کر اشفاق اللہ
خاں کے علاوہ گروپ کے دیگر اراکین کو گرفتار کر لیا۔ چندر شیکھر آزاد،
رویندر ناتھ بخشی اور راجندر ناتھ، بنارس سے فرار ہو چکے تھے ــــ
اشفاق گنے کے ایک کھیت میں چھپے ہوئے تھے۔ جہاں انھیں بلاناغہ گھر
سے کھانا پہنچایا جاتا تھا۔ سبھی خبریں ان تک پہنچ رہی تھیں۔ کون کس
وقت کہاں گرفتار ہوا۔ اس کا اشفاق اللہ کو پورا پورا علم تھا۔ شاہجہاں
پور میں جب انھیں اکیلاپن ستانے لگا تو انھوں نے بنارس کا رخ کیا اُن
دنوں بنارس انقلابیوں کی سرگرمیوں کا مرکز تھا ــــ وہاں ان کی اپنے
پرانے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی اور ان کی مدد سے وہ بہار چلے گئے۔
جہاں ڈالٹن گنج میں ایک دفتر میں نوکری کرنے لگے۔
اشفاق اللہ خاں شاعر بھی تھے، حسرت اور وارثی تخلص کرتے تھے۔
"ہمدرد" میں ان کی غزلیں شائع ہوا کرتی تھیں۔ ان کی نظموں سے ان
کی حب الوطنی عیاں ہے۔ مثال کے طور پر ان کی ایک ہندی نظم درج ہے۔

ہے ماتر بھومی تیری
سیوا کیا کروں گا!
پھانسی ملے مجھے یا
ہو جنم قید میری!
بیڑی بجا بجا کر
تیرا بھجن کروں گا!

سرکاری وکیل کی تضحیک میں ان کا ایک مشہور شعر ہے۔

چلو چلو یارو! رنگ تھیٹر دکھائیں تم کو!!
جو چند ٹکڑوں پر سیم و زر کا نیا تماشہ دکھا رہے ہیں

غربت میں تنہائی سے متعلق ان کا ایک شعر ہے۔

تنہائی غربت سے مایوس نہ ہو حسرت
کب تک نہ خبر لیں گے یارانِ وطن تیری

اشفاق کی پیدائش ایک کٹر مسلم خاندان میں ہوئی تھی۔ وہ پٹھان
تھے اور رام پرشاد بسمل کٹر آریہ سماجی لیکن دونوں ایک جان دو قالب تھے۔
شاہجہاں پور میں جب ایک مرتبہ ہندو مسلم فساد ہوا تو اشفاق اللہ اور پنڈت
رام پرشاد نے مل کر ہندوؤں اور مسلمانوں کا ایک مشترکہ اجلاس بلایا اور آپسی
اتفاق بڑھانے کا کام کیا۔ بعض اوقات متعصب افراد اشفاق سے کہتے تھے کہ
ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے۔ اور آزادی کی جنگ صرف ہندوؤں کی ہے۔
اشفاق ان کی اس تنگ نظری سے مغموم ہو جاتے تھے۔ ان کا یہ غم اکثر اشعار
کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔

شہیدوں کی چتاؤں پر لگیں گے ہر برس میلے
وطن پر مرنے والوں کا یہی باقی نشاں ہوگا!!

(پنڈت رام پرشاد بسمل)

وطن پرستی اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اشفاق کی گرفتاری کے بعد ایک اعلیٰ پولس افسر نے بار بار اُن سے کہا کہ یہ ہندوؤں کی سازش ہے تو اشفاق نے اس افسر سے تنگ آکر جواب دیا "ہندو راج کسی بھی برٹش راج سے اچھا ہوگا"۔

ڈالٹن گنج میں اشفاق کے دن آرام سے گذر رہے تھے وہ خود کو ایک کائستھ بتاکر بے خوف زندگی گذار رہے تھے۔ لیکن وطن کی آزادی کے لئے سرگرم عمل رہنے کی ان کی خواہش نے انھیں وہاں رہنے نہیں دیا۔ انجینرنگ کی تعلیم حاصل کرنے کا بہانہ بناکر وہ افغانستان کے لئے روانہ ہوئے۔ دہلی میں انھیں بچپن کا ایک پٹھان دوست مل گیا۔ اشفاق اس دوست کے گھر ٹھہر گئے اور ایک دن کے اندر ہی پولس نے انھیں گرفتار کرلیا۔ شاید ان کے دوست نے انعام کے لالچ میں انھیں دھوکہ دے دیا۔

۱۹ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو اشفاق کو فیض آباد جیل میں پھانسی ہوئی اس دن رام پرشاد بسمل کو بھی گونڈہ جیل میں پھانسی دی گئی، استاد اور شاگرد آخری دم تک ایک دوسرے کے معاون اور ساتھی بنے رہے۔ رام پرشاد بسمل نے پھانسی سے قبل۔ اشفاق اللہ خاں کو جو خط لکھا تھا وہ اُن کی سوانح حیات میں درج ہے۔ انھوں نے اس خط میں اشفاق کو لکھا تھا "مجھے اگر شانتی ہے تو یہی ہے کہ تم نے سنسار میں میرا نام روشن کردیا"۔ بے شک اشفاق اللہ خاں کا ایثار اور ان کی وطن پرستی اپنی مثال آپ ہے۔ اشفاق اللہ خاں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے دوستی اور وطن پرستی کی علامت بنے رہیں گے۔

گوا کی جنگِ آزادی

★ بی۔ڈی۔ ساتوسکر

ہندوستان کی آزادی کے ۱۴ برس بعد بھی گوا پرتگالیوں کے زیرِ تسلط تھا۔ اِس کی جنگِ آزادی بہت دیر سے شروع ہوئی۔ اس کی اہم وجہ اہلِ گوا کی یہ غلط فہمی تھی کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد گوا خود بخود آزاد ہوجائے گا۔ وہ اِس غلط فہمی میں یقین کی حد تک مبتلا تھے۔ ہندوستانی رہنما بھی اِسی خیال کے حامل تھے۔ بعد میں سردار پٹیل، پنڈت نہرو اور ایس کے۔ پاٹل جیسے لیڈروں نے اعتراف کیا کہ اُن کا یہ سمجھنا کہ ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے بعد اہلِ پرتگال خود ہی گوا کو خیرباد کہینگے غلط تھا۔

حالانکہ اہلِ گوا کی دانست میں ہندوستان کی آزادی اُن کی آزادی کی ضامن تھی۔ لیکن مادرِ وطن کے تئیں اپنے فرض کے تحت انھوں نے گوا کی آزادی کی طرف ہندوستانی رہنماؤں کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھا۔ لہذا ۱۹۲۸ء میں آنجہانی ٹی۔ بی۔ کنہا نے ایک خفیہ تنظیم تشکیل دی، جس کا نام تھا "گوا کانگریس کمیٹی"

۱۹۲۶ء میں پرتگال میں جمہوریت کا خاتمہ ہوا اور جنرل کارمن کی آمرانہ حکومت قائم ہوئی۔ ۱۹۲۸ء میں پرتگال کے ڈکٹیٹر ڈاکٹر ڈی سالازار وہاں کے وزیرِ مالیات بنے۔ پرتگال میں ہوئی اِن سیاسی تبدیلیوں کے پیشِ نظر ٹی بی کنہا نے محسوس کیا کہ خفیہ تنظیم کی تشکیل کے لئے فضا سازگار ہے۔

۱۹۲۹ء میں کلکتہ میں اِنڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں ڈاکٹر کنہا نے گوا کانگریس کو انڈین نیشنل کانگریس کی شاخ تسلیم کرانے میں کامیابی حاصل کی۔

۱۹۳۴ء تک ڈاکٹر کنہا کی سربراہی میں گوا میں خفیہ طور پر سیاسی کام ہوتے رہے۔ ۱۹۳۴ء میں بمبئی میں انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں گوا کانگریس اور دیسی ریاستوں کی پرجا پریشدوں کو دی گئی کانگریس کی منظوری واپس لی گئی۔ اور اُنہیں ہدایت کی گئی کہ وہ پوری طرح اپنے بل بوتے پر کام کریں۔ کانگریس کے لیڈر سمجھتے تھے کہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے بعد فرانسیسی اور پرتگالی بھی ہندوستان کے حدود سے نکل جائیں گے۔ اور دیسی ریاستوں کے حکمرانوں کا رویہ عوام کی طرف نرم ہوجائے گا۔ نیز وہ عوام کو اُن کے جمہوری حقوق عطا کریں گے۔ گوا کانگریس کی نامنظوری سے ڈاکٹر کنہا بے حد مایوس ہوئے اور نتیجے میں گوا میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کا کام سست پڑ گیا۔

بعدازاں ۱۹۳۹ء میں بمبئی میں دوبارہ گوا کانگریس کی بنیاد ڈالی گئی اور یہاں کھلے عام پرتگال مخالف پروپگنڈا شروع کیا گیا۔ بمبئی اور گوا میں "گوا چھوڑ دو" کے پوسٹر لگائے گئے۔ اس کے تین سال بعد مہاتما گاندھی نے "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ بلند کیا۔

۱۹۴۲ء میں ملک گیر سطح پر جدوجہد شروع ہوئی تو پیٹر الوارس اور دیگر افراد علاقائی سرگرمیاں ترک کرکے قومی تحریک کے دھارے میں شریک ہوگئے۔ اِس سے گوا کانگریس کی سرگرمیاں

سرد پڑ گیش ۔

دریں اثنا پرشوتم کاکوڈکر اپنے رفقاء کے ہمراہ گوا میں تعمیری کاموں میں مصروف تھے ۔ کاکوڈکر وردھا میں گاندھی جی کے آشرم میں رہ چکے تھے ۔ اور گوا آکر وہ گاندھی جی کی پیروی کر رہے تھے ۔ ابتدا میں پرتگالی حکومت نے کاکوڈکر پر کڑی نظر رکھی لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ وہ صرف تعمیری کاموں میں مصروف ہیں تو انہیں نظر انداز کر دیا ۔

شہید رام گیری سادھو اور دیگر ستیہ گرہی جو ۱۵ اگست ۱۹۵۵ء کو ستیہ گرہ کے لئے دمن میں داخل ہوئے ۔

دوسری جنگ عظیم ختم ہوئی ۔ حکومت نے گرفتار شدہ لیڈروں کو رہا کر دیا ۔ ڈاکٹر لوہیا گوا میں اپنے دوست ڈاکٹر پی. مینیزس کے یہاں آرام کرنے کی غرض سے مقیم ہوئے ۔

گوا میں ڈاکٹر لوہیا کے قیام کی خبر چاروں طرف پھیل گئی اور لوگ انہیں ملنے کے لئے آنے لگے ۔ ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر سالازار پرتگال کے وزیر اعظم بن چکے تھے ۔ انھوں نے ملک کی معاشی حالت بہتر بنانے کے لئے ایک پارٹی کی حکومت کا طریقہ رائج کیا ۔ علاوہ ازیں عوام کو بنیادی حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا حتیٰ کہ انہیں آزادیٔ تقریر بھی حاصل نہیں تھی ۔

ڈاکٹر لوہیا ہٹلر کے دورِ حکومت میں جرمنی میں رہ چکے تھے ۔ لہذا انہیں آمریت کا پورا تجربہ تھا ۔ ڈاکٹر لوہیا گوا میں آمریت کو برداشت نہیں کر سکے ۔ انھوں نے قانون شکنی کرتے ہوئے عوامی جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اس کام میں گوا کے نوجوانوں نے دل و جان سے ڈاکٹر لوہیا کی مدد کی ۔

یہ عظیم عوامی جلسہ ۱۰ جون ۱۹۴۶ء کو مڈگاؤں میں منعقد ہوا ۔ شدید بارش اور پرتگالی حکومت کی ممانعت کے باوجود جلسہ میں دس ہزار کا مجمع تھا ۔ گوا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی جلسے میں اتنی کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی تھی ۔ ڈاکٹر لوہیا مجمع سے خطاب کرنے سے قبل ہی گرفتار کر لئے گئے ۔

دوسرے دن ہی ڈاکٹر لوہیا کی گرفتاری کے خلاف پورا گوا اٹھ کھڑا ہوا ۔ عوامی جلسے منعقد کئے گئے ۔ تقریریں ہوئیں ۔ پربھات پھیریاں اور مورچے بھی نکالے گئے ۔ گوا کی تاریخ میں ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ۔ حکومت نے مجبور ہو کر ڈاکٹر لوہیا کو آزاد کر دیا اور انہیں گوا کی حدود سے باہر چھوڑ دیا ۔

ڈاکٹر لوہیا کی رہائی سے عوام کا جوش سرد نہ ہوا بلکہ اس میں مزید اضافہ ہوا ۔ البتہ اس واقعے نے حکومت کو چونکا دیا ۔ گوا کے نوجوانوں اور ان کے لیڈروں کو گرفتار کیا گیا ۔ لیڈروں کی گرفتاری کی و

پنزول نزد دودھ ساگر میں ستیہ گرہ کیلئے
نے والے ستیہ گرہی وفد کو ۱۵ اگست ۱۹۵۵ءٔ
بیسل راک کے مقام پر الوداع کہا گیا۔

سے ہر گروپ انفرادی طور پر اپنے اپنے ڈھنگ سے
قدامات کرتا رہا۔ اِن بکھرے ہوئے مجاہدین آزادی
کو یکجا کرنے کے لیئے ۱۸ اگست ۱۹۴۶ء کو لونڈھا
میں ایک میٹنگ بلائی گئی۔ میٹنگ میں طے پایا کہ ہر گروپ اپنی
نفردی حیثیت کو ختم کر دے تاکہ تمام گروپ ملکر ایک
جماعت بنا سکیں۔ لہٰذا گوا نیشنل کانگریس کی تشکیل عمل
میں آئی۔ گوا نیشنل کانگریس کے تحت ہر ماہ عام
ستیہ گرہ کے ذریعہ "جیل بھرو" تحریک شروع کی گئی۔
چھ مہینوں تک یہ تحریک کامیابی کے ساتھ چلتی رہی۔
اِس تحریک میں کنہا کا کو ڈکر کے علاوہ دیگر اہم لیڈران
بھی گرفتار کئے گئے اور ملٹری کورٹ نے اُنہیں ۸ مہینوں
سے ۱۰ مہینوں تک قید کی سزا دی۔ اِن گرفتار شدہ
لیڈروں کو پرتگال اور آگول کی جیلوں میں رکھا گیا۔
اِس تحریک کی بے حد پبلسٹی ہوئی۔ ہندوستان میں
کانگریس پارٹی نے گوا کی جنگِ آزادی کے حق میں ایک
قرار داد منظور کی ← کانگریس کے بعد
دوسری پارٹیوں نے بھی گوا کے مجاہدین آزادی کے حق میں
قرار داد منظور کیں۔ مہاتما گاندھی شروع ہی سے گوا کے
مجاہدوں کے حامی تھے۔ اُنھوں نے ۳۰ جون ۱۹۴۶ء کے
"ہریجن" کے شمارہ میں پرتگالیوں کے خلاف بہت
سخت الفاظ استعمال کئے تھے۔

پنڈت نہرو اور دیگر کانگریسی رہنما گوا کی جنگ
آزادی کو جاری رکھنے کے حق میں تھے۔ ہندوستان میں
پنڈت نہرو کی سربراہی میں کانگریس اور لیگ کی مشترکہ
گورنمنٹ بنی تھی۔ ہندوستان کی آزادی قریب تھی۔
ایسے وقت کانگریس کے لیڈر گوا کے لئے کچھ نہیں کر سکتے
تھے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان آزاد ہوا لیکن ساتھ
ہی ساتھ اُس کی تقسیم بھی ہوئی۔ دونوں طرف خون کی ندیاں
بہنے لگیں۔ وقتی طور پر گوا کے مسئلہ کو ثانوی حیثیت دی گئی۔

گوا کے متعلق پرتگالی حکومت کا سوچنے کا ڈھنگ بالکل
الگ تھا۔ ڈاکٹر سالازار کے مطابق "گو جغرافیائی اعتبار سے
گوا ہندوستان کا حصّہ ہے لیکن گذشتہ ۴۵۰ سالوں میں
پرتگالیوں نے اُسے ہر اعتبار سے تبدیل کر دیا ہے۔ اور وہ
ہندوستان کا حصّہ نہیں معلوم ہوتا۔ لہٰذا ڈاکٹر لوہیا اور دیگر
لیڈران کو گوا میں انتشار پھیلانے کا کوئی حق نہیں پہونچتا۔
اگر کوئی داخلی بے اطمینانی پائی جاتی ہے تو وہ ہمارا اندرونی
معاملہ ہے۔ اور ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ کسی غیر ملکی قوت
کو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کا کوئی حق
نہیں پہنچتا۔ ہمیں ہندوستان سے کوئی دشمنی نہیں۔ ہم ایک
دوسرے کے اچھے پڑوسی رہے ہیں اور مستقبل میں بھی رہیں
گے۔ یہ تھے پرتگالی حکومت کے خیالات۔

قومی راج
۱۰ اگست ۱۹۸۱ء

چند سالوں بعد Bandung میں ہوئی بین الاقوامی کانفرنس میں پنڈت نہرو کی جانب سے پیش کردہ پنچ شیل کے اصول قبول کئے گئے۔ پنچ شیل کا ایک اصول یہ بھی تھا کہ دو پڑوسی ممالک کے درمیان پائے جانے والے اختلافات جنگ و جدل کے ذریعہ نہیں بلکہ باہمی تبادلۂ خیال کے ذریعے دور کئے جائیں۔ اس اصول کو سالازار نے اپنی خود غرضی کو پورا کرنے کا ذریعہ بنانا چاہا۔ سالازار نے بارہا کہا کہ گوا سے متعلق ہندوستان اور پرتگال کے درمیان پایا جانے والا اختلاف جنگ کے ذریعہ دور نہ کیا جائے۔ ساتھ ہی اُس نے یہ بھی کہا کہ بات چیت شروع کرنے سے پہلے یہ تسلیم کرلیا جائے کہ گوا پرتگال کا حصہ ہے۔ سالازار کے ان متضاد بیانات کی روشنی میں دونوں ملکوں کے درمیان بات چیت ہونا ناممکن تھا۔

۱۹۴۸ء میں سردار ولبھ بھائی پٹیل نے پانچ سو سے بھی زیادہ دیسی ریاستوں کو ہندوستان میں ضم کرنے کا کام شروع کیا۔ صرف حیدرآباد باقی رہ گیا تھا۔ نظام نے مسئلہ کو اُلجھا دیا تھا۔ نظام ہندوستانی فوجوں سے لڑ کر حیدرآباد کی الگ حکومت برقرار رکھنا چاہتے تھے۔ نظام حیدرآباد کے مسئلہ کو اقوام متحدہ تک لے جانے کی فکر میں تھے۔ لہٰذا سردار پٹیل نے فوج کو تین طرف سے حیدرآباد میں داخل ہونے کا حکم دے دیا اور پولیس ایکشن کے ذریعے حیدرآباد کو ہندوستان کے ساتھ ضم کیا گیا۔

۱۹۶۱ء میں گوا روانہ ہونے والے فوجی دستوں کی تاریخوں میں تین دفعہ تبدیلی ہوئی۔ پرتگالیوں کو اس کا پہلے ہی سے علم تھا لہٰذا انہوں نے جنگ کی پوری تیاریاں کرلی تھیں۔ یہ واقعہ ۱۳ سال پہلے کا ہے جب حیدرآباد ایکشن ہوا تھا۔ ہندوستانی فوج کی حیدرآباد میں متوقع آمد نے گوا میں کافی خوف و ہراس پیدا کردیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حیدرآباد میں سرکوبی کے بعد وہ گوا کی طرف ضرور پیش قدمی کریں گے۔ لیکن یہ پرتگالیوں کی خوش قسمتی تھی ایسی کوئی بات نہ ہوئی۔ ۱۹۴۶ء میں "جیل بھرو" مظاہرے نے پرتگالی حکام کو کافی پریشانی میں مبتلا کردیا۔ انہوں نے دوہری چال چلی۔ ایک طرف انہوں نے عوام کو اعتماد میں لینے کے لئے "اندرونی خود مختاری" کا اعلان کرتے ہوئے گوا کے ۶۱ لیڈروں پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی جسے "اندرونی خود مختاری" کے امکانات پر غور کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اور دوسری جانب وسیع پیمانے پر لوگوں کو گرفتار کیا جانے لگا۔ کچھ عرصہ یہی حالت قائم رہی پھر رفتہ رفتہ حکومت اور عوام دونوں نے اسے بھلا دیا۔

۱۹۴۷ء میں غیر یقینی سیاسی صورتحال قائم رہی۔ اسی عرصہ میں گوا کی آزادی کے چند جیالے نوجوانوں نے ایک دور دراز دیہات کو کالاپے میں آزاد گوا دل کی بنیاد ڈالی۔ اس دل نے دہشت پسندی کی راہ چنتے ہوئے دو ہی مہینوں میں کافی ہتھیار اکٹھا کرلئے۔ جون میں مالپورکا کے مقام پر اس دل نے حکومت کے خزانے کو لوٹنے کا منصوبہ بنایا۔ خطرناک جھڑپ ہوئی جس میں ایک پولیس کا سپاہی ہلاک ہوا۔ لیکن خزانہ لوٹنے میں دل کامیاب نہ ہوسکا۔

چھ مہینوں بعد دہشت پسندوں نے دن دھاڑے پنجی روڈ پر ایک بس روک کر سرکاری بینک منیجر سے اندری کا بیگ چھینا جس میں ۲۰۰۰ روپیہ نکلا اس کے علاوہ ۲،۵۰،۰۰۰ روپیہ مالیت کے چیک دستیاب ہوئے جو دہشت پسندوں کے لئے بے سود ثابت ہوئے۔ سرکاری خزانہ پر اس طرح کے حملوں سے سرکار چوکنا ہوگئی۔ اور اس نے دہشت پسندوں کے خلاف اقدامات میں تیزی پیدا کردی بڑی مشکل سے حکومت دتا تریہ دیشپانڈے، نارائن نائیک پربھاکر سناری، مکند کامت اور جینت کندے کو گرفتار کرسکی انہیں ۲۸ سال قید با مشقت کی سزا دی گئی اور انگولا جیل بھیجا گیا۔ لیکن حکومت وشنو تمد لاونڈے کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی کیونکہ وہ حکومت کو چکمہ دے کر ہندوستان فرار ہوگیا تھا۔

دہشت پسندوں کے حملوں کا سلسلہ ۱۹۶۱ء تک چلتا رہا۔ کبھی پولیس چوکیوں پر حملہ کیا جاتا تو کبھی گوا ریڈیو اسٹیشن کو بم سے اُڑانے کی کوشش کی جاتی۔ اکثر اوقات دہشت پسندوں اور پولیس میں روبرو مقابلہ آرائی ہوتی ان جھڑپوں میں کئی مجاہد پولیس کی گولیوں کا شکار ہوگئے۔

گوا نیشنل کانگریس نے بھی ایک دہشت پسند تنظیم "لیبریشن آرمی" قائم کی لیکن یہ دل کی طرح طاقتور نہیں بن

دہشت پسندوں کے ساتھ نیشنل کانگریس نے بھی کئی مظاہرے کئے۔ ان مظاہروں میں نیشنل کانگریس کے چند لیڈر ڈاکٹر مینے کر، ایڈوکیٹ شرد ڈکر، نیبل کانٹھے کارپرکر اور جلیانی ٹسکلو گرفتار کئے گئے۔ انہیں بھی ۱۵ سال کی قید ہوئی اور انہیں انگولا بھیج دیا گیا۔

۱۹۴۹ء میں دونوں تنظیموں کے صدر مقام پہلے بیلگاؤں اور بعد میں بمبئی منتقل ہوئے۔ اس طرح گوا کے مجاہدین آزادی کو حکومت ہند، حکومت بمبئی، کانگریس پارٹی اور دیگر کئی سیاسی پارٹیوں کا ربط حاصل ہوا اور ان کی جدوجہد میں ہندوستان کے عوام کا بھی تعاون ملنے لگا۔

اسی قسم کی راست امداد کے نتیجہ میں نگر حویلی کو آزاد کرایا گیا اور گوا وموچن سمیتی قائم کی گئی۔ نیشنل کانگریس سے ایک گروہ نے علیحدہ ہوکر گوا متحدہ محاذ قائم کیا جس میں بمبئی کے بھی کچھ نوجوان شامل تھے۔ اس محاذ نے ۲۲ رجولائی کو محض "ایٹم بم" نامی پٹاخہ چھوڑ کر پرتگالیوں کا ایک علاقہ دادرا جو گجرات میں واقع ہے، آزاد کرالیا۔ اسی طرح آزاد گومنتک دل نے ۲ راگست کو نگر حویلی پر قبضہ کرلیا اور اس کے صدر مقام سلواسا پر ہندوستانی قومی جھنڈا لہرایا۔ گوا نیشنل کانگریس نے بھی پیچھے نہ رہتے ہوئے ۱۵ راگست کو مائلی، تیریکھول اور باندا کے راستوں سے ایک معروف مجاہد آزادی پیٹر الوارث کی قیادت میں ۵۰ ستیہ گرہی گوا بھیجے۔ گوا میں ستیہ گرہیوں کی مداخلت کا کافی چرچا ہوا لیکن کوئی کامیابی نہ مل سکی۔ تمام ستیہ گرہیوں کو گرفتار کرلیا گیا اور انہیں ۴ تا ۲۵ رسال تک قید کی سزا ہوئی۔

اس ناکامی سے گوا نیشنل کانگریس کی ہمت پست نہ ہوئی۔ کانگریس نے ہندستان کے عوام سے تعاون کی اپیل کی۔ اس کے جواب میں تمام ہندوستانی پارٹیوں کے لیڈر مشہور مراٹھی اخبار "کیسری" کے دفتر میں جمع ہوئے اور گوا وموچن سہایک سمیتی کی بنیاد ڈالی۔ گو کانگریس بہ حیثیت پارٹی اس میں شریک نہیں ہوئی لیکن کیشوراؤ جودھ جیسے لیڈر سمیتی میں ضرور شامل ہوئے۔

اس سمیتی نے گوا میں گروپ در گروپ ستیہ گرہیوں کو گوا اور دمن بھیجنے کا پروگرام بنایا۔ اس سے قبل ۱۸ رمئی کو انفرادی ستیہ گرہ میں نانا صاحب گورے اور سیناپتی باپٹ گوا میں گرفتار کئے گئے۔ ۲۴ رجون تک ۴ گروپ گوا میں داخل ہوئے جن میں سے دو گروپ گرفتار کر لئے گئے۔ ۲۵ رجون کو امیر چند گپتا کی زیر قیادت چھٹا گروپ کرن پانی ندی عبور کر رہا تھا کہ پولیس نے فائرنگ کر دی۔ گپتا پولیس فائرنگ سے ہلاک ہوگئے۔ ۵ رجولائی کو پاترا دیوی کی سرحد پار کرتے ہوئے نتیہ نند شاہا اور بابوراؤ تھوراٹ بھی پولیس کی گولیوں کا نشانہ بنے۔

ان واردانوں نے ہندوستان میں غم و غصہ کی لہر دوڑا دی۔ ۱۵ راگست کو عوامی مورچہ کا اعلان کیا گیا۔ ہندوستان کی تمام ریاستوں سے تقریباً ۴۰۰۰ رضاکاروں نے شرکت کے لئے اپنے نام درج کرائے۔ یہ سلسلہ جاری رہا اس لئے سمیتی نے جو اس مورچہ کا اہتمام کر رہی تھی، تعداد کو قابو میں رکھنے کے لئے رضاکاروں پر ۱۵ روپیہ فیس کی پابندی عائد کی۔ اس پابندی کے باوجود بھی رضاکار آتے گئے۔ ان میں سے تقریباً تین چوتھائی رضاکار مہاراشٹر کے تھے۔ بہرحال ۱۵ راگست کو ۴۰۰۰ رضاکار بذریعہ تیریکھول باندا، اور دیگر راستوں سے گوا میں داخل ہوئے۔ ان میں اراکین مجلس قانون ساز، اراکین پارلیمنٹ، سیاسی رہنما بھی تھے۔ سرحد پار کرتے ہی پرتگالیوں نے ستیہ گرہیوں پر گولیاں داغ دیں۔ اس فائرنگ میں کئی مظاہرین ہلاک ہوئے۔ کیسل راک کے راستے سے آنے والے مظاہرین کا ریلوے سرنگ میں محاصرہ کرلیا گیا اور ان پر فائرنگ کی گئی۔ اس فائرنگ میں بھی کم از کم ۲۵ - ۳۰ ستیہ گرہی مارے گئے۔

۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۰ء تک گوا کی جدوجہد آزادی میں کچھ نرمی آگئی۔ پھر بھی پرتشدد مظاہروں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس درمیان پرتگال اور ہندستان کے درمیان گوا کے مسئلہ پر سیاسی جنگ چھڑ گئی۔ ۱۹۵۵ء سے حکومت ہند نے کچھ حد تک اپنی پالیسی میں نرمی برتنا شروع کیا۔ نتیجہ میں سفارتی تعلقات دوبارہ قائم ہوئے، گوا کے خلاف معاشی پابندیاں اٹھالی گئیں۔ لیکن اس تبدیلی کے باوجود حکومت ہند کی کوشش جاری رہی کہ پرتگال کو بات چیت کے لئے راضی کیا جائے۔ پنڈت

جواہرلال نہرو نے حکومت ہند کی اس پالیسی کو بھی آزادی گوا کی جد وجہد قرار دیا۔

نومبر۔ دسمبر ۱۹۶۰ء میں ایشیا اور افریقہ کی سیاسی صورتحال میں نمایاں تبدیلیاں وقوع پذیر ہوئیں۔ ایشیا اور افریقہ کے کئی ممالک، ہندوستان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بدیسی حکمرانوں کے تسلط سے آزاد ہوئے، اور ان میں سے کئی اقوام متحدہ کے ممبر بھی بنے۔ لیکن گوا کے معاملے میں ہندستان کے دوست ممالک نے بھی اپنی تشویش کا اظہار کیا جس پر ہندستان کو غور کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ پنڈت جواہرلال نہرو نے بھی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے ۱۹۶۱ء میں لوک سبھا میں اعلان کیا کہ گوا کی آزادی کے لئے کسی مناسب وقت ہندوستانی فوج مداخلت کرے گی۔ لیکن صرف چار ماہ بعد ہی ستمبر میں افریقی۔ ایشیائی کانفرنس میں جس میں پنڈت نہرو بھی شریک تھے، گوا کا مسئلہ اٹھایا گیا اور گوا کی آزادی کی حمایت کی گئی تاکہ افریقہ میں پرتگالی علاقوں کو آزاد کرایا جا سکے۔

۲۰ اکتوبر کو نئی دہلی میں "افریقہ کی انڈین کونسل" نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں پنڈت جواہرلال نہرو کے علاوہ کئی افریقی رہنما شریک تھے۔ اس کانفرنس کے بعد پنڈت نہرو نے گوا میں پولیس ایکشن کا فیصلہ کیا اور پھر خود بخود ہی اس فیصلہ پر عمل کی راہ بھی کھل گئی۔ ۱۷ اکتوبر کو پرتگالیوں نے ہندوستانی جہاز "سابرمتی" پر فائرنگ کی۔ ۲۴ نومبر کو انجدیو کے ساحل پر ایک ہندوستانی ماہی گیر کشتی پر گولیاں برسائیں۔

شروع دسمبر میں ہندوستانی افواج نے گوا کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔ بحری اور ہوائی بیڑہ بھی جنگ میں شریک ہو گئے۔ پنڈت نہرو کا خیال تھا کہ اس کارروائی سے مجبور ہو کر سالازار مصالحتی گفتگو کے لئے رضامند ہو جائے گا۔ لیکن سالازار نے یہ موقع کھو دیا۔ پھر بھی گفتگو کے دوران سالازار کسی بھی طرح گوا سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہوا۔ اس دوران ہندوستانی افواج نے گوا کے اطراف مورچہ سنبھال لیا تھا۔ باندا "آپریشن وجے" کا اڈہ مقرر کیا گیا۔ اس وقت تک ہندوستانی افواج نے گوا میں مداخلت نہیں کی تھی۔ جس پر ہندوستانی اخبارات برہم ہوئے اور سخت تنقیدوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ تاخیر کی دوسری وجہ یہ تھی کہ حکومت برطانیہ نے حکومت ہند سے بار بار درخواست کی تھی کہ وہ ابھی کوئی مداخلت نہ کرے کیونکہ برطانیہ کو یقین تھا کہ وہ سالازار کو مصالحت پر آمادہ کر لیں گے۔

جب بہت عرصہ تک کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا تو پنڈت جواہرلال نہرو نے فوجی کارروائی کا اشارہ کر دیا۔ ۱۷ دسمبر کی رات میں ہندوستانی افواج نے ٹینکوں کے ساتھ گوا کی جانب پیش قدمی شروع کر دی۔ ۱۸ دسمبر کو فوج کے ایک دستہ نے باندا کے راستہ سے پاناجی سے کچھ فاصلہ پر بلیم کے مقام پر مورچہ سنبھالا۔ اس جگہ پر پرتگالیوں نے سرنگیں بچھائی رکھی تھیں لیکن ہندوستانی افواج نے کمال ہوشیاری سے سرنگ کو صاف کر کے پیش قدمی جاری رکھی اور پاناجی پہنچ گئیں۔ حالات نہایت سنگین تھے۔ ہندوستانی اور پرتگالی افواج کے درمیان جنگ کا شدید خدشہ تھا۔ لیکن کہیں بھی کوئی جھڑپ نہیں ہوئی۔ صرف مانڈوی ندی کے قریب معمولی سی بحری لڑائی ہوئی، جس میں پرتگالی پسپا ہو گئے۔

۱۹ دسمبر کی صبح جنرل جے۔ این۔ چودھری نے پنجی کے سکریٹریٹ عمارت پر ہندوستانی فوجی جھنڈا لہرایا۔ اسی شام گورنر واسالو ڈی سلوا نے جنھوں نے راہ فرار اختیار کی تھی، اپنے آپ کو ہندوستانی افواج کے حوالے کر دیا۔ اس طرح گوا آزاد ہوا۔ گوا کے مجاہدین آزادی کی جد وجہد کامیاب ہوئی۔ لیکن صحیح معنوں میں اگر دیکھا جائے تو یہ اعتراف ناگزیر ہے کہ گوا کی آزادی بغیر ہندوستانی افواج کی مدد کے ناممکن تھی۔ اس طرح گوا کی آزادی کے ساتھ ہندوستان کی تاریخِ آزادی مکمل ہوئی۔

تونہ راج
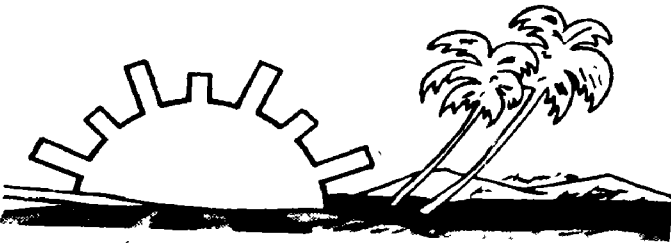
آزادی کی جدوجہد میں اُردو ادب کا حصّہ

★ پروفیسر محمد شفیع شیخ
۶۰۷ - فرحت اپارٹمنٹس
باندیولی ہل روڈ،
جوگیشوری (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۱۰۲

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد ترھویں صدی میں ہوئی۔ ہندوستان کی اجناس اور مصنوعات کی کشش نے انھیں یہاں اپنا تسلط جمانے کی دعوت دی۔ یہاں آنے کے بعد انھیں معلوم ہوا کہ ہندوستان میں دولت کی فراوانی اور اتفاق کی کمی ہے۔ ہندوستانیوں کی سادہ لوحی اور نااتفاقی کا انھوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔

انگریزوں سے مصالحت مصلحت کا تقاضا تھی ورنہ انھیں دل سے کوئی بھی پسند نہ کرتا تھا۔ یہاں کے لوگوں کو ان کی موجودگی گراں ضرور گزرتی تھی لیکن صبر کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی تاجروں کی کمپنی تھی لیکن اس نے حصول حکومت کے لئے ہاتھ پیر مارنے شروع کر دیئے تھے اور مقامی راجاؤں اور نوابوں کی مدد سے ہندوستان کے ایک بڑے حصے پر قابض ہونے میں کامیابی بھی حاصل کر لی تھی۔

ہندوستان، مختلف بولیوں، مذہبوں اور تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے اس لئے اختلاف کی جتنی گنجائش یہاں نکل سکتی ہے اتنی شاید کسی اور ملک میں نہیں۔ انگریزوں نے اسی بات کو مدنظر رکھا اور نفاق و نفرت کا زہر گھولتے رہے۔ ہند کی سیاسی حالت دگرگوں تھی۔ عوام راجاؤں، جاگیرداروں اور نوابوں کی لوٹ کھسوٹ اور بیگار سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے موقع کو غنیمت جانا اور اپنے سیاسی تدبّر اور تہ انگیزی کے جادو کی مدد سے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ انگریزوں کے عروج کا سورج نصف النہار پر آ پہنچا اور مغلیہ حکومت سائے کی طرح سمٹتی چلی گئی۔

قوم اور ملک کی تباہی کو عوام سے پہلے ادیب اور شاعر محسوس کرتے ہیں۔ آج جمہوریت کے دور میں حکومت اور حکام کے خلاف کچھ کہنا بہت آسان سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن بادشاہت اور مطلق العنانیت کے زمانہ میں حاکموں کو للکارنا بڑے دل گردے کی بات تھی۔

اُردو شعراء نے اپنے اطراف پھیلی ہوئی طوائف الملوکی کو دیکھا اور اُسے بیان کرنے میں ذرا بھی تامل نہ کیا۔ ہمیں اس دور کے بے شمار "شہر آشوب" ملتے ہیں جن میں شہر اور ملک کی زبوں حالی اور حکام کی خیانت اور بے حسی کو شاعرانہ چابکدستی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اردو شعراء انگریزوں پر وار کرنے سے بھی نہیں چوکے۔ مصحفی (۱۷۵۰ء سے ۱۸۲۴ء) جو بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں، ملک کی سیاسی اور اقتصادی حالت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ؎

ہندوستان کی دولت و حشمت جو کچھ کہ تھی
کافر فرنگیوں نے بہ تدبیر کھینچ لی

شاہ عالم کے ہمعصر شاہ کمال نے اپنے 'شہر آشوب' میں انگریزوں سے اپنی شدید نفرت کا اظہار کیا ہے۔ دو بند ملاحظہ ہوں ؎

وہی یہ شہر ہے اور ہے وہی یہ ہندوستاں
کہ جس کو رشک جناں جانتے ہیں سب انساں
فرنگیوں کی سو کثرت سے ہو کے سب ویراں
نظر پڑے ہے بس اب صورت فرنگستاں
نہیں سوار ہے یاں سوائے ترک سوار

افغانستان میں قیام کے دوران کی ایک نادر تصویر۔ درمیان میں ڈاکٹر اقبال اور ان کے دائیں طرف سر راس مسعود مرحوم کھڑے ہیں۔

انگریز دن بھر میں پانچ دفعہ ..... الخ

سوال: انگریزی کھانوں میں پڈنگ بنانے کا کیا طریقہ ہے؟
جواب: پڈنگ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان سے گیہوں روپے من کے حساب سے خرید کر انگلینڈ چلان ہوتا ہے۔ وہاں اس کا مائدہ بنتا ہے اور وہاں سے روپے سیر کے حساب سے یہاں روانہ کیا جاتا ہے ..... الخ"

ان جوابات کی روشنی میں اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ عام ہندوستانی غلامی کے اس ماحول میں کس قدر کڑھ رہا تھا لیکن اب وہ صرف خاموش تماشائی بن کر نہیں رہنا چاہتا تھا بلکہ اپنے مطالبات منوانے کے لئے عملی میدان میں آنے کے لئے بھی بے چین تھا۔ اسے پنڈت موتی لال نہرو، لوکمانیہ تلک، ابوالکلام آزاد، لالہ لاجپت رائے، دادا بھائی نوروجی اور گوکھلے جیسے رہنما ملے۔

۱۹۰۶ء میں کانگریس نے اپنے کلکتہ اجلاس میں حکومت سے سوراج کا مطالبہ کیا۔ [1] مسلمانوں نے بھی اس تحریک میں برابر کا حصہ لیا۔ انگریزوں کی ترکوں کے خلاف ریشہ دوانیاں طرابلس اور بلقان کی لڑائیاں، نیز کانپور کے معاملۂ انہدام مسجد نے اس جذبے کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ حسرت موہانی، ظفر علی خاں اور شبلی نعمانی نے اپنے اشعار سے مسلمانوں کو یکجا کیا۔ انھیں ان کا شاندار ماضی یاد دلایا، موجودہ پستی اور خواری کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی اور آزادیٔ وطن کی جدّوجہد میں انھیں دوسرے ہندوستانیوں کے شانہ بشانہ چلنے کا سبق دیا۔ علامہ اقبال نے "تصویرِ درد" میں صرف مسلمانوں ہی سے نہیں بلکہ سارے ہندوستانیوں سے خطاب کیا ہے ؎

وطن کی فکر کر ناداں مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

ذرا دیکھ اس کو جو کچھ ہو رہا ہے ہونے والا ہے
دھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں
نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو!
تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

پہلی جنگِ عظیم میں ہندوستانیوں نے انگریزوں کے مظالم بھلا کر ہر طرح ان کی مدد کی۔ اسی دوران آزادی کی جدوجہد اور تیز ہو گئی۔ ہندوستانیوں کو یقین دلایا گیا کہ جنگ ختم ہوتے ہی انھیں رفتہ رفتہ حقوقِ آزادی دے دیئے جائیں گے۔ لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد آزادی کی تحریک کو دبانے کے لئے رولٹ ایکٹ نامی کالا قانون پاس ہوا۔ اسی قانون کے تحت جنرل ڈائر نے جلیانوالہ باغ میں سیکڑوں پُرامن

[1] ظفر علی خاں نے اس مطالبے کے بعد ہی اپنی مشہور نظم 'سوراج' لکھی، جس کا یہ شعر بہت مشہور ہوا ؎
مٹ جاؤ مگر حق کو نہ مٹتے ہوئے دیکھو
سیکھو یہ روِش گر تمھیں لینا ہے سوراج

درندے آزادی کے پروانوں کو اپنی سفاکی کا نشانہ بنایا۔ مولانا محمد علی نے ۱۹۱۹ء میں کانگریس کے امرتسر اجلاس میں جلیان والا باغ کے حادثے سے متعلق جو تقریر کی تھی، اس کو اس طرح مکمل کیا:

"مجھ کو جیل جانے دو۔ مسٹر تلک، اگر ضرورت ہو، تیسری بار جیل خانے بھیج دیئے جائیں۔ مسز بیسنٹ دوبارہ نظربند کردی جائیں بلکہ اس بڑھاپے میں اگر ضرورت ہو تو اپنے ہی بالوں سے پکڑ کر انھیں پھانسی دیدی جائے لیکن ہندوستان کو آزاد ہونے دیجئے تاکہ آئندہ کوئی شخص کسی ہندوستانی مرد و عورت کو یہ نہ کہہ سکے کہ تو پیدائشی غلام ہے۔"

انگریزوں نے جب خود مختاری کے حقوق کو پامال کیا تو ہندوستان کے عوام نے جھکنے سے انکار کردیا۔ 'ہوم رول' کی تحریک بڑے زور وشور سے اٹھی۔ ہندوستانیوں نے اپنے اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی دشواری اور پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے کا اعلان کیا۔ چکبست کے یہ بند اسی جذبے کی عکاسی کرتے ہیں ؎

بٹھانے والے اگر بیڑیاں پہنائیں گے
خوشی سے قید کے گوشے ہم بسائیں گے
جو سنتری درِ زنداں کے سو بھی جائیں گے
یہ راگ گا کے انھیں نیند سے جگائیں گے
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم 'ہوم رول' کے بدلے

زباں کو بند کیا ہے یہ غافلوں کو ہے ناز
ذرا رگوں میں لہو کا بھی دیکھ لے انداز!
رہے گا جان کے ہمراہ دل کا سوز و گداز
چتا سے آئے گی مرنے کے بعد یہ آواز
طلب فضول ہے کانٹے کی پھول کے بدلے
نہ لیں بہشت بھی ہم 'ہوم رول' کے بدلے

جلیانوالہ باغ کے سانحہ نے سارے ہندوستان کو انگریزوں کے خلاف متحد کردیا۔ چراغِ آزادی کی لو کو اور تیز کرنے کے لئے خلافت تحریک اور ترکِ موالات تحریک کا سہارا لیا گیا۔ ان تحریکوں میں گاندھی جی کی قیادت نے آزادی کی جدوجہد میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ظفر علی خاں کہتے ہیں ؎

گاندھی نے آج جنگ کا اعلان کردیا
باطل سے حق کو دست و گریبان کردیا

دیکر وطن کو ترکِ موالات کا سبق
ملت کی مشکلات کو آسان کردیا

تن من کیا نثار خلافت کے نام پر
سب کچھ خدا کے نام پہ قربان کردیا

پروردگار نے کہ وہ ہے آدمی شناس
گاندھی کو بھی یہ مرتبہ پہچان کردیا

آزادی کی اس جنگ میں اُردو صحافت نے بہت نمایاں رول انجام دیا ہے۔ 'الہلال' 'مسلم گزٹ'، 'ہمدرد' اور 'ہمدم' آزادی کے مجاہد کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان روایات کو نئے اخباروں نے آگے بڑھایا۔ 'انقلاب' 'بندے ماترم' 'پرتاپ' 'ملاپ' 'زمیندار' (لاہور) 'تیج' 'مسلم' 'الجمعیۃ' (دہلی) اور 'خلافت' (بمبئی) نے آزادی کی لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان اخباروں کے مدیروں کو لفظی تنبیہہ کی گئی، جرمانے کئے گئے، یہاں تک کہ بہتوں نے سزائے قید بھی کاٹی لیکن آزادی کے جیالوں کا جوش کم نہ ہوا۔ آزادی کی اس جدّوجہد کے ساتھ ایک دوسری تحریک بہت تیزی سے اُبھری۔ یہ اشتراکیت کی تحریک تھی۔ انقلابِ روس نے اشتراکیت کے نظریئے کی پُرزور طریقے پر اشاعت کی۔ یہ نظریہ ہندوستان میں بھی جڑ پکڑ تا رہا۔ حکومت نے ٹریڈ یونین ایکٹ بنایا۔ ۱۹۲۶ء میں کانپور میں پہلی آل انڈیا کمیونسٹ کانفرنس ہوئی۔ شاعروں اور ادیبوں نے مزدور اور سرمایہ دار کو موضوع بنا کر شاہکار فن پاروں کی تخلیق کی۔ سرمایہ داری کی مذمت کی گئی۔ مزدوروں کی ناگفتہ بہ حالت کو پُر اثر اور دلگداز انداز میں پیش کیا گیا۔

۱۹۳۶ء میں لندن میں انجمن ترقی پسند مصنفین کی بنیاد ڈالی گئی۔ پریم چند، مجنوں، جوش، سجاد ظہیر، ملک راج آنند، عزیز احمد، رشید جہاں، سردار جعفری، مجاز، مجروح اور جذبی وغیرہ نے اس تحریک کو آگے بڑھایا۔

ادھر سیاسی محاذ پر ۱۹۲۹ء میں سول نافرمانی کی تحریک شروع ہوئی۔ اب ہندوستانی سیاست کے اُفق پر پنڈت نہرو کا نام ایک درخشندہ ستارے کی طرح جگمگا رہا تھا۔ ان کی شخصیت نے ہندوستان کی سیاسی دھارے کے رُخ کو موڑنے میں بڑا کمال دکھایا۔ عوام کو تقویت ملی۔ گاندھی جی اور ولبھ بھائی پٹیل جیسے بزرگ رہنماؤں کو دستِ راست حاصل ہوا۔

اس زمانے میں جن شاعروں نے عوام کی رہنمائی کی، اُن میں اقبال اور جوش کے نام بہت اہم ہیں۔ جوش ملیح آبادی کی شاہکار نظمیں "آثارِ انقلاب" اور "شکستِ زنداں کا خواب" اسی زمانے کی یادگار ہیں ؎

اُٹھو وہ صبح کا غُرفہ کھُلا، زنجیرِ شب ٹوٹی
وہ دیکھو پَو پھٹی، غنچے کھلے، پہلی کرن پھوٹی
اُٹھو، چونکو، بڑھو، منہ ہاتھ دھو، آنکھوں کو مل ڈالو
ہوائے انقلاب آنے کو ہے ہندوستاں والو

(آثارِ انقلاب ۔ جوش)

کیا اُن کو خبر تھی زیر و زبر رکھتے تھے جو رُوحِ مِلّت کو
اُبلیں گے زمیں سے مارِ سیہ، برسیں گی فلک سے شمشیریں
کیا اُن کو خبر تھی سینوں سے جو خون چُرایا کرتے تھے
اک روز اسی بے رنگی سے جھلکیں گی ہزاروں تصویریں
کیا اُن کو خبر تھی ہونٹوں پر جو قفل لگایا کرتے تھے
اک روز اسی خاموشی سے ٹپکیں گی دہکتی تقریریں
سنبھلو کہ وہ زنداں گونج اُٹھا، جھپٹو کہ وہ قیدی چھوٹ گئے
اُٹھو کہ وہ بیٹھیں دیواریں، دوڑو کہ وہ ٹوٹیں زنجیریں

(شکستِ زنداں کا خواب ۔ جوش)

دوسری جنگِ عظیم غیر یقینی حالات لے کر ساری دنیا پر مسلط ہوئی۔ ہندوستان نے ایک بار پھر انگریزوں کی مدد کی، لیکن تقاضائے آزادی اسی شدّ و مد سے جاری رکھا۔ شاعروں نے اپنے آہنگ کو اور دھاردار بنا دیا۔ ادیبوں نے اپنے افسانوں، ناولوں اور مضامین میں آتشِ حریت کو اور تیز کیا، صحافیوں کا لہجہ اور شدید ہو گیا۔ جوش نے انگریزوں سے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا ؎

خیر اے سوداگرو اب ہے تو بس اس بات میں
وقت کے فرمان کے آگے جھکا دو گردنیں !!
اک کہانی وقت لکھے گا نئے مضمون کی
جس کی سُرخی کو ضرورت ہے تمہارے خون کی
وقت کا فرمان اپنا رُخ بدل سکتا نہیں
موت ٹل سکتی ہے اب فرمان ٹل سکتا نہیں

(ایسٹ انڈیا کمپنی کے فرزندوں کے نام)

شورش کاشمیری کی گھن گرج ملاحظہ ہو ؎

کہتا ہوں سنو، جوشِ جوانی کو پکارو
چلتی ہوئی تیغوں کی روانی کو پکارو
مقتل سے اٹھا لاؤ شہیدوں کے سروں کو
آواز دو آوازِ تبہ حال گھروں کو!
لینا ہے مجھے ہند کی تذلیل کا بدلہ
ناموس کی بجھتی ہوئی قندیل کا بدلہ
مشرق کے جوانوں کو سنبھلتے ہوئے دیکھوں
یہ ہند کی سرکار بدلتے ہوئے دیکھوں

(نوجوانوں سے خطاب)

اگست ۱۹۴۲ء کی "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک نے انگریزوں

آنجہانی لوک مانیہ تلک کو ان کی ۶۱ ویں برسی کے موقع پر یکم اگست کو منترالیہ میں خراج عقیدت پیش کیا گیا

وزیر محنت شری این۔ ایم۔ تڑکے نے لوک مانیہ تلک کی تصویر کو ہار پہنایا۔ اراکین کابینہ، چیف سکریٹری، سرکاری عہدہ داران اور ملازمین نے بھی لوک مانیہ تلک کی تصویر کے نیچے گلاب کے پھول رکھ کر خراج عقیدت پیش کیا۔

اے رودِ گنگا گیت گا
اٹھلا کے چل موجِ جمن
ہاں اے ہمالہ جھوم جا
رقصاں ہو اے شیشہ و دمن
ہاں اے ایلورا کے بتو
نغمہ سرا ہو نغمہ زن!
آزاد ہے، آزاد ہے، آزاد ہے، اپنا وطن
آزاد ہے اپنا وطن

اے پرچم سہ رنگ تو — اپنے وطن کی آبرو
تو ہے ہمارا ننگ و نام — ہم تجھ کو کرتے ہیں سلام

زردی سے تیری رُو نما — بے لوث خدمت کی ادا
سبزی سے تیری جلوہ گر — ہمت، جوانی، بانکپن
تیری سفیدی سے عیاں — انسانیت، پاکیزہ پن!

اے پرچم سہ رنگ تو — اپنے وطن کی آبرو!
تو ہے ہمارا ننگ و نام — ہم تجھ کو کرتے ہیں سلام
ہم تجھ کو کرتے ہیں سلام

(جشنِ آزادی ۔ جاں نثار اختر)

* *

نغمۂ وطن

اے وطن! اے وطن! میرے پیارے وطن
رشکِ فردوس ہیں تیرے کوہ و دمن!
خار بھی ہیں ترے لالۂ و نسترن
چاندنی کی طرح آبِ گنگ و جمن
اے وطن اے وطن! میرے پیارے وطن!

صبح دم گوپیاں گنگناتی ہوئی
گوریاں پنگھٹوں پر نہاتی ہوئی
حسن کی بجلیاں سی گراتی ہوئی!
یہ سیہ فام زلفیں، کٹیلے نین
اے وطن اے وطن! میرے پیارے وطن

حسن پر جس کے قرباں اہلِ نظر
ذرّہ ذرّہ ہے صد رشکِ شمس و قمر
برف سے منہ ڈھکے وادیٔ کاشمر
جیسے گھونگھٹ میں شرمائے کوئی دلہن
اے وطن اے وطن! میرے پیارے وطن

ذرّہ ذرّہ ترا مہر و مہ، کہکشاں
اونچے اونچے یہ پربت بنے پاسباں
تاج اجنتا تری عظمتوں کے نشاں
پانو جھک جھک کے دھرتی کے چومے گگن
اے وطن اے وطن! میرے پیارے وطن

* قمر سنبھلی
۱۵۳۸ - نئی سڑک، دہلی ۱۱۰۰۰۶

بولیاں مختلف ہیں، زبانیں کئی
عادتیں بھی الگ ہیں جدا رنگ بھی!
ہیں مذاہب بہت، قوم ہے ایک ہی
ہر طرح کے گلوں سے سجا ہے چمن
اے وطن، اے وطن: میرے پیارے وطن

ہیں اہنسا کے دل سے پرستار بھی
دوستی کے ہیں سب سے طلبگار بھی
لال تیرے ہیں سب گل بھی، تلوار بھی
باندھ لیں وقت پڑنے پہ سر سے کفن
اے وطن، اے وطن! میرے پیارے وطن

سور و تلسی نے گائے ہیں نغمے یہاں
میر و غالب کے اشعار گونجے یہاں
گیت ٹیگور نے گنگنائے یہاں!
کیسے دلکش ترانوں سے گونجا چمن
اے وطن، اے وطن! میرے پیارے وطن

مسجدوں سے ابھرتی صدائے اذاں
مندروں میں کہیں گونجتیں گھنٹیاں
ساز سے پھوٹتی یہ گرو بانیاں!
وید میں مست گیتا میں کوئی مگن
اے وطن، اے وطن! میرے پیارے وطن

لال تیرے صدا مسکراتے رہیں!
گیت امن و محبت کے گاتے رہیں
سب قمر کی طرح جگمگاتے رہیں
ابرِ رحمت رہے تجھ پہ سایہ فگن!
اے وطن، اے وطن! میرے پیارے وطن

۱۰ راگست ۱۹۸۱ء

قومی راج

صبحِ آزادی

* شوق ماھری
زینب منزل، موگھٹ روڈ
کھنڈوا (ایم.پی)

مبارک اے وطن تجھ کو مبارک
عروسِ صبحِ آزادی کے درشن

یہ وہ دن ہے کہ آزادی کا سورج
ہوا ہے مدتوں کے بعد روشن

گھٹاؤں کا اندھیرا چھٹ گیا ہے
فضائیں بن گئیں ہیں ایک درپن

چھنک اٹھی ہے امیدوں کی چھاگل
کھنک اٹھا ہے آشاؤں کا کنگن

چلی آئی ہے البیلی بہاراں!
مہک اٹھا ہے میرے گھر کا آنگن

حسیں گیسو نکالے جا رہے ہیں
رکھا ہے سامنے چہرے کے درپن

ابھی سنجیدگی آئی نہیں ہے
ابھی باقی ہے کچھ اس میں لڑکپن

جواں ہولے تو پھر پہچان لے گی
کہ رہبر کون ہے اور کون رہزن

ترے مکھڑے کی کھلتی چاندنی سے
دو عالم ہو گئے ہیں دل پہ روشن

ترے دریا مرے کھیتوں کا امرت
ترے جنگل مری خوشیوں کے گلشن

تری مٹی مری آنکھوں کا سرمہ
تری آواز میرے دل کی دھڑکن

ترے کنکر مجھے لعل و جواہر
ترے کانٹے مجھے پھولوں کا دامن

یہاں کی لڑکیاں جھانسی کی رانی
یہاں کا بچہ بچہ رام لچھمن

ہر اک دل سے نکلتی ہیں دعائیں
وطن میرے وطن اے میرے گلشن

خدا تجھ کو ہمیشہ شاد رکھے
قیامت تک تجھے آباد رکھے
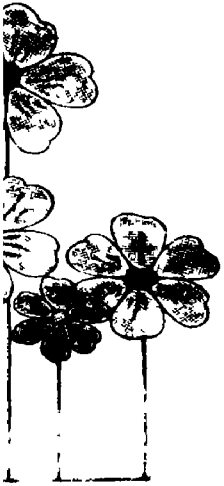
جشنِ آزادی منائیں جب بھی یارانِ وطن
آئے گی بے ساختہ یادِ شہیدانِ وطن!

سر ہتھیلی پر لئے پھرتے رہے جو شان سے
قابلِ تحسیں ہیں ایسے جاں نثارانِ وطن!

لالہ و گل میں ہیں اُن کے خون کی رنگینیاں
گلفشاں اُن کی بدولت ہے گلستانِ وطن

چڑھ گئے پھانسی پہ اشفاق و بھگت سنگھ اور دت
کیسے کیسے جوہرِ قابل تھے مردانِ وطن

کم نہ تھا لوگوں کی جانوں پر ستم انگریز کا
تھے اٹل اپنی جگہ لیکن محبانِ وطن

رہنمائی قوم کی باپو جو فرماتے رہے!
ہو گئے سینہ سپر سارے جوانانِ وطن

قید زنداں میں رہے آزاد و نہرو مدتوں
زندگی جن کی رہی شمعِ فروزانِ وطن

رہ گئی آخر کو زنجیرِ غلامی ٹوٹ کر
ظالم و غاصب گئے ہو کر پشیمانِ وطن

جشنِ آزادی کی دیتا ہوں مبارکباد اب
میں بھی ہوں نایاب اک ادنیٰ ثنا خوانِ وطن

* ڈاکٹر نایاب لکھنوی
نیا پورہ۔ مالیگاؤں

پیامِ اگست

مہدی پرتاپگڈھی
معرفت ایکزیکیٹو انجنیئر اریگیشن
ڈویژن، پرتاپ گڈھ (یو.پی)

اگست آیا ہے رعنائیٔ حیات لئے
اگست آیا ہے خوشیوں کی کائنات لئے

اگست آیا ہے لے کر بہارِ آزادی
اگست ہی نے سجایا دیارِ آزادی !

اگست روحِ چمن ہے اگست جانِ وطن
اگست عظمتِ جمہور، اگست شانِ وطن

یہ دن جو آج پیامِ حیات لایا ہے
چمن میں ایک محاسبِ ہی بن کے آیا ہے

نہ جانے کتنے جیالوں نے سر کٹایا ہے
تو جا کے چہرۂ آزادی جگمگایا ہے !

ہوئی ہے خونِ شہیداں سے جب زمیں سیراب
تب اس کے سینے سے پھوٹا اگست بن کے گلاب

نہ جانے کتنی ہی ماؤں کی گود خالی ہوئی
وطن کے چہرے پہ جب جا کے آئی ہے لالی

نہ جانے کتنی ہی بہنوں کا لٹ گیا ہے شباب
لبوں پہ دھرتی کے آیا ہے جب اگست کا راگ

اگست جو کہ نقیبِ بہار ہے لوگو
نہیں بس اتنا کہ اک یادگار ہے لوگو

حقوق بھی ہیں کچھ اس کے مطالبات بھی ہیں
اگست کے پسِ پردہ کئی نکات بھی ہیں

اگست نام نہیں اک بشر کی محنت کا
اگست نام ہے جمہوریت کی عظمت کا

صبا کی فیض رسانی چمن سے صحرا تک
اٹھا جو ابر تو خشکی سے بر سا دریا تک

خوشی اگست کی اک ذات تک نہ ہو محدود
گلوں کے ساتھ ہو کانٹوں پہ بھی کرم کا درود

ہو مستفیض ہر اک شخص اس کی برکت سے
رہے نہ کوئی بھی محروم اس کی راحت سے

حقوق جانے، فرائض بھی اپنے پہچانے
اگست کہتا ہے انساں خود اپنے کو جانے

عمل بشر کا اگر ہو گا مظہرِ تعمیر !
بڑھے گی سارے زمانے میں ہند کی توقیر

جو تم کو رکھنا ہے قائم وقارِ آزادی
سنو، جو کہتی ہے تم سے نگارِ آزادی

اگست ایک وراثت ہے اس کی قدر کرو
تم اس کی آن پہ خونِ جگر بھی نذر کرو

یاد شہیدوں کی جب آئے ہردے بھر بھر آئے

* عبدالسبحان عاصی براردی
صدر مدرس، جے۔ آر۔ ایم
ووکیشنل میونسپل اسکول، بمبئی ۴۰۰۰۰۹

دھرتی جھومے ساون گائے پھول گگن برسائے
آج ترنگا لال قلعہ پر اندرا جی لہرائے

رنگ ترنگے، پیارے پیارے بڑے سجیلے بڑے چنچل   بیچ ندی کے پانی اوپر ایسے جیسے کنول
گنگا جمنا کی لہروں میں لہرائے جل تھل   جانے کتنے اِن لہروں میں بھیگ گئے آنچل

آشاؤں کے دیپ لئے اب راجیو گاندھی آئے
آج ترنگا لال قلعہ پر اندرا جی لہرائے

اور بھارت دیش میں اشفاق اللہ خاں بڑے جیالے   سرحد پر کشمیر کے عثمانؔ لڑتے تھے جوشیلے
ہم نے آزادی کی خاطر بڑے بڑے دُکھ جھیلے   ہندو، مسلم، عبداللہ بھی اپنی جان پر کھیلے

اگست کرانتی میدان میں سینے پر گولی کھائے
آج ترنگا لال قلعہ پر اندرا جی لہرائے

آزادی کی جنگ میں ہندو مسلم تھے سب بھائی بھائی   آزادی کی خاطر ہی تو بھگت سنگھ نے سولی پائی
مولوی محمد سراج نے بھی اپنی جان گنوائی   جلیانوالا باغ میں یادیں چھوڑ گئے شیدائی

یاد شہیدوں کی جب آئے ہردے بھر بھر آئے
آج ترنگا لال قلعہ پر اندرا جی لہرائے

اپنے دیش کی رکھشا کرنے والوں میں تھے ایک حمید   بھارت کی سرحد پر جا کر وہ بھی ہوئے شہید
ہم کو بے جا کہنے والو ہم سے رکھو امید   آؤ اب ہم سب مل جائیں ہو جائے گی عید

گلشن گلشن پھول کھلے ہیں ساون برسا جائے
آج ترنگا لال قلعہ پر اندرا جی لہرائے

* بریگیڈیئر عثمان

ہم ایک رہیں گے !

• طلحہ تابش
معرفت نازش پرتاپگڑھی
پرتاپ گڑھ (یو-پی)

ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے
ہر ظلم سے ہر جبر سے مل جل کے لڑیں گے

[illegible]
[illegible] بیدار ہیں گلزار کے حامی
نفرت سے ہمیں [illegible] باطل سے گریزاں
ہم [illegible] ہیں حقدار کے حامی
[illegible] جھوٹ سے ہر مکر سے ہم [illegible]
ہر ظلم سے ہر جبر سے مل جل کے لڑیں گے

قربان کریں ہم اپنے ہر اک سرو سمن پر
جاں دینے کو تیار ہیں ہم اپنے وطن پر
مرجھانے نہ دیں گے کسی غنچہ کسی گل کو
آنچ آنے نہ دیں گے کسی بھی [illegible]
دشمن کی ہر اک چال کو ناکام کریں گے
ہر ظلم سے ہر جبر سے مل جل کے لڑیں گے

گلشن کی [illegible] پہ ہر آنکھ [illegible] ہے کی !
[illegible]
[illegible] بگڑ [illegible] سب چاک ہوئے ہیں
وہ باد سموم اب نہ [illegible] پائے
[illegible] بدبختی کو بھی ہنس کے سہیں گے
ہر ظلم سے ہر جبر سے مل جل کے لڑیں گے

بگڑے ہوئے حالات سدھر جائیں گے اک دن
امید کی شاخوں پہ ثمر آئیں گے اک دن !
اس دیش کے سب لوگ جسے ڈھونڈ رہے ہیں
اس منزل مقصود کو ہم پائیں گے اک دن
رستے کے خم و پیچ سے ہرگز نہ ڈریں گے
ہر ظلم سے ہر جبر سے مل جل کے لڑیں گے... ہم ایک تھے ہم ایک ہیں ہم ایک رہیں گے

✻ م۔غ۔ سوزاں
معرفت نعیم زاہد، بشیر گنج
ضلع بیڑ (مہاراشٹر)
۴۳۱۱۲۲

نہ گلبدن کی نہ غنچہ دہن کی بات کرو
شرابِ نو کی نہ جامِ کہن کی بات کرو

زمانہ آج بلاتا ہے سوئے فکر و عمل
عمل کی بات کرو فکر و فن کی بات کرو

عدو ہیں در پئے آزار امن و یکجہتی
تو کیوں نہ امن و اماں کے چمن کی بات کرو

ملا کبھی تو ہے دار و رسن سے چھٹکارا
خدا را اب تو نہ دار و رسن کی بات کرو

زباں کا تیر کبھی ڈھاتا ہے کعبۂ دل کو
نہ توڑو کعبہ، نہ رنج و محن کی بات کرو

وہ شمع بزم، جو خود جل کے روشنی بخشے
اسی شمع کی اسی انجمن کی بات کرو

جو غم میں اوروں کے اشکوں سے کرلے تر دامن
انیسِ غم کے اسی پیرہن کی بات کرو

کہیں جلاؤ چمن میں نفرتوں کے دیئے
نہ شعلہ ہائے فساد و فتن کی بات کرو

بکھیر دو گل و لالہ زبانِ شیریں سے
خلوص و پیار کے رنگیں چمن کی بات کرو

بہا دو پیار و محبت کے گنگ و جمنا
حسین مناظر گنگ و جمن کی بات کرو

نفاقِ قوم سے دل ٹکڑے ہے جگر سوزاں
دلوں کو جوڑ دو، حبِ وطن کی بات کرو

۱۰ راگست ۱۹۸۱ء

ہمارا صوبہ مہاراشٹر

٭ (حکیم) عزیز قدوسی
شاہی دواخانہ، نیا بازار
کامٹی (ناگپور)

ہندو مسلم کے لئے جان سے پیارا صوبہ
دل کی دھڑکن ہے تو ہے آنکھ کا تارا صوبہ
فخر کے ساتھ بجا طور پہ کہہ سکتے ہیں !
آج ہر طرح مثالی ہے ہمارا صوبہ

رہنما اس کو ہمیشہ ہی ملے ہیں اچھے
روزِ اوّل سے رہا ہے یہ اِک اچھا صوبہ
اس کو محفوظ خدا رکھے نگاہِ بد سے
گامزن راہِ ترقی پہ ہے اپنا صوبہ

کل اندھیرا تھا جہاں آج اُجالا ہے وہاں
جگمگاتے ہوئے دیہات گواہی دیں گے
کل جو بیکار تھے وہ آج نہیں ہیں بیکار
کام کرتے ہوئے خود ہات گواہی دیں گے

مدّتوں سے تھی جو پیاسی وہ زمیں ہے سیراب
کتنی فیاض ہے نہروں کی روانی دیکھو
ہے اگر مدِّ نظر "حسنِ ترقی" کا سراغ
لہلہاتے ہوئے کھیتوں کی جوانی دیکھو

عزم محکم ہے تو آندھی کی حقیقت کیا ہے
یہ غلط ہے کہ قدم اپنے اُکھڑ جائیں گے
اپنی منزل کی قسم کھا کے چلے ہیں ہم لوگ
سامنے آئے گا طوفان تو لڑ جائیں گے

زیرِ تکمیل ابھی کتنے ہی منصوبے ہیں
اور ابھی ذہن میں ہیں کتنے ہی خاکے تیار
خواب شرمندۂ تعبیر یقیناً ہوگا
شکر صد شکر کہ ہے کام کا جذبہ بیدار
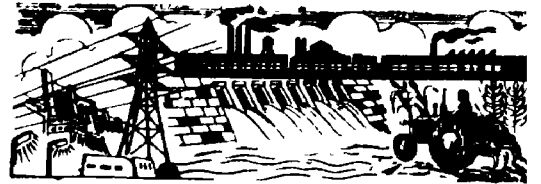
* ڈاکٹر غازی آمان
ٹھاکر پلاٹ، تاج آباد شریف
ناگپور

نشاط و کیف کے چشمے اُبل رہے ہیں آج
دِلوں میں حسرت و ارماں مچل رہے ہیں آج
دیئے خلوص و محبت کے جل رہے ہیں آج
جبیں سے حسن کے جلوے نکل رہے ہیں آج

دوئی کا فرق مٹاؤ کہ عید آئی ہے
دِلوں کو دل سے مِلاؤ کہ عید آئی ہے

پیامِ عشق و محبت جہاں میں عام کرو
جو غم زدہ ہیں انھیں آج شاد کام کرو
فسُردہ قلب کی راحت کا انتظام کرو
خوشی کا دن ہے مُسرّت کا اہتمام کرو
فراتِ قلب میں کچھ اسقدر روانی ہو
کوئی بھی فرد نہ محرومِ شادمانی ہو

یہ عید ماہِ مُبارک کا ایک عطیہ ہے
یہ عید فقر و ریاضت کا ایک تحفہ ہے
یہ عید گلشنِ جنّت کا اِک نمونہ ہے
یہ عید عالمِ انسانیت کا رشتہ ہے
شریکِ کارِ چمن تم کو بھی مبارک ہو
برادرانِ وطن تم کو بھی مُبارک ہو

اُٹھو کہ مل کے محبّت کا عہد کرنا ہے !
رَوِش رَوِش کو گلستاں میں اب سنورنا ہے
برہنہ پا تپشِ ریگ سے گزرنا ہے
طلوعِ صُبح کی مانند پھر نکھرنا ہے

اگر دِلوں میں محبت ہو روزِ عید آئے
جو اتفاق کی راحت ہو روزِ عید آئے

وفا کی آہنی زنبیل لے کے پاس آؤ
پہن کے جسم پہ تم پیار کا لباس آؤ
اے میرے بھائی تم اس قدر اداس آؤ
مرے قریب میں بے خوف بے ہراس آؤ

دوئی کا فرق مٹاؤ کہ عید کا دن ہے
دِلوں کو دل سے مِلاؤ کہ عید کا دن ہے
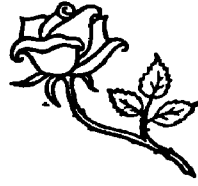
ممبئی کے شریف، شری بی. کے گوئل
نے وزیراعلیٰ کو عید کی مبارکباد
کے ساتھ گلدستہ پیش کیا۔

عیدالفطر کے دن وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے کو عید مبا
پیش کرنے والوں میں (دائیں سے بائیں) شری بدرالدین مورا
آغاخاں فیڈرل کونسل آف انڈیا، وزیراعلیٰ شری اے. آر. انت
شری اکبر پریم جی (ایس. ای. ایم) اور شری ف
مرچنٹ (سابق صدر، ریجنل آغاخاں فیڈرل کونسل آف مہاراش

ممبئی میں عیدالفطر ۲ راگست ۱۹۸۱ء
کو بڑے جوش وخروش سے منائی گئی۔
وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے کی رہائش
گاہ "ورشا" پر سینکڑوں لوگوں نے
اس موقع پر شرکت کی. وزیراعلیٰ کی طرف
سے 'شیر خرما' کا خاص طور سے اہتمام
کیا گیا تھا. اس موقع پر بیگم نرگس انتولے
نے مہمانوں کا استقبال کیا اور عید کی
مبارکباد پیش کی۔

عید مبارک

شیخ شمیم احمد ایم ایل اے،
اپنے فرزند کے ساتھ وزیراعلیٰ
کی خدمت میں عید کی مبارکباد
پیش کر رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے
سے مصافحہ کرتے ہوئے
وزیراعلیٰ کے پبلک ریلیشنز آفیسر
اور قومی راج کے ایڈیٹر شری
ریاض احمد خاں، وزیراعلیٰ
کو عید کی مبارکباد دے رہے ہیں

منترالیہ میں یادگار نقشہ آویزاں

شہید راج گرو کے بڑے بھائی شری دینکر راج گرو نے ۹ اگست
و منترالیہ میں مہاراشٹر کے ایک نقشہ کی نقاب کشائی کی ، اس
شہ پر دہ ۲۰۴ مقامات دکھائے گئے ہیں جہاں شہیدوں کی یادگار
میر کی جائے گی ۔

شری دینکر راج گرو نے گلاب کا پھول نقشہ کے سامنے رکھ کر شہیدوں
ں یاد کو خراجِ عقیدت پیش کیا ۔ شری بابا صاحب بھوسلے ' وزیر برائے
نون و عدلیہ اور مہاراشٹر ہتاتما سمارک کمیٹی کے چیرمین اور شری رام
ن پاٹل ' کمیٹی کے سکریٹری نے بھی گلاب کے پھول نذر کر کے خراجِ
قیدت پیش کیا ۔

شری نریندر تڑکے وزیر برائے محنت ، شریمتی پرمیلا یاگنک وزیر برائے
انات ، شری پربھاکر آولے ' وزیر مملکت برائے مکانات ، اراکین
س قانون ساز ' شری پی ، جی گوائی ' چیف سکریٹری ' شری کے ، کے موگھے
ڈیشنل چیف سکریٹری اور دیگر اعلیٰ سرکاری افسران اس موقعے پر موجود
تھے ۔

ریاستی خبریں

شہیدوں کی بیواؤں اور والدین کو پینشن

حکومت مہاراشٹر نے شہیدوں کی بیواؤں کو فی کس
ماہانہ ۱۵۰ روپیوں کی پینشن دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔ یہ اضافہ ۹ ر
ستمبر ۱۹۸۰ء سے منظور کیا گیا ہے ۔ پچھلے سال اسی دن وزیراعلیٰ
شری اے ۔ آر ۔ انتولے نے شہیدوں کی یاد میں انکے مقام شہادت
اور جائے پیدائش پر سرکاری اخراجات پر ان کے شایانِ شان
یادگاریں تعمیر کرنے کا اعلان کیا تھا ۔ مذکورہ پینشن اسی شرح پر
شہیدوں کے حیات والدین اور بیواؤں کو عمر بھر کے لیے دیجائیگی ۔
علاوہ ازیں حکومت نے ریاستی حکومت کی اسکیم کے تحت مجاہدینِ
آزادی کو دی جانے والی پینشن یکم اگست ۱۹۸۱ء سے ماہانہ ۱۰۰ ر
روپیوں سے بڑھا کر ۱۵۰ ر روپیہ کر دی ہے ۔

یومِ شہیداں پر وزیرِ اعلیٰ کا پیغام!

وزیرِ اعلیٰ شری اے آر انتولے نے شہیدوں کی یادگار تعمیر کئے جانے کے لئے ۹ راگست کو بھومی پوجا کے آغاز پر مہاراشٹر کے عوام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہیدانِ وطن کو بہترین خراجِ عقیدت یہی ہوگا کہ ہم اپنی ساری قوت ملک کی سالمیت ترقی اور غریبوں کی فلاح و بہبود میں لگا دیں۔ آپ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے۔

"ضلع ستارا میں وڈوج ضلع کا ہندوستان کی آزادی سے گہرا تعلق ہے۔ یہاں ۹ ستمبر ۱۹۴۲ء کو ایک سرکاری آفس پر ہندوستانی ترنگا لہرانے کی کوشش میں کم از کم ۹ نوجوان وطن کے لئے شہید ہو گئے۔

گذشتہ سال ۹ ستمبر کو جب میں وڈوج کے دورہ پر آیا تو یہاں میری ملاقات ایک شہیدِ وطن مجاہدِ آزادی کی بیوہ یا بہن سے ہوئی۔ اسی موقع پر میں نے طے کر لیا کہ حکومت کو شہیدانِ وطن کی یاد میں ریاست میں ہر جگہ یادگار تعمیر کرنا چاہئیے۔ لہٰذا میں نے اس کا اعلان بھی ایک عوامی جلسہ میں کر دیا۔

مجھے خوشی ہے کہ ریاست کے تمام (۲۰۴) مقامات پر تعمیر یادگار کا آغاز بھومی پوجا سے آج ۹ راگست کو ہو رہا ہے اتفاق سے ۹ راگست کا بھی آزادیٔ ہند کی تاریخ سے گہرا تعلق ہے کیونکہ اسی تاریخ کو مہاتما گاندھی نے انگریزوں سے "ہندوستان چھوڑ دو" کا مطالبہ کیا تھا۔ مہاراشٹر میں اسی تاریخ کو گذشتہ سال چھوٹے ۱۰ لاکھ اراضی کاشتکاروں کو قرضوں کی زنجیر سے آزاد کیا گیا تھا اور مجھے یقینِ کامل ہے کہ آئندہ سال ۹ راگست کو تمام ۲۰۴ مقامات پر تعمیر شدہ یادگاروں کا افتتاح کر دیا جائیگا۔

یہ یادگار نہ صرف یہ کہ ہم میں جوش و ولولہ قائم رکھنے کا باعث ہونا چاہئیے بلکہ اسے عوامی خدمات کیلئے بھی استعمال میں لایا جانا چاہئیے۔ یہ یادگاریں متعلقہ علاقہ کے شہیدانِ وطن مجاہدینِ آزادی کی یاد کو تازہ رکھیں گی۔ گوا اور حیدرآباد کی آزادی میں شہید ہونے والوں کی بھی یادگاریں قائم کی جائیں گی۔ منترالیہ میں چھٹے منزلہ پر برآمدے میں مہاراشٹر کا ایک بڑا نقشہ آویزاں کیا جائیگا۔ جسمیں شہیدانِ وطن کے ۲۰۴ مقامات کی نشاندہی ہوگی۔

حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ شہید مجاہدینِ آزادی کے تمام والدین اگر وہ زندہ ہیں اور ان کی بیواؤں کو اگر وہ زندہ ہیں، پنشن دی جائے۔ یہ پنشن ۹ ستمبر ۱۹۸۱ء سے نافذ العمل ہوگی۔ اسکے علاوہ یکم اگست ۱۹۸۱ء سے مجاہدینِ آزادی کو دی جانے والی پنشن میں ۵۰ روپیہ کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

بہرحال شہیدوں کی یاد میں یادگاریں قائم کرنا اور مجاہدینِ آزادی کو پنشن دینا کافی نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سماجی خدمت گار، عوامی رہنما اور سرکاری عہدہ دار شہیدوں کے رشتہ داروں کی فلاح و بہبود کا خود بھی خیال رکھیں کیونکہ ہم یہ کبھی فراموش نہیں کر سکتے کہ آج ہمیں آزادی اور اس کے نتیجہ میں کامیابیاں صرف ان ہی شہیدانِ وطن کی قربانیوں کے طفیل نصیب ہوئی ہیں۔

میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد میں حصہ لینے والوں کی اکثریت غریب تھی۔ یہ بات شہیدوں کے نام کی فہرست سے بھی واضح ہو جائے گی۔ لہٰذا اس عظیم موقع پر شہیدوں کو ہماری جانب سے بہترین خراجِ عقیدت یہی ہوگا کہ ہم اپنی ساری قوت ملک کی سالمیت، ترقی اور غریبوں کی فلاح و بہبود میں لگانے کا عہد کریں۔"

★★★

پُونے میں وزیر اعلیٰ کا عَوامی سِلسِلۂ مُلاقات

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے
[illegible] اور ۱۲ جولائی کو پونے میں ریاستی کابینہ
کے اجلاس کے سلسلہ میں اپنے دوران
قیام کلکٹریٹ کے احاطہ میں خصوصی پنڈال
میں عوام کی شکایات سُننے کے لئے عوام
سے ملاقات کا سلسلہ شروع کیا۔ چند
معاملات میں آپ نے فوری احکامات
جاری کئے، اور دیگر معاملات پر سرکاری
عہدیداروں کو توجہ دلائی۔ پونے میں تین
روزہ قیام کے دوران وزیر اعلیٰ نے تقریباً
...۳ لوگوں کی شکایات سُنیں اور تقریباً
... معاملات میں فوری احکامات جاری
کئے۔ اس صفحہ کی تصاویر وزیر اعلیٰ کی
عوامی ہمدردی کا عکس پیش کرتی ہیں۔

اوپر: وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے،
ایک ضعیف عورت کی بپتا بغور سُن
رہے ہیں۔

سلسلۂ ملاقات کے [illegible] دن
معذور اور اپاہج افراد کثیر تعداد میں آئے۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، ایک
معذور نوجوان کی فریاد توجہ سے سُنتے ہوئے۔

شری بنودراؤ
ریاستی محکمۂ اطلاعات کے نئے نگراں

حکومت مہاراشٹر نے یکم اگست ۱۹۸۱ء سے شری بنودراؤ کو ریاستی محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامہ کا ڈائرکٹر جنرل نیز بہ لحاظ سیکریٹری سرکار محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامہ، سیاحت و ثقافتی امور مقرر کیا ہے۔

حکومت مہاراشٹر نے نیا محکمہ قائم کیا ہے جس کے تحت اطلاعات نیز رابطۂ عامہ، ثقافتی امور اور سیاحت سے متعلق سرگرمیاں یکجا کردی گئی ہیں۔ ابھی حال تک آپ حکومت آندھرا پردیش کے مشیر اور بلحاظ عہدہ سکریٹری، محکمۂ اطلاعات و رابطۂ عامہ تھے۔

آپ اس سے قبل حکومت حیدرآباد کے تحت، ناظم برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ اور حکومت بمبئی کے تحت ڈائرکٹر آف پبلسٹی کی حیثیت سے کام کرچکے ہیں۔ آپ حکومت مہاراشٹر کے پہلے ڈائرکٹر آف پبلسٹی اور وزیر اعلیٰ مہاراشٹر کے پریس ایڈوائزر بھی رہ چکے ہیں۔

آپ ایک معروف ادیب اور صحافی ہیں اور انڈین ایکسپریس بمبئی اور انڈین مونیٹر، بمبئی کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ ملک اور بیرون ملک تمام اہم رسائل اور اخبارات میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبۂ صحافت کے ایک بانی رکن ہیں اور سدھارتھ کالج آف جرنلزم، بمبئی کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں۔

معیاری مضامین اور بیباک صحافت کی وجہ سے آپ کو ملک گیر شہرت حاصل ہے۔

❖❖❖

قومی راج

۱۵ راگست، یوم آزادی کے موقع پر کمہار واڑہ ویلفیر سینٹر کے اہتمام منعقدہ رسم پرچم کشائی کی تقریب میں شری نریندر تڑکے، محنت بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے تھے۔ تصویر میں آپ کے جانب کمہار واڑہ ویلفیر سینٹر کے صدر شری نصیر پٹھان اور آپ کے شری شوکت حسین خاں اور دیگر حضرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

یوتھ کانگریس (آئی) جینجیوکلی تعلقہ کی جانب سے پچھلے دنوں "شجر کاری کا ہفتہ" منایا گیا۔ زیر نظر تصویر میں شری عبدالمجید دھولپوری، اس اسکیم کے تحت پودے لگا رہے ہیں۔ شری آر۔ آر۔ بھولے، ایم۔ پی۔ شری شیخ صدیق، ڈاکٹر اسماعیل قریشی اور شری نصیر پٹھان بھی نظر آرہے ہیں۔

قومی زبان

10-9-1981.
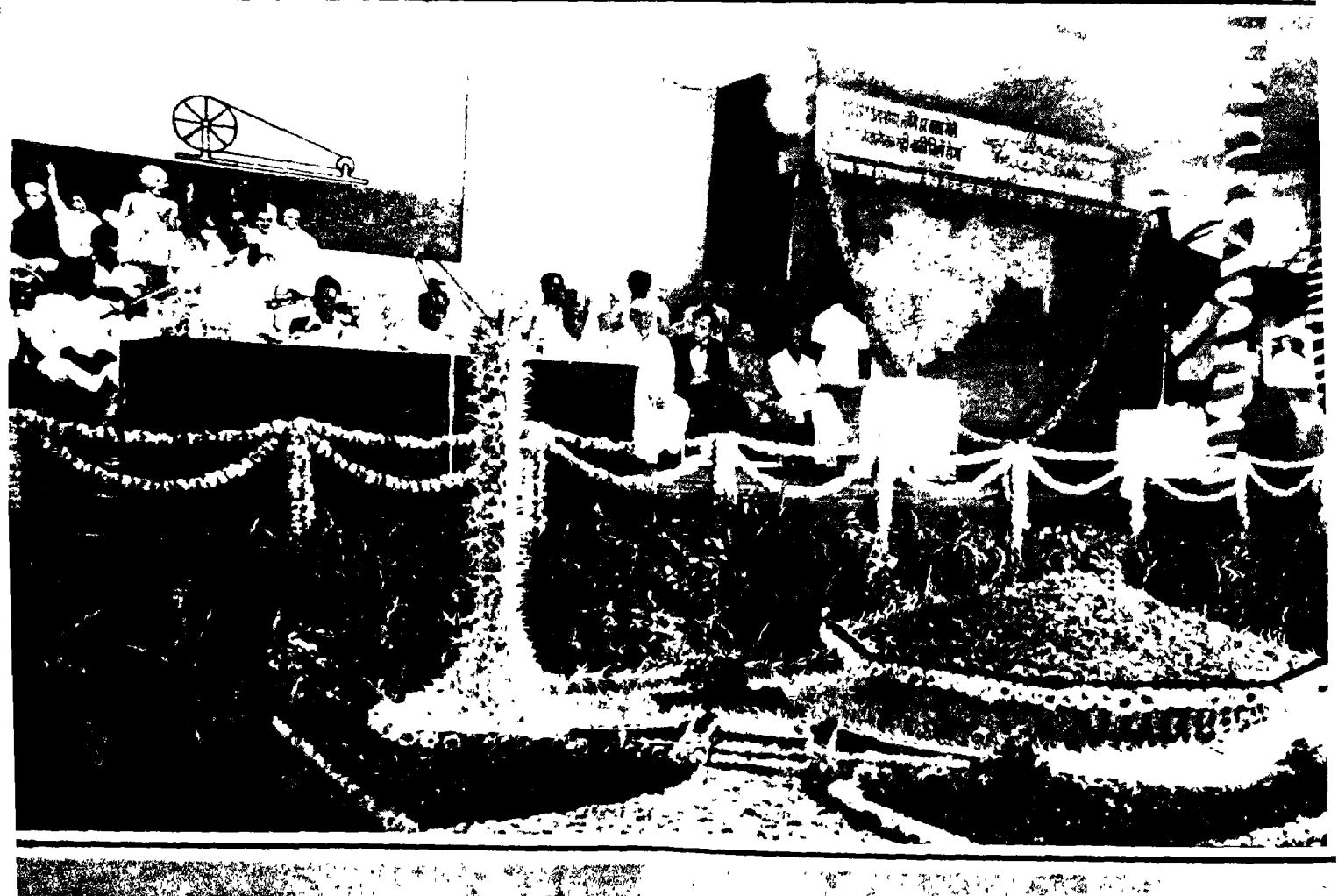
جام کی جانے والی یادگاروں کی جھوٹی پوجا۔ تمام مقامات پر
ایک ہی دفعہ ادا کی گئی۔ اس موقع کی چند مقامات پر لی گئی
تصویریں ۔

★ **شیخ عارف علی انصاری (ادیب کامل، علیگ)**

محلہ شیخوپورہ، خیرآباد (اودھ) یو۔پی ۲۶۱۱۳۱

پندرہ روزہ 'قومی راج' کے خصوصی نمبر اور عام شمارے نظر سے گذرے۔ بعض نمبر آپ نے بہت ہی اہم نکالے ہیں، رسالہ کو دیکھ کر آپ کی محنت کا اندازہ ہوا۔ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ کو خاص نمبر نکالنے پر جو مہارت ہے اس کے پیش نظر آپ سے چند اور خاص نمبر نکالنے کی فرمائش کرنا چاہوں گا۔
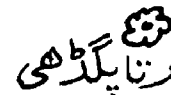
★ **محمد سعد کاوش پرتاپگڈھی**

معرفت حضرت فراق گورکھپوری ۸/۴ بینک روڈ، الہ آباد (یو۔پی)

فراق صاحب کے نام آپ کا فرستادہ 'قومی راج' کا "ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نمبر" موصول ہوا۔ شکریہ، رسالہ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ کیا ہی سلیقے سے آپ نے رسالہ ترتیب دیا ہے۔ کتابت، طباعت اور گٹ اپ وغیرہ بہت ہی نفیس ہے۔ مواد کے لحاظ سے بھی کافی اطمینان بخش ہے۔

مجھے عرض کرنے دیجئے کہ 'قومی راج' آپ کی ادارت میں روز بروز ترقی کے منازل بڑی تیزی سے طے کررہا ہے۔

★ **محمد فیوض اختر ایم۔اے (اردو لٹریچر)**

ٹیچر میونسپل سیکنڈری اسکول، ہنگن گھاٹ، ضلع وردھا ۴۴۲۳۰۱

'قومی راج' برابر ترقی کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے اپنے مقصد میں کامیاب ہے۔ میری نیک خواہشات ہمراہ ہیں۔

★ **حرمت الاکرام**

رام باغ، مرزاپور (یو۔پی)

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نمبر ہمدست ہوا۔ ممنون ہوں۔ آپ نے 'قومی راج' کے خصوصی نمبروں کی طرح اسے بھی اپنے موضوع سے کافی خوش اسلوبی کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی سعیٔ جمیل کی ہے جو لائق صد تحسین و تہنیت ہے۔ ڈاکٹر امبیڈکر ہماری قومی، ملکی نیز سیاسی تاریخ کی ایسی شخصیت ہیں جن کا نام اُن کے کام کے اُفق پر مہر و ماہ کی مانند روشن رہے گا۔ ان کے مدبرانہ اور دور اندیشانہ کارناموں کا ذکر خیر ایک اہم فریضہ ہے۔

★ **آفتاب عالم اجمیری**

احمد سلیمان بلڈنگ، ۶۲۸، پہلا منزلہ، روم نمبر ۱۱، ہنس روڈ، ممبئی نمبر ۱۱ ۴۰۰۰۱۱

'قومی راج' کا "ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر خصوصی نمبر" موصول ہوا۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی۔

'قومی راج' کے بارے میں 'قارئین کی رائے' میں تعریفی خطوط اور اس خصوصی نمبر کو پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ 'قومی راج' کس قدر مقبول اور معیاری رسالہ ہے۔

تخلیق کے ساتھ پتہ شائع کرنے کی وجہ سے تخلیق کار کا براہ راست رسالہ پڑھنے والوں سے رابطہ قائم ہوجاتا ہے 'قومی راج' کی یہ خوبی بھی قابل ستائش ہے۔

بہر حال ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر جیسی عظیم شخصیت سے متعلق کامیاب خصوصی نمبر نکالنے پر میں اور شہنشاہ بانو فرحت دونوں آپ کو دلی طور پر ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہیں۔

★ **شبیر علی**، سابق صدر مدرس، اردو مدرسہ وسطانیہ گھاٹ، لاڑکی، تعلقہ اچل پور سٹی (مہاراشٹر)

قومی راج کا "مراٹھی سنگیت ناٹک، خصوصی نمبر" پڑھا، بے حد پسند آیا۔ خاص طور سے ہمارے مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ جناب اے۔ آر۔ انتولے صاحب کا پیغام "ناٹک سماجی بیداری پیدا کرنے کا بڑا مؤثر ذریعہ ہے"

یہ بات سو فیصدی سچ ہے۔ مراٹھی ڈراموں سے اخذ کردہ یادگار تصویریں بہترین اور لاجواب ہیں، ساتھ ہی ساتھ "مراٹھی اسٹیج موسیقی کا تاریخی جائزہ" دلچسپ معلوماتی مضامین میں سے ایک ہے۔ 'میرا کے گیت' اور "مشورۂ نیک" قابل تعریف ہیں۔

—— وزیر اعلیٰ کی اپیل

وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے نے ۴۴ ویں یوم آزادی کے موقع پر اپنے پیغام میں حکومت کی دو عملی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اس پالیسی کے تحت آئندہ نو سالوں میں ایک طرف غریب افراد کی فلاح وبہبود اور دوسری طرف اناج کی پیداوار میں ریاست کو خود کفیل بنانے پر توجہ دی جائے گی ۔ ذیل میں آل انڈیا ریڈیو بمبئی سے نشر کی گئی آپ کی تقریر کا متن درج ہے :

"میں آپ سب کو 'یوم آزادی' کی مبارکباد پیش کرتا ہوا خدا سے دعاگو ہوں کہ وہ ہمیں ملک کی خدمت کرنے کے لئے مزید قوت عطا فرمائے اور ایسا جذبہ عطا فرمائے کہ ہم آزادی کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ آیئے! ہم سب غریبوں کی فلاح وبہبود کے لئے خود کو وقف کرنے کا عزم کریں۔

حال ہی میں ہم نے حصول آزادی کی خاطر شہید ہونے والوں کی یاد میں "یادگاروں" کی تعمیر کا کام شروع کیا ہے۔ اس سے ہمارے دلوں میں نہ صرف ایک تحریک پیدا ہوتی ہے بلکہ یہ حقیقت بھی ہم پر واضح ہوتی ہے کہ مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو جیسے رہنماؤں کی زیر قیادت وطن پر مر مٹنے والوں میں زیادہ تر غریب طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد تھے۔ اگر حصول آزادی کے ۴۴ سالوں بعد بھی یہ غریب عوام غریب ہی رہتے ہیں، اگر وہ باعزت زندگی سے محروم ہیں اور خوشحال نہیں ہیں تو ہمیں اپنی کارکردگی کا ایک مرتبہ پھر جائزہ لینا ہوگا۔ مہاتما گاندھی نے کہا تھا کہ :

"آزادی' غریبوں کی زندگی میں انقلاب لانے کا ایک ذریعہ بننا چاہیئے۔ نیز آزاد ہندوستان میں فیصلہ لیتے وقت ایک ذمہ دار فرد کو چاہیئے کہ وہ غریبوں کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ کرے۔"

ہماری کوششیں غریبوں کے لئے :

یہ یادگاریں آنے والی نسلوں کو یاد دلاتی رہیں گی کہ ہم نے ہمیشہ غریبوں کے تئیں اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔ ہم ان کی خدمت ویسے ہی کریں گے جیسے کسی آقا کی جاتی ہے۔ ہماری رہنما، شریمتی اندرا گاندھی نے ہمیں فراموش کردہ افراد کے تعلق سے فائدہ مند پروگرام دیئے ہیں۔ اسی مقصد کے تحت ہم نے 'سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا' اور 'سنجے گاندھی سوا ؤلمبن یوجنا' جیسی اسکیمیں جاری کی ہیں۔ غریبوں کی فلاح وبہبود کے جذبے کے تحت ہی چھوٹے اور درمیانی کسانوں کے قرضہ جات معاف کیے گئے۔ جن کے لئے مالی مشکلات سے نجات حاصل کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ آج ایسے کتنے لوگ ہیں جنھیں آزادی کے فوائد حاصل نہیں ہوئے ہیں لہٰذا ہم نے آئندہ منصوبوں کے دوران یعنی ۹ سالوں کے عرصہ میں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والوں کے حالات زندگی میں بہتری لانے کا عزم کیا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہماری کوشش ہے کہ مہاراشٹر اناج ، دالوں اور میٹھے تیل کی پیداوار میں خود کفیل بنے۔

عوام کا تعاون ضروری : جمہوری نظام میں حکومت تنہا کچھ نہیں کرسکتی۔ اس کے لئے آپ کا تعاون ضروری ہے۔ ہماری کوششیں غریبوں کے مفاد میں ہیں، ہمارے اقدامات بھی ان کی بہتری کے ضامن ہیں، غریبوں کی فلاح ہمارا مقصد ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس عظیم ذمہ داری کو جس سے بڑھ کر اور کوئی کام نہیں، سرانجام دینے میں ہمارے ساتھ ضرور تعاون کرینگے۔ جے ہند! جے مہاراشٹر!

مہاراشٹر میں شہیدوں کی ۲۰۴ یادگاریں قائم کرنے کی بھومی پوجا تقریب، اگست کرانتی میدان میں مثالی طور پر منائی گئی۔ شہید راجگرو کے بڑے بھائی شری دینکر ہری راجگرو نے [illegible] پر ۲۰۴ مقامات کی نشاندہی کرنے والے ایک نقشہ کی نقاب کشائی کی اور ایک مخصوص بٹن دبا کر نقشہ کو روشن کیا۔ تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، شری دینکر ہری راجگرو کے دائیں جانب کھڑے ہیں۔ درمیان میں ڈاکٹر میمن ہیں، ان کے علاوہ ڈاکٹر پی۔ کے۔ گوئل، شریف آف ممبئی، شری آر۔ ایس۔ گوائی، چیرمین اسٹیٹ لیجسلیٹو اسمبلی، شریمتی سیتا بائی راجگرو، شری رام جی پاٹل، سیکریٹری ہتا تما سمارک، یوجنا سمیتی [illegible] راجگرو کے بھتیجے اور شری بابا صاحب بھوسلے، وزیر قانون و عدلیہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مہاراشٹر میں شہیدوں کے لئے یادگار اسکیم کا افتتاح

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے عوام اور انجمنوں سے جو جمہوری طریقہ پر کاربند ہیں، اپیل کی کہ وہ اپنے تمام فیصلوں میں غریب ترین فرد کے مفاد کا خاص خیال رکھیں۔ آپ نے فرمایا کہ آزادی کے بعد کے دور میں یہ اقدام نہایت ضروری ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ مہاتما گاندھی کی نظر میں حصولِ آزادی کا مقصد غریبوں کی فلاح و بہبود تھا بلکہ آزادی کے لئے مر مٹنے والوں میں اکثریت غریب طبقات سے تعلق رکھتی تھی۔

وزیر اعلیٰ نے اِن خیالات کا اظہار ۹ اگست کو صبح مہاراشٹر میں ۲۰۴ ہتاتما سمارک کے سلسلہ میں اگست کرانتی میدان ممبئی میں بھومی پوجا تقریب کے موقع پر اپنی تقریر میں فرمایا۔ بھومی پوجا کی رسم شہید شیو رام راجگرو کے بڑے بھائی شری دینکر ہری راجگرو نے ادا کی۔ آپ نے اس موقع پر ایک نقشہ کی نقاب کشائی بھی کی۔ جس میں ۲۰۴ مقامات کی نشاندھی کی گئی ہے۔

وزیراعلیٰ نے کہا کہ سرچشمۂ تحریک اور مقصدی نوعیت کی ان یادگاروں کی تعمیر کا مقصد یہ ہے کہ عوام شہیدوں کو ہمیشہ یاد رکھ سکیں۔

ذیل میں وزیراعلیٰ کی تقریر کا متن ہے :

"آج ہم شہیدوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے اس تاریخی مقام اگست کرانتی میدان" میں جمع ہیں جہاں سے مہاتما گاندھی نے "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ انگریزوں کے خلاف بلند کیا تھا۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اس مقام سے بڑھ کر اور کوئی مقام اتنا مقدس اور تاریخی نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی شخص کے لئے سب سے قیمتی اس کی اپنی زندگی ہے۔ اور جو شخص بھی اپنی زندگی کی قربانی دیتا ہے وہ حقیقتاً سب سے عظیم قربانی کہی جا سکتی ہے۔

آج کی یہ تقریب بھی ان شہیدوں کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے منعقد کی گئی ہے جنھوں نے وطن کی آزادی کے لئے اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالا اور اپنی جانِ عزیز وطن پر قربان کر دی۔ ہمیں اُن ہی کا آشیرواد چاہیئے۔ آج ہم سب عہد کریں کہ ہم اپنی تمام تر قوت ان مقاصد کے حصول میں صرف کریں گے جو شہیدوں کے پیش نظر رہے ہیں [illegible]۔ ہمارے وطن کے تین عظیم شہید مجاہد آزادی بھگت سنگھ، سکھدیو اور راجگرو مانے جاتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ امر باعثِ فخر ہے کہ آج شہید راجگرو کے بڑے بھائی کے ہاتھوں مہاراشٹر میں قائم کی جانے والی ۲۰۴ یادگاروں کی خصوصی پوجا کا آغاز ہو رہا ہے۔

"یہ یادگاریں آنے والی نسلوں کے لئے نہ صرف کارآمد ہوں گی بلکہ

"میری زندگی کا سب سے بڑا دن"

✶ شری ہری راجگرو

"آج کے دن کو میں اپنی زندگی کا سب سے بڑا دن تصور کرتا ہوں" یہ الفاظ شہید راج گرو کے بڑے بھائی شری دنکر ہری راجگرو نے یادگارِ شہیداں تقریب کے موقع پر دوردرشن کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں دُہرائے۔

۹ اگست کو بمبئی کے تاریخی اگست کرانتی میدان میں مہاراشٹر کے ۲۰۴ مقامات پر شہیدوں کی یادگار قائم کرنے کے سلسلے میں ہوئی پوجا تقریب کے ذرا بعد شری راجگرو سے شری وشواس مہندلے ڈائرکٹر ثقافتی امور نے ملاقات کی۔ موصوف کو انٹرویو دیتے ہوئے شری راجگرو نے کہا "میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ یہ تقریب اتنی شاندار ہوگی اور نہ ہی یہ میرے خواب و خیال میں تھا کہ میری زندگی میں کبھی ایسا موقع آئے گا۔"

انھوں نے کہا کہ آزادی کے بعد شہیدوں کی یادگار قائم کئے جانے کی بات کئی مرتبہ دُہرائی جا چکی ہے لیکن ملک میں پہلی دفعہ مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ شری اے آر۔ انتولے نے پہل کرتے ہوئے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قدم اٹھایا "اور یہ خیال کتنی بہترین شکل میں ایسی یادگاروں کی صورت میں سامنے آیا ہے جو کہ تحریکی ہی نہیں مقصدی بھی ہے۔ یہ یادگاریں صحیح معنوں میں ہمارے شہیدوں کے نام کو امر رکھیں گی۔"

شری دنکر ہری راجگرو کی اہلیہ شریمتی سیتابائی راجگرو سے جب پوچھا گیا تو انھوں نے اپنی مسرت ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ "وہ اتنی خوش ہیں کہ اپنے تاثرات بیان نہیں کر سکتیں۔"

سرچشمۂ تحریک بھی ہوں گی۔ اس سے بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ ان یادگاروں کی وجہ سے ہمارے دلوں میں ان شہیدوں کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی جنھوں نے آزادی کے لئے وطن پر جان دے دی۔ ہم میں سے کتنے ہماری ریاست کے ان گاؤں اور شہروں کی تعداد بتا سکتے ہیں جس سرزمین سے مجاہدین آزادی سرفروشی کی تمنا لئے ہوئے اُٹھے اور وطن کے لئے شہید ہوئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کوئی بھی صحیح تعداد نہیں بتا سکتا۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ یادگاروں کے ذریعہ ان گاؤں یا شہروں کی اہمیت واضح ہو جن سے وطن کو انگریزوں

اگست کرانتی میدان، بمبئی میں واقع یادگار۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، اگست کرانتی میدان کی یادگار پر پھول چڑھا رہے ہیں۔

کے تسلط سے آزاد کرانے والے مجاہدین کا تعلق رہا ہے۔

"میں سمجھتا ہوں کہ وزارت اعلیٰ پر میری موجودگی اور وہ سب جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، اپنی اس موجودہ حیثیت کے لئے شہیدانِ وطن کے مرہون منت ہیں۔ اگر مہاتما گاندھی کی قیادت میں ان شہیدوں نے آزادیٔ وطن کے لئے جدوجہد نہ کی ہوتی تو آج مجھ جیسے لوگوں کو غریب اور ناداروں کی خدمت کا موقع نہ ملا ہوتا۔ ہم سبھوں کا یہ فرض ہے کہ شہیدوں کی عظیم قربانیوں کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اپنا فرض نبھاتے وقت یہ سوچیں کہ آیا ہمارے اقدامات اس مقصد کے قریب ہیں یا نہیں جس کے لئے شہیدوں نے اپنا خون بہایا اگر ایسا نہیں ہے تو یہ شہیدوں سے انحراف عقیدت کی بات ہوگی ریاست کے شہیدوں کی فہرست پر اگر غور کیا جائے تو یہ واضح

ہوگا کہ ان میں سے اکثریت دیہی علاقوں کے باشندوں کی تھی اور وہ سب غریب تھے۔ ان غریب افراد نے مادرِ وطن کی آزادی کے لئے ہنستے ہوئے موت کو گلے لگا لیا۔

لہٰذا اگر آج آزادی کے ۳۰-۳۵ سال بعد بھی شہیدوں کے عزیز و اقارب قابلِ رحم زندگی گزار رہے ہیں تو یہ یقیناً ہمارے آزاد ملک کی حکومت، عدلیہ اور ایسے تمام اداروں کے لئے باعثِ شرم ہے۔ اس مبارک موقع پر ان اداروں کو خود اپنی کارکردگی کا جائزہ لینا چاہیئے کہ ہم نے کہاں تک ان غریبوں کے حالاتِ زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی، جن کی عظیم قربانیوں کی بدولت ہمیں آزادی نصیب ہوئی۔

آج وقت کا تقاضا ہے کہ تمام ادارے چاہے حکومت ہو، عدلیہ ہو یا کوئی اور، اپنی کارکردگی کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ ان کے لفظی، تحریری اور عملی اقدامات سے غریبوں اور ناداروں کو 'جیسا کہ بابائے قوم چاہتے تھے' واقعی فائدہ پہنچ سکا ہے یا نہیں۔ وہ آزادی جو غریبوں کی زندگی میں سماجی، معاشی اور سیاسی بہتری لانے کے قابل نہیں' میری نظر میں بے معنی ہے۔ غریبوں کے مفاد کی خاطر ہی مہاتما گاندھی نے حصول آزادی کے لئے جدوجہد کی۔ آپ نے ایک اور نیک بات بتائی، وہ بات میں ان تمام لوگوں کو جو برسرِ اقتدار ہیں اور جو جمہوری اداروں میں کام کر رہے ہیں' بتا دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت آپ سب سے پہلے غریب ترین اور بے سہارا افراد کی بھلائی کے بارے میں سوچیں۔ اگر آپ کے فیصلہ سے غریبوں کی فلاح و بہبود یقینی ہے تو فوری عمل کیجئے اور اگر اس سے انھیں کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو بہتر ہے کہ آپ اس پر دوبارہ غور کریں کہ آیا ایسا فیصلہ واقعی ضروری ہے۔ ہم اپنی نظروں کے سامنے چھترپتی شیواجی مہاراج کی تعلیمات کو رکھیں، لوکمانیہ تلک کے نظریات کو سامنے رکھیں جنھوں نے ہمیں "سوراج ہمارا پیدائشی حق ہے" کا نعرہ دیا۔

چھترپتی شاہو مہاراج کے اصولوں کو سامنے رکھیں جنھوں نے ہمارے عوام میں تعلیم کو عام کیا۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی تعلیمات کو سامنے رکھیں جنھوں نے دلت اور غریب طبقات میں خود اعتمادی اور خودی کا جذبہ اجاگر کیا۔ ہم آج پھر یہ عہد کریں کہ ہم غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے اپنے بھائیوں کی حالت زندگی میں بہتری لانے کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے میں دریغ نہیں کریں گے۔ اس موقع پر میں پورے اعتماد سے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کے تمام ذرائع، نام و نمود اور قوت غریبوں اور بے سہارا افراد کی حالت زندگی کو بہتر بنانے میں صرف ہوگی۔

شہیدوں کی یاد میں منعقدہ یہ تقریب شہیدوں سے ہماری پرخلوص عقیدت کا اظہار ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اس میں آپ سبھوں نے حصہ لیا۔ میں آپ سب کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔ آج کی اس تقریب سے آنے والی نسلوں کو یقیناً تحریک ملے گی۔ میں اسے اپنے لئے خدا کی سب سے بڑی نعمت سمجھتا ہوں کہ میری بحیثیت وزیر اعلیٰ زیر قیادت حکومت میں یہ تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ میں شہیدوں کو سلام کرتا ہوں' ان کی خیر طلب دعاؤں کا متمنی ہوں اور ان کا احسانمند ہوں کہ مجھے غریبوں اور ناداروں کی پُرخلوص خدمت کا موقع ملا۔ میں ایک پھر آپ سبھوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے شری بابا صاحب بھوسلے' برائے قانون و عدلیہ اور ریاست مہاراشٹر یادگار شہیداں کمیٹی'

قومی راج

۱۰ ستمبر ۱۸۱

شہیدِ آزادی کی ماں کو یومِ آزادی کا تحفہ

— حکومت کے اخراجات پر گھر کی مرمت

شہیدِ آزادی وِٹھل داس کی ماں ۹۲ سالہ ضعیفہ شریمتی زویری بائی ولبھ داس چندان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ملنڈ میں واقع شریمتی زویری بائی کے گھر کی مرمت حکومت کے اخراجات پر کرانے کا یقین دلایا۔

شہید وِٹھل داس ۲۷ مئی ۱۹۳۰ء کو وڈالا میں نمک ستیہ گرہ' کے دوران پولس کے عتاب کا شکار ہوا تھا۔ وہ اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔

اس سال ۹ اگست کو کرانتی میدان میں وزیر اعلیٰ نے شریمتی زویری بائی سے ملاقات کے دوران موصوفہ کو متبادل رہائش فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جب یوم آزادی' کو رکھشا بندھن کے دن شہید وِٹھل داس کی بہن شریمتی نرملا ایم۔ جوبن پترا نے وزیر اعلیٰ کو راکھی پیش کرتے ہوئے بتایا کہ شہید وِٹھل داس کی ماں اپنے پرانے مکان میں ہی رہنا چاہتی ہے' تو وزیر اعلیٰ نے موصوفہ کے گھر کی مرمت کا یقین دلاتے ہوئے محکمۂ مکانات کے افسران کو ضروری احکامات دیئے۔ اس موقع پر شریمتی نرگس انتولے بھی موجود تھیں۔

چیرمین نے اسکیم کے نفاذ پر مسرت ظاہر کی اور فرمایا کہ اس قسم کی اسکیم بہت پہلے ریاست میں عمل میں لائی جانی چاہیئے تھی۔

اس سے قبل وزیر اعلیٰ اور دیگر افراد نے اگسٹ کرانتی میدان میں واقع "یادگار" پر پھولوں کے گلدستہ نذر کر کے مہاتما گاندھی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اس کے بعد پولس دستہ نے سلامی دی۔ اسٹیج کے روبرو قائم کی جانے والی یادگاروں کا پھولوں سے ڈھکا ایک ماڈل رکھا گیا تھا۔

یہ تقریب ایک خصوصی شامیانہ میں منعقد ہوئی، جہاں ہزاروں افراد، مجاہدینِ آزادی، اُن کے رشتہ داروں اور اسکولی بچوں نے ریاست میں مذکورہ اسکیم کے نفاذ کی ابتدائی کارروائی دیکھی۔ ڈائس پر پس منظر میں ۱۹۴۲ء کے کل ہند کانگریس اجلاس میں شریک مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، سردار ولبھ بھائی پٹیل، مولانا ابوالکلام آزاد، اچاریہ کرپلانی اور سروجنی نائیڈو کی تصویری جھلک پیش کی گئی تھی۔

تقریب میں دیگر افراد کے علاوہ شری شرد دیگھے، اسپیکر، جسد ... اسمبلی، شری آر. ایس. گوائی، چیرمین لیجسلیٹو کونسل، شری گلاب راؤ پاٹل، چیرمین، ایم پی سی سی (آئی)، ڈاکٹر اے. یو. میمن، میئر بمبئی، ڈاکٹر بی کے. گوئل، شریف آف بمبئی، شری مُرلی دیورا، صدر بی. آر سی سی، شری بی. جی. گوائی، چیف سکریٹری حکومت مہاراشٹر، شری رام جی پاٹل، سکریٹری ریاست مہاراشٹر یادگار شہیداں کمیٹی بھی شریک تھے۔

پروگرام کا آغاز "مہاراشٹر گیت" سے ہوا۔ جس کے بعد شری سدھیر پھڑکے اور ان کے گروپ نے اس موقع کے خصوصی طور پر ترتیب کردہ نغمے پیش کئے۔

شری رام جی پاٹل نے تقریب میں شریک سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

٭٭٭

اضلاع میں پُرجوش تقریبات

۹ اگسٹ کو بمبئی کے اگسٹ کرانتی میدان میں مہاراشٹر میں قائم کی جانے والی ۲۰۴ یادگاروں کے سلسلے میں بھومی پوجا انجام دئے جانے کے آدھ گھنٹہ بعد مذکورہ بالا تمام مقامات پر ایسی ہی تقاریب کا آغاز ہوا۔ تمام مقامات پر شاندار پیمانے پر تقریبات انجام دی گئیں جن میں پُرجوش طریقے سے مقامی لوگوں نے قابلِ دید سرگرمی دکھائی۔

اکثر مقامات پر شہیدوں کے قریبی رشتہ داروں مثلاً بیوہ، بیٹا بیٹی، نواسے، پوتے، بہن، بھائی، شوہر وغیرہ نے بھومی پوجا کی رسم ادا کی۔ کئی بزرگ مجاہدینِ آزادی مثلاً پونے کے پوپٹ لال شاہ، کولہاپور کے سروشری مادھو راؤ باگل اور رتنپا کُمہار، ناندیڑ کے بھگوان راؤ گنجارے، بیڑ کے شری رام لنگ سوامی اور دیگر نے بہ نفسِ نفیس مقامی تقریبات میں حصہ لیا۔ بمبئی یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر اور سیناپتی تاتیہ ٹوپے کے راست خاندانی رشتہ دار پرنسپل ٹی. کے. ٹوپے نے ایولہ، ضلع ناسک میں سیناپتی تاتیہ ٹوپے کی یاد میں قائم کی جانے والی یادگار کے لئے بھومی پوجا کی رسم ادا کی۔ ریاستی کابینہ، پارلیمنٹ، اسمبلی اور کونسل کے اراکین ضلع پریشد عہدیداران، سیاسی و سماجی شخصیات اور عوام کی ایک کثیر تعداد نے تقریبات میں شرکت کی۔ تمام مقامات پر وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کا ٹیپ کیا ہوا خصوصی پیغام سُنایا گیا۔

شہیدوں کے رشتہ داروں اور مجاہدینِ آزادی کے بالخصوص اکثر مقامات پر شہری پروگرام منعقد کیا گیا۔ کئی جگہ تقریبات میں موقع پر ہی شہیدوں کی بیوہ ... بیواؤں اور والدین کو منظور کردہ پنشن کا بقایا ادا کیا گیا۔

ضلع کولہاپور میں تربا نگر کے مقام پر مقامی ادارہ ساگرا بجوکیشن انسٹی ٹیوشن نے مجوزہ یادگار کے لئے جس کی بھومی پوجا بھائی مادھوراؤ باگل نے ادا کی، درکار خطۂ اراضی کا عطیہ دیا۔ اس سلسلے میں ضروری کاغذات کلکٹر کولہاپور کو پیش کئے گئے۔

ضلع پونے میں ... چنچوڑ میونسپل کونسل نے شہید دامودر ... چاپیکر کی یاد میں منعقدہ تقریب کے موقع پر شہید کی یاد میں

ایک بڑا ہال، ایک ہوسٹل اور ایک لائبریری چینچواڑ میں خاص چاپیکر خاندان کے جائے سکونت کی حدود میں قائم کئے جانے کا اعلان کیا۔

سولاپور شہر کے چار ممتاز شہیدوں کے رشتہ داروں' شریمتی راہی بائی شندے، شریمتی چمپا بائی بھاؤ راؤ ہولے، شری شنکر آپا ملپّا دھن شیٹھی اور شری ششی کانت لاکھی کو وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا خصوصی تحفہ، چار خوبصورت شال، شری دینانا تھ کامبلے گروجی' وزیر مملکت برائے شہری رسد کے دستِ مبارک سے پیش کیا گیا۔

دیگر اضلاع میں تقریبات:

ضلع پونے۔ امبے گاؤں تعلقہ، ضلع پونے کے مہانچ۔ پڈوال کے مقام پر شریمتی کسا بائی سید، شہید شری بابو گینو کی نسبتی بہن نے بھومی پوجا ادا کی۔ مقامی لوگوں نے شہید شری بابو گینو کی تصویر کے ساتھ جلوس نکالا۔

شہید چاپیکر برادران کی نگری۔ چینچواڑ میں یادگار کی بھومی پوجا شہید دامودر ہری چاپیکر کے نواسے شری نیل کنٹھ ڈھونڈو پنت چاپیکر نے ادا کی۔ اس موقع پر ممتاز اشخاص میں چاپیکر کے دوسرے نواسے شری نر بھے ڈھونڈو پنت، نواسی شریمتی سبنترا وسنت گوڈ بولے، نیل کنٹھ چاپیکر کے ماما شری وسنت وشنو آگاشے بھی موجود تھے۔ مجاہدِ آزادی شری سدا شیو راؤ سائیکر بھی موجود تھے۔

* بیروادا میں معزز مجاہد آزادی شری پونیٹ لال شاہ نے بھومی پوجا ادا کی۔ وزیر انرجی شری جینت راؤ تِلک نے تقریب کی صدارت کی۔
* شہید وشنو گنیش پنگلے کے خاندانی رشتہ دار' شری اُما کانت پنگلے نے ضلع پونے کے شرور تعلقہ میں تلے گاؤں دھام دیرے کے مقام پر بھومی پوجا ادا کی۔
* شری بابو جی کھومنے، شہید شری اماجی نائیک کے بڑے نواسے نے ضلع پونے میں اماجی نائیک کی یادگار کے لئے بھومی پوجا ادا کی۔
* ممتاز مجاہد آزادی بھائی مادھو راؤ باگل نے نورنا نگر، ضلع کولہاپور میں بھومی پوجا ادا کی۔
* کراڈ میں مجاہدِ آزادی شری سدا شیو پنڈھارکر کی ماں شریمتی لکشمی بائی پنڈھارکر اور آنجہانی شری بابو راؤ انگاپورکر کی پتنی شریمتی لکشمی انگاپورکر نے بھومی پوجا کی رسم ادا کی۔
* ضلع ستارا کے کھناؤ تعلقہ میں چھ یادگاریں قائم کی جائیں گی۔ ڈِگاؤ میں شہید شری رام کرشنا ستار کی بیوہ شریمتی کرشنا بائی ستار نے بھومی پوجا کی۔ پوسے ساولی میں شہید شری بال کرشنا کھناؤکر کے بھائی شری رام کرشنا کھناؤکر نے بھومی پوجا کی۔ وردھان گڑھ میں شہید گوندا مدنے کے راست خاندانی رشتہ دار شری کھاشبا بابو مدنے، نے بھومی پوجا کی۔ شریمتی جنو بائی شام راؤ پول' شہید شری شرنگ بھاؤ شندے کی بیٹی نے اونچی تھالنے میں بھومی پوجا کی۔ شہید نیلو پیسو گھاڈگے کے رشتہ دار شری گلاب باجی گھاڈگے نے کالمبی میں بھومی پوجا ادا کی۔ مجاہد آزادی شری وشوا ناتھ گوند دکشت نے کورے گاؤں میں بھومی پوجا ادا کی۔
* کولہاپور میں شہیدان آزادی سوامی ذار کے اور دیگر کے اعزاز میں قائم کی جانے والی یادگار کی بھومی پوجا ممتاز مجاہد آزادی شری رتنا پا کمھار نے ادا کی۔
* شری شنکر راؤ وارکے' شہید شری نارائن وارکے' کے بھائی نے کلناک واڑی، تعلقہ بھودن گڈھ، ضلع کولہاپور میں بھومی پوجا کی۔
* شری بنسی لال بھناڈ، شہید چمپا بائی بنسی لال بھتاڈ کے شوہر نے ستارا ضلع میں بھومی پوجا ادا کی۔
* شریمتی راہی بائی شندے، شہید جگنا تھ شندے کی پتنی نے سولاپور میں بھومی پوجا ادا کی۔
* وادوج، ضلع ستارا میں شریمتی ہیرا بائی گھارگے، شہید پرشورام گھارگے کی بیوہ نے بھومی پوجا کی۔

ناشک ڈویژن: ڈاکٹر بلی رام ہیرے' وزیر تعلیم نے ناشک میں بھومی پوجا ادا کی۔

* شری وشنو دیشپانڈے، شہید شری ونایک دیشپانڈے کے بھتیجے نے سنر، ضلع ناشک میں یادگار کے لئے بھومی پوجا کی۔
* شری سوروپ سنگھ نائیک' وزیر برائے ادیباسی بہبود و سیاحت نے ضلع دھولے میں بھومی پوجا کی رسم ادا کی۔
* شریمتی پاروتا بائی واگھ' ایم۔ایل۔اے اور شہید شری بھگوان سکھا رام بھوساری کی بیٹی نے ادگاؤں، تعلقہ ارنڈل، ضلع جلگاؤں میں بھومی پوجا ادا کی۔

* شری عباس علی قاضی، چیئرمین، مالیگاؤں انجمن مجاہدین آزادی، اور شری ہری بھاؤ نسگے، ایک ممتاز مجاہد آزادی نے مالیگاؤں ضلع ناسک میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* شری تلسی رام مہادو مالی، شہید شری مہادو مالی کے لڑکے نے پاچھورا، ضلع جلگاؤں میں بھومی پوجا ادا کی ۔

کوکن ڈویژن :

معروف مجاہد آزادی شری ایم۔ کے۔ سانے، نے چنچونی تعلقہ دھانو ضلع تھانے میں بھومی پوجا کی ۔

* ضلع سندھودرگ کے مالوان تعلقہ میں کمبھار مٹھ کے مقام پر شری شنکر راؤ ریگے، شہید شری پربھاکر دشرام ریگے کے بھائی نے بھومی پوجا ادا کی ۔ شری ایس۔ این۔ دیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی اطلاعات و رابطۂ عامہ نے تقریب کی صدارت کی ۔

ضلع رائے گڈھ میں ۱۶ یادگاریں ہوں گی ۔ جربیر، تعلقہ اُرن میں شری بھایا دھاکو فوتزکر، شہید دھاکو گونبہ فوتزکر کے بیٹے نے بھومی پوجا ادا کی ۔ دیگر یادگاریں دیگور، تعلقہ اُرن میں شہید الو بھیمتیہ مہاترے، کوپرولی، تعلقہ اُرن میں رگھوناتھ نہاوی، موٹھی جوئی، تعلقہ اُرن میں راما باما کولی، کھوپٹے، تعلقہ اُرن میں بسورام بدھا جی گھرات، تعلقہ اُرن دھاکنی جوئی میں آنندا مایا پاٹل، پانادیو، تعلقہ اُرن میں پرشو رام پاٹل، پنویل میں ہیرو ے گروجی، شردھون تعلقہ پنویل میں اسو دیو بلونت پھڈکے اور بیپن میں ونایک پانڈورنگ کولہٹکر کی یاد میں قائم کی جائیں گی ۔

* شریمتی ششی کلا بائی داڈیکر، گوا کی آزادی کی جدوجہد میں شہید ہونے والے شری شیش ناتھ داڈیکر کی بیٹی نے، ریوڈانڈا، تعلقہ علی باغ، ضلع رائے گڈھ میں بھومی پوجا کی رسم ادا کی ۔

اورنگ آباد ڈویژن :

* اورنگ آباد میں آٹھ یادگاریں قائم کی جائیں گی ۔ مجاہد آزادی، شری دشرتھ کا ٹیکواڑ اور شہید بروار کے پتا شری تکارام بروار نے تانٹے گاؤں تیمبی، ضلع اورنگ آباد میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* شہید شریمتی لکشمی بائی بھائیکر کے پتی شری کسن راؤ بھائیکر نے ناندیڑ شہر میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* شریمتی کیسلا بائی لاکھا، شہید شری لاکھا سنگھ میگھا سنگھ کی بیٹی نے اسلاپور، تعلقہ کنوٹ ضلع ناندیڑ میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* ضلع بیڑ میں سات یادگاریں قائم کی جانے والی ہیں ۔ معروف مجاہد آزادی شری رام لنگ سوامی نے شہید شری وسنت رکشبھونکر کی یادگار کے لئے لیشونت ادھان، بیڑ میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* پربھنی میں ۱۵ یادگاریں قائم کی جانے والی ہیں ۔ شہید اچیوت راؤ ناتھریکر کی بیتی شریمتی سندرا بائی ناتھریکر نے پاتھری میں بھومی پوجا ادا کی ۔ وزیر جنگلات شری نانا بھاؤ امبیڈوار نے تقریب کی صدارت کی ۔
* لاڈسوانگی، ضلع اورنگ آباد میں شری دتاترے کاشی ناتھ مہاترے جی، شہید شری کیشی ناتھ مہاترے جی کے بیٹے نے بھومی پوجا ادا کی ۔
* شہید شری بھاؤ راؤ نانبہ راؤ گناڈے، جھنگت پوری کر کے بیٹے شری رام کرشنا بھاؤ راؤ گناڈے نے بیتھان میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* شہید شری جگنا تھ سکھا رام بھالے راؤ کے معمر والدین شری سکھا رام بھالے راؤ اور شریمتی تلسا بائی بھالے راؤ نے ویجاپور ضلع اورنگ آباد میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* شریمتی کادو بائی لکشمن، شہید شری سندو سکھا رام واگھ کی بیٹی نے سلوڑ، ضلع اورنگ آباد میں بھومی پوجا ادا کی ۔
* ایک شہید کی بیوہ شریمتی انوسیا بائی واگھ نے فردا پور ضلع اورنگ آباد میں بھومی پوجا ادا کی ۔ اس موقع پر دوسرے شہیدوں سردو شری یادو بالا، تکارام شاہاجی، دگدو بالا، سندو بالا، ہیرالال جیسوال، گوند آنند اور تلسی داس ہیرالال کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ۔
* شہید شری وشوا ناتھ کالیداس راج ہنس کے بیٹے شری ابھیمنو وشوا ناتھ راج ہنس نے جرانڈی، تعلقہ سوئیگاؤں، ضلع اورنگ آباد میں بھومی پوجا ادا کی ۔

سات شہیدوں کی بیواؤں کو شری این۔ ڈی۔ مہانور، ایم ایل اے، کے ہاتھوں پنشن کی بقایا رقم ۱۸۰۰ روپیہ فی کس تقسیم کیا گیا ۔

* مجاہد آزادی شری امرت گڈکری نے سرلا بینے، تعلقہ ویجاپور، ضلع اورنگ آباد میں بھومی پوجا ادا کی ۔ یہاں حیدر آباد کی جدوجہد آزادی کے شہید شری رام چندر امہدو دھنڈرے ذد کی یاد میں
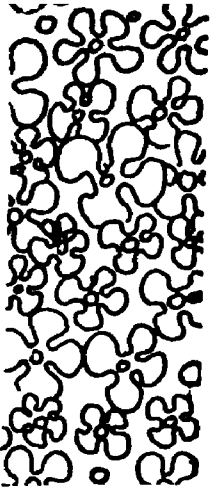
یادگار قائم کی جانے والی ہے۔ ایک ادیباسی دنا ترے نائیک نے یادگار کے لئے دو ایکڑ خطۂ اراضی کا عطیہ دیا۔

ناگپور ڈویژن :

★ شہید ہورام نائیک کی بیوہ شریمتی کیسر بائی کلورام نائیک نے ناگپور میں گاندھی ساگر کے قریب چلڈرنس پارک میں بھومی پوجا ادا کی۔

★★

پھولوں سے ڈھکا، یادگار کا ماڈل
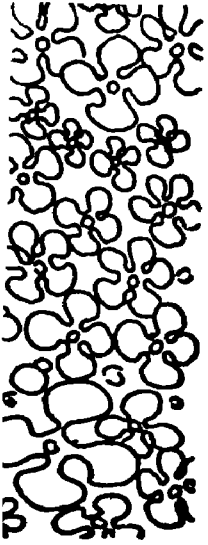
وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے سلامی لیتے ہوئے، قریب میں شری دینکر ہری راجگرو شریمتی راجگرو اور دائیں سرے پر شری بابا صاحب بھوسلے وزیر قانون و عدلیہ کھڑے ہیں۔

جے۔ جے۔ اسپتال، ممبئی
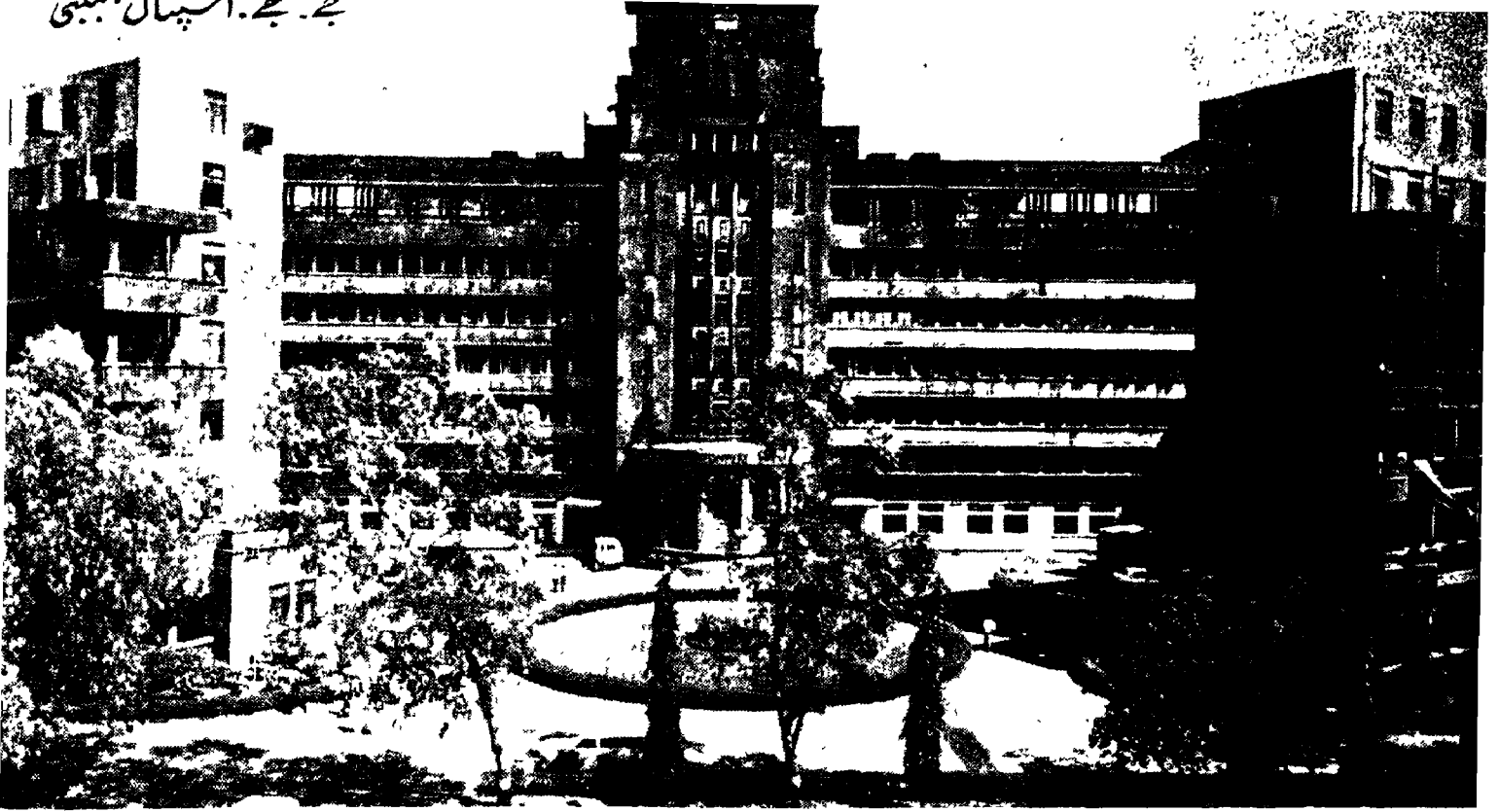
سرکاری ہسپتالوں میں جدید طبّی سہولیات

★ ڈاکٹر بلی رام ھیرے

ریاست کے سرکاری ہسپتالوں میں مہیا طبّی سہولیات اور نجی ہسپتالوں کی طبّی سہولتوں میں کافی فرق ہے۔ نجی ہسپتالوں کی طبّی سہولتیں غریب افراد کی دسترس سے باہر ہیں۔ لہٰذا اس فرق کو مٹانے کے لئے حکومت مہاراشٹر نے ایک اسکیم اپنائی ہے جس کے تحت سرکاری ہسپتالوں کی کارکردگی میں بہتری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ نجی ہسپتالوں کی طرح طبّی سہولتوں کے معیار کو بھی بہتر بنایا جائے گا اور اس میں زیادہ آسانیاں پیدا کی جائیں گی تاکہ غریبوں کو بھی سرکاری ہسپتالوں میں نجی ہسپتالوں کی طرح اعلیٰ طبّی سہولتیں میسّر آئیں۔

جے. جے. ہسپتال سے شروعات

بمبئی میں واقع گرانٹ میڈیکل کالج اور جے. جے گروپ آف ہاسپٹلس (یہ ادارہ ۱۳۶ سال پرانا ہے) مہاراشٹر کا سب سے قدیم اور وسیع ترین طبی ادارہ ہے۔ ریاستی حکومت کی مذکورہ اسکیم کی شروعات سب سے پہلے اسی ادارۂ طب سے ہوگی اور رفتہ رفتہ تمام سرکاری ہسپتالوں کو اس میں شامل کیا جائے گا۔ اس ہسپتال میں غریبوں کو بہترین طبی خدمات مہیا کرنے کے لئے عام اور خاص امراض سے متعلق طریقۂ علاج کو جدید ترین لوازمات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ معیاری بنایا جائے گا اور کم از کم پانچ طریقوں سے یعنی نئی تعمیرات، طبی آلات، اسٹاف، بستروں کی تعداد میں اضافہ اور زائد سرمایہ کاری کے ذریعہ اس ادارے کے معیار کو اعلیٰ بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

نئی تعمیرات

اس پروگرام کے تحت ایک کئی منزلہ عمارت تعمیر ہوگی عمارت کے ہر منزلے پر طبی اور جراحی کے علیحدہ شعبے ہوں گے۔ اس کے علاوہ انڈور، آؤٹ ڈور، کریٹیکل کیئر یونٹ، آپریشن تھیٹر اور دفتری شعبے بھی قائم کئے جائیں گے۔ تشخیص امراض کے لئے جدید ترین لوازمات سے آراستہ ایک شعبہ ہوگا۔ پوری عمارت مرکزی طور پر ایئر کنڈیشن ہوگی ان جراحی اور استعمال شدہ آلات کو جراثیم سے پاک کرنے کے لئے ایک جدید قسم کا اسٹرلائزیشن پلانٹ بنایا جائے گا۔ خانہ داری، کپڑوں کی دھلائی اور تمام صفائی کے لئے بہترین انتظامات کئے جائیں گے۔ بجلی ناکام ہونے پر خصوصی روشنی کا انتظام ہوگا۔

ہسپتالوں کی بہتری میں وزیراعلیٰ کی دلچسپی

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے سرکاری ہسپتالوں کے معیار میں بہتری لانے سے متعلق اسکیم پر فوری عمل کے لئے اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔

آپ نے اس ضمن میں چیف سکریٹری کو ایک ہفتہ میں اپنی رپورٹ پیش کرنے کی سفارش کی ہے۔

وزیراعلیٰ نے یقین دلایا کہ وہ اور ڈاکٹر بلی رام ہیرے مذکورہ رپورٹ پر فوری توجہ دیں گے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ سماج کے کمزور طبقات کو ان ہسپتالوں میں وہ اعلیٰ سہولیات اور خدمات میسّر آسکیں جو ان کی دسترس سے اب تک باہر ہیں۔

بلڈ گیس انالائزر۔ انگلی میں سوئی چبھو کر خون کا قطرہ حاصل کر کے اس آلہ میں رکھا جاتا ہے اور صرف ۴۵ منٹ میں خون میں موجود گیسوں، آکسیجن، کاربن ڈائی اکسائڈ اور خون کی تیزابیت کا پتہ چل جاتا ہے یہ آلہ آپریشن کے بعد خون کی پیچیدگیوں کو سلجھانے کے لئے بے حد کارآمد ہے۔

میڈیکل اسکینر۔ یہ آلہ جسم کے مختلف اعضا مثلاً دماغ، پھیپھڑے، گردے، ہڈیوں اور جگر وغیرہ میں ٹیومر اور اسی طرح کی مخصوص خرابیوں کی صحیح تشخیص کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جس کی بنیاد پر مریض کا کامیاب علاج کیا جا سکتا ہے۔ سرجری میں بے حد معاون ہے۔

سلٹ لیمپ آنکھوں کی ہر قسم کی خرابی کا پتہ دینے والا آلہ۔

تصویر میں ایک شخص کے جسم کا معائنہ پالی گراف کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔ یہ آلہ انسانی جسم کے تمام عملی نظام کی تشخیص کرتا ہے جس کی بنیاد پر پورے جسم کی صحت اور کارکردگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

آپریشن کے وقت مریض کے اعصاب کو بےحس کیا جاتا ہے اس عمل کے دوران انیستھیسیا اسٹر اور وینٹی لیٹر کے ذریعہ مریض کے عمل تنفس کو جاری رکھا جاتا ہے

تصویر میں ایک مریض کو انیستھیسیا کے زیر عمل دکھایا گیا ہے۔ ساتھ میں ـــــ کارڈیو اسکوپ اور پیس میکر آلات لگے ہیں جن سے عمل جراحی کے دوران حرکتِ قلب کو درست رکھنے میں مدد لی جاتی ہے۔

کینسر کے علاج اور تشخیص کے لئے اس اسپتال میں ایک فیزیوتھراپی اور بازآبادکاری کا شعبہ قائم کیا جائے گا۔ جدید ریڈیائی آلات نصب کئے جائیں گے۔ مکمل سہولیات کے ساتھ ٦٦ بلاکس پر مبنی ایک نرسنگ ہوم تعمیر کیا جائے گا۔ اسٹاف ڈاکٹروں کے لئے ۱۲۲ بلاکس تعمیر کئے جائیں گے۔

اس عمارت میں ایک آڈیٹوریم ہوگا جس میں ۲۰۰۰ افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی۔ اس آڈیٹوریم میں میٹنگیں منعقد کی جا سکیں گی۔ اس نئی عمارت کو ہسپتال کے دیگر شعبوں سے جوڑا جائے گا تاکہ مریضوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ علاج کے لئے آنے جانے میں آسانی ہو۔

خاندانی منصوبہ بندی و بہبود مرکز کے ساتھ اس عمارت میں ایک رابطۂ عامہ افسر ہوگا جو مریضوں کی متعلقہ شعبوں تک رسائی میں رہنمائی کرے گا۔ اس کے علاوہ جدید مواصلاتی نظام کے ذریعہ ہسپتال کی کارکردگی کو اور بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

جدید آلات

طبی علاج میں جدید آلات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہسپتال میں ایسے آلات نصب کئے جائیں گے جو خطرناک امراض میں مبتلا مریضوں کی زندگی بچانے میں کام آتے ہیں۔

گردے کے مریضوں کو اکثر و بیشتر اندرون و بیرون ملک ماہرین کی خدمات حاصل کرنی پڑتی ہیں، ایسے مریضوں کے علاج کے لئے اس اسپتال میں ڈائلیسس مشین اور گردے کی تبدیلی کے آلات مہیا کئے جائیں گے۔ اس طرح اس طبی سہولت کو سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والوں کے لئے ممکن بنایا جائے گا، جس کا وہ اب تک خیال بھی نہیں کر سکتے۔

امراض قلب اور سر کی چوٹوں کے علاج کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں گے اور جراحی کی جدید ترین مشینیں لگائی جائیں گی۔

ریاست میں پہلی مرتبہ پوری جسمانی جانچ کے لئے "CAT SCAN" خدمات اس ہسپتال میں مہیا کی جائیں گی۔ جراحی کی جدید خدمات کا انتظام کیا جائیگا۔ بچوں کے لئے تمام جدید لوازمات سے آراستہ ایک علیحدہ شعبہ ہوگا۔

بمبئی جیسے صنعتی شہروں میں فضائی آلودگی سے پھیپھڑوں کے امراض لاحق ہونا قدرتی امر ہے۔ ایسے مریضوں کے علاج کا ایک خصوصی شعبہ مع ایک جدید لیبارٹری کے قائم کیا جائے گا، جس میں آلودگی، سگریٹ نوشی وغیرہ کے اثرات کی جانچ کی جائے گی۔

اسی طرح امراض چشم کے علاج کے لئے مہاراشٹر میں پہلی بار اس ہسپتال میں ہیم سرجری کا طریقۂ علاج اپنایا جائے گا۔ بیرونِ مہاراشٹر بہت کم مقامات پر یہ سہولت حاصل ہے۔

موذی امراض مثلاً گیس، آنتوں کی خرابی، ذیابیطس، خون کی خرابی، کینسر وغیرہ کے علاج کے لئے خصوصی آلات مہیا کئے جائیں گے۔

عملہ: مریضوں کو بہترین خدمات دینے کے لئے طبّی اور غیر طبّی کا مناسب انتظام ہوگا۔

بستر: خصوصی شعبوں کے مجوزہ قیام کے پیشِ نظر جے. جے ہسپتال کے بستروں کی حالیہ تعداد میں مزید دو سو بستروں کا اضافہ کیا جانے کا

امریکہ کے کینسر سنیٹر کے ڈائرکٹر کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے سرکاری ہسپتالوں کے معیار کو بہتر بنانے سے متعلق امکانات پر سلان کیٹرنگ کینسر سنیٹر، نیویارک کے ڈائرکٹر ڈاکٹر ایڈورڈ جے. بیٹل سے ۱۵ اگست کو بمبئی میں ایک ملاقات کے دوران تفصیلی گفتگو کی۔ ڈاکٹر بیٹل فلم اداکارہ نرگس دت کے معالج تھے۔ آپ مذکورہ ہسپتال کے جنرل ڈائرکٹر، چیف آپریٹنگ آفیسر اور چیف میڈیکل آفیسر ہیں۔

ڈاکٹر بیٹل اپنی اہلیہ کے ساتھ خصوصی طور پر ہندی فلم "سلسلہ" کے چیریٹی پریمیر میں شرکت کے لئے ہندوستان آئے تھے، جو ٹاٹا میموریل ہسپتال میں نرگس کریٹیکل یونٹ کی امداد کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے، جو اس تقریب میں بحیثیت مہمانِ خصوصی مدعو تھے، ناسازیٔ طبیعت کی بناء پر شریک نہ ہو سکے۔ البتہ آپ نے وزیر اعلیٰ فنڈ سے اس یونٹ کے لئے ۵ لاکھ روپے کے عطیہ کا چیک روانہ کیا۔

شری سنیل دت، ڈاکٹر بیٹل اور مسز بیٹل کے ہمراہ تھے۔ مسز بیٹل نے خواہش ظاہر کی کہ واشنگٹن میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ کی طرح بمبئی یا اس کے اطراف میں ایک البساطی طبّی مرکز قائم کیا جائے جہاں بنیادی اور عام سہولتوں کے ساتھ ساتھ ماہرینِ امراض کی خدمات بھی حاصل ہو سکیں۔

سرمایہ: ہسپتال کی تجدید اور اس کے معیار کو اعلیٰ بنانے کی اس اسکیم پر مجموعی طور پر ایک اندازے کے مطابق ۲۳ کروڑ روپے خرچ ہوں گے، جس میں سے ۳ کروڑ متواتر اور ۲۰ کروڑ روپے غیر متواتر اخراجات کے لئے درکار ہوں گے۔ اس رقم کا خطیر حصہ جدید آلات کی خریدی پر خرچ ہوگا۔

ضلع ہسپتال: اس اسکیم کے تحت جے. جے ہسپتال کے بعض ضلع سول ہسپتالوں اور کالج ہسپتالوں کی تجدید کی جائے گی ہر ضلع ہسپتال میں مختلف طبّی خدمات کے لئے کل ۴ خصوصی شعبے کھولے جائیں گے۔ ہر سول ہسپتال میں ایک آڈیٹوریم ہوگا۔ ایک ریڈیو اور ایک اسپیکر ہوگا۔ کالج ہسپتالوں میں ایکسرے کی سہولت فراہم کی جائے گی۔

علاوہ ازیں ان سرکاری دواخانوں کے معیار کو بلند کرتے وقت پانی، بجلی کی فراہمی اور صفائی کا بھی پورا پورا خیال رکھا جائے گا۔

وزیر اعلیٰ کی یقین دہانی:

سرکاری ہسپتالوں کی تجدید کی اس اسکیم کے لئے خطیر رقم درکار ہے۔ وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے یقین دہانی کی ہے کہ اس پروگرام کی تکمیل کی راہ میں سرمایہ کے فقدان کو حائل ہونے نہیں دیا جائے گا۔ ممکن ہے کہ ریاست کے سالانہ بجٹ میں اس کے لئے خصوصی گنجائش پیدا کی جائے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ عوام، مریضوں اور ڈاکٹروں سے بھی تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مخیر حضرات سے نقد عطیات کے علاوہ آلات اور دیگر عطیات بھی قبول کئے جائیں گے۔ اور آلات و شعبوں کو عطیہ دہندگان کے نام سے موسوم بھی کیا جائے گا۔ صحت یاب ہو کر جانے والے مریضوں سے درخواست کی جائے گی کہ وہ امدادی فنڈ بکس میں اپنی حسبِ حیثیت کچھ رقم ڈالتے جائیں تاکہ دیگر غریب مریضوں کے کام آسکے۔

ڈاکٹروں کو ایک مشن کے طور پر خدمات انجام دینے کی ترغیب دی جائے گی تاکہ وہ مریضوں کا علاج پوری لگن کے ساتھ کر سکیں۔

طبّی سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ادویات اور طبّی آلات میں بھی جدید ایجادات ہو رہی ہیں۔ جدید نظامِ زندگی سے غریبوں کی صحت پر اثر پڑنا لازمی بات ہے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ غریب ہی زیادہ تر بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور محض اپنی غربت کی وجہ سے جدید

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

مہاراشٹر میں ہینڈلوم صنعت

★ ایس. این. ڈیسائی

ہینڈلوم صنعت مُلک کی سب سے قدیم صنعت ہے۔ مہاراشٹر میں اس صنعت کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے کیونکہ اس صنعت کو ہر زمانے میں فروغ حاصل رہا ہے اور شاید یقین نہ آئے کہ اس صنعت سے تقریباً ۱۰.۶۰ لاکھ افراد روزی پاتے ہیں۔ اتنی اہم صنعت کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس صنعت کا مکمل تحفظ ہو، یہ مزید فروغ پائے اور اس صنعت کی متوازی ترقی کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

خوشی کی بات ہے کہ حکومت ہند نے اس جانب توجہ دیکر نیشنل ہینڈلوم ڈیولپمنٹ کارپوریشن (این ایچ ڈی سی) قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ باوجودیکہ اس صنعت کی ترقی کے لئے مرکزی اور ریاستی دونوں حکومتیں کوشش کرتی رہی ہیں، پھر بھی اس صنعت کی خاطر خواہ ترقی نہ ہونے کا سبب خاص یہی ہے کہ مناسب قیمتوں پر ضرورت کے مطابق سوت کی فراہمی نہیں ہو پا رہی ہے۔

اس مشکل مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے اکتوبر ۱۹۷۹ء سے مہاراشٹر میں ملوں سے سوت لے کر امداد باہمی اداروں کے توسط سے بنکروں میں تقسیم کرنے کا طریقہ رائج کیا گیا۔ امداد باہمی سیکٹر میں کئی اسپننگ ملیں قائم کی گئیں۔ اس سے دو فائدے ہوئے ایک تو یہ کہ بنکروں کو سوت ملنے لگا دوسرے یہ کہ نجی مل مالکان کے منافع کا ایک بڑا حصہ مل کے کاشتکار ممبران کی طرف منتقل ہونا شروع ہوا۔ یہ طریقۂ کار نہ صرف یہ کہ اُمید افزا ثابت ہوا ہے بلکہ اس اسکیم کے نفاذ سے بنکروں کو اب یقینی طور پر قبل کی مقررہ قیمتوں پر سوت کی فراہمی ہونے لگی ہے جس کے نتیجہ میں جنتا کپڑوں کی پیداوار اب وسیع پیمانے پر کیجانے لگی ہے۔ اب سوچا جارہا ہے کہ امداد باہمی اور اس سے وابستہ اداروں کو چھ ماہ تک این ایچ ڈی سی کے ذریعہ مقررہ قیمتوں پر سوت فراہم کیا جائے تاکہ یہ ادارے پیداوار کے لئے ایک منصوبہ بند پروگرام بنا سکیں۔

مہاراشٹر میں کپاس کی پیداوار کا فیصد ملک کی کُل پیداوار ۲۰ فیصد ہے۔ اس نقطۂ نظر سے کہ ہینڈلوم اور پاور لوم دونوں صنعتوں کو درکار سوت میں کمی نہ ہو، حکومت نے چھٹے پنچسالہ منصوبہ مدت میں ۴۰ امداد باہمی اسپننگ ملیں قائم کرنے کا منصوبہ شامل کیا ہے اور بہت اُمید ہے کہ حکومت ہند، این سی ڈی سی۔ اور دیگر مالی اداروں کے تعاون سے اس منصوبے پر کامیابی سے عمل کیا جا سکے گا۔

جنتا کلاتھ اسکیم:

یکم جولائی ۱۹۸۱ء سے حکومت ہند نے جنتا کپڑوں کی فروخت پر امداد کی شرح فی مربع میٹر ۱.۲۵ روپے سے بڑھا کر ۱.۵۰ روپے فی مربع میٹر مقرر کی۔ لیکن صرف ۲۵ پیسے کا اضافہ اور صارفین قیمتوں میں ۱۵ فیصد اضافے سے بڑھتے ہوئے پیداواری اخراجات کے پیش نظر متعلقہ اداروں کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ امداد باہمی اور کارپوریشن اداروں سے وابستہ بنکر اُجرت میں اضافہ طلب کر رہے ہیں اور ریاستی حکومت نے اس سلسلے میں اُجرت کمیٹی بھی مقرر کر دی ہے۔ ان حالات میں بہتر یہی ہو گا کہ کارپوریشن، ادارے اور حکومت ہند اس بات پر غور کریں اور مکمل پیداواری اخراجات کی بنیاد پر صارفین قیمتیں اور امداد کی شرح طے کریں۔

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے ریاستی ہینڈی کرافٹ ادارہ کے قیام کے موقع پر اسی سال جولائی کے مہینے میں بمبئی میں منعقدہ ایک ریاستی دستکاری نمائش کا افتتاح فرما رہے ہیں۔ آپ کے بائیں طرف وزیر صنعت شری جواہر لال درڈا اور وزیر مملکت برائے امداد باہمی، صنعت، اطلاعات و رابطۂ عامہ شری ایس. این. ٹوبسانی کھڑے ہیں۔

اس صنعت میں امداد باہمی سیکٹروں کو قرضوں کی فراہمی کے لئے حکومت مہاراشٹر نے خصوصی انتظامات کئے ہیں۔ ریزرو بنک آف انڈیا نے فی لوم حد کو اس طرح تقسیم کیا ہے: سوتی لوم کے لئے ۱۰۰۰ روپے، سلک اور اونی لومس کے لئے ۲۵۰۰ روپے، اسپیشل کاٹن لومس کے لئے ۲۵۰۰ روپے یہ حد پالیسٹر کپڑا بنائی لومس کے لئے ناکافی ہے۔ اس میں مزید اضافہ ضروری ہے۔ ہینڈ لوم کارپوریشن تجارتی بینکوں سے قرض حاصل کرتے ہیں جو ۱۳ فیصد شرح سود کے حساب سے فراہم کیا جاتا ہے۔ سود کی یہ شرح بھی بہت زیادہ ہے۔ کارپوریشن چونکہ زیادہ تر سماج کے کمزور طبقہ کے مفاد کے پیش نظر سرگرم عمل ہے لہٰذا سود کی اس شرح میں فوری طور پر کمی نہایت ضروری ہے۔

مارکیٹنگ: مہاراشٹر میں کثیر تعداد میں ہینڈ لومس جتنا کپڑا بنتے ہیں جس کی مارکیٹنگ میں کوئی دشواری نہیں ہوتی کیوں کہ ان کپڑوں کی تیاری میں زبردست اعانت کی جاتی ہے۔ اب ریاستی حکومت پالیسٹر اور دیگر اقسام کے کپڑوں کے لئے بھی ایسی سہولت مہیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور مارکیٹنگ کی نئی راہیں کھولنے کے امکانات کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ حکومت ہند یا این ایچ ڈی سی، میٹرو پولیٹن اور بڑے شہروں کی مارکیٹوں میں ہینڈ لوم اور دستکاری اشیاء کی کھپت کے مرکز قائم کرے تاکہ وہاں ریاستی سطح کے ادارے اور کارپوریشن مذکورہ اشیاء کی فروخت کے لئے نمائش کرسکیں۔

بنکروں کے لئے مکانات:

بنکروں کو ایک بستی میں بسانے کے کئی فائدے ہو سکتے ہیں مثلاً بنکروں کو آسانی سے ضروری سہولیات مہیا کی جا سکتی ہیں۔ مشکلات میں اُن کی رہنمائی کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں خام مال کی فراہمی اور تیار مال کی محصولی کے انتظامات بآسانی کئے جا سکتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بنکروں کی سماجی حیثیت قائم ہو سکے گی۔ مرکز اور ریاستی حکومت مشترکہ طور پر کوشش کریں تو اس اسکیم کو عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

برآمدات:

اس صنعت کے تیار شدہ کپڑوں کے لئے غیر ملکی مارکیٹ میں کھپت کے لئے پہلے راہیں ہموار کی جانی چاہئیں۔ ایچ ایچ ای سی کے ذمہ یہ کام دیا جا سکتا ہے تاکہ یہ ادارہ غیر ممالک کی مارکٹوں میں یہاں کے تیار شدہ کپڑوں کی کھپت کے لئے اس بات کا پتہ چلائے کہ وہاں کس قسم کے ڈیزائنوں کے کپڑے زیادہ پسند کئے جاتے ہیں اس کے بعد ایک منصوبہ بند طریقہ پر عمل کر کے اس صنعت کے تیار شدہ کپڑوں کو بیرونی ممالک میں برآمد کیا جا سکتا ہے۔

دستکاری صنعت کے فروغ کے لئے مہاراشٹر میں چھٹے پانچسالہ منصوبہ میں اول ہی ۱۰۰ لاکھ روپیہ مختص کر دیا گیا ہے۔ اس میں سے ۸۲-۱۹۸۱ء کے لئے ۱۹ لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ یہ بیشک گذشتہ رقموں سے کہیں زیادہ ہے اور یہ اضافہ حکومت مہاراشٹر نے دستکاری صنعت کو فروغ دینے کے لئے اس لئے بھی کیا ہے کہ اس سے وابستہ دیہی بیروزگاری کا مسئلہ حل ہو سکے۔ اب بھی حکومت دیہی معیشت کو بہتر بنانے کیلئے مربوط منصوبے ترتیب دے رہی ہے جس میں یقینی طور پر دستکاری صنعت کے فروغ کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں گے۔ اسی لئے ریاستی حکومت اب دیہی، کاٹیج انڈسٹری اور دستکاری صنعتوں کے فروغ کے لئے ایک خود مختار محکمہ دیہی صنعت قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

ویسے تو ممبئی تمام دستکاری صنعت کی برآمدات کا اہم مرکز ہے، مہاراشٹر کی دستکاری صنعت برآمدات کے لحاظ سے ملک بھر میں پیش پیش رہے۔ اگر کل ہند دستکاری بورڈ سے تعاون حاصل کیا جائے تو ہندوستانی دستکاری صنعت کی برآمدات کے لئے مہاراشٹر دستکاری بورڈ اہم ثابت ہوسکتا ہے۔

دستکاری صنعت سے وابستہ افراد کی سہولت کی کئی اسکیمات حکومت مہاراشٹر کے زیر غور ہیں۔ فی الحال تین اسکیمات یعنی اپرنٹس ٹریننگ، ماسٹر کرافٹس کے لئے انعامات۔ ضروری اوزاروں کی خریداری کے لئے امدادی اسکیم۔ ان ہی پر حکومت مہاراشٹر نے اپنی کوششیں محدود کر رکھی ہیں۔ رفتہ رفتہ ان میں نئی باتیں شامل کی جارہی ہیں۔ اپرنٹس ٹریننگ اسکیم میں تبدیلی پر حکومت غور کر رہی ہے ماہر دستکاروں کو ضروری سرمایہ کی فراہمی کے لئے رعایتی شرح سود پر قرضوں کی فراہمی۔ غیر منقولہ جائدادوں کی خریداری میں مدد اور منتخبہ مقامات پر جہاں دستکاروں کی اکثریت ہے عام سہولیاتی مرکز کا قیام وغیرہ کے امکانات کا بھی جائزہ لیا جارہا ہے۔ ایسے مرکز ماہر دستکاروں کے زیر انتظام رہیں گے، جن کے تحت مقامی کاریگروں کی ضروریات پوری کی جاسکیں گی۔ اس کے علاوہ دستکاری میں تکنیکی تربیت دینے والے اداروں کو گرانٹ دینے کی بابت بھی تجویز پیش کی گئی ہے۔

دستکاری صنعت میں ریاست کے اہم مرکز اورنگ آباد، ساونت واڑی، کولہاپور، ہوپری، سولاپور، ممبئی، پونے، ناشک، تھانے (بشمول مرباد، امبرناتھ اور دھانو تعلقہ) مانے جاتے ہیں۔ مہاراشٹر کی مشہور روایتی دستکاری اشیاء کے فروغ کا جائزہ لینے کے لئے ریاستی حکومت نے ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے اپنی سفارشات میں ہینڈلوم اور دستکاری صنعت کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظامات کی تجویز پیش کی ہے جو حکومت کے زیر غور ہے۔

حال ہی میں ریاستی حکومت نے دستکاری صنعت کے فروغ سے متعلق اقدامات کے سلسلہ میں مشورہ اور رہنمائی کیلئے مہاراشٹر اسٹیٹ ہینڈی کرافٹ بورڈ قائم کیا تھا۔ اس بورڈ کی ایک اہم بیٹھک بھی ہوچکی ہے جس میں قیمتی مشورے پیش کئے گئے

فی الحال ممبئی میں ایسا کوئی ایمپوریم موجود نہیں ہے جس میں صرف مہاراشٹر کی دستکاری اشیاء رکھی جائیں۔ لہٰذا حکومت مہاراشٹر ممبئی میں ایک ایسا ایمپوریم قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی۔ اور اس سلسلے میں آل انڈیا ہینڈی کرافٹ بورڈ سے ایک خط سرمایہ (تقریباً ۲۵ لاکھ روپیہ) کی فراہمی میں تعاون کی توقع رکھ ہے۔ ہینڈلوم اور دستکاری پیداوار کی سب سے بڑی خریدار خود حکومت ہے۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا کہ سرکاری محکموں کے لئے درکار اشیاء ہینڈی کرافٹ اینڈ ہینڈلوم ایکسپورٹ کارپوریشن جیسے اداروں کی رہنمائی میں تیار کی جائیں اور ان کی کھپت کی جائے۔

دستکاری سے متعلق یہ فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ اس صنعت میں لوگ زیادہ تر پیشہ ورانہ طور پر وابستہ نہیں ہوتے بلکہ یہ فن خاندانی وراثت کے طور پر اپنایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ دستکاری صنعت میں بچے بھی خاصی تعداد میں برسر روزگار ہیں۔ اس لئے ایسے منصوبے بنائے جانے چاہئیں جن سے نہ صرف دستکاری صنعت فروغ پائے بلکہ غربت سے نیچے زندگی گذارنے والوں کی بہتر طور سے کفالت ہوسکے۔ اس لئے وسیع پیمانے پر ایسے اقدامات کئے جائیں جس سے ہر گھر ایک کارخانہ بن جائے۔ اس ضمن میں اہم اقدام تربیتی مراکز کا ملک بھر میں قیام ہے۔

بورڈ کے ذمے یہ کام بھی سونپا چاہئے کہ وہ اس بات کو ممکن کرسکے کہ چند مخصوص اشیاء کی تیاری صرف دستکاری شعبہ کیلئے محفوظ ہو جائے۔ اس کے علاوہ مارکیٹ میں کھپت کے لحاظ سے ایسی دستکاری اشیاء کی تیاری جو مالی طور سے کاریگروں کے لئے بھی فائدہ مند ہوں، دستکاری صنعت کو بھی مزید فروغ دے سکتی ہے مالی اداروں سے چونکہ دستکاری صنعتکاروں کو قرضوں کی فراہمی اتنی آسان نہیں، اس لئے اس صنعت سے وابستہ افراد کی سہولت کے لئے یہی بہتر ہوگا کہ ایک علیحدہ ادارہ قائم کیا جائے جو کاریگروں کو چھوٹے پروجیکٹ کی تیاری اور ممکن ہو تو قرضوں کی فراہمی میں مدد کرسکے۔

[وگیان بھون نئی دہلی میں، ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء کو آل انڈیا ہینڈلوم اینڈ ہینڈی کرافٹ بورڈ کی میٹنگ میں وزیر موصوف کی تقریر پر مبنی۔]

شاطر حکیمی - فن اور شخصیت

• خلیل انجم
ڈاکٹر شیخ کالونی، کامٹی
(ضلع ناگپور) مہاراشٹر

شہر کامٹی ہمیشہ سے اردو زبان و ادب کا مرکز بنا رہا ہے، خاص طور سے شعر گوئی پر یہاں کے شعراء کا خواہ وہ قدامت پسند شاعری کے پیرو ہوں یا جدید شاعری کے علم بردار یا مخلوط رنگ کی شاعری کے دلدادہ، غلبہ رہا ہے۔ اس کا ثبوت اس وقت ملتا ہے جب یہاں ہندوستان گیر پیمانے پر مشاعرہ ہوتا ہے یا کسی ادبی و شعری شخصیت کے اعزاز میں، جب کسی نشست کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہاں شعر کو حسن و شباب کے سانچے میں ڈھالنے والے شاعر شکیل بدایونی، وقت کی نبض پر انگلیاں رکھ کر شعر کہنے والے جاں نثار اختر اور حسرت موہانی، اصغر گونڈوی اور جگر مرادآبادی جیسے استادانہ مقام رکھنے والے شعرائے کرام کی رہنمائی میں شعر کہنے والے باکمال شاعر خمار بارہ بنکوی بہت پہلے آکر یہاں کی شعری و ادبی آب و ہوا سے لطف اندوز ہوکر چلے گئے ہیں۔ ان کے بعد دل لکھنوی، فنا نظامی کانپوری، راز الہ آبادی، شعری بھوپالی، حفیظ میرٹھی، مخمور سعیدی کیف بھوپالی وغیرہ بہت سے شعرائے کرام یہاں مشاعروں میں آئے اور یہاں کے ماحول سے متاثر ہوکر گئے۔ گذشتہ یکم مارچ ۱۹۷۹ء کی ایک شعری نشست میں اپنی اعزازی تقریر میں مظہر امام نے یہاں تک کہدیا کہ انھوں نے مشاعروں کے لئے اتنا خوشگوار اور صحت مند ماحول بہت کم دیکھا ہے۔

کامٹی کا یہ خوشگوار ادبی ماحول آج بھی اپنی شان و شوکت اور آب و تاب کے ساتھ زندہ ہے۔ یہاں اکثر بڑے پیمانے پر مشاعروں اور نشستوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کامٹی کے ادبی و شعری ماحول اور فضا کو ہموار کرنے اور برقرار رکھنے میں بلاشبہ آج بھی ایک ایسی عظیم ادبی و شعری شخصیت کی کاوشیں کارفرما ہیں جسے ہم "شاطر حکیمی" کے نام سے جانتے ہیں۔ مشاعرہ چاہے اعلیٰ پیمانے پر ہو یا ادنیٰ پیمانے پر، یا کوئی نشست ہو، قبلہ شاطر حکیمی کی موجودگی اس مشاعرے یا نشست کے لئے کامیابی کا باعث بن جاتی ہے۔ ان کے فن کی مقبولیت کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ آج ان کے سیکڑوں شاگرد ہندوستان اور پاکستان میں موجود ہیں اور جیسا کہ ہم مشاعروں میں دیکھتے آئے ہیں کہ بعض اساتذہ اپنے شاگردوں کے معمولی اور بے معنی اشعار پر بھی داد دینے اور انکی حوصلہ افزائی کرنے سے نہیں چوکتے اور دوسروں کے غیر معمولی اور معیاری اشعار سنکر بھی ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی لیکن شاطر حکیمی اپنی وسعت نظری کا ثبوت اس طرح پیش کرتے ہیں کہ کلام پڑھنے والا خواہ ان کا شاگرد ہو یا نہ ہو، اس کے معیاری اور اچھے شعر کی بہت داد دیتے ہیں۔ اسی لئے شعراء شاطر حکیمی کو اسٹیج یا اسٹیج کے قریب دیکھ کر بڑے اطمینان اور حوصلے کے ساتھ اپنا کلام پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے محفل مشاعرہ کو زندگی مل جاتی ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج اس گروپ بندی کے دور میں بھی شاطر حکیمی کا کوئی گروپ نہیں اور نہ ان کا واسطہ کسی مخصوص گروپ سے ہے۔

شاطر حکیمی اپنی عمر کی ۶۵ ویں منزل کو پار کر گئے ہیں اور چالیس سال سے شعر و ادب کے دشت میں سیاحی کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کا ایک ہی شعری مجموعہ بنام "موت و حیات" منظرِ عام پر آیا ہے۔ یہ مجموعہ آزادی سے پہلے ۱۹۴۴ء میں اس وقت شائع ہوا جب شاطر حکیمی پر نوجوانی یا سرشاری کا عالم طاری تھا۔ [illegible] مجموعہ غزلیات اور نظمیات کا بہترین مرقع ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہندوستان آزادی کی دہلیز کے قریب تھا۔ اسی دوران شاطر حکیمی کی ایک بہت مشہور نظم ریڈیو ماسکو سے نشر بھی ہوئی جس کا مطلع یوں ہے ؂

بہادرو نہ جانے پائے ہاتھ سے یہ سرزمیں
وطن ہی سے جہان ہے وطن نہیں تو کچھ نہیں

گرچہ 'موت و حیات' کی بیشتر نظمیں اور غزلیں بہت مقبول ہوئیں، لیکن اس کے بعد شاطر حکیمی کا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہو سکا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ علاقہ ہندوستان کے ادبی و شعری مراکز سے دور ہے اور دوسرے ادبی وسائل اور اُردو پریس کا فقدان، ورنہ 'موت و حیات' ایک ایسی تخلیق ہے جو شاطر حکیمی کو اس دور کے نوجوان اور وطن پرست شعراء کی صف میں کھڑا کر سکتی تھی۔ اس ثبوت میں شاطر حکیمی کا یہ شعر

اشارہ ان کی جانب سے اگر پہلے نہیں ہوتا
تو کیوں برباد کرتے مفت میں ہم زندگی اپنی

مجاز لکھنوی کے مندرجہ ذیل شعر کے مقابلہ میں پیش کرتا ہوں ؂

عشق کا محوِ نظارہ مفت میں بدنام ہے
حسن خود بیتاب ہے جلوہ دکھانے کیلئے

دونوں اشعار کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے اور شاطر حکیمی کا شعر فنی اعتبار سے کسی بھی طرح مجاز کے شعر سے بلند ہے لیکن شہرت ملی مجاز کے شعر کو، کیونکہ دونوں کے درمیان لکھنؤ اور کامٹی کا فرق ہے۔ ایک جگہ اُردو پریس اور ادبی وسائل کی بھرمار اور دوسری جگہ ان وسائل سے یکسر خالی۔

"موت و حیات" پر تبصرہ کرتے ہوئے نیاز فتحپوری 'نگار' کے شمارہ میں لکھتے ہیں کہ "شاطر حکیمی بڑی سے بڑی بات آسانی سے کہہ جاتے ہیں۔ یہ خصوصیت بڑی خصوصیات میں سے ہے۔ شاطر حکیمی کا شمار ترقی پسند شعراء میں ہوتا ہے مگر ان کے کلام میں ان کی بے راہ روی نہیں پائی جاتی۔"

پروفیسر مجنوں گورکھپوری نے اپنے تبصرہ میں لکھا ہے کہ —
"موت و حیات" شروع سے آخر تک پڑھ جائیے، شاطر حکیمی مرکزی خیال سے نہیں ہٹتے۔"

شاطر حکیمی مشاعروں میں بھی کثرت سے شریک ہوتے ہیں اور اپنی منفرد اسٹائل سے سامعین کی توجہ اپنی طرف مبذول کر لیتے ہیں۔ چند یادگار مشاعروں کی رپورٹ کے اقتباسات ذیل کئے جاتے ہیں:

۱۹۳۹ء میں حیدر آباد دکن میں اتحاد المسلمین کی جانب سے ایک آل انڈیا غیر طرحی مشاعرہ کا انعقاد کیا گیا۔ نواب بہادر یار جنگ، نواب صدیق علی خاں اور دیگر علماء کے علاوہ حضرت اختر حیدر آبادی جنھیں نیاز فتحپوری نے جوش ملیح آبادی کے مقابلے میں پیش کیا ہے، وغیرہ اس مشاعرہ میں شریک تھے۔ مشاعرہ پورے شباب پر تھا اور ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں شاطر حکیمی کو آواز دی گئی۔ نوجوانی کا عالم تھا اور مشاعرہ بھی شباب پر تھا، شاطر حکیمی اپنے مخصوص انداز میں غزل پڑھتے ہوئے جب اس شعر پر پہنچے ؂

تو نہ ہوتا تو زندگی کیا تھی
اے غمِ عشق تیری عمر دراز!

تو سامعین جھوم جھوم اُٹھے — سامعین کے مکرّر اصرار پر آپ نے یکے بعد دیگرے تین غزلیں پڑھیں اور نہ صرف خوب دادِ تحسین حاصل کی بلکہ سامعین کی محبت نے انھیں وہاں تقریباً ڈھائی ماہ قیام کرنے پر مجبور کر دیا۔

تقسیم سے پہلے بُرہانپور میں سیشن جج جعفری صاحب کی صدارت میں ایک آل انڈیا طرحی مشاعرہ ہوا۔ جگر مرادآبادی، ماہر القادری، آرزو مالیگانوی، آزاد انصاری وغیرہ جیسے ماہرین فن بھی اس مشاعرہ میں شریک تھے۔ جگر کا مصرعہ ع "زندگی کا مزہ گناہ میں ہے" مشاعرہ کی طرح تھی۔ جگر مرادآبادی جب اپنے اس شعر پر پہنچے تو دادِ تحسین سے مشاعرہ کی چھت اُڑنے لگی ؂

میں جہاں ہوں ترے خیال میں ہوں
تو جہاں ہے مری نگاہ میں ہے

مشاعرہ ہوتا رہا لیکن اس شعر سے زیادہ کوئی شعر مقبول نہیں ہوا اور جب شاطر حکیمی مائیک پر آئے اور اپنے اس شعر پر پہنچے تو ایک بار پھر "واہ واہ" کے شور سے مشاعرہ گونج اُٹھا ؂

تم نہ سمجھو تو کیا کرے کوئی
دل کا ہر مدعا نگاہ میں ہے

ماہرالقادری سرمشاعرہ فرمانے لگے کہ بعض اوقات شخصیتیں کام کرتی ہیں اُن کی بلند آوازاور شہرت کے غلغلے کے آگے دوسری آواز دب کر رہ جاتی ہے ، مثلاً سچ پوچھو تو شاطر حکیمی کا یہ شعر میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا اور مشاعرہ کی مقبولیت کا حامل ہے ۔

اسی دوران اکولہ میں شکیل بدایونی کی صدارت میں ایک طرحی مشاعرہ ترتیب دیا گیا ۔ مصرعۂ طرح تھا :

اک فرشتہ بھی انتظار میں ہے

شکیل بدایونی کے علاوہ صبا افغانی اور حسرت جے پوری وغیرہ بھی شریک مشاعرہ تھے ۔ مشاعرہ پوری کیفیت کے ساتھ چل رہا تھا ۔ دوسرے شعراء کے مقابلہ میں شاطر حکیمی کے اس شعر کو بہت پسند کیا گیا اور بار بار پڑھوایا گیا ۔

شبِ ہجراں گزار دی ہم نے
روزِ محشر تو کس شمار میں ہے ؟

شکیل بدایونی نے جب اس مشاعرہ کی روداد لکھی تو اس شعر کا خصوصی طور پر ذکر کیا ۔

۲۴ نومبر ۱۹۷۴ء کو کامٹی میں شمع لائبریری کے ایک یادگار کُل ہند مشاعرہ میں شاطر حکیمی جب اپنی نظم " سینۂ کائنات کا اضطراب و کرب " پڑھ کر بیٹھے تو ڈاکٹر ملک زادہ منظور احمد جو اس مشاعرہ کی نظامت کر رہے تھے ، فرمانے لگے کہ آج کا نوجوان بیس سال بھی کوشش کرے تو شاطر حکیمی صاحب کے اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا ۔

غرض شاطر حکیمی اس دور کے اُن شعرائے کرام میں سے ہیں جن کے فن پر ہم بجا طور پر فخر کرسکتے ہیں ۔ ان کی شاعری موجودہ اور آنیوالی نسل کے لئے فکر اور عمل کی راہیں استوار کرنے میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتی ہے ۔

شری جینت راؤ تلک ، وزیر انرجی اور ثقافتی امور نے ، اگست کوستکرتی کے جید عالم شری غلام دستگیر کو اُن کی رہائشگاہ پر ۵,۰۰۰ روپے کا چیک پیش کیا ۔

بقیہ " سرکاری ہسپتالوں میں بدنظمی ... "

طبی سہولتوں اور خدمات سے محروم رہتے ہیں ۔

سرکاری ہسپتال جو غریبوں کی طبی خدمات کے لئے وقف ہیں ، ان حالات میں غریب مریضوں کا علاج اسی صورت میں ٹھیک طرح سے کر سکتے ہیں جب انھیں جدید طبی آلات مہیا ہوں ۔ یہ سب کچھ اسی لئے کیا جا رہا ہے تاکہ ان سرکاری ہسپتالوں میں بھی وہی بلکہ بہتر طبی سہولیات مہیا ہوں جو صرف نجی ہسپتالوں میں موجود ہیں اور جس کا فائدہ صرف دولت مند طبقہ ہی اٹھاتا ہے ۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں ۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے " قارئین کی رائے " کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ اس نیا دلئے خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا ۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے ، البتہ سرکاری پالیسیوں ، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط ، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے ۔ پتہ نوٹ فرمالیں :

ایڈیٹر " قومی راج " ، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ ، بندرھواں منزلہ ، مقابل منترالیہ ، بمبئی ـ ۴۰۰۰۳۲

تبصرہ

تبصرہ نگار: حسن عباس فطرت

'روحِ تہذیب' ـــــ خواجہ غلام السیدین

مکتبۂ جامعہ ۔ نئی دہلی ۲۵

صفحات: ۷۲ ★ قیمت: چار روپے پچاس پیسے

فلسفۂ مغرب کی اساس مادیت پر ہے وہ ظاہر پرست ہے اس لئے اخلاقیات کے وہ بنیادی عناصر جن کو مشرق میں سرمۂ نظر مانا جاتا ہے مغرب میں خاکِ پا کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہاں انسان کا قد و قامت اس کی ذہنی و عملی اڑان کے پیمانے سے ناپتے ہیں جبکہ مشرق میں انسان کی قدر و قیمت اس کے باطنی حسن اور کردار و اخلاق پر منحصر ہوتی ہے۔ کارلائل کہتا ہے کہ "کام عبادت ہے ہر کام جو خلوص سے کیا جائے برکت کا باعث ہے۔ جس شخص کو یہ برکت حاصل ہے اسے اور کوئی برکت طلب کرنے کی ضرورت نہیں۔"
مگر رومی کہتے ہیں کہ ع

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اور کبیر داس۔ "ڈھائی اکشر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے"

وجہ یہ ہے کہ مشرق و مغرب میں مقصدِ حیات جداگانہ ہے۔ ایک جگہ دوسروں کے لئے جینا بشریت کا طرۂ امتیاز ہے اور دوسرے ٹھکانے زیادہ سے زیادہ استحصال ہی بلندی کا مرغ باد نما۔ شاید اسی لئے مشرق و مغرب، دونوں تہذیبوں کے درمیان کھڑے ہو کر خواجہ غلام السیدین نے پہلے پہل "تہذیب" ہی کو غور و فکر کا موضوع بنایا۔ اس مختصر سے مقالے کو جتنی مقبولیت حاصل ہوئی اس سے کھلتا ہے کہ مصنف نے اپنے مطالعہ و مشاہدہ تجربے اور فکر کا نچوڑ چند اوراق میں رکھ دیا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تھا۔ ایک خشک موضوع پر لکھی ہوئی تحریر کا تیسرا ایڈیشن بازار میں آئے، اس بات کا ثبوت ہے کہ اندازِ تحریر دلکش و شگفتہ ہے۔

اس مقالے کی ابتدا رومی کے مشہور اشعار سے کی گئی ہے اور وہ ہے "انسانِ نایافت کی تلاش" یہ حصہ تمثیلی ہے جس میں تہذیب کے موجودہ تصور کے تانے بانے بڑے حسین و پُرجوش طریقے سے بُنے گئے ہیں۔ پھر جب قاری کو مصنف اپنے قریب لے آتا ہے تو پھر تہذیب کی تعریف موجودہ مکاتبِ خیال کے مطابق کی جاتی۔ اور ان سب پر نقد و تبصرہ کرنے کے بعد "رواداری" کو تہذیب کلید منوایا جاتا ہے۔ رواداری خواجہ صاحب کے نزدیک اخلاق سمندر ہے جس میں تمام فضائل بوند کی مانند ہیں۔ مقالہ کا یہی اس کی روح ہے۔

خواجہ غلام السیدین صاحبِ علم و عقل، اخلاق و آداب اور نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔ پہلے بھی ان کا یہ مختصر مقالہ اردو کلاسیکل ادب میں گنا جاتا تھا اور موجودہ دور میں دن بدن اس کی قیمت بڑھتی جا رہی ہے۔ اعلیٰ تصنیف کا یہی کرشمہ ہوتا ہے سیدین میموریل سوسائٹی نے اس کی جدید اشاعت کا بار اٹھا اردو والوں پر خاص کرم کیا ہے۔

آخر میں ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ خواجہ غلام السیدین کے زریں خیالات کی چند جھلکیاں اپنے قارئین کو بھی دکھاتے چلیں بات بے نمک رہ جائے گی۔

" رواداری کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے دو باتوں کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ انسان اخلاقی عیوب اور برائیوں کے ساتھ بھی سمجھوتہ کرنے کو تیار ہو جائے اور جرم و گناہ کے ساتھ رواداری برتنے، نہیں! اسے جرم اور مجرم میں، گناہ اور گناہ کرنے والے میں تمیز کرنی چاہیے، بحیثیت ایک بااخلاق آدمی کے اس کا فرض ہے کہ وہ جرم کے تدارک کی کوشش کرے اور اس کے خلاف اپنی پوری قوت صرف کرے لیکن بحیثیت ایک انسان کے، ایسے مجرموں کے ساتھ ہمدردی رکھنی چاہیئے اور انھیں راہِ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔"

دوسری جگہ ایک بہت ہی باریک نکتہ یوں بیان کیا ہے۔

"دراصل تہذیب کا مسئلہ عدل اور توازن کا مسئلہ ہے یعنی ہمیں مختلف قوتوں اور مطالبات کے درمیان ایک خاص تناسب قائم کرنا ہے، ہم نے ابھی غرور و نیازمندی کا ذکر کیا ہے اس ضمن میں سچی تہذیب ہم سے بیک وقت ایسی صفات کی طالب ہے جو بظاہر ایک دوسرے کی ضد معلوم ہوتی ہیں۔"

کتابت و طباعت بہتر ہے اور قیمت مناسب!

٭ فراق گورکھپوری

4/8 بینک روڈ، الہ آباد-۲ (یو۔پی)

غزل

شورشِ کائنات ہے خاموش | موت ہے زندگی کے دوش بدوش

ہیں تجھی پر نثار مستی و ہوش | کچھ تو لے چین اے دلِ غم کوش

آہ، بحرِ حیات کا یہ جوش | آج فردائے آخرت بھی ہے دوش

کیا یہ بے تابیِ خطاب و کلام | زندگی خود ہے اک پیامِ خموش

عشق کی خود نمائیاں! جن کی | خود ہے برقِ جمال پردہ پوش

ایک بھی تو سنبھل نہیں پاتا | زندگی ہے کہ بادۂ سرجوش

دن کے ہنگامے ایک شورشِ غیب | رات کی خامشی پیامِ سروش

تجھ سے اے رسم و راہِ نظمِ کہن | زندگی ہو چلی ہے کیوں روپوش

اب تو وہ سوز و ساز بھی نہ رہا | بزم برخاست، شمعِ بزم خموش

حسنِ صبحِ ازل کی شان فراق
عشق کی بے خودی قیامت کوش

فراق گورکھپوری

غزلیں

٭ محمد سعد کاوش پرتاپگڈھی
معرفت فراق گورکھپوری
۴/۸، بینک روڈ، الہ آباد-۲ (یو.پی)

میں جھیلتا ہی رہا اُن کی ہر جفا یارو
تو کیوں وہ کہتے ہیں پھر مجھ کو بیوفا یارو

گلیم بخت سیہ جب فلک میں اوڑھے رہا
مزاج تنگ مرا مجھ سے رہا جُدا یارو

وطن ہی میں کوئی پُرسان حال جب نہ ہوا
تو پوچھتا کوئی غربت میں کیوں بھلا یارو

میں مرچکا ہوں کئی بار پھر بھی زندہ ہوں
مری حیات کا ٹوٹا نہ سلسلہ یارو

نشاطِ زیست میسّر نہ ہو سکا مجھ کو
یہ لفظ میں نے سنا یا کبھی پڑھا یارو

خبر نہ تھی کہ اُسی دام میں پھنسوں گا میں
کہ جس کو پچھلے دنوں میں نے خود بُنا یارو

تمھاری بزم سے اُٹھتا ہوں آج میں رخصت
معاف کرنا مرا سب کہا سُنا یارو

کوئی شگوفہ وہاں سر اُٹھائیگا اِک روز
مرے لہو کا جہاں قطرہ گر گیا یارو

٭ منشی جلیس کھنڈوہ
۱۱ - اِملی پورہ - کھنڈوہ (ایم .پی)

نام بستی کا تری شہرِ ستمگر رکھ دے
چھین کر پھول ہر اک ہاتھ میں پتھر رکھدے

خشک ہونٹوں پہ زباں پھیر رہا ہوں کب سے
ساقیا اب تو مرے سامنے ساغر رکھدے

لوگ سڑکوں پہ نہ آئیں گے گداگر بن کر
کوئی اتنا تو ذخیرہ ذرا گھر گھر رکھدے

کوئی مظلوم کے ماتھے کا پسینہ پونچھے
دستِ ظالم سے کوئی چھین کے خنجر رکھدے

کہیں اُڑ جاؤں نہ اوراق کی مانند جلیس
آئے اور آ کے کوئی پیار کا پتھر رکھدے

• شوق ماھری
موگھٹ روڈ، زینب منز[illegible]
کھنڈوہ (ایم.[illegible]

یوں میں نے دردِ دل کا فسانہ کہا کہ بس
محفل میں جس کسی نے سُنا، چیخ اٹھا کہ بس

ترکِ وفا کی دل میں کبھی آگئی تھی بات
یہ زندگی میں ایسی ہوئی ہے خطا کہ بس

منزل کا ذکر کیا، ہے نہیں گردِ کارواں
اک راہزن وہ راہ میں پیچھے پڑا کہ بس

حیرت سے دونوں نقش بہ دیوار ہو گئے
کل اُن سے سامنا وہ اچانک ہوا کہ بس

موجوں کی کشمکش سے سفینہ گزر گیا
ساحل کے پاس آکے وہ طوفاں اُٹھا کہ بس

توبہ کے ٹوٹنے کا مجھے غم رہا مگر
اُٹھی کچھ ایسی جھوم کے کالی گھٹا کہ بس

دل داغ داغ ہی سہی ہمّت بلند ہے
کچھ اور بھی ملے گا وفا کا صِلا کہ بس؟

جادو بیانیاں مری سب خاک ہوگئیں
یوں مُسکرائے سُن کے مرا ماجرا کہ بس!

شاید ہی اب تو کوئی محبّت کا نام لے
اس جرم کی ملی ہے ہمیں وہ سزا کہ بس

شاہوں کے تخت و تاج سُبک ہو کے رہ گئے
آوارگی میں شوق مزہ وہ مِلا کہ بس

غزلیں

٭ جلیلؔ ساز
مومن پورہ - ناگپور ۱۸

بزمِ یاراں میں دم گھٹا جائے
اب یہاں سے کہیں چلا جائے

آدمی سب کے سب سیاہی ہیں
کس سے دل کھول کر ملا جائے

چوک کی مورتی ہیں ہم جیسے
جو کوئی جائے گھورتا جائے

بیٹھتی جا رہی ہیں دیواریں
ایسے گھر سے تو اب اٹھا جائے

ذہن آزاد اور زباں پابند
اے سخن گوئی ! کیا کیا جائے

نغمگی ہے ہوا کی لہروں میں
کوئی کیسٹ نیا سنا جائے

میں چراغِ مزارِ ہستی ہوں
جس کا جی چاہے جب جلا جائے

لوگ فٹ پاتھ پر رہیں کب تک
ہاتھ کوئی چراغ آ جائے

کھل کے اظہارِ حق تو مشکل ہے
سازؔ اشاروں ہی سے کہا جائے

٭

٭ قتیلؔ اجنتھانی
گودری اپارٹمنٹ، آئی سی کالونی،
ماؤنٹ پائینسور، بوریولی (ویسٹ) بمبئی

دنیا کو اپنا ہوش ہی شاید رہا نہ تھا
دامانِ بے خودی میں مرے ورنہ کیا نہ تھا

میں ایسے التفات کا قائل نہیں حضور
غیروں کے بعد میری طرف دیکھنا تھا

یہ بھی کرشمۂ غمِ دوراں کا تھا اثر
اُن کی کسی ادا میں بھی حسنِ ادا نہ تھا

الزامِ کفر عشقِ بتاں میں بجا مگر
واعظ یہ کفر، کفرِ شریعت نما نہ تھا

آیا وہ وقت بھی دلِ امیدوار پر
اُن کی عنایتوں کا بھی کچھ آسرا نہ تھا

آدابِ فصلِ گل تو بہ ترتیب یاد تھے
لیکن چمن میں پھول ہی کوئی کھلا نہ تھا

اہلِ قفس ہیں کس لئے مایوس اے قتیلؔ
اک موسمِ بہار تھا کوئی خدا نہ تھا !

٭

٭ بیکسؔ الہ آبادی
معرفت عارف احمد جی
(سابق میونسپل کونسلر)
انٹاپ ہل، بمبئی نمبر ۳۷

سب رک گئے ہیں راہ کو پُر خار دیکھ کر
خوش ہوں میں اپنی منزلِ دشوار دیکھ کر

اپنی غلط روی کی سزا مل گئی ہمیں
چلنا پڑے گا وقت کی رفتار دیکھ کر

آثارِ زندگی ہیں ابھی غم کی دھوپ میں
نیند آ نہ جائے سایۂ دیوار دیکھ کر

راحت کے بعد رنج کا ہونے لگا یقیں
پہلو سے گل میں نیشترِ خار دیکھ کر

گھبرا کے ہم نے شوق سے لی میکدہ کی راہ
دیر و حرم میں شدتِ تکرار دیکھ کر

دل ڈوبنے لگے نہ کہیں اہلِ درد کا !
جنسِ ہوس کی گرمیِ بازار دیکھ کر

پیرِ مغاں کا فیض بھی مخصوص ہو گیا
دیتا ہے جام صورتِ میخوار دیکھ کر

رُخ پر مہ و نجوم کے اُڑتی ہے گرد یاس
فکرِ رسائے خاک کی رفتار دیکھ کر

بیکسؔ نہ خوشنوائی پہ کیجئے گا اعتماد
ملتی ہے داد خوبیِ اشعار دیکھ کر

٭

۱۹۳۰ء میں بمبئی میں نمک ستیہ گرہ کے دوران انگریزوں کی گولی سے ہلاک ہونے والے شہید کی بہن شریمتی ترملا جوبن پترا ۱۵ راگست کو راکھی بندھن کے تہوار کے موقع پر وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی رہائش گاہ 'ورشا' پر وزیراعلیٰ کو راکھی باندھ رہی ہیں۔ قریب میں شریمتی نرگس انتولے اس پوترا دائیگی رسم کو دلچسپی سے دیکھ رہی ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اور شریمتی نرگس انتولے، اپنی رہائش گاہ 'ورشا' پر مادام سکینہ سادات کا استقبال کر رہے ہیں ــ مادام سکینہ سادات، مصر کے صدر عالی جناب انور سادات کی بہن، "حوّا" کی مینجنگ ایڈیٹر اور "المساوات" کی سیاسی نامہ نگار ہیں۔

وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، شہید باگیا مادھو کنکری کے بیٹے شری سونیا کنکری کو دس ہزار روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔ ساتھ میں شری بھاسکر راؤ پاٹل، ضلع کلکٹر رائے گڑھ (بائیں سے دوسرے) اور شری این۔ ایم۔ ترڑکے، وزیر برائے امداد باہمی (دائیں سے دوسرے) دیکھے جا سکتے ہیں۔

قومی راج

اشاعتی ذرائع کے نمائندوں پر مشتمل، یونائیٹڈ عرب ری پبلک (مصر) کا ایک اہم سفارتی وفد، بمبئی کے دورے پر یہاں پہنچا۔ ہوٹل تاج انٹر کونٹی نینٹل بمبئی میں ۱۸ اگست کو وفد کی اپنے ہمعصروں کیساتھ ایک بیٹھک منعقد ہوئی۔ زیر نظر تصویر میں ڈاکٹر ہوزینی، چیف اسفنکس ٹراویل، مصر، اور وفد کے سربراہ تقریر فرما رہے ہیں۔ ان کے علاوہ تصویر میں بائیں سے دائیں شری آر۔ دارو والا، ایکزیکیٹو کاکس اینڈ کنگ، شری سوشیل کمار شندے، ایم ایل اے شری ہتو دراو، ڈائرکٹر جنرل اور بہ لحاظ عہدہ سکریٹری، اطلاعات و رابطۂ عامہ، سیاحت و ثقافتی امور، مسٹر ایل۔ بدردی، ممبر ٹورزیم کونسل، مصر اور مسٹر یوسف فرانسس، ایڈیٹر "الاہرام"، دیکھے جا سکتے ہیں۔

نوعمر لڑکیوں اور خواتین کی نویں بین الاقوامی کانگریس، جسمانی تعلیم و کھیل میں شرکت کے لئے بیونس آئرس، ارجنٹائنا، روانگی سے قبل نمائندہ ہندوستانی ٹیم کے ممبران نے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر انتولے کی رہائش گاہ "ورشا" پر وزیر اعلیٰ سے ملاقات کی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ انتولے بھارتی ٹیم کی ممبر خواتین و لڑکیوں کے درمیان نظر آ رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے، (دائیں جانب) ۲۸ جولائی کو منترالیہ میں بمبئی کوکن اور پونے ڈیویژن کے ریاستی مجلس قانون ساز کے حزب مخالف کے ممبران سے خطاب فرما رہے ہیں۔ بائیں جانب کی تصویر میں شری اے۔ آر۔ انتولے کے کابینی رفقاء، بائیں سے ڈاکٹر بلی رام ہیرے، شری این۔ ایم۔ ترڑکے، شری رام راؤ اڈک، شری بابو راؤ کالے، شری جواہر لال درڈا شریمتی پرمیلا بین یاگنک اور شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر دیکھے جا سکتے ہیں۔
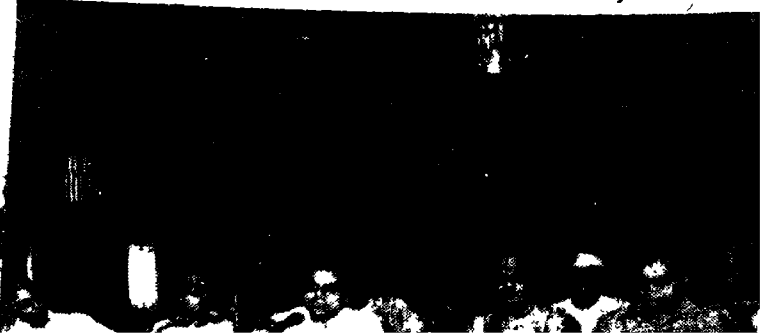
گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا، حال ہی میں پونے میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف وائرالوجی میں تشریف لائے اور آپ نے ادارے کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا. زیر نظر تصویر میں آپ خوردبینی مشاہدے میں مصروف نظر آ رہے ہیں. آپ کے ساتھ شریمتی ستیہ مہرا اور بائیں سرے پر انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر رام لنگا سوامی بھی دیکھے جا سکتے ہیں

حال ہی میں پوسد میں واقع کوآپریٹو اسپننگ مل کے احاطے میں نصب مہاراشٹر کے سابق وزیر اعلیٰ شری وی. پی. نائیک کے مجسمہ کی نقاب کشائی کی گئی. اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری این. ایم. ترڑ کے وزیر برائے امداد باہمی و محنت (دائیں سے چوتھے) شری نانا بھاؤ امبیڈوار وزیر برائے جنگلات وضمانت روزگار (شری ترڑ کے پیچھے) شری جواہر لال درڈا، وزیر برائے صنعت (بائیں سے تیسرے) اور شری ہری بھاؤ نائیک، وزیر مملکت برائے محنت (بائیں سے دوسرے) دیکھے جا سکتے ہیں.
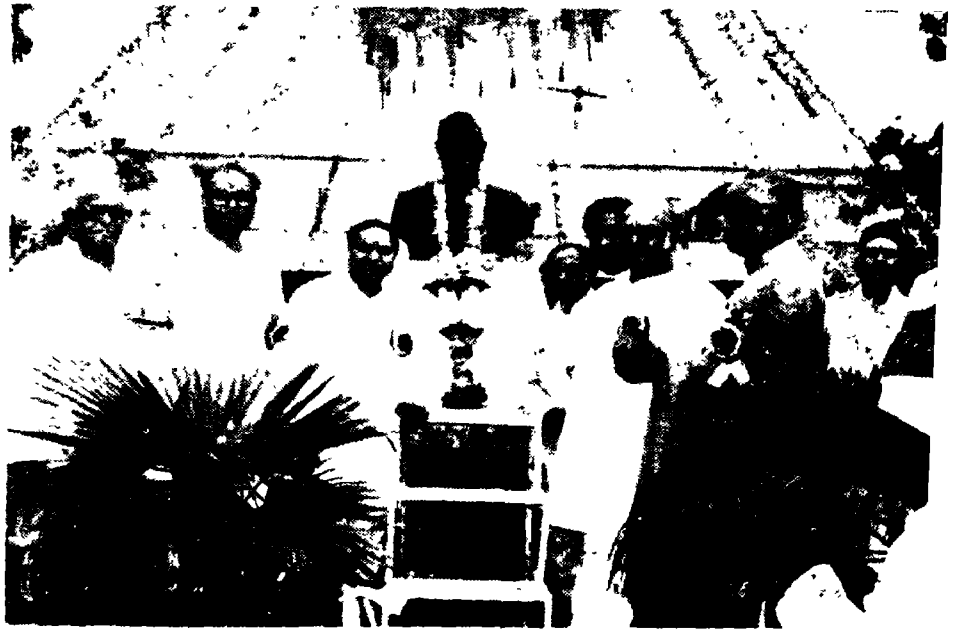
مہاراشٹر کی جانب سے راجستھان میں سیلاب سے متاثرہ افراد کی امداد کے لئے راجستھان کے وزیر اعلیٰ کو ایک لاکھ دھوتیوں اور ایک لاکھ ساڑھیوں کا عطیہ دینے کا فیصلہ کیا گیا. عطیہ کی پہلی کھیپ شری این. ایم. ترڑ کے وزیر برائے امداد باہمی ومحنت اور شری جواہر لال درڈا، وزیر برائے صنعت نے ۱۲/ اگست کو بمبئی میں، حکومت راجستھان کے نمائندہ کے سپرد کی. یہ پہلی کھیپ بمبئی سے سوراشٹر میل کے ذریعہ روانہ کی گئی.

گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا، انجمن برائے معذور افراد کی خاتون صدر کو انجمن کو عطیہ کردہ ایک بس کی چابیاں پیش کر رہے ہیں۔

نوجوان ادیب شری عبدالحمید خاں، وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے کو اپنی تصنیف "۲۵ شخصیتوں کی سوانح حیات" پیش کر رہے ہیں۔

شریمتی پربھا موگھے، منترالیہ بمبئی میں منعقدہ 'پریم چند صدی' تقریبات کے اختتامیہ جلسہ سے خطاب فرما رہی ہیں. آپ اس تقریب کی مہمان خصوصی تھیں جو ریاستی ڈائرکٹوریٹ جنرل اطلاعات و رابطۂ عامہ اور پریم چند صدی' تقریبات کمیٹی کے اشتراک سے منعقد کیا گیا تھا۔

"سَروُ دھرم سمبھاؤ" اصُول پر عمل آوری ضروری
وزیرِ اعلیٰ

"اِس یومِ آزادی کے مبارک موقع پر ہم سب اپنے آپ کو غریبوں کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا عہد کریں۔ ہم شہیدانِ آزادی کی یادگاریں قائم کر رہے ہیں۔ آیئے ہم ان شہیدوں کو خراجِ عقیدت پیش کریں جنھوں نے ایک آزاد سماج کی تشکیل کا خواب دیکھا تھا۔ آیئے ہم سب خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اِن شہیدوں کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی قوت عطا کرے۔

ہماری سرزمین سے انگریزوں کو ہٹانے میں مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو بلا شبہ پیش پیش تھے، لیکن اگر مہاتما گاندھی کا پیغام ملک کے دیہاتوں تک نہیں پہنچتا اور اگر ملک کے غریب عوام آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جدوجہدِ آزادی میں حصہ نہ لیتے تو ہمیں آزادی کبھی نصیب نہ ہوتی۔

عالمی تاریخ میں عدم تشدد کے ذریعہ آزادی حاصل کرنے کی بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ لہٰذا ہم سب مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے یہ عہد کریں کہ ہم ان کے ادھورے خواب کو پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

شاید اس بات کو دُہرانے کی ضرورت نہیں کہ مہاتما گاندھی کے خیال میں ہندوستان کی کیا تصویر تھی۔ مہاتما گاندھی کا یہ خیال چھترپتی شیواجی مہاراج کے تصوّرات سے علیحدہ نہیں تھا، جنھوں نے دنیا کو ہندوی سوراج کا نظریہ دیا۔

ہمارے جغرافیائی حالات اور تاریخ نے یہ پوری طرح ثابت کر دیا تھا کہ ہماری حیثیت صرف ایک ملک کی ہے نہ کہ ایک قوم کی — یہ مہاتما گاندھی ہی تھے جنھوں نے چھترپتی شیواجی مہاراج کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں ایک قوم میں بدلا۔

'یومِ آزادی' کے موقع پر منترالیہ کے احاطے میں قومی جھنڈے کی رسم پرچم کشائی کے بعد وزیرِ اعلیٰ شری انتولے حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔

'سَروَدھرم سمبھاؤ' کا اصول، جہاں تک میں سمجھتا ہوں، تمام مذاہب کے یکساں احترام پر مبنی ہے۔ اس سرزمین پر پیدا ہونے والے کی ہر ایک کی قومیت ہے ہندوستانی! ہندوی، چھترپتی شیواجی مہاراج کے ہندوی سوراج کا ایک عنصر۔

اگر ہم 'سَرودھرم سمبھاؤ' کے اصول پر چلتے ہیں جو کہ چھترپتی شیواجی مہاراج، مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی تعلیم ہے تو ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا ہوگا۔

اجتماعی تبدیلیٔ مذہب قومی مفاد کے خلاف

جب تک ہم کسی ایک مذہب کا احترام نہیں کرتے ہم کسی بھی مذہب کا احترام نہیں کر سکتے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کسی بھی شخص کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کی مکمل آزادی ہے لیکن میری نظر میں اجتماعی تبدیلیٔ مذہب 'سَرودھرم سمبھاؤ' کے اصول کے منافی ہے۔

اجتماعی تبدیلیٔ مذہب سماجی کشیدگی اور سماج کے مختلف فرقوں کے درمیان تلخی پیدا کرتی ہے۔ ایسی 'تبدیلی' ہمارے سماج کا حصہ نہیں، اور اگر یہ ابتدا ہے تو میری نظر میں ہمارے قومی مفاد کو اس سے خطرہ ہے۔ میں نے کبھی بھی اپنے احساسات و خیالات کے اظہار میں پس و پیش نہیں کیا۔ اس وقت میں قومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ اگر ہم 'سَرودھرم سمبھاؤ' کے اصول پر کاربند رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا ہوگا۔ ہمارا سماج اس وقت تک جمہوری سماج رہے گا جب تک ہمارے شہری اپنے مذہب پر آزادی سے قائم رہیں گے۔

میں پھر کہنا چاہوں گا کہ اگر ایک فرد واحد اپنا مذہب تبدیل کرتا ہے تو کوئی بات نہیں، لیکن اجتماعی تبدیلیٔ مذہب بلاشبہ سماج کے لئے مضر ثابت ہوگی اور 'سَرودھرم سمبھاؤ' کے اصول پر کاربند ہمارے ملک کے مفاد کے خلاف ہوگی۔ میری نظر میں اجتماعی تبدیلیٔ مذہب 'سَرودھرم سمبھاؤ' کے اصول کے خلاف ہے، مولانا ابوالکلام آزاد، مہاتما گاندھی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی اُن تعلیمات کے خلاف ہے جس کی بدولت ہمیں آزادی ملی۔

جمہوریت بمعنی حکومت برائے عوام

ہم نے آزادی حاصل کی تاکہ ہم اپنے غریب عوام کی حالت زندگی بہتر بنا سکیں۔ ہماری آبادی کی اکثریت غریب ہے اور جمہوریت جیسا کہ ہر کوئی جانتا ہے، اکثریت کی حکومت کا نام ہے۔ وہ دو جمہوریتیں یکساں نہیں کہی جا سکتیں جہاں ایک جگہ ۱۵ تا ۲۰ فیصد آبادی غریب ہے تو دوسری جگہ ۷۰ تا ۸۰ فیصد آبادی غریب۔ کیا ممکن ہے کہ اول الذکر ملک میں رائج نظامِ جمہوریت ہمارے ملک میں بھی رائج ہو؟ کم از کم میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔ میرے لئے جمہوریت کا مطلب ہے عوام کی حکومت۔ مجھے آپ لوگوں نے سربراہِ خاندان کی حیثیت سے برسرِ اقتدار کیا ہے۔ اس لئے یہ میری دلی خواہش ہے کہ سرکاری اراکین اور سیاسی اراکین اس عظیم ذمہ داری کو بخوبی نبھانے میں میرے ساتھ تعاون کریں تاکہ غریبوں کی خدمت کا میرا عہد پورا ہو سکے۔ میں غریب فرد ہی کو تمام ترقیات کا مرکز تصور کرتے ہوئے سماج کی خدمت کرتا رہوں گا۔

میں اس سے بھی زیادہ یہ کہتا ہوں کہ گندی بستی میں رہنے والے کسی شخص کے لئے یا ایک کاشتکار مزدور کے لئے، جسے دن میں ایک وقت بھی روٹی نہیں ملتی، آزادی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اگر ہم اس کے سامنے اونچے خیالات پیش کریں تو وہ بھوکے پیٹ ایک لفظ بھی سمجھنے کے لائق نہیں ہوگا۔ کوئی بھی شخص سماج میں نہیں رہ سکتا اگر اُسے روزانہ کھانے کے بجائے فاقے نصیب ہوں۔ مجھے بظاہر یہ بات دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ اسی لئے ہم سب کا فرض ہے کہ اپنی تمام تر توجہ اپنے لاکھوں کمزور ساتھیوں کے حالات میں بہتری پیدا کرنے پر مرکوز کریں۔ مجھے یقین ہے کہ میری حکومت، میرے رفقاء، ملازمین اور میرے خیرخواہ دوست اس عظیم مقصد کے حصول میں میرا پورا پورا ساتھ دیں گے۔

ہم نے آئندہ تین چار سالوں میں اناج، دالوں اور تلہن کی پیداوار میں خود کفیل بننے کا عزم کیا ہے۔ لیکن مہاراشٹر کو خود کفیل بنانے کے ساتھ ساتھ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری ریاست کے غریب ترین افراد قابلِ رحم حالتِ زندگی سے نکل کر بہتر حالات میں زندگی گذاریں۔

چھترپتی شاہو مہاراج اور مہاتما پھُلے نے ان غریب طبقات کے دلوں میں عزت اور خوداعتمادی کا احساس تو پیدا کر دیا ہے، اب

ہمیں چاہئے کہ ہم ان کے لئے ایسا ماحول تیار کریں جس میں یہ افراد آبرو اور وقار کے ساتھ جی سکیں۔

ہمیں ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی تعلیمات کو سامنے رکھنا چاہئے جب ہم غلام تھے، تو لوکمانیہ تلک نے نعرہ بلند کیا تھا "سوراج میرا پیدائشی حق ہے اور میں اسے حاصل کر کے ہی رہوں گا"۔ لوکمانیہ تلک کے نظریات بھی ہمارے سامنے ہوں، یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب کچھ کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ میں آپ کو کچھ معلومات دینا چاہتا ہوں۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ میں سے کئی لوگ جو یہاں جمع ہیں، مجھ سے بہتر معلومات رکھتے ہیں۔ جب تلک میں منتخبہ خاندانی سربراہ کی حیثیت سے اس کرسئ اقتدار پر موجود ہوں غریبوں اور ناداروں کی خدمت کے لئے میں حلفیہ طور پر پابند ہوں۔ میرا اور کوئی مقصد نہیں، غریبوں کی خدمت کے لئے میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرونگا۔ میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ ایک شخص کے لئے جس نے غریبوں کی خدمت اپنا فرض سمجھا ہے، وزارتِ اعلیٰ یا کوئی بھی عہدہ اہمیت نہیں رکھتا۔ میں چاہے کہیں بھی رہوں، بس میں نے اپنے آپ کو غریبوں اور ناداروں کی خدمت کا پابند کر لیا ہے۔ اور میں اس موقع پر یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جس دن بھی میں اس پابندی سے انحراف کرتا ہوا پایا جاؤں گا، میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنے حلف کی لاج نہیں رکھی۔

لہٰذا اس مبارک دن کے موقع پر میں اپنے آپ کو از سرِ نو اس کے لئے وقف کرنا چاہتا ہوں اور پھر سے اس بات کا عہد کرتا ہوں۔ میری نظروں کے سامنے غریبوں کے لئے اندرا جی کا پنڈت نہرو کے نظریات، مہاتما گاندھی کے اصول اور شیواجی کی تعلیمات موجود ہیں۔

میں قدرت سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھے ان تمام سے غریبوں کی خدمت کا حوصلہ دے۔ آیئے ہم اپنے شہیدوں کی قربانیوں اور ان کے غم کی قسم کھائیں اور ایک ہو کر جد و جہد کریں اور ہمیشہ ان کی قربانیوں اور آزادی کے دوران اُن کے دُکھ اور تکلیفوں کو اپنی نظروں کے سامنے رکھیں۔ ہم اپنی کوششوں کو دوگنی کر دیں تاکہ ہمارے غریب بھائیوں کی زندگی میں صبحِ نوید کا اُجالا پھیلے اور انھیں دو وقت روٹی میسر ہو۔ غربا اور ناداروں کی بہتری کی خاطر ہم اپنی ریاست کے تمام ذرائع، قوت، رسوخ اور ناموس کو اسی مقصد کے لئے وقف کر دیں۔

جے ہند! جے مہاراشٹر!!

[۱۵ اگست ۱۹۸۱ء کو ممبئی میں منترالیہ پر رسم پرچم کشائی کے موقع پر کی گئی تقریر۔]
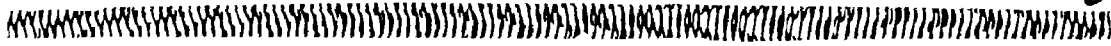
دو بمبئی ٹرانسپورٹ کمپنی اور حکومت مہاراشٹر میں معاہدہ

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی موجودگی میں بحیثیت خصوصی گواہ حکومت مہاراشٹر اور دو بمبئی ٹرانسپورٹ کمپنی (لمیٹیڈ) کے درمیان مہاراشٹر میں ویسٹ آئی لینڈ فری وے اور تھانے کریک اِن لینڈ واٹر وے پروجیکٹوں کی تعمیر کے لئے ۱۴ اگست کو ایک معاہدہ طے پایا۔ اس معاہدہ پر دو بمبئی ٹرانسپورٹ کمپنی کے چیرمین شری احمد ایچ۔ باقراور حکومت مہاراشٹر کے محکمۂ رفاہ عامہ کے سکریٹری شری آر۔ ٹی۔ آترے نے دستخط کئے۔ بطور گواہ دو بمبئی کے شری آر۔ بلیدے، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور مہاراشٹر کے وزیر مالیات شری رام راؤ آدِک حاضر تھے۔

مذکورہ دونوں پروجیکٹوں پر لاگت کا تخمینہ بالترتیب ۷ کروڑ اور ۵ کروڑ روپے ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے ۱۰ ملین روپے کے سرمایہ سے انڈین کمپنی ایکٹ کے تحت ایک پبلک لمٹیڈ کمپنی قائم کی جائے گی۔

اس موقع پر شری بی۔ جے۔ کھتال، وزیر آبپاشی، شری راؤ پاٹل نیلا نگیکر، وزیر رفاہ عامہ، شری چندر کانت ترپاٹھی وزیر مملکت برائے شہری ترقیات، شری پی۔ جی۔ گوائی، چیف سکریٹری، شری ایم۔ ایس۔ پالینتکر، خصوصی سکریٹری، پلاننگ شری ڈی۔ ایم۔ سکھتنکر، کمشنر ممبئی میونسپل کارپوریشن، شری کے۔ ہلوے، میٹرو پولیٹن کمشنر اور شری ایس۔ راجگوپال، محکمۂ صنعت موجود تھے۔

یہ معاہدہ وزیر مالیات شری رام راؤ آدِک کے زیر صدارت ۷ رکنی وفد کے حالیہ دورۂ عرب کے سلسلے کی کڑی ہے جو کہ مرکزی حکومت کے منظوری کے تحت یہاں پیٹرو۔ ڈالرس سرمایہ کاری امکانات کا جائزہ لینے کے لئے ترتیب دیا گیا تھا۔

اعلیٰ قیادت کے باعث ہندوستان میں جمہوریت باقی

انٹلی جنسیا کنونشن سے وزیر اعلیٰ کا خطاب

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ۲۲ اگست کو ممبئی کے شنمکھانند ہال میں انٹلی جنسیا کے قومی کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے ہندوستان میں موجودہ قیادت کو بہترین قرار دیتے ہوئے اس کی حمایت پر زور دیا۔

اپنے تاثرات کی تائید میں وزیر اعلیٰ نے ہندوستان کی کامیاب جمہوریت کا پاکستان کی آمرانہ شاہی حکومت سے موازنہ کرتے ہوئے دلیل پیش کی کہ ہندوستان میں جمہوریت قائم کرنے والے مہاتما گاندھی، جواہر لال نہرو اور شریمتی اندرا گاندھی جیسے لیڈروں سے پاکستان محروم رہا اور اسی لئے پاکستان میں جمہوریت کبھی قائم نہ ہو سکی۔

شریمتی اندرا گاندھی کے خلاف تنقید اور تبصروں کو ان عناصر کی ناکام خواہش کی بنیاد قرار دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ ۱۹۶۷ء کے بعد سے یہ عناصر چاہتے تھے کہ وزیر اعظم ان کے ہاتھوں میں محض ایک مہرے کی طرح رہیں، لیکن جب غریبی کی دوری اور دیگر مسائل کے مناسب حل پر مبنی وزیر اعظم کے ترقیاتی منصوبوں کی اہمیت خود بخود واضح ہوتی گئی اور ان کے لئے لوگوں کی حمایت بڑھتی گئی تو ان عناصر کو اپنے مقصد میں ناکامی نظر آئی اور نتیجتاً انھوں نے وزیر اعظم کے خلاف تنقیدوں اور تبصروں کا ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیا۔

وزیر اعلیٰ نے موجودہ ہندوستانی نظام کے خلاف خیال آرائی کو ایک غیر ذمہ دارانہ بحث قرار دیتے ہوئے اسے مغربی ممالک میں رائج طرزِ جمہوریت کی حمایت اور ہندوستان میں موجودہ طرزِ جمہوریت کی مخالفت کے غلط رجحان سے تعبیر کیا۔ آپ نے کہا کہ یہ مخالفت مذکورہ ممالک اور ہندوستان کے مابین حالاتِ زندگی کے درمیان وسیع امتیاز سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں جمہوریت کے معنی ۸۰ فیصد غریب عوام کی فلاح و بہبود ہے جبکہ مغربی ممالک میں جمہوریت کا تصور دولت مندوں پر منحصر ہے اور یہی غلط تصور مخالفت کی وجہ ہے۔

شری انتولے نے پاکستان کو اسلحہ کی فراہمی پر سخت برہمی کا اظہار کیا اور کہا کہ پاکستان کو ہتھیار کی نہیں روٹی کی ضرورت ہے ہندوستان کے عوام پاکستانی عوام کے لئے خیر سگالی کا جذبہ رکھتے ہیں اور پاکستان کی بھلائی چاہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایک کمزور اور غیر مستحکم پڑوسی حکومت سے خود ہندوستان پر برے اثرات پڑنا لازمی ہے۔ آپ نے سخت الفاظ میں کہا کہ پاکستان کو اسلحہ فراہم کرنے والے اگر یہ چاہتے ہیں کہ وہ اس طرح ہندوستان میں جمہوریت کو تباہ کر دیں تو وہ اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ ہندوستان ان کے لئے آسان لقمہ ثابت ہوگا۔ بہتر یہی ہوگا کہ وہ ہندوستان کی سمت غلط نگاہ سے دیکھنا چھوڑ دیں۔

وزیر اعلیٰ نے شرکائے اجلاس سے اپیل کی کہ وہ ہندوستان کا یہ پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دیں کہ ہندوستان پرامن طریقے سے اپنی ترقی چاہتا ہے اور اگر برطانوی رجعت پسندی کے احیاء کی کوشش کی گئی تو ہندوستان اپنے دوستوں کے ساتھ اسے ناکام بنا دے گا۔

آپ نے کنونشن کو نہایت اہم قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کنونشن کو ہندوستان اور بیرونِ ملک سے آئے ہوئے علم داں حضرات کی شرکت نے اہم بنا دیا ہے اس لئے ان کے ہر اقدام کو اہمیت دی جائے گی۔

کنونشن کے چیرمین شری بھاٹیہ نے بھی وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی کہ وہ غلط رجحانات سے انحراف کریں اور اپنے اختلافات ختم کر کے موجودہ قیادت کو مضبوط بنانے کے لئے متحد ہو جائیں۔

استقبالیہ کمیٹی کے چیرمین جسٹس ماسودکر نے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی بحیثیت قانون داں غریبوں کی فلاح و بہبود اور ریاست کی ترقی سے متعلق صلاحیت کے استعمال کی تعریف کی۔

اس موقع پر ڈاکٹر رونالڈ ای۔ ملر، پروفیسر امریکن یونیورسٹی، مسٹر فلیکس بندرا نائیکے سابق وزیر سری لنکا اور جسٹس ایم۔ اے بیگ ہندوستان کے سابق چیف جسٹس اور شری ٹی شیو شنکر ریٹائرڈ آئی۔ سی۔ ایس نے بھی تقاریر کیں ●

یومِ آزادی کے موقع پر گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا نے پونے کے کونسل ہال پر قومی جھنڈا لہرایا۔ پرچم کشائی کے بعد گورنر موصوف بچوں سے گھل مل رہے ہیں۔

مہاراشٹر میں جشنِ یومِ آزادی

۴۳ واں 'یومِ آزادی' بمبئی شہر اور ریاست کے تمام اضلاع میں جوش وخروش سے منایا گیا۔ بمبئی میں آرتھر روڈ جیل میں قیدیوں کو راکھی باندھی گئی، کیونکہ اسی دن رکھشا بندھن کا تہوار بھی تھا۔ تقریباً ۱۵۰ قیدیوں کو بہنوں نے راکھی باندھی وزیرِ قانون شری بابا صاحب بھوسلے کی اہلیہ شریمتی کلاوتی بھوسلے نے بھی ایک قیدی کو راکھی باندھی۔

اس موقع پر وزیرِ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کسی قیدی کو محض ایک جرم کی بنا پر ہمیشہ کے لئے کمتر سمجھنا غلط ہے۔ قیدیوں کو احساس کمتری میں مبتلا ہونے کے بجائے انھیں چاہیئے کہ وہ اپنی سزا کے بعد اچھے اور باعزت شہری بن کر زندگی گذارنے کا عزم مصمم کریں۔

وینگورلے، ضلع سندھودرگ میں شری ایس. این. ڈیسائی، وزیرِ مملکت برائے امداد باہمی، صنعت اور اطلاعات و رابطہ عامہ نے تحصیلدار آفس کے احاطہ میں پرچم کشائی کی۔ اس کے بعد آپ نے کوکن ڈویژن اور دیگر اضلاع میں باغبانی ترقیات پروگرام کے تحت باغبانی تحقیقاتی مرکز پر آم کے پودے لگائے۔ اس موقع پر آپ نے اپنی تقریر میں نوجوانوں سے پھل مہوتسو پروگرام میں زیادہ سے زیادہ شرکت کرنے کی اپیل کی۔

وزیرِ موصوف نے ضلع وینگورلے میں وبتارے کے شری آپٹے کے ایک مرغی خانے کا افتتاح کیا جو مذکورہ شخص نے بنک آف انڈیا سے قرض حاصل کر کے قائم کیا ہے۔ اس مرغی خانے میں شروع شروع میں ۲۰۰۰ مرغیاں رکھی جائیں گی جن سے امید ہے کہ اس ضلع کے ساتھ ساتھ بمبئی کے کچھ حصہ کی بھی ضرورت پوری کی جا سکے گی۔
باغبانی تحقیقاتی مرکز کے سربراہ، شری ایم. ایم. پاٹل نے وزیرِ مملکت کا استقبال کیا۔ اپنی تقریر میں شری پاٹل نے اس بات کا انکشاف کیا کہ اگر کوکن میں ۱۰ لاکھ ہیکٹر خالی اراضی میں آم کے درخت لگائے جائیں تو صرف اسی خطے سے ساری دنیا کو ہاپوس آم فراہم کیا جا سکتا ہے۔

ضلع کلکٹر پونے تاریخی مقام سنہگڑھ پر جھنڈے کو سلامی دے رہے ہیں

رتناگیری:

رتناگیری کے ضلع کلکٹر شری اجیت وارتی نے کلکٹر آفس پر جھنڈا لہرایا۔ ۳۴ ویں یوم آزادی کی اس تقریب میں باپو صاحب پردیلکر ایم۔پی۔ شری سوم شنکر داس، ضلع کلکٹر سندھودرگ اور دیگر حضرات موجود تھے۔

شری وارتی نے پالی میں پھل مہوتسو کا افتتاح کیا۔ اس علاقے کے پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے باشندوں کے گھروں کے احاطے میں ۱۵ ناریل اور ۱۰ آم کے پودے لگائے گئے۔

ناندیڑ:

ناندیڑ میں ۳۴ ویں یوم آزادی بڑے جوش وخروش سے منائی گئی۔ کلکٹر آفس پر ضلع کلکٹر شری آر۔ گوپال نے رسم پرچم کشائی انجام دی۔

مجاہدین آزادی اور شہیدان وطن کے کئی عزیز و اقارب اس موقع پر موجود تھے۔

ستارا:

ضلع کلکٹر شری وی۔ پی۔ راجہ نے ستارا میں کلکٹر آفس پر جھنڈا لہرایا۔ اس موقع پر ضلع کے مجاہدین آزادی کو مدعو کیا گیا تھا۔ شری راجہ نے مدعوئین کو گلدستہ پیش کئے۔ شری رام جی پاٹل، ممبر سیکریٹری، شہید یادگار کمیٹی نے حکومت کی جانب سے مجاہدین کی اس عزت افزائی پر اپنے خیالات پیش کئے۔

نوجوان مسلم خدمتگار کمیٹی نے وزیر اعلیٰ فنڈ میں جے پور کے سیلاب زدہ افراد کی امداد کے لئے ضلع کلکٹر کو ۱۰۳۰ روپے کے عطیہ کا چیک پیش کیا۔

دھولے:

۳۴ ویں یوم آزادئ ہند کا جشن ضلع دھولے میں بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ کلکٹر کے دفتر پر ضلع کلکٹر شری ارون بھاٹیہ نے قومی جھنڈا لہرایا۔

اس موقع پر ڈسٹرکٹ جیل کے سپرنٹنڈنٹ شری این۔ دھوال کے زیر اہتمام رکھشا بندھن کا ایک مخصوص پروگرام منعقد کیا گیا۔ شریمتی کملا تائی اجمیرا، ایم ایل سی، نے ایک قیدی کو راکھی باندھ کر اس پروگرام کا افتتاح کیا۔ اس میں ودیا پرسارک مہا ودیالیہ، بی۔ایڈ کالج دھولے، روٹریکٹ کلب، دھولے اور اندرا کانگریس مہیلا فرنٹ کی خواتین نے ۳۲ قیدیوں کو راکھی باندھی۔ ودیا پرسارک مہا ودیالیہ کے پرنسپل شری آر۔ ایس۔ سوناونے مہمان خصوصی تھے۔

یوم آزادی کی اس تقریب میں قیدیوں کو شیرینی تقسیم کیا گیا۔

یوم آزادی کے موقع پر گورنر مہاراشٹر شری و. پی. مہرا نے پونے کے کونسل ہال پر قومی جھنڈا لہرایا۔ پرچم کشائی کے بعد گورنر موصوف بچوں سے گھل مل رہے ہیں۔

مہاراشٹر میں جشنِ یومِ آزادی

۳۴ واں 'یوم آزادی'، بمبئی شہر اور ریاست کے تمام اضلاع میں جوش وخروش سے منایا گیا۔ بمبئی میں آرتھر روڈ جیل میں قیدیوں کو راکھی باندھی گئی، کیونکہ اسی دن رکھشا بندھن کا تہوار بھی تھا۔ تقریباً ۱۵۰ قیدیوں کو بہنوں نے راکھی باندھی وزیر قانون شری بابا صاحب بھوسلے کی اہلیہ شریمتی کلاوتی بھوسلے نے بھی ایک قیدی کو راکھی باندھی۔

اس موقع پر وزیر موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کسی قیدی کو محض ایک جرم کی بنا پر ہمیشہ کے لئے کمتر ین سمجھنا غلط ہے۔ قیدیوں کو احساس کمتری میں مبتلا ہونے کے بجائے انھیں چاہیئے کہ وہ اپنی سزا کے بعد اچھے اور باعزت شہری بن کر زندگی گذارنے کا عزم مصمم کریں۔

وینگورلے، ضلع سندھودرگ میں شری ایس. این. ڈیسائی، وزیر مملکت برائے امداد باہمی، صنعت اور اطلاعات و رابطۂ عامّہ نے تحصیلدار آفس کے احاطہ میں پرچم کشائی کی۔ اس کے بعد آپ نے کوکن ڈویژن اور دیگر اضلاع میں باغبانی ترقیات پروگرام کے تحت باغبانی تحقیقاتی مرکز پر آم کے پودے لگائے۔ اس موقع پر آپ نے اپنی تقریر میں نوجوانوں سے پھل پھول لگاؤ پروگرام میں زیادہ سے زیادہ شرکت کرنے کی اپیل کی۔

وزیر موصوف نے ضلع وینگورلے میں دیتارے کے شری آپٹے کے ایک مرغی خانے کا افتتاح کیا جو مذکورہ شخص نے بنک آف انڈیا سے قرض حاصل کر کے قائم کیا ہے۔ اس مرغی خانے میں شروع شروع میں .... ۲,۰۰ مرغیاں رکھی جائیں گی جن سے اُمید ہے کہ اس ضلع کے ساتھ ساتھ بمبئی کے کچھ حصّہ کی بھی ضرورت پوری کی جا سکے گی۔
باغبانی تحقیقاتی مرکز کے سربراہ، شری ایم. ایم. پاٹل نے وزیر مملکت کا استقبال کیا۔ اپنی تقریر میں شری پاٹل نے اس بات کا انکشاف کیا کہ اگر کوکن میں ۱۰ لاکھ ہیکٹر خالی اراضی میں آم کے درخت لگائے جائیں تو صرف اسی خطے سے ساری دنیا کو ہاپوس آم فراہم کیا جا سکتا ہے۔

ضلع کلکٹر پو نے، ما ریخی مقام شنیوا ۔
۔ ڑا پر جھنڈے کو سلامی دے رہے ہیں

ناگیری :

رتنا گیری کے ضلع کلکٹر شری اجیت وارتی نے کلکٹر آفس پر جھنڈا
۔ ۳۴ ویں یوم آزادی کی اس تقریب میں باپو صاحب بر وبیکر
ی، شری سوم شیکھر اس، ضلع کلکٹر سندھو درگ اور دیگر حضرات
د تھے ۔

شری وارتی نے پالی میں پھل مہوتسو کا افتتاح کیا ۔ اس علاقے
پسماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے باشندوں کے گھروں
احاطے میں ۱۵ ناریل اور ۱۰ آم کے پودے لگائے گئے ۔

ندیڑ :

ناندیڑ میں ۳۴ ویں یوم آزادی بڑے جوش و خروش سے
گئی ۔ کلکٹر آفس پر ضلع کلکٹر شری آر ۔ گوپال نے رسم پرچم کشائی
م دی ۔
مجاہدین آزادی اور شہیدان وطن کے کئی عزیز و اقارب اس
ح پر موجود تھے ۔

ستارا :

ضلع کلکٹر شری وی ۔ پی ۔ راجہ نے ستارا میں کلکٹر آفس
نڈا لہرایا ۔ اس موقع پر ضلع کے مجاہدین آزادی کو مدعو کیا گیا تھا ۔
ی راجہ نے مدعوئین کو گلدستہ پیش کئے ۔ شری رام جی پاٹل، ممبر
یکریٹری، شہید یادگار کمیٹی نے حکومت کی جانب سے مجاہدین کی
عزت افزائی پر اپنے خیالات پیش کئے ۔
نوجوان مسلم خدمتگار کمیٹی نے وزیر اعلیٰ فنڈ میں جے پور کے سیلاب
افراد کی امداد کے لئے ضلع کلکٹر کو ۱۰۰۳ روپے کے عطیہ کا چیک
ش کیا ۔

دھولے :

۳۴ ویں یوم آزادیٔ ہند کا جشن ضلع دھولے میں
دھوم دھام سے منایا گیا ۔ کلکٹر کے دفتر پر ضلع کلکٹر شری ارون
ٹیہ نے قومی جھنڈا لہرایا ۔
اس موقع پر ڈسٹرکٹ جیل کے سپرنٹنڈنٹ شری این ۔ دھوان
زیر اہتمام رکھشا بندھن کا ایک مخصوص پروگرام منعقد کیا گیا ۔
بتی کملا تائی اجمیرا، ایم ایل سی، نے ایک قیدی کو راکھی باندھ کر اس
رام کا افتتاح کیا ۔ اس میں ودیا پرسارک مہا ودیالیہ، بی ۔ ایڈ کالج
ے روٹریکٹ کلب، دھولے اور اندرا کانگریس مہیلا فرنٹ کی خو
راج

ا آئین نے ۳۲۵ قیدیوں کو راکھی باندھی ۔ ودیا پرسارک مہا ودیالیہ کے پرنسپل
شری آر ۔ ایس ۔ سوناونے مہمان خصوصی تھے ۔
یوم آزادی کی اس تقریب میں قیدیوں کو شیرینی تقسیم کیا گیا ۔

قوم کو حالیہ اخلاقی بحران سے نجات دلایئے
صدر ہند نیلم سنجیوا ریڈی کی اپیل

صدر جمہوریہ ہند شری نیلم سنجیوا ریڈی نے آئندہ نسلوں کو عالمی مفکروں کی فلسفیانہ تعلیمات سے روشناس کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ بھارتیہ ودیا بھون اور دیگر ادارے اس سلسلے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

موصوف ۳ ستمبر کو ناگپور میں ساڑھے تین کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والے بھون کمپلیکس کے سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کر رہے تھے۔

گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرا نے صدارت کی۔

آپ نے اس امر پر اظہار تاسف ظاہر کیا کہ ہمارے آبا و اجداد کی اعلیٰ قدریں اور گاندھی جی کی تعلیمات کے برخلاف آج ماحول میں ہر طرح کی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم نے صرف چار دہائیوں کے اندر ہی گاندھی جی کی تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے جبکہ ہم انھیں دن رات یاد کرتے رہتے ہیں۔

آپ نے کہا کہ ان حالات میں گاندھی جی کے قریب رہنے والوں کی خصوصاً اور ہم سبھوں کی عموماً یہ ذمہ داری ہے کہ ہم قوم کو اس بحران سے نکالنے کی پوری کوشش کریں۔

صدر موصوف نے اپنے لندن کے دورہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انھیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ لندن میں بھون کی سرگرمیوں میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے نیز جلد ہی نیویارک میں بھون کا ایک مرکز قائم کیا جانے والا ہے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ بھون کا ناگپور میں مرکز بھی کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیگا۔

مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی۔ مہرا نے اپنے صدارتی خطبہ میں بھون کے عہدیداروں سے اپیل کی کہ وہ بھون کے نظریات اور قدروں کو عام کریں۔ آپ نے مشورہ دیا کہ اس مقصد کے تحت مثالی اسکول جاری کئے جائیں جہاں بچوں کو ابتدا ہی سے اخلاقی قدروں کی تعلیم دی جا سکے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر ہر ضلع میں بھون کا ایک ایسا اسکول کھولا جائے تو نوجوان نسل کو ہماری عظیم ثقافت کی اعلیٰ قدروں سے روشناس کرانے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

اس سے قبل صدر نیلم سنجیوا ریڈی نے سنت کملا سبرامنیم کی تحریر کردہ 'رامائن' کا اجرا کیا نیز بھون کے ناگپور کمپلیکس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر شری جے سکھ لال ہتھی، بھون کے نائب صدر اور بھون سینٹرل کیندر کمیٹی کے چیرمین، شری سی۔ سبرامنیم بھون کے مدراس کیندر کے چیرمین اور شری رام کرشنن ایگزیکیٹیو سکریٹری اور بھون کے پرکاشن کیندر کے سربراہ، موجود تھے۔

شری کے۔ کے۔ ملہوترا، خازن ناگپور کیندر نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

پریم چند صدی

ہندی اور اردو کے مایہ ناز ادیب منشی پریم چند کی ۱۰۱ ویں سالگرہ کی تقریب کے سلسلے میں منترالیہ میں 'پریم چند صدی' تقریبات کمیٹی اور ڈائرکٹوریٹ جنرل اطلاعات و رابطۂ عامہ کے اشتراک سے ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا گیا۔ منشی پریم چند کے بیٹے شری امرت رائے جو خود ہندی کے مشہور ادیب ہیں، وزیر مملکت برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ شری ایس۔ این۔ ڈیسائی کی دعوت پر اجلاس میں شریک تھے۔

ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر تعلیم نے اجلاس کی صدارت کی۔

گذشتہ سال 'منشی پریم چند صدی' ریاست بھر میں بڑے تزک و احتشام سے منائی گئی۔ حکومت مہاراشٹر کے پندرہ روزہ رسالہ قومی راج، لوک راج اور مہاراشٹر مانس (اردو، انگریزی، مراٹھی، سندھی اور ہندی) کے خصوصی نمبرات شائع کئے گئے۔ سیمینار اور ادبی نشستیں منعقد کی گئیں جن میں مختلف زبانوں میں ادب کے مانے ہوئے اُستاد فن حضرات نے حصّہ لیا۔ منشی پریم چند کی یاد مستقل طور پر قائم رکھنے کے لئے متعلقہ کمیٹی نے کئی پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔ ان میں مختلف زبانوں کے ادیبوں کو انعامات دیئے جانے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ کوشش کی جا رہی ہے کہ بمبئی کی کسی سڑک کا نام پریم چند کے نام سے منسوب کرتے ہوئے 'پریم چند مارگ' رکھا جائے۔

محکمۂ باغبانی اور سماجی جنگل بانی

باغبانی اور سماجی جنگل بانی کے نئے محکمہ کا دفتر ۱۹واں منزلہ نیو ایڈ منسٹریٹیو بلڈنگ، بمبئی میں قائم کیا گیا ہے۔ اس محکمہ سے متعلق تمام خط و کتابت، سکریٹری باغبانی و سماجی جنگل بانی ۱۹واں منزلہ، نیو ایڈ منسٹریٹو بلڈنگ (داہنی سمت)، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ کے پتہ پر کی جائے۔

وزیراعلیٰ شری اے.آر. انتولے اپنی
رسی قیام گاہ "ورشا" پر ۱۵ اگست کو
اجیت کیرکر کی پیش کردہ رپورٹ
رق گردانی کر رہے ہیں۔ شری اجیت کیرکر
اور خستہ مکانات سے متعلق اعلیٰ اختیاری
کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ کمیٹی کے دیگر اراکین بائیں
دائیں، شری آئی. ایم. قادری اور ڈاکٹر
ستی پٹیل۔ نیز داہنے سرے پر شری رام
راڈِک، وزیر مالیات دیکھے جا سکتے
ہیں۔

کپاس حصولی اسکیم جاری
آرڈی ننس کا اجراء

کپاس حصولی اسکیم سے کپاس کاشتکاروں کو ہونے والے فائدوں
پیش نظر مذکورہ اسکیم کی مدت میں ۳۰ جون ۱۹۸۲ء تک توسیع
لئے گورنر مہاراشٹر نے، مہاراشٹر خام کپاس (حصولی، صفائی وغیرہ)
یع مدت و ترمیم آرڈی ننس، ۱۹۸۱ء جاری کیا ہے جو ۳۰ جون
۱ء سے نافذ العمل ہے۔
اس آرڈی ننس کے تحت مذکورہ اسکیم سے متعلق انتظامیہ میں
بہتری لائی گئی ہے۔

ایچ ایم ٹی الیکٹرونک گھڑیاں

شری جواہر لال درڈا، وزیر برائے صنعت نے ایچ ایم ٹی کی تیار
کردہ اینولوگ الیکٹرونک گھڑی کی پہلی کھیپ کا ۱۳ اگست کو ممبئی میں
افتتاح فرمایا۔ ایچ ایم ٹی کمپنی ۱۰ کروڑ روپے مالیت کی سالانہ
بارہ ملین گھڑیاں تیار کرتی ہے۔ جس کے لئے ۲۵۰۰ مزدوروں کو
کام دیا گیا ہے۔
اس موقع پر شری درڈا نے عوامی اداروں کو مشورہ دیا کہ وہ ریاست
مہاراشٹر اور خصوصاً پسماندہ علاقوں میں اپنی صنعتوں کو پھیلائیں۔
آپ نے حکومت کی طرف سے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا۔
قومی راج

آپ نے ۱۹۵۲ء سے [illegible]
کی معمولی شروعات سے لیکر آج [illegible]
ایچ ایم ٹی کی کارکردگی کی تعریف کی [illegible]
کے پرزے بھی بہت جلد ہی یہاں تیار [illegible]
اس سے قبل شری جگما [illegible]
ایگزیکیٹو ڈائرکٹر شری آئی. کے. [illegible]

لاپتہ شوہروں کی بیویوں [illegible]

حکومت مہاراشٹر نے ایسی خواتین [illegible]
سات سال سے لاپتہ ہیں اور بچوں کی [illegible]
[illegible] سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا [illegible]

شری پی۔ این [illegible]

حکومت مہاراشٹر نے شری پی۔ [illegible]
میں خودکفیل کے مسئلہ پر حکومت کا [illegible]

فلم "بدلہ اور بلیدان" ٹیکس سے مستثنیٰ

حکومت مہاراشٹر نے مشروط طور پر [illegible]
مائش کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ [illegible]

۱۰ ستمبر [illegible]

۱۳ اگست ۱۹۸۱ء کو نئی دہلی کے وگیان بھون میں مائننگ اور جیالوجی سے متعلق ریاستی وزراء کی کانفرنس میں مہاراشٹر کی نمائندگی شری ایس. این. ڈیسائی (دائیں جانب کی تصویر)، وزیر مملکت برائے صنعت، منصوبہ بندی، امداد باہمی اطلاعات و رابطۂ عامہ نے کی. آپ کے دائیں جانب شری ماروار، ڈائرکٹر آف مائینس مہاراشٹر، تشریف فرما ہیں. بائیں جانب کی تصویر میں شری پرنب مکرجی، مرکزی وزیر برائے اسٹیل و مائنس (بائیں سے دوسرے) دیکھے جا سکتے ہیں.

کوکن میں زمین اور پانی کے بہتر استعمال کیلئے پینل

حکومت مہاراشٹر نے ڈاکٹر ایم. ایس. سوامی ناتھن کی سربراہی میں نامزد کردہ، مغربی گھاٹ کے آبی ذرائع پر مطالعاتی کمیٹی کی سفارش کے مطابق وزیر برائے زراعت کی سربراہی میں کوکن میں اراضی اور پانی کے استعمال سے متعلق ایک ۱۶ رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے. کمیٹی کے دیگر اراکین حسب ذیل ہیں.

شریمتی تارا بائی ورتک، وزیر مملکت برائے عوامی امور، شری ایس. این. ڈیسائی، وزیر مملکت برائے باہمی تعاون، شری رویندر راین راؤ ایم. ایل. اے، شری کیشو راؤ. وی. رانے، ایم. ایل. اے، ڈاکٹر جینت راؤ پاٹل، حکومت مہاراشٹر کے اعزازی مشیر زراعت، پلاننگ کمیشن کے نمائندے شری اے. ایس. بھیبے، چیرمین ڈیولپمنٹ کارپوریشن آف کوکن، کوکن کرشی ودیا پیٹھ کے وائس چانسلر، محکمۂ منصوبہ بندی کے خصوصی سکریٹری، محکمۂ زراعت کے سکریٹری، محکمۂ باغبانی و سماجی شجرکاری کے سکریٹری، چیف کنزرویٹر آف فاریسٹس، محکمۂ آبپاشی کے چیف انجینئر، کوکن ڈویژن، تھانے. ڈائرکٹر برائے باغبانی اور ڈائرکٹر برائے زراعت.

کمیٹی اراضی اور پانی کے بہتر استعمال سے متعلق مشورے دے گی. مغربی گھاٹ مطالعاتی گروپ نے اس سال ماہ مارچ میں حکومت ہند کو اپنی رپورٹ پیش کی ہے.

گورنمنٹ ڈیریز - ایک وضاحت

چند اخبارات میں گورنمنٹ ڈیریز سے تقسیم کئے جانے والے دودھ کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ کنزیومرس گائیڈنس سوسائٹی کے مطابق اس دودھ سے بچوں اور بڑوں کو یرقان جیسی بیماری لاحق ہونے کا خطرہ ہے. ایسا اندیشہ قطعی بے بنیاد ہے. ممبئی عظمیٰ ملک اسکیم کے عہدیدار عوام کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ڈیریز سے تقسیم ہونے والا دودھ، تازہ دودھ، اسکیم دودھ پاؤڈر، بٹر آئیل اور دھا ئیٹا بٹر جیسے عناصر پر مشتمل ہے. اسکیم دودھ پاؤڈر اور بٹر آئیل، انڈین ڈیری کارپوریشن کے ذریعہ درآمد کیا جاتا ہے اور درآمد سے قبل ملک آنا لسٹ، ممبئی میونسپل کارپوریشن کے توسط سے پورٹ ہیلتھ آفیسر کسٹم کے یہاں ان اشیاء کی پوری طرح [illegible] ان اشیاء کے معیار کے ساتھ ساتھ اس بات [illegible] کیا جاتا ہے کہ یہ اشیاء انسانی استعمال کے لئے [illegible] میں [illegible] کے علاوہ [illegible]

...دہ بتایا جاتا ہے کہ یا دہ انسانی استعمال کے لئے ٹھیک ہے یا نہیں۔

ان حقائق کے پیش نظر کارڈ رکھنے والوں کو یقین دلایا جاتا ہے کہ کومنٹ...یں سے تقسیم ہونے والا دودھ صحت کے نقطۂ نظر سے کسی بھی طرح نقصان دہ نہیں ہے۔

یہ بھی واضح کیا جاتا ہے کہ ابھی دودھ دھا سپتالوں میں مریضوں کو تقسیم کیا جاتا ہے اور اب تک انہیں کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔

انز یومرس گائیڈنس سوسائٹی کی ممالک کار، ڈاکٹر دشمیتی، ملا...رابطہ قائم کرنے پر موصوفہ نے بھی دیکھ ہے کہ اخبارات میں شائع شدہ ان کے جاری کردہ سائنسی وضاحت کے مطابق نہیں ہے۔ موصوفہ نے تھا کہ بوتلوں میں دودھ رکھا رہنے سے چند خاص قسم کے بیکٹیریا عام طور پر دودھ میں پیدا ہو جاتے ہیں لہذا استعمال سے قبل دودھ کو ابال لینا چاہئے تاکہ یہ جراثیم ضائع ہو جائیں۔ ممبئی عظمیٰ ملک اسکیم کی جانب سے ...ارفین کو دودھ ابال کر استعمال کرنے کی ہدایت پہلے ہی جاری کی جا چکی ہے۔

چھٹی جماعت سے سنسکرت کی تعلیم

مرکزی حکومت کی تجویز کردہ [illegible] کو ریاستی حکومت نے منظور کرتے ہوئے چھٹی جماعت سے ابتدائی تعلیمی نصاب میں سنسکرت شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ نیز چھٹی اور ساتویں جماعتوں کے لئے ہر ہفتہ سنسکرت کے دو پیریڈ رکھنا منظور کیا ہے۔

ڈاکٹر بلی رام ہیرے وزیر تعلیم نے یہاں یوم سنسکرت تقریب میں اس بات کا انکشاف کیا۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اسکولی طلبہ کو اخلاقی تعلیم دینے سے متعلق پچھلی دفعہ اورنگ آبادیں ایک کنونشن منعقد کیا گیا تھا، سنسکرت کی تعلیم بھی اس سلسلے میں معاون ثابت ہوگی۔

آپ نے سنسکرت کے فروغ کے لئے کام کرنیوالے رضاکار اداروں کو ہر ممکن تعاون دینے کا یقین دلایا۔

شری بی۔ کے۔ چوگلے، سکریٹری محکمۂ تعلیم نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

باغبانی ترقیاتی پروگرام

کوکن میں باغبانی ترقیات اور ۱۵ راگست سے جاری کی گئی ایک ماہی باغبانی فروغ مہم کا جائزہ لینے کے لئے کوکن کے اراکین مجلس قانون سازی ۴ ستمبر کو منعقدہ ایک بیٹھک سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری اے آر۔ انتولے نے کوکن کے علاقے میں باغبانی کی ترقی کے لئے تعلقہ سطح پر کمیٹیوں کی تشکیل کا مشورہ دیا۔

آپ نے باغبانی کمیٹی سے درخواست کی کہ وہ دسمبر ۱۹۸۱ء تک ایک پنج سالہ باغبانی منصوبہ تیار کریں۔

شری بھگونت راؤ گائیکواڑ، وزیر زراعت، شریمتی تارا بائی ورتک، وزیر مملکت برائے باغبانی، شری ایس۔ این۔ دیسائی وزیر مملکت برائے منصوبہ بندی و باہمی تعاون اس میٹنگ میں موجود تھے۔

اس پروگرام کے تحت ناریل کے ۵ لاکھ پودے لگانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے، ابھی تک اس پروگرام کے تحت آم کے ایک لاکھ پودے تقسیم کئے جا چکے ہیں۔

اس میٹنگ میں موجود دیگر ممتاز حضرات میں سرو شری پی۔ کے۔ ساونت، ایچ۔ جی۔ ورتک، جینت راؤ بھوسلے، دادا صاحب بھسے چیرمین کوکن ڈیولپمنٹ کارپوریشن، ڈاکٹر دی۔ سبرامنیم، ڈپٹی چیرمین ریاستی پلاننگ بورڈ، چیرمین ہارٹی کلچر ایکسپورٹ کمیٹی اور سکریٹری کوآپریشن، پلاننگ اور ہارٹی کلچر شامل تھے۔

تشدد سے گریز کیجئے، شری ترڑکے کی اپیل

شری این۔ ایم۔ ترڑکے، وزیر محنت نے چند ٹریڈ یونینوں کی پُرتشدد تحریک اور مزدوروں کا استحصال کرنے کی سرگرمیوں پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

منترالیہ میں از سر نو تشکیل یافتہ ریاستی کارکنوں کی مشاورتی کمیٹی کی پہلی میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے شری ترڑکے نے فرمایا کہ حکومت جلد ہی کھنترا یہ کمیٹی کی سفارشات پر عمل کرے گی۔

مزدوروں کے تئیں حکومت کے بہتر اور ٹھوس رویہ کی بابت فرماتے ہوئے شری ترڑکے نے فرمایا کہ حکومت ریاست میں ۸۵ لاکھ مزدور...

[illegible] دوبارہ نظر ثانی کرے گی۔
[illegible] نائیک، وزیر مملکت برائے محنت [illegible] محنت، شری اجیت نمبالکر، [illegible] کے نمائندوں نے شرکت کی۔

[illegible] کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

[illegible] "السادات" کی سیاسی نامہ نگار [illegible] ہمشیرہ مادام سکینہ سادات نے ورشا [illegible] آر. انتولے اور بیگم نرگس انتولے [illegible]

[illegible] کے فرزند حکومت ہند کے مہمان کی حیثیت [illegible] پر آئے تھے۔

[illegible] ۴۵ منٹ کی ملاقات کے دوران موصوفہ نے ثقافتی [illegible] تبادلۂ خیال کیا۔

[illegible] خاندانی بہبود پروگرام میں دلچسپی [illegible] ریاست میں رضاکارانہ طور پر خاندانی [illegible] دی جاتی ہے اور اس پروگرام کے [illegible] ہے۔

[illegible] گاندھی نرادھار انودان یوجنا، اور سنجے [illegible] متعلق تفصیلات بیان کیں، جن کے تحت [illegible] بننے کے خواہشمند نوجوانوں کو حکو[مت] [illegible] جاتی ہے۔

[illegible] موصوفہ کو اپنی کتاب "جمہوریت: پارلیمانی [illegible] کی ایک جلد دستخط کر کے پیش کی، ساتھ ہی ڈائرکٹوریٹ [آف] انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کی چند مطبوعات بھی پیش کیں۔

[illegible] انسٹی ٹیوٹ کا افتتاح

[مہا]راشٹر کے گورنر شری او. پی. مہرا نے ۲۸ اگست کو چپلونا کے رام پرساد [illegible] انسٹی ٹیوٹ آف ریسرچ کا افتتاح فرمایا۔
[illegible] افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ تمام تعلیمی اداروں میں ڈسپلن [illegible] جائے نیز آپ نے صارفین کے مفاد کے تحفظ کی ضرورت [پر] زور دیا۔

ممبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر شری رام جوشی نے اپنے خطبۂ صدارت میں مینجمنٹ کورسوں کو بہتر بنانے کی ضرورت کی طرف توجہ مبذول کرائی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ زراعت اور دیگر ترقیاتی میدانوں میں بھی اس قسم کے کورس جاری کیے جائیں۔ آپ نے یہ اطلاع دی کہ مینجریل ٹریننگ سہولت کو وسعت دینے سے متعلق یونیورسٹی غور وخوض کر رہی ہے۔

اس سے قبل مینجمنگ کونسل آف دی انسٹی ٹیوٹ کے صدر شری مدھوکر راؤ چودھری نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور ادارے کی سرگرمیوں کا جائزہ پیش کیا۔

معذور شخص کو مالی امداد

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے، ایک نجی جہاز راں کمپنی کے ایک جہاز پر کام کرتے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ سے محروم ہونے والے علی میاں احمد فقیر کو خود کفیل ہونے کے لئے ہر ممکن امداد کا وعدہ کیا۔

ضلع رتناگیری کے سیتا واڈا گاؤں سے تعلق رکھنے والے علی میاں احمد فقیر نے 'ورشا' میں وزیر اعلیٰ کو بتایا کہ مذکورہ سانحہ کے بعد ان کے بھائی اُن کی اور اُن کے بیوی بچوں کی کفالت کرنے لگے تھے لیکن بعد میں ان کی شادی ہوگئی اور علی میاں اپنے اہل وعیال کے ساتھ تنہا رہ گئے۔ 'سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا' کے تحت ملنے والی امدادی رقم نے کسی حد تک اُن کی مالی دشواریوں کو کم کر دیا لیکن شری علی میاں نے بتایا کہ وہ محتاج بن کر جینا نہیں چاہتے بلکہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کا استعمال کرتے ہوئے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کرنا چاہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے شری علی میاں کے اس طرز فکر کی ستائش کی اور افسران کو ہدایت دی کہ مذکورہ شخص کو 'سنجے گاندھی سوا ؤلمبن یوجنا' کے تحت مالی امداد دیں تاکہ وہ خود کفیل بن سکے۔

وزیر اعلیٰ کا تعزیتی پیغام

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے سابق شریف آف بمبئی شری رام بترا کی رحلت پر شدید رنج و غم کا اظہار فرمایا.

وزیر اعلیٰ نے اپنے پیغام میں فرمایا "شری رام بترا کی اچانک موت سے مجھے انتہائی دکھ پہنچا. آپ اعلیٰ اقدار اور جذبۂ خدمت خلق کی وجہ سے عوام میں مقبول تھے. آپ ایک سرگرم عمل سماجی رضاکار تھے اور کئی سماجی و ثقافتی انجمنوں سے وابستہ تھے. اگر زندگی نے آپ سے وفا کی ہوتی تو آنیوالے سالوں میں اس شہر کو آپ کی ذات سے اور فائدے پہنچتے."

شری بترا کو خراجِ عقیدت

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے بمبئی کے شریف ڈاکٹر بی. کے. گوئل کی جانب سے انڈین مرچنٹس چیمبرس میں بمبئی کے سابق شریف شری رام بترا کی یاد میں ۲۸ راگست کو منعقدہ تعزیتی جلسہ میں شری بترا کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شری بترا نے سماج میں عوام کے دوست کا مقام حاصل کر لیا تھا. وہ ایک قابلِ اعتماد دوست اور معاون تھے. شری بترا ایسے اوصافِ حمیدہ کے حامل تھے کہ اُن کی موت پر یقین نہیں آیا.

آپ نے مزید فرمایا کہ شری بترا کو صحیح خراجِ عقیدت یہی ہوگا کہ ہم بھی دوستی اور خیر سگالی کا جذبہ اپنائیں اور سماج کی خدمت کریں.

ڈاکٹر بی. کے. گوئل نے فرمایا کہ شری بترا کی زندگی بمبئی شہر کی سماجی بہبود و ترقی میں گذری.

ڈاکٹر رفیق زکریا، ایم پی، شری مادھو راؤ سندھیا، ایم پی نے بھی اس موقع پر آنجہانی رام بترا کو خراجِ عقیدت پیش کیا.

شری پی. اے. ولیسانی، ایم ایل اے، نے فرمایا کہ شری بترا ایک محبِ وطن تھے اور حال میں بمبئی میں منعقدہ انٹلی جنسیا کانفرنس کے انعقاد کے لئے آپ نے بہت کوششیں کی تھیں.

گیان چند گل کی موت پر تعزیتی جلسہ

شری گیان چند گل، آئی اے. ایس (۱۹۷۱ء) ۱۸ اگست کو سروچی بلڈنگ کی ایک لفٹ کے حادثہ میں ہلاک ہوگئے.

آپ کا جنم ۲۱ رنومبر ۱۹۴۲ء کو بالیہ کوٹلہ پنجاب میں ہوا تھا اپنی تربیت کے بعد آپ مہاراشٹر میں کئی اہم عہدوں پر فائز ہوئے. ضلع چندر پور کے اسسٹنٹ کلکٹر. ستارا اور بلڈانہ ضلع پریشدوں کے چیف ایگزیکٹیو آفیسر، ممبئی کے اڈیشنل کلکٹر اور منترالیہ کے محکمۂ صحت عامہ و مالیات کے ڈپٹی سکریٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں.

آپ کے پسماندگان میں آپ کی بیتی اور ۱ اور ۶ سال کے دو لڑکے شامل ہیں.

آپ کی موت پر منترالیہ میں ۲۱ اگست کو ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا، جس میں چیف سکریٹری شری بی. جی. گوانی نے صدارت کی اور اپنے شدید رنج و غم کا اظہار کیا.

وزیر اعلیٰ کا ویشمپیان کی رحلت پر تعزیتی پیغام

وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے مجاہد آزادی اور ممتاز سماجی کارکن شری ایس. کے. عرف کھاؤ صاحب ویشمپیان کی رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا.

وزیر اعلیٰ نے اپنے تعزیتی پیغام میں فرمایا: "شری ویشمپیان نے ریاست حیدرآباد کی جنگِ آزادی میں عملی طور پر حصہ لیا تھا.

آپ نے مراٹھواڑہ علاقہ کی ہمہ جاتی ترقی میں سرگرمی سے حصہ لیا. آپ کئی سماجی اور ثقافتی اداروں سے وابستہ تھے آپ کی موت سے ہم غریبوں کے ہمدرد سے محروم ہوگئے ہیں. میں سوگوار خاندانی اراکین کو اپنی دلی تعزیت پیش کرتا ہوں."

نائب صدرِ ہند کا شری کالیلکر کی وفات پر تعزیتی پیغام

نائب صدرِ ہند شری ایم. ہدایت اللہ نے شری کاکا صاحب کالیلکر کی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا ہے۔ اپنے تعزیتی پیغام میں نائب صدرِ ہند نے فرمایا:

"آنجہانی کاکا صاحب کالیلکر کی وفات کی خبر سُنکر مجھے انتہائی صدمہ پہنچا۔ آپ ایک [illegible] مسلّم تھے۔ آپ نے اپنی ساری عمر قوم کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دی تھی۔ آپ مشہور پارلیمانی ممبر اور ماہرِ تعلیم تھے۔ آپ کو ملک کی خدمت کرنے پر "پدم وبھوشن" کا خطاب ملا تھا۔ مجھے خود ان سے ذاتی طور پر ملاقات کا شرف حاصل ہے۔

آپ کی وفات سے ملک [illegible] پرانے ساتھیوں کو کھو دیا ہے [illegible] اپنے [illegible] کی بنا پر وہ ہمیں مفید مشورہ دیا کرتے تھے۔ اس سے اب ہم محروم ہو گئے ہیں۔ میں سوگوار ممبرانِ خاندان کو اپنی دلی تعزیت پیش کرتا ہوں۔"

بحریہ میں بھرتی کے مقابلہ کا امتحان

بحریہ میں آرٹیفائزر اپرنٹس کی بھرتی کے لئے مقابلے کا امتحان ۱۶ اکتوبر سے ۲۱ اکتوبر تک برانچ ریکروٹنگ آفس کلابہ بمبئی پر منعقد ہوگا۔ منتخب امیدواروں کو ساڑھے تین سال کی تربیت خشکی پر اور چھ مہینے کی تربیت سمندر میں کسی بھی انڈین نیوی کے جہاز پر مکمل کرنی ہوگی۔

غیر شادی شدہ امیدوار جو میٹرکولیٹ یا اس کے مساوی امتحان کامیاب ہیں اور جو ۱۶ جنوری ۱۹۶۴ء اور ۱۵ جنوری ۱۹۶۷ء کے درمیان پیدا ہوئے ہیں، داخلے کے اہل ہوں گے۔

انجینئرنگ کیریر میں دلچسپی رکھنے والے اُمیدوار ذاتی طور سے سول ایجوکیشنل سرٹیفکیٹس کے ساتھ اوپر دیئے ہوئے پتہ پر ملیں۔

خاندانی بہبود نشانہ کی تکمیل کیلئے مزید فنڈ

۲ [illegible] بمبئی: ڈاکٹر اے. یو. [illegible] نے ریاستی حکومت کے وزیر [illegible] اور خاندانی بہبود ڈاکٹر بلی رام ہیرے کی ایما پر ۳۱ اگست کو منعقدہ ایک اجلاس میں اس بات کا انکشاف کیا کہ میونسپل کارپوریشن کے فنڈ سے خاندانی بہبود پروگرام پر ۲۰ لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔

اجلاس کی صدارت شری رام راؤ اڈِک نے [illegible] کی۔

ڈاکٹر [illegible] نے مزید بتایا کہ اس رقم میں سے ۱۵ لاکھ روپیہ [illegible] کے ترغیب کاروں کو ۲۵ روپے فی شخص کے حساب سے حوصلہ افزائی کے طور پر دیئے جانے کے لئے مختص کیا جائیگا اور باقی ماندہ ۵ لاکھ روپیہ دیگر تشہیر و اشاعت کے کاموں پر خرچ کیا جائے گا۔

وزیرِ صحت عامہ ڈاکٹر بلی رام ہیرے نے خاندانی بہبود پروگرام میں میئر ممبئی، میونسپل کمشنر کے تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُمید ظاہر کی کہ ممبئی میونسپل کارپوریشن اپنے اختیارات کی حد میں تمام ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے خاندانی بہبود پروگرام کو اپنے حلقوں میں کامیاب کرنے کی کوشش کریگی۔

شری رام راؤ اڈِک نے اپنے صدارتی خطبہ میں یقین دلایا کہ کارپوریشن کا عطا کردہ فنڈ خاندانی بہبود پروگرام کے لئے صحیح طور سے استعمال میں لایا جائے گا۔

اس موقع پر سابق میئر شری بابو راؤ شیٹے، شری وی. سرینواسن، سکریٹری (صحت)، میونسپل کونسلرز اور دیگر عہدیدار موجود تھے۔

مراسلت و ترسیلِ زر کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ یا خط کے اوپر درج ہوتا ہے) پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف لکھئے بلکہ اُردو کے ساتھ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرما دیجئے۔ اس طرح اندراجات میں آسانی ہوتی ہے۔

(ادارہ)

NOW WITH INCREASED RATE OF INTEREST

YOUR MONEY GROWS FASTER IN

POST OFFICE TIME DEPOSITS

(WHERE EVEN RS. 50/- ARE WELCOME)

The interest rates for Post Office Time Deposits have been appreciably increased Deposits made on or after 2nd March, 1981 will now earn the following higher rates of interest.

PERIOD	RATE OF INTEREST	
1 Year	8.5%	
2 Years	9.5%	Calculated at
3 Years	10.5%	half yearly rest.
5 Years	10.5%	

Millions of our depositors **have shown** their unflinching faith in us by depositing crores of rupees in our Post Office Time Deposits. **with such high returns & complete security who would'nt?** Join the mainstream by opening an account in the nearest Post Office having a Savings Bank Counter.

SPECIAL FEATURES:

* NO CEILING ON THE AMOUNT OF DEPOSITS YOU CAN, HOWEVER START EVEN WITH RS. 50.
* INTEREST ON P.O.T.D. IS CALCULATED EVERY SIX MONTHS AND IS PAYABLE ANNUALLY. INTEREST CAN BE DEPOSITED IN POST OFFICE SAVINGS BANK ACCOUNT IN THE SAME POST OFFICE.
* INTEREST UPTO RS. 3,000/- PER YEAR IS FREE FROM INCOME TAX UNDER SECTION 80 (L) OF I. T. ACT
* PREMATURE CLOSURE IS ALLOWED WITH DISCOUNTED INTEREST.
* NOMINATION FACILITY IS AVAILABLE.

For details contact,
Directorate of Small Savings,
Govt. of Maharashtra, 8th floor, New Administrative Building, Opp Mantralaya, Bombay 400 032. Tel. 232537/230290.
Asst Director of Small Savings or District Savings Officer C/o Collectorates in Maharashtra.
Authorised Agents or the nearest Post Office.

DGIPR/SS/81-82/14 Eng.

قومی راج

مشترکہ شمارہ ۲۵ ستمبر اور ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء
قیمت: ۵۰ پیسے
25-9, 10-10-81
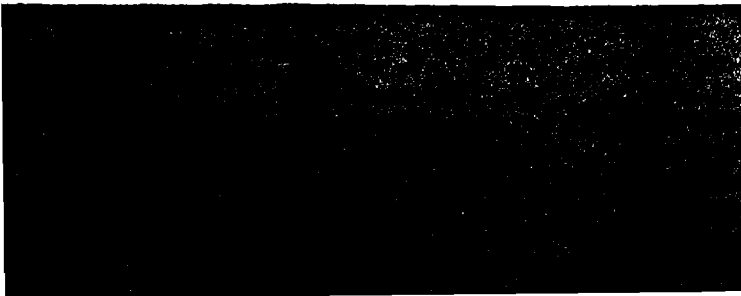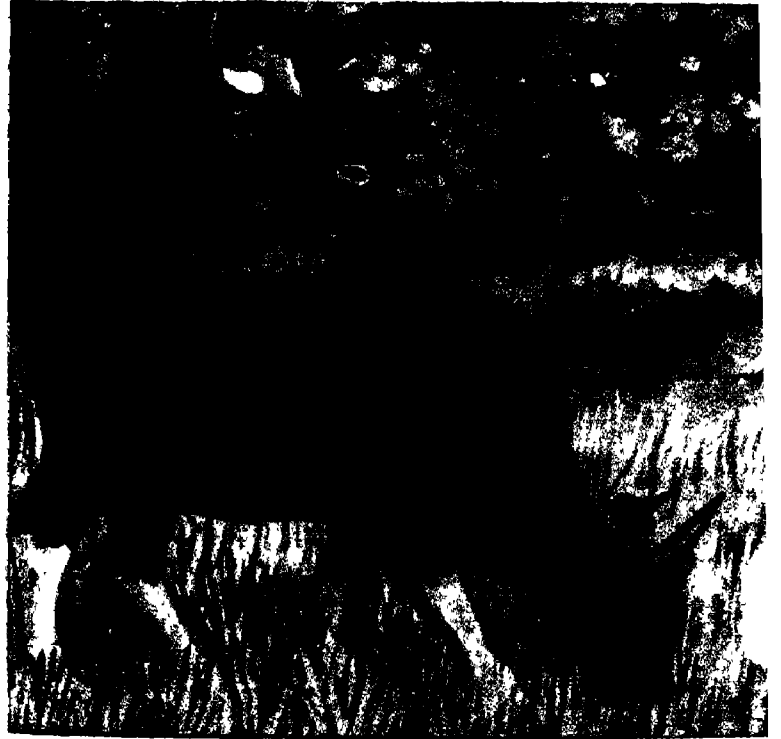
طبعی ماحول کا تحفّظ

انسان ذمّہ دار

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۔

قدرتی ماحول اور اس سے وابستہ تمام مخلوق میں ایک قسم کا توازن برقرار رہنا لازمی ہے اور اس توازن کو قائم رکھنے کی ذمہ داری بنی نوع انسان پر ہے ، ان خیالات کا اظہار وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے "ون پرانی" ہفتہ کے سلسلے میں جاری کردہ اپنے ایک پیغام میں فرمایا۔

آپ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ھے :۔

"ہمارے آباؤ اجداد ، عالم اور دانشور ہمیں ہمیشہ یہی یاد دلاتے رہے ہیں کہ ہم بنی نوع انسان پر دیگر تمام مخلوق کے تحفظ کی ذمہ داری عائد ہے ۔ اب یہ بات بالکل واضح ہوچکی ہے کہ وجودِ زندگی اور سطح زمین کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے ۔ انسان کا وجود نباتات وحیوانات کی بقا ہی پر منحصر ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کے سائنسی مشاہدات اور ترقیات تمام بڑی حد تک ماحول ، نباتات اور حیوانات پر کی گئیں تحقیقات کا نتیجہ ہے ۔

"ون پرانی" ہفتہ کے دوران ہمیں چاہیئے کہ ہم عوام کے تمام طبقات میں اور خصوصاً بچوں میں یہ تجسس پیدا کریں کہ وہ سب قدرتی ماحول اور قدرتی ورثہ نباتات وحیوانات سے گہرے لگاؤ کا اظہار کرنا سیکھیں تاکہ طبعی توازن کی اشد ضرورت اور اہمیت ان پر واضح ہوسکے۔ جنگلی جانوروں کے لئے ہمارے ملک میں متعدد مامن ، چڑیا گھر اور دیگر پروجیکٹ بنائے گئے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ تمام لوگ جو ان مقامات کے منتظم ہیں اور وہ جو محض تفریحاً بھی ان مقامات پر جاتے ہیں ، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ہمارے اس قدرتی ورثہ کے تحفظ اور اس میں مزید بہتری کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے"۔

اندرا گاندھی

نئی دہلی ۔ ۱۹ جولائی ۱۹۸۱ء

قومی راج

مشترکہ شمارہ ۲۵ ستمبر و ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۱ء

جلد ۸ * شمارہ ۱۸ اور نمبر ۱۹

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ : دس روپے * قیمت فی پرچہ : ۵۰ پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر : **بنود راؤ**

نگراں : **خواجہ عبد الغفور**

ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

سب ایڈیٹر : عبد الوحید خاں جامعی

قارئین کی رائے

★ غلام محمد پٹیل

ٹیچر، مجندار ہائی اسکول، وہور، ضلع رائے گڈھ

قومی راج کا "چھترپتی شیواجی مہاراج ۳۰۱ ویں پنیہ تتھی خصوصی نمبر" موصول ہوا۔ شاندار سرورق دیکھ کر ہی طبیعت باغ باغ ہوگئی اور ذوق مطالعہ اس قدر بیقرار ہوا کہ پورے شمارے کی سیر کر کے ہی چین حاصل ہوا۔ سب سے پہلے آپ کی خدمت میں خصوصی اور مجلس ادارت کی خدمت میں عمومی، اس عظیم الشان نمبر کی اشاعت پر دل کی گہرائیوں سے ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہوں۔ قومی راج کے پچھلے خصوصی یادگار نمبر آج بھی اُردو ادب میں جس شان سے درخشندہ ہیں، اس خزانے میں یہ "چھترپتی نمبر" ایک مخصوص اضافہ ہے۔

اُردو میں چھترپتی سے متعلق اتنی بصیرت افروز اور پائدار معلومات آج تک کسی بھی جریدے نے شائع نہیں کی، آپ کی یہ کاوشیں اور جدوجہد واقعی قابل داد، تحسین و آفرین ہے کہ آپ نے مہاراشٹر ہی کے نہیں بلکہ برصغیر کے اس علمبردار آزادی کو، جو اُردو ادب میں صدہا برسوں سے گوشۂ گمنامی میں تھا، اُردو داں طبقہ سے روشناس کرایا۔ آپ کا یہ اُردو داں طبقہ پر احسانِ عظیم ہے۔

چھترپتی کے "سرودھرم سمبھاؤ" کے نظریہ سے متعلق وزیرِ اعلیٰ عزت مآب اے۔ آر۔ انتولے جی کا مختصر مگر جامع خراجِ عقیدت اور آدرنیہ شری سیتو مادھوراؤ پگڑی کا مضمون واقعی اپنی نظیر آپ ہے۔ اسی طرح چھترپتی شیواجی مہاراج کی اوراق زندگی کا تفصیلی تاریخ وار خاکہ اُردو ادب کا ایک انمول خزانہ ہے۔ جس جدوجہد سے چھترپتی کی اہم تصاویر آپ نے اس شمارے میں پیش کی ہیں، ہر صاحبِ ذوق اور شیدائے چھترپتی کے لئے ایک نادر و بے مثال تحفہ ہیں۔ آپ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کریں، کم ہے۔ یہ خصوصی چھترپتی نمبر ایک یادگار نمبر ہے جس نے مخزنِ ادبِ اُردو کی خوبصورتی کو اور بھی دوبالا کر دیا ہے۔ جب بھی قومی راج کا خصوصی یادگار نمبر ہاتھ آتا ہے، 'اقبال نمبر' آنکھوں کے سامنے رقص کرتا ہے۔

آپ نے چھترپتی نمبر شائع کر کے محبانِ اُردو، حامیانِ اُردو اور فدایانِ چھترپتی پر احسانِ عظیم کیا ہے، لہٰذا ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ پاک مستقبل میں اس جریدے کو عالمِ اُردو میں ایک نمایاں مقام عطا کرے، اور آپ کے قلم کو خوب زور استطاعت عطا فرمائے۔ (آمین)

آپ سب کی کاوشوں پر پھر ایک بار دادِ تحسین و آفرین پیش کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔

★ سید اختر الاسلام - مدیر ہفتہ وار 'میرٹھ میلہ'

۱۵۸ - شاہ نتھن، میرٹھ (یو-پی)

پندرہ روزہ 'قومی راج'، ریاست میں خصوصی اہمیت و افادیت کا حامل پرچہ ہے۔ ہر بار نئے نام بھی اس میں شامل ہوتے ہیں جس سے اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ خصوصی نمبروں کے علاوہ اس کے عمومی شمارے بھی خوبصورت اور دلچسپ مواد سے پُر رہتے ہیں۔

★ منیر المحوی صدیقی (ایم۔ اے)

آستانۂ محوی۔ گلی بیس ہزاری، گوجر پورہ، بھوپال ۴۶۲۰۰۱ (ا۔پ)

۲۵ر اپریل ۱۹۸۱ء کا قومی راج 'ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نمبر' ملا، آپ نے ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر کی علمی، ادبی، قومی، معاشی و سیاسی سرگرمیوں کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔ صفحات کی تعداد کم ہونے کے باوجود بابا صاحب سے متعلق تمام ضروری معلومات اور مواد مل جاتا ہے۔ میری طرف سے اس خوبصورت تاریخی اور یادگار نمبر نکالنے پر پُر خلوص مبارکباد قبول فرمائیں۔

★ سید نیر جعفری نیر الہ آبادی

۱۷۵ - اے، نہال پور - الہ آباد (یو-پی)

'قومی راج' پڑھ کر طبیعت گوناگوں کیفیت سے دوچار ہوئی۔ واقعی ایسے مضامین، معاذ اللہ، جن کی اُردو میں یقیناً کمی تھی — یہ مضامین دیر تک پندارِ ذہن میں ٹکراتے رہے اور طبیعت میں اس کی خوشگوار چبھن محسوس ہوتی رہی۔ آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

"جنگلی جانور اور جنگلات انسانی زندگی کا لازمی جُز"

عوام سے تعاون کی اپیل

اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں "وَن پرانی ہفتہ" منایا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔آر۔ انتولے نے اپنے پیغام میں عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ جنگلی جانوروں اور ان کے مامن کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان کی حفاظت میں تعاون کریں۔

وزیر اعلیٰ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے:

"اس سال اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں ہم "وَن پرانی ہفتہ" منا رہے ہیں۔ اِن خصوصی ہفتہ کا مقصد یہ ہے کہ ہم سماجی نقطۂ نظر سے جنگلی جانوروں اور ان کے مامن کی اہمیت کو سمجھیں اور اُن کے تحفظ پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

جنگلی جانور اور جنگلات انسانی زندگی کا لازمی حصّہ ہیں۔ ان سے ہمیں اَن گنت مادّی وغیر مادّی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے وجود سے نہ صرف ماحول کا تحفظ ہوتا ہے بلکہ اس میں مزید بہتری پیدا ہوتی ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملک میں قدرت کے اس قیمتی ورثہ کی حفاظت پر غفلت برتی جارہی ہے جس کے نتیجہ میں انھیں کافی نقصان پہنچا ہے۔ ایک طرف کئی علاقوں سے جنگلات کا صفایا ہوگیا ہے تو دوسری طرف جنگلی جانوروں کی کئی کمیاب نسلیں انسانوں کی تخریبی طبیعت کا شکار ہوکر نیست و نابود ہوگئی ہیں اور کئی قریب الختم ہیں۔

"وَن پرانی ہفتہ" کے اس موقع پر میں عوام سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ جنگلی جانوروں اور اُن کے مامن کو مزید تباہ ہونے سے بچائیں تاکہ نہ صرف ہم بلکہ آنے والی نسلیں بھی اپنی زندگی کو ان کے وجود سے سازگار بنا سکیں اور استفادہ حاصل کرسکیں۔"

اے۔آر۔ انتولے

تہذیبی روایت ملحوظ رکھیے

شری نانابھاؤ ایمبڈ وار
وزیرِ جنگلات ۔

مہاراشٹر کے وزیرِ جنگلات شری نانا بھاؤ ایمبڈوار نے "جنگلی جانور" ہفتہ (۲ اکتوبر تا ۸ اکتوبر) کے سلسلہ میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بھارتی تہذیبی روایت "ہر کسی کو سُکھ و آرام" سے عملی طور پر اسی طرح انصاف کرسکتے ہیں جبکہ ہم جنگلی جانوروں کے تحفظ پر پوری طرح دھیان دیں۔

آپ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے :۔

"بڑی خوشی کی بات ہے کہ مہاراشٹر میں ۲ اکتوبر سے ۲۷ واں "جنگلی جانور" ہفتہ منایا جارہا ہے جو بہ لحاظ تاریخ اس لئے اہم ہے کہ اسی تاریخ کو دنیا کو عدم تشدّد کا پیغام دینے والے بابائے قوم مہاتما گاندھی کا جنم ہوا تھا۔

اگر بہترین منصوبہ بند طریقۂ عمل کی مثال کہیں مل سکتی ہے تو وہ قدرتی ماحول ہے جس میں ہر جاندار کا ایک اپنا مقام ہے اور اپنا عمل ہے۔ لہٰذا قدرتی ماحول کے مشاہدہ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس میں پائے جانیوالے ہر جاندار کی خصوصیات و عملیات کا مشاہدہ کریں۔ ان جانداروں کیساتھ ہم آہنگی قدرتی ماحول کا تحفظ ہے ورنہ ان کی تباہی یا ان سے لاپرواہی قدرتی ماحول میں یقینی بگاڑ پیدا کرسکتا ہے اسی بات کو دھیان میں رکھتے ہوئے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج قدرتی ماحول سے وابستہ ایک اہم جاندار جنگلی جانوروں سے لاپرواہی برت رہے ہیں۔ شکار کے جنونی شوق نے اس مخلوق کو تقریباً خاتمہ تک پہنچا دیا ہے۔

ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ شکار چاہے کتنا ہی پسندیدہ شوق ہو، یہ ہمارے قومی ورثہ کو برباد کرتا ہے اور قدرتی نظام میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ آج کا زمانہ "خود کو جینے کا حق" کا زمانہ نہیں ہے۔ بنی نوعِ انسان اپنی ترقی کے ساتھ اس فرسودہ خیال کو کب کا ترک کرچکا ہے۔ آج وہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی جینے کا حق دینا چاہتا ہے۔ اسی لئے حکومت نے جنگلی جانوروں کی حفاظت کے لئے جنگلی جانوروں کے مامنوں کو بہتر بنانے کی کئی اسکیمیں مرتب کی ہیں۔ لہٰذا ہر ایک پر یہ لازم ہے کہ وہ اس معاملہ میں پوری طرح تعاون کرے تاکہ قدرت کے اس حسین ماحول کی حفاظت ہوسکے اور ہماری اپنی زندگی بھی سُکھ و آرام سے گذرے یہ ہمارا قومی فرض ہے اور جنگلی جانور ہفتہ کے اس موقع پر یہی ہمارا عملی کردار بھی ہونا چاہئے۔ صرف اسی صورت میں ہم بھارتی تہذیب "ہر کسی کو سُکھ و آرام" سے عملی طور پر انصاف کرسکتے ہیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ مہاراشٹر کے عوام اس ہفتہ کو کامیاب بنانے کے لئے مکمل تعاون کریں گے۔"

"جنگلات اور جنگلی جانور — قیمتی ورثہ
ان کی حفاظت، وجودِ انسانی کی ضامن"
— وزیر مملکت برائے جنگلات کا پیغام

شری ستیش چترویدی

شری ستیش چترویدی، مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے جنگلات یوتھ سروسیس، صحت عامہ و خاندانی بہبود، کھیل، سیاحت، ثقافتی اُمور، روزگار، تکنیکی تعلیم و تربیت نے "وَن پرانی ہفتہ" کے سلسلے میں جاری کردہ اپنے پیغام میں نباتات، حیوانات اور انسانی زندگی کے اٹوٹ رشتہ سے طبعی ماحول پر اثرات کا فکرانگیز طریقے سے جائزہ لیتے ہوئے جنگلات اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کی اہمیت واضح کی۔ آپ کے پیغام کا متن حسبِ ذیل ہے:

"ہمارے اطراف ترقی یافتہ یہ قدرتی ماحول صدیوں سے بدلتے ہوئے ان حالات کا نتیجہ ہے جس میں ارتقاء زندگی بھی لازم و ملزوم کی حیثیت سے ترقی پذیر رہی ہے۔ نباتات، حیوانات اور انسانی زندگی کے اٹوٹ رشتے سے طبعی ماحول کا جال بُنا گیا ہے اور اگر حضرتِ انسان نباتات و حیوانات کو نقصان پہنچانے پر مائل ہو تو وہ نہیں جانتا کہ وہ خود بھی تباہی سے نہیں بچ سکتا۔

جنگلات انسانوں کو کئی فائدے پہنچاتے ہیں۔ یہ ہمیں فطرتی، تہذیبی، سائنسی اور تفریحی طرز فکر سے روشناس کراتے ہیں۔ جنگلات ہمارے قیمتی ورثہ رنگ برنگے پرندوں اور خوبصورت و تن و مند جنگلی جانوروں کا مسکن ہیں۔ جنگل کے دلفریب مناظر میں کھو کر انسان شہری زندگی کے ہنگاموں کو بھول جاتا ہے اور نباتات و حیوانات کی پُرسکون زندگی میں اپنے آپ کو بھی سمونے کی کوشش کرتا ہے۔

مہاراشٹر وہ خوش قسمت ریاست ہے جسے قدرت نے اپنی طبعی نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ انسانی آبادی میں اضافے کے نتیجہ میں معاشی تبدیلیوں، قطعات اراضی کی چھینا جھپٹی اور جنگلات کے استحصال کی بدولت ہم اپنے قیمتی جنگلاتی ورثہ سے آہستہ آہستہ محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

کئی سو سال پہلے تھوریو نے کہا تھا "جنگلات سے دنیا کی بقا قائم ہے"۔ وہ آج کے خلائی دَور کی تخریب کاریوں سے لاعلم تھا۔ آج کا انسان یہ سوچنا گوارہ کئے بغیر کہ خود اس کا وجود قدرتی ماحول سے قائم ہے، اس طبعی ماحول پر اپنا غلبہ حاصل کرنے کے لئے اُسے نیست و نابود کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اس قدرتی ورثہ بشمول جنگلی جانوروں کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھے اور ان کی ایسی ہی حفاظت کرے جیسا کہ وہ اپنے کھیتوں کی یا اپنی بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ بیجوں کو نہیں پھلوں کو کام میں لائے، اصل نہیں ماحصل سے استفادہ کرے — آیئے، ہم سب "وَن پرانی" ہفتہ کے اس اُتسو پر پوری سنجیدگی کے ساتھ اپنے قیمتی ورثہ جنگلی جانوروں اور ان کے مامن جنگلات کی مکمل حفاظت کا عہد کریں۔"

گاندھی جی اور قومی یکجہتی

احمد صدیقی
۱۶۳-منہاج پور-الہ آباد ۲۱۱۰۰۳

کرۂ ارض کے تمام ممالک میں ہندوستان کو اس کی جائے وقوع، قدرتی عطیات، تہذیب و تمدن، علم واخلاق، طرزِ معاشرت اور تاریخی پس منظر کے تحت اہم مقام حاصل ہے ــ دنیائے عالم کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہندوستان تہذیب و اخلاق، علم و تمدن کا گہوارہ رہا ہے اور آج کی سائنس و تکنیک بہت کچھ ہماری مادرِ وطن کے مخزنِ فن و حکمت کی رہینِ منت ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے سے مختلف قوموں کے لوگ یہاں علم وحکمت اور مختلف قسم کے فنون سیکھنے کی غرض سے وارد ہوتے رہے ہیں اور یہاں کے بحرِ ذخار سے علم و فن کے بیش بہا موتیوں سے اپنا دامن بھرتے رہے ہیں، مادی دولت کے ساتھ قدرت نے ہندوستان کے فرزندانِ وطن کو انسانیت کا بہترین نمونہ بناکر پیدا کیا اور انھیں انسانیت کی اعلیٰ ترین صفات کے زیور سے آراستہ کیا ہے۔ چنانچہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اپنے مادرِ وطن کے تئیں جاں نثاری، محبت اور وفاداری کا جذبہ جس حد تک ہندوستانیوں میں پایا جاتا ہے وہ دنیا کی کسی دوسری قوم کے مقابلہ میں کم نہیں۔ مثال کے لئے اس عظیم ملک کی تاریخ میں صدہا واقعات بھرے پڑے ہیں اور آج اس دور میں بھی جو خصوصیت ہندوستانیوں کو دوسری قوموں کے مقابلہ میں مابہ الامتیاز بناتی ہے وہ یہی حب الوطنی اور جاں نثاری کا جذبہ ہے۔

ہندوستان کی تاریخ کے مطالعہ سے ایک حقیقت اور بھی واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ زمانۂ قدیم سے مختلف قومیں یہاں آتی رہیں۔ اکثر قومیں اس عظیم ملک کو فتح کرنے کی غرض سے یہاں حملہ آور ہوئیں اور ان کے مقابلہ کے لئے اس ملک کے مایۂ ناز فرزند سینہ سپر ہوکر اس کے تحفظ کے لئے سامنے آئے۔ جب کبھی اس ملک کے سپوت مل کر اور اکائی بن کر یہاں کے حملہ آوروں کے مقابلہ میں برسرِ پیکار ہوئے انھیں فتح حاصل ہوئی اور وہ اپنے ملک کو باہری اور دوسری قوموں کے اقتدار سے بچانے میں کامیاب ہوئے برخلاف اس کے جب کبھی یہاں کے اتحاد میں فرق آیا ہے اور اس ملک کے باشندے مختلف خانوں اور مختلف گروہوں میں بٹ کر جارحین کے مقابلہ میں آئے ہیں تو انھیں شکستِ فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

دنیا کی دوسری قوموں کی طرح مغل بھی اس ملک میں حملہ آوروں کی طرح داخل ہوئے۔ رفتہ رفتہ ملک کے وسیع حصہ پر وہ قابض ہو گئے۔ وہ یہاں آکر یہاں کے حکمراں بنے اور اس ملک کی سرزمین اور آب و ہوا انھیں کچھ ایسی راس آئی کہ وہ یہیں پر بس گئے۔ وہ جب اس ملک پر قابض ہو گئے تو انھوں نے سب سے پہلے یہاں کی دوسری قوموں سے یگانگت اور یکجہتی کے جذبہ کے تحت دوستانہ مراسم پیدا کئے اور یکجہتی کا یہی جذبہ تھا جس کی وجہ سے وہ عرصہ دراز تک اس ملک پر حکومت کرتے رہے

مغلوں کے دورِ حکومت میں ہی انگریز قوم تاجر کی حیثیت سے یہاں وارد ہوئی۔ اس نے یہاں کے حالات کا جائزہ لیا۔ اس قوم نے یہاں پر اپنا غاصبانہ قبضہ جمانے کے لئے سب سے پہلے یہاں کی یگانگت اور یکجہتی کے جذبہ کو مجروح کیا اور اس کیلئے انھوں نے "نفاق ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی اختیار کی۔ اپنی اس پالیسی کو مطمحِ نظر رکھتے ہوئے اور یہاں کی قوموں کو ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رکھتے ہوتے انگریزوں نے قریب ساڑھے تین سو سال تک ہندوستان پر حکومت کی۔

یہ ایک فطری امر ہے کہ بُرائی ہر حال میں بُرائی ہوتی ہے اور اُس پر خوبصورتی کا کتنا ہی گہرا ملمع کیوں نہ چڑھا دیا جائے ایک وقت آتا ہے جبکہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور بُرائی برسرِ عام ہو جاتی ہے۔ انگریز قوم فطرتاً جابر و ظالم تھی۔ اُس نے جب ہندوستان کی حکومت پر اپنا شکنجہ مضبوط کر لیا تو رفتہ رفتہ اس کا جبر و ظلم بھی ہندوستان پر بڑھتا گیا اور ہندوستانیوں کو ہر طرح سے حقیر اور پست بنانے کی کوشش کی گئی۔

کتنا بڑا ستم تھا کہ یہاں کے قدرتی عطیات کو بہتر طور پر کام میں لا کر ایک دوسری قوم نے اپنی مادرِ وطن کو بیش بہا دولت سے مالا مال کر دیا اور خود یہاں کے رہنے والوں کو اُن کے حق و مقدور کے جائز حصّہ سے بھی محروم رکھا۔

انگریزوں کا ظلم و ستم بڑھتا رہا لیکن ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو ظالم کے زوال کے دن قریب آ جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ ہندوستانیوں نے انگریزوں کی فتنہ پرور اور شر انگیز خصلت کو محسوس کیا اور انھیں اپنی اس غلطی کا احساس ہوا کہ مختلف خانوں اور گروہوں میں بٹ کر ہندوستانیوں کا جذبۂ قومی یکجہتی اور جذبۂ یگانگت مجروح ہو کر رہ گیا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جبکہ ملک کے جانفروشوں اور آزادی کے رہنماؤں نے تحریکِ آزادی کو ایک نئی جلا بخشی اور اس میں ایک نئی روح پھونکی تو اس تحریک کو کچلنے کیلئے حکمراں انگریز قوم نے اور بھی زیادہ منظم اور باضابطہ رویّہ اختیار کیا اور اسے ختم کرنے کے لئے اپنے تمامتر اختیارات و وسائل صرف کر دیئے۔

آزادی کے لئے جد و جہد کرنے والے رہنماؤں میں گاندھی جی کی شخصیت میرِ کارواں کی حیثیت رکھتی ہے، قدرت نے انھیں ایسا قلب و ذہن ودیعت کیا تھا جو تمام بنی نوعِ انسان کے لئے یکساں طور پر محبت اور ہمدردی کا جذبہ رکھتا تھا۔ اُن کی نظر میں ہر انسان برابر تھا اور ایک قوم کو دوسری قوم سے برادرانہ اور روادارانہ رویّہ برتنا چاہیئے تھا۔ دنیا کی تمام قوموں کو مل کر دنیا کے سامنے آئی ہوئی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیئے۔ یہی گاندھی جی کا نظریہ تھا۔ آج ہتھیاروں کی دوڑ میں آگے نکلنے کی کوشش میں لگی ہوئی بڑی قومیں بھی کبھی کبھی ان نظریات پر غور کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ مگر افسوس کہ اپنے ذاتی مفاد کے تحت اُس پر عمل پیرا نہیں ہو پائیں۔

گاندھی جی دُنیا میں کسی انسان اور کسی قوم کو مصیبت اور پسماندگی میں دیکھنے کے روادار نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی نظر میں تمام دُنیا کے انسان برابر اور برادرانہ محبت و اخوت کے جذبات میں مساوی درجہ کے حقدار تھے۔ بالغ نظری کی عمر کو پہنچنے کے بعد جب وہ افریقہ گئے تو وہاں انھوں نے ذات، قوم اور رنگ کی بنیاد پر بنی نوعِ انسان اور ابنِ آدم کو برسرِ پیکار دیکھا۔ سفید اور سیاہ رنگ کے فرق کو لے کر دو مختلف قومیں برسرِ پیکار تھیں اور حسنِ اتفاق سے سفید یعنی انگریز قوم جس کے ہاتھوں میں اُس وقت حکومت کی باگ ڈور تھی وہ ہر طرح سے سیاہ قوم یعنی افریقیوں پر ستم توڑ رہی تھی اور ہر طرح اُس پسماندہ قوم کو تباہ و برباد کرنے کے درپہ تھی۔ گاندھی جی کا جذبۂ انسانیت اور محبت سے معمور دل جو پہلے ہی سے اپنے ملک کے اندر اس قسم کے تفرقات اور اس کے تحت برپا ہونے والے انسانیت پر ظلم و ستم کو دیکھ کر مجروح تھا۔ افریقہ کا یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھا اور انھوں نے بہ بانگِ دہل اس غیر انسانی سازش کے خلاف آواز اُٹھائی۔ گاندھی جی کے نظریات و انداز میں سوچنے والے بہت سے ذہن اُن کی طرف راغب ہوئے اور دیارِ غیر یعنی افریقہ میں اس وقت بظاہر گاندھی جی کی کمزور آواز کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اپنی آواز اُٹھائی تو دُنیا کی نظریں اُن کی طرف اٹھیں۔ ان اٹھی ہوئی نظروں میں حیرت بھی تھی مسرّت بھی۔ اور بعض نظروں میں غیظ و غضب کی چنگاریاں بھی۔ اس طرح سے گویا گاندھی جی انسان دوستی، اخوت اور محبت، یکجہتی کے جذبات کو لے کر آگے بڑھے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ ان اصولوں کے "میرِ کارواں" بن گئے۔ گاندھی جی سے دُنیا کی پسماندہ قوموں نے جبر و ظلم کے خلاف آواز اُٹھانے کا درس حاصل کیا۔ خود اپنے ملک میں بھی گاندھی جی نے آزادی کی جدّ و جہد کے ساتھ ساتھ ذات پات میں اعلیٰ و ادنیٰ کا فرق مٹانے کی بھرپور کوشش کی۔ ان کا یہ نظریہ انسان نوازی اور انسانیت کے جذبۂ دردمندی اور گہری محبت رکھنے کی اعلیٰ مثال ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ نظریہ قومی یکجہتی کے جذبہ کو فروغ دینے میں بہت ممد ثابت ہوا اور اُس کے دُور رس نتائج برآمد ہوئے۔

اپنی انسان دوستی اور اخوت و محبّت کے جذبات کے تحت گاندھی جی شروع ہی سے عدمِ تشدّد کے قائل تھے۔ دراصل

ان کے عدم تشدّد کے پیرو ہونے میں بھی یہی یکجہتی کا جذبہ کار فرما تھا۔ جنگ و جبر اور طاقت کا جواب طاقت سے دینے میں انسانیت کی لڑی میں پروئے ہوئے موتی بکھر جاتے ہیں اور اس سے نفرت، انتشار اور انتقام کا جذبہ پرورش پاتا ہے جبکہ عدم تشدّد کے اصول میں وہ کشش ہوتی ہے کہ دشمن کے بھی نفرت و عناد کے جذبات سرد ہونے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ دشمن بھی اپنے مقابل کیلئے انسانیت کا جذبہ لیکر آگے بڑھتا ہے۔ ہندوستان میں "عدم تشدّد" کے زرّیں اصول نے قومی یک جہتی کے جذبہ کو فروغ دینے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ چنانچہ حصولِ آزادی سے قبل جب ہندستانی قوم آزادی حاصل کرنے کے لئے انگریزوں سے برسرِ پیکار ہوئی تو اسوقت ہندوستان میں مذہب و ملت، قوم اور ذات کی تفریق تقریباً کالعدم ہوگئی تھی۔ ہر ایک کا بس ایک ہی مقصد تھا۔ کہ مادرِ وطن کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لئے تن من دھن کی بازی لگادی جاتے۔ اس وقت کے ہندوستانیوں کے بڑھے ہوئے جوش و خروش کی صحیح راہ متعین کرنے کے لئے گاندھی جی کے صداقت اور غیر جارحانہ عمل کے اصولوں نے بر وقت اور صحیح رہنمائی کی ورنہ اگر اُن کا یہی بڑھا ہوا جوش و خروش، غیظ و غضب کی صورت اختیار کر لیتا تو ایک آسودہ حال، حاکم اور ظالم قوم سے ٹکرّ لینے میں ہندوستان جیسی پسماندہ اور مظلوم قوم تباہی اور بربادی کے اور بھی زیادہ قریب آجاتی گاندھی جی کے قومی یکجہتی کے نظریات کے تحت اس وقت کے ہندستان میں ایک ایسا خوشگوار ماحول پیدا ہو گیا تھا جہاں آپسی نفاق، تفرقات، اور بغض و عناد کے تمام جذبات لوگوں کے سینے کے اندر دفن ہو گئے تھے۔ ہر طرف یکجہتی اور یگانگت کا ماحول تھا۔ پوری قوم ایک تھی۔ مذہب، صوبہ اور طبقاتی نابرابری کے تمام تفرقات یکسر مٹ گئے تھے۔ اُس وقت سارے ہندوستانی ایک تھے۔ ان کا ملک ایک تھا۔ اُن کا جذبۂ عمل ایک تھا اور ان کا مقصدِ حیات بھی ایک تھا یعنی حصولِ آزادی۔

قومی یگانگت اور یکجہتی کا یہی جذبہ تھا جس نے اُسوقت انگریزی حکومت کو آزادی کے متوالے ہندستانیوں کی تحریکِ آزادی کے لئے اُٹھائی گئی آواز کے لئے "گوش برآواز" ہونے کے لیے مجبور کیا اور وہ حالات کا جائزہ لینے پر مجبور ہو گئے، آزادی کی جدّوجہد جب اس موڑ پر پہنچی تو اس وقت ملک میں ایک طبقہ ایسا بھی پیدا ہو گیا جو قوم اور مذہب کے نام پر ملک کی تقسیم کا خواہشمند ہوا۔ ظاہر ہے کہ گاندھی جی کی کوششوں سے پیدا کئے گئے اس وقت کے جذبۂ یگانگت اور قومی یک جہتی کے لئے یہ ایک ضرب کاری تھی۔ اس وقت سنجیدہ ذہن اور بالغ نظر ہر ہندوستانی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ علیحدہ پسندی کا جو جذبہ اس طبقہ میں پیدا ہو گیا تھا وہ ہندوستان کی تحریکِ آزادی کیلئے ضرر رساں ثابت ہو سکتا تھا۔ گاندھی جی اور ان کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی کہ قوم اور مذہب کے نام پر اس ملک کے ٹکڑے نہ ہوں لیکن آزادی کی جد و جہد کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ بھی فروغ پاتا رہا۔ مذہب کی تفریق کی بنیاد پر اٹھائے گئے اس سوال پر جب ملک تقسیم ہوا تو ہندوستان میں مذہب کے ٹھیکیداروں کی کفالت میں یہاں ہندو مسلم فساد پھوٹ پڑا۔ گاندھی جی ان حالات کو دیکھ کر بیقرار ہو اٹھے اور انھوں نے ہندو مسلم میں یگانگت اور قومی یکجہتی کے لئے بھرپور کوشش کی۔ انھوں نے فسادات سے متاثرہ لوگوں کے حالات کا خود جائزہ لیا۔ ہندوستانیوں کے ذہن سے مذہبی تفریق کا جذبہ مٹانے کے لئے مرن برت رکھا۔ "رام اور رحیم ایک ہیں"۔ اپنے اس اعتقاد کو وہ ہر ہندوستانی کا اعتقاد بنادینا چاہتے تھے اور اپنے اسی اعتقاد کے تحت انھوں نے رام دھن ؎

رگھوپتی راگھو راجہ رام   پتت پاون سیتا رام
ایشو اللہ تیرے نام   سب کو سنمتی دے بھگوان

کا مشہور گیت گایا۔ یہ گیت آج بھی ہم ہندوستانیوں کو مذہب و ملت کے فرق کو مٹا کر ایک ہونے اور ایک ساتھ مل کر زندگی کے راستوں پر گامزن ہونے کا درس دیتا ہے

حصولِ آزادی کے بعد بھی قومی یکجہتی کے جذبہ اور اُصول کے مجروح ہونے کا خطرہ برابر بنا رہا مگر گاندھی جی اور اُن کے نقشِ قدم پر چلنے والے پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسے عظیم رہنماؤں کی سربراہی میں ملک میں بیشتر یگانگت اور یکجہتی کا جذبہ بنا رہا۔ اس کے باوجود ملک میں کہیں کہیں ایسے عناصر بھی تھے جو انسانیت کے نام پر انسانوں کا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ انسانیت کی اعلیٰ قدروں کے ساتھ ساتھ انسانیت سے گرے ہوئے اور حیوانی جذبات بھی ہم انسانوں کے ذہن میں پرورش پاتے رہے ہیں اور اسی حیوانی جذبہ کے تحت ہوش و عقل سے بیگانہ ہو کر

ایک شخص نے جو اسی عظیم ملک ہندوستان کا فرزند تھا، اُس نے قوم کے باپو، سچائی اور اہنسا کے علمبردار، مادرِ وطن کے مایۂ ناز فرزند مہاتما گاندھی کا خون کر دیا۔ حصولِ آزادی کے بہت تھوڑے وقفے کے بعد ہی وہ ہمارے درمیان سے اٹھ کر ملکِ عدم کو سدھار گئے لیکن وہ اپنے عظیم مشن میں پورے طور پر کامیاب رہے۔

گاندھی جی کے بعد رہروانِ قوم اپنے رہبرانِ قوم کی سربراہی میں انھیں کے بتائے ہوئے اصولوں کو اپنا نصب العین بنا کر آزادی کی شاہراہ پر آگے بڑھے ہیں۔ گاندھی جی کے بعد ہندوستان کے فرزند اُن کے بتلائے ہوئے اصولوں کے امین ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی جب کبھی امن و اخوت، سچائی اور اہنسا، یکجہتی اور یکجہتی کا سوال آتا ہے تو دنیا کی نظریں اسی عظیم ملک کی طرف اٹھتی ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہندوستانی صدقِ دل کے ساتھ اپنے ملک کے حقائق کا جائزہ لیں۔ اور اس کا فیصلہ کریں کہ کیا آج ہم صحیح معنوں میں گاندھی جی کے بتائے ہوئے اصولوں کے علمبردار ہیں۔ کیا ہم میں بھی قومی یکجہتی کا وہ جذبہ موجود ہے جس کی قیادت گاندھی جی نے کی تھی اور صحیح معنوں میں جس کی اُمید انھوں نے ہم ہندوستانیوں سے کی تھی۔

گاندھی جی سے جو تعلق ہم ہندوستانیوں کو رہا ہے اور جو وقار و عزت اس ملک کی تاریخ کے ساتھ ساتھ ہم نے انھیں دی ہے۔ اُس کا تقاضہ ہے کہ ہندوستان کا ہر فرد خواہ وہ ہندو ہو، مسلم ہو، سکھ ہو یا عیسائی، آپس میں بھائی بھائی بن کر رہے۔ ہمارے پیشِ نظر یہ نظریہ رہے کہ ہم سب سے پہلے ہندوستانی ہیں اُس کے بعد کچھ اور۔ اگر یہ نظریہ ہم ہندوستانیوں کا "نظریۂ حیات" بن گیا تو یقیناً ہمارا ملک قومی یکجہتی اور یگانگت کا ایک لہلہاتا ہوا چمن بن جائے گا جس کے پھول الگ الگ صورتوں اور رنگ کے تو ضرور رہیں گے مگر جس طرح گلستان سے انسان کو خوشبو اور فرحت و مسرت ملا کرتی ہے اسی طرح ہمارا ملک دُنیا کے لئے اور آنے والی نسلوں کیلئے "مشعلِ راہ" بن کر تابندگی بخشتا رہے گا۔

قارئین کے لئے ضروری اعلان :

ہماری یہ خواہش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج" نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پانچواں منزلہ، مقابل منترالیہ۔ ممبئی ۴۰۰۰۳۲

جنگلی جانوروں کا تحفّظ

★ هری موهن شرما

صنعتوں کے بڑھتی ہوئی تعداد، جراثیم کش ادویات کا استعمال، فضا کی آلودگی اور چوری چھپے غیر قانونی طور پر جانوروں کا شکار ان امور کی وجہ سے ریاست مہاراشٹر میں جنگلی جانوروں کی زندگی اور ان کی آبادی بُری طرح متأثر ہوئی۔ نتیجۃً جنگلی جانور تقریباً معدوم ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ان جانوروں کی بقاء کے لئے خصوصی توجہ درکار ہے۔

مہاراشٹر کے امراوتی ضلع میں پائے جانے والے جنگلات کا
اـ فیصد حصّہ صرف میلگھاٹ تحصیل میں پایا جاتا ہے۔ یہاں
ریاستی حکومت کے محکمۂ جنگلات نے مرکزی حکومت کے تعاون
سے شیروں کی رفتار، نیز قدرتی ماحول اور انسان کے درمیان توازن
بداکرنے کے لئے خصوصی کوششیں شروع کی ہیں۔

محکمہ نے آدھی جنگلاتی زمین کو شیروں کے مامن کے لیے مختص
ردیاہے۔ ملک میں اِس قسم کے کل گیارہ مامن پائے جاتے ہیں۔

شیروں کے تحفّظ اور ان کی آبادی میں اضافہ کرنے کی کوششوں کے نتیجہ میں شیروں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۷۲ء میں ملک بھر میں کل ۳۲ شیر تھے جبکہ آج اُن کی تعداد ۶۵ ہے۔ شیروں کی تعداد کے اس اضافے میں ۶ سالہ "پروجیکٹ ٹائیگر" کا بڑا ہاتھ ہے۔

شیروں کا تحفظ اور ان کی نگرانی ایک دشوار کُن امر ہے۔ محکمۂ جنگلات کے افسران نے ۳۰۰ مربع کلومیٹر کے علاقے کو اس مقصدِ واحد کے لیے مختص کر دیا ہے جہاں شیر صحیح معنوں میں آزاد جنگلی زندگی گذارتے ہیں۔

گردوپیش کا ماحول

مذکورہ علاقہ شیروں کی افزائش نسل کے ساتھ ساتھ ماحول کی منظم ترقی کا بھی ضامن ہے۔ گھنے جنگلات بادلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور وہاں کافی مقدار میں بارش ہوتی ہے۔ بمبئی جیسے شہروں میں جہاں بہت درخت پائے جاتے ہیں وہاں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ جبکہ میلگھاٹ جیسے جنگلاتی علاقے جہاں کبھی بارش کی قلت کا شکار نہیں ہوتے۔

میلگھاٹ میں لومڑی، بھالو، ارنا بھینسے، اور دیگر جنگلی جانوروں کی آزاد جنگلی زندگی بلاشبہ قابل دید ہے۔ یہاں آکر شیروں کو آزادانہ طور پر جنگل میں ٹہلتے ہوئے دیکھنے کا خواب بآسانی شرمندۂ تعبیر ہوتا ہے۔

یہاں محکمۂ جنگلات کے افسران نے [illegible] پناہ دی ہے۔

میلگھاٹ کے کورکو قبیلہ پوری طرح جنگلات پر [illegible] کرتا ہے۔ اس قبیلہ کو درختوں کی غیر قانونی کٹائی سے روکنے کے لئے محکمۂ جنگلات نے جنگل میں ۵۰۰ کلو میٹر لمبی سڑک بنائی ہے۔ ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ سے وائرلیس اور موٹر سائیکلیں بھی فراہم کی گئی ہیں۔

ریاست کے دوسرے علاقوں میں دیگر جنگلی جانوروں کی [illegible] وافزائش نسل کی خاطر اسی قسم کے مامن بنائے جانے چاہئے۔
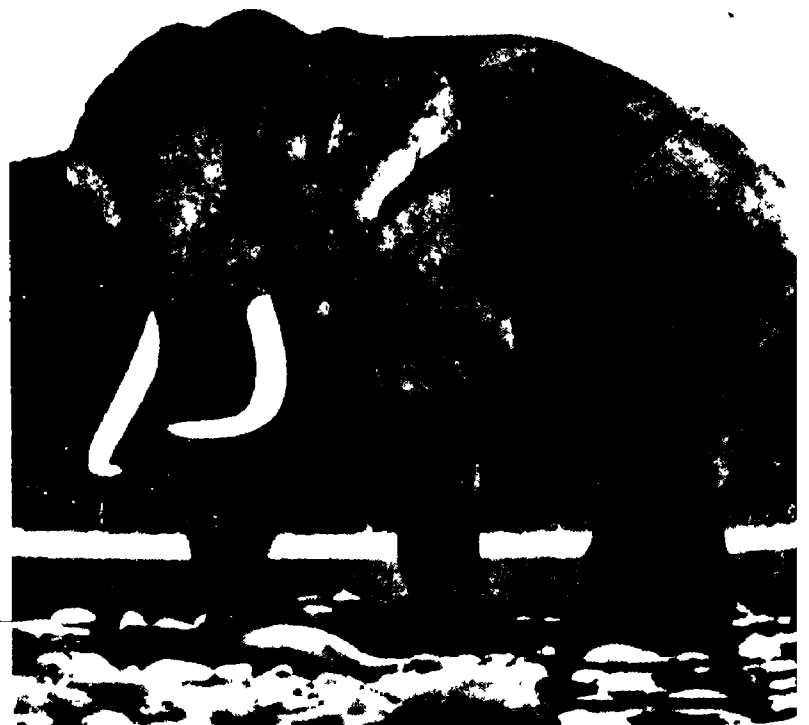
نیز اس سلسلے میں فاریسٹ افسران کی [illegible] میں اضافہ کیا جانا چاہئے۔

صنعتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد، جراثیم کش ادویات کا استعمال، فضائی آلودگی اور چوری چھپے غیر قانونی طور پر جانوروں کا شکار، ان امور کی وجہ سے ریاست مہاراشٹر میں جنگلی جانوروں کی زندگی اور ان کی آبادی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے وائلڈ لائف ایکٹ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکا کئی پرندوں، دودھ پلانے والے جانوروں، رینگنے والے جانوروں اور [illegible] دوا آبی جانوروں کی نسل خطرے میں پڑ گئی ہے۔ "ایشیائی ہاتھی" سے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ اس صدی کے اختتام تک یہ بھی [illegible] ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر پیٹر اسکاٹ، مسٹر جیرالڈ ڈوریل، مسٹر فلپ ویرس، اور دیگر ماہرین کی رائے میں چڑیا گھر کسی حد تک مامن

کا نعم البدل ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان میں سے چند ماہروں نے انفرادی طور پر بعض ایسے پرندوں اور جانوروں کو جن کی نسل قریب الختم تھی۔ پال پوس کران کی نسل کو آگے بڑھانے میں نمایاں کام انجام دیا ہے۔ ایک اچھے چڑیا گھر میں جانوروں کو سلامتی، اچھی غذا، طبی امداد میسر ہوتی ہے جو ان کی بقا اور افزائشِ نسل کے لئے بیحد ضروری ہے لیکن ورلڈ لائف ایکٹ کی بعض دفعات کی وجہ سے بعض ایسے جانوروں کا حصول جن کی نسل قریب الختم ہے تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ ان جانوروں کی نسل کی بقا کے لئے وائلڈ لائف ایکٹ میں بعض ترمیمات ناگزیر نظر آتی ہیں۔

متعلقہ حکام کو چاہئے کہ وہ طوطا اور دیگر عام پرندوں کی برآمد پر عائد کردہ پابندی پر دوبارہ غور کریں۔ کیونکہ یہ پرندے کھاتے کم ہیں اور نقصان زیادہ کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے زرعی پیداوار کا ایک بڑا حصہ برباد ہو جاتا ہے

ڈارون کا نظریۂ ارتقاء

تقریباً ایک صدی قبل چارلس ڈارون نے اپنا نظریۂ ارتقاء پیش کیا تھا جس میں اس امر پر بحث کی گئی تھی کہ مختلف مخلوقات کس طرح معرضِ وجود میں آئیں۔

ڈارون کے نظریہ کے مطابق تمام ذی حیات مخلوق کی ایک ناموزوں ہیئت کی ترقی یافتہ اشکال ہیں جن میں وقت و حالات کی مناسبت سے کئی ہزار سالوں کے عرصے میں مختلف خوبیاں و خاصیتیں پیدا ہوتی گئیں۔ عموماً ان مخلوقات کی شعوری و غیر شعوری کوششوں کے نتیجہ میں وہ خصوصیات پیدا ہو گئیں جو ان کی بقاء کیلئے ازحد ضروری تھیں۔

زندگی کی اشکال میں ہونے والے اِن تغیرات کے نتیجے میں رفتہ رفتہ مچھلی، کیڑے، پرندے، اور دوسرے جانور عالم وجود میں آنے لگے اور بالآخر آدمی معرضِ وجود میں آیا۔

آج تقریباً ہر سائنسداں ڈارون کے نظریۂ ارتقاء کا قائل ہے۔
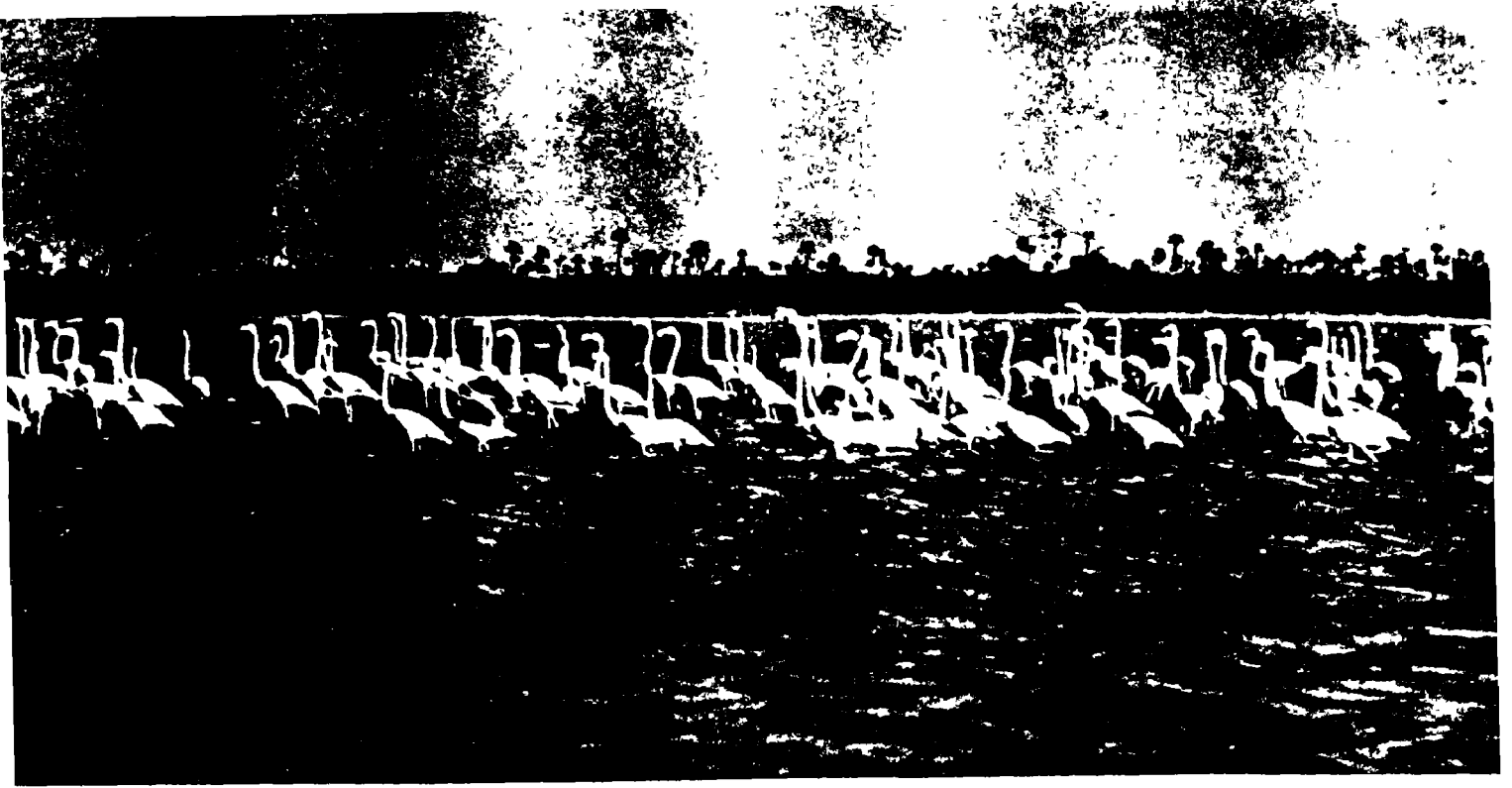
جانور بہتر حیوانات

کئی اعتبار سے جانور ہم سے افضل ہیں۔ آدمی کو بستیاں بنا کر رہنے کا طریقہ چیونٹیوں نے سکھایا ہے۔ پرندوں کا ہجرت کرنے کا طریقہ قدرت کا کرشمہ ہے   یہ پرندے بغیر کسی غلطی کے ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے وہ ٹھیک ایک ہی جگہ پر ہر سال کسی خاص موسم میں لوٹ آتے ہیں۔

بلاشبہ انسان سماجی جانور ہے لیکن اس میدان میں بھی بعض جانور انسانوں پر سبقت لے جاتے ہیں۔ صرف ایک ساتھ زندگی گزارنے کو سماجی زندگی نہیں کہا جا سکتا۔ اس سلسلے میں بطخ کی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ تمام بطخیں ہر کام ایک ساتھ کرتی ہیں۔ وہ سب ایک ساتھ کھاتے ہیں۔ ایک ساتھ نہاتے ہیں۔ نہانے کے بعد ایک ساتھ تیر کر کنارے آتے ہیں پھر تقریباً سب مل کر کچھ وقت آرام کرتے ہیں۔

ہم اپنے خیالات دوسروں تک پہنچانے کے لئے قوتِ گویائی اور قوت باصرہ استعمال کرتے ہیں جب کہ جانوروں کے یہاں ان دونوں کے ساتھ ساتھ قوت شامّہ کا بھی دخل ہے۔

سائنسدانوں کے مطابق جانوروں کی قوتِ شامّہ، باصرہ، لامسہ، اور گویائی انسانوں سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔

شیروں کی عاداتِ شکار

★ کے۔ اے۔ شیخ۔ ڈویژنل افسر جنگلات،
پلاننگ سیل، پونے

حیوانات میں شیر، شیر ببر، چیتا اور تیندوا بلّی (FELIDAE) خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور شکار خور جانوروں میں رعب دار مانے جاتے ہیں۔ جانداروں کو سمجھنے کے لئے ایک مثلث کی مثال دی جاسکتی ہے سب سے نیچے نباتات کی اقسام ہیں جو خود اپنی غذا ڈھونڈتے ہیں، اس کے بعد سبزی خور جانور ہیں جو ان نباتات کو اپنی غذا بناتے ہیں اور سب سے اوپر شکار خور جانور ہیں جو ان سبزی خور جانوروں کا شکار کرکے اپنی بھوک مٹاتے ہیں۔ ان جانوروں کے جسم کی ساخت ہی ایسی ہے کہ وہ اپنے شکار پر حملہ کرنے، شکار گرفت میں آنے کے بعد اسے پوری طرح قابو میں رکھنے اور اسے چیرنے پھاڑنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہیں کرتے۔ یہ درندے بلا کے پھرتیلے ہوتے ہیں اور ان کی اپنی الگ ایک آن ہوتی ہے۔

یہ تمام جانور شکار کا کوئی واحد طریقہ نہیں اپنانے بلکہ شکار کی جسامت اور شکاری اس وقت کی حالت یعنی وہ کھڑا ہے یا دوڑ رہا ہے کی مناسبت سے موقعہ کارگر طریقہ اپنا لیتے ہیں۔ شکار خور جانوروں کی جلد کی رنگت جنگل کے ماحول سے بے حد میل کھاتی ہے۔ جلد پر دھاریاں، روشنی اور سایہ کی ہم آہنگی پیدا کرکے شکار کو دھوکہ دیتی ہیں۔

شیر کے شکار کا طریقہ:

بلّی کی نسل کے زیادہ تر جانور تنہائی پسند ہوتے ہیں لیکن شیر ایسا جانور ہے جو غول بنا کر رہتا ہے۔ ایک غول میں ۲۰ سے شیر ہوتے ہیں۔ شکار زیادہ تر شیرنی کرتی ہے، جبکہ شکار کھانے شیر سب سے آگے رہتا ہے۔ کبھی کبھی غول کے اراکین ایک ساتھ مل کر بھی شکار کرتے ہیں۔ شیرنی پہلے پہل چوری چھپے جانوروں کے جھنڈ کا تعاقب کرتی ہے اور پھر اچانک اس جھنڈ کے پیچھے ۲۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑتے ہوئے کسی ایک جانور کو دبوچ لیتی

ہے۔ وہ شکار پر سامنے سے حملہ کرتی ہے اُسے نیچے گرا کر اس کے نرخرے کو چبا ڈالتی ہے تاکہ جانور بے دم ہو جائے۔ بسا اوقات وہ جانور کی پشت کی طرف سے بھی حملہ کرتی ہے اور ایک ہی وار میں اس کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتی ہے۔ وہ کبھی زیادہ دیر تک شکار کے پیچھے نہیں دوڑتی۔

شیر اسی وقت شکار کرتا ہے جب وہ بھوکا ہوتا ہے اور شکار میں عموماً اس کی ناکامی و کامیابی کا تناسب پانچ میں سے ایک ہوتا ہے۔ بالفاظِ دیگر شیر کی ۵ کوششوں میں سے چار کوششیں بے سود ہوتی ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایک تندرست شیر ایک وقت میں ۷۵ پونڈ گوشت کھا جاتا ہے۔ ایک شکار عموماً پورے غول کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ہر غول کا اپنا ایک علاقہ ہوتا ہے جس کی حفاظت شیر کرتا ہے۔ ۱۸ ماہ کی عمر میں شیر کے بچے بھی ماہر شکاری بن جاتے ہیں۔

چیتا: چیتا اب ہمارے ملک سے ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ عموماً علی الصبح یا پھر دوپہر دن چڑھے شکار کرتا ہے۔ چیتے کے شکار کرنے کا طریقہ شیر سے مختلف ہے۔ یہ دو طریقے سے شکار کرتا ہے۔ کسی اونچی جگہ سے یا کسی درخت کی شاخ سے اپنے شکار پر نگاہ رکھتا ہے۔ کھلے میدان میں اپنے شکار کی طرف چہل قدمی کرتے ہوئے بڑھتا ہے شکار چیتے کو دیکھ کر چونک تو جاتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا، جب چیتا تقریباً ۸۰ گز کے فاصلے تک آتا ہے تو ہرنوں کا غول جان بچانے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگنے لگتا ہے۔ چیتا اس وقت اس غول میں سے کسی ایک کا انتخاب کرتا ہے۔ عموماً وہ اس جانور کو شکار کے لئے منتخب کرتا ہے جو اپنے غول سے ذرا الگ ہوتا ہے اور پھر برق رفتاری سے اس کا تعاقب کر کے اس پر چھلانگ لگاتا ہے۔ اگر حملے میں ناکامی ہوتی ہے تو دوبارہ اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ دوسرے طریقے میں چیتا ہرنوں کے غول کے قریب پیٹ کے بل بڑھتا ہے۔ اگر کسی ہرن کی نظر اس پر پڑنے لگے تو فوراً زمین سے چمٹ جاتا ہے۔ اس طرح وہ دھیرے دھیرے ہرنوں کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ ۳۰ گز کی دوری پر آ جاتا ہے تو اس موقع کا انتظار کرتا ہے کہ کوئی ایک جانور اپنی پشت اس کی طرف کرے جیسے ہی موقع ہاتھ آتا ہے وہ بجلی کی طرح اچھل کر شکار کو دبوچ لیتا ہے اور اسے زمین پر گرا کر اپنے جبڑوں میں اس کا نرخرہ دبا لیتا ہے۔ نوعمر ہرنوں کو چیتا بڑی آسانی سے اپنا لقمہ بنا لیتا ہے لیکن بڑے ہرن اکثر بچ نکلتے ہیں۔ چیتا زمین پر پایا جانے والا سب سے تیز رفتار جانور ہے [illegible] میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتا ہے۔

شیرِ ببر:

یہ عظیم الجثہ جانور، جو جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے، ٹھنڈی اور سایہ دار جگہ پر سارا دن آرام کرنے میں گذارتا ہے اور جونہی شام کا دُھندلکا طاری ہونے لگتا ہے یہ انگڑائی لے کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنا شکار ڈھونڈنے نکلتا ہے۔ شیر ببر اپنے مسکن کی حدود میں ایک رات میں تقریباً ۳۰ کلو میٹر گھومتا ہے۔ شکار کی تلاش میں کبھی نظروں سے کام لیتا ہے اور کبھی کانوں سے، اور شکار پر اچانک حملہ کرتا ہے، جس سے بے چارے لقمۂ اجل بننے والے جانور کو ذرا بھی سنبھلنے کا موقع نہیں ملتا۔ شکار اس کے قوی پنجوں کی ایک ہی ضرب سے گر پڑتا ہے اور پھر اس کا نرخرہ شیر ببر کے جبڑوں میں آتے ہی اس کی موت ہو جاتی ہے۔

سینگوں والے جانور کے شکار میں، شیر خود کو اس کے سینگوں سے بچائے رکھنے کے لئے راست ان کے نرخروں پر حملہ کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ شیر ببر پہلے اپنے شکار کا خون پیتا ہے لیکن اس کی کوئی سائنسی وجوہ بیان نہیں کی جا سکتی۔

کبھی کبھار شیر ببر کسی چھوٹے تالاب کے قریب جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی جانور اس کے قریب آتا ہے تو وہ ایک آفتِ ناگہانی بن کر اس پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ شیر ببر بڑے جانور کے شکار کے وقت بڑی ہوشیاری سے کام لیتا ہے۔ وہ اس کے پچھلے پیروں کو اپنے جبڑوں میں دبا کر اپنے مضبوط دانتوں سے اس کی ہڈیوں اور عضلات کو بے کار کر دیتا ہے۔ اس طرح شکار معذور ہو کر شیر ببر کے قابو میں آ جاتا ہے۔

مختلف اقسام کے ہرن، جنگلی سؤر، پالتو جانور وغیرہ عموماً شیر ببر کی مرغوب غذا بنتے ہیں، لیکن بسا اوقات یہ جانور حیرت انگیز طور پر پرندے مینڈک اور مچھلیوں سے بھی پیٹ بھر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ شیر ببر کو گھاس تک کھاتے ہوئے بھی سُنا گیا ہے۔ ایک شیر ببر ایک وقت میں ۴۰-۵۰ پاؤنڈ گوشت کھا جاتا ہے۔

شیر ببر کے منہ میں دو بڑے دانت جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہوتے ہیں، شکار کو پکڑنے میں مدد دیتے ہیں۔ دوسرے تیز دانتوں سے وہ شکار کی کھال اُدھیڑ دیتا ہے۔ شیر ببر کے دانت گوشت کو کاٹتے ہیں۔ وہ گوشت کے لوتھڑے بغیر چبائے ہضم کر جاتا ہے۔

شیر ببر کا رنگ، شکار کرنے میں، اس کا بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔ وہ اپنے رنگ کی وجہ سے شکار کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر اس کے بالکل قریب آ جاتا ہے اور اچانک اُسے دبوچ لیتا ہے۔ شیر ببر کے پیر بلی کے پیروں کی طرح ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے زمین پر چلنے سے ذرا بھی آواز نہیں ہوتی۔ ناخن نرم جِلد میں پوشیدہ رہتے ہیں تاکہ زمین کی رگڑ سے محفوظ رہیں۔ ۱۲ سے ۱۸ مہینوں کی عمر تک پہنچنے پر شیر ببر کے بچے آزادانہ شکار کرنے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

تیندوا :

جو بہت ہی چالاک جانور ہے

تیندوا، بلّی کی نسل کے جانوروں میں سب سے زیادہ عیار اور طاقتور و پھرتیلا ہوتا ہے ۔ بھارت میں ایک وقت شیر ببر اور تیندوے کی آبادی اتنی ہوگئی تھی کہ دونوں کو ساتھ ساتھ رہنا پڑتا تھا ۔ شیر ببر بڑے جانوروں کا شکار کرتا ہے جبکہ تیندوا بڑے جانوروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے جانوروں بشمول پرندے ، خرگوش اور بندر وغیرہ کا بھی شکار کرتا ہے، وہ کبھی کبھی کتوں کو بھی مارتا ہے ۔

تیندوا' رات میں بہت کم شکار کرتا ہے ۔ لیکن موسم سرما میں خاص طور پر دن کے وقت شکار کرتا ہے ۔ تیندوے کے شکار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ شکار پہلے منتخب کرلیتا ہے ، بعد میں اس کا تعاقب کرکے اسے گرفت میں لے لیتا ہے ۔ تیندوا اکثر در جانور کی گردن پر حملہ کرتا ہے، اور بڑے جانوروں کے پچھلے حصہ پر حملہ کرکے اسے مفلوج کر دیتا ہے ۔ وہ اکثر کسی درخت کے سائے میں چھپا رہتا ہے اور اپنے شکار پر غیر متوقع اچانک ٹوٹ پڑتا ہے ۔ جانور کو ہلاک کرنے کے بعد فوراً کھانا شروع کر دیتا ہے ، کچھ حصہ اگر بچ جائے تو اسے کسی درخت کی اونچی شاخ پر چھپا دیتا ہے تاکہ آئندہ بھوک لگنے پر اسی سے پیٹ بھر سکے ۔ یہ درندے اپنی جنگلی خصوصیات کا ایک انوکھا پن رکھتے ہیں۔

ان ہی خصوصیات کی وجہ سے جنگل کے دیگر جانور کسی بھی طریقے سے دوسرے جانوروں کی دسترس سے محفوظ رہتے ہیں ۔ ہمارے قدرتی ماحول کا یہ قیمتی ورثہ ہے جن کا تحفظ نہایت ضروری ہے ۔

جنگلات میں جانور شماری

✶ جی۔ ایس۔ کاندیپے، نائب نگرانِ جنگلات، ناگپور

جانوروں کے مامن کے انتظام کے لئے جنگلات میں جانوروں کی آبادی کا ٹھیک اندازہ لگانا نہایت ضروری ہے۔ جانور شماری سے بنیادی فائدہ یہ ہے کہ متعلقہ علاقہ کی حالت کا پتہ چلتا ہے، گنجائش آبادی اور اس کی مناسبت سے علاقہ کی ترقی کیلئے ضروری اقدامات کا اندازہ ہوتا ہے۔ جانوروں کی آبادی بلحاظ جنس کا اندازہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جانوروں کی غذا کا صحیح صحیح حساب معلوم ہوجاتا ہے۔ چونکہ جانوروں میں سبزی خور جانوروں کی تعداد زیادہ ہے، اس لئے جانوروں کی آبادی کا شمار کرنے سے مخصوص جانوروں کے ماؤوں اور ان کے زیرِ استعمال علاقوں کی صحیح حالت کا پتہ چلتا ہے۔

جانور شماری کا طریقہ :

طول و عرض میں پھیلے ہوئے جنگلات کی وجہ سے مختلف اقسام کے جانور، خصوصاً شکار کئے جانے والے جانور مشکل ہی سے گنے جا سکتے ہیں جانور شماری کا انحصار جانوروں کے نظر آنے پر ہے۔ جنگلی جانور اپنے مامن جنگلات میں گھنی جھاڑیوں یا ڈھلوان علاقوں میں نہایت ہی پوشیدہ طور سے نبار کرتے ہیں اس لئے مشکل سے ہی ان پر نظر پڑتی ہے۔

ماضی میں جانور شماری کا طریقہ انتہائی ناقص ہوا کرتا تھا جس سے یقینی طور پر آبادی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ مثلاً جانور شماری کیلئے چند مخصوص نشانیوں پر بھروسہ کیا جاتا تھا، یعنی پنجوں کے نشانات، فضلہ، ان کی آواز، خوراک کی مقدار وغیرہ۔ ان طریقوں سے غیر تسلی بخش نتائج واقع ہونے کی وجہ سے ان طریقوں کو قابل اعتماد نہیں سمجھا گیا۔ دوسری مشکل یہ بھی ہے کہ ان علاقوں میں جانور شمار کرنے والے تربیت یافتہ اشخاص کی بھی کمی ہے۔

بہتر طریقہ : مذکورہ بالا دشواریوں کی وجہ سے یہ ممکن نہیں کہ پورے علاقے کے تمام جانوروں کا شمار کیا جا سکے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ایک مخصوص علاقے میں مخصوص مدت کے دوران جانوروں کا شمار کیا جا سکے یہ مخصوص علاقہ ان جانوروں کا مامن ہونا چاہیئے جنھیں شمار کرنا ہے۔

جانور شماری کی مخصوص مدت

جانور شماری کے لئے سب سے اچھا وقت انتہائی گرمی کا موسم ہے جب جنگلات پتوں سے محروم رہتے ہیں، علاقہ سوکھا رہتا ہے۔ گھنے جھاڑیوں والے علاقے خشک ہو کر صاف میدانی علاقوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے نظر بینی کے ذریعہ جانور شماری اور آسان ہو جاتی ہے۔ اس موسم میں جانوروں کو دوسرے کبھی کئی ضرر رساں اثرات مثلاً آگ لگنا، غذا، پانی کی قلت، جنگلاتی خاصیت میں کمی وغیرہ کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کے نتیجہ میں جانوروں کی آبادی محدود ہو کر ایک نقطہ پر پہنچ جاتی ہے، لہٰذا اس مدت میں جانور شماری صحیح مانی جاتی ہے۔

گھیراؤ سے جانور شماری

جانور شماری کا یہ دوسرا طریقہ ہے جس میں کسی منتخبہ علاقے میں سو فیصد شماری کو اوسط فرض کرتے ہوئے اس مخصوص علاقے میں جانوروں کی مجموعی آبادی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ بھی قابلِ اعتما

موثر کیا آیا ہے۔ یہ طریقہ خصوصًا سبزی خور جانوروں کی گنتی کیلئے
بزین ہے۔ اس طریقے سے دھاری دار ہرن، جنگلی سور، سانبھر
ں گائے اور ارنا بھینسا جیسے جانوروں کو آسانی سے شمار کیا
سکتا ہے۔

لاقوں کا انتخاب

سب سے پہلے پورے جنگلاتی علاقہ کا سروے کرنے کے بعد جانور
ے مامن کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ کم از کم ایک مربع میٹر علاقے
سے گنتی شروع کی جاتی ہے۔ مامنوں کا جہاں تک تعلق ہے کسی علاقے
ں ایک ہی قسم کے جانوروں کا مامن پایا جاتا ہے تو کسی علاقے میں
تلف جانور ایک مامن میں آباد ہوتے ہیں۔ مامنوں کے ان اقسام
صحیح شمار منتخبہ علاقہ میں جانوروں کی تعداد کا اندازہ کرنے میں آسانی
یدا کرتا ہے۔

یاریاں: نمونہ کے علاقے کو منتخب کرتے وقت کئی باتوں کا
یال رکھنا ضروری ہے۔ ان علاقوں کی نشاندہی کو درج کیا جانا چاہئے
اکہ سال بہ سال جانور شماری میں اس سے مدد لی جا سکے۔ نمونے کے
لاقے میں سرحد، اندرونی نشانات یا کسی بھی خصوصیت کو دائمی
نشانی فرض کیا جا سکتا ہے۔ سرحد کا تعین کرتے وقت یہ ضروری ہے
ہ نمونہ کا علاقہ جھاڑ جھنکار سے کم از کم اتنا پاک ہو کہ ۱۰۰ میٹر کے
صلہ تک عینی مشاہدہ کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو سکے۔

شاہدہ گاہوں کا انتخاب:

نمونہ کے علاقے میں نشان زدہ سرحد کے اطراف مشاہدہ گاہ ایسی
لہ پر قائم ہونا چاہیئے جہاں سے کم از کم دو متصل مشاہدہ مرکزوں تک
لر جا سکے۔ زائد مراکز ۲۵۰ سے ۳۰۰ میٹر کے فاصلے پر زاویہ قائمہ کی
سکل میں قائم کئے جاتے ہیں۔

گنتی: نمونہ کے علاقے میں تین سمتوں میں سرحد سے ملتے ہوئے
قامات پر قائم مشاہدہ گاہوں میں شمارہ کنندہ کو رکھا جاتا ہے۔ اب
اور ہانکنے والے چوتھی سمت سے منتخبہ علاقے کی سمت جانوروں کو ہانکتے ہیں۔ حد
پر آنے والے جانوروں کو مذکورہ شمار کنندہ شمار کرتا ہے اور سرحد کے
اندر رہنے والوں کو ہانکنے والا شمار کرتا ہے۔ اس طریقے میں یہ ضروری ہے
کہ ایک ہی سمت میں موجود جانوروں کو شمار کیا جائے اور دوسری سمت
کے جانوروں کو نظر انداز کیا جائے۔ اسی طرح منتخبہ علاقے کی راست
سمت میں موجود جانوروں ہی کو شمار کرنا چاہیئے۔ پچھلی سمت میں موجود
جانوروں کی گنتی ضروری نہیں۔

اس طرح گنتی کے بعد شمار کنندہ اور ہانکنے والوں کی بتائی
ہوئی تعداد کو یکجا کیا جاتا ہے۔ اس میزان کی بنیاد پر منتخبہ علاقے میں
جانوروں کی کل تعداد کا اندازہ لیا جاتا ہے۔

ضروری بات: گوکہ جانور شماری کا یہ طریقہ خصوصًا سبزی
خور جانوروں کی آبادی کا صحیح اندازہ لگانے میں نہایت معاون ہے پھر
بھی اس پر عمل آوری کافی مشکل ہے۔ اس طریقے میں خرچ زیادہ ہے اور
کافی محنت اور وقت کی ضرورت ہے۔ جانوروں کے مامن کا پتہ لگانے
سے پہلے خود علاقے کی خصوصیات جاننے کے لئے مذکورہ علاقے کا مکمل
سروے کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن اب تعلیمی اداروں میں علم طبیعات
کی تعلیم جاری ہونے سے کالج کے طلبہ سے اس کام میں بے حد مدد
لی جا سکتی ہے۔

جانوروں کی تاریخی و تمدنی اہمیّت

(ایم۔ اقبال)

دنیا کے کسی بھی ملک کی تاریخ و تمدن میں جانوروں کا کافی دخل رہا ہے۔ پتھر کے زمانہ میں جب تہذیب و تمدن صرف گھٹنوں کے بل رینگ رہی تھی، انسان نے اپنے ارد گرد کے جانوروں سے دوستی اور تحفظ کا سبق سیکھا۔ مہیب اور خطرناک جانوروں سے بچنے کے لئے طرح طرح کے ہتھیار ایجاد کئے۔ ان سے اپنی خوراک حاصل کی اور ان کی کھالوں سے اپنی تن پوشی کا ہنر سیکھا۔ غیر مضر جانوروں کو اپنے سماج میں پناہ دی اور ان سے اپنی کھیتی باڑی اور دیگر کام انجام دیئے۔

شنکر اور پاروتی کے بیٹے گنیش جی

موہنجو داڑو اور ہڑپا کے آثار قدیمہ سے ماہرین نے اس زمانہ کی قدیم تہذیب کا درست اندازہ لگایا، اس کی بنیادی وجہ یہی جانور ہیں۔ کھدائی کے دوران بچوں کے کھلونوں میں طرح طرح کے جانوروں کی شبیہ اور دیواروں پر کندہ جانوروں کی تصاویر کا پایا جانا، ان باتوں کے پیش نظر اس زمانہ میں پائے جانے والے جانوروں کی شکل وصورت کا صحیح اندازہ ہوا۔ دیواروں پر جانوروں کی تصویروں کے ساتھ نشانیوں کے استعمال نے زمانۂ قدیم کی سب سے اعلیٰ تمدنی ثبوت کو واضح کیا۔ ماہرین بالاتفاق رائے سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ شکلیں اور نشانیاں محض آرائش نہیں بلکہ اظہارِ خیالات کا ذریعہ تھیں۔ دیگر معنوں میں یہ کہ ان کا استعمال بطور زبان ہوا کرتا تھا۔

ارتقاء زندگی کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن بھی ترقی پر گامزن رہی۔ انسان نے پتھر کے زمانہ سے نکل کر دھاتوں کے زمانہ میں قدم رکھا۔ سماجی زندگی میں نظم وضبط کا شدت سے احساس ہونے لگا اور انسان نے اخلاقی قدروں کو جگہ دینا شروع کیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب جہالت اور علم کا ٹکراؤ ہوا اور جہالت کا اندھیرا علم کی روشنی سے دور ہوتا چلا گیا۔ مذاہب کے عروج نے اخلاقی قدروں کو عام کیا۔ ان تمام بدلتے ہوئے حالات میں جانوروں کا بھی ساتھ رہا اور انھیں بھی انسان نے اپنی ترقی یافتہ

شنکر اور پاروتی
کی سواری
نندی بیل

تہذیب میں جگہ دی۔

ہندوستان وہ جنت نشان ملک ہے جس پر قدرت نے اپنی بے شمار نعمتیں نچھاور کی ہیں۔ نباتات و حیوانات کی کمیاب نسلوں کا یہاں وجود ہے۔ دنیا کا سب سے خطرناک جانور کوبرا اسی دھرتی پر موجود ہے تو دنیا کا سب سے خوبصورت پرندہ مور بھی یہاں پایا جاتا ہے لیکن شاید دنیا بھر میں اس بات کی مثال ملنی مشکل ہے کہ ہندوستان میں انسان نے کوبرا جیسے خطرناک جانور سے بھی نہ صرف دوستی گانٹھی بلکہ اسے اپنے تہذیب میں بھی شامل کیا۔ جنگلات اور جنگلی جانوروں کے تحفظ کے لئے آج کے جدید زمانہ میں قوانین مرتب کئے گئے ہیں اور خلاف ورزی پر سزائیں تجویز کی گئی ہیں لیکن صدیوں پہلے بھی اس قدرتی ورثہ کا تحفظ بغیر کسی قوانین اور ضوابط کے ہوتا رہا ہے اور اس کام میں مذہب نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب میں جانوروں پر رحم کی تاکید کی گئی ہے ہندوستان کے قدیم مذہب ہندو دھرم میں تقریباً تمام دیوی دیوتاؤں کا کسی نہ کسی جانور سے اٹوٹ رشتہ قائم ہے مثلاً بھگوان شیو سے سانپ، کرشن جی سے گائے اور رام جی سے ہرن، ہنومان سے بندر فوج، بھوانی دیوی سے شیر، سرسوتی سے مور وغیرہ چند مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جانوروں کو بھی پوجنے کی حد تک انسان نے عزت دی۔ آج بھی ہندو دھرم کے ماننے والے ناگ پنچمی کا تہوار ہر جگہ بڑی دھوم سے مناتے ہیں۔ جس میں

متسیہ اوتار

رام کے بھگت ہنومان

سانپوں کو دودھ پلایا جاتا ہے۔ ہندو مذہب میں جانوروں کے اس خصوصی احترام نے جانوروں کو فن تعمیر میں بھی جگہ دی۔ چنانچہ ہندوستان کے اہم تیرتھ گاہوں پر واقع قدیم مندر جانوروں کی تصاویر سے مزین نقش و نگاری کا بہترین فنی نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اسلام میں ہُد ہُد، گھوڑا، ابابیل، ہاتھی اور کئی جانوروں کا مذہبی نقطۂ نظر سے تذکرہ موجود ہے جن سے ان جانوروں کی انسان کے مقابلہ میں حیثیت واضح کی گئی ہے تاکہ اس کی روشنی میں انسان ان جانوروں کے ساتھ ھدایت کے مطابق سلوک کر سکے اسی طرح سکھ، عیسائی، پارسی غرضیکہ تمام مذاہب میں کسی نہ کسی جانور کو مذہبی انسیت دی گئی ہے۔

مذہب کے بعد سماجی و سیاسی زندگی میں بھی جانوروں نے انسان کے ہاتھوں اونچا مقام پایا ہے جس کا ثبوت آج کے اس جدید دور میں بھی ملتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا سلسلہ قدیم زمانہ سے ہی چلا آرہا ہے۔ ہندوستان میں اشوک اعظم نے جانوروں اور خصوصاً جنگلی جانوروں کے تحفظ سے متعلق اعلیٰ بصیرت کا ثبوت دیا۔ یہ راجہ اشوک ہی تھے جنھوں نے جانوروں کے شکار کو قانوناً ممنوع قرار دیا۔ اور اپنی تعمیرات میں بھی جانوروں کو مقام دیا۔ اشوک کے لاٹ جس پر تین شیر کی مورتی کندہ کی گئی ہے آج بھی بھارت سرکار کے سرکاری نشان کے طور پر استعمال کی جاتی ہے — ہندوستان میں اب مور کو ''قومی پرندہ'' کا درجہ دیا گیا ہے سیاست کے میدان میں فاختہ کو امن کی نشانی کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

صنعتوں اور خصوصاً دبھی صنعتوں میں مور کو نشانی کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ دنیا میں آج کی بہترین صنعتیں اپنی اشیاء کے لئے جانوروں کو بطور برانڈ استعمال کر رہی ہیں۔ مشہور امریکن فلمساز کمپنی "ایم جی ایم" نے شیر ببر کو تجارتی نشانی کے طور پر اپنایا ہے۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں جنگلی جانور ہی بڑی حد تک انسانوں کے لئے ذریعۂ معاش بنے ہوتے ہیں۔ سرکس کو ہی لیجئے جس میں جنگلی جانور انسانوں کے اشارے پر کرتب دکھا کر انسانوں کے لئے پیسہ کماتے ہیں اور ان کے لئے روزی کا سامان پیدا کرتے ہیں۔

سائنس میں جانور انسانوں کے لئے تجربات کی میز پر آئے اور اپنی قربانی [illegible] نسان کو حیات بخشی۔ سانپوں کو زہر نکال کر انسان [illegible] ق بنایا۔ خرگوش، بندر تو اکثر سائنسی تجربہ گاہوں میں انس[illegible]ں کے لئے اذیت ناک تکلیفیں سہتے ہیں۔ مینڈک اپنے نشتروں کی تیز دھار سہتا ہے تاکہ انسان فن جراحی میں استاد ہو کر اپنی اندرونی جسمانی خرابیوں کو دور کر سکے۔

علم نجوم میں ستاروں کی گردش کو جانوروں کی شبیہہ سے متعارف کرایا گیا ہے۔ سرطان، بھیڑ، بکری، کیکڑا، بچھو اور مچھلی علم نجوم میں خاص نشانیاں مانی گئی ہیں جن کی بنیاد پر انسان اپنی تقدیر کے حالات جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ گھوڑے کی طاقت کا اندازہ لگا کر انسان نے بجلی کی کئی اشیاء تیار کیں اور ان کی قوت کی اکائی کا نام "ہارس پاور" رکھا۔ آج "ہارس پاور" قوت والی کئی مشینیں نہ صرف انسانوں کی روزی کا سہارا بنی ہوئی ہیں بلکہ انسانوں کو آج کے سب سے ترقی یافتہ زمانہ "مشینی دور" میں زندگی کی جدوجہد میں مصروف رکھے ہوئے ہے۔

ہوا میں اُڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھ کر انسان نے ہوائی جہاز بنایا۔ سمندر پر تیرتے ہوئے آبی پرندوں اور جانوروں کی کشتی نے اسے بحری جہاز ایجاد کرنے میں مدد دی۔ آج انسان آواز سے بھی تیز ہوائی جہازوں میں پورے آرام کے ساتھ دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک لاکھوں میل کا فاصلہ گھنٹوں میں طے کر لیتا ہے۔ یہی نہیں۔ انسان خلائی جہاز میں بیٹھ کر چاند تک بھی جا کر آ چکا ہے۔ آج سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے انسان جب اپنے جہازوں سے آبی پرندوں اور جانوروں کو دیکھتا ہے تو اسے ان پر فوقیت حاصل ہونے دیکھ کر ایک عجیب مسرت محسوس ہوتی ہے۔ صدیوں سے انسان موسم کا پتہ مخصوص پرندوں کی آمد و رفت سے لگاتا رہا ہے۔ آج کے جدید دور میں موسم کا پتہ دینے والے انسان کے ایجاد کردہ آلات بھلے ہی ناکام ہو جائیں، قدرت کی یہ مخلوق انسان کی رہنمائی میں کبھی ناکام نہیں رہتی۔

یہ حقائق واضح کرتے ہیں کہ انسان قدم قدم پر جانوروں کے زیر احسان ہیں اور ان سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں اس لئے وہ اپنے آپ کو پوری طرح اس بات پر آمادہ کر لیں کہ جانوروں اور جنگلات کے تحفظ میں کسی قسم کی غفلت نہ ہو۔
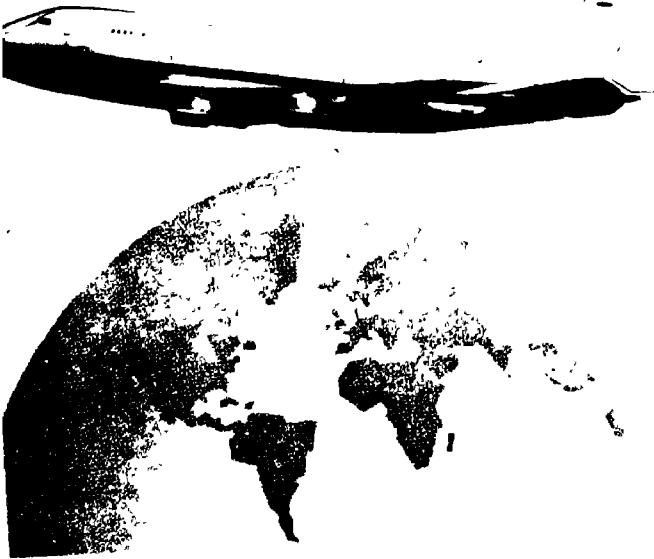
• مختار
۱۴۸ ۔ فیمس سینے بلڈنگ
مہالکشمی ۔ بمبئی ۴۰۰۰۱۱

جانور اردو غزل میں

غزل کی تنگ دامانی کا گلہ اپنی جگہ درست سہی تاہم اردو غزل میں زندگی اور محبت کے مختلف پہلوؤں پر بڑی پُرلطف باتیں کہی گئی ہیں۔ اس میں جہاں زاہدوں سے چھیڑ چھاڑ، ناصحوں سے بیزاری اور رقیبوں سے حسد اور نفرت کا اظہار ہے وہیں آرزوئے وصل اور بے قراریٔ ہجر کے نام پر دل کی دھڑکنیں مچل رہی ہیں۔ اردو غزل پر یہ الزام ہے کہ گل و بلبل کی داستان ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں لاکھوں محبت کے متوالے اسی شاعری کو اپنے خوابوں کا عکس سمجھینگے۔

گل و بلبل کے اس بہار آفریں چمنستان میں کئی جانور بھی ہیں۔ آئیے! ان جانوروں سے بھی ملتے چلیں۔

افعی

گھر میں جو روزنِ دیوار نظر آتا ہے
چشمِ افعی مجھے بے یار نظر آتا ہے
ذوق

سایۂ سروِ چمن نے کیا ڈرایا ہے مجھے
اژدھا بن کے شب اے رشکِ گلشن آب میں
ذوق

چھپنے نہ حلقۂ گیسوئے تاب دار میں دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہانِ مار میں دل
ذوق
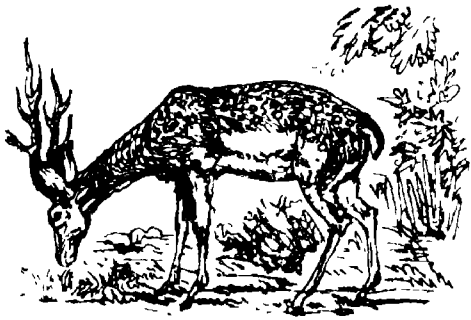
موذی کو سرکشی سے فزوں تر ہو اعتبار
نکلے ہے طولِ عمر سے مارِ کہن کی شاخ
ذوق

باغ پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے
سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے
غالب

کیا بلا اس زلفِ خوش خم کا تصور بندھ گیا
سانپ سے دن رات آتے ہیں نظر ہر سو ہمیں
مومن

کھینچے دلِ انساں کو نہ وہ زلفِ سیہ فام
اژدر کوئی انساں کو نگل جائے تو اچھا
ذوق

بڑے موذی کو مارا نفسِ امارہ کو گر مارا
نہنگ و اژدھا و شیرِ نر مارا تو کیا مارا
ذوق

زیردستی پر بھی ہے موذی لازم احتراز
جب دبے گا سانپ کاٹے گا مفر زیرِ پا
ذوق

سایۂ سروِ چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
سانپ سا پانی میں اے سروِ خراماں چھوڑ کر
ذوق

آہو

جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے
نافہ دماغ آہوئے دشتِ تتار ہے
غالب

ہم وہ مجنوں ہیں کہ گر رم کریں آہو کی طرح
بھاگے ہے دور ہی سے دیکھ کے صحرا ہم کو
ذوق

نے برگ ہے نہ غنچہ نہ گل ہے نہ ہے ثمر
میں خشک طالعی سے ہوں گویا ہرن کی شاخ
ذوق

بیمارِ چشمِ دلبر آہو نگاہ کو ——
شاخیں بھی گر لگائیں تو لے کر ہرن کی شاخ
ذوق

کج روائی گئی کب ہم سے ترے ابرو کی
شاخِ آہو سے ہے خم کس نے نکلتے دیکھا
ذوق

بوم

دلِ احمق سے مت امید رکھنا مرغِ معنی کی
ہمہ بیضہ سے کیونکر بوم کے لے یار ہو پیدا
سودا

بِچھُو

عدوئے نیش زن ہر دم ہے میرے درپئے ایذا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھو اس کو کہتے ہیں
ذوق

بُلبُل

میں چمن میں کیا گیا گو یا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سن کر مرے نالے غزلخواں ہوگئیں
غالب

بجا ہے گر نہ سنے نالہ ہائے بُلبُلِ زار
کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے
غالب

آمدِ بہار کی ہے جو بُلبُل ہے نغمہ سنج
اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی
غالب

چاک پیراہنِ گل پر تو نہ بھول اے بلبل
جامہ یارانِ لباسی کا قبا ہوتا ہے
مومن

بہارِ باغ دو دن ہے غنیمت جان اے بلبل
ذرا ہنس بول لے ہو زمزمہ پرواز چہ چہ کر
مومن

محوِ حیرت کو وصال و ہجر دونوں ایک ہیں
بلبلِ تصویر کو کب یاد آتی ہے بہار؟
مومن

نالہ نے ترے بلبل، نم چشم نہ کی گل کی
فریاد مری سن کر صیاد بہت رویا
سودا

وائے اس پیشہ پہ اے بلبل کہ جسکی ہے یہ قدر
خوار ہیں کوچہ بہ کوچہ، تو ہے رسوا باغ باغ
سودا

بندہ میں بے درم ہوں ترا اس کو جان لے
بلبل چمن میں دہر کی ہے، زر خریدِ گل ہے
سودا

نالۂ بلبل میں گر پیدا اثر ہو جائے گا،
خندۂ گل خندۂ زخمِ جگر ہو جائے گا
ذوق

بُلبل کا آشیانہ ہے گلشن میں کیا عجب
اس رُخ پہ دل جو زلفِ معنبر میں گھر کرے
ذوق

ہو گرمیٔ فغاں سے شگفتہ نہ گل نہ دل
جان اس پہ اپنی بلبلِ شیدا ہزار دے
ذوق

اثر ہو نالۂ پر درد کا اتنا تو اے بُلبُل
کہ ٹپکے جائے شبنم اشکِ انجم چشمِ گردوں سے
ذوق

بندر

جو یوں لاٹھی دکھاتا ہوں تو دانت اپنے نکوسے ہر
رقیب آگے نرے دے ہے مجھے بندر کی سی گھرکی!
سودا

باز

گو مجھے بے بال و پر تو نے کیا اے آسماں
بازوئے پرواز میرا چنگلِ شہباز ہے
سودا

کسی کا دردِ دل پیارے تمھارا ناز کیا سمجھے
جو گزرے صید کے دل پر اسے شہباز کیا سمجھے
سودا

طرۂ زلف تنگل چینگل باز
مرغِ دل پر مرے جھپٹتا ہے
سودا

مرے خط میں شکایت اسکے شہباز نظر کی ہے
پر و بالِ کبوتر ایک اک لکھ دوں نہ ٹھہرے گا
مومن

پروانہ

شوق ہے جب سے مجھے اس کے رُخِ پرنور کا
ہے مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا
ذوق

کرتی ہے زیرِ برقعِ فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہے شمعِ مقرر لگی ہوئی،
ذوق

میں ناتواں ہوں خاک کا پروانے کا غبار
اٹھتا ہوں رکھ کے دوشِ نسیمِ سحر پہ ہاتھ
ذوق

خط میں تو لکھ سکتا نہیں احوالِ سوزِ دل آسے
پر بھیجدوں جی میں ہے پروانے کے پر سے باندھ کر
مومن

بختِ پروانہ سے قربان عدو ہوں یعنی
آگ بجھائے ہے وہ گر دپھروں میں جس کے
مومن

کیا کیا جلی ہے بزم میں تجھ سے نہ جب پھرے
پروانے شمعِ شعلہ شمائل کے آس پاس
مومن

اے شمعِ دل گداز کسی کا نہ ہو کہ شب
پروانہ داغ تجھ سے ہوا ہم چلے گئے۔
سودا

جلے ہے شمع سے پروانہ اور میں تجھ سے
کہیں ہے مہر بھی جگ میں کہیں وفا بھی ہے؟
سودا

تجلیِ طور کے کس سے یہ دل گرمی کرے
جل بجھے ہر شمع پر اپنا وہ پروانہ نہیں
سودا

چیونٹی

عاجزی سے رہے، آئے نہ ہوا میں کمزور
موت ہے چیونٹی کی ہو دیں اگر پر پیدا۔ ذوق

چکور

میں نہ چکوا ہوں نہ وہ چکوی پھر آخر کس لئے
رہتے ہیں شب تا سحر دونوں بہم دونوں جُدا
ذوق

چڑیا

چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیمرغ تک کبھو
شہبازِ عشق کا بھی عجب چنگ ہے وسیع
سودا

زاغ

بلبلِ خوش نغمہ ہوں اک اس گلستاں میں خیال
نالۂ مرغِ چمن سے کم نہیں فریادِ زاغ
سودا

گیا میں گھر سے ترے اور آپ سے ہیں رقیب
مکانِ مرغِ چمن آشیاں ہے زاغوں کا
سودا

کہے ہے مرغِ دل اے کاش میں زاغِ کماں ہوتا
کہ تا شاخِ کماں پر اُس کے میرا آشیاں ہوتا
ذوق

وہ اور میرے گھر میں رقیبوں کو لیکے آئے
بلبل کے آشیاں میں رکھے حیف زاغ پا
ذوق

ہے نعش ترے کشتۂ بیکس کی دشت میں
گویا کہ اک نشیمنِ زاغ و زغن کی شاخ
ذوق

سگ

غور سے دیکھتے ہیں طوف کو آہوئے حرم،
کیا کہیں اس کے سگِ کوچہ کے قرباں ہونگے
مومن

دشمن سگِ کوچہ نہ ہوا اس شوخ آہو چشم کا
نادم ہوں کعب گرگ پائے نامہ بر سے باندھ کر
مومن

سگِ دنیا ہیں از مردان بھی دامن گیرِ دنیا ہو
کہ اس کتنے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو
ذوق

بند سے تیری زاہدا حال مرا یہ مے سے ہے
سگ کا گزیدہ جس طرح دیکھ ڈرے ہے آبکو
سودا

شبر
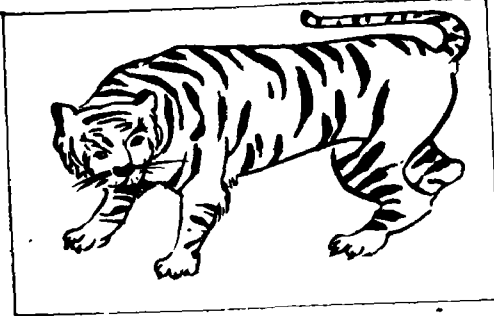
یہ جواں مرد علائق میں پھنسا ہے وہ مجھے
شبر پنجرے میں گرفتار نظر آتا ہے
ذوق

جو مارے نفس کو اور کر کے اپنے غصہ کو زیر
بنائے سانپ کو کوڑا وہ شبر پر چڑھ کر
ذوق

شاہین

خیالِ پنجۂ مژگاں میں یہ احوال ہے دل کا
کہ جیسے صید کو شاہیں کا چنگل مسلتا ہے
سودا

طوطی

سمجھ لیا مگر اس سبز رنگ کو طوطی
کہ ہے نظارہ کا امیدوار آئینہ
مومن

اس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ
طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آئے
غالب

اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیٔ ناز
جوہرِ آئینہ کو طوطیٔ بسمل ... باندھا
غالب

کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینہ میں مرے
طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھ کر
غالب

۲۵ ستمبر ۱۹۸۱ء

وہ گل نہیں تو طوطئ بسمل ہے کی نہیں
سبزہ مزارِ عاشقِ پُر اضطراب کا
ذوق

مرے نالوں سے چپ ہیں مُرغِ خوش الحاں زمانے میں
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقّار خانے میں
ذوق

عشق میں گل کے یارِ مرغِ چمن
طوطی کچھ ہی بکو نہ سمجھے گا!
سودا

نہیں ہے بحث کا طوطی ترا دھن مجھ سے
سخن ہی سُن لے تو رنگیں ترا زچمن مجھ سے
سودا
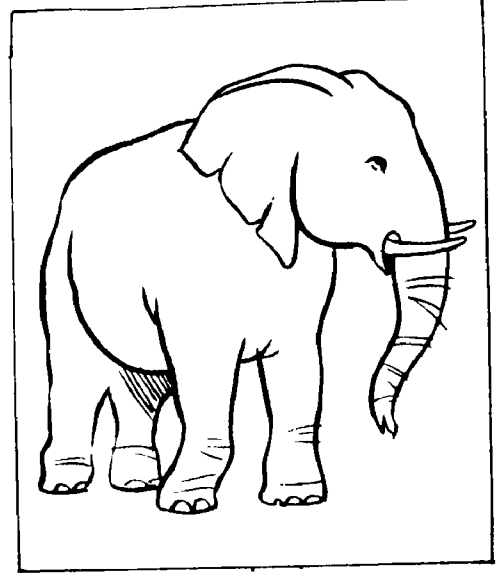
فیل

تیرا فیلِ کوہ پیکر بسکہ دریا سیر ہے،
ڈالے وہ کوہ رواں جب اپنا دامن آب میں
ذوق

فاختہ

کمندِ نام و شہرت کھینچ کے لائی عدم سے بھی
لپیٹ کر مثلِ طوقِ فاختہ عنقا کی گردن کو
ذوق

قمری

تیرے قامت سے جو ہو برپا قیامت سرو پر
کام لے منقار سے فریادِ قمری صور کا
ذوق

یہ طوق اس واسطے چھوٹا ہوا قمری کے گردن میں
کہ تھا بلبل کی گردن کا بڑا قمری کی گردن میں
ذوق

اگر وہ سروِ قد گرمِ خرامِ ناز آجاوے،
کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو
غالب

قمری کفِ خاکستر و بلبل قفسِ رنگ
اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے۔
غالب

نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک
آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے۔
غالب

دیکھ ہوتے ہیں تجھے قمری و بلبل شاداں
تو ہے اس باغ میں اے سروِ گل اندام نشاط
سودا

آہ کس سرو میں قمری ہے قدِ یار کی طرح
نالہ کرتی ہے تو میرے دلِ افگار کی طرح
سودا

دیکھا جو ایک آن تیرا سرو خوش خرام
قمری نہ دیکھے پھر کبھی شمشاد کی طرف
سودا

مرے گلشن میں کب نالہ ترا سرسبز ہو قمری
بجائے سرویاں خاکِ چمن سے اُگتی ہیں آہیں
سودا

کبوتر

کس طرح معلوم ہو حالِ دلِ گم گشتہ ہائے
جو کبوتر لے گیا واں نامہ عنقا ہو گیا
مومن

خطِ شرحِ ناتوانی ہوگیا اُڑتے ہی آج
جوں پرِ کمزور بازوئے کبوتر سے جُدا
ذوق

ہوگیا نامۂ شوق ان کو سب از بر میرا
کھا گئے ذبح جو وہ کرکے کبوتر میرا
ذوق

کیا کہوں نامۂ جانسوز کی اپنے تاثیر
جل گیا بس یہ کبوتر کا ہوا بازو گرم
ذوق

صیاد کہہ تو ان نے کبوتر کے دام میں،
سکھلا دیا ہیں دل کی مرے اضطرابیاں
سودا

مرے نامہ کے خاطر مرغِ دل سے کون بہتر ہو
تجھے نامہ لکھوں اور نامہ بر میرا کبوتر ہو۔
سودا

خط اپنی مرغِ جاں کے پر سے باندھا آج سودا نے
نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو
سودا

عجب باندھوں ہوں لکھ لکھ شرحِ دل بالِ کبوتر سے
دلوں کے اُڑ گئے پرزے نہ پہنچی کچھ خبر واں تک
سودا

گھر سے بلوانا تو یکسو تجھ کو جاتے دیکھ کر
وہ کبوتر بھی اُڑانے میں نہیں کہتا بیا
سودا

گدھا

زاہد میں کہہ رہا ہوں پی اس کے عوض شراب
آخر نہ اے گدھے تجھے افیون چڑھ گئے
سودا

زمانہ تجھ سے اگر ہے ناساز کر تو اس سے زمانہ سازی
جو دے کے ردّی چڑھا دے تجھکو کبھو گدھے پر کبھو نیازی

مکھی

پروانہ گر نہیں تو نہیں پر ہوں شعلہ دوست
مکھی بھی ہوں تو خالِ دہانِ تفنگ ہوں
ذوق

گھوڑا

عمرِ رواں کا توسنِ چالاک اس لئے
تجھ کو دیا کہ یاں سے کرے جلد ایڑ تو
ذوق
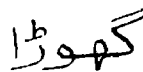
مگس

پروانہ شمع رو پر کیونکر نہ ہووے سودا
شعلے کے گرد پھرنا کب کام ہے مگس کا
سودا

عقل اس ناداں میں کیا تیرا جو دیوانہ نہیں
نور پر تیرے مگس ہے وہ جو پروانہ نہیں
سودا

لبِ شیریں کو ترے جان کر رس چشمِ مگس
میٹھی نظروں سے پئے جائے ہے بس چشمِ مگس
ذوق

بوالہوس جیفۂ دنیا سے بھرا دل نہ ترا
تو مگس اور تیری چشمِ ہوس چشمِ مگس
ذوق

کیوں ردِّ قدح کرے ہے زاہد،
مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے،
غالب

فلک کو وعدہ مجھ قسمت سے جو ظلِّ ہما کا ہو
تو سر پر سایۂ بالِ مگس ہووے اگر ہووے
سودا

ہُما

جو ہوا غرّۂ بخت رسا رکھتا ہے
سر سے گزرے یہ بھی ہے بالِ ہما موجِ شراب
غالب

نظر میں ان کی جن کو دولتِ استغنا کی بخشی ہے
مگس سے ہے ہُما بہتر ہُما سے ہے مگس بہتر
سودا

استخواں اس سوختہ جاں کی نہ کھانا زینہار
اے ہُما یہ رزق ہے مرغانِ آتش خوار کا
ذوق

ہیں ہُما کے سر پہ افسرانِ ہوا گیر دوں کے پر
مل گئے جن طائروں کو ہیں تیرے تیر دوں کے پر
ذوق

ستم اے شورِ بختی میری ہڈی کیوں ہما لایا
سگِ لیلیٰ ادا کو گر نہ ظالم بدمزہ لگتی ہے
مومن

ہائے باد مرغِ مجنوں کی [illegible]
میرے [illegible] حال ہُما [illegible] ہے
مومن
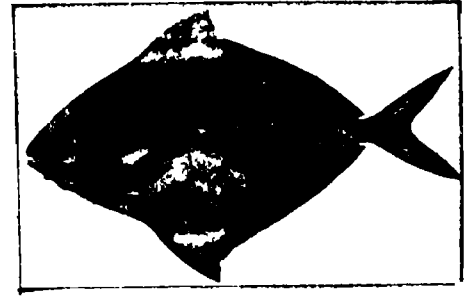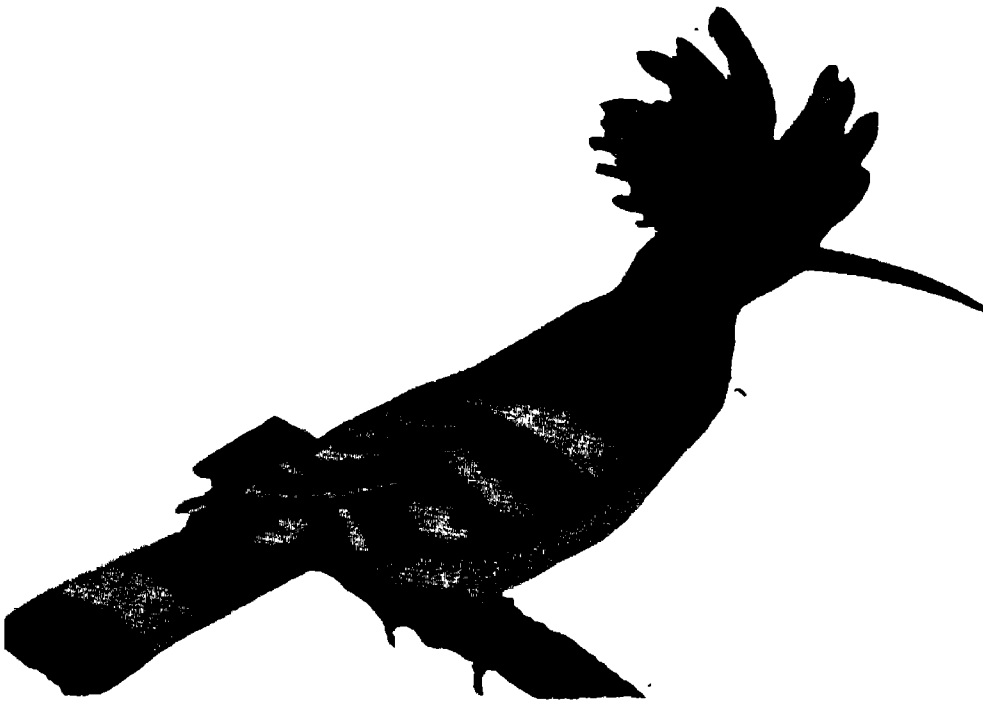
ماهی

جو دیکھے مُرغ ہوا کوہِ دام میں نیرے
تو ہووے رشک سے ماہی کباب درتہِ آب
سودا

هُدهُد

پاس محوِ راز ہے اور شوقِ بے تابیِ خواب
باندھتے ہیں نامہ بالِ ہُدہُدِ تصویر سے
مومن

مُرغ
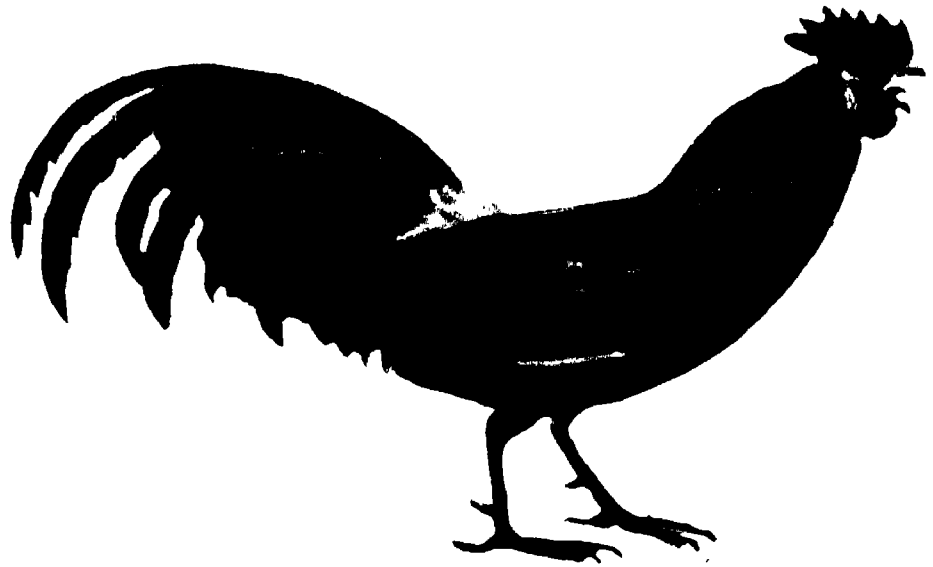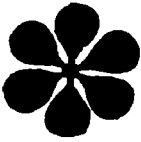
مژدہ اے ذوقِ اسیری کہ نظر آتا ہے
دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس
غالب

دوست ہر چند ہمارا ہے مؤذن لیکن،
دشمنِ خواب ہے جوں مرغِ سحر آخرِ شب
سودا

مرغِ دل نے نگہِ یار سے پوچھا اُڑ کر
پھر بھی کہتا کہ لگاتے ہیں فنّ نہ اچھا
ذوق
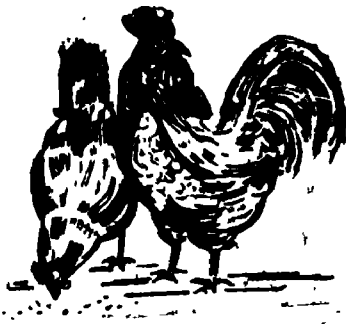
ایس۔ایم۔سلیم
۱۷۵۔اے، خلافت ہاؤس
موتی شاہ روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۰۸

جنگل کا راجہ

شیر ببر کا نام تو سبھی نے سُنا ہے۔آپ نے اسے کھلے جنگلوں میں نہیں تو چڑیا گھر میں ضرور دیکھا ہوگا۔یہ جنگل کا راجہ کہلاتا ہے اور ہمارا قومی جانور ہے۔اس کی مورتیاں اور تصویریں پرانے مندروں اور تاریخی جگہوں پر پائی گئی ہیں۔

ببر شیر کی للکار سے سارے جنگل میں خاموشی چھا جاتی ہے۔ناک سے دم تک اس کی لمبائی ۹ سے ۱۰ فٹ کے قریب ہوتی ہے۔اور قد میں یہ تقریباً ۳½ فٹ کا ہوتا ہے۔اس کا بدن تقریباً ۴، ۵ من ہوتا ہے۔گلے پر بالوں کی موجودگی اس کے وقار کو اور بھی نکھارتی ہے۔ببر شیرنی کے گلے پر بال نہیں ہوتے ہیں۔یہ اپنی زندگی کا زیادہ سے زیادہ حصہ شکار کرنے میں گزار دیتا ہے۔یہ اپنے شکار کے لئے گھنٹوں انتظار کرتا ہے۔جب شکار قریب میں ہو تو یہ دھیرے دھیرے اس کے قریب دبے پاؤں پہنچ جاتا ہے اور موقع پاتے ہی اس کی گردن دبوچ لیتا ہے۔

یہ اپنا شکار خود کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔جب یہ اپنا شکار کر لیتا ہے تو شان سے اسے کھاتا ہے اس کے بعد شیرنی اور اس کے بچے شکار کو مزے سے کھاتے ہیں۔

ببر شیر کی آنکھیں بہت تیز ہوتی ہیں۔رات کو بھی دور دور کی چیزیں آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ہلکی سی سرسراہٹ سے بھی یہ چونک پڑتا ہے۔شیر، چیتے، کے مقابلہ میں ببر شیر کم پھرتیلا ہوتا ہے۔ببر شیر ایک بہت قیمتی اور خاص جنگلی جانوروں میں سے مانا جاتا ہے۔کہا جاتا ہے کہ ۱۸۵۰ء کے پہلے یہ ہزاروں کی تعداد میں ہمارے دیس میں پایا جاتا تھا اس کے بعد اس کی تعداد تیزی سے گھٹنے لگی۔کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۵۰ء کے بعد ایک شکاری نے اپنی زندگی میں تین سو ببر شیروں کا شکار کیا اور ایک دوسرے شکاری نے

تین سال کے اندر ۸۰ ببرشیروں کو مارا جو ایک ریکارڈ مانا جاتا ہے۔ شکاری اتنی آزادی سے شکار کرتے رہے کہ ۱۸۸۰ء کے بعد جوناگڈھ کے گیر جنگل کے علاوہ ببرشیر کا ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں نام و نشان تک نہ تھا۔ اس کی اس تیزی سے گھٹتی ہوئی تعداد کی کئی وجوہات ہیں۔ ببرشیر چیتے کی طرح چالاک نہیں ہوتا اور کھلی جگہوں پر رہنا زیادہ پسند کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ آسانی سے شکاریوں کا نشانہ بن جاتا ہے ۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۰ء کے درمیان اس کی تعداد گیر جنگل میں بھی تیزی سے کم ہونے لگی۔ اُس وقت لارڈ کرزن نے جتنے شیر کے شکار کا پروگرام بنائے تھے۔ اپنا پروگرام اس لئے رد کر دیا۔ کیونکہ ان کی تعداد کافی کم تھی۔ انھوں نے جوناگڈھ کے نواب کو ان جانوروں کو بچانے کے لئے کچھ کڑے قدم اٹھانے کا مشورہ دیا۔

۱۸۵۰ء کی جنگلی جانوروں کی گنتی سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت گیر جنگل میں ۲۴۰ ببرشیر باقی رہ گئے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں ان کی تعداد بڑھ کر ۲۹۰ ہو گئی۔ گیر جنگل میں جانوروں کی کمی کی وجہ سے ببرشیر آس پاس کے گاؤں کے پالتو جانوروں کو اٹھانے لگے جس کی وجہ سے گاؤں والوں نے کئی شیروں کو مار ڈالا۔ یہ پریشانی کی وجہ بن گئی۔ ۱۹۶۳ء میں پھر سے ان کی گنتی کی گئی۔ جسے دیکھ کر راحت کی سانس لی گئی کیونکہ اس وقت بھی ببرشیر کی تعداد ۲۸۰ کے قریب تھی۔ ۱۹۵۲ء میں سرکار نے اس کے شکار کرنے پر پابندی لگا دی۔

۱۹۵۱ء میں میسور میں انڈین بورڈ آف وائلڈ لائف کی بیٹھک ہوئی جس میں یہ تجویز رکھی گئی کہ کچھ ببرشیروں کو کسی نئی جگہ پر رکھنا چاہئے تاکہ اگر کوئی بیماری پھیلے تو ان میں سے کچھ کی زندگی بچ سکے۔ اس تجویز کو دھیان میں رکھتے ہوئے اتر پردیش میں [illegible] کا ایک مامن بنا لیا جو کہ بنارس سے ۴۳ میل کی دوری پر [illegible] سے ایک ببرشیر اور دو شیرنیوں کو پکڑ کر ۱۹۵۰ء میں، چندر پربھا مامن میں چھوڑ دیا گیا۔ پہلی شیرنی نے ایک بچے کو جنم دیا جو مر گیا دوسری شیرنی نے بھی دو بچوں کو جنم دیا جو کچھ عرصہ بعد مر گئے۔ اس کے بعد اس نے پھر دو بچوں کو جنم دیا۔ اس طرح ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

انڈین بورڈ فار وائلڈ لائف ہر سال میں ایک ہفتہ جنگلی جانوروں کے ہفتہ کے طور پر مناتا ہے جس میں عام لوگوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ جنگلی جانوروں کی حفاظت کریں۔ اس کے علاوہ کئی وائلڈ لائف قوانین بنائے جاتے ہیں جن کے تحت بغیر لائسنس کے کوئی بھی شکار کرنا جرم ہے۔ لائسنس یافتہ شکاریوں کو بھی کچھ ہی جانور مارنے کی اجازت ملتی ہے اور یہ اجازت بھی صرف یکم اکتوبر سے ۱۳ مارچ تک ملتی ہے۔ شیر کو مارنے کی اجازت کسی بھی حال میں نہیں ملتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان جانوروں پر ترس کھائیں اور ان کی حفاظت کریں۔

اردو کے مشہور شاعر منشی اسماعیل میرٹھی نے شیر کے بارے میں ایک خوبصورت نظم لکھی ہے۔ جسے سن کر آپ ضرور اس کی حفاظت کی طرف توجہ دینگے۔ نظم ذیل میں درج ہے اور بچوں کی اسکولی کتابوں میں بھی شائع ہوتی رہی ہے۔

شیر

اے شیر، تیرے سر پہ ہے طاقت کا بوستین
شاہی کے حق میں کوئی بھی ساجھی تیرا نہیں

پیدا ہے تیرے رُخ سے، تیری شوکت و جلال
ظاہر ہے تیری شکل سے باطن کا تیرے حال

دل تیرا بزدلی و غلامی سے ہے بَری
پھٹکے نہ تیرے پاس کبھی خوف لے جَری

تیرا حریف کون ہے، جو تو ہٹے، بچے
جھپکے نہ تیری آنکھ، نہ گردن تری بچے

حق نے ادا کیا ہے تجھے زور بے خلل
فولاد کی رگیں ہیں تو دل ہے تیرا اٹل

گر سور ما سمجھے کوئی میدان کا دھنی
جوشن کا چار آئینہ یا خودِ آہنی

حملے سے تیرے بچنے کو کافی نہیں، مگر
اللہ رے تیرا حوصلہ، بل تیرا بے جگر

غرّاکے شیر کرتا ہے جب جوش اور خروش
جنگل تمام ہوتا ہے سنسان اور خموش

پہچانتے ہیں جانور، آواز شیر کی سے
وہ ہولناک ہے کہ دہلتا ہے سب کا جی سے

جاتی ہے ان کے پاؤں تلے کی زمین نکل
ہیں بھاگتے کہ گویا تعاقب میں ہے اجل

اے شیر، گرم خطّے ہے تیرے لئے وطن
بیہڑ ہو، نیستان ہو، جھاڑی ہو یا ہو بن

اے شیر، تو ہے شاہ، تیرا تخت ہے کچھار
ہے کس کو تیرے ملک میں دھولئے گیر و دار

شیر۔ ببر شیر کے مقابلہ میں شیر جسے انگریزی میں ٹائیگر (TIGER) کہتے ہیں۔ وہ بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ ببر شیر کھلی اور زیادہ تر خشک جگہوں پر رہنا پسند کرتا ہے اور شیر ہرے بھرے گھنے جنگلوں میں جس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان سامنا نہیں ہوتا۔ اگر ان دونوں کا مقابلہ ہو تو یہ کہنا مشکل ہوگا کہ کون کس پر حاوی ہوگا۔ ببر شیر اور شیر دونوں آگ اور تیز روشنی سے کافی خوفزدہ ہوتے ہیں۔

آزادی سے پہلے اندازہ لگایا گیا تھا شیروں کی تعداد اس وقت چالیس ہزار کے قریب تھی جو کہ بہت تیزی سے گھٹتی گئی اور سنہ ۱۹۷ء تک ان کی تعداد صرف دو ہزار کے قریب رہ گئی اسے دیکھ کر یکم جولائی سنہ ۱۹۷ء کو اس کا شکار کرنا ممنوع قرار دے دیا گیا۔ سنہ ۱۹۷۵ء کی جانوروں کی گنتی سے پتہ چلا کہ ان کی تعداد صرف ۱۸۳۶ رہ گئی ہے۔ آج کل یہ مہاراشٹر، آسام، بنگال، مدھیہ پردیس، بہار، راجستھان اور گجرات میں پائے جاتے ہیں۔ شیر ایسی جگہوں پر رہتا ہے

جہاں پاس میں ندی، گہرے نالے وغیرہ بہتے ہوں۔ گرمی کے دنوں میں یہ گھٹنوں پانی میں رہتا ہے۔ یہ بہت اچھا تیراک بھی ہے۔

شیر ایک بہت ہی خوبصورت جانور ہے اس کی کھال پر کالی کالی دھاریاں ہوتی ہیں۔ اس کے اگلے پنجہ میں پانچ اور پچھلے پنجہ میں چار انگلیاں ہوتی ہیں جب یہ اپنے شکار پر ٹوٹ پڑتا ہے تو ان انگلیوں میں سے تقریباً تین تین انچ بڑے ناخون باہر آجاتے ہیں۔ اس کے ناخن اور دانت کافی تیز ہوتے ہیں۔

چیتا۔ شیر کی نسل کا ایک اور بھی جانور ہے جسے ہم چیتا کہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹے قد کا اور کم وزن کا بہت ہی خوبصورت جانور ہے۔ یہ بہت چالاک اور ہوشیار شکاری بھی ہے۔ اس کا وزن ڈیڑھ سے چار من تک کا ہوتا ہے۔ شکار کے انتظار میں یہ کسی بھی جھاڑی یا اونچی جگہ پر چھپ کر بیٹھا رہتا ہے جب شکار قریب آجاتا ہے تب یہ پھرتی سے اس پر حملہ کرکے اسے مار ڈالتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس کے ناخن زہریلے ہوتے ہیں۔ چیتا آگ اور روشنی سے نہیں ڈرتا۔

●●●

قارئین کیلئے ضروری اعلان

آپ 'قومی راج' میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات پسند اور کس قسم کی تخلیقات ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر آپ بحث بھی کرسکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کرسکتے ہیں۔ بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ الفاظ سے زائد پر مشتمل نہ ہو۔ اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمائیے:

مدیر: پندرہ روزہ 'قومی راج'، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

طرفہ قریشی بھنڈاروی

٭ علاء الدین جیناباڑے
٦٣٧ - شانتی نگر، چمبور - ممبئی ۷۱

طرفہ کسی نے دے کے مجھے زخم ہائے دل
شائستۂ جمالِ بہاراں بنا دیا !

زخمہائے دل کے لئے احسان مندی و ممنونیت کا لطیف و شریفانہ احساس رکھنے والا ایک اچھا شاعر' افسوس ہے کہ ہم سے جدا ہو گیا ؏

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

طرفہ کے تعلق سے کچھ لکھتے ہوئے دل بھر آتا ہے، قلم رک جاتا ہے، اور راقم الحروف یادوں کے تلاطم میں کھو جاتا ہے۔ اپنی تصنیف "نصف النہار" خاکسار کو بطورِ نذرِ خلوص' عنایت کی ہے۔ اس پر تاریخ درج ہے ۱۷ جنوری ۱۹۷۸ء۔ اس کتاب کے پیش لفظ "خود نوشت" میں حسن بے جبینی سے موت کی آرزو کی ہے۔ لکھتے ہیں :

"موت کا انتظار ہے' لیکن سخت جانوں کو موت بھی تو جلدی نہیں آتی، معلوم نہیں میری موت کی کونسی تاریخ اور کون سا دن قدرت نے معین کیا ہے، پروردگارِ عالم سے ہمہ وقت یہی التجا ہے کہ اللہ ربّ العزّت' عزت، آبرو اور ایمان کے ساتھ میری زندگی کا خاتمہ کرے۔"

اللہ اللہ ! رمضان شریف کا پہلا عشرہ' رحمتِ الٰہی کا عشرہ ہے اور عبدالوحید طرفہ قریشی' اللہ کو پیارے ہو جاتے ہیں۔ یقیناً طرفہ کی دعاء مقبول ہوئی اور اللہ نے انھیں عزت، آبرو اور ایمان کے ساتھ اٹھا لیا۔

مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب مومن پورہ ناگپور کی بڑی مسجد میں طرفہ اپنے بچوں کے ساتھ افطار کیلئے ساتھ آتے تھے۔ اللہ نے انھیں ایمان صالح سے نوازا تھا۔ وہ نماز روزے کے پابند تھے اکثر رات میں دیر سے سوتے تھے۔ شاید شاعروں کی قسمت میں یہی لکھا ہے کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے' مشاعرہ، فکرِ سخن، فکرِ معاش یا مطالعہ۔ یا پھر یہ ہے کہ احباب کے ساتھ رواداری برتنی ہے۔ جاگ رہے ہیں۔ بہر حال وہ روزہ رکھ لیتے اور حتی الوسع تراویح اور نماز فجر کی پابندی بھی ضروری سمجھتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد دیر تک دعا مانگتے تھے۔ کہیں میرا انتظار اُن کی دعاؤں میں خلل انداز نہ ہو جائے اس خیال سے میں کسی دوسری طرف سے نیچے اترتا اور باہر انتظار کرتا۔

رمضان کے علاوہ دنوں میں مسجد سے سیدھے ہم مہرائے کے سامنے والے ہوٹل میں جاکر چائے پیتے۔ ایسی ہی ملاقات مجھے کبھی شام میں بھی نصیب ہوتی۔ میں اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں اُن لمحات کے لئے جو طرفہ کی صحبت میں بیتے طرفہ اپنے کلام کے علاوہ امیر، داغ اور جلیل کے اشعار سناتے ... بھی لطف اندوز ہوتے اور خاکسار سامع پر ایک کیف ... کر دیتے تھے۔

چھریرا بدن، متوسط قد، سانولا رنگ، معصوم ... داڑھی، سر پر ٹوپی، کرتہ اور پائجامہ۔ سادگی ہی سادگی تھی پُرکاری کا نام نہیں۔ ایک شاعرانہ بیخودی ان پر ہمیشہ طاری رہتی تھی۔ سادگی تھی پُرکاری نہ تھی' بیخودی تھی ہوشیاری نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ جب انھوں نے اپنا پہلا مجموعۂ کلام "پہلی کرن" کے نام سے ۱۹۵۲ء میں شائع کیا تو سرمایہ کی فراہمی کہیں سے نہ ہونے کی صورت میں اپنا گھر بیچ دیا اور اس کے بعد غالباً آخر تک کرائے کے مکان میں رہے۔

'طورِ رخشاں' طرفہ کی پہلی ادبی کاوش ایک تالیف تھی جس میں انھوں نے سی. پی. کے متعدد شعراء کا منتخب کلام کتابی صورت میں شائع کیا تھا۔ "پہلی کرن" کے ۱۰ سال بعد "...." کے نام سے سلاموں کا ایک مجموعہ شائع کیا جو لکھنؤ سے طبع ہوا۔

طرفہ کا کلام آل انڈیا ریڈیو ناگپور سے بارہا نشر ہوا ہے۔ نیز ہز ماسٹرس وائس گراموفون کمپنی نے بھی آپ کی منظومات ریکارڈ کی ہیں۔ ان کی مستقل تصانیف کے علاوہ متعدد رسالوں میں بھی آپ کا کلام چھپتا رہا ہے۔ "الوارث" ممبئی اور ماہنامہ 'چاند' ناگپور کے ادارتی عملے میں آپ شامل رہے ہیں۔ "فیروز" ناگپور کے وہ مدیر اعلیٰ تھے۔ یہ ماہنامہ بہت جلد مقبولِ خاص و عام ہو رہا تھا۔ راقم الحروف نے "قومی راج" میں اس پر تبصرہ کیا تھا

جسے طرفہ نے بہت پسند کیا تھا۔ میری دیگر تحریروں کے ساتھ وہ اس تبصرہ کا بھی ذکر کرتے، اور میرا جب کسی سے تعارف کراتے تو انھیں حوالوں سے مجھے "بہترین نثرنگار" کہتے تھے۔ ایک اعلیٰ درجے کے شاعر کی زبان سے اپنی اس تعریف پر جھینپ جاتا تھا اور آج بھی جب میں یہ الفاظ سپردِ قلم کر رہا ہوں تو ایک جھینپ سی محسوس کر رہا ہوں، حالانکہ اس تعریف کو میں طرفہ کی وضعداری پر محمول کرتا ہوں لیکن اس غریب کے تعلق سے ایک عظیم شاعر اس وضعداری کو نبھانا ضروری سمجھے، یہ بھی کیا کم ہے۔

'بزمِ ادب' کامٹی نے ۱۹۷۵ء میں آپ کو "ضمیر الشعراء" کا خطاب دیا۔ جو دراصل آپ کی شاعرانہ عظمت کا صحیح اعتراف تھا۔

آپ کی تصنیف "نصف النہار" مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی (ممبئی) کے مالی اشتراک سے دسمبر ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کی کتابت کے دوران انھیں کافی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ کام انھوں نے اپنے ایک شاگرد کے سپرد کیا تھا جو خود اپنی پریشانیوں کی وجہ سے اس کی انجام دہی میں وہ مستعدی نہیں دکھا سکتے تھے جس کی توقع طرفہ کو تھی، جب میرے سامنے متعدد بار شکایت کی تو میں نے انھیں ایک مشورہ دیا جو انھوں نے بہت پسند کیا اور اس پر عمل بھی شروع کیا۔ میں نے کہا "طرفہ صاحب، آپ اپنے دیوان کی کتابت خود ہی کر لیجئے۔ جب آپ کا دیوان اس طرح شائع ہوگا تو وہ اردو ادب کے تاریخی نوادرات میں سے ایک ہوگا اور کاتبوں کی ستم شعاری پر ایک بھرپور طنز بھی ہوگا۔"

لیکن بعد میں حالات سدھرتے گئے اور کتابت آگے بڑھتی گئی، تاہم اس کتاب کا انتساب بقلم خود لکھا ہے جو اُن کے متعدد اشعار کی طرح غور طلب ہے:

"اُن غریب و مفلس شعراء و ادباء کے نام جو اپنے
افکارِ لطیف کی طباعت و اشاعت کی حسرتیں
لے کر دنیا سے پردہ کر گئے ہیں۔
بقلم مصنّف"

طرفہ کی صرف ۴ کتابیں شائع ہوئی ہیں اور ۷ کتابوں کے مسودے تیار ہیں۔ جو چار کتابیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں ان کے نام حسب ذیل ہیں:

۱) طورِ رخشاں ۲) پہلی کرن
۳) شہیدِ اکبر ۴) نصف النہار

دیگر سات کتابیں جن کے مسودوں کا اعلان طرفہ نے اپنی تصنیف "نصف النہار" میں کیا ہے، حسب ذیل ہیں:

۱) فانوسِ حرم (نعتوں کا مجموعہ) زیرِ ترتیب
۲) کاروانِ نو یا دبستانِ طرفہ (شاگردوں کا تعارف)
۳) عصر العصر (تیسرا مجموعہ نظم و غزل)
۴) مقالاتِ طرفہ (مشاہیر شعراء کی شاعرانہ خصوصیات)
۵) مکتوباتِ طرفہ (ادبی، فنی و عروضی خطوط)
۶) چراغِ عروض (شاعری کا تاریخی ضابطہ)
۷) گلزارِ امینی (دکن کے اولیائے کرام کا منظوم تذکرہ)

مؤخر الذکر تصنیف کے تعلق سے راقم الحروف نے ایک بار طرفہ سے بات چیت کی تھی۔ طرفہ کو بزرگانِ دین سے سچی عقیدت تھی، وہ اولیائے کرام کی زیارت کو جاتے تھے اور حضرت تاج الاولیاء تاج الدین باباؒ کا ذکر بڑے احترام و عقیدت سے کیا کرتے تھے۔

آندھرا پردیش میں آستانۂ مخدوم اللّٰہیؒ پر وہ ہر سال عرس کے موقع پر بلائے جاتے تھے جہاں اُن کی قدر و منزلت کے ساتھ خاطر خواہ تواضع کی جاتی تھی۔ چنانچہ 'گلزارِ امینی'، جیسا کہ انھوں نے 'نصف النہار' میں بطور اشتہار اعلان کیا ہے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ طریقت کے متعدد اولیائے کرام اور عارفین عظام کا تاریخی منظوم تذکرہ ہے۔ کہتے تھے یہ منظوم تصنیف آستانۂ مخدوم اللّٰہی امین پیر روڈ، کڑپہ کی طرف سے شائع ہوگی۔ ان دو تین سال کے عرصہ میں معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔ شاید ابھی تک اس کا مسودہ، ان کے گھر والوں کی تحویل میں ہی ہو۔

طرفہ کو اپنے اُستادِ محترم حضرت سیماب اکبرآبادی سے والہانہ عقیدت تھی، جس کا ذکر انھوں نے اپنی خود نوشت، شمولہ "نصف النہار" میں کیا ہے۔

طرفہ مہاراشٹر کی خاک، بھنڈارہ سے اُبھرے اور اسی ریاست کے شہر ناگپور میں پیوندِ خاک ہوئے۔ اس ریاست کو بجا طور سے ان پر فخر ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ زندگی بھر وہ تنگی اور عسرت کے جبر کے سہتے رہے۔

تاہم طرفہ کی شاعری حزن و ملال اور افسردگی کے بوجھل احساس سے لدی ہوئی نہیں ہے۔ اپنی شاعری کے آئینے میں طرفہ خود دار اور عزتِ نفس کے پاسدار نظر آتے ہیں، ان کا پندار انھیں معشوق کے سامنے بھی جھکنے نہیں دیتا۔ ویسے بھی طرفہ کا سلسلۂ تلمذ صرف ایک ہی واسطے

سے داغ سے ملتا ہے اور داغ نے کہا ہے ؎

معشوق سے بھی ہم نے نبھائی برابری
واں لطف کم ہوا یاں پیار کم ہوا

خودداری و عزتِ نفس کے تعلق سے طرفہ کے چند شعر ملاحظہ ہوں ؎

حیرت زدہ نہ ہو رُخِ دلدار دیکھ کر
سو بار خود کو دیکھ اُسے اِک بار دیکھ کر

*

سیکھے زمانہ ہم سے خرامِ وفا و ناز !
ہم کیوں چلیں زمانہ کی رفتار دیکھ کر

*

جسے گردشوں نے پناہ دی، اسی سر نے زر کی کلاہ لی !
وہی قطرے جانِ صدف بنے جو بھنور کی تہہ میں اُتر گئے

*

میری چشمِ تر کی اب آبرو جانے نہ پائے
اس صدف میں زندگی بھر گوہرِ شبنم رہے

اپنے اُستاد کو کس طرح ادب و احترام کے ساتھ خراجِ عقیدت پیش کیا ہے اور ساتھ ہی اپنے لئے شاعرانہ تعلی کا پہلو نکالا ہے، ملاحظہ ہو ؎

میں ہوں طرفہ خادمِ سیماب فخرِ ارض تاج !
زیب دے ملکِ سخن کی کیوں نہ سلطانی مجھے

زبان کے اعتبار سے طرفہ کے کلام میں سلاست، سادگی اور روانی پائی جاتی ہے۔ یہ ایسی خوبی ہے جس کے باعث قارئین یا سامعین چلتے چلاتے لطف اندوز ہو سکتے ہیں جیسے انسان نسیم سحر کے جھونکوں سے فیضیاب ہوتا ہے، وہ چاہے جب بھی اور نہ چاہے جب بھی۔ ملاحظہ ہو ؎

ہر پھول کے ہے چہرے پہ غازہ بہار کا
منظر لطیف ہے چمنِ روزگار کا

*

گلشن میں آج ذکر ہے رفتارِ یار کا
چہرہ اُتر نہ جائے نسیمِ بہار کا

*

اللہ رے کلی کی جوانی شبابِ گل
پھولے نہیں سماتا ہے سینہ بہار کا

*

بتوں کی محبت کا حاصل نہ پوچھو !
یہ جس دل میں بیٹھیں خدا یاد آئے

*

وہاں تک فضا مہکی مہکی سی پائی
جہاں تک گئے تیری زلفوں کے سائے

*

کہیں دونوں مِل کر غزل بن نہ جائیں
تمہارے اِشارے ہمارے کنائے

اور پھر ملاحظہ ہو اسی سادگی اور روانی کے ساتھ خیال کے بانکپن اور وقتِ نظر کو کس خوبی سے پیش کیا ہے ؎

موت نے آکر دیئے ہیں زندگی کو بال و پر
ورنہ بیچاری میں اُڑنے کی توانائی نہ تھی

ایک اور غزل کے چند شعر ملاحظہ ہوں، طرفہ کی شگفتہ بیانی قابلِ داد ہے ؎

مآلِ خندۂ گُل ہمصفیرو دیکھئے کیا ہو
ابھی تو زندگی ہی زندگی معلوم ہوتی ہے

*

خبر لے اے ہوائے میکدہ اربابِ تقویٰ کی
یہ دنیا آج بھی بہکی ہوئی معلوم ہوتی ہے

*

حرارت جس نے بخشی تھی فضائے طورِ سینا کو
وہ چنگاری مرے دل میں دبی معلوم ہوتی ہے

دِلنشیں تشبیہوں، شگفتہ استعاروں اور برجستہ محاوروں کے استعمال سے طرفہ کے کلام میں بلاغت اور اثر انگیزی پائی جاتی ہے، ملاحظہ ہو ؎

قیس کے آنسو تھے یا پگھلا ہوا سوزِ تمام
آگ صحرا میں لگی سارا بیاباں جل اُٹھا

*

وقت آنے پر بدل جاتے ہیں گھورے کے بھی دن
ہو گیا جنگل میں منگل جب کوئی پاگل اُٹھا

طرفہ، دبستانِ سیماب کے تابندہ ستاروں میں سے ہیں۔ لہٰذا ان کے کلام میں فن کی پاسداری، پاکیزہ خیالی اور مضمون آفرینی جیسا کہ متوقع تھی پائی جاتی ہے۔ شوخی، ظرافت اور طنز کے نشتر ضرور ملتے ہیں، لیکن طرفہ کے کلام میں پھکڑپن نہیں۔ (باقی صفحہ ۵۱ پر)

جگنوؤں کا کارواں

٭ حرمت الاکرام

رام باغ، مرزاپور (یو۔پی)

مہرباں ہے زندگی، نامہرباں ہے زندگی!
گلفشاں ہے زندگی، شعلہ فشاں ہے زندگی

ہے نصابِ روز و شب معنیٔ طرازِ اکتساب
امتحاں ہے، اک مسلسل امتحاں ہے زندگی

کون دے اس کو تلاطم سینۂ شبیر کا
نوحہ خواں ہے زندگی، ماتم کناں ہے زندگی

موجزن ہو بھی تو کس کے کام کا آبِ فرات
کربلائے تشنگی کی داستاں ہے زندگی!

پُر فشاں ہے سُو بہ سُو حلقہ بہ حلقہ کس طرح
جانے کیسی آگ ہے جس کا دھواں ہے زندگی

ہے جبینِ شام کی خاطر ہلالِ سرخوشی
آخرِ شب آنسوؤں کی کہکشاں ہے زندگی

سب اسی کے تیر ہیں: یہ ساعتیں یہ ماہ و سال
نخوتِ شام و سحر کی اک کماں ہے زندگی!

چل رہی ہے ساتھ لے کر جلتی بجھتی مشعلیں
جھلملاتے جگنوؤں کا کارواں ہے زندگی

چھوئیے تو جراتِ ناکام فریادی ہے
برف سی طناز، شعلوں سی تپاں ہے زندگی

خاک کی ہم رشتگی ہے اس کا تاجِ افتخار
ورنہ پروین و قمر کی ہم عناں ہے زندگی

اس طرح جیسے سرِ خنجر ہو کوئی محوِ رقص
جادۂ انفاس پر حرمت رواں ہے زندگی
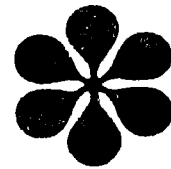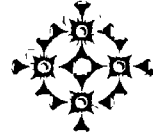
غزلیں

* رشید کوثر فاروقی
پرنسپل سکیپ ڈگری کالج
بیجاپور - ۵۸۶۱۰۱

آج کے دور میں نیکی ہی بدی ہو جیسے
زندگی اپنا پتا پوچھ رہی ہو جیسے !!

اپنی عینک سے ہمیں دیکھ رہی ہے دنیا
عصمتِ عائشہ بدنام ہوئی ہو جیسے

روشنی آج کے انساں نے بھی دیکھی ہے مگر
رات جنگل میں کہیں آگ لگی ہو جیسے

اس نے پھولوں میں بھی کانٹے ہیں فقط رنگ نہ دیکھ
عیشِ دنیا کی ہوس ناگ پھنی ہو جیسے

جہاں میں کہ ابھی جو ہر ہستی کھل جائے
بار بار آ کے قضا لوٹ گئی ہو جیسے !

دے دیا میں نے نقاہت کو رخ مست روی
تشنگی بھی مری ایسی ہے کہ پی ہو جیسے

اللہ اللہ، جوانی کی امنگوں کے مزے
ہر شگوفے سے پری جھانک رہی ہو جیسے

اس طرح گوش بر آواز ہوں تنہائی میں
جھک کے تاروں نے کوئی بات کہی ہو جیسے

شیشۂ ذہن پہ یادِ دل کے جھلکتے سائے
نیلس ماہی میں دھنک کھیل رہی ہو جیسے

شہر محبوب سے با [illegible] رعنائی ہے
جس کا دیکھا تھا کبھی خواب یہی ہو جیسے

حسن احساس کے موسم کو بدل دیتا ہے
تیرے آتے ہی فضا چونک پڑی ہو جیسے

اک ذرا زاویۂ دید بدل دیتا ہوں !
وہی صورت ہے مگر [illegible] نئی ہو جیسے

جسم کو روح میں تحلیل کئے دیتی ہے
نرمیِ ہر سانس، نسیمِ سحری ہو جیسے

پھول بکھرتے ہیں ترے منہ سے تکلم کے بغیر
چاندنی [illegible] [illegible] ہو جیسے

* قیصر الجعفری
۹-۱ امتیاز بلڈنگ
ہائپ روڈ، کرلا
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۷۰

پھر مرے سر پہ کڑی دھوپ کی دیوار گری
میں جہاں جا کے چھپا تھا وہیں دیوار گری

لوگ قسطوں میں مجھے قتل کریں گے شاید
سب سے پہلے مری آواز پہ تلوار گری

اگلے وقتوں میں سنیں گے در و دیوار مجھے
میری ہر چیخ مرے عہد کے اس پار گری

تم نہ ہوتے تو [illegible] جہاں بن جاتا
زندگی ٹھوکریں کھا کھا کے کئی بار گری !

اور کچھ دیر مری [illegible] نہ ٹوٹی ہوتی !
آخری موج تھی جب ہاتھ سے پتوار گری

خود کو اب گرد کے طوفان سے بچاؤ قیصر
تم بہت خوش تھے کہ ہمسائے کی دیوار گری

چار شعر

دروازہ کھل گیا تھا ہوا کے دباؤ سے
بستی بھی جل گئی مرے گھر کے الاؤ سے

کب [illegible] اڑے گا ٹوٹی [illegible] آنسوؤں بادبان
گزرے ان سمندر ہماس [illegible] کی ناؤ سے

کیا جانوں میں ہراحت پیکان آرزو
ہر قطرۂ خون ملا مجھے صد لوٹ کے گھاؤ سے

چھوڑیں گے ہم نہ [illegible]
ہم اپنی آگ لے کے اٹھیں گے الاؤ سے

غـــزلیں

★ محمد عثمان اوج اعظمی
پوسٹ چریا کوٹ،
اعظم گڑھ (یو۔پی)

ڈھلتے ہوئے سورج کی کرن میرے لئے ہے
ناکام تمناؤں کا بن میرے لئے ہے

بے جان صداؤں کا بدن میرے لئے ہے
مایوس اجالوں کا کفن میرے لئے ہے

خوشحال ہوں اوڑھے ہوئے احساس کی چادر
افلاس کی دھرتی کا گگن میرے لئے ہے

کیوں بچ گئی بھلا وقت کے طوفاں کے حوالے
سیلی زدہ دیوار کہن میرے لئے ہے

لپکے ہوئے شعلوں سے گزرنا ہے مرا کام
مہکے ہوئے بستر کی شکن میرے لئے ہے

تہذیب کے ماتھے کا پسینہ ہی سہی میں
ماحول کے سینے کی جلن میرے لئے ہے

کیوں اوج لگاؤں نہ گلے اہل سخن کو
جب خدمت یاران سخن میرے لئے ہے
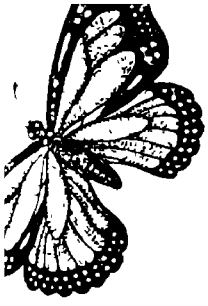
★ انور پانی پتی
کوآپریٹو ایکسٹنشن آفیسر معرفت اسسٹنٹ
رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز روسڑا،
۸۴۸۲۱۰ سمستی پور (نارتھ بہار)

نئی رتوں کی یہاں سے نشانیاں لے جا
کوئی بھی پھول نہیں ہے تو پتیاں لے جا

یہ دکھ یہ رنج یہ آزردہ حالیاں لے جا
تو شہر دل کی مرے سب اداسیاں لے جا

یقیں اس کو نہ بات پر نہ جب آئے
لہو سے میں نے جو لکھی ہیں چٹھیاں لے جا

نہیں ہے ان کی مجھے احتیاج اے ملاح
لگی ہوئی ہیں جو ساحل سے کشتیاں لے جا

سنا رہا ہوں محبت کی داستاں تجھ کو
تو میرے دل میں جو ہیں بدگمانیاں لے جا

ترے نگر میں اگر ہے بہار کا موسم
ضرور شہر سے میرے تو تتلیاں لے جا

خوشی کی بات کوئی کیا کرے یہاں انور
لہولہان دلوں کی کہانیاں لے جا

★ ہاشم قنوجی
محلہ شیخانہ، قنوج (یو۔پی)

صرف تکمیل کی حد تک نہ سجایا جائے
گیسوئے وقت کو کچھ اور سنوارا جائے

ٹھہرا پانی ہے جہاں خوف ہے سناٹا۔
بڑھ کے اس جھیل میں پتھر کوئی پھینکا

زلف پرخم کا تقاضا ہے کہ ارباب جنوں
قصۂ دار و رسن آج نہ چھیڑا جائے

دل کی آواز بھی ہو فکر کی پرواز بھی
جب کسی شعر کو الفاظ میں ڈھالا

میرے جذبات میں تلقین وفا ہے ہاشم
میرے پیغام کو ذہنوں میں بسایا جائے

وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے، یکم ستمبر کو ودھان بھون میں ناسک ڈویژن کے قحط زدہ علاقوں کی صورت حال پر منعقدہ ایک بیٹھک میں متعلقہ وزراء، افسران اور عہدیداران سے تبادلۂ خیالات کر رہے ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

مہاراشٹر، کرناٹک، تاملناڈو، مدھیہ پردیش، گجرات، کیرالا اور آندھرا پردیش کے وزراء محنت نے اقل ترین اجرت میں فرق کے مسئلہ پر غور و خوض کے لئے ۱۲ ستمبر کو نئی دہلی میں مرکزی وزیر برائے محنت و صنعت کی زیر صدارت ایک میٹنگ میں شرکت کی۔

●●●●●

وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے، ریاستی ساہتیہ سنسکرتی منڈل کی ۱۱ ستمبر کو منترالیہ میں منعقدہ ایک میٹنگ میں تقریر فرما رہے ہیں۔ منڈل کے صدر ڈاکٹر سریندر بارلنگے اور نائب صدر شری راجہ بھاؤ کلکرنی ہمہ تن گوش ہیں۔

شری نریندر سنگھ، نائب وزیر محنت ۲۸ اگست کو کرالا میں مزدوروں اور اساتذہ کے تربیتی اجلاس میں افتتاحیہ خطبہ دیتے ہوئے۔

شری این. ایم. تڑکے، وزیر برائے محنت، امداد باہمی و نادار (بائیں جانب سے بیٹھے) نے ۷ ستمبر کو کامگار کریڈا بھون، بمبئی میں مہاراشٹر لیبر ویلفیئر بورڈ کی جانب سے مزدوروں کے خاندان کے معذور افراد کے لئے جاری کردہ پیشہ ورانہ تربیت اور امدادی ذریعۂ معاش اسکیم کا افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں موصوف ایک مشین پر کام میں مصروف ایک نوجوان کو انہماک سے دیکھ رہے ہیں۔ بائیں سرے پر شری ہری بھاؤ نائک، نائب وزیر مملکت برائے محنت کھڑے ہیں۔
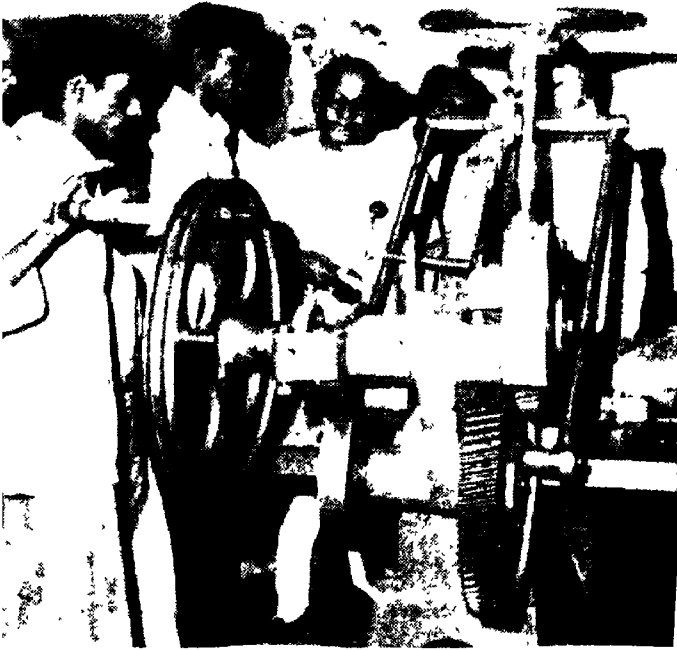
شمالی رتناگیری کے محکمۂ رفاہِ عامہ نے برسات کے موسم میں رتناگیری تعلقہ میں میرجو کے قریب ایک چھوٹا سا تالاب بنایا۔ زیر نظر تصویر میں شری ٹی. بی. کھادر، ایم. ایل. اے چیئرمین رتناگیری ڈسٹرکٹ روڈ ڈیولپمنٹ کمیٹی، اور شری لکشمن راؤ ہتنکر، کمیٹی کے رکن کو تالاب کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

وزیر عالی شری اے. آر. انتولے، قبائلی ضمنی منصوبہ کی انتظامی تشکیل نو سے متعلق مشاورتی کمیٹی کے چیرمین شری رمیش دلوی سے ۱۵ ستمبر کو منترالیہ میں کمیٹی کی رپورٹ قبول کر رہے ہیں. بالکل بائیں جانب چیف سکریٹری شری پی. جی گوائی دیکھے جا سکتے ہیں.
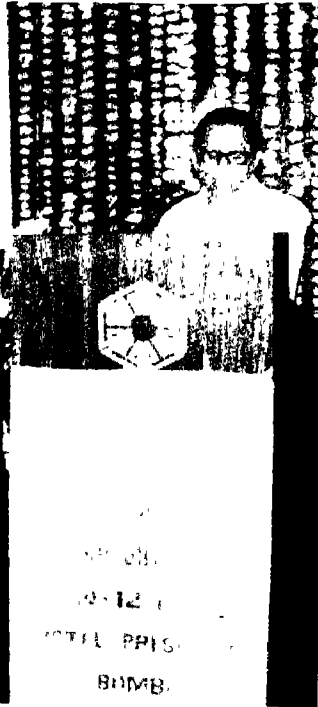
شری شرد دیگھے، اسپیکر، مجلس قانون ساز نے ۱۰ ستمبر کو سانس کی بیماریوں کے موضوع پر بمبئی میں منعقدہ پہلی قومی کانفرنس کا افتتاح فرمایا. اس موقع پر آپ جلسہ سے خطاب فرما رہے ہیں.

این سی سی ڈائرکٹوریٹ مہاراشٹر نے سال برائے ۸۱-۱۹۸۰ء کا "کل ہند بہترین این سی سی ڈائرکٹوریٹ" کا اعزاز حاصل کیا. تصویر میں شری شیوراج پاٹل، مرکزی وزیر مملکت برائے دفاع، بریگیڈیر شری وی کے. ڈانڈیکر کو ٹرافی پیش کر رہے ہیں.

شری این. ایم. ترڑکے، وزیر محنت، امداد باہمی اور پیجلیٹو امور، لوکمانیہ بال گنگادھر تلک کی ۶۱ ویں برسی کے موقع پر منترالیہ بمبئی میں منعقدہ ایک سادہ تقریب میں لوکمانیہ تلک کی تصویر کو ہار پہنا رہے ہیں۔

بمبئی میں ہندی ڈراموں کو مقبول بنانے کیلئے "ہاسیہ رنگ مہوتسو" میں حصہ لینے والے فن کاروں کے درمیان (کرسیوں پر بیٹھے ہوئے بائیں سے دائیں) شری دوارکاداس دیدؔ (صدر رنگائین)، پروفیسر رام اوتار چیتن (ڈائریکٹر رنگائین)، جسٹس چندر شیکھر دھرمادھیکاری اور شری انیل چودھری تشریف فرما ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری جینت راؤ تلک، ایوت محل میں لوک نایک باپوجی آنیئے کی جنم شتابدی کی اختتامیہ تقریب میں تقریر فرما رہے ہیں۔

کھارا اراضی ترقیات کے لئے حکومت کی نامزد کردہ کمیٹی کے چیرمین شری آر۔ وی۔ بیلوسے، کمیٹی کے دیگر اراکین کے ساتھ رتناگیری کے منڈن گڈھ تعلقہ میں ایک کھارا قطعۂ اراضی کا معائنہ کر رہے ہیں۔ کمیٹی کے اراکین بذات خود ریاست میں واقع کھارا اراضی کا دورہ کر رہے ہیں تاکہ اراضی کی ترقیات کے امکانات کا جائزہ لے سکیں۔

ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفس اور جرنلسٹس یونین، بلڈانہ کی جانب سے گنپتی کا تہوار لوکمانیہ تلک کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے منایا گیا۔ بائیں جانب کی تصویر شری پرکاش کولیشور کی تیار کی گئی ہیمد پنتھی طرز کی گنیش مورتی کی ہے دائیں جانب صحافی اور افسران محوِ گفتگو ہیں۔
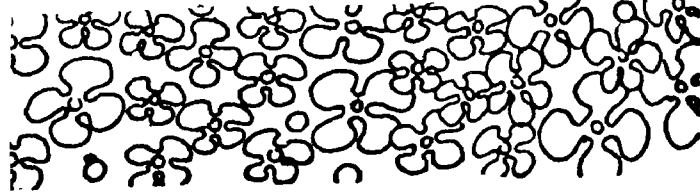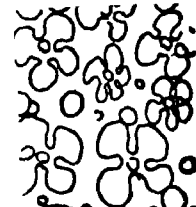
ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر تعلیم نے اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، پونے میں اسکولوں کی ترقیات کے پروگرام کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر ریاست کے ایجوکیشن آفیسران موجود تھے، زیر نظر تصویر میں شری وی۔ وی۔ چپلونکر، ڈائرکٹر آف ایجوکیشن، شری سریش بالودیوتلے، وزیر مملکت اور ڈاکٹر ایم۔ پی۔ منگوڈکر دیکھے جا سکتے ہیں۔

ریاستی خبریں

غریبوں کی فلاح جمہوریت کا تقاضہ

(وزیر اعلیٰ)

وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے نے ۱۹ ستمبر کو پنجاب راؤ دیشمکھ ہال ناگپور میں کل ہند پنچایتوں کے گیارہویں اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں جمہوریت ایک آزمائشی دور سے گذر رہی ہے۔ اور صرف غریبوں کی توقعات پر پورا اُتر کر ہی یہ کامیاب ہوسکتی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ اگر ریاستیں گرام پنچایتوں کو خصوصی اختیارات دیں تو غریبوں کی فلاح و بہبود کے کاموں اور مجموعی ترقیاتی اقدامات کو آسانی اور سُرعت سے انجام دیا جاسکتا ہے۔

کل ہند پنچایت پریشد کے صدر شری لال سنگھ تیاگی نے صدارت کی۔

اجلاس کا افتتاح گجرات کے سابق وزیر اور پنچایت راج تحریک کے معروف رہنما شری رتو بھائی اڈانی نے کیا۔

اس موقع پر شری رتو بھائی نے فرمایا کہ پنچایت راج دیہی ترقی کا ضامن ہے اور اس میں کسی قسم کی خامی کی گنجائش نہیں۔ اگر کسی سطح پر کہیں کوئی خامی پائی جائے تو ریاستی حکومت کو چاہئے کہ اُسے دور کرے۔

آپ نے افسوس ظاہر کیا کہ بعض ریاستوں میں کئی سالوں سے پنچایت راج کے انتخابات نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ لوک سبھا انتخابات کی طرح پنچایت راج انتخابات کو بھی دستوری طور پر لازمی قرار دیا جائے۔

شری تیاگی نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا کہ ملک میں ۲۵ء۲ لاکھ سے بھی زیادہ گرام پنچایت، ۵۰۰۰ پنچایت سمیتیاں اور متعدد ضلع پریشد قائم ہیں۔ لہٰذا ان عوامی نمائندوں کی مناسب تربیت ضروری ہے تاکہ وہ اپنے فرائض بہتر ڈھنگ سے انجام دے سکیں۔

اجلاس کی استقبالیہ کمیٹی کے صدر اور مہاراشٹر کے وزیر برائے دیہی ترقیات شری بابوراؤ کالے نے اپنی استقبالیہ تقریر میں فرمایا کہ ریاست کی ترقیاتی اسکیموں کے فوائد کو عوام تک پہنچانے کے لئے ضلع پریشد، پنچایت سمیتوں اور گرام پنچایتوں کو اپنے فرائض بہتر طریقے سے انجام دینا چاہئے۔

ناگپور ضلع پریشد کے صدر شری رنجیت دیشمکھ نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔

اس اجلاس میں ۸ ریاستوں کے تقریباً ۸۰۰ نمائندوں نے شرکت کی۔

اس موقع پر مہاراشٹر کے وزیر مملکت برائے دیہی ترقیات شری ایس۔بی۔دیوتلے، گجرات کے وزیر مملکت برائے دیہی ترقیات شری مگن بھائی سونگی، سکریٹری برائے دیہی ترقیات شری رلیش چندر سنہا، ڈیویزنل کمشنر شری وی۔ایس گوپالکرشن اور دیگر افسران موجود تھے۔

مندرج جاتیوں کے بنکروں کو انعامات

حکومت مہاراشٹر نے مندرج جاتیوں کے بنکروں کے لئے ہینڈلوم کپڑے کی بہترین ڈیزائن کی تیاری پر موجودہ مالیاتی سال ۸۲-۱۹۸۱ء سے ایک انعامی اسکیم منظور کی ہے۔

اس اسکیم پر عمل آوری کے لئے حکومت نے ۲۰۰۰۰ کی رقم مختص کی ہے۔

پاورلوم ٹیکس مارک کی منتقلی

ڈائرکٹوریٹ برائے ہینڈلوم، پاورلوم، کوآپریٹیو ٹیکسٹائلس اور ٹیکسٹائلس کمشنر کی ہدایت کے بموجب پاورلومس کی جگہ، ملکیت یا پاورلوم کی منتقلی سے متعلق ٹیکسٹائلس کنٹرول حکمنامہ کے تحت تمام درخواستیں ناگپور، بمبئی اور سولاپور کے متعلقہ ریجنل ڈپٹی ڈائرکٹر، ہینڈلوم، پاورلوم اور کوآپریٹیو ٹیکسٹائلس کے نام دو نقول میں مع دستاویزات روانہ کی جائیں۔

اگر منتقلی ایک ڈپٹی ڈائرکٹر کے حلقۂ اختیار سے دوسرے ڈپٹی ڈائرکٹر کے حلقۂ اختیار میں کی جارہی ہو، تو پوری تفصیلات درخواست میں شامل ہونی چاہئے۔ نیز ٹیکسٹائلس کمشنر سے تصدیق کے لئے اصل ٹیکس مارک پرمٹ کی فوٹو کاپی روانہ کرنا ضروری ہے۔

صدر ہند شری نیلم سنجیوا ریڈی نے ۳ ستمبر کو ناگپور میں بھارتیہ ودیا بھون کمپلیکس کے ناگپور کیندرا کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں گورنر مہاراشٹر شری او۔پی مہرا اور ناگپور کیندرا کے چیرمین شری ایس۔کے۔وانکھیڈے بھی موجود تھے۔
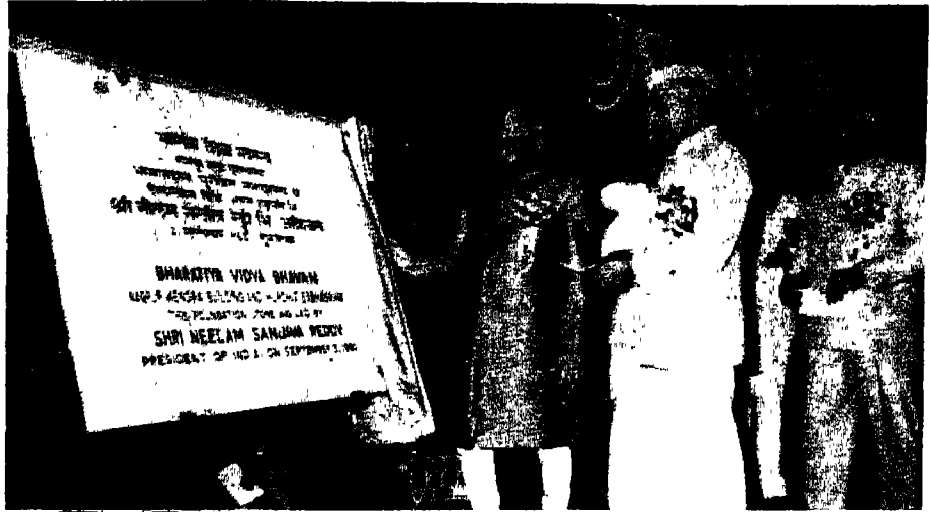
کوکن میں ۵ء۳ لاکھ ناریل کے درختوں کی شجرکاری اسکیم امید افزا

ریاستی حکومت کے باغبانی ترقیاتی پروگرام کے تحت تقریباً گذشتہ دو ماہ کے عرصے میں کوکن کے چار اضلاع، تھانے، رائے گڈھ رتناگیری اور سندھو درگ میں ناریل کے ۵ء۳ لاکھ، آم کے ۲۰۰، ۲۳ اور چیکو کے ۱۸،۰۰۰ پودوں کے قلم لگائے گئے۔

قبائلی علاقوں میں تھانے ضلع کے موکھاڈا، جواہر تعلقوں میں باغبانی اسکیم کے نتائج امید افزا ہیں۔ یہاں ناریل کے ۹۷،۰۰۰ اور آم کے ۱۸،۰۰۰ پودے لگائے گئے۔

یہ انکشاف ۲۷ ستمبر کو ورشا میں وزیر اعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے کی زیر صدارت منعقدہ ایک میٹنگ میں کیا گیا، جس میں سر و شری۔پی۔کے۔ساونت، ایچ۔جی۔ورتک، جینت راؤ پاٹل، دادا صاحب بھوسلے، پی۔جی۔گوائی چیف سکریٹری، وی۔پربھاکر خصوصی فنانس سکریٹری، اور جے۔ڈی۔جادھو سکریٹری باغبانی شریک تھے۔

ناریل کے پودے کرناٹک اور آندھرا پردیش سے لائے گئے ہیں۔ آئندہ سال ریاستی حکومت اس پروگرام کو بڑے پیمانے پر شروع کرتے ہوئے نرسریز قائم کرے گی۔

وزیر اعلیٰ نے اس سلسلے میں پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ باغبانی ترقیاتی اسکیم، چھوٹے کسانوں، اور غریب ترین افراد کی بہبودی کے لئے زیر عمل رہے گی۔

آپ نے پروگرام کا جائزہ لینے کے لئے ریاستی سطحی کمیٹیوں کی تشکیل کا مشورہ دیا۔ آپ نے بتایا کہ آپ پہاڑی علاقوں، سوکھے کے آثار رکھنے والے علاقوں، کوکن، مراٹھواڑہ اور ودربھ میں باغبانی ترقیات کا علاقہ بہ علاقہ جائزہ لیا کریں گے۔

چیف سکریٹری شری پی۔جی۔گوائی نے باغبانی علاقہ کے قیام کا مشورہ دیا۔

شری پی۔کے۔ساونت نے تجویز پیش کی کہ ریاستی بجٹ میں وزیر اعلیٰ کے مشوروں پر عمل کیلئے گنجائش نکالی جاتے۔

شری جینت راؤ پاٹل نے کسانوں میں باغبانی سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کا مشورہ دیا۔

کسانوں کو انعامات

مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی مہرا نے ۲ اکتوبر گاندھی جینتی کے موقع پر راج بھون بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مذہب کے نام پر تشدد فرقہ وارانہ فسادات اور کشیدگی کی مذمت کی اور کہا کہ یہ حرکتیں ملک کی ترقی کی راہ میں بُری طرح حائل ہوتی ہیں۔ آپ نے کہا کہ ہم پہلے ہندوستانی ہیں اور ہمیں بنیادی طور پر ملک کا وفادار ہونا چاہئے۔

اس موقعہ پر آپ نے ریاست کے ہر ضلع سے سال ۸۱-۱۹۸۰ء کے لئے چُنے گئے ۲۷ شیتی نیشٹا اس (ترقی پسند کسانوں) اور ریاستی سطح پر ۱۹۸۱ء کے لئے بہترین فصل اُگانے کے مقابلے میں انعام جیتنے والے ۹ کسانوں کو انعامات تقسیم کئے۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے تقریب کی صدارت کی۔

شری مہرا نے کہا کہ اگر غریب عوام کو روٹی اور مکان میسر نہ ہو سکے تو ہماری آزادی بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ آپ نے ملک کو خود کفیل بنانے میں کسانوں کی خدمات کی ستائش کرتے ہوئے یقین ظاہر کیا کہ اگر ریاست کے کسانوں کی مہارت وصلاحیت کا صحیح استعمال کیا گیا تو بلاشبہ مہاراشٹر غذا کی پیداوار کا نشانہ پورا کرلے گا۔

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے فرمایا کہ بعض افراد، غریبوں کی فلاح کے لئے نافذ کردہ پروگراموں اور اسکیموں کی راہ میں دشواریاں حائل کرنے کے ذمہ دار ہیں لیکن اِن دشواریوں کے باوجود نیز اس امر سے قطع نظر کہ وہ اقتدار پر رہیں یا نہ رہیں۔ غریبوں کی خدمت کرتے رہینگے۔

آپ نے کہا کہ غریبوں کو جمہوریت میں اُن کا صحیح مقام دلانا بیحد ضروری ہے ورنہ جمہوری قدریں اپنی اہمیت کھودیں گی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ملک کی دولت میں اضافہ کرنا کافی نہیں بلکہ دیکھنا یہ چاہئے کہ آیا اس دولت سے غریب مستفیض ہو رہے ہیں یا نہیں۔

آپ نے غلہ کی پیداوار میں خود کفیل بننے اور باغبانی پروگرام پر عمل آوری کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت ۵ گنٹھہ زمین کے مالک چھوٹے سے چھوٹے کسان کو بھی زراعتی کاموں میں تعاون دے گی۔ آپ نے پیداوار میں اضافہ کے لئے کسانوں کے خدمات کی ستائش کرتے ہوئے افسران کو ہدایت دی کہ وہ عوام کے مفاد کی پیشِ نظر اپنی خدمات کا بہتر ین استعمال کریں۔

شری بھگونت راؤ گائیکواڑ وزیر زراعت نے مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے اناج پروگرام کی تفصیلات پیش کیں اور اس کی کامیابی کے لیے حکومت کی جانب سے دی گئی سہولتوں کا ذکر کیا۔

آج جن کسانوں کو اعزازات دیئے گئے ان میں چار گریجویٹ کسان، چھ پسماندہ طبقات کے افراد ایک مندرج جاتیوں اور ایک مندرج قبائل سے تعلق رکھنے والے کسان شامل تھے۔ اِن کسانوں کی بیویوں کو شریمتی ستنیہ مہرا نے ایک ناریل اور ایک ساڑی پیش کی۔

شریمتی تارا بائی ورتک وزیر مملکت برائے باغبانی بھی اس موقع پر موجود تھیں۔

شریمتی ابھیہ سنگھ راجے بھوسلے وزیر مملکت برائے زراعت نے شکریہ ادا کیا۔

ہاکی کھلاڑی جینٹل کی رحلت

وزیر برائے کھیل کود شری جینت راؤ تلک نے حال ہی میں ہاکی کے مشہور کھلاڑی شری آر۔ ایس جینٹل کی رحلت پر اپنے شدید غم کا اظہار کیا۔

شری تلک نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا "شری جینٹل ہمارے ملک کے بہترین ہاکی کھلاڑیوں میں سے تھے ہندوستانی ہاکی کو اونچا مقام دلانے میں آپ کا بہت بڑا ہاتھ تھا کھیل کے میدان میں اور میدان سے باہر ہر جگہ وہ ایک ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ ان کی موت سے کھیل کی دنیا نے ایک بہترین کھلاڑی اور ایک عمدہ کوچ کھو دیا۔ میں سوگوار خاندان کو اپنی دلی تعزیت پیش کرتا ہوں۔"

وزیر اعلیٰ کے خلاف سازشیں

اصل نشانہ شریمتی اندرا گاندھی

— شری وسنت ساٹھے

شری وسنت ساٹھے، مرکزی وزیر اطلاعات اور نشریات نے ۳۰ ستمبر کو ناگپور میں ایک پریس کانفرنس میں تبادلۂ خیال کرتے ہوئے کہا کہ "انتولے معاملہ" پر تنازعی بحث چھڑی ہے، لیکن شری انتولے پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا کہ موصوف نے ذاتی مفاد کی خاطر کوئی بھی کام کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ اس سازش کا اصل نشانہ شری انتولے نہیں بلکہ شریمتی اندرا گاندھی ہیں۔ آپ نے کہا کہ چند اخبارات اور حزب مخالف نے شریمتی اندرا گاندھی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، لیکن وہ ناکام رہے۔ یہ تمام پروپیگنڈہ دراصل موجودہ حکومت کو کمزور بنانے کی سازش ہے۔

یہ کانفرنس ورکنگ جرنلسٹ کی ناگپور یونین کے زیر اہتمام منعقد ہوئی تھی۔

ہیلتھ پروجیکٹ کے لئے مرکزی امداد

حکومت ہند کی جانب سے دو ہیلتھ اسکیمات کے تحت ایسے رجسٹرڈ غیر سرکاری رضاکار تنظیموں اور اداروں کو پہلی اسکیم کے تحت گرانٹ دیا جائے گا جو تپ دق، کینسر اور دیگر وسیع طبّی خدمات میں مصروف ہیں اور دوسری اسکیم کے تحت ان اداروں کو جو ایسے دیہی علاقوں میں ہسپتال اور دواخانے قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں یہ سہولیات ناکافی ہیں۔

پہلی اسکیم کے تحت اداروں کو دس فیصد بستر غریبوں کے مفت علاج کے لئے رکھنا ہوگا۔

اسپتال میں ضروری طبّی آلات کی خریداری پر گرانٹ دو قسطوں میں ادا کیا جائے گا۔ نیز ہسپتال میں توسیع کے لئے زائد جگہ کی تعمیر پر ۵۰ فیصد اخراجات مرکزی امداد کے طور پر پورے کئے جائیں گے۔

اس کے علاوہ یونین علاقوں میں غیر انتظامی اخراجات میں ۵۰ فیصد خسارہ کی تلافی کے لئے رضاکارانہ تنظیموں کو مالی امداد دی جائے گی۔

ایک اور اسکیم کے تحت کل ہند یا ریاستی سطح کی کسی بھی تنظیم کو مالی امداد دی جائے گی جو وسیع طبّی خدمات میں مصروف ہے اور جو چند بستر غریبوں اور ضرورتمندوں کے مفت علاج کے لئے وقف کرے۔

عزّت جسے دیتا ہے خُدا دیتا ہے

دہو رتعلقہ مہاڑ،

ضلع رائے گڑھ کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ مگر جونیر کالج تعلیمی ادارہ کے سبب اس کی عظمت بڑھی ہے۔ شری غلام محمد پٹیل فجندار اسکول دہور پیٹ سے پندرہ برس سے مقدس ومحترم پیشۂ معلمی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ فجندار تعلیمی ادارہ سے قبل قریبی دیہات داس گاؤں کی پرائمری اسکول میں نو برس تک صدر مدرسین کی حیثیت سے کام کر چکے ہیں یہی نہیں بلکہ اہلیانِ داسگاؤں کے تعاون اور مخیر جذبوں سے کام لے کر اردو اسکول کی ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کرائی۔ ۱۹۵۱ء میں یہ عمارت مکمل ہوئی۔

موصوف کو درس و تدریس کے ساتھ ساتھ سماجی خدمات کی انجام دہی سے بڑی والہانہ لگا ؤ رہا ہے۔ پٹیل غلام محمد فجندار تعلیمی ٹرسٹ کے سکریٹری ہیں۔ انجمن حمایت اسلام رائے گڑھ کے ایک سرگرم کارکن بھی ہیں۔ تدریس کے تعلق سے آپ کے اسباق مثالی اور قابل تقلید رہے ہیں۔ علم سماجیات ثانوی درجات میں بڑھانے کے گہرے تجربے اور معنوی مہارت سے آپ آراستہ ہیں۔ آپ کی دلچسپ لگن طلبہ کو مسحور و متوجہ کرتی ہے

موصوف مبارکباد کے مستحق ہیں کہ رائے گڑھ ضلع پریشد نے آپ کی تدریسی وسماجی صلاحیتوں کی شناخت کی اور سراہا۔ اور معلم موصوف کو ضلعی سطح پر "مثالی معلم" کا اعزاز عطا کیا۔ یہ صلۂ خدمات اعلیٰ اقدار کا حامل ہے اور تعلیمی برادری کے لئے یہ بات مسرّت کی ہے ——— وتعز من تشاء

غیر مکرر اخراجات مرکز، ریاستی حکومت، یونین علاقہ کا انتظامیہ اور متعلقہ ادارہ کے مابین مناسب حصوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ ایسے اخراجات کے لئے مرکز کی جانب سے صرف اراضی کی خریداری، ہسپتال عمارتوں کی تعمیر، آپریشن تھیٹر اور وارڈ اور مزدوری طبی آلات کی خریداری کے لئے امداد دی جائے گی۔ یہ ایک یا زائد قسطوں میں دی جائے گی۔

دونوں اسکیمات کے لئے ہر مالی سال کے شروع میں ریاستی حکومت درخواستیں طلب کر کے ضروری سفارش کے ساتھ مرکزی وزارت صحت و خاندانی منصوبہ بندی (محکمۂ صحت) کو روانہ کیا کرے گی۔

بقیہ "طرفہ قریشی بھنڈاروی"

ذکر کیا کیجئے دُنیا کی سیہ کاری کا
نام پہلے ہی سے بدنام ہے بیچاری کا

توڑ دے سِلسلۂ خوابِ شبستانِ وجود
زیست کہتے ہیں جسے نام ہے بیداری کا

اُس کی رحمت کو جو محبوب ہے معصوم ہے وہ
چاک پردہ نہ ہوا میری سیہ کاری کا!

رہے نام اللہ کا! ہم سب کو جانا ہے۔ کوئی آگے کوئی پیچھے! طرفہ کیا گئے ایک اچھا شاعر، اچھا ادیب، اچھا صحافی گیا، ایک اچھا انسان گیا۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

پنشن یافتگان کا حیات سرٹیفکٹ

حکومتِ مہاراشٹر کی ہدایت کے بموجب پنشن یافتگان کو اب ہر سال یکم اپریل کی بجائے یکم نومبر کو حیات سرٹیفکٹ پیش کرنا ہوگا۔

موجودہ طریقۂ کار کے تحت یکم اپریل کو سرٹیفکٹ پیش کرنے سے ماہ مارچ کی پنشن کی ادائیگی میں تاخیر ہوتی۔

موجودہ سال اپریل میں جو سرٹیفکٹ جمع کئے جا چکے ہیں اس کے باوجود نومبر میں بھی سرٹیفکٹ حاصل کرنا ہوگا۔

پیڈ کی جانب سے ۸۶ء۱ کروڑ روپیوں کی امداد

پیپلز ایکشن فار ڈیولپمنٹ (مہاراشٹر) پی۔ اے۔ ڈی نے کوکن علاقے کے معاشی طور پر پسماندہ تھانے، رائے گڑھ، اور رتناگیری اضلاع میں پینے کے پانی کی فراہمی کی اسکیمات کی تکمیل کے لئے جس پر لاگت کا اندازہ ۸۶ء۱ کروڑ روپیہ ہے — ۹۲۰،۳،۴۴ روپے بطور امداد منظور کیا ہے۔

یہ اسکیمات جن کی تعداد ۲۸ ہے، مہاراشٹر واٹر سپلائی سویریج بورڈ کے سپرد ہیں۔ ان اسکیمات کے لئے اخراجات کا ۹۰ فیصد حکومت فراہم کرے گی جب کہ دس فیصد رقم عوامی عطیات کی صورت میں فراہم کرنے کی توقع ہے چونکہ یہ ایک مشکل امر ہے لہٰذا پیڈ نے اس سلسلے میں پیش قدمی کی —

فضلہ سر پر ڈھونے کی ممانعت

گورنر مہاراشٹر نے مہاراشٹر میونسپلٹیز قانون بابت ۱۹۶۵ء میں ترمیم کے لئے ایک آرڈیننس کا اجرا کیا ہے جس کی رو سے ہر میونسپل کونسل کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ کسی بھی کارکن کو سر پر فضلہ لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ ڈھونے کی ممانعت کر دے۔ مذکورہ قانون کی دفعہ ۳۱۳ میں خصوصی ترمیم کے ذریعہ حکومت مہاراشٹر کو اختیار دیا گیا ہے کہ خلاف ورزی کے مرتکب مونسپل کونسل کو معطل کر کے منتظم مقرر کرے۔ اس حکمنامے کی خلاف ورزی کرنیکی سزا کم از کم چھ ماہ قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں مقرر کیگئی ہے۔

وزیر اعلیٰ پیڈ کے چیرمین ہیں۔ پیڈ کی جانب سے ۵ لاکھ روپیہ سے زیادہ لاگت کی اسکیمات کے لئے ۲ فیصد رقم اور ۵ لاکھ روپیہ سے کم لاگت کی اسکیمات کے لئے ۴ فیصد رقم مہیا کی گئی ہے۔ کم از کم اس قدر رقم کی فراہمی اس اسکیم کے لئے ضروری ہے۔ باقی ماندہ ۱۰ فیصد عوامی رقم پوری کرنے کے لئے حکومت نے گرام پنچایتوں کو قرض کی سہولت مہیا کی ہے۔

مندرج جاتیوں و قبائیلیوں کو امداد

حکومت مہاراشٹر نے زیادتیوں کا شکار ہونے والے مندرج قبائیلیوں اور جاتیوں کے افراد کو مالی اعانت سے متعلق ۱۹۷۶ء کی جاری کردہ اسکیم میں ترمیم کی ہے۔

حالیہ ترمیم کی رو سے مندرج جات یا قبائل کا ایسا فرد جو خود اشتعال انگیزی کا باعث ہو لیکن نتیجہ میں اس کے عمل سے شدید ردِ عمل دیگر ذات کے افراد کی طرف سے اس پر ذاتی تعصب کی بنا پر زیادتیوں کی صورت میں ہو تو ایسے فرد کو مالی اعانت دی جائے گی۔

علاوہ ازیں محض اس وجہ سے کہ کسی شخص کا ماضی کا ریکارڈ خراب ہے اُسے اس اعانت سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

اعانت کی شرح درج ذیل ہے:۔

موت یا مستقل طور پر معذور ہو جانے پر —— ۳۰۰۰ روپے

عارضی طور پر معذور ہونے پر —— ۷۵۰ روپے (معذوری کی شدت کی بنیاد پر)

گھر یا اس میں رکھی ہوئی املاک کو نقصان پہنچنے پر ۷۵۰ روپے

منقولہ جائداد کا نقصان —— ۷۵۰ روپے (نقصان کے اندازہ پر)

زیادتیوں سے مراد مندرج ذیل جرائم ہوں گے۔

قتل، تشدد جس کا نتیجہ شدید چوٹ ہو (تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۲۰) زنا کاری اور لوٹ مار۔

ڈائریکٹر سماجی بہبود کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ واردات کے فوراً بعد تفتیش کر کے مالی امداد منظور کریں اس کے لئے واقعہ کی قانونی کارروائی کے فیصلہ کے انتظار کی ضرورت نہیں ہوگی۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی ۸ ستمبر کو انڈین ایرفورس کے خصوصی طیارے "راجدوت" کے ذریعہ بمبئی پہنچیں۔ ہوائی اڈے پر گورنر مہاراشٹر شری او۔ پی۔ مہرا اور دیگر معزز ہستیوں نے آپ کا خیرمقدم کیا۔ وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے بھی اسی طیارے کے ذریعہ وزیراعظم کے ہمراہ بمبئی آئے۔ زیر نظر تصویر میں وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے ساتھ، میئر ڈاکٹر اے۔ یو۔ میمن، تعلیف ڈاکٹر بی۔ کے۔ گوکل اور خواتین انجینئروں اور سائنس دانوں کی چھٹی بین الاقوامی کانفرنس کے اراکین دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۸ ستمبر کو انڈین ویمن سائنٹسٹس ایسوسی ایشن کی جانب سے ہوٹل تاج انٹرنیشنل میں خواتین انجینئروں اور سائنس دانوں کی چھٹی بین الاقوامی کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع کی تصویر میں بائیں سے دائیں مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی۔ مہرا، وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اور مشہور صنعت کار شریمتی شرایو... تشریف فرما ہیں۔
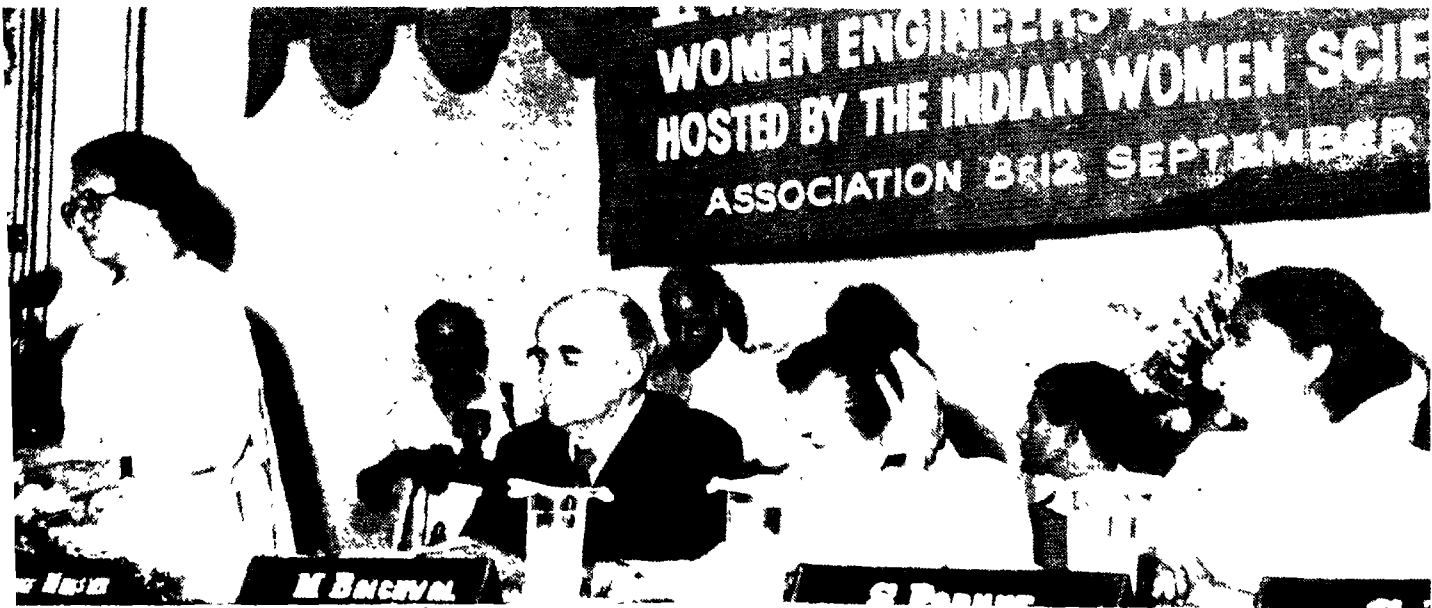
UMIRAJ : Regd. No. MH-BY South-544 *Licence No. 89 for ' without prepayment of postage*

شائع کردہ: بنود راؤ، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی نمبر ۳۲-۴۰۰۰
مطبوعہ گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۴

قومی راج

خاندانی بہبود نمبر

25-10 & 10-11-81
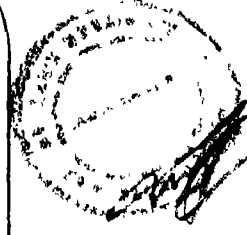
قومی خاندانی بہبود پندرہ واڑہ

وزیراعظم کا پیغام

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۱ اکتوبر سے ۲۵ اکتوبر کے ا
خاندانی بہبود پندرہ واڑہ کے سلسلہ میں جاری کردہ اپنے پیغام بر
امید ظاہر کی ہے کہ عوام اس پروگرام سے متعلق افواہوں پر د
نہیں دینگے جس سے سماج کو پہلے کافی نقصان پہنچ چکا ہے۔
نے کہا کہ محدود خاندان کی ضرورت پر اس پروگرام سے خا
تحریک حاصل ہوگی۔
آپ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے۔

"حالیہ مردم شماری نے خاندانی منصوبہ بندی کی شدید ضرورت کو مکمل دا
کیا ہے اور یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ یہ مسئلہ صرف سرکاری پروگراموں تک محد
نہ رہتے ہوتے عوامی تحریک بن جائے۔ اگر آبادی پر فوری طور سے قابو نہیں پایا گیا
نتیجہ میں ہمارے ذرائع بری طرح متأثر ہوں گے۔ اور کسی بھی قسم کی ترقی حاص
کرنا دشوار ہوجائے گا۔

خاندانی منصوبہ بندی کا مقصد یہ ہے کہ بچے تندرست ہوں اور ان کی ٹھیک
طرح سے دیکھ بھال ہو۔ ظاہر ہے کہ اس سے نہ صرف والدین بلکہ پورے ملک کو فا
پہنچے گا۔ بچوں کا مستقبل روشن بن سکتا ہے۔ خواتین اپنے شوہر اور خاندان کی ح
گھریلو کارکن نہ رہتے ہوئے اپنی شخصیت کو مزید نکھار سکتی ہیں اور گھر کی بہتر د
بھال کر سکتی ہیں۔

مجھے امید ہے کہ عوام اس مسئلہ سے متعلق افواہوں پر دھیان نہیں د
جس سے کافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ قومی خاندانی بہبود پندرہ واڑہ امید ہے
محدود خاندان کی اہمیت عام کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔"

شریمتی اندرا گاندھی

وزیرا

خاندانی بہبود نمبر

مشترکہ شمارہ ۲۱ ' ۲۰

۲۵ اکتوبر اور ۱۰ نومبر ۱۹۸۱ء

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے

فی کاپی: ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر:-

بنود راؤ

ایم۔ کے۔ دیشپانڈے

ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

سب ایڈیٹر عبدالوحید خاں جامعی

جلد نمبر ۳ * شمارہ نمبر ۲۰ ، ۲۱

ترتیب

صفحہ نمبر

قارئین کی رائے

* **نصر قریشی**

۷۷/۴ ہٹیا بہادر گنج ۔ الہ آباد ۳ (یوپی)

"لوک ناٹیک یا پوجی آنے" خصوصی نمبر کے بعد ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر، خصوصی نمبر "قومی راج" کا مستحسن اقدام ہے۔ اپنی مخصوص آب و تاب کے ساتھ عظیم شخصیتوں پر خصوصی شمارے پیش کرنا "قومی راج" کی انفرادیت ہے، جسے آپ جیسے تجربہ کار اور لائق صحافی کی کاوشیں حاصل ہیں۔ اس نمبر کو باباصاحب کے مختلف گوشہ ہائے زندگی پر روشنی ڈالنے والے مضامین سے مزین کیا گیا ہے جس سے باباصاحب جیسی عظیم شخصیت کی مجاہدانہ زندگی قارئین کے سامنے ایک کھلی ہوئی کتاب کی طرح رہتی ہے۔ تصنیفات اور تاریخ زندگی کی ترتیب میں کافی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے۔ تصاویر بھی اس نمبر کی خصوصیت میں اضافہ کرنے میں کافی معاون ہیں۔ ایسے پُر وقار نمبر پیش کرنے پر میری دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔

"قومی راج" کا خریدار ہونے کے باوجود مجھے یہ کبھی کبھی ہی ملتا ہے، نجانے ایسا کیوں ہے؟ کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں۔

* **فراق جلال پوری**

قاضی پورہ، جلال پور ۔ فیض آباد (یوپی)

اردو رسائل کی صف میں "قومی راج" اپنے مخصوص مزاج و معیار کی بنا پر جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس کا ہر شمارہ کسی نہ کسی خصوصیت کا حامل ہوتا ہے، یوں کہ عام شمارے پر بھی کسی خصوصی اشاعت کا گمان ہوتا ہے۔ بس مجھے اس کا یہی رنگ ڈھنگ بیحد پسند ہے خدا اسے تادیر سلامت رکھے۔ (آمین)

* **فردوس گیاوی**

گیول بیگھا ۔ گیا ۔ ۸۲۳۰۰۱

"قومی راج" کا تازہ شمارہ ایک قریبی دوست کے توسط سے دیکھنے کو ملا۔ "قومی راج" کا یہ شمارہ بے حد پسند آیا۔ اس شمارے کی تمام تخلیقات پسندیدگی کی نظروں سے [illegible] کی حد کو عبور کر گئیں۔ ترتیب و تزئین آپ کے ادبی شعور اور مدبرانہ صلاحیت کی آئینہ دار ہیں۔ کتابت، طباعت بہتر، سرورق دیدہ زیب۔

مضامین مقصدی اور معلوماتی ہیں۔ افسانہ ایک ہی ہے لیکن اچھا ہے نظمیں اور غزلیں بھی خوب ہیں۔ غرض یہ کہ یہ شمارہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں ہے اور خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ قومی راج ادبی رسالوں میں ایک اچھا اضافہ ثابت ہوگا۔

* **عبدالباری عارف جمالی**

روتی گنج، داروغہ مسجد، کامٹی ۔ ناگپور (مہاراشٹر)

انجمن اصلاح الانصار پبلک لائبریری، کامٹی میں "قومی راج" باقاعدہ آرہا ہے۔

"قومی راج" بہ شکل رسالہ نصیب ہوتا ہے مگر حقیقتاً دستاویز ہوتا ہے۔ اس کے معلوماتی مضامین، تحقیقی مقالے نیز شعروادب تمام ہی معیاری ہوتے ہیں۔

* **شان بہارتی**

رسجوا ۔ دھنباد نمبر ۸۲۸۱۲۱

"قومی راج" کا تازہ شمارہ (۲۵ مئی ۱۹۸۱ء) ملا۔ مہاراشٹر کی ادبی ثقافتی، تہذیبی، صنعتی اور تمدنی تصویروں کی جھلکیاں پسند آئیں۔ مہاراشٹر میں ٹکنیکل تعلیم اور انجینیرنگ کالجس بھی خاصے کا معلوماتی مضمون ہے۔ ایم۔ اقبال کا نرگس دت پر لکھا ہوا مضمون ان سینکڑوں نرگس دت نمبر کا تلخیص ثابت ہوا۔ منظومات کے حصہ میں محبوب آسی کی نظم بڑی جامع ہے۔ منظور ندیم اور محمد غلام رسول اشرف کی غزلیں عصرِ حاضر کے لب و لہجے کا ساتھ دیتی ہیں۔

* **حمیدہ بیگم** (جی۔ آئی۔ خان)

پوسٹ: ناتھ نگر (نارتھ) پیٹھن

ضلع اورنگ آباد ۔ (مہاراشٹر)

"قومی راج" کا ہر پرچہ میری نظر سے گذرا ہے اور بیحد پسند کیا گیا ہے۔ "گیت نما غزل ۔ پاگل پانی" (خیال انصاری، مالیگاؤں) اور وقار خلیل (حیدرآباد) کی غزل کو بے حد پسند کیا جاتا ہے۔ "قومی راج" ادبی ذوق و شوق رکھنے والوں کے لیے باعث مسرت ہے۔

چھوٹا خاندان، خاندانی بہبود پروگرام کا خصوصی عنصر

وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ مہاراشٹر، شری اے۔آر۔انتولے نے خاندانی بہبود پروگرام کی کامیابی کے لئے عوام سے تعاون کی اپیل کرتے ہوئے آبادی پر قابو پانے کی ضرورت پرزور دیا اور اس مقصد کے حصول کے لئے خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیّت واضح کی۔ اپنے پیغام میں وزیر اعلیٰ نے فرمایا۔

خاندانی بہبود پروگرام ہماری ریاست کے ترقیاتی پروگراموں کا لازمی جزو ہے۔ چھوٹے خاندان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں کی پرورش اور ان کی دیکھ بھال اچھی طرح کرسکتے ہیں۔ اور ان کی صحت کا پورا پورا خیال رکھ سکتے ہیں۔ سکھی خاندان دیش کی خوشحالی کا آئینہ ہے۔ اسی بات کو مدّنظر رکھتے ہوئے میں مہاراشٹر کے عوام اور خصوصًا نوجوانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اپنے خاندان اور ریاست کی خوشحالی و ترقی کے لئے اس قومی پروگرام میں عملاً حصّہ لیں اور اسے کامیاب بنائیں۔

اے۔آر۔انتولے
وزیر اعلیٰ

خاندانی بہبود پروگرام کی کامیابی کیلئے رضاکارانہ تنظیموں کا تعاون ضروری

ڈاکٹر بلی رام ھیرے کا پیغام

خاندانی بہبود پروگرام نہ صرف ملک، بلکہ عوام، ان کے خاندان اور سارے سماج کے لئے ایک فائدہ مند پروگرام ہے۔ ڈاکٹر بلی رام ھیرے، وزیر صحت عامہ نے اپنے پیغام میں مذکورہ پروگرام کی اہمیت عوام پر واضح کرنے اور اس کی کامیابی کے لئے ریاستی عوام، ضلع پریشدوں، میونسپل اداروں، رضاکار تنظیموں، یوتھ ارگنائزیشن، سیاسی و سماجی خدمتگاروں اور لائنز، روٹری اور جائنٹ وھیل کلب کے اراکین سے تعاون کی اپیل کی ہے۔ آپ کے پیغام کا متن حسب ذیل ہے:

" خاندانی بہبود پندرھواڑہ ملک بھر میں ۱۱ر اکتوبر سے منایا جارہا ہے جس کے تحت ایک بار پھر ہمیں خاندانی بہبود کی اہمیت پر توجہ دینی ہوگی۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں غیرمحدود خاندان میں بچوں کی پرورش، ان کی صحت و تعلیم کے سلسلے میں پیش آنے والی تکلیفوں کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ ناممکن ہے کہ خاندانی بہبود کی اہمیت سے عوام غافل ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ غیرمحدود خاندانوں کو خوشحال بننے اور سکھ پانے کے مواقع بہت کم ملتے ہیں اسی لئے ایسے خاندانوں کو محدود خاندان کے فائدوں سے واقف کیا جانا ضروری ہے اور یہی مقصد زیرعمل خاندانی بہبود پندرھواڑہ کا ہے۔

آج ہمارے ملک کی آبادی ۶۸ کروڑ ہے۔ بچوں کی یومیہ شرح پیدائش اور شرح اموات بالترتیب ۵۸لاکھ اور ۲۵ ہزار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے ملک کی آبادی میں روزانہ ۳۳ ہزار کا اضافہ ہوتا ہے۔

تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی ملک کے ذرائع پر اثر انداز ہوتی ہے۔ نتیجہ میں غربت اور بیماریاں بڑھتی جاتی ہیں اور ملک کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اضافۂ آبادی کی وجہ سے آج ہمارے ملک کا معیارِ زندگی گرتا جارہا ہے۔ اس لئے

یہ ثابت ہے کہ ملک کے ترقیاتی پروگراموں میں خاندانی بہبود پروگرام کی زبردست اہمیت ہے۔ لہٰذا ہمارے اپنے خاندان، سماج اور ملک کے فائدے کے لئے اس پروگرام کو کامیاب بنانا نہایت ضروری ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ مہاراشٹر میں یہ قومی پروگرام شروع ہی سے کامیاب رہا ہے۔ یہاں ایک کروڑ سات لاکھ شادی شدہ جوڑوں میں سے ۳۵ فیصد نے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کیا ہے۔ پھر بھی ۱۹۹۱ء تک شرح پیدائش فی ہزار ۲۱ پر لانے کے لئے کم از کم ۶۰ فیصد جوڑوں کو بھی اسی منصوبہ کے لئے راضی کیا جانا چاہیئے جو کہ آسان کام نہیں ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ لوگوں کو خاندانی بہبود پروگرام کے فوائد کی اہمیت نہ صرف ملکی بلکہ انفرادی، خاندانی اور سماجی نقطۂ نظر سے سمجھانی چاہیئے۔

اس سال مہاراشٹر میں نسبندی کا نشانہ ۴ لاکھ ۶۵ ہزار مقرر کیا گیا ہے اور خوشی کی بات ہے کہ اگست کے آخر تک اس نشانے کا ۲۵ فیصد مکمل کیا جا چکا ہے، لیکن یہ کارکردگی کافی نہیں، اور اس ضمن میں مزید سرگرمی کی ضرورت ہے۔

خاندانی بہبود پروگرام صرف حکومت کی ذمّہ داری نہیں ہے بلکہ اس میں ہر شہری کو حکومت سے تعاون کرنا چاہیئے۔ میں تمام اداروں، ضلع پریشد، میونسپل، رضاکار تنظیمات، یوتھ آرگنائزیشن، سیاسی و سماجی خدمتگار، لائنز روٹری اور جائنٹ وھیل کلبوں کے عہدیداروں وغیرہ سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس سماجی بہبود پروگرام میں مکمل تعاون کریں اور قومی خاندانی بہبود پندرھواڑے کو شاندار طریقے سے کامیاب بنائیں تاکہ مہاراشٹر کا نام سُرخرو ہو سکے۔

— ڈاکٹر بلی رام ہیرے
وزیر برائے صحتِ عامہ و تعلیم

قارئین کیلئے ضروری اعلان:

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

خاندانی بہبود پروگرام
عام رجحان کامیابی کی ضمانت

★ شریمتی اندرا گاندھی وزیراعظم ہند

خاندانی منصوبہ بندی ایک عام جدید مسئلہ ہے۔ گوکھلے اور ان کے ہمعصروں نے آبادی پر قابو پانے کی ضرورت پر زور دیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کی قومی منصوبہ بندی کمیٹی نے منصوبہ بند خاندان سے متعلق تجاویز پیش کی تھیں۔ اس طرح خاندانی منصوبہ بندی دراصل آزاد ہندوستان کی قومی پالیسی میں ایک بنیادی مسئلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سرکاری اقدامات کے ذریعہ پہل

ہماری حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو سرکاری حیثیت دینے میں پہل کی۔ سالوں سے ہمارے عوام میں اور خصوصاً تعلیمیافتہ طبقہ میں یہ شعور پیدا ہوتا چلا آرہا ہے کہ ہمیں اپنی آبادی پر قابو پانا چاہئے۔ اس سلسلے میں دیہی سطح پر خاندانی منصوبہ بندی اور اس سے متعلق پروگرام عمل میں لائے گئے۔ نیم طبی تجربہ کار افراد کی کثیر تعداد کو متعلقہ معاملات میں تربیت دی گئی۔ ماؤں اور بچوں کی دیکھ ریکھ پر خصوصی توجہ دی گئی اور اس طرح ان تمام اقدامات کے نتیجہ میں ہم ماؤں اور بچوں کی شرح اموات کو کم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کے باوجود یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ پروگرام محض معمولی طور پر کامیاب ہوا ہے۔ ملک کی ریاستوں میں کیرالا، مہاراشٹر، اڑیسہ، پنجاب، اور تامل ناڈو نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

لیکن دیگر ریاستوں میں نتائج خاطر خواہ نہیں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ دیگر ریاستوں سے آئے ہوئے اراکین پارلیمان جو یہاں موجود ہیں، اس بات کو خاص طور سے نوٹ کریں گے۔ حالیہ مردم شماری میں آبادی کی تعداد نے جو ۶۸۳،۸ ملین بتائی گئی ہے، ہمیں چونکا دیا ہے۔ لیکن یہ جان کر کچھ حد تک تسلی ہوئی کہ ہمارے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی وجہ سے گذشتہ دس سالوں کے دوران آبادی میں ۳۷ ملین اضافہ کو روکا گیا۔

اس کے باوجود موجودہ شرح پیدائش کی رفتار دیکھتے ہوئے یہ اندیشہ بڑھتا جارہا ہے کہ آئندہ ۳۱ سالوں میں ہماری آبادی دوگنی ہوجائے گی۔ آبادی کے معاملہ میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے اکثر سنا گیا ہے کہ ہم ہر سال اپنی آبادی میں ایک آسٹریلیا جوڑ رہے ہیں۔ لیکن کیا کبھی کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ آسٹریلیا کی ۱۳ ملین آبادی کی آمدنی

ہندوستان کی ۶۸۴ ملین آبادی کے اتنی ہے۔ ابھی تو ٹھیک ہے
کہ یہاں شرح نفع ہماری آبادی سے زیادہ ہے۔ صحت اور
تعلیم جیسی بنیادی سہولیات کو بھی وسیع سے وسیع تر کیا جا رہا
ہے۔ لیکن ہمارے ذرائع اور مواقع چاہے کتنے بھی وسیع کیوں
نہ ہوں، حقیقت میں ان ذرائع اور مواقع کی صحیح تقسیم ہی سے ایک
اچھا سماج وجود میں آسکتا ہے۔ پیداوار کے لحاظ سے ہم دنیا
میں ۱۰ دیں یا بارہویں نمبر پر ہیں جبکہ فی کس نقطۂ نظر سے عالمی
بنک کے مطابق ہمارا نمبر ۱۰۶ واں ہے۔ ہر بوجھ کی طرح اضافۂ
آبادی کا بوجھ بھی غریب طبقات پر پڑتا ہے، انھیں حاصل مواقع
کم سے کم ہوتے جاتے ہیں۔

پروگرام پر خصوصی توجہ

وقت کا تقاضہ یہی ہے کہ ہم اب بیدار ہو جائیں اور
خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو زیادہ پرکشش بنائیں۔
ہم جانتے ہیں کہ ہمارے عوام کی کثیر تعداد، حتیٰ کہ دیہی
آبادی بھی خاندانی منصوبہ بندی کو پسند کرتی ہے لیکن سوال
یہ ہے کہ یہ پروگرام کامیاب کیوں نہیں ہوتا۔

خاندانی منصوبہ بندی کو اگر کامیاب بنانا ہو تو اس
پروگرام کو عوام کی ضرورت کے مطابق خصوصاً عورتوں اور
بچوں کی صحت اور خاندانی معیشت کے نقطۂ نظر سے ترتیب دیا
جانا چاہیئے۔ دوسری بات یہ کہ اس پروگرام کو عمل میں
لاتے وقت متعلقہ مقام کے عوام کی تہذیب و روایات کا بھی
خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایک ریاست میں اس
پروگرام سے متعلق طریقہ ممکن ہے دوسری ریاست میں
قابلِ قبول نہ ہو۔ اگر جموں اور کشمیر یا کیرالا میں یہ پروگرام
کامیاب ہے تو ضروری نہیں کہ ناگالینڈ میں بھی اسی ڈھنگ
سے کامیاب ہو۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ اس پروگرام
میں خاصی لچک ہونا ضروری ہے۔

عوامی رُجحان

عوامی رجحانات اور ترقیاتی منصوبے کئی طرح سے ایک
دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ
خاندانی منصوبہ بندی پروگرام اس وقت تک کامیاب
نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے مقابلہ میں سماجی حالا —

مثلاً عام حالاتِ زندگی، تعلیمی معیار اور صحت وغیرہ سے
متعلق سہولیات میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ
خوشحالی سب سے بہتر مانع حمل ہے۔ لیکن خوشحالی حاصل
کرنے کے لئے ہم ہماری آبادی میں اتنے اضافہ کا خطرہ مول
نہیں لے سکتے کہ وہ ہمارے موجودہ ذرائع حتیٰ کہ رہنے بسنے کی
جگہ سے تجاوز کر جائے۔ ہمیں اب سماجی اور معاشی
تبدیلیوں کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے جس میں ماحول
چھوٹے خاندان کے اصول کو قانوناً اپنانے کے لئے
سازگار بنے۔

تعلیم کے ذریعہ

عوامی رجحان کو اب بدلنا چاہیئے، سماجی حالات میں
تبدیلی آنی چاہیئے۔ تعلیم کے ذریعہ عام یا خاص، اداروں،
تنظیموں اور متعلقہ [illegible]، خصوصاً مخلص خدمت گاروں
کے تعاون سے بہتر طریقہ سے عوامی رجحانات میں تبدیلی
لائی جاسکتی ہے اور چھوٹے خاندان کی تحریک کو عوامی سطح
پر مقبول بنایا جاسکتا ہے۔ عورتوں کی تعلیم خصوصاً اہم ہے۔
اگر شادی شدہ عورتوں کو اس تحریک میں ٹھیک طریقہ سے
شریک کیا گیا تو نتائج امید افزا ہوں گے۔ عوام کو یہ ذہن
نشین کرنا چاہیئے کہ ترقیات کا انحصار آبادی پر ہے۔

ہندوستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں حقائق کو حقائق
کی روشنی میں تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس کے باوجود یہ عجیب بات
ہے کہ مانع حمل منصوبوں، نسبندی، آپریشن، ادراد ویات
استعمال کرنے میں ابھی بھی شرم محسوس کی جاتی ہے۔

مکمل تعاون ضروری

یہ بار بار دہرایا جاتا رہا ہے کہ ہماری حکومت رضاکارانہ
خاندانی منصوبہ بندی میں یقین رکھتی ہے اور اس معاملہ
میں کسی بھی جبر کے خلاف ہے۔ ماضی میں کچھ غلطیوں کی بنا
پر اس معاملہ میں ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ غلط پروپیگنڈہ
کے ذریعہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو بدنام کرنے
کی مذموم کوشش کی گئی لیکن خوشی کی بات ہے کہ وقت
کے ساتھ ساتھ نظریات میں تبدیلی کی وجہ سے ۸۱-۱۹۸۰ء میں
اس پروگرام پر عمل آوری نتیجہ خیز رہی۔ [illegible] شادی شدہ

نودی راج

جوڑوں، خصوصًا دیہی عوام میں مانع حمل ادویات اور اشیاء کے استعمال کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی ضرورت ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں خاندانی منصوبہ کے لئے دس ہزار ملین روپیہ سے زیادہ رقم مختص رکھی گئی ہے جو اصل طور پر مرکزی حکومت کے فنڈ سے ادا کی جائے گی۔

خاندانی منصوبہ بندی کو عوامی تحریک بنایا جانا چاہئے جو عوام کی، عوام کے ذریعہ اور عوام کے لئے ہو۔ اسی صورت میں ہی ہمارے خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتے ہیں۔ اس معاملہ میں اگر سہولیات کی فراہمی حکومت کی ذمّہ داری ہے تو اسی تحریک کی تشہیر و ترغیب عوام کی ذمّہ داری ہے۔ اس معاملہ میں مرد و خواتین کے عام ادارے اور سیاسی پارٹیاں تعاون دے سکتی ہیں۔ جبکہ پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں کے اراکین اس تحریک کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

قومی سطح پر اتفاق رائے

آج اگر قومی سطح پر کسی بنیادی مسئلہ سے متعلق اتفاق رائے کی ضرورت ہے تو وہ ہے خاندانی منصوبہ بندی۔ پچھلے زمانہ میں خاندانی منصوبہ بندی سیاسی بدگمانیوں کا شکار ہو گئی تھی۔ لیکن اب ہمیں اس پستی سے اوپر اٹھنا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ سیاسی پارٹیوں کے لیڈران اور ملک کی چند اہم شخصیات نے خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت میں اہم بیانات دیئے ہیں۔ یہ موقع ہے کہ ہم اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، مل جل کر اس مرکزی مسئلہ پر غور و خوض کریں اور اسے زیادہ سے زیادہ مناسب ڈھنگ سے حل کرنے کی کوشش کریں۔ تمام سیاسی پارٹیوں سے میری اپیل ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کو سیاسی اختلافات سے دور رکھیں اور اسے ایک قومی مسئلہ تسلیم کرتے ہوئے اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں حصّہ لیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آبادی ایک انسانی مسئلہ ہے جس کا تعلق حالت زندگی سے ہے۔

[مسئلہ آبادی اور ترقیات کے موضوع پر ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء کو نئی دہلی میں منعقدہ ہندوستانی پارلیمانی تنظیم کی پہلی قومی کانفرنس سے وزیراعظم کا خطاب۔]

"میں خاندانی منصوبہ بندی کی پوری طرح حمایت کرتا ہوں۔ بلاشبہ اس کا ایک خاص مقصد اضافۂ آبادی پر قابو پانا ہے۔ گوکہ یہ نہایت ہی اہم ہے لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ خاندان، خصوصًا ماں اور بچوں کی صحت کا پورا خیال رکھا جائے۔ زندگی اور تعلیم وغیرہ کا معیار غیر محدود خاندان میں محدود خاندان کے مقابلے میں کمتر ہوتا ہے۔"

"ہمارا مقصد محض آبادی کے اضافہ پر قابو پانا نہیں، ہم دراصل خوشحال اور صحت مند خاندان چاہتے ہیں جو کہ موجودہ حالات کے پیش نظر چھوٹے خاندان کے مترادف ہے۔ حالیہ مردم شماری کے اعداد و شمار پریشان کن ہیں۔ معمولی سا اطمینان اس بات پر کیا جاسکتا ہے کہ اس کی ایک وجہ لوگوں کی طویل العمری ہے نہ کہ اضافۂ پیدائش۔ گذشتہ دھائی میں ہمارے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے نتیجہ میں ۲۹ ملین شرح پیدائش روکی گئی۔

—— پنڈت جواہرلال نہرو

چھوٹے خاندان کی جانب نظریہ اور عمل کی یکسانیت

★ بی شنکرانند
مرکزی وزیر برائے صحت عامہ

ہماری ہر دلعزیز وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے مختلف موقعوں پر چھوٹے خاندان کی ضرورت و اہمیت واضح کی ہے اسی کے ساتھ ساتھ آپ نے آبادی پر قابو اور ترقیات میں لازمی رشتہ کے ساتھ ماؤں اور بچوں کی صحت و بہبود کے مواقع بھی ظاہر کئے ہیں۔

حالیہ عالمی صحت اجلاس میں یہ انکشاف کیا گیا تھا کہ ہندوستان دنیا بھر میں پہلا ملک ہے جہاں خاندانی منصوبہ بندی کے لئے سرکاری سطح پر اقدامات کئے گئے۔ ۵۰ سال پہلے خاندانی منصوبہ بندی ہسپتال اور دوا خانے ریاست میسور میں شروع کئے گئے جو اب کرناٹک کا حصہ ہے۔ آزادی کے بعد سے ہی خاندانی منصوبہ بندی کو سرکاری سطح پر اہمیت دی جاتی رہی ہے اور اس ضمن میں کئی مثبت اقدامات کئے گئے ہیں اس میں حصہ لینے والے لوگوں کے لئے ہر ممکن سہولیات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ ہماری کوشش رہی ہے کہ تعلیم و تشہیر کے ذریعہ چھوٹے خاندان کی جانب لوگوں کے نظریہ اور عمل میں یکسانیت پیدا کی جائے۔ چھوٹے خاندان کے اصول میں عوام کا مفاد پنہاں ہے۔ اسے عمل میں لانے کے لئے پوری احتیاط برتی گئی ہے۔ ناروا طریقوں سے احتراز کیا گیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہے اسے رضاکارانہ طور پر قبول کروانے کی کوشش کی گئی ہے — خاندانی منصوبہ بندی سے متعلق وقفہ سے پیدائش کے اصول پر زیادہ تر عمل کیا جاتا ہے اور اسقاطِ حمل کی صرف اسی صورت میں اجازت دی جاتی ہے جب حمل ناجائز ہو اور عورت کی سماجی حیثیت خطرہ میں ہو، محفوظ اور صحتمندانہ طریقہ سے اسقاطِ حمل کے لئے ملک میں بیشمار دوا خانے بنائے کئے گئے ہیں۔ شادی کی عمر میں اضافہ محض قانون کی کتاب میں ہی رہنا نہیں چاہئے بلکہ اب وقت آگیا ہے کہ اسے عام طور سے قبول کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

۱۹۷۷ء اور اس کے بعد کے چند سالوں میں اس پروگرام کو غلط پروپیگنڈہ کی وجہ سے کافی نقصان پہنچا تھا۔ لیکن یہ اطمینان کی بات ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی مقبولیت کو دوبارہ بحال کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اب ملک بھر میں ۱۲۰ ملین شادی شدہ جوڑوں میں ۲۳ فیصد نے مانع حمل طریقوں کو اپنایا ہے۔

رجحان

حالیہ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری سے شرح پیدائش پر جلد از جلد قابو پانے کا رجحان عام ہوا ہے۔ اگر اضافۂ آبادی کی موجودہ صورتِ حال یوں ہی جاری رہی تو ہمارے ترقیاتی منصوبے خطرہ میں پڑ جائیں گے۔ ہماری آبادی ۲۰۰۰ء میں ۱۰۵۶ ملین تک پہنچ جائے گی۔ اس لامحدود تعداد کا تصور کرتے ہی ذہن پر تاریکی چھا جاتی ہے۔ نتائج ظاہر ہیں بُرے ہی ہوں گے بے روزگاری پھیلے گی۔ ذرائع سکڑتے جائیں گے۔ ہسپتال اور دوا خانے آبادی کی ضروریات کے لئے ناکافی ہوں گے۔ زراعتی پیداوار ناکافی ہوگی۔ منصوبہ بند پروگرام سُست ہو جائیں گے۔

اوران سب کے نتیجہ میں آج کا خوشحال سماج نا قابلِ تلافی نقصانات سے دوچار ہو جائے گا۔

ان حالات کے پیشِ نظر وقت کا تقاضہ یہی ہے کہ عوامی رائے ہموار کرتے ہوئے خاندانی منصوبہ بندی کو ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے ضروری سمجھا جائے۔ شریمتی اندرا گاندھی کی رہنمائی میں قومی ترقیاتی کونسل نے ۱۹۹۵ء تا ۲۰۰۰ء تک شرح پیدائش اور اموات کو بالترتیب ۲۱ اور ۹ تک لانے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پروگرام میں تقریباً ۶۰ فیصد شادی شدہ جوڑوں کو شریک کیا جانا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام اتنا آسان نہیں۔ ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہر شادی شدہ جوڑا بچہ کی پیدائش کے سلسلہ میں وقفہ اور محدود تعداد کی ضرورت تسلیم کرتے ہوئے مہیا سہولتوں سے فائدہ اٹھائے۔ چھوٹا خاندان ہمارے ملک کا معیارِ زندگی ہونا چاہیئے۔

بیشمار ذمہ داریاں

اس پروگرام کو عمل میں لانے کے لئے حکومت اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح واقف ہے جس میں عوامی تشہیر و تعلیم کے علاوہ موجودہ سہولیات کو وسیع تر بنانے کی ذمہ داری بھی شامل ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک عوامی پروگرام ہے اس لئے اس پروگرام کی حمایت میں خود عوام کو اپنے نظریات اور عمل میں تبدیلی لانا چاہیئے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے عوام کے نظریات اور عمل میں یکسانیت پیدا ہونی چاہیئے۔ اور اس کے لئے عوام کے ہر شعبہ میں جد و جہد لازمی ہے۔ پارلیمانی اراکین اور عوامی نمائندوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خاندانی بہبود پروگرام کی جانب لوگوں کو تعلیم و تشہیر کے ذریعہ راغب کریں۔ ▼

[مسئلہ آبادی اور ترقیات کے موضوع پر ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء کو نئی دہلی میں منعقدہ ہندوستانی پارلیمانی تنظیم کی پہلی قومی کانفرنس میں وزیرِ موصوف کی تقریر۔]

وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر، شری اے۔ آر۔ انتولے کو اورنگ آباد ضلع یوتھ کانگریس کی جانب سے شری مقصود احمد تبر، نائب صدر، ضلع اورنگ آباد اندرا یوتھ کانگریس، وزیرِ اعلیٰ کی رہائش گاہ 'ورشا' بمبئی پر "آدرش وزیرِ اعلیٰ" کے خطاب کا "مان پتر" پیش کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

مہاراشٹر میں خاندانی بہبود پروگرام
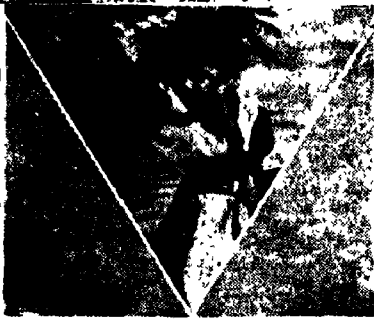
* وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے

مہاراشٹر کو ملک بھر کی تمام ریاستوں میں خاندانی بہبود پروگرام پر سب سے پہلے کاربند ہونے کا فخر حاصل ہے۔ پروفیسر کروے نے سب سے پہلے اس سرزمین پر یہ تحریک شروع کی اور ۱۹۳۷ء میں ڈاکٹر امبیڈکر نے اسمبلی کے ایوان میں خاندانی منصوبہ بندی کی تحریک کو پیش کیا۔ اس طرح شروع ہی سے ریاست مہاراشٹر میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو اہمیت دی جاتی رہی ہے۔

۱۹۷۱ء میں ریاست کی آبادی ملک کی آبادی سے بھی تجاوز کر گئی تھی لیکن ۱۹۸۱ء کی مردم شماری سے کسی حد تک اس میں کمی کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔ آبادی میں تخفیف کے قدرتی وجوہات، مثلاً قحط، زلزلہ، سیلاب، متعدی بیماریاں وغیرہ کی روک تھام کی ریاستی حکومتوں نے بڑی حد تک کوشش کی ہے اور اس میں بھی مہاراشٹر سرفہرست ہے۔

مہاراشٹر کو قومی خاندانی منصوبہ بندی کے لئے دیئے گئے انعامات

نمبر شمار	سال	انعام کا مقصد
۱	۱۹۶۰ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین کارکردگی
۲	۱۹۶۳-۶۴ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین کارکردگی
۳	۱۹۶۴-۶۵ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین کارکردگی
۴	۱۹۶۵-۶۶ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین مجموعی کارکردگی
۵	۱۹۶۷-۶۸ء	i) خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین مجموعی کارکردگی ii) نسبندی میں بہترین کارکردگی
۶	۱۹۶۸-۶۹ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین مجموعی کارکردگی
۷	۱۹۶۹-۷۰ء	خاندانی منصوبہ بندی میں مجموعی بہترین کارکردگی پر دوسرا انعام
۸	۱۹۷۱-۷۲ء	خاندانی منصوبہ بندی میں مجموعی بہترین کارکردگی پر دوسرا انعام
۹	۱۹۷۲-۷۳ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین مجموعی کارکردگی
۱۰	۱۹۷۳-۷۴ء	خاندانی منصوبہ بندی میں بہترین مجموعی کارکردگی

خاندانی بہبود پر عمل:

دیگر ریاستوں کی طرح مہاراشٹر بھی خاندانی بہبود پروگرام کی پالیسی پر دو نقطۂ نظر سے عمل پیرا ہے، یعنی عمر حیات میں اضافہ اور اضافۂ آبادی پر قابو۔ اس پروگرام کو عمل

میں لانے کے لئے ریاست رضاکارانہ پالیسی اور عوام کو رضا ورغبت سے متوجہ کرنے کی پالیسی پر یقین رکھتی ہے اور اس پر کاربند ہے۔ چونکہ قوم کی ترقی و بہبود کا تعلق ہر شہری کی ذات سے ہے، اس لئے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو تمام پروگراموں میں اولیت دی گئی ہے۔ وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ "خاندانی منصوبہ بندی کو ایک عوامی تحریک میں تبدیل کیا جانا چاہئے جو کہ عوام کے ذریعہ عوام کے لئے ہو۔ تب ہی ہماری توقعات پوری ہو سکیں گی۔"

اطمینان بخش کارکردگی : خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے ضمن میں ریاست مہاراشٹر کی کارکردگی اطمینان بخش ہے بلکہ کئی ایک موقعوں پر ریاست کو بہترین کارکردگی پر انعامات بھی مل چکے ہیں۔ پھر بھی نتائج امید افزا نہیں ہیں اس لئے بہتر نتائج کے حصول کے لئے اور خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو مزید مقبول بنانے کے لئے ریاست میں نئی نئی اسکیمات عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی سے کئی طرح کی ترقیات وابستہ ہیں۔ جہالت کی دوری، معاشی ترقی اور خواتین کی بہترین سماجی حیثیت کا دارومدار اسی پروگرام پر ہے۔ ان تمام محاذ پر ریاست کی ترقی کے لئے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام میں عوام کا تعاون بلالحاظ ذات، پات و مذہب کے نہایت ضروری ہے۔ خاندانی بہبود پروگرام کے فروغ میں تمام مقامی اداروں پر، میونسپل اور ضلع پریشدوں سے لیکر گرام پنچایت سطح تک زبردست ذمہ داری عائد ہے۔ یہی ذمہ داری رضاکارانہ تنظیموں اور سماجی خدمتگاروں پر بھی عائد ہوتی ہے۔

ریاستی حکومت اپنے طور سے قومی ترقیات کے نقطۂ نظر سے اس پروگرام پر گامزن ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ ریاستی مجلس قانون ساز نے اسمبلی کے اجلاس میں اس پروگرام کی پرزور تائید اور اس میں شمولیت کی تجویز منظور کی ہے۔ یہ طریقہ جو اپنایا گیا ہے، امید ہے کہ اس کے نتیجہ میں ریاست بھر میں مذکورہ پروگرام ایک عوامی تحریک بن کر اجاگر ہوگا۔

ریاستی مجلسِ قانون ساز کی جانب سے

خاندانی بہبود پروگرام کی حمایت

ریاستی مجلس قانون ساز کے مانسون اجلاس کے دوران ۱۷ر اگست کو ودھان بھون میں مندرجہ ذیل تجویز منظور کی گئی۔

"یہ ایوان گذشتہ دہائی کے دوران ۱۹۸۱ء کی مردم شماری رپورٹ کے مطابق ہندوستان کی آبادی میں ۲۴ء۷۵ فیصد اضافہ کو تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے جس سے ملکی ترقیات اور خوشحالی کی سمت ہمارے ملک کی پیش قدمی کو خطرہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہ ایوان رضاکارانہ آبادی پروگرام کی کامیابی کے لئے "چھوٹے خاندان" کے اصول کو عام کرنے کی غرض سے سماج کے تمام طبقات کو شامل کرتے ہوئے جدوجہد کا عزم کرتا ہے۔"

* ڈاکٹر بلی رام هیرے
وزیر برائے صحت اور خاندانی فلاح و بہبود ـ مہاراشٹر

خاندانی فلاح و بہبود - اولین قومی ضرورت

صحت و تندرستی اور خاندانی فلاح و بہبود نے ریاست کے انتظامیہ میں بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے.
یہ امور فلاحی انتظامیہ میں قانونی حیثیت رکھتے ہیں جو عام آدمی کی فلاح و بہود سے وابستہ ہے۔ [illegible] ریاست میں صحت و تندرستی

۱۹۶۶-۶۷ء سے ۸۱-۱۹۸۰ء تک روایتی مانع حمل طریقے پر عمل کرنیوالے اشخاص سے متعلق [illegible] سالانہ نشانہ اور تکمیل

نمبر شمار	سال		سالانہ نشانہ حکومت ہند	سالانہ نشانہ ریاستی حکومت	تکمیل	حصول نشانہ کا فیصد مرکزی حکومت	حصول نشانہ کا فیصد ریاستی حکومت
۱	۲		۳	۴	۵	۶	۷
	(سی) مانع حمل طریقے پر عامل						
۱	۱۹۶۶-۶۷ء	...	۲,۷۲,۸۸۰	۲,۷۲,۸۸۰	۷۲,۲۱۰	۲۶٫۵	۲۶٫۵
۲	۱۹۶۷-۶۸ء	...	۲,۸۰,۶۵۶	۲,۸۰,۶۵۶	۳۹,۸۲۸	۱۴٫۲	۱۴٫۲
۳	۱۹۶۸-۶۹ء	...	۲۸۷,۸۶۱	۲,۸۷,۸۶۱	۱,۵۹,۲۲۳	۵۵٫۳	۵۵٫۳
۴	۱۹۶۹-۷۰ء	...	۳,۴۴,۵۰۰	۳,۴۴,۵۰۰	۲,۱۰,۶۰۳	۶۱٫۱	۶۱٫۱
۵	۱۹۷۰-۷۱ء	...	۴,۰۳,۸۰۰	۴,۰۳,۸۰۰	۲,۳۳,۳۱۳	۵۷٫۸	۵۷٫۸
۶	۱۹۷۱-۷۲ء	...	۲,۵۸,۶۹۵	۵,۰۲,۹۵۰	۲,۷۸,۷۷۶	۱۰۷٫۸	۵۵٫۴
۷	۱۹۷۲-۷۳ء	...	۳,۵۰,۰۰۰	۵,۱۹,۵۹۰	۲,۵۸,۵۵۹	۷۳٫۹	۴۹٫۸
۸	۱۹۷۳-۷۴ء	...	۷,۵۰,۰۰۰	۵,۳۳,۷۲۰	۲,۲۰۰,۷۸۸	۶۵٫۶	۴۳٫۱
۹	۱۹۷۴-۷۵ء	...	۲,۰۰,۰۰۰	۵,۶۷,۸۸۰	۲,۶۵,۸۲۵	۱۳۲٫۹	۴۸٫۶
۱۰	۱۹۷۵-۷۶ء	...	۲,۰۶,۹۰۰	۳,۶۱,۰۵۰	۳,۱۲,۹۴۳	۱۲٫۹	۵۹٫۰
۱۱	۱۹۷۶-۷۷ء	...	۲,۶۶,۸۰۰	۲,۶۶,۸۰۰	۱,۵۳,۷۰۸*	۵۷٫۶	۵۷٫۶
۱۲	۱۹۷۷-۷۸ء	...	۲,۶۲,۵۰۰	۲,۶۲,۵۰۰	۹۸,۳۴۵*	۳۷٫۴	۳۷٫۴
۱۳	۱۹۷۸-۷۹ء	...	۱,۷۵,۰۰۰	۱,۷۵,۰۰۰	۱,۳۹,۵۷۱*	۷۹٫۷	۷۹٫۷
۱۴	۱۹۷۹-۸۰ء	...	۱,۶۵,۷۰۰	۱,۶۵,۷۰۰	۱,۴۴,۴۴۱*	۸۷٫۲	۸۷٫۲
۱۵	۱۹۸۰-۸۱ء	...	۲,۳۱,۲۰۰	۲,۳۱,۲۰۰	۱,۷۲,۱۱۶*	۷۴٫۴	۷۴٫۴

* گولیاں استعمال کرنے والے شامل

خوراک اور مکان ہی کی طرح اہمیت رکھتی ہے جو ریاست کی جانب سے عام آدمی کے لئے مہیا کرنا لازمی ہے۔ اس طرح ریاستی انتظامیہ کا یہ لازمی فرض ہے کہ صحت کی دیکھ بھال کے لئے کم سے کم اتنی سہولتیں مہیا کرے جس میں بچاؤ، علاج ہسپتال کی سہولت، متعدی اور دیگر بیماریوں کی روک تھام شامل ہے۔

سب کے لئے صحت کی ضمانت:

حال ہی میں ریاست قومی صحت پالیسی وضع کرنے میں لگی ہے تاکہ ۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت و تندرستی کا مقصد حاصل کیا جا سکے۔ اس طرح ریاست ایک طرف لوگوں کے لئے صحت و تندرستی کی بہتر سہولتیں بہم پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے تاکہ ان کی صحت بنی رہے اور عمر دراز ہو، اور دوسری طرف اسے یہ بھی فکر ہے کہ آبادی کو روکے اور خاندان میں بچوں کی تعداد کم سے کم ہو۔ اس طرح ہماری ریاست نیز دیگر ریاستوں میں صحت و تندرستی سے متعلق کام صرف ابتدائی صحت مراکز ہسپتال اور میڈیکل کالجوں کے قیام تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت لوگوں کی پوری زندگی سے وابستہ ہے۔ اسی پس منظر میں خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت پر نظر ڈالنا ہے۔

اسی حقیقت کے پیش نظر وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی اس موضوع پر بار بار قومی اتفاق رائے پر زور دے رہی ہیں۔

متعدد تبدیلیاں:

خاندانی منصوبہ بندی کو بدل کر خاندانی

خاندانی فلاح و بہبود پروگرام کے باعث پیدائش میں منہائی

نمبر شمار	سال		مہاراشٹر: تعداد پیدائش	ہندوستان: تعداد پیدائش منہائی (*) ہزار میں
۱	۲		۳	۴
۱	مارچ ۱۹۶۷ء تک	...	۱۶۷	۱٫۱۵۰
۲	۶۸-۱۹۶۷ء	...	۹۲	۸۴۴
۳	۶۹-۱۹۶۸ء	...	۱۳۰	۱٫۲۵۸
۴	۷۰-۱۹۶۹ء	...	۱۸۹	۱٫۶۱۶
۵	۷۱-۱۹۷۰ء	...	۲۱۶	۱٫۹۱۷
۶	۷۲-۱۹۷۱ء	...	۲۴۳	۲٫۱۴۲
۷	۷۳-۱۹۷۲ء	...	۲۹۱	۲٫۵۳۲
۸	۷۴-۱۹۷۳ء	...	۳۷۱	۲٫۹۹۳
۹	۷۵-۱۹۷۴ء	...	۳۷۷	۳٫۰۳۰
۱۰	۷۶-۱۹۷۵ء	...	۳۸۵	۳٫۱۲۹
۱۱	۷۷-۱۹۷۶ء	...	۴۶۲	۳٫۷۲۳
۱۲	۷۸-۱۹۷۷ء	...	۵۷۵	۵٫۰۵۰
۱۳	۷۹-۱۹۷۸ء	...	۵۵۱	۴٫۹۳۲
۱۴	۸۰-۱۹۷۹ء	...	۵۴۳	۴٫۸۶۷
۱۵	۸۱-۱۹۸۰ء	...	....	....
	کل میزان:		۴٫۵۹۲	۳۹٫۱۸۳

کل ہند سطح کے مقابلے میں ریاست مہاراشٹر میں تعداد پیدائش میں منہائی یہ ہے: ۱۱٫۷۲ ٪

(*) یہ اندازہ جات نظر ثانی شدہ منہاجیات پر مبنی ہیں جس میں حسب ذیل امور پر نظر ڈالی گئی ہے۔

۱۔ رضامند اشخاص کی تازہ ترین عمر

۲۔ آئی۔ یو۔ ڈی۔ ریٹینشن شرح جو بعض ریاستوں میں تازہ ترین جائزے سے دستیاب ہوئی۔

۳۔ عمر کے مختلف زمروں میں شوہر اور بیوی کی مشترکہ شرح حیات

۴۔ تازہ ترین کارگزاری کا نمونہ

فلاح و بہبود قرار دیا گیا ہے۔ اس میں بھی کافی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اب اس میں صحت و تندرستی سے متعلق کثیر المقاصد سرگرمیاں شامل ہیں۔ مثلاً بچوں کی صحت و تندرستی کی دیکھ بھال اور انھیں بہتر و قوت بخش خوراک فراہم کرنا اور انھیں متعدی امراض سے بچانا ہے۔ مہاراشٹر نے بڑی ذمہ داری سنبھالی ہے تاکہ بڑھتے ہوئے بچوں کی مدد و اعانت کی جائے اور انھیں دیش کا کارآمد اور مفید شہری بنایا جائے۔ یہ تصور کہ اپنے خاندان میں بچوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد، دو تک محدود رکھی جائے، خاندانی منصوبہ بندی کا اہم ترین پہلو ہے۔ اس طرح بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلے سے ایک انفرادی شہری کا مفاد وابستہ ہے اور ریاست نے یہ بیڑا اٹھایا ہے کہ آبادی پر قابو پایا جائے اور شرح پیدائش ۱۹۷۹ء میں ۲۹ء۶ فی ہزار سے گھٹ کر ۱۹۹۱ء تک ۲۱ فی ہزار ہو جائے، اسی طرح شرح اموات ۱۹۷۹ء میں ۱۱ء۱ فی ہزار سے گھٹ کر ۱۹۹۱ء میں ۹ فی ہزار رہ جائے۔ نیز ریاست میں فی الحال ۳۵ فیصد زیر اثر اہل جوڑوں کی تعداد بڑھ کر ۶۰ فیصد ہو جائے۔

مؤثر اقدام : ریاست میں ۲۰۰۰ء تک آبادی پر مؤثر طریقے سے قابو پانے کے مقصد سے ہر ممکن کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس مقصد سے زیادہ سے زیادہ مردوں اور عورتوں کو نس بندی کے لئے آمادہ کیا جا رہا ہے۔ اور ان لوگوں کو ترغیب دی جاتی ہے تاکہ وہ بچوں کی پیدائش میں تاخیر کے طریقے پر عمل کریں، یہ محض اعداد و شمار کا سوال نہیں ہے۔ یہ انسان کے جذبات اور مختلف فرقوں کے موجودہ سماجی و مذہبی عقائد سے تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا اس مقصد سے مہم چلائی جاتی ہے تاکہ لوگوں کو دیہی سطح پر بھی شادیوں کے اندراج سے متعلق موجودہ قوانین اور قابل شادی لڑکے اور لڑکی کی مناسب عمر کے بارے میں آگاہ کیا جائے جو بالترتیب ۲۱ اور ۱۸ سال ہے۔ خاندانی فلاح و بہبود پروگرام کو مقبول بنانے کے لئے ریاستی حکومت کی جانب سے اولاً ضبط تولید کے لئے آمادہ اشخاص، اس کے محرکین، ڈاکٹروں اور طبی عملہ کی مزید حوصلہ افزائی کی غرض سے اس نے اپنے فنڈ سے یکم جولائی اور ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء کے دوران ۶۰ لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی۔ ۸۲-۱۹۸۱ء سال کے دوران اس مقصد سے ایک کروڑ روپے خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔ ضبط تولید کے سلسلہ میں مردانہ نس بندی پر اصل زور دیا گیا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں تمام ذات پات، عقیدہ اور مذہب کی رکاوٹوں کو دور کرنا چاہئے۔ ہر مذہب و دھرم کے مختلف عناصر کو سمجھانا چاہئے، ان کی مزاحمت پر قابو پانا چاہئے اور ان میں اعتماد پیدا کرنا چاہئے۔ یہ مقصد لگاتار مہم چلا کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس مسئلہ کی اہمیت کو واضح کیا جا سکتا ہے۔ یہ مہم خالص رضاکارانہ بنیاد پر چلانا چاہئے جس میں لوگ خود اپنی مرضی سے شریک ہوں۔ یہ ایک شہری نیز قوم کے لئے اولین ترجیحی پروگرام ہے۔ یہ زبردست کام ہے جس میں سب ہی شہریوں کو تعاون کرنا چاہئے۔ اس تحریک کی اصل ذمہ داری قانون سازوں، ضلع پریشد، میونسپل کونسلوں اور دیگر اداروں میں کام کرنے والے لوگوں کے نمائندوں پر عائد ہوتی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ لوگوں کے منتخب نمائندے رہنمائی کے لئے آگے بڑھیں، قومی ہم خیالی اور سازگار ماحول پیدا کریں تاکہ خاندانی فلاح و بہبود پروگرام کے تحت نشانہ پورا کیا جا سکے، اس سلسلہ میں بڑے پیمانے پر رضاکارانہ جماعتوں کا تعاون حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

▲▲

نس بندی کے لئے زائد ترغیبی مالی اعانت

حکومتِ مہاراشٹر نے خاندانی بہبود پروگرام کو مزید بڑھاوا دینے کی غرض سے نومبر کے آخر تک نس بندی کرانیوالوں، محرکوں، ڈاکٹروں اور دیگر طبی عملے کو مرکزی خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے تحت دی جانے والی امداد کے علاوہ ریاستی فنڈ سے مزید حوصلہ افزائی امداد جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ حوصلہ افزائی امداد ریاست میں جولائی سے اکتوبر ۱۹۸۱ء تک دی گئی ہے۔ مردوں کو نس بندی کرانے پر ۱۴۵ روپے، اور ترغیب دینے والے کو ۲۵ روپے فی کیس کے حساب سے دیئے جائیں گے زنانہ نس بندی پر ۷۰ روپے دیئے جائیں گے اور ترغیب دینے والے کو فی کیس ۱۰ روپے دیئے جائیں گے۔ ڈاکٹر کو آپریشن کے لئے ۳ روپے زائد دیئے جائیں گے اور نرس یا مددگار کو ۵۰ پیسے فی کیس کے حساب سے اور کارکن ڈرائیور کو بالترتیب ۲۵ پیسے فی کیس دیئے جائیں گے

خاندانی فلاح وبہبود ۔ مربُوط حکمتِ عملی

* ایم۔ کے دیشپانڈے
ایڈیشنل چیف ڈائرکٹر
اسٹیٹ ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز

خاندانی فلاح و بہبود بشمول خاندانی منصوبہ بندی نے موجودہ دھماکہ خیز آبادی اور سماج کے کمزور طبقات کے سُدھار کی خاطر قومی ذرائع کے مدنظر بڑی ہی اہمیت اختیار کرلی ہے۔ اب خاندانی منصوبہ بندی کے تصور کو، جس کا مطلب خاندان کو چھوٹا رکھنا ہے، بڑھاکر انسانی فلاح و بہبود قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ متوقع ماؤں اور چھوٹے بچوں کی صحت و تندرستی کی صورت پیدا ہو۔ اس طرح یہ تصور ذاتی اور قومی دونوں سطحات پر مربوط ہے۔ ضروری اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمتوں اور ان میں سے بعض اشیاء کی قلت نے افراد اور ان کے خاندانوں کو اس امر پر مجبور کردیا ہے کہ خاندانوں کو محدود رکھا جائے۔ اس طرح دھماکہ خیز آبادی نے منتظمین اور منصوبہ سازوں کو چوکنا کردیا ہے اور ان پر یہ امر واضح کردیا ہے کہ آج ملک کی آبادی کو محدود رکھنے اور اس مقصد سے فوری اقدامات کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

[illegible] ویلفیر سینٹر پر ایک نوجوان مسلم جوڑا انسانی افزائش نظام سے متعلق خاتون ڈاکٹر کا [illegible] بیان بڑی توجہ سے سن رہا ہے۔

لہٰذا ان دو مسائل کے تعلق سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں
میں توازن اور ربط رکھا جائے جس سے بیک وقت خاندان محدود
رہیں اور انھیں خوش حالی نصیب ہو اور دوسری طرف ملک کی
آبادی کو بڑھنے سے روکا جا سکے اور قومی ذرائع کی مساوی تقسیم
ممکن ہو سکے۔ یہ مسئلہ ارتباط گو بظاہر سہل معلوم ہوتا ہے لیکن
حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ہمارا ملک مختلف مذاہب، خیالات
اور روایات کا حامل ہے جن میں بعض بڑی شدید اور زیج میل ہیں۔
مثلاً مسلم، عیسائی، خصوصاً کیتھولک فرقے خاندانی منصوبہ بندی
کے طریقے کی پیروی کرتے ہوئے اپنے خاندان کو محدود رکھنے کے قائل
نہیں ہیں۔ حال ہی میں ان فرقوں کی نوجوان نسل کے خیالات میں
تبدیلی نظر آئی ہے لیکن ان کے بارے میں صحیح راہِ عمل وضع اور
اختیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے دلوں میں خاندان کو چھوٹا
رکھنے اور دیش کی بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کی پالیسی کی افادیت
سے متعلق اعتماد پیدا ہو۔ بعد ازاں ادیباسی جاتیاں اور قبائلی علاقوں
میں رہنے والے لوگ ہیں۔ نیز وہ لوگ ہیں جو معاشی طور سے کمزور
ہیں جن میں سے بیشتر مختلف مالی مراعات سے متوجہ ہوئے ہیں جو حکومت
کی جانب سے نس بندی آپریشن کرانے پر پیش کی گئی ہیں۔ لیکن ان کو
اس طریقے سے متوجہ کرنے سے قطع نظر مقصدی جدوجہد کی شدید
ضرورت ہے جو وسیع تصور اور جزئی عمل کی حامل ہو۔ ان لوگوں تک
رسائی انھیں کی زبان میں ان کے رہن سہن طریقے کے مطابق ہو جس
کا مطلب یہ ہے کہ رابطہ براہ راست ہو اور اس میں فرسودہ طریقہ کی آمیزش
نہ ہو جو شہروں میں تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے برتا جاتا ہے۔ تیسرے وہ لوگ
ہیں جو ملک کے جدا جدا حصوں میں رہتے ہیں۔ ان سے بڑی حد تک
ٹیلیویژن اور ریڈیو پروگراموں کے ذریعہ ہی رجوع کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک
اس حکمت عملی رابطہ میں سماعی و بصری طریقہ مثلاً فلم شو بڑے کارگر ہیں جن
کا اہتمام گھر گھر کے قومی صحت سے متعلق کارکنوں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے
جنھیں خاندانی منصوبہ بندی سے تعلق ساز و سامان سے پوری طرح لیس
کیا جائے۔ بالآخر اس مربوط جدوجہد کے ذریعہ لوگ خاندانی منصوبہ بندی
اور بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ سے پوری طرح باخبر ہو جائیں گے۔

لوگوں اور انتظامیہ کے مابین رابطہ کے اس خلاء کو پُر کرتے وقت
اس مسئلے کے ایک اور اہم پہلو کو نظر انداز نہ کیا جانا چاہیئے۔ اس تمام
مقصدی تحریک کے پس پشت صحت کی دیکھ بھال اور خاندانی منصوبہ
بندی سے متعلق کافی سہولتیں بہم پہنچایا جانا چاہئیں۔ جب تک ہمارے
پرائمری ہیلتھ سینٹر، کاٹیج ہسپتال، ڈسپنسریاں، ڈسٹرکٹ سول ہسپتال
اور بڑے ہسپتال مخلص ڈاکٹروں اور نرسوں سے بھرپور نہ ہوں گے،
ان میں ادویات کا ذخیرہ نہ ہوگا، وہاں دیگر تشخیص سے متعلق سہولتیں
فراہم نہ ہوں گی، اس وقت تک خاندانی منصوبہ بندی کی افادیت واضح
نہ ہو سکے گی۔ اگر ریاست کی جانب سے ماں اور بچہ کی صحت کی دیکھ
بھال سے متعلق کافی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں تو متوقع جوڑے جو آخری
طریقہ برت کر خاندان کو چھوٹا رکھنے کے قابل ہیں اپنی اور اپنے زندہ
بچوں کی صحت و تندرستی کے بارے میں مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جب تک
اس میدان میں اچھے نتائج برآمد نہ ہوں گے، ہیلتھ سروسیز بہتر نہ
ہوں گی۔ خاندانی منصوبہ بندی کاموں کی بنیاد مضبوط نہ ہوگی۔

بالآخر اس سلسلے میں پرائیویٹ سیکٹر کے تمام طبی افراد نیز دیگر
پیشوں سے متعلق سب ہی لوگوں کے تعاون کی شدید ضرورت ہے۔ ان
سب کو اس تحریک میں اصل دھارے میں شامل ہو کر خاندانی منصوبہ
بندی سے متعلق تمام پروجیکٹوں اور سرگرمیوں میں امداد و اعانت کرنا چاہیئے
خاندانی منصوبہ بندی اب محض حکومت کی ذمہ داری یا کام نہیں ہے،
بلکہ اس نے قومی اہمیت اختیار کر لی ہے جسے اس انداز ہی سے سر
انجام دینا ہوگا۔ خاندانی منصوبہ بندی کی راہِ عمل میں ذات پات، عقیدہ
اور دھرم کی پابندیاں حائل نہ ہونا چاہئیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان
سب رکاوٹوں اور پابندیوں کو دور کر کے متحد و متفق ہو کر اس کام کو
انجام دیا جائے۔

مہاراشٹر میں خاندانی بہبود پروگرام

مہاراشٹر میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام ۲۵ برس قبل ۵۸-۱۹۵۷ء میں شروع ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں ریاست میں شرح پیدائش فی ہزار ۴۱ء۹۳ تھی۔ یہ شرح ۱۹۷۹ء میں گھٹ کر ۲۹٫۶۶ ہوگئی۔ (۱۹۷۹ء میں پورے ملک کی شرح پیدائش فی ہزار ۳۳٫۳ تھی) ۱۹۶۱ء میں شرح اموات فی ہزار ۱۸٫۱ نفوس تھی۔ یہ شرح ۱۹۷۹ء تک گھٹ کر ۱۱٫۱ رہ گئی جبکہ پورے ملک کی شرح اموات ۱۴٫۲ تھی۔ ۱۹۷۹ء میں ریاست میں بچوں کی اموات کی شرح فی ہزار ۶۲ تھی (کل ہند پیمانہ پر یہ شرح ۱۲۵٫۶ تھی)۔

خاندانی بہبود پروگرام پر عمل آوری کے اِس قدر طویل عرصے میں (۵۸-۱۹۵۷ء تا ۱۹۸۱ء) ۵۲ لاکھ مردوں کی نسبندی کی گئی۔ ۵ لاکھ ٹیوب بندی کی گئی۔ نیز ۱۶٫۷۲ لاکھ افراد کو دیگر مانعِ حمل ذرائع اپنانے کی ترغیب دی گئی۔ ریاست میں مجموعی طور پر ۱۰٫۳۰ لاکھ جوڑے ہیں۔ اُن میں سے ۳٫۰۷ جوڑے خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں پر کاربند ہیں۔ ۲۰۰۰ء تک ہر فرد کو صحت مند بنانے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ۱۹۹۱ء تک حالیہ شرح پیدائش کو ۲۹٫۶۶ نفوس فی ہزار سے گھٹا کر ۲۱ نفوس فی ہزار کرنا ہوگا اسی طرح حالیہ شرح اموات کو ۱۱٫۱ نفوس فی ہزار سے گھٹا کر ۹ نفوس فی ہزار کرنا ہوگا۔ بچوں کی اموات کی شرح کو ۶۹ فی ہزار سے گھٹا کر ۶۰ فی ہزار کرنا ہوگا۔

اس وقت صرف ۳۵ فیصد صحتمند جوڑے خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں پر کاربند ہیں۔ ۱۹۹۱ء تک ۶۰ فیصد جوڑوں کو اس طرف راغب کرانا ہوگا۔ فی الوقت کل ہند سطح پر صرف ۲۲٫۶۸ فیصد جوڑے خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں پر کاربند ہیں۔

مُثبت اقدامات

خاندانی بہبود پروگرام کی عمل آوری میں مزید تیزی لانے کے لئے ریاستِ مہاراشٹر میں بعض مثبت اقدامات کئے گئے ہیں۔ ریاست میں خاندانی بہبود پروگرام کی ترقی نیز اس میں غیر سرکاری اداروں کے اشتراک و تعاون کا جائزہ لینے کیلئے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی زیرِ صدارت کابینہ کی ایک ضمنی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ریاست میں اس پروگرام کی عمل آوری میں مستعدی لانے کے لئے حکومت نے ایک ریاستی سطحی کمیٹی بھی نامزد کی ہے۔ اس کمیٹی میں مختلف شعبوں کے ماہرین کے علاوہ … سیاسی رہنما، سماجی خدمتگار

مہاراشٹر ملک بھر میں اوّل

مرکز نے خاندانی منصوبہ بندی … قیام دور دراز دیہاتوں تک پھیلانے کے لئے دیہی رہنمائے صحت اسکیم جاری کی ہے۔

مرکزی وزیر … برائے صحت عامہ شری ستیندر انند نے ۲۰ اکتوبر کو دہلی میں یہ انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ ہر دیہات سے عورتوں کو بطور رہنما منتخب کیا جائے گا نیز یہ اسکیم ریاستی حکومتوں کے ذریعہ نافذ کی جائے گی۔

وزیر موصوف نے مزید فرمایا کہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے نفاذ میں ریاستِ مہاراشٹر ملک بھر میں اوّل ہے۔ پچھلے چھ مہینوں میں ریاست میں ۲ لاکھ نسبندیاں کی گئیں جبکہ گذشتہ اسی عرصہ میں ۹۰٬۰۰۰ نسبندیاں کیگئی تھیں یعنی امسال ۱۲۵ فیصد اضافہ ہوا۔ مہاراشٹر کے علاوہ گذشتہ ۵ مہینوں کے عرصے میں جن ریاستوں نے اس سلسلے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے وہ ہیں۔ کیرالا، آندھرا پردیش، تامل ناڈو اور کرناٹک۔

مہاراشٹر ۔ ایک نظر میں

نمبر شمار	طبعی و آبادی سے متعلق تفصیلات	ریاست مہاراشٹر	بھارت
۱	رقبہ (لاکھ مربع کلومیٹر میں)	۳٫۱	۳۲٫۷
۲	آبادی (۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق) کروڑ میں	۶٫۲۷	۶۸٫۴
۳	آبادی کی دہائی کے اعتبار سے اضافہ کی شرح (۱۹۷۱-۸۱ء)	+۲۴٫۳۶	+۲۴٫۷۵
۴	گنجائش آبادی ۔ فی مربع کلومیٹر قطعہ اراضی میں رہنے والے افراد کی تعداد (۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے تحت)	۲۰۴	۲۲۱
۵	(۱۹۷۱ء کی مردم شماری) کل آبادی کی نسبت سے شہری آبادی کا فیصد	۳۱٫۲	۱۹٫۹
۶	۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق فی ہزار مردوں کے مقابلے میں عورتوں کا تناسب	۹۳۹	۹۳۵
۷	کل آبادی کی نسبت سے مندرج جاتیوں کی آبادی کا فیصد (۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق)	۶٫۰	۱۴٫۶
۸	کل آبادی کی نسبت سے مندرج قبائل کی تعداد کا فیصد (۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق)	۵٫۹	۶٫۹
۹	فی ہزار آبادی میں ۱۵ سے ۴۴ برس کی عمر والی شادی شدہ عورتوں کی تعداد (۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق)	۱۷۱	۱۷۰
۱۰	شرح خواندگی (۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق)		
	کل	۴۷٫۳۷	۳۶٫۱۷
	مرد	۵۸٫۸۹	۴۶٫۷۴
	عورتیں	۳۵٫۰۸	۲۴٫۸۸
۱۱	شرح پیدائش ۱۹۷۹ء کے اندازے کے مطابق	۲۹٫۶* (SRS78)	۳۳٫۳
۱۲	شرح اموات ۱۹۷۹ء کے اندازے کے مطابق	۱۱٫۱ (SRS78)	۱۴٫۲
۱۳	ایام شیر خواری کے دوران ہونے والی اموات کا اندازہ	۶۲٫۰* (IMS79)	۱۲۵
۱۴	عام شرح صلاحیت پیدائش		
	دیہی شرح	۱۵۶٫۴	۱۷۴٫۰
	شہری شرح	۱۲۷٫۶	۱۳۴٫۱

مطابق دفتر اعداد و شمار، پونے ۔

نمبر شمار	تفصیلات	ریاست مہاراشٹر	بھارت
۱۵	عمر کے اعتبار سے آبادی کا فیصد (۱۹۸۱ء کے اندازے کے مطابق)		
	۰ سے ۱۴ سال	۳۴٫۹	۳۹٫۳
	۱۵ سے ۵۹ سال	۵۸٫۷	۵۵٫۲
	۶۰ سال اور اس سے آگے	۶٫۴	۵٫۵

۱۶ ـ مزدوروں کے کام کے اعتبار سے تقسیم (٪) (سنہ ۱۹۷۱ء)

کاشتکار	۳۵٫۶	۴۳٫۳
زرعی مزدور	۲۹٫۳	۲۶٫۳
غیر زرعی مزدور	۳۵٫۱	۳۰٫۴

حصہ ۲ ریاست مہاراشٹر سے متعلق عام معلومات

۱ ـ اضلاع	۲۸	۶ ـ چھوٹے شہر	۲۸۹
۲ ـ تعلقے	۲۳۵	۷ ـ میونسپلٹیاں	۲۲۲
۳ ـ ضلع پریشد	۲۷	۸ ـ گاؤں پنچائتیں	۲۳۴۲۹
۴ ـ کمیونٹی ڈیولپمنٹ بلاک	۲۹۶	۹ ـ آباد گاؤں	۳۵۷۷۸
۵ ـ میونسپل کارپوریشن	۵		

حصہ ۳ طبی و صحت و تندرستی سہولتیں

۱ ـ ہسپتال (سنہ ۱۹۷۹ء)	۹۶۸
۲ ـ دواخانے (سنہ ۱۹۷۹ء)	۳،۱۳۹
۳ ـ ہسپتالوں میں بستروں کی تعداد سنہ ۱۹۷۹ء	۷۳،۴۱۵
۴ ـ رجسٹر شدہ ڈاکٹر بشمول ہر قسم کے ڈاکٹر (سنہ ۸۰-۱۹۷۹ء)	۶۷،۲۹۷
۵ ـ نرس دائی (رجسٹر شدہ نرس) ۸۰-۱۹۷۹	۲۳،۴۳۵
۶ ـ معاون نرس دائی (رجسٹر شدہ) ۸۰-۱۹۷۹	۷،۹۱۳
۷ ـ صحت و خاندانی بہبود تربیتی مراکز	۴

۸ ـ پرائمری ہیلتھ سینٹر

(الف) غیر قبائلی علاقوں میں	۳۶۴
(ب) قبائلی علاقوں میں	۶۶
کل اعداد و شمار بابت سنہ ۱۹۸۰ء	۴۳۰

۹ ـ دیہی خاندانی بہبود مراکز	۴۲۰

۱۰ ـ ضمنی مراکز

(الف) پرائمری ہیلتھ سینٹر	۱،۳۹۰
(ب) خاندانی بہبود مراکز	۱،۹۹۷
کل (سنہ ۱۹۸۰ء)	۳،۳۸۷
(۱۱) سٹی فیملی ویلفیئر بیورو	۳

۱۲۔ متفرق ادارے :۔

	سرکاری	مقامی ادارے تنظیم	رضاکار تنظیمات	میزان
تدریسی (قسم اے)	۹	۳	[illegible]	۱۴
غیر تدریسی قسم اے	۳	۲	۱	۶
قسم بی	۴	۲	۱	۷
کل میزان	۳۳	۷	۴	۴۴

۱۳۔ شہری خاندانی بہبود مراکز :۔

	سرکاری	مقامی ادارے تنظیم	رضاکار تنظیمات	میزان
قسم I	۔۔	۱۰	۵	۱۵
II	۔۔	۹	۲	۱۱
III	۴۹	۹۴	۴۲	۱۸۵
میزان	۴۹	۱۱۳	۴۹	۲۱۱

۱۴۔ ایم۔ ٹی۔ پی۔ سینٹروں کی تعداد :۔

دیہی	۱۲
شہری	۵۸۱
کل	۵۹۳

سال ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران ریاست مہاراشٹر میں خاندانی بہبود پروگرام کے تحت کارگزاری

نمبر شمار	طریقہ	سالانہ نشانہ	نشانے کی تکمیل	تکمیل نشانہ کا فیصد
I	نسبندی	۲,۹۵,۵۰۰	۳,۰۹,۲۶۳	۱۰۴٫۶۷
	(الف) مردوں کی نسبندی	۔۔۔۔۔۔۔	۸۱,۳۰۴	۔۔۔۔۔
	(ب) عورتوں کی نسبندی	۔۔۔۔۔۔۔	۲,۲۷,۹۵۹	۔۔۔۔۔
	کل نسبندیوں میں مردوں کی نسبندی کا فیصد	۔۔۔۔۔۔۔	۲۶٫۳%	
II	آئی۔ یو۔ ڈی	۵۸,۳۰۰	۳۷,۰۶۱	۶۳٫۶۶
	(الف) لوپ	۔۔۔۔۔۔۔	۱۷,۶۰۸	۔۔۔۔
	(ب) کاپرٹی	۔۔۔۔۔۔۔	۱۹,۴۵۳	۔۔۔۔
	آئی۔ یو۔ ڈی میں کاپرٹی کا فیصد		۵۲٫۵%	

III	روائیتی مانع حمل اشیا استعمال کرنے والے	١،٢٢،۴٠٠	١،۶٢،١۶٨	٨۴٫۶٣
	(الف) کنڈوم (درجن میں) کی تقسیم	....	۹،۷۱،۳۱۱	....
	(ب) ڈائی	.....		.....
	(ج) جیلی ٹیوب کریم (پی) ——	....	١،۵۹۵	......
	(د) فوم گولیاں (ٹکڑے) ——	....	۶۵۲	....
IV	دہنی گولیاں کھانے والے	۳۸،۸۰۰	۹۹۴۸	۲۵٫۶۶
	(الف) تقسیم شدہ گولیاں ——	....	١،۲۹،۳۲۳	....

خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں مہاراشٹر اور بھارت میں مجموعی کارگذاری

نمبر شمار	طریقہ	مہاراشٹر مارچ ۱۹۸۱ء تک	بھارت جنوری ۱۹۸۱ء تک
I	(الف) مردوں کی نسبندی	۳۰،۵۸،۰۳۷	۲،۱۱،۵۷،۸۴۹
	(ب) عورتوں کی نسبندی	۲۱،۵۲،۸۰۱	۱،۱۷،۸۷،۵۳۰
	(ج) کل	۵۲،۱۰،۸۳۸	۳،۲۹،۴۶،۱۲۳
	۷۴۴ کیسوں سے متعلق جنس کی وضاحت نہیں مل سکی		
	(ه) ملک کے مقابلے میں ریاست کا فیصد ۱۵٫۸۲		
	(ز) مجموعی شرح/۱۰۰۰ آبادی	۸۶٫۲۷	۴۹٫۱
II	(الف) آئی۔ یو۔ ڈی	۵،۰۹،۰۴۶	۸۶،۲۵،۵۲۲
	(ب) ملک کے مقابلے میں ریاست کا فیصد ۵٫۹۰		
	(ج) مجموعی شرح/۱۰۰۰ آبادی	۸٫۴۳	۱۲٫۹۰
III	(الف) دیگر طریقے (سی سی۔ او پی استعمال کرنے والے)	۱،۷۲،۱۱۶	۳۶،۲۰،۵۰۲
	(ب) ملک کے مقابلے میں ریاست کا فیصد ۴٫۷۵		
	شرح فی ہزار آبادی	۲٫۸۳	۵٫۴
IV	خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقے اپنانے والے جوڑوں کی تعداد (اعداد لاکھ میں)		
	(الف) نسبندی	۳۵٫۵۹	۳۳۰٫۳۴ لاکھ
	فیصد محفوظ	۳۳٫۲۰%	۲۰٫۲%
	(ب) آئی۔ یو۔ ڈی	۰٫۵۷ لاکھ	۱۱٫۴۰ لاکھ
	فیصد محفوظ	۰٫۵۴%	۱٫۰%
	(ج) دیگر طریقے	۰٫۰۱ لاکھ	۱۸٫۴۹ لاکھ
	فیصد	۰٫۸۵%	۱٫۶%
	(د) کل	۳۷٫۰۷ لاکھ	۲۶۰٫۲۳ لاکھ
	فیصد	۳۴٫۵۸%	۲۲٫۸%

حکومت ہند اور ریاست کے لئے ۶۷-۱۹۶۶ء سے ۸۱-۱۹۸۰ء سال تک آئی یو ڈی کے سالانہ نشانے اور تکمیل کا جائزہ

نمبر شمار	سال	سالانہ نشانہ حکومت ہند	سالانہ نشانہ ریاستی حکومت	نشانہ کی تکمیل	نشانوں کی تکمیل کا فیصد حکومت ہند	نشانوں کی تکمیل کا فیصد ریاستی حکومت
۱	۶۷-۱۹۶۶ء	۴,۱۶,۶۸۰	۴,۱۶,۶۸۰	۱,۴۱,۶۱۷	۳۴٫۰	۳۴٫۰
۲	۶۸-۱۹۶۷ء	۳,۷۴,۲۰۸	۳,۷۴,۲۰۸	۲۸,۶۶۴	۷٫۰	۷٫۷
۳	۶۹-۱۹۶۸ء	۱,۹۱,۹۰۷	۹۵,۹۵۴	۱۱,۱۰۵	۵٫۸	۱۱٫۶
۴	۷۰-۱۹۶۹ء	۳۹,۳۰۰	۹۸,۴۲۸	۱۰,۲۹۳	۲۶٫۲	۱۰٫۵
۵	۷۱-۱۹۷۰ء	۴۵,۴۰۰	۲۵,۲۳۷	۶,۲۴۶	۱۳٫۸	۲۴٫۷
۶	۷۲-۱۹۷۱ء	۵۱,۷۳۹	۲۹,۲۷۴	۹,۰۵۱	۱۷٫۵	۳۰٫۹
۷	۷۳-۱۹۷۲ء	۲۶,۰۰۰	۲۵,۹۷۹	۹,۴۲۹	۳۶٫۳	۳۶٫۳
۸	۷۴-۱۹۷۳ء	۲۶,۷۰۰	۲۶,۶۸۶	۱۱,۴۶۷	۴۲٫۹	۴۲٫۹
۹	۷۵-۱۹۷۴ء	۱۵,۵۰۰	۲۷,۲۴۴	۱۳,۷۷۴	۸۸٫۹	۵۰٫۲
۱۰	۷۶-۱۹۷۵ء	۱۶,۲۰۰	۲۷,۸۹۱	۱۸,۳۷۳	۱۱۳٫۴	۶۵٫۹
۱۱	۷۷-۱۹۷۶ء	۲۷,۰۰۰	۲۷,۰۰۰	۱۵,۱۹۵	۵۶٫۳	۵۶٫۳
۱۲	۷۸-۱۹۷۷ء	۸۴,۱۰۰	۳۴,۱۰۰	۱۵,۹۳۰	۱۸٫۹	۴۴٫۴
۱۳	۷۹-۱۹۷۸ء	۵۲,۰۰۰	۵۲,۰۰۰	۲۰,۷۲۱	۳۹٫۸	۳۹٫۸
۱۴	۸۰-۱۹۷۹ء	۶۶,۰۰۰	۶۶,۰۰۰	۲۹,۹۲۰	۴۵٫۳	۴۵٫۳
۱۵	۸۱-۱۹۸۰ء	۵۸,۳۰۰	۵۸,۳۰۰	۳۷,۰۶۱	۶۳٫۶	۶۳٫۶

مزدوروں کے رہنما ، اور رضا کار تنظیموں کے نمایندوں کو بھی شامل کیا گیا ہے - حالانکہ حکومت ہند نے ریاست مہاراشٹر کے لئے سال ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران مردوں کی نسبندی اور عام مانع حمل اشیاء سے متعلق سالِ گذشتہ یعنی ۸۱-۱۹۸۰ء ہی کا نشانہ مقرر کیا ہے لیکن ریاست مہاراشٹر نے اپنے طور پر سالِ گذشتہ سے بڑھ کر نشانہ مقرر کیا - خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں کے لئے ریاست کی خاطر حکومت ہند کی جانب سے مقرر کردہ نشانے قوسین میں ریاست کے مقرر کردہ نشانوں کے ساتھ درج ذیل ہیں -

مردوں کی نسبندی	۲,۹۵,۵۰۰	(۴,۶۵,۰۰۰)
لوپ	۵۸,۳۰۰	(۵۸,۳۰۰)
مانع حمل ادویات استعمال کرنیوالوں کی تعداد	۳۸,۸۰۰	(۳۸,۸۰۰)
مانع حمل اشیاء استعمال کرنیوالوں کی تعداد	۱,۹۲,۴۰۰	(۲,۴۰,۵۰۰)

ریاست مہاراشٹر میں نسبندیوں، آئی یو ڈی. اور روایتی مانع حمل اشیاء کے استعمال سے متعلق گذشتہ ۲۵ سالوں کے اعداد و شمار

نمبر شمار	سال	سال کے دوران کی گئی نسبندیاں			آئی یو ڈی	روایتی مانع حمل اشیاء کا استعمال
		مردونکی نسبندی	عورتونکی نسبندی	کل تعداد		
۱	۱۹۵۷-۵۸ء	۲۸۲	۶۳۹	۹۲۱	....	.....
۲	۱۹۵۸-۵۹ء	۱,۹۵۳	۲,۹۱۴	۴,۸۶۷	....	.....
۳	۱۹۵۹-۶۰ء	۴,۲۸۶	۷,۲۸۶	۱۱,۵۷۲	....	....
۴	۱۹۶۰-۶۱ء	۱۸,۹۲۹	۴,۸۹۹	۲۳,۸۲۸	....	....
۵	۱۹۶۱-۶۲ء	۱۷,۶۸۲	۶,۶۸۵	۲۴,۳۶۷	....	۲۹,۸۰۵
۶	۱۹۶۲-۶۳ء	۲۲,۹۳۴	۱۰,۳۹۶	۳۳,۳۳۰	....	۳۳,۱۲۶
۷	۱۹۶۳-۶۴ء	۳۷,۸۰۳	۱۲,۲۶۴	۵۰,۰۶۶	....	۳۸,۴۷۴
۸	۱۹۶۴-۶۵ء	۴۶,۷۶۵	۱۳,۳۰۲	۶۰,۰۶۷	....	۴۸,۲۰۷
۹	۱۹۶۵-۶۶ء	۳۲,۵۸۵	۱۸,۸۲۷	۵۱,۴۱۲	۱,۳۰,۲۱۰	۴۵,۰۸۷
۱۰	۱۹۶۶-۶۷ء	۴۳,۳۷۴	۲۲,۲۴۰	۶۵,۶۱۴	۱,۴۱,۶۱۷	۷۲,۲۱۰
۱۱	۱۹۶۷-۶۸ء	۲,۸۶,۸۶۷	۴۵,۴۶۲	۳,۳۲,۳۲۹	۲۸,۶۶۴	۳۹,۸۲۸
۱۲	۱۹۶۸-۶۹ء	۲,۰۶,۵۸۴	۶۶,۴۵۰	۲,۷۳,۰۳۴	۱۱,۱۰۵	۱,۵۹,۲۲۳
۱۳	۱۹۶۹-۷۰ء	۱,۴۷,۷۰۱	۸۳,۷۷۸	۲,۳۱,۴۷۹	۱۰,۲۹۳	۱,۱۰,۶۰۳
۱۴	۱۹۷۰-۷۱ء	۱,۴۰,۵۶۲	۱,۰۷,۶۰۸	۲,۴۸,۱۷۰	۶,۲۴۶	۲,۳۳,۳۱۳
۱۵	۱۹۷۱-۷۲ء	۲,۶۰,۴۶۹	۱,۳۱,۲۹۶	۳,۹۱,۷۶۵	۹,۰۵۱	۲,۷۸,۷۷۶
۱۶	۱۹۷۲-۷۳ء	۴,۹۶,۲۷۸	۱,۱۳,۱۱۳	۶,۰۹,۳۹۱	۹,۴۱۹	۲,۵۸,۵۵۹
۱۷	۱۹۷۳-۷۴ء	۹۱,۹۷۲	۱,۰۰,۰۷۸	۱,۹۲,۰۵۰	۱۱,۴۶۷	۲,۲۹,۷۸۸
۱۸	۱۹۷۴-۷۵ء	۹۱,۲۷۹	۱,۴۶,۸۸۱	۲,۳۸,۱۶۰	۱۳,۷۷۴	۲,۶۵,۸۲۰
۱۹	۱۹۷۵-۷۶ء	۳,۵۴,۲۱۹	۲,۵۷,۳۶۹	۶,۱۱,۵۸۸	۱۸,۳۷۳	۲,۰۹,۸۴۵
۲۰	۱۹۷۶-۷۷ء	۵,۱۸,۷۸۱	۳,۴۳,۶۹۹	۸,۶۲,۴۸۰	۱۵,۱۹۵	۱,۵۳,۷۰۸*
۲۱	۱۹۷۷-۷۸ء	۱۷,۲۵۶	۱,۰۰,۷۵۸	۱,۱۸,۰۱۴	۱۵,۹۳۰	۹۸,۳۴۵*
۲۲	۱۹۷۸-۷۹ء	۲۹,۵۷۶	۱,۴۸,۳۲۲	۱,۷۷,۸۹۸	۲۰,۷۲۱	۱,۳۹,۵۷۱*
۲۳	۱۹۷۹-۸۰ء	۱,۰۸,۵۹۷	۱,۸۰,۵۷۶	۲,۸۹,۱۷۳	۲۹,۹۰۰	۱,۴۴,۴۴۱*
۲۴	۱۹۸۰-۸۱ء	۸۱,۳۰۴	۲,۲۷,۹۵۹	۳,۰۹,۲۶۳	۳۷,۰۶۱	۱,۷۲,۱۱۶*
	کُل میزان	۳۰,۵۸,۰۳۷	۲۱,۵۲,۸۰۱	۵۲,۱۰,۸۳۸	۵,۰۹,۰۴۶	۱,۷۲,۱۱۶*

* بشمول مانع حمل گولیاں استعمال کرنے والے

زائد ترغیبی رقم

مرکزی حکومت کی جانب سے دی جانے والی ترغیبی رقم کے علاوہ حکومتِ مہاراشٹر نے جولائی ۱۹۸۱ء سے ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء کے دوران مردوں کی نس بندی آپریشن کیلئے ترغیب دلانے والوں، ڈاکٹر اور دیگر نیم طبّی پیشہ افراد کو ترغیبی رقم دینے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے تحت ۱۹۸۱-۸۲ء کے لئے ایک کروڑ روپئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس میں سے ۶۰ لاکھ کی رقم ریاستی بجٹ میں سے فراہم کی گئی ہے۔ حکومتِ مہاراشٹر کے اس فیصلے کے نتیجہ میں اب نسبندی کرانے والے مرد کو مرکز کی جانب سے دیئے جانے والے ستّر روپیوں کے علاوہ ریاستی حکومت کی طرف سے ۷۵ روپئے دیئے جائیں گے۔ مرکز کی جانب سے مردوں کو نسبندی کے لئے ترغیب دلانے یا عورتوں کو آئی۔یو۔ڈی آپریشنوں کے لئے ترغیب دلانے والوں، مردوں کی نسبندی کرنیوالے ڈاکٹر اور نیم طبّی پیشہ افراد کو فرداً فرداً ۹٫۵۰ روپے فی کس دیا جاتا ہے۔ ریاستی حکومت کی جانب سے مردوں کو نس بندی کی ترغیب دلانے والے کو ۲۵ روپے، عورتوں کو آئی یو ڈی آپریشن کے لئے ترغیب دلانیوالے کو دس روپے، مردوں کی نسبندی کرنے والے ڈاکٹر کو

بھارت اور ریاست مہاراشٹر میں سال ۱۹۶۶-۶۷ء سے ۱۹۸۰-۸۱ء تک نسبندی نشانے اور تکمیل کا جائزہ

نمبر شمار	سال	سالانہ نشانہ: حکومت ہند	سالانہ نشانہ: ریاستی حکومت	تکمیلِ نشانہ	نشانوں کی تکمیل کا فیصد: حکومت ہند	نشانوں کی تکمیل کا فیصد: ریاستی حکومت
	(الف) نس بندی پروگرام					
۱	۱۹۶۶-۶۷ء	۱,۳۲,۸۷۸	۱,۳۲,۸۷۸	۶۵,۶۱۴	۴۹٫۶۴	۴۹٫۶۴
۲	۱۹۶۷-۶۸ء	۱,۸۷,۱۰۴	۳,۲۷,۴۳۲	۳,۳۲,۳۲۹	۱۷۷٫۶۶	۱۰۱٫۵۰
۳	۱۹۶۸-۶۹ء	۲,۸۷,۸۶۱	۳,۵۹,۸۲۷	۲,۷۳,۰۳۴	۹۴٫۸	۷۵٫۹
۴	۱۹۶۹-۷۰ء	۲,۸۵,۴۰۰	۳,۴۴,۴۹۸	۲,۳۱,۴۷۹	۸۱٫۱	۶۷٫۲
۵	۱۹۷۰-۷۱ء	۳,۰۷,۹۰۰	۳,۲۹,۱۳۰	۲,۴۸,۱۷۰	۸۰٫۶	۷۵٫۴
۶	۱۹۷۱-۷۲ء	۳,۱۸,۱۹۵	۳,۵۲,۰۶۵	۳,۹۱,۷۶۵	۱۲۳٫۱	۱۱۱٫۳
۷	۱۹۷۲-۷۳ء	۵,۱۹,۵۹۰	۵,۱۹,۵۹۰	۶,۰۹,۳۹۱	۱۱۷٫۳	۱۱۷٫۳
۸	۱۹۷۳-۷۴ء	۳,۰۰,۰۰۰	۳,۲۰,۲۲۲	۱,۹۲,۰۵۰	۶۴٫۰	۶۰٫۰
۹	۱۹۷۴-۷۵ء	۱,۹۰,۱۰۰	۳,۲۸,۱۲۸	۲,۳۸,۱۶۰	۱۲۵٫۳	۷۲٫۶
۱۰	۱۹۷۵-۷۶ء	۳,۱۸,۳۰۰	۵,۱۱,۳۶۸	۶,۱۱,۵۸۸	۱۹۲٫۱	۱۱۹٫۶
۱۱	۱۹۷۶-۷۷ء	۵,۶۲,۰۰۰	۱۲,۰۰,۰۰۰	۸,۶۲,۴۸۰	۱۵۳٫۵	۷۱٫۹
۱۲	۱۹۷۷-۷۸ء	۴,۰۰,۰۰۰	۴,۰۰,۰۰۰	۱,۱۸,۰۱۴	۲۹٫۵	۲۹٫۵
۱۳	۱۹۷۸-۷۹ء	۳,۴۵,۳۰۰	۳,۴۵,۳۰۰	۱,۷۷,۸۹۸	۵۱٫۵	۵۱٫۵
۱۴	۱۹۷۹-۸۰ء	۲,۴۶,۰۰۰	۲,۴۶,۰۰۰	۲,۸۹,۱۷۳	۱۱۷٫۶	۱۱۷٫۶
۱۵	۱۹۸۰-۸۱ء	۲,۹۵,۵۰۰	۲,۹۵,۵۰۰	۳,۰۹,۲۶۳	۱۰۴٫۷	۱۰۴٫۷

تین روپے اور نیم طبی پیشہ افراد کو فی کس ایک روپیہ دیا جاتا ہے۔

ماں اور بچے کی بہبود

حکومت اس امر سے اچھی طرح واقف ہے کہ خاندانی بہبود پروگرام کی کامیابی کا دار و مدار ماں اور بچے کی صحت پر ہے۔ لہٰذا حکومت نے ایک نیا پروگرام ماں اور بچے کی بہبود پروگرام جاری کیا ہے۔ اس پروگرام کے تحت بچوں کو ڈپتھیریا، کالی کھانسی اور ٹیٹانس سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ حاملہ عورتوں کو بھی ٹیٹانس سے بچانے کے لئے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ غذا کی قلت یا خراب غذا کی وجہ سے خون کا کینسر ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ماؤں کو اس موذی مرض سے بچانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جاتے ہیں۔

وٹامن 'اے' کی قلت سے آنکھوں کی بینائی جاتی رہتی ہے۔ اس سلسلے میں بھی ضروری طبی سہولت دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پولیو اور ٹی۔ بی کے بھی ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔

رضاکارانہ قبولیت

حکومت نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ عوام کی ایک کثیر تعداد کو اس پروگرام پر عمل پیرا کرانے کے لئے کسی بھی صورت میں زبردستی نہیں کی جائے گی بلکہ عوام کے سماجی شعور کو بیدار کر کے انھیں رضاکارانہ طور پر اس پروگرام کو اپنانے کی ترغیب دی جائے گی۔ لوگوں کو ان کے خاندان محدود رکھنے کی ضرورت کا احساس دلانے کے لئے عوام سے رابطہ قائم رکھنے کے تمام تر ذرائع استعمال میں لائے جا رہے ہیں۔ دیہی باشندوں کیلئے خاندانی بہبود مہمیں منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں مقامی رہنماؤں کا تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ ان مہموں میں ڈیویژنل کمشنروں، ڈسٹرکٹ کلکٹروں، ضلع پریشد کے چیف ایگزیکیوٹیو افسران، میونسپل کمشنر، میونسپل کونسلوں کے چیف ایگزیکیوٹیو افسران اور دیگر عہدہ داران کا تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ضلع پریشدوں کے صدور اور میونسپل کارپوریشنوں کے میئر سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے عملہ کے ساتھ ان مہموں میں شرکت کریں۔

وزیر اعلیٰ کی پیش قدمی

وزیر اعلیٰ نے اپنی کابینہ کے رفقاء سے بہ ذاتی درخواست کی ہے کہ وہ اس بات کا پورا پورا دھیان رکھیں کہ خاندانی بہبود پروگرام کے تحت اضلاع کو دیئے گئے نشانے معینہ مدت میں پورے ہو جائیں نیز یہ کہ وہ ہر دو ماہ کے عرصے کے بعد پروگرام کے تحت ہوئے کاموں کا جائزہ لیں۔ آپ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان کاموں کا جائزہ متعلقہ ضلع کے پلاننگ بورڈ کے میٹنگ میں لیا جائے۔

وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر بلی رام ہیرے نے اس سلسلے میں پہل کرتے ہوئے امسال جون، جولائی اور اگست میں پونے، ناسک، علی باغ اورنگ آباد اور بمبئی ان اضلاع میں خاندانی بہبود پروگرام پر عمل آوری کا جائزہ لینے کے لئے متعلقہ عہدہ داران کی میٹنگیں منعقد کیں۔

امسال ماہ جون میں وزیر مملکت برائے صحت عامہ نے ناگپور میں منعقدہ ایک میٹنگ میں ودربھ کے آٹھ اضلاع میں اس پروگرام پر عمل آوری کا جائزہ پیش کیا۔ خاندانی بہبود پروگرام کے نفاذ میں رضاکار تنظیموں کا بھی بڑے پیمانے پر حتی الامکان تعاون حاصل کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اس سلسلے میں مختلف رضاکار تنظیموں کے ساتھ بات چیت چل رہی ہے۔ عورتوں کی تنظیموں، جوانوں کی تنظیموں، وائی۔ ایم۔ اے، این۔ آئی۔ ایم۔ اے اور دیگر پیشہ ور تنظیموں کا تعاون حاصل کرنے کے لئے ان سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے۔

دائیوں کی تربیت

مارچ ۱۹۸۱ء تک ریاست مہاراشٹر میں دس ہزار نفوس کے لئے ایک ANM تھا۔ ۸۱-۱۹۸۰، ۸۲-۱۹۸۱ اور ۸۳-۱۹۸۲ کے دوران ۵۰۵ ضمنی مراکز قائم کرنے کی تجویز زیر غور ہے جس کے بعد ریاست میں آٹھ ہزار نفوس کے لئے ایک ANM ہوگا۔ ہمارا نشانہ پانچ ہزار نفوس کے لئے ایک ANM فراہم کرنا ہے جس کیلئے کچھ وقت درکار ہوگا۔

دائیوں کی صحیح تربیت اور ان کا بہتر استعمال ماں اور بچے دونوں کی صحت اور زندگی کے لئے بہت اہم ہے نیز ان دائیوں

سے خاندانی بہبود پروگرام کے تحت نرسنگ کا کام اور دیہاتوں میں ایم سی ایچ کام لئے جا سکتے ہیں دیہی عورتوں کو دائیوں پر بڑا بھروسہ ہوتا ہے لہٰذا یہ دائیاں دیہی عورتوں اور A.N.M. کے درمیان رابطہ کا کام انجام دے سکتی ہیں۔ دیہاتی اپنے دیہات سے ایک دائی کا انتخاب کرتے ہیں۔ اس دائی کو PHC یا ضمنی مرکز کی سطح پر نرسنگ عملہ یا میڈیکل افسر تربیت دیتا ہے۔ اسے ایک مہینے کی تربیت کے دوران ۳۰۰ روپیوں کا مشاہرہ دیا جاتا ہے۔ تربیت پانے کے بعد وہ دیہاتیوں کے لئے کام کرتی ہے اور عام زچگی کے فرائض انجام دیتی ہے پیچیدہ معاملات میں وہ ANM سے رجوع ہوتی ہے۔

دائیوں کی تربیت سے متعلق اعداد و شمار

سال	تربیت [illegible]	اصل تعداد جنہیں تربیت دی گئی
۱۹۷۷-۷۸	۲،۸۰۰	۳،۱۰۷
۱۹۷۸-۷۹	۵،۱۰۰	۴،۳۳۱
۱۹۷۹-۸۰	۷،۰۰۰	۴،۲۹۴
۱۹۸۰-۸۱	۵،۰۰۰	۵،۰۸۹
(اندازاً)	۱۹،۸۰۰	۱۹،۵۱۱

دائیوں کو دیئے جانے والے آلات کے اعداد و شمار

الف	موصولہ آلات کی تعداد	۱۸،۶۸۲
ب	تقسیم کردہ آلات کی تعداد	۱۸،۱۸۲
ج	ایس ایچ ڈبلیو ای کے پاس موجود آلات کی تعداد جنہیں جلد ہی تقسیم کیا جائیگا	۵۰۰

اجتماعی صحت رضا کار اسکیم

ریاست مہاراشٹر میں یہ اسکیم اکتوبر ۱۹۷۷ء میں جاری کی گئی اس اسکیم کے تحت دیہاتیوں کی جانب سے منتخب کردہ [illegible] کو PHC سطح پر ۳ مہینوں تک تربیت دی جاتی ہے [illegible] عرصے میں اسے ماہانہ ۲۰۰ روپے بطور مشاہرہ دیئے جا[illegible]

ایک رضا کار ہزار آدمیوں کے درمیان کام کرتا ہے۔ تربیت مکمل ہونے پر وہ اپنے دیہات ہی میں کام کرتا ہے۔ اسے [illegible] آلات کا بکس ایک ہدایت نامہ (مراٹھی زبان میں) اور [illegible]

ب) کمیونٹی ہیلتھ اسکیم کے اجراء سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۰ء تک اسکیم سے متعلق اعداد و شمار

نمبر شمار	مرحلہ	ابتدائی صحت مراکز کی تعداد جن کا احاطہ کیا گیا	تربیت یافتہ رضا کاروں کی تعداد
۱	I	۱۱۷	۶،۸۷۱
۲	II	۱۰۳	۵،۷۳۵
۳	III	۲۰۸	۲،۲۳۴
		۴۲۸	۱۴،۸۴۰

(حال ہی میں حکومت کے حکم نامے مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۸۱ء کے تحت ۲۰۸ ابتدائی صحت مراکز کا احاطہ کیا گیا ہے۔)

ج) کمیونٹی ہیلتھ رضا کاروں کے اوزار

۱۔ موصولہ ہیلتھ رضا کاروں کے اوزار ... ۱۲،۶۷۰

۲۔ تقسیم کردہ آلات کی تعداد ... ... ۱۲،۶۷۰

۳۔ درکار آلات کی تعداد ... ... ۲،۰۰۰

د) اخراجات

۱۔ ورکر کو دی جانے والی اعزازی رقم ... ۲۰۰ روپے

۲۔ ایک ورکر کو دی جانے والی ادویات کی لاگت ... ... ۶۰۰ "

۳۔ ہر ورکر کو ۳ ماہ تک ماہانہ دو سو روپے مشاہرہ دیا جاتا ہے۔

۴۔ سالانہ اوسط فی ہیلتھ سینٹر ... ۲،۵۰۰ "

۵۔ ادویات کے لئے فی ہیلتھ سینٹر اخراجات ... ۶،۰۰۰ "

۶۔ لیباریٹری کی سہولتوں کے لئے فراہمی نیز آلات کی خرید کے لئے اخراجات ... ... ۵،۰۰۰ "

۷۔ دیگر اخراجات تنخواہ وغیرہ ... ...

ادویات دی جاتی ہیں۔ اس رضاکار کو انجکشن دینے یا کسی قسم کا سرٹیفکیٹ دینے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس کا کام معمولی ... کا ایک دو دن علاج کرنا ہے۔ یہ رضاکار مرد یا عورت ... ہو سکتا ہے۔ اس کے فرائض میں معمولی شکایات کے ازالہ کے علاوہ درج ذیل امور بھی شامل ہیں۔

ملیریا سے گاؤں کو بچانا، ایسے افراد کا بلغم لینا جنہیں ۱۵ یا زائد دنوں سے کھانسی اور بخار ہو لوگوں کو خاندانی منصوبہ بندی کی طرف راغب کرانا، ٹیکہ لگانے کے لئے بچوں کو جمع کرنا کنوؤں کو جراثیم سے پاک کرنا، دیہاتیوں کو حفظانِ صحت کے اصولوں سے واقف کرانا نیز PHC کو متعدی امراض کی خبر دینا۔ ٹی بی اور جذام کے مریضوں سے متعلق اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ باقاعدگی سے علاج کرا رہے ہیں یہ رضاکار زرد دھن کا ڈپو ہولڈر بھی ہوتا ہے۔

یہ اسکیم ۲۲۰ عوامی صحت مراکز میں جاری کی گئی ہے امسال ماہ مارچ میں حکومت نے ایک حکمنامہ جاری کیا ہے جس کے تحت یہ اسکیم باقی ماندہ ۲۰۸ مراکز میں بھی جاری کی جائیگی

اس طرح پوری ریاست میں یہ اسکیم نافذ کی گئی ہے۔ مارچ ۱۹۸۲ء تک تمام رضاکاروں کی تربیت مکمل ہو جائے گی۔

دیہی صحت رضاکار کا انتخاب گرام سبھا کرتی ہے اس کی عمر ۳۰ یا اس سے زیادہ ہونی چاہیئے چھٹی جماعت تک تعلیم ضروری ہے اس کا کوئی خاص ذریعۂ معاش ہونا چاہیئے نیز اسے سماجی خدمت اور سماجی کاموں میں دلچسپی ہونی چاہیئے اور اس کے لئے یہ ممکن ہونا چاہیئے کہ وہ روزانہ بلا ناغہ اس کام کیلئے کچھ وقت صرف کر سکے۔ رضاکار اسی گاؤں میں سے چنا جانا چاہیئے۔ عورتوں سابق جوانوں اور قبائیلی علاقوں میں روایتی طبیبوں کو ترجیح دی جانی چاہیئے۔ قبائیلی علاقوں میں تعلیمی قابلیت کی شرط میں کچھ نرمی برتی جا سکتی ہے۔ حال ہی میں رضاکاروں کی تربیت نو کا پروگرام شروع ہوا ہے۔

ستمبر ۱۹۷۹ء میں منعقدہ قومی خاندانی بہبود دینہ ھرواڑے کو آگے بڑھا کر ۱۶ ستمبر سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۹ء تک خصوصی خاندانی بہبود دوہینہ منانے کے لئے ریاست مہاراشٹر نے پہلی مرتبہ اپنے فنڈ سے زائد گرانٹ منظور کی۔ زائد ترغیبی رقم کی تقسیم

ب) ہر مرحلہ پر ایم.پی.ڈبلیو کی تربیتی حیثیت

نمبر شمار	مرحلہ	تعداد ضلع	ایم.او. تربیت یافتہ	ایچ.اے تربیت یافتہ		ایچ.ڈبلیو تربیت یافتہ
۱۔	I..	...	۵	۲۰۴	۴۸۶	۱,۸۸۰
۲۔	II	...	۶	۲۰۶	۹۵۶	۳,۱۸۳
۳۔	III	...	۱۴	۳۶۷	۱,۸۳۱	۵,۹۳۹
کلُ میزان		...	۲۵	۷۷۳	۳,۲۷۳	۱۱,۰۰۷

متفرق المقاصد سامانِ کارکنان	مردانہ	زنانہ	کلُ میزان
۱۔ موصولہ ایم.پی.ڈبلیو سامان	۳,۹۴۴	۲,۴۲۵	۶,۳۸۹
۲۔ درکار سامان	۲,۸۷۵	۱,۸۵۸	۴,۷۳۳

تمام ایم پی ڈبلیو سامان گورنمنٹ میڈیکل اسٹور، بمبئی کی معرفت یونیسف فراہم کرتی ہے۔

کتابچہ

۱۔ ایم.پی.ڈبلیو (مردانہ) یہ کتابچہ زیر طباعت ہے اور چار ماہ میں مل جائے گا۔

۲۔ ایم.پی.ڈبلیو (زنانہ) پریس کاپی تیار ہے جس کی جانچ کی جا رہی ہے۔

اس طرح ہوئی۔

(الف) ہر نسبندی کرانے والے (مرد یا عورت) کو ۲۰ روپیہ کی زائد رقم دی گئی۔

(ب) پرائمری ہیلتھ سنٹر میں نسبندی کرانے والے کو ۸۰ روپیے زائد دئے گئے

(ج) مردوں کو نسبندی کرانے کی ترغیب دلانے والے کو ہر کیس پر ۱۲۶۵۰ روپئے دیئے گئے

(د) کیمپ کے عملے کو دی جانے والی رقم کی تفصیل اسطرح ہے

① ڈاکٹر۔ ۳ روپئے مردوں کی نسبندی پر
۸ روپئے عورتوں کی نسبندی پر

② انستھیٹسٹ ۲ روپئے عورتوں کی نسبندی پر

③ نرس اسسٹنٹ ۵۰ پیسے ایک نسبندی پر

④ اٹینڈنٹ ... ۲۵ پیسے ایک نسبندی پر

⑤ ڈرائیور ... ۲۵ پیسے ایک نسبندی پر

۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران دیہاتوں میں خاندانی منصوبہ بندی کے اصولوں کو عام کرنے نیز اس سلسلے میں مقامی افراد کی خدمات حاصل کرنے کے لئے خصوصی طور پر خاندانی بہبود مہم چلائی گئی لہذا شہروں اور دیہاتیوں کو دی جانے والی ترغیبی رقم میں فرق تھا۔ زائد ترغیبی رقم کے لئے ۱۰۰ لاکھ روپیوں کی زائد رقم منظور کی گئی لیکن چونکہ اس مہم کے تحت ۱۶۲۸ لاکھ نس بندیاں کی گئیں۔ لہذا مجموعی طور پر ۱۴۰ لاکھ روپئے خرچ ہوئے یعنی ریاستی فنڈ سے منظور کی گئی رقم سے ۴۰ لاکھ روپئے زائد خرچ کرنے پڑے۔

ریاستی حکومت کے اس جرأتمندانہ اقدام ہی کی وجہ سے ریاست کا سال ۸۰-۱۹۷۹ کا نسبندیوں کا نشانہ پورا ہو سکا بصورت دیگر معینہ مدت میں مطلوبہ تعداد میں نسبندیاں نہیں ہوتی تھیں۔

ستمبر ۱۹۸۰ء کے دوسرے پندرھواڑے میں منعقدہ خاندانی بہبود پندرھواڑے کے اختتام کے فوراً بعد سال گذشتہ کے تجربہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ریاست میں ۲ اکتوبر سے ۳۱ اکتوبر تک خصوصی خاندانی بہبود مہینہ منایا گیا۔ اس سال یہ دیکھا گیا کہ مردوں کے مقابلے میں زیادہ عورتیں نسبندی کرواتی ہیں۔ اس سال اگست کے اواخر تک ۹۲ فیصد نسبندیاں عورتوں نے کروائی تھیں اور صرف ۸ فیصد نسبندیاں مردوں کی ہوئیں۔ اس سے

زیرِ نظر سرگرمیاں

۱۔ ملیریا ... نگرانی کام

۲۔ چیچک ... ابتدائی ٹیکہ لگانیوالا کارکن
مطالبہ پر دوبارہ ٹیکہ

۳) ای۔پی۔آئی۔ ... تحفظ
متوقع ماؤں کے لئے ٹی۔ٹی۔
ڈی پی ٹی (صفر ۔ ۲ سال
ڈی۔ٹی۔ (۳ - ۵) اور (۶ - ۸) سال

۴) ایف۔پی
مستحق جوڑے کے رجسٹر کی تجدید
نرودھ کی تقسیم
۔ بعد کی کارروائی ۔

۵) وبا پھوٹنے کی صورت میں انسدادی اقدامات

۶) چھڑکاؤ کام میں امداد

۷) صحت تعلیم

۸) بنیادی معلومات

۳۱ دسمبر ۱۹۸۰ء کو ایم۔پی۔ڈبلیو کا درجہ

نمبر شمار	درجہ	تعداد تربیت یافتہ	تعداد عملہ جسے تربیت دی جا رہی ہے
۱)	میڈیکل افسر	۷۷۳	۱۷۳
۲)	ہیلتھ اسسٹنٹ		
	مرد	۲,۵۱۳	۱۰۵
	خواتین	۷۶۰	۱,۱۹
	کل میزان	۳,۲۷۳	۳۷۴
	ہیلتھ ورکرس		
	مرد ...	۶,۷۵۴	۲۷۷
	خواتین ...	۴,۲۴۸	۲۳۵
	کل ...	۱۱,۰۰۲	۵۱۲

یہ ظاہر ہوا کہ عورتیں رضاکارانہ طور پر خود اپنی مرضی سے نسبندی کراتی ہیں اور مردوں کے مقابلے میں انھیں زیادہ ترغیب دینے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا مردوں کو دی جانے والی ترغیبی امداد کی طرف زیادہ دھیان دیا گیا۔ علاوہ ازیں مہم کی مدت جو ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو ختم ہونے والی تھی اسے ۳۱ مارچ ۱۹۸۰ء تک بڑھایا گیا۔

کثیر المقاصد ورکر اسکیم

ریاست مہاراشٹر میں یہ اسکیم تین حصوں میں نافذ کی گئی ہے یہ تین حصے بالترتیب ۵، ۶ اور ۱۴ اضلاع کا احاطہ کرتے ہیں تینوں حصوں کے عملے کی تربیت مکمل ہو چکی ہے۔ ورکر کے ذمہ علاقے کی از سر نو تقسیم کی گئی ہے۔ پانچ ہزار کی آبادی میں ایک مرد اور ایک عورت ورکر ان تمام خدمات کی ذمہ دار ہوں گے جو اس سے قبل واحد مقصد ورکر کیا کرتے تھے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے فراہم کردہ مرد اور عورت ورکر کو انگریزی میں ابتدائی حصہ اول و دوم کے اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے۔

یکم اپریل ۱۹۸۰ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۸۱ء تک مدت میں نس بندی قبول کرنے والے افراد کو اضافی۔ معاوضہ حوصلہ افزائی کی ادائیگی کی بنا پر ریاست کے اپنے فنڈ میں سے دئے ہوئے ۶۹۰۰ لاکھ روپے کی منظور شدہ رقم میں سے ۴۶۲۴۴ لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران اضافی حوصلہ افزائی معاوضہ کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

(۱) نس بندی کرانے والے مرد کو ۵۰ روپے کی رقم بطور اضافی معاوضہ حوصلہ افزائی دیا جائے

(۲) مرد کی نس بندی کے محرک کو ہر کیس پر ۱۰ روپے کی انعامی رقم دی جائے۔

(۳) ڈاکٹروں اور مساوی طبی عملہ کے لئے حسب ذیل شرح معاوضہ — ڈاکٹر ۳ روپے فی کیس

نرس اسسٹنٹ — ۵۰ پیسے فی کیس

اٹنڈنٹ — ۲۵ پیسے فی کیس

ڈرائیور ایضاً

آئندہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران ریاست کے فنڈ سے اضافی حوصلہ افزائی معاوضہ کی ادائیگی کے لئے ۱۰۰ لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی اور یکم جولائی ۱۹۸۱ء سے ۳۰ نومبر ۱۹۸۱ء تک اضافی حوصلہ افزائی معاوضہ کے لئے منظور شدہ رقم کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہے۔

(الف) مردانہ نس بندی کرانے والے کے لئے ۷۵ روپے

(ب) محرک کو ہر کیس پر ۲۵ روپے

(ج) زنانہ نس بندی کے لانے والے کو ہر کیس پر ۱۰ روپے

(د) مردانہ نس بندی کے ہر کیس پر ڈاکٹر کو ۴ روپے

(ہ) نرس اسسٹنٹ کو ۵۰ پیسے فی کیس پر

(و) اٹینڈنٹ کو فی کیس پر ۲۵ پیسے

(ز) ڈرائیور کو فی کیس پر ۲۵ پیسے

ریاست میں خاندانی بہبود رضاکار انجمنیں

۱) سینٹ لوکاس اسپتال، وینگرلا، ضلع رتناگیری
۲) تالیگاؤں جنرل اسپتال، تالیگاؤں، ضلع پونے
۳) سیٹھ امبالال بابو بھائی چیریٹیبل ڈسپنسری، منوہر، ضلع پونے
۴) والچند نگر انڈسٹریل، والچند نگر، ضلع پونے
۵) گروکنج آشرم اسپتال، مزاری، ضلع امراؤتی
۶) بیتول میٹرنیٹی اینڈ انفنٹ ویلفیر لیگ، بیتول
۷) ممبئی اسپتال، ممبئی نمبر ۲۰۰۰۴
۸) بالا بھائی نانا وتی اسپتال، ممبئی نمبر ۵۶۰۰۴
۹) ناگپاڑہ نیبر ہڈ ہاؤس، بائیکلہ، ممبئی نمبر ۸۰۰۰۴
۱۰) نوروجی واڈیا میٹرنیٹی اسپتال، پریل، ممبئی ۱۲۰۰۴
۱۱) ہیلتھ پروموشن سوسائٹی، سیناپتی باپٹ مارگ، ممبئی نمبر ۲۸۰۰۴
۱۲) فیملی پلاننگ اینڈ میڈیکل ایڈ ٹرسٹ، مادام کاما روڈ، ممبئی نمبر ۱۰۰۰۴
۱۳) مہیلا وِکاس منڈل، روم نمبر ۳، بی ڈی ڈی چالس، ممبئی نمبر ۵۰۰۰۴
۱۴) فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف انڈیا، بجاج بھون، نریمان پوائنٹ، ممبئی نمبر ۲۱۰۰۰۴
۱۵) انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن، کیشوراؤ کھاڈے مارگ، حاجی علی پارک، ممبئی نمبر ۳۴۰۰۰۴
۱۶) ڈاکٹر این۔ اے۔ پرندرے میڈیکل سینٹر، این۔ اے۔ پرندرے مارگ، کلیان، ضلع تھانے
۱۷) مہیلا اُنکرشا منڈل، بھیڈے واڑا، بھیڈے گلی، تِلک چوک، کلیان، ضلع تھانے
۱۸) انڈین ریڈکراس سوسائٹی۔ ناشک
۱۹) نیشنل انٹی گریٹیڈ میڈیکل ایسوسی ایشن، مالیگاؤں برانچ پانچ قندیل، مالیگاؤں، ضلع ناشک
۲۰) سوتیکا سیوا مندر، نارائن پیٹھ، لکشمی روڈ، پونے نمبر ۳۰
۲۱) راناڈے اسپتال اینڈ سب سینٹر پولس ویلفیر ڈسپنسری، رستہ پیٹھ، پونے نمبر ۴۱۱۰۰۲
۲۲) کے۔ ای۔ ایم اسپتال، سودرموڈلیر روڈ، رستہ پیٹھ، پونے نمبر ۴۱۱۰۱۱
۲۳) سیٹھ تاراچند رامناتھ چیریٹیبل اسپتال، رستہ پیٹھ، پونے نمبر ۴۱۱۰۱۱
۲۴) پونے مہیلا منڈل، پاروتی پیٹھا، پونے

۲۶) مہاراشٹر اروگیہ منڈل، ۵ ۴۳ /ا ہڈپسر، پونے ۔
۲۰) دوریکا، سنگم نگر میڈیکل فاؤنڈیشن، کالونی نرسنگ ہوم، لال بہادر شاستری روڈ، نادی پیٹھ، پونے نمبر ۴۱۱۰۳۰
۲۰) فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف انڈیا، پونے برانچ، گنیش کھنڈ روڈ، شیواجی نگر، پونے نمبر ۴۱۱۰۱۶
۲۸) این.ایم. واڈیا اسپتال، شکروار پیٹھ، پونے نمبر ۴۱۱۰۳۰
۲۹) لوکمانیہ میڈیکل فاؤنڈیشن، گاواڑے کالونی، چنچواڑ، پونے نمبر ۴۱۱۰۳۳
۳۰) کرائسٹ سیوا مندر، نہرھٹہ ہاؤس، سدھیشور پیٹھ، سولاپور، نمبر ۴۱۳۰۰۱
۳۱) دھنراج وبراجی اسپتال، سولاپور
۳۲) این.ایم. واڈیا اسپتال، سولاپور
۳۳) ایسوسی ایشن فار سوشل ہیلتھ ان انڈیا، سولاپور برانچ، سٹی میونسپل ڈسپنسری، سولاپور
۳۴) فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف انڈیا، سولاپور برانچ، ۶۷/بی-۸۷، بھوانی پیٹھ، سولاپور نمبر ۲
۳۵) روٹری کلب برشی، ضلع سولاپور
۳۶) کمیونٹی ہیلتھ اینڈ فیملی پلاننگ ویلفیر سینٹر وڈالا مشن، وڈالا، ضلع احمد نگر
۳۷) ماتر و سیوا سنگھ محل میٹرنٹی ہوم، کوٹھی روڈ، ناگپور
۳۸) ماتر و سیوا سنگھ سینا بلدی میٹرنٹی ہوم، نارتھ امبازری روڈ، ناگپور
۳۹) ناگرک سہکاری رنگنالے مرتادت نارتھ امبازری روڈ، ناگپور
۴۰) داہی بین منوہر بھائی پٹیل اسپتال، کامٹی روڈ، اندورے، ناگپور
۴۱) ڈاکٹر دلوی میموریل اسپتال، سینٹرل ایونیو روڈ، اولڈ باگڑ گنج، ناگپور
۴۲) میٹرنٹی ہوم، وردھا
۴۳) ماتر و سیوا سنگھ، ہنگن گھاٹ برانچ، ہنگن گھاٹ، ضلع وردھا
۴۴) مہاتما گاندھی انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس سیوا گرام، وردھا
۴۵) ونیتا سماج، امراوتی
۴۶) دھنونت رائے دھنراج گیرجی کو آپریٹو اسپتال، بدنیرا روڈ، امراوتی
۴۷) ماتر و سیوا سنگھ، اکولہ برانچ، لکشمی بائی توشنیوال میٹرنٹی ہوم، رام دیو روڈ، اکولہ
۴۸) ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر میڈیکل ٹرسٹ، ٹوڈی والا روڈ، پونے ۔

آبادی اور ترقیات پر دہلی اعلامیہ

ملک میں آبادی و ترقیات کے مسائل پر غور و خوض کیلئے انڈین ایسوسی ایشن آف پارلیمنٹیری کے قیام کے ذریعہ پارلیمانی اور ریاستوں کی مجلس قانون ساز کے اراکین پر ملک میں خاندانی بہبود پروگرام کو فروغ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ان کا کام ترقیات کے نقطۂ نظر سے اس پروگرام میں عوام کی رضاکارانہ شرکت کیلئے راہیں ہموار کرنا ہے۔ یہ ایسوسی ایشن بالکلیہ ایک رضاکارانہ اور غیر سیاسی تنظیم ہے جس کا مقصد تمام پارلیمانی اراکین کا بلا لحاظ سیاسی تعلقات کے اضافۂ آبادی کے مسئلہ پر تعاون حاصل کرنا ہے۔

مذکورہ ایسوسی ایشن نے دہلی میں ۲۵ مئی ۱۹۸۱ء کو ایک اجلاس میں مندرجۂ ذیل معاملات پر رائے زنی کی اور تجاویز منظور کیں

ا) گذشتہ دس سالوں سے ملک کی آبادی میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مارچ ۱۹۸۲ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق ملک کی آبادی ۶۸ء۳ کروڑ کی حد پار کر چکی ہے۔

ب) ماہرین کی رائے کے مطابق حقیقتاً تعداد کہیں زیادہ ہے۔ (گذشتہ دس سالوں میں آبادی میں ۱۳ء۶ کروڑ کا اضافہ ہوا جو کہ عیسوی ۷۰ کے دوران شمار کردہ آبادی سے ۳ء۲ کروڑ زیادہ ہے۔)

ج) آبادی میں اضافہ سے عوام کے حالات زندگی کی بہتری میں اور خصوصاً غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والوں کی فلاح میں معاون منصوبہ بند اقدامات کی راہ میں مشکلات حائل ہوں گی۔

ح) حاصل کردہ اور حاصل کی جا رہی ترقیات بری طرح متاثر ہو سکتی ہیں اور اس بحرانی کیفیت کا شکار غریب اور خصوصاً خواتین اور بچے ہوں گے۔

ی) اضافۂ نفوس سے سماج کے وہ حصے جن کے لئے ترقیات میں ... ترقیات سے محروم رہ جائیں گے۔

ھ) سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے نتیجہ میں معیارِ زندگی پست ہو جائیگا

اعلامیہ مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر اور خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی غیر تسلی بخش کارکردگی دیکھتے ہوئے۔ ایسوسی ایشن مندرجۂ ذیل خیالات کی تائید کرتی ہے۔

۱) خاندانی منصوبہ بندی کو ایک بنیادی انسانی حق، ایک موثر صحت بخش اقدام، ترقیات میں سرعت کا ضامن اور سماجی تبدیلی کو متحرک کرنے کا ایک اہم ذریعہ تسلیم کرنا چاہئے اور ہمہ وقت انسانی خدمت کے نقطۂ نظر سے مجموعی طور پر سماجی و معاشی ترقی کے حصول مقصد کیلئے اس پروگرام کے فروغ میں معاون اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

۲) آبادی اور ترقیات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور اسی وابستگی کو دھیان میں رکھتے ہوئے اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جانا چاہئے

۳) بنیادی انسانی حقوق تمام ترقیاتی کوششوں اور خاندانی منصوبہ بندی کا مرکز ہیں۔ خاندانی منصوبہ بندی شادی شدہ افراد کو منصوبہ بند عمل آوری کا موقع عطا کرتا ہے اور خواتین اور بچوں کے عرصہ حیات کو وسیع کرتا ہے۔

۴) بچہ کا یہ حق کہ وہ انتہائی پسماندگی اور محرومیت کی زندگی گذارنے کیلئے پیدا نہ ہو، احتراماً تسلیم کیا جائے۔

۵) سبھی طور پر پنچایتوں، میونسپل، ریاستی، اسمبلی اور پارلیمان غرض کہ ہر سطح کے عوامی نمائندوں کا خاندانی منصوبہ بندی پروگرام پر اتفاق ہونا چاہئے۔ اور اس سمت میں تمام کوششیں سیاسی مذہبی، اور فرقہ وارانہ اختلافات سے بعید ہونی چاہئیں۔

۶) بغیر مکمل سیاسی اتفاق رائے کے اس پروگرام میں لاکھوں نادار افراد، خصوصاً دیہی و قبائلی آبادی نیز شہر کی گندی بستیوں میں رہائش پذیر افراد کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔

۷) خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت میں کئی سیاسی لیڈران اور ماہرین کا بیان اور مذکورہ پروگرام کو سیاسی تنازعات سے بالاتر رکھنے کا اعلان ایک صحیح اور خوشگوار قدم ہے۔ اس کے بعد سماج کے تمام طبقات کی جانب سے پرخلوص جدوجہد کا آغاز ہونا چاہیئے تاکہ خاندانی منصوبہ بندی اپنانے کیلئے سازگار ماحول تعمیر کیا جا سکے۔

مذکورہ بالا اعلامیہ پر عمل آوری کیلئے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کی گئیں۔

۱) خاندانی منصوبہ بندی کو قومی زندگی میں اولیت دی جائے اور اسے تمام عامی افراد کی دسترس میں لایا جائے۔ اور اس مقصد کیلئے تنظیمی خدمات کو بلا تاخیر ازسرنو تیز کیا جائے۔ عوام کو ان کی مرضی کے مطابق خدمات فراہم کی جائیں۔

۲) آبادی کے مسئلہ پر عوامی نظریات پر مشتمل ایک قومی پالیسی مرتب کی جائے اور اس پالیسی کو قومی پروگرام کے طور پر بلا لحاظ ذات پات و صرم عمل میں لایا جائے۔

۳) ترقیاتی اقدامات اور ان کے ماحصل فائدوں کے درمیان باضابطہ سلسلہ قائم ہونا چاہیئے اور اسی تعلق سے زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کرنے والی تحریک پر مبنی محدود وسائل خاندان کے اصول کو عام کرنے کی ایک ترغیبی اسکیم مرتب کی جائے۔

۴) آبادی سے متعلق پالیسی اور پروگرام پر عمل آوری نیز پارلیمنٹ کو موثر مشورے دینے کی غرض سے فوری طور پر نیشنل پاپولیشن کمیشن قائم کیا جائے۔ علاوہ ازیں پارلیمانی اور ریاستی ایوان کے اراکین کی مشترکہ کمیٹیاں، ضمنی، کمیٹیوں کے طور پر قائم کی جائیں جو حکومت کی کارکردگی کی نگرانی کر سکے۔

۵) خاندانی منصوبہ بندی کیلئے منصوبہ میں موجودہ ایک فیصد سے بھی کم مالی سہولت کو بڑھا کر پانچ فیصد کیا جائے۔ اسکے ساتھ ساتھ اور صحت عامہ، خصوصاً پرائمری ہیلتھ کیئر، عورتوں کی دیکھ بھال اور بچوں کی بہبود سے متعلق سہولیات میں اضافہ کیا جائے، نیز گشتی خدمات فراہم کی جائیں۔ مرکزی ریاستی ذرائع کے تحت کم از کم ضروریات پروگرام مثلاً پینے کے پانی کی فراہمی، مکانات، اور تعلیم کا مسئلہ وغیرہ کو عمل میں لایا جائے۔

۶) انتخابی قوانین میں اس طرح ترمیم کی جائے، جس کی رو سے پارلیمنٹ یا ریاستی اسمبلیوں کیلئے امیدواروں کا خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کی بنیاد پر ووٹ طلب کرنا ناجائز قرار دیا جا سکے۔

۷) ہر حصہ اور مقام کیلئے معینہ نشانے مقرر کئے جائیں اور متعلقہ ایجنسیوں اور عوام کی مشترکہ کوشش اور تعاون سے یہ مقصد حاصل کیا جائے۔

۸) شادیوں کا اندراج لازمی قرار دیا جائے اور لڑکیوں کیلئے ۱۸ سال اور لڑکوں کے لئے ۲۱ سال سے کم عمر کی شادی کے ممنوع قانون کو سختی سے نافذ کیا جائے۔

۹) ترقیاتی اقدامات اور خاندانی منصوبہ بندی کی حمایت میں عورتوں کو جائز مقام دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے چھٹے منصوبہ میں تعلیم، روزگار اور دیگر کاموں میں جس سے ان کا معیار بلند ہو سکتا ہے، عورتوں کو زیادہ سے زیادہ شریک کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ امکانات پیدا کئے جائیں۔

۱۰) مرد و خواتین کی نس بندی کیلئے علیحدہ ترغیبی سہولیات ہوں مردوں کیلئے اضافی سہولیات ہوں۔ خاندانی منصوبہ بندی پر مجموعی طور سے مقامی / طبقاتی بہتر کارکردگی کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۱۱) نس بندی کے بعد عورتوں اور مردوں کی بہتر دیکھ بھال کی جائے نیز دیگر مانع حمل طریقے اپنانے والے جائز افراد کے لئے بھی اسی طرح کی سہولت مہیا کی جائیں۔

۱۲) صحت کے معاملہ میں تکنیکی معلومات عام فہم بنائی جائیں۔

۱۳) اس ضمن میں ملک بھر میں عوامی تعلیم کو سرعت سے رائج کیا جائے اور کاشتکاری، صنعت اور دیگر امور سے وابستہ پیشہ ور افراد کی تربیتی پروگرام میں اسے شامل کیا جائے

۱۴) خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو فروغ دینے کیلئے مقامی حالات اور متعلقہ باشندوں کی تہذیبی روایات کی مناسبت سے رابطۂ عامہ کا استعمال کیا جائے۔

یہ اجلاس غیر سرکاری اداروں کے اس رویہ کا خیر مقدم کرتا ہے جس کے تحت خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی موجودہ حیثیت کو بڑھا کر عوامی تحریک کے طور پر قبول کیا گیا۔ اس پروگرام کو فروغ دینے میں معاون اداروں کی حوصلہ افزائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لہذا اجلاس سفارش کرتا ہے کہ اس معاملہ میں رضاکارانہ تنظیموں کی جانب حکومت کا رویہ محض سرپرستانہ نہ رہے بلکہ شریک کار کی حیثیت سے ادا کرے۔ مزید سفارش کی جاتی ہے کہ غیر سرکاری اداروں کی مالی سرپرستی سرعت سے ہو۔ گرانٹ کی منظوری کے قوانین آسان بنائے جائیں اور کارروائی میں تاخیر نہ ہو۔ پنچایت اور مقامی اداروں کو رضاکارانہ کوششوں کا نگراں مقرر کیا جائے۔

یہ اجلاس یہ بھی سفارش کرتا ہے کہ سیاسی اختلافات سے بالاتر خاندانی منصوبہ بندی کی قومی اہمیت واضح کرنے کے لئے وزیر اعظم تمام سیاسی پارٹیوں کے صدور کی ایک میٹنگ جلد از جلد طلب کریں۔ اس میٹنگ میں پروگرام پر موثر عمل آوری کے لئے تمام پارٹیوں کا تعاون حاصل کیا جائے اور مناسب فیصلے لئے جائیں۔ اجلاس اس بات کی ضرورت محسوس کرتا ہے کہ تمام سطح پر مذکورہ پروگرام کے سلسلے میں عوامی رائے مضبوط کرنے اور اس کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے باقاعدہ بین پارٹی تبادلۂ خیالات کا انتظام کیا جائے۔ یہ اجلاس عوامی رائے ہموار کرنے کے لئے تمام پارلیمانی اراکین سے جدوجہد کی اپیل کرتا ہے۔

اقرارنامہ

سنگین صورتحال کے پیش نظر اور اسمیں بہتری پیدا کرنے کی غرض سے شرکاء اجلاس اقرار کرتے ہیں کہ وہ

۱) پارلیمنٹ اور ریاستی اسمبلیوں کے آئندہ اجلاس میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کی اتفاق رائے سے حمایت کریں گے اور عوام کی رضاکارانہ شرکت کے ذریعہ اس پروگرام کو تیزی سے عمل میں لانے کے لئے تعاون پیش کریں گے۔

۲) وہ اپنے حلقۂ انتخاب میں گھر گھر تعلیمی پروگرام پر عمل کریں گے۔

۳) ہر سال کم از کم ... خاندانوں سے رابطہ قائم کرکے انھیں اور دیگر عوام کو خاندانی منصوبہ بندی کی اہمیت اور فوائد سمجھائیں گے۔

۴) وہ تمام سیاسی پارٹیوں کے اشتراک سے اپنے حلقوں میں حلقہ وارانہ کمیٹیاں تشکیل دیں گے اور

۵) خاندانی منصوبہ بندی میں عام سماجی شرکت کو فروغ دینے کی کوشش کریں گے۔

★★★

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا لفافہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔
- ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:
  ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
  گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

کا

دورہ

وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے کے لئے عوام کی چاہت کا بےنظیر مظاہرہ حال ہی میں مالیگاؤں اور جلگاؤں میں دیکھا گیا جب اپنے محبوب رہنما کا منتظر ایک جمع غفیر آپ کے یہاں پہنچتے ہی آپ کے استقبال کے لئے اُمڈ پڑا۔ ان مقامات کا دورہ دراصل غریبوں کے تئیں وزیراعلیٰ کے اسی جذبۂ خدمت کا عکس تھا جس کا اعادہ بار بار ہو چکا ہے۔

مجمع کی یہ تصویر مالیگاؤں کے شہریوں کی ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہندو، مسلم اور آدیباسی شامل ہیں اور جو بڑے انہماک سے وزیراعلیٰ کی جانب اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے آپ کی سحر انگیز تقریر میں کھوئے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ جلگاؤں میں جی۔ایس ہائی اسکول گراؤنڈ پر عوام کا آ

زبردست ہجوم مسرت اور شادمانی کے تاثرات لئے ہوئے وزیراعلیٰ کو خوش آمدید کہنے چلا آیا۔ تصویر ۱، تصویر ۲ سرکاری اعانتوں سے مستفیض ہونے والے چند عام افراد کی ہے جو وزیراعلیٰ کے دست مبارک سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں ان کے چہروں سے خوش آئند مستقبل کی خوشی صاف عیاں ہے۔

وزیراعلیٰ تک پہنچنے میں فاصلے مٹ گئے

ریاست کے لاکھوں عوام نے اپنی بے انتہا مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس شخص کے لئے اپنی آنکھیں بچھا دیں جو ان کے دل کے قریب اس لئے رہا کہ وہ ہمیشہ غریبوں کے کام آتا ہے۔ شریمتی اندرا گاندھی کی صفوں میں جمہوریت کے سچے پیروکار وزیراعلیٰ کا کہنا ہے کہ دولت کی فراوانی کا جائز مقصد اس کی مساوی تقسیم ہے اور صحیح اصول یہی ہے کہ کمزور کو طاقتور سے طاقت کا کچھ حصہ ضرور ملے۔
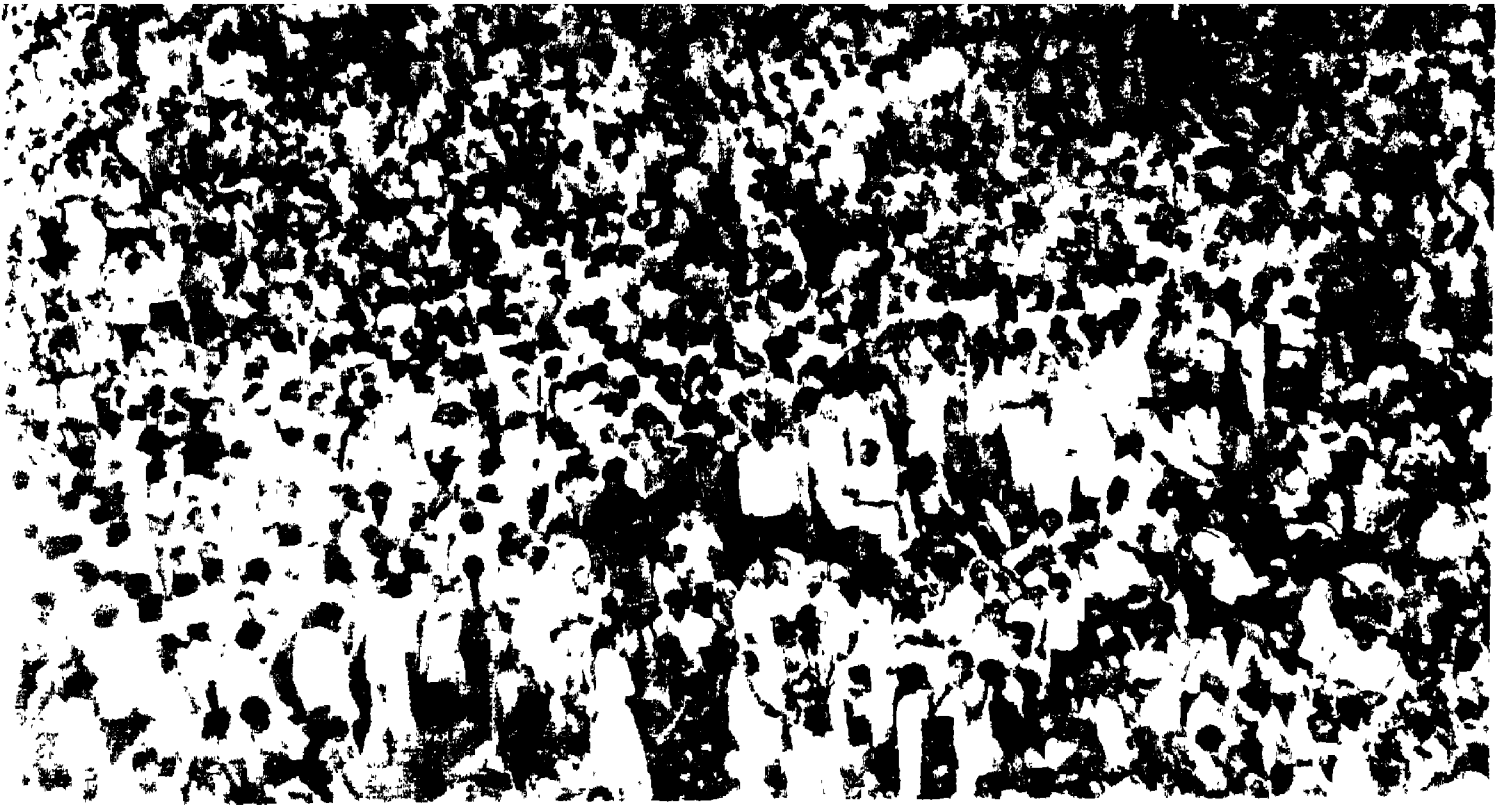
زیر نظر تصویر ۳ میں وزیر اعلیٰ کا
کہیں جلوس کی شکل میں پر تپاک خیر مقدم کیا جا رہا ہے
کہیں ان کی تقریر کو پر سکون عوام کا مجمع گوش گذار رہا
ہے اور کہیں آپ خود سڑک کے دونوں کنارے جمع لوگوں
کے استقبال کا جواب دے رہے ہیں۔ ہر جگہ آپ کی سنجیدہ
باتوں نے عوام کا دل جیتا۔ وہی جوش و خروش جو زبان
سے نہیں، دل کی گہرائیوں سے پیدا ہوتا ہے، آپ کی طرز
تقریر میں شامل رہا۔ گاؤں گاؤں شہر شہر اور ضلعوں
ضلعوں نے خوش آئند مستقبل سے متعلق وزیر اعلیٰ کی
یقین دہانیوں کو بلا جھجک قبول کیا۔

ناندیڑ میں عوام نے وزیرِ اعلیٰ کا جلوس کی شکل میں استقبال کیا اور انھیں پرانے مونڈھا گراؤنڈ لے جایا گیا جہاں آپ نے ایک زبردست جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ سکھوں کے آخری گرو کی یادگار یہ مقدس سرزمین آپ کی فکر انگیز صداؤں سے گونج اٹھی۔

بمبئی سے قریب ستھانے کے شیواجی میدان میں وزیرِ اعلیٰ کی موجودگی پر جشنِ شادمانی قابلِ دید منظر تھا۔ جلسہ میں بڑی تعداد میں شریک خواتین کے لئے یقیناً یہ ایک ناقابلِ فراموش ساعت تھی جو قرب و جوار سے محض یہ دیکھنے آئی تھیں کہ وزیرِ اعلیٰ ان کے بچے اور ان کے مردوں کے لئے کیا لائے ہیں اور پھر انھوں نے دیکھا کہ وزیرِ اعلیٰ نے صرف زبانی جمع خرچ نہیں کیا بلکہ ان کی مدد کی اور ہمدردی جتائی۔

مالیگاؤں میں وزیرِ اعلیٰ نے ۵۰ء۴ کروڑ روپیہ کے لاگت کی ایک اسپننگ مل کا افتتاح کیا۔ یہ مل باشندگانِ ضلع کے لئے نہ صرف روزی، روٹی اور آمدنی کا ذریعہ ہوگی بلکہ اس کی بدولت علاقہ کی حیثیت برتر ہونے میں بھی کوئی دیر نہ ہوگی۔ یہ اس یقین دہانی کا ثبوت ہے جو ریاست بھر میں دہرائی جاتی رہی ہے کہ جس طرح تمام شہری حکومت کے خزانہ میں مساوی حصہ کے حقدار ہیں۔ اسی طرح ریاست کے تمام علاقے منصفانہ اور مناسب توجہ اور ذرائع کی تقسیم میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

ناندیڑ میں گرو گوبند سنگھ کی سمادھی کے مشہور گردوارے میں سکھ فرقہ کی جانب سے وزیر اعلیٰ شری انتولے کی عزت افزائی کی گئی۔

وزیر اعلیٰ جو سرو دھرم سمبھاؤ کے اصول پرست اور سماجی انصاف کے علمبردار ہیں، رحمدلی اور انصاف کو مذہب کی بنیاد سمجھتے ہیں یہی رحم دلی اور ہمدردی کا جذبہ شری انتولے کی جد و جہد کے پس پشت کارفرما رہا ہے جو آپ نے محروم، بے کس، فراموش کردہ اور کمترین اشخاص کی فلاح و بہبود کے لئے جاری رکھی ہے۔ آپ غریبوں کے حالات زندگی میں بہتری لاتے ہوئے ان کے معیار زندگی کو بلند کرنا چاہتے ہیں، یہی شریمتی اندرا گاندھی کا نصب العین ہے۔

جلگاؤں کے باشندوں نے وزیراعلیٰ کو ایک عظیم الشان گلدستہ پیش کیا، جہاں بھی آپ گئے عوام نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا لیکن وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے اپنے اس احساس کو ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکے کہ عوام کی جانب سے آپ کا پُرجوش استقبال دراصل شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت پر مہاراشٹر کے کروڑوں لوگوں کے اعتماد کا کھلا ثبوت ہے، جنھیں عوام اپنے مفاد کا محافظ، انصاف پسند اور ملک کا نجات دہندہ تصوّر کرتے ہیں۔
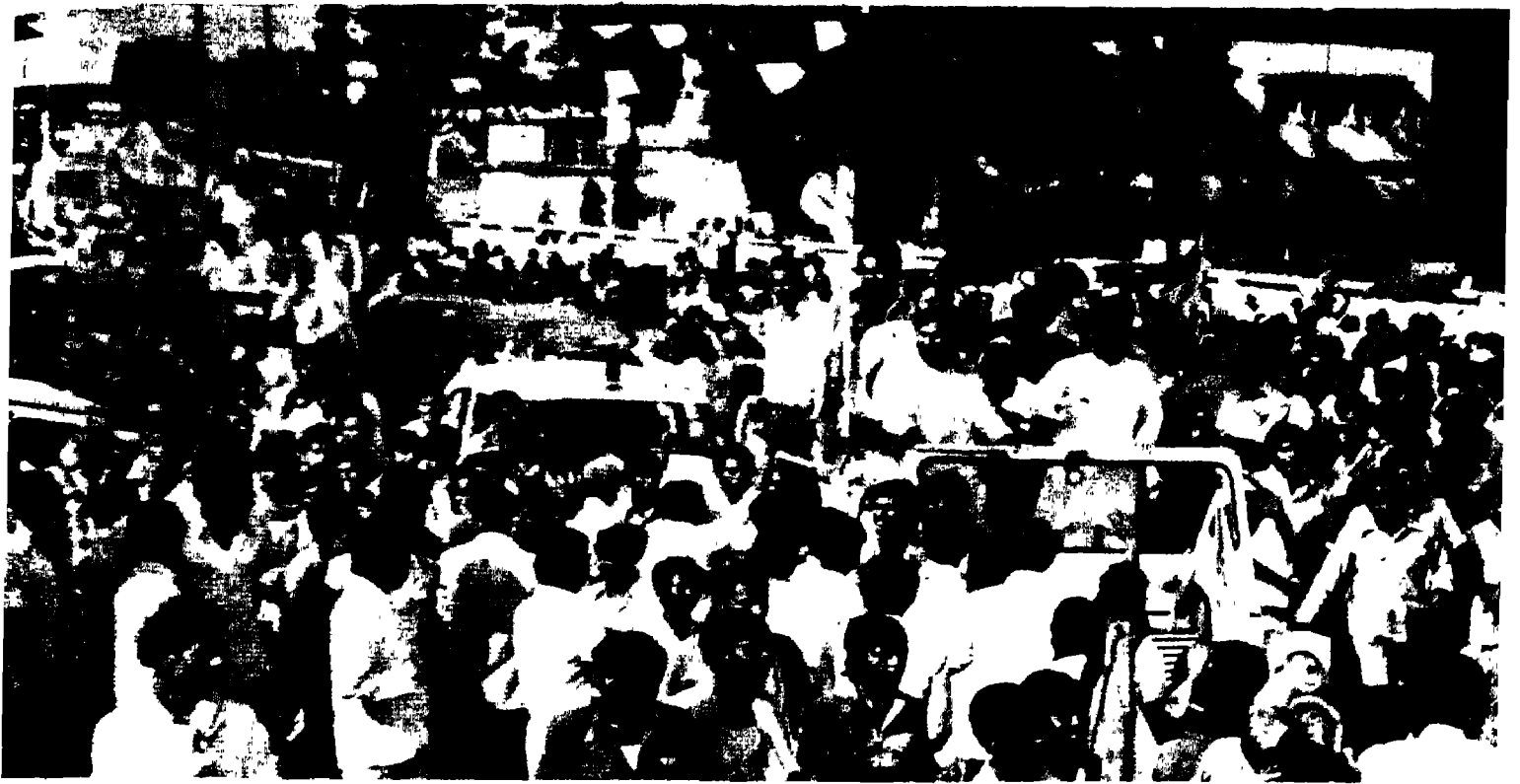
ضلع دھولے کے تندور بار، عثمان آباد میں
لاتور، سولاپور میں اکلوج، بوٹے بیں تلے گاؤں دھام
دھیرے، احمد نگر، چندرپور اور اکولہ میں عوام نے
وزیراعلیٰ کا استقبال اسی جوش وخروش سے کیا۔

ناگپور میں آپ دھما چکر پرورتن جشن سیمیں تقریبات میں بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے ۔ یہ جشن ۲۵ سال پہلے بابا صاحب امبیڈکر اور ان کے معتقدوں کے بدھ مذہب قبول کرنے کے تاریخی واقعہ کی یاد میں منایا گیا تھا ۔
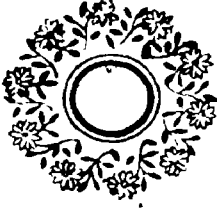
نسیمہ المالطیفی - چند یادیں

٭ مسز ذکیہ ضمیرالدین خطیب

نسیمہ طیب جی، مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی کی سب سے چھوٹی بیٹی تھیں۔ اُن کی ولادت ۱۸۸۶ء کو سومرسیٹ ہاؤس (جو آج صوفیہ کالج کہلاتا ہے) میں ہوئی تھی۔ اُن دنوں بمبئی ایک چھوٹا سا شہر تھا، جس میں بھائیکلہ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جسٹس طیب جی کی رہائش گاہ شہر سے دور کمبالاہل پر واقع تھی۔ اس وقت یہ جگہ قدرے غیر محفوظ تھی۔ لوگوں کو جسٹس طیب جی کے اس انتخاب پر قدرے حیرت بھی ہوئی تھی۔ اُس زمانہ میں لڑکیوں کی تعلیم عام نہیں تھی۔ جب نسیمہ کو اسکول میں داخل کیا گیا تو جماعت میں بہ مشکل ۵ - ۶ طالبات ہوا کرتی تھیں۔ نسیمہ باقاعدگی سے اسکول بھی نہ جاسکیں، کیونکہ سارے شہر میں ہیضہ کی وباء پھیل جانے سے ان کا خاندان سات برس تک مہابلیشور اور ماتھیران میں آباد رہا۔

۱۲ سال کی عمر میں ہی نسیمہ کی شادی المالطیفی سے طے پائی تھی۔ المالطیفی انڈین سول سروس میں داخل ہونے کے متمنی تھے۔ نسیمہ جب ۱۷ سال کی ہوئیں تو ان کے والد نے محسوس کیا کہ نسیمہ کی انگریزی تعلیم مستقبل کے آئی۔سی۔ ایس افسر کے شایانِ شان نہیں۔ نسیمہ کی اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے ان کے والد نے نسیمہ کو ان کی بہن رضیہ کے ساتھ انگلینڈ کے جنوب میں واقع ایک نجی بورڈنگ اسکول میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اُن دنوں جب کہ لڑکیوں کو تعلیم دینے کا رواج عام نہ تھا، لڑکیوں کو تعلیم کے لئے انگلینڈ بھیجنا بعید از قیاس تھا۔ اس پر اخبارات میں خوب شور مچا۔ "کیا محترم جج صاحب کے گھر میں روٹی نہیں ہے جو وہ اپنی بیٹیوں کو سمندر پار بھیج رہے ہیں؟" یہ، اور ایسی کئی سُرخیاں لگائی گئیں۔

جنوبی انگلینڈ کے اس نجی بورڈنگ اسکول کی ہیڈ مسٹریس ایک اعلیٰ کردار کی مالک خاتون تھیں۔ انھیں کئی باتوں سے دلچسپی تھی نہ وہ ایک مخلص سماجی خدمتگار بھی تھیں۔ جب انھوں نے لڑکیوں سے سلم بستیوں کے دورے اور دیگر سرگرمیوں میں ساتھ دینے کے لئے کہا تو نسیمہ طیب جی وہ واحد طالبہ تھیں جنھوں نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کیں۔

ہیڈ مسٹریس نے ایک بار طالبات سے اُن کی خصوصی دلچسپیوں کی بابت دریافت کیا اور ان کی رہنمائی کی پیشکش کی۔ نسیمہ طیب جی نے کہا کہ انھیں بچوں کو پڑھانے کا شوق ہے۔ انھیں کے۔ جی۔ کی تعلیم سے متعلق تربیت دی گئی اور اسکول کی کے۔ جی۔ جماعت کو پڑھانے کی اجازت بھی دی گئی۔ مستقبل میں جب وہ ماہرِ تعلیم آئی۔ سی۔ ایس افسر کی بیوی بنیں تو یہ تربیت ان کے لئے کافی فائدہ مند ثابت ہوئی۔ المالطیفی سے ان کی شادی ۱۹۰۸ء کو لندن میں ہوئی۔ اس وقت لندن میں شریعت اسلام کے مطابق ہونے والی یہ پہلی شادی تھی۔ چونکہ ان دنوں لندن میں نہ مسجد تھی اور نہ ہی قاضی ہوا کرتے تھے۔ لہٰ

ہماری اکثر خواتین کبھی نہ کبھی شادی بیاہ کے موقع پر 'المالطیفی ہال' جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ 'بزمِ نسواں' کی "بیگم نسیمہ المالطیفی تفسیر القرآن کلاسیز" سے بھی اکثر واقف ہوں گے۔ آج میں آپ کو انھی بیگم نسیمہ المالطیفی سے متعارف کرا رہی ہوں، جنھوں نے اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے علمی و ادبی سرگرمیوں کو آخر وقت تک فروغ دیا۔

مسز ذکیہ ضمیرالدین خطیب

لندن میں مقیم طیب جی خاندان کے ایک دوست حیدرآباد کے نواب عماد الملک نے تمام انتظامات کیئے۔ یہ شادی لندن میں ہوئی کیونکہ اس وقت تک نسیمہ کے والد اور والدہ دونوں رحلت کر چکے تھے اور انھیں ہندستان لے کر آنے والا کوئی نہیں تھا۔

اسی دوران المالطیفی انڈین سول سروس کے فائنل امتحان میں اول آئے۔ اس لحاظ سے یہ ان کا حق تھا کہ ان کا تقرر لاہور میں سکریٹریٹ میں کیا جاتا، لیکن جب انگریز افسران نے انھیں محض ہندوستانی ہونے کی بنیاد پر اضلاع میں بھیجنے کا فیصلہ کیا تو المالطیفی نے پنجاب کے صوبے کا انتخاب کیا۔ ان دنوں پنجاب کو غیر مہذب علاقہ تصور کیا جاتا تھا، اور ایسے علاقے میں گذر بسر کرنا ناز و نعم کی پالی ہوئی نسیمہ کے لئے ایک دشوار کن بات تھی۔

نسیمہ اپنے شوہر کے ساتھ پنجاب کے ایک چھوٹے سے مقام رہتک گئیں، وہاں کا پانی پینے کے قابل نہیں تھا۔ انڈین سول سروس کے افسر اعلی کو دیئے گئے مکان کا فرش کچی مٹی کا بنا ہوا تھا۔ دھول سے بچنے کے لئے وہ اس فرش کو چٹائیوں اور شطرنجیوں سے ڈھانکتے تھے۔ وہاں مچھروں کی بہتات تھی۔ ہمیشہ آندھی اور لو کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اس وقت پنجاب کی تمام عورتیں بلا لحاظ مذہب پردے میں رہا کرتی تھیں۔ صرف دیہاتوں میں پردے کا رواج نہیں تھا۔ مفصل علاقوں اور شہروں میں کبھی کوئی عورت بے پردہ نظر نہیں آتی تھی۔

نسیمہ لطیفی کی آواز بڑی ہی سُریلی تھی اور وہ بہت اچھا گاتی تھیں لیکن وہ کبھی بھی اپنے اس شوق کو کھل کر پورا نہ کر سکیں۔ کیونکہ اس صورت میں انھیں رقاصہ اور اسی طرح کے دیگر غیر مہذب ناموں سے پکارے جانے کا اندیشہ تھا۔ اس وقت کسی معزز خاتون کی موسیقی سے دلچسپی کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔

ان کی بڑی بیٹی کو مغربی موسیقی کی تعلیم دی گئی۔ مغربی موسیقی چونکہ "صاحب لوگوں" کی موسیقی تھی اور پھر اس وقت تک دس سالوں کا عرصہ بھی بیت چکا تھا اور تہذیبی قدروں میں بھی تبدیلی آ گئی تھی۔ لہذا نسیمہ لطیفی کی چھوٹی صاحبزادی کی مغربی موسیقی کی تعلیم میں کوئی چیز مانع نہ ہوئی۔

جارج پنجم کی تخت نشینی کے موقع پر ۱۹۱۱ء میں دہلی میں ایک دربار منعقد کیا جا رہا تھا اور المالطیفی کو پریس کیمپ کا انچارج بنایا گیا تھا۔ یہاں نسیمہ لطیفی واحد ہندوستانی خاتون تھیں جو بغیر پردہ کی گاڑی میں

سفر کرتی تھیں۔ انھوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کی مسز برج لال نہرو کو پہلی مرتبہ بغیر پردہ کی گاڑی میں سفر کرایا۔

نسیمہ لطیفی نے معمر خواتین کی طعنہ زنی و تنقید کو نظر انداز کرتے ہوئے بغیر پردہ کی گاڑی میں سفر کرنا جاری رکھا۔ اور اس طرح انھوں نے بے پناہ جرأت کا ثبوت دیا۔ بسا اوقات غیر مہذب افراد ان پر پتھر بھی پھینکتے تھے۔ لہٰذا ان کے شوہر نے ان سے درخواست کی کہ وہ بے دلی سے سہی، لیکن پردہ کیا کریں۔ اس پر انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ چونکہ ان کی والدہ نے پردہ کرنا ترک کیا تھا اس لئے وہ اب ایسا قدم نہیں اٹھا سکتیں۔ اپنے شوہر کے اصرار پر انھوں نے ایک بہت بڑی چھتری خریدی جب کبھی ان کا رکشہ بازار سے گذرتا وہ اس چھتری کی آڑ میں ہو لیتیں۔ اس وقت رکشہ دو پہیوں کی سواری ہوتی تھی، جسے چار آدمی کھینچتے تھے اور شملہ میں یہی ایک سواری تھی۔

شہر کے کم آباد علاقے میں وہ پیدل چلتی تھیں اور ان کا رکشہ ان کے پیچھے چلتا تھا۔ اس طرح وہ شہر میں "گشتی میم صاحب" کے نام سے مشہور تھیں۔ انھوں نے شہر کے اسکولوں کے لئے بہت کام کیا۔ ان کے مزاج میں مزاح بھرا ہوا تھا، اسی لئے بچے انھیں عزیز رکھتے تھے مجھے یاد ہے ایک مرتبہ شملہ کے ایک چھوٹے اسکول کے لداخی بچوں نے ان کے رکشہ کو بازار میں "ہماری میم صاحب" کہتے ہوئے گھیر لیا تھا۔

سماجی خدمت کے جذبہ کے تحت انھوں نے لڑکیوں کے گائیڈ میں شرکت کی۔ جلد ہی انھیں غیر منقسم پنجاب کے "گرل گائیڈ" کا صوبائی کمشنر بنایا گیا۔ گورنر کی بیوی لیڈی ہیلے نے، جو خود بھی ایک گرل گائیڈ تھیں، ان سے کہا کہ "ابھی آپ گرل گائیڈنگ سے پوری طرح واقف نہیں لیکن عوام سے رابطہ قائم کرنے میں آپ کا جواب نہیں۔"

گرل گائیڈ میں نسیمہ لطیفی کی شرکت کے بعد پنجاب بھر میں گرل گائیڈ کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا، کیونکہ ہر کوئی یہی چاہتا تھا کہ اس کی بیٹی کو نسیمہ لطیفی کی رہنمائی حاصل ہو۔ ان کی اپنی بیٹی ان کی پہلی رنگروٹ تھیں اور سب سے پہلے ان کی بیٹی نے ہی خاکی یونیفارم زیب تن کیا۔ وہ ہمیشہ اپنی بیٹی اور اپنی سہیلیوں کی لڑکیوں کو خاکی یونیفارم پہننے کی تلقین کرتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ یونیفارم میں ہر کوئی ایک جیسا نظر آتا ہے کوئی تمھیں پہچان نہیں سکتا۔ اگر تم یونیفارم کے علاوہ کوئی اور لباس پہنتی ہو تو تمھاری ناموس کی حفاظت کے لئے تمھارے ساتھ ایک 'آیا' اور اس 'آیا' کی ناموس کی حفاظت کے لئے ایک بیٹے والے کی ضرورت ہوگی۔ اگر تم اپنے ساتھ یہ جلوس لے کر نکلنا نہیں چاہتیں تو یونیفارم پہن کر آزادی کے ساتھ نکل سکتی ہو۔ ان کی یہ نصیحت نہایت موزوں تھی اور ہم سبھی لڑکیاں اس پر عمل کرتی تھیں۔

شریمتی لقمان، شری فقیر محمد لالہ، درمیان میں محترمہ نسیمہ لطیفی، محترمہ یاسمین لقمان — اپنی نانی کے ساتھ محترمہ کاملہ طیب جی (کی پھوپھی) اور رضیہ نظام الدین۔

انھوں نے پردہ نشین مسلم خواتین کے لئے شملہ میں لیڈی ہیمس ورڈ لیڈیز پردہ کلب شروع کیا۔ وائسرائے کی بیگم اس کلب کی صدر تھیں اور وہ خود اس کی سرگرم عمل اعزازی سیکریٹری تھیں۔ مہینے میں ایک بار شہر کے کسی اچھے ہوٹل کے عالیشان کمرے میں جلسہ ہوا کرتا تھا۔ گھر اور رشتہ داروں کے گھروں تک ہی محدود رہنے والی پردہ نشین خواتین ان جلسوں میں شریک ہوتی تھیں۔ ان جلسوں کی وجہ سے ان میں آپسی تعلقات قائم ہوئے اور جلد ہی ذاتی طور پر پردہ پارٹیاں منعقد کی جانے لگیں۔ نسیمہ لطیفی چونکہ بذلہ سنج اور خوش گو تھیں لہٰذا ایسی ہر ذاتی پردہ پارٹی میں ان کی شرکت لازمی ہوا کرتی تھی اگر وہ کبھی کسی کے یہاں پارٹی میں شرکت نہ کرتیں تو دوسری صبح اُن سے شکایت کی جاتی کہ ان کے نہ آنے سے پارٹی میں لطف نہیں آیا۔ دراصل نسیمہ لطیفی ان پارٹیوں کی جان تھیں وہ ان پارٹیوں کو پُرلطف بنا دیا کرتی تھیں۔

چونکہ المالطیفی سینئر آئی۔ سی۔ ایس۔ افسر تھے اس لئے نسیمہ لطیفی موسم سرما کے ایام لاہور میں گذارتی تھیں۔ وہاں انھوں نے ہندوستانیوں کے لئے ٹینس اور بیڈمنٹن کا ملا جلا کلب جاری کیا۔ اس سے پہلے کوئی بھی ہندوستانی ملا جلا کلب نہیں تھا اور انگریزوں کے کلب ہندوستانیوں کے لئے بند تھے۔ وہ بیڈمنٹن کی بہت اچھی کھلاڑی تھیں۔ اس کھیل کی تربیت انھوں نے اپنے والد کے گھر میں ہی پائی تھی۔ یہاں یہ ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بدرالدین طیب جی نے ہی بیڈمنٹن کا کھیل ہندوستان میں شروع کیا۔

۱۹۲۸ء میں دونوں میاں بیوی اپنے چاروں بچوں کو تعلیم کے لئے انگلینڈ لے گئے۔ وہاں نسیمہ لطیفی چار سالوں تک بچوں کو لے کر اکیلی رہیں تاکہ تعطیل کے دوران بچے گھر آسکیں اور گھر سے ان کا رابطہ برقرار رہے۔ اس دوران ڈاکٹر لطیفی پنجاب میں ڈیوٹی پر تھے۔ میاں بیوی نے مل کر اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے بلاشبہ کتنی تکلیفیں برداشت کیں۔ اس مدت میں تین گول میز کانفرنسیں منعقد ہوئیں اور ہر مرتبہ ڈاکٹر لطیفی برٹش انڈین ڈیلی گیشن کے سکریٹری کی حیثیت سے انگلینڈ آئے۔ اس طرح چند ہفتوں کے لئے سب یکجا ہو جاتے تھے۔

نسیمہ لطیفی ایک باہمت خاتون تھیں۔ ایک مرتبہ کشمیر میں چھٹیاں گذارتے وقت اچانک ڈاکٹر لطیفی پر فالج کا حملہ ہوا۔ نسیمہ لطیفی نے اپنے بچوں کی امداد کی پیشکش قبول کرنے سے انکار کیا اور انھیں کشمیر آنے سے بھی منع کر دیا اور تن تنہا وہ اپنے شوہر کی تیمارداری کرتی رہیں اور دیگر کام بھی سر انجام دیتی رہیں۔ جب ڈاکٹر لطیفی کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو انھیں بمبئی لاکر گیارہ برسوں تک ان کی دیکھ بھال کی۔ پہلے پانچ برس ڈاکٹر لطیفی لکڑی کے سہارے چلتے پھرتے تھے۔ نسیمہ لطیفی انھیں ہر شام فلم یا کسی دوسرے تفریحی پروگرام کے لئے لے جاتی تھیں۔

ڈاکٹر المالطیفی کے انتقال کے بعد وہ بینائی سے محروم ہوگئیں اور ان کی قوت سماعت بھی بے حد کم ہوگئی۔ اس حالت میں بھی انھوں نے اپنے بچوں پر بوجھ بننا گوارا نہیں کیا۔

انھوں نے اپنی زندگی کے صرف آخری ۵ سال اپنی بڑی بیٹی کے ساتھ گذارے۔ یہاں انھوں نے اپنے آپ کو اس کے گھر کی سہولت کے مطابق ڈھال لیا اور کسی بھی طرح اس پر بوجھ نہیں بنیں۔ وہ اپنی صحت کا بے حد خیال رکھتی تھیں تاکہ ان کی جسمانی کمزوریاں دوسروں کے لئے مسئلہ نہ بن جائیں۔ وہ باقاعدہ ورزش کرتی تھیں۔ بینائی اور سماعت کی کمزوریوں سے وہ مایوس نہیں ہوئیں بلکہ ان کا ہمت سے مقابلہ کیا۔ بڑھاپے میں بھی انھوں نے اسی عزم و ہمت و بیباکی کا مظاہرہ کیا جو ان کی زندگی کا خاصہ تھیں۔

OOOOO

جالنہ — مراٹھواڑہ کا چھٹا ضلع

کم ازکم ۳۰۰ سال سے مراٹھواڑہ میں جالنہ کو ضلع کی حیثیت سے دیکھنے کی تمنا کی جاتی رہی ہے۔ اب حال ہی میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی کامیاب کوششوں کی بدولت یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ ریاستی کابینہ کی ایک میٹنگ ۲۳ جنوری اور ۲۴ جنوری کو اورنگ آباد میں منعقد ہوئی تھی۔ اس دوران وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے مراٹھواڑہ تشریف لے گئے تھے اور ۲۴ جنوری کو جالنہ کا دورہ کیا۔ یہاں آپ کا خیر مقدم جالنہ ترقیاتی کمیٹی نے کیا جو جالنہ ضلع کی تشکیل کے مقصد سے قائم کی گئی تھی۔

ہروالی۔ جالنہ کا پرانا نام

وزیر اعلیٰ کا جالنہ کا یہی دورہ تاریخی ثابت ہوا۔ بمبئی لوٹتے ہی آپ نے یکم مئی کو یوم مہاراشٹر کے موقعہ پر جالنہ کو نیا ضلع بنانے کا اعلان کیا اور اس طرح مراٹھواڑہ کا چھٹا ضلع ظہور میں آیا۔

آج کا جالنہ شہر جو کندالیکہ اور سینا ندیوں کے ساحل پر واقع ہے یہ قدیم زمانے میں ہروالی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ حقیقت نامہ کے مطابق جالبرائی ہروالی کا حاکم اعلیٰ تھا۔ بعد میں جالبرائی سے منسوب کرتے ہوئے ہروالی کا نام جالنہ رکھا گیا۔ حقیقت نامہ کے مطابق جالنہ ۴۴ جھونپڑیوں پر مشتمل چھوٹا گاؤں تھا جو جنگلات سے گھرا ہوا تھا۔

جالنہ ضلع کی افتتاحی تقریب میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے۔

یرائی کا حاکم ممبا دیوی مندر کے قریب ایک محل میں
ہتا تھا -

ردھا میں شمولیت

۱۵۷۲ء میں ایک سورما لشکر خاں نے جالیرائی کو شکست
ے کر اپنی حکومت قائم کی - اسی زمانہ میں جمشید خاں نے
احمد نگر کے مرتضیٰ نظام شاہ کی نظام شاہی فوج کا
سپہ سالار تھا، خفیہ سازش کے تحت ورھد فتح کرنے
منصوبہ بنایا - کچھ عرصہ اس نے جالنہ میں پڑاؤ کیا اور
ئی مساجد تعمیر کیں - قدیم جالنہ میں موتی تالاب تعمیر کیا
ں سے سارے جالنہ کو پانی فراہم کیا جاتا تھا - ۱۵۷۴ء میں
ام شاہ نے ورھد کو فتح کیا اور جالنہ کو اپنی حکومت
ں شامل کیا اس کے ساتھ ہی جالنہ کی ترقیات کا کام شروع ہوا -
ملک عنبر جنھوں نے اورنگ آباد کی ترقیات کے لئے شروعات
کی تھیں، شاید ان سے پہلے جمشید خاں نے جالنہ کی ترقیات میں
عاون امور انجام دیئے -

۱۶ ویں صدی میں شہنشاہ اکبر نے عبدالرحمٰن کو جنوب
ں ایک مہم پر روانہ کیا تھا - اس وقت عبدالرحمٰن نے اپنی فوج
لیساتھ جالنہ کے قریب دریا کے کنارے قیام کیا تھا -
ان خاناں نے جالنہ کو اپنا صدر مقام بنایا تھا - جالنہ
رگنہ سے ۸۸ دیہاتوں کو لے کر ایک خود مختار علاقہ
نایا گیا -

سرکار جالنہ پور

خان خاناں نے پرگنہ کو صدر مقام بنایا تھا بعد میں جالنہ پور
کو ضلع یا "سرکار" کا مرکز بنایا گیا - اس ضلع میں دس
پرگنہ ، امبد، آشتی ، رجنی ، شیش گاؤں، وا باڑی،
سندھ کھیڑ وغیرہ شامل تھے - ۱۸۶۷ء تک جالنہ پور ضلع
صدر مقام کی حیثیت سے انتظامی و فوجی اہمیت کا حامل
رہا -

تعلقہ میں تبدیلی

۱۸۶۷ء میں سر سالار جنگ نے اس علاقہ کی تنظیم نو کی
جس کے نتیجہ میں سرکار جالنہ کو ایک تعلقہ کا صدر مقام
بنایا گیا -

ہندوستان کو آزادی حاصل ہونے کے بعد بھی
مراٹھواڑہ کا یہ علاقہ نظام حکومت میں ہی رہا - لیکن جلد ہی
جالنہ، بھوکردان ، امبد، جعفرآباد اور پارتور کے عوام نے
نظام کے خلاف عَلَم بغاوت بلند کیا - عوام کو فتح ہوئی اور اس
طرح جالنہ پرانے اورنگ آباد ضلع کے ایک حصّہ کے طور پر
ظہور میں آیا -

نیا ضلع

نئے جالنہ ضلع میں ، اورنگ آباد ضلع میں واقع امبڑ،
جالنہ، بھوکردان ، جعفرآباد ، اور ضلع پربھنی کا پارتور یہ علاقے

جالنہ ضلع میں گوداپانگری کا بندھ جس
میں "گوڈبولے دروازے" کے اضافہ سے صنعتی
علاقوں کو یومیہ تین ہزار مربع میٹر پانی کی فراہمی
ممکن ہوگی -

شامل کئے گئے ہیں۔ اس ضلع کا رقبہ ۷،۳۴۴،۰۶۹ مربع میٹر ہے۔ اور آبادی تقریباً ۱۰،۴۹،۴۵۱ ہے۔ اس ضلع میں پانچ تعلقوں کے تمام ۹۰۹ دیہات شامل ہیں۔ زراعتی نقطہ نظر سے اس ضلع میں واقع ۴۸۹ دیہات کی زمین خریف فصل کے لئے اور ۴۲۰ دیہات کی زمین ربیع فصل کے لئے زرخیز ہے۔

صحت عامہ کا جائزہ

جالنہ ضلع میں پرائمری ہیلتھ سینٹر قائم ہیں جن کے تحت ۶۷ ضمنی مرکز کام کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۳ بنیادی ہیلتھ یونٹ اور تین یونانی اور تین ایورویدک دواخانے قائم ہیں۔ ہر تعلقہ میں ایک دوا خانہ قائم ہے۔ ہر تعلقہ میں ۵ میونسپل ہسپتال ہیں جنہیں اب ضلع سطح پر ترقی دے کر جنرل ہسپتال بنایا گیا ہے۔

پسماندہ طبقات کے لئے سہولتیں

حالیہ مردم شماری کے مطابق یہاں مندرج جاتیوں کی تعداد ۶۳،۱۴۸ اور مندرج قبائل کی تعداد ۲۲،۳۵۲ ہے۔ پسماندہ طبقات کے طلبہ کے لئے ۱۷ ہوسٹل تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۴۴ مکانات کے سدھار کی اسکیم بھی زیر غور ہے۔

نیا ضلع تشکیل دیئے جانے کے بعد سب سے بڑا مسئلہ متعلقہ سرکاری دفاتر کے لئے موزوں جگہ کا انتظام تھا۔ اس ضمن میں عارضی انتظامات کے تحت سب ڈویژنل یا تعلقہ دفاتر کی جگہوں پر ضلع دفاتر قائم کئے گئے۔ اس طرح ضلع کلکٹر اور ضلع مجسٹریٹ کے دفاتر ڈپٹی کلکٹر کے دفتر میں ضلع پریشد کا دفتر پنچایت سمیتی میں، ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کا دفتر زیریں عدالت میں، ڈسٹرکٹ ٹریژری کا تحصیل آفس میں اور جنرل ہسپتال کا کاٹیج ہسپتال میں دفتر قائم کیا گیا۔ بہر حال نئے ضلع کے لئے انتظامی امور کی شروعات اس طرح کی گئیں۔

اس معاملہ میں جالنہ کے عوام نے حکومت سے تعاون کی ایک زبردست مثال قائم کی۔ ودیا نگر اور چھترپتی کو آپریٹیو سوسائٹی کے ۲۷ ممبران نے اپنے ذاتی مکانات سرکاری ملازمین کی رہائش کے لئے عطا کئے۔

جالنہ میونسپل نے بھی رہائشی مسئلہ کے حل میں تعاون کرتے ہوئے چیف ایگزیکیوٹیو آفیسر کے مکان سے لے کر بیڈمینٹن ہال تک تقریباً ۱۲ بلڈنگیں سرکاری دفاتر قائم کرنے کے لئے دیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ مزید بلڈنگوں کی تعمیر کا کام بھی تیزی سے شروع کیا گیا تاکہ مکمل ہونے کے بعد سرکاری دفاتر کے لئے حاصل ہوں۔

طویل مدتی منصوبے

نئے جالنہ کے انتظامی اُمور کی شروعات ہو چکی ہیں۔ اب تک جالنہ شہر میں ضلع سطح کے ۹ دفاتر اپنا کام شروع کر چکے ہیں اور مزید ۲۰ دفاتر جلد جاری ہو جائیں گے۔ یہ تمام انتظامات عارضی ہیں اور ظاہر ہے کہ نامناسب ہیں۔ لہٰذا ایک طویل مدتی منصوبہ تیار کیا جا رہا ہے۔ انتظامی توسیع کے لئے چراگاہ کے سروے نمبر ۴۸۸ سے لے کر ۳۰۰ ہیکٹر اراضی مختص کر دی گئی ہے۔ پبلک ورکس کے ایگزیکیٹو انجینئر شری ورد ے نے انتظامی توسیع کی تفصیلات پیش کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا ہے کہ مجوزہ منصوبہ کی تکمیل پر اخراجات کا اندازہ ۱۰ کروڑ روپیہ ہے۔

سروے نمبر ۴۸۸ میں ایک مکمل بستی قائم کئے جانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔ اس میں ضلع دفاتر کے لئے ایک وسیع مرکزی عمارت ہوگی، ریاستی حکومت کے ملازمین کے لئے جن میں درجہ اول سے چہارم کے ملازمین شامل ہیں۔ تقریباً ۶،۰۰۰ کمرے ہوں گے۔ نیز مدارس، اسپتال، ڈاک خانے، آب رسانی، زمین دوز انعکاس اور دیگر سہولتیں مہیا ہوں گی۔ حکومت کی قائم کردہ ایک اعلیٰ اختیاری کمیٹی نے اس سلسلے میں اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کر دی ہے۔

شری ورد ے کے مطابق یہ پروجیکٹ بتدریج پانچ سالوں میں مکمل ہوگا۔ جاری مالی سال کے دوران حکومت نے ۶۰ لاکھ روپیہ مختص کیا ہے جس میں سے ۳۵ لاکھ روپے کی لاگت کا تعمیری کام سُرعت سے زیرِ تکمیل ہے۔ ۱۰ بیرکوں میں سے چھ بیرک تقریباً مکمل ہو چکے ہیں۔ ضلع سطح کے کئی دفاتر یہاں قائم ہو چکے ہیں اور جلد ہی مزید دفاتر قائم ہونے کی توقع ہے جس کے نتیجہ میں جالنہ ضلع کے انتظامی امور تیزی سے انجام پا سکیں گے۔ ●●●
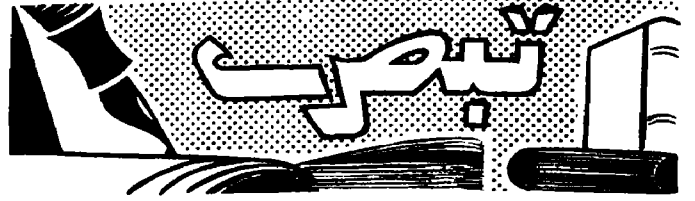
(ر ۔ ا ۔ خ)

علمِ حدیث اور چند اہم محد

مولف : ڈاکٹر محمد سالم قدوائی
ناشر : مکتبۂ جامعہ لمٹیڈ، جامعہ نگر، نئی دلی ۲۵
طباعت : لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج، نئی دلی
قیمت : پندرہ روپے

پچھلے پچاس برسوں میں علوم قرآن و حدیث، تصوف اور فقہ کی طرف کم ہی توجہ دی گئی ہے، نتیجتاً ان علوم کے بارے میں عام معلومات کا بھی فقدان نظر آتا ہے۔ فکر سب ہی کو تھی کہ اس کمی کو پورا کیا جائے اور وقت کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ان علوم پر [illegible] ترتیب دی جائیں، مگر کامیابی نہ ہوئی۔ اب یہ سالم قدوائی صاحب کی کاوش کا نتیجہ ہے کہ "علم حدیث اور چند اہم محدثین" منظر عام پر آئی ہے جس سے وہ تشنگی جو محسوس کی جا رہی تھی کم ہو سکے گی۔

حالانکہ یہ ایک درسی کتاب کی صورت میں طلبہ کی معلومات عامہ کے لئے ترتیب دی گئی ہے مگر قدوائی صاحب نے اپنے وسیع مطالعے اور تجربہ کی بنا پر اسے اس لائق کر دیا ہے کہ سب ہی پڑھے لکھے مستفیض ہو سکیں۔

کتاب کا مقدمہ جناب محمد تقی امینی، ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے لکھا ہے، جس میں دین و شریعت کے بارے میں شروع ہی میں لکھ دیا ہے کہ دین و شریعت سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو کچھ بھی منسوب ہوتا ہے اس کو "حدیث" کہتے ہیں جس کا سرچشمہ نبوت ہے۔ محدثین کے بارے میں آپ نے لکھا ہے کہ "حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے محدثین نے اسلامی دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اندلس سے وسط ایشیا تک شہر شہر اور گاؤں گاؤں کا پیدل سفر کیا تاکہ وہ دوسروں تک منتقل کر سکیں۔"

"علمِ حدیث اور چند اہم محدثین" میں کل ۱۳ ابواب ہیں جن میں شروع کے تین باب۔ تاریخ و تدوینِ حدیث، اصولِ حدیث اور اصطلاحاتِ حدیث پر مشتمل ہیں۔ چار سے تیرہ ابواب امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ امام ابوداؤدؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالتے ہیں۔ سالم قدوائی صاحب نے ان کی زندگی کے مختصر حالات پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ ان بزرگانِ دین کو احادیث جمع کرنے اور انھیں عوام میں پھیلانے کے لئے کس قدر صعوبتیں برداشت کرنا پڑی ہیں۔

اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی زبان نہایت سلیس اور عام فہم ہے تاکہ قارئین اسے صرف ایک مذہبی کتاب کا رنگ نہ دے سکیں۔ شروع ہی سے زبان اس قدر عام فہم اور سلیس لکھی گئی ہے کہ قاری کی دلچسپی قائم رہتی ہے اور اسے سمجھنے میں اور یاد رکھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ قوی امید ہے کہ یہ کتاب عوام میں شرفِ قبولیت حاصل کرے گی۔

فن اور شخصیت کا فیض نمبر

معروف شاعر فیض احمد فیض کی ۷۰ ویں سالگرہ کے موقع پر ادارۂ فن اور شخصیت نے "فیض نمبر" شائع کر کے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ یہ خصوصی نمبر ۷۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مشہور ادیبوں نے فیض کی شخصیت اور شاعری پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ فیض کی شخصیت کی مختلف جھلکیاں ۷۵ فوٹوز میں شائع کی گئی ہیں۔

شریمتی سلمیٰ صدیقی اور شری صابر دت نے اس خاص نمبر کو ترتیب دیا ہے۔

مجلہ کی ضخامت کو دیکھتے ہوئے ستر (۷۰) روپے قیمت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ یہ مجلہ نرگس بلی کیشن، پی۔ بی نمبر ۱۳۹۱ فورٹ، بمبئی ۱ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(ر ۔ ا ۔ خ)

قومی راج

○ ڈاکٹر نریش
پنجاب یونیورسٹی،
ایوننگ کالج،
چنڈی گڑھ۔ ۱۶۰۰۱۴

ارضِ وطن

میرے ہند کی زمین کا ہر ذرّہ اک ستارہ

○

سرزمیں پاک اسی دیس کی ہے رشکِ جناں
یہ وہ دھرتی ہے کہ ہیں گنگ و جمن جس پہ رواں
صبح رنگین جو ہوتی ہے تو ہر شام جواں
دم بخود دیکھ کے ہوتا ہے جسے سارا جہاں
حسن اس جیسا بھلا اور ملے گا بھی کہاں
سیکڑوں جنتیں اس ارضِ حسیں پر قرباں

○

اہلِ دنیا کو محبت ہے سکھائی ہم نے
علم کی راہ زمانے کو دکھائی ہم نے
پریم بانی جو سنائی تو سنائی ہم نے
بات جو منہ سے نکالی وہ نبھائی ہم نے
چوٹ بھی جو کبھی احباب سے کھائی ہم نے
جان کر تحفہ گلے ہی سے لگائی ہم نے

○

ہم ہیں وہ لوگ جو ہر وعدہ وفا کرتے ہیں
پیار دیتے ہیں انھیں بھی جو جفا کرتے ہیں
لوگ دنیا میں کہاں ایسے ہوا کرتے ہیں
پھول کی طرح جو کانٹوں میں کھلا کرتے ہیں
ہم نہ شکوہ نہ شکایت نہ گلہ کرتے ہیں
ہم تو ہر حال میں سرشار رہا کرتے ہیں

قومی راج

○ یونس عابدی
۱/۸۱، قلی بازار، کانپور

دیوالی

آج کی کالی رات کو روشن کردے گی دیوالی
کل کی سنہری صبح کی گھڑیاں ہوں گی سب متوالی

رات سلونی کاجل بن کر آنکھوں میں مسکائے گی
جوت دیئے کی درپن بن کر ہر چہرہ چمکائے گی !!
جگمگ کرتی آئی دیوالی من کے دیئے جلائے گی
گھونگھٹ پٹ میں آج کامنی چندا سی شرمائے گی

خوشیوں کی سرگم پر ہر سو ناچ اٹھی خوشحالی

دھرتی جھومی امبر جھوما جھوم اٹھا سنسار
آج دلوں میں دشمن کے بھی جاگا انوکھا پیار
سپنوں کی سنہری وادی میں گونجی بلبل کی چہکار
ہر آنگن میں بکھر رہی ہے زلفوں کی مہکار

دیکھ کے کھلتے چہرے سارے دور ہوئی بدحالی

کھیت ہرے ہیں باغ بھرے ہیں لوگ ہوئے متوالے
ڈالی ڈالی پھول کھلے ہیں پیڑ ہوئے ہریالے
دلہن کی طرح ہر گاؤں سجا ہے
ہر بول میں جیسے پیار بسا ہے !

ناچ رہی ہے پیار سے جیسے کھیتوں کی ہریالی
آج کی کالی رات کو روشن کردے گی دیوالی

دیوالی

• محبوب راہی
نزد گلزاری مسجد
پوسٹ بارسی ٹاکلی،
ضلع اکولہ۔ (ایم۔ ایس)

جگمگاہٹ سے در و بام سجانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

بقعۂ نور نظر آنے میں یوں گھر آنگن　جیسے پہنے ہوں اُجالوں کے حسیں پیراہن
نور سے کوچہ و بازار ہیں ایسے روشن　جیسے رنگیں ہے ستاروں سے فلک کا دامن
مانگ دھرتی کی ستاروں سے سجانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

جگمگاتی ہوئی ہر سو یہ چراغوں کی قطار　نور و نکہت کی ہے چھائی ہوئی ہر سمت بہار
روشنی میں یہ نہائے ہوئے کوچے بازار　کتنا رنگیں ہے اُجالوں کا یہ دلکش تہوار
مژدۂ عیش و طرب سب کو سنانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

تھی جہاں بھر میں بھلائی پہ بُرائی غالب　خیر معتوب تھا اور اس پہ بدی تھی غالب
تابکے تیرہ شبی نور پہ رہتی غالب　ایک دن جھوٹ پہ سچائی ہی آئی غالب
جشن اس فتح کا دنیا میں منانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

بیچ کی ساری فصیلوں کو گرائیں آؤ!!　سب کو اپنائیں گلے سب کو لگائیں آؤ
ظلمتیں بغض و کدورت کی مٹائیں آؤ!　جابجا شمعیں اخوت کی جلائیں آؤ
روشنی عام کریں سارے زمانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

اب اندھیروں میں کسی شخص کو رہنا نہ پڑے　کہ غمِ تیرہ شبی آج تو سہنا نہ پڑے
آتشِ کرب کی منجدھار میں بہنا نہ پڑے　آج کی رات کسی کو بھی یہ کہنا نہ پڑے
"میں ہوں غم کے لئے غم ہے مجھے کھانے کے لئے"
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

آج گھر گھر میں نظر آئے مسرت کی دھوم　دل گرفتہ نہ ہو کوئی، نہ کوئی ہو مغموم
کس لئے آج مسرت سے ہو کوئی محروم　کیوں کسی دل کی فضا آج ہو غم سے مسموم
آج کا دن تو ہے ہنسنے کے ہنسانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

آج بھی چند گھروں میں یہ اندھیرا کیوں ہے　بھوک اور پیاس کا ان میں یہ بسیرا کیوں ہے
تیرگی نے انھیں افلاس کی گھیرا کیوں ہے　راہی ان میں یہ غم و یاس کا ڈیرا کیوں ہے
کیوں نہیں کوئی دیا ان میں جلانے کے لئے
آئی دیوالی اندھیروں کو مٹانے کے لئے

* ہلال رضوی
سول لائن، رامپور (یو۔پی)

فوجِ سلیمانی

[illegible] بچہ تھا تو یہ تھی عیش سامانی
کبھی مُرغِ مُسلّم تھا کبھی پکتی تھی بریانی!
[illegible] تھا کچھ بیگم کا شوقِ جلوہ سامانی
اگر میں دن کا راجہ تھا تو وہ تھی رات کی رانی!
[illegible] تھا کبھی [illegible] دل میں خیالِ زوجۂ ثانی!
کہ میں بیوی کا دیوانہ تھا، بیوی میری دیوانی
کمی کوئی نہ تھی گھر میں ہر اک شئے کی تھی ارزانی!!
کچھ انگلش مال تھا یارو تو کچھ سامان ایرانی
سرہانے ریڈیو رکھا ہوا رہتا تھا جاپانی!!
لتا منگیشکر کی روز سنتا تھا غزل خوانی
اک عرصہ تک تو گزری زندگی یونہی بآسانی
نہ دو بچوں تک آئی بھول کر گھر میں پریشانی
ہوا جب تیسرا بچہ تو دو ایٹم بآسانی
ہوئے غائب نہ پھر مُرغا رہا باقی نہ بریانی
مگر یہ زندگی پھر بھی مری غم [illegible] تھی انجانی
کہ تنخواہ کم نہیں تھی کام چلتا تھا بآسانی
ہوا جب سلسلہ بچوں کی پیدائش کا طولانی
تو غربت [illegible] میں بدل کر رہ گئی سب عیش سامانی
[illegible] مجھ پہ آٹھویں بچے کے بعد آئی پریشانی
کہ یاروں تک نے پہچانی ہوئی صورت نہ پہچانی
[illegible] ہوئی [illegible] ہوئی فانی
[illegible] دیکھو اُدھر گھر میں ہے اک "فوجِ سلیمانی"
[illegible] کو [illegible] ثانی
کسی نے بھی نہ غربت پر مری کی اشک افشانی
[illegible]

* حرمت الاکرام
رام باغ، مرزاپور (یو۔پی)

بچّوں کی قوالی

پینے والو! پینا چھوڑو!!
ساغر توڑو — مینا توڑو
جھومنا کیا اور لہرانا کیا
پی کر زہر یہ اِترانا کیا
کہنے کو یہ لال پری ہے
ایک اک بوند میں آگ بھری ہے
کیوں بنتے ہو اپنے دشمن
کیوں بنتے ہو آگ کا ایندھن
بھولا کون ہے، کون بھلا ہے
آگ سے جو کھیلا، وہ جلا ہے
پینے والو! پینا چھوڑو!
ہوش گنوا کر جینا چھوڑو
ناگن بن کر ڈستی ہے یہ
بجلی بن کر ہنستی ہے یہ
ناگن سے کیا دل کا لگانا
بجلی سے کیا پیار جتانا
بوتل کا طوفان بُرا ہے
یہ بوتل ہے اِک سمندر
لاکھ بھنور ہیں اس بوتل میں
کیسے بیڑا پار لگے گا
کیوں منجدھار میں پھنستے ہو تم
جام چڑھا کر ہنستے ہو تم!!
خون کے آنسو رونا ہوگا
سوچو، آخر تب کیا ہوگا؟
کہنے کو یہ لال پری ہے
ایک اِک بوند میں آگ بھری ہے
پینے والو! پینا چھوڑو
ہوش گنوا کر جینا چھوڑو

[illegible] ۱۹۸۱ء

غزلیں

★ بشیر بدر
D.120، شاستری نگر،
میرٹھ (یو۔پی)

آنسوؤں کی جہاں پائمالی رہی
ایسی بستی چراغوں سے خالی رہی

دشمنوں کی طرح اس سے لڑتے رہے
اپنی چاہت بھی کتنی نرالی رہی

جب کبھی بھی تمہارا خیال آ گیا
پھر کئی روز تک بے خیالی رہی

چاند تارے سبھی ہمسفر تھے مگر!
زندگی رات تھی، رات کالی رہی!

لب ترستے رہے اک ہنسی کیلئے
میری کشتی مسافر سے خالی رہی!

میرے سینے پہ خوشبو نے سر رکھ دیا
میری باہوں میں پھولوں کی ڈالی رہی

★ محمد عثمان اوج اعظمی
چریا کوٹ، اعظم گڑھ (یو۔پی)

قہر کی زد میں نہ بہ ہاتھ میں پتھر اٹھا
فتنہ جو گھر میں اٹھاتا ہے وہ باہر نہ اٹھا
سنگریزے کے عوض راہ سے گوہر نہ اٹھا
ہو اٹھانا تو اٹھا نار! گلِ تر نہ اٹھا!
چشمِ عبرت سے سدا دیکھ زمیں کی جانب
آسماں سے نہ ملا آنکھ کبھی سر نہ اٹھا
مصلحت سے بھی کبھی کام لیا کرتے ہیں
دیکھ اچڑھتا ہوا دریا ہے تو لنگر نہ اٹھا
حسبِ سابق کفِ افسوس ملے گا آخر
اس لئے ریت کی دیوار مکرر نہ اٹھا
انتظاری میں شبِ وصل گزرنے دے مگر
حسن کو نیند کے بستر سے جگا کر نہ اٹھا
غم کی موجوں نے ڈبویا جو سفینہ دل کا
بحر کی تہہ سے کبھی سطح کے اوپر نہ اٹھا
قتل سے قبل مرا جرم بتا دے مجھ کو!
کب کہا میں نے مرے نام پہ خنجر نہ اٹھا؟
ناامیدی کو بھٹکنے دے نہ اپنے نزدیک
تابہ امکاں درِ امید سے بستر نہ اٹھا!
شدتِ درد سے ہر چند بنے جاں پہ تو کیا
پھر بھی احسانِ مسیحا دلِ مضطر نہ اٹھا
وقت کے دشت میں دیکھا ہے یہ منظر ہم نے
تھک کے جو بیٹھ گیا بیٹھ کے یکسر نہ اٹھا
اور کچھ دیر سمجھ ساقیٔ محفل کا مزاج
اوج بہتر ہے ابھی ہاتھ میں ساغر نہ اٹھا

★ سبحان انجم
حق منزل، جونا فائیل
کھامگاؤں - ۴۴۴۳۰۳

ہمارے ہاتھ میں خالی گلاس مت سمجھو
فقیہہِ شہر ہمیں ناسپاس مت سمجھو

اُجاڑ دیں گے کسی دن تمام شہروں کو!
سمندروں کو شکستہ حواس مت سمجھو

یہ ٹھوکریں ہی مری جستجو کا حاصل ہیں
میں تھک گیا ہوں مجھے تم اداس مت سمجھو

میں وہ نہیں ہوں جسے پڑھ کے تم بھلا دو گے
غلط کتاب کا تم اقتباس مت سمجھو

نچوڑ لے گا ہر اک پھول سے وہ خوشبو کو
نقاب پوش کو تم ناشناس مت سمجھو

وہ توڑ دے گا ہر اک شاخ و گل کے رشتے کو
کسی فساد کی کوئی اساس مت سمجھو

خلوص بیچنے والے کہاں نہیں ملتے
ہماری بات میں خالص مٹھاس مت سمجھو

ہزاروں میل کی دوری پہ رہتے ہیں انجم
تمہاری اونچی حویلی کے پاس مت سمجھو

'شبِ غزل'

چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کی امداد

'جاگرتی' نامی سماجی و ثقافتی ادارہ کے زیرِ اہتمام چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کی امداد کی غرض سے بروز سنیچر ۱۴ نومبر ۱۹۸۱ء کو برلا ماتو سری سبھاگھر، بمبئی میں 'غزل نائٹ' منعقد ہوئی جس میں مشہور مغنی شری جگجیت سنگھ اور شریمتی چترا نے نغمہ سرائی کی۔ شریمتی نرگس اتنو نے شری جگجیت سنگھ اور شریمتی چترا کو پھول پیش کرکے اُن کی نغمہ سرائی کی داد دی۔

اس موقع پر سوسائٹی کے چیرمین، شری کانتی کمار آر۔ پوتدار نے اعلان کیا کہ اشتہارات اور ٹکٹوں کی فروخت کے ذریعہ ۲ لاکھ روپے کی رقم جمع ہوئی ہے جو اس مرتبہ بین الاقوامی سال برائے معذور اشخاص کے دوران چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کی مختلف سرگرمیوں پر صرف کی جائیگی۔ یہ پروگرام میسرز 'ایچ ایم وی' اور 'ٹوپاز' کے زیرِ اہتمام منعقد ہوا تھا۔ جس میں ممتاز اشخاص، صنعت کاروں، بینکروں اور اعلیٰ سرکاری افسران نے شرکت کی۔

شری جی۔ پی۔ جھن جھنوالا' چلڈرنس ایڈ سوسائٹی کی کے لئے 'جاگرتی' نامی ادارے کے زیرِ اہتمام منعقدہ 'غزل نائٹ' آرگنائزنگ کمیٹی کے چیرمین' برلا ماتو سری سبھاگھر' بمبئی میں یوم ا پر شریمتی نرگس اتنو لے کو ہار پھول پیش کرتے ہوئے۔

'اُردو سنسار' بمبئی کی جانب سے روڈ پر ایک کل ہند مشاعرہ منعقد ہوا۔ جس افتتاح شری رام راؤ آدک' وزیر مالیات زیرِ نظر تصویر میں شری ڈی۔ ابن چولکر بوتھ کانگریس آئی، شری سید احمد ایم شری نصیر پٹھان، شری عبدالکریم خاں ا سنسار' کے صدر شری انجم رومانی دیکھے ہیں۔

اس مشاعرہ میں جن بیرونی شعرا شرکت کی ان میں جناب خمار بارہ بنکو ساغر اعظمی، جناب راحت اندوری، ناظم انصاری اور جناب رزاق انور شامل ہیں۔

मर्यादित लोकसंख्येचे फायदे

- सुखी व संपन्न कुटुंब
- आरोग्यसंपन्न माता व बालक
- कुटुंबाची व देशाची समृद्धी आणि भरभराट
- बलशाली राष्ट्र उभारणी
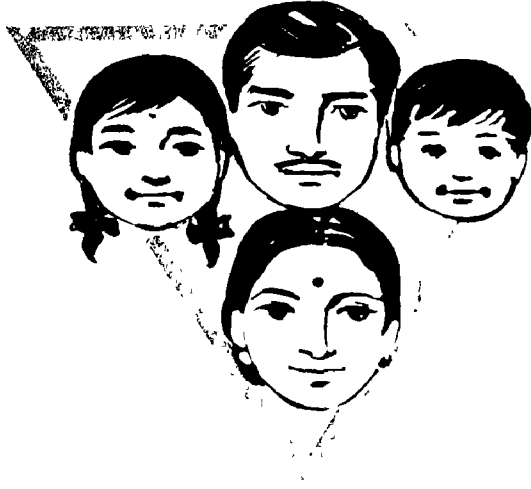
अमर्यादित लोकसंख्यावाढीचे दुष्परिणाम

- अनारोग्य
- उपासमार
- बेकारी
- घरटंचाई
- शिक्षणाची गैरसोय

१९८१ च्या जनगणनेनुसार भारताची लोकसंख्या २४.७५ टक्क्यानी वाढली असून ही वाढ म्हणजे आपणास एक धोक्याची सूचनाच आहे. या वाढीचा देशाच्या विकास कार्यावर प्रतिकूल परिणाम होत असून देशाच्या समृद्धीला खीळ बसत आहे. यासाठी लोकाना प्रशिक्षित करून कुटुंब नियोजनासाठी प्रवृत्त करण्याची गरज आहे.

कुटुंब कल्याण कार्यक्रमासाठी सर्व धर्म आणि समाजातील सर्व घटकात एकवाक्यता आणण्यासाठी कटीबद्ध होऊ या! प्रत्येकाने आपले कुटुंब दोन मुलापर्यंतच मर्यादित ठेवल्यास स्वतःच्या व राष्ट्राच्या विकासास सर्वार्थाने हातभार लागेल.

कुटुंब नियोजन– आजची राष्ट्रीय निकड

आजच जवळच्या प्राथमिक आरोग्य केंद्रात जाऊन कुटुंब मर्यादित राखण्यासाठी मोफत सल्ला व सेवेचा लाभ घ्या

قومی راج

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ: دس روپے، فی پرچہ: ۵۰ پیسے

جلد ۸، شمارہ ۲

۲۵ نومبر ۱۹۸۱

ترتیب — صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹرز: ینودراؤ ... ایم. کے. دیش پانڈے
ایڈیٹر: ریاض احمد خاں
سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

قارئین کی رائے

* عتیق احمد عتیق
نیاپورہ، مالیگاؤں (ضلع ناسک) مہاراشٹر

'قومی راج'، صوری و معنوی دونوں اعتبار سے اتنا خوبصورت، اتنا دیدہ زیب اور اتنا معیاری ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے، اس کے ہر شمارہ کے لئے اپنی تخلیقات ارسال خدمت کر دیا کروں۔

تازہ شمارہ کئی اعتبار سے بہت اہم اور بہت ہی وقیع ہے۔ 'انتولے سرکار کی ایک سالہ کارگذاری' سے لے کر محبوب راہی کی نظم اور ریاض احمد ریاض کی غزل تک اس کا ایک ایک لفظ موتیوں کا تھال معلوم ہوتا ہے۔ خدا کرے مہاراشٹر گورنمنٹ ترقی کی شاہراہوں پر تمام ریاستوں سے سبقت لے جائے۔ آمین۔

* سرجیت کمار دانش
آرگنائزر 'بزم خیال'، کارنجہ چوک،
ہنگن گھاٹ، ضلع وردھا۔ (مہاراشٹر)

'قومی راج' نہ صرف مہاراشٹر بلکہ ہماری تہذیب و تمدن کا بہترین ترجمان ہے۔

* وصی سیتاپوری
محلہ آزاد نگر۔ سیتاپور (یو۔پی)

پندرہ روزہ 'قومی راج' نظر نواز ہوا۔ بہت دیدہ زیب، دلکش اور جاذب نظر پندرہ روزہ ہے۔ اس میں آپ کا سلیقہ اور صحافت کارفرما ہے، ایک افسانہ اور ایک ادبی مضمون کی کمی بری طرح محسوس ہوتی ہے۔ رسالہ کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ادھر بھی توجہ فرمانے کی ضرورت ہے۔

* آصف سلیم
معرفت شان بھارتی۔ سجوا۔ دھنباد (بہار) ۸۲۸۱۲۱

مہاراشٹر کی دھرتی پر لہلہاتی ہری فصل کا ایک روپ 'قومی راج' لگا۔ خوبصورت گٹ اپ، اچھی طباعت نے اسے اُفق کی بلندیوں پر پہنچا دیا ہے۔ صرف افسانوں کی کمی کا شکوہ ہے۔

* عطاء الرحمٰن طارق
۹/۴۴، فاطمہ بنگلہ، کے۔کے۔ روڈ، جیکب سرکل، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۱۱

'قومی راج' نظر نواز ہوا۔ سارے مضامین و تخلیقات پڑھتا چلا گیا۔ شمارے میں نہ صرف ریاستی ترقی کی تفصیلات نظر سے گذریں بلکہ قومی راج کی بھی ترقی کا احساس ہوا۔ صحافت اور ادارت لائق ستائش ہونے کے ساتھ ساتھ اردو کے دیگر پرچوں کے لئے قابل تقلید ہے۔

* طرب صدیقی
ایس ۳/۱۳۲، ڈھنھوری محال، اردلی بازار، وارانسی نمبر ۲۲۱۰۰۲

"قومی راج" کا ایک شمارہ جناب مولوی علی احمد صاحب کلیم غازیپوری کے توسط سے نظر نواز ہوا، کافی پسند آیا۔ اس دور میں جس معیار پر آپ 'قومی راج' شائع کر رہے ہیں اس کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ دعا کرتا ہوں کہ آپ کی کوشش سے یہ پرچہ اور بھی بہتر طور پر اردو داں طبقہ کے ذوق کی تسکین کا باعث بن سکے۔

* منظر سلطانپوری
سجوا۔ دھنباد (بہار)

جس محنت اور لگن کے ساتھ آپ لوگ 'قومی راج' شائع فرما رہے ہیں وہ اس دور میں حیران کن ضرور ہے۔ حکومت مہاراشٹر کی مختلف پالیسیوں اور مستحسن اقدامات سے قارئین کو روشناس کرانے کا بہترین ذریعہ آپ نے انتخاب کیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ 'قومی راج'، ادب کے علاوہ مہاراشٹر کی بڑھتی ہوئی ترقیوں کو پیش کرنے میں بہترین خدمت انجام دے رہا ہے۔ تصاویر کے ذریعہ مختلف جھلکیاں بھی قابل داد ہوتی ہیں۔

انتولے حکومت کا غریبوں کو تحفہ

کم از کم ضروریات کی فراہمی کیلئے ریاستی کارپوریشن کا قیام

غریبوں کو ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کے لئے ایک کارپوریشن کے قیام کا فیصلہ مہاراشٹر کابینہ نے ۱۳ نومبر کو کیا۔ یہ کارپوریشن ان ضروریات کی خرید، حصول اور تقسیم کے فرائض انجام دے گی۔

وزیراعلیٰ نے اخباری نمائندوں کو کابینہ کے اس فیصلے سے مطلع کرتے ہوئے فرمایا کہ غریبوں کو یہ ضروریاتِ زندگی رعایتی داموں پر فراہم کی جائیں گی۔

مجوزہ کارپوریشن جوار، دھان اور دیگر اجناس کی خریدی بھی کرے گی جوکہ ریاستی حکومت کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو مارکیٹنگ فیڈریشن اب تک کرتی رہی ہے۔ مجوزہ کارپوریشن 'نہ نفع نہ نقصان' کے اصول پر کام کرے گی۔

وزیراعلیٰ نے بتایا کہ چونکہ اجناس کی خرید و حصول کا کام محکمۂ امداد باہمی کے تحت ہے اور تقسیم کا کام محکمۂ شہری رسد کے ذمّہ ہونے کی وجہ سے ان دو محکموں کے درمیان رابطہ کی نامناسبت کے پیشِ نظر اکثر قلت کی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ کابینہ کے حالیہ فیصلے کے مطابق اب دونوں کام ایک ہی کارپوریشن کے ذمّہ ہوں گے۔

وزیراعلیٰ نے بتایا کہ غریبوں کو رعایتی داموں پر فراہم کی جانیوالی ضروریاتِ زندگی کی اشیاء میں موٹی جوار اور موٹا کپڑا بھی شامل ہے آپ نے کہا کہ دیگر ضرورت مندوں کے علاوہ اس کارپوریشن سے "سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا" کے تحت امداد پانے والے، ضمانت روزگار اسکیم کے مزدور، بے زمین مزدور، درمیانی درجہ کے کسان بھی مستفید ہوسکیں گے۔

کابینہ نے بے رنگ جوار ۱۲۰ روپے فی کوئنٹل اور سفید جوار ۱۲۲ روپے فی کوئنٹل کے حساب سے خریدنے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔

دیہی معیارِ زندگی میں بہتری :

دیہی معیارِ زندگی کی بہتری کے لئے حکومت ایک پروگرام جاری کررہی ہے جس کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں :

حکومتِ ہند کی جانب سے قومی و دیہی روزگار پروگرام کے تحت ریاستی حکومت کو ملنے والی تقریباً ۱۵ کروڑ روپیہ اور ریاستی حکومت کے ضمانتِ روزگار فنڈ کے تحت اتنی ہی رقم، مجموعی رقم فی کس بنیاد پر تمام دیہی آبادی میں تقسیم کی جائے گی۔

تقریباً ۵۱ فیصد رقم ۵۰ فیصد دیہاتوں میں تقسیم کی جائیگی۔ اس طرح اوسطاً ایک دیہات کو ۱۵,۰۰۰ روپے ملیں گے۔ یہ رقم پینے کے پانی کی فراہمی، کنوؤں کی تعمیر، راستوں کی تعمیر، تالاب، کھیل کے میدان، اسکول کی عمارت، بال واڑی، شجر کاری، مندرج جاتیو اور قبائیلیوں کے لئے مکانات کی فراہمی پر خرچ کی جائے گی۔ اخراجات کے لئے گاؤں کا انتخاب دیہی گرام سبھا کیا کرے گی۔

کل اخراجات کا دس فیصد شجر کاری اور مندرج جاتیوں اور قبائیلیوں کو مکانات کی فراہمی کے لئے وقف ہوگا۔

دیہی روزگار فنڈ کی بقایا رقم اور ہزار روپیوں سے زائد عطیات اس فنڈ میں شریک کئے جائیں گے۔

دکشا بھومی عطیہ : حکومت نے ناگپور میں "دکشا بھومی" کی ترقیات کے لئے ۷۵ لاکھ روپیوں کا عطیہ دینا منظور کیا ہے۔ یہ وہ تاریخی

مقام ہے جہاں ڈاکٹر امبیڈکر نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ بدھ مت اختیار کیا تھا۔ اس عطیہ کی پہلی قسط ۱۵ لاکھ روپے کی رقم تین ہفتوں کے اندر دیدی جائے گی، اور باقی ماندہ رقم آئندہ چند سالوں کے اندر ادا کر دی جائے گی۔ دکشا بھومی سے ملحقہ کھیل کا میدان بھی بطور عطیہ دیا جائے گا اور اس مقام کو تیرتھ استھان کی طرح سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

مزید ۹ میونسپل کارپوریشن :

ریاستی کابینہ کے ایک فیصلہ کے مطابق مہاراشٹر میں مزید نو میونسپل کارپوریشن تشکیل دیئے جائیں گے۔ یہ کارپوریشن کلیان، تھانے، نئی بمبئی (شمالی نیویل اور اُرن)، بمبری چنچوڑ، ناشک، مالیگاؤں، اورنگ آباد، سانگلی میرج اور امراؤتی۔ بدنیرا کے مقام پر قائم کئے جائیں گے۔

یہ فیصلہ ڈی۔ ڈی۔ ساٹھے کمیٹی رپورٹ کی اس سفارش کو منظور کرتے ہوئے کیا گیا ہے کہ ان میونسپلٹیوں کا درجہ بڑھا کر انھیں کارپوریشن بنا دیا جائے مذکورہ بالا کارپوریشنوں میں قریبی علاقوں کو شامل کر کے کمپلیکس بنایا جائے گا مذکورہ کی رپورٹ ۱۹۷۷ء میں حکومت کے زیر غور لائی گئی تھی۔

یہ تبدیلیاں آئندہ چند مہینوں کے اندر ہی کی جائیں گی جس کے نتیجہ میں ریاست میں کل ۱۴ کارپوریشن قائم ہوں گے۔ فی الحال بمبئی، پونے ناگپور، سولاپور اور کولہاپور میں ہی کارپوریشن قائم ہیں۔

بمبئی ہائیکورٹ میں اوریجنل سائیڈ برخاست

حکومت مہاراشٹر، بمبئی ہائیکورٹ میں اوریجنل سائیڈ برخاست کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ سٹی سول کورٹ میں عدلیہ کی مالی حد کو محدود کرنے سے متعلق بھی غور کیا جا رہا ہے۔

اوریجنل سائیڈ کو برخاست کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہی ایک ایسا فورم ہے جہاں کسی مسئلے پر ایک جج کے فیصلے کے خلاف اسی ہائی کورٹ کے دو ججوں پر مشتمل ڈیویژن بنچ، اوریجنل سائیڈ میں اپیل کر سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس طرح ایک مسئلے پر تین تین جج کام کرتے ہیں، جس سے وقت اور پیسہ دونوں ضائع ہوتے ہیں۔ اوریجنل سائیڈ برخاست کرنے سے ہائی کورٹ کے کئی ججوں کو زیر التواء معاملات کو رفع کرنے میں وقت ملے گا۔

یہ تجویز کئی برسوں سے ریاستی حکومت کے زیر غور تھی۔

سٹی سول عدالتوں میں مالی حد کو ختم کرنے کی تجویز سے متعلق آپ نے فرمایا کہ ضلع سطح کی عدالتوں میں اس قسم کی کوئی حد بندی نہیں ہے اسلئے اس سلسلے میں عوام اور بار کے اراکین مسلسل مطالبہ کر رہے تھے۔ آپ نے بمبئی کی کپڑا صنعت کے ملازمین کے مطالبات پر غور کرنے کے لئے ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دیئے جانے کا بھی اعلان کیا۔

ڈاکٹر وادی کی رحلت پر وزیر اعلیٰ کا اظہار تعزیت

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے ممتاز فزیشین ڈاکٹر بی۔ جی۔ وادی کی ۱۲ نومبر کو رحلت پر شدید غم کا اظہار کیا ہے۔

وزیر اعلیٰ نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا "ڈاکٹر وادی سینٹ جارج ہسپتال کے پروفیسر تھے۔ انھوں نے وہاں ۵۰ برسوں تک اعزازی فزیشین کے طور پر خدمات انجام دیں۔ آپ ایک ماہر طبی پیشہ فرد تھے۔ آخر دم تک آپ کینسر کے علاج اور دیہی طبی خدمات سے متعلق تحقیقی کام میں مصروف رہے۔ آپ کی موت سے مہاراشٹر ایک مخلص و ماہر طبیب سے محروم ہو گیا جس نے اپنی زندگی انسانیت کے لئے وقف کر دی تھی۔"

مراسلت و ترسیل زر کے دوران "حوالہ نمبر" (جو آپ کے پتہ یا خط کے اوپر درج ہوتا ہے)، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمایئے۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف لکھئے بلکہ اردو، ہندی، انگریزی یا مراٹھی میں بھی تحریر فرمایئے۔ اس طرح اندراجات میں آسانی ہوتی ہے۔

(ادارہ)

باغبانی ترقیات۔ خوشحالی کا ذریعہ

* اے۔ آر۔ انتولے۔ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر

اس بات پر ہم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ مہاراشٹر شکر کی پیداوار کے لحاظ سے ملک کی ایک بڑی ضرورت کو پوری کرتا ہے مغربی مہاراشٹر میں سماجی، سیاسی اور امداد باہمی کوششوں سے شکر کارخانے قائم ہوتے گئے بلکہ انہیں خوب فروغ بھی حاصل ہوا۔ اِن کارخانوں کے ساتھ معاون صنعتوں کو بھی پھلنے پھولنے کا موقع ملا، اور اس طرح اس علاقے کی خوشحالی میں اضافہ ہوتا گیا۔ بیشک شکر صنعت کو فروغ دینے والے تمام افراد کی کوششیں قابلِ ستائش ہیں۔

مجھے ہمیشہ اس بات کا بھی خیال آتا رہا کہ ریاست کے دیگر حصوں کو بھی اسی طرح خوشحال بنایا جائے اور فوراً میرے دل میں باغبانی ترقیات کا خیال بجلی کی مانند کوندا۔ اس بارے میں گو کہ میں بہت زیادہ ماہر نہیں ہوں لیکن اپنی واقفیت کی بنا پر چند سطریں تحریر کر رہا ہوں۔ حال ہی میں مجھے تھانے کے کوسباد علاقہ میں جانے کا موقع ملا۔ وہاں میں نے خود اپنی آنکھوں سے باغبانی ترقیات کی نمایاں کامیابی کا مشاہدہ کیا ہے، جو شری جینت راؤ پاٹل کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ ہے میں نے پھلوں کے بڑے بڑے خوشنما باغ دیکھے۔ یہاں میں خاص طور سے ایک ۵۰ سالہ ادیباسی شری ادھریہ بجدبہ سے بہت متاثر ہوا۔ اپنے چھوٹے سے فارم میں انھوں نے پھلوں کے مختلف درخت لگائے، کچھ میں پھل لگ چکے تھے۔ میں نے مختلف ترکاریوں کی کاشتکاری بھی دیکھی میں نے مرچ کے درخت دیکھے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد میں نے جینت راؤ سے ملاقات کی۔ بات چیت کے دوران جینت راؤ کی ماہرانہ رائے سے میں بہت متاثر ہوا، اور باغبانی ترقیات کا خیال میرے دل میں مضبوطی سے سما گیا۔

غیر متوازن ترقی : محکمۂ زراعت جیسے وسیع محکمہ کے تحت باغبانی ایک نہایت ہی چھوٹا شعبہ ہے۔ اب تک تو باغبانی کی یہی حیثیت تھی۔ جس طرح پیپل کے درخت کے نیچے کچھ نہیں اُگتا، یہی حال باغبانی ترقیات کا بھی ہوا۔ جہاں زراعتی کاموں کے لئے کروڑوں روپے کا بجٹ تیار کیا گیا، وہاں باغبانی ترقیات کے لئے صرف چند لاکھ روپیہ ہی مختص رکھا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ باغبانی ترقیات تو متاثر ہوئی لیکن ساتھ ہی زراعتی ترقی بھی غیر متوازن رہی۔ اب یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ باغبانی ترقیات کے مؤثر اقدامات کے ذریعہ ہی زراعتی ترقی میں سُرعت پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ اس کام کے لئے ایک علیحدہ شعبہ قائم ہو۔

۱۵ کروڑ روپے کی لاگت : اسی نقطۂ نظر سے محکمۂ باغبانی کا ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا اور ابتدا میں ۵ کروڑ روپے مذکورہ محکمہ میں کام کی شروعات کے لئے فراہم کئے گئے۔ اس محکمہ کے تحت مختلف اسکیمات کو عمل میں لانے کے لئے۔ ۱ کروڑ روپیہ مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو بنک اور مہاراشٹر لینڈ ڈیولپمنٹ بنک نے مہیا کیا ہے اس طرح جاری سال کے دوران اس محکمہ کو ۱۵ کروڑ روپے حاصل ہونے کی توقع ہے۔

مہاراشٹر میں کم بارش اور خشک زراعتی علاقوں میں صلاحیت پیداوار بڑھانا ضروری ہے۔ اس سے زیادہ اہم قحط کے آثار رکھنے

منصوبے کی خامی : مہاراشٹر کی یہ بدقسمتی ہے کہ منصوبہ بندی کے طریقۂ کار میں گنّے کی کاشتکاری پر مبنی شکر کارخانے، کپاس کی فصل پر مبنی سوتی ملیں تو شامل کی گئیں لیکن پھلوں کی کاشت پر مبنی پھلوں کی صنعتیں قائم کرنے پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ اگر کوکن جیسے بہت زیادہ بارش والے پہاڑی علاقے کی ترقیات کسی صورت ممکن ہے تو وہ ہے اس علاقہ میں وسیع پیمانہ پر پھلوں کے باغات کی ضرورت اور پھلوں سے غذا تیار کرنیوالی صنعتوں کا قیام۔

کوکن میں سال بھر پانی کی افراط رہتی ہے اور یہاں کی آب و ہوا ناریل اور سپاری کے درختوں کے لئے کافی ساز گار ہے۔ لہٰذا ان درختوں کی باغبانی وسیع پیمانے پر اس علاقے میں کی جاسکتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ چند معاون صنعتیں مثلاً ناریل کا تیل، رسی بننے اور غذائی اشیاء تیار کرنیوالی صنعتیں یہاں بآسانی قائم ہوسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ یہاں مختلف مسالوں مثلاً کالی مرچ، جائفل اور دارچینی کی بھی کاشت کی جاسکتی ہے۔

ضلع تھانے میں بڑے پیمانے پر چیکو کی کاشت کی جاتی ہے۔ چیکو موسمی پھل نہ ہونے کی وجہ سے سال بھر اُگتا ہے۔ لہٰذا یہ جاری آمدنی کا ذریعہ ہے۔ اس ضلع میں تعلیمیافتہ لوگ بھی چیکو کی باغبانی کرتے ہیں۔ اس طرح اس علاقے میں باغبانی ترقیات کا ایک مقصد چیکو کے باغات میں اضافہ کرنا ہے تاکہ لوگوں کو خود روزگار بھی حاصل ہوسکے۔

لیچی کی آزمائش : مہاراشٹر میں یوں تو مختلف اقسام کے پھلوں کے درخت لگائے جاتے ہیں۔ لیکن تھانے میں اُتر پردیش، بہار اور بنگال کا رس بھرا پھل لیچی کی گولوڑ کے مقام پر آزمائشی کاشتکاری کے اُمید افزا نتائج سامنے آئے ہیں۔ اب اس علاقے کے کسان لیچی کی وسیع پیمانے پر کاشت کرنا چاہتے ہیں۔ مہاراشٹر کے دیگر کسان بھی ایسے نئے پھلوں پر تجربے کرسکتے ہیں۔

ناگپور کے سنگترے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ودربھ میں جہاں آبپاشی کی سہولت ہو، سنگترے کی کاشت کی جاسکتی ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ معاون صنعتیں بھی جگہ جگہ قائم کی جاسکتی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں سنگترے کی کاشت کرنیوالے چھوٹے مالکان اراضی کے لئے آمدنی کی یقینی صورت پیدا ہوگی۔

کیلے ۔ عام اشخاص کا من بھاتا پھل، جو کہ وٹامن سے بھرپور غذا بھی ہے۔

والے علاقوں، مغربی گھاٹ، کوکن کی پہاڑی سطح زمین اور وادیوں میں بسے آدی واسیوں کی زراعتی زمینوں پر خصوصی توجہ دینا ضروری ہے۔

انگور کی کاشت میں بھی مہاراشٹر کے کسانوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ انگور کی اونچی فصل کا ریکارڈ بھی قائم کیا گیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ انگور سے متعلق معاون صنعتیں بھی تیزی سے قائم ہوتی جا رہی ہیں۔

باغبانی برائے آمدنی: کم بارش والے اور خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں میں باغبانی، اناج کی فصل کے علاوہ ایک نفع بخش زراعت ہے۔ ان علاقوں میں آم، بیر اور جنگلی سیب کی کاشتکاری کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ان پھلوں کے درخت کے لئے صرف بارش کا پانی کافی ہوتا ہے۔ اگر مقامی آموں کی قلموں کے ساتھ الفانسو آم کی قلم لگائی جائے تو پھل زیادہ تعداد میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح بیر کے ساتھ اعلیٰ قسم کے بیروں کی قلم لگانے پر بھی پھل زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح خشکی کے آثار رکھنے والے علاقوں میں باغبانی کے ذریعہ کسانوں کی آمدنی میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ اقدام غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والوں کے لئے فائدہ مند ہے اور حکومت کی کوشش بھی ایسے افراد کی فلاح و بہبود ہے۔

باغبانی میں ایک بات یہ ضروری ہے کہ جہاں دائمی پھلدار درختوں کی کاشت کی جاتی ہے وہاں کیلے، پپیتا اور اننناس جیسے موسمی پھلوں کی بھی کاشت کی جا سکتی ہے۔ ان پھلوں کی کاشت سے کسانوں کو جلد فائدہ پہنچتا ہے۔

باغبانی مراکز اور سرکاری امداد: باغبانی ترقیات کو فروغ دینے کی غرض سے ریاستی حکومت نے صنعتی مراکز کی طرح باغبانی مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان مراکز پر بڑے پیمانے پر پھلدار درخت لگائے جائیں گے اور متعلقہ صنعتی شعبے قائم کئے جائیں گے۔ اس اقدام سے زیادہ تر دیہی علاقوں کے نوجوانوں کو فائدہ ہوگا اور انھیں خود روزگار کے مواقع ملیں گے۔

اس ضمن میں ریاستی حکومت بے زمین کاشتکاروں کو باغبانی مراکز میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لئے ترغیب دے گی۔ ایسے باغبانی مراکز پر سرمایہ میں بے زمین کسانوں کی حصہ داری ۴۹ فیصد اور حکومت کی ۵۱ فیصد ہوگی۔ جو بے زمین کسان اپنے حصہ کا سرمایہ لگانے کے قابل نہیں ہیں تب بھی انھیں اس کام میں شریک کیا جائے گا، اور یہ رقم باغبانی سے ان کو ہونے والی آمدنی سے منہا کی جائے گی۔

لیچی — کوکن کی آب و ہوا کے لحاظ سے پھلوں میں ایک نیا اضافہ۔

زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ، شری اے۔ آر۔ انتولے کوکن کی لیچی کا ایک خوشہ لئے ہوئے، جو موصوف کو شری جینت راؤ پاٹل، اعزازی مشیر باغبانی ترقیات ریاست مہاراشٹر نے پیش کیا۔

باغبانی مراکز کوکن کے چاروں اضلاع میں اور جہاں جہاں ممکن ہو کم از کم فی تعلقہ ایک مرکز کے حساب سے قائم کئے جائیں گے۔ کوکن علاقہ کے ایسے افراد جو ممبئی میں ملازمت کرتے ہیں اور اگر اپنی نوکری چھوڑ کر امداد باہمی بنیاد پر باغبانی قائم کرنے میں حصہ لیتے ہیں تو انھیں حکومت ہر ممکن امداد مہیا کرے گی۔

انناس ۔ رس بھرا میٹھا پھل

ناریل ۔ نئی اقسام کے یہ ناریل بہت جلد بار آور ہو جاتے ہیں اس لئے انھیں بڑے پیمانے پر اُگایا جا سکتا ہے ۔

اس پروجیکٹ میں حصہ لینے والے امداد باہمی سوسائٹی خاندانوں کو باغبانی کے لئے سرکاری زمین ۵۰ تا ۱۰۰ سال کی ضمانت پر دی جائیگی اس اسکیم پر موجودہ مانسون سال سے عمل شروع کر دیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں مختلف تعلقوں میں دستیاب قطعۂ اراضی اور ان اراضیات پر باغبانی کی صلاحیت کا اندازہ لگانے کے لئے حکومت کے چیف سکریٹری کے زیر صدارت ایک کمیٹی پہلے ہی تشکیل دی جا چکی ہے ۔

ایسے خاندانوں میں جہاں افراد خاندان مختلف چھوٹی اراضیات کے مالک ہوں، اگر اپنی زمینوں کو یکجا کر کے باغبانی مرکز قائم کرنا چاہیں تو انھیں بھی حکومت تمام سہولیات مہیا کریگی ۔ ان مراکز پر ضروری نہیں کہ صرف آم اور کاجو کے درخت لگائے جائیں ۔ مختلف علاقو کی آب و ہوا، اور زمین کی زرخیزی کی مناسبت سے باغبانی کو حکومت ایک نفع بخش کاروبار بنانا چاہتی ہے ۔ آمدنی میں اضافہ کے لئے حکومت چیکو، انناس، مسالے، سبزیاں وغ کی باغبانی کی حوصلہ افزائی کرے گی ۔ پھلوں کی صفائی، درجہ بندی اور مارکیٹنگ کا انتظام کیا جائے گا ۔ مذکورہ بالا مقاصد حصول کے لئے ریاستی کابینہ نے بھی مہاراشٹرا اسٹیٹ ہارٹی ک کارپوریشن' کے قیام کی منظوری دے دی ہے ۔

مالی امداد: اس اسکیم کو مکمل طور سے عمل میں لانے کے ۔ درکار مالی سہولت کا انتظام کیا جائے گا ۔ ریاستی حکومت ۔ ۵ کروڑ روپیہ دینا منظور کیا ہے ۔ جب کہ مہاراشٹرا اسٹیٹ کو بنک اور لینڈ ڈیولپمنٹ بنک نے فرداً فرداً ۵ کروڑ روپیہ دینا کیا ہے ۔ اس کے علاوہ پنجاب نیشنل بنک اور ایگریکلچرل ری فن کارپوریشن نے بھی مالی تعاون دینا منظور کیا ہے ۔ پنجاب نیشنل ؛ نے تو تمام درکار سرمایہ فراہم کرنے کا یقین دلایا ہے ۔

کوکن میں باغبانی کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کے ۔

کاجو — زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ

کٹھل — کوکن علاقہ میں
سب سے زیادہ دستیاب پھل

۱۵ر اگست سے ۱۵ستمبر ۱۹۸۱ء تک ایک خصوصی 'پھل مہوتسو' منایا گیا۔ اس سال ۱۱ لاکھ پھلدار درختوں کی شجر کاری کا ایک کریش پروگرام اپنایا گیا ہے۔ اگر ضروری ہوا تو آندھرا پردیش، اور کرناٹک ریاستوں سے بھی قلمیں منگائی جائیں گی۔ ایک کمیٹی جو اسٹیٹ پلاننگ بورڈ کے نائب صدر ڈاکٹر ڈی بسرا منیم کی زیر صدارت قائم کی گئی ہے، کوکن کے چاروں اضلاع کا دورہ کرنے والی ہے جہاں بروقت تجاویز پر غور کیا جائے گا اور آئندہ تین سالوں میں کوکن میں باغبانی مراکز قائم کرنے سے متعلق قطعی پروگرام مرتب کیا جائے گا۔ کوکن کے بعد اس اسکیم کو دوسرے علاقوں میں بھی شروع کیا جائے گا۔

باغبانی ترقیات کے لئے اعلیٰ بیج اور پودوں کی قلمیں ضروری ہیں۔ ریاستی حکومت کی موجودہ نرسریز اس ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا ان نرسریز کی ترقیات بھی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں حکومت اقدامات کر رہی ہے۔ فی الحال مختلف مقامات پر مرکزی نرسریز قائم کی جائیں گی جو کسانوں کو اعلیٰ قسم کے بیج اور پھلوں کی قلمیں مہیا کریں گی۔

مقوی غذائی اشیاء کی تیاری : باغبانی کا ایک اور اہم مقصد مقوی غذا کی فراہمی ہے۔ ہماری ریاست کے بچے ناقص خوراک کے مسئلہ کا شکار ہیں۔ حاملہ عورتیں، مائیں اور بچے وٹامن کی کمی کی وجہ سے مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھل وٹامن سے بھرپور ہوتے ہیں۔ اس طرح پھلوں کے باغات سے دراصل ہم ناقص غذا کا مسئلہ حل کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں خصوصًا دیہی غریب عوام کا ناقص خوراک کا مسئلہ بڑی حد تک حل ہو جائے گا۔

ریاستی حکومت غریب کسانوں کی فلاح و بہبود کی کوششوں میں مصروف ہے۔ گذشتہ سال حکومت نے چھوٹے اور درمیانی درجہ کے تمام کسانوں کے قرضہ جات جن کا تخمینہ ۴۹ کروڑ روپے تھا، معاف کر دیئے تاکہ ان کے لئے قرضوں کی نئی راہ کھل سکے۔ ایسے کسان اناج کی کاشت کے ساتھ ساتھ پھلوں کی کاشت کے ذریعہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ اسی مقصد کے تحت حکومت نے باغبانی کا نیا محکمہ جاری کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مہاراشٹر کے کسان باغبانی ترقیات کے پروگراموں میں حصہ لے کر ریاست کو پھلوں اور پھولوں کا حسین علاقہ بنائیں گے۔

دِلّی میں بین الاقوامی تجارتی میلہ

★ شری محمد یونس

دہلی کا پرگتی میدان مختلف شعبوں میں ہندوستان کی ترقی کی نمائش گاہ بن گیا ہے۔ ۱۴ر نومبر سے ۴ر دسمبر ۱۹۸۱ء تک ہونے والے ہندوستانی بین الاقوامی تجارتی میلے کے دوران یہ میدان یادگار سرگرمیوں کی آماجگاہ بن گیا ہے۔ ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا کے زیر اہتمام یہ میلہ ہندوستان میں منعقد ہونے والے اب تک کے تمام میلوں پر سبقت لے جائیگا۔

ہندوستانی بین الاقوامی تجارتی میلے کا خاص مقصد ہندوستانی معیشت کے صنعتی تصور اور تجارتی صلاحیت کو اُجاگر کرنا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے ملکوں کو ہندوستانی معیشت کے درآمد و برآمد کے وسیع امکانات سے واقف کرانا ہے اس میلے کی کوششوں کے نتیجہ میں روزگار کے کثیر مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ غیر ممالک کے شرکاء کو تجارت، بیوپار، صنعت وحرفت، زراعت، سائنس اور ٹیکنالوجی کے مختلف شعبوں میں اپنی کامیابیوں کی نمائش کرنے کے کافی مواقع ملیں گے۔

شرکاء ممالک کے مابین تجارت و کاروبار کے بیمثال مواقع پیش کرنے کے علاوہ یہ نادر موقع ترقی پذیر ممالک کے مابین اقتصادی تعاون کے ٹھوس امکانات بھی پیش کرے گا اور ہندوستان و تیسری دنیا کے دیگر ممالک میں نئی سرمایہ کاری کے لئے ترقی یافتہ ممالک کی حوصلہ افزائی کرے گا۔

غیر ملکوں کے شرکاء اور قومی سیکٹر

اس میلے میں ۳۴ ممالک شرکت کر رہے ہیں۔ یہ ممالک دنیا کے تقریباً تمام خطّوں کی نمائندگی کریں گے۔

جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے، قومی سیکٹر کے ہر شعبے کی اس میں نمائندگی ہوگی۔ ہندوستان کی تقریباً تمام ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے، مرکزی وزارتوں اور محکموں کی اکثریت، سرکاری سیکٹر کے ادارے، برآمدات کو فروغ دینے والی تنظیمیں، چھوٹے پیمانے کی صنعتیں اور نجی سیکٹر کی ممتاز اور سر فہرست کمپنیاں بھی اس میں شریک ہیں۔

پہلی بار غیر ممالک کے شرکاء کو اپنے سامان کی فروخت کو فروغ دینے کی سہولیات خصوصی طور پر پیش کی جا رہی ہیں۔ ان سہولیات میں نمائشی اشیاء کی درآمدات، مناسب مقدار میں ڈیوٹی کی معاف، موقع پر کسٹم کلیرنس، مناسب کوٹے کی الاٹمنٹ، تشہیر اور اشتہاری سامان کی درآمد اور فروخت، دفتری استعمال کا سامان، مشینری سامان اور خام مال کی درآمدات کی مانگ کو پورا کرنے کی سہولیات وغیرہ شامل ہیں۔ ترقی پذیر ممالک کو اجازت ہوگی کہ وہ نمائشی اشیاء اور مشینری کو ہندوستان کے قومی صارفین کو بیچ سکیں۔ جہاں تک ان کی درآمدات کی ضروریات کا تعلق ہے تمام وزارتوں، سرکاری سیکٹر کے اداروں اور نجی پارٹیوں کو بین الاقوامی نمائش کرنے والوں سے نمائشی اشیاء میں سے اپنی ضروریات کی اشیاء خریدنے کی سہولت میسّر ہوگی۔ توقع ہے کہ یہ اضافی سہولیات غیر ملکی شرکاء میں مزید دلچسپی پیدا کریں گی، اور ہماری سرزمین پر ہونے والی اس بین الاقوامی نمائش کو کامیابی سے ہمکنار کریں گی۔

اس نمائش میں ہندوستان' ایک جدید اور ترقی کے روشن امکانات کے حامل' کوئلے، پیٹرولیم، حرارتی، آبی، نکلیائی، شمشی، اور دیگر تجدید کے لائق توانائی کے وسائل میں تجربہ، مہارت اور مشاورت کی خدمات پیش کرنے کے لائق ملک کے طور پر اُجاگر ہوگا۔

یہ پویلین "سائنس میوزیم" کی حیثیت سے مستقل طور پر رہے گا اور ۱۹۸۳ء میں منعقد ہونے والی عالمی توانائی کانفرنس کے دوران توجہ کا مرکز بنے گا۔

یہ میلہ غیر ممالک کے تاجروں کی کثیر تعداد کی کشش کا سبب بنے گا۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

بچوّں میں معذوری کے اسباب
— اور اُن کا انسداد

* مُحمّد رضی الدین مُعظّم
بی.کام، بی ایڈ۔ ایل ایل. بی
۸۶۶/۳/۲۰، رحیم منزل، شاہ گنج،
حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲ (آندھرا پردیش)

بچہّ کی خوراک میں احتیاط

ہندوستان میں اور بہت سے دوسرے ترقی پذیر ممالک میں بچوں کی بیماریوں کی سب سے بڑی وجہ غذائیت کی کمی ہے یہ کمی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ یہ ایک اوسط حالت بن چکی ہے جسے کہ بہت سے ڈاکٹر بھی اسے نارمل قرار دینے لگے ہیں بلکہ دُبلے پتلے ہڈیوں کے ڈھانچے اور پیلے زرد بچوں کو دیکھنے کے ہم اس قدر عادی ہوچکے ہیں کہ ہمیں اکثر اُن کی کمزوری اور ناتوانی محسوس نہیں ہوتی اور وہ بالآخر سماج کے لئے معذور اور اَپاہج بن جاتے ہیں۔ اس کی وجہ عام طور پر غریبی ہے لیکن کئی بار اس کی وجہ بچے کی غذائیت سے متعلق خود والدین کی ناواقفیت رہی ہے۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ بچہ جتنا چھوٹا اور کمزور رہے اسے اتنا ہی کم کھانے کو دیا جانا چاہئے۔ نیز یہ کہ اس کے دودھ میں پانی کی مِلاوَٹ ضرور کرنی چاہیئے۔ انھیں اس بات کا علم نہیں کہ ان کے دودھ میں جتنا پانی ملایا جائے گا اُسے اتنی ہی کم کیلوریز 'CALORIES' ملے گی۔ اس طرح ایک بڑی بات کی شروعات ہوجاتی ہے اور جس بچے کو زیادہ سے زیادہ خوراک درکار ہوتی ہے اسے کم سے کم خوراک ملنے لگتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں آئے دن غذائیت کی کمی ہوکر ایک دن وہ معذور اور اَپاہج بن کر رہ جاتا ہے۔

ہندوستان میں بچے کی پیدائش کے پہلے برس کے دَوران عموماً مائیں اپنی چھاتیوں سے دودھ پلاتی ہیں جو بچے کے لئے نعمتِ عظمیٰ ہے اور اس طرح کافی کیلوریز اور پروٹین اور دودھ سے تمام حاصل ہونے والی ضروری قوت بخش غذائیت مل جاتی ہے۔ اور اگر کسی وجہ سے (بیماری، فیشن یا لاپرواہی) سے بچے کو ماں کی چھاتیوں سے دودھ نہ مل سکے تو پہلے سال ہی کے دوران سے وہ کم غذائیت کا شکار ہونے لگتا ہے —

مصنوعی دودھ میں بالعموم پانی کی مِلاوٹ ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسے درکار کیلوریز سے کم کیلوریز ملتی ہیں بلکہ ایسے دودھ پر جراثیم بھی اثرانداز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بچے کو دست آنے لگتے ہیں اور صحت بگڑنے لگ جاتی ہے اور وہ معذور و اپاہج بن جاتے ہیں۔ جب بھی ماں کی چھاتیوں سے دودھ کم ہونے لگتا ہے تو بچے کو نیم ٹھوس اور ٹھوس غذائیں دی جانے لگتی ہیں یہ غذائیں عموماً بہت معمولی مقدار میں دی جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں بچہ کو اکثر بہت کم خوراک ملتی ہے۔ یہ بات خاص کر اسکول جانے سے پہلے والی عمر کے بچوں پر لاگو ہوتی ہے جن کی عمر ۲ تا ۵ سال کے درمیان ہوتی ہے۔
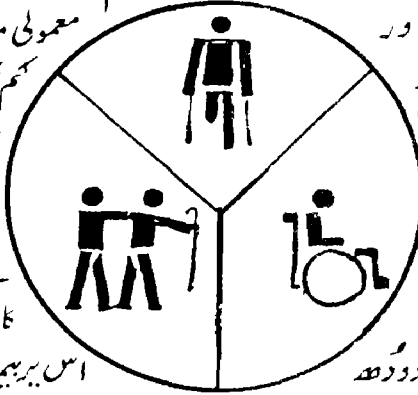
کم غذائیت یا ناقص غذا ایک خطرناک حالت ہے کیونکہ ایسا بچہ نہ صرف بالعموم متعدی امراض کا شکار ہوتا ہے بلکہ ایک صحت مند بچہ کے مقابلے میں اس پر بیماریوں کا حملہ شدّت سے ہوکر اکثر و بیشتر معذور و اپاہج بنا دیتا ہے۔

صحیح بات تو یہ ہے کہ جب بچہّ دو تین ماہ کا ہوجائے تو اسے نیم ٹھوس غذائیں دی جانی چاہئیں اس طرح ایک سال کی عمر تک چار وقت کھانے میں اُسے ایک ہزار کیلوریز ملنی چاہیئے، دودھ میں پانی کی مِلاوٹ سے پرہیز کریں۔ زیادہ سے زیادہ کیلوریز اور پروٹین والی چیزیں بہترین غذا ہوتی ہیں لیکن خوراک میں تنوع ضروری ہے، مثال کے طور پر گندم یا دوسرے اناج، ہری سبزیاں، انڈے اور گوشت خوراک میں شامل کیا جانا چاہیئے جب بچہ دو ہفتوں کا ہوجائے تو اس کی خوراک میں ملٹی وٹامن گولیاں شامل کی جانی چاہیئے اور جب وہ دو ماہ کا ہوجائے تو آئرن ڈراپس یا سیرپ دیا جانا چاہیئے۔ جب بچے کو متعدد اقسام کی بھرپور خوراک ملنے لگے تو اس وقت یہ چیزیں بند کردیں۔

بچوں کو خوراک زبردستی نہیں کھلائی جانی چاہیئے بلکہ اُسے صرف

ِش کی جانی چاہیئے۔ اگر بچے کو غیر ملکی خوراک دی جائے تو وہ کھانے کے معاملے میں ایک مسئلہ بن جاتا ہے، موٹا تازہ بچہ کبھی صحت مند نہیں ہو سکتا۔ بچہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ کم وزن نہ ہو اور نہ ہی اس کا وزن زیادہ ہو۔ وزن اتنا ہی ہونا چاہیئے جتنا اُسے عمر کے مطابق رکھا ہے۔ عموماً بیماری کے دوران بچے کی خوراک کم نہیں کی جانی چاہیئے اگر بچے کو بھوک محسوس ہو تو اس کی خواہشات کی نشاندہی کریں اور ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم کریں کہ وہ خوراک ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔

متعدی امراض سے تحفظ

بچے کی نگہداشت کا سب سے ضروری حصّہ یہ بھی ہے کہ اسے متعدی امراض سے دُور رکھا جائے، کیونکہ یہی بیماریاں اکثر و بیشتر بچوں میں معذوری لاچاری پیدا کرتی ہیں۔ جیسے کالی کھانسی، خنّاق (ڈپتھیریا) کزاز (ٹیٹنس) پولیو (تپ دق)۔ پیدائش کے وقت بی سی جی کا ٹیکہ بچے کو تپِ دق جیسے موذی مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس بات کا دھیان رکھنا ضروری ہے کہ اس امر کا انتظار نہ کریں کہ بچّہ بڑا ہو جائے تو اُسے ٹیکہ لگوایا جائے گا۔ اس کا قوی امکان رہتا ہے کہ اگر بچہ کمزور پیدا ہو یا غذا کی جانب صحیح توجہ نہ کی گئی ہو تو لازماً وہ تپِ دق کا مریض بن جاتا ہے، بالآخر یا تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے یا پھر ہڈیاں کمزور ہو کر اپاہج و معذور بن جاتا ہے۔ اسی طرح چیچک کا ٹیکہ بھی پیدائش کے وقت یا ایک ماہ کے اندر لگا دینا ضروری ہے۔

کالی کھانسی: اکثر والدین کو کالی کھانسی کا تجربہ یا تو اُن کے اپنے بچے یا پھر پڑوسیوں کے بچوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس بیماری میں آنکھیں لال ہو جاتی ہیں، ناک سے پانی بہتا ہے، معمولی زکام اور حلق میں درد ہوتا ہے اور رُک رُک کر کھانسی آتی ہے۔ جن اشخاص نے بھی کالی کھانسی کے مریض کو دیکھا ہے وہ اسے بھلا نہیں سکتا۔ اگر کوئی بچہ طویل عرصہ تک اس بیماری کا شکار رہے تو وہ اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ دوسری بیماریوں کا بآسانی شکار بن جاتا ہے۔ کالی کھانسی ایسے جراثیم کے سبب ہوتی ہے جو چند مہینوں کی عمر سے لے کر پانچ سال تک کے بچّوں کو متاثر کرتی ہے۔ دوسرے بچے عموماً اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ جتنی کم عمری میں بچہ اس بیماری کا شکار ہوتا ہے اسے اتنی ہی زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس بیماری سے مرنے والے بچوں میں سب سے زیادہ تعداد ایک سال سے کم عمر کے بچّوں کی ہے۔ یاد رہے کہ اس میں جب کھانسی آتی ہے تو آخر میں WHOOP ہُوپ کی مخصوص آواز نکلتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ زور زور سے کھانسنے پر شُش کی ہوا پوری پوری خارج ہو جاتی ہے۔ خالی شُش میں ہوا تیزی سے داخل ہوتی ہے اور اکثر قے بھی ہوتی ہے۔ بچے کو گرم رکھیں سردی سے بچائیں، اچھی غذا دیں اور تازہ ہوا میں پھرنے دیا جائے۔ اس میں خطرہ یہ ہے کہ مرض دیر تک رہنے سے شُش ناکارہ ہو جانے کا امکان رہتا ہے اور بچّہ اکثر نمونیا یا دِق کا شکار ہو کر مر جاتا ہے ورنہ اپاہج ضرور بن جاتا ہے۔

خسرہ: اِس کے شکار بچے دو تا پانچ سال کے ہوتے ہیں اس میں پہلے چار روز تک زکام ہو کر خوب بہنے لگتا ہے۔ پھر چوتھے روز موٹے بڑے بڑے چھٹے چہرے پر دکھائی دیتے ہیں۔ سر میں درد و متلی ہوتی ہے۔ مرض خفیف ہو تو چھٹے چند روز میں غائب ہو جاتے ہیں بچہ ایک ہفتہ میں تندرست ہو جاتا ہے لیکن تین ہفتوں تک یہ مرض متعدی ہوتا ہے لہٰذا بچہ کو دوسروں سے قطعی علیحدہ رکھیں۔ بچہ کو گرم ہوا اور کمرہ میں گرم لباس پہنائے رکھیں۔ اس مرض میں ذرا سی لاپرواہی سے مریض بچہ بہت نازک مزاج بن جاتا ہے، سردی سے نرخرے کی نالیوں کا ورم اور نمونیا کا اندیشہ غالب رہتا ہے۔ تیز گہری سانس اور کھانسی نمونیا کی علامات ہیں۔ جب یہ علامات ظاہر ہوں تو فوراً ڈاکٹر سے رجوع ہوں کیونکہ یہ بچے کی موت و زندگی کا معاملہ بن جاتا ہے۔ دوسری دو پیچیدگیاں یہ ہیں کہ آنکھ اور کان سے رطوبت خارج ہوتی ہے۔ مثلاً بہروں اور گونگوں کے دسویں حصے کا سبب خسرہ کا مرض ہے۔

اُم الصّبیان: یہ بیماری دراصل دماغی گٹھیا ہے۔ لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیوں میں عام ہے۔ سات سال کی عمر سے پہلے یا ۱۴ سال کی عمر کے بعد یہ بیماری ہوتی ہے۔ اور ذرا سی بھی لاپرواہی سے مریض میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کا معذور و اپاہج بن کر رہ جاتا ہے۔ اس مرض کی پہلی علامت یہ ہے کہ بے چینی اور بھدّاپن یکایک ترقی کر جاتے ہیں، زبان سے اس کا آسانی سے پتہ چلتا ہے۔ بچے سے زبان نکالنے کے لئے کہا جائے تو وہ جھٹکے سے نکالتا ہے اور زبان بے قابو ہو جاتی ہے جیسے جیسے مرض بڑھتا جاتا ہے، بچہ آرام سے ہرگز نہیں رہ سکتا۔

بعض عضلات ہمیشہ حرکت کرتے رہتے ہیں اور جسم کو متحرک رکھنے میں دماغ حصّہ لیتا ہے یعنی بچّہ توجہ مُرتکز کرنے سے قاصر رہتا ہے اور نتیجۃً دردِ سر اور لرزہ وغیرہ ہو جاتا ہے۔ مریض کو کھلی ہوا، اچھی غذا آرام اور بالخصوص تمام عصبی تحریکات کی عدم موجودگی ضروری ہے باقاعدہ علاج کرایا جائے تو چند ہفتوں میں آرام مل سکتا ہے۔ صحت کے بعد بھی اس سے لاپرواہی نہ برتیں۔ اس مرض کا سبب خوف یا دیگر جذباتی خلل، حد سے زیادہ کام وغیرہ ہیں۔

پولیو : بچوں کا فالج یعنی پولیو کا مرض، اُن جراثیم کی بدولت ہوتا ہے جن کو طویلہ کی مکھی لے آتی ہے۔ اس کی ابتدا جاڑے بخار سے ہوتی ہے اس کے خفیف سے حملہ میں عضلات تھوڑی دیر کیلئے کمزور پڑ جاتے ہیں مگر بالعموم عارضی یا مستقل طور پر فالج کا اثر ہو جاتا ہے، اور اکثر اعضا بیکار ہو جاتے ہیں اور مریض اپاہج بن کر رہ جاتا ہے۔ ابتدائی مدارج میں یہ مرض تقریباً ایک مہینہ تک رہتا ہے اور متعدی ہوتا ہے اس لئے دوسرے بچوں سے مریض کو قطعی دُور رکھیں۔ بہتر ہے کہ بچے کی پیدائش کے ابتدائی ایام میں پولیو کا ٹیکہ لگوا دیں۔ ٹیکہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ انجکشن کے ذریعہ اور دوا پلانے کے ذریعہ۔ دوا ایک میٹھے شربت کی شکل میں ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا کارگر ٹیکہ ہے جو بیماری پیدا نہیں کرتا۔ جب بچہ ۲ ماہ کا ہو جائے تو اُسے ہر ماہ اس کی کم از کم تین اور ترجیحی طور پر چار پانچ پولیو ڈراپس پلوا دیں اور آخری خوراک کے ایک سال بعد اسے ایک بڑی خوراک دیں۔ جب تک بچہ دس سال کا نہ ہو جائے ہر سال بڑی خوراک پلاتے رہنا چاہیئے۔ گرم علاقوں میں انجکشن کے ذریعے دیئے جانے والے پولیو کے ٹیکے زیادہ مُفید ہوتے ہیں بہ نسبت دوا پلانے کے۔ یہاں دو تین ماہ کی عمر سے مہینے میں ایک بار دیا جائے اور ایک سال بعد اس کی بڑی خوراک دیں۔

بہرحال ہر جگہ بچّہ پیدا ہوتے ہی ابتدائی ایام میں تین بوندیں ضرور دی جانی چاہئیں، جس کے باعث بچے خنّاق، کالی کھانسی اور ٹیٹنس سے محفوظ رہتے ہیں۔ یہ ڈراپس یا بوندیں تین ماہ کی عمر میں مہینے میں ایک بار دی جانی چاہیئے اس کے بعد ایک بڑی خوراک تیسری بوند کے بعد دیں تاکہ بچہ متعدی امراض سے محفوظ رہے دوسری بڑی خوراک چار تا ۵ سال کے درمیان دیں۔ ٹائیفائڈ کا ٹیکہ بھی ہر سال لگوا لینا چاہیئے۔ اُبال کر پانی پینے، مکھیوں سے بچاؤ، کھانے سے پہلے ہاتھوں کی صفائی وغیرہ کی جانب خصوصی توجہ
بچے معذور و اپاہج بننے سے محفوظ رہ جاتے ہیں۔

بقیہ " دِلّی میں بین الاقوامی تجارتی میلہ

ٹریڈ فیئر اتھارٹی : کسی ترقی پذیر ملک کی معیشت
کی اہمیت کو دُہرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ یہ تجارتی میلہ ا
کے حصُول کے لئے مسلّمہ اجتماع ہے۔ صرف چار سال کے
میں ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا نے کامیابیوں کا ریکارڈ قائم
نئے تقاضوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہے۔ اب تک دبئی
جدہ اور سنگاپور میں مخصوص ہندوستانی تجارتی میلوں کا انتـ
ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا اور دیگر ایجنسیوں نے مجموعی طـ
۴۰ سالانہ میلوں میں شرکت کی ہے۔ ۸۱-۱۹۸۰ء کے پروگرا
فیئر اتھارٹی آف انڈیا نے آٹھ بین الاقوامی میلوں میں شرکت کے
پذیر ممالک میں پانچ خصوصی ہندوستانی نمائشوں کا اہتمام
کے دَوران اِن نمائشوں میں مجموعی طور پر ۲٫۶۲۰ لاکھ روپے کا بیو
۳٫۱۰۰ لاکھ روپے کے کاروبار کے معاملے گفت و شنید کی حد تک
۷۸-۱۹۷۷ء سے ۸۱-۱۹۸۰ء تک کے گذشتہ تین مالی
دَوران جائے وقوع پر ہونے والے کاروباری سودوں کی مالیت
رُوپے تک پہنچ گئی اور ۸۱۰۰ لاکھ روپے کے کاروباری سودو
ہوئے۔

پرگتی میدان ثقافت کا آئینہ دار : پرگتی میدان
اور بین الاقوامی ثقافتی سرگرمیوں کا بہترین اور کامیاب منظر پیش
میلوں کے موقعوں پر غیر ممالک کے شرکاء اپنے قومی دن کی تقریب
ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کی مختلف ریاستیں اور مرکز کے
اپنے ریاستی دن کی تقریبات بھی یہاں مناتے ہیں۔

اس طرح یہ بین الاقوامی تجارتی میلہ ۱۹۸۱ء ایک ایسی نـ
ہندوستان سمیت دنیا کے مختلف ملکوں کی سائنس، ٹیکنالـ
کے شعبوں میں حاصل ترقی کی نمائندگی کرے گا۔

یہ میلہ ہندوستان کی مزید ترقی کے امکانات روشن کـ
تعلیمی و تجارتی اقدار کا بھی حامل ہو گا۔

* بدیع الزماں خاور
ڈ مٹمکر کوارٹرز، منڈن گڈھ روڈ
ڈاکخانہ: ڈاپولی - ۴۱۵۷۱۲
ضلع رتناگیری (مہاراشٹر)
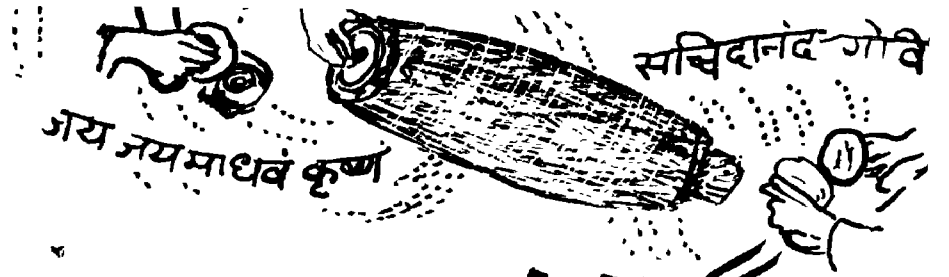
گیانیشوری
ایک مختصر تعارف

مقدس 'گیتا' ہمارے تمام شاستروں کا سرچشمہ ہے۔ اس کی خوشبو نے ہر عہد میں ہمارے دیس کی فضاؤں کو معطر کیا ہے۔ یہ وہ عظیم کتاب ہے جسے ہر دور میں سر آنکھوں سے لگایا جاتا رہا ہے۔ ۵ ہزار سال پہلے کھلے ہوئے شبدوں کے یہ سنہرے پھول آج بھی تر و تازہ ہیں۔ آج بھی یہ روشن حروف نہ باسی ہوئے ہیں اور نہ اُن کے رنگ و بو میں کوئی فرق آیا ہے۔ شنکر اچاریہ سے لے کر مہاتما گاندھی اور لوکمانیہ تِلک تک ہر زمانہ کے مختلف المزاج پنڈتوں اور عالموں نے گیتا کے تقدس، اس کی عظمت اور اس کی ہمہ گیری کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور یہ اعتراف اس حقیقت کا اظہار و اعلان ہے کہ گیتا محض ایک تاریخی مطالعہ ہی نہیں بلکہ ایک مکمل روحانی اور اخلاقی صحیفہ بھی ہے۔

ہماری ریاست مہاراشٹر میں بھکتی تحریک کے زیر اثر جو مختلف مذہبی فرقے وجود میں آئے ہیں ان کی بنیاد چونکہ مقدس گیتا ہی کی تعلیمات پر استوار ہے اس لئے، پنڈھرپور کے وِٹھوبا کی اس سرزمین پر 'گیانیشوری' کو، جو مقدس گیتا کی منظوم مراٹھی تفسیر ہے، ہر فرقے اور ہر پنتھ کے لوگوں میں یکساں طور پر مقبولیت حاصل ہے۔

مہاراشٹر کی قدیم سنت شاعری میں ''گیانیشوری'' کا درجہ بہت افضل ہے۔ اس کے خالق سنت گیانیشور (۱۲۷۵-۱۲۹۶ء) مراٹھی صوفیوں اور سنتوں میں نہایت ممتاز مقام رکھتے ہیں اور احترام و عقیدت کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں۔ پونے سے قریب آلندی میں ان کی سمادھی آج بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ انھوں نے اپنے ہمعصر سنت نام دیو (۱۲۷۰-۱۳۵۰ء) کے ساتھ مل کر پنجاب، سندھ، دہلی اور شمالی ہندوستان کے دوسرے مقدس مقامات کی زیارت بھی کی تھی اور قیاس غالب ہے کہ سنت کبیر داس سے اُن کی ملاقات بھی ہوئی تھی۔

سنت گیانیشور کی تصنیف و تالیفات میں گیانیشوری کے بعد لکھا ہوا اُن کا ''امرتانوبھو'' نامی گرنتھ، ان کی ایک آزاد اور طبع زاد تخلیق کی حیثیت سے کافی مشہور ہے۔ آجکل اس گرنتھ کا جو نسخہ دستیاب ہے وہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ اس سے گیانیشور کے فلسفیانہ افکار و خیالات کے سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اور اس کا مطالعہ ایک عظیم فلسفی اور مفکر کی حیثیت سے گیانیشور کا مقام متعین کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا ایک اور گرنتھ بھی قابل ذکر ہے جس کا نام ''چانگدیو پاسشٹھی'' ہے۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر ایک ہزار کے قریب ابھنگ بھی یادگار چھوڑے ہیں جن میں ہری پاٹھ کے اٹھائیس ابھنگ خاص طور پر مقبول ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ اور بھی متعدد رچنائیں، جن کے بارے میں محققین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے،

گیا نیشور کے نام سے منسوب کی جاتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے گیا نیشوری کو جو شہرت نصیب ہوئی ہے وہ شہرت اُن کی کسی اور تخلیق کے حصہ میں نہیں آئی ہے۔ ایکنا تھ، تکارام اور رام داس جیسے مہاراشٹر کے عظیم سنتوں سے لے کر [illegible] عام باشندوں تک کوئی ایسا فرد ملنا مشکل ہے جس نے اودی چھند میں لکھی ہوئی مقدس گیتا کی اس منظوم تفسیر کو اپنے سینے سے لگایا ہو۔

گیا نیشور کے والد کا نام وِٹھل پنت اور ماں کا نام رُکمنی تھا۔ وِٹھل پنت کا آبائی وطن آپے گاؤں تھا، مگر وہ اپنے سسرالی گاؤں آلندی میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ گیا نیشور کی جائے پیدائش اور اُن کی سمادھی کا مقام ہونے کی وجہ سے یہ چھوٹا سا گاؤں مہاراشٹر کے باشندوں کے لئے ایک تیرتھ کا درجہ رکھتا ہے۔

وِٹھل پنت روحانی طور پر گرد گورکھ ناتھ کے قائم کردہ ناتھ پنتھ سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے شادی کے بعد کوئی اولاد ہونے سے پہلے ہی سنیاس آشرم اختیار کر لیا تھا اور بعد میں اپنے گرو کی آگیا پاکر دوبارہ گرہست آشرم میں داخل ہوئے تھے۔ لوگوں کی نظر میں اُن کا یہ فعل چونکہ شاستر کے خلاف تھا اس لئے انھیں طرح طرح سے ستایا گیا، یہاں تک کہ وہ برادری سے بھی خارج کر دیئے گئے۔ دوبارہ گرہست آشرم میں آنے کے بعد ان کے ہاں تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کے نام بالترتیب نیورتی ناتھ، گیا نیشور، سوپان دیو اور مکتا بائی تھے۔ ان بچوں کی پیدائش کے بعد وِٹھل پنت نے برادری میں شامل ہونے کی بہتری کوشش کی مگر آلندی کے برہمنوں نے اُن کی کسی درخواست کو قابلِ اعتنا نہ سمجھا اور انھیں اپنے گناہ کے کفارہ کے لئے سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ سنتے ہی وِٹھل پنت اور رُکمنی دیوی دونوں آلندی سے نکل کر سیدھے پریاگ کی طرف چل پڑے اور وہاں پہنچ کر انھوں نے اپنے جسم گنگا جمنا کے سنگم کی لہروں کے حوالے کر دیئے۔

ماں باپ کے انتقال کے وقت گیا نیشور اور اُن کے بہن بھائی چھوٹے تھے اس لئے ان چاروں کو بے انتہا تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے قریب ترین رشتہ داروں نے بھی ان کے ساتھ بے رُخی کا برتاؤ کیا۔ وہ بالکل بے سہارا ہو کر رہ گئے۔ اور ان کو اپنے گزارے کے لئے بھیک مانگنے پر مجبور ہونا پڑا۔ البتہ یہ چاروں بہن بھائی اس اعتبار سے بہت خوش قسمت تھے کہ ان میں سے نیورتی ناتھ کو، جو سب سے بڑے تھے، کم عمری ہی میں روحانی علم حاصل ہو گیا تھا جس سے انھوں نے اپنے بھائی بہنوں کو فیض پہنچایا۔

گیا نیشور کے روحانی گرو یہی نیورتی ناتھ تھے۔ انھوں نے گیا نیشور کو ناتھ پنتھ کی دکشا دی تھی۔ ناتھ پنتھ میں یوگ مارگ کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، مگر گیا نیشور یوگ مارگی بھی تھے اور بھگت بھی۔ ان کی بھگتی مارگ سے بے پناہ دلچسپی کو اگر سنت [illegible] کی صحبت کا اثر کہا جائے تو شاید غلط نہیں ہوگا، کیونکہ مہاراشٹر میں ہندو اور مسلمانوں کے لئے ایک مشترکہ بھگتی مارگ کی بنیاد رکھنے والے وہی سب سے بڑے صوفی اور صحیح معنوں میں بھگتی سمراٹ تھے۔ وہ اور گیا نیشور مقدس مقامات کی زیارت کے سلسلے میں عرصہ تک ایک ساتھ رہے تھے اور دونوں کو ایک دوسرے سے والہانہ محبت بھی تھی۔

وِٹھل پنت اور رُکمنی دیوی کے انتقال کے بعد جب اُن کے بچوں سے سماجی تعلقات قائم کرنے یا نہ کرنے کا سوال پیدا ہوا تو گیا نیشور اور اُن کے یتیم بہن بھائیوں کو پیٹھن کے برہمنوں سے "شدھی پتر" حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ اس سلسلہ میں گیا نیشور اور ان کے بہن بھائیوں کو پیٹھن میں بھی کچھ عرصہ تک قیام رہا۔ وہاں جاکر یہ چاروں بہن بھائی شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ شروع میں وہاں کے لوگوں نے بھی سنیاسی کے ان یتیم بچوں کا مذاق اُڑایا اور ان کو ہدفِ ملامت بنایا۔ مگر آہستہ آہستہ جب لوگوں پر گیا نیشور کی عِلمیت ظاہر ہوئی اور انھوں نے گیا نیشور کے کچھ چمتکار دیکھے تو ان چاروں بہن بھائیوں کو "شدھی پتر" مل گیا۔

پیٹھن سے "شدھی پتر" لے کر واپس جاتے ہوئے یہ چاروں بہن بھائی گوداوری کے کنارے نیوآسے نامی ایک گاؤں میں ٹھہرے۔ اس وقت گیا نیشور کے چمتکاروں کی شہرت قرب و جوار کے علاقوں میں پہنچ چکی تھی۔ اس لئے نیوآسے میں وہ ہاتھوں ہاتھ لئے گئے۔ گیا نیشور نے اسی گاؤں میں رہ کر ۱۲۹۰ء میں، جب کہ وہ صرف

۱۔ 'اودی' ایک مخصوص چھند کا نام ہے۔ مہاراشٹر کے اکثر سنتوں نے اپنی شاعری میں اس کا استعمال کیا ہے۔ اس چھند کے چار چرن ہوتے ہیں اور ہر چرن میں عموماً آٹھ حروف یا پندرہ ماترائیں ہوتی ہیں۔ مراٹھی کی بیشتر لوریاں اور چکی کے گیت وغیرہ اسی چھند میں ہیں۔ (ب۔ خ)

پندرہ برس کے تھے، 'گیانیشوری' جیسی مایہ ناز تفسیر مکمل کرنے کا کام کیا۔ اس تفسیر کی نقل نویسی کی خدمت سچدانند بابا نام کے، اُن کے ایک عقیدت مند سادھو نے انجام دی۔ سچدانند بابا کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ قصبہ نیوآسے ہی کے باشندے اور وہاں کے پٹواری تھے۔ پیٹھن سے لوٹتے ہوئے گیانیشور جس دن نیواسے میں داخل ہوئے تھے اسی دن انھوں نے راستے سے گزرتے ہوئے سچدانند بابا کی بیوی کو اپنے شوہر کی لاش پر روتے ہوئے دیکھا تھا اور لاش پر ہاتھ پھیر کر سچدانند بابا کو زندہ کر دیا تھا۔

تاریخی اعتبار سے دیکھا جائے تو گیانیشوری کا زمانۂ تصنیف مہاراشٹر میں دیوگیری کے راجہ، رام دیو رائے کی حکومت کا زمانہ تھا۔ رام دیو رائے یادو خاندان کے آخری مشہور راجہ تھے۔ بھگوان شری کرشن کے وارثوں کا یہ خاندان، مراٹھی زبان کے سرپرست خاندان کی حیثیت سے کافی شہرت رکھتا ہے۔ مراٹھی زبان کے سب سے پہلے شاعر مکند راج، جو "وویک سندھو" اور "پرمامرت" جیسی یادگار تصانیف کے خالق تھے، اور "مہانو بھاؤ ادب" کے بانی، چکر دھر اسی خاندان کے دور میں گزرے ہیں۔ اور اسی خاندان کے وزیر ہیمادری پنت نے مراٹھی کا موڑی رسم الخط ایجاد کیا تھا۔ رام دیو رائے کے زمانہ میں، اس خاندان کی شان و شوکت میں بہت اضافہ ہوا۔ وہ بڑے مذہب پرست اور علم دوست راجہ تھے۔ گیانیشوری کی تصنیف، ان کے زمانۂ حکومت کا ایک اہم ترین اور یادگار واقعہ ہے۔

سنت گیانیشور کے سمادھی لینے کے بعد تقریباً تین سو سالوں تک، مہاراشٹر کے عوام چونکہ گیانیشوری کے ابتدائی قلمی نسخے ہی سے استفادہ کرتے رہے، اس لئے اس میں کچھ ایسی چیزیں بھی شامل ہو گئیں جن کا اصل گیانیشوری سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ آگے چل کر سنت ایکناتھ (۱۵۳۳ - ۱۵۹۹ء) نے ۱۵۹۰ء میں کافی تلاش و تحقیق کے بعد اصل گیانیشوری کی از سرِ نو ترتیب و تدوین کا کام کیا۔ آج جو 'گیانیشوری'، مطبوعہ شکل میں دستیاب ہے اور مستند تسلیم کی جاتی ہے، وہ سنت ایکناتھ ہی کی محنت کا ثمرہ ہے۔

اصل گیتا کی طرح گیانیشوری میں بھی کل اٹھارہ ادھیائے ہیں۔ اور ان ادھیاؤں میں گیتا کے سات سو اشلوکوں کی تفسیر کے طور پر جو مراٹھی اووِیاں لکھی ہیں ان کی مجموعی تعداد نو ہزار ۳۳ ہے۔ اوویوں کی تفصیل مندرجہ خاکے میں دی گئی ہے:

ادھیائے	اشلوکے	اووِیاں
پہلا	۴۷	۲۷۵
دوسرا	۷۲	۳۷۵
تیسرا	۴۳	۲۷۶
چوتھا	۴۲	۲۲۵
پانچواں	۲۹	۱۸۰
چھٹا	۴۷	۴۹۷
ساتواں	۳۰	۲۱۰
آٹھواں	۲۸	۲۷۱
نواں	۳۴	۵۳۵
دسواں	۴۲	۳۳۵
گیارہواں	۵۵	۷۰۸
بارہواں	۲۰	۲۴۷
تیرھواں	۳۴	۱,۱۶۹
چودھواں	۲۷	۴۱۵
پندرہواں	۲۰	۵۹۹
سولہواں	۲۴	۴۷۳
سترھواں	۲۸	۴۳۳
اٹھارواں	۷۸	۱،۸۱۰

مقدس 'گیتا'، کے ادھیایوں کی موضوعاتی تقسیم اور اشلوکوں کی معنوی ہم آہنگی کے اعتبار سے 'گیانیشوری' میں جو ندرت پائی جاتی ہے وہ خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر ہے۔ گیانیشوری سے پہلے کے بیشتر شارحین نے گیتا کے پہلے چھ ادھیایوں کو کرم کانڈ، دوسرے چھ ادھیایوں کو اُپاسنا کانڈ اور آخری چھ ادھیایوں کو گیان کانڈ کے خانوں میں برابر برابر تقسیم کر کے ان کی تفسیریں لکھیں، مگر گیانیشور نے اپنی تفسیر کے لئے ان ادھیایوں کی جو شیرازہ بندی کی ہے وہ اس عام روش سے مختلف ہے۔ پہلے ادھیائے میں چونکہ گیتا شاستر کے محرکات اور پس منظر کا بیان ہے اس لئے اسے انھوں نے "شاستر پرورتی پرسناؤ"[1]

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ادھیائے میں یہ بتایا گیا ہے کہ بھگوان شری کرشن کو ارجن کو مقدس گیتا سنانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ (ب - خ)

قرار دیا ہے۔ وہ دوسرے، تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں ادھیائے کو گیان کانڈ سے متعلق، تیسرے ادھیائے کو کرم کانڈ سے متعلق، اور چوتھے ادھیائے سے گیارھویں ادھیائے تک کے آٹھ ادھیایوں کو اُپاسنا کانڈ سے متعلق ادھیائے سمجھتے ہیں۔ ان کی نظر میں بارھواں ادھیائے اُپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ کا امتزاج ہے۔ اس ادھیائے کے اشلوکوں کی انھوں نے جو تفسیر بیان کی ہے وہ بھکتی مارگ کے شیدائیوں میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ گیانیشور کی رائے کے مطابق پندرھویں ادھیائے کے اختتام پر ہی گیتا شاستر پورا ہو جاتا ہے۔ اور آخری تین ادھیائے (نمبر ۱۶، ۱۷ اور ۱۸) مشق و اعادہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ انسان گیان کے ذریعہ موکش تو پا سکتا ہے مگر چونکہ گیان حاصل کرنا اور حاصل کرنے کے بعد اسے سنبھالے رکھنا بجائے خود ایک مشکل امر ہے اس لئے بھگوان شری کرشن نے سولھویں ادھیائے میں یزدانی اور اہرمنی قوتوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ انسان کو اچھے اور بُرے اعمال کی جانچ پرکھ کے لئے گیتا شاستر کو معیار یا کسوٹی بنا لینا چاہیئے۔ اور چونکہ عمل کا تعلق عقیدے سے ہوتا ہے اور نیک عمل کے لئے گیتا شاستر پر پختہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے، اس لئے سترھویں ادھیائے میں تین قسم کے عقیدوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

گیانیشور نے اٹھارھویں ادھیائے کو مقدس گیتا کے "کلس" سے تعبیر کیا ہے اور چونکہ یہ ادھیائے ان کی نظر میں پچھلے تمام ادھیایوں کی تلخیص ہے اس لئے انھوں نے اسے "ایک ادھیائے والی گیتا" بھی کہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ 'گیانیشوری' مقدس گیتا کا منظوم ترجمہ اور تفسیر ہے اور اسے عام طور پر اسی زاویۂ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر اسے صرف ترجمہ یا تفسیر کہہ کر اس کے تخلیقی پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہوگی۔ 'گیانیشوری' میں مقدس گیتا کے ترجمے اور تفسیر کا جو سب سے بڑا حصہ ہے وہ بجائے خود اپنے اندر ایک تخلیقی شان رکھتا ہے، یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ 'گیانیشوری' کا مطالعہ اگر دیانت داری اور غیر جانبداری کے ساتھ کیا جائے تو اس حقیقت کا ادراک بآسانی ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے بھی بڑی حقیقت، جس سے 'گیانیشوری' کا کوئی بھی قاری انکار نہیں کرسکتا، یہ ہے کہ 'گیانیشوری' کے مختلف ادھیایوں کے شروع میں اور اٹھارویں ادھیائے کے آغاز اور آخر میں، تقریباً پانچ سو ایسی اوویاں موجود ہیں جن پر کسی بھی جہت سے ترجمے یا تفسیر کا اطلاق نہیں ہوتا، اور جو ہر اعتبار سے خالص طبعزاد "تخلیق" کی تعریف میں آتی ہیں۔ یہ اوویاں تعداد میں گیانیشور کے طبعزاد گرنتھ "امرتانوبھو" کی کل آٹھ سو اوویوں کے نصف سے بھی زیادہ ہیں اور چونکہ یہ "امرتانوبھو" سے پہلے لکھی گئی ہیں اس لئے گیانیشور کے نظریات و عقائد کی تفہیم کے سلسلے میں اُن کی اہمیت مُسلّمہ ہے — یہ اوویاں "گرو بھکتی"، یوگ اور عرفانِ ذات کے تعلق سے گیانیشور کے افکار و خیالات کی بہترین ترجمان ہیں۔ ان اوویوں سے گیانیشور کے فلسفۂ حیات پر جو روشنی پڑتی ہے اس کا نچوڑ یہ ہے کہ گیانیشور، عرفانِ ذات کو مقصدِ حیات اور گرو بھکتی اور یوگ کو اس مقصد کے حصول کا وسیلہ تصور کرتے تھے اور ان کے نزدیک اس دنیا میں آکر عبادت و ریاضت نہ کرنا، حقیقت سے منہ موڑنے کے مترادف تھا۔

گیانیشور، ایک مہان پنڈت، ایک عظیم فلسفی اور ایک غیر معمولی شاعر تھے، مگر گیتا کے مفسّر کی حیثیت سے ان کی سب سے بڑی قابلِ ذکر خوبی یہ ہے کہ انھوں نے اپنے وسیع مطالعے کے باوجود، اپنے بیانات کی تصدیق و تقویت کے لئے دوسرے کسی بھی گرنتھ کا حوالہ دینے سے احتراز کیا ہے۔ اور اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ انھوں نے 'گیانیشوری'، اپنی کتابی علمیت کی تشہیر یا نمائش کے لئے نہیں بلکہ مہاراشٹر کے عوام کو محبت، مساوات اور بھکتی کا آفاقی پیغام سُنانے اور ان کو روحانی فیض پہنچانے کی غرض سے لکھی تھی۔

انھوں نے گیتا کی تفسیر بیان کرتے وقت ہر جگہ اپنے اس نیک اور عظیم مقصد کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ سنسکرت اشلوکوں کے جو پد انھیں اپنے مقصد سے زیادہ قریب اور مفید معلوم ہوئے، ان کی تفسیر زیادہ سے زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے میں انھوں نے اپنے کمال کے خوب جوہر دکھائے ہیں اور بقیہ مقامات پر اجمال و اختصار سے کام لیا ہے۔ یہ اجمال و اختصار عجز بیانی کی علامت نہیں بلکہ اس خوبی کا ثبوت ہے کہ وہ شروع سے آخر تک، اپنے مقصد سے برابر ہم آہنگ رہے ہیں اور یہی ہم آہنگی ان کو ایک کامیاب مفسّر کا درجہ عطا کرتی ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

اندرجیت لال
ڈی۔ ۱۱، گلمرگ پارک۔ نئی دہلی

سر محمد اقبال اور سوامی رام تیرتھ

دو عظیم شخصیتیں

سرزمین پنجاب سے دو بلند شخصیتیں۔ سر محمد اقبال اور ڈاکٹر سوامی رام تیرتھ۔ لگ بھگ ایک صدی پہلے اُبھریں۔ دونوں نے لگ بھگ ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ دونوں نے عوام کی بھرپور خدمت کی اور اپنے پیچھے علم و ادب کا ایک بھاری ذخیرہ چھوڑ گئے۔ یہ دونوں شخصیتیں آج ہمارے درمیان نہیں لیکن جب ان دونوں کے صدیوں کی آواز ذہن میں گونجتی ہے تو ہمیں ان کی خدمات اور شخصیتوں کی جائزہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۱۸۷۳ء دیوالی کی رات کو یعنی آج سے ۱۰۹ برس پہلے سر زمین پنجاب میں ایک غریب برہمن کے گھر رام تیرتھ پیدا ہوئے۔ ان کی سو سالہ جنم صدی ہندوستان بھر میں مختلف پیمانے پر چند برس پہلے منائی گئی۔ عنفوانِ شباب میں سوامی رام نے سنیاس اختیار کر لیا اور وہ بھی دیوالی کی رات کو اور پھر ۱۹۰۶ء میں دیوالی ہی کی رات کو جب سارا ہندوستان دیپاولی کی روشنی سے جگمگا رہا تھا سوامی رام ذاتِ حق میں واصل ہوتے۔ قطرہ دریا میں مل کر دریا بن گیا۔ بقول شاعر:۔

تذرِ دریا ہو کے دریا کی روانی بن گیا
اُس نے یوں خود کو مٹایا جاودانی بن گیا
گو سرِ پنجاب جزو موج دریا ہوگیا
ایسا پوشیدہ ہوا عارف کہ پیدا ہوگیا
واصلِ حق عارف کامل کا ہونا زیر آب
یہ بتاتا ہے کہ دنیا حسین ہے ایک خواب
کس کو ملتے ہیں بھلا ایسے خوش اقبالی کے دن
زندگی سنیاس اور نروان دیوالی کے دن

سوامی رام تیرتھ ایک جادو بیان شاعر، کامیاب نثر نگار، ولولہ انگیز مقرر، ہندوستانی تمدن و فلسفہ کے شارح، ہمدرد استاد اور علم و عرفاں کے ایک ذہین طالبعلم تھے۔ زندگی کائنات اور خدا سے متعلق لطیف سے لطیف معاملات کو بڑے دلچسپ انداز میں بیان کرنے میں انہیں ملکہ حاصل تھا۔ وہ اپنے آپ کو "رام بادشاہ" کہا کرتے تھے اور کئی زبانوں کے بادشاہ تو وہ تھے ہی۔ اردو فارسی میں اچھی خاصی شاعری کر لیتے تھے۔ اور ان دونوں زبانوں میں ان کی نظم و نثر کے نمونے اُن کی کلیات میں آج بھی موجود ہیں جو ان کی پُر تاثیر، بامحاورہ اور خوبصورت زبان کا پتہ دیتے ہیں۔ انھوں نے امریکہ میں سارے لیکچر انگریزی زبان میں دیئے۔ ظاہر ہے کہ انگریزی زبان میں وہ بڑی فصاحت سے گھنٹوں تک مسلسل تقریر کر سکتے تھے۔ بامحاورہ انگریزی سے لکھنے میں انہیں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ یہی حال ہندی کا تھا۔ جب سوامی رام پردیش گئے تو انہوں نے سمندری جہاز میں اپنے ہمسفروں کے ساتھ تھوڑی بہت جرمن اور فرانسیسی زبان بھی سیکھ لی تھی۔ ویدوں کا مطالعہ انہوں نے سنسکرت ہی میں کیا اور پنجابی تو وہ تھے ہی۔ بڑی فصاحت سے اپنی مادری زبان میں دوستوں سے بات چیت کیا کرتے۔

لاہور میں سوامی رام تیرتھ شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے ساتھ پڑھے لکھے۔ ہم عمر اور دوست کی حیثیت سے دونوں میں بڑی گہری دوستی اور خلوص تھا۔ دونوں شاعر فلسفی اور عالم تھے۔ دونوں کا دل عوامی جذبہ سے سرشار تھا۔ دونوں نے اہلِ قلم کی حیثیت سے کمال حاصل کیا اور ہندوستان میں ہی نہیں دنیا بھر میں کمال پیدا کیا ——

دونوں اپنے پیچھے نظم و نثر کا ایک بھاری ذخیرہ چھوڑ گئے۔ کہتے ہیں کہ اقبال کے ملاقاتی اگر ان کو اپنے کمرے میں نہ پاتے تو سمجھ لیتے کہ اقبال اپنے دوست رام تیرتھ کے ہاں ہوں گے۔ اس طرح اگر تیرتھ رام (بعد کے سوامی رام تیرتھ) کی تلاش ہوتی تو انہیں اقبال کے ہاں پایا جاتا۔

رام اور اقبال ادب، تاریخ، فلسفہ، مذہب اور شاعری کے مضامین پر تبادلۂ خیالات کرتے، زندگی کے نکات پر بحث ہوتی اور چونکہ دونوں ذہن کے تیز تھے۔ اس لئے اس طرح کے بحث مباحثوں سے ایک دوسرے کو جلا ملتی۔ دونوں کو نئے زاویے ملتے۔ دونوں ایک دوسرے کے قدردان تھے۔ ایک دوسرے کے دوست۔ ایک دوسرے کے ہمدرد اور دکھ درد میں شریک۔

طالب علمی کے زمانے میں ایک رات سوامی رام کو پیٹ کے درد کی سخت شکایت ہو گئی۔ درد تھا کہ کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ اس وقت حضرت اقبال سوامی رام کے سرہانے موجود تھے انھوں نے دوا دارو کا مشورہ دیا لیکن رام ایک نہ مانے۔ وہ درد کے باوجود مسکرا رہے تھے اور کہہ رہے تھے "دوا کی کیا ضرورت ہے، درد ایسے ہی ٹھیک ہو جائے گا" درد ساری رات بدستور رہا۔ اگلی صبح تک طبیعت بحال ہو پائی۔ اقبال ساری رات رام تیرتھ کے سرہانے بیٹھے رہے اور روتے رہے۔

سوامی رام اور اقبال دونوں صوفی شاعر تھے۔ دین دھرم کے مبلّغ اور شارح۔ دونوں اپنے اپنے فلسفہ کو کلام میں سموتے تھے۔ اقبال کی شاعری کا بیشتر حصہ اور اس کی روح تصوفانہ ہے دونوں زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے لیے کورانہ تقلید کے خلاف تھے۔ اس کے برعکس غور و فکر، قوتِ تخلیق، ایجاد و جدّت اور جستجو کے زبردست حامی۔ سوامی رام نے قول اور فعل سے واضح کیا کہ قطرے کا سمندر میں مل کر سمندر ہو جانا کوئی انہونی بات نہیں بلکہ یہ مقدر ہے ہر انسان کا اور ہر انسان اس دنیا میں رہ کر زندگی کے معمّے کو حل کر سکتا ہے یعنی اپنے آپ کو جان سکتا ہے اور اپنے مالک کو پہچان سکتا ہے۔ ادھر اقبال نے تصوف کے رنگ میں بہت لکھا اور خوب لکھا ان کے چند متفرق اشعار جو تصوف کے رنگ میں ہیں۔ یہ ہیں:-

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے
اے بیخبر جزا کی تمنّا بھی چھوڑ دے
باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب میرا انتظار کر

سعیٔ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات
تری میزان ہے شمارِ سحر و شام ابھی
گل تبسم کہہ رہا تھا زندگانی کو مگر
شمع بولی گویہ غم کے سوا کچھ بھی نہیں۔
حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال
غازہ ہے آئینہ کے لئے گردِ ملال ہے
غالب دکارآفریں کارِ کشا کارساز
قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
تو ہے محیطِ بیکراں میں ہوں ذرا سی آبجو
یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر۔

سوامی رام ویدانت کے شارح تھے۔ اِس موضوع پر انکا کام کا پورا ذخیرہ موجود ہے۔ ایک مشہور و معروف غزل کے چند اشعار یوں ہیں:-

یہ سِرّ کیا ہے عجب اب کھلا کہ رام مجھ میں ہے۔ میں رام میں ہوں
بغیر صورت عجیب ہے جلوہ کہ رام مجھ میں ہے۔ میں رام میں ہوں
مُرَقّعِ حسن و عشق ہوں میں۔ مجھی میں راز و نیاز سب ہیں

ہوں اپنی صورت پہ آپ شیدا کہ رام مجھ میں ہے۔ میں رام میں ہوں
تمام آئینہ رام کا ہے۔ ہر ایک صورت سے ہے وہ پیدا
جو چشمِ حق بیں کھلی تو دیکھا کہ رام مجھ میں ہے۔ میں رام میں ہوں
علی التواتر ہے پاک جلوہ کہ دل بنا برقِ طورِ سینا
تڑپ کے دل یوں پکار اٹھا کہ رام مجھ میں ہے۔ میں رام میں ہوں

اقبال حقیقت پسند تھے اور سوامی رام حقیقت سے زیادہ معرفت کے قدردان تھے۔ اقبال خودی کو اتنا بلند کرنا چاہتے تھے کہ خدا بندے سے خود اس کی رضا دریافت کرنے لگے۔ اقبال کا فلسفۂ خودی ایک مربوط و منظم قانون ہے جس کے تحت روحِ انسانی مادہ اور خدا تینوں کا وجود ہے۔ روح و مادہ کا خالق خدا ہے۔ روحِ انسانی لافانی ہے اور ابدالآباد تک ترقی کرتی جائے گی۔ مگر خدا کبھی نہ بن سکے گی۔ انسان کے اس اعلیٰ منصب کا نام خودی ہے۔ آپ وضاحت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان اس کائنات پر تصرف کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے صرف خودی کا احساس کافی نہیں اسے آشکارہ ہونا چاہیئے اور جب وہ اپنے کمالات و صفات کے ساتھ آشکارہ ہو گی تو عالمگیر قوت و شوکت اس کے جلو میں ہو گی۔

انسان کا پہلا کام اپنے وجود کا اقرار۔ اس کی حقیقتوں کا فہم۔

۲۵ نومبر ۱۹۸۱ء

اس کے اختیارات اور پہنائیوں کا ادراک ہے تاکہ وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر سے اس دنیا کو رہنے کے قابل اور اپنے فرائض خلافت دنیابت الٰہی کو پورا کر سکے۔ اقبال فرماتے ہیں :۔

خودی کی جلوتوں میں مُصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسماں و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خُدائی

سوامی رام یک گونہ بیخودی کے طلبگار تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اس شعر میں میرا پورا فلسفہ آجاتا ہے۔

جس نے جانا ذات کو اپنی
اس نے ہی جانا ذاتِ رب کو بھی

جس نے اس نقطہ کو سمجھا۔ اُس کا نقطہ زبر سے زبر ہوگیا ۔ کیونکہ وحدت میں کثرت کا باعث جدائی ہے اور کثرت میں وحدت کا مقصد خدائی ہے۔ جب خدائی دیدے کھل جاتے ہیں تب خدا ہی خدا نظر آتا ہے۔ یہ خُدائی دیدے تب ہی کھلتے ہیں جب خودی کا جالا آنکھ سے دور ہو جاتا ہے۔ ان اشعار میں سوامی رام اپنے خیالات کو یوں ظاہر کرتے ہیں۔

کلیدِ عشق کی سینہ کو دیجیے تو سہی
مچا کے لوٹ کبھی سیر کیجیے تو سہی
کرو شہید خودی کے سوار کو رد کو!
یہ جسم دُلدلِ بے یار کیجیے تو سہی
ہے خم تو مے سے لبالب یہ تشنہ کامی کیوں
لو توڑ مہر خودی مے بھی پیجیے تو سہی
اڑا پتنگہ محبت کا اب چرخ سے بھی دُور
خِرد کی دوڑ کو اب چھوڑ دیجیے تو سہی

اقبال کے نزدیک زمین آسمان سے بہتر ہے کیونکہ اُسے انسانیت کی امارت سپرد ہوئی اور آفرینش آسمان نے زمین کو طعنہ دیا کہ تیری طرح کسی کو میں نے بدبخت نہیں پایا۔ تمام کائنات میں تیری طرح اندھا کون ہے اور اگر میری قندیل تجھے روشن نہ کرے تو تیرے اندر کوئی نور نہیں ۔ خاک اگر انوار بھی ہو جائے پھر بھی خاک ہے اور آسمان کی طرح روشن و پایندہ نہیں ہو سکتی ہے زمین اس طعنہ سے شرمندہ ہوئی اور اس نے مضمحل ہو کر اپنی بے نوری کے متعلق فریاد کی تب وہاں سے ندا آئی کہ تو اس سے بیخبر ہے کہ تجھے انسان کی امامت دی گئی ہے جس کی عقل نے دنیا کو مسخر کیا اور جس کے عشق نے لامکان کی تسخیر کی۔

آشکارا ہے یہ اپنی قوت تسخیر سے
گرچہ اک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی

اقبال کے نزدیک جو چیز انسان کے اندر نہیں سما سکتی وہ دنیا ہے اور جو چیز عالم کے اندر سما سکے وہ انسان ہے۔ انسان کے جلوے سے مہر و ماہ آشکار ہوتے ہیں۔ اور اس کے خلوت کدہ میں جبریل کو بھی جگہ نہیں مل سکتی۔ انسان کا مرتبہ آسمان سے بھی بلند ہے۔ اور انسان کا احترام اصل تہذیب ہے۔

سوامی رام نے دنیا کی رنگینیوں سے سنیاس لے کر خود کو خدا کی راہ پر لگا لیا۔ انہوں نے انسان کی عظمت کو قبول کیا۔ کیونکہ ویدانت میں انسان کی عظمت بنیادی طور پر تسلیم کی جاتی ہے یہاں تک کہ "ایکو برہماسی" دوسرے انہوں نے انسان کو بہتر سے بہتر بننے پر زور دیا لیکن آخری سالوں میں سوامی رام تارک الدنیا ہوگئے ادھر اقبال تارک الدنیا ہونے کے خلاف تھے۔ اقبال مادی دنیا اور کائنات کے وجود سے انکار کر کے راہِ فرار اختیار نہیں کرتا بلکہ اس کے وجود کو تسلیم کرتا ہے اور اپنی خودی سے اس کی تسخیر پر آمادہ ہو جاتا ہے اور آخر کار اسے زیرِ نگیں لاتا ہے۔ وہ خدائے واحد کے وجود پر یقین لازمی تصور کرتا مگر اس لیے نہیں کہ اپنے وجود کے قطرہ کو اس دریا میں گم کر دے۔ بلکہ اس واسطے کہ اسے اپنے سامنے بطور نمونہ کمال رکھا۔ تخلقوا باخلاق اللّٰہ (اپنے اندر اللّٰہ کے اخلاق پیدا کرو) پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی خودی کے راستے سے خدا تک پہونچتا ہے اور اس کی برقِ تجلّی کے سامنے بھی اپنی ہستی قائم رکھتا ہے۔

اگر نوا میں ہے پوشیدہ موت کا پیغام
حرام میری نگاہوں میں ہے چنگ و رباب

اقبال اور سوامی رام دونوں اُپدیشک تھے۔ دونوں نے ان قدروں کو سماج سے مٹانے کی پوری سعی کی جو انسان کو تعمیر کی طرف لے جانے میں معاون نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کے اعتراضات تعمیری تھے۔ دونوں عالم باعمل تھے۔ ہاں اقبال اجتماعی زندگی کو اہمیت دیتے تھے۔ ان کی نگاہ میں جماعت فرد کے لئے رحمت ہے اقبال نے زندگی میں تازگی، انہماک اور اصلاح پیدا کی۔ بقول

(بقایا صفحہ ۲۸ پر)

سیّد ریاض احمد ریاضؔ خیرآبادی

* ڈاکٹر خلیل اللہ خاں
ٹیچر، گورنمنٹ پالی ٹیکنک، لکھنؤ نمبر ۲۲۶۰۰۱

خیرآباد، لکھنؤ کے شمال میں ۴۷ میل کی دوری پر واقع ہے۔ یہ قصبہ سیتاپور (اودھ) سے ۵ میل کی دوری پر [illegible] بسا ہوا ہے۔ اس کے شمال میں سیتاپور اور [illegible] کے درمیان [illegible] سڑک [illegible] ہے۔ [illegible] اور [illegible] کو بھی یہاں سے سڑکیں گئی ہیں۔ یہ ایک پرانا قصبہ ہے۔ [illegible] دور سے قبل [illegible] آباد [illegible] موجود تھے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا نام خیرا پاسی کے نام پر پڑا۔ مغلیہ دورِ حکومت میں خیرآباد کو اس کی گوناگوں خصوصیات کے باعث ضلع کا درجہ دیا گیا تھا۔ جب صوبہ اودھ نے مرکز سے گریز اختیار کیا اور نوابین اودھ نے ایک علیحدہ سلطنت قائم کی تو خیرآباد کی مرکزیت پر حرف نہ آیا اور آصف الدولہ کے دور تک یہ ایک ضلع کی حیثیت رکھتا رہا اور [illegible]

• [illegible]

اس [illegible]
[illegible] قبول [illegible]
[illegible] خیرآباد کو ہے [illegible]
[illegible] کو جیسے [illegible]
کو [illegible] کیا [illegible]
[illegible] کیا گئے

خیرآباد اپنے دامن میں بہت سی عظمتیں سمیٹے ہوئے ہے۔ اس سرزمین سے معرفت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ یہاں کی خاک نے مقدس اولیاء کرام، مشاہیر علما اور فخر الملک و قوم، حکما اور شعرا کو نشو و نما دی ہے۔ یہاں کی خانقاہیں، مدرسے، علمی ادارے اور شعر و ادب کی انجمنیں، خیرآباد کے عہدِ گزشتہ کی شوکت و عظمت کی [illegible] دہی کرتی ہیں۔ یہ وہ سرزمین ہے جس نے حضرت یوسف خان غازی علیہ الرحمۃ، حضرت مخدوم شیخ سعد الدین عرف بڑے مخدوم صاحب قدس سرہ و حضرت مخدوم سید نظام الدین عرف چھوٹے مخدوم صاحب قدس سرہ، حضرت مقبول میاں صاحب علیہ الرحمہ، قاضی بخش صاحب قدس سرہ، حافظ اسلام اور سالار ملت جیسی خدا رسیدہ ہستیوں کو جنم دیا۔

خیرآباد نے بہت سے علمائے کرام کو جنم دیا۔ جن کے علم و ہنر کے چراغ کی روشنی ہند و بیرونِ ہند پھیلی ہوئی تھی۔ جن میں شمس العلماء مولانا عبدالحق جن کے والیٔ رامپور بہت قدرداں تھے۔ علامہ فضل حق کی علمی قابلیت کا بہت چرچا تھا۔ انھوں نے خیرآباد میں فلسفہ اور دیگر علوم کے لیے ایک دارالعلوم کھول رکھا تھا جس میں تحصیلِ علم کے لیے ہندوستان کے کونے کونے سے طلبہ آتے تھے۔ غالب کے کردار اور فن کی نشو و نما اور ارتقاء میں جتنا ہاتھ مولانا فضل حق خیرآبادی کا رہا ہے شاید ہی کسی کا رہا ہو۔ مولانا نے کالا پانی کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جو ان کی سیاسی زندگی کی عکاسی کرتی ہے۔ انھوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا جس کی پاداش میں خیرآباد کی مرکزیت کو ختم کر کے ویرانے میں بدل دیا گیا۔

اس قصبے نے فنِ طبابت میں بھی بڑی شہرت حاصل کی۔ ایک زمانہ تھا جب خیرآباد میں لوگ دور دراز سے آتے تھے اور مطب خانوں میں عمدہ اور قیمتی دوائیں تیار کی جاتی تھیں۔ حکیم سید انور حسین صاحب، حکیم عابد علی صاحب کوثر اور حکیم احمد علی صاحب ان میں بہت مشہور تھے۔ خیرآباد کی مردم خیز سرزمین جس سے مختلف علوم و فنون نے اہلِ کمال کو جنم دیا ہے علم و ادب کے میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی۔

یہاں کے چمنستان میں شعر و سخن کے انواع و اقسام کے پھول کھلے۔ جن کی رنگ و بو نے ارباب معنی کے جسم و جان کو معطر کر دیا اور سخنوری کو اپنے عروج پر پہنچایا۔ یہ ہستیاں اردو ادب کے لیے باعث فخر اور طرۂ امتیاز ہیں۔ ان میں ممتاز شعرا ریاضؔ خیرآبادی، وسیمؔ خیرآبادی، رئیس احمد جعفری، عقیل احمد جعفری۔ مضطرؔ خیرآبادی۔ جاں نثار اخترؔ، اسیمؔ خیرآبادی، نامی خیرآبادی، منشی بہاری لال خادرؔ، کوثرؔ خیرآبادی، مائل خیرآبادی ہوئے ہیں۔ یہی نہیں یہاں کچھ طوائف شاعرہ بھی گذری ہیں۔ جن میں زہرہ اور مشتری خیرآبادی کا نام قابل ذکر ہے۔

خیرآباد کے شعرا پر جس کو فضیلت حاصل ہے وہ ہیں خیام الہند ریاضؔ خیرآبادی۔ ریاضؔ کے ہم عصر شعرا میں حالیؔ۔ اکبرؔ الہ آبادی۔ برج نرائن چکبست، شادؔ عظیم آبادی۔ علامہ اقبال۔ عزیزؔ لکھنوی۔ اصغرؔ گونڈوی۔ فانیؔ بدایونی، صفیؔ لکھنوی۔ حسرتؔ موہانی۔ یگانہ چنگیزی ہی اہم ہیں۔ یہ وہ دور تھا جب حالیؔ نے غزل میں جدید عناصر داخل کیے اور اخلاقی مضامین کو شامل کیا اور اس میں اصلاح قوم و ملک کے مضامین بھرے۔ غزل کو موڑ دیکر مسلسل نظم کی طرف لایا جا رہا تھا اور بلیغ اور فرسودہ الفاظ کو خارج کیا جا رہا تھا۔

اکبرؔ غزل میں طنز کے تیر و نشتر داخل کر رہے تھے۔ اور چکبست حب الوطنی کے جذبات کا اضافہ کر رہے تھے۔ شادؔ عظیم آبادی فلسفۂ غم سے غزل کو بالیدگی بخش رہے تھے۔ اقبالؔ اردو غزل کے خمیر میں بیداری کی روح پھونک رہے تھے۔ عزیزؔ اپنے فلسفیانہ خیالات سے غزل کے معیار کو بلند کر رہے تھے۔ اصغرؔ غزل کے ساغر میں تصوف کی شراب انڈیل رہے تھے۔ فانیؔ غزل کو غمگین لباس پہنا رہے تھے۔ اور اس کے دامن پر رنج و الم کے بیل بوٹے بنا رہے تھے صفیؔ غزل کو داغ اور دھبوں سے پاک کر رہے تھے۔ حسرتؔ غزل کو سماج کے قریب لا رہے تھے اور یگانہ غزل کو بانکپن اور مردانگی عطا کر رہے تھے مگر کسی نے خمریہ شاعری کو فروغ نہیں دیا۔ دور جدید کی غزل کے ساغر میں اس موج کی کمی تھی جس کو ریاضؔ نے پورا کیا۔

سید ریاض احمد ریاضؔ خیرآبادی بمقام خیرآباد ضلع سیتاپور میں ۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ ریاض صاحب کا سلسلۂ نسب حضرت سید شاہ شجاع کرمانی کے ذریعہ حضرت امام حسینؓ تک پہنچتا ہے۔ ان کے جد امجد کرمان سے خلجیوں کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ ریاض کے والد سید طفیل احمد صاحب پولیس کے بلند تر عہدوں پر فائز ہوئے۔ طفیل صاحب کے تین بیٹے تھے۔ سید ریاض احمد۔ سید نیاز احمد۔ سید فیاض احمد۔ یہ تینوں بھائی پولیس میں ملازم تھے۔ بعد میں ریاض صاحب نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ بیٹی وسیمؔ خیرآبادی سے منسوب تھی

ریاضؔ نے فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حا[illegible] سال کی عمر سے اپنے والد ماجد کے ہمراہ گورکھپور میں عربی کی تع[illegible] فیاض حسین صاحب سے حاصل کی۔ پندرہ برس کی عمر میں خیرآ[illegible] مولوی حافظ سید نبی بخش صاحب کے مدرسہ عربیہ میں داخل لیکن ان کا رجحان تعلیم سے زیادہ شعر و شاعری کی طرف تھا۔ ا[illegible] ادبی ماحول نے ان کے ذوق کو سنوارنے میں مدد کی۔ ریاض کو [illegible] بنانے میں ایک بزرگ اور خدا رسیدہ فقیر کا بھی ہاتھ تھا او[illegible] بہت جلد شعر و سخن کی وادی میں بلبل ہزار داستاں کی طرح چہکنے لگ[illegible] تحت اللفظ پڑھتے تھے۔ لیکن ان کی آواز میں ایک خاص قس[illegible] یا گرج ہوتی تھی۔

بہت جلد ریاض نے مدرسہ عربیہ کو خیرباد کہہ دیا اور راز[illegible] مستی اور شعر و شاعری ہی رہ گیا۔ ریاض خیرآباد میں محلہ قت[illegible] میں لب سڑک واقع ایک وسیع مکان میں مقیم تھے جو اب [illegible] چکا ہے۔ اس کے اندر داخل ہونے پر فوراً ذہن پکارنے لگتا۔

عالم ہو میں کچھ آواز سی آجاتی ہے
چپکے چپکے کوئی کہتا ہے فسانہ دل کا

سڑک کے کنارے کنویں کے پاس مکان کا دکھنی رخ کا پھا[illegible] تھا جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا ؎

کھل گیا باب ریاض فردوس
آکے سب بادۂ تسنیم پئیں!

مکان میں بہت سے کمرے تھے۔ سب سے پچھلے کمرے [illegible] الملک ریاض یہ کہتے ہوئے خلد بریں سدھارے ؎

مئے توبہ بن کے آئی تھی لب تک کہ اے ریاضؔ
لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہو گیا

مکان کے شمال مشرق میں ریاض کا خاندانی قبرستان ہے [illegible] ان کے بزرگ قاضی بخشؒ اور ریاض صاحب کچھ فاصلے پر س[illegible] ساتھ نیم کے درخت کے سایہ میں ہمیشہ کے لیے آرام کر رہے [illegible] ریاض کے مکان کے تھوڑی دور پچھم میں ان کے بہنوئی وسیمؔ خیرآ[illegible] مکان ہے جس سے منسلک ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔

ریاض کی ادبی زندگی خیرآباد سے شروع ہوتی ہے انھوں [illegible] ۱۸۷۲ء میں ریاض الاخبار نکالا اور کچھ عرصہ کے بعد روزانہ نار[illegible] گلکدۂ ریاض بھی خیرآباد سے نکالا۔ ریاض نے گورکھپور میں رہ کر ا[illegible]

کی بہت خدمت کی۔ 'ریاض الاخبار' نکالا 'صلح کل' جاری کیا۔ اور مزاحیہ ہفتہ وار اخبار 'فتنہ و عطرِ فتنہ' کا اجراء کیا۔ جس کے بارے میں ریاض نے خود کہا ہے ؎

فتنہ کو پوچھتا ہے کوئی کس ادا کے ساتھ
چھوڑا سادہ ریاض کا اخبار کیا ہوا

ریاض کے رسائل "گلکدہ ریاض" اور 'گلچیں' بھی گورکھپور میں ہی پروان چڑھے۔ انھوں نے رینالڈس کی کئی ناولوں کا اردو ترجمہ بھی کیا۔ LOVES OF HAREM کا ترجمہ حرم سرا MISS ELLEN PERSY کا ترجمہ نظارہ کیا۔

گورکھپور ریاض کے لیے گہوارۂ شباب بنا جس میں کرشن کنہیا کی طرح ریاض مستی کے دن گذار رہے تھے۔ ریاض اسی ضلع میں سب انسپکٹر ہو گئے اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر گورکھپور آئے تو ان کو اپنی پیشکاری میں لے لیا۔ ریاض کو مولوی سبحان اللہ سے ایک خاص ربط تھا۔ ان کا مکان 'نشیمن'، محلہ جعفر بازار گورکھپور میں کھنڈرات میں بدل چکا ہے۔ اس کے علاوہ حکیم مرہم۔ قاضی تلمذ حسین اور مولوی فاروق دلوانہ سے ریاض کے تعلقات بہت استوار تھے۔

حضرت ریاض بہت حسین اور جمیل شخصیت کے مالک تھے۔ وہ حسینوں میں بہت مقبول تھے۔ حضرت ریاض نے چار شادیاں کیں۔ دو خاندان میں اور دو خاندان کے باہر۔ پہلی شادی سلطان احمد واقف قصبہ نسوان پسنتہ کے گھرانے میں ہوئی۔ اس کے بعد ریاض نے دو شادیاں گورکھپور سے کیں۔ جن میں ایک طوائف بھی تھی۔ جس کو کوٹھے والی کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ یہ کوٹھے والی کے ساتھ ریاض کے کچھ دن بہت عیش و عشرت سے گذرے۔ بعد میں اس نے طلاق لے لی اور وہ ایک قتل کی واردات میں ماخوذ ہو گئی۔ اس حادثہ نے ریاض کو پاگل بنا دیا اور انھوں نے جو کمایا تھا وہ سانحہ کی نذر ہو گیا ریاض الاخبار بند ہو گیا۔ کوٹھے والی کو کالے پانی کی سزا ہو گئی اور ریاض کے ولولے سرد ہو گئے۔ آخر حالات نے انھیں چوتھی شادی کرنے پر مجبور کر دیا اور ۵۵ سال کی عمر میں ایک ممتاز گھرانے میں مسز فاطمہ کے ساتھ جو کہ اس وقت چودہ برس کی تھیں عقد ہوا۔

ریاض کے آخری تیس برس کبھی لکھنؤ اور کبھی خیرآباد میں گذرے لیکن وہاں ایسے رہتے تھے جیسے معلوم یہ ہوتا تھا کہ عازم گورکھپور ہیں۔ ۱۹ ء میں حضرت ریاض نے گورکھپور کو خیرآباد کہہ کر لکھنؤ کو جائے رہائش کے لیے منتخب کیا۔ راستہ میں ان کا ایک بکس چوری ہو گیا۔ جس میں ان کا دیوان تھا اور چالیس برس سے زائد کا سرمایۂ حیات ضائع ہو گیا۔

ریاض لکھنؤ میں ریاض الاخبار (۱۹۱۰ - ۱۹۰۷ء) تک چلاتے رہے جو آخر میں بند ہو گیا۔ 'گلچیں' کا دفتر بھی ساتھ تھا اور وسیم صاحب کا قیام بھی تھا۔ ریاض نے لکھنؤ میں ایک انجمن 'اصلاحِ سخن' بھی قائم کی۔

۱۹۱۰ء کے قریب ریاض لکھنؤ سے خیرآباد چلے آئے اور مہاراجہ محمود آباد کے وظیفہ پر بسر اوقات کرنے لگے۔ ان کو حالات نے جھنجھوڑ دیا تھا۔ جسمانی طور پر کمزور ہو گئے۔ چند گھنٹے صاحبِ فراش رہے۔ دست آئے۔ کمزوری بڑھی۔ تخمہ ہو گیا۔ زبان بند ہو گئی۔ چند لمحوں میں وہ نورانی چہرہ بے جان ہو گیا اور ۲۸ جولائی ۱۹۳۴ء کو خلدِ بریں کی طرف روح پرواز کر گئی۔

دنیا کی پڑ رہی ہیں نگاہیں ریاض پر
کس نوک کا جوان ہے کس آن بان کا

ریاض کی ظاہری صورت، لباس، چال ڈھال اور ہر انداز سے یہ پتہ چلتا تھا کہ وہ جواں مست خرام تھے۔ رنگ گورا۔ قامت کشیدہ۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ قہقہہ مار کر کبھی نہیں ہنسے۔ چلتے تیز تھے لیکن جھومتے ہوئے ؎

ہے ریاض ایک جواں مست خرام
نہ پیئے اور جھومتا جائے

ریاض کو بڑا شوخ اور چلبلا دل ملا تھا۔ عشق ان کے خمیر میں داخل تھا۔ وہ حسن پرست تھے اور حسینوں میں مقبول بھی۔ وہ خوش رہتے تھے اور دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ بڑے حوصلہ مند آدمی تھے۔ ان سے کبھی چھچھورے پن کی کوئی بات سرزد نہیں ہوئی۔ ریاض حالانکہ عمر کے آخری حصے میں مالی مصائب سے دوچار ہوئے۔ لیکن ان کی قناعت اور خودداری میں توازن رہا۔ وہ راجہ محمود آباد ساحر کے بہت مداح تھے آخری وقت تک محمود آباد سرکار سے ان کو خلعت اور مالی امداد ملتی رہی۔ مولوی سبحان اللہ گورکھپوری نے ریاض کے قیام کا سارا بوجھ گورکھپور میں اپنے سر لے لیا تھا اور ان کی رفاقت حاصل رہی۔

ریاض کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا ان کا کام اردو شاعری کو مختلف انداز سے سنوارنا ہی تھا اور ان کے اخبارات و رسائل سے بھی ان کی ادبی سرگرمیوں پر ہی روشنی پڑتی ہے۔ ریاض کی خمریات کا مطالعہ کرنے والا یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ ریاض پکے میخوار تھے لیکن حقیقت بالکل برعکس ہے ریاض نے زندگی بھر ایک قطرہ شراب نہیں پی ؎

شعر میرے تو چھلکتے ہوئے ساغر ہیں ریاض
پھر بھی سب پوچھتے ہیں آپ نے مئے پی کہ نہیں

۲۵ نومبر ۱۹۸۱ء

ریاض پکے مسلمان تھے۔ عمر کے ساتھ مذہب کی پختگی بڑھتی گئی
ان کے کردار میں اسلام کی روح کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ نماز پڑھتے
تھے۔ روزہ رکھتے تھے اور تلاوت کرتے تھے۔ ریاض کو حضرت علی
سے انتہائی عقیدت تھی اور خواجہ اجمیر سے بھی انتہائی دلی لگاؤ تھا
ریاض نے حاجی وارث علی شاہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

ریاض ایک فطری اور ذہین شاعر تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری میں
ابدی نقوش کو جگہ دی ہے۔ ریاض کی شاعری کو ہم تین ادوار میں تقسیم
کر سکتے ہیں۔ (۱) خیرآباد میں ابتدائی مشق سخن (۲) گورکھپور میں
ریاض کی شاعری کا عروج (۳) آخری دور لکھنؤ اور خیرآباد میں۔

ریاض کی آزادانہ اور شاعرانہ صفت نے جیسی صلاحیتیں دکھائیں
جس سے یہ نشان دہی ہوتی تھی کہ کوئی بڑا شاعر مایہ ناز ادیب
خیرآباد کی گلیوں میں چل رہا ہے۔ ریاض نے اصلاح سخن کے لیے
اسیر کو پہلا استاد چنا۔

ریاض کی شاعری اپنے ابتدائی دور میں مشکل گوئی کی طرف مائل
ہے۔ اس وقت ان کا تخلص بھی آشفتہ تھا۔ وہ غالب کے نقش قدم
پر چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کے دیوان ریاض رضوان میں بہت
سی غزلیں غالب کی زمین میں موجود ہیں۔ غالب کے رنگ میں ریاض
کا ایک چھوٹا سا دیوان بھی ملا ہے۔

ریاض کی شاعری کا دوسرا دور امیر مینائی کی اصلاحات کا ممنون
ہے۔ اس دور میں ریاض کے خیالات میں پختہ کاری پیدا ہو گئی ہے۔
امیر، ناسخ سے بیزار تھے وہ لکھنوی رنگ سے دور لکھنؤ اور دلی
اسکول کی درمیانی شاہراہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ ریاض بھی ہوبہو
اپنے استاد کے پیروکار نظر آتے ہیں بلکہ استاد سے بھی آگے
نکل کر معاملہ بندی اور لفظی رعایت سے گریزاں ہیں۔ ان کا رنگ خاصہ
ہے اور ان کی زباں دانی مسلم ہے۔ آخری دور میں ریاض کی شاعری
پر مذہب اور عقیدت کی مہر ثبت ہے اور ان کا تخیل حور و فرشتہ
اور مذہبی پیشواؤں کی طرف مائل ہے اور ان کی شراب معرفت خود فراموشی
کا باعث ہے۔

ریاض کی غزل کے موضوعات سے بحث کرتے وقت ہم ان کی
شاعری کو مختلف عنوانات کے تحت تقسیم کر سکتے ہیں۔ لیکن خمریہ
شاعری اور عشقیہ شاعری ہی اہم ہیں۔

خمریہ شاعری سے ہماری مراد شراب اور اس کے لوازمات کو اشعار
میں موزوں کرنا ہے۔ شراب سے ہمارا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ شاعر
نے شراب، پیمانہ، میخانہ اور پیر میخانہ وغیرہ کے متعلق کیسے کیسے خیالات
و جذبات کو اپنے الفاظ کے پیمانوں میں ڈھالا ہے۔

عمر خیام خمریات کا بانی ہی نہیں بلکہ اس نے خمریہ شاعری کو اپنی آخری
حدوں تک پہنچا دیا ہے۔ مولانا روم اور حافظ شیرازی نے بھی فارسی
ادب میں شراب معرفت سے بھرپور شاعری کو اپنے کمال تک
پہنچا دیا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ خمریہ شاعری کے سب سے زیادہ
عناصر فارسی ادب میں موجود ہیں۔

خیام کا فلسفہ یہ ہے کہ کھاؤ پیو اور مست رہو کیوں کہ حیات چند
روزہ ہے۔ ریاض بھی اس فلسفہ کے پیروکار ہیں۔ ریاض نے شراب
اور اس کے لوازمات کو اپنے خیالات و جذبات کے اظہار کا ایک
ذریعہ بنایا ہے۔ ان کی خمریہ شاعری کو ہم (۱) شراب جاریہ (۲) شراب
حقیقی (۳) شراب فطرت میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

ریاض کے یہاں پہلی قسم کی شراب وہ ہے جس کا تعلق دنیاوی شراب
سے ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ریاض کا شباب ہی ان کی شراب
ہے۔ ریاض کا معشوق شباب ہے جو شراب بن کر ایک ایک شعر
سے چھلکتا نظر آتا ہے۔

یہ کالی کالی بوتلیں جو ہیں شراب کی
راتیں ہیں ان میں بند ہمارے شباب کی

اور اپنے معشوق کے شباب کی عکاسی یوں کرتے ہیں ؎

چھلکائیں بھر کے لاؤ گلابی شراب کی
تصویر کھینچیں آج تمہارے شباب کی

اس رنگ میں ریاض نے شراب اور اس کے لوازمات کی حسین و دلکش
تصویریں کھینچی ہیں۔ وہ صحن میخانہ میں کھل کھیلتے ہیں اور میخانوں میں انتہائی
شوخی اور رندانہ شرارت کے حامی بن گئے ہیں۔ کچھ اس نوعیت کے اشعار
پیش خدمت ہیں ؎

توبہ سے ہماری بوتل اچھی
جب ٹوٹی ہے جام ہو گئی ہے

اچھی پی لی خراب پی لی
جیسی پائی شراب پی لی

بعد مرنے کے تعلق ہے نہ میخانے سے
میرے حصے کی چھلک جاتی ہے مینا نے سے

جنت سے کم سہی مگر اچھا تھا میکدہ
جب تک وہاں تھے ہم غم فردا تو کچھ نہ تھا

جام مے توبہ شکن، توبہ میری جام شکن
سامنے ڈھیر ہیں ٹوٹے ہوئے پیمانوں کے

ریاضؔ رندانہ شوخی کے بادشاہ ہیں۔ ان کی شوخی اس وجہ سے لطیف ہے کہ اس کی تہہ میں کوئی فلسفہ یا تلقین نہیں ہے جس کی مثالیں اردو شاعری میں بہت کم ملتی ہیں۔ وہ اپنی شوخی کا مظاہرہ بڑی شائستگی اور بڑی بے تکلفی سے کرتے ہیں۔

ریاضؔ کی شراب مادۂ عرفان سے بھی لبریز ہے۔ یہ مئے توحید کی جھلک ہے۔ جو پتھر پہ سر رگڑنے سے نہیں آتی۔ بلکہ خداوند کریم کی توفیق ہے ؎

پی کر بھی جھلک نور کی منہ پر نہیں آتی
ہم رندوں میں جو صاحب ایماں نہیں ہوتا

ریاضؔ کی شراب حقیقی کے چند مرقعے پیش کئے جاتے ہیں ؎

ارے واعظ کہاں کا لامکاں عرش بریں کیسا
چڑھی ہوتی جو کچھ تو ہم خدا جانے کہاں ہوتے

آئے میخانے میں جب مسجد جامع سے ریاضؔ
ساتھ ہی آپ کے قبلے سے گھٹا بھی آئی

پینے آئیں تو فرشتے خور ریاضؔ
نور کے دامن میں چھائی جائیگی

ریاضؔ کی تیسری قسم کی شراب ہجر کے پیمانوں میں مستور ہے۔ وہ ہجر کی نیرنگیوں میں شراب کی مستی محسوس کرتے ہیں۔ ہر ملک میں موسم بہار ایک خاص زمانے کا نام ہے۔ مگر ریاضؔ نے موسم بہار کو ایسا وسیع بنا دیا ہے کہ جس کو جتنی دیر کے لیے یکسوئی ہو جائے وہی اس کا موسم بہار ہے ؎

مے نوش جس کو کہتے ہیں موسم بہار کا
اک وقت ہے وہ دختر رز کے نکھار کا

ریاضؔ سورج کو چھلکتے ہوئے پیمانے کا عکس تصور کرتے ہیں

در کھلا صبح کو پو پھٹتے ہی میخانے کا
عکس سورج ہے چھلکتے ہوئے پیمانے کا

اور ابر باراں سے مئے نوشی کے لیے خوشامد کرواتے ہیں۔

کیا کیا خوشامدیں ہیں کہ پی لوں بہار میں
سر پہ یہ ٹکڑے ابر کے کیوں چھائے جاتے ہیں

جب وہ مئے نوشی سے سرشار ہو جاتے ہیں تو بلبل کو بھی فطرت کی شراب سے پیاس بجھانے کی تلقین کرتے ہیں ؎

پھول شبنم سے پیئے مئے کے پیالے بلبل
اوس سے اپنی لگی آج بجھا لے بلبل

ریاضؔ کی عشقیہ شاعری کا پس منظر اس وقت کا لکھنوی ماحول ہے۔ جب یہ نوابین اودھ کے عیش و نشاط کا گہوارہ بنا ہوا تھا اور واجد علی شاہ کی عیش کوشی کی داستان چہار عالم میں شہرت پا چکی تھی۔ ریاضؔ کا تعلق لکھنؤ کے دبستان شاعری سے ہے۔ انھوں نے واجد علی شاہ کے دربار کی سیر نہیں کی مگر اس کی پرچھائیاں رامپور کے دربار میں ضرور دیکھیں۔ ان کے استاد امیرؔ مینائی بذات خود لکھنؤ کے نمائندہ شاعر تھے۔ اس لیے ریاضؔ کی شاعری پر لکھنؤ کا رنگ غالب ہے۔ لیکن اپنی انفرادیت اور شوخی کی وجہ سے کچھ جداگانہ ہے۔ ان کی غزلوں میں کچھ ایسے اشعار ملتے ہیں جو قدیم لکھنوی طرز کے ہیں ؎

چھپتا نہیں چھپانے سے عالم ابھار کا
آنچل کی تہہ سے دیکھو نمودار کیا ہوا

قابو کا تمھارے کبھی نہیں جوش جوانی
بے چھیڑے ہوئے ٹوٹتے ہیں بند قبا آپ

ریاضؔ ایک طربیہ شاعر ہیں۔ طربیہ شاعری جس کا آغاز شاہ عالم اور سودا کے زمانے میں ہوا تھا۔ اس کو ریاضؔ نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ ریاضؔ کی طربیہ شاعری کا موضوع عشق ہے۔ شباب عشق کا محرک ہے۔ شباب ریاضؔ پر بری طرح چھایا ہوا ہے۔ ریاضؔ کی شاعری میں جنسیات کا کافی دخل ہے۔ اور ان کا عشق اور شباب دونوں جنسیات ہی کے جذبے سے متحرک ہیں۔ لکھنوی عیاشی اور عیش کوشی کے اثرات سے ریاضؔ بچ نہ سکے اور ان کی شاعری میں جنسی عناصر کافی حد تک کارفرما ہیں۔ اس رنگ کے کچھ اشعار پیش خدمت ہیں ؎

چہرے کا رنگ دیکھ لو تم رکھ کے آئینہ
بوسے سے دوڑ جائے گی سرخی شباب کی

سمجھتے ہیں چھپ جائیں گے راز شب کے
وہ جوڑا جو پچھلے پہر باندھتے ہیں

شام شب وصال مری بے قراریاں
ان کا دبی زبان سے کہنا ابھی نہیں

شب بھر رہے کسی سے ہم آغوشیوں کے لطف
ہوتی رہیں قبول دعائیں تمام رات

ریاض کی عشقیہ شاعری کا ایک نمایاں پہلو شوخی اور بے باکی ہے۔ اردو شاعری میں اس قدر شوخ اور بے باک شاعر بجز داغ کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ شوخئ بیان ریاض کے کلام میں دلکش انداز پیدا کرتا ہے۔

ریاض کا معشوق مثالی یا خیالی نہیں ان کا عشق غیر معمولی انسان کا عشق ہے

وہ اپنے معشوق پر حاوی ہیں اور اس کو ایک حسین اور دلچسپ ہستی سمجھ کر پیار کرتے ہیں۔ ان کی شوخی ملاحظہ ہو۔

کوئی منہ چوم لے گا اس نہیں پر
شکن رہ جائے گی یوں ہی جبیں پر

اس طرح کر گھنگھرو کوئی جھاگل کا نہ بولے
جب چھم سے چلیں گود میں چپکے سے اٹھا لے

کبھی آنچل اڑے ان کے کبھی زلفیں بکھریں
وہ پریشاں ہوئے بادِ سحر سے کیا کیا

ریاض بلند پایہ شاعر ہی نہیں تھے بلکہ چوٹی کے نثر نگار اور انشا پرداز بھی تھے۔ ان کی نثر ان کی انفرادیت تک ہی نہیں محدود تھی بلکہ اپنے رنگ کے اسکول کے بانی بھی تھے۔ اردو صحافت میں ریاض خیرآبادی کا اہم مقام ہے انھوں نے ۱۸۷۲ء میں "ریاض الاخبار" لمعۂ درخشاں کے تاریخی مطبع خیرآباد سے جاری کیا۔ یہ ہفتہ وار اخبار تھا اور قریب ۱۸۸۱ء تک خیرآباد سے نکلتا رہا۔ اس کا دوسرا نام نظام الآثار بتایا جاتا ہے بعد میں یہ اخبار گورکھپور سے نکلنے لگا اور دنیائے صحافت میں دھوم مچا دی اس اخبار نے ریاض کی شخصیت میں چار چاند لگا دیئے۔ اور بڑے بڑے معرکے طے کئے۔ اس کے پہلے صفحہ پر یہ شعر درج رہتا تھا۔

تری اٹھان ترقی کرے قیامت کی
ترا شباب بڑھے عمر جاوداں کی طرح

اس کے مخصوص عنوانات زریں کالم اور سیاہ کالم ہوتے تھے۔ یہ اخبار ریاض کی نثر نگاری کا بہترین نمونہ ہے اور اودھ [illegible] سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ ریاض نے دوسرے اخبارات تار [illegible] اور صلح کل بھی جاری کئے لیکن ان کی حیات چند سالہ تھی۔

ریاض کی مزاج کا بہترین نمونہ ان کا فتنہ و عطر فتنہ ہے یہ چھ[illegible] سا اخبار ریاض نے گورکھپور سے جولائی ۱۸۸۲ء میں نکالا۔ [illegible] اس وقت کی سوسائٹی کا ایک مزاحیہ عکس ہے۔ جبکہ فضا [illegible] سینکڑوں اخبارات نعرہ زن تھے جن میں موج برپا۔ ظریف [illegible] شیخ چلی، ملا دو پیازہ اور جعفر زٹلی مشہور ہیں اور اود[illegible] بھی اپنی معیاری ظرافت کی وجہ سے کافی شہرت حاصل کر [illegible] تھا۔ فتنہ کی مقبولیت کا باعث ریاض کا شستہ مذاق اور [illegible] سائز اور رنگ تھا۔ عطر فتنہ اصل میں ایک گلدستۂ شعر و سخن تھا جس میں مشہور شعرا کا کلام شائع ہوتا تھا۔ عطر فتنہ کے ۱۶ صفحات کے اضافہ کے بعد "فتنہ اور عطر فتنہ" ایک ہوگئے

یہ اخبار ریاض کی سنجیدہ شوخی کا بہترین نمونہ تھا جو کہ جھگڑا [illegible] اور ذاتیات کی نقاب کشی سے کافی دور تھا۔ یہی نہیں بلکہ ریاض نے اس مذاق کے صحافیوں کی تنظیم بھی کی۔

ریاض نے گلکدۂ ریاض، جنوری ۱۸۷۹ء میں خیرآباد سے نکالا جو ۱۸۸۱ء کو گورکھپور لے آئے۔ یہ شعر و سخن کا ایک ماہنامہ تھا۔ اور اس میں نامور شعرا اور والیانِ ریاست کی غزلیں شائع ہوتی تھیں۔ اس کے بعد ریاض نے ایک گلدستہ "گلچیں" نکالا جس میں مشہور شعرا کا کلام ایک ہی دی ہوئی طرح پر شائع ہوتا تھا۔ شروع میں وسیم خیرآبادی کی نگرانی میں لکھنؤ سے نکلتا تھا۔ بعد میں ریاض الاخبار سے منسلک ہو کر گورکھپور منتقل ہوگیا تھا۔ کچھ عرصہ تک سیتاپور سے بھی نکلا لیکن بعد میں بند ہوگیا۔

ریاضؔ کی غزلیں تو معیاری ہیں ہی لیکن ان کو دوسرے اصنافِ سخن میں بھی فضیلت حاصل ہے۔ انھوں نے رباعیات، تاریخی قطعات۔ طنزیہ نظمیں اور مخمس و مسدس، قصیدے، عالم آشوب، مثنوی، سلام، نوید، سہرا اور ترانہ سب کچھ کہے ہیں۔ ریاضؔ نے سب سے زیادہ رباعیات پر زور دیا ہے۔ ان کے اہم قطعات راجہ محمودآباد سے منسوب ہیں۔ ریاضؔ کی نظموں میں "تیل کی سرگذشت" اور "کوا چلا ہنس کی چال" بہت مشہور اور مقبول ہیں۔ یہ نظمیں نیچرل شاعری کی عنصر لئے ہوئے ہیں۔ ریاضؔ کے قصائد راجہ امیر احمد خاں محمودآباد اور ریاضؔ بھوپال سے متعلق ہیں۔ ریاضؔ کے دیوان میں سہرے بھی شامل ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے جو وقت اور حالات کے اعتبار سے ستائشی رنگ لئے ہوتے ہیں۔ راجہ امیر احمد خاں کی شادی میں پڑھا گیا سہرا سب پر فضیلت رکھتا ہے اس میں ۱۰۲ اشعار ہیں۔ اس کے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

نئے ساماں ہیں بزم عشرت کے
نئی دنیا دکھائے گا سہرا

ایک سانچے کے ہیں ڈھلے دونوں
خوشنما زلف و سر خوشنما سہرا

پھلیں پھولیں ریاضؔ کے اشعار
پھلے پھولے یہ جانفزا سہرا

ہے یہ اعجاز حضرت شاکرؔ
شور اُٹھے کہ بول اٹھا سہرا

اے محمد امیر احمد خاں
ہو مبارک تجھے نیرا سہرا

مصرعِ سال تار ابرِ کرم
کہ ہے ابرِ کرم تیرا سہرا
۱۳۴۵ھ

اس کے علاوہ ریاضؔ کے دو اور اہم سہرے ہیں۔ ایک سہرا موسوم بعقد "ثریا" ہے جس کے اشعار یہ ہیں ؎

آج پھولوں کی طرح تاروں کی حسرت نکلی
ضو فشانی سے بنا عقدِ ثریا سہرا

نوشہ کی مست نگاہوں سے نہ لے کام ریاضؔ
نہ بڑھائے اثرِ نشۂ صہبا سہرا

دوسرا سہرا موسوم بہ عقد پروین ہے۔ اس کا بھی تعلق ولی عہد محمودآباد ہی سے ہے۔ ریاضؔ کی خوش مزاجی اور بے فکری کے بنا پر ان کے کچھ لطیفے بھی مشہور ہیں۔

۱۔ محلہ جھوائی ٹولہ لکھنؤ خواجہ فریدالدین عرف فدن صاحب ریاضؔ کے بچپن کے دوست تھے۔ ۱۴-۱۵ سال کے بعد جب ریاضؔ لکھنؤ آئے تو ان کی صورت بدل گئی تھی۔ ڈاڑھی بہت لمبی ہو گئی تھی۔

خواجہ صاحب۔ کہئے حضرت آپ کہاں سے تشریف لاتے ہیں۔

ریاضؔ۔ (ایک خادم کی طرح) شیخ اصغر علی، محمد علی کے کارخانے سے عطر و تیل کے ۱۴ روپے ۱۲ آنہ باقی لینے آیا ہوں۔

خواجہ صاحب۔ میں نے قرض نہیں لیا۔ تم بڑے منھ پھٹ ہو۔

اسی دوران ہادی علی خاں آگئے انھوں نے پہچانا کہ ارے یار ریاضؔ ہیں۔

۲۔ ریاضؔ کو کیننگ کالج کے لڑکوں نے سینما دیکھنے کے

لئے مجبور کیا تو انھوں نے ایک شعر سنا کر اپنی جان بچالی۔

اے تماشا گاہ عالم ریش تو
تو کجا بہر تماشا ئی روی۔

۳۔ حضرت ریاض دوستوں سے کسی بات پر بگڑے اور کہا میں قوت بازو کی روزی کھاتا ہوں۔ مٹھائی بھی زورِ بازو کی کھاؤں گا۔ ایک خدمت گار کھڑا تھا۔ ریاض نے اس کی چادر گھسیٹ لی اور چل دیئے۔ پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ دیکھا پیسے ہاتھ میں جھنکاتے ہوئے آرہے ہیں۔

ریاض نے "خمریات" کو اردو ادب میں ایک خاص جگہ دی اس کے علاوہ عشقیہ و طربیہ شاعری کو اپنے شباب پر پہنچایا۔ یہی نہیں بلکہ انھوں نے رباعیات، قطعات اور نظموں وغیرہ میں ماہرانہ کمال دکھایا۔ ریاض ترجمہ نگاری میں بھی کامیاب ہیں اور وہ ایک اچھے صحافی کی حیثیت سے بھی ان کے اخبارات صحافت کے بہترین نمونے ہیں۔ اور رسائل معیاری ادب کے مرقع ہیں۔ غرضیکہ ریاض بیک وقت ایک اچھے شاعر، ترجمہ نگار اور صحافی ہیں۔

●●●

صفحہ ۲۰ سے آگے

علامہ اقبال:

شاعر کی نوا ہو کہ مغنی کا نفس ہو۔
جس سے چمن افسردہ ہو وہ بادِ سحر کیا۔
بے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

اقبال اور سوامی رام نے صحیح انسان بننے کے گوہر بتائے۔ نیک، عقلمند، تندرست باعمل اور بااقبال زندگی کے اصول بتائے۔ ایسی زندگی جس پر ملک و قوم نازاں ہو۔ جو بامقصد ہو۔ اعلیٰ اقدار سے بھری ہو۔ جو اپنے اور دوسروں کے لئے مثالی ہو۔ لیکن سوامی رام جہاں روحانیت کے علمبردار ہیں وہاں اقبال نے انسان کو اس مادی دنیا کی زندگی کے بارے میں بھی جھنجھوڑا۔ اُسے باوقار زندگی کے لیے اکسایا۔ ترقی و تعمیر کی راہیں سمجھائیں۔ بحیثیت مجموعی دونوں قومی یکتا کے معمار ثابت ہوئے اور علم کو پھیلانے اور انسان کو بہتر سے بہتر بنانے میں مدد و معاون۔ علامہ اقبال نے سوامی رام سے ساری عمر دوستی نبھائی۔ اقبال نے سوامی رام کی موت پر ۱۹۰۶ء میں جو مرثیہ رقم فرمایا وہ ہیرے موتیوں میں تولنے کے قابل ہے۔ یہ مرثیہ یہ بھی واضح کرتا ہے کہ اقبال بڑے صاف گو شاعر تھے۔ اور سوامی رام کی خرد و ادراک کو کتنا سمجھتے تھے۔ اس مرثیہ کے چند اشعار یوں ہیں:۔

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرہ بے تاب تو
پہلے گوہر تھا بنا اب گوہر نایاب تو
آہ کھولا کس ادا سے تو نے رازِ رنگ و بو
میں ابھی تک ہوں اسیرِ امتیازِ رنگ و بو

مٹ کے غوغا زندگی کا شورشِ محشر بنا
یہ شرارہ بجھ کے آتش خانۂ آذر بنا
نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
لا کے موتی میں نہاں موتی ہے اِلّا اللہ کا
چشمِ نابینا سے مخفی معنیِ انجام ہے
تھم گئی جس دم تڑپ سیماب سیمِ خام ہے
توڑ دیتا ہے بُتِ ہستی کو ابراہیمِ عشق
ہوش کا دارو ہے گویا مستیِ تسنیمِ عشق
کیا کہیں رندوں سے میں اس شاہدِ مستور کی
دار کو سمجھے ہوئے ہیں جو سزا منصور کی

دونوں دوستوں نے مغرب میں ہندوستانی تمدن کی دھاک بٹھائی ہندوستانیوں کے دلوں میں اعتماد اور اعتقاد کا جذبہ اُبھرا۔ قوم کے لہو کو تیز کیا۔ عوام کی بے غرض و بے لوث خدمت کی۔ لوگوں کو راہِ طریقت اور راہِ حقیقت میں رہنمائی کی۔ دونوں نے زندگی میں کمال پیدا کیا۔ ایسا کمال جس کے لاکھوں کروڑوں گرویدہ آج بھی موجود ہیں۔

وزیر اعلیٰ کی جانب سے مالی اعانت

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے اُردو کے بزرگ شاعر جناب مظفر شاہجہانپوری کی اُدبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اُن کی علالت پر بغرض علاج اپنے خصوصی فنڈ سے آٹھ ہزار روپے کی رقم عنایت فرمائی ہے جس کی سفارش اُردو اکاڈیمی کے چیرمین ڈاکٹر اے۔ اے۔ منشی نے کی تھی۔

اس سال ۔ یکم مئی ۱۹۸۱ء کو دو نئے اضلاع سندھو درگ اور جالنہ تشکیل دیئے گئے ۔ اس طرح مہاراشٹر کے کل اضلاع کی تعداد ۲۸ ہوگئی۔

سندھو درگ تمام اضلاع میں سب سے چھوٹا ضلع ہے ۔ اس کا رقبہ ۵۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے ۔ نیا ضلع تشکیل دیئے جانے سے قبل یہ علاقہ رتناگری میں شامل تھا اور جنوبی رتناگری کہلاتا تھا ۔ پرانا رتناگری ضلع تنگ ساحلی پٹی کی صورت میں شمال سے جنوب کی طرف پھیلا ہوا تھا ۔ جس میں سے سات تعلقوں کنکاولی ، دیوگڑھ ، مالوان ، وینگورلے ، کڈال ، ساونت واڑی اور نیا تشکیل کردہ ویبھوواڑی کو ملا کر سندھو درگ کا نیا ضلع تشکیل دیا گیا ۔ ویبھوواڑی تعلقہ کولہا پور میں شامل گگنباواڑی تعلقہ کے ۳۷ دیہاتوں کو ملا کر بنایا گیا ہے ۔

شمالی رتناگری یعنی جدید سندھودرگ ضلع سہیادری کے پہاڑی ڈھلوان اور بحیرۂ عرب کے درمیان ایک مخصوص جغرافیائی خاصیت کی بنا پر کوکن پٹی کی تمام خصوصیات کا جامع علاقہ کہلایا جاتا ہے ۔ ضلع کا نام ہی تاریخی شہرت کا حامل ہے ۔ سندھودرگ چھترپتی شیواجی مہاراج کی بدیسی حملہ آوروں کے خلاف جنگی معرکوں کا زندہ ثبوت ہے ۔ ۱۶۶۴ء میں کرت جزیرہ میں ۴۸ ایکڑ زمین پر قلعہ کی تعمیر کا کام بڑے جوش و خروش سے شروع ہوا ۔ شیواجی مہاراج کی دوراندیشی اور مہارت کی یہ دلیل ہے کہ اس قلعہ کی بیرونی دیوار ۱۲ فٹ چوڑی اور ۳۰ فٹ اونچی بنائی گئی جس میں ۵۲ برج بنائے گئے ۔ جو اس زمانے کی بحری جنگوں کے مقابلہ کے اعتبار سے نہایت مناسب تھے ۔ اس سمندری قلعہ کی دوسری سب سے بڑی خصوصیت شیواجی مندر ہے جو چھترپتی راجہ رام مہاراج نے تعمیر کیا تھا ۔ یہاں پر چھترپتی شیواجی مہاراج کا قدآور سیاہ پتھر کا مجسمہ آج بھی عقیدت و احترام کا منظر پیش کرتا ہے ۔ یہ مجسمہ شیواجی مہاراج کے دیگر مجسموں سے مختلف ہے ۔ اور ہر پیر کو اس مجسمہ کو بحری فوجی ٹوپی پہنائی جاتی ہے ۔ ہر سال چھتر نومی ، اور " شیو جینتی " کے موقعہ پر یہاں میلہ لگتا ہے ۔ ۴۵ فٹ لمبا اور ۲۳ فٹ چوڑا یہ مندر تمام مندروں سے زیادہ عالیشان نظر آتا ہے ۔

ضلع سندھو درگ (جنوبی رتناگری)

ضلع سرحد
تعلقہ حد
ضلع صدر مقام
تعلقہ صدر مقام
اہم شاہراہیں
خصوصی گاؤں
۰ ۱۰ ۲۰ ۳۰
میل

ضلع رتناگیری
دیجے درگ
ویبھوواڑی
دیوگڑھ
کنکلیشور
نندگاؤں
کنکولی
کسال
اورس
کڈال
مالون
دالولی
ساونت واڑی
وینگرلے
گوا
کرناٹک
شمال
شمالی رتناگری
جنوبی رتناگری

مقام سیاحت

سندھودرگ قلعہ کی تاریخی شہرت کی وجہ سے یہ ضلع سیاحت کے اعتبار سے پُرکشش بن گیا ہے۔ اس ضلع میں تقریباً ساڑھے چار سو دیہاتوں کی ۸ لاکھ آبادی (طبعی) حالات کے انحصار پر گذربسر کرتی ہے۔ پہاڑی ڈھلوانیں، چھوٹی پہاڑیاں، سُرخی مائل زمین، معتدل آب و ہوا اور مناسب بارش، ان سب کے نتیجہ میں یہاں چاول کی افراط ہے۔ اس کے علاوہ ناریل، کاجو اور آم کے درخت بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ سرو کے درخت اور دلکش قدرتی مناظر کی وجہ سے یہ مقام سیاحوں کے لئے خاص کشش کا باعث ہے لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے پُرفضا مقام کے باشندے بڑی تعداد میں روزگار کی تلاش میں بمبئی کا رُخ کرتے ہیں۔ اب چونکہ امداد باہمی اداروں اور حکومت کے تعاون سے چھوٹے پیمانے کی کئی صنعتیں یہاں کداڈل، کنکاولی، مالوان، وینگورلے میں قائم ہوچکی ہیں اور ان کی تعداد میں اضافہ بھی ہوتا جا رہا ہے، جس کے نتیجہ میں لوگوں کے معیارِ زندگی میں بہتری ہوئی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ قدرت کی نعمتوں سے مالامال اس مقام کے باشندے کوکن علاقے کی خصوصیات قائم رکھنے کے لیے یہیں سکونت اختیار کریں گے۔ اگر ایسا ہوا تب ہی کوکن ہندوستان کا کیلیفورنیا بن سکے گا۔

درآمد کے لائق پھلوں کے علاوہ ساحلی علاقوں سے برآمد ہونے والی سمندری دولت، خاص طور پر جھینگا مچھلی، اس ضلع کی اہم خصوصیات میں شامل ہے۔

پرتی مہابلیشور

شہری ہنگاموں سے دور ساحل سمندر کی رومانی فضا زندگی کو تازگی بخشتی ہے۔ ماہی گیروں کی بستی اور وجے درگ، مالوان، دیوگڑھ، وینگورلے کے ساحل قابلِ دید ہیں۔ ساونت واڑی سے قریب، سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فٹ اونچائی پر واقع امبولی کا مقام جو "پرتی مہابلیشور" کے نام سے مشہور ہے، سیاحوں کے لئے خاص کشش رکھتا ہے۔ ریشم اور ربر کی صنعتیں اس مقام پر خوب فروغ پا رہی ہیں۔ کئی آبپاشی بندھ، مثلاً کداڈل کا تالمبا بندھ، کنکاولی کا بھونساری بندھ، اور بھی کئی دیگر بندھ، گرمی کے موسم میں جب پانی کی قلت ہوتی، بڑے فائدہ مند ثابت ہوئے ہیں۔ سپاری کے علاوہ "کوکم"، دیہی صنعت کے طور پر خوب پھل پھول رہا ہے۔ معدنیات کی بھی یہاں کافی افراط ہے۔ ریڈی کے مقام پر لوہا، خام لوہا اور میگنیز کی کانیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کنکاولی میں کرومائٹ، امبولی میں باکسائیٹ اور سلیکا جیسی کیمیا بھی یہاں کافی مقدار میں نکلتی ہے۔

خداداد ضلع

یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ ضلع سطح زمین کے اوپر اور سطح زمین کے نیچے قدرت کی ان گنت نعمتوں سے مالامال ہے۔ مذہبی تہواروں کے موقع پر مقامی باشندے اپنی تہذیب کا روایتی انداز پیش کرتے ہیں۔ اس انوکھے علاقہ کی سرزمین سے کئی مجاہدینِ آزادی، محبِ وطن، فنکار اور ادیبوں نے مہاراشٹر کا نام روشن کیا ہے۔ اور آج بھی یہ علاقہ دیکھنے میں چھوٹا سہی، ترقی کی منازل تیزی سے طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہاں ریلوے لائن ابھی نہیں پہنچی ہے لیکن بمبئی۔گوا ہائی وے، دیگر سڑکوں اور سمندری راستے سے آمدورفت میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

بہترین دفاعی مقام

یہ ضلع ایک طرف گوا اور دوسری طرف کولہاپور اور رتناگری اور بیلگام سے گھرا ہوا، مغرب میں بحیرۂ عرب کے مقابل اس انداز میں واقع ہے گویا سندھودرگ اور وجے درگ ان دو ناقابلِ شکست قلعوں کی مدد سے دفاع کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

ہر کسی کو امید ہے کہ تشکیل شدہ یہ نیا چھوٹا ضلع بہت جلد ترقی کرے گا۔ اپنی بڑی ریاست کے آغوش میں اس نئے چھوٹے مہمان کا ہم سواگت کرتے ہیں۔

ضلع ناندیڑ کا ایک تاریخی مقام

بلولی

* ایم۔ اے۔ علی بیگ چغتائی
مدیر "سحر" منڈھائی، ناندیڑ (مہاراشٹر)

ناندیڑ، مرٹھواڑہ کا ایک تاریخی مقام ہے اور ضلع ناندیڑ کے تعلقہ جات قندھار شریف اور بلولی تاریخی حیثیت کے حامل تعلقہ جات ہیں۔

ناندیڑ۔ نظام آباد روڈ پر ناندیڑ سے ۴۴ میل دور بلولی واقع ہے۔ قدیم تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مقام سلطنتِ مغلیہ کے اکثر سپہ سالاروں کا صدر مقام رہا ہے۔ ان سپہ سالاروں میں نواب سرفراز بیگ خان مشہور سپہ سالار گزرے ہیں۔ یہ ابتداً قلعہ قندھار کے نظام شاہی قلعہ دار تھے ان کا نسب اہلِ قریش سے ملتا تھا۔ کئی پشت قبل ان کے بزرگ مدینہ منورہ سے ہندوستان آئے تھے۔ ان کو دربار نظام شاہی سے خانی و بہادری کا خطاب ملا تھا۔ ملک عنبر کے عہد میں یعنی ۱۰۳۶ھ میں یہ حاکم ناندیڑ ہوتے اور اس کے بعد سر لشکر تلنگانہ مقرر ہوئے۔ جب قلعہ قندھار پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا تو مغرب خاں کے ساتھ شہنشاہِ دہلی کے دربار میں پہنچے اور ملازمت اختیار کر لی اور مستقر بلولی پر کار فرما رہے۔ اس زمانہ میں انہوں نے بلولی کو ہر طرح سے آراستہ و پیراستہ کیا اور یہاں پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کروائی جس کا سنِ تعمیر ۱۰۵۵ھ ہے۔ یہ مسجد بلند زینہ کی ہو کر کافی کشادہ ہے۔ یہ سنگِ سیاہ ہے جس کے درمیان ایک خوبصورت حوض بنا ہوا ہے۔ مسجد سے متصل ایک باغ اور باؤلی ہے۔ باولی بھی سنگ سیاہ ہے اور فنِ تعمیر کا اچھا نمونہ ہے۔ مسجد سے متصل نواب سرفراز بیگ خاں کا سنگ سیاہ مقبرہ ہے۔ اس مسجد کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے سامنے کے میناروں پر پتھر کی بنی ہوئی زنجیر لٹکی ہوئی تھی جس میں پتھر کے ہی گھنگھرو تھے جو ہوا چلنے پر زنجیر کے ہلنے پر خود بخود بجتے تھے۔ مسجد کا ایک مینار بجلی کی زد میں آ کر منہدم ہو چکا ہے۔ مسجد محکمۂ آثارِ قدیمہ کے تحت ہے۔

مسجد کی خدمات کی ادائیگی کے لئے حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ نے ۱۰۹۲ھ میں ۷۶ بیگہ زمین نواب سرفراز بیگ خاںؒ کے فرزند حسن خاں کے نام عطا کی ہے جو ابھی تک نواب صاحب مرحوم کے ورثا کے خاندان میں موجود ہے۔

چھوٹے چھوٹے پہاڑیوں کے درمیان واقع بلولی آب و ہوا کے لحاظ سے صحت بخش مقام ہے۔ جب نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر نے ریاست حیدر آباد کی ضلع بندی کی تو ۱۱۸۲ھ میں ناندیڑ کو ضلع کا مستقر قرار دے کر بلولی کو اس کے تحت کیا۔ اب بھی اس کی یہی حیثیت باقی ہے۔

بلولی تعلقہ میں شامل مواضعات میں سے دھرم آباد۔ لال مرچ اور کپاس کی خرید و فروخت کا مرکزی مقام ہے۔ نائیگاؤں جانوروں کے بازار کے لئے مشہور ہے۔ کنڈلواڑی بھی ایک تجارتی مقام ہے۔ ●

* بیکل اُتساھی بلرامپوری
گیتا نج، بلرامپور۔ضلع گونڈہ (یو۔پی)

جہیزی روگ

اُسی دن چھاؤں ٹھنڈی بوڑھے برگد سے جُدا ہوگی
کہ جس دن اپنے میکے سے کوئی لڑکی بِدا ہوگی ! !

کِسی کے لان میں بس رات رانی کی فضا ہوگی
کِسی چھپّر پہ اِک سُوکھی چمیلی کی لتا ہوگی

بسنت آئے کہ ساون ہو کہ پھاگن کی ہَوا ہوگی
ابھاگن کے لئے انگنائی ہی جلتی چتا ہوگی

غریبی میں جواں لڑکی کی شادی کیسے ہو پائے
جہیزی روگ میں انسانیت جب مبتلا ہوگی

جہاں دولت سے تولا جاتا ہو رشتہ محبت کا
وہیں پر قوم کی بدقسمتی کی انتہا ہوگی

یہ سودے بازی ہی سمبندھ کا مقصد اگر ٹھہرا
شریکِ زندگی مریم نہ کوئی رادھیکا ہوگی

یہ سب کا قول ہے کہ ڈاوری' دنیا کی لعنت ہے
عمل کے وقت یہ شاید ہی صحرا کی صدا ہوگی

اُٹھو اِن جھوٹی رسموں کی سبھی حدبندیاں توڑو
وگرنہ ملک کی تاریخ وقفِ حادثہ ہوگی

رواجوں میں بندھی تو ہم کبھی آگے نہ بڑھ پائیں
بتا بیکل طریقِ زندگی آئندہ کیا ہوگی؟
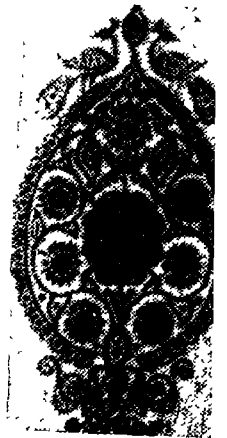
صدائے بازگشت

* عامر برنی اعظمی
الف - ۲۳، نیول سیویلین ہاؤسنگ
کالونی، کانجور مارگ، بمبئی - ۸۷

ٹپکتے زخم کا مرہم جواہرلال نہرو تھے
گلِ تر کے لئے شبنم جواہرلال نہرو تھے
رفیق و مونس و ہمدم جواہرلال نہرو تھے
یقیناً رہبرِ اعظم جواہرلال نہرو تھے
کوئی اہلِ نظر سے حال پوچھے اُن کی عظمت کا
انھیں تمغہ دیا تھا اہلِ دنیا نے شرافت کا

مسلط کر دیا جاتا تھا دل پر نقش فریادی!
دلیروں کے مقدر میں لکھی جاتی تھی بربادی
بہت مقبول تھا صحنِ چمن میں رنگ صیادی
دیا باشندگانِ ہند کو پیغامِ آزادی
مشیت چیخ اٹھی دامنِ صد چاک کے آگے
فرنگی کانپ اٹھے جرأتِ بیباک کے آگے

صداقت منزلِ مقصود تھی اور جوش تھا رہبر
نہ کر پایا شکستہ دل انھیں افرنگ کا لشکر
لڑی تھی جنگِ آزادی انھوں نے شیر دل بنکر
تھے اُن کے ساتھ آزاد و علی و حسرت و جوہر
وہ کیسے لوگ تھے جو کر گئے تاریخ کو روشن
ہمارے سامنے لے دے کے اُن کے رہ گئے مدفن

چلو اُس عہد کی تشکیل کی کھائیں قسم ہم سب
دبائیں ساتھ مل کر فتنۂ جور و ستم ہم سب!
کریں اِس ملک کی تاریخ کو پھر سے رقم ہم سب
جو ممکن ہو تو جیتے جی ہی لیں پھر سے جنم ہم سب
دکھا دیں اس زمانے کو محبت کی ہنرمندی
مٹا دیں خطۂ محبوب سے رسم زباں بندی

غزل

* ڈاکٹر محمد منشاء الرحمن خاں منشاء
۱۱ - اسٹار کی ٹاؤن، ناگپور - ۱

بنامِ زیست رہین صلیب ہوں میں بھی
قسم خدا کی بڑا خوش نصیب ہوں میں بھی

ہر ایک لمحہ قیامت سے سابقہ ہے مجھے
سراپا پیکرِ دردِ مہیب ہوں میں بھی

مرے لبوں پہ ہے اس دور میں بھی ذکرِ خلوص
اس اعتبار سے مردِ عجیب ہوں میں بھی

برائے نام کچھ ایسا سلوک ہی کیجے
میں کہہ سکوں کہ تمھارے قریب ہوں میں بھی

ہزاروں ذہنوں میں جو لے رہا ہے انگڑائی
اس انقلابِ حسیں کا نقیب ہوں میں بھی

مصیبتوں کو بصد شوق دیتا ہوں آواز
خود اپنے آپ کا اچھا رقیب ہوں میں بھی

غمِ حیات سے قلبی لگاؤ ہے مجھ کو
یہ میرا دوست ہے اس کا حبیب ہوں میں بھی

جو اپنے گھر میں بھی بے گھر دکھائی دیتی ہے
اسی زباں کا منشاؔ ادیب ہوں میں بھی

قومی غزل

تسنیم فاروقی
سی ۔۱۸۴/۲۹۲، تلسی داس مارگ،
نزد اسپتال، لکھنؤ ۔۴۰۰۲۲۶

ہر گلی اس کی مجھے اک کوچۂ شہنا نہ ہے
میں نیاز آگیں ہوں اس کا یہ دیارِ ناز ہے

ان گنت دلکش زبانیں اور رنگیں بولیاں
جس کا سرگم مختلف قومیں ہیں تو وہ ساز ہے

اہل ناقوس و اذاں دیر و حرم کر یاں و صلیب
ایک ہو جائیں ترقی کا اسی میں راز ہے

رینگتا ہے جن پہ رہن کا شفق جیسا دھواں
ان فصیلوں سے سنہری صبح کا آغاز ہے

ایک ہو جاؤ جو رکھنا ہے وطن کی آبرو!
ایکتا جس میں نہ ہو نعرہ وہ بے آواز ہے

تجھ کو سب معلوم ہے مجھ پر جو بیتے روز و شب
میں ترا ہمراز ہوں اور تو مرا ہمراز ہے

ماں تجھے میں اس لیے کہتا ہوں اے خاکِ وطن
تو کروڑوں ماؤں کی آرامگاہِ ناز ہے

میں تو شاعر ہوں مری رگ رگ میں ہے دردِ وطن
قریہ قریہ جاں نثاری کا مری غماز ہے

کم سے کم اتنا تو ہو تسنیم رنگِ اتفاق
ساری آوازوں پہ دھوکہ ہو کہ اک آواز ہے

قومی یکجہتی

خلیل ملکاپوری
آزاد وارڈ، پار پیٹھ
ملکاپور، ضلع بلڈانہ

بن کے بے لاگ و کھلے ذہن کے انسان رہو
ایک گھر میں تمھیں رہنا ہے تو اک جان رہو
اپنے مذہب کو رکھو گھر میں سجا کر لیکن
گھر کے باہر کبھی ہندو نہ مسلمان رہو

جسم میں خون وہی جسم وہی جان و
پھر یہ الجھن ہے ہم کیا کہ پریشان ر
ہے یہاں رسم رواداریاں کردار کی
آج کے دور میں اخلاص کی اک شا

اور مل جائے گا تجدید محبت کو فروغ!
آؤ آپس ہی کے منت کش احسان رہو
زور آور ہو تو ماحول یہ ثابت کر دے
سارے کمزور و غریبوں پہ مہربان رہو

اتنی اتنی سی خطاؤں کو تعصب نہ
درگذر کے ذرا عادی بھی میری جان
ہر زیادہ تو خرابی کی نشانی ہے خ
کم ہی اچھے کہ سمٹ جانے میں آسا

ہم لوگ

★ شاذ تمکنت
اے۔۱۷۳، معظم پورہ
حیدرآباد (اے۔پی)

اے خاکِ ہند تیرا مقدر ہمیں تو ہیں
فردا کی چلمنوں سے اجالوں کی آہٹیں
کرتے رہے ہیں مدحِ لبِ عارضِ وطن
کوہِ گراں کو ہم نے صنم زار کر دیا
اپنے لہو کی سینچ میں کیف و سرور ہے
مانا کہ خار خار سے ہے آبلوں کی چھیڑ
باہر نہیں باہیں ڈالے ہوئے وقت ہے رواں
جس طائرِ خیال کی پرواز ہے بلند
کیا ظلمتوں کا خوف کفِ دست، مہر ہے
اے بارگاہِ لیلیٰ فردا ترے نثار
روئے چمن ہمارے لہو سے ہے لالہ گوں
سنگِ نہاد ہم ہیں، عمارت بنیں گے وہ

ہر آئینہ کے حق میں سکندر ہمیں تو ہیں
محسوس کرنے والے سخنور ہمیں تو ہیں
شیریں بیانِ قندِ مکرر ہمیں تو ہیں
تیشہ بدست صورتِ آذر ہمیں تو ہیں
ساقی ہمیں ہیں، بادہ و ساغر ہمیں تو ہیں
رفتارِ دہر تیرے برابر ہمیں تو ہیں
تاریخ کی زباں پہ ازبر ہمیں تو ہیں
اس طائرِ خیال کے شہپر ہمیں تو ہیں
کیا تشنگی کا ذکر سمندر ہمیں تو ہیں
دیوار ہے بلند تو کیا در ہمیں تو ہیں
زخمِ کہن کے واسطے نشتر ہمیں تو ہیں
کل آنے والے لوگوں سے بہتر ہمیں تو ہیں

ہر سچ کی پہلی صف میں ہمارا قدم ہے شاذ
ہر کربلا کے حق میں بہتّر ہمیں تو ہیں!

۲۰ نکاتی پروگرام

★ سراج انور مصطفےٰ آبادی
کسالی محلہ آملنیر۔
ضلع جلگاؤں (مہاراشٹر)

✱

ہر طرف کیسی گلفشانی ہے
گلشنِ ہند پر جوانی ہے
جس نے شاداب کر دیا اس کو
بیس دھاروں کی وہ روانی ہے

○

اب وطن میں نئے قرینے ہیں
پار طوفان سے سفینے ہیں
جن پہ ہم رکھ رہے ہیں قدم
وہ ترقی کے بیس زینے ہیں

○

حوصلے وہ ہیں نوجوانوں میں
اب ہے پرواز آسمانوں میں
محنتیں ان کی جگمگاتی ہیں
کھیت میں اور کارخانوں میں

○

کس قدر یہ نفیس رستے ہیں
زندگی کے سلیس رستے ہیں
جن کے رخ پر ہے جلوۂ منزل
ہم کو حاصل وہ بیس رستے ہیں

جلیل ساز
مومن پورہ، ناگپور ۴۴۰۰۱۸

تم نے بند کمروں میں روشنی سجالی ہے
کیا خبر تمھیں، باہر رات کتنی کالی ہے

اک لطیف سی لغزش اور یہ سزا توبہ
زندگی مرے مالک اک غلیظ گالی ہے

زخم بھی جو دیتے ہیں سو جہاں میں چن چن کر
اپنے مہربانوں کا ظرف کتنا عالی ہے

زندگی کے چورا ہے پر کھڑا ہوا ہوں میں
اور ہاتھ دنیا کا پتھروں سے خالی ہے

اب لہو کی بارش کے بعد اپنی دھرتی پر
شعلے کھلنے والے ہیں، برق اگنے والی ہے

محتسب اندھیروں میں ڈوب جائیگی دنیا
میکدے میں آ بھی جا، رات ہونیوالی ہے

سازؔ کس میں جرأت انگلیاں اٹھانے کی
ہم نے شہریاروں سے دوستی بڑھالی ہے

قاضی حسن رضا
قاضی پورہ ۔ کھنڈوہ

جنگل پر آ جیا لا برسے
میرا آنگن نور کو ترسے

ہمدردی کی خواہش کی تھی
سنگِ نصیحت سر پر برسے

رستے رستے آم لگا کر!
ہم ہی رس کی بوند کو ترسے

ایڑی تک ہم خون میں تر ہیں
ایسے موسم گذرے سر سے

کاش رضاؔ صاحب آ جائیں
بدلیں گے ہم عیب، ہنر سے

رفیق جعفر
ملاڈ ۔ بمبئی نمبر ۹۵ ۔۔ ۴۰۰

مدتوں تیرگی گذرتی ہے
تب کہیں زندگی سنبھلتی ہے

آپ ٹھیریں تو آپ کی مرضی
وقت کی نبض کب ٹھہرتی ہے

چاند پر ابر پھیل جاتے ہیں
زلف جب آپ کی بکھرتی ہے

ٹوٹنے کو ہے سحرِ غم شاید
دور اک روشنی ابھرتی ہے

جس نے پیدا کئے ہیں لعل و گہر
ایسی جعفرؔ ہماری دھرتی ہے

غزلیں

* ظفر گورکھپوری
۴۰۳۔ ای ای، پاروے چال روم ۲۷
ہال روڈ، کرلا، بمبئی ۷۰ ۴۰۰

ہونے کو غرق جانب دریا گئی ہے رات
خود رات کے خداؤں سے تنگ آ گئی ہے رات

اب ایڑیوں میں دم ہو تو چشمے نکال لے
بستی سے لا کے دشت میں پہنچا گئی ہے رات

نکلی ہے میرے خون سے اک جگنوؤں کی فوج
وہ تیز روشنی ہے کہ گھبرا گئی ہے رات

میں خوشبوؤں کا ابر تھا دن پی گیا مجھے
میں نور کا شجر تھا، مجھے کھا گئی ہے رات

اس طرح ریزہ ریزہ تو پہلے کبھی نہ تھی
شاید مرے وجود سے ٹکرا گئی ہے رات

لائی تھی اپنے ساتھ مجھے دشت شام سے
زہرا بنا مجھ میں چھوڑ کے تنہا گئی ہے رات

بستی سے اڑ رہی ہے ظفر آج گرم دھول
زندہ کسی چراغ کو دفنا گئی ہے رات

★

* عبدالمجید سحر
نیا پورہ، نویں گلی،
مالیگاؤں ۴۲۳۲۰۳

بال و پر ٹوٹے ہوئے تھے درد سے بے کل اڑے
ہم وہ پنچھی ہیں جو دانے کے لئے ہر پل اڑے

اور ہوں گے، جن کے جذبوں کو قرار شب ملا
اور ہیں وہ لوگ جن کے خواب میں پایل اڑے

مٹھیوں میں بند تھی جب تک ہوا سرکش نہ تھی
کھل گئی مٹھی تو کتنی آنکھ سے کاجل اڑے

نت نئے موسموں میں ایک ہے موسم ترا
زخم کھا کر بھی پرندے دور تک گھائل اڑے

کالے دریاؤں میں کشتی ڈال کے بے کل نہ ہو
زرد صحراؤں سے بھی کرنوں کے سب بل اڑے

جلتے جی کے سارے رشتے آج پھر ٹوٹے ملے
آج پھر صحرا کو پیاسا چھوڑ کر بادل اڑے

سخت تر لمحوں کی یہ پاداش بھی کچھ کم نہیں
اور سر در پھر اگر اس شوخ کے آنچل اڑے

★

* مرزا حفاظت بیگ ماہر
ونوبا بھاوے نگر
۳/۲ سی، پائپ روڈ، کرلا، بمبئی ۷۰

تم بغض و عداوت سے گذر کیوں نہیں جاتے
اخلاق کے زیور سے سنور کیوں نہیں جاتے

اخلاق نہ اخلاص، مروت نہ وفا ہے
فطرت نہیں خود دار تو مر کیوں نہیں جاتے

جو زخم لگے ہیں کے وہ ناسور بنیں گے
بھرنا جو ہے قسمت میں تو بھر کیوں نہیں جاتے

کیا دیکھ رہے ہو رخ ہستی کا تماشہ
زلفوں کی طرح رخ پہ بکھر کیوں نہیں جاتے

ہر صبح کو یہ کہتے ہوئے روتی ہے شبنم
پھولوں کی طرح لوگ بکھر کیوں نہیں جاتے

ہم عشق کے کوچے میں بہت آئے گئے ہیں
پوچھو جنھیں عزت ہے ادھر کیوں نہیں جاتے

ماہر جنھیں ہنستے ہوئے جینا نہیں آتا!
میں سوچ رہا ہوں کہ وہ مر کیوں نہیں جاتے

★

ر ۱ - خ

کوکھ جلی

افسانہ نگار : راجندر سنگھ بیدی
ناشر : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دلّی
طباعت : لبرٹی آرٹ پریس، دریا گنج، نئی دلّی
قیمت : تیرہ روپے پچاس پیسے

راجندر سنگھ بیدی، ہندوستان کے ان نامور افسانہ نگاروں میں شمار کیئے جاتے ہیں جنھوں نے اُردو افسانوں کو جدید رنگ دیکر مقبول تر بنانے کی کوشش کی ہے۔ راجندر سنگھ بیدی بجائے افسانوی تانے بانے بُننے کے حقیقت کی راہوں کو کریدتے ہیں اور ہم جو اپنے گرد و پیش میں، اپنے ماحول میں، اپنے معمول میں جو دیکھتے ہیں جو محسوس کرتے ہیں وہی بیدی کے افسانوں سے عیاں ہوتا ہے بیدی کیونکہ زندگی سے پیار کرتے ہیں اس لیئے انھیں اپنے کرداروں سے بھی پیار ہے اور اسی لیئے وہ انھیں حقائق سے دُور رکھنے کے قائل نہیں ہیں اور یہی اُن کی کامیابی کی دلیل ہے۔

اُردو افسانوں کی تاریخ طویل نہیں ہے مگر بیسویں صدی کے بیس بائیس برس گذر جانے کے بعد اُردو افسانوں میں حقیقت نگاری کی جھلک نظر آئی جو سعادت حسن منٹو، کرشن چندر، عصمت چغتائی، قرۃ العین حیدر، راجندر سنگھ بیدی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ ان جدید افسانہ نگاروں کے پیش رو بھی ہیں، جن میں خاص طور سے منشی پریم چند اپنے جیتے جاگتے اور حقیقت سے قریب کرداروں کو پیش کر کے اُردو افسانہ نگاری کے اِمام نظر آتے ہیں۔

"کوکھ جلی" میں راجندر سنگھ بیدی کی گیارہ کہانیاں ہیں جو ممکن ہے قارئین نے کسی رسالہ میں یا کسی کتاب میں پڑھی ہوں، جس میں دو کہانیوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ کہانیاں ہیں "ماسوا اور "بیکار خدا"

'ماسوا' میں بیدی نے جبینی کے کردار کو بڑی خوبصورتی سے اُبھارا ہے۔ جبینی کی ہر وقت کی ہنسی کو درخشاں زندگی سے معنون کیا ہے۔ اُسے ماں کا رُوپ دیا ہے، بیٹی کا رُوپ دیا ہے اور پھر جبینی عورت کا رُوپ دھار کر اعصاب پر چھا جاتی ہے اسی طرح جبینی کے والد کے کردار کو خوب نکھارا ہے۔ جس میں صرف ان کی آمد و رفت ہے، چھڑی ہے اور حقہ ہے۔ پُرانی تہذیب کو نئے ماحول میں سمو کر بیدی نے افسانے کو زندگی دیدی ہے۔ اسی طرح "بیکار خدا" میں مختلف کرداروں کو مناسب جگہ فِٹ کر کے افسانے کو چاق و چوبند کر دیا ہے۔

اُمید ہے کہ "کوکھ جلی" کا یہ نیا ایڈیشن "ماسوا" اور "بیکار خدا" کے اضافے کے ساتھ مقبول ہوگا۔

زہراب

مہاراشٹرا اسٹیٹ اُردو اکاڈیمی کے مالی تعاون سے نئی نسل کے شاعر تمکین الرحمٰن تمکین کا شعری مجموعہ بعنوان "زہراب" شائع ہو ہے۔ جسے محبُ بکڈپو، نزد ہمدرد ایجنسی، بھنڈی بازار، بمبئی ۳ اور
نسیم بکڈپو، ۲۵۔ لاٹوش روڈ، لکھنؤ (یو۔پی)
سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حصار

یونس عالم صدیقی صاحب، ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر ڈویژنل انفارمیشن سینٹر، بھڑکل گیٹ، اورنگ آباد (مہاراشٹر) کی غزلوں اور نظموں کا مجموعہ "حصار" مراٹھواڑہ یونیورسٹی کے مالی تعاون سے شائع ہوگیا ہے۔ قیمت : دس روپے، ہے۔
اورنگ آباد لیتھو پریس، اسٹیشن روڈ، اورنگ آباد (مہاراشٹر) یا براہ راست مندرجہ بالا پتہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مراٹھی اسٹیج کے نامور اداکار شری ماما لے پنڈسے کو وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے ۴ر نومبر کو 'ورشا' بمبئی میں ان کی ۷۵ ویں سالگرہ پر مبارکباد اور ۲۵,۰۰۰ روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں. بائیں سے دائیں شری سوشیل کمار شندے، ایم ایل اے، شری ایس. این. پنڈسے، ممتاز ناول نگار (مراٹھی) اور شریمتی شانتا بائی پنڈسے، اہلیہ شری ماما پنڈسے نظر آرہی ہیں.
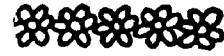
زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے ۲۱ر اکتوبر کو نائیگام پولس ہیڈکوارٹر، بمبئی میں یادگار ستون پر ہار پھول چڑھا کر، فرائض انجام دیتے ہوئے اپنی جانِ عزیز قربان کرنیوالے پولس افراد کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں.

خبریں - تصویروں میں

گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا نے ۲ر اکتوبر کو راج بھون، بمبئی میں ترقی پسند کسانوں کو مبارکباد کے ساتھ ریاستی ایوارڈ تقسیم کئے، وزیر اعلیٰ شری اے. آر. انتولے بھی اس موقع پر موجود تھے. دائیں طرف کی تصویر میں ترقی پسند کسان دیکھے جا سکتے ہیں.

مرکزی وزیر منصوبہ بندی، شری شنکر راؤ چوان نے بھنڈارہ میں مہاراشٹر راجیہ ساہتیہ سنسکرتی منڈل، بمبئی کے کلچرل سینٹر کی بھومی پوجن رسم ادا کی۔ زیر نظر تصویر میں شری شنکر راؤ چوان، ڈاکٹر بارلنگے، چیرمین ساہتیہ سنسکرتی منڈل، شری ایمبیڈوار، وزیر جنگلات، شری مطیم وار، ایم۔ پی، اور شری سوہنی، ضلع افسر دیکھے جاسکتے ہیں
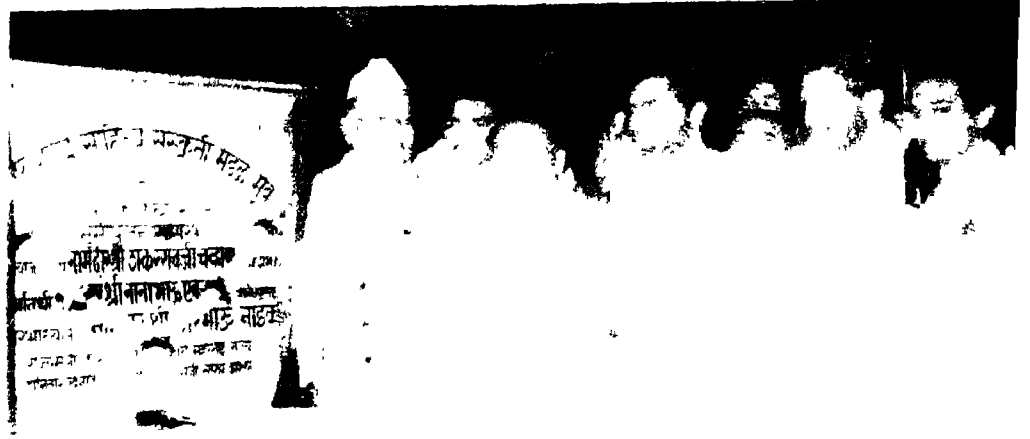
مہاراشٹر میں، ہر ضلع سے ایک ایک اس طرح ستائیس، ترقی پسند کسانوں کو "شیتی نشٹھا" خطاب برائے ۱۹۸۰ء سے نوازا گیا ہے۔ انھیں ۲ر اکتوبر کو راج بھون، بمبئی میں گورنر مہاراشٹر نے مبارکباد دی۔ زیر نظر تصویر میں درمیان میں گورنر شری او۔ پی۔ مہرا اور ان کی اہلیہ بائیں جانب بالترتیب شری اے۔ آر۔ انتولے، وزیر اعلیٰ اور شری بھگونت راؤ گائیکواڑ، وزیر زراعت تشریف فرما ہیں۔

میرین لائنس جے۔ سی۔ نامی سماجی تنظیم کی چھٹی سالگرہ ۱۱ر نومبر ۱۹۸۱ء کو پریسیڈنٹ ہوٹل میں منائی گئی۔ وزیر برائے مالیات شری رام راؤ آڈک کی زیر صدارت منعقدہ اس تقریب میں تنظیم کی جانب سے "مین آف دی ایئر" کا خطاب بھی دیا گیا۔ زیر نظر تصویر میں وزیر موصوف صدارتی خطبہ دے رہے ہیں۔

ریاستی وزرائے صنعت کی کانفرنس یکم اکتوبر کو وگیان بھون، نئی دہلی میں منعقد ہوئی، مرکزی وزیر صنعت شری این. ڈی تیواری نے صدارت فرمائی. شری جواہرلال درڈا، وزیر صنعت مہاراشٹر کی جانب سے شریک ہوئے.

●●●
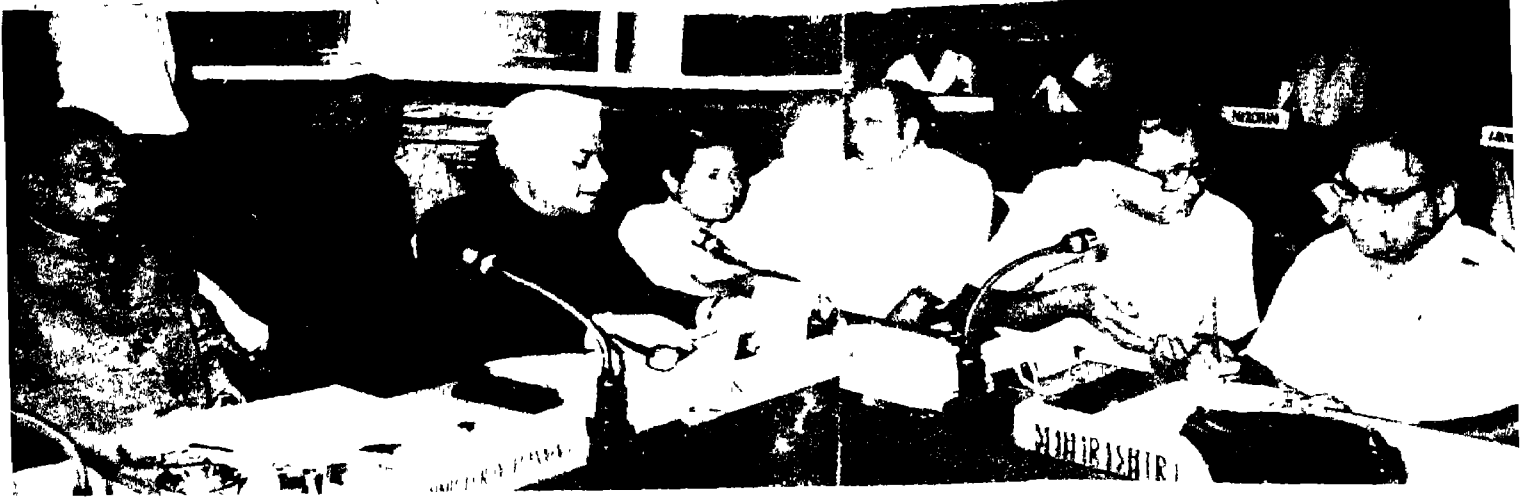
وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے، نے ۷ر نومبر کو نہرو سینٹر پر ہند روس سیمینار کی افتتاحی تقریب کی صدارت فرمائی۔ زیرنظر تصویر میں پروفیسر نورالحسن، نائب صدر سی ایس آئی آر، ڈاکٹر راجہ رامنا، جنرل سکریٹری سینٹر، شری ایچ. جی درنگ خزانچی اور شری پی. جی. سالوی، چیف اگزیکیٹو، نہرو سینٹر دیکھے جاسکتے ہیں.

●●●

●●●

وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے، شری ڈی. ایم. موہیتے کو "ورکش متر" کا اعزاز دیتے ہوئے۔

●●●

وزیر اعلیٰ، شری اے. آر. انتولے نے حال ہی میں ناگپور میں آنجہانی فتح سنگھ راؤ بھوسلے کی بیوہ سے ملاقات کی اور سوگوار خاندان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ وزیر اعلیٰ نے شری فتح سنگھ راؤ بھوسلے کی تصویر پر ہار چڑھایا۔ زیر نظر تصویر میں ریاستی مجلسِ قانون ساز کونسل کے چیرمین شری آر. ایس. گوائی، شری این. ایم. تڑکے، وزیر برائے محنت اور امداد باہمی، شری جواہر لال درڈا، وزیر برائے صنعت اور اسٹیٹ لیجسلیٹو اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر شری شنکر راؤ جگتاپ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
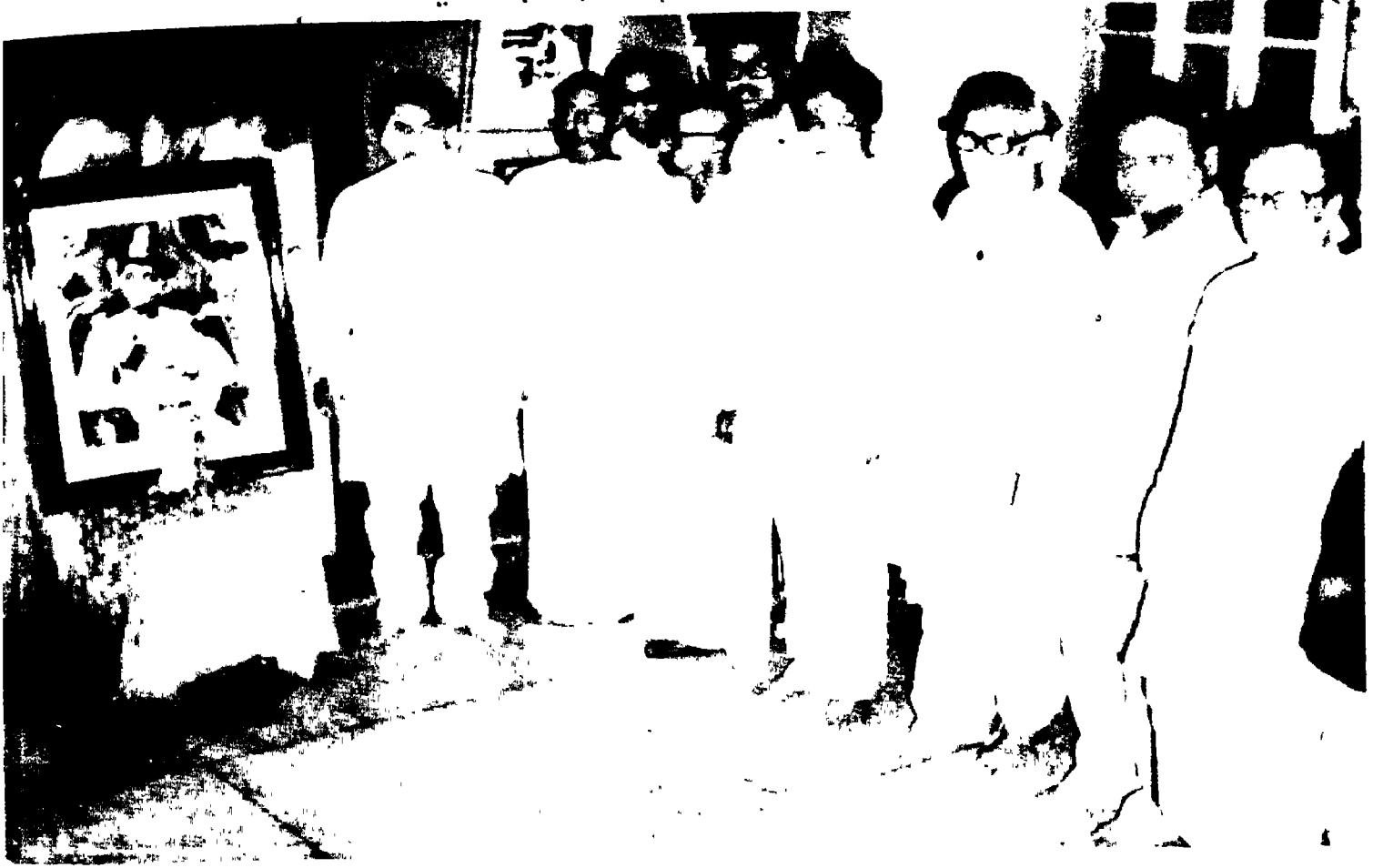
شری بھاؤ سابلے، چیرمین، سنجے گاندھی نرادھار اور رسواؤلمبن اسکیم سروے کمیٹی نے ضلع بھنڈارہ کا دورہ کیا۔ انھوں نے بذاتِ خود اسکیم کے تحت نئے صنعت کاروں کو دیئے گئے قرضہ جات کا معائنہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں شری سابلے، ایک رکشا کا معائنہ کر رہے ہیں اور اس کے ڈرائیور شری کیلاش بھیسارے سامنے کھڑے ہیں۔
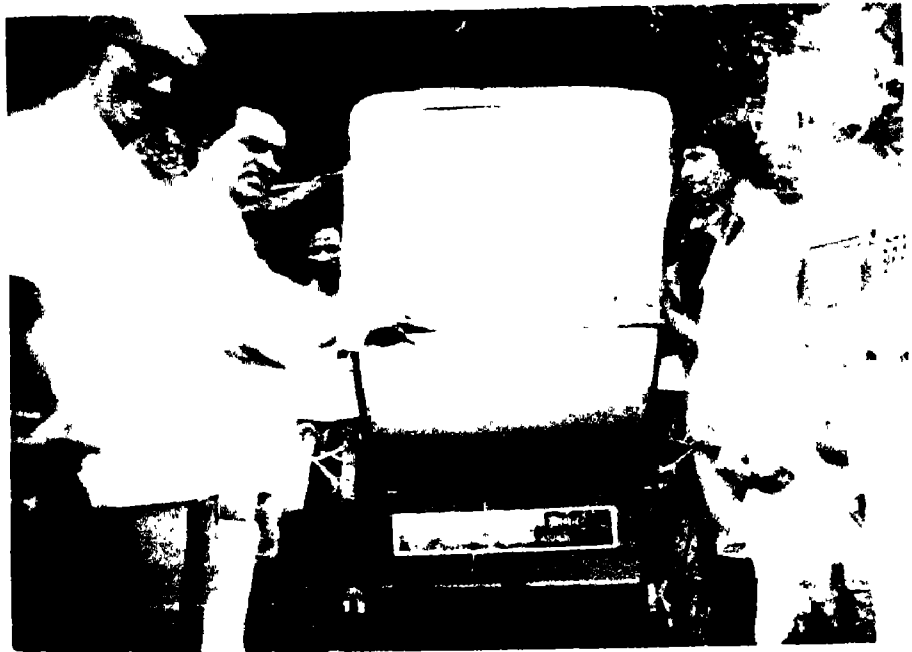
جالنہ انر وھیل کلب نے ۲۰ بنیش تعلیم یافتہ خواتین کو از خود روزگار کے لیے سلائی مشینیں دیں۔ زیر نظر تصویر میں شریمتی شکنتلا شرما، ایم۔ ایل۔ اے، شریمتی کملا بھاگڈ، شریمتی سنہہ لتا آپٹے اور ڈاکٹر سُدھا موہانت، ٹیلرنگ میں تربیت یافتہ لڑکیوں کے ساتھ۔

*

املنیر، جلگاؤں میں "سنجے گاندھی آئی کیمپ" لگایا گیا تھا۔ زیر نظر تصویر میں ایک زیر علاج مریض، شری وجے نول پاٹل، مرکزی نائب وزیر برائے مواصلات شریمتی پرتبھا پاٹل، ایم۔ ایل۔ اے، اور شری پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔

شریمتی تارا بائی ورتک، وزیر مملکت برائے باغبانی ترقیات، امبا باٹا سیپلنگ نرسری کا معائنہ کرتے ہوئے جو کڈل پنچایت کمیٹی، رتناگیر نے تیار کی ہے۔

مہاراشٹر کے شکر کے کارخ
ملازمین نیز گنے کی کٹائی کر
اور اسے ایک جگہ سے دوس
والے ملازمین کے مطالبات
کے لئے رکن پارلیمنٹ شری
پاٹل کی زیرِ صدارت، نامزد کر
نے ۱۸ رنومبر ۱۹۸۱ء کو منترالیہ
کی رپورٹ وزیر برائے محنت
نڑ کے کو پیش کی۔ اس موقع پر
تصویر میں وزیر مملکت برائے ا
شری ایس۔ این۔ ڈیسائی اور و
برائے محنت شری ہری بھاؤ
دیکھے جا سکتے ہیں۔
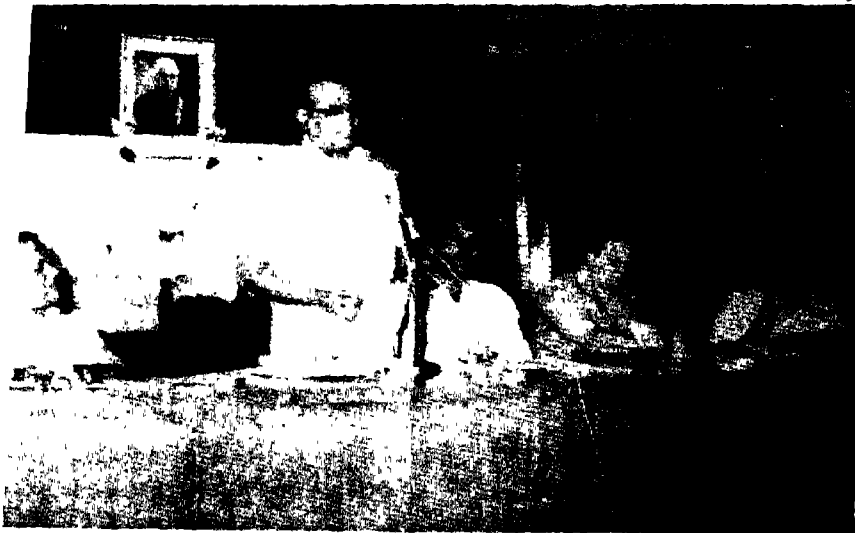
وزیر برائے صحتِ عامہ ڈاکٹر بلی رام
ہیرے، ۱۴ رنومبر کو منترالیہ کے کانفرنس
ہال میں لائنس کلب آف بامبے کی جانب
سے "بہبودیٔ اطفال اور صحتِ عامہ"
کے موضوع پر منعقدہ سیمینار سے خطاب
کرتے ہوئے۔

شری شیواجی راؤ پاٹل رنیلانگیکر
وزیر برائے پبلک ورکس، ٹیکنکل ایجوکیشن
اینڈ ٹریننگ، ریاست مہاراشٹر، ۱۱ر
کو بیبٹ کانفرنس ہال، الیکٹرک ہاؤ
قلابہ، ممبئی میں "اسکل ٹیسٹنگ آف
میکانکس" سے متعلق ورکشاپ کا افت
کرتے ہوئے۔

شائع کردہ : بنود راؤ، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، ممبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

قومی راج
۱۰ دسمبر ۱۹۸۱ء
قیمت: ۵۰ پیسے

قومی راج

10-12-81.

۱۰ردسمبر ۱۹۸۱ء
جلد نمبر ۸ * شمارہ نمبر ۲۳
ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ: دس روپے * قیمت فی کاپی: ۵۰ پیسے

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹرز: ونود راؤ
ایم. کے. دیش پانڈے

ایڈیٹر: ریاض احمد خاں
سب ایڈیٹر: عبدالوحید خاں جامعی

ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ:
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

کم از کم ضروریات پروگرام
مہاراشٹر کی پیش رفت

* این. گووند راؤ
اور
* بی ایس. لاکھ وارا

عوام کو بنیادی ضروریاتِ زندگی مثلاً پانی، ابتدائی تعلیم، دیہی صحت مکانوں کی تعمیر میں امداد اور غذائیت کی فراہمی کے لئے جتنی بھی رقم خرچ کی جاتی ہے وہ بلاشبہ بنیادی قومی وسائل کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور اس سے لوگوں کی حالت اور صلاحیت بہتر ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں جو پروگرام اپنایا گیا ہے اُسے کم از کم ضروریات پروگرام کہا جاتا ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں اس پروگرام پر خرچ کے لئے ۵۰۸۰۰ کروڑ روپے منظور کئے گئے ہیں، جو گذشتہ منصوبہ سے ۱۲۰ فیصد زیادہ ہے۔ دیگر دیہی ترقیات کی اسکیمات کی اعانت سے یہ پروگرام دیہی غربت پر براہِ راست اثر انداز ہوگا۔ مہاراشٹر اُن آٹھ ریاستوں میں سے ہے جہاں اس پروگرام پر بڑے جوش و خروش کے ساتھ عمل کیا جارہا ہے۔

بمبئی شہر کی اونچی اونچی عمارتوں کے درمیان پُر رونق سڑکوں پر اگر آج آپ کو پانڈو جیسے کئی ادیباسی بے آسرا تلاشِ روزگار نظر آئیں، تو حیرت کی کوئی بات نہیں۔ پانڈو، ایک ۱۸ سالہ ادیباسی نوجوان، رائے گڈھ کے کسی دور دراز گاؤں سے بمبئی شہر آیا تھا۔ اور اس کے گاؤں میں اس کے والدین کی گذر بسر جنگلاتی پیداوار پر ہوتی تھی کبھی کوئی جنگلی پھل کھالیا تو کبھی پودوں کی جڑیں چبا کر بھوک مٹانے کی کوشش کی اُن کے رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ پوری زندگی پیٹ بھرنے کے لئے جنگل کی خاک چھاننے ہی میں گذر گئی۔ ان حالات میں پانڈو پل کر جوان ہوا۔

اتفاقیہ طور پر پانڈو کی ملاقات ایک ٹرک ڈرائیور سے ہوئی۔ اس ٹرک ڈرائیور کی باتوں سے پانڈو کی ہمت بندھی اور اپنے گاؤں کو خیرباد کہہ کر اس نے بمبئی کا رُخ کیا۔

پانڈو کے حالات ہمارے ملک کے قبائلی اور پسماندہ علاقوں باسیوں کی تکلیف دہ زندگی کا عکس ہیں۔

مہاراشٹر میں کولی، کوتوری، وارلی، بھیل، آگری، کونکانا، ٹھاکر جاتیوں کے ادیباسی بستے ہیں۔ اگر ہم انھیں زندگی کی کم از کم ضروریات بھی فراہم کریں تو ان کی زندگیاں خوشگوار ہو سکتی ہیں۔ اُن جینے کا حوصلہ پیدا ہو سکتا ہے۔

اِس ضمن میں بھیونڈی تعلقہ کے ہری بھاؤ جادھو کو بطورِ مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ ہری بھاؤ کے پتا کی رحلت کے بعد پانچ افراد پر مشتمل خاندان کی زندگی دوبھر ہو گئی تھی۔ دشواریوں کے باوجود ہری بھاؤ اپنی تعلیم جاری رکھی۔ اسکول بھی اس کے گاؤں سے کافی دور تھا۔ یہ کام ہوئے۔ گاؤں میں سڑک تعمیر ہوئی، صحت مرکز کھولے گئے، پانی کی

ایک دیہی شفاخانہ

کا بھی انتظام ہوا۔

ہری بھاؤ نے چاۓ کے اسٹال پر کام شروع کیا، کبھی جنگل سے لکڑیاں کاٹ لایا۔ اسی عرصہ میں اسے دو ایکڑ جنگلاتی زمین الاٹ کی گئی۔ اس سے اس کی اُمید بندھی، لیکن جنگلاتی زمین پر کام کرنے کا مطلب تھا بے انتہا محنت اور معمولی فائدہ ۔ ہری بھاؤ نے اپنے گاؤں کے بزرگوں سے سُنا تھا کہ حکومت کی کسی اسکیم کے تحت غریبوں کو مالی امداد دیجاتی ہے ۔ ہری بھاؤ نے دوڑ دھوپ کی اور قومیائے گئے بینک سے قرض لے کر دو بیل خریدے، دو ایکڑ زمین، دو بیل اور راستے کے کنارے چاۓ کی دکان ۔ ان سب نے ہری بھاؤ کے حوصلے بلند کئے۔ وہ اور اس کے اہل خاندان اب پُر اُمید زندگی گذار رہے ہیں۔

تھانے ضلع کے پسماندہ علاقے سے تعلق رکھنے والے کیشو کے چہرے سے ظاہر ہونے والی خوشی اس کے محفوظ مستقبل کی ضمانت پیش کرتی ہے ۔ اس نے اپنی ہمت اور جدوجہد کے بل بوتے پر اپنی زندگی کو کبھی محرومیوں کا شکار نہ ہونے دیا

کیشو کو تقریباً تین ایکڑ زمین الاٹ کی گئی ۔ اس کے گاؤں میں جب سڑک تعمیر ہوئی اور اس کا گاؤں دوسرے دیہاتوں اور شہر سے جڑ گیا تو کیشو نے حکومت کی ایک اسکیم سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایک بیل گاڑی خریدی ۔ اب کیشو کے پاس دوہرا ذریعہ آمدنی ہے اور وہ یومیہ ۲۵ روپے کما لیتا ہے ۔ آج وہ خوش وخرم ہے اور اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتا ہے ۔ آج اس کے پاس اتنے وسائل ہیں کہ وہ اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔

غُربت سے جنگ :

ہری بھاؤ اور کیشو کے تجربات انفرادی ہوتے ہوئے دیہی عوام اور قبائلیوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت کی کوششوں اور ان کے نتائج کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں ۔ ایک اندازے کے مطابق ہماری آبادی کا پچاس فیصد حصہ غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذار رہا ہے ۔ ان میں اکثریت ان کی ہے جو دیہاتوں میں رہتے ہیں اور ان کا تعلق بے زمین مزدوروں، چھوٹے اور معمولی کسانوں، دیہی دستکاروں، پسماندہ اقوام اور قبائل سے ہے ۔ ان میں سے بعض تو ترقیاتی اسکیموں کی پہنچ سے پرے ہیں ۔ ملک اور ریاست کی ترقی اور خوشحالی کا ان کی زندگی اور طرز معاشرت پر کسی قسم کا اثر نہیں پڑتا ۔ ملک کی ترقی اور خوشحالی کو ان کے لئے بامعنی بنانے

کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُن تک رسائی کے ذرائع نکالے جائیں، اور ان کے طرزِ معاشرت کو بہتر بنایا جائے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر حکومت نے کم از کم ضروریات پروگرام (ایم۔ این پی) اپنایا ہے۔ اس پروگرام کے تحت ان افراد کو پانی کی فراہمی، بنیادی تعلیم، مکانات، دیہی سڑکوں کی تعمیر، سلم سدھار اور بجلی کی فراہمی کے کام شامل ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد ان افراد کو کم از کم ضروریاتِ زندگی فراہم کر کے ان میں کارکردگی کی صلاحیت کو بڑھانا ہے۔

توقع ہے کہ اس پروگرام کی وجہ سے دیہی زندگی مزید خوشگوار بنے گی اور روزگار کی تلاش میں دیہات سے شہروں کا رُخ کرنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی ہوگی۔ بیکاروں کی دیہات سے شہر کی طرف یہ ہجرت ایک سنگین مسئلہ بن رہی ہے۔ حالیہ مردم شماری کے مطابق ریاست مہاراشٹر میں ایک لاکھ سے زیادہ آبادی والے مزید گیارہ چھوٹے شہروں میں شہروں کی طرح ترقیات عمل میں لائی گئیں۔

۱۹۷۱ء میں صرف ۱۸ شہر ترقی یافتہ تھے۔ بمبئی عظمیٰ کی آبادی اس وقت ۸۲ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ شہروں کی بڑھتی ہوئی آبادی کی ایک اہم وجہ یہ ہجرت ہے۔

ریاست مہاراشٹر میں 'ایم این پی' پر حالیہ منصوبہ کے دوران ۲۰۰،۴۶ لاکھ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ منصوبہ کے مسودہ میں یہ اعتراف موجود ہے کہ ریاست مہاراشٹر ان آٹھ ریاستوں میں ایک ہے جہاں 'ایم این پی' کی کارکردگی اطمینان بخش ہے۔

اب تک ریاست کے کل ۳۶،۰۰۰ دیہاتوں میں آدھے سے ز دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام کیا گیا ہے۔ ۱،۵۰۰ کی آبادی والے دیہاتوں کو سڑکوں کے ذریعہ جوڑنے کے قومی نشانے کرتے ہوئے ریاست مہاراشٹر میں ہزار نفوس کی آبادی والے دیہ بھی سڑکوں سے جوڑا گیا ہے۔

تقریباً سبھی دیہاتوں میں حتیٰ کہ دو سو نفوس پر مشتمل آبادی دیہاتوں میں بھی ابتدائی مدارس کھولے گئے ہیں۔ تقریباً ۳۰۰ دیہاتوں میں ابتدائی تعلیم کی سہولت فراہم کی جائے گی۔

'ایم این پی' اور دیگر دیہی ترقیات پروگراموں کے ذریعہ دیہ معاشرت میں بہتری پیدا ہو رہی ہے۔ اب اُمید کی جا سکتی ہے کہ د زندگی اب اتنی ناآسودہ نظر نہیں آئے گی جس کی وجہ سے پانڈ دیہی نوجوان شہر کا رُخ کیا کرتے ہیں۔

سکندر علی وجد ترقی اُردو بورڈ کے نائب صدر

حکومت ہند نے بین الاقوامی شہرت کے حامل شاعر و ادیب جناب وجد کو ترقی اُردو بورڈ کا نائب صدر مقرر کیا ہے۔ آپ کی مدتِ کار فی الحال دو سال ہوگی۔ یہ بورڈ ۱۹۶۹ء میں قائم کیا گیا تھا۔ بورڈ کے چ مرکزی وزیر تعلیم ہیں اور ڈائرکٹر، ترقی اُردو بیورو، بورڈ کے ممبر سکریٹری

ترقی اُردو بورڈ، اُردو داں طبقہ کی سہولت کے لئے حکومت کو ج تعلیم میں استعمال ہونے والے سائنٹفک اور تکنیکی الفاظ کے اُردو با اور اُردو زبان میں ان کے ممکنہ استعمال سے متعلق مشورہ دینے کی سے قائم کیا گیا ہے۔ لہٰذا مذکورہ اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر بورڈ اُردو کے جید عالم و محقق افراد کو شامل کیا جاتا ہے تاکہ حکومت کو ا کی رہنمائی حاصل ہو سکے۔

ترقی اُردو بورڈ کے زیرِ اہتمام اب تک ۴۹۱ کتابیں شا ہو چکی ہیں اور ۷۰ کتابیں زیرِ ترتیب ہیں۔ اس بورڈ کی سب سے اشاعت ۱۲ جلدوں پر مشتمل اُردو انسائیکلوپیڈیا ہے۔

ترقی اُردو بورڈ میں سکندر علی وجد کی بحیثیت نائب صد نامزدگی حکومت ہند کا ایک مستحسن اقدام ہے۔ آپ کی خدمات سے بورڈ اور اُردو داں طبقہ دونوں یقیناً سرفراز ہوں گے۔

چندرپور ضلع کی صنعتی ترقی

شانتارام پوٹ دکھے
رکن پارلیمنٹ ۔ چندرپور

مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔انتولے نے ۳ر اپریل ۱۹۸۱ء کو بمبئی میں مرکزی وزیر مملکت برائے صنعت ڈاکٹر چرنجیت چنّا سے چندرپور ضلع کی مربوط صنعتی ترقی سے متعلق منصوبہ پر گفتگو کی۔ ان دونوں حضرات نے اس وسیع منصوبے میں ۴۷۳ کروڑ روپوں کی سرمایہ کاری سے آٹھ عظیم پروجیکٹوں سے متعلق تبادلۂ خیال کیا۔ جن سے ۵۰۰۵ افراد کو براہِ راست روزگار فراہم ہوسکتا ہے۔

ان بڑے پروجیکٹوں کے علاوہ تین کروڑ روپے کی سرمایہ کاری سے چھوٹے پیمانے پر ۳۶ معاون صنعتوں کا قیام بھی ممکن ہے۔ ان متعلقہ صنعتوں میں ایک ہزار افراد کو روزگار مل سکے گا۔

بڑے پروجیکٹ یہ ہیں: آشٹی میں ۱۵۰ کروڑ روپیوں کی لاگت سے اسپنج آئرن کمپلیکس، وڈاسا میں ۱۳۰ کروڑ روپیوں کی لاگت سے راہن کمپلیکس اور گھوگس میں تخمیناً ۱۱ کروڑ روپیوں کی لاگت سے کم درجہ حرارت والا کاربنائزیشن پلانٹ کا قیام۔

ضلع ترقیاتی منصوبہ:

ضلع چندرپور کے صنعتی ترقی منصوبہ میں ذیلی ترقی کی بھی بڑی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ناگپور ۔ چندرپور شاہراہ، چندرپور ۔ آشٹی سرجاگڈھ، گڈچرولی اور وڈاسا راستوں کو قومی شاہراہ سطح پر ترقی دی جائے گی۔ معدنی ذرائع سے استفادہ کی غرض سے مجوزہ صنعتی کمپلیکس کو دھاتیں بہم پہنچانے کے لئے وبرور سے شبرلوپرتک آشٹی ہوتے ہوئے اور مانک گڈھ سے اوال پور تک ۴۰ کروڑ روپیوں کی لاگت سے ریلوے لائنیں بچھانے کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے۔ وزیراعلیٰ نے مجوزہ منصوبہ کی تکمیل کے لئے ۴۹۰،۵۷ ٹن فولاد اور ۲۵،۶۷۰،۵ ٹن سیمنٹ فراہم کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ اس منصوبے کی تکمیل سے چندرپور ضلع، مہاراشٹر کا "رہور" بن جائے گا۔

ایک مربوط ٹسر سلک پروجیکٹ، سینٹرل سلک بورڈ کو منظوری کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ یہ پروجیکٹ قبائلی آبادی کو بیکاری کے ایام میں ملازمت فراہم کرے گا۔ ایک ہزار ہیکٹر اراضی کو اس اسکیم کے تحت لانے کی تجویز رکھی گئی ہے۔

وزیراعلیٰ نے مرکزی وزیر برائے صنعت کی توجہ بڑے پیمانے پر شجرکاری اور جنگلات سدھارنے کی گنجائش کی طرف مبذول کراتے ہوئے مرکز سے مکرر اپیل کی کہ وہ اس سلسلہ میں ریاستی حکومت کے پروجیکٹوں کو مالی امداد دے۔

مرکزی حکومت کا فرض:

وزیراعلیٰ نے اس بات پر زور دیا کہ ریاستی حکومت تنہا اپنے طور پر چندرپور جیسے نیم ترقی یافتہ علاقے میں صنعتوں کے قیام کے لئے صنعت کاروں کو راغب نہیں کرسکتی، لہٰذا مرکز کو چاہئے کہ وہ ایسے پسماندہ علاقوں میں ریلوے لائنیں بچھاکر، پروجیکٹوں کو لائسنس دے کر، حالیہ راستوں اور شاہراہوں کو سدھار کر صنعتوں کے قیام میں ریاستی حکومت کے ساتھ تعاون کرے۔

علاوہ ازیں ان پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی کے لئے مرکزی

حکومت کی جانب سے مالی امداد نیز سیمنٹ اور فولاد جیسی کمیاب اشیاء کی فراہمی بھی درکار ہے۔ جس سے یہاں صنعتوں کے قیام، اور منصوبہ کی عمل آوری کے مواقع بڑھیں۔ اس طرح اس خطہ میں یکسر تبدیلی رونما ہوگی اور بیکاروں کی ایک کثیر تعداد کو سود مند روزگار میسر آئے گا۔

معدنیات اور جنگلات سے مالامال :

یہاں یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ چندر پور ضلع معدنیات اور جنگلات سے معمور ہے۔ ضلع کا کم آبادی والا مشرقی حصہ اس قدرتی دولت سے مالامال ہے لیکن یہ علاقہ نقل و حمل اور مواصلات کے اعتبار سے پچھڑا ہوا ہے۔

چندر پور ضلع کی ۵۲ فیصد اراضی جنگلات پر مشتمل ہے۔ یہاں ابرق چونے کا پتھر، کوئلہ، تانبا اور چکنی مٹی کے وافر ذخائر پائے جاتے ہیں پلائی وڈ اور کاغذ کی صنعت کے لئے یہاں بہترین قسم کی لکڑی دستیاب ہے۔ لوہارا۔ اسولا، رتناپور، پیپل گاؤں، بھیسی، دیول گاؤں، سرجا گڈھ، دھمپیٹ، واڈدی اور بھامر گڈھ میں کچے لوہے کے ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ وردھا، وین گنگا اور پرن ہتھا جیسی بڑی ندیوں اور ان کی معاون ندیوں نے اس ضلع کو سیراب کیا ہے۔

درگاپور کا سپر تھرمل پاور اسٹیشن ۲,۲۰۰ میگھاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ گھوگس یا راجورا میں ایک اور تھرمل پاور اسٹیشن قائم کئے جانے کی توقع ہے جہاں ایک ہزار میگھاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ اس طرح یہاں صنعت کاری کے لئے بجلی کی فراہمی وافر ہوگی۔

روزگار کے مواقع :

اس ضلع میں مواصلاتی رابطوں کی کمی ہے۔ موسم باراں میں ضلع کے بعض حصوں میں جنوری تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ گرچیرولی اور سرونچا تحصیلوں میں ریلوے لائن بھی نہیں ہے۔ چندر پور ضلع میں صرف ۳ کروڑ روپیوں کی مالیت کا سامان ریل کے ذریعے ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ اہم صنعتی یونٹیں چندر پور، بلاگ پور، گھوگس اور وارورا میں واقع ہیں۔ اس علاقے میں بڑی مقدار میں کوئلے کی کانوں سے اچھی قسم کا کوئلہ نکالا جاتا ہے۔ کچا لوہا، جنگلاتی پیداوار اور سیمنٹ بھی دستیاب ہے۔

راجورا تعلقہ میں ۱۳۴ کروڑ روپیوں کی لاگت سے سیمنٹ کی [illegible] کھولی جا رہی ہیں۔ جن میں ۱,۴۰۰ افراد کو روزگار ملے گا۔ ان میں اینڈ ٹوبر و سیمنٹ کمپنی کا ۳۵ کروڑ روپیوں کا اور سنچری سیمنٹ کا [illegible] روپیوں کا سرمایہ لگا ہے۔ علاوہ ازیں ۴ کروڑ روپیوں کی لاگت [illegible] ہری گنگا سیمنٹ مینی پلانٹ بھی کھولا جا رہا ہے۔

۳ کروڑ روپیوں کی لاگت سے گوگٹے پیپر مل لمیٹڈ بھی کھو[illegible] ہے جس میں ایک ہزار افراد کو روزگار ملے گا۔ حالانکہ شری گو[illegible] پروجیکٹ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ لیکن دوسری ایجنسیوں [illegible] سلسلے میں پیش قدمی کی ہے۔

علاوہ ازیں یہاں ۵ کروڑ روپیوں کی لاگت سے پوروال [illegible] بھی کھولی جا رہی ہے جس میں دو سو افراد کو روزگار مل سکے گا۔ [illegible] الائے اسٹیل لمیٹڈ۔ ۲.۵ کروڑ روپیوں کی لاگت سے ایک رولنگ فیکٹری کھول رہی ہے جس میں ۱۰۰ افراد کو روزگار ملے گا۔

حالیہ مردم شماری کے مطابق چندر پور ضلع میں ہر چوتھا فرد [illegible] یہ قبائلی تعلیم اور مالی وسائل میں دیگر مقامی باشندوں سے پیچھے ہیں نیز ان کے سوچنے سمجھنے کا ڈھنگ مقامی دیہاتیوں سے بہ[illegible] مختلف ہے۔ اس علاقے کی صنعتی ترقی سے یہ توقع کی جا سکتی ہے ان قبائلیوں کے معیار زندگی میں ترقی ہوگی اور وہ بھی قومی دھار[illegible] شامل ہو جائیں گے۔

صحیح سمت میں پیشقدمی :

چندر پور ضلع میں زمین کا صحیح استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔ [illegible] بستیاں جگہ جگہ بکھری ہوئی ہیں، ایسی صنعتوں کا فقدان ہے ج[illegible] دستیاب دھاتوں پر مبنی ہوں، نیز یہاں کے جنگلات کا تجارتی پیما[illegible] استعمال بھی نہیں کیا گیا۔ یہاں ریلوے لائنوں اور نقل و حمل کے ذرا[illegible] بھی کمی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے اس ضلع کی صنعتی ترقی نیز اس کے ساتھ وڈاسا، [illegible] راجورا، مانک گڈھ کمپلیکس اور آشٹی ان تین مقامات کی بھی صنع[illegible] ترقی سے متعلق مرکزی وزیر برائے صنعت سے گفتگو کر کے صحیح سم[illegible] میں پیش قدمی کی ہے۔

اس ضلع کی صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے یہاں اسپ[illegible] آئرن، فولاد کی صنعتوں کے قیام نیز دیگر صنعتوں کو یہاں یونٹیں [illegible]

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

گیانیشوری - ایک مختصر تعارف

* بدیع الزماں خاور
ڈ ٹھمکر کوارٹرز، منڈن گڑھ روڈ،
ڈاکخانہ: ڈاپولی - ۴۱۵۷۱۲
ضلع رتناگیری (مہاراشٹر)

(قسط دوم)

گیانیشور کو اپنے بڑے بھائی اور رُوحانی پیشوا نیورتی ناتھ سے[۳] جو بے پناہ عقیدت تھی اس کا اظہار انھوں نے "گیانیشوری" میں جگہ جگہ کیا ہے اور گیانیشوری کی تکمیل کو انھیں کے آشیرواد کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ وہ عرفانِ حقیقت کے لئے کسی پیر کامل کی رہنمائی کو ازحد ضروری سمجھتے تھے۔

"گیانیشوری" کے پہلے ہی ادھیائے میں انھوں نے گرو بھکتی پر زور دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"درخت کی جڑوں میں پانی ڈال دیا جائے تو وہ تمام شاخوں اور پتوں تک پہنچ جاتا ہے۔ سمندر میں اشنان کیا جائے تو تمام تیرتھوں پر اشنان کرنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح سچے گرو کی بھکتی سے تمام خواہشیں پوری ہو جاتی ہیں۔"

انسان کے جسم اور رُوح میں زمین اور آسمان کا فرق ہے جسم فانی ہے تو رُوح غیر فانی ہے۔ گیانیشور نے جسم کو مکھن کے اس گولے سے مثال دی ہے جو آگ پر رکھا ہوا ہے اور کسی بھی وقت پگھل سکتا ہے۔ جسم اور روح کا تعلق ظاہر کرتے ہوئے انھوں نے جسم کو ایک جھیل کہا ہے اور رُوح کو وہ سورج جس کا عکس اس جھیل کے اندر جھلملا رہا ہے۔

گیانیشور کے مذہبی تصوّرات میں خدا کی عبادت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور انھوں نے انسان کی اخلاقی تعمیر کے لئے خدا کی محبّت کو بنیاد قرار دیا ہے۔ انھیں اس بات پر سخت تعجب ہے کہ کائنات کے ذرّے ذرّے میں خدا کی قدرت کا جلوہ موجود ہونے کے باوجود کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا نہیں ہے۔ اُن کی نظر میں خدا کے وجود سے انکار انسان کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے۔ چنانچہ نویں ادھیائے میں ان کا ارشاد ہے کہ:

"کوئی شخص اگر امرت سے بھرے کنویں میں گر جائے، اور امرت پیئے بغیر ہی باہر نکل آئے تو اسے ابھاگے کے سوا اور

---

[۳] انھوں نے "نیورتی سار" نامی ایک گرنتھ لکھا تھا جو ہنوز نایاب ہے۔ اس کے سوا "ورتی لودھ"، "پرم پرکاش" وغیرہ جیسے گرنتھ اور کئی مختلف ابھنگ بھی ان سے منسوب ہیں۔ گیانیشور کے چھوٹے بھائی سوپان دیو اور اُن کی بہن مکتا بائی کو بھی شاعری سے لگاؤ تھا، اور ان دونوں کے ابھنگ بھی مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں۔ (ب، خ)

کیا کہا جا سکتا ہے۔ ایسے شخص میں اور اس اندھے میں کوئی فرق نہیں ہے جو کھانے کے ایک لقمہ کے لئے دوڑتا ہے اور اپنے پاؤں کے پاس پڑے ہوئے ہیرے کو اپنے اندھے پن کی وجہ سے، ٹھوکر مار کر آگے بڑھتا ہے۔"

گیانیشور کے خیال میں سچا گیانی وہی ہے جو ہر شے میں خدا کی قدرت دیکھتا ہے اور جس شخص کو یہ جلوہ دیکھنے والی نظر مل جاتی ہے، سے پاپ اور گناہ اس طرح دُور بھاگتے ہیں جس طرح سانپ چلتے چندن کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں۔
انھوں نے گیتا کی بنیاد پر اخلاقیات کی جو تفسیر کی ہے وہ نہایت زانگیز اور دلکش ہے۔ انھوں نے استعاراتی زبان میں پاکیزگی، یائی، رحم دِلی اور عفو و درگزر جیسے ان تمام اَوصاف کا، جن کا انسان کے اخلاق و کردار سے ہے، پوری تفصیل کے ساتھ ذکر ہے۔ ان کے نزدیک عجز و انکسار کسی نیک انسان کا سب سے بڑا یادی وصف ہے، اور اس وصف کی پہچان یہ ہے کہ انسان کو اپنی مش میں کہا گیا ایک لفظ بھی بوجھ کی طرح بھاری معلوم ہوتا ہے۔ ے خیال میں ایک آدرش سنت وہی ہے جو ہوا سے دوستی کرتا ہے ن سے محوِ گفتگو ہوتا ہے اور جنگل کے درختوں کو بھی اپنی جان ہمان عزیز رکھتا ہے۔ اور تمام مخلوق کے سامنے پھلوں سے لدی شاخ کی طرح جھکا رہتا ہے۔

گیانیشور نے نیکی اور بدی کی تشریح کرتے ہوئے، صداقت، ایثار، واداری پر خاص طور سے زور دیا ہے۔ رواداری و محبّت کو انھوں نے نگا جل سے مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس طرح مقدس گنگا کا لوگوں کی تشنگی بجھاتا ہوا اور کنارے کے پیڑ پودوں کو سیراب کرتا باکر سمندر سے ملتا ہے، اسی طرح روادار انسان غلاموں کو آزادی راج

بخشتا ہے، ڈوبتوں کو بچاتا ہے اور دُکھ درد کے ماروں کی تکلیفوں کو دُور کرتا ہے۔ وہ شب و روز انسانیت کی خدمت میں مصروف رہتا ہے اور اسی خدمت کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتے وقت خود اسے بھی کوئی نہ کوئی نفع حاصل ہو ہی جاتا ہے مگر وہ محض اپنی غرض یا اپنے ذاتی مفاد کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچانے کا خیال تک اپنے دل میں نہیں لاتا۔
گیانیشور کے نزدیک جہالت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ان کے خیال میں جاہل انسان سردی اور گرمی کا احساس نہ رکھنے والے پتھر کی طرح یا رات اور دن میں فرق کر نہ سکنے والے اندھے کی مانند ہوتا ہے۔ سانپ خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو، اس کا زہر خطرناک ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے گیانیشور نے ہر چھوٹی سے چھوٹی برائی سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اور چونکہ برائی اور بھلائی، بدی اور نیکی میں وہی انسان تمیز کر سکتا ہے جو خدا کو پہچانتا ہے، اس لئے انھوں نے عرفانِ حقیقت کے لئے بھکتی پر زور دیا ہے اور "گیانیشوری" کے ذریعے، بھکتی کا وہ امر پیغام سنایا ہے جو ہر عہد کے صوفیوں اور سنتوں کا دل پسند موضوع رہا ہے۔

"گیانیشوری" ایک طرف روحانی ملفوظات اور علم و حکمت کا خزانہ ہے تو دوسری جانب مراٹھی کے کلاسیکی ادب کا ایک غیر فانی شاہکار بھی ہے۔ اگر مقدس گیتا کو بنیادی طور پر ایک محل تصوّر کیا جائے تو گیانیشوری آرائشی ساز و سامان کا وہ بیش بہا ذخیرہ ہے، جس نے اس محل کی زیب و زینت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس گرنتھ میں گیانیشور نے "گیتا" کے جن کرداروں، واقعات اور خیالات کو بھی چھوا ہے، ان میں انھوں نے زبان و بیان کی خوبیوں سے ایک نئی جان ڈال دی ہے۔
گیانیشوری کی زبان امرت کی طرح شیریں اور رعنائیت سے بھرپور ہے۔ اور اس میں ایسی سلاست اور روانی ہے جو بے اختیار قاری کے دل میں اُترتی چلی جاتی ہے۔ اسلوب کی صفائی اور نفاست، بلیغ استعاروں اور نادر تمثیلوں نے "گیانیشوری" کو ادبی اعتبار سے قدرِ اوّل کی چیز بنا دیا اور یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ادبی و فنّی معیار کے لحاظ سے اس گرنتھ کا پایہ کسی بھی سنسکرت تصنیف سے کم نہیں ہے۔
یوں تو گیانیشوری کے اوراق میں "ویر رس" اور "شرنگار رس" جیسے کم و بیش ہر رس کا لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں دو ایک مقامات پر ظرافت کی چاشنی بھی ملتی ہے۔ مگر اس کا سب سے نمایاں اور اہم رس، "شانت رس" ہی ہے جو پورے گرنتھ کو محیط کئے

دوسرے تمام مقدس صحیفوں کی طرح 'گیانیشوری' میں بھی انقلاب لانے کی یہ طاقت موجود ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اس طاقت سے فیض حاصل کیا جائے۔

روح کی دنیا ہمارے جسم، اعضا اور عقل کی سرحدوں سے آگے کی دنیا ہے۔ اور یہ دنیا کام، کرودھ، کپٹ، حرص اور لالچ جیسی تمام نفسانی خواہشات سے ماوراء ہے۔ گیانیشور نے 'گیانیشوری' کا جو رتھ تیار کیا ہے، وہ اسی لئے ہے کہ اس میں بیٹھ کر روحانی دنیا کی سیر کی جائے اور روحانی سکون حاصل کیا جائے۔ روحانی سکون کوئی خواب وخیال کی بات نہیں ہے' دنیا کے تمام صوفی سنتوں اور مہاتماؤں نے یہ سکون پایا ہے اور بہت سے عظیم شاعروں نے اسے محسوس کیا ہے۔

گیانیشور کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے بھینسے کی زبان سے وید منتر اگلوایا تھا اور ساکت دیوار کو اپنے ایک اشارے پر چلایا تھا۔ یہ اور اسی قسم کے نہ جانے اور کتنے چمتکار' آج سے ، سو برس پہلے اس جہان یوگی کے جسم کے ساتھ ہی سمادھی لے چکے ہیں مگر انھوں نے نہایت کم عمری ہی میں "گیانیشوری" کی تکمیل کا جو غیر فانی معجزہ سات صدی پہلے دکھایا تھا وہ آج بھی زندہ ہے اور سات ہزار صدیوں کے بعد بھی زندہ رہے گا۔

...با اور رکھما بائی

...ہے۔ مجموعی اعتبار سے 'گیانیشوری' ایک شانتی کتھا ہے۔ اور شانتی کی یہ کتھا ہے' وہ من کی شانتی ہے۔ یہی شانتی انسانی زندگی ...ب سے بڑی طاقت ہے اور اسی شانتی سے انسان کو مکتی ملتی ہے' ...ور نے اسی شانتی کو "لازوال مسرت" کا نام دیا ہے۔ آج ہر فرد اور ہر ملک اسی شانتی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اور صرف ...ی پر کیا منحصر ہے' انسان ہزاروں برسوں سے اسی شانتی کو تلاش ...یلا آرہا ہے۔ یہ شانتی ہر دور اور ہر زمانے کی ضرورت ہے۔ اور ...شوری' اسی شانتی کا نورانی صحیفہ ہے۔ گیانیشور نے اپنے گرنتھ ...ربعہ قاری کے دل میں اسی شانتی کے حصول کا جذبہ ابھارنے کی ...ن کی ہے اور اسی لئے گیانیشوری بلاشبہ ایک ایسا گرنتھ ہے جس ...ہر دور کا انسان اکتساب فیض کرتا رہے گا۔ البتہ ہم اگر شانتی کے ...بے بنا کر اور شانتی کے سمجھوتے کر کے یہ مان لیں کہ اس طرح شانتی ...ئے گی تو یہ ہماری غلط فہمی ہے۔

سائنس، سماجیات، معاشیات، اقتصادیات اور دوسرے ...فنون کے ذریعہ ہم اپنی خارجی زندگی میں تو انقلاب لا سکتے ہیں مگر ...تی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس شانتی کی تخم ریزی ہمارے دل میں ...چاہئے۔ اس شانتی کے لئے ہمیں داخلی انقلاب کی ضرورت ہے

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے 'قارئین کی رائے' کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے آپ اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے' البتہ سرکاری پالیسیوں' پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے

پتہ نوٹ فرمائیں:

ایڈیٹر 'قومی راج' نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ' چندر یوال منزلہ۔ مقابل منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

علامہ محوی صدیقی لکھنوی: ایک جائزہ

۱۵ مئی ۱۸۹۱ء — ۱۹ نومبر ۱۹۷۵ء

منیر المحوی صدّیقی (ایم، اے)
آستانۂ محوی۔ گلی بیس ہزاری، گوجر پورہ
بھوپال (ایم، پی) ۴۶۲۰۰۱

علامہ محوی صدیقی لکھنو کے ایک سربرآوردہ خاندان کے چشم
 تھے۔ اس خاندان کے جس میں دین اور دنیا کا اجتماع تھا
دادا محترم مولانا محمد صادق علی جید عالم تھے اور حافظ قرآن بزرگ
ن کے فرزند مولوی حافظ علی حسین بھی اپنی خاندانی روایات
رث اور عربی فارسی کے عالم تھے۔ فارسی میں شعر کہتے اور
تلص فرماتے تھے، کسب معاش کے لئے خطاطی اور خوشنویسی
ا اختیار کیا اور اپنے وقت کے مشہور و معروف نول کشور پریس
سے وابستہ ہوئے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم
روائے بھوپال) کے اصرار پر بھوپال تشریف لائے۔ نواب صاحب
کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور آخر وقت تک اپنے نہایت قریب
ہی حافظ حسین اردو ادب کے جانثار، ملک کے وفادار
وی صدیقی کے والد بزرگوار تھے۔

علامہ محوی کی ابتدائی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق گھر پر ہوئی
ے بعد فرنگی محل لکھنو کے مدرسہ نظامیہ میں تعلیم حاصل کی۔
ہ احمدیہ بھوپال سے عربی اور مدرسہ نظامیہ میں فارسی کی
اصل کی۔ دونوں مدرسوں سے سند فضیلت حاصل کی۔

علامہ محوی کے مضامین کم عمری ہی میں بچوں کے رسالوں میں
لگے تھے۔ اس زمانے میں شعر و شاعری کا بڑا چرچا تھا کچھ ماحول
متاثر ہوکر اور کچھ فطری ذوق و شوق اور مناسبت کی وجہ سے
ی کی طرف متوجہ ہوئے اور ۱۹۱۰ء میں حضرت شوق قدوائی
ی (۱۸۵۳) ۱۹۲۵) کی شاگردی اختیار کی اور اصلاح و
رہ کا سلسلہ استاد کی وفات تک جاری رہا۔

۱۹۱۱ء میں ماہنامہ "الناظر"، لکھنو سے وابستہ ہوئے۔ اور
اسسٹنٹ اڈیٹر اور منیجر مقرر ہوئے۔ الناظر کے مالک و مدیر اعلیٰ ظفر الملک
علامہ محوی کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ "البرامکہ" اور "نظام الملک
طوسی" کے مشہور مصنف مولوی محمد عبدالرزاق صاحب مرحوم (۱۸۴۱
۱۹۴۸) علامہ محوی کو کہتے ہیں۔

"اول آپ (الناظر) کے محض ناظر تھے اور اب آپ کو
اسسٹنٹ ایڈیٹری اور منیجری کی خصوصیت ہوگئی ہے۔" [1]

اس زمانے میں اس عہد کے مشاہیر عبدالحلیم شرر، وضاحت
لکھنوی، عزیز لکھنوی، پیارے صاحب رشید، جالب دہلوی،
وحیدالدین سلیم، چکبست لکھنوی، اکبر الہ آبادی سے ان کی اچھی
ملاقاتیں رہیں۔

۱۹۱۴ء میں انجمن ترقی اردو کا ایک جلسہ لکھنو میں ہوا تھا۔
جس میں علامہ محوی کی ملاقات بابائے اردو مولوی عبدالحق بی، اے،
سے ہوئی۔ یہ ملاقات آگے چل کر مضبوط رشتے میں
تبدیل ہوگئی۔

۱۹۱۶ء میں علامہ محوی کے والد سخت بیمار ہوگئے جس کی وجہ
سے علامہ کو فوراً لکھنو سے بھوپال آنا پڑا۔ یہاں آتے ہی انھیں،
"دفتر تاریخ"، محکمۂ تصنیف و تالیف میں عربی مترجم کی جگہ مل گئی، ان کی
کتاب "ازواج الانبیاء" (۱۹۱۶) اسی زمانے میں لکھی گئی ہے۔ دو سال
بعد ۱۹۱۸ء میں وہ لکھنو واپس آگئے یہاں انھوں نے اپنا "دائرہ ادبیہ"
(بکڈپو) قائم کیا۔ "انسانی قربانیاں" کی تصنیف و اشاعت اسی زمانے
(۱۹۱۹) میں ہوئی۔

۱۹۱۹ء میں مولانا عبدالقادر آزاد سبحانی کی خواہش، دعوت
اور اصرار پر کانپور کی مشہور درس گاہ "مدرسہ الٰہیات" میں آگئے۔

---

[1] مرقع ادب، مرتبہ، صفدر مرزاپوری۔ صفحہ ۴۸

آزاد سبحانی مرحوم کا نام ہماری تحریکِ آزادی اور تحریکِ خلافت میں بہت نمایاں ہے۔

۱۹۲۱ء میں جامعہ ملّیہ اسلامیہ علی گڈھ کے شعبۂ تصنیف و تالیف میں تقرر ہوا۔ ایک سال کام کیا اس عرصہ میں دو کتابیں —— "طبقات ناصری" اور "تاریخ فیروز شاہی"، ترجمہ کیں۔

۱۹۲۲ء میں علامہ محوی کو بابائے اردو مولوی عبدالحق نے اورنگ آباد بلالیا اور اپنا معاون و مددگار مقرر کیا۔ اس زمانے میں علامہ محوی نے انگریزی، اردو لغت کی ترتیب میں بڑی مدد کی۔ جس کا اعتراف بابائے اردو نے لغت کے دیباچہ میں بھی کیا ہے اور دوسرے طریقہ سے بھی علامہ محوی کی اس ادبی خدمت کا اعتراف کرتے رہے۔ قیام اورنگ آباد کے زمانے میں علامہ نے "کلیاتِ ولی دکنی" اور "چمنستان شعراء" وغیرہ تصانیف کی خدمت انجام دیں —— بابائے اردو مولوی عبدالحق علامہ کی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

مولانا محوی صدیقی لکھنوی کا اگر پورا تعاون ہمیں حاصل نہ ہوتا تو اردو انگریزی کی اس پہلی جامع لغت کا ملک کے سامنے پیش کیا جانا ہی ناممکن ہوتا۔ مولانا کی یہ عظیم خدمت اردو کے رہتے دم تک، ایک عظیم یادگار کے بطور ہمیشہ زندہ رہے گی۔" [1]

بابائے اردو عبدالحق علاّمہ محوی کے ادبی شغف، علمی فضیلت اور تحقیقی کارناموں سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ اُن کے دُکھ سُکھ کے بھی ساتھی تھے۔ اس لیے ان کی کامیاب زندگی اور اچھی ملازمت کے لیے بھی فکر مند رہتے تھے۔

انھیں کے اصرار پر ۱۹۳۰ء میں علاّمہ محوی مدراس تشریف لے گئے۔ پہلے جمالیہ عربک کالج میں ایک سال عربی زبان و علوم کے استاد رہے۔ اس کے بعد مدراس یونیورسٹی کے اورنٹیل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں لکچرار ہوگئے۔ اردو، عربی، فارسی شعبے میں کام کرتے رہے اور ریسرچ کے طلبار کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ ان کی تصنیفی زندگی کا سب سے بار آور زمانہ ہے۔ یہاں انھوں نے تقریباً ۲۵ کتابیں مرتب کیں۔ اُن کے مقدمے اور حواشی ارقام کیے ان میں سے دس بارہ کتابیں مدراس یونیورسٹی سے نہایت اہتمام سے شائع ہوچکی ہیں جن میں چند یہ ہیں ۔

دیوان امیر محمدی بیدار دہلوی (۱۹۳۵ء) واقعات اظفری، دیوان اظفری (اردو، فارسی ۱۹۳۶ء) میر اسمٰعیل امجدی کا انورنامہ (۱۹۴۶ء) کلمات شعرا سرخوش (۱۹۵۱ء) کلیات فارسی ۱۹۵۴ء - ۱۹۳۰ سے اوائل ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء تک۔ انیس[19] بیس[20] سال مدراس میں قیام کیا۔ جہاں آپ نے نہایت محنت و مشقت اور لگن کے ساتھ اردو کی گرانقدر خدمات انجام دیں جس کا اعتراف مدراس کے بعض اکابرین نے نہایت شاندار الفاظ میں کیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحق ایم، اے، پی، ایچ، ڈی)۔ پرنسپل محمڈن کالج مدراس، لکھتے ہیں ۔

" علامہ محوی صدیقی نے مدراس میں اس وقت قدم رکھا جب کہ جنوبی ہند میں اردو کا کوئی نام لیوا ہی نہ تھا۔ چنانچہ مشاعرے سے روشناس کرانے میں علامہ کو کئی سال ایسی جدوجہد کرنا پڑی کہ اردو کی یہ خدمت اگر شمال ہند میں انجام دیتے تو آج اردو کو موجودہ حالات کا سامنا نہ ہوتا۔" [1]

ہندو پاک کے بلند پایہ اخبارات اور رسائل میں آخر وقت تک آپ کا کلام اور مذہبی، تنقیدی، اخلاقی مضامین اور افسانے شائع ہوتے رہے۔ علامہ نے خود بھی بھوپال سے تعمیر، بنگلور، میل وشارم مدراس سے ماہنامہ "الارشاد" (مذہبی) اور معیار ادب (ادبی رسائل) جاری فرمائے جو بہت مقبول ہوئے۔ یہی رسائل ریٹائر ہونے کے بعد بھوپال اور لکھنو سے جاری فرمائے مگر ناساز گار حالات اور اہلیہ محترمہ کی طویل اور شدید علالت کی وجہ سے بند کرنا پڑے —— جلوہ سخن مدراس ۔

فانوس بنگلور، بشریٰ، مدراس، کردار بھوپال، نقاش بھیمڑی تنقید بمبئی، کو بھی علامہ محوی کی سرپرستی کا شرف رہا ۔

ہندو پاک میں علامہ محوی کے بہت سے شاگرد موجود ہیں جن میں سے اکثر استاد کا درجہ رکھتے ہیں بسینکڑوں شاگرد صاحب دیوان اور مختلف موضوعات کی کتابوں کے مصنف و مرتب ہوچکے ہیں۔ جن میں قابلِ ذکر سرشار کسمنڈوی، ثاقب کانپوری، الطاف مشہدی، محمود ایاز، حفیظ مالیگانوی، ضیا بانی، قیصر الجعفری، سیدہ زہرہ دیولالوی، درگا پرشاد، شاد سلطان پوری وغیرہ ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد کے ایما پر ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء کو آل انڈیا ریڈیو دہلی سے اپنی نوعیت کا ایک منفرد مشاعرہ نئی دہلی ریڈیو اسٹیشن سے براڈ کاسٹ ہوا تھا۔ اس مشاعرے کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں سب سے جواں سال شاعر کی عمر ۶۱ سال تھی۔ مشاعرے کے بعد دوسرے

---

[1] :- آہنگ ادب، مرتبہ، ناظر جلگانوی۔ صفحہ ۱۵۶

دن شعرا کی فلم بھی بنائی گئی۔ اور ان کا کلام ریکارڈ بھی کیا گیا۔
بدقسمتی سے علامہ دتاتریہ کیفی، حضرت امجد حیدرآبادی، مرزا یگانہ چنگیزی، نواب جعفر علی خاں اثر لکھنوی اور جناب دلیر یار بردی مدعو کرنے کے باوجود تشریف نہ لا سکے۔ جن منفرد، بزرگ استاد شعرا نے اس یادگار مشاعرے میں حصہ لیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

بے خود دہلوی، نجم آفندی، حیرت بدایونی، علامہ محوی صدیقی، جگر بریلوی، تزلوک چند محروم، ناطق گلاوٹھوی، ساغر جائسی، جوش ملسیانی، نوح ناروی، دل شاہجہانپوری، راز زتشی۔

اس مشاعرے کو ملک کے مشہور شاعر ساغر نظامی نے نہایت خوبصورت انداز سے کنڈکٹ کیا تھا۔ اور جوش ملیح آبادی اور عرش ملسیانی جیسے نامور، ممتاز اور مقبول شاعر بطور سامعین شریک ہوئے تھے۔

اس عظیم الشان، تاریخی، منفرد اور یادگار مشاعرے کے بعد ہی سے علامہ محوی کی وسیع اردو خدمات کے صلہ میں مرکزی حکومت کی جانب سے سو روپیہ وظیفہ ماہانہ جاری ہوا جو تاحیات ملتا رہا۔ اور بعد میں دو سو روپے ہو گیا، اس اعزاز کے علاوہ بھی صوبائی اور مرکزی حکومتوں نے، سرکاری اداروں نے علامہ محوی کی بے ٹھوس اور بے لوث علمی، ادبی، اور شعری خدمات کو سراہتے ہوئے مختلف اوقات میں مختلف طریقوں سے مالی امداد دی ملاحظہ کیجئے۔

بھوپال میونسپلٹی بورڈ پانچ سو روپیہ (۱۹۵۴ء)۔
بھوپال میونسپل کارپوریشن پانچ سو روپیہ (۱۹۶۵ء) —
اترپردیش اردو اکیڈمی لکھنو آبشار رباعیات (مجموعہ) پر ایک ہزار روپیہ (۱۹۷۲ء)۔ اترپردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ برائے علاج ڈیڑھ ہزار روپیہ (۱۹۷۵ء) حکومت مدھیہ پردیش بھوپال کی جانب سے ساہتیہ پریشد کے ایما پر وزیر تعلیم شری ارجن سنگھ صاحب نے علامہ محوی کے گھر تشریف لا کر (۵ مئی ۱۹۷۵ء) کو ایک ایک ہزار کی تھیلی پیش کی۔
وزیر اعلیٰ کے خزانہ سے شری پرکاش چند سیٹھی وزیر اعلیٰ مدھیہ پردیش نے جون (۱۹۷۵ء) کو پانچ سو روپیہ (برائے علاج) عطا فرمائے۔ علامہ کی وفات کے بعد مرحوم کے مسودہ مالک باغ کی طباعت کے لیے ۵۵۰ پانچ سو پچاس روپیہ (دسمبر ۱۹۷۶ء) میں اور مالک باغ پر اشاعت کے بعد پانچ سو روپیہ (مارچ ۱۹۷۷ء) کو عطا کیے۔

علامہ محوی کی مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل مطبوعات بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔
درس عمل (۱۹۲۰ء) دائرہ ادبیہ لکھنو، اسلامی تاریخ کی سچی کہانیاں جلد اول و دوم (۱۹۳۶ء مکتبہ جامعہ دہلی) سے کئی بار شائع ہوئی، شاعر کا دل طویل نظم (۱۹۳۸ء) بزم عزیز بنگلور، روحی فداک ناول (۱۹۴۰ء) بزم طرز بنگلور) ہمارے حضرت (سوانح رسول اکرمؐ) خوش نصیب کابل، ہوائی گھوڑا، طلسمی پہیلی (بچوں کی کہانیاں) یہ تمام کتابیں ۱۹۵۶ء، معیار ادب، بھوپال سے شائع ہوئیں، نغمۂ فردوس نعتیہ کلام (۱۹۶۸ء) آبشار (۱۹۷۱ء) مالک باغ (بچوں کی نظموں کا مجموعہ ۱۹۷۷ء) معیار ادب، بکڈپو بھوپال، ترجمہ و مقدمہ دعائے سیفی (۱۹۵۴ء با اہتمام دارالعلوم الٰہیہ بھوپال) ان کے علاوہ بھی مسودات قابل اشاعت ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔
نغمۂ سرمدی (دیوان غزلیات) جوئبار (مجموعۂ منظومات) بزم محوی (تذکرۂ شاگردانِ محوی) مضامین محوی (علمی، ادبی، تحقیقی، تنقیدی، مذہبی) مضامین، آسان عروض (فن عروض پر نہایت مکمل کتاب) ملکۂ نور (ناول) دلگداز افسانے (افسانہ) عارفات (تذکرۂ بزرگ خواتین) قصص اللہ والوں کے (تذکرۂ بزرگانِ دین) ترجمہ و مقدمہ پارۂ عم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔
ساری زندگی اردو زبان و ادب، شعر و سخن کا بے لوث خادم، اردو سے والہانہ عشق و محبت کرنے والا یہ بزرگ اور مجاہد شاعر، عظیم الشان پیکر خلوص و محبت، انسانیت و شرافت کا آئینہ دار آخر کار تھک گیا اور اردو زبان و ادب کو سوگوار کر کے ۱۹ نومبر ۱۹۷۵ء کو اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔

شور ماتم نہ جنازے پہ ہجوم احباب
کتنا خاموش غریبوں کا سفر ہوتا ہے۔
(علامہ محوی)

٭ عطاء اللہ پالوی
مقام پالی
ڈاکخانہ علی نگر، پالی
ضلع گیا، ۸۰۴۴۱۸ (بہار)

دولتِ دہلی کے اُجڑنے کے بعد، حکومتِ اودھ کی سرپرستی نے لکھنوی شاعروں اور ادیبوں میں ایک خاص جوشِ عمل پیدا کردیا تھا۔ دِلّی اسکول کی زبان سلیس و نفیس اور رواں دواں تھی۔ اس کے جواب میں ایک خاص لکھنؤ اسکول قائم ہوا۔ جس کی زبان تکلّف و تصنع سے بھری ہوئی تھی۔ یہ چشمک دن بدن بڑھتی ہی گئی اور اتنی بڑھی کہ مشہور و معروف دہلوی نتیجۂ فکر کے مقابلہ میں ایک لکھنوی حاصلِ ادب بھی پیش کرنے کا جذبہ پیدا ہوگیا۔

نثر میں میراَمن کا قصّہ "باغ وبہار" دِلّی اسکول کی بہترین سلیس، رَواں اور بے تکلّف نثری کتاب کی نمائندگی کرتی تھی اس کے جواب میں منشی دُرگا پرشاد سرور جہان آبادی نے ایک قصّہ "فسانۂ عجائب" کے عنوان سے خالص لکھنوی انداز میں ترتیب دیا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ سرور نے میراَمن کی "باغ وبہار" کے جواب میں "فسانۂ عجائب" نہیں لکھا تھا۔ مگر سرور کی تلخ نوائی سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ کتاب میراَمن کی "باغ وبہار" کے جواب میں ہی لکھی تھی، تاکہ نثری اَدب کے مقابلے میں وہ لکھنوی اسلوب کی نمائندگی کرے۔ سرور نے فرمایا کہ:

"اگر شاہجہاں آباد کہ مسکنِ اہلِ زبان، کبھی بیت السلطنت ہندوستان کا تھا، وہاں چندے بود و باش کرتا، تو فصاحت کا دَم بھرتا، جیسا میراَمن صاحب نے چہار درویش کے قصّے میں بکھیرا کیا ہے کہ ہم لوگوں کے ذہن و حصّے میں یہ زبان آئی ہے، دِلّی کے روڑے ہیں، محاورات کے ہاتھ، مُنھ توڑے ہیں۔ پتھر پڑے اس سمجھ پر۔ یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہے مُفت میں نیک بدنام ہوتا ہے۔"

چنانچہ جس طرح "باغ و بہار" سلاست و روانی اور فصاحت و بے تکلفی میں مثالی ہے، اسی طرح جواباً "فسانۂ عجائب"، رعایت و تصنع اور بناوٹ و تکلف میں بے نظیر ہے۔ جگہ جگہ ضلع جگت کی وادیاں اور قدم قدم پر رعایت لفظی کی گھاٹیاں ملیں گی۔ دونوں کے سامنے رکھا جائے تو ظاہر ہو گا کہ دو اسلوبِ بیان یا دو طرزِ تحریر کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں یا ایک دوسرے کا جواب۔

بالکل اسی طرح میر حسن کی مثنوی "سحر البیان"، اپنی فصاحت و سلاست اور شگفتگی و روانی میں بے بدل ہے۔ لکھنؤ اسکول چونکہ دلّی اسکول کے ساتھ چشمک رکھتا تھا — جیسا کہ ادب میں برابر ہوا کیا ہے۔ لہٰذا اس کے جواب میں پنڈت دیا شنکر نسیم نے مثنوی "گلزارِ نسیم" کی صورت میں پیش کیا، جو لکھنؤ اسکول کے پُر تکلف و پُر تصنع اسلوبِ تحریر کی بہترین مظہر بلکہ شاہکار رہے۔ جو حضرات اردو زبان کو مسلمانوں کی زبان فرماتے ہیں، ان کے لئے یہ چاروں شاہکار ایک تازیانۂ سبق ہیں کہ دونوں ناثر و ناظم مسلمانوں کے مخصوص اسلوب کے مقابلہ میں دونوں ہندو نثر نگار و نظم نویس ادیبوں اور شاعروں نے منفرد اندازِ بیان کا کیا شاندار نمونہ پیش کیا ہے۔ اور دکھا دیا ہے کہ اردو زبان کی ترقی و ترویج میں ہندوؤں اور مسلمانوں کا درجہ و مرتبہ برابر برابر ہے۔ یہ بات کہ دلّی اور لکھنؤ دونوں اسکولوں نے اپنا اپنا رنگ الگ الگ کیوں قرار دے لیا؟ بہتوں کو عجیب معلوم ہوتی ہے مگر انہوں نے غور نہیں کیا کہ ایسا ادب میں اس لئے ہوا کہ دلّی اور لکھنؤ کی تہذیب و معاشرت ہی جدا جدا تھی۔ دلّی کی ٹھَسک اور لکھنؤ کی لوچدار، دلّی اور لکھنؤ کا اندازِ اخلاق ہی الگ الگ تھا۔ دلی کا فاخرانہ اور لکھنؤ کا منکسرانہ۔ دلی اور لکھنؤ کی فکر ہی فرق فرق تھی۔ دلّی کی تعلّیانہ :

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالبؔ صریرِ خامہ نوائے سروش ہے

اور لکھنؤ کی حقیقت پسندانہ :

آتشؔ بُرا نہ مانیو، حق حق جو پوچھیو
شاعر ہیں ہم، دروغ ہمارا کلام ہے

لہٰذا جب لکھنؤ اسکول کی بنیاد پڑی تو لامحالہ ان کے ادب نے بھی اپنی تہذیب و معاشرت کے لحاظ سے پُر تکلف انداز اختیار کر لیا جس سے اردو زبان کو یہ فائدہ پہنچا کہ اس کا دو رنگ اور مختلف ڈھنگ میں ظہور ہوا۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہوئی۔ اردو نثر کا بھی دو رنگ رہا ہے، ایک پُر لطف و پُر تصنع جو فورٹ ولیم کالج کے قیام سے پہلے کتابوں اور خطوط میں جاری و ساری تھا۔ پھر اگر نظم میں لکھنؤ اسکول نے وہی قدیم اندازِ اختیار کیا تو کوئی نئی بات نہیں ہوئی۔

اردو زبان میں ایک نثری قصّہ میر تقی ہوسؔ نے قصّہ "گل بکاؤلی"، کے نام سے لکھا تھا۔ اس قصّہ کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ ہندی الاصل ہے۔ کچھ اصحاب اسے ایرانی النسل ظاہر کرتے ہیں۔ صاحب "اردو مثنویاں"، نے کہا ہے کہ اس قصّہ کی تشکیل، ملی جلی ہند ایرانی روایتوں سے ہوئی ہے۔ ڈاکٹر گیان چند اس کا ماخذ ہندی اور اسلامی روایات قرار دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ خالص ہندوستانی نژاد قصّہ ہے ریاست ریواں کے پہاڑی علاقہ میں ایک عظیم جھیل ہے جس سے تین دریا، نربدا، بھدرا اور چنبیلی نکلتے ہیں۔ راجہ میکل جوگ کے وزیر کنڈا کھڑک سنگھ نے کسی طرح اس ذخار جھیل میں ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ جسے فیض آباد کے لوگ اب بھی "بکاؤلی کا قلعہ" کہتے ہیں۔ اس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک اور چھوٹا سا قلعہ ہے جو آج بھی "ہمالہ گڑھی"، کے نام سے منسوب ہے اس قلعہ تک پہنچنا، کہانی میں جو مشکل ظاہر کیا گیا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ قلعہ کے چاروں طرف وسیع دلدل تھی۔ اصحابِ قلعہ کیونکر آمد و رفت رکھتے تھے، اس کا پتہ نہیں۔ ممکن ہے کہ قلعہ سے باہر نکلنے کی کوئی خفیہ سرنگ رہی ہو۔ رہا یہ کہ اس قصّہ میں تاج الملوک عربی ہے۔ بکاؤلی فارسی اور راجہ اندر، ہندو میتھولوجی کے مطابق بہشت کے دیوتا ہیں، ممکن ہے کہ یہ ہندوستانی قصّہ اپنی دلپذیری کے سبب عربی و فارسی میں ترجمہ ہوا ہو اور مترجمین نے اپنی اپنی زبان کی رعایت سے ناموں یا قصّے میں

کہیں کہیں تبدیلی کرکے اسے اپنے مذاق کے مطابق بنالیا ہو۔
گلزارِ نسیم کے ماخذ کا مسئلہ بھی اُلجھا ہی ہوا ہے۔ نسیم نے اپنی مثنوی میں کہا ہے :- ؎

وہ نثر ہے، دادِ نظم دوں میں
اِس مے کو دو آتشہ کروں میں

اس سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ نسیم نے میر تقی ہوس کی نثری تصنیف کو ہی سامنے رکھ کر یہ قصہ نظم کیا ہے مگر ظہور احسن صاحب نے ۱۹۴۲ء کے رسالہ "معارف" میں گلزارِ نسیم پر جو مضمون لکھا تھا، اس میں کہا گیا تھا کہ نسیم نے رفعت اور ریحان کی مثنویوں کو سامنے رکھ کر اپنی مثنوی لکھی ہے، جس وجہ سے ان تینوں مثنویوں میں نہ صرف قصہ، بحر، نام اور مقام کی یکسانیت پائی جاتی ہے بلکہ ان مثنویوں کے اکثر مصرعے اور اشعار لفظ بہ لفظ "گلزارِ نسیم" میں موجود ہیں۔
صاحب "اردو مثنویاں" نے اس بحث کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ممکن ہے جس نسخے سے نسیم نے استفادہ کیا ہو، وہی روایت ریحان اور رفعت کے بھی پیشِ نظر رہا ہو۔ یہ جواب تشفی بخش نہیں ہے، کیونکہ اگر ایک ہی نثری کتاب کئی شاعروں کے سامنے رہے تو ایسا نہیں ہو سکتا کہ اُن شعرا کے اکثر مصرعے اور اشعار یکساں ہو جائیں۔ نثری ماخذ ایک ہونے سے مختلف شعرا کے اشعار میں ویسی یگانگت و یکسانیت نہیں پیدا ہو سکتی جیسی ظہور احسن صاحب نے دکھائی ہے مگر سوال یہ ہے کہ اگر گلزارِ نسیم کا ماخذ رفعت و ریحان کی مثنویاں ہی ہیں تو اس سے گلزارِ نسیم کا مرتبہ کسی طرح کم نہیں ہو سکتا۔ میر کی مثنوی "دریائے عشق" کو سامنے رکھ مصحفی نے "بحر المحبت" لکھی تھی۔ مومن کی مثنویوں کو سامنے رکھ کر شوق لکھنوی نے مثنویاں لکھی تھیں۔ شوق لکھنوی کی "بہارِ عشق" کو سامنے رکھ کر رعنا لکھنوی نے "ضبطِ عشق" اور صغیر لکھنوی نے "فتنۂ عشق" لکھی تھی۔ "سحر البیان" کو سامنے رکھ کر نظم لکھنوی نے "لذتِ عشق" لکھی تھی۔ شاعری میں تو چراغ سے چراغ جلتا ہی ہے۔ کون سا انسان تخیلی ہے جس کو منفرد کہا جا سکتا ہے؟ عبدالباری قریشی کے ایک شاگرد زمان خاں زماں نے کسی جگہ اپنا یہ شعر پڑھا :- ؎

انقلابات کا ہر وقت ستم ہوتا ہے
لحظہ جو عمر میں بڑھتا ہے وہ کم ہوتا ہے

ان کے ایک دوست نے کہا کہ تمھارا یہ شعر ماخوذ ہے تمھارے استاد آسی کے اس شعر سے :- ؎

رفتہ رفتہ یہ زمانے کا ستم ہوتا ہے
ایک دن روز مری عمر میں کم ہوتا ہے

اور تمھارے استاد نے یہ خیال میر درد کے اس شعر سے اُڑایا ہے :- ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

زماں بچارے ہکا بکا رہ گئے اور انھوں نے اپنے استاد آسی سے رجوع کیا۔ آسی نے جواب دیا کہ میر درد نے بھی یہ خیال شاکر ناجی کے اس شعر سے حاصل کیا :- ؎

بلند آواز سے گھڑیال کہتی ہے کہ اے غافل
گھٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے، ابتک نہیں چنتا؟

مگر تم اس کو بھی اوریجنل مت سمجھو۔ شاکر ناجی کا یہ شعر ماخوذ ہے۔ فارسی کی اس رباعی سے :- ؎

گریاں کہ تو تہی کند ہر گاہ گری
دانی غرضش چیست ازیں نوحہ گری

یعنی کہ گری گری شود عمر تو کم
پیمانۂ عمر پُر شود تا نگری

شاعری تو ایک گورکھ دھندا ہے، جس شعر کو دیکھئے ویسا ہی ایک شعر اور بھی نظر آئے گا۔

ایک روایت یہ بھی برابر دہرائی جاتی ہے کہ نسیم نے جب یہ مثنوی لکھی تھی تو بہت ضخیم تھی۔ ان کے استاد آتش لکھنوی نے اس کو مختصر کرنے کہا اور ان کی اصلاح کے بعد یہ مثنوی موجودہ شکل میں شائع ہوئی۔ یہ فسانہ طرازی نہیں تو شاعری ضرور ہے۔ جب اس عہد میں دو دو تین تین ہزار اشعار کی مثنویاں بہ اطمینان پڑھی جاتی تھیں تو آتش کا یہ کہنا کہ :-

"اتنی بڑی مثنوی کون پڑھے گا؟ یا خود تم پڑھو گے اس لئے کہ تم نے لکھا ہے، یا اصلاح کے خیال سے ایک بار میں پڑھوں گا!"

بالکل لغو ہے۔ میں اس روایت کو بھی غلط سمجھتا ہوں کہ آتش نے اس مثنوی پر اصلاح دی تھی۔ کیونکہ جس رنگ کی یہ مثنوی تھی وہ رنگ آتش کا تھا ہی نہیں۔ دوسرے جب آتش کے دوسرے شاگرد شوق لکھنوی، استاد کو دکھائے بغیر تین تین مثنویاں شائع کرا چکے تھے جو آتش ہی کے رنگ تھی، تو نسیم کو کیا مجبوری تھی کہ وہ اس کو آتش کو دکھانے یا ان کی اصلاح کے بغیر شائع ہی نہ کرا سکیں؟ آتش کا استادانہ مرتبہ مسلّم، مگر یہ ضروری نہیں کہ شاگردوں کی ساری چیزیں ان کے اصلاح کے بعد ہی کوئی مرتبہ حاصل کر سکیں۔ استاد کی اصلاح و مدد ابتدائی دور میں بکار آمد ہوتی ہے لیکن جب شاگرد خود استاد ہو جاتا ہے تو پھر اس کو استاد کی محتاجی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ استاد سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ مگر استاد کا احترام کرتے ہیں۔ صائب کے سے بدتمیز نہیں بن جاتے جو یہ دعویٰ کر بیٹھیں کہ :-

از ادبِ صائبؔ خموشم ورنہ در سر دادی
رتبۂ شاگردی من نیست، استادِ مرا

بعض لوگوں نے "سحر البیان" اور "گلزارِ نسیم" کا مقابلہ کرنے کی بھی بے معنی کوشش کی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ "گلزارِ نسیم" لکھنؤ اسکول کی طرف سے، دلّی اسکول کے مقابلے پر "سحر البیان" کے جواب میں لکھی گئی ہے مگر اس کی وجہ سے دونوں کا مقابلہ کیا معنی؟ دونوں فکریں ایک دوسرے سے قطعاً جدا اور بالکل الگ ہیں۔ مقابلہ ایک ہی رنگ کی چیزوں میں کیا جا سکتا ہے نہ کہ دو مختلف رنگ کی چیزوں میں؟ "سحر البیان"، دہلوی رنگ کی آئینہ دار ہے اور "گلزارِ نسیم"، لکھنوی انداز کا مرقع۔ دونوں اسکولوں کے الگ الگ اپنے اپنے اسلوب اور طرز ہیں جن کا مقابلہ بالکل مہمل سی بات ہے۔ دیکھنے کی چیز صرف یہ ہے کہ جس اسلوب اور انداز کی مثنوی گلزارِ نسیم حامل و داعی ہے، اس میں وہ کامیاب ہے یا نہیں؟ اگر کامیاب ہے تو پھر وہ اپنی جگہ پر منفرد ہے۔ چاہے اس کا اسلوب جس قدر بھی مصنوعی ہو۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ گلزارِ نسیم اپنے انداز میں سو فیصدی کامیاب ہے جو لوچ، رعایت، ملائمیت، اختصار، صنعت اور حسن اس مثنوی میں کار فرما ہے۔ اس کی کامیاب مثال اردو زبان میں اور کوئی موجود نہیں۔ اس میں "سحر البیان"، والی سلاست و روانی، سوز و گداز اور داد و اثر تلاش کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا "گلزارِ نسیم"، شاعرانہ صنعتوں کا منبع اور مخزن ہے اور اسی لحاظ سے اس کا مطالعہ ہونا چاہئے۔

~~~

گلزارِ نسیم کی ایک خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ بعض لمبے لمبے واقعات کو چند الفاظ میں بیان کر دینے پر بڑی قدرت رکھتا تھا۔ مثلاً شاہی دربار میں ایک مجلسِ مشاورت منعقد ہوئی۔ اسمیں غور و فکر اور بحث مباحثہ ہو کر بات طے کر لی گئی۔ اس لمبی روداد کو اس نے ایک شعر میں انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے :-

ے
پئے مشورہ مجلس آراستند
نشستند و گفتند و برخاستند

"گلزارِ نسیم" میں ایسے مواقع کے لاتعداد اشعار ہیں۔ تاج الملوک سفر سے واپس آ کر باپ سے ملتا ہے اور باپ کو اپنا سفر نامہ سناتا ہے : ے

وہ جعل، وہ ہار، وہ غلامی
وہ گھات، وہ جیتنا، تمامی

گذرا تھا جو کچھ بیان کیا سب۔
پنہاں تھا جو کچھ عیاں کیا سب

"گلزارِ نسیم"، کی خوبی یہ ہے کہ اس میں اختصار اس انداز
~~~

سے کارفرما ہے کہ پوری تصویر سامنے آجاتی ہے۔

تیورا کے، وہیں، وہ بارِ بردوش
بیٹھا تو گرا، گرا تو ... بیہوش

گھوڑا، جوڑا، نقر، حویلے
جو جو شے چاہیئے تھی، لے لے

اقرار میں تھی جو بے حیائی
شرمائی، لجائی، مسکرائی

جب صبح ہوئی تو منہ میں ڈالا
کالے نے من، اژدھے نے کالا

نکلا جو سپہر شب کو آکے اژدر
گلخن سے دھواں، دھواں سے اخگر

رعایتِ لفظی اس طرح کی پوری مثنوی میں ملے گی :

تنہا اُسے دیکھ کر کہا "ہیں"
محمود! کیا ہوئیں؟ کہا "ہیں"

صنائع و بدائع، تکلّف و تصنّع، رعایتِ لفظی، اور ان شاعرانہ صنعتوں کی "گلزارِ نسیم" انسائیکلوپیڈیا ہے، جو لکھنو اسکول کی خصوصیت تھی۔ مثلاً "صنعتِ تحلیل" یعنی ایک ہی طرح کا لفظ یا فقرہ جو دو جگہ استعمال کیا جائے اور دونوں جگہ سیاقِ کلام میں آجاتا ہو مگر معنی مختلف ہو :

ایک جنگل میں جا پڑا جہاں گرد
صحرائے عدم بھی تھا جہاں، گرد

صنعتِ تجنیس محرف۔ یعنی دو متجانس الفاظ، اعداد و ترتیبِ حروف و الفاظ کی حیثیت سے یکساں ہوں، البتہ ان کی حرکات میں اختلاف ہو :

مُشکیں زلفوں سے مَشکیں کسواؤ
کالے ناگوں سے مجھ کو ڈسواؤ

صنعتِ تجنیس مضارع۔ یعنی متجانس الفاظ کے ایک حرف میں اختلاف ہو اور یہ حروف مختلف، متحد المخرج یا قریب المخرج ہوں :

بہر گہر طلسمِ اخلاق
بحرِ سخن میں خامہ غواص

صنعتِ حُسنِ تحلیل۔ یعنی کسی ایسی بات یا کسی ایسے وصف کے لئے ایک چیز یا ایک بات کو علّت قرار دینا جو درحقیقت اس کی علّت نہیں :

گوشہ میں کوئی لگا نہ ہووے
خوشہ کوئی تاکنا نہ ہووے

غرض اسی طرح لکھنوی اردو شاعری کی وہ تمام مروّجہ صنعتیں جو "آورد" کے تحت رائج تھیں اور جو لکھنو اسکول کے نزدیک خصوصیت کے ساتھ قابلِ داد تھیں "گلزارِ نسیم" میں کارفرما اور یکجا موجود ہیں۔ اور "مثنوی" کا جب بھی ذکر ہوگا تو دونوں اسکولوں کے شاہکار مثنوی "سحر البیان" کے ساتھ ساتھ مثنوی "گلزارِ نسیم" کا نام بھی ضرور لیا جائے گا۔ اور اسی طور پر نسیم کا نام اردو زبان کی بقا تک زندہ رہے گا

تبصرہ

★ تبصرہ نگار: ریاض احمد خاں

حسرت موہانی ایک سیاسی ڈائری

مصنف: اثر بن یحییٰ انصاری
طباعت: عوامی پریس، مالیگاؤں
شائع کردہ: عالیہ پبلیکیشنز، ضیاء الادب بیت الاثر، ولی پورہ، دھولیہ (مہاراشٹر)
قیمت: بیس روپے

حسرت موہانی پر آج تک جتنا بھی لکھا گیا ہے، بہت کم ہے حسرت جیسے سیاسی، شاعر اور زیرک کے لئے تو مواد کی کمی کی شکایت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ وہ اپنے حلقہ میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے، ایک جید عالم اور قوم پرست رہنما تھے۔ یہ سب کچھ تھا مگر انھیں صرف ایک شاعر سمجھا گیا اور ان کی شخصیت کو صرف ایک شاعر ہی کے پیکر میں قید کر کے رکھدیا۔ یہ حسرت کے ساتھ سراسر ناانصافی ہوئی ہے اور نہ صرف حسرت کے ساتھ بلکہ ملک کی اس عظیم اقلیت کے ساتھ جس نے گاندھی جی کے شانہ بشانہ جنگِ آزادی لڑی۔ دراصل یہ قصور بھی ہمارا ہی ہے اور حسرت کو صرف شاعر منوانے کی ذمہ داری بھی ہمیں پر عائد ہوتی ہے۔

اثر بن یحییٰ انصاری نے ”سیاسی ڈائری“ کے لئے جس قدر عرق ریزی کی وہ قابل داد ہے اور اس کے لئے وہ ہر طرح مبارکباد کے مستحق ہیں۔ کسی بھی عظیم شخصیت کے بارے میں پیدائش سے لے کر وفات تک تاریخ وار واقعات مشکل ہی سے ملتے ہیں مگر یہ اثر کی بیدار مغزی ہے، حسرت اور اُن کے کارہائے گرانمایہ سے عقیدت ہے کہ انھوں نے اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور حسرت کی شخصیت کو ایک شاعر سے الگ کر کے سیاسی شخصیت کے پہلوؤں کو اُجاگر کیا ہے۔ علی گڑھ تحریک ہو یا آل انڈیا کانگریس کا اجلاس ہو۔ تحریکِ خلافت ہو یا سول نافرمانی تحریک ہو، حسرت ایک بیباک اور نڈر رہنما بن کر سامنے آتے اور اپنے اختلافات کو ملک کے رہبروں کے سامنے پیش کرتے۔ یہ حسرت کی ایک نمایاں خوبی تھی آزادیٔ وطن کی جدوجہد میں حسرت اکثر ملک کے مفاد کی خاطر مہاتما گاندھی سے بھی ٹکرائے۔ اور یہ حسرت ہی کی واحد شخصیت تھی جو مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو اور ڈاکٹر راجندر پرشاد جیسی شخصیتوں کے سامنے بھی زبان کھولنے سے نہ جھجکتی تھی۔

اثر بن یحییٰ انصاری نے ان واقعات کو تاریخ وار لکھ کر حسرت کی سیاسی شخصیت پر روشنی ڈالی ہے۔ ایک خاص بات اور ہے اور وہ یہ کہ جس طرح اثر نے حسرت کے معاصرین پر خصوصی توجہ دی ہے وہ اپنی شخصیت کے ساتھ جلوہ نما ہوتے ہیں۔

مصنف نے کتاب کا انتساب ڈاکٹر ظ۔ انصاری کے نام سے معنون کیا ہے۔

”سخنے چند“ میں پروفیسر مجاہد حسین حسینی نے مولانا حسرت موہانی اور قابل مصنف اثر انصاری کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اسی طرح تقریظ میں حضرت حسن عباس فطرت صاحب نے حسرت موہانی کے کارہائے گرانمایہ کو نمایاں کیا ہے۔

جناب عبدالمجید سرور دائرۃ الشبان' انصاری چوک مالیگاؤں نے ”سلسلۃ الذھب“ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اُردو ادب میں روزنامچوں اور ڈائریوں کی اشاعت نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب سرور نے حسرت کی شاعری اور اُن کی شخصیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ 'پیش لفظ' خود اثر بن یحییٰ انصاری کا ہے۔

مجموعی طور سے ”حسرت موہانی۔ ایک سیاسی ڈائری“ معلوماتی اور قابلِ قدر دستاویز ہے جس کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مقبول عام ہوگی۔ یہ تصنیف اس مجاہد اعظم کے شایان شان خراجِ عقیدت ہے۔

★

ہم جاگتے رہیں

* نازش پرتاپگڈھی
بیگم وارڈ، پرتاپگڈھ (یو۔پی)

شمعیں قدم قدم پہ جلانے چلے ہیں ہم — سازِ حیات چھیڑ کے گانے چلے ہیں ہم
اپنے وطن کو خلد بنانے چلے ہیں ہم — وقتِ رواں کو راہ دکھانے چلے ہیں ہم
ہم چاہتے یہ ہیں کہ نیا رُوپ رنگ ہو
کاٹیں وہ بے ستون کہ فرہاد دنگ ہو

سازِ نشاط و سوزِ گلو بن رہے ہیں ہم — صبحِ بہار و جوشِ نمو بن رہے ہیں ہم
میخانۂ جہاں میں سُبو بن رہے ہیں ہم — تاریخ کی رگوں میں لہو بن رہے ہیں ہم
یہ حوصلے ہیں ولولۂ کامگار کے
لائیں گے ہم زمین پہ جنّت اُتار کے

تاریخِ زندگی کو ہے اس بات کی خبر — بھارت رہا ہے امن و سکوں کا پیامبر
ہندوستان قافلۂ دل کا راہبر — ہر دَور میں چلا ہے اہنسا کی راہ پر
اس راہ سے کبھی کبھی ہم دُور بھی ہوئے
راون ملے تو جنگ پہ مجبور بھی ہوئے

ہم لوگ حق شعار ہیں منصف مزاج ہیں — امن و سکوں کی جان اہنسا کی لاج ہیں
ہم پریم کے پجاری ہیں معمارِ تاج ہیں — ہم لوگ جنگباز نہ کل تھے نہ آج ہیں
مرتے ہیں ہم تو پیار کے پھولوں کے واسطے
کرتے ہیں جنگ صرف اصولوں کے واسطے

اے وارثانِ عزمِ بشر! دیکھتے رہو — اے صاحبانِ فکر و نظر! دیکھتے رہو
اے رہروانِ راہِ سحر! دیکھتے رہو — کب کون ہو شریکِ سفر! دیکھتے رہو
پھولوں کی آڑ لے کے کہیں آگ چھپ نہ جائے!
اپنی ہی آستیں میں کوئی ناگ چھپ نہ جائے

راہی، چراغ، راستے، سب جاگتے رہیں — کیا اعتبارِ فتنۂ شب! جاگتے رہیں
ہاں اہلِ حرب و اہلِ ادب جاگتے رہیں — ہم لوگ جاگ اٹھے ہیں تو اب جاگتے رہیں
اس دور میں خلوص و محبّت کی مات ہے
چہروں پہ آفتاب ہے سینوں میں رات ہے

* محمودؔ عشقی وزیرآبادی
ناندیڑ (مہاراشٹر)

میں نے رُخ پلٹا دیا خطرات کا
کِس کو آئے گا یقیں اس بات کا

جوں ہی میرے پاؤں ساحل سے لگے
چڑھ گیا دریا بھی الزامات کا

گھر ہُوا روشن چراغِ راہ سے
یہ اُجالا ہے مگر خیرات کا

میری آنکھوں میں اُداسی کے بھنور
تیری آنکھوں میں سماں برسات کا

روشنی کے ساتھ تھا وہ ہم سفر!
میں تماشائی تھا اُس بارات کا

ڈھونڈتی ہے مجھ کو فُرصت شہر میں
میں ہوں قیدی آجکل اوقات کا

دیکھتے ہیں لوگ عبرت سے مجھے
پوسٹر ہوں جیسے اعلانات کا

(مراٹھی نظم)

*فا۔ گھ۔ دیشپانڈے

مراٹھی سے
منظوم ترجمہ:
عطاء الرحمٰن طارق
۹۴/۹ - فاطمہ بنگلہ، کے۔ کے۔ روڈ
جیکب سرکل، ممبئی نمبر ۱۱ - ۴۰۰۰

*نندنی آتما سدھ

"اے کلی!"

ہر طرف اقصائے عالم میں خوشی ہے گھومتی
چل رہی ہے باغ میں بادِ معطّر جھومتی
تیرے نازک اور کومل سے بدن کو چومتی
اے کلی، رُخ سے ذرا گھونگھٹ تو سرکا اے کلی!

پنکھڑی کی قید میں ہے زندگی کیا زندگی؟
زندگی کا حسن دِکھلا جانِ میری، اے کلی!
خوبصورت اور دل خوش کُن بھی ہے موسم ابھی
اے کلی رُخ سے ذرا گھونگھٹ تو سرکا اے کلی!

اب اندھیرا چھٹ چکا ہے دیکھ نکلی ہے سحر
خندہ زن ہیں دیکھ کر، کرنیں بھی تجھ کو چرخ پر
رات بھی رخصت ہوئی ظلمت کی چادر اوڑھ کر
اے کلی رُخ سے ذرا گھونگھٹ تو سرکا اے کلی!

کیا ترے سینے میں پوشیدہ کوئی اسرار ہے
دل میں جو اندر ہی اندر باعثِ افکار ہے
کِھل بھی جا کِھلنے کا تیرے منتظر گلزار ہے
اے کلی رُخ سے ذرا گھونگھٹ تو سرکا اے کلی!

دیپ دان

سُرمئی شام کے دُھندھلکوں میں
صحن کے حوض میں نظر جو پڑی
نُقرئی دائرہ نظر آیا
آب کی سطح پر لرزتا ہوا
چودھویں شب کا چاند تھا شاید!
تنہا، تنہا، اُداس، پژمُردہ ـــ
اُس کی تنہائی دُور کرنے کو
میں نے روشن کئے چراغ کئی
اور ہتھیلی سے اُن کو سرکا کر
منچلی موجوں کے سپرد کیا
اور دیکھا کہ چاند مُسکایا

غزلیں

• عزیز الغنی ساحر
نزد آلوک پریس، بھوپال

میں ایک پل کے لئے جو ترے قریں ٹھہرا
زمانہ چلتا ہوا جیسے بس وہیں ٹھہرا!

میں سر اٹھائے بنا تجھ کو دیکھ سکتا ہوں
مری نگاہ میں آکاش بھی زمیں ٹھہرا!

یہ اس کے بس میں نہیں کام بھی نہیں اس کا
وفا کرے بھی تو کیسے وہ اک حسیں ٹھہرا

جلا کے راکھ کئے سینکڑوں بدن اس نے
تری نگاہ کا سورج جہاں کہیں ٹھہرا

تمام رات بھٹکتا رہا خیالوں میں
وہ ایک پل کے لئے بھی مگر نہیں ٹھہرا

یہی تو راز ہے ساحر کی کامیابی کا
جو ایک بار چلا ہے تو پھر نہیں ٹھہرا

* عبدالمبین شاکر
اندرون ناگپوری گیٹ، مکان نمبر ۴۵/۳۳۶
امراؤتی (مہاراشٹر)

اپنی نگاہ اپنے ہی عیبوں پہ ڈالئے
عاقل اگر ہیں آپ تو خود کو سنبھالئے

دشمن پہ اعتبار کی عادت نہ ڈالئے
سانپوں کو آستیں میں خدارا نہ پالئے

دستور اب یہی ہے کہ محبوب کی طرح
لیڈر اگر ہیں آپ تو وعدوں پہ ٹالئے

چہرہ ہے تابناک مگر دل سیاہ ہے
جی چاہتا ہے شیخ کی پگڑی اچھالئے

راہِ وفا میں شوق سے رکھئے قدم ضرور
ہر گام حسرتوں کا جنازہ نکالئے

اس دور میں یہی ہے ترقی کا راستہ
ہر شخص کو دبایئے خود کو اچھالئے

ہو جائے گا مرید زمانہ کا ہر بشر
دل کو خلوص و مہر کے سانچے میں ڈھالئے

شاکر کے دل سے پوچھ تعلق کی اہمیت
غمہائے روزگار خوشی سے اٹھایئے

* ایم۔ آئی۔ ساجد
ایم۔ اے۔ بی ایڈ۔ ریسرچ اسکالر
کھام گاؤں

اندھیارے آنکھ آنکھ میں پہنا گئی ہے شام
اک چادرِ سیاہ کو پھیلا گئی ہے شام

راہوں میں کھو گئی ہیں محبت کی دیویاں
جیسے ہر اک موڑ پہ بہکا گئی ہے شام

مغرب کی سمت جب کبھی سورج اتر گیا
گھر میں دیا جلانے چلی آگئی ہے شام

اپنے وجود سے میں بچھڑ کر بھٹک گیا
تنہائیوں کے زخم سے مہکا گئی ہے شام

سمتوں میں بٹ گئے ہیں اجالوں کے ہمنوا
مجھ کو اکیلا دیکھ کے تڑپا گئی ہے شام

جس سمت دیکھتا ہوں شعاعوں کے زخم ہیں
کس کی نگاہِ ناز سے ٹکرا گئی ہے شام

شہروں کے آسماں پہ پرندوں کا شور ہے
منظر کوئی حسین سا دکھلا گئی ہے شام

ہر سو سے چل رہی تھی یہ موسم کے ساتھ ساتھ
میری گلی میں ٹھہر کے سستا گئی ہے شام

ساجد چلو یہاں سے کہ موسم ہے یہ اداس
سورج بچھڑ گیا ہے چلو آگئی ہے شام

رُباعیات

★ خورشید آفسر بسوانی
بسواں، ضلع سیتاپور
(یو۔پی)

کیوں ہم رودادِ شمع و پروانہ لکھیں
پڑھنے والوں سے ہو کے بیگانہ لکھیں
کانٹوں پہ آگئیں جراحتیں جن سے
ایسے لمحوں پہ ایک افسانہ لکھیں

★

تہذیب کا گنجینہ رہے ہیں ہم لوگ
بیزارِ شر و کینہ رہے ہیں ہم لوگ
پتھر کا زمانہ کہ مشینوں کا ہو عہد
ہر دور میں آئینہ رہے ہیں ہم لوگ

★

غیروں سے محبت کا سبق ملتا ہے
ظالم سے مروّت کا سبق ملتا ہے
دشمن کو حقارت سے نہ دیکھو افسر
کانٹوں سے حفاظت کا سبق ملتا ہے

★

فردا کی تمنّا ہی بہت کافی ہے
موہوم سہارا ہی بہت کافی ہے
انسان کو جینے کے لئے اے افسر
امید کا دھوکا ہی بہت کافی ہے

★

واعظ کبھی ہوشیار نہ ہونے دینا
دانش کا طلب گار نہ ہونے دینا
انساں کو مجبور رکھنا ہی ہے پابندِ رسوم
احساس کو بیدار نہ ہونے دینا

★

سوزِ شرر و ذوقِ نظر دیتا ہے
آہوں میں قیامت کا اثر دیتا ہے
دل کا ہے سکوت بھی وہ سکوتِ دریا
جو آمدِ طوفاں کی خبر دیتا ہے

★

اخبار کے بستر پہ سنورتی ہے حیات
اور اینٹ کے تکیئے سے نکھرتی ہے حیات
اس دور میں زندگی کی قیمت مت پوچھ
فٹ پاتھ پہ روز رقص کرتی ہے حیات

● ضیاء زخمی کھام گانوی
بی۔اے۔ ڈی ایڈ
امرور مڈل اسکول
چاندور بسوہ۔ بلڈانہ

★

شرمندۂ حیات مقدّر کے سامنے
ہم تشنہ لب کھڑے ہیں سمندر کے سامنے
کہتے ہیں سارے لوگ ہمیں آئینہ مگر
شیشوں کی کیا بساط ہے پتھر کے سامنے

★

زہر آلود سیہ شام سے ڈر لگتا ہے
پاسِ محرومیٔ غم و آلام سے ڈر لگتا ہے
گردشِ چرخ نے اس موڑ پہ لا کے چھوڑا
زندگی اب تو ترے نام سے ڈر لگتا ہے

★

نائب صدر شری ہدایت اللہ کی بمبئی میں آمد کے موقع پر پارسی فرقہ کی جانب سے چند تقریبات منعقد ہوئیں۔ یکم نومبر ۱۹۸۱ء کو نائب صدر موصوف نے بمبئی میں فرام جی دادا بھائی الپیین والا میوزیم کا افتتاح کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے پارسی پنچایت کے صدسالہ جشن کا بھی افتتاح کیا اور شری سپروڈیسائی کی تصنیف کردہ کتاب "پارسی پنچایت کی تاریخ ۱۸۶۰-۱۹۶۰ء" کا اجراء کیا۔

شری وسنت ساٹھے، مرکزی وزیر نشر و اشاعت نے بمبئی کے آکاش وانی تھیٹر میں ۱۷ نومبر کو انڈین موشن پکچرز کے جشن سیمیں کا افتتاح کیا۔ زیرِ نظر تہ … یر میں موصوف کے علاوہ وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری اے۔ آر۔ انتولے اور پہلی بولتی فلم 'عالم آراء' کی ہیروئین زبیدہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

زیرِ نظر تصویر میں مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ
شری اے. آر. انتولے، دھولے ضلع کے
دھڈ گاؤں میں ادیباسیوں کی ایک
زبردست ریلی سے خطاب کر رہے ہیں۔
مرکزی مجلسِ قانون ساز شری
اِنک راؤ گاوِت آپ کے ساتھ دیکھے
جا سکتے ہیں۔

نیچے کی تصویر میں ادیباسیوں کا
زبردست اجتماع۔
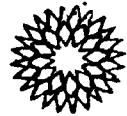
انے ضلع میں خاندانی منصوبہ بندی سے
علق بہتر کارکردگی پر تقریباً ۱۴۱ افراد کو
عام دیئے گئے۔ ڈویژنل کمشنر شری آر.
ل پردیپ نے انعامات تقسیم کئے۔
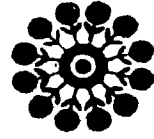
شری وسنت ساٹھے مرکزی وزیر برائے اطلاعات ونشریات، نئی دہلی میں مہاراشٹر انفارمیشن سینٹر کی جانب سے رنگ بھومی دن تقریب کے موقع پر آنجہانی شری وشنو داس بھاوے کی تصویر کے آگے دیپ روشن کر کے ڈرامہ فیسٹول کا افتتاح کر رہے ہیں۔

شری ہری بھاؤ نائیک، وزیر مملکت برائے محنت و مالیات نے حال ہی میں ضلع ایوت محل کے دیہی علاقے درو ہا کے مقام پر پہلے لیبر ویلفیر سینٹر کا افتتاح کیا۔ زیر نظر تصویر میں شری ہریش مونگھانے، شری درودے، ایم۔ ایل۔ اے، اور لیبر کمشنر شری بھوسے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری جینت راؤ ٹلک وزیر برائے اِنرجی نے مہاراشٹر کی جانب سے ۸ ر اور ۹ ر نومبر ۱۹۸۱ء کو نئی دہلی میں وزراء برائے اِنرجی کی کانفرنس میں شرکت کی۔ اس تصویر میں مرکزی وزیر برائے اِنرجی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

دوسری لیبر لاء کانفرنس ناگپور کے رَوِی بھون میں منعقد ہوئی جس میں شری ہری بھاؤ نائیک وزیر برائے محنت بھی شریک ہوئے۔ مہاراشٹر اسٹیٹ انڈسٹریل کورٹ کے چیرمین شری کاٹا والا، کانفرنس میں تعارفی خطبہ دے رہے ہیں

شری این. سی. وینکٹا چلم، کمشنر آف پولیس پنچ شیل چوک ناگپور میں ایک پولیس سینٹر کا افتتاح کرتے ہوئے۔

وزیر مالیات شری رام راؤ آدِک ' ۲۹ اکتوبر کو روبندر ناٹیہ مندر بمبئی میں منعقدہ دیوالی بمپر لاٹری ڈراء کے موقع پر آج کے مقبول فلمی ستارے کمار گورو کو لاٹری کا نمبر نکالتے ہوئے دیکھ رہے ہیں ۔

کولھاپور ڈسٹرکٹ انفارمیشن سینٹر کے زیرِ اہتمام "قومی ایکتا ہفتہ" کے سلسلے میں کولھاپور میں منعقدہ ایک سمینار میں ضلع کلکٹر کماری سروری گوکھلے مجمع سے خطاب کر رہی ہیں ۔

کلکٹر کولھاپور اور ڈسٹرکٹ سروس مینس بورڈ کی چیرمین کماری سروری گوکھلے، کولھاپو میں سابق فوجیوں کی ریلی کا افتتاح کر رہی ہیں ۔

کانگریس لیجسلیچر پارٹی کا وزیر اعلیٰ پر اعتماد کا اعلان

ناگپور ۲ دسمبر۔ مہاراشٹر کانگریس لیجسلیچر پارٹی نے آج متفقہ طور پر ایک قرار داد منظور کی، جس میں وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی قیادت پر اعتماد کا اعلان کرتے ہوئے یہ یقین ظاہر کیا کہ وزیر اعلیٰ اپنے عہدہ پر بحال رہیں گے نیز یہ کہ ناداروں کی بھلائی کے پروگراموں پر عمل آوری جاری رہے گی۔ پارٹی نے وزیر اعلیٰ کو مکمل حمایت کا یقین دلایا۔

یہ قرار داد شری ڈی۔ ایس۔ عرف بالاصاحب دیسائی نے پیش کی۔ حمایت کرنے والوں میں شری رام راؤ آدک، شری نریندر تڑکے اور شری گلاب راؤ پاٹل، شری کملاتائی اجمیرا، شری آر۔ جی والوی کے علاوہ دیگر حضرات شامل تھے۔

وزیر اعلیٰ نے پارٹی کی جانب سے ان کی حمایت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ذاتی اور سیاسی سطح پر شریمتی اندرا گاندھی کے تئیں اُن کی وفاداری کے پیش نظر عوام نے حالیہ ضمنی انتخابات میں ان کے حق میں ووٹ دے کر شریمتی اندرا گاندھی کی قیادت پر ایک بار پھر مکمل اعتماد ظاہر کیا ہے۔ اپنے عزم کو دُہراتے ہوئے آپ نے یقین دلایا کہ مستقبل میں بھی وہ وزیر اعظم کی پالیسیوں اور ان کے پروگراموں پر کاربند رہیں گے۔

اس میٹنگ میں شری ٹی۔ جی۔ دیشمکھ، شری بابوراؤ کالے اور شریمتی پربھا پاٹل بھی موجود تھے۔

وزیر اعلیٰ کی جانب سے مالی امداد

وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے نے وزیر اعلیٰ ریلیف فنڈ سے پونے کی ''راشٹر چیتن مالا'' اسکیم کے لئے ۱۵۰۰۰ روپے کی امداد منظور کی۔ یہ اسکیم صحافی شری عبدالحمید خاں نے ۱۹۷۶ء میں جاری کی تھی۔

اس اسکیم کے تحت پچھلے چھ سالوں میں ۲۶ مشہور و معروف شخصیتوں کی تصاویر کے علاوہ سوانح حیات شائع کی جاچکی ہیں۔ جس کا مقصد ان ممتاز ہستیوں کی زندگی کو عوام سے روشناس کرنا ہے۔

شری رام راؤ آدک، وزیر برائے مالیات و شہری ترقیات، سندھکیڈ راجہ ضلع میں ساواڑ مقام پر ۲ لاکھ روپیوں کی لاگت سے تیار کردہ پانی فراہم کرنے کے پلانٹ کا افتتاح کر رہے ہیں۔ مہاراشٹر سیوریج اینڈ واٹر سپلائی کمیٹی کی چیرمین شریمتی وسودھا پاٹل نے اس تقریب کی صدارت کی۔

بقیہ ''چندرپور ضلع کی صنعتی ترقی''

...رنے کی ترغیب دینے سے متعلق مرکز کی امداد نیز مرکز کی جانب سے رعایات کا ...وعدہ حاصل کرنے پر وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے قابل مبارکباد ہیں۔ ...کومت مہاراشٹر نے وزیر اعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے کی زیر قیادت پسماندہ ...اقوں کو صنعتی اعتبار سے ترقی دینے کا عزم کیا ہے۔ یہ منصوبہ اس سلسلے ...ایک کڑی ہے۔

*

NOW WITH INCREASED RATE OF INTEREST

YOUR MONEY GROWS FASTER IN

POST OFFICE TIME DEPOSITS

(WHERE EVEN RS. 50/- ARE WELCOME)

The interest rates for Post Office Time Deposits have been appreciably increased. Deposits made on or after 2nd March, 1981 will now earn the following higher rates of interest.

PERIOD	RATE OF INTEREST	
1 Year	8.5%	
2 Years	9.5%	Calculated at
3 Years	10.5%	half yearly rest.
5 Years	10.5%	

Millions of our depositors **have shown** their unflinching faith in us by depositing *crores of rupees* in our Post Office Time Deposits. **with such high returns & complete security who would'nt?** Join the mainstream by opening an account in the nearest Post Office having a Savings Bank Counter.

SPECIAL FEATURES:

* NO CEILING ON THE AMOUNT OF DEPOSITS. YOU CAN, HOWEVER START EVEN WITH RS. 50.
* INTEREST ON P.O.T.D. IS CALCULATED EVERY SIX MONTHS AND IS PAYABLE ANNUALLY. INTEREST CAN BE DEPOSITED IN POST OFFICE SAVINGS BANK ACCOUNT IN THE SAME POST OFFICE.
* INTEREST UPTO RS. 3,000/- PER YEAR IS FREE FROM INCOME TAX UNDER SECTION 80 (L) OF I. T. ACT
* PREMATURE CLOSURE IS ALLOWED WITH DISCOUNTED INTEREST.
* NOMINATION FACILITY IS AVAILABLE.

For details contact,
Directorate of Small Savings,
Govt. of Maharashtra, 8th floor, New Administrative Building, Opp. Mantralaya, Bombay 400 032, Tel. 232537/230290.
Asst Director of Small Savings or District Savings Officer C/o Collectorates in Maharashtra.
Authorised Agents or the nearest Post Office.

DGIPR/SS/81 87/4 Eng.

QAUMIRAJ : Regd. No. MH-BY South-544 *Licence No. 89 for 'without prepayment of postag*

GOOD NEWS FOR TAX PAYERS

Good news indeed!

Now the rate of interest on P.P.F. investment is raised to 8.5% p.a.

Salient features

1. The scheme is open to all, salary earners as well as self-employed
2. Any amount from Rs 100 to Rs. 30,000/- can be deposited in a financial year
3. Interest rate is 8½% compound
4. Deposits in the Public Provident Fund qualify for tax deduction under section 80 (C) of I T. Act as in case of Life Insurance Premia and 10 years' Cumulative Time Deposit etc
5. Facility of deduction from taxable income can also be had in respect of deposits made by an assessee in the Public Provident Fund Account standing in the name of his wife and minor children.
6. Interest credited to the fund is totally exempt from Income-tax under section 10 of Income Tax Act.
7. Balance held in the Public Provident Fund is totally exempt from Wealth Tax in addition to the limit of Rs 1 5 lakh Even the condition of 6 months' holding from the valuation date does not apply
8. Facilities for loans and withdrawals are available
9. Deposits in Public Provident Fund cannot be attached by a court of law
10. One individual can open only one account

PUBLIC PROVIDENT FUND ACCOUNT CAN BE OPENED IN ANY BRANCH OF THE STATE BANK OF INDIA OR ITS SUBSIDIARIES OR HEAD POST OFFICES
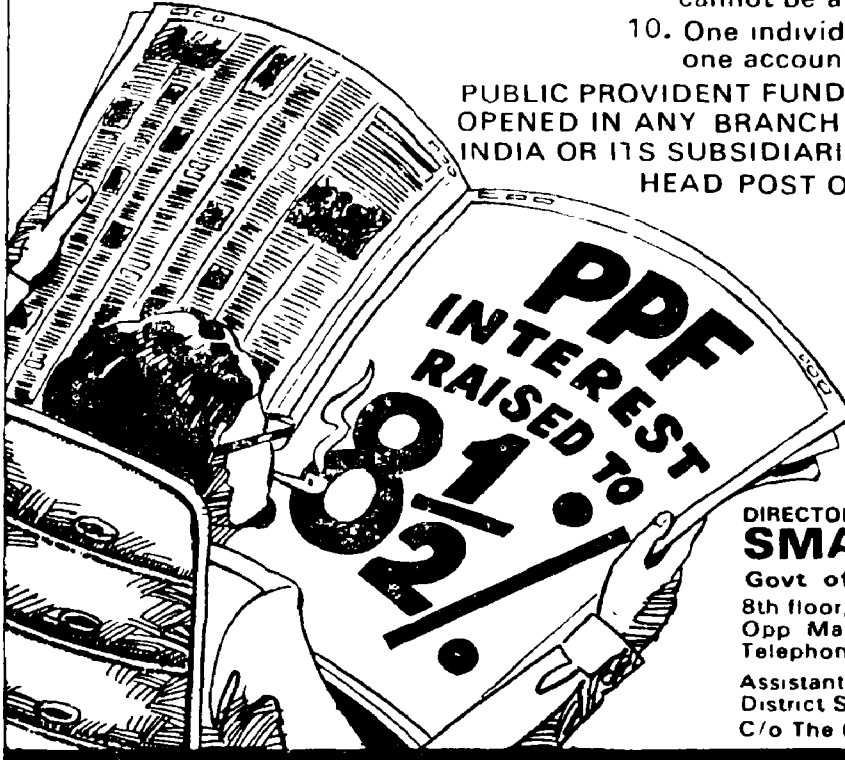
PPF INTEREST RAISED TO 8½%

SMALL SAVINGS · SERVE THE STATE & YOURSELF · SS

FOR DETAILS CONTACT

DIRECTORATE OF
SMALL SAVINGS
Govt of Maharashtra,
8th floor, New Administrative Building.
Opp Mantralaya, Bombay 400 032
Telephone: 232537, 230290, 235037.

Assistant Director of Small Savings or
District Savings Officer
C/o The Collectorates in Maharashtra

DGIPR/SS/81-82/Eng. (5)

شائع کردہ : شری بنود راؤ، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی نمبر ۳۲ ... ۴۰۰
مطبوعہ : گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی نمبر ۴ ... ۴۰۰

قومی راج
معذور اشخاص
خصوصی نمبر
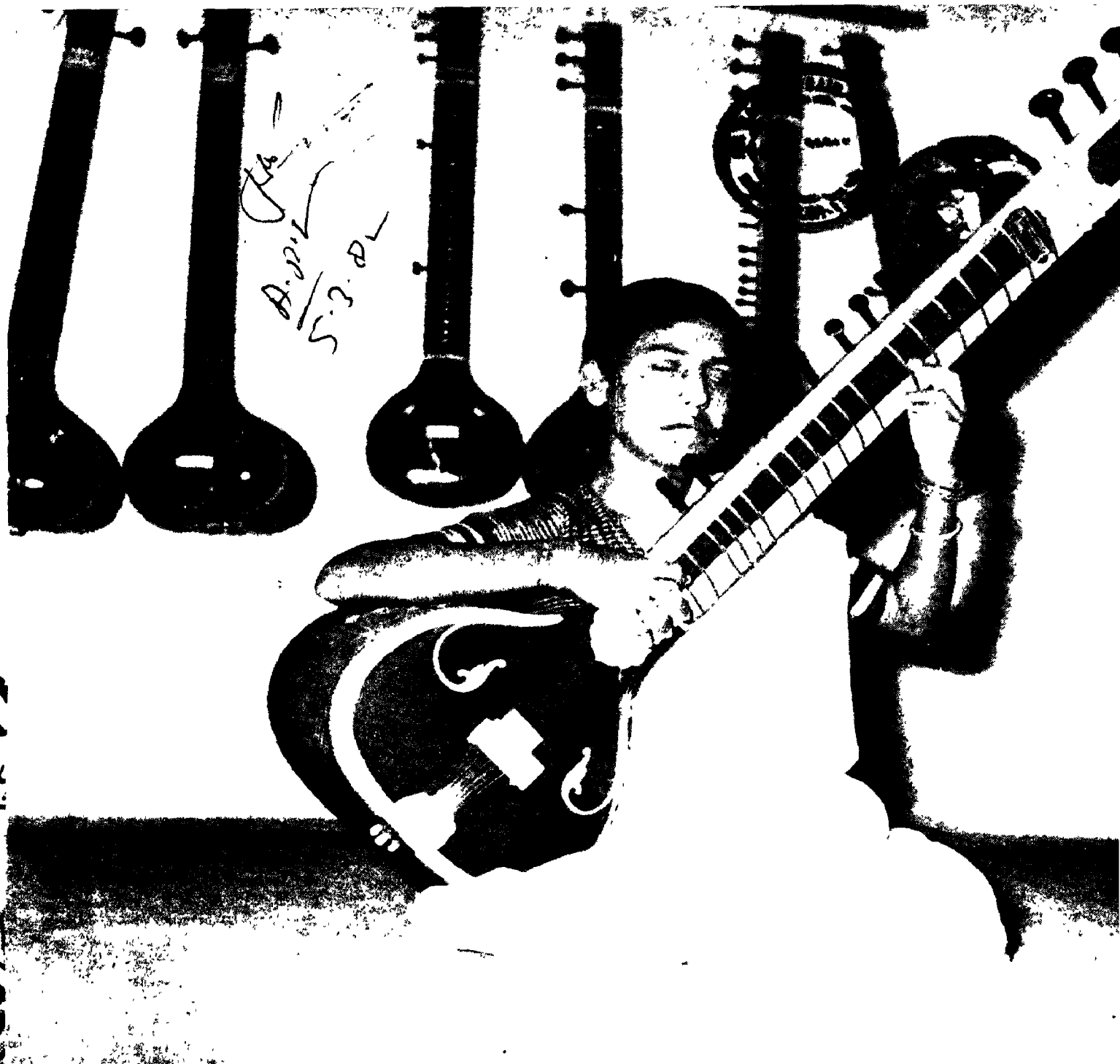
ایک اسکیم کے تحت معذور اشخاص کو
پبلک ٹیلی فون بوتھ دیئے جاتے ہیں تاکہ
وہ گذر بسر کے لئے کما سکیں ۔ زیر نظر
تصویر میں شریمتی تارا بائی ورتک ،
وزیر مملکت برائے سماجی بہبود ، جے
سنگھ پور (ضلع کولہا پور) میں
ایس ۔ ٹی ۔ بس اسٹیشن پر پبلک
ٹیلیفون بوتھ کا افتتاح کر رہی ہیں
جو ایک معذور لڑکی کو دیا گیا ہے ۔

یہ معذور شخص داہنے مصنوعی پاؤں
کے سہارے سیدھے کھڑے ہو کر ایک
پرنٹنگ پریس میں کام کرنے کے
قابل ہو گیا ہے ۔

25-12-81 & 10-1-82

ہر ماہ کی ۱۰ ر اور ۲۵ ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

مشترکہ شمارہ

۲۵ ر دسمبر ۱۹۸۱ء جلد ۸ شمارہ ۲۴

۱۰ ر جنوری ۱۹۸۲ء جلد ۹ شمارہ ۱

سالانہ دس روپے ⁂ قیمت فی کاپی : ۵۰ پیسے

ترتیب

چیف ایڈیٹرز : بنود راؤ
ایم. کے. دیشپانڈے

ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

سب ایڈیٹر : عبدالوحید خاں جامعی

۱۹۸۱ء بین الاقوامی سا
برائے معذور اشخا

معذوروں کی بازآبادکاری

* جے۔ اے شاہ
سینئر اسسٹنٹ ڈائرکٹر، اطلاعات

حالیہ بین الاقوامی سال ۱۹۸۱ء برائے معذور کا روشن پہلو "مکمل ہم آہنگی اور مساوات" رہا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ حالیہ سالوں میں معذوروں کی بازآبادکاری سے متعلق عوام کے رویہ میں ایک انقلابی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ اب یہ عام تاثر پیدا ہو چلا ہے کہ معذور فرد سماج سے علیحدہ نہیں بلکہ نفسیاتی طور سے سماج سے مکمل تعلق معذوروں کے لئے اوروں کی طرح مساوی اہمیت رکھتا ہے۔

معذوروں کے مسائل کی جانب عوام کی توجہ مبذول کرنے کی غرض سے ہی اقوام متحدہ نے ۱۹۸۱ء سال کو بین الاقوامی سال برائے معذور قرار دیا تھا۔ دنیا بھر میں معذوروں کے حق میں تحریکیں چلائی گئیں۔ ہندوستان میں بھی مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے معذوروں کی فلاح و بہبود کے لئے منصوبہ بند پروگرام مرتب کئے اور انہیں عمل میں لایا گیا۔ فی الوقت بھی کئی اسکیمات زیرِ غور ہیں۔

مرکزی اسکیمات :

معذوروں کو روزگار عطا کئے جانے کے لئے مرکزی حکومت نے کئی رعائتیں دی ہیں۔ مرکزی حکومت کے دفتروں میں درجہ سوم اور چہارم کی آسامیوں میں ۳ فیصد جگہیں معذوروں کے لئے محفوظ کر دی گئی ہیں۔ جالی دار کرسیوں کی مرمت کا کام صرف نابیناؤں کے لئے حکماً محفوظ کر دیا گیا ہے۔ نیز انھیں ۷۰ فیصد اُجرت کی بجائے پوری اُجرت دیئے جانے کے احکامات بھی جاری کئے گئے۔ سرکاری آسامیوں کے جسمانی طور سے معذور افراد کے لئے عمر کی حد میں ۱۰ سال تک رعایت کر دی گئی ہے۔ جائز کاروبار کی جگہوں پر ملازم نابینا اور اپاہج افراد کے لئے بطور آمد و رفت بھتہ تنخواہ کا دس فیصد یا ماہانہ ۵۰ روپیہ منظور کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومتِ ہند نے پبلک آئیل کمپنیوں میں ہر قسم کے کاروبار میں دس فیصد آسامیاں دیہی معذور افراد کے لئے محفوظ کر دی ہیں۔

نابینا اور دیگر معذور افراد کو روزگار کی فراہمی کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے مالکان کو انکم ٹیکس کی رقم میں اتنی تخفیف کر دی گئی ہے جو ان معذوروں کی ایک اور ڈیڑھ گنا تنخواہ کے برابر ہے۔ نابینا اور بے حد اپاہج لوگوں کو زائد ۵۰۰۰ روپیہ پر انکم ٹیکس رعایت دیجاتی ہے۔

ریاستی اسکیمات :

حکومتِ مہاراشٹر نے بین الاقوامی سال برائے معذور کے سلسلے میں وزیر برائے سماجی بہبود کے زیر صدارت چند ممتاز ہستیوں پر مشتمل معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ریاستی سطح کی کمیٹی تشکیل دی — معذوروں کے مسائل کے حل کے لئے اور اس سلسلے میں نافذ العمل سرکاری

اقدامات کی نگرانی کے لئے اس کمیٹی نے اپنا پورا پورا تعاون دیا۔

معذوروں کو رعائتیں :

معذور افراد جن میں نابینا، گونگے، بہرے، اور دیگر اپاہج شامل ہیں، ان کی فلاح وبہبود کے لئے حکومت نے انھیں کئی معاملوں میں رعائتیں دی ہے۔ تعلیم کے سلسلے میں ریاستی حکومت کی جانب سے نابینا اور دیگر معذوروں کو پہلی جماعت سے لے کر آٹھویں جماعت تک تعلیم کیلئے اسکالرشپ مقرر کی گئی ہے۔ اس اسکالرشپ کے اہل وہ معذور افراد ہیں جن کی سالانہ آمدنی ۸۰۰،۴ روپے سے زائد نہیں ہے۔ اسکالرشپ کے لئے مقررہ فارم پر درخواست ڈائرکٹر، سماجی بہبود، پونے کو روانہ کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ضلع سوشیل افسر سے بھی تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

نویں جماعت سے آگے تعلیم کے لئے مرکزی حکومت اسکالرشپ عطا کرتی ہے۔ یہ اسکالرشپ بھی مذکورہ بالا ڈائرکٹر کے نام ہی درخواست روانہ کرکے حاصل کی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت کی اسکالرشپ کے لئے آمدنی کی حد سالانہ ۹،۰۰۰ روپے سے کم مقرر ہے۔ دونوں حکومت کی اسکالرشپ کی رقم مختلف ہوتی ہے جو متعلقہ افراد کی معذوری کی نوعیت کے پیش نظر مقرر کی جاتی ہے۔

مرکزی حکومت کی اسکالرشپ کے لئے عمر کی حد ۱۴ سال ہے۔ لہٰذا ۱۲ سال یا اس سے کم عمر کے بچے جو نویں یا اس سے آگے تعلیم پارہے ہیں، اسکالرشپ کے اہل نہیں رہتے۔ لیکن ایسے بچوں کو ریاستی حکومت کی جانب سے اسکالرشپ دی جاتی ہے۔

روزگار :

سرکاری اور نیم سرکاری دفتروں اور اداروں میں ملازمت کی بھرتی میں ریاستی حکومت نے معذور افراد کو خصوصی رعائتیں دی ہیں۔ درجہ سوم اور چہارم کی آسامیوں میں تین فیصد (نابینا، بہرے اور دیگر اپاہجوں کے لئے بالترتیب ایک فیصد) آسامیاں ہر سال براہ راست معذور افراد کے ذریعہ پُر کی جاتی ہیں بشرطیکہ مذکورہ جگہوں کے لئے قابلیت سے متعلق شرائط پوری ہوتی ہوں۔

معذور افراد کو ملازمت میں بھرتی کے لئے عمر کی حد میں ۴۵ سال کی رعایت دی گئی ہے۔ یہ رعایت مہاراشٹر پبلک سروس کمیشن کے حلقۂ اثر اور دیگر دفتروں میں ملازمت کے لئے معذور افراد کی بھرتی کے لئے مخصوص ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ کمیشن کے تحت مقابلے کے امتحانوں میں شرکت کے لئے بھی معذور افراد کو عمر کی حد میں ۵ سال کی رعایت دی گئی ہے۔
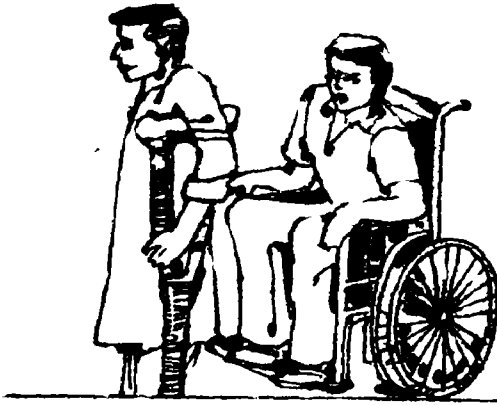
سفر میں رعایت :

ریاست مہاراشٹر میں ایس ٹی بسوں میں سفر کرنے والے معذور افراد کو اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی جانب سے بس کے کرایہ میں ۷۵ فیصد رعایت دی گئی ہے ۔ نابینا طلبہ کے لئے یہ رعایت متعلقہ ادارے کا تصدیق نامہ پیش کرنے پر دی جاتی ہے بمبئی میں بی ۔ ایس ۔ ٹی بسوں میں معذور افراد سے نصف کرایہ لیا جاتا ہے ۔ جبکہ پونے میں میونسپل کارپوریشن کی بسوں میں ان افراد کو مفت سفر کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

مالی امداد :

جہاں تک مالی امداد کا تعلق ہے ۔ معذور افراد کو خود روزگار یا کاروبار کے لئے ۵۰۰ روپے سے لیکر ۱۰۰۰ روپیہ تک امداد دیجاتی ہے ۔ امداد دینے کا مقصد یہی ہے کہ ایسے معذور افراد کسی کے دست نگر نہ بنیں بلکہ خود اپنی دیکھ بھال کے قابل بن سکیں ۔ مالی امداد کے لئے بھی درخواستیں ڈائرکٹر سوشیل ویلفیئر، پونے کے نام بھیجی جاتی ہیں ۔

مختلف مارکیٹوں میں میونسپل اداروں کے مخصوص گالے اور دوکانوں کی چند تعداد معذور افراد کے لئے محفوظ رکھی گئی ہیں اور اس سلسلے میں میونسپل اداروں کو خصوصی ہدایات دی گئی ہیں ۔

مصنوعی اعضاء :

جسم کا کوئی حصہ بیکار ہونے پر آج کے موجودہ زمانہ میں مصنوعی اعضاء یا آلات کے ذریعہ کچھ حد تک معذوری دور کی جاتی ہے مصنوعی اعضاء اور آلات کا خریدنا چونکہ درمیانی اور غریب معذور افراد کیلئے ممکن نہیں ہے، اس لئے حکومت متعلقہ فرد کی آمدنی کے لحاظ سے مصنوعی اعضاء اور آلات کی خریداری کے لئے مالی امداد دیتی ہے ۔ آمدنی اور امداد کی وضاحت مندرجہ ذیل خاکہ سے ہوسکتی ہے :

بہ لحاظ آمدنی (ماہانہ)	معذور افراد کے لئے مصنوعی اعضاء اور آلات کی قیمت خرید کا فیصد
۵۰۱ روپے اور زائد	۱۰۰ فیصد
۴۰۱ تا ۵۰۰ روپے تک	۵۰ فیصد
۳۰۱ تا ۴۰۰ روپے تک	۲۰ فیصد
۳۰۰ روپے تک	۱۰ فیصد
مخصوص معاملات میں	مفت

مکانات : ہاؤسنگ بورڈ کے تعمیر کردہ مکانات واقع بمبئی، پونے ناگپور اور اورنگ آباد میں چند فیصد کمرے نابیناؤں اور دیگر معذور افراد کو کرایہ پر دیئے جانے کے لئے مخصوص رکھے گئے ہیں ۔ نابیناؤں اور معذور افراد کے اداروں کو حکومت کی جانب سے مالی امداد بھی دی جاتی ہے ۔

انودان یوجنا :

مہاراشٹر میں 'سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا' اسکیم کے تحت معمر افراد، معذوروں اور لاعلاج بیماریوں میں مبتلا افراد کو جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو، حکومت کی جانب سے مالی امداد کے طور پر ۶۰ روپیہ ماہانہ دیا جاتا ہے ۔ اس امداد کے لئے درخواستیں مقررہ فارم پر متعلقہ تلاٹھی، گرام سیوک، معاون گرام سیوک یا تحصیلدار کے نام بھیجی جاتی ہیں ۔

امداد کی یہ رقم بذریعہ منی آرڈر بھیجی جاتی ہے اور منی آرڈر کے اخراجات بھی خود حکومت برداشت کرتی ہے ۔

معذور افراد کی فلاح وبہبود کو حکومت نے ہمیشہ مقدم خیال کیا ہے ۔ اسی لئے موجودہ سال بین الاقوامی سال برائے معذورین قرار دیئے جانے سے قبل بھی معذور افراد کی فلاح وبہبود سے متعلق چند اسکیمات اور فیصلے نافذ ہوچکے ہیں ۔ معذور افراد کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کا مقصد یہی ہے کہ یہ افراد خود اپنا سہارا بن سکیں ۔

تعلیم وتربیت :

حکومت نے ۶ تا ۱۸ سال کی عمر کے نابینا اور معذور بچوں کے علاج، تعلیم وتربیت کے لئے چند مخصوص رہائشی اسکول جاری کئے ہیں ۔ ان اسکولوں میں تعلیم وتربیت کے ذریعہ معذور وا پاہج بچوں کو خود اعتمادی سے

آزادانہ بہتر مالی حالت زندگی گذارنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ ان اسکولوں میں ہوسٹل کی سہولت موجود ہوتی ہے اور یہاں چوتھی جماعت تک تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ ان اسکولوں میں بچوں کو ۱۸ سال کی عمر کا ہونے تک رکھا جاتا ہے۔ جو بچے اس عمر سے کم عرصہ میں ہی اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ عام اسکولوں میں تعلیم جاری رکھ سکیں، انھیں جلد بھی روانہ کیا جاتا ہے۔

ان اسکولوں میں تعلیم کے ساتھ علاج اور پیشہ ورانہ تربیت کا انتظام ہوتا ہے۔ دس بچوں کے لئے ایک اُستاد مقرر ہوتا ہے جو معذوروں کی تعلیم و تربیت میں تکنیکی مہارت کا حامل ہوتا ہے۔ اپاہج بچوں کی جسمانی کمزوریوں کو دُور کرنے کے لئے مخصوص طریقۂ علاج اور تکنیک اپنائی جاتی ہیں، مصنوعی اعضاء لگائے جاتے ہیں اور جب تک بچہ اپنی معذوری پر قابو پانے کے قابل نہیں ہو جاتا، اس کی تعلیم و تربیت جاری رہتی ہے۔

۱۸ سے ۴۵ سال کے درمیان بالغ معذور افراد، خصوصًا اپاہج اور بہروں کے لئے بھی حکومت کے زیر انتظام تربیتی اسکول قائم ہیں، جن میں ان معذور افراد کو خود روزگار یا ملازمت کے ذریعہ روزی کمانے کا اہل بنانے کے لئے پیشہ ورانہ تربیت دی جاتی ہے۔

ایسے اسکول ناگپور اور اورنگ آباد میں قائم ہیں جن میں تربیت کی مدّت ایک سال ہے۔ اُلہاس نگر میں بہروں کے اسکول میں تربیت کی مدّت دو سال ہے۔ ان اسکولوں میں تربیت پانے کے بعد معذور افراد کو روزگار حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔

ایسے مقامات پر جہاں رضاکارانہ انجمنوں کا تعاون حاصل نہیں یا جہاں ایسے تعلیمی اداروں کی اشد ضرورت ہے، حکومت ان اداروں کو قائم کرتی ہے۔

معذور افراد کی بازآبادکاری اور تعلیم و تربیت کے لئے رضاکارانہ انجمنوں اور اداروں کا تعاون ضروری ہے، اس سلسلہ میں محکمۂ سماجی بہبود کے تسلیم شدہ رضاکارانہ اداروں کی حوصلہ افزائی کے لئے عنایتی امداد دی جاتی ہے۔ رضاکارانہ اداروں کے تحت قائم اسکولوں میں بھی تقریبًا سرکاری اسکولوں کی طرح طریقۂ تعلیم و تربیت رائج ہے۔ نابیناؤں کے تقریبًا تمام ادارے رہائشی ہیں۔ بہرے، اپاہج اور دماغی طور سے معذور افراد کے صرف چند اسکول رہائشی ہیں۔ باقی تمام اسکولوں میں دن کے اوقات مقرر ہیں۔

حکومت نے معذور افراد کے لئے وردھا، بیڑ، سولاپور اور جلگاؤں میں مختلف المقاصد اجتماعی ادارے قائم کئے ہیں جن میں اور تعلیمی سہولیات کو یکجا کیا گیا ہے۔ یہ ادارے آزمائشی دور سے گذر رہے ہیں۔

بہر حال حکومت اپنی جانب سے معذوروں کی فلاح و بہبود کیلئے راست یا رضاکارانہ انجمنوں کے تعاون اور اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ ان تمام اقدامات کا مقصد حکومت کے نزدیک یہی ہے کہ عوام میں معذوروں کے تئیں یہ شعور پیدا ہو کہ وہ انھیں سماج کے لئے بے مصرف سمجھنے کی بجائے سماج کے لئے اہم، کارآمد اور مساوی درجہ کا شہری سمجھنے لگیں اور یہی مقصد 'سال برائے معذور افراد' کے پس پشت کارفرما ہے۔

'سال برائے معذور افراد' کا اختتام قریب ہے، لیکن معذور افراد کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت کی کوششیں دو باتوں کیلئے ہمیشہ جاری رہیں گی، ایک تو یہ کہ ان معذوروں کی صلاحیتوں کو اس طرح کارآمد بنایا جائے کہ وہ ملک کے ذمہ دار شہری بن سکیں اور دوسرے یہ کہ ان معذوروں کی جانب غیر معذور افراد کے رویہ میں تبدیلی ہو۔ یہ تبدیلی یقینًا معذور افراد کی زندگی کو اور خوشگوار بنائیگی۔

★

* مَدھومتا مُجمدار

بچّوں میں معذوری کی روک تھام

معذوروں کی بحالی اور دیکھ بھال بلاشبہ ایک اہم کام ہے لیکن بچّوں میں معذوری کی روک تھام پر بھی توجہ دینا چاہئے۔ زیرِ نظر مضمون میں اس بات پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس طرح ہر کنبہ ان کوششوں میں مدد دے سکتا ہے۔

ایک کُنبہ اور پورا سماج نہ صرف معذوروں کی بحالی میں بلکہ معذوری کی روک تھام میں بھی اہم رول ادا کرسکتا ہے۔ بچپن میں پیدا ہونیوالی معذوری کے معاملے میں کُنبہ اور سماج کے رول سے متعلق نئی دھلی میں منعقدہ چار روزہ ایشیائی اجلاس میں بار بار اسی بات پر زور دیا گیا۔ اجلاس کا اہتمام مرکزی وزارتِ سماجی بھبود اور اقوام متحدہ کے تحت بچّوں کے بین الاقوامی فنڈ نے کُنبہ کی تنظیموں کی ایشیائی یونین کے اشتراک سے کیا تھا۔ سب سے زیادہ توجہ معذور بچوں کے معاملوں پر دیگئی کیونکہ کوئی بھی نقص اگر کافی پہلے سے دریافت نہ ھوجائے تو بحالی تقریباً ناممکن ہے۔

کسی مرض کی روک تھام علاج سے زیادہ آسان ہے۔ اس معاملہ میں والدین کا رول خاص طور پر اہم ہے۔ حاملہ عورتوں کو شروع ہی سے مناسب دیکھ بھال کرنی چاہیئے۔ روبیلا یا جرمن خسرا کے ٹیکے ضروری ہیں کیونکہ اگر حاملہ عورت کو اس مرض کے جراثیم لگ گئے تو اس کا بچہ بہرا یا کسی اور نقص کا حامل ہو سکتا ہے۔ اس طرح اسے بہتر غذا ملنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کا بچہ صحت مند اور مضبوط ہو۔ بڑی مقدار میں مہنگی غذا یا دودھ ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ہے۔ لیکن روزمرہ کی خوراک کے ساتھ ہری سبزیاں، طرح طرح کی دالیں اور پھلیاں، تھوڑے سے گڑ اور اس کے ساتھ پکے ہوئے چنے اور مونگ پھلی وغیرہ سے یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ حمل کے دوران کسی ڈاکٹر یا تربیت یافتہ دائی یا دیہی صحت کارکن کی طرف سے طبی معائنہ بھی وقفے وقفے سے ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی پیچیدگی پیدا ہو تو اُسے ڈاکٹر کے پاس بھیجا جانا چاہیئے جو کہ اسے مشورہ اور مدد کے لئے صحیح جگہ پر بھیج سکتا ہے۔

زچگی کے وقت بھی کسی تربیت یافتہ شخص کو موجود ہونا چاہیئے کیونکہ بچے کی پیدائش کے وقت جراثیم کے پنپ جانے سے بچے یا ماں کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اور ان میں سے کسی کی بھی موت ہو سکتی ہے بہی نہیں بلکہ غیر تربیت یافتہ فرد کی ذراسی غلطی سے بچے کے دماغ کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے اور وہ معذور ہو سکتا ہے۔

بچے کی پیدائش کے بعد بھی احتیاط ضروری ہے۔ ماں کو صحیح قسم کا کھانا کھانا چاہیئے تاکہ وہ اپنے بچے کو اچھی طرح دودھ پلا سکے۔ کھانے میں پروٹین اور کیلوریوں کی کمی سے اس کا دودھ کم ہو سکتا ہے یا خراب درجے کا ہو سکتا ہے۔ جتنے عرصے تک ممکن ہو بچے کو ماں ہی کا دودھ ملنا چاہیئے، البتہ جب بچہ ۶ ماہ کا ہو جائے تو اُسے کچھ اور بھی خوراک ملنی چاہیئے

ہری سبزیاں یا دلیہ وغیرہ دینے سے بچے کو غذائیت کی کمی کی شکایت نہیں ہوتی، اس کے ساتھ ہی اُسے کچھ چکنی، شکر یا گڑ وغیرہ بھی ملنا چاہیئے۔ غذائیت کی کمی اگر شدّت اختیار کر جائے تو دماغ کی نشوو نما تک غیر متوازن ہوسکتی ہے۔

بچے کو بغیر اُبالا ہوا پانی دینا یا گندی بوتل میں دُودھ پلانا بھی بچے کے لئے مُضر صحت ہے۔ بہت سی سستی ہری سبزیوں میں پائے جانے والے وٹامن 'اے' کی کمی سے بچّہ آگے چل کر نابینا ہوسکتا ہے۔ ہندوستان اور دیگر ترقی پذیر ممالک میں اگر صفائی کے ابتدائی اُصولوں' مناسب خوراک کی ضرورت اور طبی معائنہ کی اہمیت سے اوسط درجے کے کُنبے واقف ہو جائیں تو نابینا پَن، ذہنی معذوری اور دیگر قسم کی معذوری کے زیادہ تر واقعات روکے جاسکتے ہیں۔ پولیو اور بچوں کے دیگر امراض سے محفوظ کرنے کا انتظام کر کے زیادہ بچوں کی زندگی کو برباد ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔

پیدائشی طور پر نقص والے بچوں اور ابتدائی عمر میں نقص کا شکار ہو جانے والوں کے مرض کی جَلد تشخیص کی اہمیت پر جس قدر زور دیا جائے کم ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ والدین اپنے بچوں کا' کم از کم ابتدائی چند برس تک پابندی سے طبی معائنہ کرائیں، کیونکہ صرف تربیت یافتہ طبی عملہ ہی پائے جانے والے مختلف علامات سے آنے والی سنگین معذوری کے خطرے کو محسوس کر سکتا ہے۔ اگر آنکھ میں ایک سفید نقطہ دکھائی دے تو اس کا بھی فوری علاج کرنا چاہیئے کیونکہ یہ وٹامن 'اے' کی کمی سے ہونا ہے اور آگے چل کر نابینا پن میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ شروع ہی میں علاج کرنے پر آسانی سے اس خطرے کو دُور کیا جا سکتا ہے۔

پیدائشی طور پر نابینا، بہرے یا کسی قسم کے جسمانی یا ذہنی معذور بچوں کے لئے بھی شروع ہی میں دی جانے والی طبّی امداد بہت اہم ہوتی ہے جس قدر جلد اُن کی تعلیم اور بحالی کا کام شروع ہو جائے' ان کی معذوری دور ہونے کے اسی قدر امکانات ہوں گے۔ والدین کو مایوس نہ ہونا چاہیئے اور نہ ہی اپنی یا اپنے بچے کی تقدیر کو موردِ الزام ٹھہرانا چاہیئے انھیں اس پر توجہ دینے کے بجائے کہ بچہ کیا نہیں کر سکتا' یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ کیا کیا کر سکتا ہے اور اس سے بھی اہم یہ ہے کہ اگر صحیح تربیت اور رہنمائی ملے تو وہ کیا کیا کرنے کے قابل ہوسکتا ہے۔ ہیلن کیلر' نابینا بھی تھی اور گونگی بہری بھی تھی، لیکن وہ محض اس وجہ سے ایک عظیم مصنّفہ بنی کہ اس کے والدین نے اس کے ساتھ بے توجہی نہیں برتی اور اس کی تعلیم بھی بہت جلد شروع ہوئی۔

کسی معذور بچے خصُوصًا ذہنی نقص والے بچے کی دیکھ بھال اس کے والدین اور کُنبے کے لئے دشوار اور تھکا دینے والی ہوسکتی ہے لیکن اگر ہم چاہتے ہیں کہ بچّہ بڑا ہو کر خوش طبع ہو، روزمرّہ کی سَماجی سرگرمیوں میں باصلاحیت ہو اور اس میں خود اعتمادی پیدا ہو تو ہمیں اس سے اتنی زیادہ محبّت نہ کرنا چاہیئے کہ وہ پوری طرح کُنبہ پر منحصر ہو جائے اس میں خود انحصاری پیدا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا چاہیئے۔

ذہنی معذوری کئی طرح کی ہوتی ہے لیکن اس ملک میں اور دیگر ممالک میں کم ذہنی نشوونما والے بچوں کو ایسے کام سکھائے جاتے ہیں، جن میں ایک ہی عمل کو بار بار دُہرایا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی روزی حاصل کرسکیں اور کسی پر بوجھ نہ رہیں۔

یورپ اور شمالی امریکہ میں ایسے زیادہ تر ذہنی معذور لوگ اپنی ضرورت کی خریداری خود کرتے ہیں اور کام کی جگہوں کے لئے بس کا سفر بھی تنہا کرتے ہیں حالانکہ وہ پیچیدہ قسم کے مسائل کا سامنا نہیں کرسکتے۔ جن کی نشوونما بہت کم ہے انھیں خود اپنا منہ ہاتھ دھونا، کپڑے بدلنا، بستر درست کرنا اور کمرے کو ٹھیک کرنا سکھایا جاتا ہے۔ والدین کو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے بڑی لگن اور بڑے صبر و ضبط سے کام لینے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ کام بہت طویل اور تھکا دینے والا ہے۔

جسمانی طور پر معذور یعنی نابینا، بہرے اور اپاہج لوگ عام آدمیوں کی طرح اسکول جاسکتے ہیں اور تقریباً ہر کام کرنا سیکھ سکتے ہیں لیکن اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ والدین انھیں خصوصی اسکولوں میں بھیج دیں اور ان کے تئیں بالکل بے پرواہ ہوجائیں۔ انھیں گھر پر بھی بڑی توجہ سے تعلیم و تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ انھیں اپنے بچے کی معذوری پر شرم محسوس نہ کرنا چاہئے اور نہ ہی اس کے لئے ناگواری ظاہر کرنا چاہئے۔ کنبے کے لوگ اور پڑوسی اس میں خود اعتمادی پیدا کرنے اور سماج کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ کرنے میں بڑی مدد دے سکتے ہیں۔ والدین جب اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنے جائیں تو انھیں چاہئے کہ اپنے ساتھ دیگر بچوں کی طرح اس قسم کے بچوں کو بھی لے جائیں۔ والدین کو اپنے بہرے بچوں سے بات ضرور کرنا چاہئے خواہ اس کے لئے انھیں کافی محنت ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ نہ صرف ضروری باتیں کریں بلکہ انھیں کہانیاں سُنائیں، ان کے ساتھ کھیلیں ان سے ہنسی مذاق کریں اور جب وہ سمجھدار ہوجائے تو اس سے مختلف موضوعات پر سنجیدہ بحث بھی کریں۔

معذور لڑکے سے زیادہ سنگین مسائل معذور لڑکی کے ہوتے ہیں۔ مثلاً نابینا لڑکیوں کے اسکولوں میں سمتوں کا احساس نہیں لایا جاتا، جس کی وجہ سے وہ سڑکوں پر چل سکتی ہیں، بسوں پر چڑھ سکتی ہیں اور خریداری کرنے جاسکتی ہیں۔ والدین بھی معذور بیٹیوں کی ضرورت سے زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ اکثر انھیں تنہا گھر کے باہر بھی نہیں جانے دیا جاتا جبکہ مغربی ممالک میں معذور عورتیں اجنبی شہروں میں جاکر رہتی ہیں اور ملازمت کرتی ہیں۔

ہندوستانی والدین معذور بیٹیوں کی شادی کو ہی ان کی بحالی کا واحد ذریعہ سمجھتے ہیں۔ لیکن یہاں کے نوجوان معذور لڑکیوں سے شادی کرنے پر تیار نہیں ہوتے، لہٰذا انھیں رضامند کرنے کے لئے کافی بڑی رقوم بطور جہیز دی جاتی ہیں۔ اکثر پڑھی لکھی معذور لڑکیوں کی شادی جاہل اور لالچی مردوں سے ہوجاتی ہے لیکن ایسی شادی سے ان لڑکیوں کو سُکھ نہیں ملتا۔

چنانچہ گھر کے لوگوں خصوصاً والدین کو ان تمام پہلوؤں پر غور کرنا چاہئے کہ وہ شروع ہی سے معذوری کو روکنے کے لئے جو کچھ بھی کرسکتے ہیں کریں، ان کی لاپرواہی سے کسی بچے کا معمولی نقص آگے چل کر معذوری میں بدل سکتا ہے، جس سے بچہ یقینی زندگی کی تمام مسرتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

جس شخص کی بینائی کمزور ہوتی ہے وہ چشمہ استعمال کرتا ہے، جس کی مدد سے وہ ایسے تمام کام کرسکتا ہے جو عام بینائی والے لوگ کرسکتے ہیں۔ اسے کوئی شخص معذور نہیں سمجھتا۔ اسی طرح اس سے زیادہ معذوری کے شکار اشخاص کو بھی اگر مناسب تعلیم اور مدد ملے تو وہ بھی اپنی معذوری کے باوجود زندگی کے تقاضوں کو پورا کرسکتا ہے۔

حیات وموت کا میلان

* ڈاکٹر بلی رام ھیرے
وزیر برائے تعلیم و صحتِ عامہ

پیدائش و افزائشِ نسل ایک حقیقی اور لازمی امر ہے تاکہ انسانی نسل جاری و ساری رہے، لیکن گذشتہ دس سال کے دوران ایشیا کے بعض خطوں میں بے ضابطہ اور بے قاعدہ افزائش کے سبب سے دنیا بھر میں بے چینی اور تشویش پیدا ہوگئی ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ بعض ممالک میں شرح پیدائش و افزائش کو گھٹانے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے کئی غیر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک ایسے ہیں جہاں آئندہ ۲۵ سال میں آبادی دوگنا ہوجائے گی۔ ایشیا کے اکثر ممالک نے یہ جان لیا ہے کہ مسلسل ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ آبادی کو برقرار رکھا جائے اور ایسی پالیسی اختیار کی جائے جس کا مقصد اضافۂ آبادی کو روکنا ہو۔ بہر صورت تمام تر مقصد یہی ہونا چاہیئے کہ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے ذریعہ شرح پیدائش و افزائشِ نسل کو گھٹایا جائے۔

دنیا بھر میں ہندوستان پہلا ملک ہے جہاں ۱۹۵۱ء میں پہلے پانچسالہ منصوبہ کی شروعات ہی سے یہ پروگرام اختیار کیا گیا۔

اس وقت ہندوستان کی آبادی ۳۳۳ ملین تھی جبکہ آج یہ ۶۸۳ ملین تک پہنچ گئی ہے۔ لگاتار کوشش کے باوجود اس زمانہ میں شرح پیدائش ۴۲، طبعی شرح اموات ۱۸۰۱ اور بچوں کی شرح اموات ۱۵۰ فی ہزار کے مقابلے میں ۱۹۸۰ء تک گھٹ کر صرف بالترتیب ۳۷، ۱۳ء۲، اور ۱۲۵ رہ گئی۔ ہمارا نشانہ یہی ہے کہ ۱۹۹۵ء تک اس شرح کو گھٹا کر بالترتیب ۲۱، ۹ اور ۶۰ درجہ تک لایا جائے۔

ہم اس مقصد کو دو طرح عمل میں حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں:
۱) قانون کے ذریعہ شادی کی عمر بڑھادی جائے اور (۲) اولاد پیدا کرنے کے قابل جوڑوں کو خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے تحت لایا جائے۔

ہر جوڑا کونسا طریقہ اختیار کرے، یہ اس کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ بہر حال دیہی علاقہ جات میں انتظامی طریقہ ہی مناسب ہے جہاں ہمارے ملک کی ۸۰ فیصد آبادی رہتی ہے۔

شرح پیدائش اور شرح اموات گھٹانے کا پروگرام دیہی علاقوں میں پرائمری ہیلتھ یونٹوں، پرائمری ہیلتھ سینٹروں، کوٹیج ہسپتالوں اور ضلع کے ہسپتالوں، جہاں بچہ اور ماں کی صحت و تندرستی کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ نیز ان یونٹوں سے منسلک خاندانی منصوبہ بندی مراکز جو ضبطِ تولید کی تدابیر کرتے ہیں، کے ذریعہ صحت و تندرستی کی سہولتیں مہیا کرکے زیرِ عمل لایا جاتا ہے۔

اس رضاکارانہ پروگرام کے ذریعہ ہم ۲۲ فیصد اولاد پیدا کرنے کے قابل جوڑوں کو پابند کر سکتے ہیں اور ہمارا مقصد ۱۹۹۵ء تک ایسے ۶۰ فیصد جوڑوں کو پابند کرنا ہے۔ ہندوستان کی چند ریاستوں مثلاً مہاراشٹر، کیرالا اور گجرات میں یہ نشانہ فی الحال ۳۶ فیصد تک ہی پہنچا ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی کے لئے تمام ضروری ساز و سامان مفت مہیا کیا جاتا ہے نیز رضامند افراد، ترغیب کار، محرکین اور خاندانی منصوبہ بندی آپریشن کا کام انجام دینے والے طبی معالجین اور عملہ کی مزید حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور

معاوضہ دیا جاتا ہے۔

مردانہ اور زنانہ نسبندی کا تناسب مختلف ہے، لیکن چونکہ عورتیں جلد
ہی مان جاتی ہیں لہذا زنانہ نس بندی کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے ۔
چگی کے بعد فوراً زچّہ کی نس بندی، مقبول ترین طریقہ ہے۔ زچہ کو ہسپتال
ی میں داخل کیا جاتا ہے جہاں اُسے سمجھانے یا ترغیب دینے کی چنداں
رورت نہیں ہوتی۔ لیپراس کوپک نس بندی طریقہ زیادہ سے زیادہ مقبول
درہا ہے، کیونکہ اس میں ناکامی اور پیچیدگی پیدا ہونے کا احتمال کم ترین
ہے نیز ہسپتال میں جانے آنے اور علاج کرانے کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

اختتامی طریقوں کے سوا 'لوپ بندی (آئی یو ڈی)' اور گولیاں نیز طبّی
سقاطِ حمل' طریقے دیہی علاقوں میں زیادہ مقبول ہو رہے ہیں۔ حکومت کی
انب سے شادی کے بعد جلد ہی لوپ بندی طریقہ اپنانے پر حوصلہ افزائی
اوضہ دینے کی تجویز ہے۔ فیملی ڈاکٹر کی ہدایت پر طبّی اسقاط حمل کی اجاز
رف اس صورت میں دی جاتی ہے جبکہ حاملہ خاتون 'انیمیا' یا کسی
صابی مرض میں مبتلا ہو اور حمل بڑھنے یا زچگی پر بیماری کے بڑھ جانے
احتمال ہو۔ طبّی اسقاط حمل کا آپریشن صرف منظور شدہ مراکز ہی پر کیا
تا ہے۔

ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جوڑے' خاندان میں صرف دو بچوں کی
رائش کے اصول اور پابندی کو مان لیں۔ یہ مقصد برادری کے کارکنوں'
موں، دائیوں اور رضاکارانہ جماعتوں کے سماجی کارکنوں کے ذریعے
مل کیا جاتا ہے ۔ خاندانی منصوبہ بندی پروگرام ہمارے بیس نکاتی
ی پروگرام کا اہم ترین جزو ہے۔

یوتھ فورم:

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر ہر بری کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی، معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک' صفائی مہم' چھوت چھات کا خاتمہ، تعلیم کا فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر مرحمت فرمائیں:

ایڈیٹر' قومی راج' نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ' ۱۵ واں منزلہ، مقابل منترالیہ۔ بمبئی نمبر ۳۲ ۴۰۰۰

ہیلن کیلر ادارہ برائے بہرے اور نابینا اشخاص

★ مس مینا پربھو دیسائی

ذرا اپنی آنکھیں اور کان بند کر لیجئے۔ اب سوچئے کہ آپ اس خاموش ساکت اور تاریک دنیا میں کیسے رہ سکتے ہیں جہاں نہ کبھی کسی کے بھرپور قہقہہ کی آواز گونجتی ہے، نہ کبھی میٹھے بول سنائی دیتے ہیں نہ کبھی اپنے محبوب کا چہرہ یا قدرت کی کوئی حسین شے دکھائی دیتی ہے یہی ہے بہرے اور نابینا شخص کی دنیا۔

معذوری کے باوجود بہرے اور نابینا افراد بھی جذبات اور ضروریات رکھتے ہیں جو دوسروں سے مختلف نہیں ہوتیں۔ اگر ایک معذور بچہ بھی ابتدائی زندگی ہی میں اپنے احساسات اور خیالات کا اظہار کرسکے تو وہ بھی کہے گا کہ "مجھے موقع دیا جائے تاکہ میں اس دنیا کا جزبن جاؤں" وہ کیسے یہ مقصد حاصل کرسکتے ہیں؟ اگر ہم اُن کی مدد نہ کریں تو وہ کیسے خود اپنی راہ بناسکتے ہیں اور کیسے اس عجیب و غریب دنیا کے بارے میں جان سکتے ہیں؟

...ہ کا قیام:

...سماعت اور بینائی سے محرومی کا علاج ایک خاص قسم کی تعلیم ہی کے ...کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کی غرض سے "انسٹی ٹیوٹ ...ی ڈیف اینڈ ڈیف۔ بلائنڈ" نامی اسکول کا قیام ۱۱ رجولائی ۱۹۷۷ء ...میں آیا، اُس وقت وہاں صرف ۳ بچے اور ۲ ٹیچر تھے (بشمول پرنسپل) جون ۱۹۷۹ء میں بمبئی عظمیٰ کی میونسپل کارپوریشن کی عنایت سے اس ...ہ کو میونسپل سیکنڈری اسکول، ساؤتھ ونگ، گراؤنڈ فلور، نزد ایس ...، این۔ ایم جوشی مارگ، بائیکلہ (ویسٹ) بمبئی نمبر ۱۱۰۰۰۴، میں ...ب جگہ مل گئی جہاں سے اب وہ اپنا کام انجام دیتا ہے۔

اس ادارہ کے کل اخراجات عام مخیر حضرات اور پبلک ٹرسٹ ...عطیات سے پورے کئے جاتے ہیں۔ ریاستی اور مرکزی سطح پر حکومت کو بھی اس میں شریک کرنے کے لئے بات چیت ہو رہی ہے۔

۱۱ رجولائی ۱۹۸۰ء کو اس ادارہ نے اپنی تیسری سالگرہ منائی۔ اس موقع پر اس کا نام بدل کر انسٹی ٹیوٹ فار دی ڈیف اینڈ ڈیف۔ بلائنڈ کے بجائے "دی ہیلن کیلر انسٹی ٹیوٹ فار دی ڈیف اینڈ ڈیف۔ بلائنڈ" رکھا گیا۔ اس طرح عظیم خاتون، ہیلن کیلر کو خراجِ عقیدت ادا کیا گیا جن کا صد سالہ جشنِ پیدائش دنیا بھر میں منایا جارہا ہے۔

مجھے اس ادارہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے سے دلچسپی تھی، لہٰذا ایک خوشگوار صبح، میں اسکول میں گئی اور اس کی پرنسپل، مسز بہزاد واچہ سے ملی، جنھوں نے بڑے اطمینان سے مجھے مطلوبہ معلومات دیں اور میرے تمام سوالات کے جوابات دیئے۔ انھوں نے مختصراً مجھے

ا یاکہ یہ ادارہ کِس طرح کام کرتا ہے' اس کا مقصد اور مستقبل کا
نصوبہ کیا ہے اور کِس حد تک اس نے اپنا مقصد حاصل کیا ہے؟

رگرمیوں کا جائزہ :

بہرے پن کی تشخیص ہوتے ہی بہرے بچے کی تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ اس ادارہ میں داخلہ کے لئے کوئی خاص وقت معین نہیں کیا گیا ہے۔ جس وقت اور جب بچے آتے ہیں انھیں اس ادارے میں خل کر لیا جاتا ہے۔

ان کا تعلیمی نظام 'کلّی جانکاری' کی حکمت پر مبنی ہے۔ اُن کا ساب بھی باقاعدہ اسکول کے نصاب کے مماثل ہوتا ہے کیونکہ اِن کا مقصد لیم بھی یہی ہے کہ بچہ کو جہاں تک ممکن ہو عام تعلیمی دھارے سے مربوط ھا جائے۔ چھوٹے بچوں کے معاملے میں یہ ممکن ہے۔ بڑے بچے جو ۱۴ ال کی عمر میں آتے ہیں 'جاری تعلیم' پروگرام کے تحت تعلیم پاتے ہیں۔ ں سے دوسرا مقصد حاصل ہوتا ہے اور یہ 'کلّی جانکاری' تعلیم کے یقے ہی سے ممکن ہوتا ہے۔

دسرا مقصد :

۱) بنیادی مقررہ تعلیمی مہارت
۲) آسان زبان کے ذریعہ بہرے کو تصوراتی سطح پر تعلیمی سہولت

ہرے و نابینا بچّوں کے لئے یونٹ :

جولائی ۱۹۷۷ء میں یونٹ کی حیثیت سے باضابطہ آغاز سے قبل یہ وگرام گھریلو نوعیت کا تھا۔ پرنسپل نے فخر سے بتایا کہ یہ 'ڈے سینٹر' مرف ہندوستان بلکہ ایشیا بھر میں اپنی نوعیت کا واحد مرکز ہے۔ سکول میں بچّوں کی موجودہ تعداد ۴۰ ہے نیز اس کے ساتھ ۸ معلّمین لمٰہ اراکین بشمول پرنسپل اور دو معلّم معاون ہیں۔

اس ضمن میں شروعات اس لئے کرنا ضروری تھا کیونکہ ایسے صوص معذور کے سلسلے میں بڑی ناواقفیت پائی جاتی ہے ایسے رے و نابینا بچہ کو غلطی سے 'ذہنی طور سے مفلوج نابینا' یا ہنی طور سے مفلوج بہرہ' نام دیا گیا۔ سرکاری، عام اور نجی شعبہ ت میں بہرے یا نابینا اشخاص کے لئے کام کرنے والے ادارہ ت تعلیمی یا پیشہ ورانہ سطح پر ان بچوں کو جگہ دینے سے قاصر تھے جیساکہ بہرہ۔ نابینا' نام سے ظاہر ہے یہ سخت جسمانی اور تعلیمی معذوری کے زمرہ میں آتے ہیں۔ ایک بہرہ۔ نابینا بچہ سماعی اور نظری معذوری کے باعث نابینا یا بہروں کے لئے باقاعدہ پروگرام کے تحت کام کرنے کے قابل نہیں ہوتا اور اس کے لئے ایک خاص اور انفرادی پروگرام کی ضرورت ہے تاکہ وہ اس درجہ پر کام کر سکے بہت سے بہرے۔ نابینا بچے کچھ قوت سماعت اور جزوی بصارت رکھتے ہیں اور اوائل عمر ہی میں علاج سے پڑھائی، جان کاری اور مہارت کے قابل ہو جاتے ہیں اور سوسائٹی میں کھپ سکتے ہیں۔

مستقبل قریب میں مقاصد :

الف) پیشہ ورانہ مشیر کی خدمات' جو مدرسین، والدین اور بچوں کو جماعت کی شکل میں کام کرنے میں معاون ہوں گی اور اس طرح والدین و بچوں کے بہت سے نفسیاتی و سماجی مسائل حل ہو سکیں گے۔ اس سلسلہ میں انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

ب) ایسے سماجی کارکن کے لئے "اِن سروس۔ ٹریننگ سینٹرس" کا قیام' جسے اپنی ریاست میں بہرے۔ نابینا' بچوں کو پڑھانے اور ان کی مدد کرنے میں دلچسپی ہو۔

ج) جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ چھوٹے بچوں کو عام باقاعدہ اسکولوں سے وابستہ کرنا۔ اس سلسلے میں بھی انتظام ہو رہے ہیں

د) باقاعدہ شام کی کلاس کا قیام۔ بہرے اشخاص (جن کی عمر ۱۶ سال سے زیادہ ہو) کے لئے تعلیمی پروگرام جاری رکھنا جنھیں کام کے مقصد سے زبان اور تقریر میں رابطہ مہارت کی ضرورت ہے۔

ہ) کمسن بہروں کو ترغیب دینا اور ان کی مدد کرنا تاکہ وہ مناسب تربیت کے ساتھ کوئی چھوٹا صنعتی کام شروع کر سکیں۔

حالانکہ پرنسپل واچہ نے ادارہ کے آئندہ منصوبہ جات کے بارے میں بڑے جوش اور ولولہ کا اظہار کیا۔ انھوں نے ٹرانسپورٹ جیسے چند مسائل کا ذکر کیا جس کا مناسب انتظام نہ ہونے کے باعث بچہ کو ایک مددگار لانا ہے جو والدین اور اسکول کے لئے مزید بار ہے اور جس کے لئے موخرالذکر کو کافی امداد مہیا کرنا پڑتی ہے، بچوں کی تعلیم تجربہ ہی پر مبنی ہوتی ہے۔ اور وہ اسکول کے باہر ہی بہت کچھ علم حاصل کرتے ہیں۔ بیرونی سیر و تفریح اُن کے پروجیکٹ کا اہم جز ہے، لہٰذا معذور بچوں کے لئے ایک منی بس بڑی نعمت ہوگی۔ موصوفہ نے بتایا کہ انھوں نے 'یونیسف' سے ایک منی بس دینے کی اپیل کی ہے۔ ایک

رہائش گاہ کی بھی ضرورت ہے۔ خود اسکول کی اپنی عمارت ہونی چاہیئے جہاں ان کے بہرے، نابینا بچوں کے لئے رہائشی سہولتیں مہیا کی جاسکیں، جنھیں فی الحال مختلف ہوسٹلوں میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ان بچوں کو ایک ہی جگہ رہنا چاہیئے جہاں سود مند مربوط تعلیم دی جاسکتی ہے اور پروگرام کو تیزی اور بہتر طریقے سے رُو بہ عمل لایا جاسکتا ہے۔ ادارہ اپنے معلمین کو بیرونی ممالک میں ایسے ہی اداروں میں تربیت دلانا چاہتا ہے، کیونکہ مقامی طور سے ایسی کوئی سہولت نہیں ہے۔

ادارہ کی مالی امداد:

خوش قسمتی سے ادارہ کو میسیریہ۔ جرمنی سے ایک جدید قسم کے کلینک کے لئے ۹۴،۰۰۰ روپے کی امداد مل گئی ہے۔ انڈو جرمن سوسائٹی نے بھی مالی اعانت کی ہے۔

کیونکہ ایسے شدید معذور بچوں کے لئے یہ واحد ادارہ ہے، لہٰذا بیرونِ بمبئی سے بھی یہاں درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔ جب میں اس ادارہ میں گئی تو میں ہریانہ کی ایک خاتون، جُگنو کی ماں سے ملی، جو دُور دراز کی مُسافت طے کرکے بمبئی آئی تھیں تاکہ اپنے لڑکے کو اس اسکول میں داخل کرسکیں۔ بہت کم والدین اتنا خرچ برداشت کرسکتے ہیں۔ پھر اس میں وقت بھی زیادہ لگتا ہے، لہٰذا ہندوستان میں دیگر مقامات پر ایسے بہت سے ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسے اداروں کی کامیابی، لوگوں کی جانب سے فیاضانہ امداد پر منحصر ہے، جنھیں یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایسے معذور اور اَپاہج بھی سماج کا حصہ ہیں جنھیں نظر انداز کردیا گیا ہے، انھیں بھی پیار، دیکھ بھال اور امداد کی ضرورت ہے۔ کیا ہم یہ فرض انجام دے سکتے ہیں؟

مجھے پوری اُمید ہے کہ جواب 'ہاں' ہی ہوگا۔ سال ۱۹۸۱ء اختتام پذیر ہے، لہٰذا اُمید ہے کہ یہ نہ صرف معذوروں کے سال کے طور پر کامیابی سے منایا جائے گا بلکہ ایسے ٹھوس اقدامات کئے جائیں گے جن سے ایسے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو راحت نصیب ہو اور ان کی زندگی بہتر ہو۔

**

معذوروں کے لئے امید کی کرن

★ ھری موھن شرما

معذور افراد کی تعداد قابلِ غور ہے۔ یہاں تین لاکھ نابینا، دس ہزار بہرے اور گونگے، ۳ لاکھ دماغی معذور اور مزید ایک لاکھ دیگر معذور ہیں۔

شہر بمبئی سے متعلق ان اعداد و شمار کی روشنی میں قومی سطح پر اس مسئلہ کی شدّت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

ان بےشمار ذہنی اور جسمانی طور پر معذور افراد میں کئی ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی مجبوریوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی بجائے اُن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ان کی حیرت انگیز خود اعتمادی اور جرأت مندی ہمارے اور آپ کے لئے مثال بن سکتی ہے۔ یہ وہ معذور افراد ہیں جو اپنی مدد آپ کرنے کے قابل ہیں۔

ان معذوروں کی کامیابی میں مخیرّ، رحمدل اور خلقِ خدا کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے افراد نیز ان تربیتی اداروں کا بہت بڑا ہاتھ ہے، جو ان معذوروں کی خدمت و تربیت کے لئے وقف ہیں۔ اس سلسلہ میں چند مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

حال ہی میں مہاراشٹر کے گورنر شری او۔ پی۔ مہرا کو گرینڈلیس بینک لمیٹیڈ کے ڈپٹی چیرمین مسٹر جے۔ او۔ برش نے راج بھون میں منعقدہ ایک تقریب میں بینک کی طرف سے معذور افراد کی فیلوشپ کیلئے ۱۰۰،۰۰۰، ۳ روپے کا چیک پیش کیا۔

گرینڈلیس بینک نے یہ رقم معذوروں کے لئے ایک سہ روزہ موسیقی پروگرام "کلا سنگم" کے ذریعہ اکٹھا کی تھی۔ اس پروگرام کے انعقاد کیلئے بینک نے مجموعی طور پر ۱۰۰،۰۰۰ لاکھ روپے خرچ کئے تھے۔ اس سے قبل بینک نے چیرٹی بال منعقد کر کے معذوروں کے لئے ۱،۶۵،۰۰۰ روپے جمع کئے تھے۔ اس طرح بینک نے اس مقصد کے تحت کل ۴،۷۵،۰۰۰ روپے جمع کئے۔

اسٹیٹ بینک بھی اس سلسلہ میں پیش پیش ہے۔ اسٹیٹ بینک نے اپنے نفع کا ایک حصّہ ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ فنڈ کے لئے مختص کر دیا ہے، جس میں سے معذور افراد کو فنی تربیت دینے والے اداروں کو گرانٹ دیا جاتا ہے۔

اسٹیٹ بینک مصنوعی اعضاء امدادی قیمتوں پر معذور افراد کو فراہم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اسٹیٹ بینک خود کاروبار یا صنعتیں قائم کرنے کے خواہشمند معذور افراد کی مالی امداد بھی کرتا ہے۔

نیشنل سوسائٹی فار ایکویل اپرچونیٹیز فار دی ڈس ایبلڈ، نامی تنظیم کے روحِ رواں معروف کرکٹ کھلاڑی اور انسان دوست شری وجے مرچینٹ کی کاوشوں کے نتیجہ میں بےشمار معذور افراد آج خود کفیل بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح بیشمار لوگ اور ادارے موجود ہیں جنھوں نے ہزاروں معذوروں کو سماج پر بوجھ بننے کے بجائے عزت اور وقار کے ساتھ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں مدد دی ہے۔

اس ضمن میں گجرات کے ایک مقام بھانسہ میں واقع ٹاٹا ایگریکلچرل اینڈ رورل ٹریننگ سینٹر کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں ۸۰ سو نابیناؤں کو زرعی کاموں کی تربیت دی گئی ہے اور اب وہ بہترین کسان ہیں۔

۱۶ سے ۴۰ سال کی عمر کے نابیناؤں کو دو سال تربیت دی جاتی ہے۔ زرعی کاموں کے علاوہ دیہی صنعت، دستکاری، جانور پالن، ڈیری اور دکانداری کے فن سکھائے جاتے ہیں۔ اس ادارے میں تعلیم، تربیت اور رہائش مفت ہے۔

سماجی خدمت کے لئے 'ریمن مکاسے اوارڈ' یافتہ جے پور کے ڈاکٹر پرمود کرن سیٹھی' ایک ماہر سرجن ہی نہیں بلکہ معذوروں کے دست راست بھی ہیں۔ جے پور میں معذوروں کی بازآبادکاری مرکز کے مالک ہیں جہاں وہ پیروں سے معذور افراد کے لئے مصنوعی پیر بناتے ہیں۔ ان کے بنائے ہوئے پیر "جے پور فٹ" کہلاتے ہیں۔ ڈاکٹر کرن سیٹھی نے ۲۰ سالوں کی تحقیق اور کوشش کے بعد لکڑی اور ربر کی مدد سے یہ پیر بنانے کا نیا طریقہ ڈھونڈ نکالا ہے۔ 'جے پور فٹ' معذور افراد بغیر جوتوں کے پہن سکتے ہیں جبکہ مغربی ممالک میں بنائے جانے والے عام مصنوعی پیروں میں جوتے کا استعمال ضروری ہے قیمت کے اعتبار سے بھی ڈاکٹر سیٹھی کے بنائے ہوئے پیر سستے ہیں۔ جے پور فٹ کی قیمت ۳۵ روپے ہے جبکہ مغربی ممالک کے مصنوعی پیروں کی قیمت ڈیڑھ سو روپے ہے۔

دماغی معذوری:

دماغی معذوری میں مبتلا بچے والدین کے لئے ایک خوفناک مسئلہ ہیں۔ قدرتی طور سے کئی والدین ایسے بچوں کے مستقبل سے پوری طرح مایوس ہو جاتے ہیں اور تا حیات ان کی کفالت کو اپنی ذمہ داری سمجھ لیتے ہیں۔ عموماً اس مرض کو لاعلاج تصور کیا جاتا ہے، لیکن اب ایک نئے طریقۂ علاج سے جسے پیٹرنگ کہتے ہیں' ایسے مریضوں کو کافی فائدہ پہنچا ہے۔

اس نئے طریقۂ علاج میں نفسیاتی طور پر طرح طرح کی حرکات کے ذریعہ مریض کے سست جسمانی اعضاء کو تحریک دی جاتی ہے ان کے پیروں اور بازوؤں کے پٹھوں کو جاندار اور حرکت کے قابل بنانے کے لئے ان سے مشقت کرائی جاتی ہے۔ انھیں خاص بنائے گئے تختوں پر ڈھلوان کی طرف رینگنے کے لئے کہا جاتا ہے تو کبھی تنگ سرنگوں سے پیٹ کے بل چلنے کو کہا جاتا ہے جب کہ رضاکار گاڈ ان کے سامنے رنگین بال یا مسخرے چہرے لگا کر انھیں اس مشق کے لئے اکساتے رہتے ہیں۔

بہرا اور اندھاپن:

بہروں اور گونگوں کی طرف بھی ہمارا سماج عموماً توجہ نہیں دیتا۔ ہیلن کیلر کی زندگی ان کے لئے مشعل راہ ہے جو ان میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔ ان افراد کا علاج یہی ہے کہ ان کے دلوں سے مایوسی دور کی جائے، انھیں اپنایا جائے اور انھیں خود پر بھروسہ کرنا سکھایا جائے۔

دیہی معذور افراد:

ہمارے ملک میں دیہی معذور افراد بھی بے توجہی کا شکار رہے ہیں معذور افراد کی چند تنظیمات نے اُن کی بازآبادکاری اور فلاح و بہبود پر توجہ دی ہے۔

دیہی معذور افراد کو دیہی روزگار کے کاموں میں لگایا جاتا ہے تاکہ ان کی بازآبادکاری اپنے ہی اہل و عیال اور دوستوں کے درمیان اپنے مانوس ماحول میں ہو سکے۔

ضلع پریشد اور دیگر تنظیمیں نہ صرف معذور افراد کی بازآبادکاری میں مصروف ہیں بلکہ وہ صحت مند افراد اور بچوں کو معذور ہونے

سے بچانے کے لیئے بھی جتن کررہی ہیں۔ اس سلسلہ میں ناخواندگی، خراب غذاء آلودگی، جراثیموں سے تحفظ اور جنسی امراض کا تدارک عام طور سے کیا جاتا ہے۔

معذور افراد اور فنونِ لطیفہ:

بعض افراد کا خیال ہے کہ چونکہ جسمانی یا دماغی معذور افراد دیکھنے میں عجیب لگتے ہیں اس لئے انھیں رقص، ڈرامہ اور مصوری جیسے فنونِ لطیفہ سے دور رہنا چاہیئے، جبکہ فنون لطیفہ کے لئے ظاہری حسن سے زیادہ دلی لگن اور تسکین کا میلان ضروری ہے۔

بین الاقوامی سال برائے معذور افراد کے موقع پر نیشنل سوسائٹی فار ایکویل اپرچیونٹیز فار دی ہینڈی کیپڈ نے ۱۶ ر سے ۱۹ ر ستمبر ۱۹۸۱ء تک بمبئی میں پہلا کل ہند فنی مہارت و صلاحیت مقابلہ برائے معذور افراد منعقد کیا، جس میں ۱۹ ریاستوں کے تقریباً ۶۰۰ معذور افراد نے شرکت کی۔ اس مقابلے میں ناچ، گانا، موسیقی، مٹی کے ماڈل بنانا، ایکٹنگ وغیرہ شامل تھے۔

اس مقابلے میں ڈیف میوٹ اسکول' امبھال اور گورنمنٹ لیڈی نائسی سیکنڈری اسکول فار دی ڈیف کے طلبہ نے لوک ناچ پیش کیا۔ دماغی معذور بچوں کے ادارے کوموسا' اسکول کی طالبہ کماری شری لتا نائر نے بھارت ناٹیم اور جذام کے مریض بچوں نے ایک گروپ ڈانس پیش کیا۔

کے۔ ای۔ ایم۔ ہسپتال کے بہروں سے معذور زیر علاج مریض اور دیگر نے موسیقی کا پروگرام پیش کیا۔ شری بھارت شندے نے اپنے پیروں سے ہاتھوں کا کام لیتے ہوئے ہارمونیم بجایا۔

گنت دھے نامی ایک نابینا فرد' اندور میوزک کالج میں لیکچرار ہے۔

مونو ایکٹنگ مقابلے میں دادر کے نابینا اسکول کی کماری اندرا گنجل کی اداکاری کو بے حد سراہا گیا۔ بے شمار معذور بچوں نے برموقعہ مصوری مقابلے میں شرکت کی۔

ایسے کئی معذور بچے ہیں جنھوں نے اینھلیٹکس، کرکٹ، ہاکی اور دیگر کھیلوں میں تمغے اور انعامات حاصل کئے ہیں۔

ایک معذور فرد شری ایس۔ کیلاسن نے اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے کہا کہ "جب تک اُمید باقی ہے تو کسی نقصان کی فکر نہیں! امید کے ساتھ سخت محنت ولگن کے ساتھ معذوری پر قابو پانے کا حوصلہ ہو تو اس کی زندگی بھی دوسروں کی طرح خوشگوار بن سکتی ہے۔"

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ معذور افراد بھی اپنی مدد آپ کرنے کے قابل بن سکتے ہیں۔ بشرطیکہ لوگ انھیں کچھ سیکھنے اور بننے کا موقع دیں۔ ان معذور افراد کو سب سے زیادہ ضرورت آپ کی ہے۔ وہ لوگ جنھوں نے معذوری پر توجہ دی، اُن کے پست حوصلوں میں نئی جان پڑی' ان کی مثالیں قابلِ تقلید ہیں۔ ایسے ہی جذبے کی آپ سے بھی اُمید ہے۔

★★
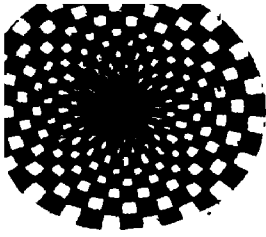
باعزم و باہمت معذور نوجوان

* ایم۔اقبال

'بین الاقوامی سال برائے معذور افراد' قریب الختم ہے۔ اس دوران معذور افراد کی فلاح و بہبود سے متعلق سرکاری اور عوامی کارکردگی اتنی عمدہ رہی ہے کہ شاید ایک طویل عرصہ یا ممکن ہے ہمیشہ ان افراد کی بہبودی کا خیال ہر ایک کے دل میں باقی رہے۔ مذکورہ سال کے دیگر فوائد کے علاوہ سب سے اہم نتائج میں دو باتیں قابلِ ذکر ہیں۔ ایک تو یہ کہ معذور افراد کے تئیں صحت مند لوگوں میں رحم و کرم کے عام رجحان میں تبدیلی واقع ہوئی اور دوسرے یہ کہ خود معذور افراد نے احساسِ کمتری کو پس پُشت ڈالتے ہوئے نئے حوصلوں سے باعزت شہریوں کی طرح کامیاب زندگی گذارنے کی جدوجہد شروع کی۔

مذکورہ سال کے دوران تقریباً تمام پروگرام، سمینار اور نمائشوں کے ذریعہ معذور افراد سال بھر عوام کی توجہ کا مرکز بنے رہے لیکن ساتھ ہی ساتھ معذوری پر قابو پانیوالے معذور افراد کی کامیاب زندگی کی چند نادر اور زندہ مثالیں بھی سامنے آئیں جو اس یقین کو مزید مستحکم کرتی ہیں کہ "دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں۔"

ایسے ہی چند حوصلہ مند اور باعزم کامیاب معذور انسانوں میں ایک ۲۰ سالہ نوجوان شیخ محمد عبداللہ ابا بھی ہے۔

بمبئی کے ڈونگری علاقہ میں ایک غریب خاندان سے تعلق رکھنے والا یہ نوجوان بچپن میں ایک حادثہ کے دوران دونوں پیروں سے معذور ہوگیا تھا۔ بڑھاپے کی لاٹھی کو یوں ٹوٹتا دیکھ کر غریب ماں باپ کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اس کے باوجود شیخ کے والدین نے نہایت صبر و تحمل سے یہ دُکھ برداشت کیا اور معاشی مشکلات و دیگر گھریلو پریشانیوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اس معذور بچہ کی پرورش کی اور اسے کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ گھر کے دیگر تندرست افراد سے کمتر ہے۔

ممتا اور پدرانہ شفقت کے سائے میں پل کر جب شیخ تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوا تو اسے خوجہ خان محمد حبیب بھائی ہائی اسکول میں داخل کیا گیا۔ شیخ نے بڑی لگن و محنت سے پڑھائی پر توجہ دی اور ایس ایس سی میں

نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اسکول کی زندگی میں شیخ، سماجی سرگرمیوں اور کھیل کود میں بھی برابر حصہ لیتا رہا۔ معذوری کو اس نے کبھی اپنی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ اسکول کے سالانہ کھیلوں کے مقابلوں میں شیخ نے کئی بار کامیابی حاصل کی اور انعامات جیتے۔ آخری سال کے مقابلوں میں شیخ کی کامیابی سے خوش ہوکر اسکول کے ٹرسٹیوں نے شیخ کو ایک یادگار تحفہ دیا۔ یہ تحفہ تھا ایک تین پہیوں والی سائیکل جو شیخ کو ۱۰۰ میٹر دوڑ میں اول آنے پر دی گئی تھی۔ آج بھی یہ سائیکل شیخ کے پاس موجود ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے پیروں کی معذوری بھول چکا ہے۔

بہرحال ان ہی حالات میں شیخ کی پرورش جاری رہی۔ رفتہ رفتہ جب اس کا جسمانی اور دماغی شعور پختہ ہوتا گیا تو شیخ کے دل میں بھی اپنے صحت مند بھائی کی طرح خاندان کی ذمہ داری میں حصہ لینے کی تمنا پیدا ہوئی۔ اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتے ہی شیخ نے اپنی صلاحیتوں کو بڑھانے پر توجہ دی تاکہ وہ کمانے کے قابل ہو جائے اور خاندان کی کفالت میں ہاتھ بٹا سکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے شیخ نے دادر، ممبئی میں واقع معذور افراد کی بازآبادکاری کے ایک ادارے 'اپنگ میترا' میں داخلہ لیا۔ یہ ادارہ ۱۹۷۷ء میں قائم ہوا ہے جو ریاست بھر میں اپنی نوعیت کا انوکھا ادارہ ہے۔ اس ادارے کو معذور افراد نے قائم کیا تھا اور آج تک اس کا انتظام معذور افراد کے ہاتھوں ہی میں ہے۔

یہاں بھی شیخ نے حوصلہ مندی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی معذوری پر قابو پانے کی کامیاب جدوجہد کی اور اپنے استادوں کے ساتھ مکمل تعاون کیا۔ اس ادارے میں شیخ کے پیروں میں مصنوعی آلات لگائے گئے تاکہ اسے چلنے پھرنے میں آسانی ہو۔

اس ادارے کی تعلیم و تربیت کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں بھی شیخ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہمیشہ مضبوط ارادے، محنت اور لگن کا مظاہرہ کرتے ہوئے تربیت مکمل کی۔ ان ہی اوصاف کی بدولت کامیابیوں نے شیخ کے قدم چومے اور آج اس کا مستقبل نہایت شاندار ہے۔

اس ادارے میں شیخ نے انجینئرنگ پلانوں کی ٹریننگ کا کام سیکھا۔ جواہرات کی کٹنگ سے بھی وہ واقف ہے۔ اس کے علاوہ یہیں پر اس نے تھرموکول پلاسٹر سے نت نئے نمونے اور ڈیزائن تیار کرنے کا تجربہ حاصل کیا۔ اس کے تیار کردہ کئی خوبصورت ماڈل اور فریم چند ممتاز ہستیوں کے ڈرائنگ روم کی زینت بنے ہیں۔

معذوری پر قابو پانے کی شیخ کی قابلِ رشک کامیابی سے ہر ایک کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور انھیں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ "جہاں ارادہ پختہ ہو، راہیں خود بخود کھل جاتی ہیں۔"

آج شیخ کے لیئے پیروں کی معذوری کوئی رکاوٹ نہیں۔ وہ ایک سرگرم عمل نوجوان ہے اور زندگی کے ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ شیخ کی بڑی آرزو ہے کہ وہ دوسروں کا دستِ نگر نہ رہے اور خود کا کاروبار کرے۔ اس سلسلہ میں اس نے وزیراعلیٰ شری اے۔ آر۔ انتولے سے ممبئی میں کسی جگہ ایک اسٹال عطا کئے جانے کیلئے تحریری درخواست بھی کی ہے۔

شیخ کے حوصلہ اور ہمت کو سراہتے ہوئے 'اپنگ میترا' کے چیرمین شری وی۔ جے۔ بھاوے نے بھی وزیراعلیٰ کے نام اپنے خط مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۸۱ء میں شیخ کے لئے زبردست سفارش کی ہے۔ غریبوں، معذور افراد اور ناداروں کے تئیں وزیراعلیٰ کے ہمدردانہ رویہ کے پیشِ نظر قوی امید ہے کہ اس باہمت معذور نوجوان کی تمنا ضرور پوری ہوگی۔

★★

سیدہ فہمیدہ پروین
لکچرر: سائنس کالج ۔ نظام کالونی،
ناندیڑ (مہاراشٹر)

اُردو کی عشقیہ شاعری اور علامہ اقبال

اکثر اردو شاعری کے بارے میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ صرف رند، واعظ اور جام و صبو گل و بلبل کا افسانہ ہے یعنی اردو شاعری میں سوائے حسن و عشق کے سطحی قصوں کے کچھ اور نہیں۔ لیکن یہ سراسر بہتان طرازی کے سوائے کچھ نہیں، کیونکہ اُردو شاعری پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا زیادہ تر سرمایہ غزلوں میں ہے اور غزلوں کا خمیر حسن و عشق ہی سے تیار ہوا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ عشق ایک ایسا جذبہ ہے جو تمام جذبات پر حاوی ہے۔ والدین کو اولاد سے عشق ہوتا ہے۔ بیوی کو شوہر سے اور شوہر کو بیوی سے محبت ہوتی ہے۔ محبوب سے ملک سے خدا سے غرض عشق کو تمام جذبات کا سردار کہا جاتے تو بیجا نہ ہوگا۔

کوئی حد ہی نہیں ہے گویا محبت کے فسانے کی
سُناتا جا رہا ہے جس کو جتنا یاد ہوتا ہے۔

لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اُردو شاعری میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہ الزام ہے جو بے بنیاد ہے کیونکہ اس میں ابتدا ہی سے حقیقت نگاری کے علاوہ زندگی کی تنقید اور ترجمانی بھی پائی جاتی ہے جو ایک سچے ادب کی عکاسی کرتی ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل اشعار کو لیجیے:۔

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
مرد کا اعتبار کھوتی ہے۔

ایک زمانہ گذر جانے کے بعد بھی اس کی سچائی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یا یہ شعر:۔

مجھ کو شاعر نہ کہو میرؔ کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کئے جمع تو دیوان کیا

اس شعر میں میرؔ نے کس بلاغت و ایمایت سے گویا اپنے زمانہ کا مرثیہ کہہ دیا ہے۔ اسی طرح مرزا غالبؔ کا یہ شعر تو گویا ضرب المثل بن گیا ہے۔

کون سے کام بند ہیں غالبؔ خندہ کے بغیر
رو بیئے زار زار کیا، کیجئے ہائے ہائے کیوں

یا غالبؔ ہی کا مندرجہ ذیل شعر:۔

غارت گر ناموس نہ ہو گر ہوس زر
کیوں شاہد گل باغ سے بازار میں آتے۔

یہ محض گل و بلبل کا افسانہ نہیں بلکہ اپنے عہد کا آئینہ دار ہے۔ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں اشعار شعرائے قدیم کے دیوانوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ اردو شاعری محض گل و بلبل کا افسانہ نہیں ہے۔ اس میں اخلاق، مذہب و سیاست ہر موضوع کو ظاہر کیا گیا ہے لیکن جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ اُردو شاعری کا غالب حصہ غزلوں پر مشتمل ہے۔ جو اردو شاعری میں بڑی مشہور و مرغوب صنف ہے۔ اور اکثر اردو شاعری کو غزل کے ذریعہ ہی جانا جاتا ہے۔ اور صنف غزل کی مجبوریوں نے، سیاسی و سماجی حالات نے شاعر کو کھل کر بیان کرنے سے مانع رکھا۔ گویا بقول غالبؔ:۔

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو
بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

گو زندگی کی تمام حقیقتوں کو اشاروں اور کنایوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ اسی لئے ایسے لوگ جو ایسے حقیقت کی نظر سے اور لغت کی مدد سے سمجھنا چاہتے ہیں۔ وہ قفس کے معنی قید خانہ اور ظالم کے معنی صرف ظالم سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسے لوگ شاعری سے اور خاص طور پر اُردو شاعری سے ناواقف ہیں۔ ایسے لوگ اردو شاعری سے لطف اندوز نہیں ہوسکتے۔

لیکن اُردو شاعری کو حسن و عشق کی شاعری کہنے سے ان کی مراد یہ ہے کہ ہماری شاعری کا زیادہ تر حصہ انہیں محوروں پر گھومتا ہے تو یہ بات زیادہ غلط بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں داخلی کیفیات،

کا بیان خارجی حالات سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا
کہ اس کا محور صرف و صرف عشق رہا ہے جیسا کہ شعرائے قدیم کے
ان اشعار سے واضح ہوتا ہے

دہر جز جلوہ یکتائی معشوق نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر عشق نہ ہوتا خود بیں

اردو کے پہلے شاعر امیر خسرو سے جو غزل منسوب ہے اُس
کے اس قسم کے اشعار بھی زبان زد ہیں۔

شبانِ ہجراں دراز چوں زلف
و روزِ وصلت چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں
تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

یا اردو کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر قلی قطب شاہ کی غزل کا
یہ دلکش شعر:-

پیا باج پیالہ پیا جائے نہ
پیا باج اِک تل جیا جائے نہ

عشق کا یہ رنگ آگے جا کر اس قدر گہرا ہو جاتا ہے کہ اس کے
سامنے تمام دوسرے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں۔ رہا عشق کی نوعیت کا
سوال تو یوں سمجھ لیجئے کہ یہ فلسفہ وحدت الوجود یا ہمہ اوست کا
دوسرا نام تھا۔

جیسا کہ سب جانتے ہیں عشق کی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی و مجازی۔
مجازی سے مراد دنیاوی عشق ہے جو اپنی ہی طرح کے دوسرے شخص
سے ہو اور حقیقی سے مراد وہ عشق ہے جو ذاتِ خداوندی سے ہو۔
لیکن حقیقی عشق کا راستہ بھی مجاز سے ہو کر گذرتا ہے۔ خدا خود
فرماتا ہے کہ اگر مجھ سے محبت ہے تو میرے بندوں سے محبت کرو۔
کسی صوفی کا مجاز سے دل لگائے بغیر گذرنا محال ہے اسی لیے
شاید میر تقی میر کے والد نے کہا تھا کہ:-

"بیٹا عشق اختیار کرو، عشق ہی اس کارخانہ عالم پر مسلط
ہے اگر عشق نہ ہوتا تو یہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ بے عشق
زندگانی وبال اور عشق میں دل کھونا اصل کمال ہے۔ عالم میں جو
کچھ ہے عشق کا ظہور ہے۔ آگ سوزِ عشق ہے۔ پانی رفتارِ عشق ہے
خاک قرارِ عشق ہے اور ہوا اضطرارِ عشق ہے۔ موت عشق کی مستی
ہے۔ حیات عشق کی ہوشیاری ہے۔ رات عشق کا خواب ہے۔
دن عشق کی بیداری ہے"

علامہ ابن عربی کے فلسفہ توحید کے زیرِ اثر عشق کے سلسلہ میں اس
قسم کی تعلیم عام تھی اور ہر مکتب و ہر خانقاہ میں بلا امتیاز دی جاتی تھی۔
اور مرد و عورت و بچے تمام اس سے بہرہ ور ہوتے تھے۔

کہتے ہیں کہ ہر چیز کا حدِ اعتدال سے بڑھ جانا خطرناک ہوتا ہے۔
اور جب یہی عشق حدِ اعتدال سے بڑھ کر انسان کے قوائے ذہنی و
عملی کو مسلوب کر گیا تو بقول علامہ اقبال حیاتِ انفرادی اور حیاتِ
اجتماعی کے لئے سم قاتل ثابت ہوا۔ سیاسی اعتبار سے یہ ایسا
وقت تھا کہ مسلمانوں کا سیاسی و علمی وقار ان سے چھن چکا تھا۔
عشقِ حقیقی کہ اس فلسفہ نے پناہ دی اور وہ ہر ناکامی و مایوسی
کو اس میں تلاش کرنے لگے انھیں یہ یقین ہو گیا کہ:-

(۱) یہ زندگی حقیقی نہیں ہے بلکہ خواب ہے۔
(۲) انسان محض لاچار اور مجبور ہے
(۳) کائنات کی حقیقت ایک باقی، سب اشیاء اس کا پرتو یا عکس ہے۔
(۴) اس حقیقت تک رسائی عقل کے ذریعہ نہیں بلکہ دل کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔
(۵) اس عشق کی کامیابی کا راز خود کو پانے میں نہیں بلکہ خود کو کھونے میں ہے۔
(۶) اس کی کامیابی کا دار و مدار ذاتی جدّ و جہد پر نہیں بلکہ صرف تائیدِ غیبی پر ہے۔

اور ان باتوں پر یقین کر کے تمام قوم دین و دنیا سے بے نیاز ہو گئی۔
بے حسی اور بے عملی ان کے مزاج کا جز بن گئی۔ اور یہی خیالات
صوفیائے کرام سے ہوتے ہوئے جب ہمارے شعراء تک پہنچے تو اندازِ بیان
کی دلکشی و زبان کی جادوگری نے اس شراب کو دو آتشہ بنا دیا۔ اور
پوری قوم پر اس شراب کی وہ مستی طاری ہوئی کہ وہ اپنے گرد و پیش
سے بے خبر و بے نیاز ہو گئی۔ اس فلسفہ کے نتیجہ میں ہمارے شعراء کے
یہاں ایسے اشعار پائے جانے لگے جس میں زندگی کو مجہول اور مردہ
ثابت کیا گیا ہے۔ مثلاً:-

وائے ناکامی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ہستی اپنی حباب کی سی ہے —
یہ نمائش سراب کی سی ہے —

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے۔

اردو شاعری میں خیالات بہت زیادہ عام تھے۔ علامہ اقبال پہلے شاعر ہیں جنھوں نے اس طرزِ فکر سے انحراف کیا۔ اور اردو شاعری کے اس مہلک حیات رویہ سے بغاوت کی۔ انھوں نے ہمہ اوست کے اس فلسفہ کو افلاطون اور ہندو فلسفہ سے ماخوذ بتایا اور اس کی تردید اس زور سے کی کہ اس فلسفہ کے زیرِ اثر جو قوم خوابِ غفلت میں پڑی ہوئی تھی چونک اٹھی اور بقول شخصے اس کی روحانی دنیا میں گویا انقلاب آگیا۔" یہ کوشش اقبال سے پہلے شاہ ولی اللہؒ نے بھی کی تھی لیکن انہیں ایسی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ چونکہ یہ فلسفہ زیادہ تر شاعری کے ذریعہ آیا تھا اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی ایسی شخصیت ہو جو شاعر بھی ہو، مفکر بھی ہو اور قوم کی ہمدرد بھی ہو اور یہ تمام خوبیاں علامہ اقبال کی ذات میں اکٹھی ہو گئی تھیں۔ اقبال نے اپنے کلام کے ذریعہ قوم کے افکار و خیالات کو متاثر کیا اور اردو کے ساتھ ساتھ فارسی زبان کو بھی اپنے خیالات کا ذریعہ بنایا اور فلسفہ وحدۃ الوجود کے مقابلہ میں زندگی اور عشق کا ایسا ولولہ انگیز تصور پیش کیا جس سے بقول شخصے زندگی اور زندہ دلی کے چشمے پھوٹ پڑے۔ مایوس دلوں کی آبیاری ہوئی۔ دلوں کی بنجر زمین میں جان پڑ گئی اور وہی قوم جو برطانوی سامراج کے سامنے سر ڈال چکی تھی، تازہ شیرازہ بندی کے ساتھ ان کی حریف بن گئی اور اقبال کی یہ پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔

"اگر نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی"

اقبال نے شعرائے قدیم کے برعکس فلسفۂ زندگی کا ایک نیا تصور بخشا:-

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی
تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں پیہم جواں ہر دم رواں ہے زندگی

موت تجدیدِ حیاتِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے
جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

یوں تو ابتدا میں اقبال نے بھی عشقِ مجازی ہی کو پیش کیا ہے یا یوں کہنا درست ہوگا کہ وہ حقیقت کو بھی مجاز کے پیرائے میں دیکھنے کے خواہاں تھے، کہتے ہیں:-

"کبھی اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں"

ایک نظم بہ عنوان "حسن و عشق"، جو ان کی کامیاب نظموں میں سے ہے میں انہوں نے بتایا ہے کہ بغیر عشق کے کرشمہ سازی کے عشق کی تکمیل نہیں ہوتی۔ لیکن بعد میں آہستہ آہستہ اس تصور میں تبدیلی ہوئی۔ اور ان کا عشق مجازی حسن سے آزاد ہو گیا:- قدیم شعراء کے یہاں معشوق بے وفا و ہرجائی ہوا کرتا ہے لیکن اقبال اپنے آپ کو عاشق ہرجائی کہتے ہیں۔ وہ شہد کی مکھی کے بجائے مصری کی مکھی بننا پسند کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حسن دنیا کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے لیکن اس کا کمال انسانی حسن ہی میں نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں:-

ہر شے میں ہے نمایاں یوں تو جمال ان کا
آنکھوں میں ہے سلیمیٰ تیری کمال اُن کا

اقبال عشق کی برتری کو تسلیم کرتے ہیں ایک نظم بنام "عقل و دل" میں دل کی برتری ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

دوسری جگہ کہتے ہیں:-

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم

ان کے نزدیک عشق ارتقاءِ حیات کا باعث ہے۔ زندگی کا مقصد بھی عشق ہے۔ عشق کے ذریعہ موت پر فتح پائی جا سکتی ہے۔

ہے ازل نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقلِ انسانی ہے فانی زندہ و جاوید عشق

اقبال کا کہنا ہے کہ عشق ہی انسان کی وجہِ تخلیق ہے۔ اور اُسی نے اُسے ہست و بود کے گرداب سے باہر کھینچ نکالا ہے۔

اس طرح اقبال کے کلام کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ابتدا میں اقبال کا عشق مجازی تھا لیکن یہ صرف ابتدائی دور میں۔ اس کے بعد یہ عشق اجتماعی مقاصد کا عشق بن گیا۔ یا یوں کہئے کہ انہوں نے اپنے مقصد برآوری کے لئے اپنے اوپر یہ جذبہ طاری کر لیا تاکہ کلام میں اثر پیدا ہو۔

اقبال مولانا روم کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں اور اقبال

کا عشق کا تصور قریب قریب وہی ہے جو مولانا روم کا ہے۔

اقبال کے عشق کا تصور دنیاوی مقاصد آفرینی سے وابستہ ہے۔ اقبال کے یہاں ایمان کی کسوٹی بھی عشق ہے اور جو اس پر پورا نہ اترے کافر و زندیق ہے۔

ز رسم و راہ شریعت نہ کردہ ام تحقیق
ہر آنکہ منکر عشق است کافر و زندیق

یہانتک کہ اقبال کی مستی و بے خودی بھی مقصدیت کی ہے۔ لیکن ان کے بیان کی رنگینی نے اس میں تاثیر اور دلکشی پیدا کر دی ہے ان کا کہنا ہے کہ عشق ہی کی بدولت انسان میں جدت اور تخلیق کی قوت پائی جاتی ہے۔ اور وہ اللہ کا شریک کار بن کر دنیا کو سنوارتا ہے۔

تو شب آفریدی، چراغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم

عشق ہی کی بدولت انسان اس مرتبہ کو پہنچتا ہے کہ خدا اس سے پوچھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ:— بتا تیری رضا کیا ہے۔

اکثر شعراء نے عشق کے مقابلہ میں عقل کا مذاق اڑایا ہے لیکن اقبال اس کے برعکس کہتے ہیں:-

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

ایک جگہ تو لکھا ہے کہ عشق بھی عقل کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ دونوں کی منزلیں ایک ہی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جو کام عقل حیلے بہانے سے کرنا چاہتی ہے عشق آن واحد میں کر لیتا ہے۔

ہر دو بمنزل رواں ہر دو امیر کارواں
عقل بہ حیلہ می رسد عشق برد کشاں کشاں

مندرجہ بالا مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ اقبال کا تصور عشق ان سے پہلے کی عشقیہ شاعری سے کس قدر الگ ہے۔ اقبال کے نزدیک عشق ہیجان۔ ایک اضطراری کیفیت یا دشمن عقل فنا آمادگی یا محدود کو لامحدود میں گم کر دینے کا نام نہیں بلکہ عشق نام ہے ایک عالمگیر قوتِ حیات کا مقصد کے حصول کے لئے بے پناہ کوشش کا عزم و آرزو سے آراستہ جہد مسلسل کا یا کوشش پیہم کا۔

ہر وقت نیا طور نئی برقِ تجلی
اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو کم

اس تصور عشق کے لئے اقبال نے مولانا روم کے علاوہ ایک اور ماخذ کا پتہ بتایا ہے۔ یورپ کے سفر کے دوران برٹش میوزیم میں انھیں بوعلی سینا کا ایک رسالہ دیکھنے کا موقع ملا۔ اس رسالہ میں بوعلی سینا نے بتایا ہے کہ عشق ایک جذبۂ حیات ہے جو حیات نباتاتی، حیات حیوانی کے مدارج سے پھر انسان کے روحانی ارتقاء تک ہر سطح پر حرکت و ارتقاء کے محرک جذبہ کی حیثیت سے کام کر رہا ہے لیکن اس تصور کو جدید طریقہ پر صرف اور صرف اقبال ہی نے پیش کیا ہے۔ اور اس میکانکی دور میں جبکہ انسان عالمی مشین کا ایک پرزہ بن کر رہ گیا ہے۔ اقبال کے عشق کا تصور اسے بڑی تقویت و سہارا دے سکتا ہے۔ آج کے نوجوان اقبال کے عشق کی چنگاری سے اپنے عشق کے شعلوں کو بھڑکا سکتے ہیں۔ اور اس کی روشنی میں اپنی راہوں کو منور کر سکتے ہیں۔

حسرت موہانی اور اردوئے معلیٰ

غنی غازی ناندوروی
انجمن خیرالاسلام جونیر کالج بمبئی ۸

حسرت موہانی کی مرکب ، جامع اور ہمہ گیر شخصیت ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں صحافت ، سیاست ، حریت اور انسانیت کے سدا بہار ، رنگا رنگ پھول سجے ہیں ۔ حسرت موہانی بہ ایک وقت ادب و سیاست دونوں میدانوں کے شہسوار رہ چکے ہیں ۔ بلندپایہ ادیب ، ممتاز شاعر ، سیاسی رہنما ، تحریکِ آزادئ ہند کے جانباز سپاہی ، تنقید نگار ، سماجی مصلح ، حق گو ، حق پسند ، حق یقین اور مخلص و خلیق انسان کو حسرت موہانی کہا جاتا ہے ۔ دیگر شعبۂ حیات میں حسرت نے بلاشبہ اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑے ہیں مگر صحافت کے میدان میں ان کے کارہائے نمایاں نے لافانی نقوش چھوڑے ہیں ۔ حسرت موہانی کی صحافت کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر احمد لاری لکھتے ہیں :-

"حسرت نے اپنی صحافت کا چراغ تہذیب الاخلاق سے جلایا ہے ۔ ان کی صحافت میں بازاری پن یا سطحیت کا گذر نہیں ۔"

حسرت موہانی کی عملی زندگی کا آغاز صحافت نگاری سے ہوا تھا ۔ اپنی حیات میں انہوں نے دو رسائل " اردوئے معلیٰ " اور " تذکرۃ الشعراء " کا اجرا کیا ۔ علاوہ ازیں ایک اخبار " مستقل " بھی نکالتے تھے ۔ لیکن ان تینوں میں صوری و معنوی ، معیاری گو کہ بہ ہر اعتبار " اردوئے معلیٰ " ممتاز تھا ۔ اردوئے معلیٰ اپنے دور کے رسالوں میں سرفہرست تھا ۔ بقول آل احمد سرور :-

" اردو ادب کی تاریخ میں جن رسالوں کے کارنامے قابلِ ذکر ہیں ، ان میں دلگداز ، مخزن ، اردوئے معلیٰ ، زمانہ ، معارف اور اردو ممتاز ہیں ان میں اردوئے معلیٰ کئی حیثیتوں سے سرِفہرست ہے ۔"

اردوئے معلیٰ کا پہلا شمارہ جولائی ۱۹۰۳ء میں منظر عام پر آیا تھا ۔ اردو کے دوسرے رسائل کی طرح بھی اپنی زندگی میں تحقی پُرخار ، پُرخطر راہوں اور نشیب و فراز سے دوچار ہوتا رہا ۔ اردوئے معلیٰ کی اشاعت کو ہم اجمالاً تین ادوار میں تقسیم کرسکتے ہیں ۔

پہلا دور	:-	جولائی ۱۹۰۳ء	تا	مئی ۱۹۰۸ء
دوسرا دور	:-	اکتوبر ۱۹۰۹ء	تا	اپریل ۱۹۱۳ء
تیسرا دور	:-	جنوری ۱۹۲۵ء	تا	مارچ ۱۹۴۲ء

پہلے دور میں رسالہ ۴۸ صفحات پر مشتمل ہوتا تھا ۔ بعض شمارے ۵۲ صفحات کے بھی ملتے ہیں ۔ ۱۹۰۸ء تک رسالہ کا زر سالانہ ۴ روپے تھا ۔ اس کے بعد رسالہ دو قسم کے کاغذ پر نکلتا تھا ۔ اور ان کی قیمتیں بھی الگ الگ ہوتی تھیں ۔ دوسرے دور میں

رسالہ ۴۲ صفحات کا نکلنے لگا۔ اور اس کی قیمت سالانہ ایک روپیہ کردی گئی۔ اس دور میں رسالہ کے ساتھ شعراء کے دواوین کا انتخاب بطور ضمیمہ بھی شائع ہوتا تھا۔ اور اس طرح رسالہ کی قیمت مع ضمیمہ دو روپیہ ہوا کرتی تھی۔ تیسرے دور میں پرچہ ۱۹۲۵ء میں کانپور سے شائع ہونے لگا۔ اس وقت رسالہ میں مختلف کتابیں قسط وار شائع ہوا کرتی تھیں۔ اردوئے معلیٰ کا اہم ترین مقصد ——— "درستی مذاق" تھا۔ لہٰذا اس کے صفحات اس دور کے مایۂ ناز ادباء وشعراء کی تخلیقات سے مزین ہوا کرتے تھے۔ اس میں ہمہ اقسام کے مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ سوانحی، علمی، فلسفی، اخلاقی، تمدنی، سائنسی، تکنکی اور سیاسی مضامین کے علاوہ انگریزی کے تراجم نظم ونثر پر تنقید اور مختصر وطویل افسانے بھی اوراقِ اردوئے معلیٰ پر سجائے جاتے تھے۔

حسرت موہانی فنی رموز سے خوب واقف تھے۔ فن کے محاسن وعیوب کے نباض تھے۔ انھیں اسلوبِ بیان اور صحتِ زبان کا پورا خیال تھا۔ وہ اسلوب کی ندرت اور موضوعات کے تنوع سے پیار کرتے تھے۔ ان کے ہاں فکری متانت اور فنی نفاست کی قدر کی جاتی تھی۔ حسرت نے اردوئے معلیٰ کو سنوارنے کے لئے خوب کوششیں کی تھیں۔ اس کی بہار میں جہاں حسرت موہانی کے خونِ جگر کو دخل ہے وہیں ان کے معاصرین کے بھرپور تعاون سے بھی اردوئے معلیٰ کے صفحات انکار نہیں کرسکتے۔ حسرت کے ہاں قدیم وجدید کی قیود نہ تھی بلکہ اردوئے معلیٰ کی محفل میں دونوں اقسام کے شعراء وادباء کو دیکھا گیا ہے۔ احمد علی شوق، شاد عظیم آبادی، میر مہدی مجروح، امیر اللہ تسلیم، وفا رامپوری، گستاخ رامپوری، سجاد عظیم آبادی، ڈاکٹر اقبال، حسرت شیروانی، اکبر الٰہ آبادی، شوکت علی خاں فانی، خلیل مانک پوری، محشر لکھنوی، عزیز لکھنوی، بے خود بدایونی، احسن اللہ خاں، ضامن کنتوری، عرش گیاوی، ثاقب دہلوی، انگر قاضی پوری اور وحشت لکھنوی وغیرہ جیسے بلند پایہ شعرائے کرام کے کلام سے اردوئے معلیٰ آراستہ ہوا کرتا تھا۔ اُردوئے معلیٰ میں یوں تو حصہ نظم کم ہوتا تھا، مگر جتنا بھی ہوتا قابلِ داد ہوتا تھا۔ اردوئے معلیٰ کی تعریف کرتے ہوئے حسرت ایک جگہ رقمطراز ہیں۔

"رسالہ اردوئے معلیٰ علی گڑھ یعنی صحیح اور فصیح اُردو کا مشہور اور قابلِ دید رسالہ، جس میں منجملہ دیگر مضامین دلچسپ ہر مہینے شروع میں زیرِ عنوان تذکرۃ الشعراء اردو زبان کے مستند اساتذہ کے حالات اور ان کے کلام پر بے لاگ تنقید، درمیان میں بیاض اور آخر میں موجود شعراء ہند کی غزلیں ضرور شائع ہوتی ہیں۔ ادبی حیثیت سے لاریب اردو رسالہ اردوئے معلیٰ کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔"

متذکرہ بالا بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اُردوئے معلیٰ میں وہ تمام خوبیاں موجود تھیں جو ایک معیاری رسالے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ تنقید، تبصرہ، افسانے، نظمیں وغزلیں، تراجم وغیرہ جیسے مضامین کی اشاعت نے رسالے کی شان کو دوبالا کردیا تھا۔

حصۂ نثر میں جن ادباء کے رشحاتِ قلم بالالتزام شائع ہوا کرتے تھے۔ ان میں شبلی نعمانی، شاد عظیم آبادی، شرر، امداد امام اثر، چکبست، نظم طباطبائی، پریم چند، محبوب الرحمٰن کلیم، احسن مارہروی، امیر احمد علوی کے علاوہ سجاد حیدر یلدرم کے انشائیے بھی پڑھنے کو ملتے ہیں۔ ادبی مضامین کے علاوہ علمی میدان میں بھی اردوئے معلیٰ پیچھے نہ تھا بلکہ اس میں فلسفہ، تعلیم، تہذیب وتمدن، سائنس اور اخلاق جیسے موضوعات پر مستند اہلِ قلم کے رشحاتِ قلم شائع ہوا کرتے تھے جن میں حیات الحسن موہانی، خواجہ غلام الحسنین، محمد حلیم انصاری، عظمت اللہ برق، محمد نذیر ہاشمی، مولوی عبداللہ عمادی۔ اسلم جے راج پوری، قاضی تلمذ حسین، اظہر حسن فاروقی، لطافت حسین، اور سلطان احمد کے نام فخر کے ساتھ گنوائے جاسکتے ہیں۔

اردوئے معلیٰ بالراست کانگریس کی حمایت کرتا تھا۔ بالفاظ دیگر ہم بلاخوف تردید یہ کہہ سکتے ہیں کہ اردوئے معلیٰ کے صفحات انڈین نیشنل کانگریس اور اس کی پالیسیوں کے ترجمان تھے۔ اردوئے معلیٰ میں ایسے کئی مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں جن میں مسلمانوں کو کانگریس کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہاں اس بات کا اعتراف نہ کرنا بڑی ناحق شناسی ہوگی کہ جہاں اردوئے معلیٰ نے اردو کے قدیم سرمایہ کو از سرِ نو جلا بخشی ہے۔ اس کے اوراق نے اپنے جگر گوشوں میں سینکڑوں معروف وغیر معروف شعراء کے حالاتِ زندگی اور کلام کے نمونہ کو چھپا رکھا ہے۔ وہیں اس رسالہ نے مسلمانوں کے سیاسی شعور کو

جھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار بھی کیا ہے۔

علم وہنر، ادب وسیاست کے علاوہ حسرت کو تنقید
ری کا بھی غیر معمولی شعور تھا۔ جس کی شہادت میں اردوئے معلی
وہ صفحات پیش کر دینا کافی ہیں جن میں حسرت موہانی نے اپنے
نے کے مشاہیر شعراء و ادباء کی تخلیقات (نظم و نثر) پر
احی غرض سے بلا خوف وخطر تنقید کے نشتر چلائے ہیں۔ تنقید
بصرہ کرتے وقت حسرت گو کہ جذبات سے مغلوب ہو جاتے مگر
بھی ان کی تحریر دشنام طرازی کا شکار نہ ہوتی تھی۔ حسرت کو
ت زبان، اسلوب بیان کی ندرت، موضوعات کا تنوع بہت
بز تھا۔ اور جہاں کہیں وہ فن کی پامالی اور فقدان محسوس کرتے
بدست مجاہد تنقیدی میدان میں کود کر حریف پر حملہ آور ہو جاتے

ے آئین جواں مرداں، حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

اگست ۱۹۰۳ء کے شمارے میں حسرت موہانی کے ایک
یال دوست کا مضمون بعنوان "اردو زبان پنجاب میں" شائع
ا تھا اس مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے ۔ یہ اندازہ لگانے
آسانی ہوگی کہ اردوئے معلی کا تنقیدی مزاج کس قسم کا تھا۔

"۔۔۔ پنجاب کی ایک بھی اردو تصنیف ایسی
نہیں ہے جسے کوئی اہل زبان پڑھ کر زبان
کا قائل ہو، اقبال کا کلام ماشاء اللہ
بہت اچھا ہے۔ ترکیبیں نہایت درست ہوتی
ہیں اور مضامین اکثر بلند طرز بیان پسندیدہ
ہوتا ہے اور سلسلۂ خیالات اکثر نازک و
لطیف۔ لیکن اگر کچھ کمی رہ جاتی ہے تو صحت
زبان کی، جس کی وجہ سے اکثر ان کے کلام
کا سارا لطف خاک میں مل جاتا ہے۔"

اس مضمون کی اشاعت پر رسالہ "مخزن"، لاہور، رہنمائے دکن،
حیدرآباد کے رسائل نے بھی شدید مخالفت کی مگر حسرت بھی
تو مضامین کے جواب سے شرمندہ کرتے رہے۔ اس بحث میں
مہ اقبال نے بھی اعتراضات کے جواب دیئے تھے۔

مولانا الطاف حسین حالی کی تحریر بھی حسرت کے تنقیدی
نشتر کی زد سے نہ بچ سکی۔ فروری ۱۹۰۴ء کے اردوئے معلی
میں حسرت رقمطراز ہیں۔

"بعض اخباروں کی رائے ہے کہ مولانا
حالی کی زبان کی لغزشوں پر ان کی قومی
خدمات کے لحاظ سے اعتراضات نہ کرنا
چاہیئے لیکن یہ مشکل واقع ہوئی ہے کہ ہندستان
کا ایک حصہ بدقسمتی سے ان کی کمالِ شاعری
کا قائل ہے اور ان کی پیروی کو باعثِ
فخر سمجھتا ہے اور جو کچھ خواجہ صاحب کے
قلم سے نکلتا ہے اس کو صحیح قرار دیتا ہے
ایسی حالت میں اگر ان سے زبان کی
کوئی غلطی سرزد ہو تو اس سے چشم
پوشی کرنا گویا دیدہ و دانستہ ایک حصہ
ملک کی زبان کو خراب کرنا ہے۔"

علاوہ ازیں گلزارِ نسیم کے متعلق چکبست لکھنوی اور شرر
کے ادبی معرکہ میں بھی اردوئے معلی نے غیر جانبدارانہ کردار ادا کیا تھا۔
الغرض حسرت کو تنقید نگاری سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ ان کی تنقید
میں قدامت پسندی کا عنصر پایا جاتا تھا۔ وہ دورانِ تنقید الفاظ
کی بندش وگرفت، قواعد کی غلطیاں اور قوافی کی اچھائی یا برائی
پر بہت زور دیتے تھے۔ ان کے یہاں موضوع اور مواد کو بہت کم
اہمیت دی جاتی تھی۔ اسی لئے حسرت کا تنقیدی قلم، اُن کے
صحافتی، ادبی، شاعرانہ اور سیاسی قد سے چھوٹا محسوس ہوتا
ہے۔ حسرت کی تنقید کا جائزہ لیتے ہوئے سید عابد علی عابد
لکھتے ہیں۔

"اگرچہ حسرت موہانی کو مسلّمہ نقّادوں کی
فہرست میں کم جگہ دی جاتی ہے۔ لیکن
راقم السطور کے خیال میں ان کی تالیف
"نکاتِ سخن" اگرچہ مختصر ہے لیکن بہت معرکہ
کی چیز ہے۔"

باقی صفحہ ۲۷ پر

تاریخ تہذیب و تمدن

★ مسعود پیش امام،
نیشنل اردو ہائی اسکول و جونیر کالج، کلیان

مختلف دانشوروں، فلسفیوں اور مؤرخوں نے تاریخ کی تعریف اپنے اپنے انداز میں بیان کی ہے۔ کسی نے تاریخ کو ماضی کی داستان کہا ہے جو دھندلے ماضی سے حال تک کے انسانی ارتقاء کو بیان کرتی ہے اور ان اسباب کی نشاندھی کرتی ہے جس نے ہماری زندگی اور تہذیب کی تشکیل کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں تاریخ، انسانی تہذیب و تمدن کی نشو و نما کا مکمل خاکہ ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔

تاریخ کا بنیادی مقصد انسانی علم کے دائرے کو وسیع کرنا ہے۔ ہم ماضی کو جانے بغیر مستقبل کی طرف پیشقدمی نہیں کر سکتے۔ تاریخ کے مطالعہ کے بغیر موجودہ زمانے کے رسوم و رواج، روایات، اداروں اور زندگی کی قدروں کو سمجھ نہیں سکتے ہیں جو ماضی کی تخلیق ہیں۔

بعض نے تاریخ کو ماضی کے عظیم انسانوں اور عظیم واقعات کی کہانی کہا ہے۔ یہ کہانی انسانی زندگی اور تہذیب کا مفصل اور مسلسل ریکارڈ ہے۔ تاریخ صرف کہانی نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی اور واقعات پر تبصرہ بھی ہے جو آج کے انسانوں کو ماضی کے انسانوں کی غلطیوں اور ان کے نتائج سے واقف کراتی ہے، حال کو خوشگوار بنانے اور مستقبل کو سنوارنے کی تربیت دیتی ہے۔ اسی بات کو یوں بھی کہا گیا ہے کہ تاریخ انسانی تہذیب کی پیش رفت کہانی ہے۔ ابتداء میں انسان جنگل میں حیوانوں کی طرح رہتا تھا۔ بتدریج روٹی کپڑا، مکان اور دیگر ضروریات زندگی کے حصول میں آسانیاں پیدا ہوتی گئیں اور آج انسان مہذب اور متمدن بن گیا ہے جو اپنی ضروریات کو آسانی کے ساتھ پوری کر لیتا ہے۔ آج انسان قدرت کے قوانین کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنے اس علم و معلومات کو اپنی زندگی کی اصلاح کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ آج ہمارے لئے کچے پکے مکانوں میں رہتے ہوئے اس بات کا تصور کرنا بھی مشکل ہے کہ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب ہمارے آباؤ اجداد غاروں میں رہا کرتے تھے، غذا کی تلاش میں در بدر بھٹکتے تھے۔ خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے تھے۔ جنگلی جانوروں، قدرتی آفات، جیسے بجلی کا چمکنا برفباری اور طوفان سے خوف کھاتے تھے۔ انسان نے ان مشکلات کا کس طرح سامنا کیا اور ان پر کس طرح قابو پایا یہ تاریخ کی ایک دلچسپ کہانی ہے۔

تاریخ کے بارے میں تیسرا نظریہ یہ ہے کہ یہ مختلف عہد میں دنیا کے مختلف علاقوں میں ہونے والے واقعات کے

زندہ تصویر ہے جو واقعات کی تفصیل سے بحث نہیں کرتی
ندگی کے اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہے۔ تاریخ
، ان واقعات کو اہمیت دیتی ہے جو انسانی زندگی
تہذیب میں ایک موڑ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان
ص کا تذکرہ کرتی ہے جنھوں نے انسانی زندگی کو بہتر
ے کے لئے ایک اہم رول ادا کیا ہو ۔

پنڈت نہرو نے کہا ہے کہ تاریخ ہمیں بتلاتی ہے کہ دنیا
ہستہ آہستہ کس طرح ترقی کی۔ کس طرح سیدھے
ے جانوروں کی جگہ پیچیدہ جانوروں نے لی اور آخر
سب سے ممتاز جانور یعنی انسان وجود میں آیا۔ اور
ن نے اپنی عقل کے سہارے کس طرح دوسرے جانوروں
قیت حاصل کی۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ کے
ے میں حیوانات سے لے کر انسانی تہذیبی ارتقا تک
وضوعات سمٹ آتے ہیں ۔

موجودہ صدی کے عظیم مؤرخ آرنالڈ ٹائن بی ـــــ
(ARNOLD TOYNBEE) نے تاریخ
یک نئے زاویئے سے دیکھا۔ وہ تاریخ کو انسانوں کی
) تخلیق کا نام دیتا ہے۔ انسان کے اندر وہ قوت ہے
ں کی مدد سے وہ مستقبل کے رُخ کو موڑ سکتا ہے
قوت مغربی تہذیب کو تباہی سے روک سکتی ہے ۔
) کی نظر میں تاریخ تہذیبوں کے عروج وزوال ،
ت کے چیلنج اور ان کے ردِ عمل کی کہانی ہے۔ اسی وجہ
ٹائن بی کو یہ اُمید ہے کہ مستقبل میں مختلف تہذیبیں
، عالمی ریاست کی صورت اختیار کریں گی جہاں قوانین
ئد، مقاصد اور طرز حکومت میں یکسانیت ہوگی ۔

تاریخ سے نوشتۂ تاریخ مراد لی جاتی ہے جو تقریباً
، سے چھ ہزار سالوں پر مشتمل ہے۔ تاریخ نویسی سے
جب تحریر کا فن ایجاد نہیں ہوا تھا قبل از تاریخ
(PRE HISTORIC PERI کا دور کہلاتا ہے۔ لکھنے
ن جب سے ایجاد ہوا ہے تب سے تصنیف وتالیف کی
ار ہوتی ہے۔ تاریخی دور، قبل از تاریخ کے دور سے
بتا بہت چھوٹا ہے۔ ان دونوں ادوار کے درمیانی
ے کو پروٹو ہسٹارک پیریڈ (PROTO HISTORIC RERIOD)
نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مثلاً وادیٔ سندھ کی تہذیب
، راج
جس کا شمار نہ تو تاریخی دور میں کیا جاتا ہے اور نہ ہی اُسے
قبل از تاریخی دور سے منسلک کیا جاسکتا ہے ۔

تاریخ نویسی کا فن بغیر سن (DATES) کے ناقص
ہے ۔ مورخ کی یہ ایک اہم ذمہ داری ہے کہ وہ واقعات
کو پابندِ وقت کرے ۔ واقعات کا سلسلہ وار تعین اور
وقت کا متعین ہونا انتہائی ضروری ہے ۔

مؤرخ کی دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ واقعات
کو ایمانداری اور دیانتداری، غیر جانبداری، سچائی،
اور صفائی کے ساتھ پیش کرے۔ مؤرخ کو ہر قسم کے تعصب
سے پاک ہونا چاہئے جیسے علاقائی، مذہبی، نسلی وغیرہ۔ حقیقت
سے چشم پوشی کرنا اور اسے جان بوجھ کر دوسرا رُخ دینا فنِ
تاریخ کے ساتھ کھلی ہوئی بے ایمانی ہے۔ واقعات کو یوں
بیان کرنا چاہئے کہ اصل بات قاری کے سامنے آجائے۔ مؤرخ
کو نتائج پیش کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ واقعات اور
ان کے پس منظر کو اس طرح پیش کرے کہ حقائق خود بخود
فطری اور منطقی نتیجے تک رہنمائی کریں۔ ایک اچھا مؤرخ
نہ صرف حالات کا مکمل جائزہ لیتا ہے بلکہ حالات کی تفصیل
اس طرح بیان کرتا ہے کہ اس کے اپنے حالات کی پرچھائیں
تک ان پر نہیں پڑتی یعنی یہ کہ وہ غیر جانبداری کے ساتھ سب
کچھ بیان کر دیتا ہے ۔

●●●●

صفحہ ۲۵ سے آگے

قصہ مختصر یوں کہ اردوئے معلیٰ نے ادبی، علمی، سیاسی،
اور تنقیدی میدانوں میں اپنے کارہائے نمایاں سے خوب شہرت
حاصل کی۔ حسرت موہانی نے اس رسالے کو سنوارنے میں اپنی ایڑی
چوٹی کا زور لگادیا۔ مگر اتنی بے لوث خدمات کے باوجود بھی ہم
نے حسرت کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ ان کے لئے ہمارے دلوں
میں بے پناہ محبت ضرور ہے مگر سیاسی میدان میں اس کی
خدمات کو جان بوجھ کر فراموش کیا جارہا ہے جس نے آزادیٔ
وطن کی خاطر جیل میں چکی تک پیسی تھی ۔

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

* عامر برقی اعظمی
ایف - ۲۳، نیول سولین ہاؤسنگ
کالونی، کانجور مارگ، ممبئی ۷۸

باخبر مجھ سے ہے تمام عالم
مجھ سے شفقت خدا نے برتی ہے
ہیں پڑے پائے حضرتِ آدمؑ
میری عظمت تمہوں نے دیکھی ہے
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

کام آجائے چاک دامانی
تم جو اسرارِ زندگی پالو
میں ہوں سربستہ رازِ انسانی
میری تاریخ پر نظر ڈالو
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

میری آغوش میں پلے گوتم
رامؑ نے میری مامتا پائی
میرے زخموں کا ویاس تھے مرہم
کرشن کی مجھ سے تھی شناسائی
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

دشت سے آئے غوری و غزنی
مجھ میں گلزار کی کشش پاکر
عارفِ وقت خواجۂ چشتیؒ
مجھ سے اجمیر میں ملے آکر
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں :

میرا موسیٰؑ سے ربط پاؤ گے
میں نے عیسیٰؑ کی پیروی کی ہے
احمدِ مصطفیٰؐ کی رحمت نے
میری شاداب' زندگی کی ہے
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

منسلک مجھ سے جذبِ ایمانی
اہلِ دل' اہلِ غم مرے ہمراز
مجھ سے قائم وفائے انسانی
مجھ میں جمہوریت کا پنہاں راز
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

ہوں میں ہندو بھی اور مسلماں بھی
سکھ بھی، عیسائی بھی مجھے کہہ لو
دردِ الفت کا میں ہوں درماں بھی
میرے ہر غم کو پیار سے سہہ لو
مجھ کو ہندوستان کہتے ہیں

غزل

* ڈاکٹر اختر نظمی
صدر شعبۂ اردو
کملا راجہ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج
گوالیار نمبر ۴۷۴۰۰۹ (ایم . پی)

دھواں دھواں نظر آتا ہے جاگتا منظر
بہ خواب قرض تھا شاید ہماری آنکھوں پر

تعلقات نہیں تھے کسی مسافر سے
نہ جانے کیسے سفر میں بدل گئی چادر

اُسے ملا، نہ تمھیں مل سکا، نہ مجھ کو ملا
مرا تو نام بھی لکھا تھا اُس کھلونے پر

ہزار بار دکھاوے کی نیکیاں کی ہیں
کئی گناہ کئے اپنے آپ سے چھپ کر

میں اپنا خواب کبھی ٹوٹنے نہیں دیتا
اُبھار لیتا ہوں منظر سے کوئی پس منظر

درخت کاٹ دیا، میں نے اپنے آنگن کا
پڑوسیوں کی پریشانیوں کے پیشِ نظر

یہاں کسی سے کوئی راہ میں نہیں ملتا
کسی سے میں نہیں ملتا کسی کے گھر جاکر

میں فردِ جرم ہوں نظمی یہ بات سچ ہی سہی
میرے گناہ تو لکھے نہیں ہیں چہرے پر!

نابینا

* جاوید بُخاری
دبھاگیہ بھاشہ سنچالیہ، ناگپور

ندھیرے نے اُجالے کی کرن دیکھی ہے
ں آنکھوں کے اندھیروں میں اندھیرا ہی رہا

تیری آنکھوں کے اندھیروں میں اُجالے لیکر
ایک نغمہ ترے ہونٹوں پہ سُلگ اُٹھا تھا
ایک بجلی ترے ہونٹوں پہ تڑپ اُٹھی تھی!
ایک ستارہ تری آنکھوں میں چمک اُٹھا تھا

لیکن وہ گیت جو ہونٹوں پہ سسک اُٹھا تھا
وہ تو اِک درد بھری چیخ تھی نغمہ تو نہ تھا
اور وہ تارہ جو تری آنکھوں میں چمکا تھا کبھی
اِک لرزتا ہوا آنسو تھا ستارہ تو نہ تھا

کل اُچھالے گی زمیں لعل و گہر کے ریزے
تاجِ زر پہن کے آئے گی اُمیدوں کی سحر
شام نکھرے گی کسی سانولی دُلہن کی طرح
رات گائے گی غزل ساز کی انگڑائی پر!

اور تو دُور ۔۔ اک انجان مُسافر کی طرح!
دھوپ کے تپتے ہوئے سایوں میں بیٹھا ہوگا
خُشک ہونٹوں پہ جلائے ہوئے آہوں کے چراغ
اپنے تاریک جہاں میں کہیں کھویا ہوگا

ہر نئی صبح کے ماتھے پہ کھلے گی شبنم
کون چمکے گا تری صبح کی پیشانی پر
. تیری اپنی ہی اِن آنکھوں کی شبِ ظلمت میں
چند تارے بھی جو چمکے ہیں تو آنسو بن کر

ا ج

نئی تاریخ

* خیرات ندیم
مکان نمبر: ۱۶/۶/۲۲۲
عثمان پورہ۔ حیدرآباد (ایم۔پی)

چلو اک بار پھر تجدیدِ پیمانِ وفا کرلیں
خیال و فکر کی راہوں کو چمکانے کا دن آیا
نشاطِ زندگی کی خوبصورت رہگذاروں میں
مہکتی خواہشوں کو اور مہکانے کا دن آیا!

نگاہِ رفعت جس سے ہر قدم پر ہوگئی خیرہ
بہ شکلِ عظمتِ جمہور ہے وہ بانکپن اپنا
چراغِ لالہ و گل جس سے روشن ہو گئے سارے
وہ روحِ شعلہ و شبنم بنا احساسِ فن اپنا

حیات افروز ہے جشنِ مسرّت کا سماں لیکن
شہیدانِ وطن کے خون کو بھی یاد کرلینا
ذرا رک کر نقوشِ اعتبارِ شوق میں اپنے
نئی جیتوں کے ارمانوں کا تازہ رنگ بھرلینا

*

وہ دیکھو صبحِ آزادی کا چہرہ جگمگا اُٹھا
فضا نے ساز چھیڑے کاروانِ رنگ و بو ٹھہرا
عزائم کی جوانی حوصلوں کی تازگی جاگی
گلے تعبیر سے ملنے کو خوابِ آرزو ٹھہرا!

جلا کر مشعلیں اُمید کی راہِ تمنّا میں!
جنوں کے ہاتھ میں ذوقِ عمل کا ساز دینا ہے
نئی تاریخ کے اوراق پر کچھ نام لکھنے ہیں
نئے جشنِ بہاراں کو ابھی آواز دینا ہے

سنجے گاندھی

* عرفان پربھنوی
معرفت حاجی غلام لیسین خاں (جمعدار)
بھوئی گلی، پربھنی (مہاراشٹر)

چمکا، چمک کے پھر یہ ستارہ چلا گیا
افسوس روشنی کا مینارہ چلا گیا

لے کر اُٹھا تھا دیش کی خدمت کا جذبہ جو
صد حیف کہ وہ دیش کا پیارا چلا گیا

قائد تھا نوجوانوں کا جو سارے دیش کے
ہر نوجوان کو جس نے اُبھارا چلا گیا

ماں جس کی خود بھی ایک بہادر ہے دیش کی
اوس ماں کا وہ بہادر دُلارا چلا گیا

کر دو ختم سماج کی ہر اک بُرائی کو
کر کے وہ اتنا اہم کو اشارہ چلا گیا

دے کر کہ تحفہ "پانچ نکاتی" غریبوں کا
ہمدرد، والی اور سہارا چلا گیا

"سنجے اَمر ہے" اور رہے گا سدا امر!
نام اپنا کر کے یار ہمارا چلا گیا

جاتا ہے اپنے وقت پہ عرفان ہر کوئی
لیکن یہ وقت سے پہلے بے چارہ چلا گیا

غزل

• ڈاکٹر نایاب لکھنوی
۷، وہن گلی، نیاپورہ، مالیگاؤں

جمالِ حُسن کو خود بے حجاب کس نے کیا
نظر نظر کو مری کامیاب کس نے کیا

تری نگاہِ کرم کا نہیں ہے فیضِ کرم
تو ایک ذرّے کو پھر آفتاب کس نے کیا

حقیقتوں کو فسانہ بنا دیا کس نے
وجودِ بحر کو مثلِ سراب کس نے کیا

فقط تبسّمِ لب دیکھتی رہی دنیا
ہمارے زخموں کا لیکن حساب کس نے کیا

د نا تھی ہم میں کہاں قیسؔ و کوہکن کی طرح
سوال کر کے ہمیں لاجواب کس نے کیا

غمِ حیات کا بارِ گراں اُٹھانے کو
انھیں سے پُوچھو ہمیں انتخاب کس نے کیا

ہے ہم پہ پھولوں کی بارش جو پتھروں کے عوض
جہانِ عشق میں یہ انقلاب کس نے کیا

تمام اہلِ ہوس کو ہے جستجو اس کی
کہ میری خاک کو گردوں جناب کس نے کیا

میں جانتا تو ہوں لیکن بتاؤں کیوں نایابؔ
مری حیات کو رنگین خواب کس نے کیا

کلوز اَپ : ایک پنجرے کا

مَراٹھی تخلیق : نریندر لوڈکے
اُردو ترجمہ : بَدیع الزماں خاور
پوسٹ : داپولی ۔ ضلع رتناگیری

دُور سے دکھائی دے رہے ہیں کچھ دھبّے کالے رنگ کے
ذرا قریب آؤ گے تو تصویر صاف ہونے لگے گی
ایسا محسوس ہوگا کہ بے معنی نظر آنے والا ایک اُلجھاوا
یعنی تیلیوں کی ایک پکّی گانٹھ ہے
اور پھسلتی ہوئی آنے والی لکیریں یعنی
ایک پنجرے کی تیلیاں ہیں
آڑی کھنچی ہوئی موٹی لکیر یعنی
ایک سیدھی ڈنڈی ہے
جس پر بیٹھا ہے ایک طوطا پَروں کو سمیٹے ہوئے
اُس کی آنکھوں میں ہے باہر کے آسمان کا
ایک بوند بھر عکس ....
اور ذرا قریب آؤ گے
تو محسوس ہوگا کہ لکیریں تمہارے ہی چاروں طرف سے
رِس رہی ہیں

بیچ میں تم !
پاؤں کے نیچے فرش کی جگہ ڈنڈی
آنکھیں بہ یک وقت خشمگیں اور مجبُور
کچھ سمجھنے کی کوشش کرتی ہوئی
نہ سمجھ سکنے کے سبب بغاوت پر تُلی ہوئی
یہ ایک تصویر ہے
تم تصویر دیکھ رہے ہو، ایسا احساس دِلاتی ہوئی
دُوری پر ایک اور ہجوم !
اُن کو لگ رہا ہے — یہ تصویر ہے
یا صرف دھبّے کالے رنگ کے ؟

●●●●●

✲ مجیب الرحمٰن بزمی
"قصرِ بزمی" رحمت کالونی،
ڈورنڈا ، رانچی نمبر ۲

پھُول مہکا کیے ہم سُلگتے رہے یاس و اُمید کے درمیاں دوستو
ایک شاداب پیکر تصوّر میں ہے ایک حسرت ہے دل میں جواں دوستو

زندگی آگ ہے زندگی راگ ہے، زندگی حُسن و وہم و گماں دوستو
"زندگی موتیوں کی ڈھلکتی لڑی" زندگی رنگِ گُل کا بیاں دوستو"

عُمر بڑھتی گئی، زیست گھٹتی رہی، خونِ دل کا یونہی رِزہوتا رہا!
دِل کے اوراقِ سادہ پہ لکھتا رہا وقت بے وقت کی داستاں دوستو

تاج جو سنگِ مرمر کا شہکار ہے چاند کا آئینہ، فن کا معیار ہے
عظمتِ فن کی ضامن ہوتی ہیں مگر دستِ مزدُور کی اُنگلیاں دوستو

ذہن میں کوئی دُھندلا سا خاکہ نہیں کوئی جلوہ نہیں، کوئی چہرہ نہیں
پچھلے خوابوں کا منظر تو سب جل گیا رہ گیا صرف اُس کا دھواں دوستو

اپنی ہی ذات کے کرب کا سانحہ پردۂ شعر میں، میں رقم کر گیا
میرے لہجے میں آفاقیت آگئی معترف ہوگیا اک جہاں دوستو

ذہنِ بزمی پہ چھائی جو یادوں کی دُھند اشک پلکوں پہ اُس کے لرزنے لگے
شامِ غم کے گھنے جنگلوں میں مگر بن گیا اشک سی کہکشاں دوستو

راشد جمال فاروقی
ویر بھدر

خوشنما خوش رنگ گلدستے سجا کر لے گیا
اور زیرِ آستیں خنجر چھپا کر لے گیا

گھل گئی تو قطرہ قطرہ اور آخر بجھ گئی
ایک سیلِ درد مجھ کو بھی بہا کر لے گیا

اُتنا سورج دیکھنے کی اُس کو حسرت ہی رہی
کینوس پر شام کے خوں رنگ منظر لے گیا

سرحدِ امکان سے آگے بہت آگے تھا میں
نوچ کر میرا انجانے کون شہپر لے گیا

اُس کو کچھ تو چاہیے تھی یادگار اس شہر کی
وہ تری گلیوں کے کچھ پتھر اُٹھا کر لے گیا

خود تو بزدل تھا مگر ہر سمت خطرہ دیکھ کر
اپنی لرزیدہ ہتھیلی پر مرا سر لے گیا

نومی راج

قتیل راجستھانی
گلوری اپارٹمنٹس، آئی۔ سی۔ کالونی
ماؤنٹ پوائنسر، بوریولی (ویسٹ)
بمبئی نمبر ۴۰۰۰۹۲

ادب سے ذوقِ نظر کو سلام کرتے ہیں
تمہارے جلوے مرا احترام کرتے ہیں

وہ رخ بھی کرتے نہیں ہیں غریب خانے کا
یہاں یہ حال کہ روز اہتمام کرتے ہیں

غرورِ حسن ذرا احتیاط رکھ تو بھی!
ہم آج فیصلۂ انتقام کرتے ہیں

فضائیں روکشِ انوار ہیں ترے دم سے
ستارے سنتے ہیں، غنچے سلام کرتے ہیں

ہمیں تو کچھ طلبِ جام و مے نہیں ساقی
ترے خلوص کا ہم احترام کرتے ہیں

انھیں کا آج کوئی قدرداں نہیں ہے قتیلؔ
جو زندگی کے تقاضوں کو عام کرتے ہیں

سکندر عرفان (ایم۔ اے)
معرفت ریلوے بک اسٹال، کھنڈوہ (ایم پی)

چھا رہا ہے جو ترنم کا نشہ آخرِ شب
ہے مرے ٹوٹے ہوئے دل کی نوا آخرِ شب

کربِ تنہائی، یہ افسردہ فضا آخرِ شب
کچھ عجب درد کا احساس ہوا آخرِ شب

سینۂ چرخ پہ مشرق کی طرف میرا لہو
صورتِ نظم بکھرتا ہی رہا آخرِ شب

روشنی میں تو مرے ساتھ تھا سایوں کا ہجوم
اب مرے ساتھ ہے بس میری وفا آخرِ شب

صبح آئے گی مسرت کے اُجالے لیکر!
اسی اُمید پہ کرتا ہوں دعا آخرِ شب

چشمِ مخمور میں ہولے سے چلی آئی ہے
نیند پہنے ہوئے پلکوں کی قبا آخرِ شب

دن کی باہوں سے لپٹ کر جو ہوا تھا زخمی
اس نے ہنستے ہوئے دم توڑ دیا آخرِ شب

کیسے کہلاؤں میں عرفانؔ تمھیں حسنِ غزل
اوڑھے آتی ہے وہ خوابوں کی ردا آخرِ شب
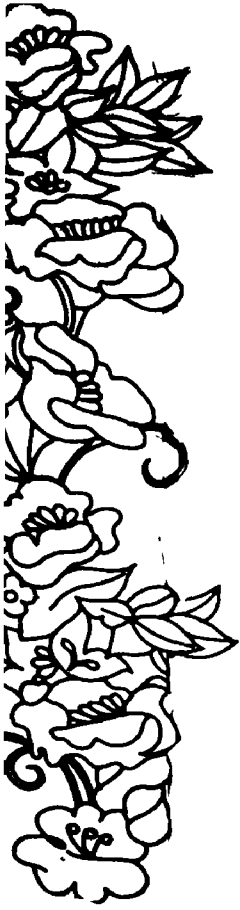
۱۷ دسمبر کو وزیراعلیٰ شری اے۔آر۔ انتولے ناگپور میں حضرت بابا تاج الدینؒ کی درگاہ پر حاضر ہوئے اور مزار پر چادر چڑھانے کے بعد فاتحہ پڑھی۔ اس سے قبل درگاہ کے سجادہ نشین نے وزیراعلیٰ کی دستار بندی درگاہ کے احاطہ میں کی۔
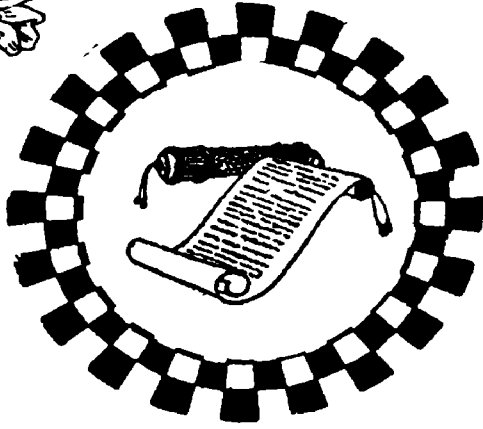
وزیراعلیٰ شری اے. آر. انتولے نے ناگپور میں مجلسِ قانون ساز کے اجلاس کے دوران اپنی سرکاری رہائش گاہ 'رام گیری' پر خصوصی طور پر تیار کردہ پنڈال میں لوگوں سے فرداً فرداً اُن کی شکایات اور تکالیف سُنیں، بعض معاملات میں آپ نے بر وقت فیصلہ لیتے ہوئے مصیبت زدہ لوگوں کی شکایات کا ازالہ کیا اور بعض میں آپ نے متعلقہ افسران کو ضروری ہدایات دیں.

زیرِ نظر تصاویر میں وزیر اعلیٰ جنتا دربار میں ایک نابینا اور ایک معذور شخص کی فریاد بغور سن رہے ہیں.

گورنر مہاراشٹر شری او. پی. مہرا نے ۴ دسمبر
کو راج بھون میں مسلح افواج کے 'یوم پرچم' کے موقع
پر چندہ جمع کرنے کی مہم کا آغاز کیا۔
شریمتی موہنی کلکنی نے گورنر کے کوٹ پر
فلیگ لگایا۔ شریمتی ستیہ مہرہ بھی دیکھی جا سکتی
ہیں۔

گورنر مہاراشٹر شری او. بی. مہرہ نے ۲۸ دسمبر
کو ہاؤس آف سوویٹ کلچر 'ریلیشن ریجن' کی
جانب سے ۱۹۸۱ء کے 'سوویٹ لینڈ نہرو ایوارڈ'
پانے والوں کو انعامات تقسیم کئے۔
شاردا مندر، ششو مندر، احمد آباد کے
ماسٹر گونجن بھاؤ گورنر موصوف سے انعام لے
رہے ہیں۔

یورپی پارلیمانی وفد' ۲۷ نومبر کو صبح ممبئی
کے سانتا کروز ہوائی اڈے پر اترا۔ جہاں شری
شرد دیگھے' اسپیکر مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی'
اور شری شنکر راؤ جگتاپ' ڈپٹی اسپیکر مہاراشٹر
لیجسلیٹو اسمبلی نے اُن کا خیر مقدم کیا۔ یہ اسی
موقع کی تصویر ہے۔

پلاسٹک اینڈ لینالیم ایکسپورٹ کونسل
کے زیر اہتمام ۱۸ رنومبر کو بمبئی میں ایئر انڈیا
سبھا گر بہار پر منعقدہ تقریب میں وزیر مالیات
شری رام راؤ اڈک کونسل کی ''۲۵ ۔ ویں
ڈائرکٹری'' کا اجراء کرتے ہوئے ۔ موصوف
کے بازو میں کونسل کے صدر شری چندر کانت
سیٹھ دیکھے جا سکتے ہیں ۔

OOO

OOO

وزیر برائے زراعت شری بھگونت راؤ
گائیکواڑ ۔ ۲۵ رنومبر کو بھاوی لوک نامی
ادارے کی جانب سے سولاپور ضلع کے تعلقہ
بارشی میں شری شیواجی پرسارک منڈل گوڑ
گاؤں کے ڈائرکٹر شری جناردھن گھنشیام
لوہوکرے کو منڈل کے لئے ...,۲۵ روپے
کا چیک پیش کر رہے ہیں ۔

OOO

OOO
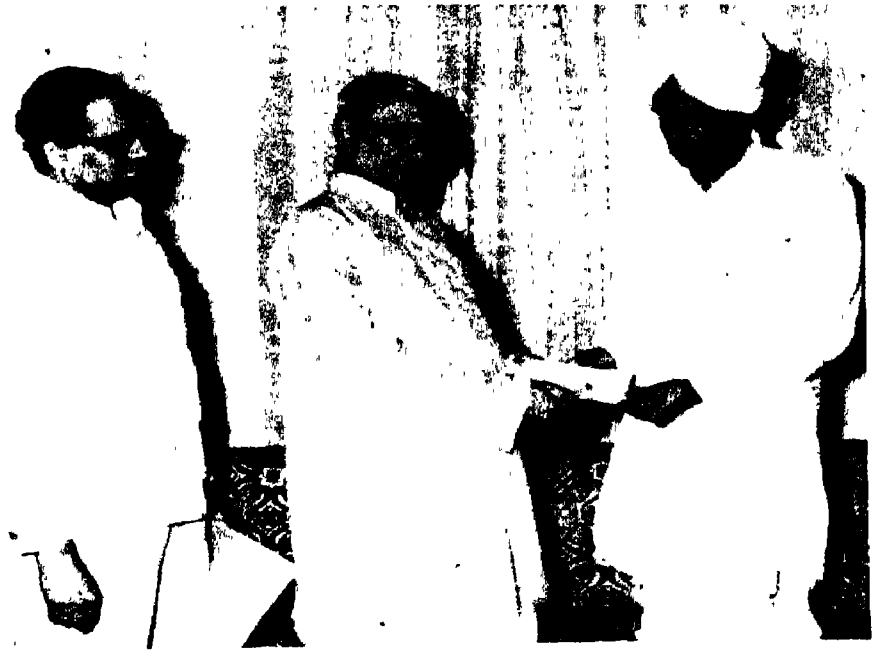
''یوم اطفال'' کے موقع پر ریاست مہاراشٹر
کے ڈائریکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ
پبلک ریلیشنز اور دادر بوک سبھا کے اشتراک
سے 'شیو پاروتی ویکاس ٹرسٹ' کے کم سن
موسیقاروں کا ایک پروگرام شیواجی پارک
میں منعقد کیا گیا ۔ بچوں کے اس آرکسٹرا کو معروف
موسیقار شری شنکر راؤ کلکرنی نے ترتیب دیا تھا

ر تصویر میں سشری بابا صاحب
، وزیر برائے قانون و عدلیہ
ہی ترقیات (بائیں طرف سے دوسرے)
بیبی سے ایک معذور لڑکے کو
عی پاؤں کے بل پر بائیسکل چلاتے
دیکھ رہے ہیں ۔ وزیر موصوف
ا میں پونے کے قریب واقع وانور
صنوعی اعضاء کی تیاری کا مرکز
گئے تھے ۔

معذور اشخاص اعلیٰ ماہرانہ کام کرنے کے قابل ہو گئے ہیں جس کا ایک نمونہ نیچے کی تصویر یں دیکھا جا سکتا ہے ۔

ئع کردہ: شری ونود راؤ، ڈائریکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی نمبر ۳۲۔
مطبوعہ: گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی